ماہوار صحت جسمانی رسالہ

اشاعت خاص

"تجدید اعادۂ شباب اور درازیٔ عمر"

جس میں اس اہم اور دلچسپ مسئلہ پر اردو زبان میں سب سے پہلی مرتبہ سیر حاصل
بحث کیگئی ہی۔ اطباء قدیم کے خیالات اور جد وجہد کی کیفیات کے ساتھ یورپ کے
موجودہ تمام مشہور محققین شباب کے مفصل مضامین اور تازہ ترین خیالات
براہ راست حاصل کر کے درج کئے گئے ہیں۔ مضامین کی تشریح تصاویر
سے کی گئی ہے۔ ہر مضمون نگار کی تصویر کا خاص اہتمام کیا گیا ہی۔

جلد ۳ جولائی سنہ ۱۹۳۴ء نمبر ۱

فہرست مضامین

...ت سالانہ ایک روپیہ (عہ) ممالک غیر سے دو روپے (عہ؍)

فی پرچہ (۲؍) دو آنے

اگر آپ ہمدرد صحت کے باقاعدہ خریدار ہیں

تو

یہ اشاعت خاص آپکو مفت پیش کیجائیگی!

اس اشاعت خاص کے معمولی ایڈیشن (بلحاظ کاغذ) کی قیمت چھ آنے ہے اور اعلیٰ ایڈیشن دس آنے کا ہے "ہمدرد صحت" کی قیمت صرف ایکروپیہ ؏ سالانہ ہے۔ تو کیا یہ مناسب نہوگا کہ آپ باقاعدہ خریدار بنکر یہ اشاعت خاص مفت حاصل کریں۔ جون ۱۹۳۵ء میں آپکے ہاتھ میں ہمدرد صحت کی مکمل جلد ہوگی۔ جسکی ضخامت تقریبًا ایکہزار صفحات ہوگی اور سینکڑوں عکسی تصاویر، بیسیوں صفحات کی دستی تصاویر، اعلیٰ کتابت۔ طباعت، ان سب کے علاوہ ہندوستان کے تمام اعلیٰ طبی مضمون نگاروں کی بلند خیالات اور محققین یورپ کی تحقیقاتوں کے نتائج آپ براہ راست ہمدرد صحت میں دیکھ سکینگے۔ یہ تمام چیزیں آپ صرف ایکروپیہ سالانہ ادا کرکے حاصل کرسکتے ہیں۔ یاد رکھئے۔ ہمدرد صحت ہی ایک ایسا رسالہ ہے۔ جو طبیبوں اور عوام کیلئے یکساں مفید اور ضروری ہے اشاعت خاص آپکے ہاتھ میں ہے۔ خود غور کرکے فیصلہ کرلیجئے

نوٹ: رسالہ کی قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجنے میں تین آنہ کی کفایت ہے، وی۔ پی ایکروپیہ پانچ آنہ میں پہنچتا ہے +

منیجر ہمدرد صحت، ہمدرد منزل، لال کنواں دہلی
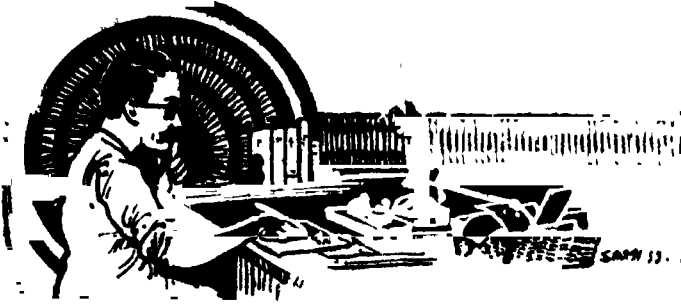
از منیجر ہمدرد صحت دہلی۔

قلمی معاونین اپنے مضامین ہر مہینے کی بیس تاریخ تک دفتر میں بھیجدیں آیندہ رسالہ میں مضامین کی اشاعت کی اُمید اس تاریخ تک کی جاسکتی ہے +

ہمدرد صحت ایک خاص معیاری رسالہ ہو اسلئے ضروری نہیں کہ ہر مضمون سمیں درج ہو ہی جائے اگر مضمون رسالہ کے معیار کے مطابق نہوا تو وہ مضمون شکریہ کیساتھ واپس کر دیا جائیگا

رسالہ کے انتظامی امور کے متعلق تمام خط و کتابت خادم مینیجر سے کیجائے مضامین یا دیگر خاص مسائل میں اڈیٹر کو متوجہ کیا جائے ایسے خطوط پر لفظ "اڈیٹر" لکھدینا چاہیئے۔

اکثر اصحاب دواخانہ کے وی پی پارسلوں میں رسالہ کی قیمت وصول کر لینے کی ہدایت فرماتے ہیں یہ طریقہ کفایت کے لحاظ سے مناسب ہے لیکن رسالہ کی قیمت دفتر کو اس وقت تک نہیں ملتی جب تک دواخانہ میں وی پی وصول نہ ہو جائے اس صورت میں رسالہ کے اجرا میں کچھ دیر ہو جاتی ہی اُن اصحاب کو اس دیر کیوجہ کا خیال رکھنا چاہیئے +

جو شائقین رسالہ کا وی پی طلب فرماتے ہیں اسوقت ہمکو بہت تکلیف محسوس ہوتی ہو کیونکہ انکو خواہ مخواہ تین آنہ کا زیر بار ہونا پڑتا ہی۔ رسالہ کی قیمت اگر منی آرڈر سے بھیجی جائے تو ایکروپیہ دو آنہ خرچ ہوتے ہیں لیکن وی پی (۵/؁) میں پہنچتا ہے +

دواخانہ کا دفتر اور رسالہ کا دفتر اور انکے انتظامات علیحدہ علیحدہ ہیں بعض صحاب دواخانہ کے تمام شعبوں کے متعلق ہدایات فرماتے ہیں جو بعض اوقات کافی انتظامی پیچیدگیاں پیدا کر دیتا ہے ان اصحاب کو چاہیئے کہ کم سے کم ایک لفافہ ضرور خرچ کر دیا کریں اور سمیں ہر شعبہ کے نام علیحدہ علیحدہ خطوط لکھیں

رسالہ ہر مہینے کی پانچ تاریخ کو قطعی شائع ہو جایا کریگا سوائے ناگہانی آفت کے اور کوئی چیز پابندی وقت میں مانع نہیں ہو سکتی ۔

رسالہ قطعی طور پر پانچ تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے گذشتہ سال میں ایکبار بھی رسالہ ایکدن کی تعویق سی شائع نہیں ہوا ہندوستان کے ہر گوشہ میں بہر حال چار یا پانچ روز تک رسالہ پہنچ جانا چاہیئے لیکن تعجب ہے کہ رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت اکثر ایک ایک ماہ یا اس سے بھی بعد میں کیجاتی ہی اس سلسلہ میں گذارش ہو کہ ہر خریدار کو اپنی ڈاک کا معقول بندوبست کرنا چاہیئے۔ اگر پندرہ تاریخ تک رسالہ نہ پہنچے تو فوراً دفتر کو اطلاع دینی چاہیئے تاکہ مکرر روانہ کر دیا جائے اگر ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ تک شکایت موصول نہوئی تو رسالہ بلا قیمت نہیں بھیجا جائیگا

ہمدرد صحت کی توسیع اشاعت میں کوشش کر کے آپ اسکی سب سے بڑی امداد کر سکتے ہیں — منیجر

اشارات!

ہمدرد صحت کی اشاعت خاص!

تعینِ وقت ہمدرد صحت کی اشاعت خاص، جس کا تذکرہ دو تین ماہ سے ہو رہا ہے، آج آپکے سامنے ہے۔ ناظرین کی زحمت انتظار تو حسب اعلان ۵ جولائی کو ختم ہو گئی۔ لیکن اس تعینِ وقت نے ہمارے بعض اور "منصوبوں" کو برسر عمل نہیں آنے دیا۔ اسمیں بھی کوئی شک نہیں کہ اگر مقررہ تاریخ کا اعلان سامنے نہوتا۔ تو ہم میں بھی تساہل اور عدم پابندی کی وہ کیفیت پیدا ہو جاتی، جو آجکل اردو صحافت پر عموماً طاری ہے۔ اور جسکے خلاف ہمدرد صحت ابتدا ہی سے برسر پیکار ہے۔ اس سلسلہ میں ہمکو بعض اوقات واقعی سخت تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن یہ تکلیفیں اُس مسرت کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ جب ہم پانچ تاریخ کو پابندی وقت کی "مہم" سے کامیاب نکلنے کے بعد محسوس کرتے ہیں۔

اس اشاعت میں اگر کچھ تعویق بھی ہو جاتی اور اسکے لئے ہم واقعی عذرات پیش کرتے تو وہ یقیناً مسموع ہوتے۔ کیونکہ ہمارے بعض کرمفرما صاحبوں کے مضامین آج ۳۰ جون تک نہیں پہنچے۔ ایک عنایت فرمانے آج مضمون بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جو غالباً کل دفتر میں پہنچیگا۔ دو ڈھائی سو صفحہ کے مضامین کی ترتیب۔ کتابت، طباعت صحت اور ہر قسم کی نگرانی اور اسکے ساتھ دواخانہ کی تمام ذمہ داریاں، اور چند دن کی مہلت، اگر خدا برتر کی توفیق شامل حال نہو تو اس "مہم" کی سرکردگی مشکل ہی ہے۔ تاہم امید ہے کہ تمام مشکلات کے باوجود رسالہ وقت پر شائع ہو جائیگا۔ میرے لائحہ عمل کے مطابق طباعت کا کام ۲۰ جون کو شروع ہونا تھا لیکن ایسا نہو سکا۔ ہر کام کیطرح طباعت کے کام میں بھی خوبی پیدا کرنے کے لئے اطمینان اور وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو اسقدر دیر میں شروع ہونے کی صورت میں ذرا مشکل ہے۔

دیگر ابواب اشاعت خاص کی موجودہ ترتیب کا خاکہ میں نے بہت پہلے سے بنا لیا تھا اسکے مطابق اپنے اور دوسرے صاحبوں کے کاموں کو منظم کرتا رہا، میرے خاکہ میں موجودہ ابواب کے ساتھ چند اور باب بھی تھے مثلاً "طب یونانی اور تجدید اعادہ شباب" اور "تجدید و اعادہ شباب کا مستقبل" اور "اعترافات" وغیرہ۔ اول الذکر کے متعلق میں نے ماہرین فن کو توجہ دلائی میں خود بھی اسپر غور کر رہا تھا لیکن میں کافی مواد حاصل نہیں کر سکا محمد کبیر الدین صاحب نے بھی ہمنوائی فرمائی۔ فاضل تبصرہ نے دوسری ہی نقطہ نظر سے روشنی ڈالی ہے۔ حکیم مولوی محمد عبد اللطیف صاحب لکھنوی کا مضمون ابھی نہیں پہنچ سکا۔ بہت ممکن ہے کہ انہوں نے اس میدان کو سر کیا ہوا میں نے خاص طور سے آپکو اسطرف متوجہ بھی کیا

مستقبل اعادہ شباب کے مستقبل کے متعلق بعض قلمی معاونین نے کچھ روشنی ڈالی ہے۔ لیکن میں تمام متعلقہ پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے بحث کرنی چاہتا تھا۔ اسکے لئے مجھے بعض کتابوں کی ضرورت محسوس ہوئی لیکن وہ نہیں مل سکیں۔ مجبوراً اس خیال کو فی الحال چھوڑنا پڑا بہرحال مستقبل کے

متعلق ان صاحبان نے جو کچھ بھی لکھا ہو لیکن اب میں اسکو صرف ایک فقرہ میں بھی بیان کرسکتا ہوں اور وہ یہ ہو کہ اعادۂ شباب کے مستقبل کا انحصار نظام غددی کی مزید تحقیق اور عملیات غدد کی مزید تدقیق پر ہو۔ آپریشن، خواہ اشتائناخ کا ہو۔ یا واروناف کا ہمارے مقصد کو پورا نہیں کرسکے،

باب اعترافات

اعترافات سے مقصد یہ تھا کہ ان لوگوں کے حالات وخیالات براہ راست یا بالواسطہ حاصل کرکے شائع کئے جائیں جو تجدید کے موجودہ طریقوں میں سے کسی کے معمول ہوچکے ہیں۔ اس سلسلہ میں میری نظر سب سے پہلے اندور کے سیٹھ سرسروپ چند حکم چند پر پڑی جنہوں نے جنوری ۳۰ء میں ڈاکٹر وارونان کو ہندوستان بلاکر عملیہ تقلیم کرایا تھا۔ اسوقت اس اپریشن کے متعلق اخبارات میں کافی چرچا ہوا تھا اور سیٹھ صاحب کے مختصر بیانات بھی آئے تھے۔ لیکن وہ بیانات اپریشن کے کچھ عرصہ بعد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اب تین چار سال کے بعد نتائج پر غور کرنیکا مناسب موقع تھا۔ اگر سیٹھ صاحب ہماری استدعا قبول فرمالیتے۔ تو ملک انکے تجربات سے مستفید ہوتا۔ تاہم سیٹھ صاحب نے ہمارے ایک نمائندہ سے اتنا ضرور فرمایا کہ اس اپریشن میں ڈھائی لاکھ روپیہ خرچ ہوئے تھے اور اس سے انکو کوئی فائدہ نہوا۔

سیٹھ صاحب کے علاوہ ایک دو جگہ اور لکھا گیا۔ لیکن کسی نے تفصیل سے کام نہیں لیا۔ اس عدم اظہار میں ہندوستانیوں کی فطری کمزوری کو بڑا دخل ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملہ میں کامیابی اور ناکامی کی ذمہداری علم وسائنس پر ہو۔ نہ کہ ان معمولوں پر جو اکثر طبی سائنس سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اور بطور خود کوئی فیصلہ کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔

اسکے بعد خیال ہوا کہ محققین یورپ کی کتابوں سے انکے معمولوں کے حالات کا اقتباس کیا جائے لیکن اس سلسلہ میں ہمارے پیش نظر ہندوستانی معمول تھے۔ اسکے علاوہ براہ راست اظہار خیال کو بہرحال ترجیح حاصل تھی۔ آخرکار لفٹنٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب کو لکھا گیا ڈاکٹر صاحب اس فن کے ہندستان میں سب سے پہلے ماہر ہیں اور تجدید شباب کے سینکڑوں عملیات کرچکے ہیں لیکن وقت کی کمی یہاں بھی مانع ہوئی۔ بہرحال ان وجوہ کی بنا پر کہا جاسکتا ہو۔ کہ یہ اہم عنوان بے توجہی اور قلت وقت وغیرہ کی نذر ہوگیا ✤

معذرت

یہی "وہ منصوبے" تھے۔ جنکا ذکر اشارتاً اولین سطور میں کیا گیا ہو۔ اگر وقت کچھ اور ساتھ دیتا۔ تو ممکن تھا کہ فراہمی سامان نظر کی مزید کوشش کیجاتی لیکن ساعت نظارہ قریب آگئی اور کوشش کا دروازہ بھی تقریباً بند ہوچکا۔

توفیق باندازہ ہمت ہو ازل سے ۔ آنکھوں میں ہی وہ قطرہ جو گوہر نہ ہوا تھا

اسمیں کوئی شک نہیں کہ میں نے بھی اپنے معمولی روزانہ کاموں اور اہم ذمہ داریوں کے باوجود جسقدر وقت بچ سکتا تھا تمام اس اشاعت کیلئے وقف کردیا تھا ورنہ یہ جو ہوسکا یہ بھی نہیں ہوسکتا۔ اب اگر صاحبان نظر کو فردوس نظری کا سامان نظر نہیں آتا تو اسکے لئے معذرت ضروری ہے۔ جو امید ہے کہ قابل قبول ہوگی۔ اگر موقع ہوا تو انشاءاللہ آیندہ اشاعتوں میں تلافی مافات کی بھی کوشش کی جائیگی ✤

موجودہ ابواب

اس اشاعت خاص کی موجودہ ترتیب میں "نظریات" "تشریح وتبصرہ"، "تاریخ فکر" "تجدید واعادۂ شباب کے قدرتی ذرائع" "تجدید واعادۂ شباب اور ویدک"، "تجدید شباب کے دوائی ذرائع" مستقل ابواب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ "نظریات" کا باب تجدید شباب کے جدید نظریات کی تفصیل کیلئے قائم کیا گیا ہو۔ اس تفصیل کیلئے جیساکہ قارئین کو معلوم ہو۔ خود صاحبان نظریات سے براہ راست رجوع کیا گیا تھا۔ غالباً یہ بہتر طریق تھا۔ اسکا سب سے بڑا فائدہ یہ تھا کہ علاوہ اس حسن تفصیل کے جو صاحب نظریہ اپنے نظریہ کی کرسکتا ہو۔ ہمکو انکے خیالات کی تازہ ترین تبدیلیوں کا بھی علم ہوسکتا تھا جو اور ذرائع سے ممکن نہ تھا، پروفیسر اشتائناخ، وارونان، کارل ڈوپلر، جاورسکی تجدید اعادۂ شباب

کے متعلق اپنے اپنے نظریات رکھتے ہیں۔ میں نے ان چاروں کو متوجہ کیا۔ انکے ساتھ ڈاکٹر اسولڈ شوارز کو بھی لکھا جو اس مسئلہ میں ایک نقاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آخر الذکر تینوں صاحبان کے مفصل مضامین پہنچ گئے جو شریک اشاعت ہیں۔ اوّل الذکر دونوں صاحبان کے مضامین نہیں آسکے اسکی وجہ جیسا کہ معلوم ہوا یہ ہے کہ وہ اکثر اوقات اپنے مستقر سے دور رہتے ہیں۔ واروناف کا بہت کم وقت پیرس میں گذرتا ہے۔ اشتائناخ اب شہر کو چھوڑ کر زیادہ تر قصبات اور گاؤں میں قیام رکھتے ہیں۔ موصوف کی عمر کا بھی تقاضا ہے کہ ان میں استغنائی کیفیت پیدا ہو جائے چنانچہ ویانہ میں جو شخص ملاقات کے لئے جاتا ہے تو وہ یا تو اس گاؤں میں پہنچ جاتا ہے جہاں یہ محقق قیام پذیر ہوتا ہے یا موصوف ہی اس شخص کی خاطر ویانہ میں تشریف لے آتے ہیں +

نظریات تجدید اعادہ شباب کی اشاعت خاص میں اشتائناخ اور وارونا ف کے نظریات کی عدم تفصیل یا ایک ایسی کمی ہوتی جو ہرگز قابل معافی نہ ہو سکتی۔ اس صورت حال میں مجبوراً ہمکو ان دونوں کی تصنیفات کیطرف رجوع کرنا پڑا اشتائناخ کا ایک مختصر اور جامع رسالہ انتخاب میں آگیا اور وارونا ف کے نظریہ پر بھی ایک مختصر مضمون لکھنا پڑا مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۵ بہر حال موجودہ باب نظریات میں تجدید و اعادہ شباب کے اُن تمام نظریات کی تفصیل یکجا ہے۔ جو کافی شہرت حاصل کر چکے ہیں انکے علاوہ اور نظریات بھی ہیں لیکن وہ مکمل صورتیں ابھی ہمارے سامنے نہیں آئی ہیں۔

تشریح و تبصرہ نظریات کے بعد "تشریح و تبصرہ" کا باب ہے جسمیں ان نظریات کی تشریح اور تبصرہ ہے۔ اسی باب میں وہ مضامین بھی درج کئے گئے ہیں جو نظریات کی تشریح کے ذیل میں نہیں آئے لیکن تجدید اعادہ شباب پر ایک خاص نقطہ نظر سے تبصرہ ہے۔ اگر اس قسم کے تبصروں کو ایک علیحدہ باب میں جگہ دی جاتی تو اسمیں بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہونیکا احتمال تھا۔ ترتیب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہونی چاہیئے کہ انسان ذہنی پیچیدگی کے بغیر تمام چیزوں کو اپنے سامنے سلجھا ہوا پائے ورنہ وہ ترتیب نہ ہوگی، بے ترتیبی ہوگی۔ اس اشاعت میں خاص طور سے اسکا خیال رکھا گیا ہے +

ترویج فکر کاموں کی کثرت، غور و فکر کی فراوانی کا لازمی نتیجہ اضمحلال ہوتا ہے۔ جب آپکا دماغ نظریات اور تشریح و تبصرہ پر غور کرتا کرتا تھک جائے تو ترویج فکر" کا باب اس اضمحلال کو دُور کرنے میں نہایت "مفید" ہوگا اور اس سے انشاء اللہ فکر کے پھیپھڑوں میں پرواز کا آکسیجن بھی کافی مقدار میں جذب ہوگا۔ "ترویج فکر" اردو، فارسی، نظموں اور کارٹونوں اور افسانے پر مشتمل ہے۔ لفٹنٹ کرنل جناب ڈاکٹر بھولا ناتھ صاحب کو تجدید شباب اور دیدک پر اظہار خیال کی دعوت دیگئی تھی لیکن آپنے اس نقطہ نظر سے اظہار خیال سے معذرت چاہی۔ اسکی بجائے ایک فارسی نظم ارسال فرمائی ہرچند کہ یہ نظم ایک فارسی شاعر کے رنگ و زمین میں لکھی گئی ہے۔ تاہم علوئے تخیل کی مظہر اور سلیس ہے۔ کرنل بھولا ناتھ پرانے زمانہ کے ان با وضع لوگوں میں سے ہیں جن پر ہندوستانی تہذیب بجا طور پر ناز کر سکتی ہے۔ انگریزی زبان میں اعلیٰ قابلیت کے علاوہ اردو، فارسی، عربی وغیرہ زبانوں پر ماہرانہ شان کے مالک ہیں۔ اردو فارسی دونوں زبانوں میں نظم کی قدرت بھی ہے۔ دوسری نظم اردو کے مشہور شاعر نواب سراج الدین احمد خانصاحب سائل دہلوی کی ہے۔ آپنے شباب پر ایک مریض کے نقطہ نظر سے روشنی ڈالی ہے۔ اس بڑھاپے میں شباب کے متعلق حضرت سائل کی یہ "ہجو" معلوم نہیں کس نظر سے دیکھی جائیگی۔ ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی کا افسانہ "ڈاکٹر استرخوناف" اپنے میں بہت سی دلچسپیاں اور مفید معلومات رکھتا ہے۔ ہمدرد صحت کے آرٹسٹ مسٹر سمیع کے کارٹون بھی "ترویج فکر" کا ایک جزو ہیں۔ اگر ڈاکٹر وارونا ف اپنے عملیہ کے اس "تجربہ" کو دیکھ لیں تو ہم اُن سے عرض کرینگے کہ یہ کارٹون "ترویج فکر" کے باب میں ہیں جس کا مقصد محض ترویج فکر ہے اور کارٹون بجائے خود ایک تفریح ہے

قدرتی ذرائع | ناظرین کو یاد ہوگا کہ مئی کے ہمدرد صحت (اشارات) میں مضامین کیلئے جن عنوانوں کیطرف میں نے اشارہ کیا تھا انمیں ایک عنوان "عوام کیلئے ہدایات" بھی تھا۔ اسکا مقصد جیسا کہ ظاہر ہے یہ تھا کہ اسکے تحت عوام کیلئے ایسی مفید ہدایات لکھی جائیں جن سے وہ تجدید اعادہ شباب کے مقصد کو بغیر کسی خرچ کے حاصل کر سکیں ہر شخص تو ڈاکٹر وارونا ف اشتائناخ کا اپریشن نہیں کرا سکتا۔ اسکا امکان نہ اب ہے اور نہ آیندہ اسکی توقع کیجا سکتی ہے ایسی صورتمیں عوام کیلئے صرف وہ ذرائع ہی کارآمد ہو سکتے ہیں۔ جو قدرت نے تجدید شباب کیلئے عام کر دئے ہیں۔ اگر انسان غور کرے تو وہ ذرائع ہمارے لئے بالکل کافی ہیں اور انکے اختیار کر لینے کے بعد کسی عملیہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ یہ عنوان بہت ہی ضروری تھا لیکن افسوس کسی صاحب قلم نے اسپر توجہ نہ فرمائی۔ مجبوراً یہ خانہ پوری میں نے کر دی ہے۔

اعادہ شباب اور ویدک | تجدید اعادہ شباب در یونانی طب کے متعلق عرض کیا جا چکا ہے ہمکو وید کسے بھی قدیم ملکی فن ہونیکی حیثیت سے دلچسپی اور ہمدردی ہے۔ تجدید اعادہ شباب کے متعلق اگر ویدک نقطہ نظر سے کچھ ثابت کیا جا سکتا ہے۔ تو یہ چیز ہمارے لئے اور ہمارے ملک کیلئے یقیناً باعث فخر ہو سکتی ہے۔ تجدید شباب اور ویدک کے باب میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ وید ک کی مستند کتابوں کے حوالہ سے لکھا گیا ہے۔ پنڈت اوپندر ناتھ صاحب نے جو بحث کی ہے وہ دلچسپی رکھنے والوں کیلئے کارآمد ہے۔ مجھے وید کسے کچھ واقفیت حاصل نہیں لیکن یہ بات ضروری تھی اسوجہ سے کچھ کرنا ہی پڑا۔ اگر وید صاحبان یا وہ حکما جو ویدک سے واقفیت رکھتے ہیں اگر اس باب میں کچھ خامی دیکھیں تو معذور خیال فرمائیں +

دوائی ذرائع | آخری باب "تجدید و اعادہ شباب کے دوائی ذرائع" کا ہے اسمیں اول شباب آور مفردادویہ کے افعال و خواص سے بحث کی گئی ہے لفٹنٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب کا مضمون آیوڈائڈس اور دوسری دواؤں سے تجدید شباب ڈاکٹری نقطہ سے لکھا گیا ہے جو ہمارے لئے لائق مطالعہ ہے، دوسرا باب مجدد شباب و معید شباب مرکبات کے انتخاب پر مشتمل ہے، امید ہے کہ یہ باب بھی دلچسپی لینے والے اصحاب کی توجہ کی کشش کا باعث ہوگی ماسکے بعد انتقاد و سوالات وجوابات کا حسب معمول سلسلہ ہے۔

تصاویر | اشاعت خاص پر ایک سرسری نظر ڈالنے کے بعد اب میں تصاویر کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں گذشتہ اشاعت میں عرض کیا گیا تھا کہ مضمون نگار اصحاب اگر اپنے مضامین کے ساتھ تشریحی تصاویر بھیجینگے تو انکو شائع کرنیکی پوری کوشش کیجائیگی اسیطرح مغربی محققین کو بھی لکھا گیا تھا لیکن تعجب ہے کہ کسی نے اسکو ضروری نہ سمجھا۔ یورپ کے مضمون نگاروں نے تو خیر معذرت کی ہمارے ہموطنوں نے تو اسطرف خیال بھی نہیں کیا۔ اسکے باوجود اشتائناخ کے مضمون کیساتھ اشتائناخ کی تصویر اور اسکے دو معمولوں (چوہے اور انسان) کی تصاویر شائع کی جارہی ہیں۔ وارونا ف کی کتاب جسکی تصاویر دیجا سکتی تھیں ایسے وقت پر پہنچی کہ بلاک سازی کا وقت نکل چکا تھا +

لیکن مضمون نگاروں کی تصاویر کے اہتمام کا جو قصد کیا گیا تھا وہ پورا ہوا اس لحاظ سے اس اشاعت خاص کو بہترین طبی مضمون نگاروں (سوائے میرے اور منیجر صاحب کے) کی تصویروں کا ایک البم کہا جا سکتا ہے، علامہ ادیب حکیم مولوی محمد یوسف صاحب نیر کی تصویر تقریباً بیس سال پہلے کی ہے۔ اسمیں علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ اور ایوب سلیم مرحوم ابن حکیم مولوی محمد یوسف صاحب نیر کی تصویر بھی شامل ہے علامہ شبلی رح کی یہ تصویر بقول حکیم صاحب موصوف انکی آخری تصویر ہے، اسکو ہمدرد صحت کی خوش بختی کہئے کہ علامہ شبلی رح جیسے بزرگوں سے بھی اسکو کسی نہ کسی طرح تقریب حاصل ہو گئی۔ جناب مکرم ڈاکٹر محمد عثمان صاحب کا فوٹو بھی آج سے آٹھ نو سال پہلے کا ہے۔ جناب محترم حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب کو بھی ناظرین نے اس ہئیت دستاری میں شاید نہ دیکھا ہوگا اسوقتی تبدیلی کی ذمہ داری مصوری

کی آب وہوا پر ہو۔ بہر حال اس تحریر کا مقصد یہ ہو کہ ان حضرات کیلئے آپ تجدید شباب کے عملیات کو غیر ضروری نہ سمجھیں۔ بلکہ ان کو آپ اسکی واقعی ضرورت ہو اور وہ کافی بوڑھے ہو چکے ہیں۔

سرسری نظر ضخامت کے مسئلہ کو مضامین کے تحت رکھا گیا تھا لیکن اندازہ تھا کہ یہ سلسلہ دو سو صفحات پر ختم ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اب خالص مضامین کے صفحات کی تعداد دو سو ہو اور ۸ اصفحات میں تصاویر ہیں۔ اسکے علاوہ دواخانہ کے اشتہار ہیں۔ ایسے اہم مسئلہ پر ایک ہی ماہانہ رسالہ کی اسقدر ضخامت یہ بھی طبی صحافت میں پہلی چیز ہو۔ کاغذ کے لحاظ سے اسکے دو ایڈیشن شائع ہو رہے ہیں اعلیٰ ایڈیشن میں بہترین ولائتی کاغذ اور اسکی تصاویر و ٹائیٹل کیلئے اعلیٰ آرٹ پیپر کام میں لایا گیا ہو معمولی ایڈیشن میں رسالہ کا حسب معمول کاغذ لگایا گیا ہے۔ لیکن کتابت اور طباعت کا اہتمام دونوں کیلئے بہر حال بہتر کیا گیا ہو۔ اس لحاظ سے ہمدرد صحت کا معمولی ایڈیشن بھی دوسرے بعض رسائل کے اعلیٰ ایڈیشنوں سے بہتر ہو۔ ٹائیٹل بھی معمولی ایڈیشن میں یک رنگا ہو اور اعلیٰ ایڈیشن میں دو رنگا ہو ٹائیٹل بھی نیا بنوایا گیا ہو جو بے معنی تصاویر کا مجموعہ نہیں ہو بلکہ بامعنی اور دلچسپ ہے۔ آئیڈیا یہ ہو کہ دو بوڑھے مرد و زن جو دراز عمر تو ہیں لیکن شباب نے انکا ساتھ چھوڑ دیا ہو۔) حسرت و یاس سے ایک نوجوان جوڑے کو دیکھ رہے ہیں جن کا ساتھ آج کل "وقت" دے رہا ہو۔ یہ بڑے میاں کے کندھے پر ایک تیز اور دھار دار آلہ ہو "وقت" ہیں جو بظاہر اچھے خاصے نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں لیکن مکان کو قطع کرنے میں ذرا نہیں چوکتے۔ کل اس حسرت زدہ مرد و زن کے ساتھ تھے آج اس نوجوان جوڑے کے ساتھ ہیں۔ گویا اس ٹائیٹل میں شباب اور عمر دراز دونوں کے تخیل کا تمثیل موجود ہے۔ معنی کی ندرت اور رنگوں کے خاص امتزاج رنگین ٹائیٹل اعلیٰ ایڈیشن کا ہو اسنے ٹائیٹل پر واقعی شبابی کیفیت پیدا کردی رسالہ کا معمولی ایڈیشن چار ہزار چھپ رہا ہے، اور اعلیٰ ایڈیشن صرف ایک ہزار تقریباً نصف تو انشاءاللہ پانچ تاریخ کو ہی پوسٹ ہو جائیگا رسالہ کے باقاعدہ خریدار تو اسکے مستحق ہی ہیں کیونکہ ایک اشاعت نذر تعطیل ہوئی۔ اب فیصلہ کیا گیا ہو کہ اشاعت خاص کا معمولی ایڈیشن جدید خریداروں کو بھی نذر کیا جاوے۔ جو صاحب اعلیٰ ایڈیشن کے خواستگار ہوں۔ ان کو ایک روپیہ میں چار آنہ اضافہ کرکے بھیجنے چاہئیں

تجدید، تجدید ممکن ہو کہ ہم سے پوچھا جائے کہ اس اشاعت کے مقاصد کیا ہیں۔ کیوں اسپر اسقدر رجحان کا ہی کیگئی؟ اور دوسروں کو کیوں آمادۂ کار کیا گیا؟ اسقدر صرف کثیر کے کیا وجوہ ہیں وقت کے اسقدر ایثار کو کیوں کام میں لایا گیا ہو۔ ان تمام سوالات کا میں صرف ایک مختصر یک لفظی جواب دے سکتا ہوں اور وہ "تجدید" ہے تجدید شباب ہمارا مقصد نہیں ہو سکتا۔ اسکی اگر ضرورت بھی ہوئی تو تیس چالیس سال کے بعد ہوگی۔ اسقدر پیش بندی بھی وبال شباب بن سکتی ہو، جن صحاب کو اس سے تجدید و اعادہ شباب کا کام لینا ہو وہ ایسا ضرور کریں کیونکہ اس کا ظاہری مقصد یہی ہو لیکن ہمارا مقصد اس اشاعت خاص سے تجدید شباب نہیں، بلکہ طب قدیم کے جسد بیجان کی تجدید ہو، اردو کی موجودہ طبی صحافت ایک مضحکہ خیز چیز ہو اور اسکی بے وقعتی صاحبان نظر میں مسلم ہو، ہمدرد صحت کی اشاعت خاص اُردو کی طبی صحافت کی تجدید کیطرف سب سے پہلا قدم ہو۔ ہمدرد صحت ایکسال سے نکل رہا ہو۔ اگرچہ اول ہی دن سے اس کا اپنا ایک مستقل راستہ تھا اور اسکے ہاتھ میں تجدید کا علم بلند تھا۔ لیکن اب ضرورت تھی کہ اس تجدید کا ایک نیا عملیہ کیا جائے۔ جس سے اسکی قوت کار میں مزید اضافہ ہو جائے۔ گویا ہمدرد صحت کا "تجدید اعادہ شباب نمبر" خود ہمدرد صحت کی تجدید ہو؛

ہمدرد صحت کی تجدید کا لفظ جو ہر وقت استعمال کیا گیا ہو وہ دماغ کی کسی ادبی التہاب کا نتیجہ نہیں ہو، بلکہ حقیقتاً ہمدرد صحت کی تجدید کے مزید سامان کرلئے گئے ہیں۔ میں نے بھی اب اسکے لئے زیادہ وقت نکالنے کا قصد کیا ہے۔ ہندوستان کے تمام مشہور

باقی مضمون نگاروں کی قلمی معاونت بھی ہمدردِ صحت کو حاصل ہے۔ اسکے علاوہ یورپ کے ان اہلِ فکر و قلم جن سے اب تک تعلقات قائم ہو چکے ہیں ہمدردِ صحت کے قلمی معاون رہیں گے۔ آیندہ اس سلسلہ کو اور زیادہ وسیع کیا جائیگا۔ جس سے ہمدردِ صحت کے ناظرین یورپ کی جدید ترین طبی تحقیقات اور مشاہیر کے آراء و افکار سے باخبر رہیں گے۔

یورپ اور امریکہ کا جو طبی لٹریچر اس وقت دفتر میں آتا ہے۔ اس سے استفادہ کا اب تک کوئی خاص بندوبست نہ تھا لیکن اس کے ترجمہ و اقتباس کا معقول انتظام کر لیا گیا ہے۔ اسی ذیل میں یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ دفتر میں ایک شعبہ تالیف و تصنیف جلد قائم ہو جائیگا، مکتبہ ہمدردِ صحت کا اعلان اسی اشاعت میں کیا جا رہا ہے۔ بہرحال ہمدردِ صحت کی ترقی و استحکام کیلئے جو عملی تجاویز سامنے آئیں گی۔ ان پر عمل درآمد کی کوشش کی جائیگی +

یقین ہے کہ انشاء اللہ اردو زبان میں ایک ایسا طبی رسالہ مستقلاً ہمارے سامنے ہوگا۔ جسکو طبِ قدیم کے علمبردار فخر کیساتھ دنیا کے سامنے پیش کر سکیں گے اور یہ خواب اب کثرتِ تعبیر سے پریشان نہ رہے گا اور اگر مشیتِ ایزدی نے ہم کو شاہدِ مقصود کی ہمکناری سے محروم بھی رکھا تب بھی ہم اس میدان میں ایسے مستقل نشانات چھوڑ جائیں گے جو آنے والوں کیلئے مشعل راہ ہوں گے +

دادیم ترا از گنجِ مقصود نشاں
گر ما نہ رسیدیم تو شاید برسی

نذرِ تشکر

میں شکریہ کے رسمی استعمال کا عادی نہیں ہوں لیکن آج میرا دل غیر معلوم اسباب کی بنا پر اس طرف مائل ہے۔ لیکن قلمی معاونین نے اس اشاعتِ خاص کے لئے جسقدر توجہ اور اعانت فرمائی وہ حقیقتاً رسمی اور غیر رسمی شکریہ سے بالاتر ہے خصوصاً جناب مکرم ڈاکٹر محمد عثمان خاں صاحب نے ایسی حالت میں لکھکر بھیجا۔ جب کہ آپ کے بھائی صاحب کا انتقال ہو چکا تھا اور دوسرے بھائی کی علالت کی وجہ سے پریشان حال تھے۔ .... اس حالت میں مضمون کے لئے دل و دماغ کو آمادہ کرنا ڈاکٹر عثمان ہی کا کام ہے۔ ہماری دعا ہے۔ کہ خدا ہمارے مکرم کو جلد اطمینانِ کلی عطا فرمائے +

اسی طرح مجھے مکرم حکیم مولوی محمد ظہیر علی صاحب کا شکریہ بھی لازم ہے۔ جنہوں نے اس اشاعت میں خاص طور پر میری عملی معاونت فرمائی +

یکم جولائی ۱۹۳۴ء

عبدالحمید

صفحہ

ملاحظہ

قارئین کو معلوم ہوگا کہ ہمدرد صحت کی اِس اشاعت کے لئے یورپ کے موجودہ محققین شباب میں سے پرفیسر اشتائناخ ڈاکٹر کارل دوپلر اور ڈاکٹر وارو ناف اور ڈاکٹر جادو رسکی اور ڈاکٹر اسولڈ شوارز کو متوجہ کیا گیا تھا انہیں سے کارل ڈوپلر، جادو رسکی اُو اسولڈ شوارز کے مضامین دفتر میں پہنچ گئے ہیں اور آیندہ صفحات میں شائع ہو رہے ہیں لیکن پروفیسر اشتائناخ اور وارو ناف کے مضامین ابھی نہیں پہنچ سکے اسکی وجہ غالبًا یہ ہو کہ یہ دونوں صحاب اکثر اپنے مستقر سے دُور رہتے ہیں۔ اور بہت کم ایک جگہ قیام رکھتے ہیں۔ اسکے علاوہ دوسری وجہ یہ بھی ہو کہ مضمون کے لئے انکو وقت بھی کم دیا گیا تھا۔ تاریخ مقررہ تک انتظار کرنے کے بعد دو ہی صورتیں تھیں کہ یا تو ان کو دوبارہ متوجہ کیا جائے یا کچھ اور انتظار کیا جائے۔ لیکن دونوں صورتوں میں رسالہ کی معینہ تاریخ اشاعت میں تعویق کا اندیشہ تھا۔ جس کو ہم بقدر امکان کسی طرح برداشت نہیں کر سکتے تھے لیکن اعادہ شباب کی اشاعت خاص میں اگر اشتائناخ اور وارو ناف کے نظریات کا اندراج نہ ہو۔ تو یقینًا اسکو غیر مکمل حیثیت حاصل ہوگی اب اسکے سوا کوئی چارہ نہیں ہی کہ ان دونوں محققین کے نظریات کی تفصیل کے لئے ان کی تصنیفات کیطرف رجوع کیا جائے۔ اس سلسلہ میں پروفیسر اشتائناخ کے ایک مختصر اور جامع رسالہ کا انتخاب کیا گیا جس کا نام (Biological- Methods Against The Process of old Age) ہی اس میں موصوف نے اپنے نظریہ کی تشریح تجربات اور دوسرے ڈاکٹروں کی رپورٹوں کی روشنی میں کی ہے اور انداز تحریر بھی عام فہم ہے۔ اسکے ترجمہ کے لئے ہم کو وقت صرف کرنیکی ضرورت پیش نہیں آئی کیونکہ ہمارے مکرم لفٹنٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب اسکا ترجمہ کر چکے ہیں۔ ہمدرد صحت میں بھی یہی ترجمہ شائع کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر وارو ناف کے نظریہ کی تشریح مختصر طور پر میں نے کر دی ہے۔

محققین یورپ کے انتخاب کے وقت میرے سامنے ایک اصول تھا اور وہ یہ تھا کہ اعادہ شباب کے جتنے نظریات نے شہرت حاصل کر لی ہے ان کی تشریح خود صاحبان نظریہ سے کرائی جائے۔

ڈاکٹر ہیلن جادو رسکی، کا نظریہ گو اس قدر مشہور تو نہیں ہوا ہی جسقدر کہ اشتائناخ اور وارو ناف کے نظریات نے شہرت حاصل کی ہے۔ تاہم جادو رسکی اپنے نظریہ پر کامل اعتماد رکھتا ہی۔ اور اسکو عوام کے لئے زیادہ مفید اور کم خرچ بتاتا ہی۔

اشتائناخ اور وارو ناف کی شہرت کے غلغلہ میں کارل ڈوپلر کی صدا گو صاف سُنائی نہیں دیتی لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ ڈوپلر کے نظریہ کی بنیادیں نہایت محکم ہیں۔ خود اشتائناخ، اپنے لیکچروں اور تحریروں میں ڈوپلر کی تعریف کرتا ہے +

ڈاکٹر اسولڈ شوارز کسی خاص نظریہ کے بانی نہیں ہیں۔ لیکن انکی نظر ان تمام نظریات پر ہی اور اب تو انہوں نے اپنے خیالات میں روحانیت کو داخل کر لیا ہی اور بقول خود گویا مشرقی حکما کی سرحد کے قریب پہنچ گئے +

بہرحال یہ موقع اِس سے زیادہ تفصیل کا نہیں ہے۔ اسوقت تو آپ اسی پر اکتفا کیجئے +

پروفیسر اشتائناخ اور ڈاکٹر وارو ناف کے مضامین جب وصول ہونگے تو وہ رسالہ کی آیندہ اشاعتوں میں شائع ہوتے رہیں گے +　　　"ہمدرد صحت"

پروفیسر اشتائناخ PROF. STEINACH

بڑھاپے پر حیاتیاتی مقابلہ

از پروفیسر یوزین اشتائناخ - ایم - ڈی - ویانہ

مترجمہ :- لفٹنٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب - ایم - بی - سی - ایچ - بی - (آڈنبرا) ایم - ڈبلیو ایل این - آر - (برلن)

۱۹۱۰ء میں پہلی مرتبہ عملی تجربوں سے ثابت ہوا کہ بائد از تقلیم یعنی سالم خصیتین یا اس کے اجزاء کے ایسے قلم ذات الثدی (چھاتیوں اور تھن والے) حیوانات میں لگانے ممکن ہیں۔ جو مستقل طور پر کار آمد افعال سر انجام دیں ایسے حیوانات میں جو بچپن ہی میں خصی (آختہ) کر دیئے گئے تھے، قلم (خصیوں کے پیوند) لگانے کے بعد جسدی Somatic اور نفسی جنسی خصوصیات Psychic Sex-Characteristics نشو و نما پا کر درجہ کمال کو پہنچیں اور بڑھاپے تک اسی حالت پر رہیں۔ ایسے خصی شدہ حیوانات میں جو بوڑھے اور از کار رفتہ ہو گئے تھے عمل تقلیم سے تناسلی خصوصیات از سر نو پیدا ہو گئیں اور جذبات فطری بھڑک اٹھے۔

ایسے حیوانات میں جن میں قلم لگائے گئے ہیں تولیدی اجزا Generative Elements تو بتدریج نیست و نابود ہو جاتے ہیں لیکن دروں افرازی اجزاء Endocrine Elements نہ صرف مستقل طور پر اپنی معمولی ساخت اور پورے فعل کو بحال رکھتے ہیں بلکہ ان میں کافی تکاثر بھی ہو جاتا ہے۔ ان مشاہدات سے یہ ثابت ہو گیا کہ کامل ذکوری اور انانی آلات کا نشو و نما، اور ان سے تعلق رکھنے والے لازمی افعال کا ظہور، اپنی جسدی اور نفسی خصوصیات کے اعتبار سے خصیتین کی دروں افرازی فعلیت کے تابع رہتے ہیں۔ علاوہ بریں اس تجربے نے بیماروں پر استعمال کرنے کیلئے عمل تقلیم کے عملی و علمی طریقوں کی بھی بنا ڈالدی امریکہ کے لیسپی ناس Lespinasse ویانہ کے لختنسٹرن Lichtenstern لیوسرن کے لڈسٹن Lydsten اور اسٹوکر Stocker اور دوسرے ماہرین نے اس عملیہ سے، آختگی کے ان نتائج کو رفع کرنے کا کام لیا جو مرض سل یا کسی حادثہ سے خصیتین کی تباہی کے باعث پیدا ہو گئے تھے۔ ویانہ کو فوراً ثانی

Hamdard-i-Sehat, Delhi.
"REJUVENATION NUMBER"
JULY 1934.

پروفیسر اشٹائناخ - ایم - ڈی - ویانہ
Professor Eugen Steinach, M.D., Vienna.

Foramiti اور شکاگو کے تھورک Thorek
ے اکتشافی قطع و برید کی بنیاد پر یہ ثابت کر دیا صحیح
ل کے مطابق خصیہ کی تعلیم کرنے کے ڈیڑھ سال
بھی قلموں کے درون افرازی اجزا نسیجی اعتبا
معتدل کیفیت میں تھے اس طرح عمل تقلیم
یاب ہوگیا۔

بعد ازیں مذکورۃ الصدر تحقیقاتوں کی مزید
نے یہ ظاہر کر دیا کہ بڑھاپے کی علامات کا درون
زی تدابیر سے دور کرنا ممکن ہے۔ چنانچہ ۱۹۲۰ء
جب پہلی مرتبہ انسانوں پر کامیاب تجربات کی
ات شائع ہوئیں تو یہ خیال کیا گیا کہ عمل تقلیم
نعال باز تقویت Reactivation کا ذریعہ
تھورک Thorek اسٹانلے Stanley
اور Wilhelm گریگوری Gregory
ے استادوں نے اپنے معالجات کے نہایت
تائج شائع کئے اور مشتر مریضوں پر جو تقلیمی
نہوں نے استعمال کیا وہ ایسے صدمہ زدہ
تھے، جن کو اس خطرے سے نکال دینا پڑا
کے رہنے سے دوسرے عوارض پیدا ہونے
ہ تھا۔ ایسے خصیوں کے قلم گرم حالت ہی
دیئے گئے مگر انسانی مواد کے انتخاب کی
کلات کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا بلا تکلف درست
طریقہ شاذ و نادر ہی استعمال کرنے کی قابل
رہیگا۔

تاہم علم الحیات کے اصول پر بڑھاپے سو
لے کے وسائل کا عموماً دستیاب اور بڑے
پیمانے پر قابل استعمال ہونا صرف اسی وقت ممکن
ہوا جب میں نے اسے بیرونی مواد کے حصول مثلاً
خارجی ذریعہ سے ہارمونز Harmones
نکالنے کی مشکلات سے آزاد کر دیا۔ اس وقت سو
میرے تجارب کے اطمینان وہ اور بار ہا کے آزمودہ
نتائج نے بتلا دیا ہے کہ ایک چھوٹے اور قطعی بےضرر
عملیہ وازولگیچر[1] Vasoligature کے ذریعہ
سے یہ ممکن ہے کہ مریض کے خصیتین کو جو ازکار
رفتہ ہوگئے ہیں، قوی کر کے ان کی درون افرازی
فعلیت کو از سر نو تنومند کر دیا جائے۔ درون افرازی
غدد کے باہمی تعلقات کی وجہ سے یہ باز تقویت
لازمی طور پر پورے درون افرازی نظام کو یکبارگی
مستعد کر دیتی ہے اور اس کے اس جدید اشتراکیہ
عمل کی بدولت تمام نظام جسمانی میں نئی حرکت کے
آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔

اس طرح درون افرازی فعلیت کو متحرک کرنے
والی لہر بھی وازولگیچر کے ذریعہ انسان کے اندر دوڑ جاتی
ہے۔ جیسا کہ میرے تجربات اور مریضوں پر بار ہا کے امتحان
سے عیاں اور ثابت ہو چکا ہے اس عملیہ سے جو نہایت کارگر عضوی
ترکیبات پیدا ہوتی ہیں ان کے مظاہر میں سے ایک یہ ہے کہ درون
افرازی جوہر از سر نو قوی ہو کر تمام جسم میں باز تقویت پیدا کر
دیتا ہے اور دوران خون میں تیزی اور خود خون میں زیادتی
پیدا ہو جاتی ہے جو بافتوں کی باز تولید کیلئے ضروری ہے۔
برلن کے پیٹر شمٹ Peter Schmidt
کوپن ہیگن کے ساند Sand
نیویارک کے بنجامن Benjamin

---

[1] ہو کہ پروفیسر شتائناخ نے اس رسالہ کی اشاعت کے باوجود عملیہ مذکور مزید کو ترقی دیکر ایک اس سے بھی بہتر عملیہ ایجاد
ہ انہوں نے Vaso-resection رکھا ہے گذشتہ سال جب میں ویانہ میں تھا تو میں نے دیکھا کہ وہ پہلے عملیہ کو چھوڑ کر اب
یہ کو اختیار کر رہے ہیں اور ہندوستان واپس آکر میں نے بھی اپنے کچھ کم دو سو مریضوں پر یہی عملیہ کیا ہے۔ مترجم ۱۲۔

اور ہم دیانہ ان پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے ثابت کیا کہ خون کا انتہائی دباؤ وازو لگیچر کے بعد کسی حد تک کم ہوتا جاتا ہے پھر چند ماہ کے بعد دوبارہ کسی قدر بڑھتا لیکن بالآخر نسبتاً ایک ہلکا دباؤ قائم رہتا ہے اور اسی نتیجہ پر وہ لوگ بھی پہنچے جنہوں نے ہمارے بعد تحقیق کی۔ چونکہ آلات خون اس عملیہ کے بعد پھیل جاتے ہیں اس لئے اعضاء میں خون زیادہ مقدار میں پہنچتا ہے۔ جس کی پہچان یہ ہے کہ زرد مسوڑے سرخ ہو جاتے ہیں اور جسم کے نمایاں حصوں (مثلاً کان اور انگلیوں کی مابینی جھلیوں) میں سرخی جھلکنے لگتی ہے۔ ہاتھوں اور پیروں میں سردی سے کپکپی پیدا ہو جانی بند ہو جاتی ہے۔ رعشہ دور ہو جاتا ہے اور عام شکل و شباہت نسبتاً تندرست نظر آنے لگتی ہے۔

ہم سنٹیاگو راجلی کے ولہلم کے اس اہم تجربہ کے ممنون ہیں کہ وازو لگیچر کے اثر سے خون کے سرخ ذرات کی تعداد اور ہیموگلوبین کی مقدار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کیفیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جسم میں آکسیجنی تصرف کی واضح اصلاح ہو گئی جیسا کہ برلن کے لووی Loewy اور زانڈک Zondek نے بتلایا ہے ان اصحاب نے مختلف بیماروں کے قاعدی تحول Basal Metabolism کی صحیح پیمائش کرنے کے بعد معلوم کیا کہ سن رسیدہ اشخاص جو آکسیجن کا استعمال کم کرتے ہیں وازو لگیچر کے بعد زیادہ استعمال کرنے لگتے ہیں اور از سر نو اس کی مقدار اتنی ہی ہو جاتی ہے اور جو عوائل عمر کے ساتھ مخصوص ہے۔ جسم کے وزن کا اضافہ۔ جلد کا ملائم اور چمکدار ہو جانا۔ بالوں کا سیاہ قوی نشو و نما ہونا عضلات میں تازہ جان پڑ جانا اور بیشتر حالات میں قوت باصرہ کا بھی ترقی کر جانا۔ یہ ایسے نتائج ہیں جن کو جملہ ڈاکٹر جو وازو لگیچر کے عامل ہیں خوب جانتے ہیں وازو لگیچر کے متذکرۃ الصدر نتائج بالکل اسکے مطابق ہیں جو آزمائشی تجربوں اور خورد بینی تحقیقات سے بار بار ثابت کئے جا چکے ہیں +

عضلات کے گھٹے ہوئے تقبض کے از سر نو بحال ہو جانے کا تمام و کمال مطالعہ ولہلم نے نہ صرف ڈائنومیٹری پیمائش کی بنا پر کیا بلکہ زیادہ باریک بینی کے ساتھ ماسو کے ارگوگراف Ergograph of Mosso سے بھی (جس سے جملہ غلطیاں بالائے طاق رہجاتی ہیں) ایسے مریضوں کے ذریعہ سے کیا جنہوں نے آلہ مذکور کو خود پر استعمال کیا تھا معلوم ہوا کہ عضلات کی قوت کئی کلوگرام بڑھ جاتی ہے اور وہ مستقل طور پر قائم بھی رہتی ہے

پریگ کے روزیکا Ruzicka نے باز تقویت کی ایک نہایت روشن اور بین شہادت پیش کی ہے۔ اُس نے ثابت کیا ہے کہ کہولت کے عالم میں خلیے کا جسم بتدریج ٹھٹھر جاتا ہے جس کیفیت کو ہسٹریسیس Hysteresis کہتے ہیں ہائیڈروجن آین Hydroganlon کی گاڑھی آمیزش کو جسم کی مختلف رطوبتوں اور آب خو پر استعمال کر کے اسکے تجربات کئے گئے وازو لگیچر کے بعد معلوم ہوا کہ بائیو کولائڈ کم ٹھٹھرے ہوئے اور مادہ حیات کے حیاتی کیمیاوی خواص نے از سر نو ویسی خصوصیات حاصل کر لیں جیسی کہ عالم شباب میں پائی جاتی ہیں یہ کہولت اور شباب کی حالت کیمیاوی ردِ فعل ہے۔ ان تجارت سے روزیکا قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ بڑھاپے کی علامات کا دینا ایک خاص حد تک یقینی ہو گیا ہے۔

اس عملیہ کے ظاہری اثرات کے متعلق

و پر ذکر ہو چکا ہے اور جو آیندہ بیان کئے جائیں
ہمیت دینا ضروری ہے کیوں کہ ان تجارب نے
شباب کے پورے مسئلہ کو باطینت کی بحث
سے بچا لیا، نیز ابتدائی اور بعض ذاتی اعتراضات
ر کر دیا جو اس غیر جانبدارانہ قطعی سائنٹیفک
خلاف اٹھائے گئے تھے۔

ہمیں اس امر کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ
کے وسائل سے پیری کی علامات کو زائل
ے خیال اور ان تجارب کے خلاف جن سے
یا گیا تھا کہ ایسا ہونا ممکن ہے گذشتہ سالوں
تعصب برتا گیا اور احتجاج کیا گیا ہے۔ اس
کے ذمہ دار شاید دو وجوہ تھے۔ اول یہ کہ اب
اپے کی کمزوریوں کا مطالعہ اور معالجہ زیادہ
علامات کو فرداً فرداً لے کر کیا گیا ہے۔ اور یہ
جیسا کہ معلوم اور معروف ہے طبی مصروفیت
وسیع میدان پر حاوی ہیں اس لئے یہ بات
بالکل نئی اور عجیب نظر آئی کہ وہ علامات جو
کی بنائی ہوئی قطعی محدود اور روائتی مسلّمہ
ں نہیں کرتیں بلکہ فعلیاتی زوال کے دائرے
رکھتی ہیں اور جو معمولی یا قبل از وقت انحطاط
ہیں ان کا باعدہ مقابلہ عام حیاتیاتی اصول
کرنا چاہیئے۔ اس لئے ایک ایسے طریقہ علاج
تی جو حیاتیاتی اصول کے تحت ہو اور جس کا
عمل جراحی سے ہو یا نہ ہو مگر وہ کاہل درون
نظام کو از سر نو نشو و نما دے سکے لیکن اب
ستہ یہ خیال جڑ پکڑ رہا ہے کہ طبیب کا نہ صرف
یہ حق بلکہ فریضہ ہے کہ مریضوں کی روز افزوں تعداد
کو مدنظر رکھتے ہوئے نیز اس سبب سے کہ ہمارا علم اس
مضمون پر روبہ ترقی ہے اس امر کو سمجھے کہ کہولت بالخصوص
قبل از وقت بڑھاپے سے حقیقتہً کیا مراد ہے۔ ہمیں
پیری کی انفرادی علامات اور اسکے عمیق اسباب معلوم کرنا
سیکھنا چاہیئے چنانچہ بڑھاپے کی اندرونی علامات جو کسی
فرد کی خوشی اور قوت کار میں فتور پیدا کر دیتی ہیں اور
اسکی زندگی کی پامالی کے درپے ہوتی ہیں۔ جہاں تک
فی زمانہ ممکن ہے، بلاشک، اصولی تدابیر کے تحت طبی
نگہداشت کی مستحق ہیں۔ دوم جب ابتدائی تجارب اور
اور نتائج علاج شائع کئے گئے تو اخباروں نے اس
مضمون پر قمطرازی کر کے ایک ناموافق اثر پیدا کر دیا
اگرچہ اخباروں نے دوستانہ طرز میں انتہائی خیال
آرائی اور مبالغہ کو کام میں لا کر ہیجان پسند عوام کے
جذبات کو خوش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس
سے سائنٹفک مصنفین کو ان کی احتیاط اور کمال
خاموشی کے باوجود نقصان عظیم اٹھانا پڑا۔ اب بھی
کبھی کبھی اخبارات اپنی رائے زنی میں سائنس دان
حضرات سے دو قدم آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اس لئے
ہمیں ان محققین کی اور زیادہ داد دینی چاہیئے جو
مروجہ آرا سے متاثر ہوئے بغیر صبر سے یکے بعد دیگر
مظاہری اثرات کو بے نقاب کرنے اور بعض تقویت
کے مسئلہ کو حل کرنے میں مصروف رہے چونکہ ان حضرات
کو اس طریقہ کی سچائی پر کامل اعتماد تھا اور خدمت خلق
مدنظر تھی اس لئے وہ اس نظریہ کو بلاکم و کاست
ثابت کرنے میں کامیاب ہوئے۔

ئیے کہ اس تجربہ نے یہ خیال ثابت کر دیا کہ اعادہ شباب صرف اندرونی ہوتا ہے۔ اور بیرونی علامات شیب پر کوئی اثر نہیں پڑتا + مترجم
نا کی جد و جہد کا ایک بڑا حصہ انہی علامات کو دور کرنے میں صرف ہوتا ہے۔ مترجم

اس آپریشن کے خلاف ایک قطعی بے ضرر اعتراض بھی اٹھایا گیا تھا کہ اس کے عمدہ اثرات خوش اعتقادی پر مبنی ہیں لیکن ظاہر ثبوت کے موجود ہونے کے باعث یہ اعتراض مفقود ہوگیا۔

اس ضمن میں یہ بیان کر دینا موجب دلچسپی ہوگا کہ ہسپانوی طبیب لی آن کارڈینال Leon Cardinal نے اس اعتراض کی سختی سے تحقیقات کی چنانچہ اس نے کئی مریضوں پر بظاہر کسی دوسرے اغراض کے لئے بلا اطلاع یہ آپریشن کر دیا۔ اور مریضوں کو اس آپریشن کی غرض و غایت اور فوائد سے ناواقف رکھا یہانتک کہ کل کارروائی صیغہ راز میں رکھی گئی۔ مریضوں کو ہسپتال میں سے خارج کرنے کے بعد ان کی صحت ظاہری شکل و شباہت اور ان کی مصروفیتوں کے متعلق حالات ایسے اشخاص مثلاً ان کے احباب اساتذہ یا نوکروں وغیرہ سے دریافت کئے گئے جن کو اس آپریشن کی کوئی اطلاع نہ تھی، اس طرح ایک مکمل اور پیچیدہ [illegible] تیار کی گئی تاکہ خیالی اثرات اور خوش اعتقادی کا وہم و گمان بھی نہ ہو کارڈینال نے اس طرح تین سال کے عرصہ میں ساٹھ سے زائد مریضوں کے حالات سے آگاہی حاصل کر کے یہ رپورٹ پیش کی کہ بازتقویت نمایاں اثرات ظہور پذیر ہوئے۔

اس نئے طبی مسئلہ کو ذہانت اور احتیاط سے حاصل کرنے کے لئے ایسے بڑے علاجی نظام اور اتنے کثیر التعداد وسائل بہت سے مصنفین مثلاً بنجامن، پیٹر شمٹ، آئیبر، گوراش، لگن، ہیر وغیرہ کے پاس اس وقت موجود نہ تھے جبکہ انہوں نے کئی سو مریضوں پر یہ آپریشن کر کے اپنے اپنے نتائج شائع کئے۔ ہمیں ان حکمار کی داد دینی چاہیئے جنہوں نے سالہا سال تک مریضوں کو زیر معائنہ رکھکر نتائج علاج کا مطالعہ کیا۔ ان حکمار نے یا تو مریضوں کو خود اپنے معائنہ میں رکھکر یا ان کے فیملی ڈاکٹروں کے ذریعہ اس آپریشن کے نتائج معلوم کئے بنجامن جس نے ۱۹۲۳ء میں بار اول اپنے نتائج شائع کئے تھے، اپنی ایک جدید اشاعت میں ۱۳۴ نئے مریضوں پر اس آپریشن کے شاندار مکمل نتائج بتفصیل درج کئے ہیں۔[a]

بنجامن نے ظاہری اثرات کی اہمیت پر بھی زور دیا چنانچہ جلد میں دوران خون کے تغیرات دکھلانے کیلئے اس نے جلدی رد العمل کا ایک نیا طریقہ بتلا دیا ہے جسے معمولی ڈاکٹر بآسانی کر سکتا ہے لیکن ایک امر جس میں بنجامن کی رپورٹ سبقت لئے ہوئے ہے اور جو اسکی تمام رپورٹوں میں نمایاں ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں اندرونی نفسی علامات کا نفیس مکاشفہ درج ہے جس سے ڈاکٹر کو اپنے مریض پر اس عملیہ کے اثرات کا روشن اور تسلی بخش نظر آجاتا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ "اگر ہم تقریباً ایک ہی طرح بار بار یہ سنتے رہیں کہ کس طرح کہولت کی خصوصی علامات کم ہوتی اور ساتھ ہی ساتھ تندرستی کی علامات ظہور پذیر ہو جاتی ہیں تو اگرچہ منطقی دلیل Post hoc ergo propter hoc بھی پیش کریں تو جائز ہے میرے خیال میں ان باطنی ترقیوں کا تواتر انکی باقاعدگی انکو ظاہری ثبوت کی قوت بہم پہنچا دیتی ہے۔ ہر شخص جو اس موضوع سے واقف ہے ان الفاظ سے متفق ہوگا۔ ان معائنوں جو مریضوں پر مختلف اوقات میں اور طویل وقفوں کے بعد کئے گئے ہیں [illegible]

لہ میں نے خود بھی یورپ سے واپس آنے کے بعد کچھ کم دو سو آدمیوں پر واز ونگیم کا عمل کیا ہے اور تقریباً ہر عمل کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ مترجم - ۱۲

[a] "زاں بعد اسکی وجہ ہے" یعنی اسکے بعد جو حالات پیش آئے ہیں وہ اسی کا نتیجہ ہیں نہ کسی اور چیز کا - ۱۲

رپورٹوں سے ہم یقینی طور پر یہ بتلانے کے قابل ہیں کہ کس طرح عضوی باز تولید کے ہمرکاب نفسی اضمحلال کا فور ہو جاتا ہے، اسی اثناء میں مریض میں کام کرنے کی قابلیت اور اسکی خوشی عود کر تی آتی ہے اور کاروبار کو آغاز کرنے اور بقائے حیات کے لئے جد و جہد کی استعداد از سر نو پیدا ہوتی جاتی ہے اور ماہ بماہ اس کی نفسی حالت روبہ صلاح ہوتی جاتی ہے مریضوں کے حالات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح ان کی ایک شکایت معلوم ہونے سے فوراً انکی قبل از کہولت کا پتہ چل جاتا ہے۔ (قبل ازیں اسکی جانب اطبا غور نہیں کرتے تھے) جس سے معالج کو صحیح طور پر معائنہ کرنے کی رغبت ہوتی ہے اور اس پر صحیح تشخیص اور علاج کا راستہ کھل جاتا ہے۔

خوش قسمتی سے مختلف محققین نے جو باطنی اثرات معلوم کئے وہ تقریبًا پورے کے پورے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں چنانچہ بنجامن نے اپنے تجارب کو جیٹ ڈ نحٹنسٹرن، ساند، ہیرز دیکی، دائکر، کک، دائیلم، ولبارسٹ، اور بالخصوص کارڈینال، اسکاکی، اور شمٹ کے تجارب سے مقابلہ کیا اور ان میں ۷۰ فیصدی یگانگت پائی اسی اثنا میں روس میں دارنولگیچر کے عملیہ سے جو نتائج ہوئے ہیں اُس کی ایک مختصر کیفیت شائع ہوئی ہے جس میں مریضوں کی بڑی تعداد میں از روئے اعداد و شمار اس عملیہ کی کامیابی کا اظہار کیا گیا ہے، ملاحظہ ہو رپورٹ

Rejuvenations in Russia Edition Medicine-38 Propect Votodarsky 1924 -مذکورہ بالا

ڈاکٹروں کے مریضوں کی بڑی تعداد ایسی تھی جو دماغی کام کرنے کے عادی ہیں اور اس لئے یہ تعجب انگیز نہیں کہ اُن کے باطنی اثرات میں سے یکسوئی خاطر پورے طور پر بحال ہو گئی اور یکسوئی خاطر ہی ایک ایسی چیز ہے جو دماغی کام کرنے والوں کو اپنا کام جاری رکھنے کیلئے لابدہے۔

اس موضوع پر اس سواد کا مطالعہ بھی سبق آموز ہوگا جو روسی ڈاکٹروں آئیبر Eiber نے ۸۰۰ مریضوں پر اور اپنسکی Upensky نے پچاس مریضوں پر تجربہ کرکے فراہم کیا ہے اور یہ اُن مزدور پیشہ لوگوں کے متعلق ہے جو مسلسل جسمانی محنت کی باعث قبل از وقت اپنی قوتوں کو کھو بیٹھے تھے ان مریضوں نے بھی آپریشن کے بعد یہ دیکھ لیا کہ ان میں کام کرنے کی قوت، تنومندی چستی اور باطنی اثرات اسی طرح از سر نو پیدا ہو گئے جس طرح دماغی کام کرنے والوں میں ہوئے تھے، باز تولید کے اُن اثرات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو میں نے دیگر ملنوبات پر معائنہ کئے ہیں یہ خیال کرنا پڑا کہ نفسی کیفیات میں ترقی نہ صرف عام جسمانی کیفیت کے اصلاح پا جانیکا نتیجہ تھی بلکہ اسکی وجہ یہ تھی کہ مرکزی نظام عصبی پر براہ راست ہوا چنانچہ عقدی خلیوں میں کہولت کے علامات کے زائل ہونیکو خوردبینی معائنہ کے ذریعے دکھلایا جا سکتا ہے۔ ان دریافت شدہ اُمور کو ثابت کرنیکی غرض سے میں نے عقدی خلیوں کی تلوین Pigmentation کا مطالعہ کرنیکا مشورہ دیا ہے۔ کیونکہ یہ تلوین کہولت کی ایک مخصوص علامت ہے۔ ذرات ملونہ عالم شباب میں بہت کم پائے جاتے ہیں اور جوں جوں عمر بڑھتی جاتی ہے ان کی جسامت اور تعداد بڑھتی جاتی ہے اور آخر کار جسم خلیہ کے ایک بڑے حصہ میں جاگزیں ہو جاتے ہیں جسکے باعث اس خلیہ کی ساخت اور فعلیت بہت متاثر ہو جاتی ہے ولیلم نے بوڑھے کتوں اور چوہوں کے عقدی خلیوں کا ان کے ہم عمر بوڑھے کتوں اور چوہوں کے عقدی خلیوں کے ساتھ جن پر آپریشن کیا جا چکا تھا مقابلہ کرکے دکھلا دیا کہ آپریشن کے بعد رنگ دور ہو جاتا ہے اور عقدی خلیوں کی نسیجاتی خصوصیات (ساخت ریزے، نسل کے ذرات، نیوکلیاتی شکل وغیرہ) اسی کیفیت پر پہنچ جاتی ہیں جو عالم شباب میں تھیں۔ اس سے ہمیں خیال کرنا چاہیئے کہ یہ باز تقویت کئی اثرات کے تحت ہے اول یہ کہ نظام عصبی کی پرورش بہتر طریق سے ہوتی ہے اور دوران خون میں اصلاح ہونیکی وجہ سے عقدی خلیوں میں صفائی پیدا ہو جاتی ہے، اور نقصان دہ تحوّلی Metabolic فضلات خارج ہو جاتے ہیں۔ دوم

غدودن افزائی حیاتین کی تازہ دم افزائش یا تقویت کے اثرات پیدا کر دیتی ہے،

ان تجربات کی بنا پر یہ خیال ہوا کہ انسانوں میں بھی بازتقویت کے اثرات مساوی یا زائد شدت سے پیدا ہونے ممکن ہیں، چنانچہ اسکی تحقیقات کے لئے دلکمپ نے جو خوردبینی تجربات شائع کئے ہیں اُن سے اس امر کا کافی ثبوت ملتا ہے کہ آپریشن کے بعد ذہنی اضمحلال مفقود ہوجاتا ہے۔ حافظہ بڑھ جاتا ہے، اور قوت ارادی مضبوط ہوجاتی ہے اور اسیطرح یکسوئی اور اولاد پیدا کرنیکی قابلیت بحال ہوجاتی یا بڑھ جاتی ہے

کہولت اور قبل از وقت بڑھاپا در اصل بالسن عوارض کی بنا پر آتا ہے اور انہی کیفیات کو دور کرنے میں کمال کام ہے۔ اور دویدیا نتائج حاصل ہو چکے ہیں۔ اس نظریہ کی تصدیق نجامن اور اور بہت سے اطبانے کی ہے لیکن ابھی تک کسی نے اس امر پر کافی طور پر زور نہیں دیا کہ ایسے اشخاص جنکی عمر بھی چالیس سے کم ہے اور بعض دفعہ تیس ہی سال کی ہے قبل از وقت بوڑھے ہوگئے تھے اور اس عملیہ سے حیرت انگیز طریق پر جوان ہوگئے قبل از وقت بوڑھے اشخاص میں تو بہت کثرت سے ایسے ہیں جن کو اپنے عوارض کے دفعیہ کی خواہش ہوتی ہے مگر حقیقی بوڑھے اشخاص اس امر کو نہ جانتے ہوئے کہ اُن کا بڑھاپا دور ہو سکتا ہے اکثر اپنے عوارض کے خلاف جدوجہد کرنا ترک کر دیتے ہیں۔ قبل از وقت بوڑھا شخص اپنی حالت سے بدیں وجہ آگاہ ہو جاتا ہے کہ اس کی قوت باہ اور مادہ منویہ میں قلت ہوجاتی ہے اور بلا کسی سبب ظاہری کے اُس کو تکان ہوجاتی ہے، کام کرنے کو جی نہیں چاہتا، حافظہ یاوری نہیں کرتا، دل بیزار اور طبیعت ضعیف ہوجاتی ہے اور یہ جملہ امور ایسے ہیں جو اسکی ترقی اور جدوجہد میں مخل ہوتے ہیں ایسے اشخاص میں اس عملیہ سے ضروری تغیرات پیدا ہوجاتے ہیں اور درحقیقت یہی مناسب موقعہ ہے جس میں علاجی تحقیقات کے لئے خاص طور پر وسعت موجود ہے حیوانات کی پرورش یا علاج الحیوانات میں اس عملیہ کی خوب آزمائش ہوئی اور اس سے پر از کفایت شاندار نتائج برآمد ہوئے خصوصاً ایسے بیلوں میں جن کی نشوونما پورے طور پر نہ ہوئی تھی اور جو قبل از وقت بوڑھے ہوگئے تھے جو کوئی قبل از وقت بوڑھے ہو جانے والے اشخاص کی تعداد کا مقابلہ اُن بوڑھے اشخاص کے جم غفیر سے کریگا جن میں جسمانی اور طبعی چستی بدستور قائم ہے حالانکہ وہ بوڑھے ہوگئے ہیں تو اس کو ہر دو فریق کی موروثی جسمانی میلان کا پتہ چل جائے گا اور اسے معلوم ہوجائیگا کہ (قدرتی) جسمانی ساخت اسمیں نمایاں حصہ لے رہی ہے اور انفرادی تغیر و تبدل سے اسمیں سے کمال کمی بیشی موجود ہے اس بناوٹ کی دریافت میں کوئی شخص بمشکل غلطی کر سکتا ہے جو دروں افرازی فعلیاتی غدود کے اندر ہمارے نظام بدن کی محافظ ہے در اصل اس قیاس کی بنا حیاتیاتی مشاہدات ہی ہو سکتی ہے مردوں کے تناسلی غدد میں منسوجات کی افزائش میں مسلسل تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں، کل کے کل حامل منی انابیب میں رجعی تغیرات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ بڑے شگافوں Interstices میں جو لعبہ بنتے ہیں، بین شگاف خلیات Leydig Cells ۔۔۔ قوی تکاثر کے طور پر نمو پاکر بڑھتے ہیں اور پھر ان میں بازتولید شروع ہوجاتی ہے یا بالفاظ دیگر حامل منی انابیب از سر نو پیدا ہوجاتی ہیں۔ ان تجارب کی خوردبینی تحقیقات کا سہرا دیانہ کے سابق ماہر جلدیات ڈاکٹر کرل Dr. Karl Doppler کے سر ہے اس تغیر و تبدل کی مشابہت زنانہ اوان کے ماہواری تغیرات کے مماثل ہو جسمیں کیسے پختہ ہوکر جسم اصفر بنتے ہیں۔

میرے خیال میں ہم دروں افرازی بافت کی تجدید جو اسکے نتیجہ کے طور پر وقوع پذیر ہوتی ہے اسی طرح اندرونی رطوبت کو بھی متحرک رکھتی ہے جیسا کہ خصیین میں تولیدی اعمال دیکھے گئے ہیں، دروں افرازی غدد کی باہمی فعلیت جو ایک دوسرے پر مبنی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہارمونز Harmones جو تیار ہو کر خصیین سے نکلتے ہیں کل دروں افرازی نظام کو گردش میں لاتے ہیں اور جیسا کہ میں نے ۱۹۲۰ء میں بتلایا تھا اس طریق سے ایسا آلۂ کار تیار کر دیتے ہیں جس سے خود بخود اعادۂ شباب ہو۔ اس آلۂ کار کی قوت ہر ایک آدمی یا خاندان میں اختلاف پذیر ہوتی ہے جو موروثی ہو سکتی ہے۔ نیز ہر دو زمانوں کے مابین یعنی قبل از وقت بوڑھے ہو جانے یا دیر کے بعد اپنی طبعی عمر کو پہنچنے کے زمانوں میں اختلاف پذیر ہوتی ہے۔

۱۹۲۰ء میں میں نے اسی طرح خوردبینی مطالعہ سے بتلا دیا تھا کہ عمل وازولگیشن خود مردانہ تناسلی غدد کی بافتوں میں بھی (یعنی شگافی بافت کو تناسلی بافت کے بجائے پورے غدہ بھر میں پھیلا کر) اس قسم کی وسیع نشو و نما کا دورہ پیدا کر دیتا ہے۔ چند ماہ کے عرصہ میں تناسلی بافت میں کامل طور پر باز تولید ہو جاتی ہے یہاں تک کہ چھ ماہ بعد یہ خصیہ جس پر وازولگیچر کا عمل کیا گیا ہو نسیجیاتی پہلو سے ایک معتدل تندرست خصیہ کے مساوی ہو جاتا ہے لہٰذا ہمارے آپریشن اور طریقے غیر قدرتی طور پر قوتِ حیات کو بھڑکانے والے ہرگز نہیں ہیں جیسا کہ بعض اصحاب نے غلط باور کر لیا ہے۔ بلکہ یہ طریقے محض معتدل جسم آلی کو اس کی اصلی حالت پر لاتے اور کارآمد فرزونیت دیتے ہیں اور اس طرح سے ہر کسی کے لئے خواہ وہ کمزور ہو یا قوی، بڑھاپے کے خلاف جد و جہد کرنے اور اس کے حملوں سے بچنے کے لئے ایک زبردست سپر اور آلۂ تحفظ کا کام دیتے ہیں۔ جو امر مدنظر ہے وہ صرف اسی قدر ہے کہ دروں افرازی رطوبت کو مجتمع کیا جائے جیسا کہ جے شلیٹ J. Schleidt نے میرے معمل میں دیگر دروں افرازی غدد یعنی غدد درقیہ اور زیر بالہ کا وازولگیچر کے عمل کے بعد خوردبینی امتحان کر کے بتلا دیا ہے۔ تناسلی غدہ کے ذریعہ اس طرح اجتماع قوت کو حرکت میں لانے سے شہوانیت کے سوال کا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ بنیادی طور پر اس کی باضابطہ اہمیت اس حیثیت سے ہے کہ خصیتین دروں افرازی نظام کو بآسانی متاثر کر سکتے ہیں، عام آثار کہولت کے علاوہ جن کیلئے تو یہ مخصوص ہی ہے وازولگیچر کے عمل کو ان خاص امراضی کیفیات کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے جو دروں افرازی نظام کے تعطل یا ہارمونز کے کارآمد نہ ہونے کی وجہ سے ظہور پذیر ہوئی ہوں شمٹ ساند، اور دیگر ڈاکٹروں نے بیان کیا ہے کہ اس سے صلابت شریانی میں مفید نتائج برآمد ہوئے ہیں شمٹ نے دمہ میں اس کو مفید پایا ہے۔ شمٹ اور اسٹانلے نے اس قسم کے ذیابیطس میں اسکو مفید پایا جو سن یاس (یعنی عورت کے ایام بند ہو جانے) کے بعد نمودار ہوتا ہے۔ گورا سس لیسار، شمٹ، ویکی، ولبارسٹ، اور دیگر اطبا نے دروں افرازی نامردی میں بنجامن، کلارک کریز اسکا، اور اسکالا نے مالیخولیا اور اضمحلال میں مفید پایا۔ وہ میدان جس میں وازولگیچر کا عمل مفید ہے بتدریج وسیع ہوتا جا رہا ہے، حال کے چند سالوں میں وازولگیچر کے عمل کی غدہ قدامیہ کے تعظم جسے زیادہ صحیح طور پر سلعیت غدہ قدامیہ Prostatic Adenomatosis

کہاجاتاہے۔میں بار ہا استعمال کیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غدہ قدامیہ کو نکال دینے کی ضرورت نہ پڑی جیساکہ اس مرض میں ایک خاص عمل کے ذریعہ کیاجاتاہے۔چٹوڈ (نیویارک) اگورشش (لننگراڈ) فان ہاہمبر رانیسبرک لاندو (برلن) لختنسٹیرن Lichtenstern (ویانہ) اسٹوترین (برلن) اور دیگر ڈاکٹروں نے اپنے کامیاب تجارب کی اطلاع دی ہے۔ایسے مریضوں پر جنہیں احتباس البول کی شکایت اور قاثاطیر استعمال کرانے کی ضرورت تھی اور اس کے ساتھ ساتھ غدہ قدامیہ کی معروف شکایات بھی تھیں، ہردوجانب وازو لگیچر کا عمل کیا گیا۔چنانچہ ایک یا دو ماہ کے اندر دوطرفہ عمل کی وجہ سے تمام بولی شکایات کافور ہوگئیں اور پیشاب کسی رکاوٹ اور تکلیف کے بغیر صاف آنے لگا۔

وازو لگیچر کے عمل کے ان مقامی اثرات کی توضیح کے لئے میں ان نتائج کو پیش کرسکتا ہوں جو میں نے حیوانات پر تجربہ کرکے مشاہدہ کئے ہیں۔مجھے معلوم ہوا کہ بوڑھے حیوانات (چوہوں) کے غدہ قدامیہ کے پہلو، جو سکڑ کر زرد اور خشک ہوگئے تھے (اور اسی طرح ادعیہ منی بھی وازو لگیچر کے عمل کے بعد بڑے ہوگئے اور ان میں چند ہفتوں کے بعد اچھی طرح خون بھر گیا جس سے نسوجات کی بازتولید کی شال قائم ہوتی جاتی ہے۔اس بازتولیدی عمل سے ان کی جسامت اور شکل و شباہت بعینہ ویسی ہی ہوسکتی ہے۔جیسی حالت شباب میں تھی۔ایسے حیوانات میں بھی جو بوڑھے نہیں ہوئے یہ دیکھا جاسکتا ہے۔کہ وازو لگیچر کے عمل کے بعد نہ صرف خون کا بڑھاؤ دیکھا جاسکتا ہے۔بلکہ واضح نشو ونما کی کیفیت بھی۔غدد قدامیہ اپنی معمولی جسامت سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں (جیساکہ وازو لگیچر کے عمل کے پیشتر اور بعد میں عملی پیمائش کرکے معلوم کیا گیا اور علاوہ ازیں ایک ہی نوع کے اوسط درجہ کے حیوانات میں معائنہ کیا گیا) ہمیں یہاں صرف نہ اجتماع خون کی کیفیت معلوم ہوئی بلکہ یہ کہ غدہ قدامیہ کے فعلیاتی بافت کی اصلی تولید دکھائی دی۔جس کا تجربہ واضح نسیجیاتی پہلو سے کیا گیا۔چنانچہ غیبات بڑے دکھائی دیتے ہیں، غددی سرحلمہ اُبھر آتا ہے، بالخصوص غدہ قدامیہ کے عضلے میں کافی قوت آجاتی ہے اور اس میں بکثرت اجتماع دم ہوجاتا ہے۔

اگر ہم ان تجربات سے حاصل کی ہوئی معلومات کو انسان پر چسپان کریں یا اگر ہم انسانی غدہ قدامیہ میں بھی اس قسم کا عمل ہونا فرض کریں تو یہ بات ہماری سمجھ میں آنے لگے گی کہ فعلیاتی نسوجات بازتولید اور تقویت پانے کے بعد اپنی قوت مدافعت کو ازسر نو حاصل کرلیتے ہیں اور سلع کو دبانیوالے اثرات کا مقابلہ کرنیکے قابل ہوجاتے ہیں۔اور شاید کسی قدر سلعی بافت کو پیچھے دھکیل بھی دے سکتے ہیں۔علاوہ ازیں عضو میں تندرستی

اور زیادہ مقدار میں خون پہنچ جانے سے دوران خون کی رکاوٹ مفقود ہو جاتی ہے اولین مفلوج عضلے اور مثانہ اور غدہ قدامیہ کا پورے کا پورا عضوی عضلی نظام باز تقویت حاصل کر لیتا ہے اور اس کے معتدل وظائف یعنی فعل بحال ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام باز تقویتیں باہم متحد ہو جاتی ہیں اور سلعہ کے اثر کو یا تو کم یا بالکل معدوم کر دیتی ہیں۔

آخر میں اس عملیہ کے مستقل اثرات کے متعلق میں چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ بنجامن، کارڈ نیال ایبر، سمتھ، اور اپنسکی نے اس مسئلہ پر اپنے مریضوں کا بار بار معائنہ کر کے، اور اس عمل کے بعد مریضوں کی فیملی ڈاکٹروں کے ذریعہ مستقل نگہداشت جاری رکھکر قابل قدر غور و خوص کیا ہے ان کا بیان ہے۔ کہ مریضوں کی بڑی تعداد میں اس عملیہ کے اثرات تین سے چار سال تک قائم رہے۔ دیگر محققوں کے تجارب بھی اُس سے متفق ہیں۔ تاہم اس میعاد پر قطعی بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ زمانہ امتحان ہمیں اس سے زیادہ پرے نہیں لے جاتا۔ تقریباً سات سال کا عرصہ ہوا کہ ہم نے ویانہ میں وازولیگیچر کا عمل بطور علاج شروع کیا اور ہمارے تجربہ میں اس کے مسلسل اثرات ۸ سے ۱۰ سال تک رہتے ہوئے پائے گئے۔ ہم نیویارک کے ماہر بولیات چارلس چیٹوڈ Charles Chetwood کے احسان مند ہیں جس نے ہمیں اس عملیہ کے مستقل اثرات کے متعلق قیمتی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ بڑھاپے کے خلاف جد و جہد کے متعلق ہمارے حالیہ تجارب سے متاثر ہو کر چیٹوڈ نے اپنے پرانے مریضوں کی تنقیح شروع کی جن میں وازولیگیچر کا عمل تقدم بالحفظ کی غرض سے کیا گیا تھا اور ۱۹۲۳ء میں اکیڈیمی آف میڈیسن میں اپنی رپورٹ پیش کی تھی، بہت سے مریضوں میں (جن میں سے بعض تو اسی سال کی عمر کے بھی ہیں۔) اس عملیہ کے دس سال بعد بھی جسمانی اور طبعی قوت کی عجیب کیفیت اور عالی ہمتی اور حوصلگی کی نہ دبنے والی قوت پائی گئی ہیں

تمام ہم مواد کے باوجود بھی ہم مشکل ہی یکطرفہ اور دو طرفہ وازولیگیچر کے عمل کے اثرات کی مدت عمل کا صحیح اور قطعی زمانہ بتا سکتے ہیں۔ کیونکہ مدت معائنہ ابھی بہت قلیل ہے۔ جس کسی نظام عضوی کے تحفظ کرنے والے پیدائشی درون افرازی میکانزم کے متعلق میری توضیحات کا بغور مطالعہ کیا ہے وہ بسرعت یہ سمجھ لیگا کہ مختلف افراد میں نہ صرف وازولیگیچر کی قوت بلکہ اسکی مدت بھی مختلف ہوتی ہے۔ کہولت کے خلاف جدوجہد میں ہم احیاتیاتی امکانات کی حدود کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اس لئے کوئی عقلمند حیران نہ ہوگا اگر کبھی مطلوبہ کامیابی یا مطلوبہ یکساں شاندار کامیابی تمام صورتوں۔ تمام مریضوں۔ اور تمام علامات میں حاصل نہ ہو۔

آج کل اس عملیہ کے اثرات کے مسئلہ پر ذرا ٹھنڈے دل سے بحث و تحمیص کی جا رہی ہے۔ کیونکہ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ طبی لٹریچر میں بیشمار امثلہ پیش کی جا چکی ہیں جن میں مستقل اثرات کا تذکرہ ہے اور خصوصاً اس وقت سے یہ تغیر اور بھی زیادہ ہوا ہے جب سے کہ ہمیں درون افرازی قوت کو بتدریج بڑھانے کا طریقہ معلوم ہو گیا اور جس سے ہم ان اثرات کو زندگی کی بڑی مدتوں تک بڑھا سکتے یا منقسم کر سکتے ہیں پس ایسے اشخاص میں جو کم عمر ہیں اور جو قبل از وقت بوڑھے ہو گئے ہیں اور جنہیں تناسلی قوت قائم رکھنی ضروری ہے۔ صرف ایک طرف وازولیگیچر کرنا چاہیئے۔ اگر چند سال کے بعد اثر کم ہو ہو تو آپریشن دوسری جانب بھی کیا جا سکتا ہو ہم نے اسی قسم کے کئی مریضوں کو زیر معائنہ رکھا ہے چنانچہ اُن میں

سے ایک مثال ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

ایک شخص عمر ۵۴ سال (سوداگر) پیشہ اور کمر میں اور خصوصًا پنڈلیوں میں ذرا سی حرکت پر بھی شدید درد کی شکایت ہوجاتی تھی اور چلنے میں تو چند منٹ کے بعد ہی درد اتنا بڑھ جاتا تھا کہ وہ ٹھہرنے پر مجبور ہوجاتا تھا۔ اس عارضہ کی تشخیص وجع المفاصل کے نام سے کی گئی اور اُسی کے مطابق اس کا علاج بھی کیا گیا۔ لیکن کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ مریض کا امتحان کرنے پر حسب ذیل امور دریافت ہوئے۔ خون کا دباؤ ۱۷۴ تھا۔ جلد اور لعابی جھلیوں میں دوران خون ناکافی تھا۔ انثیین کسی قدر بھدے ہوگئے تھے۔ شکایات حسب ذیل تھیں:۔

عام تکان۔ کام کرنیکی قابلیت مفقود۔ لکھتے وقت ہاتھ کانپتا تھا۔ حافظہ کمزور اور نامردی۔ جن سے صلابت شریانی اور خالص قبل از وقت کہولت ثابت تھی۔ قناۃ ناقلہ کی یکطرفہ بندش کے تین ماہ بعد صحت عامہ عود کرنی شروع ہوئی اور یہ کیفیت واضح طور پر بڑھتی گئی۔ ایک سال کے اندر کامل صحت ہوگئی تحریر پھر صاف ہوگئی۔ درد دُور ہوگیا۔ مریض کئی گھنٹوں تک بلا تکان چل پھر سکتا تھا، لمبے سفر کرنے لگا اور نئی چستی اور قوت سے اپنے کاروبار میں مشغول ہوگیا آپریشن کے بعد چار سال تک یہی کیفیت جاری رہی۔ لیکن پانچویں سال میں پھر تکالیف عود کر آئیں۔ مریض کی اپنی خواہش پر اس کی دوسری جانب بھی عمل کیا گیا جس کے تین ماہ بعد اسی طرح باز تولید شروع ہوئی جس طرح کہ پہلے عملیہ سے شروع ہوئی تھی اور اسکو کامل صحت ہوگئی۔

دو طرفہ عملیہ کے بعد بوڑھے اشخاص میں ایک یا کئی بار دروان افرازی رطوبت کو پیدا کرنے اور اس کے ذریعہ قوت اور باز تقویت کے عمل کو تازہ کرنے کے لئے میں نے ایک جدید خفیف سے عملیہ کا تجربہ کیا ہے جس کا نام میں نے عمل غشائے ابیض hugineatomy رکھا ہے اور جس کو میں پہلی مرتبہ اس جگہ مختصر طور پر بیان کرتا ہوں۔ بوڑھے حیوانات مثلاً چوہوں اور گنی پگس پر بہت سے تجربات کے بعد یہ عملیہ انسانوں میں حسب ذیل طریق سے کیا گیا۔

فوتے کی تھیلی Scrotum میں ایک چھوٹا سا شگاف دیکر بیضیے کو کھول لیا جاتا ہے اور ایک مددگار کی مدد سے اسے اپنی جگہ پر قائم رکھا جاتا ہے، غشائے ابیض میں ایک مناسب جگہ جس میں خونی عروق بہت ہی کم ہوں تلاش کر کے دو تین سنٹی میٹر کے قریب شگاف دیا جاتا ہے۔ شگاف کے کناروں کو جُدا کرنے پر بیضوی مادہ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا خود بخود باہر نکل آتا ہے۔ اس ٹکڑے کو جو کھجور کی گٹھلی یا زیتون کے چھوٹے سے پھل کے برابر ہوتا ہے قینچی سے صاف کتر دیا جاتا ہے۔ اور پھر ذرا توقف کر کے دیکھا جاتا ہے کہ شبکی بافت Parenchymatous کا تو خون نہیں نکل رہا ہے۔ اگر خون نکلے تو اس کو بند کر کے غشائے ابیض کو باریک سوئی سے سی دیا جاتا ہے۔ بالآخر بیضیے کے پوست Tun ica اور فوطہ کی تھیلی کا زخم بند کر دیا جاتا ہے۔ اسی عملیہ کو ایک جانب کرنے میں تقریبًا دس منٹ صرف ہوتے ہیں اور مقامی خدر پیدا کرنے کے بعد یہ عمل کیا جاسکتا ہے' ایک ہفتہ کے بعد مریض اپنے کاروبار حسب سابق اپنی زندگی بسر کرسکتا ہے۔

اب اس عملیہ کے حیاتیاتی نتائج کیا ہیں جو وقوع پذیر ہوتے ہیں؟ وہ حسب ذیل ہیں:۔

خوب زور سے کھچی تنی غشائے ابیض میں جملہ حامل منی انابیب کھنچی ہوئی رہتی ہیں جس طرح

ایک بنڈل میں الجھے ہوئے رہتے ہیں بعینہٖ اسی طرح سے یہ باریک انابیب آپس میں بھنچی رہتی ہیں اور اطراف میں باریک شگاف چھوڑ دیتی ہیں جن میں بین شگافی خلیے جو Leydig's Cells کے نام سے موسوم ہیں پائے جاتے ہیں جونہی غشائے ابیض میں شگاف دیا جاتا ہے تو دباؤ کم ہوجاتا ہے۔ اور انابیب مقدرے جدا جدا ہوجاتی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے شگاف پھیل جاتے ہیں تجربہ نے ثابت کردیا ہے کہ اُن شگافوں کے بڑے ہوجانے سے بین شگافی خلیے نشوونما پاکر پھیلتے پھولتے ہیں اور پھر یہ فعل تمام کے تمام بیضے میں (تولید منی کے فعل میں کسی قسم کی رکاوٹ ڈالے بغیر) وقوع پذیر ہوجاتا ہے۔

ایک اور مقامی فعل شگاف کے حدود میں جہاں بیضے کے نکلے ہوئے حصہ کو قطع کرکے انیشی شبکی بافت زخمی کی گئی ہے وقوع پذیر ہوتا ہے۔ ہر ایسے زخم سے تغیرات کا دور دورہ (جیسا کہ اوپر بتایا جاچکا ہے) پیدا ہوتا ہے یعنی حامل منی انابیب معدوم ہوکر بین شگافی خلیوں میں تکاثر پیدا ہوتا ہے جس کے بعد حامل منی انابیب پھر از سر نو پیدا ہوجاتی ہیں۔ واز ڈلیگیچر اور البوجینیاٹمی میں صرف اسی قدر فرق ہے کہ آخر الذکر میں تغیرات کا دورہ صرف شگاف کے علاقے تک ہی محدود ہے اور مقامی ہوتا ہے۔ پس اس عملیہ سے بین شگافی خلیوں میں تکاثر کلی پیدا ہوجاتا ہے اور انیشی شبکی میں جزوی باز تولیدی ہوجاتی ہے ان دونوں باتوں سے خصتین کی دروں افرازی رطوبت میں افزایش اور باز تقویت پیدا ہوجاتی ہے۔ وہ اثر جو اس مقام سے پورے دروں افرازی نظام تک باہمی تعلق کی وجہ سے پہنچتا ہے اسی طرح وقوع پذیر ہوتا ہے۔ جیسا کہ واز ڈلیگیچر کے عملیہ کے بعد ہوتا ہے۔

غشائے ابیض کے عملیہ کے حیاتیاتی نتائج حیوانوں پر تجربات کرکے دریافت کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں خصتین کے خوردبینی امتحان کے ذریعہ جو اس عملیہ کے بعد مختلف اوقات میں کئے گئے تھے چھان بین کیجاچکی ہے۔ کابل بوڑھے یا مائل بہ کہولت حیوانات کا طرز عمل بعینہٖ وہی ہوتا ہے جبکہ واز ڈلگیشن کے بعد ہوا کرتا ہے۔ اشتہا بہت بڑھ جاتی ہے اور ان کے وزن میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ ایسے مقامات جہاں ملسے بال جھڑ گئے ہوں یا کم ہوں۔ بال پھر از سر نو نکل آتے ہیں اور انکی پشم بھر بھر جاتی ہے۔ جو صاف اور چکنی ہوتی ہے۔ اگر ایسے حیوان کی شکم شگافی کیجائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ اعضا میں دوران خون کی اصلاح ہوگئی ہے، مثلاً امعاء کے عضلات میں سرخی پیدا ہوگئی ہے اور آلات تناسل مثلاً اوعیہ منی اور غدہ قدامیہ جو خالی زرد اور خشک ہوگئے تھے۔ رنگ پکڑ گئے ہیں۔ اور انکی جسامت معتدل ہوگئی ہے اور ان میں رطوبت بھر گئی ہے اور از سر نو پوری قوت کار پیدا ہوگئی ہے +

نفسی حیثیت سے دیکھا جائے تو ہمیں سب سے پہلے ان حیوانات میں از سر نو چستی کے آثار ہویدا نظر آتے ہیں۔ وہ کم سوتے، متجسس اور چوکنے ہوجاتے ہیں۔ ہر وقت حملہ کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ ان کی چال ڈھال دوبارہ سبکی پیدا ہوجاتی ہے اور جو بات ان حیوانات میں نہایت مخصوص نفسی علامت سمجھنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ قوت باہ اور قوت تناسل جو معدوم ہوچکی تھی از از سر نو کامل طور پر عود کر آتی ہے۔ بلحاظ اثرات کے عملیۂ غشائے ابیض اور واز ڈلیگیچر ہمدوش ہیں۔ لیکن باز تقویت کے اثرات کی مدت کے لحاظ سے......

وازو لگیشن کا عملیہ بہتر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وازو لگیشن کے بعد باز تولید کے اثرات خصیین میں تمام کمال نمودار ہو جاتے ہیں۔ شگاف کے ارد گرد کے نسیجیاتی قطعوں کے خورد بینی مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ حامل منی انابیب خشک اور منقبض ہو گئے ہیں اور ان کے درمیانی شگاف بہت بڑے ہو گئے ہیں اور بین شگافی خلیوں میں عظیم تکاثر ہو گیا ہے۔ بیضے کے بقیہ حصہ میں جو شگاف سے بعید ہے حامل منی انابیب میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا۔ اور تولید منی جاری ہے لیکن دباؤ کم ہو جانے کی وجہ سے شگاف ذرا بڑے ہو گئے ہیں اور بین شگافی خلیے بھی بڑے ہو گئے ہیں۔ اس کا امتحان اس طرح سے کیا گیا کہ معینہ مقام کے خلیوں کو ایک مخصوص مربع میں گن کر دوسرے خلیہ کے اسی مقام کے خلیوں سے مقابلہ کیا گیا جس پر یہ آپریشن نہیں کیا گیا تھا۔ غشائے ابیض کے عملیہ کے تقریباً تین مہینے بعد شگاف سی نیچے کے ماؤف مقام میں مکمل طور پر باز تولید ہو چکی تھی اب کل کے کل اینٹی شبکی بافت میں عجیب کیفیت ہو چکی ہے اور اب بھی کئی مقامات پر دکھائی دیتا ہے کہ شگاف کسی قدر بڑے ہو گئے ہیں اور اور ان کے بین شگافی خلیوں کی بڑھی ہوئی تعداد اب بھی کئی مقامات پر پہچانی جاتی ہے۔ باز تقویت کی بیان کردہ فعلیاتی علامات کے ساتھ یہ خوردبینی مشاہدات اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ اس آپریشن کی صحت کے متعلق ہمارے خیالات درست ہیں۔

حیوانات پر عملیہ غشائے ابیض کا تجربہ کرنے کے بعد اب یہ عملیہ انسانوں پر بھی کیا جا سکتا ہے[۱]

مجھے تین مریضوں میں اس کا موقعہ ملا جو وازو لگیشن کے دو تین اور پانچ سال کے بعد کئے گئے اور ہر سہ مریضوں میں کامیاب نتائج برآمد ہوئے اور دو میں تو خصوصی نتائج حاصل ہوئے مریضوں کی عمر ۵۷ اور ۷۰ سال کے مابین تھی جن میں کہولت قبل از وقت اور اصلی کہولت کی علامات موجود تھیں میں نتیجہ کا بیان اس لئے یہاں زیادہ تشریح سے نہ کرونگا کہ اس قسم کے آپریشنوں کی تعداد تا حال اس قدر قلیل ہے کہ ان کے اثرات کے متعلق قطعی رائے نہیں دی جا سکتی لیکن میں بہر نوع یہ کہہ سکتا ہوں کہ کوئی ناموافق اور مضر نتائج واقع نہیں ہوئے۔ اور یہ کہ جسدی اور زیادہ نفسی علامات پر از سر نو مستقل باز تقویت کے واضح اثرات دیکھے گئے۔ پس ایسے مریضوں میں جن میں دو طرفہ وازو لگیشن کے عمدہ اثرات ظاہر ہو چکے ہیں فی الحال دو طرفہ عمل غشائے ابیض ہی ہے جو بار بار عمل میں لایا جا سکتا ہے تاکہ قوت بحال رہے۔

علاوہ ازیں وازو لگیشن کے ہمراہ البوجینائی کا عملیہ ان مریضوں میں کیا جا سکتا ہے جو ہنوز کم عمر ہیں، لیکن قبل از وقت کہولت کے شکار ہو چکے ہیں اور جن پر وازو لگیشن صرف ایک ہی جانب کیا جا سکتا ہے۔ ایسے مریضوں میں ایک خصیے پر وازو لگیشن اور دوسرے پر البوجینیا ٹمی کیا جا سکتا ہے۔ مجھے اس قسم کے صرف دو مریضوں کا تجربہ ہے۔

صرف کثیر تجربات کے بعد ہی یہ ظاہر ہوگا کہ کیا ہمارا قیاس کہ ہر دو عملیوں کے اجتماع سے اثرات میں اضافہ ہوتا ہے۔ درست ہے ایک خاص صورت جس میں عملیہ غشائے ابیض کی

[۱] میں گذشتہ تین سال میں ستر آدمیوں پر یہ آپریشن کر چکا ہوں اور میں نے اسکے نتائج بھی بہت شاندار پائے ہیں۔ مترجم ۱۲

ضرورت لاحق ہوتی ہے وہ ہے جہاں ہر دو جانب کے کہنہ ورم انابیب منویہ نے انابیب منویہ کو پہلے ہی سے بند کر دیا ہے۔

آخر میں یہ خیال بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ دو طرفہ واز ولگیشن کے بجائے عملیہ غشائے ابیض ہی کیوں نہ کیا جائے تاکہ کسی شخص کو قوت تناسلی میں فتور ہو جانے کا پریشان کن احتمال ہی پیدا نہ ہو۔ لیکن قطع نظر اس کے بوڑھے اشخاص میں تولیدی قوت کوئی وقعت نہیں رکھتی، میں اپنے تجارب اور علاجی مشاہدات کی بنا پر دوبارہ یہ کہتا ہوں کہ دو طرفہ واز ولگیشن ہی ایک بلند پایہ اور بہترین آپریشن ہے اور صرف آخری زمانے میں عملیہ غشائے ابیض سے کام لینا چاہیئے تاکہ وہ مفید اثرات جو واز ولگیشن سے حاصل ہوئے ہیں وہ عرصہ دراز تک بحال رہیں۔

یہ امید کی جاتی ہے کہ جو تجربات اسوقت تک حاصل کئے گئے ہیں ان کے علاجی اور تجربی مشاہدات کے ساتھ جن کا تذکرہ اوپر کیا جا چکا ہے۔ اس خیال کو تقویت دینگے کہ بڑھاپے کے خلاف جد و جہد کی ان تدابیر کو ہیجان انگیزی Sensationalism سے کوئی سروکار نہیں ہے بلکہ یہ روز افزوں تجربات اور تحقیقات کے نتائج سے پیدا ہوئی ہیں۔ اس حیثیت سے وہ نہ صرف اس قابل ہیں کہ اطبا ران سے گہری دلچسپی لیں بلکہ ان کی تکمیل کیلئے مسلسل اور باقاعدہ اشتراک عمل بھی ہونا چاہیئے۔

ضمیمہ

اس جراحی علاج کا مقصد دروں افزازی رطوبت کو بحال کرنا ہے جو کم و بیش عرصے میں بیکار ہو جاتی ہے (اور خدا کا شکر ہے کہ یہ مقصد حاصل ہو چکا ہے) لیکن کہولت کو دور کرنے کی یہی چند سائنٹفک تدابیر نہیں ہیں۔ میں نے ۱۹۲۰ء میں بتلا دیا تھا کہ ہم خصیتین میں سے ایک اکسیری حیاتیں تیار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو بطور ضروری امدادی دوا کے استعمال ہو سکے۔ اس طریق سے ہم اس قابل ہو جائیں گے کہ نظام عضوی میں درون افرازی رطوبت کی کمی کو درون افرازی غدد کے افعال سے مدد لئے بغیر پورا کر دیں۔

عرصۂ دراز سے علاج بالاعضا Organo therapy اسی مسئلہ کے حل میں مشغول ہے لیکن خصیتین سے ابھی کوئی موثر حیاتیں حاصل نہیں ہو سکتیں میں نے جنینیاتی اور فعلیاتی تحقیقات کے دوران میں خصیتین کے درون افرازی افعال کی جانچ کیلئے چند امتحان قائم کئے ہیں انہی امتحانوں کو خصیتین کے جوہروں کی قوت اور تاثیر کی جانچ کی غرض سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(۱) بچپن ہی کے خصی شدہ حیوانات میں آلات تناسل (یعنی جسم اجوف، ذکر، گھونگھٹ) اوعیہ منی غدہ قدامیہ قوطہ، مقعدی تناسلی فصل کی نشو و نما اور افزائش۔

(۲) ایسے حیوانات جو جوان ہونے کے بعد خصی کئے گئے ہیں مکمل طور پر نشو و نما پائی ہوئی جنسی خصوصیات کا تحفظ اور خصی کرنے سے جو بافتیں نکمی ہو گئی ہیں ان کی باز تولید

ہر دو امتحانوں سے بچپن میں خصی شدہ حیوانات کی نمو کا امتحان درون افرازی افادہ کی سب سے قوی شہادت ہے۔

ان امتحانوں کے ذریعے سے ہم نے خصیتین سو تیار ہوئی مشہور دواؤں کو جو بازار میں فروخت ہو رہی ہیں اور جن میں ہر قسم کے علاجی فوائد کا ہونا بیان کیا گیا ہے جانچکر دیکھا اور کبھی کوئی مفید نتیجہ برآمد نہیں ہوا اس لئے ہم دو سے کیمیاوی طریقوں سو نہ صرف مردانہ حیاتیں تیار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ ایک حیاتیاتی فہرست بھی بنانا چاہتے ہیں جو چند خوراکوں کے بعد مفید اثرات کا پتہ دیسکے لیکن یہ کام ابھی زیر امتحان ہے اور ہم ہنوز کوئی بیانات دینے کے قابل نہیں ہیں[1]

زنانہ حیاتین کی حالت دوسری ہے چنانچہ اس سے شاندار نتائج برآمد ہوچکے ہیں۔ گذشتہ چند سالوں سے ہم ایک جوہر تیار کر رہے ہیں جو نقصانات مادوں سے معرا اور مبرا ہے اور جو اسقدر صحیح طور پر اکسیری عمل کرتا ہے کہ اسے ہر لحاظ سے حیاتین کہا جاسکتا ہے اسی اثنا میں ایلن Allen ڈاسنری Doisy لیکیور Laqueur لوئی Loewe زانڈک Zondex اور اشایم Ascheim

اور ہمارے ساتھ شامل ہو کر اس قسم کا مادہ حیاتین تیار کرنے میں مصروف ہیں جو پاک وصاف اور پیمانے میں برابر ہو۔ ہمیں معلوم ہوچکا ہے کہ اس قسم کا حیاتین نہ صرف زنانہ خصیۃ الرحم میں پایا جاتا ہے بلکہ بڑی مقدار میں مشیمہ میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ جو حیاتین بقری مشیمہ سے حاصل ہوتا ہے وہ حیاتین کی دوا تیار کرنے میں فنی حیثیت سے بڑی اہمیت رکھتا ہے ایک سال ہوا کہ میں نے اپنے معاصرین ہائنلین Heinlein اور وینر Wiesner کے ہمراہ ان تحقیقاتو کے نتائج شائع کئے تھے۔ بچپن میں خصی شدہ حیوانات میں یہ حیاتیں جنسی خصوصیات مثلاً ثندی پستان اور رحم کو بحالت اعتدال نشو ونما دیتی ہے جو خصوصاً رحم میں نہایت باریکی کے ساتھ سر علمہ اور عضلی تہ کی خوردبینی پیمائش کر کے دکھلائی جاسکتی ہیں۔ علاوہ ازیں جوان مادہ حیوانات کے رحم میں خصی کرنیسے جو تڑ مردگی پیدا ہوجاتی ہے اسے یہ حیاتیں روکتی ہے اور مادہ خصی شدہ حیوان میں جنسی دور، مباشرت کی خواہش اور ایام ماہواری کی آمد کو بحال کر دیتی ہے اور اس کی تحقیق صحیح طور پر اس شاندار طریق (یعنی ضماد اندرون فرج) کے ذریعہ ہوسکتی ہے جسے پہلے پہل ایلن۔ لانگ اور ایونس نے بتلایا تھا۔ اور اس ہیجان خیز اثر سے بھی جو خصی شدہ مادہ جانوروں کے نو جاری شدہ طمث کا معمولی نر جانوروں پر ہوتا ہے۔ (یعنی جب نر اس کے مقام مخصوص کو سونگھیگا تو اسے شہوت ہوگی) بدیں وجہ انثی یا مشیمی حیاتیں مادہ خصی شدہ حیوانات میں اصلی کیفیت بحال کرنے کے قابل ہے اور اسے مادہ انثیین کے مخصوصہ درون افرازی فعل کا صحیح قائم مقام تصور کرنا چاہیئے[2]

اگر مادہ جنسی حیاتیں جو ہم نے مشیمہ سے تیار کی ہے نر جانوروں کے اندر بچپن کے زمانہ میں پچکاری کے ذریعۂ داخل کیجائے تو ان میں جنسی خصوصیات کا نشو ونما رک جاتا ہے اور اگر جوان نر میں داخل کیا جائے تو اسکے اندر یہ خصوصیات گھٹتی ہوئی پائی جاتی ہیں۔ یہ اثرات منقلب ہوسکتے ہیں چنانچہ حیاتیں کی پچکاریاں بند کرنیکے وہ اعضاء جنکا نشو ونما رک گیا تھا پھر بڑھنے لگتے ہیں اور اپنی معمولی جسامت

[1] اس مقالہ کی اشاعت کے بعد دیانہ کی ایک دوا ساز کمپنی اس قسم کی ایک دوا تیار کرنے میں کامیاب ہوگئی ہو۔ میں نے تجربے سے اسکو بہت مفید پایا۔ مترجم ۱۲

[2] حقیقتاً [illegible] بہت [illegible] ہندوستان میں بہت [illegible]

اختیار کر لیتے ہیں۔ حیاتین کے یہ جدید تجارب تناسلی غدد کے دوہرے درون افرازی فعل کے متعلق میرے نظریہ کو صحیح ثابت کرتے ہیں جو میرے تعلیمی تجارب پر مبنی تھا اور جس کا اظہار میں نے ۱۹۱۱ء میں کیا تھا۔ نظریہ یہ ہے کہ ہر تناسلی غدہ میں ایک خاص جنسی اثر ہے اوّل ہم جنس کی جنسی خصوصیات کو بڑھانا دوم غیر جنس کی جنسی خصوصیات کو روکنا۔ غالباً بڑھاپے کو روکنے کے متعلق ہماری بحث کے سلسلہ میں جو بات شاید سب سے زیادہ دلچسپی کی موجب ہو وہ یہ ہو کہ وہی حیاتین جو حیوانات کے مادہ بچوں میں تناسلی دَور کو پیدا کرتی ہے۔ بوڑھے مادہ حیوانات میں واضح باز تقویت کے اثرات بھی پیدا کرتی ہے۔ اس حیاتین کی چند پچکاریوں کے بعد وہ جنسی دور جو عرصے سے بوڑھے حیوانات میں بند ہو گیا تھا از سرِ نو نمودار ہوتا ہے اور سن رسیدہ خصیتین الرحم میں بچہ کیسے Follicles اور جسم اصفر Corpora Lutea بنجاتے ہیں اور باز تقویت یافتہ خصیتین الرحم دوبارہ از خود بدوں مزید حیاتین داخل کئے، بہت عرصہ تک طمثی علامات ظاہر کرتا رہتا ہے جو باقاعدہ میعاد کے بعد نمودار ہوتا رہتا ہو اسکے ساتھ ہی جبکہ سن رسیدہ خصیتین الرحم میں باز تقویت پیدا ہو جاتی ہے۔ تو تمام جسم میں شدت کے ساتھ (کم از کم جزوی تو قطعی) باز تقویت پیدا ہو جاتی ہے اور اسکے ساتھ کہولت کی علامات میں تغیرات ہو کر بہت اصلاح ہو جاتی ہے۔

جدی اور نفسی باز تقویت کے حیرت انگیز ظہور جو میں نے یہاں بیان کئے ہیں۔ ان کو پہلے ہی میں نے بوڑھے چوہوں اور گنی پگس میں خصیۃ الرحم کی تقلید کے بعد (۱۹۱۲ء تا ۱۹۲۰ء میں) شائع کیا تھا اور سوئٹزر لینڈ کے محققین فرائی Frei کوب Kolb اسٹیلائی Staeheli اور گروٹر Grueter نے ایسے ہی تغیرات کا بوڑھی بکریوں اور مویشیوں میں ہونا بتلایا اور میرے تجارب کی تصدیق کی اور علاج الحیوانات میں ان سے استفادہ کیا۔

عورتوں میں عمل تقلیم کے ذریعہ باز تقویت پیدا کرنا صرف چند صورتوں میں ہی ممکن ہو کیونکہ تقلیم کے لئے انسانی مواد کافی طور پر فراہم نہیں ہو سکتا لیکن چونکہ اب ہارمونز Harmones معلوم ہو گئے ہیں جو معیار میں برابر تیار ہو سکتے ہیں اور چونکہ ہماری وسیع مجرب تحقیقات نے دکھلا دیا ہے کہ ہی حیاتین کے اثرات خصیتین الرحم کے درون افرازی فعل کے مساوی ہیں اس لئے اب سن یاس اور قبل از سن یاس کے عوارض اور عورتوں میں بڑھاپے کی علامات کو جوان کے ہمرکاب ہوں یا انکا ظہور مابعد ہو، بذریعہ علاج بالحیاتین دوَر کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہو سکتی +

اِستدراک

پروفیسر اشتائناخ نے اعادہ شباب کے متعلق جو تجارب ۱۹۱۱ء اور ۱۹۲۰ء کے مابین کئے ہیں اور جن سے اس جدید طریقہ کو استحکام کلی حاصل ہو چکا ہو۔ انکی کامل تصدیق ساند۔ ولہلم۔ روزیکا اور برگا ورسٹیو اور دیگر اطبا نے بوڑھے کتوں اور چوہوں پر، اور کسٹریا نے بوڑھے بیلوں پر، ایم زاوادوسکی M. Zawadovsky نے بوڑھے بکروں وغیرہ پر، بارہا تجربات کرنے اور کامل اطمینان کر لینے کے بعد کی ہے کسٹریا نے حال میں ثابت کیا کہ اشتائناخ کے ایجاد کردہ عملیہ سے نہ صرف بڑھاپا دور ہو گیا بلکہ دانت بھی از سرِ نو نکل آئے، برگا ور اور لورڈ مان نے عملی طور پر دکھلا دیا کہ کتوں کے موتیا بند اس عملیہ کے بعد دُور ہو گئے +

ڈاکٹر وارونوف

DR. VARONOFF

ڈاکٹر وارونوف کا عملیہ تقلیم

ڈاکٹر وارونوف کا عمل تقلیم جو وہ اعادۂ شباب کیلئے کرتے ہیں جسم انسانی کے بعض غدد کے افعال سے تعلق رکھتا ہے، اسلئے اسکی تشریح کرنے سے پہلے یہ مناسب ہے کہ مختصراً اس نظام کا تذکرہ کیا جائے جسے نظامِ غددی کہا جاتا ہے، اور جس پر جدید ترین تحقیقات کے مطابق انسانی جسم کے نشو و نما اور جوانی کے قیام کا دارومدار ہے۔ چند سال پیشتر تک جسم انسان کے ان غدد کو جن سے کوئی خارجی رطوبت تراوش نہیں پاتی محض بیکار شئے خیال کیا جاتا تھا، لیکن تحقیقات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ ان تمام غدد سے داخلی طور پر رطوبتیں تراوش پاتی ہیں اور خون میں شامل ہوکر تمام اعضائے جسم میں پہنچتی ہیں اور اس طرح ان کے نشو و نما پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ان غدد سے چونکہ کوئی خارجی رطوبت نہیں نکلتی اس لئے اس رطوبت کو کسی دوسری جگہ لیجانے کے لئے دیگر غدد طرح ان میں نالی بھی نہیں ہوتی ہے اس لئے انہیں اصطلاحاً "بے نالی کے غدد" کہا جاتا ہے انسانی جسم میں اس قسم کے بہت سے غدد موجود ہیں لیکن ابھی تک ان سب کے افعال و خواص کے متعلق تحقیقات مکمل نہیں ہوئی اور چند غدد کے علاوہ ہم دیگر غدد کے متعلق ابھی کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اگرچہ یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اس نظام میں جتنے غدود بھی شامل ہیں ان سب کا متفقہ کام یہی ہے کہ جسم کی ترقی اور نشو و نما میں مدد دیں اور نظامِ تغذیہ کو درست رکھیں جسکے ذریعہ غذا جزو بدن بنتی ہے جن غدد کے متعلق ابتک تحقیقات تقریباً مکمل ہو چکی ہے، ان میں سے ایک انثیین ہیں جنہیں غدد التولید بھی کہا جاتا ہے۔ یہ نام انہیں اس لئے دیا گیا ہے کہ ان سے داخلی رطوبت کے غدد علاوہ خارجی طور پر بھی ایک رطوبت اخراج پاتی ہے جسے منی کہا جاتا ہے۔ انثیین فی الحقیقت بے نالی غدد نہیں ہیں کیونکہ ان میں خارجی رطوبت کے لئے نالی موجود ہوتی ہے ان کی ساخت میں دو قسم کے نسیج پائے جاتے ہیں، اور خارجی رطوبت کے علاوہ ایک داخلی رطوبت بھی تراوش پاکر خون میں شامل ہوتی رہتی ہے، اس لئے یہ غدد میں شامل ہیں،

انثیین کو اگر جسم سے بالکل علیحدہ کردیا جائے تو اس سے کسی حیوان کی ہلاکت ظہور پذیر نہیں ہوتی، اسلئے جانوروں کو اختہ کرکے یعنی ان کے انثیین نکال کر بآسانی مختلف تجربے کئے جاسکتے ہیں جسم سے ان غدد کو خارج کرنیکے بعد جسم میں جو خرابیاں پیدا ہوں۔ اُن کے متعلق ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ ان خرابیوں کو روکنا انثیین کا فعل تھا۔ اس اصول کو پیش نظر رکھ کر ہزاروں جانوروں پر تجربے کئے گئے، نتیجہ یہ نکلا کہ بلوغ تک پہنچنے سے پہلے ہی اگر کسی حیوان کے انثیین نکال دئے جائیں تو اسکا جسم وہ خاص قسم کی سختی اختیار نہیں کرتا جو جوان نروں کے جسم کے ساتھ مخصوص ہے انکی ہڈیاں اس طرح نرم رہتی ہیں جیسی کہ بچوں کی رہتی ہیں جسکی وجہ سے نر جانوروں میں مادہ کی سی گدازی اور نزاکت آجاتی ہے ان کی تذکیر کی علامتیں پورے طور پر ظاہر

نہیں ہوتیں۔ مثلاً مرغوں کے نہ تو کیس نکلتے ہیں اور نہ وہ بانگ دیتے ہیں اور بیلوں کے سینگ سخت اور موٹے ہونے نہیں پاتے۔ وہ مذکرانہ صفات سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ جنگجوئی، دلیری اور قوت برداشت اس قدر کم ہوتی ہے کہ انہیں کسی طرح بھی نر نہیں کہا جا سکتا۔ عضلات بھی نرم اور کم طاقت رہتے ہیں اور اعصاب میں بھی پوری قوت نہیں آنے پاتی نظامِ تغذیہ میں فتور پڑ جاتا ہے۔ اور اس فتور کی وجہ سے عام طور پر ان کے جسم میں چربی کی مقدار بہت بڑھ جاتی ہے اختہ جانور ہمیشہ شحیم ہوتے ہیں لحیم نہیں حلیم اور مسکین ہوتے ہیں، سرکش و جنگجو نہیں مگر ذرا اور جلد تھک جانیوالے ہوتے ہیں طاقتور و جفاکش نہیں۔ اختہ اور غیر اختہ کا یہ جسمانی اور ذہنی فرق ہمیں یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور کرتا ہے کہ جسم میں انثیین کی داخلی رطوبت کا خاص کام یہ ہے کہ وہ صنفی خصوصیات پیدا کر کے نر کو پورا نر اور مادہ کو پورا مادہ بنائے انثیین کو نکال دینے کا یہی اثر انسان پر بھی ہوتا ہے۔ بلوغ سے قبل جن لڑکوں کے انثیین نکال دئے جاتے تھے انکی ڈاڑھی مونچھیں تو نکلتی ہی نہ تھیں، یا اگر نکلتی تھیں تو برائے نام، مردانگی، جفاکشی اور محنت کی برداشت ان میں تقریباً بالکل نہیں ہوتی تھی، اور تمام اعضائے جسم میں زنانہ لچک اور گداز ی آجاتی تھی، اسکی بہترین مثال خواجہ سرا ہیں،

بلوغ کے بعد انثیین نکال دینے سے جسمانی نشو و نما پر تو زیادہ اثر نہیں پڑتا، کیونکہ اسکی تکمیل ہو چکتی ہے لیکن مردانہ صفات میں پھر بھی زوال آجاتا ہے اور ذہنی تغیرات قبل بلوغ کے عمل کی طرح نمایاں ہوتے ہیں تجربہ کی ایک اور صورت بھی اختیار کی گئی۔ بعض مادہ جانوروں میں مرد کے انثیین کا اور نر جانوروں کے مبیضین کا پیوند لگایا گیا۔ ان پیوندوں کا بین اور واضح اثر یہ دیکھنے میں آیا کہ مادہ میں نر کی صفات اور نر میں مادہ کی خصوصیات پیدا ہو گئیں، ان تجربوں نے پورے طور پر ثابت کر دیا کہ انثیین کی داخلی رطوبت پر صنفی خصوصیات کا ظہور اور انکی ترقی منحصر ہے۔ یہ اور اسی قسم کے بہت سے تجربات کے بعد غدد کے متعلق مندرجہ ذیل امور دنیائے طب اب مسلم ہو چکے ہیں۔

(۱) نظامِ عصبی کی طرح جسم انسانی میں غدد کا بھی ایک مکمل نظام ہے۔

(۲) اس نظام میں وہ تمام غدد بھی داخل ہیں جن سے کوئی خارجی رطوبت تراوش نہیں پاتی۔ اور جن میں کوئی نالی نہیں ہوتی،

(۳) بے نالی کے غدد کے علاوہ اس نظام میں بعض ایسے غدد بھی شامل ہیں جن سے خارجی رطوبت کا اخراج ہوتا ہے،

(۴) اس قسم کے نالیدار غدود کی ساخت میں دو قسم کے نسیج پائے جاتے ہیں، ایک وہ جو خارجی رطوبت پیدا کرتے ہیں دوسرے وہ جو داخلی رطوبت پیدا کرتے ہیں گویا ان غدد سے دونوں طرح کی رطوبتیں تراوش پاتی ہیں،

(۵) انسانی جسم کی نشو و نما اور نظام تغذیہ ان ہی غدد کے نظام پر منحصر ہے،

(۶) جسم میں صنفی خصوصیات کی پیدائش و ترقی انثیین کی داخلی رطوبت پر منحصر ہے، جو ایک مرکب قسم کے غدد ہیں

(۷) صنف مقابل کے غدہ کا پیوند لگا کر یہ ممکن ہے کہ صنفی خصوصیات میں تبدیلی پیدا کی جا سکے۔ یعنی نر میں مادہ کی اور مادہ میں نر کی۔

ان تمام مسلمات کو سمجھ لینے کے بعد اب یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ ڈاکٹر وارونوف کو کیوں جسم انسانی میں عمل تقلیم کا خیال پیدا ہوا انہوں نے سوچا کہ جب پیوند لگانے کا اتنا اثر ہوتا ہے کہ صنفی خصوصیات میں تغیرات رونما ہو جاتے ہیں تو یہ کیوں ممکن نہ ہوگا کہ بوڑھے از کار رفتہ غدد از سر نو اپنا کام شروع کر دیں، اور شباب رفتہ واپس آجائے۔

اُنہوں نے جوان اور تندرست جانوروں کے انثیین نکال کر بوڑھے اور ضعیف جانوروں کے جسم میں پیوند کئے ان پیوندوں نے نئے جسم میں آسانی جگہ پکڑلی اور ان میں دوران خون بھی ہونے لگا بالکل اسی طرح جیسے کہ چھری یا چاقو سے کٹی ہوئی جلد کے دونوں سرے آپس میں جڑ جاتے ہیں اور ان میں دوران خون ہونے لگتا ہی بسیطرح ایک جانور کے انثیین کا ٹکڑا بلا تکلف دوسرے جانور کے انثیین پر پیوست ہوگیا اور اس نئے جسم کے خون سے اسکی پرورش ہونے لگی اس پیوند کا یہ اثر ہوا کہ ازکار رفتہ انثیین جن پر عمل تقلیم کیا گیا تہا تحریک عمل پیدا ہوئی۔ نوجوان اور تندرست غدے کے ٹکڑے سے داخلی رطوبت نے تراوش پاکر ازکار رفتہ غدد کو بھی آمادہ عمل بنایا اور جن انثیین میں داخلی رطوبت کی پیدائش قریب قریب بند ہوگئی تھی ان سے پھر رطوبت کا اخراج ہونے لگا۔ بوڑہے جسم کے غددی نظام میں فتور لاحق ہوئے عرصہ ہوچکا تہا۔ اب انثیین سے تراوش پائی ہوئی داخلی رطوبت نے خون کے ساتھ ساتھ ان میں پہونچکر ان سب کو بیدار اور آمادہ کار کردیا بالکل اسیطرح جیسے ایک کیاری سے دوسری کیاری میں، اور دوسری سے تیسری میں پانی جاکر خشک اور پژمردہ پودوں میں جان ڈال دیتا ہو اور وہ از سر نو سرسبز ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح داخلی رطوبت نے جسم کے ایک ایک غدہ کو حیات تازہ بخشدی جسم کے غدد کا ایک مرتبہ پھر اپنے اپنے کام پر مستعد ہونا تھا کہ خون میں تمام غدد کی داخلی رطوبت کی افراط ہوگئی اور اُنہوں نے اپنا وظیفہ پھر سے شروع کردیا۔ حیوانی اجسام میں اس رطوبت کا کام یہ ہے کہ تمام نظام جسم کی صفائی کرے غذا کو جزو بدن بننے میں مدد دے تنفس اور دوران خون کو باقاعدہ کردے، اور نظام عصبی کو درست رکھے بڑھاپے میں سب سے پہلے جو خرابی پیدا ہوا کرتی ہے وہ یہی ہے کہ نظام جسم میں صفائی کی کمی ہو جاتی ہے۔ عضلات کے ریشوں میں فاسد مادے جمع ہوکر سختی پیدا کردیتے ہیں جسکی وجہ سے ہاتھ پاؤں کی حرکت میں بے تکلفی باقی نہیں رہتی۔ شرائین اور وریدوں میں کیلسیم (چونہ) جمع ہو ہوکر ان میں سختی پیدا کردیتا ہے۔ ہڈیوں کی نرمی خشکی سے بدل جاتی ہے تنفس کی حرکات کی بے قاعدگی سے اعضا آکسیجن کی کافی مقدار سے محروم رہتے ہیں۔ دوران کی خرابی سے جو اعضا، دل سے فاصلہ پر واقع ہیں ان میں خون کافی مقدار میں نہیں پہنچتا۔

بوڑھے جانور کے انثیین پر جوان جانور کے انثیین کا پیوند لگانیکے بعد یہ دیکھا گیا ہو کہ اسکی جلد جو خون کی کمی وجہ سے کھردری اور گنجی ہوئی ہوگئی تھی اسمیں خفیف سی چکناہٹ اور چمک پیدا ہوگئی، جھریاں دور ہوگئیں۔ نظام تغذیہ کی اصلاح کی وجہ سے ایک طرف تو اعضائے جسمانی میں چستی آگئی اور دوسری طرف دماغ میں از سر نو تازگی محسوس ہونے لگی۔ تمام نظام جسم کی صفائی کیوجہ سے اعضا اسی طرح کام کرنے لگے جیسے جوانی میں کرتے تھے،

بہت سے بوڑہے جانوروں پر عمل تقلیم کا تجربہ کرنے کے بعد ڈاکٹر وارونوف نے اُسے انسانوں پر آزمانا چاہا۔ لیکن دشواری یہ پیش آئی کہ جوان اور تندرست انسان کے انثیین کہاں سے دستیاب ہوں۔ اس دشواری کا حل یہ سوچا گیا کہ پہلے ملتے جلتے جانوروں میں ایک کا پیوند دوسرے پر لگا کر تجربہ کیا گیا اور جب یہ یقین ہوگیا کہ ان جانوروں کے انثیین کا پیوند بھی پورے طور پر کام دیتا ہو تو انسان سے ملتے جلتے جانور یعنی بندر کے انثیین کا پیوند انسانی انثیین پر لگایا گیا۔ اگرچہ یہ بالکل صحیح ہے کہ عمل تقلیم کے بہترین اثرات اسی وقت مرتب ہوتے ہیں، اور پوری پوری کامیابی اسی وقت حاصل ہوتی ہے کہ جب انسان کے جسم میں انسان ہی کا پیوند لگے لیکن تجربہ نے یہ ثابت کردیا ہے کہ چمپانزی کے انثیین کا پیوند بھی بہت اچھی طرح کام دیتا ہے،

ڈاکٹر وارونوف کا عمل تقلیم بس یہی ہے کہ وہ بیک وقت

Hamdard-i-Sehat, Delhi.
"REJUVENATION NUMBER"
JULY 1934.

ہمدردِ صحت - دہلی
اعتِ خاص تجدید و اِعادۂ شباب
اور درازیٔ عمر"

ڈاکٹر وارواف - پیرس -
Dr. Voronoff, Paris.

Hamdard-i-Sehat, Delhi.
"REJUVENATION NUMBER"
JULY 1934.

ہمدردِ صحت - دہلی
اشاعتِ خاص تجدید و اعادۂ شباب
اور درازیٔ عمر

ڈاکٹر کارل ڈوپلر - ویانا

Dr Karl Doppler, Vienna

ب انسان کو جو عمل کرانا چاہیے اور ایک چمپانزی میز پر لٹاتے ہیں
انزی کو کلوفارم سنگھا کر بیہوش کیا جاتا ہے اور معمول کے جسم
ر دواؤں کے ذریعہ سے بے حس بنا دیا جاتا ہو۔ دو ڈاکٹر ساتھ ساتھ
م کرتے ہیں، ایک چمپانزی کے انثیین نکالتا ہو۔ اور دوسرا انسان
ے خصیتین میں شگاف دیکر پیوند رکھنے کے لئے غدہ کے اوپر
لہ بنا لیتا ہو چمپانزی کے غدہ کے چار ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑا تو
دہ کے مصلی پردے پر سطرح لگا دیا جاتا ہو کہ پہلی سوئی کی یا
سی اور چیز کی نوک سے مصلی پردے پر خفیف سی خراشیں ڈالی
اتی ہیں۔ اور پھر پیوند کے ٹکڑے کی اس سطح پر جو مصلی پردے
ر رکھی جائیگی اسی طرح خراشیں ڈال کر پیوند کو مصلی پردے
ر سی دیا جاتا ہے پھر ایک اتنا ہی بڑا ٹکڑا اور لے کر اسے نیچ

القصالی کے نیچے اس طرح پیوست کر دیا جاتا ہے۔ پہلا ٹکڑہ
انسانی خصیہ کے بائیں جانب پیوست کیا جاتا ہو اور دوسرا دائیں
جانب اور پھر زخم کو معمولی زخموں کی طرح سی دیا جاتا ہے عمل
جراحی کے بعد مریض کو ایک ہفتہ تک بستر پر لیٹا رہنا پڑتا ہے
اس عرصہ میں زخم منہدم ہو جاتا ہے۔ ایک ہفتہ کے بعد بلا تکلف
جہاں چاہے جا سکتا ہے۔ اس عمل تقلیم کے متعدد تجربے ہو چکے
ہیں۔ ڈاکٹر وارونوف کا خیال ہے کہ اعادۂ شباب کے لئے جسقدر
عمل جراحی کئے جاتے ہیں۔ ان میں یہ بہترین طریقہ عمل ہو
ایسے بوڑھوں میں کامیابی کی توقعات بہت زیادہ ہوتی ہیں
جو کسی وجہ سے قبل از وقت بوڑھے ہو گئے ہوں۔ اور جو بڑھاپے
کی ابتدائی علامات کے رونما ہونے ہی پر جلد سے جلد عمل کرائیں

DR. KARL DOPPLER

بخدمت، مجلس ادارت، ہمدردِ صحت ۔ دھلی

سب سے پہلے تو میں آپ سے معافی چاہتا ہوں کہ میں نے اپنا مضمون انگریزی میں نہیں لکھا۔ میں انگریزی بول تو سکتا ہوں لیکن اس زبان پر اتنا عادی نہیں ہوں کہ اس میں مضمون نگاری کر سکوں،

آپنے مجھ سے مضمون مانگ کر میری عزت افزائی فرمائی۔ میں شکر گذار ہوں کہ میرا طریقہ علاج آپ کی مدد سے ہندوستان میں لوگوں کے علم میں آئیگا اور وہاں بھی دُکھی انسانوں کو اس سے فائدہ پہنچے گا۔ قطع نظر اسکے کہ بیچارہ مریض امیر ہے یا غریب!

میرا طریقۂ علاج محض اعادۂ شباب کا طریقہ نہیں ہے، بلکہ اس سے بہت سے اور امراض کا بھی علاج ہوتا ہے جنکے علاج پر ابھی دوسرے طریقے قادر نہیں ہوسکے۔ ان امراض میں اس طریقہ کی تاثیر پر ایک جرمن طبی رسالہ میں عنقریب ایک مضمون شائع کرنے والا ہوں، اگر آپ کو اس سے دلچسپی ہو تو ایک نسخہ آپ کی خدمت میں بھی روانہ کرونگا۔

میں شہر ویئنا (اسٹریا) میں ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوا۔ یہیں اپنی اعلیٰ تعلیم ختم کی اور یہیں کوئی بارہ ۱۲ برس سے مشہور ماہر جراحت پروفیسر ہانس لورنس Pro. Hans Lorenz کے مددگار کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں، جنہوں نے میرے تجربوں میں مجھے نہایت بیغرضانہ مدد دی ہے۔

میں اُصولاً اپنے مریضوں کی تصویریں نہیں لیتا، جس کے وجوہ مختلف ہیں، اسکی ضرورت بھی نہیں اسلئے کہ اپریشن کے کوئی چار چھ ماہ بعد ہی مریضوں میں سے تقریباً ۹۰ فیصدی یہ خط لکھتے ہیں کہ ہمارے آس پاس کے لوگ حیرت کرتے ہیں کہ لو یہ تو جوان ہو گئے۔

میں ممنون ہوگا اگر آپ اس پرچہ کے چند نسخے مجھے مرحمت فرمائیں جس میں میرا مضمون شائع ہوگا ✤

نیاز مند
کارل ڈوپلر

اعادۂ شباب بطریق ڈوپلر

اصول اور اثرات

از
ڈاکٹر کارل ڈوپلر ویئنا

مترجمہ جناب ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب ایم، اے، پی، ایچ، ڈی جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

بڑھاپے کے خلاف جنگ کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ خود انسانیت کی تاریخ۔ دنیا کی تمام قوموں میں قدیم الایام سے لیکر قرون وسطیٰ اور عہد جدید تک شباب آور چشمۂ آب حیوان کے افسانے ملتے ہیں اور ان ساحروں اور معالجوں کے تذکرے جو انسانیت کے اس قدیم خواب کی تعبیر کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

لیکن یہ کوشش اس عہد جدید میں کی گئی ہے کہ تجربات کو منظم و مرتب کرکے ان کے نتائج کو معالجہ امراض میں باضابطہ کارآمد بنایا جائے۔ اس میدان میں ابتک خاص اہمیت بعض فرانسیسی اور جرمن مصنفین کی تحریروں کو حاصل تھی جنہوں نے خود اپنی ذات پر خصیتین کے بعض مرکبات کے قوت بخش اثر کا تجربہ کیا تھا۔ اس تجربہ سے علم العلاج کے لئے جو کارآمد خیال پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ ہر شخص عمر کی زیادتی کے ساتھ مادہ تولید کی پیدائش میں بین کمی محسوس کرتا ہے۔ بڑھاپے کے اس جزوی مظہر سے یہ نتیجہ نکال لیا گیا جو منطقی طور پر بالکل صحیح نہیں ہے کہ اس مادہ کی کمی سے بڑھاپا پیدا ہوتا ہے اور اگر یہ کمی پوری کردی جائے تو بڑھاپا بھی ہٹ جائے۔ اس سلسلہ میں ان محققین نے یہ خیال نہ کیا کہ صرف غدود منویہ کی رطوبات داخلی کی کمی ہی نمودار نہیں ہوتی، بلکہ بڑھاپے میں اور سب غدد بھی اپنا کام کم کردیتے ہیں بس ان لوگوں نے ایک جزوی عنصر سے کل مرض کو دفع کرنے کی نئے کوشش شروع کردی۔ آج بھی علاج امراض میں یہی نظریہ پیش پیش ہے اور غدود منویہ کی اس غیر معمولی اہمیت پر جس کے لئے کوئی علمی اساس نہیں، اکثر و بیشتر کوششوں کا انحصار ہے جو مرد یا عورت کے غدد کی رطوبات سے تیار کئے ہوئے مرکبات کو دوا کے طور پر یا پچکاری کے ذریعہ جسم میں پہنچا کر بڑھاپے کا مقابلہ کرنا چاہتی ہیں۔ اسی نظریہ پر اسٹائناخ، وارونوف، اور ان دوسرے لوگوں کے طریقے مبنی ہیں جو عمل جراحی کے ذریعے سے ان غدودوں کے فعل کو بہتر بناتے ہیں۔

یہاں موقعہ نہیں کہ ان تمام طریقوں پر تنقیدی نظر ڈالی جائے۔ غدد کے ان مرکبات سے علاج کے صرف ایک طریقہ کا خاص طور پر ذکر کرنا چاہتا ہوں یعنی پچکاری کے ذریعہ یا دواؤں میں ملاکر ان غدد کا جسم میں پہنچانا، مریضوں کی بہت بڑی تعداد پر میرا تجربہ ہے کہ مختلف اقسام کے ضعف آور امراض میں مرد اور عورت کے غدد منویہ سے تیار کی ہوئی سینکڑوں پچکاریوں اور گولیوں کے استعمال کے بعد ہمیشہ یہی معلوم ہوا کہ یا تو ان سے کوئی افاقہ ہوا ہی نہیں یا بس شروع کے چند ہفتوں میں کچھ تحریک ہوئی، لیکن پھر بعد کو دوا کا استعمال جاری رکھنے

کے باوجود کچھ نتیجہ نہ نکلا، اور عرصہ گذر جانے پر تو ایسا اضمحلال شروع ہوا جو دوائے استعمال سے پہلے کی حالت سے بھی ابتر تھا اس معاملہ کی حیاتیاتی تعبیر یہ ہے کہ اگر کسی عضو کو جو اپنا وظیفہ مقررہ کما حقہ انجام نہ دے رہا ہو ذرا پناہ دی جائے تو اس میں ایک سکون کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو رفتہ رفتہ اس عضو کو بیکار اور معطل کر دیتی ہے، اور اس طریق سے اس عضو کے فطری فعل کو تحریک نہیں ہوتی، مثلاً جب پٹھوں کو پلاستر کے ذریعہ ساکت کر دیا جاتا ہے، اسی طرح جب غدود میں سے کوئی اپنا فعل اچھی طرح نہ کر رہا ہو اور جسم میں غدود کی مخصوص ـ رطوبتیں پہنچائی جائیں تو اسکے معنی یہ ہیں کہ اس دوا سے غدد کے فعل کی قائم مقامی کرائی گئی اور اسطرح غدود ول کو ساکت کر دینے کا سامان فراہم کیا گیا۔ چنانچہ یہ طریقہ اسی وقت کارآمد ہو سکتا ہے کہ حالت مرض کو صرف تھوڑے سے عرصہ کے لئے ہٹانا مقصود ہو۔ جیسا کہ ذیابیطس میں انسولین کے استعمال کا حال ہے لیکن اس طرح مادہ پہنچا پہنچا کر غدود کے فعل کو پھر سے صحیح حالت پر نہیں لایا جا سکتا۔ اور واقعہ تو یہ ہے کہ غدود منویہ کے نہایت اچھے مرکبات دے دیکر کتوں کو "آختہ" کرنیکا تجربہ کامیابی سے کیا جا چکا ہے لیکن افسوس ہے کہ اس تجربہ پر توجہ نہیں کی گئی اور اس سے اصول طب اور علم العلاج کو جو فائدہ پہنچایا جا سکتا تھا وہ نہیں پہنچایا گیا۔

جسم میں حیات تازہ پیدا کرنیکا جو طریقہ میں نے نکالا ہے وہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ میں نے یوں سوچنا شروع کیا کہ بڑھاپے کے آثار کس کس طرح رونما ہوتے ہیں؟ جواب بالکل سہل تھا اور ہر شخص کے علم میں ہے کہ آدمی بڈھا ہوتا ہے تو آکر کہ چہرہ پر جھریاں پڑنے لگیں، جلد کی دمک کم ہو جائے جوانی کا سرخ و سفید رنگ پھیکا پڑنے لگے، جلد خشک اور سرد رہنے لگے، سب جانتے ہیں کہ بوڑھے لوگ گرمی ڈھونڈتے ہیں، اور معمول سے زیادہ گرم کپڑے پہنتے ہیں، حافظہ جواب دینے لگتا ہے، جی گرا گرا سا رہنے لگتا ہے، سر میں درد رہتا ہے، چکر آنے لگتے ہیں، قلب کا فعل بگڑنے لگتا ہے، بسا اوقات بڑھاپے کے ساتھ ساتھ وجع المفاصل کے آثار شروع ہو جاتے ہیں، گردے کچھ سکڑنے لگتے ہیں اور ان کا فعل بھی بگڑنے لگتا ہے جسم کے اندر کے غدود رفتہ رفتہ اپنا فعل کم کرتے جاتے ہیں چنانچہ سب جانتے ہیں کہ ذیابیطس کا مرض اکثر ڈھلتی عمر میں ہوتا ہے قوت مجامعت میں بھی کمی ہو جاتی ہے۔ ذیابیطس اور عروق کی دیواریں سخت پڑ جانے سے جو غانغرائنے پیدا ہو جاتے ہیں نیز

Claudicatis intermittens

کا مرض بڑھاپے کے مخصوص امراض ہیں۔ ان سب آثار شیب کی میں نے ایک وجہ قرار دی ہے یعنی یہ کہ عمر کی زیادتی کیساتھ ساتھ اعصاب شرکیہ دباؤ بڑھتا ہے اور اس دباؤ سے اسکے کل علاقہ کی عروق و شرائین میں بھچاؤ پیدا ہوتا ہے۔ اس بھچاؤ سے جیسا کہ خوردبین سے صاف ظاہر ہوتا ہے، جلد کو کافی خون نہیں پہنچتا اسکی دمک جاتی رہتی ہے، اور کھال سرد اور خشک پڑ جاتی ہے، دماغ کی عروق میں بھچاؤ سے چکر آتے ہیں، اور سر کا وہ درد پیدا ہوتا ہے جو بڑھاپے کے ساتھ مخصوص ہے دماغ بھی خون کی کمی کی وجہ سے پورا پورا کام نہیں کر سکتا اسی بھچاؤ سے قلب میں انجینا پکٹورس Angina Pectoris

ضعفۃ القلب کا مرض پیدا ہوتا ہے، اسی بھچاؤ سے گردہ کی مخصوص شکایتیں پیدا ہوتی ہیں۔ پیر کی رگوں میں اسی بھچاؤ کے باعث خصوصیت سے دور والے حصوں کو کافی غذا نہیں پہنچتی تا آنکہ Claudicatis intermittens اور غانغرائنے پیدا ہو جاتے ہیں اسی طرح غدد داخلی کے علاقہ میں بھچاؤ سے انہیں کافی خون نہیں ملتا تو یہ بھی اپنے فعل میں سست پڑ جاتے ہیں اور کبھی بعض غدد کا فعل زیادہ ناقص ہوتا ہے کبھی دوسروں کا۔ اعصاب شرکیہ کے اس دوامی دباؤ سے ان عروق کی حالت میں ایک مستقل مرض کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے عروق کی دیواریں سخت اور موٹی پڑ جاتی ہیں یا ان کے اندر کچھ مواد پیدا ہو کر انہیں بند کر دیتا ہے۔

اس سلسلہ میں مجھے متعدد تجربات کے بعد ذیل کے الزون بنانے میں کامیابی ہوئی ہے، جن سے پھر میں نے اپنے طریقہ علاج میں کام لیا ہے،

(۱) اگر ہم اعصاب شرکیہ کو اس جگہ ضرر پہنچا ئیں جہاں وہ بڑی عروق میں سے کسی میں داخل ہوتے ہیں تو اسکا نتیجہ یہی نہیں ہوتا کہ اسکے قریب یہ رگ پھیل جاتی ہے بلکہ ساری رگ مع اپنی تمام متعلقہ چھوٹی چھوٹی شاخوں کے پھیلتی ہو اور ان کے ذریعہ اس تمام علاقہ کو پہلے سے زیادہ خون پہنچنے لگتا ہے

میں نے ان اعصاب شرکیہ کو ہٹانے کی بہت سی کوششیں کیں، ایسی کہ عروق اور انکی باریک شاخوں کے جال یا اس حصۂ جسم کو کوئی ضرر نہ پہنچے، اور اعصاب شرکیہ الگ ہوجائیں، پہلے گرمی اور سردی پہنچاکر یہ کام لینا چاہا۔ پھر بجلی کی لہر سے کام لیا اور اب بے شمار تجربوں کے بعد میں فنول کے ایک کمزور سے محلول سے کام لیتا ہوں جو اعصاب شرکیہ کو تو ختم کر دیتا ہے لیکن اور کسی چیز کو نقصان نہیں پہنچاتا۔

(۲) دوسری بات میں نے تجربہ سے یہ ثابت کی کہ عروق کا بڑھنا اور ان میں خون کا پہلے سے زیادہ پہنچنا صرف ان عروق تک ہی محدود نہیں رہتا جن پر مذکورہ بالا عمل کیا جاتا ہے بلکہ حرام مغز کے توسط سے جسم کے مقابل والے حصہ کی متعلقہ عروق پر بھی موافق اثر پڑتا ہے، نیز بعض مخصوص اعضائے جسم کی عروق اور خاصکر مرکزی اور عصابی نظام، قلب، گردوں، جلد، اور اندرونی غدد کے لئے خون پہلے سے بہت زیادہ مقدار میں فراہم ہونے لگتا ہے۔

(۳) ان اعضاء میں خون کی فراہمی اس وقت اور بھی زیادہ بڑھتی ہے، جب اعصاب شرکیہ کو اندرونی غدد کی عروق کے پاس ضرر پہنچایا جائے،

(۴) خون کی اس زیادتی سے ان اعضاء کا تغذیہ بہتر ہوتا ہے اور اس سے ان کا فعل بہتر اور قوی تر ہو جاتا ہے۔

(۵) خون کی یہ فراہمی عارضی نہیں ہوتی، بلکہ مدت دراز تک قائم رہتی ہے،

ان تمام قضیوں کے ثبوت کے لئے تجربات کی تفصیل بیان کرنے سے میں اس وقت مجبوراً احتراز کرتا ہوں۔ ان میں سے نمبر ۲ و ۴ اور نمبر ۵ سے میں نے اپنا اعادۂ شباب کا طریقہ نکالا ہے، غدد کے پاس کی عروق سے اعصاب شرکیہ کو نکال کر اور اس طرح زندگی کے لئے اہم ترین اعضا کو اعلیٰ خون کی مقدار کو یوں بڑھاکر میں اس میں کامیاب ہوا ہوں کہ ان اعضا کے فعل کو صحیح کروں۔ فعل کی درستی خصوصیت کیساتھ ان ہی اہم اعضا میں رونما ہوتی ہے جن پر بڑھاپے کا سب سے زیادہ اثر ہوتا ہے اور کوئی دو ہزار مریضوں پر میرا تجربہ بتاتا ہے کہ یہ بہتری دیرپا ہوتی ہے۔

میں نے ستر ستر اور اسی اسی برس کے مریضوں کو دیکھا ہے کہ اس چھوٹے سے اپریشن کے چار اور چھ سال بعد بھی انکی نئی ذہنی اور جسمانی تازگی میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا۔ اثر کا آغاز آپریشن کے چند روز بعد ہی ہو جاتا ہے جلد کو زیادہ خون پہنچتا ہے تو اس میں دمک اور سرخی پیدا ہوتی ہے اور کبھی تو دوران خون کی زیادتی سے پسینہ چھنک آتا ہے سارے جسم میں ایک خوشگوار گرمی سی محسوس ہونے لگتی ہے شروع کے چھ مہینہ میں چہرہ اور جلد کی جھریاں رفتہ رفتہ غائب ہونے لگتی ہیں اور لوگوں کی نظر پڑنے لگتی ہے کہ ارے یہ شخص تو جوان ہو چلا۔ اس زمانہ کے گذرنے کے بعد مریض اپنے میں ایک خاص تازگی محسوس کرتا ہے جسمانی اور دماغی تھکن محسوس نہیں ہوتی، اکثر تو کہتے ہیں کہ اب معلوم ہی نہیں ہوتا کہ تھکن کس کا نام ہے، درد سر، چکر اور قلب کی شکایتیں عموماً دوسرے تیسرے مہینہ میں ختم ہو جاتی ہیں، بڑھاپے کی عام وبائیں الیولر اٹروفی Alveolar Atrophy اور پیاریھیا بھی اسی زمانہ میں رفع ہو جاتے ہیں، تقریباً ۸۰ فیصدی مریضوں میں غدد قدامیہ کی شکایتیں بھی بہت کم ہو جاتی ہیں اور ہرچند اعادۂ شباب

کے معنی محض قوت مجامعت کے واپس آجانے کے نہیں ہونے چاہئیں، پھر بھی اس قوت میں معتد بہ اضافہ ہوتا ہے لیکن کافی عرصہ گذرنے کے بعد یعنی کوئی سال بھر گذرنے پر دونوں صنف کے مریضوں پر اس طریقۂ علاج کے کامیاب ثابت ہونیکا ظن غالب کوئی ۹۰ فیصدی ہے۔

یہ بھی معلوم رہے کہ اس طریقہ سے جانوروں کے علاج میں بھی کامیابی سے مدد لی گئی ہے، ایسے پالتو جانوروں پر جنہیں تناسل کی خواہش بالکل مفقود تھی اور جنہیں غدود کے مرکبات کھلاکر اور غدد کا اپریشن بطریق دروبوف کرکے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی ان پر یہ طریقہ کامیابی کے ساتھ برتا گیا ہے اور اب صرف میرا تجربہ ہی نہیں بلکہ فرانسیسی اور اطالوی محققین کے تجربوں کی اطلاعیں بھی یہی بات ظاہر کرتی ہیں کہ مرد وعورت دونوں پر یہ سہل سا عمل یکساں اپنا اثر دکھاتا ہے، اور پیرانہ سالی کی کلفتوں کو بالکل یا بہت کچھ مٹا کر سالہا سال تک تکالیف اور امراض و آلام سے محفوظ زمانہ پیری کی ضمانت کر دیتا ہے۔

بڑھاپے کو یوں خوشگوار بنانے کا مقصد اس قدر اہم ہے، اور یہ اپریشن اتنا سہل کہ تمام جراحی اداروں کو اس سے آگاہی پیدا کرنی چاہیئے، پھر جب مہینوں اور برسوں بعد طبیب کے پاس اسکا سابق مریض آئے گا تو اسکا امتحان کرنا ہی اس طبیب کے لئے کافی انعام ہوگا، چاہے پہلے اسے یہ انعام نقد کی شکل میں ملا ہو یا نہ ملا ہو،

ڈاکٹر ہیلن جاورسکی

DR. H. JAWORSKI

پیرس - ۱۸ مئی ۱۹۳۷ء

مکرم بندہ!

نوازشنامہ مورخہ ۸ ماہ حال ابھی ملا ہے جسکا یہ جواب دے رہا ہوں۔

جن الفاظ میں آپ نے میرا ذکر فرمایا ہے، اس کے لئے شکرگذار ہوں۔ اس سلسلے میں ابتک جو کچھ میں نے کیا ہے اسکی روئداد خدمت والا میں مرسل ہے،

اپنے خط میں آپ نے مجھ سے بعض سوال بھی کئے ہیں، ان کے جواب حسب ذیل ہیں:-

(۱) اعادۂ شباب کے مسئلے کو علمی اہمیت آج سے چالیس سال پیشتر حاصل ہو گئی تھی، جب کہ مشہور و معروف سائنس دان ڈاکٹر براؤن سیکوارڈ Brown Sequard اسکی تحقیقات میں مصروف تھے اور اب یہ ایک مسلمہ حقیقت بن چکا ہے جس نے ہمارے سامنے امکانات کا ایک بہت ہی وسیع میدان پیش کر دیا ہے،

(۲) اعادۂ شباب کے متعلق علاج کوئی مخصوص اور انوکھی چیز نہیں ہے، اور حالات و واقعات پر منحصر ہے علاج کی قیمت اگرچہ بہت زیادہ تو نہیں ہے پھر بھی اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ اخراجات برداشت کرنے ہی پڑتے ہیں، جن میں سے خون دینے والوں کا معاوضہ اور غدود دونکی اور خون کی قیمت خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۳) میرے پاس ایک از سر نو جوان ہونے والے مریض کی دونوں زمانوں کی تصویریں ہیں، جب وہ ضعیف اور از کار رفتہ تھا اُس وقت کی بھی، اور جب علاج نے اسے پھر جوان اور تندرست بنا دیا اُس وقت کی بھی، لیکن بدقسمتی سے وہ اس وقت میرے پاس نہیں ہیں، اگر آپ کو ان تصاویر کی اشد ضرورت ہو تو میں بعد میں آپ کو بھیج سکتا ہوں،

جہاں تک میرے طریقہ علاج کے نتائج کا تعلق ہے، میں آپ کی خدمت میں ایک انگریزی پمفلٹ کے چند صفحے بھیجے دیتا ہوں جو کچھ عرصہ پہلے شائع کیا گیا تھا اور اس سے آپکو نتائج کے متعلق صحیح اندازہ ہو جائیگا

آپکا مخلص، (ڈاکٹر) ہیلن جاورسکی

۱۵۸۹۵

ڈاکٹر صاحب کے حالاتِ زندگی!

ڈاکٹر سیلین جاوورسکی پولینڈ کے ایک قدیم اور نہایت شریف خاندان کے چشم و چراغ ہیں، پولینڈ کی جنگ آزادی میں آپکے والد نے سنہ ۱۸۶۳ء میں حصہ لیا تھا اور بہت نمایاں خدمات انجام دی تھیں اسکے بعد وہ نقل وطن کر کے لیما چلے گئے تھے اور وہاں دواسازی کی ایک دکان اور کیمیاوی مرکبات کی تیاری کیلئے ایک معمل قائم کیا تھا۔

ڈاکٹر سیلین جاوورسکی اسی شہر لیما میں سنہ ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۹۰۳ء میں طب کی ابتدائی تعلیم لیما ہی کی یونیورسٹی میں حاصل کی آپکی قابلیت کی بنا پر پیرو ویا کی حکومت نے آپ کو مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے یورپ بھیجا سنہ ۱۹۰۴ء میں آپ نے ملک ہسپانیہ سے ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کی اور پھر اپنے وطن مالوف یعنی پولینڈ میں جا کر لیمبرگ یونیورسٹی سے سنہ ۱۹۰۵ء میں ایم ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

سنہ ۱۹۰۹ء میں آپنے پیرس یونیورسٹی سے بھی ایم ڈی کی ڈگری حاصل۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں نے ایک کتاب "ٹے بیز (کسی عضو کا خشک اور مفلوج ہو جانا) کا نیا علاج" کے نام سے شائع کی اور یہ ایک حقیقت ہو کہ اضطراری حرکات کا طریقہ علاج سب سے پہلے انہی ڈاکٹر صاحب نے ایک مدون اور مرتب صورت میں پیش کیا تھا اسکے بعد آپ نے اسی مسئلے پر کئی ایک مقالے فرانسیسی انجمن طب کو، شہریوں کی انجمن طب کو، طبی ایکاڈیمی کو، لندن کی انجمن طب کو، اور مختلف طبی اخبارات اور رسائل کو بھیجے۔

سنہ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم نے آپنے بھی بحیثیت ایک ڈاکٹر کے شرکت کی اور مختلف مقامات پر فوجی اسپتالوں میں کام کرتے رہے اور اسی دوران میں آپنے اپنی ایک بہت ہی قابل قدر تصنیف جسکا نام "اصلیت اشیاء کے اندر ایک قدم" تھا مہیا کی،

ڈاکٹر جاوورسکی اپنی کتاب موسومہ "ڈارون کے بعد" میں قرون وسطیٰ کی روایات کے مسئلہ کو پھر چھیڑا ہو اور علمی طور پر ثابت کیا ہے کہ جانوروں کے مختلف خاندانوں میں اور انسانی اعضاء جسمانی میں تطابق موجود ہے، ڈاکٹر جاوورسکی کا خیال ہو کہ ہمارا جسم ایک مختصر سا سمندر ہے جس میں ہر قسم کے جاندار تیر رہے ہیں،

ڈاکٹر جاوورسکی نے اپنی کتاب موسومہ "موت کیسی" میں لکھا ہو کہ بقائے دوام زندگی کا ورثہ ہے اور جسے ہم موت کہتے ہیں، وہ زندگی کو انفرادی بنا لینے کا جرمانہ ہے،

سنہ ۱۹۱۰ء میں ڈاکٹر جاوورسکی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ انکا رفتہ اور ضعیف جسم میں تندرست اور نوجوان خون داخل کر کے ہم بوڑھوں کو جوان بنا سکتے اور انکی عمر بڑھا سکتے ہیں، چنانچہ جنگ عظیم سے فرصت حاصل کرنیکے بعد آپنے پیرس میں اپنا مطب قائم کیا، اور اپنے اس خیال کو عملی طور پر صحیح ثابت کرنیکے لئے تجربات میں منہمک ہو گئے، سنہ ۱۹۲۱ء میں اُنہوں نے ایک جلسہ میں اپنے اس طریقے کے متعلق تجربے دکھائے اور یہ جلسہ بہت کامیاب رہا سنہ ۱۹۲۲ء میں اُنہوں نے مختلف جانوروں پر تجربے کئے جنکی عمریں بہت زیادہ ہو گئی تھیں اور ان میں بہت بین انقلاب پیدا کر دیا اسکے بعد مختلف انسانوں پر بھی تجربے کئے گئے اور نتائج اس سے بھی زیادہ عظیم الشان تھے۔ ایک پینسٹھ سال کے بڈھے کی نظر اور عضلاتی قوت واپس آ گئی، ایک کہن سال عورت کو از سر نو حیض آنے لگا اور اسکے چہرہ کا رنگ بھی بدل گیا، اور ایک چوراسی برس کے بوڑھے کی دماغی قوت تازہ ہو گئی اور وہ دوبارہ کام کرنیکے قابل ہو گیا۔

اعادۂ شباب کے علاوہ ڈاکٹر جاوورسکی ایک دوسرا تجربہ بھی کر رہے تھے اور سنہ ۱۹۲۳ء میں اُنہوں نے اعراض شش میں

...خون کے فوائد ایک طبی انجمن کے سامنے بیان کئے پندرہ
...ں سے پھیپھڑوں کی بیماریوں کا علاج کرتے ہیں۔ انہیں اس
...امیابی ہوئی کہ ایک ایسا مریض جسے ناقابل علاج قرار
...یا گیا تھا کامل طور پر شفایاب ہو گیا اس سلسلے میں مزید
...ت کے بعد اُنہوں نے یہ اعلان کیا کہ ہر قسم کے پرندوں کا
...یک خاص طاقت رکھتا ہے، نیز یہ کہ طیور کے خون سے
...ہوا انتقال الدم امراض شش کے لئے اکسیر ہو اور ابتدائی
...میں سل کے مریض بھی صحتیاب ہو جاتے ہیں۔

۱۹۲۷ء میں ان کے خیالات میں پھر ایک تبدیلی پیدا
...انتقال الدم کی بجائے اُنہوں نے نوجوانوں کے جسم سے حاصل
...ن کو اپنی اصلی حالت ہی میں بوڑھوں کے جسم میں منتقل کرنا
...کر دیا۔ ۱۹۲۸ء میں حکومت فرانس کیطرف سے انہیں تمغہ
...لیا۔

ڈاکٹر جاوورسکی کا قول ہے کہ "نوجوان خون میں اس قدر
...عجیب طاقت ہوتی ہے کہ ہم بمشکل اسکا قیاس کر سکتے ہیں"
بظاہر یہ بات ناقابل یقین معلوم ہوتی ہے کہ صرف چند
...نوجوان خون کے جو بارہ روز کے عرصہ میں ضعیف اور فرسودہ
...میں داخل کئے جائیں اتنا بڑا انقلاب پیدا کر سکتے ہیں، اور
...طور پر شباب کو واپس لا سکتے ہیں، یہی نہیں بلکہ یہ بھی کہ ان کا
...ئی سال تک قائم رہ سکتا ہے یہ تمام خوشگوار نتائج بلا کسی دقت
...کے اور صحت کو کسی قسم کے خطرے میں ڈالے بغیر حاصل ہو
...ے اور ہو رہے ہیں۔ انتقال دم کے عمل کے بعد مریض بلا
...اپنا معمولی کاروبار کر سکتا ہے اور حصول صحت کی مسرتوں میں
...بھول جاتا ہے کہ اس پر کوئی عمل کیا گیا تھا۔

بڑھاپے کے یہ معنی ہیں کہ انسان تکان محسوس کرنے
لگے، اور یہ تکان بہت تھوڑی سی محنت سے پیدا ہو جائے اور بہت
دیر تک باقی رہے اور ابھی جسمانی و دماغی اور نفسانی تکان کے
دفعیہ کا یہ ذریعہ اختراع کیا گیا ہے تاکہ انسان بڑھاپے کے
خطرات سے محفوظ رہ سکے، یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ انسان عمر
کے لحاظ سے بوڑھا ہو جانے کے باوجود قویٰ کے لحاظ سے جوان رہ سکتا ہے
اور تندرست اور نوجوان خون کے جسم میں پہنچ جانے سے انسان کی
تمام قوتیں از سر نو تازہ ہو جاتی ہیں۔

ڈاکٹر جاوورسکی اپنے طریقۂ علاج کے متعلق لکھتے ہیں
کہ وہ ان تمام اشخاص کے لئے موزوں اور مفید ہے جو خواہ کسی
سبب سے بھی یہ محسوس کرنے لگیں کہ ابھی زندگی ان کے لئے پر مسرت اور
خوشگوار نہیں رہی ہے جن کے خون کا دباؤ زیادہ ہو جائے، جنکی بصارت
و سماعت میں فرق پیدا ہو چلا ہو جنہیں نیند مشکل سے آتی ہو اور
جنکے قوائے شہوانی مائل بہ انحطاط ہوں، کمزوروں، قلت دم کے بیماروں
اور محنت سے مضمحل شدہ لوگوں اور حبس یا کثرت حیض میں مبتلا عورتوں
کیلئے، نیز ان عورتوں کیلئے کہ جنکے فرزند ضعیف القویٰ ہوں یہ طریقۂ
علاج بہت ہی کارآمد ہے۔

گزشتہ دو سال سے ڈاکٹر جاوورسکی جنوبی فرانس اور
شمالی افریقہ کے علاقوں میں دورہ کر رہے ہیں لوگوں کی استفسارات
سے مجبور ہو کر اُنہوں نے ایک مختصر سا پمفلٹ چھپوا کر تقسیم کرنا
شروع کر دیا ہے جس میں ان کے طریق علاج کے متعلق کافی
معلومات ہیں اور وہ پمفلٹ حسب ذیل ہے۔

اعادۂ شباب کا آسان طریقہ

میرے خیال میں یہ مناسب ہے کہ میں رسالہ ان تمام
...سوالوں کے جواب میں شائع کردوں جو مذکورہ عنوان کے متعلق
آتے رہتے ہیں جو مجھ سے کئے جاتے ہیں اور اعادۂ شباب کو واضح کردوں کہ
میرا طریقۂ علاج بالکل بے ضرر اور غیر مضرت رساں ہے۔

طریق علاج

میرا اعادۂ شباب کے متعلق یہ طریق علاج تقریباً پانچ سال سے برابر جاری ہے مجھے اس حقیقت سے تو انکار نہیں ہو کہ دیگر طریقہائے علاج کی طرح یہ بھی ابھی ترقی اور تکمیل کا محتاج ہے، لیکن اول دن سے لیکر آجتک اسکے بنیادی اصول میں کبھی فرق نہیں پڑا ہی، اور نہ کوئی قابل ذکر ترمیم کرنی پڑی ہے

اس طریق علاج میں مریض کی ورید میں پچکاری کے ذریعے سے ایک خاص قسم کا نوجوان خون داخل کیا جاتا ہے جوکہ نوجوانوں سے حاصل کیا جاتا ہی اور انکا رفتہ رفتہ بوڑھوں کے جسم میں پہنچا دیا جاتا ہی، اس قسم کی پچکاریاں متعدد مرتبہ لگتی ہیں، اکثر لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ وہی معمولی "انتقال دم" کا طریق عمل ہے لیکن یہ اس سے بالکل مختلف چیز ہے، اس میں پچکاری کے علاوہ کوئی اور اوزار استعمال نہیں کیا جاتا اور خون کی مقدار صرف چند قطرات ہوتی ہے، اسکا مقصد مریض کے جسم میں بہت سا خون داخل کرنا نہیں، بلکہ یہاں تو نوجوان خون کے اثرات سے مطلب ہی جو بار بار جسم میں پہنچکر کچھ اس طرح سے اثر کرتا ہے کہ جس طرح مختلف ٹیکے اثر پیدا کیا کرتے ہیں، اس طریق علاج کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ یکساں طور پر مردوں اور عورتوں کیلئے کارآمد ہے اور حسب مرضی تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد اسکا اعادہ کیا جا سکتا ہے،

اس طریق علاج سے کیا کیا توقعات وابستہ کی جا سکتی ہیں

یہ علاج ہر ایسی صورت میں مفید ہی جب کہ نظام جسمانی میں انحطاط شروع ہو گیا ہو، جب قوی میں اضمحلال نمودار ہو چلا ہو، اور جب کسی نہ کسی سبب سے طاقت جواب دینے لگے۔ ان لوگوں کے لئے کہ جو بوڑھے ہو چلے ہیں اور جو بڑھاپے کی آمد کو محسوس کرنے لگے ہیں یا اس سے خوف زدہ ہیں اس سے بہتر کوئی علاج نہیں ہے۔ بہ الفاظ دیگر یہ طریق علاج ضعف پیری کے لئے اکسیر ہے، انسانی زندگی میں اس ضعف کو راہ نہ ملنی چاہیئے، انسان اگر بلحاظ عمر بوڑھا بھی ہو جائے تب بھی اسکے دماغی اور جسمانی قوی برقرار رہنے چاہیئیں اور یہ کیفیت ہم اس طرح حاصل کر سکتے ہیں کہ خلیات جسمانی میں نوجوان اور زندگی بخش خون کی کچھ مقدار پہنچا کر ہم انہیں از سر نو زندہ کر سکتے ہیں۔ خون کا دباؤ بڑھ جانے سے جو علامات پیدا ہو جاتی ہیں وہ اس علاج کے بعد دور ہو جاتی ہیں کیونکہ دباؤ اپنی طبعی حالت پر آجاتا ہی۔

اگرچہ بوڑھوں کے لئے یہ طریق علاج حیرت انگیزی کی حد تک موزوں ہے، پھر بھی اسکے فوائد بوڑھوں کی جماعت تک محدود نہیں ہیں، قلت دم کے بہت سے مریضوں کو اس سے بیحد نفع پہنچا ہے، ایک تیس سال کے جوان آدمی کے خون میں تین ہفتے کے علاج نے خون کے سرخ ذرات کی تعداد جو تیس لاکھ سے پچپن لاکھ تک پہنچا دی تھی،

بے خوابی، دماغی خرابیاں، دماغی تکان، کمی حافظہ بصارت کی بعض خرابیاں، آنکھوں کے سامنے سیاہ دھبے طبیعت کا گرا رہنا اور بھوک کی کمی سب انسانی قوی میں انحطاط کے باعث پیدا ہوتی ہی اور نوجوان خون کے انجکشن انکا بہترین علاج ہے، جس سے حیرت انگیز کامیابی ہوتی ہے،

ماہواری ایام کی خرابیاں جو بعض اوقات اس قدر پریشانی کا باعث ہوتی ہیں اس علاج سے بہت کچھ کم یا بالکل دور ہو جاتی ہیں، یہی حال نامردی کے مرض کا ہی چند ہی روز میں از دست رفتہ نفسانی خواہشات مستقل طور پر پورے جوش کے ساتھ واپس آجاتی ہیں۔

مدت علاج

ہر شخص اس بات کو آسانی سمجھ سکتا ہی کہ بعض مریضوں کو کہ جنکا مرض سخت ہی تندرستی حاصل کرنے کے لئے زیادہ مدت درکار ہوگی، لیکن عام طور پر یہ علاج چار ہفتوں میں ختم ہو جاتا ہی اور اس دوران میں تین انجکشن فی ہفتہ کے حساب سے دس یا بارہ انجکشن لگائے جاتے ہیں

بعض اعتراضات

اپنے طریقے کی سادگی

ں بیضرری، اور بہر صورت نفع رسانی کے باوجود مجھے بھی دوسرے
ر جدونکی طرح شروع ہی غلط فہمیوں اور اعتراضات سے واسطہ پڑتا
جنکا جواب وقتاً فوقتاً دینا پڑتا ہے، اگرچہ یہ سلسلہ اب روز بروز
پہنچ جاتا ہے،

مجھسے کہا گیا کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ دوسرے جسم سے
ل کیا ہوا خون ممکن ہے کہ مریض کی وریدکے اندر پہونچکر جم جائے
ر وریدمیں التہاب یا سیلان کی راہ میں رکاوٹ پیدا کردے یہ
ت بالکل بے بنیاد ہے، کیونکہ وریدمیں داخل کرنے سے پیشتر
ن میں بعض چیزیں ایسی ملادی جاتی ہیں، کہ اگر دن بھر بھی وہ خون
ہی پڑا رہے، تب وہ ہرگز نہ جمیگا طبی طریقہ پر یہ کہا جاسکتا ہے
اس قسم کا ذرا سا بھی اندیشہ نہیں ہے،

مجھسے یہ بھی پوچھا جاتا ہے کہ کیا یہ ممکن نہیں ہے
جس شخص کا خون لیا جائے اسکے جسم کے یا اُسکے خاندان کے
بعض امراض خون کے ساتھ مریض کے جسم میں منتقل ہوجائیں
سکے جواب میں میں ان شرائط کو پیش کرسکتا ہوں جو خون دینے
وں کے انتخاب کے متعلق مقرر ہیں اور انہیں پڑھکر ہر شخص
ندازہ کرسکتا ہو کہ انتخاب معطی" میں کس درجہ احتیاط برتی جاتی ہو

طریق علاج کے مفید اثرات

بالعموم اس سے جو نتائج حاصل ہوتے
یں وہ بہت ہی مکمل اور دلچسپ ہوتے ہیں، ان انجکشنوں سے
نگامی ہیجان نہیں پیدا ہوتا جسکا قیام ناپائدار اور عارضی ہو، بلکہ
سکے برخلاف اس علاج کے اثرات آہستہ آہستہ محسوس ہونے
شروع ہوتے ہیں یہ اثرات علاج ختم ہونیکے بعد کوئی ایک مہینہ
ترقی پاتے رہتے ہیں اور جب اپنے پورے عروج پر پہنچ جاتے
یں تو وہ مدتوں، بالعموم کئی سال تک قائم رہتے ہیں۔ اگر معمولی
حت پھر کمزور ہوتی ہو اور اگر پیری پھر غلبہ پاتی ہے تو آہستہ
ہستہ آہستہ ہوا کرتا ہو جیسے طبعی حالات میں درجہ بدرجہ اور قدرتی
ریقے پر، مختصر یہ کہ بڑھاپا اپنا قدرتی غلبہ حاصل تو کرتا ہے لیکن
کسی قسم کے خطرات اور صدمات کے انسان اپنی اس حالت پر

واپس آجاتا ہو جو شروع میں تھی

لیکن اس حالت کو پورے طور پر واپس آنے ہی کیوں
دیا جائے، سکی پورے طور پر واپسی کا انتظار کرنے کی ضرورت
نہیں ہے اس تک پہونچنے سے پہلے ہی یہ کافی ہے کہ پھر یہی
علاج مکمل طور پر پھر کرالیا جائے، یا صرف چند انجکشن ایسے
لگوالئے جائیں جن سے صحت و جوانی کی کیفیت قائم ہوجائے،
اس چیز کو میرے بہت سے مریض خوب سمجھ گئے ہیں اور برابر دو
تین یا چار سال کے بعد اس علاج کی تکرار کیلئے آتے رہتے ہیں
جس سے اُنہیں اس قدر نفع اور زندگی کی مسرت حاصل ہوئی تھی
اور ان مریضوں کا بار بار واپس آنا میرے طریق علاج کی عمدگی
نفع رسانی کا بین ثبوت ہو

طریق علاج کی بیضرری

جہاں تک طریق علاج کی بیضرری کا تعلق ہو
وہ منتہائے کمال کو پہونچ چکا ہو۔ عوام میں سے بعض آدمیوں نے
ردعمل کی علامات پیدا ہونے کی بعض نے خفیف سی بے چینی کی ایسی
ہی اور ناقابل لحاظ باتوں کی شکایت کی ہو۔ یہ بھی صحیح ہے کہ ابتدائی
زمانہ میں بعض مریضوں میں ردعمل کے اثرات مشاہدہ میں بھی آئے
لیکن اب یہ تمام باتیں ہمیشہ کے لئے فنا کردیگئی ہیں، اور اب برسوں
سے کسی مریض نے کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں کی،

اب یہ طریق عمل اس حد تک صحیح اور بے ضرر ہوگیا ہو کہ یہی
نہیں کہ میرے مریضوں کو خفیف ترین بے چینی بھی محسوس نہیں
ہوتی بلکہ اب تو یہ حالت یہ ہے کہ وہ برابر علاج کے دوران میں اپنے
مشاغل زندگی میں حسب معمول مشغول رہتے ہیں، کاروباری لوگ
انجکشن کے بعد فوراً ہی اپنے دفتروں میں کام کرنے چلے جاتے
ہیں بعض اوقات ایسی عورتوں کے بھی انجکشن لگائے گئے ہیں کہ
جو ناچ میں جانیکے لئے تیار ہوکر آئی تھیں اور انجکشن کے بعد فوراً
جنہیں کسی دعوت میں یا تھیٹر میں جانا تھا میرا خیال ہے کہ میرا
اتنا بیان اسکے لئے کافی ہو کہ مستفسرین کو اس طریق علاج کی
بیضرری کے متعلق اطمینان دلادے۔

خون کے متعلق کامل اطمینان

ہماری سب سے زیادہ کوشش خون دینے والے اشخاص کے انتخاب میں ہوتی ہے، ہر ایک خون دینے والے کو بلحاظ عمر اور چال چلن موزوں ہونا ہے (ہم خون دینے والوں کو حلقۂ احباب ہی میں سے انتخاب کرتے ہیں) ذیل کے معاملات پر صحیح اطمینان کے بعد انتخاب کیا جاتا ہے،

(۱) ذاتی اور خاندانی تعلقات کی تحقیقات

یہ ضروری ہے کہ خون دینے والوں کے والدین زندہ ہوں یا ہم ان کو جانتے ہوں اس طرح سے ہمیں معلوم ہوگا کہ ایسے نوجوانوں کے چند رشتہ دار یا آباؤ اجداد ایسے تھے جو سو سال زندہ رہکر فوت ہوئے۔

(۲) طبی امتحان

ہر ایک خون دینے والے کا امتحان نہایت سختی سے کیا جاتا ہے اور ہم ایسے نوجوانوں کو بلا رو رعایت خارج کر دیتے ہیں جو ہماری جانچ پر پورے نہیں اترتے، اور جو ہمیں کافی تنومند نظر نہیں آتے، اور ان میں کافی قوت مدافعت نہیں ہوتی

(۳) کیمیاوی امتحانات

سائنس کو قطعی اطمینان حاصل کرنے کے لئے جتنی آزمائشی تدابیر معلوم ہیں وہ سب کی سب کام میں لائی جاتی ہیں۔ مثلاً خون کا بار بار جزوی امتحان، دق کے متعلق تحقیقات وغیرہ۔

یہ جملہ کیمیاوی تجزیئے نہایت باریک بینی سے کئے جاتے ہیں، اور معمل میں جدید سے جدید آلات کے ذریعے عمل میں لائے جاتے ہیں، ہر علاج سے قبل اس قسم کی تحقیقات کیجاتی ہے اور پھر وقتاً فوقتاً عمل میں بھی لائی جاتی ہے،

(۴) تصفیۂ خون

اس خیال سے کہ کسی نقاد بے اعتقاد شکی یا بزدل مریض کو کوئی تنقید کا موقع نہ رہے، ہم ایک ایسی شے پچکاری میں ملا دیتے ہیں جو فوراً جراثیم کو ہلاک کر دیتی ہے اور فوراً نکالے ہوئے خون کو پاک صاف کر دیتی ہے اور ہمیں سے پچکاری کی دوا تیار کرتے ہیں۔ اس سے بڑی ضمانت اور کیا ہو سکتی ہے،

خاتمہ

ہمارا طریقہ جو قطعی بے ضرر اور نہایت سہل ہے اور جس میں اعتراض کا کوئی موقع نہیں ان نوجوان اور بوڑھے اشخاص کو جو اسے استعمال کرتے ہیں سب سے بڑی ضمانت دیتے ہوئے بتلاتا ہے کہ دیگر طریقہ ہائے علاج کی نسبت ہمیں ناکامی سب سے کم ہوتی ہے،

اعداد و شمار جو ہم نے سینکڑوں اور گذشتہ سنین کے مطالعہ سے حاصل کئے ہیں، اس امر کو ظاہر کرتے ہیں کہ ۹۳ فیصدی اشخاص میں کامیابی ہوئی جن میں سے پچاس فیصدی میں تو حقیقتاً غیر معمولی اثرات ظاہر ہوئے جو کئی برس تک قائم رہے۔

Hamdard-i-Sehat, Delhi
REJUVENATION NUMBER
JULY 1934.

Hamdard-i-Sehat, Delhi
"REJUVENATION NUMBER
JULY 1934.
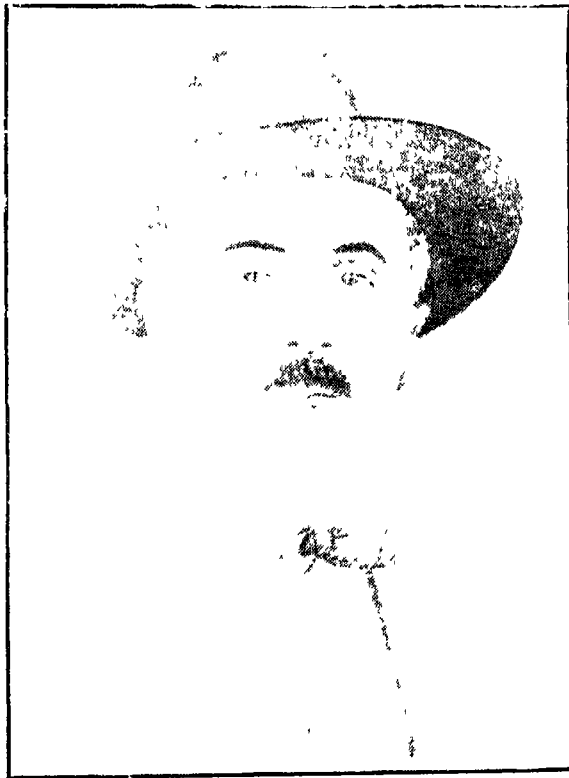
ڈاکٹر اسوالڈ شوارز - ایم - ڈی وائنا

Dr. Oswald Schwarz, M.D., Vienna

تشریح و تبصرہ

صفحہ

DR. OSWALD SCHWARZ

یانا

مورخہ، ۲۳ مئی ۳۴ء

جناب والا۔

اسی ڈاک سے میں جناب کی خدمت میں مضمون روانہ کر رہا ہوں مجھے اُمید ہے کہ اس سے آپکا اطمینان ہوجائیگا۔ میں نے بہت ہی جلدی میں تحریر کیا ہے، اس لئے میں آپ کو پورے طور پر اس بات کی اجازت دیتا ہوں کہ جہاں کہیں ضروری معلوم، آپ بلا تکلف میری غلط انگریزی کی تصحیح فرمادیں۔ اس تکلیف دہی کیلئے طالب معافی ہوں۔

اگر آپ کے دفتر میں دستور نہیں ہے کہ شائع شدہ مضمون کا پرچہ صاحب مضمون کو بھیجا جائے تو میں آپ سے درخواست کرونگا کہ ازراہ کرم اپنے رسالہ کی دو جلدیں مجھے ضرور مرحمت فرمادیں۔

میرے حالات حسب ذیل ہیں:۔

میں آسٹریا میں ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوا تھا۔ ۱۹۰۶ء میں ویانا کی یونیورسٹی سے فراغت تحصیل کی اور ڈگری حاصل کی، میں ۲۴ مخصوص مضامین اور چار کتابیں اس وقت تک لکھ چکا ہوں،

۱۹۲۰ء میں میں ویانا کی یونیورسٹی میں اسسٹنٹ پروفیسر مقرر کیا گیا اور ۱۹۲۲ء میں امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن ویانا میں استاد کے عہدہ پر فائز ہوا۔ میں طلبہ کو صنفی امراض کی اصلیت اور نفسیات کے طبی شعبہ پر درس دیتا رہا ہوں۔

۱۹۳۰ء میں ریاستہائے متحدہ امریکہ نے انہی مضامین پر تین ماہ تک لیکچر دینے کی دعوت دی تھی۔

میری زندگی کے یہ مشاغل کچھ زیادہ قابل ذکر نہیں ہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ اس حصۂ عمر میں میں نے کام بہت سا کیا ہے۔

مجھ سے مضمون طلب فرماکر آپ نے جو غیر معمولی طور پر میری عزت افزائی کی ہے اسکا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آپ کا مخلص

(ڈاکٹر) اسولڈ شوارز

○ ڈاکٹر صاحب کی مادری زبان جرمنی ہے، لیکن ہماری سہولیت کے خیال سے مضمون انگریزی زبان میں تحریر فرمایا ہے +

اعادۂ شباب کا موجودہ نظریہ اور اسکے علاج کے عملی نتائج

از ڈاکٹر اسولڈ شوارز ایم ڈی اسسٹنٹ پروفیسر ویانا یونیورسٹی

اعادۂ شباب کے متعلق تمام علمی تجربات کی بنیاد اِس دعوے پر مبنی ہو اور ایک حد تک ابھی اسکی حیثیت محض ایک دعوے کی حد سے آگے بھی نہیں بڑھی ہے ۔ کہ اجسام میں خصیتین کا اثر قطعی طور پر اجسام کی طاقت اور انکی قوت حیات پر پڑتا ہے ،

آیئے یہ دیکھیں کہ طبی تجربات نے اِس مفروضہ کو کس حدتک صحیح ثابت کیا ہو،

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہو کہ قوت حیات اگر اسکا اندازہ نظام جسمانی کی قوت سے کیا جائے، تو ایک بہت بڑی حدتک خصیتین کے افعال پر منحصر ہے . بنیادی نظامِ جسمانی (جس سے مراد وہ نسبت ہو جو جذب شدہ آکسیجن کو خارج شدہ کاربن سے ہوتی ہو) اپنے معمول سے گھٹ کر صرف ایک تہائی رہ جاتا ہو اگر کتوں کے جسم سے خصیتین علیحدہ کردئے جائیں اور پھر انہی کتوں کے جسم میں خصیتین کا پیوند لگا دیا جائے تو نظامِ جسمانی پھر بڑھ جاتا ہو اور معمولی سے بھی کچھ سوا ہو جاتا ہے ،

یہی تجربات اگر انسانی جسم پر کئے جائیں تو بہت سی دشواریاں پیش آتی ہیں ، اول تو غدہ درقیہ کے اثرات نظامِ جسمانی پر غلبہ حاصل کر لیتے ہیں ، اور اس حدتک غالب آجاتے ہیں کہ خصیتین کے اثرات ان کے سامنے ماند پڑجاتے ہیں اور کچھ اندازہ نہیں ہوسکتا . پھر خود خصیتین کی اندرونی رطوبت جو کم ہوگئی تھی اس قدر بڑھ جاتی ہو کہ بنیادی نظامِ جسمانی کی حالت سے خصیتین کے اثر اور فعل کی صحت کی تشخیص ناممکن ہوجاتی ہو

جو کچھ کہ خصیتین کے متعلق کہا جارہا ہو، تقریباً وہی سب کچھ خصیۃ الرحم کے متعلق بھی کہا جاسکتا ہو، لیکن چونکہ صنفِ لطیف پر تجربات بہت ہی کم کئے گئے ہیں ، اس لئے صرف فرقہ ذکور ہی کے غدود کا ذکر کیا جائیگا ۔

ایک اور بہت ہی اہم اور ناقابل انکار حقیقت یہ بھی ہو کہ خصیتین کی محرومی ایک مرد کی ظاہری صورت اور انداز میں ایک نمایاں فرق پیدا کردیا کرتی ہو، یہ بات عام طور پر سب کو معلوم ہے کہ جس شخص کے یہ غدود کسی حادثہ سے ضائع ہو جائیں یا جو ماں کے پیٹ سے ان غدود کے بغیر ہی پیدا ہوا ہو، وہ اپنے جسمانی اور دماغی افعال میں اُس شخص سے مختلف ہوتا ہو کہ جسکے خصیتین صحیح وسالم ہیں اور یہ اختلاف عادات و اطوار بہ آسانی زنانوں ، اور آختہ انسانوں میں دیکھا جاسکتا ہے لیکن اسکے باوجود اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ خصیتین کے نشوونما میں اور باقی جسم کے نشوونما میں کوئی خاص علاقہ یا نسبت ہے ۔ بہ الفاظ دیگر ہم یوں کہہ سکتے ہیں ، کہ اگر ہم بیک وقت بہت سے آدمیوں کا امتحان کریں تو ہمیں ایسے لوگ بھی ملینگے جو خوب لمبے چوڑے اور مضبوط ہیں اور ان کے خصیتین بھی بڑے بڑے اور سخت ہیں ۔ اور ایسے لوگ بھی ملیں گے جو

قدر رقد آور اور توانا تھا لیکن ان کے خصیتین چھوٹے چھوٹے
دم ہوتے ہیں یا یہ کہ اسکے برعکس صورت حال ہو۔ ایسی
اہدہ کا نتیجہ ہو کہ کسی شخص کو ضعیف القوی اور اس کے
تین کو مختصر دیکھ کر ہم لازمی طور پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسکا
انی ضعف اسکے خصیتین کی کمزوری پر منحصر ہے اور اس بنا پر
ر ہو کر یہ اہم نتیجہ اخذ کرنا پڑتا ہے کہ ضعیف الجثہ لوگوں کا
ج کرتے وقت ہم خصیتین کے فعل کو تحریک پہونچا کر یہ
فع نہیں قائم کر سکتے کہ اس سے سارے جسم میں حیات
پہنچ جائے گی۔

خصیتین کے فعل کو تحریک پہنچانا ممکن ہو جیسا کہ
ربات کے تیسرے سلسلہ سے ظاہر ہوگا جو میں اب بیان
نے والا ہوں۔ ویانا کے ڈاکٹر اشٹائناخ نے ۱۹۲۰ء میں
ات دریافت کی تھی کہ اگر بوڑھے جانوروں میں وہ نلکی قطع
ی جائے یا باندھ دیجائے جسکے راستہ سے منی نائزہ میں پہنچتی
و جانور بالکل نمایاں طور پر شباب تازہ حاصل کر لیتا ہو
کا باعث یہ سمجھا گیا تھا کہ بند باندھ دینے کے بعد اندرونی
وبت پیدا کرنیوالے عناصر کی جسامت بڑھ جاتی ہو اور اس
سبب سے اس ماؤف خصیہ کی رطوبت اندرونی کی تراوش بکثرت
ونے لگتی ہے، جانوروں پر یہ تجربہ بار بار کیا گیا اور بہت سے
ٹروں نے آزمائش کے بعد اسے صحیح پایا۔ تجربے کے لئے زیادہ
کتے، خرگوش اور سفید چوہے استعمال کئے گئے تھے اور سب
ں یہی نتیجہ برآمد ہوا۔ عمل جراحی کے چند روز یا چند ہفتوں
ے بعد یہ بڈھے ضعیف اور ناتواں جانور حیات تازہ کے
ر اظاہر کرنے لگے، ان میں تیزی اور توانائی آگئی، بھوک
ت میں زیادتی ہوگئی۔ انکے بال گھنے اور چمکدار ہوگئے، نفسانی
اہش اور شہوانی قوت واپس آگئی، اور بعض جانوروں میں
معمول کی حد سے بھی تجاوز ہوگئی۔ یہ "نو شباب" آٹھ
ہ سے لیکر چھ ماہ کے اندر تک رونما ہوئی اور کتوں میں تقریباً
سال قائم رہی۔ امراض الاعراض کے ایک مشہور ماہر کا

مقولہ ہے کہ اس عمل جراحی کے یہ نتائج قریب قریب صد
فیصدی مریضوں میں حاصل ہو سکتے ہیں، اور قوائے شہوانی
میں جو تبدیلی ہوتی ہو وہ نسبتاً کم قابل اعتماد بھی ہے، اور دیگر
تبدیلیوں سے پہلے زائل بھی ہو جاتی ہو

یہ بات اب آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہو کہ ان تحقیقات
نے ساری دنیا میں ہلچل مچادی، اور جلد سے جلد یہ تجربات،
دنیائے حیوانی سے دنیائے انسانی کی جانب منتقل کردئے گئے
انسانوں پر ان تجربات کا نتیجہ کیا نکلا، اس سوال کا جواب
دینا بہت مشکل ہو۔ قریب قریب گذشتہ پندرہ سال کی مدت
میں جب سے کہ ڈاکٹر اشٹائناخ کا پہلا مضمون شائع ہوا تھا
سینکڑوں کی تعداد میں یہ عمل جراحی کیا گیا اور صدہا مضامین
شائع ہوئے لیکن اس وقت تک ایک بھی ذمہ دار اور صاحب
علم ڈاکٹر ایسا نہیں ہے جو یہ کہہ سکے کہ بجز ایک تھوڑی سی
تعداد کے اسے اپنے مریضوں کے علاج میں کامیابی ہوئی ہے
بدقسمتی سے ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ یہ تھوڑی سی تعداد بحساب فیصدی
کتنی ہے ایسے مقالے بہت ہی تھوڑے سے شائع ہوئے ہیں
جنمیں کامیابیوں اور ناکامیوں کی صحیح تعداد، مرض کے حالات
اور علاج کی ضرورتمندی کے متعلق کچھ بتایا گیا ہو، اور جس قدر
اس قسم کے بیانات شائع ہوئے ہیں ان میں کامیاب مریضوں
کی تعداد پانچ سے لیکر ستر فیصدی تک ہو۔

تعداد کی کمی بظاہر حیرت انگیز معلوم ہوتی ہو اور اسکے
اسباب کی تشریح ضروری ہو پہلی بات تو یہ ہو کہ یورپ میں عام
طور پر اونچے درجے کے اور ذی علم ڈاکٹروں میں کچھ اس مسئلے
کی جانب سے بیزاری اور بے توجہی سی پائی جاتی ہو گویا وہ اسے
اپنی شان سے پست تر چیز خیال کرتے ہیں۔ دوسرے یہ
کہ ہر ایک مریض کے متعلق کہ معلوم کر لینا بھی آسان نہیں ہو
کہ علاج سے اُسے نفع پہنچا یا نہیں۔ اور آخری بات یہ ہے
کہ یہ سب سے زیادہ دشوار امر ہے کہ ان مریضوں پر ایک مرتبہ
عمل کر دینے کے بعد انہیں دوبارہ بلایا جا سکے، ان دقتوں کے

علاوہ سب سے بڑی اور مخصوص دشواری یہ ہے کہ اس بات کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا کہ کن مریضوں کو فی الحقیقت اس علاج کی ضرورت ہے، کیونکہ کامیابی صرف انہی مریضوں کے علاج میں ہوتی ہے جو حقیقتاً اسکے ضرورتمند ہوں، اس وقت تک ہم کامل وثوق کے ساتھ صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ جوان جسموں کو اس عمل جراحی کی ضرورت نہیں ہوتی اور ان کے لئے یہ بالکل غیر موزوں ہے خصیتین کی حالت اور جسم کے نشوونما میں جو بے تعلقی ہے، وہ اس عمل جراحی کو جوانوں کے لئے غیر موزوں بنا دیتی ہے کیونکہ خصیتین میں تحریک پہونچا کر تمام جسم کو تقویت پہنچانے کی توقع کرنا عقل کے خلاف ہے اسیطرح عصبی کمزوری کے مریضوں میں بھی اس عمل جراحی کے لئے کچھ زیادہ موزونیت نہیں ہوتی (عصبی کمزوری میں عام کمزوری، تکان، اضمحلال اور شہوانی خرابیوں کی شکایات ہوتی ہیں)

یہ عملِ جراحی ایسے سالخوردہ لوگوں کے لئے بھی ناموزوں ہے جو تندرست ہوں۔ اس سلسلے میں "تندرست" کے یہ معنی ہیں کہ ایک شخص اپنی عمر کی مناسبت سے زیادہ کمزور او ضعیف نہ ہو، مثلاً ایک ستر سال کے بوڑھے کے قویٰ میں صرف اتنا ہی انحطاط ہوا ہو کہ جتنا ستر سال کی عمر میں طبعی طور پر ہونا چاہیئے ایسے آدمی کو ہم اسکی مجری المنی میں بند باندھ کر پچاس سال کا نہیں بنا سکتے، ممکن ہے کہ لوگ اس قسم کے اعادۂ شباب کے خواب دیکھا کرتے ہوں لیکن اسے ایک خواب سے زیادہ اور کوئی حیثیت کبھی حاصل نہ ہو سکے گی، ان سب حالات کو پیش نظر رکھ کر ایسے مریضوں کی تعداد جو ڈاکٹر اشٹائناخ کے عملِ جراحی کے لئے موزوں ہوں بہت ہی محدود رہ جاتی ہے اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ جو قبل از وقت بوڑھے ہو گئے ہوں۔ جب غیر طبعی اور قبل از وقت پیرانہ انحطاط کی وجہ سے کوئی پچاس سال کا آدمی ستر سال کا معلوم ہونے لگے اور خود کو اتنا بوڑھا محسوس کرے تو اس پر ہم اس طریقۂ علاج کی آزمائش کر سکتے ہیں تاکہ اسکی کھوئی ہوئی جوانی اسے واپس ملجائے، یہ طبی نقطۂ نظر سے صحیح اور معقول "بازیابی شباب" ہے جسے پُراسرار اعادۂ شباب سے کوئی واسطہ نہیں ہے، لیکن ظاہر ہے کہ قبل از وقت پیری کی تشخیص اور تمیز کوئی آسان کام نہیں ہے بہت سے اعمالِ جراحی جہاں تک میں سمجھتا ہوں صرف اسی لئے ناکام اور فضول ثابت ہوئے کہ انحطاط پیری کی تشخیص اور مریض کی اس علاج کے لئے موزونیت صحیح طور پر معلوم نہ ہو سکی،

اس معاملہ میں میرا طرز عمل یہ ہے کہ جب بغور امتحان کرنیکے بعد کسی مریض کے متعلق میں یہ رائے قائم کرتا ہوں کہ وہ اس عملِ جراحی کے لئے موزوں ہے تو میں اس طریق علاج کا مشورہ دیتا ہوں اور خود اپنے آپ کو اور اپنے مریض کو یہ یقین دلا دیتا ہوں کہ اور دواؤں کیطرح یہ بھی ایک دوا ہے۔ یہ طرزِ عمل غالباً صحیح ہے کیونکہ وہ کوئی لمبا چوڑا عمل جراحی نہیں ہے، بلکہ صرف کوئی بیس منٹ کا کام ہے اور اسمیں صرف بھی ایسا نہیں ہے کہ غریب لوگ نہ برداشت کر سکیں، اور پھر یقینی طور پر وہ مریض کے لئے اپنی صحت دوبارہ حاصل کرنیکا ایک معقول ذریعہ بھی ہے، تو پھر کیوں نہ اسے اس موقع سے فائدہ اُٹھانے دیا جائے اس قدر احتیاط برتنے کے بعد بھی مجھے سو میں سے پینتیس مریضوں میں کامیابی ہوئی۔ کامیاب نتائج جو حاصل ہوئے وہ یہ تھے کہ مریض کے تمام جسم میں زندگی کی علامات پیدا ہو گئیں، کام کرنے کی قوت بڑھ گئی، حافظہ ترقی پذیر ہو گیا، زندگی سے دلچسپی پیدا ہو گئی۔ خود اعتمادی آگئی، وزن بڑھ گیا، بنیادی نظام جسمانی میں ترقی محسوس ہوئی، بڑھا ہوا خون کا دباؤ گھٹ گیا، جلد کی حالت اصلاح پذیر ہو گئی، مجری البول کے غدد جو متورم تھے، وہ اصلی حالت پر آگئے۔ اور نصف مریضوں میں قوائے شہوانی بیّن طور پر ترقی پذیر ہو گئے۔

اس درست شدہ حالت کا قیام مختلف مریضوں میں مختلف تھا۔ اکثر میں یہ زمانہ جلدی سے گذر گیا، اور بعض میں تین سال تک یہی حالت قائم رہی، اور یہ سب سے لمبا زمانہ تھا جو میرے مشاہدے میں آیا۔

اس تمام بیان کے خلاصے کے طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر اشٹائناخ کا عمل جراحی قبل از وقت بوڑھے ہو جانیوالوں

زائل شدہ قوت حیات دوبارہ حاصل کرنیکا ایک موقع بہم
جاتا ہو لیکن وہ صرف ایک طبی علاج ہے جسکا فائدہ ایک خاص
کے مریضوں تک محدود ہے، وہ حفظان صحت کا ایک ایسا
ول کبھی نہیں بن سکتا کہ جس پر عمل پیرا ہو کر تمام انسانی آبادی
ح حاصل کر سکے۔

ڈاکٹر اشٹائناخ کے عمل جراحی سے لاولدی پیدا
جانیکا بھی امکان ہے، اس مضرت کا علاج بعض اوقات
ادۂ شباب ہی کے ایک دوسرے عمل سے کرنا پڑتا ہو، جو ڈاکٹر
ل ڈوپلر کا طریقہ ہے
طریق عمل کا مقصد یہ ہو کہ خصیتین میں خون کی مقدار زیادہ
کے ان کے فعل کو تحریک پہنچائی جاتی ہو۔ اسکے لئے ایسا کیا
ا ہو کہ کیساۃ المنی اور مجریٰ المنی کی شرائین کے اوپر فینول کا آٹھ
سدی محلول ضماد کے طور پر لگا دیا جاتا ہو، اس ضماد کے اثر سے
اعصاب مفلوج ہو جاتے ہیں جو شرائین میں خون کی زیادہ مقدار
جانے سے روکتے ہیں اس لئے ان شریانوں میں خوب بہت
خون آکر بھر جاتا ہو۔

ڈاکٹر اشٹائناخ کے عمل کیطرح یہ عمل بھی بالکل سادہ
آسان ہو اور مریضوں کی موزونیت اور کامیاب و ناکام نتائج
تعداد کے لحاظ سے اس میں اور ڈاکٹر اشٹائناخ کے اپریشن
کوئی فرق نہیں ہے۔

اعادۂ شباب کے متعلق تیسرا عمل جراحی ڈاکٹر وارونوف
کا مشہور و معروف طریقہ ہو
اس عمل کے اصول، طریق کار، اور نتائج سے تمام دنیا
ے طور پر واقف ہو اس لئے انہیں اس جگہ دہرانے کی ضرورت
یں معلوم ہوتی۔ (ڈاکٹر وارونوف کا طریق عمل یہ ہے کہ وہ
ندروں کے انثیین کا پیوند جسم انسانی میں لگاتے ہیں، ہمدرد صحت)
نفسیاتی اسباب کہ جنکا ذکر میں ڈاکٹر اشٹائناخ کے اپریشن
ضمن میں کر چکا ہوں ڈاکٹر وارونوف کے عمل کے متعلق بھی میں
معلومات بڑھانے اور تجربہ کرنے سے مانع آئے۔ صرف
ڈاکٹر ہی اس طریق عمل کو حقارت سے نہیں دیکھتے بلکہ خود مریض
بھی اس قسم کا علاج کرانے سے گریز کرتے ہیں حتی کہ مفت میں بھی
یہ علاج کرانا نہیں پسند کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ گذشتہ دس سال
میں شہر ویانا کے اندر ڈاکٹر وارونف کے طریق عمل کے مطابق
صرف سترہ پیوند لگائے جا سکے۔ اس اپریشن کے بہت سے
تجربے نہ کر سکنے کے متعلق اس خیال سے کچھ اشک شوئی ہو
جاتی ہو کہ اگر وہ درحقیقت مفید طریقہ بھی ہے تب بھی کم سے کم یورپ
میں تو کبھی کسی وقت میں عام طور پر رائج نہیں ہو سکتا کیونکہ
اسکے مصارف بیحد اور بہت ہی کثیر ہیں۔

مندرجۂ بالا سطور میں میں نے بعض ایسی باتوں کا ذکر
کیا ہے جن سے اعادۂ شباب کے متعلق اعمال جراحی کی بے اثری
ثابت ہوتی ہو۔ اب میں ان کے متعلق جتنا زیادہ تجربہ کرتا جاتا ہوں
اسی قدر انکی طرف سے بے اطمینانی ہوتی جاتی ہو جس وقت سے
میں نے یہ سمجھا ہو کہ اپنے طبی مشاغل میں ہمیں صرف اپنے جسمانی
عناصر ہی سے واسطہ نہ رکھنا چاہیئے بلکہ اپنی شخصیت کو ایک
کل تصور کر کے ذہنی اثرات کو بھی اسمیں شامل رکھنا چاہیئے
اس وقت سے مجھے محسوس ہو رہا ہو کہ میں صحیح راستہ پر آگیا ہوں
زمانۂ حال کی طبی تحقیقاتوں نے یہ ثابت کر دیا کہ ہمارے تخیل کا
ہمارے نظام جسمانی پر اس سے بہت زیادہ اور بہت گہرا اثر ہو
جتنا کہ ہم پہلے سمجھا کرتے تھے، آج یورپ کی دنیائے طب میں جو
خیال سب سے زیادہ اثر انگیز ہے اور جس پر سب سے زیادہ ترقی یافتہ
اطبائے یورپ متفق ہو چکے ہیں یہ ہے کہ انسانی زندگی کے
ہر شعبے میں جسمانی اور روحانی عناصر کے اشتراک عمل کو ملحوظ رکھا
جائے۔ ویانا کے مدرسہ طبیہ کے سب سے بڑے کارہائے نمایاں
میں سے یہ بھی ہے کہ اُسنے ایسے ذرائع اختراع کئے کہ جن سے اس
ذہنی یا روحانی اثر کا تجزیہ ہو سکے اور ایسے جسمانی امراض کا علاج
کیا جا سکے کہ جنکا سبب دماغی فتور ہوں
[illegible] کے متعلق یہی اصول
صادق آتا ہے پہلے ہم یہ کہا کرتے تھے کہ ایک آدمی اسیقدر

بوڑھا ہوتا ہے جس قدر اسکی شرائین بڑھی ہوئی ہوں، لیکن اب ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ اسی قدر بڑھا ہے کہ جس قدر بڑھا ہوا مادہ اپنے ذہنی تاثرات کے ماتحت اپنے آپ کو بنا لیتا ہے۔ مندرجۂ بالا وجوہ کی بنا پر میری رائے یہ ہے کہ اعادۂ شباب کے متعلق اعمال جراحی میں ہماری ناکامیوں کا ایک خاص سبب یہ ہے کہ ہم نے ان مریضوں کے جسم پر نشتر کا استعمال کیا جنکی روحانی صحت کی طرف ہمیں توجہ کرنی چاہیے تھی، بہ الفاظ دیگر ہم بہتر نتائج حاصل کر سکتے تھے، اگر اعمال جراحی کی بجائے قواعد حفظان صحت پر کاربند ہوتے،

یہی وہ جگہ ہے جہاں یورپ کے اطبا اور ماہرین نفسیات قدیم مشرقی طرز کے حکما سے متفق الرائے ہو جاتے ہیں اور علوم مغربی کا مشرقی طب کے ساتھ یہ اشتراک عمل ہی کم سے کم میرے خیال میں وہ چیز ہے جس میں اعادۂ شباب کے مسئلہ کا مستقبل حقیقی طور پر مضمر ہے اور اس مستقبل کا اثر دوچار مریضوں پر محدود نہ ہوگا بلکہ وہ تمام دنیائے انسانی پر یکساں حاوی ہوگا۔

اعادۂ شباب

چند لائق غور مسائل

از جناب لفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب ایم، بی، سی، ایچ، بی، (ڈبلن)، ڈبلیو، ایل، ایس، ملک، (برلن)

فن طب کے جس شعبہ کا نام آجکل اصطلاحاً اعادۂ شباب (REJUVINATION) پڑ گیا ہے وہ دراصل متعدد ضمنی شعبوں پر مشتمل ہے، اور یہ نام لغوی حیثیت سے ان سب پر کسی طرح حاوی نہیں ہے۔ عام طور پر چونکہ لوگ کھوئی ہوئی جوانی کے واپس آجانے کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں، اور اس میں عجوبہ پن اور کشش بھی ہے، اس لئے اس خاص شعبے کو زیادہ شہرت حاصل ہو گئی ہے، لیکن حقیقت کے لحاظ سے دوسرے شعبے بھی کچھ کم اہم نہیں ہیں، آگے چلکر جو کچھ میں بیان کرنے والا ہوں، اسکو سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ پہلے ان شعبوں کو الگ الگ کرکے دکھایا جائے اور ان کے فرق اور باہمی تعلق، اور انکی اہمیت کو واضح کر دیا جائے۔

مختصراً یہ شعبے حسب ذیل ہیں:-

(۱) جوانی کا تحفظ یعنی غلط طرز زندگی یا نا عاقبت اندیشانہ افعال یا طبعی اسباب کی بنا پر جس ضعف پیری کے قبل از وقت طاری ہو جانیکا اندیشہ ہو، اسکی روک تھام۔

(۲) قبل از وقت کہولت کا علاج یعنی غیر محتاط زندگی یا طبعی اسباب کی بنا پر اگر انسان نسبتاً کم سنی میں بوڑھا ہو چکا ہو تو اسکی پژمردہ جوانی کو پھر سے تازہ کر دینا۔

(۳) اعادۂ شباب یعنی اس عمر میں جو عام طور پر بڑھاپے کی عمر کہلاتی ہو انسان کو پیری و صد عیب کی حالت سے نکال کر جوانو کی طرح جسمانی حیثیت سے توانائی اور تندرستی کی حالت میں، اور نفسانی حیثیت سے چونچالی اور خوش طبعی کی حالت میں لے آنا، یہی چیز اپنے نتیجہ کے اعتبار سے درازیٔ عمر بھی ہے، کیونکہ مائل انحطاط نظام جسمانی کو پھر سے اتنا قوی کر دیا جائے کہ وہ حوادث زمانہ کی تاثیرات کا آسانی کے ساتھ مقابلہ کرے اور خود اسکے اپنے جسم میں جو اضمحلال رونما ہو رہا تھا وہ رک جائے تو لامحالہ اسکے لئے دنیا میں زیادہ مدت تک زندہ رہنے اور زیادہ طویل زمانہ تک کام کرنے کے امکانات پیدا ہو جائیں گے۔

(۴) صنفی امراض کا علاج۔ ان میں خاص قوائے شہوانی کا ضعف، آلات تناسلی کی خرابیاں، اعضائے شہوانی کے افعال کے نقائص، نفسانی کمزوریاں جو ضعف شہوت کی موجب ہوتی ہیں، اور وہ امراض شامل ہیں جو تعلقات صنفی کی بے اعتدالیوں سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً سوزاک، آتشک وغیرہ۔

(۵) علاج حسن یعنی مذکورۂ بالا اسباب میں سے کسی سبب سے انسان پر بڑھاپے کے جو ظاہری آثار نمایاں ہو جاتے ہیں ان کو دور کرکے جوانی کے آثار نمایاں کر دینا۔

یہ پانچ شعبے اپنے اسباب و طریقہ ہائے علاج کے لحاظ سے فن طب کے ایک بہت بڑے دائرے میں پھیلے ہوئے ہیں اور جو شخص ان سب کو ایک ہی لکڑی سے ہانکنا چاہتا ہے وہ یقیناً سخت غلطی کا مرتکب ہوتا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ بعض حالات میں ایک ہی مقوی دوا اسباب کا لحاظ کئے بغیر بڑھاپے کو قبل از وقت لوٹاتی ہے، مائل بانحطاط جوان غرض ہر قسم کے لوگوں کو آنکھیں بند کرکے دیدی جاتی ہے اور اس اہمیت کو

اطمینان بخش فوائد محسوس ہوتے ہیں لیکن یہ طریقہ فن کے لحاظ سے سخت قابل اعتراض ہے اور اسکو عام کرنے کیلئے جہاں اچھے نتائج ظاہر ہوتے ہیں، وہاں نہایت بُرے نتائج ظاہر ہوتے ہیں اس سے بڑھکر قابل اعتراض طریقہ وہ ہے جو روپیہ کمانے کیلئے نہ صرف ہندوستان بلکہ یورپ اور امریکہ کے طبیبوں نے بھی اختیار کر رکھا ہے، یہ لوگ اس قسم کی گولیاں، شربت، معجونیں اور طلا وغیرہ فروخت کرتے ہیں، جنکا کام انسان کی موجودالوقت قوت کو محض اکسا دینا ہے۔ مریض ان کو استعمال کر کے ظاہر میں بہت فائدہ محسوس کرتا ہے اور اسکے اعضاء کی فعلیت بڑھ جاتی ہے لیکن آخر میں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسکی قوتیں بہت جلدی خرچ ہو جاتی ہیں۔ قبل از وقت انحطاط شروع ہو جاتا ہے، بڑھاپے کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں اور طبیعی عمر کو پہنچنے سے پہلے ہی اسکا جسمانی نظام جواب دے بیٹھتا ہے گذشتہ چند سال سے جب سے ہندوستان میں غدود کا چرچا ہوا ہے، ناواقف طبیبوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ غدودوں کے فعل کو تیز کر دینے کا نام اعادۂ شباب یا تقویت جسم ہے، حالانکہ جو اشخاص غدودوں کے فعل اور انکے باہمی تعلق کو نہیں جانتے، وہ اگر ان کے فعلیت کو تیز اور مقوی دواؤں سے بھڑکا دے تو اسکے اثرات نہایت مضر ہوتے ہیں، اور بسا اوقات قبل از وقت ہلاکت کی شکل میں ان کا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے

اس سلسلہ میں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ اعادۂ شباب اور اسکے متعلق شعبوں کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ محض انسان کی شہوانی قوتوں کو بھڑکا دیا جائے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کے جسم میں جو مختلف اعضاء اور آلات مختلف اغراض کیلئے پیدا کئے گئے ہیں، ان کے فعل یا انکی ساخت میں اگر کوئی نقص واقع ہو گیا ہے اور اسکی وجہ سے انسان کی قوتوں میں اضمحلال رونما ہو رہا ہے، تو اس کے اسباب کی تحقیق کیجائے، اور انہی اسباب کے لحاظ سے ان کا علاج کیا جائے، اس طریقہ سے علاج کرنے میں انسان کے پورے نظام جسمانی کی اصلاح ہوتی ہے، تمام اعضاء کو قوت پہنچتی ہے، وہ سب کمزوریاں دور ہوتی ہیں جو اعضاء کے اندرونی افعال اور انکے خارجی مظاہر میں رونما ہو گئیں ہیں، اور ان سب کے ساتھ اسکی شہوانی قوت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

اس غرض کیلئے جو مختلف طریقہ ہائے علاج اس وقت ایجاد ہوئے ہیں ان پر میں اپنی کتابوں میں مفصل گفتگو کر چکا ہوں یہاں ان سب کو بیان کرنا طول کلام کا موجب ہوگا۔ لیکن مختصراً میں ان کا خلاصہ درج کر دیتا ہوں۔

ان طریقوں کو دو بڑی اقسام پر تقسیم کیا جا سکتا ہے

(۱) اندرونی علاج

(۲) خارجی علاج۔

اندرونی علاج کی پھر دو قسمیں ہیں،

(الف) وہ علاج جو آپریشن کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے، اسمیں ابتک مختلف طریقے ایجاد ہوئے ہیں۔ مثلاً پروفیسر اشتائناخ کے آپریشن، ڈاکٹر کارل ڈوپلر کا آپریشن ڈاکٹر فاروناف کا عمل تقلیم وغیرہ۔

(ب) وہ علاج جو کھانے کی دواؤں اور پچکاریوں کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے۔ یہ دوائیں اور پچکاریاں اس قدر کثرت کے نکل آئی ہیں کہ یہاں ان سب کا ذکر نا مشکل ہے، مختصر یہ کہ مختلف غدودوں کے جوہر، مختلف نمکیات اور حیاتین اور خون اور مادہ منویہ وغیرہ کے ست ہیں جن میں سے ہر ایک اپنی الگ الگ تاثیر رکھتا ہے اور ہر ایک کے محل استعمال جدا ہیں جو مرض کے حالات اور اسباب مرض کی تصحیح کے بعد استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

(۲) خارجی علاج میں ورا بنفشی شعاعیں، بجلی، ڈائیتھرمی، ریڈیم، اور گیلی مٹی کا غسل وغیرہ سان چیزوں کا استعمال بھی مریض کے حالات اور اسباب مرض کی تحقیق پر منحصر ہے،

ان کے علاوہ حفظان صحت، غذا، غسل، ورزش ماحول کے تغیر و تبدل اطوار زندگی کی اصلاح تربیت اور نفسیات کو بھی علاج میں بڑا دخل حاصل ہے، اسکے بعض اصول عام

ہیں جنکا لحاظ رکھنا عام طور پر صحت اور شباب کو برقرار رکھنے کیلئے ضروری ہے اور بعض احوال خاص ہیں، جو خاص خاص مریضوں کے لئے ان کے مخصوص حالات میں ملحوظ رکھے جانے چاہئیں۔

میں نے حال میں یورپ کا سفر کر کے ان تمام جدید طریقوں کا مطالعہ کیا ہے جو اسوقت تک اعادۂ شباب اور اُسکے متعلق شعبوں کے متعلق ایجاد کئے گئے ہیں اور گذشتہ چار سال کی مدت میں کم و بیش پانسو آدمیوں کا علاج ـ آپریشنوں، کھانے کی دواؤں، پچکاریوں، ورا بنفشی شعاعوں اور اصول حفظان صحت کے ذریعہ سے کیا ہے، اس سلسلہ میں جو تجربات مجھے حاصل ہوئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی ایک طریق علاج ایسا نہیں جو تمام مریضوں پر تمام حالات میں یکساں استعمال کیا جا سکتا ہو۔ بلکہ ہر مریض اپنے مخصوص حالات کے لحاظ سے ایک خاص علاج چاہتا ہے اور جسمیں بعض اوقات مختلف طریقوں کی متناسب آمیزش کرنی ہوتی ہے اور بسا اوقات ایک ہی طریق علاج میں حسب تقاضا تغیر و تبدل کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر بہت سے مریض ایسے ہیں، جنپر میں نے ایک کے بجائے دو آپریشن کئے ہیں اور ان کے ساتھ کھانے کی دوائیں اور پچکاریاں بھی استعمال کرائی ہیں، اور ورا بنفشی شعاعیں بھی دی ہیں اور خاص طرز پر اُصول حفظان صحت اور اطوار زندگی کی ترتیب اور نفسیاتی علاج سے بھی کام لیا ہے اس کا انحصار کلیتہً طبیب کے اجتہاد پر ہے جو شخص کسی ایک طریقے کی اندھی تقلید کریگا وہ صرف ان مریضوں اور ان مخصوص حالات میں کامیاب ہو سکے گا جن کے لئے وہ طریق علاج خاص طور پر مفید اور مناسب ہو، لیکن اس سے مختلف حالات میں اسے کامیابی نہ ہو سکیگی

میں پہلے بھی یہ رائے رکھتا تھا اور اپنے جدید تجربات کے بعد اس رائے میں اور پختہ ہو گیا ہوں کہ ہندوستان کے لوگ اپنے ضعیف قویٰ اور اپنی کمزور جسمانی حالت کے لحاظ سے جوانی کے تحفظ اور اعادۂ شباب کے بہت زیادہ محتاج ہیں لیکن زیادہ وہ اس چیز کے محتاج ہیں۔ اتنی ہی زیادہ ان کو اس کی بھی احتیاج ہے کہ بے تکے، بے اصول اور الل ٹپ معالجات سے ان کو بچایا جائے اور ہمارے ہاں کے اطبا اور ڈاکٹری علاج کے جدید طریقوں سے صحیح واقفیت بہم پہنچا کر اپنے فلاکت زدہ اہل وطن کی امداد کریں، ورنہ اگر ناواقفیت کے ساتھ مقویات اور مہیجات کا استعمال یونہی عام کیا جاتا رہا تو غریب ہندوستان کی رہی سہی مردانگی اور صحت کا بھی بس اللہ ہی حافظ ہے،

ڈاکٹر محمد اشرف الحق

درون افرازیات

از جناب لفٹننٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب ایم، بی، سی، ایچ

درون افرازیات کے بطور سائنس شمار ہونیسے قبل علاج بالاعضاء Organotherapy عرصہ دراز سے مستعمل رہا ہے۔ چنانچہ ۱۷۶۵ء میں حیوانی اعضا سے جو ادویہ دواسازوں کے پاس لندن میں تیار ہوتی تھیں اُن کی تعداد ۵۱۲ کے قریب ہے۔ ۱۸۵۵ء میں کلاڈ برنارڈ Claud Bernard نے ۷۲ سال کی عمر میں درون افرازی رطوبت Internal Secretion کی اصطلاح قائم کی اور اُس کو برون افرازی رطوبت External Secretion سے متمیز کیا۔ ۱۸۹۹ء میں براؤن سیکارڈ Brown Sequard نے اپنے آپ کو کمزور پاکر غور کیا کہ اُس کے جسم کا کونسا عضو کمزور ہے۔ اُسے معلوم ہوا کہ سوائے اس کے انثیین کی کمزوری کے اور سب اعضاء بالکل تندرست تھے، چنانچہ اُس نے انثیین کے جوہر تیار کرکے اپنے جسم میں بذریعہ پچکاری داخل کئے اُن کے استعمال سے اس کی صحت اور قوت میں زبردست اصلاح ہو گئی۔ یکم جون ۱۸۹۹ء میں اس نے اپنا مشہور لکچر پیرس کی انجمن حیاتیات کے روبرو دیا۔ اس لئے اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسی دن سائنس کے بطن ۔ ۔ ۔ ۔ سے درون افرازیات نے جنم لیا۔ ۱۹۰۳ء ڈاکٹر سیجو Dr. Sajous اور اسٹارلنگ Dr. Starling نے درون افرازی رطوبت ہارمون Harmone کا نام دیا۔ اور ڈاکٹر سیجو نے اپنا چوٹی کا مضمون موسومہ درون افرازی رطوبت Internal Secretion شائع کیا۔ لیکن ڈاکٹر ہارور Dr. Harrower پہلا شخص ہے جس نے اپنی کتابوں، رسالوں، اور مضامین کے ذریعۂ درون افرازی غدد سے تیار کی ہوئی ادویہ کے افعال وخواص شائع کرکے درون افرازیات کے مضمون کو اہمیت دی اور روشنی میں لایا۔ فی زمانہ درون افرازیات نے اس قدر ترقی حاصل کرلی ہو کہ اُس سے حیرت انگیز فوائد حاصل ہورہے ہیں، ڈاکٹر بیڈل Dr. Biedl کہتا ہے کہ قبل ازیں خیال کیا جاتا تھا کہ تمام اعضا کا باہمی تعلق نظام عصبی سے ہے۔ لیکن فی زمانہ زیادہ تر عصبی تعلق کو کیمیاوی اجزاء پر مبنی قرار دیا جارہا ہو۔"

درون افرازیات کا جو رتبہ علم طب میں ہو اور اُس کا گہرا تعلق جو حضرت انسان سے اس کی پیدائش سے لیکر اس کی موت تک ونیز اقوام الناس سے ہے، اس امر سے واضح ہوتا ہو کہ دنیا میں تین قسم کے آدمی ہیں اور اُن میں کسی نہ کسی درون افرازی غدہ یا غدد کی زیادتی موجود ہوتی ہے۔ چنانچہ کوہ قاف کے باشندوں کے چہروں پر ناک ایک نمایاں حصہ لیتی ہو۔ بھویں ابھری ہوئیں، ٹھوڑی چوڑی، چکلی۔ جسم قوی اور بھاری ہوتے ہیں۔ یہ خصوصیات غدۂ نخامیہ Pituitary کی بڑی جسامت ہونے کے باعث ہوتے ہیں حبشیوں میں گُردوی Adrenals غدود بڑے ہوتے ہیں اور منگولیا کے باشندوں میں غدۂ درقیہ Thyroid.

نشو و نما نامکمل رہتی ہے۔ انسان کو اگر تفس نفیس دیکھا
ئے تو نہ صرف ثانوی جنسی خصوصیات بلکہ دوون افرازی
ذو پر جنسیت ہی کا دار و مدار ہوتا ہے۔ کیونکہ انسانی جرم
یدی کی ابتداء کوئی خاص جنسیت نہیں ہوتی یا بالفاظ دیگر
ں میں ہر دو جنسوں میں مبدل ہونے کی صلاحیت موجود
ہتی ہے۔ چنانچہ اگر ایک کا تولیدی غدہ دوسرے کے
یدی غدہ سے قوی تر ہو تو بچے کی جنسیت کا تعین ہوتا
ہے ۔

پیشین غدہ نخامیہ Anterior Piluitar
ے کثرت کار کی وجہ سے انسان قوی ہیکل اور تنومند
ہتا ہے اور غدہ درقیہ کے کثرت فعل کی وجہ سے آدمی
نہ رہتا ہے۔ اسی غدہ کی فعلیت کا اثر ہے کہ مقابلتاً
م چھوٹا اور ہاتھ پاؤں دراز ہوتے ہیں اور فعلیت کی
ں میں جسم دراز ہاتھ پاؤں چھوٹے رہجاتے ہیں غدہ
نیہ کی کثرت کار سے جلد نرم اور تر رہتی ہے۔ اور جب اس
دہ کا فعل ناکافی ہو تو جلد خشک اور ناخن بھر بھرے
تے ہیں۔ گردوی غدہ کے ناکافی فعل سے جلد میں
لے کا تغیر ہو جاتا ہے لیکن زیر درقیہ Parathyroid
کے نامکمل فعل سے جلد پیلی، ناخن بھر بھرے، نوکدار
ر بال باریک ہو جاتے ہیں۔ آنکھوں کے موتیا بند کی
ں اقسام درون افرازی غدد کی خرابی سے پیدا
وتی ہیں۔ چنانچہ نوجوانوں میں جو کنرازی موتیا بند ہوتا
ہے وہ زیر درقیہ کے ناکافی فعل سے، ذیابیطس شکری،
بھورا موتیا بند بالنقراس کے
ے حصے کی کمی سے، اور بوڑھوں کا موتیا بند خصیتین
ے افعال میں کمی جانیسے، اور سلسل البول اور طرفی
وتیا بند غدہ زیر یالا Hypophysis اور کلاہ گردہ
Supararenal کی کمزوری سے ہوتا ہے
سر کے بالوں کی نشوں و نما غدہ درقیہ کے تحت

ہے، چہرے کے بال اور اختتامی بال خصیتین کے غدد
کے تحت، سینے پیٹ اور کمر کے بال گردوی غدد کے
تحت اور اطراف کے بال غدہ نخامیہ کے تحت ہیں۔ بچوں
میں غدہ تیموسیہ Thymus اور ترمسیہ
کی موجودگی کی وجہ سے بچہ کے چہرے پر بال نہیں ہوتے
دانت، درون افرازی غدد کے تحت ہیں، غدد
درقیہ اور نخامیہ کے افعال سے دانت نکلتے ہیں اور
اور جبڑے میں ان کا قیام غدد درقیہ نخامیہ، کلاگردہ
اور خصیتین کے متحدہ افعال پر منحصر ہے اور ان کی ماہیت
غدد درقیہ، زیر درقیہ اور نخامیہ درقیہ اور زیر درقیہ غدد
کی درون افرازی رطوبت ہیموگلوبین کے لعابی حصہ
میں ذکاوت حس پیدا کر کے خون کے قاتل جراثیم
اور تریاقی اثرات میں اضافہ کرتی ہے۔ اسی بنا پر
سرالے ای رائٹ Sir A. E. Wright نے
خون کے ایک جزو کا نام Opsonin رکھا ہے
یاد رہے کہ بڑھاپا مشنیکاف Metchnikoff
کے جراثیم کی وجہ سے ظہور پذیر نہیں ہوتا جیسا کہ قبل
ازیں خیال کیا جاتا تھا بلکہ اس کی وجہ یہ ہو کہ درون
افرازی غدد اپنے افعال کو سرانجام دینے سے قاصر
ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک تو جسمانی بیماری کا ذکر تھا،
اب طبعی یعنی عصبی کمزوریوں کو لیجئے۔ مثلاً اختناق الرحم
اس کا تعلق غدد تولیدی سے ہے اور نفسی عوارض
مثلاً حمق وغیرہ کسی خاص درون افرازی غدہ کی
خرابی پر موقوف ہوتے ہیں۔ انسانی طبیعت اور اسکی
شخصیت بھی درون افرازی غدد سے متاثر ہوتی
ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں اور سن بلوغ میں
کوئی بیرونی رکاوٹ نہ ہو تو یہ اپنا اثر ظاہر کرتے ہیں۔
چنانچہ جس فرد میں جس غدہ کی زیادتی ہو اسی غدہ
کی شخصیت اس میں نمایاں رہتی ہے چنانچہ گردوی

شخصیت نخامیہ شخصیت درقیہ شخصیت تیموسیہ وسطی، لیونارڈ ولیم Leonard Williams نے ایام بند ہونے کے زمانہ یعنی سن یاس کے طبعی تغیرات کے متعلق رائے زنی کرتے ہوئے لکھا ہو کہ "جب میں کتاب بند کرتے وقت ایک گہرا سانس لیتا اور سوچتا ہوں کہ ایک فرانسیسی طبیب کا یہ صحیح مقولہ ہے کہ سن یاس کے عوارض کا علاج معلوم نہ ہونے کا یہ نتیجہ ہے کہ ہم ساس بہو کے تعلقات پر ساس کو بدنام کرتے ہیں" اخلاقی پہلو کے متعلق یہ پایا گیا ہے کہ اگر کسی شخص میں جوانی کے بعد غدۂ تیموسیہ موجود رہے تو اس کی طبیعت جرائم کی جانب راغب ہوتی ہے۔

۱۹۱۱ء میں وٹامائن معلوم ہوئے جن سے علم الاغذیہ میں نئی رُوح پیدا ہوگئی اور فی زمانہ ہر ایک مشتہرہ میں اس وٹامائن کا ذکر ہوتا ہے جو اس میں موجود ہو خیال کیا گیا ہے کہ وٹامائنز درون افرازی غدد کے ذریعہ اپنا فعل سرانجام دیتے ہیں۔ خاص امراض جن میں نشو ونما کی کمی رہتی ہے وٹامائنز اور درون افرازی غدد کے استعمال سے کئی محققین کو یہ خیال کرنے کا موقعہ ملا ہے کہ وٹامائنز کسی خاص قسم کی حیاتین کی یا ان کی جو غدد میں پائی جاتی ہیں پیش رو ہوں۔ بعضوں کا خیال ہے کہ وٹامائنز کا تعلق درون افرازی غدد سے ایسا ہی ہے جیسا کہ درون افرازی غدد کو جسم آلی سے ہے۔ مذکورۂ بالا بحث سے یہ معلوم ہوگیا ہوگا کہ درون افرازی غدد کا اثر نہ صرف انسانوں کی جسمانی طبعی اور اخلاقی کیفیات پر ہوتا ہے۔ بلکہ اقوام الناس پر بھی ہو۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سر ولیم آسلر Sir William Osler نے ڈاکٹر ہارور Dr. Horrower کو کہا تھا کہ زمانہ ماضیہ میں کرکٹ کے کھیل کی فتح اننگ Inning سرجنوں کے ہاتھ میں تھی اور اب ہماری باری آگئی ہے، میرے الفاظ یاد رکھو کہ اب درون افرازیات کے تلے سے ہی سب سے زیادہ دوڑ بنائے جائینگے۔"

ایک اور طبیب ڈاکٹر لیونارڈ ولیم Dr. Leonard Williams کا خیال ہے کہ درون افرازی غدد کے کما حقہ علم کے بعد ہم ان خاص ذاتی رجحانات کی تشخیص اور علاج کرنیکے قابل ہوجائینگے جنکا علاج پرانے طریقہائے علاج سے کچھ نہ ہوسکا اور یہ کہ ابھی تک جراثیم کا نظریہ حکمراں تھا لیکن اب درون افرازیات کا دور آگیا ہے اور اس کا تطابق ہندوستان پر خوب ہوتا ہے۔ ایک اور امریکہ کے ڈاکٹر لفٹننٹ کرنل فیلڈنگ کہتے ہیں کہ "جب سے جراثیمی نظریہ قائم ہوا ہے کسی اور نظریہ نے اسقدر عروج حاصل نہیں کیا جس قدر کہ درون افرازی غدد کے نظریہ کو حاصل ہوا ہو چنانچہ اُس نے اِس قدر حیرت انگیز واقعات پیش کر دیئے ہیں جن سے کسی کو انحراف نہیں ہوسکتا یہ نظریہ ہماری آنکھوں سے تاریکی کو دُور کرکے ہمیں ایسے کرامات دکھلائے گا کہ جس سے لارڈ لسٹر Lord Lister اور پاسٹیور Pasteur کے فتح کئے ہوئے میدان ایک موہوم سے مگر باعزت ہستیاں رہ جائینگی۔ فعلیات کے جملہ اصولوں کی بنیاد درون افرازی غدد ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ درون افرازیات ہی فعلیات ہے اور اس کا علم حاصل بغیر کئے کسی طبیب یا سرجن کا علم مکمل نہیں ہوسکتا۔ اسلئے ہم سب کو درون افرازیات کا علم حاصل کرنا چاہیئے تاکہ ہم اس فن شفا بخشی کے ذریعۂ صحت دے سکیں۔ درون افرازیات فعلیات عامہ General Physiology کا ایک جزو ہے جو جسم آلی کے حیاتیاتی افعال سے متعلق ہے اور طبیب جس طرح مرکزی نظام عصبی وغیرہ

Hamdard-i-Sehat Delhi
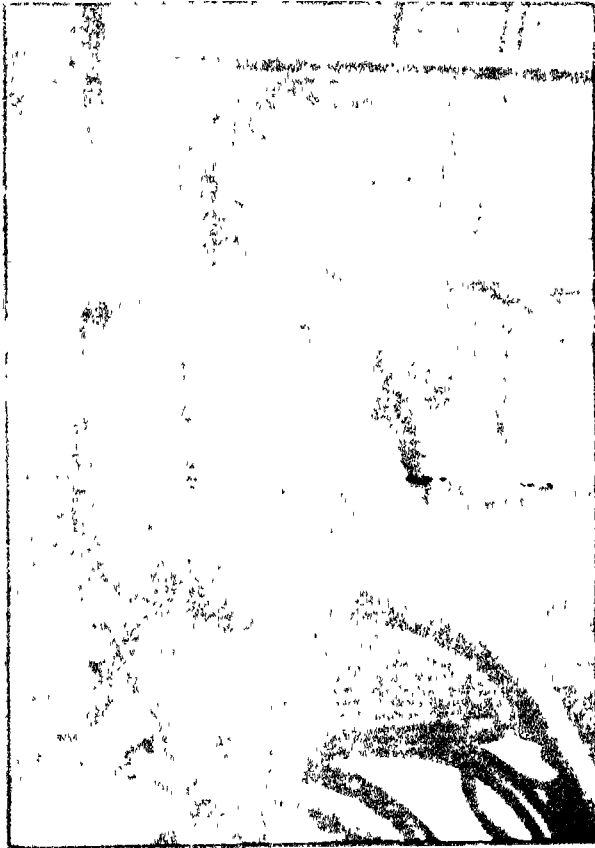
REJUVENATION NUMBER

JULY 1934
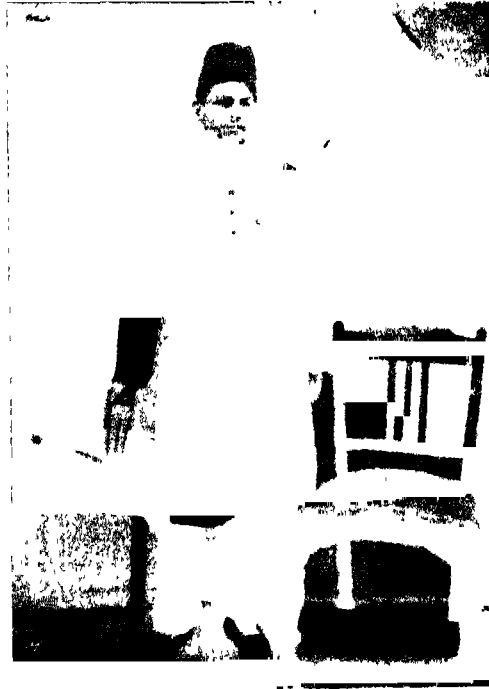
حکیم ڈاکٹر سید علی صاحب ''کوثر'' چاند پوری -

Hakim Dr. Syed Ali, "Kausar", Chandpuri.

نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اب جبکہ دردون افرازی
درد کے نظریہ نے عملی صورت اختیار کر کے اپنا سکہ جما
لیا ہے اور اسکے بغیر کسی طبیب کا علم مکمل نہیں ہو سکتا
تو ہم یہ دیکھکر حیران ہو جاتے ہیں کہ ہندوستانی
طبیہ کالجوں میں اس کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ فقط

غور سے پڑھ لیجئے

ہمدرد صحت کی یہ اشاعت خاص اسکے مستقل خریداروں کو جنھوں نے ایک روپیہ سالانہ ادا کر دیا ہے بھیجدی گئی۔ اسکے بعد گیارہ ماہ تک اُن کے پاس "ہمدرد صحت" اس ایک روپیہ میں پہنچتا رہے گا۔ آخر سال میں اُن کے پاس ہمدرد صحت کی مکمل جلد ہو گی۔ جسکی ضخامت ایک ہزار صفحات ہو گی۔ جس میں سینکڑوں عکسی تصاویر اور ہندوستان و یورپ کے تمام مشہور طبی مضمون نگاروں کے اعلیٰ مضامین ہوں گے۔ اور حفظان صحت کے ایسے مضامین ہوں گے۔ جنکی ضرورت طبیب اور غیر طبیب امیر اور غریب تندرست اور بیمار کو ہوتی ہے :۔

اگر آپ صرف یہ اشاعت خاص حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو معمولی ایڈیشن (صرف بلحاظ کاغذ) کیلئے سات آنے کے ٹکٹ اور اعلیٰ ایڈیشن کیلئے گیارہ آنے کے ٹکٹ بھیجدیجئے۔

لیکن جو کچھ کرنا ہو اسکو ابھی کر لیجئے۔ ورنہ تساہل سے ممکن ہو کہ آپ یہ اشاعت خاص حاصل نہ کر سکیں *

مینیجر ہمدرد صحت۔ ہمدرد منزل دہلی

اعادۂ شباب

اور

عملِ تقلیم

(از جناب حکیم ڈاکٹر سید علی صاحب کوثر چاندپوری، بیگم گنج)

شباب کے بادہ سرجوش کا خمار اُتر جانیکے بعد انسان جب بڑھاپے کی بے کیف زندگی میں قدم رکھتا ہو تو یقیناً اسکے دل میں ایک آرزو، ایک تمنا، اور ایک خواہش پیدا ہوتی ہے کاش میں پھر جوان ہوسکتا۔

اسکی سوکھی ہوئی رگوں تڑپ اور بے نور آنکھوں میں چمک پیدا ہوجاتی ہو، جب وہ اپنی اس آرزو کو عملاً کامیاب دیکھنے کے امکانات پر غور کرتا ہو، لڑکپن کے بعد جوانی اور جوانی کے بعد بڑھاپے کا آنا یقینی اور لازمی ہو اور جسقدر یقینی ہو اتنا ہی تکلیف دہ اور روح فرسا بھی ہے۔ اس لئے انسان نے عالم وجود میں آتے ہی بڑھاپے کے خلاف مردانہ جد وجہد شروع کردی تھی اور اگر قدیم روایات پر اعتماد کرلیا جائے تو کہا جاسکتا ہو کہ اس کوشش میں اسکو شاید کامیابی سے ہمکنار ہونے کی سعادت بھی نصیب ہوئی ہے،

اس قسم کی مساعی میں سب سے زیادہ کامیاب آسان اور قابل عمل کوشش "عملیہ تقلیم" کی ہو جس کو ڈاکٹر سرج وارنوف نے جوانی کی بڑھتی ہوئی خواہشات اور بڑھاپے کے قاتلانہ اقدامات کو دیکھ کر دنیا کے سامنے پیش کیا ہو لیکن حقیقتاً اس عمل کا سب سے پہلا مکتشف ڈاکٹر وارنوف نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی اس نوع کے تجربات کئے جاچکے ہیں۔

انتقال غدہ کی تحقیقات کا سلسلہ سنہ ۱۷۷۱ء سے شروع ہوا ہو جب انگلستان کے ایک ڈاکٹر ہنٹر نے بوڑھے کتے میں جوان کتے کی گلٹیاں پیوست کرکے اسکو جوان بنادیا تھا پھر سنہ ۱۸۴۹ء میں ڈاکٹر برتھولڈ نے ایسا ہی ایک تجربہ مرغ پر کیا اور وہ بھی اپنی سعی میں کامیاب ہوا۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ڈاکٹر شٹائنخ نے وائنا میں چوہوں پر اس عملیہ کے تجربات کئے جو حسب دلخواہ ثابت ہوئے اور بعض چوہے چالیس ماہ تک زندہ رہے حالانکہ انکی عمر اوسطاً ڈھائی سال سے زیادہ نہیں ہوتی سنہ ۱۹۰۰ء کے آخر میں بہت سے ڈاکٹروں نے پرندوں کو اپنے تجارب کے لئے منتخب کیا۔

انسانی خصیوں کا پیوند

ایک انسان کے جسم سے خصیے نکال کر دوسرے انسان کے جسم میں پیوست کرنیکا سہرا سب سے پہلے شکاگو کے ڈاکٹر وکٹر لیسپا سی اور ڈاکٹر جی ایف لڈسٹن کے سر باندھا جاسکتا ہو، اگرچہ یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ ان دونوں ڈاکٹروں میں سے کس کے ذہن میں سب سے پہلے یہ خیال آیا اور کس نے اولاً یہ عمل کیا لیکن لڈسٹن کی کوششیں زیادہ مشہور اور کامیاب ہیں۔

۱۶ فروری سنہ ۱۹۱۴ء انتقال خصیہ کا عمل ڈاکٹر لڈسٹن نے

سب سے پہلے اپنے ہی اوپر کیا، جسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک اٹھارہ سالہ نوجوان پستول مار کر مر گیا۔ اسکی موت کے ۲۴ گھنٹہ کے بعد ڈاکٹر لڈ سٹن نے اسی کے خصیے نکال مقام عمل کو بے حس کر کے اپنے جسم میں پیوست کر لئے۔ اُس نے صفن میں شگاف لگا کر نوجوان کے خصیے اپنی حبل المنی میں رکھ کر سی دئے، اس عمل سے قضیب وغیرہ میں ورم پیدا ہو گیا اور یہ طے ہوا کہ متوفی کے خصیہ کو نکال دیا جائے۔ مگر خصیہ نکالنے کے دوران میں کٹ گیا اور پورے خصیہ کی جگہ نصف خصیہ نکالا جا سکا، نصف وہیں رہ گیا جو حبل المنی سے ملا ہوا تھا، یہ حصہ رفتہ رفتہ کم ہونے لگا حتی اٹھارہ مہینے کے بعد اسکو مشکل سے محسوس کیا جا سکتا تھا اس اثنا میں خصیہ کا یہ حصہ اپنا کام کرتا رہا یعنی مخصوص رطوبت کا اخراج اس سے ہوتا رہا اس کے بعد ڈاکٹر لڈ سٹن نے اور آدمیوں بھی انتقال خصیہ کا عمل کیا جو کامیاب ثابت ہوا، ڈاکٹر لڈ سٹن کا یہ عمل ہمیں شک نہیں کہ بہت زیادہ مفید اور کارآمد ہے، اس ترکیب سے کہولت کے اضمحلال کو جوانی کی امنگوں سے بدلا جا سکتا ہے، مگر خرابی یہ ہے کہ انسانی خصیے آسانی سے دستیاب نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ اس عملیہ کے لئے لنق کی وجہ سے صفن نہ اترے ہوئے خصیے، خودکشی یا اتفاقی حوادث سے مرے ہوئے انسانوں کے خصیے، اور پھانسی دئے ہوئے مجرموں کے خصیے، نیز بجبر حاصل کئے ہوئے اور قیمتاً خریدے ہوئے خصیے استعمال کئے گئے۔ لیکن یہ تمام ذرائع ناکافی اور بعض حالات میں اختیاری نہیں ہیں، اور یہ ضروری نہیں ہے کہ بھوک کی مصیبت سے تنگ آیا ہوا انسان کسی قیمت پر اپنے خصیے فروخت کر ڈالے، اور ایک ایسی نعمت سے ہاتھ دھو بیٹھے جو افلاس اور فاقہ مستی کی تکالیف میں بھی اسکو عزیز ہے

حیوانی خصیوں کی تقلیم

انسانی خصیوں کا دنیا کی بڑھی ہوئی ضروریات کے مقابلہ میں میسر آنا دشوار بلکہ ناممکن ہے اس لئے بعض محققین نے حیوانات کے خصیوں کی تقلیم پر اپنی توجہات مبذول کیں، ایسے محققین میں ڈاکٹر سرج وارناف سب سے زیادہ مشہور لائق ستائش و آفرین ہے جس نے حیوانات کے خصیے بوڑھے انسانوں میں منتقل کر کے ان کو جوان رعنا بنانے میں لازوال شہرت اور غیر فانی ناموری حاصل کی ہو ڈاکٹر وارنوف نے اس مقصد کیلئے بندروں کا انتخاب کیا ہے، کیونکہ بندر کے جسم کی ساخت انسانی جسم کی ترکیب سے بہت زیادہ مشابہ اور قریب ہے

ڈاکٹر وارنوف کے اس اہم اکتشاف نے دنیا میں تہلکہ ڈال کر ثابت کر دیا ہے کہ "چشمۂ حیات" جسکی تلاش میں سفر ظلمات کے مصائب بھی حیات جاوداں کے شائقین نے گوارا کر لئے تھے، بندر کے خصیوں میں موجود ہے، اور جسکا جی چاہے وہ اس سے متمتع ہو سکتا ہے، انہوں نے اپنے اس دعوے کو عملاً ثابت بھی کر دیا ہے،

ڈاکٹر وارنوف کی تحقیق یہ ہے کہ مختلف غدد کے افعال کم ہو جانیکا نام بڑھاپا ہے، اگر غدد کے ان افعال کو پھر طبعی حالت میں لایا جا سکے تو اعادۂ شباب ہو سکتا ہے اس کا خیال ہے کہ خصیے اگر اپنا کام حسب معمول کرنے لگیں تو آدمی جوان ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر وارنوف نے سب سے پہلے ۱۹۱۸ء میں ایک بوڑھے دُنبے میں جسکی عمر بارہ سال کی تھی جوان دنبے کے خصیے پیوست کر کے اس کو جوان بنا دیا، یہ تجربہ پیرس کے پاسچر انسٹی ٹیوٹ میں کیا گیا تھا جس نے طبی فضا میں غیر معمولی ہیجان پیدا کر دیا تھا اس کے بعد اس نے انسانوں پر تجربات بھی کئے اولاً ایک انگریز پر جسکی عمر پچاسی سال کی تھی یہ عمل کیا گیا جس سے وہ جوان ہو گیا اسکے علاوہ وارنوف نے سینکڑوں عمل کئے اور اکثر کامیابی اس کے حصہ میں آئی۔

بڑھاپا غیر طبعی ہے

ڈاکٹر وارنوف کا خیال ہے کہ بڑھاپا اور موت دونوں غیر طبعی چیزیں

ہیں اور انسان اپنی کوششوں کے ذریعے موت اور بڑھاپے کے حملہ سے محفوظ رہ سکتا ہو لیکن درازیٔ عمر کے سلسلہ میں سب سے پہلے یہ بات معلوم کرنا ضروری ہے کہ انسان کی طبعی عمر کیا ہو ایک مشہور سائنسداں کی رائے میں آدمی کی طبعی عمر ایکسو چالیس سال ہو کیونکہ دودھ دینے والے جانور اُس مدت سے سات گنا زیادہ زندہ رہتے ہیں جس عرصہ میں ان کے نشوونما کی تکمیل ہوتی ہو، انسان کے جسم کا نشوونما بیس سال تک جاری رہتا ہو اس لئے اسکو ایکسو چالیس سال تک زندہ رہنا چاہیئے، لیکن کوئی شخص آجتک ایسا نہیں ملا جو طبعی موت سے مرا ہو. سنو سال کی عمر پہنچکر بھی انسان اِس وجہ سے نہیں مرتا کہ اسکی قوت حیات اور حرارت عزیزی ختم ہوگئی، بلکہ تشریح بعد الوفات سے ثابت ہوتا ہو کہ مرض کی وجہ سے اسکی موت واقع ہوتی ہو، ورنہ اُسکے جسم میں قوتِ حیات کا ذخیرہ موجود تھا اور اگر وہ مبتلائے مرض نہ ہوتا تو ابھی اور زندگی کے لذائذ سے متمتع ہوتا۔ اسسے معلوم ہوسکتا ہو کہ انسان طبعی موت سے نہیں مرتا بلکہ بیماریوں میں مبتلا ہوکر غیر طبعی صورتوں سے اس کی ہلاکت ظہور پذیر ہوتی ہو

چونکہ جوانی میں قوت حیات، قوت مدافعت اور حرارت عزیزی کا ذخیرہ وافر ہوتا ہو اس لئے اس عمر میں انسان اُن امراض کا نشانہ نہیں بنتا جو ستر سے اسی سال کی عمر میں اس پر حملہ آور ہوتے ہیں، اسکی وجہ یہ ہے کہ بڑھاپے میں قوتِ مدافعت کمزور اور قوت حیات کم ہوجاتی ہو، گویا موت کا اصل سبب پیرانہ سالی ہو، بدیں وجہ ہمیں بڑھاپے کے خلاف زور شور سے جنگ کرنی چاہیئے۔

کیا یہ ممکن ہے کہ ہم بڑھاپا نہ آنے دیں اور ہمیشہ جوان بنے رہیں۔ موت کی خاموشی اس وقت ہم پر طاری ہو جب ہم دُنیا کی مصروفیتوں سے گھبرا کر گوشۂ عافیت کی جستجو کریں واقعہ یہ ہے کہ ہم بڑھاپے کو دور کرسکتے ہیں، ہمیشہ جوان رہ سکتے ہیں اور زندگی کے عرصہ کو طویل کرلینا ہمارے امکان سے باہر نہیں ہو۔ ڈاکٹر والینوف کہتا ہو کہ میرے اس خیال سے ہمنوا ہونیکے لئے ضروری ہے کہ بدن کے نظام اور افعال کی ماہیت کو سمجھ لیا جائے، پھر صاحب موصوف اعضا اور کریات حیات پر بحث کرتے ہوئے ثابت کرتا ہو کہ کریات حیات مختلف غدد سے رطوبت حاصل کرتے ہیں، ساٹھ سال تک یہ رطوبت ان کو میسر آتی رہتی ہے. لیکن اسکے بعد یہ رطوبت کریات حیات کو کم ملتی ہے اور اسی بنا پر جسم کے نظام میں فرق آجاتا ہو، اگر ان غدد کی جگہ حیوانی غدد پیوست کردئے جائیں تو کریات حیات پھر حسب معمول وہ رطوبت حاصل کرسکتی ہیں جو اس سے پہلے ان کو ملتی رہتی تھی۔ اور اسوجہ سے وہ اضمحلال اور ضعف قویٰ جس کو بڑھاپے کا عارضہ کہنا چاہیئے ہمارے پاس بھی نہیں آسکتا۔ ڈاکٹر واروناف کہتا ہو کہ میں نے اپنی عمر کے دس سال اس جستجو میں صرف کئے اور بالآخر کامیاب ہوا۔ اسوقت سینکڑوں آدمی تقلیم غدی سے شباب حاصل کرچکے ہیں مجھے یقین ہو کہ اس عملیہ سے انسان کی عمر میں اضافہ ہوچکا ہے۔ تاہم ابھی اسکی تصدیق نہیں ہوتی کیونکہ جن لوگوں میں نے یہ عملیہ کیا تھا ان میں سب سے طویل العمر آدمی ۸۳ برس کے سن کا تھا اور میرا پہلا عملیہ ۱۹۲۰ء میں ہوا تھا اسلئے اسکا تجربہ کرنیکے لئے ابھی مزید انتظار کی ضرورت ہو

اگرچہ ابھی انسانوں کے متعلق تجربہ نہیں ہوا لیکن حیوانات میں اس تجربہ کی تصدیق کیجاچکی ہے، ۱۹۱۸ء میں مینڈھوں پر یہ عمل کیا گیا تھا انکی عمر بارہ اور چودہ سال کے درمیان تھی، اس عمر میں مینڈھا بوڑھا ہوجاتا ہو، چنانچہ انکے دانت گرچکے تھے، آنکھیں کمزور ہوگئیں تھیں اور وہ کافی ناتوان تھے، مینڈھے کی عمر زیادہ سے زیادہ چودہ پندرہ سال کی ہوتی ہو، اور بارہ سال کی عمر میں مینڈھے پر یہ عمل کیا گیا تھا اسوقت وہ بیحد کمزور، ناتوان، اور مضمحل تھا عملیہ کے بعد جوان، طاقت ور اور تندرست ہوگیا، اور اسوقت تک کالج ڈی فرانس میں موجود ہے، اسکی عمر تیس ۳۰ سال سے زیادہ ہوگئی

ن بچے بھی اسی سے لئے جاچکے ہیں، لیکن انکی طاقت و توانائی میں
ئی فرق نہیں آیا، توقع ہے کہ وہ اپنی عمر سے دوگنی عمر حاصل
لیگا، ہم نے اسکا بھی تجربہ کرلیا ہو کہ جب پیوست کئے ہوئے
غدوں پر بڑھاپے کا اثر ہوتا ہے تو دوسرے غدد بدل دئے جاتے
یں اور اس صورت سے پھر وہی جوانی کے آثار شروع ہوجاتے
یں گویا جسوقت بڑھاپے کے علامات نمودار ہوں عمل تقلیم سے
سکا سدباب کردینا چاہیئے۔ اس لئے یقین کیساتھ کہا جاسکتا
کہ وہ وقت جلد آنیوالا ہے جب ہم زندگی کے مشاغل سے تنگ
کر مرنا پسند کیا کرینگے۔

خصیوں کے فوائد جسم انسانی میں

خصیوں سے مردانہ

افعال کا خاص تعلق ہے۔ چنانچہ حیوانات کو قبل از بلوغ خصی
کردیا جائے تو انہیں مردانہ علامات سرے سے پیدا ہی نہیں ہوتیں
انسان کے خصیے بالغ ہونے سے قبل نکال دئے جائیں تو وہ
مردانہ خصائص سے قطعاً محروم ہوجاتا ہے، اسکے ڈاڑھی مونچھیں
نہیں نکلتی، مرغ پر یہ عمل کرنے سے اسکی کلغی نہیں نکلتی نہ وہ بانگ
دیتا ہے جنگجوئی کی مردانہ عادت بھی مفقود ہوجاتی ہے نہ صرف
بلکہ اسمیں بزدلی پیدا ہوجاتی ہے، اسیطرح دوسرے جانور اختہ
ہونیکے بعد مردانہ اوصاف کو خیرباد کہدیتے ہیں۔ انسانوں میں
خواجہ سراؤں کے حالات کا موازنہ عام انسانوں سے کیا جاسکتا ہے

ہڈیاں بھی خصیوں کے اثر سے باہر نہیں ہیں چنانچہ
خصیے نکال دینے سے ہڈیوں میں سختی زیادہ دیر سے پیدا ہوتی ہے
جانوروں میں اس عمل سے ہڈیاں پتلی اور ہلکی ہوجاتی ہیں۔

خصیوں کے نکال دینے سے اعضا کے تغذیہ میں فرق
آجاتا ہے، خواجہ سراؤں کے عضلات میں طاقت و قوت کم ہوتی ہے
دیکھا گیا ہے بکرے اور سور کے گوشت کا رنگ سرخ مائل بہ سیاہی
ہوتا ہے، اور گوشت کے ریشے موٹے مضبوط نیز چھوٹے ہوتے
ہیں لیکن خصیے نکال دینے پر انکے گوشت کی رنگت پیازی ہوجاتی
ہے اور ریشے پتلے نیز طویل ہوجاتے ہیں خصی جانوروں میں

چونکہ تغذیہ کا طبعی تناسب باقی نہیں رہتا اس لئے ان کے
جسم میں چربی زیادہ پیدا ہوجاتی ہے اور وہ بہ نسبت غیر خصی جانوروں
کے فربہ ہوجاتے ہیں۔ خصیوں کی رطوبت کا اثر بالوں پر بھی پڑتا
ہے خصی جانوروں کے بالوں کا رنگ ہلکا ہوجاتا ہے خواجہ سراؤں
کے بال وقت سے پہلے سفید ہوجاتے ہیں، ان کے چہروں کی
رنگت بھی زرد ہوتی ہے۔

ان سب باتوں سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ
خصیوں اور انکی اندرونی رطوبات سے جسم کے کسقدر مفید کام
انجام پاتے ہیں، اگر ان کے فعل کو باقاعدہ رکھا جائے تو ظاہر
ہے کہ عمر میں درازی اور بدن میں چستی و توانائی پیدا ہوجائیگی
کہولت کے آثار نمایاں نہ ہونگے اگر ہونگے تو دیر میں، ہمارے
جسم کے فعلی خلیات بھی رفتہ رفتہ کمزور ہوتے ہیں۔ اگر ان کو خصیوں
کی رطوبت باقاعدہ پہنچتی رہے تو وہ جلد کمزور نہ ہونگے۔ خلیات کی
تولید جاری رہیگی اور یہی وہ چیز ہے جو ہماری جوانی بلکہ زندگی
کیلئے ازبس ضروری ہے

خصیوں کا تعلق درازی عمر سے

یہ بات تو پایہ ثبوت کو پہنچ
چکی ہے کہ خصیوں کے ذریعے سے قوتوں میں ایک ایسی رطوبت
شامل ہوتی رہتی ہے، جو نظام حیات پر خاص طور سے اثر انداز
ہوتی ہے۔ اب یہ معلوم کرنیکے لئے کہ خصیوں کا درازی عمر سے کیا
تعلق ہے، یہ بات ثابت ہونیکی ضرورت ہے کہ نر جانور زیادہ عمر
پاتے ہیں یا خصی، بہ حقیقت تحقیقات سے واضح ہوچکی ہے
کہ خصی جانور اور خواجہ سرا لمبی عمر نہیں پاتے خصی گھوڑے نر
گھوڑوں کی نسبت جلد مرجاتے ہیں بعض محققین کی رائے ہے
نر گھوڑے کی عمر ۲۵ فیصدی زیادہ ہوتی ہے، خواجہ سراؤں کی
تعداد مصر میں زیادہ ہے، وہاں کی نسبت اندازہ کیا گیا ہے کہ خواجہ سرا
جلد مرجاتے ہیں۔ اگر کوئی خواجہ سرا بڑھاپے تک زندہ بھی رہتا
ہے تو اسکی عمر ساٹھ سال سے زیادہ نہیں ہوتی، خواجہ سراؤں
پر بڑھاپا جلد طاری ہوتا ہے۔ پچاس سال کا خواجہ سرا ستر

سال کا بوڑھا نظر آتا ہے۔ انکی جلد پر یبوست پیدا ہو جاتی ہے، آنکھوں میں بے کیفی نمایاں ہو جاتی ہے کندھے جھک جاتے ہیں، یہ سب باتیں حقیقتاً اس بنا پر ہیں کہ خصیے اپنی اندرونی رطوبت اعضاً تک نہیں پہنچا سکتے اور یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کی طاقت و توانائی جلد رخصت ہو جاتی ہے

خواجہ سراؤں میں خصیتین کے علاوہ اور تمام غدد موجود ہوتے ہیں ایسی صورت میں انکی کمزوری کی وجہ صرف یہی ہو سکتی ہے کہ اعضاء خصیے کی رطوبت سے محروم رہتے ہیں

عملیہ تقلیم

ڈاکٹر سرج وارونوف جسکے عملیہ تقلیم کا یہاں مذکور ہونیوالا ہے حقیقتاً روس کا رہنے والا ہے مگر عرصہ سے فرانس میں سکونت پذیر ہے، اسلئے اب فرانسیسی سمجھا جاتا ہے حکومت فرانس نے اسکو ایک قلعہ دے رکھا ہے، جہاں وہ افریقہ سے منگائے ہوئے بندروں سے تجربات کرتا رہتا ہے

ڈاکٹر وارونوف کا نظریہ جیسا کہ مختصراً پہلے بیان ہو چکا ہے یہ ہے کہ خصیوں کی اندرونی رطوبت نظام جسمانی پر خاص طور سے اثر ڈالتی ہے اور شباب بغیر اس رطوبت کے قائم نہیں رہ سکتا خصیوں کے کمزور ہو جانیکا نام اصل میں بڑھاپا ہے اگر کسی صورت سے خصیوں میں از سر نو طاقت پیدا کیجا سکے تو شباب رفتہ واپس آ سکتا ہے۔

ڈاکٹر وارونوف کا طریق عمل یہ ہے کہ وہ بندر کے خصیہ کا کچھ حصہ انسانی خصیوں میں آپریشن کر کے پیوست کر دیتا ہے اس عمل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بندر کے خصیہ کے خلیات نشو و نما پا کر وہ رطوبت خون میں شامل کرتے رہتے ہیں، جنکے قدرتی اثرات سے آدمی جوان ہو جاتا ہے۔

وارونوف یہ عمل کرتے وقت ایک جوان بندر کو بیہوش کر کے ایک طرف لٹا دیتا ہے۔ دوسری طرف میز پر مریض ہوتا ہے۔ بندر کو پنجرے کے اندر ہی بیہوش کیا جاتا ہے، بیہوش ہو جانے پر اسکو میز پر لٹا دیا جاتا ہے اور کلوروفارم سنگھانے کا سلسلہ جاری رہتا ہے پھر بندر کے خصیوں اور رانوں کو صابون سے دھو کر صاف کیا جاتا ہے، اور بال الگ کر کے خصیوں کا غلاف اتار دیا جاتا ہے، پھر خصیے کو طول میں چیر کر دو ٹکڑے کر دئے جاتے ہیں اور اسوقت تک ان ٹکڑوں کو بندر کے جسم سے الگ نہیں کیا جاتا جب تک انسانی خصیوں پر انکی قلم نہیں لگا دی جاتی۔

مریض کے خصیوں کو بےحس کرنے کی غرض سے ان پر سن کرنے والی دوا نوویکین Novococin لگائی جاتی ہے اسکے بعد عمل جراحی کیا جاتا ہے، اس عمل کیوقت مریض کو کلوروفارم سنگھا کر بیہوش کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

یہ عملیہ دو ڈاکٹروں کی متفقہ کوشش سے تکمیل پذیر ہوتا ہے ایک ڈاکٹر بندر کے خصیوں کا بیرونی غلاف اتار کر ایک دوسرے ڈاکٹر کے اشارہ کا منتظر رہتا ہے جو انسانی خصیے کے بیرونی غلاف میں اوپر سے نیچے تک شگاف دیتا ہے، یہ ڈاکٹر محض بیرونی جلد کو چیرتا ہے، خصیے کے اندرونی پردوں کو نہیں چھیڑتا جبکہ پہلا ڈاکٹر بندر کے خصیہ سے صرف بیرونی غلاف ہٹاتا اور اسکے مصلی پردے پر اسوقت تک دست درازی نہیں کرتا جب تک دوسرے ڈاکٹر بندر کے خصیہ کی ضرورت نہ ہو۔ انسانی خصیے پر جو شگاف لگایا جاتا ہے وہ داہنے خصیے کی داہنی جانب ہوتا ہے اس شگاف سے بیرونی جلد آپ ہی آپ سمٹ جاتی ہے اور شگاف میں سے خصیے کا نسیج القصالی نظر آنے لگتا ہے چونکہ اسمیں سکڑنے کی خاصیت زیادہ ہوتی ہے اسواسطے شگاف دینے سے قبل اُسے چار چمٹیوں سے پکڑ لیا جاتا ہے تاکہ عمل تقلیم کے بعد اس نسیج القصالی کو کھینچ کر سہولت کے ساتھ پیوند کے اوپر ڈھکا جا سکے۔ اس کے ڈاکٹر چمٹیوں کے درمیان سے نسیج القصالی میں احتیاط سے شگاف لگاتا ہے تاکہ نیچے کے مصلی پردے کو صدمہ نہ پہنچے پھر نسیج القصالی کے کناروں کو اُٹھا کر مصلی پردے سے ہٹانیکی کوشش کیجاتی ہے تاکہ نسیج القصالی اور مصلی پردے کے مابین کچھ جگہ خالی ہو جائے

سوئی کی نوک سے مصلی پردے پر خفیف سا خراش کیا جاتا
راش پیدا کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ وہاں خون جمع ہو جاتا ہے
ں کرنیکے بعد ڈاکٹر بندر کیطرف متوجہ ہوتا ہے اور اسکے ایک خصیہ
ملی پردے سے الگ کر کے لمبائی میں برابر برابر اس کے دُ
ے کرتا ہے، پھر اسمیں سے ایک ٹکڑے کے بھی اسیطرح
ں میں دو ٹکڑے کرتا ہے، اب خصیہ کا ایک چوتھائی ٹکڑا کاٹ کر
ا اندرونی رُخ انسانی خصیے کے مصلی پردے پر چپکا دیتا ہے،
ن چپکانے سے پہلے جس طرح مصلی پردے پر سوئی سے
ن پیدا کیا گیا تھا۔ اسی طرح بندر کے خصیے کے ٹکڑے
ندرونی جانب بھی ویسا ہی خراش کیا جاتا ہے، اور دونوں
ت دار سطحوں کو اوپر نیچے رکھ کر بندر والے خصیے کے ٹکڑے
سانی بیضے کے مصلی پردے پر رکھکر چار ٹانکے لگا دئے جاتے ہیں
ند شگاف کی داہنی جانب لگایا جاتا ہے اس عمل سے فارغ
ے ڈاکٹر پھر بندر کیطرف توجہ کرتا ہے اور شگاف دئے ہوئے خصیہ کا
را چوتھائی حصہ کاٹ کر انسانی خصیہ کے نسیج اتصالی کے نیچے
ف کی بائیں جانب پیوند لگا دیتا ہے، اور مصلی پردے سے
چار ٹانکے لگا دیتا ہے، جب شگاف کے دونوں طرف بندر کے
یوں کا پیوند لگ جاتا ہے تو نسیج اتصالی کو کھینچ کر اسی کے اوپر
دیا جاتا ہے، اور خصیہ کی بیرونی جلد پر بھی ٹانکے لگا دئے جاتے
ہیں۔

جسوقت دوسرا ڈاکٹر انسانی خصیے کے داہنے بیضے پر
لگا چکتا ہے تو اسیطرح بائیں خصیہ پر بھی عمل تقلیم کیا جاتا ہے اس
میں بندر کے بقیہ نصف بیضہ کو کام میں لایا جاتا ہے بندر کے
بیضے کاٹتے وقت اگر سیلان خون شروع ہو جاتا ہے تو پہلا
ڈاکٹر اسکو بند کرتا ہے تاکہ بندر کمزور نہ ہو جائے، جب بندر کا ایک
بیضہ کاٹ لیا جاتا ہے تو بیضے کی رگوں کو سی دیا جاتا ہے۔

عورتوں میں عملیہ تقلیم

ڈاکٹر وارنوف مردونکی طرح عورتوں پر بھی یہ عمل کرتا ہے
ن مردوں میں بندر کے خصیوں کا پیوند لگایا جاتا ہے اور
عورتوں میں بندریا کے مبیض کا پیوند کیا جاتا ہے۔ عورتوں
میں صرف جسمانی طاقت پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی تو انسانی
خصیہ کا پیوند لگایا جا سکتا تھا، مگر اس عمل سے عورتوں کی
ذہنیت بدل جاتی اور وہ خصائل نسوانی جو عورتوں کے لئے
مخصوص ہیں باقی نہ رہتے، ڈاکٹر وارنوف نے بکریوں اور بھیڑوں
پر بکروں اور مینڈھوں کے قلم لگا کر تجربات کئے تو بکریوں اور
بھیڑوں کی ذہنیت میں نمایاں فرق پیدا ہو گیا اور جب ان بکریوں
اور بھیڑوں کے بچے پیدا ہوئے تو ان میں شفقت مادری
موجود نہ تھی اور انہوں نے بچوں کو دودھ پلانے سے بھی گریز کیا
عورتوں میں اگر مردوں کے خصیوں کا پیوند لگایا جائے
تو ان کے نسوانی خصائص کے زائل ہو جانیکا کافی احتمال ہے
اور اندیشہ ہے کہ عورتوں کے مونچھیں اور داڑھی کے بال پیدا
ہو کر ان کے چہرے کی دلکشی و دلربائی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ
کر دینگے، آواز بھاری ہو جائیگی اور اسطرح وہ اپنی نزاکت
و رعنائی سے محروم ہو جائینگی جنکی موجودگی نے انکو "عورت"
کے دلچسپ اور دلفریب نام سے موسوم کر دیا ہے اور یہ وہ چیزیں
ہیں جنکی کسی عورت کو ضرورت نہیں ہے۔ عورت اگر اعادہ شباب
کی تمنا کرتی ہے تو اس لئے نہیں کہ اسمیں مردانہ عادات و علامات
اور اسکی وہ فطری و جبلی محبوبیت زائل ہو جائے جس سے
اسکو مردانہ عادات پر ہمیشہ فتح حاصل ہوتی رہی ہے، بلکہ یہ اسکی
آرزوئے شباب اور تمنائے جواں سالی اپنی رعنائی، نزاکت
اور اپنی مخصوص نسوانی دلفریبی کے واپس لانے کی غرض سے
ہوتی ہے

ڈاکٹر وارنوف نے مبیضی پیوند کی تحقیقات اور تجربات
بھی علیحدہ کئے ہیں۔ مگر طریق عمل وہی ہے جو مردوں کے پیوند
میں مذکور ہوا صاحب موصوف کا سب سے پہلا نسوانی عمل ۱۰ ار
جون ۱۹۲۴ء کو ہوا جس عورت پر یہ عمل کیا گیا تھا اسکی
عمر ۶۴ سال کی تھی اور انکی خواہش صرف یہ تھی کہ دماغی و جسمانی
قویٰ بحال ہو جائیں۔ تاکہ کسب معاش میں آسانی ہو اور اپنے

اکلوتے نابینا لڑکے کی خبر گیری کر سکے، یہ عمل بہت ہی کامیاب ثابت ہوا، تین سال تک مریضہ کا معائنہ کیا جاتا رہا اور نتائج حسب لخواہ برآمد ہوتے رہے

ایک بہتر سالہ امریکن عورت پر بھی ڈاکٹر وارونوف نے یہ عمل کیا اس عورت کی آرزو تھی کہ ڈاکٹر اسکو چھٹی شادی کرنیکے قابل بنادے۔ عورتوں میں یہ پیوند بیضین کے اوپر نہیں کیا جاتا کیونکہ مریضہ کے پیٹ کو چیرنا خطرہ سے خالی نہیں ہے، ڈاکٹر وارونوف نے اپنی جانوروں پر تجربہ کرکے معلوم کرلیا ہے کہ اگر شفران کبیران پر میمونی مبیض کی قلم لگادی جائے تو نتیجہ حسب منشاء ہوتا ہے اور کوئی خطرہ بھی لاحق نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر وارونوف بندریا کا مبیض کاٹ کر اسکا ایک ٹکڑا شفران کبیران (لبی آ مجورا Labiamajora) کے اوپری حصہ پر پیوست کر دیتے ہیں، پیوند سے پہلے مقام پیوند پر اسیطرح خراش کر دیا جاتا ہے جس طرح مردوں کے عمل میں کیا جاتا ہے اسکا مقصد بھی وہی ہوتا ہے یعنی خون آمد زیادہ ہو اور قلم زندہ رہ سکے

میمونی عملیہ تقلیم پر اعتراض

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اس طریق عمل سے انسانوں میں میمونی خصائل پیدا ہوجانیکا قوی احتمال ہے انسان میں چوپایوں کے غدد منتقل کرنیکا رواج ترقی پا گیا تو ممکن ہے کہ چوپایوں کی انسانوں سے مجامعت بھی صحیح قرار پاجائے، اور نجر کی پیدائش کے اصول پر کوئی جدید نسل انسانی عالم وجود میں آجائے۔

اسکے علاوہ انسان اور حیوان کی عمر میں بڑا فرق ہے انسانکی طبعی عمر ایک سو چالیس سال تک طویل ہو سکتی ہے اسکے مقابلہ میں بندر کی عمر بیس برس سے زیادہ نہیں ہے۔

فرانس کا مشہور ڈاکٹر اور فلیسوف "کناپ[1]" جو بہت ہی وسیع معلومات رکھتا ہے، طب، کیمیا، موسیقی، ریاضی، شعر و سخن، فلکیات، غرض دنیا کے تمام علوم میں کامل مہارت رکھتا ہے ڈاکٹر وارونوف کے سخت خلاف ہے، اور اس کو دغاباز قرار دیتا ہے، نیز اسکے عملیہ تقلیم کو غلط کہتا ہے لیکن اسی کے ساتھ وہ انسان کو دو سو سال تک زندہ رکھنے کا دعویٰ بھی کرتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ڈاکٹر وارونوف کا حریف ہونیکی حیثیت سے فنی رقابت کے زیر اثر اسکو بُرا کہنے کی جرات کرتا ہے ورنہ ڈاکٹر وارونوف کے عملیہ تقلیم کی خوبی سے کس کو انکار ہو سکتا ہے؟ جب کہ وہ ہزاروں معزز اشخاص پر یہ عمل کرکے ثابت کرچکا ہے کہ بندر جیسی حقیر مخلوق کے خصیے انسان کے "اعادۂ شباب" میں کیا اہمیت رکھتے ہیں۔

پہلے اعتراض کا جواب خود ڈاکٹر وارونوف نے یہ دیا ہے کہ خصیہ کی اندرونی رطوبت خون میں صرف کیمیاوی اثر پیدا کرتی ہے اور اسکا حال انسانوں اور حیوانوں میں یکساں ہے، اگر انسانی غدہ حیوان میں یا حیوانی غدہ انسان میں لگادیا جائے تو اسکے کیمیاوی اثرات میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ اسکے علاوہ پیوند کو حیات منویہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا کہ نطفہ میں کسی قسم کی آمیزش کا اندیشہ ہو۔

دوسرے اعتراض کا جواب ڈاکٹر وارناف کی تحقیق

---

[1] لائق مضمون نگار کے پیش نظر اسوقت غالباً الہلال کے دور آخر کا فائل ہے، اسی کی اشاعت مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۷ء میں ڈاکٹر ناپ Knapp صحیح لفظ ناپ ہے کے متعلق مذکورہ تعریف شائع ہوئی ہے، ہمارے مکرم لفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب نے دورہ یورپ میں ڈاکٹر موصوف کے متعلق تحقیق کی، چنانچہ آپ اپنے رسالہ "اعادہ شباب و درازی عمر" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"میں نے اس ڈاکٹر کا نام کبھی نہ سنا تھا مجھے شوق پیدا ہوا کہ اسکا پتہ چلاؤں چنانچہ بہت ڈھونڈا پھر بالآخر معلوم ہوا کہ یہ کہن آپ صاحب درحقیقت ڈاکٹر ناپ ہیں اور انکی جو تعریف لکھی گئی ہے سب غلط ہے۔ ایک چلتا پرزہ آدمی ہے جسکو فن طب سے کوئی واقفیت نہیں ہے اور محض اشتہار بازی کرکے روپیہ کمانے کی تدبیر کرتا ہے اُس نے ایک طریق علاج کا اشتہار تو دیا ہے مگر اسکو بالکل راز میں رکھا ہے میں نے اُسکو معلوم کرنیکی کوشش فضول سمجھی" +

کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ دیا جاسکتا ہو کہ خود وارنوف کو اسکا اعتراف ہے کہ ایک غدہ عمر بھر کام نہیں دیتا بلکہ جب اسمیں ضعف وانحطاط کے آثار دیکھے جائیں گے تو مکرر یہ عمل کرنا پڑیگا، ایسی صورت میں یہ اعتراض وارد نہیں ہوسکتا، ایسے جلیل القدر انسان کی نسبت جو اپنی عمر کا بیشتر حصہ بندروں کی عادات وخصائل وغیرہ کے تجربات میں صرف کرچکا ہو، یہ سوء ظنی کرنا کہ وہ انسان اور بندر کی عمر کے باہمی تفاوت سے بھی آگاہ نہیں ہے ہمارے لئے میں سخت ترین جہالت ہو، جب کہ اپنے عمل کو مستقل نہیں سمجھتا بلکہ خود کہتا ہے کہ دوبارہ بھی اس عملیہ کی ضرورت ہوتی ہو تو اس اعتراض کے لئے کوئی گنجائش پیدا نہیں ہوتی۔

وارنوف کے مخالفین

یہ ایک تاریخی حقیقت ہو کہ ہر مکتشف اور موجد کو ابنائے زمانہ کی مخالفتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہو لیکن بعد میں زمانہ خود بتادیتا ہو کہ حقیقت صنعت میں کیا فرق ہو ڈاکٹر وارنوف کو بھی اصولاً ان مخالفتوں کا شکار ہونا چاہیئے تھا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

صاحب موصوف پر تنقید کرنیوالے لوگ دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو اصولاً اسکے نظریہ کو غلط قرار دیتے ہیں اور اس بنا پر اسکے تجربات کی تصدیق نہیں کرتے۔

دوسرے وہ لوگ جو اصولی حیثیت سے اعادۂ شباب کے قائل ہیں لیکن عملیہ تقلیم کی صورت سے متفق نہیں ہیں اور نظام غدی میں اعادۂ شباب کا راز پوشیدہ نہیں سمجھتے۔

مخالفین کا ایک تیسرا گروہ بھی ہے جو نظام غدی کی اہمیت کا قائل ہے، مگر اعادۂ شباب کے لئے بدن کے اکثر غدد کی تجدید پر زور دیتا ہو۔

وارنوف کے عزائم

اگرچہ وارنوف کے مخالفین اسکے نظریات کی تائید نہیں کرتے لیکن وہ برابر تحقیقات میں مصروف ہو اور گری بالڈسر کے ایک قلعہ میں جہاں مخالف آوازیں قلعہ کی دیواروں سے ٹکراکر لوٹ آتی ہیں۔ نئے نئے تجربات میں مصروف ہو جنسے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ مستقبل قریب میں تجدید شباب کے عمل ہی کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب نہ ہوگا بلکہ اور بھی بہت سے عجیب وغریب انکشافات دنیا کے سامنے پیش کریگا۔

حکومت برطانیہ کے سابق وزیر خارجہ مسٹر چرچل کچھ عرصہ ہوا کہ فرانس کے مشہور انشا پرداز لوئیس فارٹ کی معیت میں وارنوف سے ملے تھے، اور اس نے اس ملاقات میں اپنے بلند عزائم کا اظہار کیا تھا جنکی تکمیل میں وہ شب و روز مصروف ومنہمک ہو، وارنوف کا بیان ہے کہ اس نے جانوروں اور انسانوں پر اعادۂ شباب کے سینکڑوں تجربات کئے ہیں اور ہمیں شک نہیں کہ یہ تجربات نہایت کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ اگر اس کام میں ان کو ایسی شاندار کامیابی حاصل نہوتی تو ممکن نہ تھا کہ اس کثرت سے لوگ اسکی طرف رجوع کرتے، بالخصوص مشہور ارباب فن اسکے اس کے تجربات کی تصدیق پر آمادہ ہوجاتے، وارنوف معترضین کی پرواہ کئے بغیر تحقیقات میں مصروف ہو اور اب اسکی کوششوں کا مرکز محض تجدید شباب ہی نہیں ہے، بلکہ وہ ایسے انکشافات پیش کرنے والا ہو جس سے دنیا میں تہلکہ پڑجائیگا۔

وارنوف کا خیال ہو کہ عمل تقلیم سے وہ بھیڑوں کی ایسی نسل پیدا کرنے میں کامیاب ہوجائیگا جو موجودہ بھیڑوں کے مقابلہ میں فربہ، تنومند، اور جسیم ہوگی، ان سے گوشت اور اون زیادہ مقدار میں حاصل ہوسکیگی۔ وارنوف کی رائے میں جب یہ نسل عالم وجود میں آجائیں گی تو خوراک اور لباس کے مسائل بہت حد تک آسان اور حل ہوجائینگے۔

وارنوف کا مطمح نظر بھیڑوں کی یہ نئی نسل ہی نہیں ہو بلکہ وہ ایسی انسانی نسل بھی پیدا کرنے کی کوشش کررہا ہو جسکے قوائے عقلی وذہنی موجودہ نسل انسانی سے فائق و برتر

ہونگے اس مقصد کی تکمیل کے سلسلہ میں وہ ان بچوں پر عملیہ تقلیم کریگا جو جسمانی و ذہنی حیثیت سے عام بچوں سے ممتاز ہوں اسکا دعویٰ ہے کہ اس عمل ان بچوں کی جسمانی اور عقلی قوتیں بڑھ جائینگی اور اُن سے جو نسل پیدا ہوگی وہ ہر لحاظ سے موجودہ نسل انسانی کے مقابلہ میں بہتر اور اعلیٰ ہوگی

عملیہ تقلیم کے تجربات

وارنوف نے بہت سے اشخاص پر عملیہ تقلیم کیا ہے جنمیں ڈاکٹر، پروفیسر، تاجر اور وکیل غرض سب ہی قسم کے لوگ شامل ہیں، یہاں چند تجربات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) مریض علمی زندگی کا شائق، اور ڈرامہ نویس تہا۔ اسکی عمر ۶۱ سال کی تھی، بڑھاپے کے آثار مستولی ہو چکے تھے رخسار لٹک گئے تھے۔ اور ان پر جھریاں پڑ گئیں تھیں آنکھوں میں اور قرینہ کے گرد حلقہ شیخوخت، نمایاں ہوگیا تہا، چلنے پھرنے میں تکلیف محسوس ہوتی تہی، رفتار سست اور حرکات کمزور تھیں، اگرچہ ملیریا کے علاوہ اس پر کسی مرض کا حملہ نہ ہوا تہا، مگر پھر بھی وہ قلت اشتہا کا شکار تہا اور معمولی اسباب سے نزلہ و زکام میں مبتلا ہوجاتا تھا حافظہ قوت خیال میں کمزوری لاحق ہوچکی تھی اور گذشتہ دس سال سے قطعی نامرد تہا۔

اس مریض کے خصیہ پر بحبسی پیدا کرکے ڈاکٹر وارنوف نے ایک بڑے بندر کا خصیہ حسب معمول آٹھ ٹکڑے کرکے لگا دیا اس عمل کے ایکماہ بعد مریض کو عضو مخصوص میں انتشار محسوس ہوا جس سے اسکو سخت تعجب ہوا کیونکہ اس کا خیال تہا کہ اس عمل سے صرف جسمانی صحت درست ہوجائیگی، قوت مردانہ پر جو مدت دراز سے مفقود تھی اس کا کوئی اثر نہ پڑیگا لیکن متواتر انتشار ہوتا رہا، بالآخر اسکی قوت باہ میں وہی جوش پیدا ہوگیا جو دس سال قبل تھا، اس کے بعد دو سال تک یہی عالم رہا۔ عمل کے بعد قوت مردانہ کے عود کرنے پر اسکے جسم میں بھی قوت محسوس ہونے لگی۔ چہرے کے عضلات میں سختی آگئی، آنکھیں روشن ہوگئیں، اور سفید بالوں کی موجودگی میں بھی دیکھنے پر وہ جوان معلوم ہوتا تہا۔ اسکی سابقہ عادتیں بھی لوٹ آئیں، وہ دور تک سیر کو جانے لگا، تفریحی کھیلوں میں حصہ لینے لگا، اسکی قوت کا یہ حال ہے کہ گھنٹوں بغیر احساس ماندگی کے کام کر سکتا ہے

(۲) دوسرا مریض بہت بوڑھا تہا، اسکی عمر ۷۴ سال تھی، اس پر جو عمل کیا گیا وہ بہت ہی زیادہ کامیاب ثابت ہوا چنانچہ اسکو جب اکتیسویں فرانسیسی اجلاس جراحت میں پیش کیا گیا تو وہ نہایت تندرست، طاقتور اور سرگرم و پرجوش آدمی معلوم ہوتا تہا۔ حالانکہ عملیہ کے دو سال قبل وہ بہت بوڑھا مضمحل، کم طاقت، اور ناتوان تہا، اسکی آنکھیں بے کیف تھیں، وہ لاٹھی کے سہارے مشکل سے چل پھر سکتا تہا، یہ مریض تیس سال تک ہندوستان میں زندگی بسر کر چکا تہا ہندوستان میں اسکے چیچک بھی نکلی تھی، اور عمل تقلیم کے دو سال قبل ورم باریطون کے باعث اسکا پیٹ چاک کیا گیا تہا اور اسکے بعد نمونیا و ذات الجنب کے حملے بھی ہو چکے تھے۔ ۲ر فروری سنہ ۲۱ء کو ڈاکٹر وارنوف نے مقام عمل کو سن کیا اور بڑی قسم کے بندر کے خصیہ کو چند ٹکڑے کرکے پیوست کر دیا اسکا زخم بہت جلد اچھا ہوگیا، عملیہ کے بارہ دن بعد مریض پیرس سے چلا گیا اور آٹھ مہینے کے بعد وارنوف نے اسکو دیکھا وارنوف اور اسکے مددگار ڈاکٹر مریض کی جسمانی حالت کو دیکھکر حیران ہوگئے۔ وہ بالکل تندرست تہا، اسکی آنکھوں میں شباب کی پرکیف چمک تھی باتوں سے ظاہر ہوتا تہا کہ صحت میں کسی قسم کی خرابی نہیں ہے اسکے سر پر نئے بال بھی نکل آئے تھے اور وہ بالکل جوان معلوم ہوتا تہا۔ وہ سوئیٹزرلینڈ کی سیاحت کرکے ولایت جا رہا تہا، اس عمل نے اس پر بہت اچھا اثر کیا تہا اسکی جسمانی ذہنی اور صنفی حالت قابل رشک ہوگئی تھی۔ یہ مریض ڈاکٹر وارنوف کے عملیہ انتقال خصیہ کے منافع کا اس قدر مداح اور گرویدہ تہا کہ اُس نے انگلینڈ میں اس عمل کے فوائد پر لکچر دینے کا ارادہ کیا اسکا پہلا لکچر لندن میں ہونیوالا تہا اور اشتہارات کے ذریعہ اعلان کر دیا گیا تہا، لیکن جب یہ شخص لکچر دینے کے

ارادے سے اسٹیج پر آیا تو دفعتاً گر کر اسکا دم نکل گیا۔

ہندوستان میں عملیہ تقلیم

اندور سنٹرل انڈیا کے مشہور کروڑپتی تاجر سر سروپ چند، حکم چند (ہابلیا، کابلیا) نے چودہ ہزار پونڈ تقریباً دو لاکھ روپئے، فیس دیکر سنہ ۱۹۳۰ء میں ڈاکٹر وارنوف کو بذریعہ بحری تار ہندوستان میں آنیکے لئے مدعو کیا۔ ڈاکٹر وارنوف نے بیس ہزار پونڈ پر آنیکے لئے رضامندی ظاہر کی آخر ۱۴ ہزار پونڈ پر معاملہ طے ہوا اور ۴ جنوری کو ڈاکٹر وارنوف ساتھ اسسٹنٹ ڈاکٹروں اور ایک مترجم کی معیت میں اندور پہنچا ڈاکٹر وارنوف کے ہمراہیوں میں اس کا چھوٹا بھائی جارج وارنوف اور مسیحی خانقاہ کی ایک راہبہ اور ایک نرس بھی تھی ڈاکٹر وارنوف اپنے ہمراہ دس بندر بھی لایا تہا۔ دوپہر کے بعد دن کو دو بجے سیٹھ سروپ چند اور انکی بیوی کا اپریشن کیا گیا۔ پہلے سیٹھ صاحب کی بیوی پر عمل کیا گیا جو سیٹھ صاحب سے بیس سال چھوٹی تھیں، سیٹھ جی کی عمر اپریشن کے وقت چھپن سال کی تہی۔ کمرے میں دو میزیں موجود تھیں دونوں میزوں کے درمیان پردہ لگا دیا گیا تہا ایک پر ایک بندر یا جس کو کلوروفارم سنگھا کر بے ہوش کیا گیا تہا پڑی تھی اور دوسری میز پر سیٹھ سروپ چند کی بیوی دراز تھیں، ایک دوا لگا کر بندریا کی گلٹیاں مریضہ کے جسم میں داخل کر دیگئیں، اس اپریشن میں دو گھنٹہ سے زیادہ وقت صرف ہوا، جسکے ختم ہو جانے پر خود سیٹھ جی کی باری آئی۔

سیٹھ جی اور انکی بیوی نے اپریشن کے بعد کسی قسم کی تکلیف اور کمزوری محسوس نہیں کی اپریشن سے فارغ ہوکر اُنہوں نے اطمینان سے کھانا کہایا۔ ڈاکٹر وارنوف نے وعدہ کیا تہا کہ تین ماہ کے بعد عملیہ کی تاثیرات شروع ہونگی، اس عرصہ کے بعد گلٹیاں اپنا کام کرنے لگیں گی اور پھر تین ماہ طاقت میں اضافہ ہوگا بالآخر طاقت بحال ہو جائے گی اور دس سال تک یہ اکتسابی شباب قائم رہیگا۔ دس سال گذر جانے پر دوبارہ آپریشن کی ضرورت ہوگی

اسکے علاوہ ایک اور عملیہ بمبئی میں دو سو طبابت پیشہ اشخاص کے سامنے ایک ایسے شخص پر کیا گیا جسکی عمر چونتیس سال تھی لیکن متواتر علالت کے باعث دماغی اور جسمانی قویٰ کمزور ہوکر حالت متغیر ہوگئی تھی۔

اپریشن کی غرض سے دو میزیں برابر برابر بچھائی گئیں ایک پر ایک لنگور کو لٹا دیا گیا جس کو ڈاکٹر خاص طور سے پیرس سے لایا تہا اسکو کلوروفارم کے ذریعہ سے بیہوش کرکے اسکا غدد نکال لیا گیا دوسری میز پر مریض کو لٹا دیا گیا اور حسب معمول اسکا اپریشن کرکے فوراً لنگور کا بیضہ پیوست کر دیا گیا۔ مریض کو اپریشن سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ وہ خوش اور مطمئن تھا، ڈاکٹروں سے باتیں بھی کرتا جاتا تھا لنگور میں بھی جراحی کا کوئی اثر نمایاں نہ تھا۔

ہندوستان ایسی جگہ ہے جہاں کسی علمی وفنی کام کو فروغ ہونا بہت دشوار ہے، اسکی وجہ تعلیم اور روشن خیالی کی کمی اور یہاں کے افلاس کو قرار دیا جاسکتا ہے، سرزمین ہند میں ہنگامی طور پر کبھی ہیجان پیدا ہو جاتا ہے، مگر اس کو پائداری حاصل نہیں ہوتی، یہی کیفیت وارنوف کے عملیہ کی ہوئی پہلے تو بہت شور ہوا، اور ارض ہند کی فضائیں وارنوف کے غلغلۂ آمد سے گونج اٹھیں اپریشن کے بعد تک بھی اسکا چرچا رہا معمولوں سے اخبار کے نمایندوں نے ملاقاتیں کیں، سوالات کئے، سب کچھہ ہوا مگر تہوڑے ہی دنوں میں لوگ اس خیال کو بالکل بھول گئے اور معلوم نہ ہو سکا کہ جن حضرات پر یہ عمل کیا گیا تہا انکی کیا حالت ہوئی آیا صحت وتندرستی کے اعتبار سے اُنہوں نے کچھہ ترقی بھی کی؟ یا دو لاکھ روپیہ کی قربانی بیکار ہی گئی۔ ہم نے اس موقعہ پر بے تعصبی کیساتھ عصر حاضر کے ایک مشہور ڈاکٹر کی مساعی کا تذکرہ کیا ہے اگر وقت نے مساعدت کی تو ہم کسی آئندہ اشاعت میں ثابت کرینگے کتب قدیم کے خزانہ میں بھی ایسے جواہر پارے موجود ہیں،

جن کے محض دوائی اثر سے قوتوں میں تازگی، پیدا ہوسکتی ہے کاش ملکی صنعتوں اور دیسی فنون پر بھی ملک کے ارباب دولت اتنا روپیہ صرف کر سکتے، جتنا غیر ملکی صنعتوں پر صرف کر دیتے ہیں۔

اگر دولت منداصحاب توجہ کریں اور ہمدردانہ التفات فرمائیں تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہماری سستی اور بی قیمت ادویہ بھی اعادۂ شباب میں کامیاب ہوسکتی ہیں اور ایک غریب سے غریب آدمی بھی تین ماہ کے انتظار طویل کی زحمت گوارا کئے بغیر بادۂ شباب کے نشہ میں پکار اُٹھے گا ؎

ہے ریاض اک جواں مست خرام
نہ پئیے اور اینڈتا جائے،

لیکن ضرورت ہے اُسی بلند نظری، وسعت خیال اور صرف کثیر کی جو یورپ کی تیز روشنی نے ہماری قوت خیال کو خیرہ بنا دیا ہے۔

شبابِ رفتہ کی واپسی

از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید، بریلوی

جوانی کو یوں کوئی کہنے پر آئے تو چاہے "دیوانی" کہہ یا "مستانی" لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ وہ ہماری زندگی کا بہترین زمانہ ہے، شاید یہی وجہ ہے کہ دنیا کے بالکل ابتدائی دور سے لیکر آجتک کوئی زمانہ بھی ایسا نہیں گذرا ہے کہ انسان نے اس بات کی کوشش نہ کی ہو کہ اسکی گئی ہوئی جوانی بہت دنوں کے لئے نہ سہی چند ہی روز کے لئے اسے واپس مل جائے یا اسکی جوانی کا موجودہ دور زیادہ نہیں تو دس پانچ ہی سال کیلئے اور قائم ہو جائے حصول رزق، حصولِ اولاد، اور حصول دولت کیطرح اعادۂ شباب کی خواہش بھی ہمیشہ انسانی دلوں کو بے چین کرتی رہی ہے، ہر حکیم، ہر وید، ہر ڈاکٹر، ہر ملّا، اور سیانے کی خدمت میں شیدائیان شباب کی یہ درخواستیں ہزاروں کی تعداد میں گذر چکی ہیں اور گذرتی رہتی ہیں کہ کسی طرح ہمیں پھر چند روز کے لئے پھر ہماری عمر کا وہ زرین اور پُرکیف زمانہ واپس دلا دیجئے کہ جب ہمیں دنیا کی ہر چیز ہنستی اور مسکراتی نظر آیا کرتی تھی جب ہمیں سوکھی روکھی روٹیوں میں ایک عجیب مزہ آتا تھا جب سادہ پانی بھی مئے رنگین کا کام دیا کرتا تھا، اور جب ہم اپنی اثر ناپذیر طبیعت کی وجہ سے ہر قسم کے رنج و غم سے آزاد تھے۔

اعادۂ شباب کے ذرائع کی تلاش اور تحقیق نہ کوئی نئی چیز ہے اور نہ کسی خاص قوم یا ملک تک محدود رہی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ جستجو اور تفتیش اسی وقت سے جاری ہے کہ جب سے انسان نے جوانی اور بڑھاپے کا فرق حسرت اور افسوس کے ساتھ محسوس کیا اور جب سے اس کے دل میں یہ تمنا جاگزیں ہوئی کہ کاش کسی طرح جوانی کے لطف اٹھانا اور چند روز تک ممکن ہوتا، غلط یا صحیح طریقے پر ہر زمانے کے حکیم اور فرزانے اور ہر عہد کے ملا اور سیانے ایک ایسی چیز کی تلاش میں سرگرداں رہے ہیں کہ جس میں جوہر حیات مضمر ہو اور جسکے استعمال سے قوائے جسمانی میں جوانی اور عہد پیری میں لطف زندگانی میسر آسکے درازی عمر کی خواہش اور اسکے ذرائع کی تلاش اگرچہ بظاہر اس سے کسی قدر مختلف سی چیز نظر آتی ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ جوانی کی واپسی کی تمنا، اور اپنی عمر بڑھانے کی خواہش درحقیقت ایک ہی خواہش کے دو نام ہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر عمر بڑھی تو اسی نسبت سے جوانی کا زمانہ بھی طویل ہو جائیگا

ابتدائی زمانہ کے حکیموں اور فلسفیوں کی کوششیں

اگرچہ بارآور نہ ہوئیں اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے کہ وہ کوئی معقول اور قابل اعتماد ذریعہ اعادۂ شباب یا درازی عمر کا نہ دریافت کر سکے، لیکن اس حقیقت سے کسی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کسی نہ کسی طرح اور کسی نہ کسی حد تک وہ یہ ضرور سمجھ گئے تھے کہ جانوروں کے جسم کے بعض اعضاء اگر انسانی جسم میں داخل کئے جائیں تو ان کے اثر سے اعضائے انسانی میں ایک مرتبہ پھر تحریک عمل پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اپنی کھوئی ہوئی قوت دوبارہ حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ موجودہ زمانے کے ڈاکٹر کی طرح وہ صحت کے ساتھ یہ تو جانتے تھے کہ دماغ کے بعض مخصوص غدودوں پر جسم انسانی کا نشو ونما منحصر ہے یا یہ کہ گردوں کے اوپر جو غدود ہوتے ہیں ان میں کوئی جوہر حیات مضمر ہے لیکن انہیں یہ ضرور معلوم تھا کہ جانوروں کے بھیجے یا گردے اگر انسانوں کو کھلائے جائیں تو انکی صحت پر اسکا اچھا

اگرچہ یہ طب یونانی اور طب ہندی کے بالکل ابتدائی زمانے سے طریق علاج جاری ہے کہ جانوروں کے بھیجے، گردے، جگر، لبلبے معدے (سنگ دانے) آنتیں، اور بسا اوقات انثیین بھی بعض مریضوں کو کھلائے جاتے تھے اور عام طور پر حکما اور وید ونکا یہ خیال تھا کہ انسانی جسم کا جو عضو کمزور ہو جائے، وہی عضو اگر مریض کو کھلایا جائے تو اس میں طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ درحقیقت یہ ابتدا تھی اس خیال کی کہ بعض اعضائے حیوانی جسم انسانی میں پہونچکر کچھ ایسی تحریک پیدا کر دیتے ہیں کہ ایک حیات تازہ کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔

اس خیال میں کہ جانور کے جسم کا جو عضو انسان کو کھلایا جائیگا انسان کے اسی عضو میں طاقت پیدا ہو جائیگی سچائی بہت کم تھی اور تازہ ترین تحقیقاتوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ دعوے صحیح نہیں ہے لیکن کیا اس سے بھی کسی طرح انکار ہو سکتا ہے کہ یہ دعویٰ صحیح نہ سہی لیکن صحت سے کسی نہ کسی حد تک قریب ضرور ہے۔ اس زمانہ کے حکما اس حقیقت سے ضرور ناواقف تھے کہ جسم انسانی میں غدود کا بھی کوئی نظام موجود ہے اور اگرچہ بظاہر انکی رطوبتوں کے لئے دوسرے غدودوں کی طرح کوئی مجریٰ یا نالی موجود نہ ہو پھر بھی اندرونی طور پر ان سے کوئی رطوبت تراوش پاکر ہمارے خون میں شامل ہوتی رہتی ہے اور اسی نظام پر ہمارے جسم کے نشوونما، ہمارے عضلات کی طاقت اور ہماری صحت کے قیام کا مدار ہے، لیکن وہ یہ ضرور جانتے تھے کہ بھیجے کھلانے سے انسان کا نظام عصبی قوی تر اور مضبوط ہو جاتا ہے اور اس خیال میں صرف اتنی سی غلطی تھی کہ انسانی صحت پر بھیجے کا یہ اثر نہیں ہوتا، بلکہ بھیجے کے اندر جو ایک غدود ہوتا ہے اسکا اثر ہے، وہ اپنے مریضوں کو گردے کھلاتے تھے، اور اسمیں اگر انکی کچھ غلطی تھی تو صرف یہ کہ انسان کے نظام جسمانی میں گردے سے نہیں بلکہ گردے کے اوپر جو غدد ہوتے ہیں انکے کھانے سے تبدیلیاں پیدا ہوا کرتی ہیں۔

اندرونی رطوبتوں والے غدودوں کے فوائد سے اب سے تھوڑے دنوں پہلے تک ڈاکٹر بھی قطعاً ناواقف تھے اور عام طور پر ان کے متعلق یہی خیال تہا کہ قدرت نے انہیں ہمارے جسم میں یونہی بلا کسی مصرف کے پیدا کر دیا ہے تحقیقاتیں برابر جاری رہیں اور انسان درازیٔ عمر اور اعادۂ شباب کے ذرائع تلاش کرنے سے کسی زمانہ میں بھی باز نہ رہا۔ حیات دوام سے انسان کا شغف صرف اسی ایک بات سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ اگرچہ کبھی کسی کو کوئی چیز ایسی دستیاب نہیں ہوئی کہ جس سے موت پر غلبہ حاصل ہو سکے پھر بھی ہر ملک اور ہر قوم میں ایک ایسے سیال یا ایک ایسے پانی کا تخیل موجود ضرور ہے جسکا اثر یہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان اسے پی کر بقائے دوام حاصل کر سکتا ہے۔ آب حیات، امرت، اور نیکٹار کے الفاظ ظاہر کر رہے ہیں کہ جن قوموں کی زبان کے یہ لفظ ہیں انہیں دائمی زندگی حاصل کرنے سے کتنی دلچسپی تھی اور آبحیات کے حصول کے متعلق مختلف زبانوں کے قصے اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ یہ کوئی ایسی چیز تھی جسکا تصور ہر قوم اور ہر ملک کے انسانوں کے دلوں کو بھاتا تہا۔

انسان کی محبوب ترین آرزوں میں بقائے دوام کے بعد درازیٔ عمری کا درجہ ہے۔ بقائے دوام کے حصول سے تو کامل مایوسی تھی ہی۔ اس لئے انسانی کوششیں اب اسی ایک چیز پر مرکوز ہو گئیں کہ جس طرح بھی ممکن ہو ایسے ذرائع معلوم کئے جائیں کہ جن سے بڑھاپے کی آمد کو زیادہ سے زیادہ عرصہ تک روکا جا سکے کیونکہ بڑھاپا درحقیقت موت کا پیش خیمہ ہوتا ہے، لوگوں نے یہ دیکھ کر کہ حکیم اور وید عام طور پر جڑی بوٹیوں کی پوشیدہ طاقتوں سے واقف ہوتے ہیں، اور بہت سی حالتوں میں اچھی خاصی آتی ہوئی موت کو اپنی دواؤں کے اثر سے ٹال دیتے ہیں، انہیں گھیرا اور ان سے درخواست کی کہ وہ کوئی ایسی اکسیر تیار کر کے دیں کہ جو انکی عمر کو طویل اور انکی جوانی کو مستحکم کر دے۔ سیانوں اور ملانوں کے متعلق بھی یہ خیال کر کے کہ خاصان خدا ہونے کی وجہ سے یہ لوگ ضرور ایسے اعمال اور اس قسم کے اوراد و وظائف

سے واقف ہوتے ہیں جن کے ذریعہ سے قدرت کے سربستہ راز معلوم کئے جا سکیں، اور قادر مطلق سے اپنی حسب منشا کام لیا جا سکے انہوں نے ہر اس شخص کی خدمت گذاری شروع کر دی کہ جسکے قشقہ، زنار یا جبہ و دستار انہیں دام فریب میں مبتلا کر سکے

دوا، دعا، وظیفہ و عمل، بھینٹ اور ہون، غرضیکہ کوئی ایسا معلوم ذریعہ باقی نہ بچا کہ جسے آزمایا نہ گیا ہو، اور حکیم وید، پنڈت، ملا، صوفی، سادھو، غرضیکہ کوئی دروازہ ایسا نہ رہا کہ جسے طالبان شباب نے کھٹکھٹائے بغیر چھوڑ دیا ہو، لیکن عروس کامیابی کا پردہ ابھی صدیوں کی گہرائیوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔

وید اور حکیم آبحیات کی اس عالمگیر مانگ سے عاجز آکر بس اتنا کر دیتے تھے کہ بعض ایسی دوائیں دے دیں کہ جن سے اشتہا اور جسمانی قویٰ میں خفیف سی تحریک پیدا ہو جائے یا ایسی شرابیں استعمال کرا دیتے تھے کہ جو عارضی طور پر طبیعت میں نشاط و سرور پیدا کر دیں اور لذت شباب کے متوالے انسان اسی گھنٹے دو گھنٹے کی واپسی شباب سے مطمئن اور مسرور ہو جاتے تھے، اور اسکی کبھی پرواہ نہ ہوتی تھی کہ اس عارضی تحریک، اس ہنگامی ہیجان اور محرکات کے اثر سے فرسودہ و مضمحل قویٰ کی کثرت کار صحت کے لئے کس درجہ تباہ کن اور مضرت رساں ثابت ہوگی وہ شرابیں پی پی کر چند لمحوں کے لئے دل میں سرور پیدا کرتے تھے، اور نشہ دور ہونے پر اعضا شکنی اور قوائے جسمانی کی خستہ حالی سے پریشان ہو کر پھر جام پر جام لنڈھاتے تھے تا آنکہ انکا دل، ان کا جگر، ان کے پھیپھڑے انکا دماغ سب زیادتی کار کی وجہ سے گھس گھس کر ہمیشہ کے لئے کام سے جواب دے بیٹھتے تھے اور اسطرح درازی عمر کے خوابوں کی تعبیر کوتاہی عمر اور قبل از وقت موت کی صورت میں ظاہر ہوا کرتی تھی۔

بعض اطبا محرکات اور مخدرات کی بجائے مسہلات اور ملینات سے کام لیتے تھے۔ تاکہ مریضوں کی امعا اور احشا برابر صاف ہوتی رہیں اور اس صفائی کی بدولت عام جسمانی صحت کسی قدر بہتر ہو جائے اعطائیوں اور سیانوں کی پر اسرار تدابیر سے ہمیں اسوقت بحث نہیں ہے اس لئے ان کا ذکر فضول ہے۔ ماہرین فن کی یہ دونوں تدابیر اس بات کا کھلا ہوا ثبوت ہیں کہ فروعات اور تفصیلات سے گو وہ ناواقف محض ہوں لیکن جہانتک اعادۂ شباب کے اصول کا تعلق ہے انکا طریقۂ علاج صحت سے کچھ بہت زیادہ بعید نہ تھا، وہ ہنگامی اور عارضی تحریک پہونچا کر قوائے خفتہ کو بیدار کیا کرتے تھے، آج اس دور ترقی میں بھی تحریک پہنچائے بغیر کام نہیں چلتا اور فرق جو کچھ ہے وہ یہ ہے کہ اب یہ کوشش کیجاتی ہے کہ یہ تحریک عارضی نہیں بلکہ مستقل اور پائدار ہو وہ احشا اور امعا کو مسہلات کے ذریعہ صاف رکھنے کی کوشش کرتے تھے اور آج ہماری بھی یہی کوشش ہوتی ہے کہ جسم کے ان اعضا کو قوت پہونچائیں کہ جنکا کام تمام نظام جسمانی کو دھو دھلا کر صاف اور پاک رکھنا ہے۔

بڑھاپا کیا ہے؟ بڑھاپے کا مطلب اسکے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ آہستہ آہستہ پچاس ساٹھ یا ستر برس کی مدت میں بعض فضلات اور سمیات جنہیں ہمارے اعضا جسمانی خارج نہ کر سکے جسم کے اندر جمع ہوتے رہتے ہیں، اور اس مدت دراز کے بعد ان کی مقدار اتنی ہو جاتی ہے کہ جسم کے معمولی کاموں میں حارج ہوں، ہڈیوں کے جوڑوں میں، عضلات کے ریشوں میں، جھلیوں کی ساخت میں اور غدودوں میں اندر یہ مادہ جمع ہو ہو کر ان تمام اعضا کی ساخت میں ایک قسم کی سختی اور ان کے افعال میں ایک حد تک سستی اور اکڑاؤ سا پیدا کر دیا کرتا ہے جسکی وجہ سے ایک طرف تو انسان کی حرکات میں وہ تیزی چستی اور بے تکلفی باقی نہیں رہتی جو جوانی میں موجود تھی، اور دوسری طرف اعضا اندرونی کی سست کاری کی وجہ سے نہ دوران خون صحیح طور پر ہوتا ہے نہ خون کی صفائی اور نہ ہاضمہ درست رہتا ہے نہ رطوبات کا اخراج، اس لئے سارے نظام میں ایک ابتری اور برہمی سی نمایاں ہو جاتی ہے، شرائین کی دیواروں میں چونا جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے، اور ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ ان دیواروں کی لچک کلیتہً مفقود ہو جاتی ہے۔ نظام کی اس ابتری اور برہمی کی

وجہ سے مادہائے فاسد کا اجتماع اور بھی زیادہ ہونے لگتا ہے اور جسم خود اپنے ہی اندر کے سمیات سے اثر پذیر ہو کر طرح طرح کے امراض میں مبتلا، اور بالآخر انہی میں سے کسی ایک مرض کی نذر ہو جاتا ہے، طبعی موت اس طرح واقع نہیں ہوتی کہ اعضائے کام کرتے کرتے یکایک اسیطرح کام سے جواب دیدیں کہ جیسے چابی ختم ہونے پر گھڑی کے پرزے رک جاتے ہیں بلکہ عمر کے ساتھ ساتھ یا یوں کہیئے کہ مادہ ہائے فاسد کے اجتماع کے ساتھ ساتھ اس نظام میں بھی آہستہ آہستہ فرق پڑنا شروع ہوتا ہے، جو غذا کے ہضم اور جزو بدن ہونیکے متعلق ہمارے جسم میں قائم ہے اور جس نسبت سے اس نسبت سے فاسد مادوں کے اخراج میں کمی آتی جاتی ہے۔ ان حالات کو پیش نظر رکھکر قدرتی طور پر یہ سوال دلمیں پیدا ہوتا ہے کہ کیا مادہ ہائے فاسد کے اخراج میں مدد دیکر یہ ممکن ہے کہ ہم بڑھاپے کی آمد کو روک دیں۔ یا بہ الفاظ دیگر ہم جوانی کے قیام کو زیادہ طویل کر دیں۔

درحقیقت یہی سوال تھا جس نے اعادۂ شباب کے متعلق زمانۂ حال کی تمام تحقیقاتوں کی بنیاد ڈالی۔

ہمارا نظامِ جسمانی

ہمارے جسم میں قدرت نے تین نظام پیدا کئے ہیں اور انہی تینوں صحت اور متفقہ کارکردگی پر ہماری صحت کا دارومدار ہے ابھی چندروز پیشتر تک صرف دو ہی نظاموں کی موجودگی تسلیم کیجاتی تھی لیکن اب یہ تحقیق ہو چکا ہے کہ غدود کا بھی ایک نظام ہمارے بدن میں ہے۔ نظامِ عصبی اور نظامِ ہضم کی اہمیت ہمیشہ سے مسلم تھی لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ غدودوں کے نظام کی صحت ہمارے جسم کے نشو و نما اور مختلف اعضائے جسمانی کے افعال کو درست رکھنے کے لئے ازبس ضروری ہے

ہمارے جسم میں بکثرت غدود موجود ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان میں ایسی نالیاں موجود ہیں جو انکی رطوبت کو جائے پیدائش سے لیکر اس مقام تک پہونچا دیتی ہیں۔ کہ جہاں وہ جسم کے کام آتی ہے۔ مثلاً تھوک کی گلٹیاں، ان سے تھوک تراوش پاتا رہتا ہے، اور نالیوں کے ذریعہ سے منہ میں پہنچ جاتا ہے جہاں وہ غذا کے چبانے اور اس میں بعض کیمیاوی تبدیلیاں پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے اور غذا کے ہضم میں بھی اس سے مدد ملتی ہے،

لیکن انہی نالیدار غدودوں کیطرح ہمارے جسم میں ایک تعداد بغیر نالی کے غدودوں کی بھی ہے، جنکے افعال و فوائد سے چندروز پیشتر تک طبی دنیا بالکل آگاہ نہ تھی، ان غدودوں میں نالی نہیں ہوتی لیکن خوردبین نے ثابت کر دیا ہے کہ نالیدار غدودوں کیطرح رطوبت ان سے بھی تراوش پاتی ہے جو برابر اس خون میں شامل ہوتی رہتی ہے جو ان غدودوں کی پرورش کے لئے غدودوں کے اندر جاتا ہے، اس حد تک معلومات بہم پہنچ جانیکے بعد اب یہ معلوم کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی کہ آخر جسم کو ان ناقابل التفات غدودوں کی رطوبت کی ایسی ضرورت کیا ہے ؟

تجربے شروع ہوئے، اور اسطرح شروع ہوئے کہ مثلاً مختلف عمروں کے کئی ایک جانوروں کے جسم سے تھائرایڈ غدود (غدہ درقیہ) جو حلق کے بالکل سامنے ہوتے ہیں نکال دیئے، اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ جانوروں کے جسم کا نشو و نما رک گیا اور قد کی ترقی جس حد تک پہنچ چکی تھی اس سے آگے نہ بڑھی جسم کے علاوہ ان جانوروں کے دماغ پر اس غدود کے نکل جانیکا یہ اثر ہوا کہ دماغی افعال میں فتور لاحق ہو گیا اور دماغ کی ترقی بھی بالکل رک گئی اسی طرح غدود تولید یعنی انثیین کے دور کر دینے کا یہ اثر مشاہدہ کیا گیا کہ تھائرایڈ غدود کا نشو و نما رک گیا اور اسکے افعال غیر منظم ہو کر رہ گئے، غدہ درقیہ اور انثیین دونوں کو علیحدہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ پیچوٹری Pituatory غدود کے افعال ان دونوں پر منحصر ہیں غرضکہ مسلسل اسی قسم کے تجربات نے یہ بات پورے طور پر ثابت کر دی کہ بغیر نالی کے غدود بھی بیکار چیزیں نہیں ہیں بلکہ انکا اپنا ایک نظام ہمارے جسم میں موجود ہے اور جسم کے دوسرے نظاموں میں اس کا اس قدر گہرا تعلق ہے کہ اگر یہ نظام درست نہ ہو تو جسم کا کوئی فعل درستی کے ساتھ انجام نہیں پا سکتا

اور جسم تقاضے بے ذلت اور افزائش نسل کے فرائض میں سے کوئی سا ایک فرض ادا کرنے کے قابل بھی نہیں رہتا۔

بڑھاپا کیا ہے؟ اس کا جواب پہلے دیا جا چکا ہے کہ آہستہ آہستہ تمام قوتیں کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں، اور جسم نہ تو اپنی بقا اور افزائش کے لئے کچھ کر سکتا ہے اور نہ اس قابل رہتا ہے کہ اپنی نسل بڑھانے کے متعلق ہی کچھ کوشش کرے۔ دوسرے الفاظ میں اسے یوں کہا جا سکتا ہے کہ بڑھاپا فی الحقیقت غدودوں کے نظام اور مختلف غدودوں کے کام میں ابتری پیدا ہو جانے کا نام ہے۔

کیا طبعی انحطاط پیری کو روکا جا سکتا ہے؟

"طبعی" کا لفظ موت اور انحطاط کے ساتھ غالباً کسی قدر غلطی کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ جس چیز کا نام "طبعی موت" ہے وہ کبھی اس طرح یکایک اور ناگہانی طور پر نازل نہیں ہوتی کہ جیسے گھڑی کی چابی ختم ہو جائے۔ ستر یا اسی یا سو برس کی عمر کے لئے پہلے سے مقرر کی ہوئی کوئی آخری حد نہیں ہیں جو انحطاط کہ آہستہ آہستہ رونما ہو کر کہیں برسوں میں جا کر مکمل ہوتا ہے۔ اسکی رفتار کو آخر آہستہ تر کیوں نہیں کیا جا سکتا۔ تو بڑھاپا کہ جوانی کے بعد بیس سال میں آتا ہے اسے ہم تیس یا چالیس سال بعد آنے پر کیوں مجبور نہیں کر سکتے جب کہ ہم جانتے ہیں کہ اسکی اصلیت اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ ہمارے جسمانی نظام رفتہ رفتہ خراب اور ہمارے قویٰ بالتدریج مضمحل ہوتے چلے جاتے ہیں اور یہ خرابی اور اضمحلال از خود پیدا نہیں ہو جاتا۔ بلکہ بعض مخصوص اثرات کے ماتحت ہوتا ہے جن سے ہمیں واقفیت حاصل ہو چکی ہے اور جنکا تدارک کبھی نہ کبھی حد تک ہمارے اختیار میں ہے؟ ایسی حالت میں کیا وہ انحطاط اور وہ موت کہ جسے طبعی کہا جاتا ہے درحقیقت ایک غیر طبعی چیز نہیں ہے۔ حکیم سینا کا مقولہ ہے کہ "بڑھاپا خود ہی ایک مرض ہے" اور ابن مقولے کی صحت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اب ایسی حالت میں جب بڑھاپا ایک مرض قرار پایا تو اسکے انحطاط کو یا اسکی وجہ سے موت کو طبعی انحطاط اور طبعی موت کہنا کہاں تک درست ہو سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ وہ انحطاط بھی غیر طبعی ہے اور وہ موت بھی۔ ہم ابتک صرف اس لئے ان چیزوں کو طبعی کہتے تھے کہ بڑھاپے کا علاج معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہم اسے مرض خیال ہی نہ کیا کرتے تھے۔ اگر بڑھاپے کی وجہ سے پیدا شدہ انحطاط اور موت طبعی ہیں تو پھر دق کی وجہ سے پیدا شدہ ضعف اور موت کو کیوں غیر طبعی کہا جاتا ہے؟ دق میں اور بڑھاپے میں صرف اتنا ہی سا تو فرق ہے کہ دق کا سبب جسم کے اندر بعض سمیات یا جراثیم کا باہر سے پہنچ جانا ہے، اور بڑھاپے کا باعث خود جسم کے اندر پیدا شدہ سمیات کے مضر اثرات ہیں۔

یہ وہ دلائل تھے جنکی بنا پر زمانۂ موجودہ کے محققین اعادۂ شباب کے مسئلہ کی طرف متوجہ ہوئے، اور جب تجربوں نے یہ ثابت کر دیا کہ بچوں کو جوان بنانا نظام عصبی کو تقویت پہونچانا اور مادۂ تولید پیدا کرنا تمامتر غدودوں کے نظام سے متعلق ہے تو لازمی طور پر انکی تحقیق اور تفتیش کا میدان سمٹ سمٹا کر صرف ان غدودوں کی دنیا تک محدود ہو گیا۔

سب سے پہلے ان تجربوں کی دو صورتیں اختیار کی گئیں ایک تو یہ کہ ایک بالکل تازہ ہلاک شدہ جانور کے جسم سے کسی غدود کا یا کسی اور جسمانی ساخت کا ذرا سا حصہ لیکر اسکا پیوند زندہ جسم پر لگا دیا گیا، اب تماشہ یہ دیکھنے میں آیا کہ وہ مردہ جسم کہ جس سے پیوند لیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر میں حسب قاعدہ قدرت سڑنا شروع ہو گیا لیکن اسی مردہ جسم کا یہ ننھا سا حصہ اپنے نئے جسم میں پہونچکر پھر زندہ ہو گیا اور اسی نئے جسم کا ایک حصہ بنکر پرورش پانے لگا۔ یہی نہیں بلکہ یہ بھی دیکھا گیا کہ اس میں نشوونما کی صلاحیت بھی موجود تھی چنانچہ معمولی زندہ اور صحیح اجسام کی طرح اس میں افزائش بھی ہوئی اس تجربے کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ پورا جسم اگر کسی سبب سے مر بھی جائے تب بھی یہ ضروری نہیں ہے کہ اس جسم کی کوئی ساخت ذرا سی لے کر اسے خون کے سیال میں رکھا گیا اور اس سیال کو جلدی جلدی بدلتے رہے، یہاں یہی بات مشاہدے میں آئی کہ خونیں سیال سے پرورش پا کر اس ساخت میں زندگی اور نشوونما

کے آثار پیدا ہوگئے، اور چونکہ سمیات کا اثر دور کردینے کے لئے اسے بار بار نمک کے پانی سے اچھی طرح دھو بھی دیا جاتا تھا اس لئے اپنے پرانے جسم کی بہ نسبت کہ جہاں سے اسے الگ کیا گیا وہ اس پیالہ کے اندر زیادہ ترقی پذیر ہوگیا۔

مردہ اجسام کے حصوں کو اس طرح زندہ رکھ کر لازمی طور پر یہ خیال ہونا چاہیئے تھا اور یہی ہوا بھی کہ جب ایسے اجسام کے حصوں کو زندہ رکھنا ممکن ہے جو مردہ ہوچکے تو یہ کیوں ممکن نہیں ہے کہ پورے کے پورے جسموں کو موت لاحق ہونے سے پہلے ایسا کردیا جائے کہ ان میں زندہ رہنے کی صلاحیت بڑھ جائے، جسم آخر کوئی اور چیز تو نہیں ہے، اسی ساخت یا انہی حصوں کے مجموعے کا نام جسم ہے اور اگر ذرا ذرا سے حصے از سر نو زندہ ہوسکتے ہیں تو ان حصوں کا مجموعہ بھی موافق حالات میں اس حد کو توڑ سکتا ہے جسے غلطی سے طبیعی موت کہدیا جاتا ہے

اسکے بعد بہت ہی وسیع پیمانے پر ان غدودوں کی متعلق تحقیقاتیں شروع ہوئیں جن میں نالیاں نہیں ہوتیں، اور جنہیں اس سے پہلے بیکار محض خیال کیا جاتا تھا۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ غدود اگرچہ بظاہر الگ تھلگ ہیں لیکن فی الحقیقۃ یہ اپنی رطوبتوں کے ذریعے سے ایک دوسرے کے ساتھ پوری طور پر مربوط ہیں۔ انکی رطوبتیں خون میں شامل ہوکر ایک سے دوسرے غدود میں بھی پہنچ جاتی ہیں اور خون ہی کے ساتھ ساتھ تمام جسم میں پہونچکر اعضائے جسمانی کو اس کام میں مدد دیتی ہے کہ وہ خون کے اندر سے آکسیجن حاصل کرلیں اور کاربالک ایسڈ گیس اور دیگر غلاظتیں خون کو دیدیں۔ تاکہ اس طرح تمام نظام جسمانی کی صفائی ہوتی رہے جو زندگی کے لئے لازمی ہے، نظام عصبی کیطرح غدودوں کا ایک نظام بھی دریافت ہوگیا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جسم کا نشو و نما مادہ تولید کی پیدائش، اور نظام جسمانی کی شست و شو اگر تمام تر نہیں تو تقریبا تمام تر اسی نظام سے متعلق ہے،

انہی تجربات کے دوران میں یہ بھی معلوم ہوا کہ نالیدار غدودوں میں سے بھی بعض ایسے ہیں کہ جو بے نالی کے غدودوں کے نظام میں شامل ہیں مثال کے طور پر لبلبہ کا نام لیا جاسکتا ہے جو ایک نالیدار غدود ہے اور اسکی رطوبت آنتوں میں پہنچکر غذا کے ہضم میں مدد دیا کرتی ہے لیکن اسی لبلبے سے ایک اندرونی رطوبت بھی تراوش پاتی ہے اسلئے اسکا بے نالی کے غدودوں کے نظام سے بھی انتہائی تعلق ہے

اسی قسم کے دوسرے غدود انثیین ہیں۔ یہ ظاہر ان سے جو رطوبت تراوش پاتی ہے وہ منی ہے جو ایک نالی کے ذریعہ سے مثانے میں پہنچ جاتی ہے۔ تحقیقات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ مردوں میں انثیین اور عورتوں میں خصیۃ الرحم کی ساخت میں دو قسم کے خلیئے پائے جاتے ہیں ایک وہ کہ جن سے بیرونی رطوبت یعنی منی تراوش پاتی ہے اور دوسرے وہ کہ جن سے اندرونی رطوبت کا اخراج ہوا کرتا ہے اور جنکا نام ڈاکٹر شتائناخ نے اپنی اصطلاح میں "بلوغ کے غدود" رکھا ہے۔ بلوغ کے غدودوں سے جو اندرونی رطوبت تراوش پاتی ہے وہ ایک طرف تو صنفی خصوصیات پیدا کرکے نر اور مادہ کی تفریق قائم کرتی ہے اور دوسری طرف جسم کی عام صحت وری اور نشو و نما بھی ایک بڑی حد تک اس پر منحصر ہے۔

اعادۂ شباب اور بے نالی کے غدود

اعادۂ شباب سے ان غدودوں کا تعلق بیان کرنے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصر طور پر ایک مرتبہ پھر ان تبدیلیوں کا ذکر کردیا جائے جو جاندار اجسام میں بڑھاپے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، بڑھاپے میں اعضا کے خشک اور پژمردہ ہوجانے کی وجہ سے جسم لاغر اور قد و قامت میں چھوٹا ہوجاتا ہے، مختلف اعضائے جسم کے ان خلیوں کی پیدائش بند ہوجاتی ہے کہ جن سے وہ عضو بنا ہوا ہے، اور جب وہ اصلی عنصر کہ جن سے کوئی عضو بنا ہوا ہے پیدا نہیں ہوتا تو طبیعت ایک دوسری قسم کے خلیے پیدا کرکے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرتی ہے یہ خانہ پری کرنے والے خلیئے چونکہ وہ چیز نہیں ہوتے

ہے عضو بنتا ہے اس لئے محل میں ٹاٹ کا پیوند ثابت ہوتے
چند روز میں جب انکی تعداد بہت بڑھ جاتی ہو تو اعضاء کو کسی
امداد پہنچانے کی بجائے ان کے لئے ایک مستقل بار اور ایک
ت بن جاتے ہیں۔ تاآنکہ وہ عضو سخت اور کرخت ہو کر
معمولی فرائض کی انجام دہی سے بھی باز رہ جاتا ہے۔

اعضائے جسمانی کے اس انحطاط کے ساتھ ساتھ
ں کے غدود بھی چھوٹے پڑنے لگتے ہیں، کیونکہ انہیں کافی
یں خون نہیں ملتا اور نہ پورے طور پر ان کے نظام کی
ں ہوتی ہے اور چونکہ انہیں غدودوں پر جسم کے اندر مادہ
کا باقی رکھنا اور پورے جسم کو اندرونی سمیات سے پاک
رکھنا منحصر ہے، اس لئے ان کے مرجھاتے ہی ایکدم
ع حیات کل ہونے لگتی ہے۔

ان تمام حالات کا علم ہونیکے بعد اس سوال کا جواب
یہ بہت دشوار نہیں رہتا کہ اعادۂ شباب کے جسم کے غدودوں
ود کس قدر تعلق ہے۔ شباب کی واپسی کا اگر کوئی ذریعہ ہو سکتا
وہی کہ کسی طرح ان غدودوں کو حیات تازہ بخشی جائے کہ
سم کی قوت حیات، جسم کا نشوونما اور اندرونی جسم کی صفائی
رہے،

تجربات کے دوران میں ان غدودوں کے ربط باہمی
ملق ایک یہ حقیقت بھی دریافت ہوگئی کہ بے نالی کے
وں میں اگر کوئی ایک غدود خراب اور بیکار ہو جائے تو اسکا
ام دوسرے غدودوں پر پڑتا ہے اور سب کے فعل میں فتور
ہو جاتا ہے۔ اسی طرح خراب شدہ نظام میں سے اگر کسی ایک
میں حیات تازہ پہنچ جائے تو اسکے اثر سے باقی تمام غدود بھی
نو باکار اور زندہ ہو جاتے ہیں، اور اس تحقیق نے حقیقت کے
م کو بہت کچھ سہل کر دیا، اور بجائے اسکے کہ تمام غدودوں میں
تحریک پہنچائی جائے۔ اب صرف یہ سوال درپیش رہ گیا کہ
کے کونسے غدود کو اس کام کے لئے منتخب کیا جائے، کافی
غور و خوض کے بعد اس کام کے لئے سب سے زیادہ موزوں غدود

انثیین ثابت ہوئے۔ کچھ تو اس لئے کہ وہ جسم کے اندر پوشیدہ
نہیں ہیں۔ اور بآسانی ان تک دسترس ہو سکتی ہے اور کچھ
اس لئے بھی کہ انثیین پر اعمال جراحی کرنے میں نسبتاً بہت
ہی کم خطرات ہیں، اس قدر کم کہ محض تجربے کیخاطر بھی ان پر ہر
قسم کے اعمال کئے جا سکتے ہیں۔

۱۸۸۹ء میں غدودوں کے محققین کے امام
ڈاکٹر براؤن سیکوارڈ نے ایک جانور کے انثیین سے لراںکا
ست نکالا اور پھر کسی جانور پر اسکا تجربہ کرنے کی بجائے اسے
خود اپنے جسم میں پچکاری کے ذریعے داخل کیا۔ ڈاکٹر براؤن
سیکوارڈ کی عمر بہت کافی ہو چکی تھی، اور قویٰ میں وہ انحطاط
پورے طور پر پیدا ہو گیا تھا۔ جسے انحطاط پیری کہا جاتا ہے
لیکن اس ست کی پچکاری نے ایک انقلاب عظیم رونما کر دیا
ان کے عضلات زیادہ قوی ہو گئے، انکا دماغ پہلے سے بہت زیادہ
کام کرنے لگا اور عام طور پر تمام قوائے جسمانی میں محنت کی
برداشت بہت زیادہ ہو گئی۔ ۱۸۸۹ء میں جب پہلی مرتبہ
انکا یہ تجربہ اخبارات میں شائع ہوا تو طالبان شباب کا انکے
مکان پر ایسا ہجوم ہوا کہ وہ مجبور ہو کر پیرس چھوڑ کر لندن
بھاگ گئے۔

اسکے بعد محققین کو اس بات کی تلاش ہوئی کہ کوئی
ایسا ذریعہ معلوم ہونا چاہیئے کہ جس سے جسم کے ناکارہ غدودوں
میں باہر سے کوئی چیز داخل کئے بغیر تحریک پیدا کیجا سکے
بعض محققین کی یہ رائے تھی کہ تندرست جسم کے غدودوں سے
پیوند لیکر ناکارہ غدودوں میں لگا دینے کا عمل پچکاریاں
لگانے سے بہتر ہے کیونکہ پچکاری کا اثر زیادہ پائدار اور مستقل
نہیں ہوتا اور اس بات کی ضرورت باقی رہتی ہے کہ بار بار
پچکاریاں لگتی رہیں۔ سب سے پہلے ڈاکٹر یوجین اشتائناخ
نے اس بات کو ثابت کیا کہ کسی جسم میں غدودوں کی اندرونی
رطوبت کی کمی کو اس طرح پورا کیا جا سکتا ہے کہ جسم میں غدود
کا پیوند لگا دیا جائے۔ ڈاکٹر اشتائناخ نے جو بوں پہ

تجربہ کر کے دیکھا کہ چار ہفتے کے چوہے کے بچوں کے انثیین نکال دئے گئے تو ان بچوں کا نشوونما بالکل رک گیا اور پھر چند روز بعد دوسرے چوہوں کے انثیین کا پیوند جب ان کے جسم میں لگا دیا تو ان کی بڑھوتری شروع ہوگئی چوہوں میں اس قسم کے پیوند لگانے سے جو تجربات ہوئے ان کے ضمن میں ایک بہت دلچسپ بات یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ اگر نر چوہے کے انثیین نکال کر پھر اسکے جسم میں مادہ کے خصیۃ الرحم کا پیوند لگا دیا تو جسم کا نشوونما تو جاری ہوگیا لیکن نر کی مذکری خصوصیات تمام زائل ہوگئیں۔ اور وہ اپنی خصوصیات کے لحاظ سے مادہ ہوگیا۔ اسی طرح جب مادہ کے خصیۃ الرحم دور کرکے بعد میں نر چوہے کے انثیین کا پیوند اسکے جسم میں لگایا تو اس سے مادہ کی خصوصیات زائل ہوکر اس میں تمام خصوصیات نرینہ پیدا ہوگئیں۔ ڈاکٹر اشتائناخ اور ڈاکٹر سینڈ نے بعض چوہوں کے انثیین اور خصیۃ الرحم دور کرکے پھر اسکے جسموں میں نر اور مادہ کے غددوں کے پیوند بیک وقت لگا دئے اور یہ دیکھا کہ یہ سب چوہے نہ نر رہے نہ مادہ بلکہ خنثے بن گئے ڈاکٹر مور اور ڈاکٹر پیزارا نے صحیح القویٰ نر چوہے کے جسم میں خصیۃ الرحم کا پیوند اور صحیح القویٰ مادہ چوہے کے جسم میں انثیین کا پیوند لگا کر دیکھا تب بھی یہی نتیجے برآمد ہوئے کہ وہ سب نر اور مادہ چوہے بلا استثنائے احدے خنثے ہوکر رہ گئے

انہی تجربات کے دوران میں غددوں کے متعلق انکی یہ ایک خصوصیت بھی معلوم ہوگئی کہ جسم میں کسی غدود کا پیوند لگاتے وقت اسکی قطعاً ضرورت نہیں ہے کہ جسم میں جو اسکا صحیح مقام ہے اسی جگہ اس پیوند کو رکھا جائے۔ بلکہ جسم کے خواہ کسی حصہ میں بھی اس کو لگا دیا جائے وہ اسی جگہ جم جاتا ہے اور نئے جسم کا جزو بن کر اپنا پورا کام انجام دینے لگتا ہے اور اسطرح غیر مقامات پر کسی غدود کا پیوند لگانے کے لئے بہترین جگہ صفاق ہے (وہ جھلی جو معدہ اور امعاء وغیرہ پر ملفوف ہوتی ہے)

یہ بات بھی انہی تجربوں کے دوران میں معلوم ہوئی کہ کسی جسم کے ناکارہ غددوں میں تحریک پہونچانے کے لئے یہ لازمی نہیں ہے کہ پیوند کے لئے جو غدود استعمال کئے جائیں وہ کسی دوسرے جانور یا انسان کے ہوں، بلکہ کسی غدود میں تحریک پہنچانے کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ اس جگہ سے ہٹا کر کسی دوسری جگہ اسی جسم میں لگا دیا جائے۔

ان تجربات اور اس قسم کی تحقیقات کے لئے گذشتہ جنگ عظیم بہت مبارک ثابت ہوئی کیونکہ ابھی تک یہ تمام تجربے مختلف جانوروں پر ہی کئے جا رہے تھے اور اگرچہ بہت کچھ کامیابیاں بھی ہوئیں تھیں لیکن انسانوں پر ان کے تجربے کرنے کی کبھی کی ہمت نہ پڑتی تھی، جنگ عظیم میں ایسے بہت سے سپاہی ملے کہ جن کے زخموں کی وجہ سے انثیین کا نکال دینا ضروری تھا ان اعمال میں جب کامیابی ہوئی تو ہمتیں اور بڑھیں اور ایسے مریضوں پر بھی یہ عمل کیا گیا کہ جن کے انثیین میں مرض سل کی جراثیم نے جگہ پکڑ لی تھی، اسکے بعد ان لوگوں پر پیوند لگانے کا عمل کیا گیا جن کے انثیین پیدائشی طور پر بیکار تھے اور ان اعمال میں بھی کامیابی ہوئی۔ اور اب یہ بات پورے طور پر پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ پیوند لگانے کے جو اعمال جراحی جانوروں پر کئے جاتے ہیں۔ وہی انسانی جسم پر بھی کئے جا سکتے ہیں، اور جس طرح جانوروں کے غددوں میں تحریک پہونچا کر انہیں از سر نو کارآمد اور مفید بنایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح انسانی جسم کے غددوں میں انقلاب پیدا کیا جا سکتا ہے۔

لیکن انسانی جسم میں پیوند لگانے کے لئے ایک یہ دشواری حائل ہوئی کہ غدود کہاں سے آئیں، دو چار یا دس بیس شخصوں کے لئے تو کسی نہ کسی طرح انسانی غدود حاصل کئے جا سکتے ہیں لیکن اگر اس طریقہ علاج کو عام کرنا ہے تو غددوں کی بہم رسانی کا کیا انتظام ہوگا۔ تجربے نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ ایک ہی جنس کے جانداروں کے غدود بہ آسانی اسی جنس کے دوسرے جانداروں کے جسم میں پیوند ہو جاتے ہیں، اور غیر جنس پیوند غیر جنسوں کے کام بہت ہی مشکل سے آتا ہے۔ ڈاکٹر وارونوف نے بندر کے غددوں کا پیوند انسانی جسم میں لگا کر تجربہ کیا

اس خیال سے کہ بندر اگرچہ انسان نہیں ہیں لیکن انسان سے قریب تر ضرور ہیں اور کہا جاتا ہے کہ انہیں اپنی اس کوشش میں نمایاں کامیابی ہوئی ہے، چنانچہ انکا ایک معمول کہ جسے بندر کی غدود کی معرفت شباب واپس ملا ہے انجیسم کا مشہور شاعر مورس میترلنک زندہ وسلامت موجود ہے

ڈاکٹر اشتائناخ نے اپنی تمام توجہ اس بات پر مبذول کی کہ اگر ممکن ہو تو کوئی صورت ایسی پیدا کی جائے کہ جس میں دوسرے انسانوں کی یا بندروں کی محتاجی جاتی رہے اور انہی کی طرح بعض اور محققین بھی اسی کوشش میں لگ گئے تجربے سے یہ ثابت ہو چکا تھا کہ کسی جسم کے ناکارہ غدود کو لیکر بھی اگر خود اسی جسم میں دوسرے مقام پر لگا دیں تو اس غدود پر حیات تازہ پڑجاتی ہے۔ اور اب اس سے جو اندرونی رطوبت اخراج پاکر خون کے ذریعہ سے دوسرے غدودوں میں پہونچتی ہے تو ان میں بھی تحریک پیدا ہو کر اسی قسم کی حیات کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اس اصول کو پیش نظر رکھہ کر یہ طریق عمل اختیار کیا جا سکتا تھا کہ جس شخص پر عمل کرنا ہو خود اسی کے جسم سے غدود نکال کر اسی کسی دوسرے مقام پر اسی کے جسم میں لگا دیا جائے، لیکن اس طریق کار میں بھی بعض مشکلات نظر آئیں، اول تو یہ کہ ایک ضعیف اور ناتوان جسم کے غدود بھی ناکارہ اور ضعیف ہی ہوتے ہیں اور دوسرے مقام پر ان کا پیوند یا قلم جمنا دشوار ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ عمل جراحی بھی خطرات سے خالی نہیں ہے، اور ستر اسی برس کے بوڑھوں کو ایسے خطرات میں ڈالنا قرین عقل نہیں معلوم ہوتا۔

ڈاکٹر اشتائناخ برابر اس فکر میں لگے ہوئے تھے اور "جوینده یابنده" کے مطابق یکایک ان کے خیال میں ایک بات آگئی انہوں نے سوچا کہ اگر کسی شخص کی مجری المنی کو درمیان سے کس کر باندھ دیا جائے اسطرح کہ پیدا شدہ رطوبت مثانہ میں نہ جا سکے اور پھر اسے قطع کر کے مثانہ سے بے تعلق بھی کر دیا جائے تو پیدا شدہ رطوبت مجری المنی کے اس حصہ میں جمع ہونی شروع ہو گی کہ جو انثیین سے متعلق ہے، اور جب یہ مجری بالکل بھر جائیگی، تو رطوبت غدود کے اس حصہ کو چھوئے گی کہ جو منی پیدا کرتا ہے اور اس حصے پر جمع شدہ رطوبت کا بوجھ یا دباؤ پڑیگا اور اس بوجھ یا دباؤ کے اثر سے انثیین کا وہ حصہ کہ جو منی پیدا کیا کرتا ہے، سکڑنے اور چھوٹا پڑنے لگے گا۔ تجربات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ پیوند لگانے کا بھی یہی اثر ہوا کرتا ہے، کہ انثیین کا بھی یہی حصہ چھوٹا پڑجاتا ہے، اور دوسرا حصہ جسکا نام "غدود بلوغ" ہے زور پکڑ کر غیر معمولی افزائش حاصل کرلیتا ہے اور چونکہ انثیین کی اندرونی رطوبت غدود بلوغ ہی سے متعلق ہے اس لئے اسکی افزائش کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اندرونی رطوبت بکثرت اخراج پاتی ہے اور خون میں شامل ہو کر جسم کے دوسرے غدودوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ڈاکٹر اشتائناخ نے انثیین کے منی پیدا کرنے والے حصہ میں تصغیر کی کیفیت پیدا کرنے یہ ترکیب نکالی کہ خود اسی کی رطوبت جمع ہو کر اسپر دباؤ ڈالے اور اسطرح انہیں غدود بلوغ میں افزائش کی کیفیت پیدا کرنے میں کامیابی ہو گئی۔ مجری المنی کو باندھنا اور کاٹ دینا ایک بالکل معمولی سا عمل جراحی ہے کہ جس میں کسی قسم کے خطرات نہیں اور ضعیفوں پر بلا تکلف کیا جا سکتا ہے چونکہ اس عمل جراحی کو سب سے پہلے ڈاکٹر اشتائناخ ہی نے اعادۂ شباب کے مقصد کیلئے کیا تھا اس لئے یہ انہی کے نام سے مشہور ہو گیا اور ڈاکٹر اشتائناخ کا عمل جراحی کہلاتا ہے۔ اس کے بعد اس پر خطر عمل کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی جس میں انسانی یا حیوانی انثیین کا پیوند ضعیف القویٰ لوگوں کے لگایا جاتا ہے۔

مجری المنی کی انقطاع کی تجربات

دیگر تمام اعمال جراحی کی طرح ڈاکٹر اشتائناخ کے اس عمل کا تجربہ بھی پہلے جانوروں پر ہی کیا گیا تھا اور یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ اس مقصد کے لئے جو چوہے

پالے گئے تھے ان میں سے ہر ایک کا شجرۂ نسب معہ تاریخ ولادت نہایت باقاعدہ طور پر رجسٹر میں مندرج تھی، تاکہ اس اتفاقی غلطی کا بھی امکان نہ رہے کہ کسی ایسے چوہے پر عمل جراحی کردیا جائے کہ جو فی الحقیقت بڈھا اور از کار رفتہ نہ ہو، بلکہ کسی مرض کی وجہ سے بوڑھا معلوم ہونے لگا ہو۔ شجرۂ نسب اور تاریخ ولادت معلوم ہونے کے باوجود ہر بوڑھے چوہے کو عمل جراحی سے پہلے اپنے بڑھاپے کا باقاعدہ امتحان دینا پڑتا تھا۔ امتحان کے طریقے متعدد تھے سب سے پہلے اسکی جرات اور دلیری کا امتحان لیا جاتا تھا اسطرح کہ اسکا مقابلہ ایک جوان اور تندرست چوہے سے کرایا جاتا تھا چوہوں کا یہ قاعدہ کہ جب دو اجنبی چوہے ایکدوسرے کے مقابل آجاتے ہیں تو فوراً لڑنے لگتے ہیں۔ بوڑھا چوہا بھی دستور کے مطابق لڑنا تو شروع کردیتا لیکن تھوڑی ہی سی دیر میں نوجوان کے سامنے سے بھاگ نکلتا اور ادہر ادہر چھپنے لگتا۔ اسکے بوڑھے ہونیکا یہ پہلا ثبوت ہوتا تھا۔

اسکے بعد شہوانی رغبتوں کا امتحان ہوتا، اور بڑے میاں کو ایک ایسے پنجرے کے قریب چھوڑ دیا جاتا کہ جس میں ایک نوجوان چوہیا بند ہوتی، وہ اس حسینہ کی جانب ذرا سا بھی التفات کئے بغیر گذر جاتے۔ اور یہ ان کے بڑھاپے کا دوسرا ثبوت ہوتا۔

اب انکی جسمانی قوت کی آزمائش کی باری آتی۔ اس مقصد کے لئے ایک لکڑی کا ڈنڈا زمین سے کوئی فٹ ڈیڑھ فٹ اونچا گاڑ کر اسکے اوپر کے سرے پر کوئی ایسی غذا رکھدی جاتی جسکی خوشبو چوہوں کو بے تاب کردے۔ جوان چوہا تو لازمی طور پر اسکی خوشبو پاتے ہی ایک چھلانگ مارکر ڈنڈے کے اوپر پہنچتا اور اسے لے کے بھاگ جاتا۔ لیکن بڑے میاں میں اب اتنا اونچا کودنے کی طاقت اور ہمت کہاں؟ وہ بدرجہ مجبوری اسی پر قناعت کرلیتے کہ ڈنڈے کے سہارے اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑے ہوکر اس غذا کی خوشبو ہی سونگ کر دل خوش کرلیں۔

ان امتحانات کے علاوہ چوہوں میں بڑھاپے کی اور بھی علامات ہوتی تھیں جنکی جانچ کی جاتی تھی، بوڑھے چوہے بالکل لاغر اور دبلے ہوجاتے ہیں جسم میں کسی جگہ چربی باقی نہیں رہتی، ان کے جسم کے بال اڑجاتے ہیں، بسا اوقات کھجلی میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور چونکہ ضعف پیری کی وجہ سے وہ اپنے جسم کو صاف نہیں رکھ سکتے، اس لئے پسو بڑی کثرت سے انہیں چمٹے رہتے ہیں۔

اس طرح چوہوں کے بڑھاپے کے متعلق کامل اطمینان کرلینے کے بعد ان پر مجری المنی قطع کرنیکا عمل جراحی کیا جاتا تھا اور اس عمل کے تین یا چار ہفتوں کے بعد یہ دیکھا جاتا تھا کہ گنجے جسم پر نئے بال پیدا ہوگئے، پسو کم ہوگئے، آنکھوں میں چمک اور رفتار میں تیزی آگئی، بھوک بڑھ گئی۔ لاغری دور ہوگئی اور عضلات میں توانائی پیدا ہوگئی

ان تازہ شباب یافتہ چوہوں کا ہر ممکن طریقے سے امتحان کیا گیا اور سخت سے سخت ممتحن کو بھی مجبور ہوکر یہی رائے دینی پڑی کہ عمل جراحی نے انہیں فی الحقیقت جوان بنادیا تھا۔ اس کے بعد اس طریق عمل کا تجربہ یورپ اور امریکہ کے مختلف ڈاکٹروں نے کیا اور چوہوں کے علاوہ کچھ اور جانوروں سے بھی کام لیا اور بالاخر یہ بھی تسلیم کرلیا گیا کہ اس طریقے سے جانور یقیناً از سر نو جوان ہوجاتے ہیں۔ ایک ایسے کتے پر کہ جسکی عمر ساڑھے بارہ سال ہوچکی تھی اور جسکے متعلق جانوروں کے ڈاکٹر کا یہ فتویٰ تھا کہ وہ صبح شام میں مرنے والا ہے جب یہ عمل کیا گیا تو چند ہی روز بعد اسکی ظاہری حالت اور جسمانی طاقت سے ڈاکٹروں نے اسکی عمر کا اندازہ سات سال کیا اور دیکھ کر ہر شخص حیران تھا کہ تین مہینے پہلے جس کتے کو چلنا پھرنا تو بڑی چیز ہے، اٹھ کر کھڑا ہونا بھی دشوار تھا وہ اس عمل کے بعد اپنے مالک کی بائیسکل کے ساتھ ساتھ دوڑتا ہوا میلوں جاتا تھا۔

انسان پر اس عمل جراحی کا اثر

عمل جراحی کے ایک حد تک مفصل حالات اور جانور

۔ اسکے اثرات معلوم ہوجانیکے بعد غالباً آپ قارئین یہ جاننے کو
ے بیچین ہونگے کہ بوڑھے اور ضعیف انسان اس سے کیا کیا
نعات قائم کرسکتے ہیں۔ یورپ، اور امریکہ میں اس وقت تک
مدہا انسانوں پر یہ عمل کیا جاچکا ہے، اور اب بہت کچھ صحت کے
ساتھ یہ بتایا جاسکتا ہو کہ بوڑھے انسانوں پر اسکا کیا اثر ہوتا ہو
س عمل کے بعد سب سے پہلی جوانی کی علامت جو دیکھنے میں آتی ہو وہ
ہ معمول کی بھوک بہت بڑھ جاتی ہو، اور وہی آدمی جو چند روز پہلے
شکل سے نہایت بددلی کے ساتھ ایک آدھ روٹی کھاتا تھا اب
ں کے ماروں کی طرح روٹیوں کو لپٹتا ہے اور ایک اچھے جوان
می کی خوراک انتہائی شوق اور رغبت کے ساتھ اڑانے لگتا
ہضم کی قوت بھی اسی نسبت سے ترقی کرتی جاتی ہو، اور غذا
آسانی جزو بدن ہونے لگتی ہو۔ خوراک کی زیادتی کا لازمی نتیجہ
لتا ہے کہ جسم کا وزن بڑھ جاتا ہے، اور معمول پہلے کی بنسبت
ٹا تازہ نظر آنے لگتا ہو۔

قوت ہضم کیطرح تنفس کی بھی اصلاح ہوجاتی ہو اور
سانس کی صحیح اور باقاعدہ آمدورفت کی وجہ سے پہلے کی بہ نسبت
آکسیجن کی زیادہ مقدار جسم میں پہنچنے اور کاربن کی زیادہ مقدار جسم
سے خارج ہونے لگتی ہے جسکی وجہ سے ایک طرف تو خون کی سرخی
بڑھ جاتی ہو اور دوسری طرف اعضائے جسمانی میں کثافتیں اور
فضلات جمع نہیں ہونے پاتے جسم کی صفائی اور خون کی اصلاح
کی بدولت عضلات میں قوت پیدا ہوجاتی ہو جو سختی اور کرختگی
ان میں پیدا ہوگئی تھی وہ رفع ہوجاتی ہو، اور دماغ بہتر طریقے پر
اپنے افعال انجام دینے لگتا ہو طبیعت میں محنت کا میلان
پیدا ہوجاتا ہو، اور پہلے کیطرح اب کام کرنے تکان محسوس نہیں
ہوتی۔ ڈاکٹر اشتاسناخ کے ابتدائی معمولوں میں ایک مزدور
تھا جسے بڑھاپے نے کام سے قریب قریب بالکل معذور کردیا تھا
لیکن اس عمل کے بعد اس میں اس قدر قوت آگئی کہ بلا تکلف دو سو
دس پونڈ وزن اٹھانے اور اٹھا کر لے جانے لگا۔

ضعف پیری کی وجہ سے دماغی کمزوری کی جن علامات
ظہور ہوا کرتا ہو، وہ بھی سب ایک ایک کرکے دور ہونے لگتی ہیں
حافظہ بہتر ہوجاتا ہے، اعداد و شمار، لوگوں کے نام اور لوگوں
کی صورتیں اچھی طرح یاد رہتی ہیں، سماعت کا ثقل دور ہوجاتا ہو
بینائی بڑھ جاتی ہو، اور بعض صورتوں میں موتیا بند از خود جاتا
رہتا ہے۔ جسم کی ظاہری حالت اور صحت میں سب سے زیادہ فرق
پڑتا ہے، کھردری، بدنما، اور جھریاں پڑی ہوئی جلد از سر نو ملائم
چکنی اور صاف ہوجاتی ہو، اور جہاں بال نکلتے ہیں وہ اپنے اصلی
رنگ میں نکلتے ہیں۔ بڑھاپے نے جن لوگوں کے سر کے بال
بالکل گرادیئے تھے ان کے نئے بال بھی نکل آتے ہیں اور بہت
تیزی سے بڑھتے ہیں لیکن بسا اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ
نئے بالوں کا نکلنا بالعموم عمل جراحی کے بہت بعد شروع ہوتا ہو
ایک معمول کے بال عمل کے ایکسال بعد نکلے تھے عمل کے بعد جو
نئے بال نکلتے ہیں ان کا رنگ بالوں کے اس اصلی رنگ سے بھی
زیادہ سیاہ ہوتا ہے کہ جو سفید ہونے سے پیشتر تھا معمول کے
ناخن بھی، جنکے بڑھنے کی رفتار بڑھاپے میں سست پڑگئی تھی
اور جو خشک، اور بہ آسانی ٹوٹ جانے والے ہوکر رہ گئے تھے
اب از سر نو ملائم چکنے اور صاف ہوجاتے ہیں اور جلدی جلدی
بڑھنے لگتے ہیں

اعادہ شباب کے متعلق جسم میں جتنی یہ خوشگوار
تبدیلیاں ہوتی ہیں وہ چونکہ اشٹینن ہی کی تحریک پر ہوتی
ہیں اس لئے ظاہر ہے کہ خود ان غدود کا فعل بھی درست
اور اصلاح پذیر فتہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور لذات دنیوی
سے محروم بوڑھے پھر صنف لطیف کی جانب ایک قلبی رجحان
محسوس کرنے لگتے ہیں اور اس قابل ہوجاتے ہیں کہ نفسانی
حظوظ سے بہرہ اندوز ہوں۔ زندگی میں پھر ایک جان سی پڑجاتی
ہے زندہ رہنے کو جی چاہنے لگتا ہو اور محنت و مشقت میں وہ لطف
اور وہ سرور حاصل ہونے لگتا ہو۔ جو جوانی کے لئے مخصوص
ہے۔

جس طرح بعض امراض بچوں کے ساتھ مخصوص ہوتے

ہیں۔ اور جوانوں اور بوڑھوں میں شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتے ہیں۔ اسی طرح کچھ بیماریاں ایسی بھی ہیں جو بڑھاپے کے ساتھ مخصوص ہیں۔ قلب کے امراض، تنفس کے امراض، وجع مفاصل، قلت دم، مثانے کے غدود کا بڑھ جانا، گردوں کی بعض بیماریاں اور آکلہ وغیرہ اکثر و بیشتر بڑھاپے ہی میں رونما ہوتی ہیں۔ اور اگر معمول میں ان امراض میں سے کوئی یا کئی ایک موجود ہوں تو اعادۂ شباب کے ساتھ یہ عوارض بھی بالکل دور ہو جاتے ہیں یا کم از کم ان میں اتنا افاقہ ضرور ہو جاتا ہے کہ انکی وجہ سے مریض "بستر سوار" نہ رہے۔ آکلہ اگرچہ ایک مخصوص اور لاعلاج مرض ہے۔ لیکن جسم انسانی میں چونکہ اس کے جڑ پکڑنے کا باعث جسم کی عام کمزوری اور دوران خون اور تنفس کی بے قاعدگیاں ہوتی ہیں، اس لئے اعادہ شباب کے عمل کے بعد اگرچہ وہ جاتا تو نہیں رہتا لیکن چونکہ جسم میں جوانی کی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اسے ترقی کرنے کے مواقع حاصل نہیں رہتے۔

سل بھی اسی قسم کا ایک مرض ہے، اور اعادۂ شباب کے بعد صحیح خون کی افراط اور تنفس کی باقاعدگی کی وجہ سے آکسیجن کی زیادہ مقدار کا پھیپھڑوں میں پہنچنا اسکے جراثیم کی افزائش کو بھی روک دیتا ہے۔ مثانے کے منہ پر جو غدود ہوتا ہے اور بوڑھوں میں جس کے بڑھ جانے کی وجہ سے پیشاب کے متعلق بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں، وہ اعادۂ شباب کے بعد از خود چھوٹا پڑ جاتا ہے اور اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے۔ اسلئے بہت کچھ وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اعادۂ شباب کے عمل سے یہی نہیں کہ گئی ہوئی جوانی واپس آتی ہے، بلکہ بعض امراض کا کلی استیصال اور بعض سے حفاظت بھی ہو جاتی ہے

صنفِ لطیف اور اعادۂ شباب

ڈاکٹر شتائناخ کا عمل جراحی جسکے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ بہترین اور کامیاب ترین عمل ہے۔ بدقسمتی سے صرف مردوں کی دنیا تک محدود ہے۔ عورتوں پر اس عمل کی آزمائش کیگئی تو معلوم ہوا کہ خصیۃ الرحم کی رطوبت لانے والی جو نالیاں ہیں ان میں بند لگا کر قطع کر دینے سے وہ اثرات پیدا نہیں ہوتے کہ جو مردوں کی مجری المنی کے کاٹ دینے سے رونما ہوا کرتے ہیں اسکا باعث مرد اور عورت کے آلاتِ تولید کی ساخت کا فرق ہے مردوں میں اس نالی کے کاٹ دینے کا یہ اثر مترتب ہوتا ہے کہ انثیین کی رطوبت قطع شدہ نالی میں جمع ہوتے ہوتے بالآخر انثیین کے اس حصے پر دباؤ ڈالتی ہے کہ جو اس رطوبت کو پیدا کرتا ہے اور اس بوجھ یا دباؤ کی وجہ سے وہ حصہ سکڑ کر چھوٹا پڑ جاتا ہے، اور پھر اسکے چھوٹا پڑنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ انثیین کا دوسرا حصہ جسے غدود بلوغ کہا جاتا ہے اور جس سے اندرونی رطوبت تراوش پایا کرتی ہے افزائش حاصل کر کے زیادہ مقدار میں اندرونی رطوبت پیدا کر کے تمام جسم میں اور تمام دوسرے غددوں میں پہنچاتا ہے، اس طرح تحریک پاکر غدودوں کا نظام از سر نو اپنا کام شروع کر دیتا ہے، اور جسم میں تازہ جان پڑ جاتی ہے، عورتوں کے آلاتِ تولید کی ساخت مختلف ہے، اور ان میں خصیۃ الرحم کی نالی میں بند لگا کر قطع کرنے سے رطوبت کا دباؤ خصیۃ الرحم کے اس حصے پر نہیں پڑتا کہ جس کا تعلق تولید سے ہے، اس لئے یہ عمل طبقۂ اناث میں بے اثر رہتا ہے، عورتوں میں قدرتی طور پر یہی کیفیت اس وقت رونما ہوتی ہے کہ جب وہ حاملہ ہوتی ہیں۔ دورانِ حمل میں حیض بند ہو جاتا ہے، اور خصیۃ الرحم کے چھوٹے چھوٹے خانے ایک خاص قسم کی ساخت سے پُر ہو جاتے ہیں جو بڑھ کر خصیۃ الرحم کے اس حصے پر غالب آجاتی ہے جسکا تعلق تولید سے ہے اور اندرونی رطوبت کے اخراج کے فرائض انجام دینے لگتی ہے اور اسطرح خصیۃ الرحم کی اندرونی رطوبت کی افراط دوسرے غدودوں میں پہنچکر ان میں تحریک عمل پیدا کر دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ عورتیں اگر کسی خاص مرض میں مبتلا نہوں یا غربت و افلاس میں اس حد تک مبتلا نہ ہوں کہ کافی غذا ہی میسر نہ آئے تو زمانۂ بارداری میں وہ معمول سے بہت زیادہ تندرست ہو جاتی ہیں۔ ان کی بھوک زیادہ ہو جاتی ہے، انکی جسمانی طاقت میں اضافہ ہو جاتا ہے،

ان کے چہرے بارونق ہوجاتے ہیں، اور ان پر خون کی سرخی جھلکنے لگتی ہے، ان کا دل ہر وقت خوش رہتا ہے، اور محنت کی طرف طبیعت راغب رہتی ہے۔

ان حالات کے مشاہدے سے یہ تو ماننا پڑتا ہے کہ اگر کسی طرح خصیۃ الرحم کے اس حصہ کو جسکا تعلق تولید سے ہے ضائع کردیا جائے تو عورتوں میں بھی بالکل اسیطرح واپسی شباب کی علامات پیدا ہوسکتی ہیں جیسی کہ مردوں میں پیدا ہوتی ہیں، لیکن عورتوں میں اس حالت کا پیدا کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ ڈاکٹر اشتائناخ کا عمل بیکار ثابت ہوچکا تھا، اور ایک خاص عمر کے بعد عورتوں میں استقرار حمل کے امکانات بھی مفقود ہوجاتے ہیں۔ اس قدر مایوسی کے بعد بھی محققین نے ہمت نہ ہاری اور جب جرمنی کے ایک ڈاکٹر لیپ مین نے امراض کی بنا پر چند عورتوں کے رحم بالکل نکال دینے کے بعد یہ دیکھا کہ انکی صحت میں اس قدر بیّن ترقی ہوگئی کہ اسے "اعادۂ شباب" کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا تو لوگوں کی توجہ اس طرف منعطف ہوئی کہ یہ اثرات غالباً خصیۃ الرحم کی نالیوں کے کٹ جانیکی وجہ سے پیدا ہوئے جنکا کاٹا جانا رحم کو نکالنے کے عمل میں ناگزیر تھا، لیکن اب سب سے بڑی دشواری یہ تھی کہ یہ عمل جراحی اس قدر خطرناک ہے کہ محض اعادۂ شباب کیخاطر اسے کرنے کیلئے کوئی ڈاکٹر تیار نہ ہوسکتا تھا خواہ اسے اس بات کا کامل یقین ہی کیوں نہ ہو کہ اس قطع و برید کی بدولت معمول کا شباب واپس آجائیگا۔ لامحالہ اب پھر وہی صورت اختیار کرنیکا خیال پیدا ہوا کہ دوسروں کے جسم سے تندرست خصیۃ الرحم لیکر انکا پیوند بوڑھی عورتوں کے جسم میں لگایا جائے یا یہ کہ خود انہی کے جسم سے ایک خصیۃ الرحم نکال کر اسے جسم کے کسی دوسرے حصہ میں لگا دیا جائے یہ دونوں صورتیں بھی قابل عمل نہ تھیں۔ پہلی تو اس لئے کہ ایسی عورتیں کہاں سے ملیں جو اپنے خصیۃ الرحم نکلوانے پر رضامند ہوجائیں، اور دوسرے اسلئے کہ یہ عمل جراحی بھی بہت سے خطرات سے پُر نظر آتا تھا کہ وجانوروں پر جب اسکا تجربہ کیا گیا تو اس میں کامیابی بھی کچھ یونہی سی ہوئی۔

اس طرف سے ناکام ہونیکے بعد مجبوراً ایسی دواؤں کی تلاش ہوئی جو خصیۃ الرحم کے اس حصّہ کو جسکا تولید سے تعلق ہے کسی قدر ضائع کردیں۔ ایسی دوائیں ضرور تھیں لیکن ایسی کوئی تدبیر نہ نکل سکی کہ ان دواؤں کا اثر صرف خصیۃ الرحم کے اس حصے تک محدود رہ سکتا۔ الکحل اور آیوڈین دونوں سے یہ کام چل سکتا تھا لیکن اعادۂ شباب کی خاطر یہ نقصان کیسے گوارا کیا جاسکتا تھا کہ معمول الکحل کے اثر سے مختلف اعضائے رئیسہ کی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہوجائے، یا آیوڈین کے سمی اثرات شباب کی واپسی سے پہلے ہی معمول کو ہر قسم کے علاج و معالجہ سے بے نیاز کردیں۔ ڈاکٹر اشتائناخ اور ڈاکٹر ہولز نیکٹ نے ایک اور تجویز سوچی اور وہ یہ کہ "ایکس ریز" شعاعوں کے ذریعے سے یہ کام لیا جائے ان شعاعوں سے کام لینے کی صورت میں بہ آسانی ممکن تھا کہ باقی تمام جسم کو سیسے کے پتروں سے ڈھک کر صرف اتنی جگہ پر یہ شعاعیں ڈالی جائیں کہ جو خصیۃ الرحم کا مقام ہے چونکہ سیسے کے اندر یہ شعاعیں نہیں گھس سکتیں، اس لئے تمام جسم بالکل محفوظ رہ سکتا تھا۔ ان دونوں ڈاکٹروں نے حسب دستور پہلے چوہوں پر تجربہ کیا اور اُسکے حیرت انگیز نتائج نکلے۔

چوہوں میں ایکس ریز شعاعوں سے اسقدر کامیابی حاصل کرکے انکی ہمتیں بڑھیں اور اُنہوں نے عورتوں پر بھی تجربے کئے اور ان میں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی، یہ بات پوری طور پر ثابت ہوگئی کہ مردوں میں مجری المنی کو قطع کرکے جو اثرات پیدا کئے جاتے ہیں بالکل وہی اثرات عورتوں میں ایکس ریز شعاعوں سے پیدا ہوسکتے ہیں۔ لیکن ابھی ایک دشواری اور باقی تھی اور وہ ان شعاعوں کی مقدار کا تعین تھا، جو ہر عورت کی حالت کی مناسبت سے جداگانہ ہونی چاہیئے۔ مقدار کا تعین اس لئے ضروری تھا کہ اگر شعاعوں کی کم مقدار خصیۃ الرحم میں پہونچائی جائے تو وہ بے اثر رہتی ہے اور بیکار ثابت ہوتی ہے اور اگر مقدار زیادہ ہو تو اس بات کا اندیشہ رہتا ہے کہ خصیۃ الرحم کا وہ حصہ بھی جلکر ضائع نہ ہوجائے جسے "غدود بلوغ" کہتے ہیں اور جسکی افزائش

مدنظر ہے۔ ابھی تک کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا ہے لیکن تجربات کا سلسلہ جاری ہے اور اُمید ہے کہ مستقبل قریب میں کوئی نہ کوئی ذریعہ ایسا معلوم ہو جائیگا کہ جس سے عکس ریز شعاعوں کی مقدار صحیح رہ سکے عکس ریز شعاعوں کے ذریعہ سے اعادۂ شباب میں عورتوں کی کچھ تخصیص نہیں ہے مرد بھی اس طریقہ علاج سے اسی قدر فائدہ اُٹھا سکتے ہیں لیکن چونکہ مجری المنی قطع کرنیکا عمل ہی آسان اور خطرات سے بالکل پاک ہے اس لئے مردوں پر عکس ریز کا استعمال کرنیکا خیال کسی کو نہیں آتا۔

اعادۂ شباب کا عمل جراحی کن لوگوں کے لئے موزوں ہوتا ہے

اعادۂ شباب کے متعلق یہ تو اب قریب قریب طے شدہ چیز ہے کہ یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے، بلکہ فی الحقیقت گئی ہوئی جوانی کا واپس آجانا ممکن ہے۔ وہ لوگ بھی جو کہ شروع سے اسکی مخالفت کرتے رہے ہیں اب مجبور ہو کر اس حد تک تو اسکی صحت کو تسلیم کرنے لگے ہیں کہ بعض صورتوں میں جب کہ حالات موافق ہوں تو اس طریقہ پر کچھ نہ کچھ کامیابی ضرور ہوتی ہے، لیکن ابھی تک یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس عمل جراحی کے ذریعہ سے ہر بوڑھے کو جوان بنا دینا ممکن ہے اور نہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ خواہ کسی عمر میں بھی کوئی اپنے جسم پر یہ عمل کرالے اس میں ضرور کامیابی ہوگی

ڈاکٹر ڈکس کا خیال ہے کہ اس عمل جراحی کے لئے بہترین اور موزوں ترین وقت وہ ہے جب کہ انسان یہ محسوس کرنا شروع ہی کرے کہ اسکی قوت حیات میں کمی آنے لگی ہے اور جب ایک عام کمزوری سی معلوم ہونے لگے لیکن ابھی بڑھاپے کی اور علامتیں ظہور پذیر نہ ہوئی ہوں۔ یہ زمانہ اس لئے زیادہ موزوں ہے کہ انسان کی طبیعت از خود بھی اسی موقع پر اعادۂ شباب کی ایک بے معلوم سی کوشش کیا کرتی ہے اور ایسے زمانہ میں عمل جراحی کے اثرات مرتب ہونے میں طبیعت سے خود بھی مدد مل جاتی ہے، عمل جراحی کے لئے کسی خاص عمر کا تعین بہت ہی دشوار ہے، کیونکہ ہر شخص کی دماغی اور جسمانی حالت مختلف ہوتی ہے، اور عمل جراحی کے لئے موزونیت کا فیصلہ خود معمول کے حالات کے مطابق کرنا پڑتا ہے ایک عام اصول کے طور پر صرف اسی قدر کہا جا سکتا ہے کہ عمر جس قدر زیادہ ہوگی اور انحطاط کی علامتیں جس قدر زیادہ رونما ہو چکی ہونگی، اسی قدر کامیابی کے امکانات کم ہونگے، جو لوگ قبل از وقت بوڑھے ہو جاتے ہیں، ان میں کامیابی بہت زیادہ اور یقینی ہوتی ہے، اور قبل از وقت بوڑھے ہونیکے متعلق ڈاکٹر ناٹ نجیل کا مقولہ ہے کہ دس ہزار میں سے آجکل صرف ایک آدمی ایسا ہوتا ہے جو قبل از وقت بوڑھا نہ ہوتا ہو اعادۂ شباب کے عمل کے لئے ایسے بوڑھے زیادہ موزوں ہیں کہ جن کے جسم میں معمولی ضعیفی کے انحطاط کے علاوہ اعضائے رئیسہ کے کچھ امراض موجود نہوں، بڑھاپے کی ایسی علامات کہ جنکی موجودگی میں یہ عمل جراحی کرانا چاہیئے، اور ایسی علامات کہ جنکی موجودگی میں یہ عمل نہ کرانا چاہیئے ابھی تک طے شدہ نہیں ہیں اور مختلف ڈاکٹروں کی مختلف رائیں ہیں۔ ڈاکٹر پیپر کی تیار کردہ فہرست ایسی علامات کی کہ جنکی موجودگی میں یہ عمل نہ ہونا چاہیئے، بہت ہی لمبی چوڑی ہے گویا انکی رائے میں بہت ہی تھوڑے سے ایسے بوڑھے ہو سکتے ہیں کہ جن پر یہ عمل کیا جا سکے لیکن ڈاکٹر پیپر شمٹ کی رائے یہ ہے کہ عمل آزادانہ اور بہت وسیع پیمانے پر کرنا چاہیئے اُنھوں نے بہت سے ایسے بوڑھوں پر بھی یہ عمل کر دیا کہ جنہیں وہ خود بھی اس عمل کے لئے موزوں نہ سمجھتے تھے، لیکن جو بطور خود عمل جراحی کرانیکے بیحد مشتاق تھے قبل از وقت پیری اور قوائے شہوانی کے ضعف کے علاوہ جسم میں کسی ایک بے نالی کے غدد کی کمی بھی ایک ایسی حالت ہے کہ جب عمل جراحی کرنا چاہیئے، ایسے بوڑھے کہ جن میں عصبی کمزوری کی علامات موجود ہوں اس عمل کے لئے موزوں نہیں ہیں، ایسے بوڑھے بھی موزوں نہیں ہیں کہ جن میں قویٰ کا انحطاط بہت زیادہ ہو چکا ہو، یا جنکے انثیین بالکل چھوٹے پڑ گئے ہوں۔ امراض قلب کی موجودگی اور شرائین کی دیواروں میں لچک کی کمی بھی ایسی حالتیں ہیں کہ جب

یہ عمل جراحی مناسب نہ ہوگا۔

ڈاکٹر بنجامن کی رائے ہے کہ ایسے کسی بوڑھے پر یہ عمل نہ کرنا چاہیئے کہ جسے معمولی تدابیر مثلاً آرام، اور کافی غذا وغیرہ سے فائدہ ہو سکتا ہو،

اعادۂ شباب کے دیگر ذرائع!

ڈاکٹر اشتائناخ کے مشہور و معروف عمل جراحی کا ذکر تو آپ سن چکے، اور اسکے متعلق آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اسکی بنیاد کس اصول پر ہے، اسی اصول کی بنیاد پر ڈاکٹر وارڈ نوف کے بندروں کے جسم سے انثیین لے کر اسکا پیوند انسانی جسم میں لگاتے ہیں، اور یورپ کے اخبارات میں ان کے اس طریق عمل کی کافی دھوم مچ چکی ہے۔ ڈاکٹر جاوورسکی نے اپنا طریقہ ان دونوں سے جدا رکھا ہے اگرچہ جہاں تک اصول کا تعلق ہے اس طریقہ میں بھی کوئی نئی یا خاص بات نہیں ہے، ان کا یہ خیال ہے کہ تندرست اور توانا جسم کا خون بہت ہی ذرا سی مقدار میں لیکر اگر بوڑھوں کی وریدوں میں داخل کر دیا جائے اور پھر یہ انتقالِ دم کا سلسلہ چند روز تک جاری رہے تو بوڑھوں میں نئے سرے سے جوانی علامات پیدا ہو جاتی ہیں، ڈاکٹر جاوورسکی کا خیال یہ ہے کہ اسطرح تندرست اور طاقتور خون ضعیف اجسام میں پہونچکر ان کے خون میں بھی وہی کیفیات پیدا کر دیتا ہے جو اسمیں موجود ہیں، لیکن یہ نظریہ علمی کسوٹی پر صحیح نہیں ثابت ہو سکتا حقیقت یہ ہے کہ اس تندرست اور جوان خون میں چونکہ غدودوں کی اندرونی رطوبت بہ افراط موجود ہوتی ہے اس لئے اس سے عارضی طور پر نظام جسمانی کی صفائی بھی ہو جاتی ہے اور قوائے جسمانی کو تحریک عمل بھی پہنچ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان اثرات کو قائم رکھنے کے لئے بار بار اسی عمل کی تکرار کی ضرورت رہتی ہے،

ڈاکٹر ڈوپلر نے اسی اشتائناخی نظریہ کے مطابق ایک اور طریقہ انثیین کے اس حصے کو ضائع کرنیکا ایجاد کیا ہے جسکا تعلق تولید سے ہے وہ کسی قسم کا عمل جراحی نہیں کرتے، بلکہ فینول کا محلول مجرالمنی کی اوپر کی جلد پر لگاتے ہیں، اُن کا خیال ہے کہ اس طرح فینول کے اثر سے ہلکا سا التہاب پیدا ہو کر اس جگہ کی شرائین خون سے خوب پُر ہو جاتی ہیں، اور انکا دباؤ بوجہ انثیین کے اس حصے پر پڑتا ہے جسکا تولید سے تعلق ہے، اور وہی اثرات پیدا ہو جاتے ہیں کہ جو مجرالمنی کے انقطاع سے پیدا ہو جاتے ہیں، اس طریق عمل کے متعلق ابھی وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

یہ تمام تدابیر گو ظاہری صورت اور انداز میں مختلف ہوں لیکن در اصل تمام کی تمام ڈاکٹر اشتائناخ کے نظریہ پر مبنی ہیں، سوچنے والے دماغوں میں قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا شباب رفتہ کی واپسی کی کوئی اور تدبیر بھی ہو سکتی ہے یا نہیں، اس بحث کے دوران میں یہ ظاہر کیا جا چکا ہے کہ بڑھاپا درحقیقت اس کیفیت کا نام ہے کہ جب ہمارے جسم میں مادہ ہائے فاسد جمع ہوتے ہوتے اتنے زیادہ ہو جائیں کہ انکی وجہ سے اعضائے جسمانی کے افعال صحت و درستی کے ساتھ نہ ہو سکیں، اس سے لازمی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسی تمام تدابیر کہ جو اعضاء و احشاء اندرونی کی صفائی میں طبیعت مدد دیں اور اعضائے جسمانی کے افعال کو درست رکھ سکیں وہ سب بڑھاپے کو روکنے یا جوانی کو مدت دراز تک قائم رہنے میں مدد دینگی۔ ہمارے جسم کے اندرونی حصوں کی صفائی کا قدرت نے جو انتظام کیا ہے وہ یہ ہے کہ غذا کے فضلات آنتوں کے راستے سے جسم سے خارج ہو جاتے ہیں اور اعضا کے کام کرنے سے جو کثافتیں یا سمیتیں پیدا ہوتی ہیں، انہیں گردے، جگر، پھیپھڑے اور پسینے کے غدد جسم سے خارج کیا کرتے ہیں اگر ہم کوئی ایسا انتظام کر سکیں کہ جس سے آنتیں بھی فضلات کو باقاعدگی کے ساتھ صحیح وقت پر خارج کر دیا کریں، اور گردے اور پھیپھڑے وغیرہ بھی اپنا اپنا فعل باقاعدگی اور عمدگی کے ساتھ انجام دیتے رہیں تو یقینی طور پر ہمارا شباب مدتوں قائم رہ سکتا ہے، باقاعدہ ورزش خواہ وہ تیرنا یا چلنا پھرنا اور دوڑنا یا گھوڑے کی سواری غرضکہ کوئی ایسی محنت کہ جسکی وجہ سے جسم کے تمام عضلات کو کام کرنا پڑے پھیپھڑے زیادہ مقدار میں آکسیجن کھینچیں، اور خوب پسینہ آئے ہماری جوانی کے قیام اور استحکام کا باعث ہو سکتی ہے، یہی نہیں بلکہ شباب رفتہ کی واپسی بھی ان ذرائع سے ممکن ہے۔ بہ کثرت ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں اعادۂ شباب کے متعلق ان تدابیر پر اعتماد

نہیں ہے، لیکن اگر وہ بطور خود گل بسبیج یا اسی قسم کے کسی اور پودے کا صرف ایک پتہ توڑ کر زمین میں لگا دیں اور اُسے پانی دیتے رہیں تو وہ جڑ پکڑ لیتا ہے اور نہایت سرعت کیساتھ ترقی کر درخت بنجاتا ہے جس میں نئے پتے بھی نکلتے ہیں اور وقت پر پھول بھی آتے ہیں، در حالیکہ اسی کے ساتھ کے اور پتے جو اُس درخت میں تھے کہ جہاں سے اُسے توڑا گیا تھا اتنے عرصہ میں اپنا زمانۂ حیات پورا کر کے خشک بھی ہو چکے ہیں۔ اگر لوگوں کی اس دلیل کو صحیح مان لیا جائے کہ گیا ہوا شباب واپس نہیں آسکتا اور عمر کا جو حصہ گذر چکا وہ فنا ہو گیا، تو پھر کسی طرح سمجھ میں نہیں آسکتا کہ پیڑ سے علیٰحدہ کر لئے جانے پر پتے میں حیات تازہ کہاں سے آگئی۔ اور کیوں اُس نے زندگی کے تمام مراحل از سر نو طے کئے کہ جو صرف نو خاستہ اور نو رُستہ پودوں ہی کے لئے مخصوص ہیں۔ ایک پیڑ کا پتہ اگر بہتر حالات میں پہنچکر پھر سے ایک تازہ اگا ہوا پودا بن جاتا ہے تو پھر یہ کیوں ناممکن ہے کہ بہتر حالات میں ایک انسان بھی از سر نو شباب حاصل کرلے اور زندگی کے وہ تمام مراحل پھر سے طے کرے کہ جو شباب کیلئے مخصوص ہیں۔ یہ بہتر اور موافق حالات صرف یہ ہیں کہ اچھی غذا میسر آئے، صحیح طریقے پر وہ جزو بدن ہو، اور فضلات اور مادہ ہائے فاسدہ برابر جسم سے خارج ہوتے رہیں تاکہ انکا زہریلا اثر اعضائے جسمانی کو مفلوج اور بیکار نہ کر سکے

اسی سلسلے میں اس بات کا ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اعادۂ شباب کی مختلف تدابیر میں ایک تدبیر جماع سے پرہیز اور پاکبازانہ زندگی بھی ہے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اصولی طور پر یہ خیال صحیح نہ ہونا چاہیئے کیونکہ جن اعضائے جسمانی کو بیکار کر کے ڈال دیا جاتا ہے وہ سوکھنے لگتے ہیں لاغر اور نحیف ہو جاتے ہیں اور ان میں قوت باقی نہیں رہتی۔ لیکن ڈاکٹر اشتائناخ کے عمل کے متعلق جو تجربات ہوئے ہیں۔ ان سے ہمیں انثیین کے متعلق یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ اعادۂ شباب موقوف ہی اس بات پر ہے کہ شروع میں انثیین کا وہ حصہ مصغر اور بیکار ہو جائے کہ جسکا تعلق تولید سے ہے۔ اگر انثیین کی یہ خصوصیت ہمیں صحیح طور سے دریافت ہوئی ہے اور فی الحقیقت ڈاکٹر اشتائناخ کے عمل جراحی کا انثیین پر یہی اثر ہوتا ہے تو اگر وہی اثر یعنی غدود تولید کی تصغیر ہم جماع سے مجتنب رہکر پیدا کرلیں تو اسکا نتیجہ وہی کیوں نہ نکلے کا جو اشتائناخی عمل جراحی کا نکلتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اعادۂ شباب کے لئے جماع سے کامل اجتناب ایک بہت ہی مفید اور قابل اعتماد تدبیر ہے،

عکس ریز شعاعوں کے متعلق اس سے پیشتر ذکر کیا جاچکا ہے کہ وہ اعادۂ شباب کا کس قدر معتبر اور کار آمد ذریعہ ہیں اسیطرح لیکن عکس ریز شعاعوں سے کسی قدر کم اثر ایک اور شعاعیں بھی ہیں جو سُورج سے خارج ہوتی رہتی ہیں اور جنکا نام ماوراء البنفشی شعاعیں Ultra Violet Rays ہے

اہل ہند کو زمانۂ قدیم سے یہ راز معلوم تھا، اور سورج کی شعاعوں سے وہ جوانی کے بالخصوص قوائے شہوانی کے تحفظ کا کام لیا کرتے تھے اگر موسم گرم نہ ہو تو دھوپ میں تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد ہر شخص اپنے جسم میں ایک تازگی محسوس کیا کرتا ہے، اور اگر باقاعدگی کے ساتھ روزانہ یہ آفتابی غسل لئے جائیں تو شباب کے اعادہ کا یہ بھی ایک ذریعہ ہو سکتے ہیں۔

بعض چشموں کے پانی میں قدرتی طور پر نمکیات شامل ہوتے ہیں، ایسے پانی کا پینے اور نہانے کے لئے بھی استعمال بھی بہت کچھ مفید ہو سکتا ہے، ایسے چشموں تک اگر رسائی نہ ہو سکے تو سمندر کے پانی سے غسل کرنا بھی تقریبًا اتنا ہی فائدہ پہنچا سکتا ہے غسل کیلئے دوائیں شامل کر کے بھی پانی تیار کئے جاتے ہیں، اور وہ بازار میں بکتے ہیں ایسے مصنوعی پانی کہ جن میں فولاد یا معمولی کھانیکا نمک شامل کیا گیا ہو نفع بخش ثابت ہو سکتے ہیں۔

ڈاکٹر اشتائناخ کا عمل جراحی بہت کچھ مفید اور قابل اعتماد سہی۔ لیکن ایسا وقت شاید کبھی نہیں آسکتا کہ غریب وامیر سب اس سے یکساں فائدہ اُٹھا سکیں، اس سے فائدہ اُٹھانے والوں کی تعداد کا اوسط شاید ہی پچاس فیصدی سے آگے بڑھ سکے، اس لئے عوام کے لئے زیادہ عرصہ تک محنت و مشقت کے قابل رہنے کا جو سہل الحصول ذریعہ ہو سکتا ہے وہ یہی تدا

یں جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

اعادۂ شباب کے مسئلے پر ایک تنقیدی نظر!

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حیوانات کے جسم سے حاصل
کر کے بعض بعض خاص غدد جب انسانی جسم میں داخل کئے
جاتے ہیں تو اُن سے مخصوص اثرات پیدا ہوتے ہیں پچویٹری۔
غدود، تھائرائڈ غدود، اور ایڈرینل غدد کے متعلق تحقیقات
قریبا مکمل ہوچکی ہو، اور اب ہر ڈاکٹر ان غدودوں کے ست کو دوا
کے طور پر استعمال کیا کرتا ہے۔ دودھ کے غدود، خصیۃ الرحم اور
غدود شیمن کے اثرات بھی ایک بڑی حد تک معلوم ہوچکے ہیں
دوا کے طور پر ان غدودوں کا استعمال بھی عام ہوتا جارہا ہے
یہ غدود منہ کے ذریعہ سے کھلائے بھی جاتے ہیں، اور زیر جلد
الادیہ کے اندر انکی پچکاریاں بھی لگائی جاتی ہیں اور یقین کے ساتھ
کہا جاسکتا ہو کہ جو اثرات ان کے ذریعے سے مرتب ہوتے ہیں۔ وہ
بمشکل کسی اور دوا سے ہوسکتے ہیں، وضع حمل کے بعد رحم کے عضلات
میں سکڑنے کی قوت زیادہ کرنیکے لئے اب سے پہلے عام طور پر
ارگٹ کا استعمال کیا جاتا تھا اور اب بھی کیا جاتا ہے، لیکن ارگٹ
کی چھ خوراکیں بھی شاید اس قدر مفید اور کارآمد نہیں ہوتی کہ جتنا
پچوٹری غدد کی ایک پچکاری سے کام چل جاتا ہو۔

اسیطرح اب اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا
جاسکتا کہ ڈاکٹر اشتائناخ کا یہ نظریہ کہ غدودوں کے نظام میں
سے کسی ایک غدود کی اندرونی رطوبت کی پیدائش اگر زیادہ کیجاسکے
تو اسکے اثر سے باقی سب غدودوں میں بھی تحریک عمل پیدا ہوجاتی ہو
اور اسطرح ان غدودوں کی اندرونی رطوبت کی افراط غذا کے
صحیح طور پر جزو بدن ہونے اور مادہ ہائے فاسد کے اخراج
میں مدد پہونچاکر پورے نظام جسمانی میں ایک تازہ جان ڈال
دیتی ہے، بعد یہ جاننا پڑتا کہ کوئی فرضی یا خیالی چیز نہیں ہوتا بلکہ
اس حد تک یقینی ہوتا ہو کہ سفید بال پھر سے سیاہ ہوکر نکلتے ہیں عورتوں
میں باروری کی قابلیت پیدا ہوجاتی ہو اور چہرے پر سے وہ تمام علامتیں
دور ہوجاتی ہیں جنہیں بڑھاپے کی علامات کہا جاتا ہو۔ یہ ضرور ہو
کہ ابھی اس مسئلے کی تحقیقات تکمیل کو نہیں پہونچی ہے، اور ڈاکٹر
اشتائناخ کے عمل جراحی کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ بس
یہی ایک ذریعہ ہے جس سے شباب رفتہ واپس آسکے۔ یہ ایک جدید
تحقیق ہے اور دنیا میں کبھی کوئی نئی تحقیق شروع ہی سے بہر صورت
مکمل نہیں ہوتی بالکل ممکن ہے کہ آئندہ چلکر اس سے زیادہ آسان
اور اس سے بھی زیادہ قابل اعتماد کوئی اور ذریعہ دریافت ہوجائے
لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ محض اس خیال کی بنیاد پر کہ ابھی
اس میں ترقی کی گنجائش باقی ہے، اشتائناخ اور وارونوف کی
کوششوں کی داد نہ دیں۔

دُنیا میں ہر نئی تحریک کی لازمی طور پر مخالفت ہوا کرتی
ہے اعادۂ شباب کے متعلق ان ڈاکٹروں کے نظریوں کی بھی بہت
کافی مخالفت ہوئی اور ابھی تک ہو رہی ہے، بعض لوگوں کے
اعتراضات تو بالکل مضحکہ انگیز ہیں مثلاً یہ کہ "اعادہ شباب" تو
ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ زمانے کا جو حصہ گذر چکا ہے اسکی واپسی
ناممکن ہے، یہ تو ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ ۱۹۳۶ء میں کسی شخص کی
عمر کا وہ سال اسے واپس نہیں مل سکتا جو ۱۹۱۶ء میں اُس نے
گذارا تھا لیکن اعادۂ شباب کے مخالفین کا یہ تو دعویٰ ہی نہیں ہو
کہ وہ نظام شمسی کو دس سال یا بیس سال پیچھے ہٹا دیتے ہیں انکا
دعوی تو صرف اسقدر ہے کہ ۱۹۳۶ء میں جس شخص کی عمر ستر برس
کی ہوچکی ہے اُسکے بگڑے ہوئے نظام جسمانی کو درست کرکے
وہ اس قدر بنا کر سکتے ہیں کہ جیسا ۱۹۱۶ء میں تھا۔

بعض ارباب فکر کو اس سے یہ اندیشہ لاحق ہوگیا ہے
کہ اسطرح جب انکار رفتہ بوڑھے جو کشاکش حیات سے ایک حد
تک علیحدہ ہوچکے تھے، پھر میدان کارزار میں آجائیں گے اور
کشاکش میں بہت زیادتی ہوجائیگی، ان کے الگ رہنے کی صورت
میں اگر کسی قوم کے دو کروڑ افراد تھے ابھی اور تنازع للبقاء میں مصروف

تھے تو ان کے تازہ دم ہو کر آجانے سے ہزار دو ہزار یا دس ہزار سالانہ کا اضافہ ہو جائیگا، اور نوع انسانی کے لئے یہ ایک بہت بڑی مصیبت ہو جائیگی۔ یہ اندیشہ کہ دنیا میں رزق سے زیادہ رزق پیدا کرنیوالوں کی تعداد ہو جائیگی، بالکل اسی قسم کا ہے جیسا منع اولاد کی تحریک کے حامی پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ اگر منع اولاد کی تدابیر سے کام نہ لیا گیا تو انسانی آبادی چند روز میں بڑھتے بڑھتے اس قدر زیادہ ہو جائیگی کہ زمین پر ان کے رہنے کو جگہ نہ مل سکے گی۔ منع اولاد کے حامی اس حقیقت کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کر لیتے ہیں کہ دنیا میں بہت سے ایسے جانور موجود ہیں جنہیں کوئی ہلاک نہیں کرتا پھر بھی آجتک انکی نسل اتنی بھی نہ بڑھ سکی کہ تمام دنیا پر قبضہ کر لینا تو بڑی چیز ہے، وہ خصوصیت کے ساتھ اپنے آپ کو نمایاں ہی کر لیتے۔ اسی طرح اعادہ شباب کے مخالفین اس حقیقت کو فراموش کر دیتے ہیں کہ رزق آسمان سے نہیں اترا کرتا ہے، بلکہ انسانی محنت اُسے زمین سے نکالا کرتی ہے، اگر ہماری جماعت میں تھوڑے سے محنتی افراد کا اضافہ ہو جائے تو اسکے معنی صرف یہی ہیں کہ ہم رزق کی زیادہ مقدار زمین سے نکال سکیں گے اور کسی وقت میں بھی کوئی کمی رونما نہ ہوگی بصورت موجودہ جو بوڑھے اپاہج محنت کئے بغیر بیٹھے بیٹھے کھا رہے ہیں تو وہ فی الحقیقت جماعت پر ایک بار ہیں لیکن اگر وہ رزق پیدا کر کے کھایا کریں تو جماعت کے سر سے یہ بار اُٹھ جائیگا۔

بعض اطباء نے اس قسم کے خیالات بھی ظاہر کئے ہیں، کہ یہ ایک مسئلہ ہے کہ جسکا تعلق انسان کے پست تر جذبات سے ہے اسلئے اس قابل نہیں ہے کہ کوئی عالی خیال حکیم اسکی جانب توجہ کرے یہ دلیل بھی بہت ہی عجیب و غریب معلوم ہوتی ہے، اول تو اس لئے کہ اعادۂ شباب کے مسئلے کو قوائے شہوانی تک محدود کر دینا صریح ظلم ہے، قوائے شہوانی سے اگر اسکا کوئی تعلق ہے تو صرف اس قدر کہ جس طرح جسم کے تمام اعضاء میں ایک نئی زندگی پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح ان قویٰ کی بیداری کا بھی امکان ہے، خصوصیت کیساتھ کسی خاص قوت یا کسی خاص عضو سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہے دوسرے اس لئے کہ اگر آتشک اور سوزاک کے مریضوں کا علاج کرنا جریان اور نامردی کے مریضوں کے لئے نسخے لکھنا، اور آلات تولید پر مختلف قسم کے اعمال جراحی کرنا اور اس نیت کے ساتھ کرنا کہ یہ آلات مرض کے نتیجے سے بیکار نہ ہو جائیں جائز ہے اور اس میں کوئی ابتذال اور پستی نہیں پائی جاتی تو آخر اعادۂ شباب کے مسئلے کے متعلق تجربے اور تحقیقاتیں کیوں مبتذل اور پست کام ہیں جب کہ یہاں عمل جراحی کا مقصد بھی یہ نہیں ہوتا کہ اس کے ذریعے سے آلات تولید کی خرابیاں رفع کیجائیں۔

بعض اصحاب کو اس مسئلے سے خدا واسطے کا بیر تھا اور وہ اپنی خصومت کے جوش میں اس قدر آگے بڑھ گئے کہ بلا تکلف اس بات کا اعلان کر دیا کہ اس عمل کے ذریعے سے قویٰ میں ایک عارضی بیداری پیدا ہوتی ہے اور اسکے بعد انحطاط بہت ہی تیزی کے ساتھ رونما ہوتا ہے۔ اور مریض کی عمر بڑھنے کی بجائے کسی قدر گھٹ جاتی ہے۔ اپنی رائے کے ساتھ ان کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہ تھا جو وہ پیش کرتے، اول تو اگر اس عمل کا فی الحقیقہ یہی نتیجہ نکلا کرتا کہ ایک ضعیف اور بوڑھا شخص جو بمشکل اپنی زندگی کے دن پورے کر رہا ہو اور جسے درحقیقت زندگی وبال معلوم ہوتا ہے کسی ذریعے سے اس قابل ہو جائے کہ زندگی میں اس کے لئے پھر دلچسپیاں پیدا ہو جائیں اور پڑے پڑے ایڑیاں رگڑنے کی بجائے وہ دنیا میں کام کرنیکے قابل ہو جائے اور پھر چند روز بہت ہی سرعت کے ساتھ قویٰ میں انحطاط رونما ہو کر اسکا خاتمہ ہو جائے تو کیا زندگی کے چند ایسے دن کہ جو انتہائی تکلیف و مصیبت میں بسر ہو رہے تھے، دیکر ان کے بدلے چند روز کی پر لطف زندگی خرید لینا کوئی مہنگا سودا ہے؟ دوسرے یہ کہ سرے سے اس خیال ہی کی کوئی اصلیت اور کوئی بنیاد نہیں ہے اور جانوروں اور آدمیوں میں کسی معمول پر یہ کیفیت نہیں گذری ہے،

معترضین میں ایک دو ایسے بھی تھے کہ جنہوں نے خیال کی اشاعت کی تھی کہ مجری المنی پر اس عمل جراحی کا نظام عصبی پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے اور اپنے اس اعتراض کی صحت ثبوت میں اُنہوں نے صرف ایک ایسے معمول کا حوالہ دیا تھا

عمل جراحی کے ساڑھے تین مہینے بعد دیوانہ ہوکر مرگیا تھا۔ اشتائناخ کا عمل جراحی اس وقت تک کئی سو آدمیوں پر کیا جا چکا ہے اور بہت سے مختلف ڈاکٹر یہ عمل کرتے رہے ہیں لیکن اس وقت تک صرف تین معمول ایسے ہوئے ہیں جنکی موت واقع ہو چکی ہے۔ ان تین میں ایک تو یہی تھا کہ جسکا ذکر ہو چکا ایک دوسرے شخص کا انتقال عمل جراحی کے ایکسال بعد نمونیا کے مرض سے ہوا، اور تیسرا ایک باٹھ سال کا بوڑھا تھا جسکی شرائین کی دیواریں تقریباً بالکل چونے میں تبدیل ہو چکی تھیں اور جس پر عمل کرنے کے لئے ڈاکٹر صرف اس لئے راضی ہو گئے تھے کہ خود معمول نے انکے انکار کے باوجود بڑی منت وسماجت کے ساتھ درخواست کی تھی۔ یہ شخص بھی کئی مہینے تک بہت اچھی حالت میں رہا اور اسے اس قدر نفع پہنچا تھا کہ شاید مدتوں زندہ اور تندرست رہتا، اگر شراب نوشی کی کثرت اس کے اعضائے رئیسہ کو خراب نہ کر دیتی۔ اسکا انتقال عمل کے پانچ ماہ کے بعد سکتہ کے مرض سے ہوا،

ان تینوں میں سے کسی ایک معمول کی موت کے متعلق بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ عمل جراحی کا نتیجہ تھی، یوں بدنام کرنے کی غرض سے ہم بآسانی ایسا کر سکتے ہیں کہ آج کسی ڈاکٹر یا حکیم کا نسخہ پی کر کل کوئی مریض اپنے مرض کے اثر سے مرجائے تو اُسے یہ کہدیں کہ موت تو اس نسخہ کی وجہ سے لاحق ہوئی ہے، اس ضمن میں ایک یہ بات بھی پیش نظر رکھنی ضروری ہے کہ مجری المنی کے قطع کرنے کا عمل کوئی نیا عمل جراحی نہیں ہے کہ جسے اشتائناخ نے یا کسی اور نے ایجاد کیا ہو۔ مدتہا مدت سے یہ عمل مریضوں پر کیا جاتا رہا ہے گو اس صورت میں اسکی غرض اعادۂ شباب نہ تھی، بلکہ انسانی آلاتِ تولید کے بعض امراض کے علاج کے طور پر کیا جاتا تھا۔ خود ڈاکٹر اشتائناخ نے بھی جب پہلی مرتبہ یہ عمل کیا ہے تو اعادۂ شباب کی غرض سے نہیں کیا تھا، بلکہ اپنے ایک مریض کے علاج کے طور پر کیا تھا جو آلات تولید کی کسی بیماری میں مبتلا تھا۔

اس جگہ یہ ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب یہ عمل جراحی پہلے بھی کیا جاتا تھا تو اسکے اثر سے ان مریض معمولوں میں شباب رفتہ کا اعادہ کیوں ظہور پذیر نہ ہوتا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ اسوقت تک اعادۂ شباب کا خیال تک کسی ڈاکٹر کے ذہن میں نہ تھا۔ اس لئے جو علامات پیدا ہوتی تھیں، ان پر تعجب کا اظہار تو ضرور کیا جاتا تھا لیکن ان کے متعلق یہی خیال کر لیا جاتا کہ مریض جس مرض میں مبتلا تھا اس سے شفایابی کا یہ اثر ہے، پھر یہ کہ بہت سے مریضوں کے متعلق ڈاکٹروں کو یہ دیکھنے کا موقع ہی نہ ملتا تھا کہ ان کے عمل جراحی نے کس قدر حیرت انگیز نتائج پیدا کر دیئے ہیں، کیونکہ اعادۂ شباب کی علامات عمل جراحی کے کئی مہینے کے بعد ظاہر ہوا کرتی ہیں اور اتنی مدت گذرنے سے پہلے ہی انکے مریض شفایاب ہوکر ان کے ہسپتال سے چلے جاتے تھے۔ اب جبکہ یہ خیال پیدا ہوا کہ اس عمل کا نتیجہ اعادۂ شباب ہوتا ہے تو ڈاکٹروں نے بہت برسوں کے پرانے کاغذات تلاش کئے اور بہت کچھ چھان بین کرنے پر یہ معلوم ہوا کہ تقریباً چالیس فیصدی ایسے مریضوں میں کہ جن پر یہ عمل جراحی کیا گیا تھا یا جن کے اس حصۂ جسم پر کسی دوسرے مرض کے علاج کے طور پر عکس ریز شعاعیں ڈالی گئی تھیں اعادۂ شباب کی علامتیں رونما ہوئی تھیں جنہیں اسوقت اسلئے نظرانداز کر دیا گیا تھا کہ شباب کے اعادہ کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا،

اسی قسم کے اور بہت سے اعتراضات کئے گئے ہیں اور کئے جا رہے ہیں، لیکن اچھی طرح تمام باتوں پر غور کرنے کے بعد یہ ماننا پڑتا ہے کہ ان اعتراضات میں کچھ زیادہ جان نہیں ہے اور ڈاکٹر اشتائناخ، ڈاکٹر وارونوف، اور ڈاکٹر ہلڈسٹن تمام دنیائے طب کے شکریہ کے مستحق ہیں کہ اُنہوں نے علم طب میں ایک نیا باب کھولدیا ہے،

مستقبل سے توقعات

اعادۂ شباب کے مسئلے کے تعلق ایک تو یہ بات یقینی طور پر طے ہو گئی کہ یہ اب ہزاروں بلکہ شاید لاکھوں سال کی تمناؤں، آرزوؤں، اور کوششوں کے بعد ایک دلچسپ اور دل خوش کن خواب کے درجے سے ترقی کر کے خشک اور بیرنگ

دنیائے علم وفن کا ایک مسئلہ بنگیا ہی۔ اب اسکا نام سن کر کسی بے بالوں والے سر کے فلاسفر یا ڈاکٹر کی ہمت نہیں ہوسکتی کہ ایک حقارت آمیز تبسم کے ساتھ اسکی طرف سے منہ پھیر لے۔ وہ لوگ بھی کہ جنکی مخالفتیں ابھی تک جاری ہیں۔ دبی زبان سے اتنا ضرور ہی تسلیم کرتے ہیں کہ اشتائناخ اور دارونوف وغیرہ کے اعمالُ جراحی بالکل بے نتیجہ نہیں ہیں۔

اسیطرح ہمیں یہ بھی یقینی طور پر معلوم ہوچکا ہے کہ ذریعہ اور طریقہ خواہ کچھ بھی ہو، اگر ہم نالی کے غدودوں کے اس حصے میں تحریک پہونچا سکیں جو اندرونی رطوبت پیدا کرتا ہی تو اس اندرونی رطوبت کی افراط دوسرے غدودوں میں یہی کیفیت پیدا کردیتی ہی اور سیطرح غدددونکا پورا نظام از سر نو کام کرنے پر آمادہ ہوکر جسم میں پھر وہی کیفیات پیدا کردیتا ہی کہ جن سے ضعیفی کی آمد نے اسے محروم کردیا تھا۔

یہ دونوں باتیں تسلیم کرنیکے بعد اس مسئلے مستقبل کے متعلق رائے قائم کرنا کچھ دشوار نہیں رہتا علم وفن کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ دنیا میں کسی موجد کی کوئی پہلے دن سے مکمل صورت میں دنیا کے سامنے نہیں آئی تھی، موجد اپنے خیالات کو ایک ایسی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کردیتا ہی کہ جس سے وہ خیال یا کسی مسئلے کا وہ بنیادی اصول کہ جو سالہا سال سے اسکے دماغ میں چکر لگا رہا تھا ارباب علم وفن کی نگاہوں کے سامنے آجائے اور انکی سمجھ میں آسکے۔ یہ کام اسکے بعد والونکا ہے کہ اس ایجاد کو ترقی دے کر بہر صورت مکمل کرلیں۔

تحقیقاتیں جاری ہیں، تجربے ہورہے ہیں۔ اور غالباً وہ دن دور نہیں ہے جبکہ کوئی اس سے بھی آسان ذریعہ اندرونی رطوبات کو زیادہ کرنے کا نکل آئیگا اور اسکی بدولت بوڑھے اور از کار رفتہ لوگوں کے لئے از سر نو جوان اور قابل کار بنجانا اس قدر دشوار نہ رہیگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جسم انسانی کا کوئی اور غدود ایسا معلوم ہوجائے کہ جس پر عمل جراحی کرنا اس سے بھی زیادہ آسان ہو۔ کہ جتنا ڈاکٹر اشتائناخ کا عمل ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی دوسرے غدود کا پیوند لگانا آئندہ چلکر اس سے بھی زیادہ مفید اور آسان طریقہ ثابت ہوگا اور تھائمس غدود کے پیوند کا تجربہ کیا جاچکا ہی اور دونوں صورتوں میں کامیابی ہوئی ہے۔

ہمیں معلوم ہے کہ غدودوں کے نظام کا باقی جسمانی نظام سے بہت ہی گہرا تعلق ہے اس لئے اس بات کے بھی امکانات ہیں کہ آئندہ محققین یہ ثابت کرسکیں کہ غدودوں کی اندرونی رطوبت زیادہ کرنیکے لئے یہ ضروری نہیں ہی کہ کسی بے نالی کے غدود ہی میں تحریک پیدا کیجائے بلکہ جسم کے کسی اور حصے میں تحریک پہنچا کر بالواسطہ طریقے پر ان غدودوں میں تحریک پیدا کیجاسکتی ہے اور اس طرح ان غدودوں کو چھونے اور چھیڑنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔

عکس ریز شعاعوں کے اثرات تو معلوم ہو ہی چکے ہیں مزید تجربے ممکن ہے کسی دوسری ایسی شعاعوں کا پتہ دیدیں جنکا استعمال بالکل ہی بے خطر و بے ضرر ہو اور اعادۂ شباب کی خاطر اعمال جراحی سے کوئی واسطہ ہی نہ رہے۔

دواؤں میں الکحل اور آیوڈین کے متعلق یہ تحقیق ہوچکی ہے کہ ان کے ذریعہ سے وہی اثرات پیدا ہوسکتے ہیں اور ممکن ہے کہ ایرانی شعرائے جو شراب کو جاں بخش، جاں پرور، قوت روح، اور حیات سیال کے ناموں سے یاد کیا ہی اسکی یہی وجہ ہو کہ وہ الکحل کے اثرات سے جو شراب کا جزو اصلی ہی واقف ہوں مستقبل یہ بتا سکے گا کہ ان دواؤں کے استعمال کا کوئی ایسا محفوظ اور بے ضرر طریقہ بھی ہوسکتا ہی کہ انکا اثر صرف ان غدودوں تک محدود رہے کہ جن میں تحریک پیدا کرنی ہو اور باقی جسم ان کے سمی اثر سے بالکل پاک صاف اور مصئون رہے۔

اسکے بھی امکانات ہیں کہ الکحل اور آیوڈین ہی طرح کچھ اور دوائیں ایسی معلوم ہوجائیں کہ جو اپنے اثر سے غدودوں کے نظام کو تو چھیڑ دیں لیکن جسم انسانی کے لئے کسی طریقے پر زہر نہ ہوں اور کسی دقت یا اندیشے کے بغیر استعمال کی جاسکیں۔ بہر حال

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں — ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

Hamdard-i-Sehat, Delhi
"REJUVENATION NUMBER"
JULY 1934.
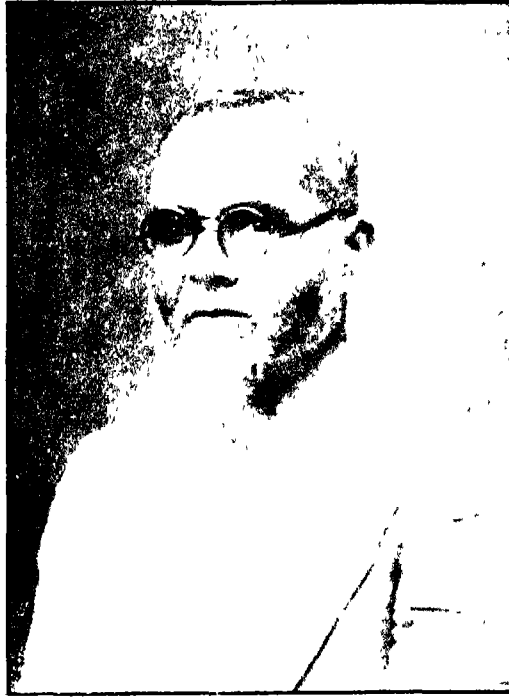
ڈاکٹر سعد احمد صاحب " سعد " بریلوی -

Dr Saad Ahmad, "Saad" Barelvi

Hamdard-i-Sehat, Delhi.
"REJUVENATION NUMBER"
JULY 1934.

ہمدردِ صحت - دہلی
اشاعتِ خاص تجدید و اعادۂ شباب
اور درازیٔ عمر

ایوب سلیم مرحوم
ابن حکیم مولوی محمد یوسف
صاحب - (نیر)
Late Ayub Salim
s/o
Hakim Molvi Mohd. Yusuf
Nayyar

علامہ شبلی نعمانی
کی
آخری تصویر
Allama Shibli
Numani

جناب حکیم مولوی محمد یوسف
صاحب - (نیر)
نیر
Hakim Molvi Mohd. Yusuf,
Nayyar

(از علامہ ادیب مولوی حکیم محمد یوسف صاحب نیر ضلع بیڑ (اورنگ آباد)

تمہید

براے امتحانم رخصت پرواز می بخشند
مگر صیاد پندارد کہ من بال و پرے دارم

دوستو! آجکل اعادۂ شباب کا مسئلہ طبی جرائد کے گہوارے میں کچھ اس انداز سے نشو و نما پا رہا ہے کہ اپنی دلربایانہ اداؤں کے باعث "کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست" بن گیا ہے، گہوارے کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا کہ ابھی یورپ کے اساتذۂ فن کی ساحری بھی "اعجوبہ" بنی ہوئی ہے جس نے ابھی کوئی یقینی عملیہ جلوہ گاہِ حدوث میں پیش نہیں کیا ہے اور اعادۂ شباب کا تخیل ہنوز چیچک کے ٹیکے کی برابر بھی یقین کا درجہ نہیں پا سکا ہے اس لئے میں خود اُن بعض دولت کے دیوتاؤں سے واقف ہوں جو اس طفل کے سوار کے روپ میں "درشن" کی تمنائے ناکام کا شکار بن چکے ہیں۔

عدیم الفرصتی مجھے سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں تھی بعض احباب کے اصرار نے شاید "ملال نجھکر" سمجھکر اس آرزوے خام کے رازداروں میں شریک فرمانا ضروری سمجھا، کیا اچھا ہوتا اگر عنوان کے شعر کا مفہوم میری نجات کی سفارش کر سکتا" سچ سچ "تو یہی ہے کہ ایسا مضمون جو اشتہاری دُنیا کا کھلونا بن گیا ہو، اس کٹ پتلی کے ساتھ کھیل کھیلنے میں ہمت جھجک رہی ہے۔

"دلم بسبحہ و سجادہ و ردا لرزد"
"کہ دزد قافلہ بیدار و پارسا خفتست"

آخر مروت کا آئینہ چکنا چور نہ کیا جا سکا، اور میں نے ایک خاص کوشش کیطرف ذرا قدم بڑھایا کہ ایسا اہم اور دقیق مضمون لکھنے سے پہلے کچھ مصالحہ حیدرآباد کی شہرۂ آفاق لائبریری میں ہاتھ لگ جائے تو نمک مرچ لگا کر یاران طریقت کے لئے "چٹخارا" بنا سکوں

عموماً اچھی کتابوں کا قحط کس قدر اچنبھے کی بات ہے کہ مجھے اس گرانبہا کتب خانہ میں بھی کچھ انمول موتی رولنے کا موقع نہ ملا اسوجہ سے قاصر ہوں کہ "تاج زرین" کی آرزو شاید ہی پوری کیجا سکے افسوس. جہاں علوم قدیمہ کی ہزاروں نایاب بے بہا کتابیں کیڑوں کی خوراک بن رہی ہیں وہاں فن طب کا سرمایہ بھول بھلیوں کا افسانہ بن گیا ہے، دورِ حاضرہ میں طب یونانی کی بے بسی اور بے کسی کی حالت اور کیا ہوگی۔ پھر بھی جتنی کتابیں "اعضائے تناسل" کے متعلق تھیں اُن پر غلط انداز نگاہ ڈالنی ہی پڑی۔

(۱) الایضاح فی اسرار النکاح فی القوۃ علی الباہ نمبر ۱۳۵ مصنفہ شیخ داؤد ضریر انطاکی

(۲) رسالہ استمنا۔ امام الدین نمبر ۶۰۰

(۳) رسالہ آتشک، سید محمود گیسودراز حسینی نمبر ۳۲۶

(۴) ضیاء الابصار فی حدالباہ جناب حکیم محمود خاں صاحب مغفور دہلوی نمبر ۶۱۰

(۵) لذت النسا۔ ابو مظفر ہیبت اللہ ابن محمد اردشیر نمبر ۲۴۷

(۶) آئینۂ سوزاک۔ ڈاکٹر چمن شاہ شامل نمبر ۹۶

(۷) تدبیر بقائے نسل انسان - سید غلام حسین نمبر ۱۵
(۸) رسالہ ازالۂ آتشک - سیتا رام نمبر ۲۳۴
(۹) رسالہ سوزاک و آتشک ڈاکٹر راجندر نمبر ۲۴۷
(۱۰) عجالۂ جریان حصہ اول و دوئم امام الدین نمبر ۹۸
(۱۱) نصیحت نامہ ڈاکٹر نکلسن نمبر ۲۵۳

اس مسئلہ میں استدلال عقلی وغیرہ کی ضرورت

مختصر یہ کہ جہاں فن طب کی اعلیٰ ترین کتابوں کا کال تھا وہاں اس مضمون خاص کے لئے بھی کوئی ایسا مواد نہ مل سکا جسکا استدلال تشنہ کامان آرزو کی پیاس بجھا سکتا اس مجبوری نے ایسے مسئلے کی تصویر کو جسکا تعلق اعضائے تناسل اور بقائے نسل سے ہے۔ استدلال عقلی، مطالعہ فطرت اور تجارب متعددہ کے آئینہ پر صفحا میں مشاہدہ کرانے پر مجبور کیا ہے

استدلال عقلی

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایک نوجوان جو اٹھارہ برس کی عمر سے پہلے اپنے ہاتھوں قدرت کے اس خزانہ کو لٹا چکا ہے جس میں کوہ نور سے زیادہ جگمگاتے ہوئے جواہرات موجود تھے تو کیا "بہیک" اسکی مسرت کا دامن بھر سکتی ہے کبھی نہیں - ہرگز نہیں "ناممکن"

"پہلو میں دل ہے لیمپ منگو نکا کال ہے
کیونکر جلے چراغ کہ اب تیل ہی نہیں"

اب امیر فلاش جسکا عارض گلگوں شام کی دھوپ کیطرح زرد پڑگیا ہو گردن اور کمر ایک پیر ناتواں کیطرح سہارے کی ممنون ہوگئی ہو۔ اور وہ زار و نزار "شباب" کا خواب دیکھنا چاہے تو اسکی آرزو کی تعبیر ماتم کے سوا کیا ہوگی۔

اس لئے ہم معمائے شباب کا عقدہ ایک ہی طرح حل کرسکتے ہیں اور ہمارا استدلال عقلی اسی نتیجہ پر پہنچا ہے کہ "قوت" کے بازیگاہ میں ایک پرامید تماشہ آغاز کیا جائے اور سنجیدگی کے ساتھ اس گیم Game کو کھیلا جائے

قوت

عرصہ دراز تک زندگی طرح زندہ رہنے ہر طرح سے سرد و گرم برداشت کرنے اور کشمکش حیات میں کامل مبارزت پر تیار ہونے کا نام قوت ہے "شباب" بھی اسی قوت کا ایک مظاہرہ سمجھنا چاہیئے۔

قوت کے حاصل کرنے اور برقرار رکھنے یا اعادۂ شباب کی مہم سر کرنیکا پہلو کیا ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہونا چاہیئے کہ اولاً جسمانی طاقت کو یوماً فیوماً اصول حفظان صحت کی پابندیوں سے بڑھایا جائے۔ ثانیاً یہ کہ مناسب دواؤں کے داخلی اور خارجی استعمال سے مافات کی تلافی کیجائے۔

یاد رکھئے کہ قوت انسان کے عضو عضو میں پارے کی مثال ہوتی ہے، اسکا جوش و خروش اُسکے جذبات اور ولولے، ہمت اور استقلال، حیرت انگیزیوں کے میدان میں نہایت عظیم الشان اور دلچسپ ہوا کرتے ہیں۔ لوؤں کی لپٹیں اور برف کی چٹانیں۔ پہاڑ۔ اور دریا، ایک طاقتور انسان کی ہمت کے قدم کبھی نہیں روک سکتیں، اور طاقت و قوت ہی اسکو کامیابیوں کے زینوں پر اچھالتی ہوئی لے جاتی ہے جسکو ایک کمزور کے دل کی آرزو چھونیکا تصور بھی نہیں کرسکتی۔ قوت جسمیں نہیں ہے اُسکا زندہ رہنا نہ رہنا یکساں سمجھا جاتا ہے، نہ وہ معرکہ حیات کا حریف بن سکتا ہے اور نہ اسے زندگی کی خوشیوں پر کوئی حصہ ملسکتا ہے، پھر بھی اس نیم جاں کے دل میں یہ آرزو ضرور ہوگی کہ ایک بیش بہا زندگی کا موقع کاش پھر میسر آجائے اور وہ زندوں میں ایکبار شمار ہوسکے۔

ہم مشورہ دیتے ہیں کہ جب تک جان باقی ہے جسمانی قوت حاصل کرنے کی خواہش کو مردہ نہ بنایا جائے، چراغ میں تیل نہیں رہا ہے تو بھی قوت بڑھانیکے طریقوں سے روغن حاصل کیا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ صلاحیت بالکل سلب نہ ہوچکی ہو۔

جسمانی قوت کا راز

قوت کا راز اسی میں مضمر ہے کہ جسم کے تمام اعضا ادائے

فرائض میں موزوں اور یکساں اور پورے تنظیم فطرت کے پابند رہیں مثلاً معدہ جہاں سے خون کے تیار ہونیکا کام شروع ہوتا ہے۔ اسکی اہمیت عریاں ہے، ہمارے جسم میں خون اگر نہیں ہو تو وہ ایک ہیزم خشک ہو، کیا کسی نے کبھی دیکھا ہے کہ سوکھی لکڑی پھولوں سے لدی پھندی ہو، پتے اور شاخیں جھوم رہی ہوں اور پھل ٹپکے پڑتے ہوں اسیطرح خون جسم میں نہ ہوگا تو انسان ثمرات زندگی سے محروم سمجھا جاویگا۔

معدہ جو قدرت کا ایک خوبصورت سا مشکیزہ اور ہضم کی تکمیل کے لئے چار پرت سے بنایا گیا ہو۔ غذا پہنچنے کے بعد اسکے عضلاتی طبقے میں سیدھے ترچھے اور گول ریشو نکے سکڑنے اور رطوبت ریز گلٹیوں کی رطوبت ملنے سے تدریجی طور پر غذا ہضم ہونے لگتی اور آنتوں میں پہنچتی رہتی ہے جہاں ہضم کامل ہوکر بذریعہ عروق ماساریقا یہ جوہر غذا خون کی رنگینیاں حاصل کرتا اور تمام بھوکے پیاسے اعضار کی بھوک پیاس بجھاتا رہتا ہے۔ ناظرین غور فرمائیں کہ خون اگر نہ بنے یا اجزائے خون کے صفات میں کوئی نقص رہ جائے۔ تو اعضا بھوکے کے بھوکے رہ جائیں گے یا ناقص خون کی غذا سے نقصان اٹھائیں گے۔ پھر قوت کہاں اور حصول قوت کیا شے ہے اسلئے ایک طاقتور معدہ ہی قوت کی سربراہیاں کرسکتا ہے ورنہ دل اور اسکی امنگیں سب کی سب ہیچ ہونگی۔

قوت کے تخیل نے دل کی یاد بھی تازہ کرادی، دل بلاشبہ قوت کا مرکز ہے حیات کا مرکز اور انسانی کائنات کا مرکز ہے اُسکو ایسا اہم بالاشان عضو، ایسا عجیب و غریب اور اتنا قوی عضو سمجھنا چاہیئے کہ رات دن مہینوں، برسوں بلکہ ساری عمر یا مرنے کے کچھ بعد بھی نہ آرام لیتا ہے نہ اکتاتا ہے اور نہ تھکتا ہے تو کیا ضروری نہ ہوگا کہ اسکو طاقت ور رکھنے کی طرف بھی اعتنا خاص کیا جائے۔

یہی حالت شش (پھیپھڑوں) کی ہے کہ وہ جذب نسیم اور اخراج دخان کی ذمہ داریوں میں سوتے جاگتے دن رات لگے ہوئے ہیں۔ اگر ایک لمحہ بھی اپنا کام بند کردیں تو دم گھٹ جائے اور سانس نکل جائے۔ پھر کیونکر ان کی قوت کی تنظیم نظر انداز کیجا سکتی ہے، کیا خون کی صفائی اور قوت کا انحصار ان پر نہیں۔

مختصر یہ کہ گردے، جلد، اور جگر وغیرہ تمام اعضا اپنے افعال میں اگر بجھی بجھی اور سستی یا تغافل کرنے لگ جائیں تو جسم کے اندر زہریلے مادوں کا انبار جمع ہو جائیگا اور "میاں بدبو" قوت کو ترستے رہ جائیں گے، جگر بھی ایک قیمتی چیز "صفرا" کا سرچشمہ ہے صفرا ایک خاص مقدار سے غذا میں شامل نہ ہوا کرے تو فعل ہضم کبھی انجام نہ پائے اور نظام ہاضمہ بگڑ جائے یا بسا اوقات احتباس کے باقی رہجانے سے خون میں جراثیم عفنہ بڑھنے اور نشو و نما پانے لگیں جو دوران فساد اور فساد صحت کا ایک لازمی سبب ہوتے ہیں اور "قوت" کو یا در ہوا سینا دیا کرتے ہیں۔ یاد رکھیئے قوت یا بقائے قوت کے لئے ہم میں سے ہر ایک بچہ، بوڑھا، جوان، مرد، اور عورت ان اعضار کی طاقتوں انکے عملوں اور کارگذاریوں کے ہر وقت محتاج ہیں اور ہم صاف کہہ سکتے کہ کسی انسان کے یہ تمام اعضار طاقتور نہیں ہیں تو قوت کا نام اُسکی "حیات مستعار" کی ڈکشنری سے خارج کردینا چاہیئے۔

دوستو اگر ایک مشین آپ کے قبضے میں ہو تو اُسکے کل پرزوں کو ٹھیک ٹھاک کرنیکے لئے کس قدر انہماک ہوتا ہے گھڑی بگڑ جائے تو گھڑی ساز کے نشتر غمزوں اور سائیکل خراب ہو جائے تو سائیکل ساز کے نخروں کا ممنون ہونا پڑتا ہو، مگر قدرت کی وہ مشین جس پر زندگی کا دار و مدار اور انحصار ہے اس گوہر بے بہا اور انمول موتی کی قدر و قیمت پر مہینوں اور برسوں دھیان نہیں دیا جاتا۔ ایک کمزور لاغر، زار و نزار بیماریوں اور جراثیم سے لدا پھندا جسم گھلتا رہتا ہے۔ اور قوت طاقت ہمت اور جرأت سب چیزیں مفقود ہو جاتی ہیں۔ یہانتک کہ ایک ہلکا سا دھکا اس بوسیدہ دیوار کو گرا دینے کے لئے کافی ہوتا ہے

ان وجوہ سے ہمارا فرض ہوگا کہ قوت کے حصول میں تمام اعضائے جسمانی کی زندہ تاریخ کا مطالعہ کرنیکے بعد "شباب" اور قوت شباب یا اعادۂ شباب کے میدان تخیل میں مبارزت کے لئے قدم بڑھایا جائے ورنہ شکست قسمت میں لکھی جائیگی،

جسم کے غدود بھی اسکی قوت پر مؤثر ہیں +

اعضاء غذا و ہضم اور آلاتِ خون کی قدرت جس طرح خود انکی صحت اور قوت پر منحصر ہے اسی طرح ان غدودوں کی صحت اور قوت بھی جسم کی صحتِ عامہ اور قوت خاص کیلئے درکار ہے جو بقائے ذات اور بقائے نسل میں، ایک خاموش اشتراکِ عمل رکھتے ہیں مثلاً غدۂ مستدیرہ (نخامیہ) ایک ایسی رطوبت کا سرچشمہ ہے جس پر اعضائے بدن کی پرورش کا بہت کچھ دار و مدار ہے، دورِ حاضرہ کے تجارب اس خیال کو یقینیات کی فہرست میں درج کرا چکے ہیں کہ جسوقت اس غدے کی رطوبت (افراز) کو دوائے عمل احتقان کے ذریعہ سے جسم میں پہنچایا جاتا ہے تو عروق شریانی اس سے سکڑ جاتی ہیں اور عضلات غیر ارادی میں انقباض پیدا ہو جاتا ہے، رحم بھی اگر پھیلا ہوا ہے تو سکڑ جاتا ہے اور یہ ننھا سا غدہ جو اوسط دماغ میں لونگ کی شکل سے ملتا جلتا نرم اور نازک اور تین حصوں پر منقسم ہے تمام جسم پر عمیق فرمانروائی رکھتا ہے۔ اگر یہ ننھی سی گلٹی ماؤف ہو جائے اور اسکا خلاصہ جو حیرت انگیز طور پر خون میں شریک ہوتا رہتا ہے۔ اپنے افادہ سے مایوس کر دے تو نشو و نما کی ترقی رک جاتی ہے اعضائے تناسل کے کاروبار پر فتور پیدا ہوتا جاتا ہے اور ایسی تبدیلیاں نمودار ہو کر تمام جسم کی ساخت کو مستقبل قریب یا بعید میں حیرت کا پتلا بنا دیتی ہیں مختصر یہ اسی غدے کے نشو و نما نہ پانے سے انسان بونا رہ جاتا ہے اور اسی کے غیر فطری طور پر بڑھ جانے سے آدمی بل شل اور بل دمان نظر آنے لگتا ہے اصغر نخامیت اور کبر نخامیت انہی بیماریوں کے نام ہیں یہ پچوٹری گلینڈ اسی کا نام ہے،

اسکے سوا ایک اور غدہ درقیہ (حلقومیہ) ہے، اسکو بھی جسم کی صحت اور قوتِ عامہ میں ایک خاص فرمان فرمائی کا دخل ہے بچوں کے بدن سے اگر اسکو نکال دیا جائے تو ایک قسم کی حماقت یا جنون کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، اور ان کے دماغ کا نشو و نما بہت کم ہو جاتا ہے۔ جوانوں میں اگر اسکو نکال دیجیے تو جسم نہایت سست پڑ جاتا ہے، ہاتھ پاؤں بھدے ہو کر ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، جلد کی کھال ڈھیلی پڑ جاتی ہے، بال گر جاتے ہیں اور عضلاتِ بدن میں رعشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ غدہ تھائرائڈ گلینڈ کہلاتا ہے۔ یہی قوت موثرہ غدہ فوق الکلیہ (کلاہ گردہ) او سوپرارنیل گلینڈ کی ہے کہ وہ بھی جسمانی صحت و قوت میں بالخاصہ عامل اور موثر ہے اسکے نکال لینے سے عضلات ڈھیلے اور سست پڑ جاتے ہیں بندروں پر عمل کرنیکے بعد دیکھا گیا ہے کہ سست اور مضمحل رہنے لگے اور مضمحل سے ہو گئے، لیکن جب اسکا خلاصہ (جوہر) جسم میں پہنچایا جاتا ہے تو ارادی اور غیر ارادی عضلات میں یکایک انقباض کی قوت بڑھ جاتی ہے، رگیں تن جاتی ہیں خون کا دباؤ عروق کے اندر بڑھ جاتا ہے، دل قوی ہو جاتا ہے اور بعض نازک حالتوں میں مریض چونچال ہو بیٹھتا ہے، یہ وہ تجربے ہیں جن کو ہم آئے دن اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں،

مختصر یہ کہ علم الغدد کی چھوٹی سی کہانی اس لئے بیان کر دینی پڑی کہ ناظرین "قوت" "شباب" اور "اعادۂ شباب" کی داستان میں ان شاندار اور اعضائے خاص کے قوائے عاملہ سے بیخبر نہ ہو جائیں جس کے ادائے فرائض پر نہ صرف قوتِ عامہ کا انحصار ہے بلکہ "حیات" کا بھی ان پر دار و مدار ہے

استدلال عقلی کا نتیجہ

یہ استدلال عقلی ہماری عنان خیال کو اس طرف کھینچتا ہے کہ جسوقت قوت حاصلہ یا حصول قوت کا تخیلہ

پنے دماغ میں لائیں تو اس سے لازم کو صحت عامہ کے دئے سو
دشمن کرنے کی طرف التفات فرمانا ضروری ہو، کیونکہ روغن اور
وشنی کا سرچشمہ یہی آلات ہیں، اِس لئے اگر وجوہ بالا سے صحت
امہ میں کچھ نقائص موجود ہیں تو پہلے ان کا دور کرلینا مناسب ہے
رنہ کامیابیوں کی ہمیشہ بھول بھلیاں حائل رہے گی

قوت عامہ حاصل کرنے کے لئے خاص ورزش کی ضرورت ہے

یہ اعضا ر اگر امراض کی نگاہ بد سے بچے ہوئے ہیں تو صرف
رزش کا صحیح طریقہ قوت کی تائید میں ایک دانشمند رہنما کا کام
ے سکتا ہو، آپ غالباً جنین کی ابتدائی منازل کے مطالعہ
بں یہ غور فرما چکے ہونگے کہ سب سے پہلے ریڑہ کا ستون رحم
در میں تیار ہوتا ہے، اور اسکی اہمیت کو قانون آفرینش نے
بہت کچھ تسلیم کرلیا ہے، اس لئے ورزش کے اصول میں
سکا نظر انداز کر دینا اقتضائے فطری سے نہایت بعید ہوگا

اسلئے ہمارا فرض اولین ہے کہ "قوت" کو زاویۂ نگاہ
ہیرا تے وقت ہم چلنے، پھرنے، اُٹھنے، بیٹھنے اور ہر کام کو انجام
ینے میں ریڑھ کو سیدھا رکھنے کی عادت نہ بھولیں۔ کیونکہ ریڑہ
ر سیدھا رکھنا ٹھوڑی کو آگے پیچھے اور اندر باہر کرتے رہنا کندھوں
و پچھلی طرف مائل کرنا اور سینے کو پھیلائے رکھنا اور اسیطرح
مام اعضا ر کو علے الاکثر حرکت دیتے رہنا یہ ایسی باتیں ہیں جس سے
ہر وقت اعضائے بدن ایک مناسب ورزش میں مصروف
ہو سکتے ہیں۔ دوران خون قابل اطمینان ہوتا رہتا ہو اور بعض
مدے اپنے افرازات سے خون کو مالا مال کرتے اور قوت کو
بڑھاتے رہتے ہیں اگرچہ ان بے ریا خدمتوں کی کانوں کان
خبر تک نہیں ہوتی، تاہم ورزش کے باب میں ہم ایک بسیط
مضمون پیش کرنیوالے ہیں جسکی تفصیل اسوقت عجیب نہیں
کہ دخل در معقولات تصور کیجائے،

حیات اور قوت کی تحصیل

آپ سے یہ مقولہ

شاید سنا ہوگا کہ حیات حجریات میں سوتی ہو، پھولوں میں خواب
دیکھتی ہے، اور انسان میں جاگتی ہے۔ تو اسکا مقصد ظاہر ہو
انسان ہی میں حیات کی بیداریاں چوکنی ہوتی ہیں۔ وہ خود
ہی حیات کا پتلا ہے اور اُسی کی ہستی سے ایک غیر فانی
ارواح کا کا سلسلہ لا متناہی قائم اور لا محدود صدیوں کی ورق
گردانیاں کر رہا ہے،

ہم جب اس مسئلے کو چھیڑتے ہیں جس پر نسل انسانی
کی لا محدود ہستیاں عالم امکان کی آغوش میں کھیل رہی ہیں
تو قوت کی بحث میں "شہوت" کا نظریہ بھی صنعت ایہام کے
طور پر ہمارے سامنے آجاتا ہو۔ قوت اور شباب کے تذکرہ میں
لفظ "شہوت" بھول جانیکے قابل نہیں ہو، شاید تہذیب اسکا نام
لینے سے ناک بھوں چڑہائے، لیکن جماع کا فعل اسی جذبے کا
ایک خاص عملیہ ہے اور ہم "شہوت" کو قوت اور حیات کی زنجیر
میں بطور اسکی ایک کڑی کے اس بحث میں خاص جگہ دیتے ہیں
کیونکہ "شہوت" ایک قسم کی قوت کا مظاہرہ ہو، شباب یا اعادہ شباب
اسی کے ضمیمے ہیں اور یہاں اس لفظ کو خواہش جماع کے معنوں
میں استعمال کرنا کسی طرح دائرہ تہذیب سے خارج نہیں ہو،

نباتات سے لیکر حیوانات تک شہوت القاح کی پابند ہیں

ہم دیکھتے ہیں کہ پھل پھلاریوں، میوؤں اور اناج کی قسم کے مختلف غلوں کے
کارآمد اور بہترین بنانے میں جب علم اور سائنس خاص خاص طریقوں
پر عمل پیرا ہو تو کیوں خاص طور پر بنی نوع انسان کی قوتوں اور
انکی نسلوں کی طاقتوں اور ان کے جائز اور پاک جذبوں کا
احترام نظر انداز کیا جائے۔ اور کیوں "شہوت" کو اعتدال کی
زنجیر میں مقید کرنے کے پابند نہ ہوں۔

القاح کے بعد افسردگی لازم ہی

صحیفہ کائنات میں تمام مخلوق اس
قانون کی تابع ہے کہ بذریعہ القاح نسلوں کو بڑہائے، لیکن نباتات

میں القاح کے بعد اعضار تذکر مضمحل اور افسردہ ہو کر بیکار ہو جاتے ہیں،

اعضار تانیث بدلنے کے بعد میوے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور پھول جو نوعروسی کی سیج کے مماثل ہوتے ہیں، بالآخر صرصر فنا کی نذر ہو جاتے ہیں

یہی سلسلہ حیوانات کی بعض اصناف میں پایا جاتا ہے کہ جماع کے بعد ہی ان کے شعلۂ حیات میں افسردگی رونما ہوتی ہے انکا رنگ مدہم پڑ جاتا ہے، آواز بدل جاتی ہے، بال گر جاتے ہیں اور ان کے گوشت کو غذا بنایا جائے تو جوہر غذائیہ اور مغذیہ یعنی "حیاتین" بہت کم موجود ہوتا ہے، بلکہ سلسلہ ذوالحیات میں خصوصاً حشرات کی صنف میں ایسی انواع بھی پائی جاتی ہیں جن کے نر مجامعت کے بعد ہلاک ہو جاتے ہیں اور جماع ہی ان کی مشعل حیات کے لئے صرصر فنا بن جاتا ہے

شہوت جماع میں نہایت اعتدال کا زاویہ نگاہ ہمیشہ مدنظر رہنا چاہیئے

ان وجوہ سے شباب یا اعادۂ شباب کے معنی یہ نہیں ہو سکتے کہ ضائعات کی تلافی نہ ہو اور صرفیات کا سلسلہ جاری رہے۔ یہانتک کہ اس چراغ کے لئے وقت سحر قریب آجائے، جو شمع حیات کہلاتا ہے، سعدی علیہ الرحمۃ کی پاک روح پر خدائے قدوس رحمتوں کے پھول برسائے کیا پر معنی طور پر فرماتے ہیں۔

چو دخلت نیست خرج آہستہ تر کن
کہ می گویند ملاحاں سرودے
اگر باراں بہ کوہستاں نہ بارد
بسالے دجلہ گردد خشک رودے

انسان شہوت رانی کیلئے نہیں پیدا کیا گیا۔ افراط بے اعتدالیاں اور جماع کی انتہائے شیفتگی، شباب کے جوش و خروش کو مٹا دیتی ہے، اسکے اعضائے باطنی اور احشائے گوناگوں نقائص پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور وہ قیمتی غدے جنکے افرازات صحت کے لئے آب حیات سے زیادہ نیسان رحمت ہیں فرسودہ ہو جاتے ہیں یہانتک کہ صرف آنکھیں ہی حسرت نظارہ بن بنا کر پتھرا جاتی ہیں

گو ہاتھ میں طاقت نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

شہروں میں بہت سے نوجوان چکنے چپڑے بالوں والے جسقدر ضعیف، زرد، زار و نزار، پژمردہ ناتوان اور پریشان یاس و حرماں کے گرداب میں پھنس کر بوڑھوں سے بدتر نظر آتے ہیں۔ یہی وہ ہیں جو ہوسات شہوانیہ کی تیغ بے نیام کے گھائل ہیں۔ ایسے ہی ہونہاروں کے طفیل میں ملک کی نسلیں "ٹینی" بن رہی ہیں اور گھر گھر پشت در پشت موروثی کمزوریاں اور بیماریاں "لعذیہ" پھیلا رہی ہیں۔ کیا ان سپوتوں کی وجہ سے ملک کا مستقبل قریب "غلامانہ" مصائب کے جھیلنے میں انتہا سے زیادہ سرنگوں نظر نہیں آتا۔ اور کیا افسوس نہیں ہوتا کہ ہم مسلمان اس بازیگاہ میں سب سے زیادہ "سفاہت" کا شکار ہو رہے ہیں۔

اس جملہ معترضہ کے بلیساختہ زبان قلم سے نکلجانے پر چیں بجبیں نہ ہو جئے گا حقیقۃً "داستان" کا پہلو یہ ہے کہ شباب یا اعادۂ شباب دائرہ امکان میں ہے یا نہیں، اگر ہے تو اُسکی تائید میں کن اسباب کو رہنما بنایا جائے،

اعادۂ شباب ناممکن نہیں ہے

شباب کا چمن اگر عنایت خلقی کے دستبرد سے غارت نہیں ہوا تو اس سعادت کا حاصل کرنا ممکن ہے جو بقائے نسل کے لئے ایک عطیہ عظمیٰ سمجھی جاتی ہے۔ اس سعادت کا گوہر گرانمایہ کامل تندرستی کے خزانہ میں پنہاں ہے جس کو ہزار نعمت بلکہ صد ہزار نعمت کہنا چاہیئے۔

اوّلاً حصول شباب کے لئے پہلی اپیل صحت عامہ کی حکومت سے شروع ہونی چاہیئے اور اعضائے رئیسہ کو

خصوصیت کے ساتھ قابل غور تصور کرنا چاہیئے۔ اس وقت غدوں (گلٹیوں) کی حالت کا نظر انداز کر دینا بھی نامناسب ہوگا کیونکہ صحت عامہ کے برقرار رکھنے میں ان کے افرازات نہایت حیرت انگیز کارنامے اور (راز) رکھتے ہیں (ثانیاً) غور کرنا چاہیئے کہ سوزاک آتشک وغیرہ امراض خبیثہ نے خصیوں میں التہاب وغیرہ پھیلا کر لاغری اور ضمور تو پیدا نہیں کر دیا، اس لئے امراض متذکرہ کا علاج کرنیکے بعد منبہات اور مسمنات کے استعمال سے تلافی مافات کیجائے پھر مقامی تدہین و اطلیہ وغیرہ سے لاغری کے دور کرنے میں پورے طور پر مساعی خاص کا اہتمام کرنا چاہیئے اور ایسی صورت میں مغزیات بامناسب مزاج حلووں سے بھی شیریں کام بنانا ضروری ہے۔ لیکن کبھی کبھی اشتعالات شہوانیہ سے خوابیدہ قوتوں کو بیداری میں لانے کی ضرورت بھی واقع ہوگی۔

ثالثاً خزائن منویہ کی بیماریاں جنکی تشخیص میں ایک ماہر فن شخص کی رائے قابل اعتنا ہوتی ہے اسکے لئے خاص خاص دواؤں کے جوش دیئے ہوئے نیمگرم پانی میں بٹھانا اور قوت عامہ کے انتعاش کی غرض سے تدہین خاص کا لحاظ رکھنا ایک علاج کے پہلو کا مناسب طریقہ ہے،

(رابعاً) استمنا بالید (جلق) جو اعصاب کو فرسودہ بناتے ہیں ایک سخت مجرمانہ عمل ہے۔ اسکا علاج مناسب اطلیہ اور مقویات سے کیا جانا ضروری ہوتا ہے،

(خامساً) جریان اور سیلان منی جس میں کبھی تو بجائے نیم خوابی احتلام ہوکر اور بعضاً ذرا سے انتعاظ کے بعد خزائن منویہ میں تحریک پیدا ہوجاتی ہے، جس سے منی احلیل کی راہ ذوق اور لذت کے بغیر نکل جاتی ہے اسکے علاج میں اسباب مرض کو دور کرنا جماع سے قطعی پرہیز کرنا قبض کو رفع کرتے رہنا اور قابض یا حابس دواؤں کے استعمال کی حالت میں مزلقات اور لعاب دار چیزوں کا فراموش نہ کرنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ ہمیں متضاد اور مختلف العمل اجزائے عاملہ کی ضرورتیں پیش آتی رہتی ہیں

(سادساً) احلیل اور حشفہ کے امراض جن میں اعمال جراحی کی ضرورت پڑتی ہے اور بغیر آپریشن کے علاج بالدوا سودائے خام متصور ہے

(سابعاً) نخاع کی بیماریاں جو ہر قسم کے جذبات شباب پر موثر ہیں اور ان کے علاج میں کچلہ، فولاد اور حسب مزاج مقویات اعصاب کی ضرورت ہوتی ہے،

(ثامناً) سمن مفرط جس میں قوائے حیاتیہ اور جذبات شہوانیہ پامال ہوجاتے ہیں اسکے لئے غدۂ نخامیہ میں اسباب نامعلوم کے باعث جب کبھی سمانت اور فربہی کے آثار کا مظاہرہ شروع ہوگا۔ تو انساج شحمیہ غیر معمولی طور پر نشو ونما پانے لگتی ہیں اور تناسلی قوتوں کا اشتعال تدریجاً مدہم پڑتے پڑتے باہ کے جوش وخروش کو خاموشیوں میں لے جاتا ہے جس سے قوت شباب مضمحل ہوتی چلی جاتی ہے

مثلاً گلاب کے پھول کو لیجئے جب اسکو بڑھانے اور بڑا کرنے کیلئے اسکے عصارات غذائیہ کو برگ گل کی شکل میں بدلنے کا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے تو پھول عموماً عقیم رہ جاتے ہیں ان کا زیرہ تخم کے کام میں نہیں آسکتا اور پھول بہت بڑا ہوجاتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ قوت مغذیہ کا رُخ اُسکے اعضائے تناسل کی طرف سے بدلکر پھول کی پتیاں بنانے کی جانب مائل ہے اسکا علاج یہی ہے کہ فربہی کے میلان کو ابتدا ہی سے روکا جائے اور اعضائے تناسل کی "شروع ہی سے" تقویت کا خیال رہے۔

(تسعاً) ان امراض کے سوا جذبۂ شباب کو افسردہ کرنے والی چیزیں اور بھی ہیں، خوف، ہراس، غم، حیرت فرط شوق، انتہائے تعظیم۔

اشتغالات ذہنیہ اور کثرت مطالعہ یا خود اپنے قویٰ پر بے اعتمادی اور ناقابلیت کا خیال خام۔ ان تمام حالتوں میں خون جو اجسام اسفنجیہ کیطرف جا رہا تھا، دماغ کی جانب مائل ہوجاتا ہے

اوران سب کا علاج یہی ہے کہ ازالۂ سبب کیا جائے۔

(عاشراً) جذباتِ شباب کی سخت ترین دشمن ایک اور چیز بھی ہے۔ وہ یہ کہ بعض اعضائے تناسل ہی کا فقدان ہو یا قوتِ انتعاظیہ مفقود پائی جائے اور ان اسقام کی وجہ سے جبہلت روحانی اور موقظات شہوانی معطل اور بیکار نظر آئیں اس حالت کو فطرت کی فیاضیوں سے محرومی اور ایک دائمی ناکامی کو تصور کر لینا چاہیئے۔ اور خواب میں بھی ازدواج کے خیال خام سے دل و دماغ کو آزاد رکھنا چاہیئے۔ ورنہ عمر کے لئے افسوس اور حزن ملال عنان گیر مسرت رہیں گے مختصر یہ کہ اعضائے تناسل کا موجود ہونا اور انکا امراض سے مصئون ہونا انتعاظ کے لئے ایک ضروری شرط ہے اور انتعاظ اُسی وقت واقع ہوگا جب کہ نسیج ناعظ میں خون کا ہیجان ہو اور قضیب کے اجسام اسفنجی ہیجان خون سے برانگیختہ ہو جائیں۔ اس وقت بعض عضلات مقامی بھی معاون ہوتے ہیں اور خزائن منویہ میں امتلا ہو کر سیالۂ حیاتیہ جسکو مادۂ منویہ سے تعبیر کیا جاتا ہے دفق کے ساتھ اخراج پر مائل ہو جاتا ہے جو ارادی روک ٹوک سے شاید ہی کچھ دیر لگائے۔ انزال اسی کا نام ہے، انزال کے وقت قلب کی حرکت بڑھ جاتی ہے خون کے اندر جوش و خروش پیدا ہو جاتا ہے، سر کی جانب دوران خون تیزی سے ہونے لگتا ہے تنفس میں سرعت اور بے اختیاری اور بدن میں پسینے کی نمی یا کافی پسینے کی علامتیں موجود ہوتی ہیں۔ اس وقت نسیج ناعظ اور قضیب کے جسم اسفنجی میں دوران خون کے باعث امکان کی حدود تک انتعاظ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی وہ وقت ہے :-

"چھیڑیئے مت کہ بھرے بیٹھے ہیں"

تھوڑی سی رگڑ یا جہل کے ساتھ ادنےٰ مدالکہ مادہ منویہ اور سیالۂ عصبیہ کے اخراج کا باعث ہو جاتے ہیں۔

درصل انزال اعصاب کے احساس کامل کا ایک عملی نتیجہ ہوتا ہے جس کو مباشرت کی تکمیل لذت کا خاتمہ بالانداز کہنا چاہیئے کیونکہ مباشرت کے وقت لذت کا ادراک بعض عصبِ حسّی کے ذریعہ سے نخاع تک پہنچتا ہے۔ نخاع ہی احساس کا مرکز ہے وہاں سے اعصابِ محرکہ کی تار برقی آلات منویہ کو جگاتی ہے اور عضلات دافقہ کو بھی بیدار کر دیتی ہے۔ انہیں کے سکڑنے سکڑانے سے دفق اور انزال کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جو بقائے نسل کے لئے حقیقتہً غایت مرام ہے،

الحاصل یہ کھیل جو آج ہمنے کھیلا ہے، مظاہرہ ہے قوت کا، اور قوت ہی کا نام شباب ہے۔ سوچیئے کہ جس کے بدن میں توانائی نہیں اُسکے دماغ میں طاقت کہاں۔ عقل میں تیزی کیونکر آئے، ذہن میں رسائی کس طرح پیدا ہو، دل ہی میں قوت نہ ہو تو جوش و خروش یا خون میں جولانیاں اور امنگیں کیا پیدا ہو سکیں۔

کہیں سنا ہے کہ سوکھی ہوئی ٹہنی کے پتے ہرے بھرے شاداب اور سرسبز ہوتے ہیں۔ کیا مرجھایا ہوا پھول رنگ و بو کی دلکشی پیدا کرنے میں کوئی حقیقت رکھتا ہے۔

ہم نے بارہا بہت سے مایوس لوگوں کی زبان حال سے سنا ہے کس قدر تلخ ہے، تو اے دور گزشتہ کی یاد۔

اور کہاں چل بسے تم اے ایام ماضی،

اگر تم پھر آسکو تو حاصل کئے ہوئے سبق کو دہرایا جائے لیکن افسوس خالی آرزوئیں کوئی فائدہ نہیں دیسکتیں۔ وقت گذر گیا اور اپنے ہاتھوں تمام قوتیں برباد کر دی گئیں، پھر بھلا امنگوں کے سیلاب کی روانیاں کہاں اور ان میں جوش و خروش کی آبشاریں کس چشمہ سے پیدا کی جائیں۔

ناظرین شاید آپ کی نگاہیں اس انتظار میں پتھرا گئی ہونگی کہ اعادۂ شباب کے متعلق کوئی چٹکلہ بیان کیا جائیگا۔ لیکن یاد رکھیئے کہ جس طرح کسی چھوٹی یا بڑی ملازمت کے لئے چھوٹے یا بڑے امتحان پاس کر لینے ضروری ہوتے ہیں اسی طرح "شباب" کی تلاش میں قوائے جسمانی کے امتحان کی بھی ضرورت پیش آتی ہے۔ ہم نے اس مضمون میں قوتوں کے سنبھالنے اور لذتوں میں اعتدال کو فراموش نہ کرنے اور

عوارض میں علاج کو چارہ کار بنانے کیطرف توجہ کو مبذول کرایا ہے اسکے بعد ہم مشورہ دیتے ہیں کہ اگر صبر و تحمل کا دامن ہاتھ میں ہو تو یاس وحرماں کے غار ونکا پاٹ دینا کچھ ناممکنات سے نہیں اور ننانوے فیصدی ضعف وناتوانی عوارض اور بیماری وغیرہ کے دشمنوں کیطرف فاتحانہ قدم بڑھانیکے بعد امید کا سہارا لیا جاسکتا ہے تاکہ اپنے کرتوتوں کی تلافی ہوجائے اور دورجہالت کی تلخیاں مٹ جائیں۔ جس کا پھل یہ ہوگا کہ نیجان ہونیکے بعد بھی ہم زندوں میں پورے یا ادہورے طور پر شامل ہوسکیں گے

اسلئے اس مضمون کے آخر میں بطور ریویو ہم یہ بتائیں گے کہ تلاش شباب کے لئے صحیح شاہراہ کونسی ہے، اور جن باتوں کی طرف ضمناً اشارات کئے گئے ہیں۔ اُن میں سے یا اُن کے علاوہ قابل اعتنا اور موصل الی المطلوب کیا امور ہیں،

ناظرین! ایک وقت نامعلوم سے اہل زمانہ اس خیال پر ثابت قدم ہیں کہ "لیس الشباب یعود" جوانی لوٹ کر نہیں آتی۔

وقت پیری شباب کی باتیں
ایسی ہیں جیسے خواب کی باتیں

ان کا خیال ہے کہ خالق کائنات نے اپنی قدرت کاملہ سے جسطرح دوسرے تمام قدرتی کاموں کو فطرت کا پابند کردیا ہے اسیطرح اس مسئلہ پر بھی ایک طبعی قانون حاوی ہے اور خدائے برتر کا منشا یہی ہے کہ ہر زمانہ طفلی، شباب اور اسیطرح اپنی اپنی منزلیں گزار دیں اور اُن کے بارہ میں تحقیقات علمی یا دقائق حکمت کی عشوہ گری کا تماشا قدرت کے قانون سے آپ جنگ کرنا ہے۔

ہم اس خیال سے اتفاق نہیں رکھتے۔ اس لئے کہ خدائے برتر کا عندیہ ہمارا علم اور تخیل کے حدود سے وراء الوراء ہے بلکہ ایسے اہم اور نازک مسائل جن میں خالق کائنات کی دی ہوئی عقل سلیم موشگافیاں کرسکتی ہے۔ اس سے کام نہ لینا محض نادانی ہوگی۔

وہ قادر مطلق جس نے مہر وماہ کی عالم تابیوں سے دنیا کو منور کیا جس نے اجرام فلکی سے فضا کو جگمگا دیا جس نے کشش ثقل کے مسئلہ سے اس عظیم الشان تنظیم میں خاص رابطہ پیدا کردیا جس نے انسان کو عقل جیسا گوہر بے بہا عطا فرمایا۔ اور جس نے اپنی مخلوق کے لئے ہزاروں وسیلے راحت اور خوشی اور عیش و آرام کے مہیا فرمادئے ہیں کیا اسکی قدرت کاملہ سے بعید ہے کہ ہماری عمر کے مدارج میں علم وحکمت اور سائنس کے کرشموں سے نئی نئی قوتوں کے مظاہرے دکھلائے۔ اور ہم خالق اکبر کی عظمت اور برتری کو حیرت انگیز مظاہروں سے اور بھی زیادہ اعتراف یکتائی کا سامان بنا سکیں ان اللہ علیٰ کل شیئ قدیر،

ان وجوہ سے تلاش شباب کے معاملہ میں بھی "حکمت بالغہ" اور "سائنس" کا دامن، قدرت خاموش سمجھکر چھوڑ دینا مناسب نہیں ہے۔ جوینده یابنده تاہم ابھی تک جو کچھ کوششیں دنیائے عمل میں آنکھ مچولی کھیل رہی ہیں وہ یقینیات کے مراحل میں تاہنوز سست گام ہیں اور اُنکے بارور کرنے میں ابھی زیادہ جدوجہد درکار ہوگی،

ہم خود اپنے دل سے یا فیصدی سو ارباب دانش سے اگر یہ سوال کریں کہ جماع اور مباشرت میں کیا فی ہزار ایکبار بھی اعتدال کا خیال رکھا گیا ہے، کیا ایک صاحب بھی بتا سکتے ہیں کہ صرف بقائے نسل انسانی کا لائحہ عمل ہزار بار میں ایک مرتبہ مطمح نظر تھا۔ تو اس کا جواب ضرور نفی میں ملے گا ایسی صورت میں جذبۂ شباب کی پامالیاں تلافی کی حدود سے باہر ہوجاتی ہیں، لہذا ہمارا مشورہ تلاش شباب کے متعلق یہ ہے کہ اگر شباب کے معنی یہ ہوں کہ ہمیشہ وقت ناوقت اور بلا ضرورت لذت کو بکھیر دیا جائے شہوت کی غلامی کا رنگ اسی طرح چڑھا رہے اور قوائے جسمانی اور عقلی مشق ستم رہیں تو "تلاش شباب" "ایں خیال ست ومحال ست وجنوں" ہوگا۔ لیکن اگر "تلاش شباب" کا نقطۂ نظر قدرت کے قانون

کی وسعت اور تندرستی و صحت کا مرادف ہو تو اعضا اور قوی کو قبل از وقت ضائع نہ ہونے دیجئے، اگر غفلتوں نے روز بد نصیب کیا ہے تو تلافی کے لئے استقلال سے کام لیجئے اور تلافی مافات کے خیال کو اعتدال کے ہمدوش رکھیئے، بیماریاں عارضی ہیں تو پہلے ان کا قلع قمع کر دیجئے۔ اور تحقیقات جن عملی نتائج کی طرف کشاں کشاں لے جا رہی ہے اس کو غیر یقینی سمجھ کر ناچیز تصور نہ کیجئے۔

یقین کا بھی ایک وقت آئیگا، اور کیا عجب کہ بہت دور نہ ہو، ہمارے خیال میں تلاش شباب کے بعد بقائے شباب کا مسئلہ زیادہ تر قابل غور ہوگا۔ اور "اعادہ شباب" کی دلچسپ داستان سب سے آخری کہانی ٹھیرے گی۔ لیکن جس مضمون پر قابل ترین اہل قلم رشک مانی و بہزاد بن رہے ہیں اسپر ضرورت ہے کہ "خستہ و شکستہ طور پر ہی سہی" مگر ضرور خامہ فرسائی کیجائے، اسلئے اس مضمون کو افسوس کیساتھ ختم کیا جاتا ہے۔

ہمدرد صحت کا یہ خاص نمبر
دوبارہ نہیں چھپ سکیگا

کیونکہ اس کے اخراجات اور اس کے متعلقہ کاموں کی مصروفیتیں اس قدر زیادہ ہیں کہ دفتر روزانہ کے معمولی کاموں کے ساتھ ساتھ دوبارہ یہ کام نہیں کر سکتا۔ اسی لئے اگر آپ اس اشاعت خاص کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اسکا بندوبست ابھی کر لیجئے، یا تو ایک روپیہ سالانہ رسالہ کی قیمت بھیج دیجئے تاکہ اس اشاعتِ خاص کے علاوہ ہمدردِ صحت گیارہ ماہ تک آپ کے پاس پہنچتا رہے۔ یا اس کے معمولی ایڈیشن (صرف بلحاظ کاغذ) کے لئے ۷ آنے کے ٹکٹ اور اعلےٰ ایڈیشن کے لئے گیارہ آنے کے ٹکٹ لفافہ میں رکھ کر بھیج دیجئے لیکن جو کچھ کرنا ہے ابھی کر لیجئے کیونکہ یہ بالکل ممکن ہے کہ دیر کی وجہ سے آپ اس اشاعت خاص کو حاصل نہ کر سکیں،

منیجر ہمدردِ صحت ہمدرد منزل لال کنواں دہلی

نظریہ تجدید شباب و اطالتِ عمر

پر

ایک سرسری اور معنی خیز تبصرہ

از جناب حکیم ڈاکٹر مولوی لطافت حسین صاحب "آصفک" ایچ، ایم، بی (کلکتہ) طبیب گورنمنٹ بھوپال

یوں تو زندہ دلان مغرب اپنے تفنن طبع وجولانی
طر کا مظاہرہ اختراعات و ایجادات، تحققات و اکتشافات
صورت میں آئے دن کرتے ہی رہتے ہیں، لیکن دور حاضر
ے تازہ بتازہ اہم ترین نظریات و مسائل علمیہ میں سے
لٹر سرج وردناف کا نظریہ تجدید شباب و تقلیم غدود سب سے
یادہ دلچسپ، معرکۃ الآرا اور ہنگامہ خیز مسئلہ ہے۔

جسوقت سے کہ حضرت انسان منصۂ شہود پر جلوہ گر
ہوئے ہیں اور اُنہیں شباب و نوجوانی کے ولولوں اور
منگوں کے بعد پیری و انحطاط کی نامرادیوں و شر ہیرلوں
سے واسطہ پڑا ہے وہ اس سعی و کوشش میں ہمیشہ سرگرداں
رہتے ہیں کہ اُنہیں تجدید شباب یا کایا کلپ کا کوئی ایسا اکسیر
صفت نسخہ یا عمل ہاتھ آجائے کہ جس سے پیری و شیخوخت
کا انبار قلادہ انکی گردن سے اتر کر شباب و نوجوانی کا دو بارہ
لطف حاصل ہو سکے۔

اگرچہ اس بارہ میں زمانۂ قدیم کے بعض سنیاسیوں
اور یوگیوں کو کسیقدر کامیابی بھی حاصل ہو چکی تھی لیکن
پھر بھی وہ بہت کچھ محدود تھی اور عامۃ الناس نے اُسی ناکامی
کا خیال کرتے ہوئے کہدیا تھا کہ ؎

کے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا * جو جاکے نہ آئے وہ جوانی دیکھی

ایک طویل مدت کی جانگسل کوششوں و کاوشوں کے
بعد جب فرزندان آدم کے قلوب ناکامیوں سے ہمکنار ہو کر
بالکل مایوس و سرد ہو چکے تھے، تو ساحل فرانس سے ایک بلند
حوصلہ، جواں ہمت، اور بالکل ہی عجیب و غریب ہستی یہ کہتی ہوئی
نمودار ہوئی کہ کہاں ہیں طلبگاران شباب؟ آئیں اور دیکھیں
کہ لطف جوانی دوبارہ کس طرح حاصل ہوتا ہے اور بڑھاپے کی وزنی
اور مضبوط زنجیریں کیسے توڑی جا سکتی ہیں۔

دعویٰ عجیب و غریب تھا، اور کسیطرح سمجھ میں
نہ آتا تھا کہ ایک غیر ممکن چیز کو کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے
اور محالات کو ممکنات کی صورت کیسے دیجا سکتی ہے، بہتوں
نے اُسے سننے سے انکار کر دیا، بعض نے مبالغہ سمجھا، کسی نے
فریب کاری پر محمول کیا غرضیکہ ہزار منہ اور ہزار باتوں کی مصداق
دنیائے طب و سائنس میں ایک ہنگامہ برپا تھا، لیکن وہ
دُھن کا پکا اپنے اس جنون سے کسیطرح باز نہ آیا اور آج دنیا
دیکھ رہی ہے کہ سیٹھ سروپ چند حکم چند اور ان جیسے سینکڑوں
بڈھے از کار رفتہ اور زندگی سے مایوس لوگ نوجوانی کے نہ سہی
مصنوعی اور عارضی شباب ہی کے لطف کس طرح اٹھا
رہے ہیں۔

روسی الاصل فرانسیسی ڈاکٹر سرج وردنوف اس

نظریۂ تقلیم غدود کا موجد اور اسکا نظریہ تجدید شباب دنیا میں کچھ اس طرح شہرت اور کامیابی کا سرمایہ دار بن چکا ہے کہ لوگ آج اس نظریہ کے اصل موجدین، ڈاکٹر اسٹین (وائنا کا مشہور جراح) ڈاکٹر لیپاسی اور ڈاکٹر لڈسٹن (شکاگو کے ماہرین جراحت) کے ناموں سے واقف ہیں۔ خصوصاً ڈاکٹر لڈسٹن سب سے پہلا وہ شخص ہے جسنے خود اپنی ذات پر ۱۹۱۴ء میں اس عملیہ کا عملی تجربہ کرکے اپنے اخلاف کے لئے تحقیق و تدقیق کی عظیم شاہراہ کھولدی تھی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ڈاکٹر لڈسٹن نے انسانی خصیہ کا پیوند لگایا تھا اور ڈاکٹر ورونوف نے مسٹر ڈارون کی تقلید کرتے ہوئے اسکام کے لئے افریقہ کے مخصوص قسم کے بندروں کو انتخاب کیا

حقیقت میں یہی تعیین و تسہیل ڈاکٹر ورناف کی شہرت و کامرانی کا بڑا سبب ہوئی، ورنہ ظاہر ہے کہ انسانی خصیونکی فراہمی بجائے خود اتنی صعب اور اہم تھی کہ جو کبھی بھی اس نظریہ کو کامیاب و عام نہ ہونے دیتی۔

لیکن باوجود ان سب باتوں کے اس ادعا میں کچھ تو حقیقت ہے، اور کچھ ابرادکاریاں، کسیقدر واقعیت ہے اور کسی قدر غلط فہمیاں۔

عام طور پر لوگوں میں یہ غلط خیال پھیل گیا ہے کہ عمل تقلیم کے ذریعہ بڑھاپا قطعاً جوانی سے تبدیل کردیا جاتا ہے اور معمول کے لمحاتِ حیات میں معتد بہ اضافہ ہوکر وہ لذائذ شباب سے پھر از سر نو متمتع اور بہرہ اندوز ہونے لگتا ہے، میں اس خیال کی موثق معلومات کی بنا پر سخت تردید کرتے ہوئے یہ واضح کردینا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر ورناف اپنے عملیۂ تقلیم کے ذریعہ سے نہ تو بڑھاپے کو جوانی سے تبدیل کرسکتے ہیں اور نہ معمول کے دورِ حیات میں بیشی و ایزادی انکے امکان میں ہے، فاذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون (جب انکا وقت (موت) آجاتا ہے تو نہ وہ ایک گھڑی آگے بڑھ سکتے ہیں اور نہ ایک گھڑی پیچھے) میری تائید کیلئے بہت کافی ہے یہ ضرور ہے کہ عمل تقلیم سے ضعف شیخوخت چند روز کے لئے بہت کچھ دور ہوجاتا ہے جسم کی کاہلی، سستی، پژمردگی اور اضمحلال عارضی طور پر رفع ہوکر کچھ چستی، چالاکی، پھرتی اور قوت جسم میں اسطرح سرایت کرجاتی ہے کہ خود معمول تو معمول دوسرے دیکھنے والے بھی چندروز کے لئے مبہوت ہوجاتے ہیں سہولت فہم کے لئے اسکی مثال آپ یوں سمجھئے کہ جس طرح ایک طویل مدت کا بستر مرض سے اٹھا ہوا ضعیف و ناتواں مریض بہتر زود اثر، نہایت درجہ موافق مقوی اغذیہ وادویہ کھاکر چندروز میں نمایاں طور پر قوی و توانا ہوکر ناقابل شناخت ہوجاتا ہے، بالکل اسیطرح گئے گذرے بڈھے، اور ضعیف الجثہ اشخاص اس عملیۂ تقلیم سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اب رہا یہ کہ اس عملیہ کے نتائج کس حد تک قابل اطمینان و تشفی بخش ہیں، خود سرج ورونوف کے مندرجہ ذیل جوابات سے معلوم ہوجائیگا۔ مصر کے ایک مشہور ڈاکٹر محمد حسین ہیکل بے سے دورانِ ملاقات میں جب کہ صاحب موصوف بسلسلۂ سیاحت مصر گئے ہوئے تھے، ان کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

ہمارے عمل تقلیم کے نتائج کافی تسلی بخش ہیں اگرچہ وہ بدیر ظاہر ہوتے ہیں۔ معمول کچھ عرصہ کے بعد اپنے جسم میں تدریجی قوت جستی اور جوانی جیسا ولولہ و جوش محسوس کرنے لگتا ہے گو یہ باتیں زیادہ عرصہ تک برقرار نہیں رہ سکتی لیکن تاہم کچھ مدت کے لئے معمول جوان نما ضرور ہوجاتا ہے اور جب یہ اثرات زائل ہونے شروع ہوتے ہیں اس قدر جلد زائل ہوتے ہیں کہ بڑھاپے کا دوسرا اور آخری حملہ سنبھالنا سخت مشکل ہوجاتا ہے۔ البتہ کمزور بچوں اور ضعیف الجثہ ناتوان جوانوں میں اس عملیہ کے نتائج حیرت انگیز طریقہ پر مستقل و دیرپا ظاہر ہوئے ہیں (اخبار کل سی والدنیا مصر۔ مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۳۴ء)

اطالت عمر کے متعلق موصوف کا واضح قول یہ ہے کہ
" ہمارے عملیہ تقلیم کو اطالت عمر سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ حیات انسانی آلام و احزان کا مجموعہ ہوتی ہے۔ ہموم و تفکرات انسان

Hamdard-i-Sehat, Delhi.
"REJUVENATION NUMBER"
JULY 1934.

ہمدردِ صحت - دہلی
اشاعتِ خاص تجدید و اعادۂ شباب
اور درازیٔ عمر

جناب حکیم مولوی کبیرالدین صاحب - دہلی -

Hakim Molvi
Mohd Kabiruddin Delhi

جناب ڈاکٹر محمد عثمان خاں صاحب عثمانیہ یونیورسٹی - حیدرآباد (دکن)

Dr. Mohd Usman Khan,
Osmania University
Hyderabad (Deccan)

Hamdard-i-Sehat, Delhi
"REJUVENATION NUMBER"
JULY 1934.

ہمدردِ صحت - دہلی
اشاعتِ خاص تجدید و اعادۂ شباب
اور درازیِ عمر

حکیم ڈاکٹر مولوی لطافت حسین صاحب - " راشد " -
میڈیکل آفیسر - رہٹی - (بھوپال)
Hakim Doctor Molvi Latafat Husain "Rashid,"
Medical Officer, Rethi (Bhopal)

ی زندگی کو جلد تر ختم کر دینے والے اسباب ہیں۔ اگر کبھی طرح
ن کو دور کر دیا جائے تو بلا شبہ وہ اپنے مقصد اطالت عمر میں۔
امیاب ہو سکتا ہے اور انکی موجودگی و ہجوم میں طویل العمری
اخیال محض خیال ہی خیال ہے (ہفت روزہ اخبار کل شیئ
الدنیا مصر، مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۴۲ء)

یہ تو ہے اس نظریہ کی حقیقت۔ ممکن ہے کہ آئندہ
ل کر موجودہ نقائص اور خامیاں رفع ہو جائیں اور پھر یہ
ریقہ عام ہو سکے۔ سردست اس سے مستفید ہونا اہل ثروت
ی کا حصہ ہے کم سے کم ہندوستان کا نادار و مفلس طبقہ تو
س عملیہ تقلیم کے بار گراں کا کسیطرح بھی متحمل نہیں ہو سکتا
ہے، البتہ اسکے مقابلہ میں پروفیسر اسٹوکلاسا، یوگوسلافیا
ا عمل شعاعی زیادہ سستا۔ بہت کچھ آسان اور ہر جگہ ہر حالت
یں ممکن الحصول ہے، گو فی الحال اس نظریہ کی شہرت و کامیابی
اکٹر سرج ولرونانف کے نظریۂ تقلیم غدود کی شہرت و ہمہ گیری
ی ہمسری کا دعوےٰ نہیں کر سکتی، لیکن مستقبل قریب میں
بہت ممکن ہے کہ یہ نظریہ بھی نظریۂ تقلیم کا ہم پلہ ہو جائے اور
عجب نہیں کہ سبقت لیجائے، پروفیسر مذکور کا دعویٰ ہے کہ جب
سمانی ساختوں کی نسیم (آکسیجن) بہت زیادہ خرچ ہو جاتی ہے
و اسکا نتیجہ بڑھاپے کی صورت میں ہے اور جب وہ بالکل ہی ختم ہو چکتی
ہے تو موت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ پس اگر "ریڈیم" کی
یلفا" نامی مخصوص شعاعوں کے ذریعہ سے جسمانی ساختوں کی
نسیم (آکسیجن) ضائع ہونے سے بچا کر "ب" و "ج" یا "بیٹا"
و "گاما" نامی شعاعوں کے ذریعہ سے خرچ شدہ نسیم کا کافی
بل ما یتحلل مہیا کر لیا جائے تو بڑھاپے کو صورت شباب
ور شباب کو صورت دوام بخشی جا سکتی ہے، اس ذیل میں جو
نے تجربات حاصل کئے ہیں وہ بقول اُسکے بہت بڑی حد
ک قابل اطمینان و مسرت بخش ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ اور اسکے
چند مخصوص رفقاء کار برابر متحدہ طور پر اس نظریہ کی تکمیل و تحقیق میں
یں مصروف عمل ہیں، اور توقع رکھتے ہیں کہ بہت جلد کامیابی
کا سہرہ ان کے سر بندھیگا۔

ممکن ہے کہ مجددین شباب کے یہ خیالات صحیح ہوں
یا آئندہ چلکر ہو جائیں، لیکن ابھی تو ہم ان سب باتوں کو ایک خوش
کن خواب سے زیادہ اہمیت نہیں دے سکتے۔ خداوند دلان مغرب
کو ان کے مقصد میں کامیاب کرے اور قیامت کے بوریئے
سمیٹنے کیلئے ان کو ہمیشہ زندہ و جوان رکھے۔ ہم تو پیدا ہوئے
ہیں افلاس و موت کے لئے اور موت و افلاس ہمارے لئے۔

خدا نے مغرب کو ثروت دی ہے، علم دیا ہے، غیرت
دی ہے ولولہ دیا ہے۔ وہ چاہے گا کریگا۔ جو کرے گا اسمیں کامیاب
ہوگا۔ کہ خلاقِ عالم کا ارشاد گرامی ہے۔ لیس للانسان الا
ما سعیٰ۔

اب رہے ہم تو ہمارا کام صرف مغرب کی روزانہ کامرانیوں
کا تذکرہ و تشہیر اور حلقۂ احباب میں بیٹھ کر کسی کایا کلپ کے
اکسیری نسخہ کی فرضی دستیابی کا قصہ گڑھ لینا اور سنا دینا
رہ گیا ہے اور بس

جب کبھی جہل و افلاس۔ جمود و خمول سے ہمیں رستگاری
حاصل ہوگی تو اُس وقت افکار آلام بھی رخصت ہو جائیں گے
اور صاف تازہ ہوا مناسب و ضروری ورزش کافی طور پر دماغی
اور جسمانی راحت و آرام۔ عمدہ نفیس اور مقوی غذائیں۔
لباس۔ مکان۔ پانی وغیرہ کی صفائی۔ اوقات کی پابندی
اور پھر یہی سب چیزیں خود بخود اسباب ہو جائینگی ہمارے تحفظ
صحت، تحفظ قویٰ، اور تحفظ شباب کی۔ لیکن ابھی تو ان سب
باتوں کا تذکرہ بالکل فضول و بیکار معلوم ہوتا ہے کیا خوب کہا
ہے غالبؔ مرحوم نے

تنگدستی اگر نہ ہو غالبؔ
تندرستی ہزار نعمت ہے

لہذا آیئے، ہم سب ملکر دعا کریں اور رخصت ہوں،
کہ؟ پروردگار عالم جلد مغرب کا بڑھاپا دور کر دے اور ہمارا
افلاس +　　　　تمت

ڈاکٹر واروناف کے عمل تقلیم پر ایک نظر تنقید

از جناب حکیم عبد الحمید صاحب دہلی

جنگ عظیم کے ختم ہوتے ہی فرانس - امریکہ اور اور استریا کے تین ڈاکٹروں نے بیک وقت اعلان کیا کہ انہوں نے اعادہ شباب کا راز معلوم کرلیا ہے، فرانس میں ڈاکٹر وارونا ف نے اپنی تحقیقات کے نتائج اخبارات میں شائع کرائے، امریکہ میں ڈاکٹر لڈسٹن نے، اور استریا سے پروفیسر اشتائناخ نے آواز بلند کی۔ ان تینوں میں سے امریکن ڈاکٹر کو کچھ زیادہ شہرت نصیب نہیں ہوئی لیکن ڈاکٹر وارونا ف اور اشتائناخ کا ذکر یورپ کے تقریباً ہر اخبار میں نظر آنے لگا،

دنیائے طب میں یہ اعلان ایک انقلابی اعلان تھا جس جیکے حصول کی تمنا میں انسان ابتدائے آفرینش سے سرگرداں تھا اور جس راز کے معلوم کرنیکی تمنا ارسطو، افلاطون شیخ اور رازی تک اپنے ساتھ قبر میں لیگئے۔ اسکا معلوم ہو جانا معمولی بات نہ تھی۔ دُنیا بھر کے ڈاکٹروں میں ہلچل پیدا ہوگئی ہر بوڑھا یا مستقبل قریب میں بوڑھا ہونے والا جوان انتہائی شوق اور بے صبری سے ان تجربات کے نتائج کا انتظار کرنے لگا۔ اخباروں نے کالم کے کالم اس قسم کی خبروں کیلئے وقف کردیئے۔

اعادہ شباب کے ذرائع دریافت کرنے کے بعد ڈاکٹر وارونا ف کی طرف سے اس قسم کے اعلانات بھی اخبارات میں شائع ہوئے کہ وہ مرد کو عورت اور عورت کو مرد بنا دینے پر قادر ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی کہ اب وہ اس کوشش میں ہیں کہ آم اور امرود کی طرح نونہالان انسانی کے جسموں میں پیوند لگا کر موجودہ نسل سے بہتر ایک نسل پیدا کیجائے جو ہر لحاظ سے فوق الانسان[1] Superman ہو۔ اصلیت تو شاید اسیقدر تھی، لیکن اخباروں نے رنگ آمیزی کرکے نہیں معلوم کیا کیا بنا دیا۔ کوئی کہتا تھا کہ آب حیات کے چشمے تک رسائی ہوگئی اور آئندہ صرف شعرا ہی نہیں بلکہ عوام بھی صرف مرنے کی آرزو میں مرا کرینگے اور موت نہ آئے گی۔ کوئی کہتا تھا کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ بندر اور انسان کے غدد میں تبادلہ شروع ہوجائیگا۔ اور افریقہ کے تمام بندر "فوق الانسان" ہوجائیں گے،

لیکن وہ لوگ جنکی نظر ہمیشہ معاملات کی گہرائی میں جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض تو اظہار رائے کے بغیر ان طریقوں کی آزمائش میں مصروف ہوگئے بعض نے فلسفیانہ انداز سے غور و فکر شروع کی لیکن اس کے برخلاف بعض نے انہیں مجذوبوں کی بڑ سمجھ کر بالکل ناقابل التفات سمجھا، اور بعض نے اعادۂ شباب کو ناممکن سمجھ کر ان خیالات اور اعلانات کی مخالفت شروع

---

[1] فوق الانسان Superman جرمنی کے مشہور فلاسفر نٹشے کی اصطلاح ہے۔ اسکی اخلاقیات کا آخری مقصد "فوق الانسان" کا ظہور تھا علامہ اقبال نے اسکے متعلق فرمایا ہے،

از مستی عناصر انساں دلش تپید　　فکر حکیم پیکر محکم ترا آفرید
افگند در فرنگ صد آشوب تازہ　　دیوانہ بکارگہ شیشہ گر رسید

کردی۔

اعادۂ شباب ممکن ہے، یہ خیال کوئی نیا خیال نہ تھا۔ انیسویں صدی میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی تھی کہ نظامِ عصبی کے علاوہ جسم انسان میں ایک نظام اور بھی ہے جسمیں وہ تمام غدد شامل ہیں۔ جنسے خارجی طور پر کوئی رطوبت تراوش نہیں پاتی، اس لئے ان میں کوئی نالی نہیں ہوتی اس سے پہلے ان غدد کو ایک بیکار شے خیال کیا جاتا تھا، اور ان کے افعال کے متعلق کوئی واقفیت نہ تھی، فرانس کے مشہور ڈاکٹر براؤن سیکوارڈ " Brown Sequard " نے ان غدد کے متعلق تحقیقات کو اس حد تک مکمل کیا تھا کہ یہ سب غدد باہم ایک نظام میں منسلک ہیں۔ ان سے خارجی نہیں بلکہ داخلی رطوبات اخراج پاتی ہیں اور خون میں شامل ہوکر انسانی جسم کی نشوونما، اعضائے جسم کے افعال کی تنظیم کرتی ہیں۔ ڈاکٹر موصوف کا یہ بھی خیال تھا کہ نظامِ غدد کا نظامِ عصبی سے گہرا تعلق ہے اور نظامِ عصبی کی صحت کا انحصار نظامِ غددی کی صحت پر منحصر ہے، موصوف نے حیوانی غدد کا ست نکال کر خود اپنے ہی جسم میں پچکاری کے ذریعے داخل کیا۔ ان کا بیان ہے کہ اس کے اثرات سے ان کے جسم میں تازگی اور قوت پیدا ہوگئی۔

غدد کے افعال کے متعلق ابتدائی تحقیق کا سہرا درحقیقت ڈاکٹر براؤن سیکوارڈ کے سر ہے نہ کہ اشتائناخ اور واروناف کے۔ ان اصحاب نے اول الذکر کی تحقیقات سے فائدہ اُٹھا مزید تحقیق کی ہے، یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ جسم انسانی میں غدد کی تعلیم سے از سرِ نو شباب پیدا کردینے کا خیال بھی بیک وقت تین مختلف ڈاکٹروں کے دماغ میں آیا جو مختلف ممالک کے باشندے تھے اور تینوں نے تقریباً ایک ہی وقت اپنے تجربات سے عوام کو آگاہ کیا یہ خیال حقیقت سے دور ہے کہ عمل تقلیم کے موجد ڈاکٹر وارونا ف ہیں ڈاکٹر وارونا ف کے عمل تقلیم کے متعلق بعض حلقوں میں یہ خیال جڑ پکڑ گیا ہے کہ اعادۂ شباب کے متعلق اگر کوئی کامیاب عمل جراحی ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہے یہ خیال بھی حقیقت سے دور ہے، پروفیسر اشتائناخ کا اپریشن اس سے

ان دونوں کے علاوہ کارل ڈولپر اور جاوورسکی کے عملیات کے نتائج بھی نظر انداز کرنیکے قابل نہیں۔ جہاں تک مقصد کا تعلق ہے، ہر طریقے کا مقصد ایک ہی ہے،

وارونوف کا طریق عمل کیا ہے؟

ڈاکٹر صاحب چمپانزی کے انثیین نکال کر اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرکے انسانی انثیین پر لگا دیتے ہیں۔ انسانی انثیین کی بالائی سطح اور میمونی انثیین کی اس سطح پر جو انسانی انثیین سے ملاکر رکھی جاتی ہے خفیف سی خراش پیدا کردیجاتی ہے۔ تاکہ شرائین و عروق شعریہ مل کر اس جگہ دوران خون قائم کردیں، دورانِ خون قائم ہوتے ہی، یہ قلم جزو انسانی کا ایک جزو بن جاتی ہے اور چونکہ یہ ایک تندرست اور جوان جسم کے غدہ کا ایک حصہ ہوتی ہے۔ اس لئے اس سے داخلی طور پر رطوبت خوب تراوش پاتی ہے، اور خود معمول کے انثیین میں بھی تحریک پیدا کردیتی ہے کہ وہ بھی زیادہ کام کریں۔ اس طرح ان غدد سے داخلی رطوبت تراوش پاکر خون میں شامل ہوتی ہے جس سے غدد کا پورا نظام متاثر ہوکر از سرِ نو اپنا کام شروع کردیتا ہے قلم لگانے کیلئے اگر انسانی غدد میسر آجائیں تو اثرات زیادہ بہتر صورت میں سامنے آتے ہیں،

یہ طریق عمل کس حد تک کامیاب ہوا ہے اسکا اندازہ بہت دشوار ہے۔ کیونکہ صحیح القویٰ اور جوان چمپانزی کا دستیاب ہونا اس قدر آسان نہیں ہے جسقدر ایک کبوتر یا تیتر کا پکڑنا ایک چمپانزی کے پکڑنے کیلئے کافی دقتیں پیش آتی ہیں اس لئے اسکی قیمت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ معمولی درجہ کے متمول لوگ بھی اسے ادا نہیں کرسکتے یہی وجہ ہے کہ بہت ہی کم انسانوں پر اس عمل تقلیم کی آزمائش ہوسکتی ہے۔ ڈاکٹر وارونا ف کے معمولوں کی تعداد اس قدر ہے کہ ان کو بآسانی انگلیوں پر شمار کیا جاسکتا ہے، ہندوستان میں اندور کے سیٹھ سر سروپ چند حکم چند نے یہ آپریشن ڈاکٹر وارونا ف

کو ہندوستان بلاکر کرایا تھا جس میں ڈہائی لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا، سیٹھ صاحب نے اپنے ایک تازہ بیان میں جو ہمارے نمائندہ کو دیا ہے اس عمل تعقیم کو بالکل بیکار بتایا،

مصارف کی زیادتی کے علاوہ ایک ... سبب اور بھی ہے جسکی بنا پر اس طریق عمل کو ہر دلعزیزی حاصل نہیں ہوئی، اور وہ یہ ہے کہ قلم چونکہ بندر کے غدہ کی لگائی جاتی ہے اس لئے اکثر لوگ بجا یا بیجا طور پر یہ اندیشہ کرتے ہیں کہ کہیں ان کے جسم میں میمونی اثرات پیدا نہ ہو جائیں یا اس عمل سے جوان ہونیکے بعد جو اولاد پیدا ہو وہ بوزنہ صفت یا بوزنہ صورت نہ ہو۔

بہرحال اگر ابھی یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ عمل ناکام ہے، یا اتنا کامیاب نہیں ہے، جسقدر توقعات اس سے وابستہ کیجاتی ہیں۔ تو ابھی یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ وہ پورے طور پر کامیاب ثابت ہو چکا ہے، بلکہ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ اگر اس کے مصارف اسی قدر زیادہ رہے تو شاید ڈاکٹر وارونوف اس تمنا میں کہ کس طرح بوڑہوں کی ایک بڑی تعداد پر وہ اپنا عمل آزما سکیں۔ جو اور زیادہ بوڑھے ہو جائینگے اور خود جب ان پر اعادہ شباب کے لئے عمل تعقیم کیا جائے گا تو شاید وہ اس نوعیت کا پچیسواں یا تیسواں عمل ہوگا،

اس طریق عمل میں ایک خرابی اور بھی ہے اور وہ یہ کہ وہ ایک بہت بڑی حدتک مردوں ہی تک محدود ہے ڈاکٹر وارونوف نے اگرچہ بعض عورتوں پر بھی یہ عمل کیا ہے اور انکا خیال ہو کہ یہ عورتوں میں بھی اسی حدتک کامیاب ہو لیکن اعداد و شمار ان کے اس دعوے کو صحیح ثابت نہیں کرتے۔ عورتوں پر یہ عمل بالکل اس طرح نہیں کیا جاتا جس طرح مردوں پر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ عورتوں کے خصیۃ الرحم مردوں کے انثیین کیطرح باہر واقع نہیں ہوتے گو مزورتوں کے موقع پر عمل جراحی کے لئے ان کو ہاتھ لگایا جا سکتا ہو لیکن ہاتھ لگانے میں خطرات اس قدر زیادہ ہیں کہ محض اعادۂ شباب کی خواہش کی تکمیل کے لئے کسی عورت کی زندگی کو خطرات میں نہیں ڈالا جا سکتا۔ خود ڈاکٹر واروناف بھی عورتوں پر یہ عمل کرتے وقت مبیضین کو ہاتھ نہیں لگاتے، بلکہ شفران کبیران پر میمونی غدد کا قلم لگا دیتے ہیں۔ یہ تو صحیح طور پر نہیں جا سکتا کہ یہ اس غیر جگہ قلم لگانیکا اثر ہے یا کسی اور چیز کا۔ لیکن اعداد و شمار سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ عورتوں میں یہ عمل اس قدر کبھی کامیاب نہیں ہوا جسقدر مردوں میں۔ ورنہ یورپ اور امریکہ کی عورتیں جنہیں اپنا حسن و شباب جان سے زیادہ عزیز ہوتا ہے تمام افریقہ پہنچ گئی ہوتیں۔ اور بندروں کی صنف لطیف میں سے ایک کو بھی باقی نہ چھوڑا ہوتا خواہ اسکا نتیجہ یہی کیوں نہ نکلتا کہ چمپانزیوں کا ایک دستہ پیرس جاکر انتقاماً ڈاکٹر واروناف ہی کو ٹہکانے لگا دیتا۔ جانوروں پر جسقدر تجربات کئے گئے ہیں ان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر حاملہ مادہ جانور کے مبیضین کی قلم سال خوردہ پر مادہ جانوروں میں لگائی جائے تو اعادۂ شباب کی علامات بہت ہی بین طور پر نمایاں ہوتی ہیں۔ اور عمل بہت ہی کامیاب ہوتا ہے۔ اسکا باعث یہ ہے کہ استقرار حمل کیوجہ سے حاملہ کے مبیضین میں بالکل وہی تبدیلیاں ہوتی ہیں جو عمل تعقیم کے ذریعہ پیدا کیجاتی ہیں، اس لئے حاملہ کے مبیضین جس جسم میں بھی پیوست کر دیے جائیں۔ اسمیں اندرونی رطوبت کا اخراج بہت ہی کثرت سے ہوتا ہے، اس کے معنی یہی یہ ہوئے کہ عورتوں پر ڈاکٹر وارونوف کا عمل کرنے اور اس کا میاب نتائج حاصل کرنے لئے یہ بھی قریب قریب ضروری ہے کہ حاملہ بندریا کے مبیضین حاصل کئے جائیں، جنگلوں میں سے تلاش کرکے حاملہ بندریوں کو پکڑنا کوئی بہت آسان کام نہیں ہے

ڈاکٹر وارونوف کے عمل تعقیم کے متعلق غلط یا صحیح طور پر یہ بھی شہرت ہو گئی ہے، ممکن ہے کہ اس قسم کی شہرت دینے میں کچھ ڈاکٹر صاحب کی کوششوں کو بھی کچھ دخل ہو۔ بہرحال عام طور پر لوگوں میں یہ خیال قائم ہو گیا ہے کہ یہ عمل تعقیم صرف

ولائے شہوانی میں تحریک پیدا کرنے کیلئے کیاجاتا ہے اور
اس اعادۂ شباب کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ سن رسیدہ
ازکار رفتہ بوڑھے ساٹھ ستر برس کی عمر میں پھر ایک مرتبہ وہ لطف
ٹھا سکیں۔ جو جوانی کے ساتھ ہمیشہ کیلئے رخصت ہو چکے تھے
یہ خیال کچھ اس درجہ متبذل ہو کہ بلند پایہ اور مشہور ڈاکٹروں
ی اکثریت اس عمل کیطرف التفات کرنا اپنے لئے باعث
ذلت اور توہین خیال کرتی ہے۔ دوسرے اسباب کیساتھ
ساتھ یہ بھی ایک سبب ہے جو اس طریق عمل کے ہر دلعزیز ہونے
ی راہ میں رکاوٹ ہے، جہاں تک ہمیں معلوم ہے ۔گو
صولاً اس نظریہ کو صحیح اور قابل اعتبار خیال کیا جاتا ہے ۔
یکن مذکورہ بالا دشواریاں ایسی نہیں کہ ان کی موجودگی میں
یسی طرح یہ توقع نہیں کیجاسکتی کہ کبھی عمل رئیسوں نوابوں
ور راجاؤں مہاراجاؤں کی خواہشات نفسانی کے پورا کرنے
کے ایک آلہ کی حیثیت سے آگے ترقی کرسکے گا یا قرابادین
کی دواؤں کی طرح طبی دنیا اسے افادۂ عام کا ایک ذریعہ اور
خدمت خلق کا ایک وسیلہ تصور کرسکے گی، اعادۂ شباب
کا ایک ممکن ذریعہ دریافت کرلینا بجائے خود ایک مستحسن چیز ہے
گو دنیا اس سے عام طور پر فائدہ نہ اٹھا سکے، تب بھی ڈاکٹر
وارونوف اس تعریف کے ضرور مستحق ہیں جو ہر موجد اور محقق
کا حصہ ہوتی ہے اس سے زیادہ تحسین اور ستائش کا مستحق
بننے کیلئے انہیں اپنے معمل میں بیٹھ کر کچھ دن اور بندروں اور
بھیڑوں اور خرگوشوں پر تجربے کرنے چاہئیں۔ اور کوئی ایسی
صورت نکالنی چاہیئے کہ ان کی یہ ایجاد امیر و غریب کی دسترس
سے باہر نہ ہو اور بوڑھے جس طرح کھانسی بخار اور نزلہ کی دوا
شفاخانوں سے لاتے ہیں۔ اسی طرح جاکر بلا کسی دقت کے
اعادۂ شباب کا عمل بھی کرا لیا کریں۔

اصول تجدید شباب

(از جناب ڈاکٹر محمد عثمان خان صاحب ۔ عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن)

تجدید ایک طبعی فعل ہے تمام کثیر الخلایا حیوانات میں تجدید نسیج، بالیدگی اور تکاثر کا عمل قدرتی طور پر جاری وساری رہتا ہے۔ اس کی بہترین مثال بالوں اور ناخنوں کی بالیدگی میں دیکھی جاتی ہے۔ متعدد ماہرین کے تجربات سے ثابت ہوگیا ہے کہ مختلف بافتوں اور جسمانی ساختوں کو مناسب اور موزوں وسائط کے اندر جسم سے باہر کاشت کیا جاسکتا اور اصلی جسم کی موت کے بعد بھی عرصہ دراز تک قایم رکھا جاسکتا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ موت خلوی فعلیت کا ناگزیر یا لازمی نتیجہ نہیں، بلکہ اس کا وقوع ہر حالت میں ان ناموافق ونامناسب حالات وماحول کے باعث ہوتا ہے جو خلیات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

درون افرازی غدد حیوانی جسم میں درون افرازی غدد بعض "ہارمون" یا تحریک رساں جواہر عاملہ پیدا کرتے ہیں، جو دوران خون میں پہونچکر خلیات کے تحول (استحالہ) بالیدگی، اور صورت وشکل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان غدد میں ایک غدے کا مخصوص وظیفہ دوریات کے ایک خاص زمانہ میں ایک مخصوص ہارمون پیدا کرتا ہو جو جسمانی خلیات کی فعلیت کو تحریک وقوت پہنچاتا ہے۔ شیخوخیت (بڑھاپا) شروع ہونے پر اس غدے کا یہ مخصوص وظیفہ مسدود یا معطل ہوجاتا ہے۔

غدہ تناسلی کا خاص وظیفہ ہے خلیات جسم کو تحریک وقوت پہنچانے کا یہ مخصوص وظیفہ غدۂ درقیہ Thyroid غدۂ جار الدرقیہ Parathyroid غدۂ نخامیہ Pituatory یا غدد فوق الکلیہ Suprarenal Gland کا نہیں ہوسکتا، کیونکہ بڑھاپے میں یہ سب اپنا اپنا وظیفہ جاری رکھتے ہیں۔ صرف غدہ تناسلی (خصیہ) اس قاعدہ سے مستثنٰی ہے، اور اسی کا فعل زمانہ شیخوخیت میں کم یا معطل ہوجاتا ہے۔

غدۂ تناسلی کے دوگنہ وظائف فی الحقیقت غدہ تناسلی (خصیہ) دوگنہ فعل انجام دیتا ہے۔ اس کے خارجی افراز میں حوینات منویہ ہوتے ہیں جو تولید جنین میں حصہ لیتے ہیں اور باطنی افراز میں وہ جواہر محرکہ یا تحریک ساز ہارمون ہوتے ہیں جو بلوغ اور پختگی کے سن میں فاعلی طور پر بکثرت وشدت پیدا ہوکر دوران خون میں پہونچتے رہتے ہیں۔ انہیں جواہر عاملہ کی تحریک کا نتیجہ عنفوان شباب کا ظہور ہے۔ اسکے بعد خصیتین کے اس باطنی افراز میں بتدریج کمی ہوتی جاتی ہے جو بڑھاپے میں اپنی انتہائی حد کو پہونچ جاتی ہے۔ چنانچہ غدۂ تناسلی کی فعلیت کی کمی بڑھاپے سے مترادف ہے۔

غدۂ تناسلی کے اخراج کے اثرات غدۂ تناسلی کو خارج کردینے کے بعد نر فقری حیوانات (جن میں انسان بھی شامل ہے) کا امتحان کیا جائے تو اس غدہ کے باطنی افراز کا اثر

...... اثر کا صاف پتہ چلتا ہے، جو
ہمارے عضویہ حیوان کے نہ صرف ثانوی مردانہ صنفی
اور جنسی خصائص پر پڑتا ہے بلکہ بحیثیت مجموعی عضویہ
کے جسمانی نمو اور بالیدگی پر اس کے جلدی اور دماغی
خلیات پر اور ہڈیوں اور دوسری ساختوں پر بھی
مرتب ہوتا ہے۔ خصیتین کے پیدا کردہ باطنی جواہر عاملہ
حیوانات اور انسان کے جسمانی اور عقلی قوی کی تشکیل و
ترتیب میں اسی طرح حصہ لیتے ہیں جس طرح کہ انکے ثانوی
صنفی اور جنسی خصائص کی تشکیل و ترتیب میں۔

غدۂ تناسلی اور شیخوخیت میں تعلق

مندرجہ بالا بیان سے
ظاہر ہوگا کہ عضویہ (حیوان) کی جسمانی اور دماغی قوتوں
کے عام زوال و فقدان اور خصیتین کے باطنی افراز
کی کمی یا فقدان کے درمیان براہ راست تعلق ہے جس
کی نوعیت کے متعلق شک وشبہ کی مطلق گنجائش نہیں۔
اگر خصیتین کے افراز باطنی کا جوہر عامل جسمانی اور دماغی
خلیات کو تحریک و قوت پہنچا کر حیات تازہ نہ بخشتے تو کوئی
عضو ایسا نہیں جو اپنی حیوی قوت و توانائی برقرار رکھ سکے
یا اپنا وظیفہ بخوبی انجام دے سکے۔ یہ جوہر حیات بخش
دوسرے درون افرازی غدد پر بھی بالواسطہ یا بلاواسطہ
کم و بیش اثر انداز ہوتا ہے۔ اس کا ثبوت اس سے ملتا ہے
کہ آختہ گری یا خصی کرنے کے عملیہ کے بعد غدۂ نخامیہ
یا الگلاندہ حجم و ضخامت میں بڑھ جاتا ہے، اور غدہ درقیہ
اور غدہ صنوبریہ میں رجعت قہقری کے بعد افسردگی
پیدا ہو جاتی ہے۔

بڑھاپے کا سبب

درحقیقت اگر غدۂ تناسلی
بڑھاپے کے زمانے میں
اپنی فاعلی حالت برقرار رکھ سکتا تو بڑھاپے کے آنے میں
یقیناً تاخیر ہو جاتی۔ یہ ایک بین حقیقت ہے کہ خصیتین کے
باطنی افراز کی کمی یا غیر موجودگی کے باعث بڑھاپا جلد
آجاتا ہے اور عمر گھٹ جاتی ہے۔ چنانچہ مصر اور مشرقی
ممالک کے خواجہ سراؤں میں، جنکو اوائل عمر ہی سے خصی
کر دیا جاتا ہے، خصیئی جواہر عاملہ کی فعلیت کا ظہور نہیں
ہونے پاتا۔ ان کی اوسط عمر ساٹھ سال سے زائد
نہیں ہوتی۔ شکل و صورت میں شیخوخیت کے آثار
جلد دیکھے جاتے ہیں، ان کی جلد خشک اور کھردری،
آنکھیں بیٹھی ہوئی، اور عام شباہت پیران صدسالہ
جیسی پائی جاتی ہے۔ غرض کہ خصیتین کے باطنی افراز
عدم موجودگی سے یہ تمام پیرانہ خصائص پیدا
ہو جاتے ہیں۔

بڑھاپے کا علاج

قبل از وقت شیخوخیت کا واحد
علاج یہ ہے کہ کسی نوجوان مرد
یا بن مانس (بندر) کے نوخیز خصیہ کا پیوند لگا دیا جائے
اس پیوند سے معمول میں مردمی اور حیات کی تازہ
قوت پہنچانیوالا جوہر عامل حاصل ہو کر ان تمام خلیات
میں جو تا مال ذبول کی انتہائی حد تک نہ پہونچ گئے
ہوں، بلکہ محض مضمحل اور ضعیف ہوں اور تجدید کی
صلاحیت رکھتے ہوں، حیات تازہ کی لہر پیدا ہو کر سارے
نظام جسم میں شباب تازہ کے اثرات ظاہر ہونے
لگتے ہیں۔

پیوند کاری کے اثرات

تجدید شباب طبعاً بڑھاپا
میں بہت سست
ہو جاتی ہے اور خصیہ کے وظیفی خلیات کی کچھ تعداد
میں قدرتاً رجعت قہقری واقع ہو کر ان کی جگہ اتصالی
بافت لے لیتی ہے۔ پیوندکاری کے عملیہ کے بعد جب ان
مضمحل اور خستہ خلیات کو خصیئی جوہر عاملہ کی مقدار تازہ
وافر مقدار میں پہونچنے لگتی ہے تو یہ تازہ قوت و توانائی
حاصل کر کے بسرعت بالیدگی حاصل کرنے لگتے ہیں۔

ان میں انکا اثر بشدت ہوتا ہے' اور سارے نظام جسم میں حیات تازہ اور قوت بے اندازہ کی رو دوڑ جاتی ہے لیکن رفتہ

عملیۂ پیوندکاری کے اثرات دائمی نہیں

رفتہ اس حیات بخش اثر میں انحطاط ظاہر ہونے لگتا ہے جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ پیوندی غدہ میں رجعت قہقری واقع ہو کر بالآخر اس کا فعل بھی سست اور مضمحل ہو جاتا ہے اب معمول کے جسم کو خصیہ کے وہ محرک جواہر عاملہ کافی مقدار میں نہیں پہونچتے جو پیوند کردہ حصّے سے چند سال تک حاصل ہوتے رہے تھے۔ چنانچہ بڑھاپے کے علامات پھر ظاہر ہونے لگتے ہیں اور پیوندکاری کی علیہ کی دوبارہ ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ تجدید شباب کے عملیہ میں اکثر و بیشتر محض خصیہ کے پیوند کافی ہوتے ہیں لیکن بعض حالتوں میں غدہ درقیہ کے پیوند بھی لگانے پڑتے ہیں۔

فارونات اور اشتائناخ کے عملیات کی بعد اور زمانہ حاضرہ کے ان تمام تجربات و مشاہدات کی روشنی میں جو تجدید شباب کی کوششوں میں ابتک ہو چکے ہیں۔ کیا ذیل کی مشہور رباعی میں ترمیم کی ضرورت ہے؟

دُنیا بھی عجب سرائے فانی دیکھی
ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی
آکر جو نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا
جاکر جو نہ آئے وہ جوانی دیکھی

شاید اس کا جواب شاعر یہ دے کہ عملیہ تجدید شباب کے اثرات بھی دائمی نہیں اور ہر تجدید کے بعد چند سال کے عرصہ میں انحطاط و زوالِ قوت لازمی ہے۔ فی الحقیقت اس نقطۂ نظر سے یہ جواب بالکل صحیح ہے۔ اللہ بس باقی ہوس

اعادۂ شباب

از جناب حکیم مولوی عبداللطیف صاحب طبیہ کالج علیگڈھ

دنیا و عناصر پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ہمکو صاف نظر آتا ہے کہ یہاں کی ہر ایک چیز آنی جاتی ہو زمانے کی اس رفتار سے ہم کو حدوث دنیا کا سبق ملتا ہے اور دہر کی یہی نیرنگیاں خلاق عالم کے وجود معبود کا ثبوت دیتی ہیں۔ ہر چیز یہاں کی متغیر اور ایک حالت پر قایم رہنے والی نہیں ہو اگر آج ایک حالت ہو تو کل دوسری۔ اگر آج حرکت ترقی اور طلب کمال ہو تو کل رفتار تنزل اور قبول زوال ہو آج صفحہ ہستی جن چیزوں سے آراستہ نظر آتا ہو تو کل ان چیزوں کا نام و نشان بھی نہیں دکھائی دیتا ہو۔

کائنات عالم کا ہر ایک ذرہ عرصہ وجود میں آتے ہی کتم عدم کی تیاری شروع کر دیتا ہو ہر چیز کی زندگی پیغام موت اور ہر شے کا وجود تمہید فنا ہو۔

دہر وجود کا یہ مقررہ نظام ہے کہ افراد۔ اشخاص اور جزئیات ہمیشہ اور ہر آن تغیر پذیر رہتے ہیں تغیر تبدل کسی چیز کے بطلان و فساد کا باعث اور کسی شے کے کون و ثبوت کا سبب بنتا ہے انہیں تغیرات کی وجہ سے اشیاء عالم وجود و عدم فنا و بقا کے صفات سے متصف ہوتی ہیں اور یہی تغیرات موت و زیست کی حقیقی علت ہیں۔

عناصر کی ان ہنگامہ آرائیوں کا اگر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ عناصر میں تبدل و تغیر کون و فساد اگرچہ ہر لحظہ و ہر آن جاری ہے لیکن نمایاں اور محسوس انقلاب ایک معتدبہ زمانہ کے بعد ہوتا ہے درمیانی غیر معتدبہ زمانے میں برابر غیر محسوس تغیرات جاری رہتے ہیں۔ ان غیر معتدبہ متعدد تغیرات کے اجتماع سے آخرکار ایک نمایاں کون و فساد ظاہر ہوتا ہو۔

تغیرات کے نتائج دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ارتقا اور (۲) انحطاط۔ اس وجہ سے کائنات عنصری میں ہمیشہ تین قسم کے حالات پائے جاتے ہیں ارتقا، انحطاط، وقوف۔

ارتقا وہ حالت ہے جس میں حصول کمال کی طرف سے صعودی حرکت ہوتی ہے اس حالت میں نقائص کی کثرت لیکن امیدوں کی بہتات حاصل ہونیوالے کمال کی مسرت آنیوالی مکمل زندگی کا انتظار اس انتظار میں لذت اس تخیل میں فرحت یہ حالت نوع انسان میں زمانہ صبیٰ کے نام سے پکاری جاتی ہو۔

حالت وقوف یہ حالت شباب کے نام سے تعبیر کیجاتی ہو یہ حالت حقیقت میں اس خواب کی تعبیر ہو جو سابق الذکر زمانہ میں غور و فکر کا اہم مشغلہ تھا۔

حالت انحطاط یہ دو قسموں پر منقسم ہو پہلی قسم انحطاط مخفی جسکو زمانہ کہولت سے تعبیر کرتے ہیں اور دوسری قسم "انحطاط بیّن" جسکو زمانہ شیخوخت سے موسوم کیا جاتا ہو۔

یہ تینوں زمانے انواع کی عمروں کے لحاظ سے طول و قصر میں مختلف ہوتے ہیں اسوقت چونکہ ہمارے پیش نظر صرف نوع انسان ہی ہو جس سے صرف اسی نوع کے متعلق ہم اپنی بحث کو محدود کرتے ہیں۔

انسان کی عمر طبعی کے متعلق حکماء کے اقوال مختلف ہیں حکیم ماشاء اللہ خاں نے اپنی کتاب "موالید" میں ابو معشر بلخی سے نقل کیا ہے کہ تشکلات فلکیہ کے لحاظ سے انسان کی عمر کا نو سو سال تک پہونچنا ممکن ہو، ابوریحان بیرونی نے اپنی کتاب

آثار باقیہ میں تحریر کیا ہے کہ حیات کواکب کے لحاظ سے انسان کی عمر دو سو پچیس سال تک پہونچ سکتی ہے بعض اطباء نے انسان کی عمر طبعی ایک سو بیس سال تجویز کی ہے .... جسکے دو دلائل بھی پیش کئے ہیں پہلی دلیل یہ بیان کی ہے کہ انسان کا زمانہ ارتقا تقریباً چالیس سال ہے لہذا زمانہ انحطاط کو اس کا مضاعف (دوگنا) ہونا چاہیئے چونکہ زمانہ نقصان میں غلبۂ یبس کی وجہ سے رطوبات کا تحلل دشوار ہوگا بخلاف زمانۂ ارتقا کے کہ اسمیں رطوبات کا انصراف غلبہ رطوبت کیوجہ سے آسان ہوتا ہے دوسری دلیل یہ پیش کی ہے کہ زمانہ ارتقا میں چونکہ حرکت حصول کمال کیجانب ہوتی ہے اسوجہ سے طبیعت اپنی غرض وغایت حاصل کرنے میں مبادرت ومسارعت کرتی ہے برخلاف زمانہ انحطاط کہ اسمیں حرکت اپنی غرض وغایت کے خلاف ہے جسکی وجہ سے طبیعت اس حرکت میں بخل کرتی ہے۔ علاوہ بریں ان بزرگوں نے اپنا تجربہ بھی پیش کیا ہے کہ اکثر ممالک میں انسان جو عوارض اور موانع کے آفات سے محفوظ رہ سکے ہیں ان کی عمریں ایک سو بیس سال تک پہنچی ہیں۔ اس موقع پر ایک شہادت نفس واقعہ کے متعلق نہ مسئلہ کے متعلق میں بھی پیش کرتا ہوں اور وہ شہادت ریاست رامپور کے مفتی صاحب ہیں جنہوں حال ہی میں ایک سو تیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا ہے ان کے سب سے چھوٹے صاحبزادے جن کی عمر اس وقت بتیس سال ہے علیگڈھ گورنمنٹ پریس میں ملازم ہیں۔ علامہ گیلانی کا اس مسئلہ میں یہ فیصلہ ہے کہ انسان کی عمر طبعی بھی کسی ایک جہت پر مقرر نہیں کی جاسکتی ہے بلکہ مختلف بلاد و ممالک کے لحاظ سے انسان کی عمر طبعی بھی مختلف ہوتی ہے مثلاً جبال تبت کے باشندے بہت زیادہ طویل العمر اور ساکنان حبش بہت زیادہ قلیل العمر ہوتے ہیں اکثری طور پر اطباء نے انسان کی عمر کو حسب ذیل طریقہ پر تقسیم کیا ہے پیدائش سے چار سابوع یعنی تقریباً اٹھائیس سال تک سن نمو ایک سابوع یعنی تقریباً پینتیس سال تک سن وقوف پھر چار سابوع یعنی تقریباً تریسٹھ سال تک سن کہولت اور پھر آخر عمر تک سن شیخوخیت

حکماء نے سن تغیر، ارتقاء اور انحطاط کا فلسفہ یہ بیان کیا ہے کہ بدن انسان پر اول تکوین میں نفس ناطقہ کے ساتھ ساتھ ایک جوہر حرارت عزیزی فائز ہوتا ہے جسکی حفاظت کی ذمہ داری رطوبت عزیزی پر ہوتی ہے لیکن یہ حفاظت کرنیوالی رطوبت ابتدا میں ضرورت وحفاظت سے زائد ودیعت کیجاتی ہے کیونکہ زمانہ نمو تک علاوہ حفظ حرارت عزیزی کے نشوونما کی ضرورت بھی اس سے پوری کیجاتی ہے یہ رطوبت عزیزی پہلے ہی دن سے تحلیل ہونا شروع ہو جاتی ہے کیونکہ حرارہ کی خاصیت تحلل رطوبات ہے جہاں ایکطرف حرارت کے اثر سے رطوبات میں تحلل واقع ہوتا ہے وہاں دوسری طرف اس حرارت کی قوت کا یہ بھی نتیجہ ہوتا ہے کہ ضرورت نشوونما کو پورا کرنے کی غرض سے بدل ما یتحلل کا کافی ذخیرہ فراہم ہوتا ہے۔ روزانہ کے حرکات سے بدل میں جتنا تحلل واقع ہوتا ہے ہضم جید اور تکثیر غذا کی وجہ سے نہ صرف اسکی تلافی ہوتی ہے بلکہ اس سے زائد بدل واقع ہوتا ہے تاکہ یہ قدر زائد ضرورت نشوونما کو پورا کرے۔

جب انسان اپنے کامل نشوونما تک پہونچ جاتا ہے تو ما یتحلل کی زیادتی مساوات سے تبدیل ہو جاتی ہے اس زمانہ میں انسان اپنے انتہائی کمالات پر ایک مدت تک قرار لیتا ہے یہی زمانہ زمانۂ شباب ہے اسی وقت کا شدت سے انتظار کیا جاتا ہے یہی وقت امیدوں کا آماجگاہ اور یہی مدت تمناؤں کا ملجا وماویٰ ہے اس زمانہ کے اعادہ کے متعلق کسی بڑے عرب کا یہ حسرت ناک مقولہ ہے لیت الشباب یعود (کاش جوانی لوٹ آتی) اس شباب کو مدت مدید تک قایم رکھنے اور گذرے ہوئے شباب کو لوٹانے کے متعلق دنیا کی طبیں ہمیشہ سے جد وجہد میں مصروف رہی ہیں جسکی شہادت ہمکو نہ صرف ان نسخوں سے ملتی ہے جو اس باب میں مذکور ہیں بلکہ ان بیانات سے بھی ملتی ہے جو عنوان حفظان صحت وغیرہ ما تحت مسطور ہیں۔

زمانۂ شباب کی کل مدت تقریباً سات سال ہے اس مدت کے بعد جس مقدار رطوبت کا تحلل شروع ہوتا ہے وہ حفاظت کرنیوالی رطوبت ہے جس کے نقصان سے حرارت عزیزی کا انطفا شروع ہوجاتا ہے جسکا لازمی نتیجہ قوتوں کا اضمحلال بدل ما یتحلل کا نقصان رطوبات فضیلہ کی کثرت اور اجتماع ہوتا ہے یہ رطوبت فضیلہ اعضا اور غذا کے درمیان حائل ہوجاتی ہیں جسکی وجہ سے اعضاء کماحقہٗ غذا حاصل نہیں کرسکتے یہ تقلیل غذا و انطفاء حرارۃ میں اور بھی زیادہ معین ہوتی ہے آخرکار وہ لمحات آجاتے ہیں جس میں حرارت عزیزی کا چراغ بالکل گل ہوجاتا ہے اور یہی موت طبعی ہے،

جس زمانہ سے انسان نے تہذیب اور تمدن میں ترقی کی ہے اور معاشرت میں فطری اشیاء اور اصول کو ترک کرکے مصنوعات کو داخل کیا ہے اس وقت سے انسانی قوت مناعت کمزور ہوتی جارہی ہے وہ عوارض جو پیشتر روزمانے میں انسان کے واسطے بے اثر ثابت ہوتے تھے آج وہ انسان کو درہم برہم کرنے واسطے کافی ہیں اس قوت مناعت کا فرق آج بھی ہمکو قوانین فطرت پر چلنے والے اور مصنوعی زندگی بسر کرنیوالے انسان کے درمیان صاف طریقے پر نظر آتا ہے دولت مند مہذب اور متمدن حالت صحت میں پرہیز کرنیوالے جراثیم سے پناہ مانگنے والے ذرا سی بے احتیاطی میں اپنی صحت کو کھو بیٹھتے ہیں جوش کیا ہوا پانی پینے والے صرف معمولی پانی پینے سے بیمار ہوجاتے ہیں، برخلاف ہندوستان کی غریب آبادی خصوصاً ادنیٰ قومیں جو رات دن مضر صحت اشیائ سے مقابلہ کرتی رہتی ہیں۔ مثلاً بھنگی وغیرہ انکی زبردست قوت مناعت دشمنوں کو ہلاک کرنیکے واسطے کافی ثابت ہوتی ہے، دور حاضرہ کے اصول حفظان صحت کو ہم غیر معمولی طریقے پر بیماریوں کے واسطے مستعد بنادیتے ہیں۔ ہم میں غیر معمولی بیماریوں کی کثرت کا سبب ہماری جوانی کا سرعت کیساتھ زائل ہونیکی علت ہماری قوت مدافعت کو بیکار و معطل بنا دینے کی کا واحد ذریعہ دور حاضرہ کے اصول حفظان صحت کی پابندی ہے ۔

سابق الذکر بیان سے ہمکو یہ واضح ہوگیا ہے کہ متقدمین کے نزدیک بڑھاپے کی علت حقیقت میں تین چیزیں ہیں ضعف حرارت عزیزی، قوت مناعت کا اضمحلال، رطوبات فضلیہ کا اجتماع اگر ان تینوں چیزوں کی قوانین قدرت کے مطابق نگہداشت کیجائے تو بڑھاپے کا دیر میں آنا یقینی ہے جسکا بہترین اصول یہ ہے کہ حرارت عزیزی کو نقصان پہونچانے والی اشیائ سے پرہیز، سواد بائی امراض کی قوت مناعت کو دواؤں کی اعانت سے بچانا حفظ ما تقدم کی غرض سے دواؤں سے گریز بذریعہ ریاضت رطوبات فضلیہ کا تحلل، شیخ الرئیس نے قانون میں تحریر کیا ہے کہ ہر ہضم کے بعد بدن میں ایک خاص لحظہ غذائیہ جو بالکیفیت و بالکمیت بدن کو نقصان پہونچاتا ہے اسوجہ سے ہر شخص اس لحظہ کو دفع کرنیکے واسطے ریاضت کا محتاج ہے، ریاضت اس لحظہ کو پسینہ، بخارات بول و براز وغیرہ کے ذریعے تحلیل کردیتی ہے جسکی وجہ سے دوران خون اور تغذیہ اعضاء بحالہ باقی رہتا ہے۔

لیکن اگر کسی وجہ سے نگرانی میں فروگذاشت واقع ہوئی اور بڑھاپا سر پر آہی گیا تو ایسی صورت میں متقدمین نے ایسی ادویہ تجویز کی ہیں جنکو اعادۂ شباب کے حق میں اکسیر کہا جاتا ہے اگر یہ بڑھاپا غیر طبعی ہے یعنی قبل از وقت آگیا ہے تو یہ ادویہ اکثر کامیاب نتیجہ کی ذمہ دار ہوتی ہیں لیکن اگر یہ بڑھاپا طبعی یعنی اپنے وقت پر شروع ہوا ہے تو اسکے زوال کے واسطے متقدمین کی کتابوں میں ایسے اکسیری نسخے ملتے ہیں جنکی صداقت کے متعلق بہت کچھ دعوے کئے گئے ہیں، ان نسخوں کے اصول پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر نسخے میں تین چیزوں پر زور دیا گیا ہے انتعاش حرارۃ عزیزی، تقویت اعصاب تخفیف رطوبات فضلیہ

رہا یہ امر کہ متقدمین کا یہ اصول اور اس اصول کے ماتحت ان کے تجویز کردہ نسخے کس حد تک اس باب میں کامیاب ہوتے ہیں یہ ایک ایسا عقدہ ہے جس کے حل کیواسطے ایک مغالطہ کا انکشاف نہایت ضروری ہے جسمیں قدیم الایام سے اس وقت تک نہ صرف ہندوستان کے اطبا بلکہ یورپ کے محققین بھی مبتلا ہیں

وہ مغالطہ لفظ شباب کا غلط معنی میں استعمال ہے یہ غلطی ماحول میں اس درجہ مرتکز ہو گئی ہے کہ اس لفظ کے صحیح معنی کی جانب ذہن کا تبادر ہی نہیں ہوتا۔ قدیم الایام سے شباب کے تضمینی معنی یعنی جذبات شہوانیہ کی فراوانی کو اس کے مطابقی معنی قرار دیدئے گئے ہیں تمام اطبائی توجہ کا مرکز تمام نسخوں کا مقصد یہی جزئی مفہوم بنا ہوا ہے گویا کہ لفظ شہوت اور شباب دو مترادف الفاظ ہیں جو تہذیباً ایک دوسرے کی جگہ مستعمل ہوتے ہیں۔ شباب کے اس جزئی معنی کے اعتبار سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسفار متقدمین میں ذکر کی ہوئی دوائیں یا متاخرین کے اختراع کئے ہوئے طریقے صرف اس جزئی مقصد کے حاصل کرنے میں تو بے کامیاب ہیں لیکن اگر شباب کے حقیقی معنی مراد لئے جائیں یعنی تمام قوائے جسمانی میں مستقل فراوانی جسمانی ساخت کی از سر نو تازگی اصلی اور طبعی مزاج شباب کا اعادہ تو یہ چیز اس وقت تک ذہنی وجود سے آگے ترقی نہیں کر سکی ہے۔

قدرت نے ہر انسان کے بدنی افعال و وظائف اور ترکیبی ساخت کا ایک خاص تناسب اور مزاج مقرر کیا ہے اس تناسب اور مزاج پر باقی رہنا صحت اور اس سے انحراف مرض کا مرادف ہے کسی انسان کے خلقی مزاج اور فطری تناسب کا تبدیل کرنا ہلاکت کے ہم معنی ہے کسی بارد المزاج بزدل انسان کو بہادر بنانے کی غرض سے اگر ادویہ استعمال کرائی جائیں تو اسکا نتیجہ عصبی یا قلبی بیماری ہے۔ اگر کسی بچے میں جوانوں یا بڈھوں جیسا تناسب اور مزاج پیدا ہو جائے تو وہ بلا شبہ بیمار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے اگر بڈھے انسان میں یہ کوشش کی جائے تو حقیقت میں یہ سعی قدرتی تناسب اور مزاج کو تباہ کرنیوالی ثابت ہوگی جو اعضا اپنے افعال و وظائف کو ابھی دس سال تک باقی رکھ سکتے تھے وہ دو چار سال کی قلیل مدت میں اپنے صحیح افعال سے عاجز ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان منعشات کی وجہ سے اعضا اپنی قابلیت سے زیادہ کام کرتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جلد سے جلد مضمحل ہو کر اپنی زندگی کو ختم کر دیتے ہیں اکثر نسخے اس غرض کیواسطے ایسے بھی ہوتے ہیں جو صرف بعض قوتوں میں انعاش میں پیدا کر دیتے ہیں لیکن دوسری قوتیں انکی خدمت کیواسطے مستعد نہیں ہوتی ہیں جسکی وجہ سے بدن انسانی میں ایک خاص برہمی پیدا ہوتی ہے جو جلد سے جلد کسی مہلک مرض میں مبتلا کر دیتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کی قوت شہوانیہ منعشات کے ذریعے سے برانگیختہ ہو گئی لیکن قوت ہضم مساعدت نہیں کرتی ایسی صورت میں خروج منی بہت زیادہ باعث ضعف ہوگا۔

بڈھوں میں قدرتی طور پر غلبہ   کی وجہ سے شرائین کی لچک کم ہو جاتی ہے جسکی وجہ سے وہ اس دوران خون کی تیزی برداشت نہیں کر سکتے ہیں جسکے جوان متحمل ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے بڈھوں میں اکثر اس قسم کی ادویہ کا استعمال خطرناک ثابت ہوتا ہے کبھی دوران خون کی غیر معمولی تیزی مرض فالج کا سبب بنتی ہے اور کبھی محرکات اور منعشات حرکت قلب کو اس درجہ سریع بنا دیتے ہیں جسکا ردعمل ہارٹ فیل اور (سکون ابدی) کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے کبھی اس قسم کی ادویہ خونی و جسمانی ساخت میں غیر معمولی سمیت وحدت کا باعث ہوتی ہیں جسکے مقابلہ کے واسطے بڈھوں کی قوت مناعت قادر نہیں ہوتی ہے اور آخر عمر تک مختلف قسم کی سمی بیماریوں کو جھیلنا پڑتا ہے،

طب یونانی کے سچے اور زریں اصول کے ماتحت ہر شخص کی صحت کی حفاظت میں مزاج۔ سن۔ ملکی آب و ہوا پیشہ کا لحاظ ضروری ہے مثلاً اگر کسی اسی سالہ بڈھے کے قوائے شہوانیہ میں دفعتاً غیر معمولی ترقی نمایاں ہو تو فوراً اسکے اضمحلال کی کوشش کرنا چاہیئے ورنہ موت قریب ہے۔ بڑھاپے میں غیر معمولی بھوک اور ہضم کی زیادتی خطرناک ہے کیونکہ دوسرے اعضاء مثلاً خون وغیرہ اسکے برداشت کی طاقت نہیں رکھتے ہیں، بڑھاپے میں خون کی زیادتی مہلک نتیجہ کا باعث ہوتی ہے، فوراً بذریعہ فصد تدارک کرنا چاہیئے، ورنہ مہلک امراض کا سامنا کرنا پڑیگا اس بدیہی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے اعادۂ شباب کی موجودہ مساعی سوائے استعجال موت کے اور کچھ معنی نہیں رکھتی ہیں۔ الغرض پرنظریۂ غدد کے قائلین یہ دعوے نہ کر سکتے ہیں کہ بڑھاپا حقیقت
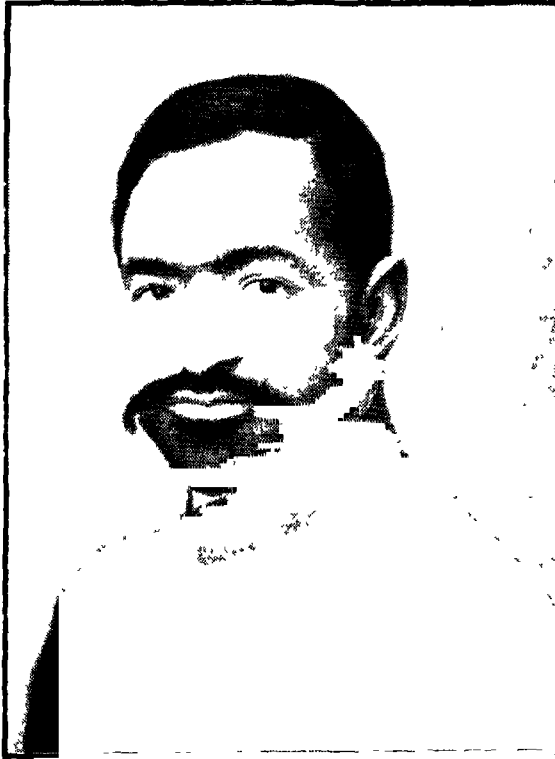
جناب حکیم مولوی محمد عبداللطیف صاحب - (فلسفی)
طبیہ کالج - مسلم یونیورسٹی - علیگڑھ -

Hakim Molvi Mohd. Abdul Latif, (Philosopher),
Tibbia College, Muslim University, Aligarh.

Hamdard-i-Sehat, Delhi.
"REJUVENATION NUMBER"
JULY 1934.
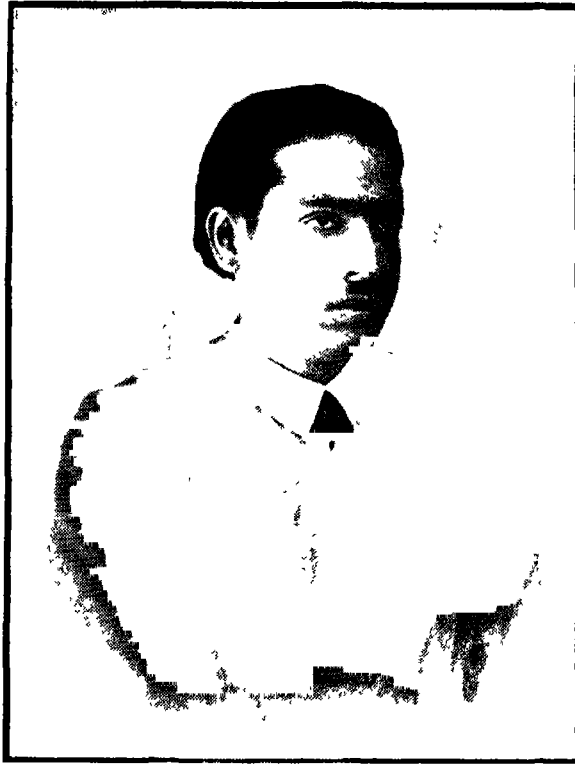
" ہمدرد صحت کے آرٹسٹ "
مسٹر سمیع - جی - ڈی - آرٹ - دہلی -

Mr. Sami, G. D. Art, (*Artist of Hamdard-i-Sehat*),
DELHI.

ں مخصوص غدد کے افعال و وظائف کے ضعیف ہوجانیکا نام ہو
ں غدد کی تبدیلی اعادۂ شباب میں کافی مؤثر ہوسکتی ہے نیز قدیم اصول
ماتحت تعلیم غدد کے ذریعے اعادۂ شباب ان تمام مضرتوں سے
فوظ ہے جو بذریعہ ادویہ ظہور پذیر ہوتی ہیں، لیکن تحقیق کی کسوٹی
پراس جدید نظریہ کو پرکھا جائے تو یہ نظریہ حقیقت میں اس قدیم
ریہ کی جانب رجوع کرتا ہے اسکے متعلق ہم قدیم اطبائے کے چند
یے اقوال پیش کرتے ہیں جس سے متقدمین اور متاخرین
، نظریات مختلف الحقیقت [illegible]

اول یہ امر ذہن نشین کرلینا چاہیئے کہ نظریہ غدد کے
علق اگرچہ متقدمین کو اس تفصیل کیساتھ علم نہیں تھا لیکن
اس نظریہ سے بالکل بیخبر بھی نہ تھے کیا شیخ الرئیس کا یہ قول
ب کی نظر سے نہیں گذرا کہ غدد انثیین علاوہ تولید منی کے مزاج
ری دانوثی اور تمام ہیئت میں مفید اور موثر ہوتی ہیں علاوہ
لی نے ان غدد کا یہ بھی اثر بتایا ہے کہ وسعت صدر عظم اطراف
رت صوت پر بھی انہیں غدد کا تسلط ہے، انسان کی صنفی
ل شادابی وتروتازگی انہیں غدد کی رہین منت ہے، قدیم ایام
ں خواجہ سرا بنانیکی غرض سے جب ان غدد کو خارج کیا جاتا تھا
و صرف صفات ذکوری کا فقدان بلکہ ہیئت بدنی کا اضمحلال بھی
می نتیجہ ہوتا تھا متقدمین کی کتابوں میں ہم کو ایسے نسخے بھی
ے ہیں جنکا جزو اعظم غدد انثیین ہیں جو علاج عضوی کے اصول
قوت انثیین و اعادۂ شباب میں مفید ہوتے ہیں متقدمین
ان اقوال کو پیش نظر رکھتے ہوئے بدنی انسان پر غدد کی
یت کوئی جدید نظریہ متصور نہیں ہوتا ہے،

دوسرے اس امر کی علت پر بھی اچھی طرح غور کر
ا چاہیئے کہ بڑھاپا جب ان غدد کے ضعف کی وجہ سے پیدا
ا ہے تو ان غدد کے ضعف کی علت کیا ہے [illegible]
نے سے اسکی علت بھی وہی قرار پاتی ہے جسکو متقدمین نے
ھاپے کی علت قرار دیا ہے، یعنی ضعف حرارت غریزی ضعف
ت ومناعت اجتماع فضلات، ان فضلات کی مضرت

مضرت غدد پر پہنچتی ہے کیونکہ سب سے پہلے ان فضلات کا انجذاب لحم
غددی میں ہوتا ہے کیا آپ اس حقیقت سے بیخبر ہیں کہ قدم میں جب
کوئی زخم ہوتا ہے تو بن ران کا لحم غددی متورم ہوکر گلٹی کی صورت
اختیار کرلیتا ہے، کیا آپ نہیں دیکھتے ہیں کہ دماغی مواد بہت
آسانی کیساتھ غدد تحت الاذنین میں جذب ہوکر خنازیر کی صورت
اختیار کرلیتے ہیں، اسی طرح سے بغل کے غدد قلب کے مواد کس آسانی
سے جذب کرلیتے ہیں [illegible] بڑھاپے کے فضلات کا بھی سب سے پہلے تراکم
اور انجذاب ان غدد میں شروع ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ تمام جسم سے
[illegible]

تیسرے یہ امر قابل تسلیم نہیں ہے کہ عمل تعلیم غدد اعادۂ
شباب کے واسطے اکسیر ادویہ سے ضرر ہے عمل تعلیم میں استعمال ادویہ
کی نسبت سے زیادہ خطرات ہیں عمل تعلیم میں تمام غدد کے افعال
و وظائف کی تجدید نہیں ہوتی ہے لہٰذا بعض غدد کی تجدید دوسرے
غدد کے افعال و وظائف کا بھی اپنے تناسب سے مطالبہ کرتی ہے
جسکا نتیجہ بدن انسانی غیر معمولی برہمی ہو جو استعجال موت کا باعث ہوتی
ہے عمل تعلیم میں جن حیوانات کو کام میں لایا جاتا ہے ان کے بعض صفات
معمول میں پیدا ہونیکے علاوہ دوسری انسانی قوتیں ان حیوانی
قوتوں کی مناسبت سے ہم آہنگ نہیں ہوتی ہیں جسکا لازمی
نتیجہ استعجال موت ہے علاوہ بریں اعضاء کی بوسیدہ ساخت میں جب
جدید قوتیں تصرف کرتی ہیں تو قصر جسم کی بنیادیں اس زلزلے سے
محفوظ نہیں رہ سکتیں، استقامت شباب کے واسطے صرف
اسقدر جائز اور بیضرر ہے کہ ایسی تدابیر اختیار کیجائیں جو غدد کو تقویت
پہنچائیں اور بدن کو طبعی فضلے سے پاک و صاف رکھے اس غرض
کو پورا کرنیکے واسطے غدد کے خلاصہ جات خصوصاً غدد انثیین کا خلاصہ
اسطرح حاصل کیا جائے کہ ان غدد کا قیمہ کرکے تھوڑا سا نمک چھڑک
دیا جائے اور چند گھنٹے کے بعد جو پانی خارج ہو اس کو تنہا یا کسی مناسب
چیز کیساتھ ملاکر استعمال کرنا نہایت فائدہ بخش ہے جسکا مسلسل معجون کا
طویل مدت تک استعمال نہایت موثر ثابت ہوتا ہے،
[illegible] قرنفل سیاہ ، دارشیشہ ، گل سرخ [illegible]

ترویحِ فزر

تجدید و اعادہ شباب

بہ نسخۂ
حکیم عمر خیام نیشاپوری

از لفٹنٹ کرنل جناب ڈاکٹر بھولا ناتھ صاحب آئی ایم ایس سی آئی ای لاہور

اے کہ میخواہی کہ یابی نسخہ تجدیدِ شباب — موئے تو گردد سیاہ و تیرہ چوں بالِ غراب

چہرۂ پژمردہ و افسردہ و پُر چین تو — صورتت گردد جواں چوں صورتِ برنا و شاب

تا نخواند کس ترا پیرِ خرف مرد ضعیف — جانِ تو یابد اماں از رنجشِ زجر و عتاب

جانِ من! خام ایں خیال است و محال است و جنوں — تشنہ جوئے آب پندارد رواں ریگِ سراب

یاد داری آں زماں کز چشمۂ آب لبت — خضر و الیاس و سکندر تشنہ میجستند آب

روئے رخشاں تو بُد چشم و چراغ دو جہاں — دادہ شمس و ماہ و انجم را ضیا و آب و تاب

بوئے گیسویت معطر کن مشامِ جان بود — چینِ زلف انداختہ یک عالمے در پیچ و تاب

نوکِ مژہ ات پارہ کردہ خرقۂ زہد و ورع — چشمِ مخمورِ تو کردہ خانۂ صوفی خراب

برکشیدہ نو خطِ تو بر خطِ تقدیر خط — مرغِ دل دورِ رُخت بر سیخ خط بریان کباب

منزلِ تو مرجع عشاق بود و قبلہ ام
بودی محبوبِ جہاں و حسن و خوبی را مآب

بُد ہجوم عاشقاں در کوئے تو ہر صبح و شام
چوں ہجوم بادہ خواراں در پئے جامِ شراب

یادِ دندانِ دُر اَرایت شدہ تسبیحِ من
می کشم آہ و ز دہانم می چکد شعر خوشاب

آں ہمہ بگذشت و ایں باقی کہ ہست ہم رفتنی است
نقشِ ہستی جانِ من پندار چوں نقش بر آب

ایں بہار گلشن عالم گہے یک رنگ نیست
گہ خزاں ضعف پیری گہ بود وقت شباب

نسخۂ دیرینہ از پیرِ مغانم یاد ہست
حکمتِ بقراط و جالینوس را لُبِّ لباب

رو بدست آور بتے رنگیں ادا نازک میاں
ہر دو لب رنگ حنا ہر دو رخش برگ گلاب

گوشۂ تنہا لبِ آبِ رواں و سبزہ زار
کن مہیا مرغ بریاں بادہ و جامِ شراب

فارغ از فکرِ دو عالم باش و رنج و غم مخور
پیری و وقت جوانی را شمر موجِ سراب

بادہ خور بوسہ بگیر و خوش گذر کن روز و شب
ایں نشاطِ پیری است ایں نسخہ تجدید شباب

مرضِ شباب

از ابو المعظم نواب سراج الدین احمد خاں صاحب سائل دہلوی

دیدہ و دل کے لئے ایک عذاب آتا ہے
لوگ یہ جان کے خوش ہیں کہ شباب آتا ہے

کیا تعجب ہے اگر ان کو حجاب آتا ہے
بچپنا جاتا ہے اب عہد شباب آتا ہے

یہ خموشی کی شکایت پہ جواب آتا ہے
تمکنت ساتھ لئے عہد شباب آتا ہے

بات کرتے ہوئے ظالم کو حجاب آتا ہے
آ چکا ہے۔ کوئی کہتا ہے شباب آتا ہے

اب ضرورت سے سوا یار کو خواب آتا ہے
نشہ جوش جوانی ہے۔ شباب آتا ہے

عہد طفلی کی طرح اس کو بھی رونا ہوگا
کل یہ چلدیگا اگر آج شباب آتا ہے

دھوم سنتے ہیں کہ سیانا ہوا وہ مایہ ناز
آجکل نام خدا اس پہ شباب آتا ہے

پیکے دیکھو تو کبھی ساغر صہبائے نشاط
شیخ پیری میں بھی اس شے سے شباب آتا ہے

ساری دنیا سے نرالی ہے جوانی میری
یا یہ آفت زدہ عالم پہ شباب آتا ہے

اشک آنکھوں میں بھرے سینہ میں دل ہے بیتاب
یہ عذاب آتا ہے یا عہد شباب آتا ہے

ا کے بچانے میں ہوتا ہے [illegible]عت کو سرور — پیر [illegible] کی ہوا سے بھی شباب آتا ہے

[illegible] شوق کو [illegible] کا بیگا تیرا جوبن — شعلہ طور کی مانند شباب آتا ہے

تو بے طرح مرے دل پہ چڑھائی ہوگی — سپر ناز و ادا لے کے شباب آتا ہے

[illegible]یا پشیمان ہوا طاعت صد سالہ سے شیخ — کہ بڑھاپے میں اُسے یاد شباب آتا ہے

[illegible]سنی ہی کی اداؤں نے مجھے لوٹ لیا — کانپتا ہوں میں یہ سُن سُنکے شباب آتا ہے

[illegible]کلامی کی توقع نہ رہی اب اون سے — یہ سخن تکیہ ہے اُنکا کہ شباب آتا ہے

[illegible]ں تو کیا جان بھی قربان کروں میں تجھ پر — میرے خوش کرنیکو گر تیرا شباب آتا ہے

[illegible]رخی نشہ مے بول رہی ہے مُنہ سے — ایک دو جام میں جاکر بھی شباب آتا ہے

[illegible]عدہ طفلی کا وفا آپ کو کرنا ہوگا — اب مُرادوں کے دِن آئے کہ شباب آتا ہے

[illegible]پنے جوبن پہ نہ اتراؤ سمجھ لو یہ بات — لیکے پیغام بڑھاپے کا شباب آتا ہے

[illegible]وخیاں کم ہوئیں آنکھوں میں بڑھی شرم و حیا — ہر ادا صاف یہ کہتی ہے شباب آتا ہے

[illegible]ں بڑھاپے میں چلا کرتا ہوں سُنکر یہ خبر — کہ وہ ہشیار ہوا او سپہ شباب آتا ہے

قائدہ کیا ہو سائل کو لگا نیسے خضاب
روسیاہی سے کہیں چھپ کے شباب آتا ہے

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی)

پی اینڈ او کمپنی کا مشہور جہاز "تاج محل" کوئی چھوٹا سا جہاز نہ تھا، اور اس سے پہلے بڑی پامردی اور استقلال کے ساتھ بیسیوں طوفانوں کا مقابلہ کر چکا تھا لیکن اسے کیا کیا جائے کہ یہ طوفان ہی اور طوفانوں سے مختلف تھا، اور اسکے سامنے بڑے سے بڑے اور مضبوط سے مضبوط جہاز بھی نہ ٹھہر سکتے تھے۔ پہاڑ کیطرح ٹھوس اور بلند موجیں سمندر سے اٹھ اٹھ کر جب جہاز سے ٹکراتی تھیں تو ہر مرتبہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ بس اب "تاج محل" کی خیر نہیں ہے، لیکن ہر مرتبہ وہ ایک اچھے پھکیت پہلوان کی طرح حریف کو نیچا دکھا کر سیدھا کھڑا ہو جاتا تھا اور ذرا سی دیر کیلئے زندگی کی امید پھر ہمارے دلوں کو کسی قدر گرما جاتی تھی۔ آندھی کے تند اور تیز جھونکے آتے تھے اور جہاز سے ٹکرا کر اسکے انجر پنجر سب ڈھیلے کر دیتے تھے، اور اب ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بلی تھوڑی دیر تک اپنے شکار کے ساتھ کھیلا کرتی ہو، کبھی پکڑ لیا اور کبھی چھوڑ دیا، اور کبھی اوپر کو اچھال دیا، بالکل اسی طرح ہوا بھی "تاج محل" کیساتھ اسے ڈبونے سے پہلے کھیل رہی ہے، دو راتیں گذر چکی تھیں اور ایک دن کہ جہاز کے مسافرو کے منہ میں کھیل بھی اڑ کر نہیں گئی تھی، اور ہر شخص زندگی سے مایوس ایک سراسیمگی اور بدحواسی کے عالم میں مبتلا تھا۔ عرشہ کے مسافروں کی بہ نسبت کمروں کے اندر کے مسافر کسی قدر بہتر حالت میں تھے اسلئے میں بار بار اس بات پر مجبور ہو جاتا تھا کہ عرشہ پر ٹھہرنے اور اپنے ابنائے جنس کی حالت زار کا مشاہدہ کرنے کی بجائے اپنے کمرے گھس جاؤں اور منہ چھپا کر لیٹ رہوں۔ جہاز کا کپتان ایک اچھا خاصہ سن رسیدہ اور گرگ باران دیدہ انگریز تھا۔ اور ایسے نازک وقت پر اسکی مستقل مزاجی اور بے خوفی یقیناً حیرت انگیز تھی، لیکن اسکے بھی انداز سے ہمیں یہ محسوس ہو چکا تھا کہ اس طوفان سے بچ نکلنے کی اسے کچھ زیادہ امید نہیں ہے۔

بمبئی سے روانہ ہوتے ہی میں نے جب جہاز کے سب مسافروں پر نظر ڈالی تو دیکھا تھا کہ دوسرے درجہ کے مسافروں میں میرے کمرے کے بالکل متصل ایک نوجوان پارسی لڑکی بھی ہماری ہمسفر ہے۔ اسکے بعد کئی دن تک ایسا ہوتا رہا کہ دن میں کئی کئی مرتبہ میں اور وہ ایک دوسرے کے سامنے پڑ جاتے، ایک مغرورانہ نگاہ سے وہ ایک نظر مجھ پر ڈالتی، اور اسیطرح مردانہ تمسخر کے ساتھ میں بھی جھوٹ موٹ کو اسکی طرف دیکھ لیتا۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ میں اور وہ بالکل پاس پاس جہاز کا جنگلہ پکڑے کافی دیر تک کھڑے رہے اور غالباً دلوں میں ایک دوسرے کے متعلق کچھ خیالات بھی ضرور آئے، لیکن دونوں میں سے ایک کے غرور نے بھی اسکی اجازت نہ دی کہ باہم متعارف ہو جاتے قریب قریب روزمرہ ہی ایسا بھی ہوتا تھا کہ عرشہ کرسیاں ڈالے وہ اور میں پاس پاس بیٹھے رہتے، اور خواہ دل میں ایک دوسرے کے متعلق کچھ خیالات آتے ہوں، اور کچھ خفیف سی خواہش تعارف پیدا کرنے کی ہوتی ہو، لیکن ظاہر میں دونوں کا برتاؤ یہی ہوتا کہ دونوں اپنا اپنا اخبار یا ناول پڑھ رہے ہیں، اور اگر کبھی اتفاق سے ایسا ہو بھی جاتا کہ دونوں میں سے کوئی ایک کتاب پڑھتے پڑھتے چپکے سے نظر اٹھا کر دوسرے کی طرف دیکھتا اور محض اتفاق سے دوسرے کی نظر بھی اٹھ جاتی اور نگاہیں چار ہو جاتیں۔ تو دونوں انتہائی غرور و یکجہتی اپنی نظریں واپس کر لیتے، اور چہروں پر غصہ اور غرور کی علامات

پیدا ہو جائیں۔ اصل یہ ہے کہ فیروزہ جسکا نام مجھے اب معلوم ہو چکا ہے کسی قدر حسین لڑکی تھی، اور اپنے حسن و جمال پر کافی حد تک مغرور، اور میں خدا جانے کیوں شروع ہی سے فرقۂ اناث سے ایک حد تک اگر متنفر نہیں تو بیزار ضرور ہی تہا۔ اس لئے ایسی صورت میں کہ فیروزہ مغرور بھی تھی اس بات کا کوئی امکان ہی نہ تھا کہ مارسیلز پہونچتے تک بھی ہم دونوں میں باہم شناسائی پیدا ہو سکے گی۔

"تاج محل" عدن سے روانہ ہوتے ہی طوفان میں گھر گیا تہا اور اسکے بعد سے ہمارا عرشہ پر بیٹھنا، ٹہلنا، یا سمندر کے مناظر کا لطف اُٹھانیکے لئے گھنٹوں جنگلہ کے پاس کھڑے رہنا سب کچھ چھوٹ گیا لیکن میں نے یہ ضرور دیکھا کہ فیروزہ جہاز کے اور مسافروں کی طرح خوف زدہ اور بدحواس نہ تھی جس طرح میں بار بار اپنے کمرے سے نکل عرشہ پر جاتا اور ڈرے اور سہمے ہوئے مسافروں کی ہمتیں بندھاتا تہا، اسی طرح وہ بھی کمرے میں چھپ کر بیٹھ رہنے یا پڑے پڑے رونے کی بجائے نہایت مضبوط قدم کے ساتھ عرشہ پر بار بار آتی اور گبھرائے ہوئے لوگوں کے پاس کھڑی رہتی۔

دوسری رات گذر جانیکے بعد صبح سے طوفان نے کچھ ایسی تیزی پکڑی کہ اب اسکا مقابلہ کرنا ہمارے جہاز کے لئے بالکل ناممکن ہو گیا۔ جہاز کے کپتان نے بھی اب بالکل امیدیں چھوڑ دیں، اور چھوٹی چھوٹی حفاظت کی کشتیوں میں مسافروں کو اتارنا شروع کیا۔ میں اور فیروزہ ایک ہی کشتی میں تھے اور اسوقت بھی میں نے دیکھا کہ اسکے چہرہ پر خوف و ہراس کی کوئی علامت نہ تھی جس طرح ستی ہو جانے والی عورتوں کے متعلق سنا ہے کہ وہ بڑے اطمینان قلب کیساتھ ہنس ہنس کر چتا میں آگ لگتی ہوئی اور اس سے شعلے اور دھوئیں اُٹھتے ہوئے دیکھتی رہتی تھیں اسی طرح اس پارسی لڑکی نے بھی دلاوری اور جمعیت خاطر کے ساتھ جان دینے کا عزم کر لیا تہا۔

حفاظتی کشتی ہمیں لے کر جدہر موجیں اُسے لے گئیں اُدہر کو چل پڑی۔ اور اسکے بعد ہمیں "تاج محل" کے متعلق کچھ نہ معلوم ہو سکا کیونکہ موجوں کے ایک تھپیڑے نے ہمیں اس سے کوسوں دور لیجا کر پہینک دیا، ننھی سی کشتی کی بساط ہی کیا تھی ہوا کے جھونکے آتے تھے اور اُسے اُٹھا کر جس طرف چاہتے تھے پہینک دیتے تھے، موجوں کے ساتھ ساتھ وہ سطح سمندر سے سینکڑوں فیٹ بلند ہو جاتی تہی اور پھر انہی کے ساتھ نیچے آجاتی تھی۔ صبح کے کوئی ۹ بجے کا وقت ہوگا کہ ایک بڑی زبردست موج دور سے اُٹھکر آئی اور کچھ اس طرح ہماری کشتی پر گر کر ٹوٹی کہ کشتی کسی طرح نہ سنبھل سکی

یکایک بیسیوں چیخیں یکبارگی سنائی دیں، اور انہی کے ساتھ کشتی بالکل الٹ گئی۔ زندگی کا وہ ذرا سا سہارا بھی اب باقی نہ رہا اور موجوں کے تھپیڑوں نے چند ہی لمحوں میں سب کو ایک دوسرے سے جُدا کر دیا، کچھ غرق ہو کر مچھلیوں کی خوراک بنے، اور باقیوں کو موجوں نے اس طرح پھینکا کہ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔

میں موجوں کے تھپیڑوں سے بیہوش ضرور ہو گیا تھا کیونکہ مجھے اپنا ہوش میں آنا اچھی طرح یاد ہے۔ جب مجھے ہوش آیا ہے تو میں ڈوبنے کے قریب تہا، اضطراری طور پر میں نے اپنے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دئے اور پانی پر ٹک گیا۔ مجھے تیرنا بہت اچھی طرح آتا ہے۔ لیکن اس ناپیدا کنار سمندر میں اگر میں تیرنے کی کوشش بھی کرتا تو کس لئے۔ اول تو جہاں تک نگاہ جاتی تہی، پانی کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تہا، اور اس پر موجوں کے ساتھ کشتی لڑنے کی ہمت کہاں سے لاتا، تن بہ تقدیر اسی پر قناعت کر لی کہ جسطرح اور جبتک ممکن ہو ڈوبنے سے محفوظ رہوں۔ ابھی میں ان حالات پر غور ہی کر رہا تہا کہ ایک موج آئی اور مجھے خدا جانے کہاں سے کہاں لیجا کر ڈال دیا۔ اسکے صدمے سے فرصت نہ ہوئی تہی کہ ایک اور موج آئی اور وہ بھی مجھے اسیطرح میلوں بہا لیگئی۔ میں نے بھی آخرکار خدا پر بہروسہ کر کے خود کو موجوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا اور مجھے کچھ خبر نہیں کہ دُنیا کے کس حصے میں ہمارا جہاز ڈوبا تہا۔ اور پھر میں اُس جگہ سے بھی کس قدر دور ہو گیا۔

میرا خیال ہے کہ مجھے اس طرح ڈوبتے ترتے شاید کوئی دو گھنٹے گذرے ہونگے کہ یکایک طوفان کی شدت میں کمی آچلی اور صرف کوئی آدہ گھنٹہ کے اندر موسم بالکل خوشگوار اور سمندر بالکل ہموار نظر آنے لگا۔ اب میں اپنے اردگرد کافی دور تک

دیکھ سکتا تھا۔ مجھے اپنے سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک انسانی سر سطح سمندر کے اوپر نظر آیا، اور میں نے بڑی حیرت سے اُسے بغور دیکھنا شروع کیا۔ مجھے یقین ہوگیا کہ وہ بھی میری ہی طرح کوئی اجل گرفتہ ہے۔ اور اب میں نے کوشش کی کہ تیر کر اسکے پاس پہونچوں۔ میں ابھی اس سے چند گز کے فاصلے پر ہی تھا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ جو کوئی بھی تھا اب ہاتھ پاؤں ہلانے سے معذور ہے اور ڈوب رہا ہے۔ انتہائی تیزی کے ساتھ میں اسکے قریب پہنچا، اور بڑی مشکل سے سہارا دیکر اُسے ابھارا۔ میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے یہ دیکھا کہ وہ فیروزہ ہے اس وقت تک اس نے طوفان کا بڑی بہادری کیساتھ مقابلہ کیا تھا۔ لیکن اب اسکی طاقت جواب دے چکی تھی، اور ہاتھ پاؤں بالکل ہلنے سے رہ گئے تھے۔

میں خود بھی بے حد تھکا ہوا تھا لیکن اب یہ بھی نہ ہو سکتا تھا کہ اس طرح اپنی آنکھوں کے سامنے اسے ڈوب جانے دوں۔ میں نے ایک مرتبہ پھر اپنے چاروں طرف نظر دوڑائی اور اب مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے ایک طرف تھوڑے ہی فاصلہ پر خشکی موجود ہے۔

"آہ! اس خشکی تک کس طرح پہونچوں"

میں نے اپنی طاقت کا اندازہ کیا تو ہمت بالکل ٹوٹ گئی دو روز ہو چکے تھے کہ پیٹ میں کوئی غذا نہ پہونچی تھی، اور اُس پر موجوں کی زد و کوب نے جسم میں ذرا سی بھی سکت باقی نہیں چھوڑی تھی حسرت بھری نگاہ سے میں نے اس خشکی کو دیکھا جو زیادہ سے زیادہ دو ڈیڑھ میل کے فاصلے پر نظر آرہی تھی، پھر اپنے جسم کی طرف دیکھا، اور پھر فیروزہ کی طرف جو بالکل ایک بیجان لاش کی طرح میرے ہاتھ پر پڑی ہوئی تھی۔

ابھی میں افسوس ہی کر رہا تھا کہ یکایک مجھے بالکل قریب میں ایک بڑا سا تختہ بہتا ہوا نظر آیا جو غالباً اسی کشتی کا ایک حصہ تھا جس پر ہم سوار تھے۔ اسے تائید غیبی خیال کر کے میں نے اسے جلدی سے مضبوطی کیساتھ پکڑ لیا اور پھر کسی طرح فیروزہ کو اس پر سوار کرا دیا کبھی تیرتے اور کبھی بہتے ہم آہستہ آہستہ کنارے کی طرف چلے، اور اس مسرت نے کہ ایک بڑی آفت سے ہماری جان بچی تھی میری جسمانی طاقت میں بہت کچھ اضافہ کر دیا۔ خدا خدا کر کے وہ ڈیڑھ میل کی مسافت طے ہوئی اور اندازاً کوئی دو بجے قریب ہم دونوں خشکی پر پہنچ گئے لیکن تکان اور کمزوری کی یہ حالت تھی کہ دونوں نے ایکدوسرے کیطرف دیکھا اور خاموش ہو کر ساحل سمندر کے ریت پر بالکل بے حس و حرکت لیٹ گئے۔

ہمارے سامنے ایک بہت ہی بڑا اور بہت ہی گھنا جنگل تھا اور اسی کو دیکھتے دیکھتے ہم دونوں سو گئے۔ سوتے سوتے جب آنکھ کھلی تو قریب قریب شام ہو چکی تھی اور سورج اپنا دن بھر کا سفر طے کر کے مغربی افق کے قریب پہنچ چکا تھا۔ فیروزہ ابھی تک سو رہی تھی۔ ایک نامعلوم خوف سے مجبور ہو کر میں نے آہستہ سے اُسے جگایا اور اب پہلی مرتبہ مجھے محسوس ہوا کہ وہ کسقدر حسین تھی، سمندر کی موجوں نے ہم دونوں کے لباس پارہ پارہ کر دئیے تھے۔ اور ہم دونوں ایکدوسرے کو نیم برہنگی کے عالم میں دیکھکر شرما گئے۔

وقت بہت تھوڑا تھا اور رات کی تاریکی سے پہلے ہی یہ ضروری تھا کہ ہم اپنے لئے کچھ غذا اور کوئی نہ کوئی پناہ کی جگہ تلاش کر لیں۔ میں نے فیروزہ سے کہا:-

"کیا تم تھوڑی دور چل سلوگی"

فیروزہ (مغرورانہ شان سے) چل کیوں نہ سکونگی۔ کہاں چلنا ہے۔؟

میں۔ انداز سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی جزیرہ ہے، شاید غیر آباد ہو۔ یہ سامنے جنگل ہے اسمیں چلکر دیکھیں شاید کچھ پھل مل سکیں اور رات گذارنے کیلئے کوئی پناہ کی جگہ میسر آجائے۔

فیروزہ۔ چلئے۔

میں جب چلنے کیلئے اُٹھنے لگا تو کوئی چیز میرے بائیں گھٹنے میں آکر لگی، دیکھا تو وہ میرا تھرماس (پانی یا چائے وغیرہ رکھنے کی بوتل جسمیں سرد چیز سرد اور گرم چیز گرم ہی رہتی ہے) تھا حیرت ہوگئی کہ وہ کس طرح میرے گلے میں پڑا رہ گیا۔ اس میں چائے تھی جو

اسوقت نعمتِ غیر مترقبہ معلوم ہوئی۔ پہلے میں نے فیروزہ کو پلائی اور پھر خود پی رہا تہا کہ جنگل کی جانب سے چند بہت ہی مہیب سی آوازیں آئیں، ہم دونوں نے بڑے غور سے دیکھا لیکن نظر کچھ نہ آیا۔ چائے پی کر جب میں اُٹھنے لگا تو پھر اسی قسم کی خوفناک آواز سنائی دی اور ہم دونوں کسی قدر خوفزدہ سے ہو کر جنگل کیطرف دیکھنے لگے۔

دل پر اگرچہ کچھ ڈر سا طاری ہو گیا تہا لیکن مشکل یہ تھی کہ جنگل کے اندر گھسے بغیر بھی چارہ نہ تہا اس لئے مجبوراً ہم آہستہ آہستہ کسی قدر جھجکتے ہوئے قدموں سے جنگل کیطرف چل پڑے، سورج غروب ہونے میں ابھی کوئی آدہ گھنٹہ باقی تہا اور اس سے بہت پہلے ہم جنگل میں پہنچ سکتے تھے، فیروزہ کو ننگے پاؤں چلنے کی عادت نہ تھی، عادت مجھے بھی نہ تھی، لیکن بہر حال میں مرد تہا اور مجھے یہ تکلیف آسانی کیساتھ برداشت کرنی چاہیئے تہی۔ اسکے باوجود میں نے دیکھا کہ فیروزہ نے غیر معمولی قوت برداشت کا ثبوت دیا اور تمام دقتوں کے باوجود برابر میرے ساتھ ساتھ چلتی رہی ہمنے کوئی آدہا راستہ طے کیا ہوگا کہ اب پھر وہی ڈراؤنی آوازیں آنی شروع ہوئیں، مگر اس مرتبہ ایسا معلوم ہو رہا تہا کہ جنگل کے خوب اندر کے حصے سے آ رہی ہے، ہم دونوں کے دل بڑے زور سے دھڑک رہے تھے لیکن ضرورت اور مجبوری ہمیں کھینچے ہوئے اسی طرف لئے جا رہی تھی۔
جنگل میں داخل ہو کر ہمنے دیکھا کہ وہ بہت ہی گھنا جنگل ہے کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ بڑی مشکل سے اتنا راستہ مل سکا کہ ہم گذر سکیں، اور آگے بڑھ سکیں، ابھی تک وہ مہیب آوازیں صرف سامنے ہی کی طرف سے آ رہی تھیں، لیکن اب ایسا معلوم ہوا کہ ہمارے داہنے اور بائیں سے بھی اسی قسم کی آوازیں آ رہی ہیں، اور اسی کے ساتھ ساتھ کچھ ایسا بھی محسوس ہوا کہ شاید وہ آوازیں ہمسے قریب ہوتی جاتی ہیں ہمارے دلوں کی دھڑکن بڑھ گئی اور دونوں نے کسی خاص خیال سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ میں نے حواس مجتمع کر کے چاہا ہی تہا کہ فیروزہ سے باتیں کر کے اسکی ہمت بندھاؤں کہ اتنے میں ہمیں اپنے تینوں طرف درختوں میں کچھ حرکت معلوم ہوئی جنگل کے اندر اب اتنا اندھیرا ہو چکا تہا کہ تھوڑے فاصلے کی چیز آسانی سے نظر نہ آتی تہی، پھر بھی نظر جما کر جب ہمنے دیکھا تو یہ روح فرسا منظر سامنے تہا کہ ہم چاروں طرف سے بن مانسوں کے ایک غول میں گھرے ہوئے تھے جنکے انداز سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ وہ ہمارے اس طرح گھر جانے پر خوشیاں منا رہے ہیں۔ میں نے گھبرا کر ایک بے اختیاری کے عالم میں فیروزہ کا بازو پکڑ کر اسے گھسیٹا اور ایک طرف کو جدہر کچھ راستہ صاف معلوم ہوتا تہا بھاگنا شروع کر دیا۔ بن مانسوں کا شور ایکدم سے بہت ہی ترقی کر گیا اور انکی دلخراش اور دلدوز چیخوں نے ہمارے پیروں میں بجلی کی طاقت بھر دی۔ کودتے، پھاندتے، درختوں کی شاخوں کو راستہ سے ہٹاتے اور بعض اوقات درختوں سے ٹکراتے ہم دونوں بے تحاشہ بھاگے چلے جا رہے تھے میرے سر سے خون بہ رہا تہا اور فیروزہ کے ہاتھ اور ٹانگیں کئی جگہ سے زخمی تھیں لیکن اسکے باوجود ہم بھاگے چلے جا رہے تھے اور کچھ خبر نہ تھی کہ کہاں جا رہے ہیں، بن مانسوں کی صورت میں موت ہمارا تعاقب کر رہی تھی۔

بن مانسوں نے شاید خود ہی ہمیں موقع دیا تھا کہ ہم جنگل کے اندر خوب دور تک گھس جائیں، ورنہ ظاہر ہے کہ اگر وہ چاہتے تو ہمیں پچاس ساٹھ گز کے اندر پکڑ لیتے۔ ہم جنگل کے اندر بہت دور تک گھسے چلے گئے اور اب ایک مقام ایسا آیا کہ جہاں تھوڑی سی زمین بالکل صاف تہی۔ بن مانس اب ہمارے بالکل قریب پہنچ گئے اور قریب تہا کہ سب سے آگے والا بن مانس مجھے پکڑ لے کہ اتنے میں سامنے کے درختوں سے ایک اچھا قد آور اور مضبوط آدمی آتا نظر پڑا۔ اسکے ایک ہاتھ میں پستول تہا اور دوسرے میں ایک لمبا سا ہنٹر۔ آتے ہی اُسنے ایک ہوائی فیر کیا، اور پھر ہوا میں گھما گھما کر خالی ہنٹر بجانا شروع کر دیا بن مانسوں کی چیخیں ایک دم سے بند ہو گئیں، انکی خوشیوں پر پانی پھر گیا اور بادل ناخواستہ وہ جس طرف سے آئے تھے اُسی طرف کو واپس جانے لگے۔

اپنے ایک ہمجنس کی صورت دیکھ کر ہماری جان میں جان آئی اور بن مانسوں کو واپس جاتے دیکھ کر ہم رُکے اور

اطمینان کا سانس لیا۔ ہمارا محسن ایک بہت ہی قوی الجثہ اور چوڑا
گورا چٹا آدمی تھا۔ پیشانی خوب بلند تھی اور اس سے فہم و فراست
عیاں تھی، البتہ اسکی آنکھیں کچھ عجیب قسم کی تھیں اور ان سے
کچھ وحشت سی برستی تھی۔ اس کا لباس مغربی طرز کا تھا اور
یہ خیال کر کے کہ وہ یوروپین ہے۔ میں انگریزی میں اُسے سلام
کیا اُسنے مسکرا کر میرے سلام کا جواب دیا اور مسکراتے وقت اسکی
آنکھوں کی وہ مخصوص کیفیت غائب ہو گئی۔

"آپ کو بن مانسوں نے گھیر لیا تھا۔ یہ کمبخت آدمی کے
دشمن ہوتے ہیں۔"

میں۔ آپ کی بروقت مدد نے ہماری جان بچالی، ورنہ
ہم تو اب بھاگتے بھاگتے بے دم ہو چکے تھے۔ کیا میں پوچھ سکتا
ہوں کہ آپ کون صاحب ہیں اور یہاں کیوں قیام پذیر ہیں

"آپ دونوں خدا جانے کب کے بھوکے پیاسے ہونگے،
چلیے پہلے چل کر کچھ ناشتہ کر لیجئے۔ پھر سب باتیں معلوم
ہو جائیں گی۔"

میں نے اسکا شکریہ ادا کیا اور ہم دونوں اس کے
پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ ہمیں مشکل سے کوئی بیس قدم چلنا پڑا ہوگا
کہ سامنے ہمیں ایک احاطہ سا نظر پڑا جو لکڑی کے ان گھڑت
لٹھے زمین میں گاڑ کر بنایا گیا تھا۔ ہم اس احاطے میں داخل ہوئے
اور دیکھا کہ زمین کا ایک خوب بڑا قطعہ لحاطے کے ذریعے سے گھیرا
ہوا ہے اور اسکے وسط میں لکڑی ہی کے لٹھوں سے ایک مختصر
سا مکان بنا ہے۔ ہم اس مکان میں داخل ہوئے اور یہ دیکھکر
سخت حیرت ہوئی کہ وہاں ہمارے اس محسن کے سوا کوئی اور
آدمی نہ تھا۔

کمرے کے اندر پہونچکر اس عجیب و غریب انسان
نے ہم سے کہا:۔

"تکلف نہ کیجئے، تشریف رکھئے، پہلے کچھ کھا لیجئے
پھر باتیں ہونگی۔"

کمرے میں کئی ایک لٹھے پڑے ہوئے تھے ہم دونوں
انہی پر بیٹھ گئے۔ مجھ پر خدا جانے کیوں ایک وحشت سی طاری
تھی اور ایک قسم کا خوف سا معلوم ہو رہا تھا۔ مجھے جنگل کے اس
بادشاہ کے انداز میں کوئی چیز ایسی معلوم ہو رہی تھی کہ جو
خوشگوار نہ تھی اور اگرچہ یہ ناممکن تھا کہ میں اسکی کسی خاص حرکت
یا طرز عمل کے متعلق کوئی اعتراض کر سکوں پھر بھی نجانے کیوں اسکے
مسکرانے اور ہماری خاطر تواضع میں تکلف کرنے کی ادا کچھ مصنوعی
اور ناخوش آیند سی محسوس ہو رہی تھی۔

اس دیو پیکر انسان نے کچھ کھانا ہمارے آگے
رکھا جسے ہم دونوں نے جلدی جلدی کال کے مارونکی طرح
کھالیا اور اسکے بعد ہمارے میزبان نے ہماری طرف توجہ کی
اور کہا:

دیو پیکر۔ اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو غالباً آپ "تاج
محل" کے ان خوش نصیب مسافروں میں سے ہیں، جو ڈوبنے
سے بچ گئے۔

میں۔ آپ کا خیال بالکل صحیح ہے۔ لیکن آپ کو اس
قدر جلد کیسے اسکا علم ہو گیا۔ یہ تو کوئی غیر آباد جزیرہ معلوم ہوتا ہے
یہاں اخبارات تو نہ ملتے ہونگے؟

اخبارات کا نام سن کر ہمارے میزبان نے بڑے زور سے ایک
قہقہہ لگایا

"اخبارات!" .... میں آپ کو یقین دلاتا ہوں
کہ اس پورے جزیرے میں ہم تینوں کے سوا اور کوئی انسان ہی
نہیں ہے۔"

فیروزہ (خوفزدہ ہو کر) تو پھر تو یہاں کبھی کوئی جہاز
بھی نہ آتا ہوگا؟

دیو پیکر۔ (گردن تعظیم سے خم کر کے) آپ کا خیال
صحیح ہے۔

اسکی یہ ادا مجھے پسند نہ آئی

میں۔ کیا میں اپنے محسن کا نام معلوم کرنیکا فخر
حاصل کر سکتا ہوں۔ میرا نام ادریس احمد زبیری ہے" اور یہ

معزز خاتون جو میرے ہمراہ ہیں مس فیروزہ منوچہر جی ہیں۔

دیو ہیکر۔ آپ دونوں سے نیاز حاصل کر کے مجھے فخر ہوا۔ کیا آپ نے کبھی ڈاکٹر استراخوناف کا نام سُنا ہے؟

میں (چونک کر) ڈاکٹر استراخوناف! ہنگری کے وہ مشہور زمانہ ڈاکٹر جو اعادۂ شباب کے متعلق عمل جراحی کرنے میں بڑی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔

دیو ہیکر۔ جی ہاں وہی۔ تو آپ اُن سے واقف ہیں

میں۔ میں نے انکی کتابیں پڑھی ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ میں اگرچہ انگلستان جا رہا تھا لیکن دل میں یہ پختہ ارادہ تھا کہ ڈاکٹر استراخوناف کا ہسپتال ضرور دیکھونگا۔ مجھے اعادۂ شباب کے مسئلے سے بڑی گہری دلچسپی ہے اور میری خواہش تھی کہ اسکے متعلق ڈاکٹر صاحب موصوف کے مطب میں پہنچکر زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کروں

دیو ہیکر۔ لیکن ڈاکٹر صاحب تو آپ کو وہاں نہ ملتے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ کئی برس سے لاپتہ ہیں۔

میں۔ مجھے معلوم تھا لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے انکی غیر حاضری میں بھی ان کا مطب برابر جاری ہے اور ان کے خاص شاگرد وہاں کام کرتے ہیں۔

دیو ہیکر۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو لیکن آپ انگلستان کس غرض سے جا رہے تھے؟

میں۔ ہندوستان میں ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد انگلستان سے بھی ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کرنے جا رہا تھا اور اسی سلسلے میں یہ بھی خواہش تھی کہ اعادۂ شباب کے متعلق اپنی واقفیت مکمل کروں۔

دیو ہیکر۔ ڈاکٹر استراخوناف کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے کیا آپ کا خیال ہے کہ اس نے جو عمل جراحی کا نیا طریقہ دریافت کیا ہے وہ صحیح ہے۔

میں۔ اس نئے طریقے پر رائے زنی کرنا میرے لئے بہت مشکل ہے کیونکہ میری واقفیت ابھی محدود ہے۔ البتہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ڈاکٹر استراخوناف ایک بہت ہی عقلمند اور اپنے فن کا ماہر کامل شخص ہے۔ مجھ پر اسکی کتابیں پڑھنے سے یہی اثر ہوا ہے۔

فیروزہ۔ میں نے بھی انکی ایک مختصر سی کتاب دیکھی ہے، اور مجھے بھی یہی خیال ہوا تھا کہ وہ ضرور غیر معمولی قابلیت کے آدمی ہیں۔

فیروزہ کی گفتگو سن کر دیو ہیکر کو کچھ خوشی ہوئی مجھے محسوس ہوا کہ اس کا چہرہ کسیقدر چمک اُٹھا ہے اور یہ چیز بھی مجھے کسیقدر بُری معلوم ہوئی۔

دیو ہیکر۔ اگر میں آپ دونوں سے یہ کہوں کہ ڈاکٹر استراخوناف میں ہی ہوں تو کیا آپ یقین کر لیں گے۔

ہم دونوں حیرت سے چونک پڑے اور اس کا منہ تکنے لگے۔

"کیا آپ ڈاکٹر استراخوناف ہیں؟"

بیساختہ ہم دونوں کے منہ سے یہ جملہ نکلا

ڈاکٹر (کسی قدر فخر کے ساتھ) جی ہاں۔ میرا یہی نام ہے

میں۔ تو ڈاکٹر صاحب آپ یہاں اس ویران اور غیر آباد جزیرے میں کیسے آگئے، اور اب یہاں سے واپس جانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟

ڈاکٹر۔ میں یہاں آپ کی طرح کسی حادثے کی وجہ سے نہیں آیا تھا بلکہ اپنے قصد سے آیا ہوں۔ اب مجھے اعادۂ شباب کے مسئلے سے اتنی دلچسپی باقی نہیں رہی جتنی کہ شروع میں تھی اعادۂ شباب کے متعلق میرے تجربات مکمل ہو چکے اور میرا خیال ہے کہ اسکے متعلق حیوانی غدد سے انسانی جسم میں پیوند لگانیکا جو طریقہ میں نے ایجاد کیا ہے وہ بہترین ہے اور اس میں اب کسی مزید ترقی کی گنجائش نہیں رہی اسلئے میرا اس سے جی بھر گیا۔ اور میں نے ایک دوسرے مسئلے کی تحقیقات شروع کر دی۔

میں (حیرت سے) تو یہاں ان بن مانسوں کے

جنگل میں رہ کر آپ کیا تحقیقات کر رہے ہیں۔ تحقیقات کرنے کے لئے آپ کو یورپ یا امریکہ کے کسی شہر میں رہنا چاہیئے تھا۔

ڈاکٹر۔ وہ تحقیقات بن مانسوں ہی سے متعلق ہے اور یہیں رہ کر ہو سکتی ہے۔ آج مجھے اس جزیرے میں آئے ہوئے چھ سال ہو چکے، اور اس چھ برس کے دوران میں مجھے صرف پانچ مرتبہ کسی انسان سے گفتگو کرنیکا اتفاق ہوا ہے۔ آج کا دن اس سے مستثنیٰ ہے۔

میں۔ تو کیا ہم سے پہلے بھی کچھ لوگ اسی طرح جہاز کی تباہی کی وجہ سے اس جزیرے میں آ پڑے تھے۔

ڈاکٹر۔ جی نہیں ایک جہاز راں کمپنی سے میرا ٹھیکہ ہے وہ سال میں ایک مرتبہ میری ضرورت کی چیزیں یہاں میرے پاس پہنچادیا کرتی ہے۔ جہاز تو کوئی اس جگہ آ ہی نہیں سکتا چھوٹی کشتیاں آ سکتی ہیں، جہاز یہاں سے تقریباً پانچ میل کے فاصلہ پر کھڑا رہتا ہے اور ملاح میرا سامان کشتیوں میں لاد کر یہاں پہنچا دیتے ہیں۔ پانچ مرتبہ اس طرح میرا سامان آ چکا ہے اور چھٹی مرتبہ چند ہی روز میں آنیوالا ہے۔ انہی لوگوں سے مجھے گفتگو کرنیکا اتفاق ہوا تھا یا اب آج آپ سے باتیں کر رہا ہوں۔

فیروزہ۔ چھ برس آپ نے اس حالت میں گذار دیئے مجھے تو سن کر حیرت ہوتی ہے، آپ تو اپنی مادری زبان بھی بہت کچھ بھول گئے ہونگے۔

ڈاکٹر۔ میرا حافظہ اتنا کمزور نہیں ہے جب میں انگریزی زبان نہ بھولا اور اسوقت آپ سے تقریباً بے تکان بول رہا ہوں تو مادری زبان کے بھول جانیکا کیا امکان ہے۔

میں۔ تو ڈاکٹر صاحب آپ آجکل بن مانسوں کے متعلق کیا تحقیقات کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر۔ آج آپ تکان سے چور ہو رہے ہیں، اب آرام کیجئے، دو چار روز میں سب باتیں خود ہی آپ کو معلوم ہو جائینگی آئیے میں آپ کو آپ کی خوابگاہ دکھلادوں۔

خدا جانے کیوں میرا دل خوابگاہ کا نام سن کر دھڑکنے لگا ایک نامعلوم سا خوف مجھ پر طاری تھا اور جی یہی چاہتا تھا کہ اسی کمرے میں بیٹھے بیٹھے رات گذار دیجائے۔ یہ خیال کہ فیروزہ مجھ سے الگ کسی کمرے میں رہیگی میرے دلکو تکلیف دے رہا تھا، تاہم میں بادلِ ناخواستہ اُٹھا فیروزہ بھی اٹھی اور ہم دونوں ڈاکٹر کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔

اسی کمرے کے داہنی طرف ایک دروازہ سا تھا اسے کھولکر ڈاکٹر نے فیروزہ سے کہ آپ اس کمرے میں آرام کریں، میں نے جہانک کر دیکھا تو اسمیں کوئی چارپائی نظر پڑی اور نہ اور کچھ سامان ایک طرف کو زمین پر کچھ گدا سا بچھا ہوا تھا۔ فیروزہ نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور کمرے میں داخل ہو کر اندر سے اسے بند کر لیا۔

"آیئے آپ کا کمرہ دکھانے سے پہلے آپ کو ایک چیز اور دکھا دوں۔"

یہ کہکر ڈاکٹر کھانے کے کمرے کی بائیں جانب چلا اور ایک دروازہ کھول کر ایک بڑے کمرے میں داخل ہوا۔ میں بھی اسکے ساتھ تھا۔ اس کمرے میں ایک بہت بڑا پنجرہ سا رکھا تھا، اور اس میں ایک بہت ہی بڑا بن مانس بند تھا جو ہمیں دیکھتے ہی ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر ٹہلنے لگا۔ دن میں جب بن مانسوں نے ہمیں گھیرا تھا تو میں نے بہت سے بن مانس دیکھے تھے، لیکن ان سب سے اس قدر بڑا تھا کہ اسے دیکھ کر میرے ہوش اُڑ گئے اسکا بے انتہا چوڑا سینہ، اسکے مضبوط بازو اور اسکا خونخوار چہرہ دیکھ کر مجھے ڈر سا لگنے لگا، ڈاکٹر نے میری اس حالت کا اندازہ لگا لیا اور اپنا ہنٹر ہوا میں گھما کر زور سے بجایا۔ بن مانس فوراً کونے میں ہٹ گیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ ڈرا ہوا ہے۔ ڈاکٹر نے ہاتھ بڑھا کر پنجرے کے قریب ایک نلکی کا پیچ آہستہ سے گھما دیا اور فوراً اس کمرے سے باہر نکلکر کواڑ بند کر دیئے تقریباً کوئی منٹ انتظار کرنیکے بعد اُس نے اسی کمرے میں ایک نلکی کا پیچ گھما اور پھر کچھ دیر انتظار کرکے اسی کمرے کا دروازہ کھولا تو میں نے

دیکھا کہ بن مانس غافل پڑا سو رہا ہے۔

"اب یہ بالکل بے ہوش ہے" ڈاکٹر نے کہا اور قریب جاکر اسکی نبض دیکھی۔

"بالکل ٹھیک! آیئے مسٹر زبیری اب چلیں، آپ بہت تھکے ہوئے ہیں"

کھلے کمرے میں واپس آکر ڈاکٹر استراخوناف کی وہ مصنوعی ملاطفت بہت کم ہوگئی اور چہرے پر کسی قدر خشونت، صرف خشونت ہی نہیں، بلکہ کسی قدر بیدردی اور ظلم کے سے آثار نمایاں ہوگئے۔ مجھے مخاطب کرکے اُسنے کہا۔

"ڈاکٹر زبیری، میں گذشتہ چھ سال سے ان بن مانسوں کی زندگی کا مطالعہ اور انکی عادات و خصائل کے متعلق تجربات کر رہا ہوں، میری کتاب اب قریب قریب مکمل ہو چکی ہے بس اب ایک آخری تجربہ کرنا اور باقی ہے۔ اسکے بعد میں پھر مہذب دُنیا میں جاؤنگا اور تمام دنیائے علم و فن میری اس تحقیقات سے حیران رہ جائیگی آج تک کسی انسان نے بن مانسوں کے متعلق کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی ہے جس میں ان کے صحیح اور مستند حالات درج ہوں، اسوقت تک میرے سوا کوئی محقق بن مانسوں کے ساتھ جنگل کے اندر رہنے میں کامیاب نہیں ہوا۔ میں پہلا شخص ہوں جس نے اس خوفناک جانور پر اس حد تک غلبہ حاصل کر لیا ہے کہ تن تنہا انکی پوری بستی کے اندر رہتا ہوں، اور وہ کسی سے نہ ڈرنے والے انسان نما حیوان مجھ سے ڈرتے ہیں کیا یہ کوئی معمولی سی کامیابی ہے؟ اور جسوقت اس جانور کی نفسیات کے متعلق میرا آخری تجربہ مکمل ہوگیا تو اسوقت تو میں بجا طور پر کہہ سکونگا کہ دنیا میں کسی موجد یا محقق نے مجھ سے زیادہ کوئی کارنمایاں نہیں کیا ہے"

یہ کہہ کر اُس نے فخر کیساتھ میری طرف دیکھا، اور اب پھر میں نے محسوس کیا کہ میں اس سے کچھ ڈر سا رہا ہوں

میں نے "ڈاکٹر استراخوناف، آپ نے اعادۂ شباب کے سلسلے میں جو عمل جراحی ایجاد کیا تھا وہ کیا کم عجیب تھا۔ میرا تو خیال ہے کہ وہی ایک یافت آپ کو لازوال شہرت دینے کیلئے کافی ہے۔"

ڈاکٹر۔ ہونہہ۔ وہ اس عمل جراحی کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے، جو میں اب بن مانسوں کے متعلق اپنے آخری تجربہ کے دوران میں کرنے والا ہوں (حقارت سے) اعادۂ شباب اعادۂ شباب کا عمل ایک بالکل معمولی چیز ہے۔ ڈاکٹر استراخوناف کیلئے وہ کوئی فخر کی چیز نہیں ہو سکتا۔ نوجوان اجسام کا صحیح طور پر خون بوسیدہ اور فرسودہ بدنوں کی رگوں میں داخل کرکے یا تندرست اور جوان بندروں کے غدود سے کمزوروں اور بڈھوں کے غدود میں قلم لگا کے کچھ عرصہ کے لئے گئی ہوئی جوانی کو واپس بلالینا کوئی ایسی عجیب و غریب بات نہیں ہے اب صدہا ڈاکٹر اس قسم کے اعمال جراحی کرنے لگے ہیں۔ ایک موجد اور ایک محقق کے لئے اس میں کیا دلچسپی باقی رہ سکتی تھی۔ میرے جیسے علم والے محقق اور مجتہد کے لئے دو چار دس کرور روپیہ اعمال جراحی کرکے پیدا کر لینا باعث فخر نہیں ہو سکتا۔ میری شان اس سے بہت بالاتر ہے۔ میں ڈاکٹروں اور فلاسفروں کی دُنیا میں تہلکہ ڈال دینا چاہتا ہوں، میں وہ کام کرنا چاہتا ہوں جو نہ ابتک کسی نے کیا ہو، اور نہ آئندہ کوئی کر سکے۔ اس تجربے کے سلسلے میں میرا یہ عمل جراحی دُنیائے طب کے لئے ایک معجزہ ہوگا۔ لندن، پیرس ویانا، اور بڈاپیسٹ سب جگہ میرے اس عمل جراحی کی دھوم مچ جائیگی اور یہاں سے بالکل صاف اور چمکدار چندیا والے ڈاکٹر سر کھجلا کھجلا کر رہ جائیں گے، اور کسی طرح نہ سمجھ سکیں گے کہ میں نے کیا کیا۔ ڈاکٹر زبیری! (کسی قدر پُرمعنی لہجے میں) آپ میرے اس تجربہ کو اچھی طرح دیکھیں گے" ("اچھی" پر ذرا زور دیا گیا تھا۔)

میں خدا جانے کیوں پھر کچھ کانپ سا گیا۔ اور گفتگو کا سلسلہ ختم کرنے کیلئے اس طرح آگے کو چلنے لگا کہ گویا میں بہت نیند میں بھرا ہوا ہوں۔

"معاف کیجئیگا ڈاکٹر زبیری! (اب پھر وہی مصنوعی لطف واپس آگیا تھا)، میں باتوں میں بھول ہی گیا تھا کہ آپ اس قدر تھکے ہوئے ہیں"

مجھے چلنے کا اشارہ کرکے ڈاکٹر استراخوناف پھر اس کرکی

دہنی سمت کو چلنے لگا، اور ایک دوسرا دروازہ کھول کر کہنے لگا کہ :-

"دیکھئے یہ میرا جراحی کا کمرہ ہے"

یہ کمرہ کچھ بہت ہی بھیانک سا تھا اور اس میں ایک ناگوار قسم کی کچھ بو سی بسی ہوئی تھی جو کمرے میں داخل ہوتے ہی دماغ میں گھس جاتی تھی۔ ایک سمت کو ایک بھدی سی میز پڑی تھی اور ایک طرف کو ایک بدنما سا صندوق رکھا تھا جس میں غالب جراحی کے اوزار تھے۔ اس کمرے سے گذر کر ہم ایک دوسرے کمرے میں پہونچے جو میرے سونے کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔

"شب بخیر" کہہ کر ڈاکٹر استراخوناف واپس چلا گیا اور میں نے جب کمرے کے کواڑ بند کرنے چاہے تو معلوم ہوا کہ اندر کی طرف کوئی کنڈی یا چٹکنی نہیں ہے۔ اسکے بعد میں نے اندازہ لگایا تو خیال ہوا کہ میں اس کمرے کی پشت کیطرف ہوں جس میں فیروزہ کو سلایا گیا تھا۔ میرا دل اسکی حفاظت کی طرف سے بالکل مطمئن نہ تھا اس لئے میں نے اندھیرے میں اس دیوار کو ٹٹولنا شروع کیا جسے میں سمجھ رہا تھا کہ میرے اور فیروزہ کے کمرے کے درمیان حائل ہے۔ ٹٹولنے سے محسوس ہوا کہ اس دیوار میں بھی ایک دروازہ تھا اور اس میں بھی میرے کمرے کیطرف کنڈی وغیرہ نہ تھی۔ میں نے آہستہ آہستہ دستک دی اور فیروزہ کا نام لیکر پکارا، اسے غالباً نیند آچکی تھی، کیونکہ جواب ذرا دیر میں ملا۔

یہ اطمینان کر لینے کے بعد کہ وہ بالکل محفوظ ہے۔ میں نے اسے ہدایت کی کہ اگر خدانخواستہ کوئی ضرورت درپیش ہو تو وہ اس دروازے کو کھول کر میرے پاس پہنچ سکتی ہے، اور پھر سونے کیلئے لیٹ گیا۔

میرا جسم تو اس قدر تھکا ہوا تھا کہ معمولی حالات میں لیٹتے ہی سو جاتا، لیکن یہ واقعہ ہے کہ میرے دل پر ایک نامعلوم خوف سا طاری تھا اور خدا جانے کیوں یہ خطرہ بھی ڈاکٹر ہی کی طرف سے محسوس ہوتا تھا مجھے دیر تک نیند نہ آئی۔ اور ابھی میں غافل نہ ہونے پایا تھا کہ مجھے جراحی کے کمرے میں کچھ آہٹ محسوس ہوئی ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ کسی بھاری چیز کو بہ دشواری گھسیٹا جا رہا ہے۔ میرے جسم پر رونگٹے کھڑے ہوگئے، اور سارا بدن پسینہ میں تر ہوگیا۔ میں آہستہ سے اُٹھ کر بیٹھ گیا، اور آہٹ پر کان لگائے لیکن اب وہ گھسیٹنے کی آواز بھی بند ہوگئی تھی اور کبھی کبھی کسی شخص کی ادہر سے ادہر چلنے کی آہٹ سنائی دیتی تھی۔ میں نے اپنا کان فیروزہ کے دروازہ سے لگا کر سننا چاہا لیکن اسکے سانس کی آواز سے ایسا معلوم ہوا کہ وہ غافل سو رہی ہے۔ یکایک میری ناک میں ایک خاص قسم کی بو آئی اور قبل اسکے کہ میں ذرا سی بھی حرکت کروں مجھے اپنے اوپر ایک غفلت سی طاری ہوتی معلوم ہوئی اور اسکے بعد مجھے کچھ خبر نہیں کہ کیا ہوا۔

صبح کو جب میری آنکھ کھلی تو خوب دن چڑھ چکا تھا، ہوش میں آتے ہی مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرے سر میں سخت درد ہے میں نے اپنے ہاتھ سے اپنا سر دبانا چاہا تو کسی طرح ہاتھ نہ اٹھ سکا اور ایسا معلوم ہوا کہ میرا ہاتھ کچھ بہت ہی بھاری ہوگیا ہے پاؤں سمیٹنے کی کوشش کی تو اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی اور وہ بھی اسی طرح بیحد وزنی محسوس ہوئے۔ گھبرا کر میں نے اُٹھنا چاہا تو بڑی مشکل سے میں اُٹھ کر بیٹھ سکا اور اب میری حیرت اور پریشانی کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے یہ دیکھا کہ میرا جسم بن مانس کا ہوگیا ہے اور میں اسی پنجرے کے اندر بند ہوں جس میں رات کیوقت میں نے اس بڑے بن مانس کو دیکھا تھا۔ میں نے بہتیرا غور کیا مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ مجھے کیا ہوگیا ہے۔ میں نے گذشتہ واقعات یاد کئے اور وہ سب مجھے یاد آگئے۔ اس سے میں نے تو یہ سمجھ لیا کہ میرے دماغ میں کوئی فتور نہیں ہے اور وہ میرا اپنا ہی دماغ ہے لیکن یہ بات اب بھی سمجھ میں نہ آئی کہ میرا جسم کس طرح بدل گیا اور میں آدمی سے بن مانس کیسے بنگیا۔ آہستہ آہستہ میں نے اپنے ہاتھ پاؤں ہلانے کی کوشش کی اور بڑی دشواری اور دقت کے بعد میں اپنے بن مانسی ہاتھوں اور پیروں کو حرکت میں لا سکا۔ بار بار ہلانے اور حرکت دینے سے تھوڑی دیر میں اتنی بات تو پیدا ہوگئی کہ ہاتھ پاؤں قابو میں آگئے۔ اگرچہ ہر مرتبہ ہلاتے وقت مجھے ذرا

زیادہ زور لگانا پڑتا تھا اور بدبو محسوس ہوتا رہتا تھا کہ وہ بہت بھاری ہیں۔

اب میں نے اپنے پنجرے کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کا دروازہ ایک چمڑے کے تسمے سے بندھا ہوا ہے اور اسے کھول کر میں پنجرے سے باہر نکل سکتا ہوں۔ میں نے اپنے ہاتھ اس تسمہ کی گرہ تک پہنچائے اور اسے کھولنے کی کوشش کی لیکن اب مجھے معلوم ہوا کہ جس گرہ کو انسانی انگلیاں بآسانی کھول سکتی تھیں وہ بن مانسی انگلیوں کے قابو میں کسی طرح آتی نہیں۔ میں بڑی دیر تک کوشش کرتا رہا لیکن اس گرہ کا کھولنا کسی طرح ممکن نہ ہوا۔ گرہ کھولنے کیلئے جس طرح انگلیوں کو موڑنے کی ضرورت تھی، اس طرح پر میری یہ نئی انگلیاں مڑتی ہی نہ تھیں۔

میں اپنی تبدیلی ہیئت پر حیرت اور افسوس ہی کر رہا تھا کہ اتنے میں سامنے کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر استراخوناف ایک ہاتھ میں ریوالور اور ایک میں ہنٹر لئے ہوئے داخل ہوا اور اپنے مخصوص انداز میں مسکرا کر کہنے لگا۔

"مجھے امید ہے کہ اپنے اس نئے جسم میں آپ زیادہ تکلیف نہ محسوس کرتے ہونگے"۔

اچھا تو اسکے یہ معنے ہیں کہ میری اس تبدیلی میں اس بدمعاش ڈاکٹر کی کوششوں کو کچھ دخل ہے۔ میں نے یہ سوچا اور غصہ کے مارے میرا تمام جسم کانپنے لگا۔

ڈاکٹر۔ ڈاکٹر زبیری! کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ آپ کو مس فیروزہ سے محبت ہے؟

میرے غصے کی اب کوئی انتہا نہ رہی اور اگر کسی طرح میں پنجرے سے نکل سکتا تو یقینی طور پر اس ڈاکٹر کی بوٹیاں نوچ کر پھینک دیتا۔ میں نے جواب میں کچھ سخت و سست الفاظ کہنے چاہے لیکن اب مجھے معلوم ہوا کہ میری زبان میرے قابو میں نہیں ہے اور میں بجز ایک خاص قسم کی آواز کے جو بن مانسوں کی آواز سے ملتی جلتی تھی اور کسی طرح کی آواز نہیں نکال سکتا تھا اور نہ کوئی لفظ ادا کر سکتا تھا۔ میری اس مجبوری اور بے بسی پر ڈاکٹر استراخوناف کو کسی قدر مسرت ہوئی اور اب یہ دیکھ کر مجھے اپنی بیدست و پائی کا پورے طور پر یقین ہو گیا، اس نے کہا۔

"اگر آپ میرا کہنا مانیں گے اور میری مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرینگے تو آپ بہت جلد اپنے اصلی جسم میں واپس جا سکیں گے لیکن اگر آپ نے ذرا بھی عذر کیا یا میری مرضی کے خلاف ذرا سی بھی حرکت کی تو میں آپ کو نہیں بلکہ آپ کے اصلی جسم کو فنا کر دونگا اور اسکے بعد آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کے انسان بنجانے کا کوئی امکان نہیں رہتا۔ یہ کوئی جھوٹ موٹ کی دھمکی نہیں ہے بلکہ بالکل سچی باتیں ہیں اور اب آپ کا دوبارہ انسان بننا بالکل آپ کے طرز عمل پر منحصر ہے۔ آپ غالباً یہ معلوم کرنے کے لئے بیچین ہونگے کہ یہ ہوا کیا ہے، یا شاید آپ نے اپنی عقل سے سمجھ لیا ہو، بہرحال اب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے عمل جراحی کے ذریعہ سے آپ کا دماغ نکال کر بن مانس کے سر میں رکھ دیا ہے اور بن مانس کا دماغ آپ کے اصلی سر میں رکھا ہوا ہے، آپ اسوقت ایک ایسے بن مانس ہیں جسکے جسم میں انسان کا دماغ ہے اور وہ بن مانس جسے آپ نے رات یہاں دیکھا تھا اس وقت ایک ایسا انسان ہے جسکے جسم میں بن مانس کا دماغ ہے، میں چند تجربے کرنے چاہتا ہوں اور انہی کی غرض سے یہ عمل کیا ہے۔ آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، میں ایسی ہی آسانی سے پھر آپ دونوں کے دماغ اپنے اپنے اصلی جسموں میں تبدیل کر سکتا ہوں۔ ہاں میں آپ کو یہ بھی اطمینان دلا دوں (مسکرا کر) آپکی وہ محبوب اور مرغوب ہستی کہ جس کا نام آپ نے مس فیروزہ بتایا تھا بہرصورت محفوظ و مصئون ہے۔ اگرچہ یہ ضرور ہے کہ میں ان سے بھی کسی قدر مدد لونگا کیونکہ ان کی شرکت کے بغیر میرا تجربہ تکمیل کو نہ پہنچ سکیگا"۔

میں اگر کچھ جواب دینا چاہتا بھی تو نہ دے سکتا تھا کیونکہ میرے پاس زبان ہی نہ تھی، اسلئے خاموش بیٹھا رہا۔

"اگر آپ کو میری تجویز سے اتفاق ہے اور اگر آپ وعدہ کرتے ہیں کہ میری مرضی کے خلاف کوئی حرکت نہ کرینگے تو اپنا

دہنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لیجئے۔"

میرا دل تو نہ چاہتا تھا کہ اس ظالم اور ناخدا ترس ڈاکٹر کے احکام کی پابندی کروں لیکن مجبور تھا اس لئے بادل ناخواستہ میں نے اپنا دہنا ہاتھ سینے پر رکھ کر وعدہ کر لیا۔

آپ ایک عقلمند اور عاقبت اندیش نوجوان معلوم ہوتے ہیں۔ میں اب بلا تکلف آپ کا پنجرہ کھولے دیتا ہوں۔ تاکہ آپ آزادی کے ساتھ میرے کھانے کے کمرے میں چل کر ہم سب کے ساتھ بیٹھیں لیکن کھولنے سے قبل ایک مرتبہ پھر میں یہ بات آپ کے ذہن نشین کرا دینی چاہتا ہوں کہ پستول اور ہنٹر دونوں کے استعمال پر مجھے خاص ملکہ حاصل ہے، اور اگر آپ کی کسی حرکت نے مجبور کر دیا تو مجھے اس بن مانس کے مار دینے میں ادنیٰ سا بھی تامل نہ ہوگا جو اس وقت آپ کے اصلی جسم کا مالک ہے اور اسکے بعد آپ کے انسان بننے کا کوئی ذریعہ باقی نہ رہیگا۔

میں نے ایک مرتبہ پھر اپنا ہاتھ سینے پر رکھ کر اسے اطمینان دلا دیا۔ اور اُسکے بعد اُسنے پنجرے کا دروازہ کھولدیا۔

میری ٹانگیں پورے طور پر قابو میں نہ آئی تہیں، اور میں لڑکھڑاتا ہوا اور ٹانگوں کو گھسیٹتا ہوا پنجرے سے باہر نکلا، استراخوناف نے مجھے اپنے پیچھے پیچھے چلنے کا اشارہ کیا۔ اور کھانے کے کمرے میں لیجا کر لکڑی کے ایک لٹھے پر بٹھا دیا، اسکے بعد اُس نے بہت ادب اور تعظیم کے ساتھ فیروزہ کو آواز دی اور وہ اپنے کمرے سے نکلکر آئی لیکن ایک بن مانس کو کمرے میں بیٹھا دیکھہ کر وہ ڈری اور رک گئی۔

ڈاکٹر مسکراکر، کچھہ خوف نہ کیجئے، یہ جانور آپ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف پہونچا سکتا، بلکہ آپ دیکھیں گی کہ وہ آپ سے محبت کریگا۔

کسی قدر جھجکتی اور مجھہ سے بچتی ہوئی فیروزہ کمرے میں آئی اور چاروں طرف دیکھنے لگی۔ وہ غالباً مجھے ڈھونڈ رہی تھی۔ میں کیا کر سکتا تہا اور کسطرح اصل حالات سے اُسے آگاہ کر سکتا تہا۔ پھر بھی میں نے کچھہ مسکرانے کی سی صورت بنانے کی کوشش کی اور اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھایا، غریب فیروزہ کیسے جان سکتی تھی کہ ڈاکٹر زبیری اسی بن مانس کے اندر موجود ہیں، اس لئے میرا یہ اظہار الفت اسے کچھہ پسند نہ آیا اور وہ ڈر کر ذرا پیچھے کو ہٹ گئی۔ وہ سہمی ہوئی سی اور سراسیمہ بیٹھی ہوئی تھی کہ اتنے میں استراخوناف دوسری طرف کے کمرے میں گیا اور اپنے ہمراہ میرے جسم کو لیکر آیا جس میں بن مانس کا دماغ تہا، ایک مرتبہ تو میں اپنے جسم کو اس طرح کمرے کے اندر آتا دیکھہ کر ہکا بکا سا رہ گیا، لیکن اس سے ہٹکر جب میری نظر فیروزہ پر پڑی اور میں نے دیکھا کہ وہ یہ سمجھ کر کہ میں کمرے میں داخل ہوا ہوں بہت خوش ہو رہی ہے، تو میرے دل پر ایک بجلی سی گری اور میں نے محسوس کیا کہ میرے لئے اس نظارہ کا برداشت کرنا محال ہوگا کہ فیروزہ ایسی سخت غلط فہمی میں مبتلا رہ کر اس بن مانس سے التفات کرے۔

استراخوناف بڑے غور سے میرے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو دیکھہ رہا تہا، اسکی نگاہوں سے میں نے سمجھ لیا کہ وہ مجھے میرا وعدہ اور اپنی دھمکی یاد دلا رہا ہے۔ میں اپنی جگہ پر انتہائی کرب اور بے چینی کے عالم میں پہلو بدل کر رہ گیا، اور وہ بن مانس میرے بھیس میں فیروزہ کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ فیروزہ نے بڑی محبت کے ساتھ اس سے کچھہ بات کہی لیکن اُس نے کچھہ توجہ نہ کی اور خاموش رہا۔ میں نے دیکھا کہ فیروزہ کو یہ بے التفاتی ناگوار گذری لیکن اس نے شاید یہ سمجھہ کر کہ تکلیفوں اور مصیبتوں کے خیال نے مجھے حد سے زیادہ غمگین اور پریشان کر دیا ہے اس کا کچھہ خیال نہ کیا اسکے دل پر جو کچھہ گذر رہی تھی میں اُسے محسوس کرکے کڑھ رہا تہا لیکن میرے پاس اسکے سوا چارہ ہی کیا تھا کہ خاموشی کے ساتھ سب کچھہ دیکھوں اور دل ہی دل میں روؤں۔

تاکہ قصے کے سمجھنے میں دقت نہ ہو میں آئندہ اس بن مانس کو جو میرے جسم کے اندر تہا، زبیری کے نام سے یاد کرونگا اور اپنے آپ کو جواب بن مانس کے جسم میں مقید تہا "میں" کہے جاؤنگا آئندہ جب میں زبیری کا ذکر کرونگا تو اس سے مراد وہ بن مانس ہوگا جو زبیری کے جسم میں داخل تہا اور جب "میں" کہوں گا تو

تو اس سے مطلب وہ بن مانس کا جسم ہوگا کہ جس میں میں بند تھا

تھوڑی دیر میں میں نے یہ دیکھا کہ زبیری نے فیروزہ کو کچھ عجیب مشتاقانہ نگاہوں سے دیکھنا شروع کیا اور آہستہ آہستہ اسکے بالکل قریب پہنچ گیا، یہ صورتِ حالات میرے لئے سخت تکلیف دہ تھی اور ایک مرتبہ بالکل اضطراری طور پر میں ان دونوں کے بیچ میں گھس ہی گیا، لیکن ادہر تو فیروزہ چیخ مار کر بھاگی اور ادہر استراخوناف نے قہر آلود نگاہوں سے مجھے گھورا اور میں چپکے سے پیچھے کو کھسک کر اپنی جگہ پر آ بیٹھا استراخوناف نے فیروزہ کو اطمینان دلایا اور وہ پھر اٹھلاتی ہوئی زبیری کے پاس جا بیٹھی اور انتہائی محبت اور ہمدردی کے ساتھ اس سے پوچھنے لگی کہ

"تم بولتے کیوں نہیں"؟

فیروزہ کے قریب آجانیسے زبیری کے چہرہ پر خوشی کی علامتیں ظاہر ہوئیں اور اس نے اپنا ہاتھ اسکے کندھے پر رکھدیا اسوقت تک فیروزہ کی مجھ سے اتنی بے تکلفی نہ ہوئی تھی کہ میں اسکے جسم کو ہاتھ لگا سکتا۔ قسمت نے ہم دونوں کو ایسے حالات میں مبتلا کردیا تھا کہ دونوں ایکدوسرے سے محبت کرنے پر مجبور ہوگئے تھے لیکن ابتک ہم دونوں کے درمیان ذرا سی بھی بے تکلفی نہیں ہوئی تھی، زبیری نے جب اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اسے یہ حرکت عجیب سی اور تہذیب کے درجے سے گری ہوئی معلوم ہوئی وہ چونک پڑی اور آہستگی سے اس نے اسکا ہاتھ ہٹانا چاہا لیکن زبیری نے اپنا ہاتھ اسی جگہ رکھنے کیلئے پوری طاقت صرف کی اور اس سے فیروزہ کو تکلیف پہنچی، وہ حیرت سے زبیری کا منہ دیکھنے لگی، اور ایک مرتبہ پھر بڑی محبت اور ہمدردی سے پوچھا کہ

"آپ کو آج یہ کیا ہوگیا ہے آپ منہ سے بھی کچھ نہیں بولتے اور ایسی عجیب و غریب حرکتیں بھی کر رہے ہیں"

زبیری پر ایک عجیب مستی اور مدہوشی کا سا عالم طاری تھا اسکے ہاتھوں کا گستاخانہ انداز برابر ترقی ہی کرتا جا رہا تھا جس سے تنگ آکر فیروزہ بار بار یہ کہتی تھی کہ "آپ نے تو مجھے پریشان کردیا، میں اتنی بے تکلفی کی ہرگز روادار نہیں ہوں" زبیری کی طرف سے اسکا جواب ایک بہت ہی والہانہ اور مشتاقانہ نگاہ ہوتی تھی اور اسی کے ساتھ اسکے لبوں کو کچھ عجیب قسم کی جنبش ہوتی تھی جسکی وجہ سے اسکا کچھ بہت ہی عجب طرح کا منہ بنجاتا تھا اسکے منہ کی اس ہیئت سے فیروزہ کو اور زیادہ وحشت ہوتی تھی اور وہ اسکے پاس سے سرک کر تھوڑی دور جا بیٹھتی تھی،

میں ان تمام حرکتوں کو بغور دیکھ رہا تھا اور میرا خون جوش کھا رہا تھا، بار بار یہ جی چاہتا تھا کہ اس زبیری کے ٹکڑے کرکے ڈال دوں، لیکن مجھے معلوم تھا کہ زبیری کی موت گویا میری اپنی موت ہے، زبیری کی گستاخیوں سے تنگ آکر اور یہ سمجھکر کہ مسلسل صدمات نے دماغ میں فتور پیدا کردیا ہے، فیروزہ ایک مرتبہ جھنجھلا کر اٹھی، اور اپنے کمرے میں گھس گئی، اس کا خیال تھا کہ اسطرح اسے زبیری حماقتوں سے نجات مل جائیگی، اور ممکن ہوا تو وہ ڈاکٹر استراخوناف سے گفتگو کرکے وہ زبیری کے علاج معالجہ کی کچھ کوشش کریگی۔ لیکن اسے سخت مایوسی ہوئی جب اسنے دیکھا کہ زبیری بھی اسکے پیچھے پیچھے کمرے میں پہنچ گیا اور اسنے وہاں بھی اپنی انہی بے عنوانیوں کا اعادہ شروع کردیا۔

فیروزہ اپنے کمرے کے کواڑ بند کرنا چاہتی تھی جب زبیری اندر داخل ہوا، اور یا تو فیروزہ کو دروازہ بند کرکے دیکھکر اسے یہ خیال پیدا ہوا، یا ممکن ہے کہ خود کچھ عرصہ تک اپنے پنجرے میں بند رہنے کی وجہ سے وہ جان گیا ہو، بہر حال وہ سمجھتا تھا کہ کواڑ کس طرح بند ہوتے ہیں اور ان سے کیا فائدہ ہے، اسلئے اس نے کمرے میں پہنچکر دروازہ بند کردیا، غریب فیروزہ جو اصل حالات سے بالکل بیخبر تھی اور زبیری کو اب بھی اصلی زبیری ہی سمجھ رہی تھی اس حرکت پر بدحواس ہوگئی اور چیخنا شروع کردیا اسکی آواز سن کر استراخوناف اپنا پستول اور ہنٹر لئے ہوئے دوڑا، اور مجھ سے بھی ضبط نہ ہوسکا، اسلئے میں بھی پہنچا لیکن دروازہ بند دیکھ کر ہم دونوں ٹھٹک کر رہ گئے، ایک بن مانس کیلئے شاید اس دروازے کو توڑ دینا کوئی دشوار بات نہ تھی لیکن مجھے اپنی اس نئی حاصل شدہ قوت کا کوئی اندازہ نہ تھا، میں اپنے ہاتھ پاؤں

کی طاقت اب بھی انسانی ہاتھ پیروں کی طاقت سمجھتا تھا۔ فیروزہ کے چیخنے کی آواز پھر آئی اور ہم دونوں مضطرب اور بے تاب ہوکر ادہر اُدہر دیکھنے لگے کہ اندر پہنچنے کا کوئی راستہ نکالیں، ہم اسی کشمکش و پیچ میں تھے کہ اندر سے کسی کھڑکی کے بزور کھلنے کی آواز آئی اور اسی کے ساتھ فیروزہ کی چیخ بھی سنائی دی میں تو اسکا کچھ مطلب سمجھ سکا لیکن استراخوناف "اوہو! اس طرف کی کھڑکی" کہتا ہوا بھاگا اسکے اس کہنے کا مطلب میں نے بھی سمجھ لیا اور میں بھی اس کے پیچھے پیچھے دوڑا۔ کمرے سے نکلکر اور دہنی جانب سے مکان کا چکر دیکر ہم اس کھڑکی کے نیچے پہنچے جو فیروزہ کے کمرے میں لگی تھی اور یہاں پہنچکر ہمنے دیکھا کہ سامنے تھوڑی دور پر فیروزہ اور زبیری آگے پیچھے جنگل کے اندر بھاگے چلے جارہے ہیں۔

میں بے اختیار اسی سمت کو بھاگا تو استراخوناف نے چلاکر کہا ،، اپنی زندگی اور اپنے اصلی جسم کی خواہش ہے تو دونوں کو زندہ واپس لاؤ اب سب کچھ تمہارے اختیار میں ہے " میں اس وقت اس بات کو بھولے ہوئے تھا کہ میں بن مانس ہوں ، ابا استراخوناف کے کہنے سے مجھے یاد آیا۔ میرے پاؤں اب بھی مجھے بھاری معلوم ہورہے تھے اور میں نے دیکھا کہ میں کسی طرح بھی اتنا تیز نہیں دوڑ سکتا کہ ان دونوں کو پکڑلوں۔ فیروزہ کی ٹانگوں میں خدا جانے کہاں سے طاقت آگئی تھی اور وہ اس قدر تیز بھاگ رہی تھی کہ زبیری انتہائی کوشش کے باوجود اب تک اسے نہ پکڑ سکا تھا میری رفتار ان دونوں کی بہ نسبت بہت سست تھی اور یہ دیکھ دیکھکر مجھ پر مایوسی طاری ہوتی جارہی تھی کہ مجھ سے ان کا فاصلہ کم ہونے کی بجائے برابر کچھ نہ کچھ بڑھتا جارہا ہے۔ جھاڑیاں، جھنڈ، درخت اور زمین پر پڑی ہوئی موٹی موٹی بیلیں، کوئی چیز فیروزہ کی رفتار میں فرق نہ ڈال سکیں، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسکے پر لگ گئے ہیں اور وہ اُڑی چلی جارہی ہے، زبیری نے بھی اپنی شکست کو محسوس کیا اور فوراً ہی اس کے حیوانی دماغ نے اسے یہ تدبیر سجھائی کہ زمین پر اس طرح دوڑنے کی بجائے درختوں درختوں کود کر بہت جلدی فاصلہ طے کیا جاسکتا ہے چنانچہ وہ فوراً اُچک کر ایک درخت پر

چڑھ گیا، اسے اس طرح چڑھتے اور کودتے دیکھکر مجھے بھی خیال آیا کہ اگر انسانی ہاتھ پیروں سے زبیری ایسا کرسکتا ہو تو میں بن مانس کے ہاتھ پیروں سے کیوں نہ فائدہ اُٹھاؤں۔ مجھے اپنے اس نئے جسم کے وزن کا کوئی اندازہ نہ تھا اور اپنے اسی پہلے وزن کے اندازے سے میں نے بھی اُچک کر ایک شاخ پکڑی اور چڑھنا چاہا لیکن وہ میرے اس نئے جسم کے وزن کو نہ سنبھال سکی اور ٹوٹ گئی۔ اب مجھے کسیقدر اندازہ ہوگیا اور دوسری کوشش میں کامیاب ہوگیا۔ میں نے محسوس کیا کہ میں زبیری کی نسبت بہت زیادہ آسانی سے ایک درخت سے دوسرے درخت پر چھلانگ مار لیتا ہوں اصل میں اُسے دشواری یہ ہورہی تھی کہ وہ اپنے اصلی جسم کے اندازے سے چھلانگ مارتا تھا لیکن ایک انسانی جسم اتنی لمبی چھلانگ نہیں مار سکتا اس لئے کئی مرتبہ وہ بیچ میں گر گر پڑا اور غالباً کافی چوٹ بھی لگی ہوگی۔

زبیری اب گرتا پڑتا فیروزہ کے قریب پہنچ لیا تھا اور میں بھی اب بآسانی فاصلہ کم کرتا جارہا تھا کہ یکایک ان دونوں کو بن مانسوں نے دیکھ لیا اور دس بارہ بن مانس ان پر ادہر ادہر سے پڑے فیروزہ ایک چیخ مارکر اور زیادہ زور سے بھاگی، اور زبیری نے بھی درختوں پر بہت ہی لمبی لمبی چھلانگیں مارنی شروع کیں تاکہ جلد جلد فیروزہ کے قریب پہنچ سکے اور میری تو یہ حالت تھی کہ کچھ خبر ہی نہ تھی کہ کس درخت سے زقند بھر رہا ہوں اور کس درخت پر گرتا ہوں انتہا سے زیادہ لمبی لمبی زقندوں کا ایک سلسلہ تھا جو بلا وقفے کے جاری تھا۔ اس خیال کے کہ فیروزہ مصیبت میں ہے اور زبیری کا اس وجہ سے کہ اسکے پاس صرف انسانی ہاتھ ہیں اسکی مدد سے عاجز ہے میرے جسم میں حیرت انگیز قوت بھردی تھی اور اب میں اپنے جسم کے بن مانسی اعضاء بے تکان اور بے تکلف استعمال کررہا تھا۔

چند بن مانس فیروزہ کے قریب پہونچے ہی تھے کہ زبیری ان سر پر پہنچ گیا اور وہ سب کے سب فیروزہ کو چھوڑ کر اسکی طرف متوجہ ہوگئے۔ زبیری بڑی بے جگری سے جا تھ

ان سے لڑ رہا تھا، اس کے جسم پر کئی زخم آ چکے تھے جن سے خون
جاری تھا اور اب ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ تھک چلا ہو اور زیادہ
دیر تک مقابلہ نہ کر سکیگا۔ میں ابھی اس پیڑ پر پہنچا ہی تھا کہ جسکے
نیچے یہ جنگ ہو رہی تھی کہ میں نے دیکھا کہ زبیری چکر کھا کر گرا اور
فوراً فیروزہ نے اسکا سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیا اور رونے لگی خیں
خیں اور چیں چیں کرتے ہوئے سب مانس دوڑے ہی تھے کہ اتنے
میں میں پہونچ گیا اور مجھے یہ دیکھکر سخت حیرت ہوئی کہ میرے
پہونچتے ہی سب بن مانس خاموش ہوکر ایک طرف کو کھڑے
ہوگئے اور کسی نے فیروزہ یا زبیری کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ مجھے قریب
آتے دیکھ کر فیروزہ نے بڑے زور سے چیخ ماری، اور اُٹھکر ایکدم
سے جنگل کے اندر کو بھاگ پڑی۔ اب میں بہت پریشان تھا نہ تو یہی
ہوسکتا تھا کہ زبیری کو اس جگہ ان بن مانسوں کے رحم پر چھوڑ دوں
ورنہ یہی ممکن تھا کہ فیروزہ کے تعاقب میں نہ جاؤں جو یقینی طور پر
موت کے منہ میں جا رہی تھی۔ میں نے جھٹ کر زبیری کو اُٹھایا،
اور بدقت تمام اسے اپنے اوپر لاد کر فیروزہ کے پیچھے پیچھے چل دیا۔
بن مانس سب اسی جگہ کھڑے رہے اور کسی نے میری کارروائیوں
میں دخل نہ دیا

فیروزہ پیچھے پھر پھر کر مجھے دیکھتی جاتی تھی، اور بھاگتی جاتی
تھی خوف نے خدا جانے اسکی ٹانگوں میں کتنی قوت بھر دی تھی کہ وہ
اس صورت سے تقریباً ایک یا ڈیڑھ میل تک بھاگی اور اسکے بعد بیدم
ہوکر گر پڑی۔ میں زبیری کو لادے لادے اُسکے قریب پہنچا، آہستہ
سے اُسے اتار کر زمین پر لٹا دیا اور پھر فیروزہ کے سرہانے بیٹھ کر انتظار
کرنے لگا۔ فیروزہ نے آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا اور پھر آنکھیں
بند کر لیں تھوڑی دیر بعد پھر آنکھیں کھولیں اور یہ دیکھ کر کہ میں بالکل
خاموش اور الگ بیٹھا ہوں اس کا ڈر کچھ کم ہوا اور وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی۔
زبیری کے سر میں کافی چوٹ لگی تھی اور وہ ابھی تک ہوش میں نہ آیا
تھا۔ فیروزہ اُٹھکر اسکے پاس گئی، اور اسکا سر پھر اپنے زانوں پر رکھ
لیا۔ فیروزہ کو اس پریشانی اور مصیبت میں مبتلا دیکھ کر میرے
آنسو جاری ہوگئے اور جب فیروزہ نے مجھے روتا دیکھا تو اسکے دل پر
کچھ اثر ہوا اور وہ مجھ سے کسی قدر مانوس ہوگئی اور بولی۔

"تم کیوں رو رہے ہو، کیا تمہیں مجھ سے کچھ ہمدردی ہے؟"

میں نے بولنے کی انتہائی کوشش کی لیکن بجز ایک
مخصوص آواز کے میرے منہ سے کوئی لفظ نہ نکل سکا لیکن وہ آواز
بھی میری طرف سے کافی جواب ثابت ہوئی کیونکہ میں نے دیکھا
کہ فیروزہ کے دل سے میرا ڈر بالکل نکل گیا اور وہ مجھے اپنا ہمدرد خیال
کرنے لگی۔

آہستہ آہستہ زبیری کو ہوش آیا لیکن وہ خون نکلنے کی
وجہ سے بہت کمزور ہوگیا تھا۔ فیروزہ نے طرح طرح سے کوششیں
کیں کہ وہ منہ سے کچھ بولے لیکن وہ کچھ بھی نہ بول سکا۔ شام کا وقت
قریب آگیا تھا، اور اب مجھے یہ فکر ہوئی کہ رات کو کیا ہوگا۔ اسی جگہ
اس طرح بے پناہ پڑے رہنا کسی طرح مناسب نہ معلوم ہوتا تھا
اس لئے میں اُٹھا اور ایک مضبوط سے درخت کی دو شاخوں
پر اسی کی اور شاخیں توڑ توڑ کر اس طرح رکھیں کہ ایک چھوٹا سا
مچان بن گیا، پھر اسیطرح کا ایک اور مچان میں نے اس سے اوپر
کی شاخوں پر بنایا اور پھر اُسکے برابر والے درخت پر ایک مچان اپنے
لئے تعمیر کیا۔ میری اس کارروائی کو زبیری اور فیروزہ دلچسپی سے دیکھتے
رہے۔ مچان بنا چکنے کے بعد میں فیروزہ کے پاس آیا اور اسے گود
میں اُٹھا کر سب سے اونچے مچان پر بٹھا آیا، پھر اسی طرح زبیری کو لے گیا
اور اسے بھی آرام سے مچان پر لٹا دیا اور پھر برابر والے پیڑ پر خود بیٹھ
گیا۔

رات ہو چکی تھی اور تمام دن کی دوڑ دھوپ نے ان دونوں کو
اسقدر تھکا دیا تھا کہ پناہ کی جگہ ملتے ہی دونوں اپنے اپنے مچان
میں سو گئے۔ نیند مجھے بھی بہت ہی زور کی آ رہی تھی لیکن میں
بن مانسوں کی طرف سے مطمئن نہ تھا، اس لئے میں نے ارادہ کر لیا
کہ تمام رات بیٹھ کر پہرا دونگا، وہ دونوں تمام رات سوتے رہے
اور زبیری کے منہ سے سوتے میں کچھ ایسی آوازیں نکلتی رہیں کہ
جنہیں کراہنا کہا جا سکتا ہے۔ اور جن سے میں نے سمجھ لیا کہ اسکی
چوٹیں اور زخم اسے تکلیف دے رہے ہیں۔ صبح کو جب وہ سوکر اٹھے

تو میں نے دونوں کو گود میں سے گرا مارا۔ زبیری کو بخار چڑھا ہوا تھا اور درخت سے نیچے اترنا اس کے لئے آسان نہ تھا۔

نیچے اترنے کے بعد اب مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ استراخوناف کے مکان سے ہم کوسوں دور آچکے تھے اور اب مجھے یہ بھی خبر نہ تھی کہ وہ کس سمت کو واقع ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ ان دونوں کیلئے پانی کہاں سے مہیا کروں۔ اسلئے میں بہت ہی پریشان تھا۔ زبیری کی حیوانی عقل نے اسے اٹھکر چلنے پر مجبور کیا، وہ آہستہ آہستہ ایک سمت کو چلنے لگا۔ فیروزہ نے یہ سمجھکر کہ اس کا دماغ صحیح نہیں ہے اور وہ بخار میں بھی مبتلا ہے روتی ہوئی اس کے ساتھ ہولی۔ مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں جارہا ہے۔ لیکن چونکہ میں خود بھی نہیں جانتا تھا کہ کہاں جاؤں اس لئے میں بھی ان دونوں کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ فیروزہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد مڑمڑکر مجھے دیکھتی جاتی تھی اور اسکی نگاہوں سے احسانمندی ٹپکتی تھی

زبیری اسی جنگل کا رہنے والا تھا، اس لئے جنگل چپے چپے سے واقف تھا، وہ بلاتکلف ایک سمت کو چلا جارہا تھا یہاں تک کہ کوئی نصف میل چلنے کے بعد اسکا بخار بہت تیز ہوگیا اور وہ مجبور ہوکر ایک درخت کی جڑ سے کمر لگاکر بیٹھ گیا۔ فیروزہ اسکے قریب بیٹھنے لگی تو اس نے دھکا دیکر ہٹا دیا اور بڑے غصے سے کچھ عجیب قسم کی ڈراونی سی آواز نکالی۔ فیروزہ ڈر کر ہٹ گئی اور الگ بیٹھ کر اپنی مصیبت پر آنسو بہانے لگی میں دونوں سے ذرا الگ بیٹھا ہوا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا فیروزہ کو اس طرح روتے دیکھ کر مجھ سے ضبط نہ ہوسکا اور میں بے اختیار رونے لگا۔ میری آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھ کر فیروزہ کو تاب نہ رہی وہ میرے پاس آئی اور میرے سر پر محبت سے ہاتھ رکھ کر کہنے لگی۔

"کیا تم میں اتنی عقل ہے کہ ان سب باتوں کو سمجھ سکو کیا تم میرے لئے روتے ہو، خدا کیلئے کسی طرح مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو؟"

میرا کلیجہ منہ کو آنے لگا ایک مرتبہ پھر میں نے انتہائی کوشش کی کہ کسی طرح کچھ بولوں لیکن ممکن نہ ہوا یکایک مجھے کچھ خیال آیا اور میں نے ایک لکڑی کا ٹکڑا اٹھا کر اسے اپنی انگلیوں میں پکڑا، اور زمین پر اس سے لکیریں کاڑھنے کی کوشش کی۔ سیدھی سیدھی لکیر کھینچنے میں تو کچھ زیادہ دقت نہ ہوئی، لیکن جب میں نے چاہا کہ کچھ لکھوں تو انگلیاں قابو سے باہر ہوتی معلوم ہوئیں۔ میں نے دوسرے ہاتھ سے مدد لی اور بہزار دقت و خرابی نہایت ہی بھدے خط میں صرف اتنا لکھنے میں کامیاب ہوگیا کہ:۔

"میں زبیری ہوں"

انتہائی حیرت اور استعجاب کے ساتھ فیروزہ نے مجھے سر سے پیر تک دیکھا اور پھر بڑے گہرے سوچ میں پڑگئی۔ اسے یقین نہ آتا تھا کہ ایک انسان بن مانس کی صورت میں تبدیل ہوسکتا ہے؟ لیکن یہ بات بھی اسی قدر ناقابل یقین تھی کہ کوئی بن مانس انگریزی میں یہ لکھ سکے کہ میں زبیری ہوں بہت کچھ غور و خوض کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچی کہ اس تبدیل ہیئت میں استراخوناف کو کچھ دخل ہے اور حقیقت یہی ہے کہ زبیری کو کسی طرح بن مانس بنا دیا گیا ہے اب اسے زبیری سے جو خستہ اور درماندہ حالت میں پڑا تھا کوئی دلچسپی نہ رہی۔ اُس نے بھی لکڑی کا ایک ٹکڑا اُٹھا لیا اور زمین پر یہ لکھا کہ:۔

"اپنے حالات ذرا تفصیل کے ساتھ لکھیئے"

میں نے وہ ذرا سا جملہ ہی نہ معلوم کس قدر دشواری اور مصیبت سے لکھا تھا، پھر بھی میں نے اپنا لکڑی کا قلم اُٹھایا اور لکھنے کی کوشش کرنی چاہتا ہی تھا کہ اتنے میں ہمیں سامنے سے بن مانسوں کی ایک جماعت آتی نظر پڑی۔ فیروزہ کو میں نے جلدی سے اپنی آڑ میں کرلیا لیکن میں نے دیکھا کہ وہ آکر خاموش کھڑے ہوگئے اور اُنکے انداز سے ایسا معلوم ہوا کہ گویا میرا ادب اور میری تعظیم کر رہے ہیں۔ بجلی کیطرح ایک خیال میرے دماغ میں آیا اور اب میں سمجھ گیا کہ جس بن مانس کے جسم میں میرا دماغ رکھا گیا ہے وہ غالباً ان بن مانسوں کا سردار تھا، یہی وجہ تھی کہ وہ گذشتہ موقع پر بھی مجھے دیکھتے ہی زبیری اور فیروزہ کو چھوڑ

کر ہٹ گئے تھے۔ میں ابھی اس چیز پر غور کر رہی تھا کہ سامنے سے
ایک بہت موٹی تازی بن مانس آتی نظر پڑی۔ میری طرف کو آتے
آتے اُس نے زبیری کو دیکھا اور زبیری کی ایک خاص طرح
کی آواز سن کر وہ اسکے پاس گئی اور اسکے قریب بیٹھکر اسکے زخموں
کو چاٹنا اور دوسرے طریقوں پر اظہار الفت کرنا شروع کر دیا، زبیری
بھی اب پہلے کی بہ نسبت خوش معلوم ہوتا تھا، تھوڑی دیر تک زخموں
کی صفائی کرنیکے بعد وہ کھڑی ہوگئی اور اپنی زبان میں خدا جانے کیا
کہا جس پر چار بن مانسوں نے ملکر زبیری کو اُٹھایا اور اپنی
ملکہ کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔

جسوقت تک زبیری کی تیمارداری ہو رہی تھی اس وقت
تک تو میں خوش تھا، لیکن اس نئی تجویز نے مجھے متفکر کر دیا بہرحال
میرے پاس اسکے سوا اور چارہ کار بھی کیا تھا کہ خاموشی سے انکے
پیچھے ہو لوں۔ میں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ میرا صرف ایک ہی فرض
تھا، اور وہ یہ کہ زبیری اور فیروزہ کی حفاظت کئے جاؤں
مجھے راستہ بھی نہ معلوم تھا کہ استراخوناف کے پاس ہی چلا جاتا
اور فیروزہ کے ذریعے سے اُسے حالات کی اطلاع کر دیتا۔ بن مانسوں
کی وہ تمام جماعت بڑے ادب کے ساتھ میرے پیچھے پیچھے چلنے
لگی جنگل کا یہ سب سے زیادہ گنجان حصہ تھا کہ جسمیں اب ہم سفر کر رہے
تھے، درختوں کی کثرت نے اس مقام کو اچھا خاصہ قلعہ سا بنا دیا
تھا اور قافلے کے اس ٹھہر جانیسے میں نے یہ نتیجہ نکال لیا کہ یہ
ان سب کا گھر تھا۔

بن مانسن نے زبیری کی تیمارداری بڑی توجہ اور تندہی
کے ساتھ کی اور چار پانچ دن کے عرصہ میں اس کا بخار بھی جاتا رہا
اور زخم بھی اندمال پذیر ہو چلے۔ اب وہ بلا تکلف چلتا پھرتا تھا لیکن
ایک عجیب بات تھی کہ ہر وقت کچھ ناراض سا اور کچھ غصے میں بھرا
رہتا تھا، فیروزہ کی طرف اب اسے کوئی توجہ نہ رہی تھی۔

ایک روز میں نے دیکھا کہ بن مانسوں میں کچھ غیر معمولی
تیاریاں ہو رہی ہیں۔ میں ابھی سوچنے بھی نہ پایا تھا کہ کیا ہو رہا ہے
وہ سب کے سب ایک طرف چل پڑے۔ زبیری اور اسکی بیوی سب کے
آگے آگے جا رہے تھے۔

میرے اور فیروزہ کیلئے بھی ان کے پیچھے پیچھے جانا ضروری
ہو گیا، ہمنے غالباً کوئی ڈیڑھ میل کی مسافت طے کی ہوگی کہ میں نے
دیکھا کہ ایک جگہ کئی درختوں کو بیچ میں لے کر موٹے موٹے رسوں
اور زنجیروں سے ایک جال سا تنا ہوا ہے، یہ بن مانسوں کا
کام نہیں ہو سکتا تھا اس لئے میں نے خیال کیا کہ غالباً استراخوناف
کی صناعی ہے اور اسی کے ذریعے سے وہ بن مانسوں کو زندہ گرفتار
کیا کرتا ہے، زبیری جب بن مانس تھا تو اپنی جماعت کا سردار
تھا، اور چونکہ وہ اسی جگہ سے گرفتار ہوا تھا اس لئے اب اس چیز کا
بدلہ لینے آیا تھا جو اسکی گرفتاری کا باعث ہوئی تھی۔ میں نے دیکھا
کہ اس پوری جماعت نے اس جال پر حملہ کر دیا لیکن چونکہ حالات سے
ناواقف تھے اسلئے سب کے سب اسکے اندر پھنسکر قید ہو گئے۔ انکے
غصے کی اب کوئی انتہا نہ تھی بار بار دوڑ دوڑ کر اور اُچھل اُچھل کر
جال کے رسوں اور زنجیروں سے ٹکراتے تھے اور ہر مرتبہ مایوس
و ناکام اُلٹے گر پڑتے تھے۔ زبیری بھی برابر اسی قسم کی کوششوں
میں مصروف تھا، مجھے خیال آیا کہ غالباً استراخوناف کا مکان اس
جگہ سے کہیں قریب ہوگا چل کر اسے خبر دیدوں اور وہ جس طرح
مناسب سمجھے انہیں پکڑے یا رہائی دیدے۔ لیکن ابھی میں یہ سوچ
ہی رہا تھا کہ وہاں ایک نیا واقعہ رونما ہو گیا۔ غصے سے اندھے
بن مانسوں کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ ان کے سردار نے انہیں
اس مصیبت میں مبتلا کیا ہے اور وہ سب کے سب جال سے ٹکریں
مارنے کی بجائے زبیری اور اسکی بیوی پر ٹوٹ پڑے، زبیری
کی مادہ بڑی دلیر اور بڑی تن و توش کی بن مانس تھی، اس نے
بڑی بہادری کیساتھ مقابلہ کیا اور ہر طرح زبیری کو بچانے کی
کوشش کی۔ خود زبیری کی یہ حالت تھی کہ وہ بھی غصے کی وجہ سے
پاگل ہو رہا تھا وہ اپنے پرانے جسم اور پرانی طاقت کے خیال میں
دوڑ دوڑ کر ایک ایک پر حملہ کرتا تھا اور ہر مرتبہ چند نئے زخم بدن پر
زیادہ کر لیتا تھا۔

میں نے دیکھا کہ اگر زبیری کو رہا نہ کیا گیا تو اس کا

ہلاک ہو جانا یقینی ہے اسلئے میں نے گھوم پھر کر وہ جگہ تلاش کی جہاں سے جال کو کھولا جا سکتا ہے اور پھر فیروزہ کی مدد سے اسے جلد ہی جلدی کھولا لیکن اتنے عرصہ میں زبیری کی مادہ اپنے شوہر پر نثار ہو چکی تھی اور زبیری بھی صدمات کی وجہ سے بیہوش ہو کر گر پڑا تھا، میرے پہونچتے ہی پھر حسب سابق سب بن مانس الگ ہٹ کر کھڑے ہو گئے میں نے جلدی سے زبیری کو گود میں اٹھایا اور وہاں سے بھاگا۔

فیروزہ میرے ساتھ ساتھ تھی اور چیختے چلاتے ہوئے بن مانس میرے پیچھے پیچھے دوڑ رہے تھے، زبیری کی حالت لحظہ بلحظہ بدتر ہوتی جا رہی تھی اور مجھے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ گویا میری اپنی زندگی ختم ہو رہی ہے مجھے راستہ معلوم نہ تھا، صرف انکل پچو ایک طرف کو بے تحاشہ بھاگا چلا جا رہا تھا، میرے آئندہ انسان بنجانے کی توقعات تمامتر اس بیہوش اور بظاہر بے جان جسم سے وابستہ تھیں جسے میں بڑی احتیاط کے ساتھ گود میں اُٹھائے دوڑ رہا تھا۔ میں تو مایوس ہو چلا تھا لیکن تقدیر یاوری کر رہی تھی راستہ جانتے ہوئے بھی میں سیدھا استراخوناف کے مکان کی طرف جا رہا تھا، ہم کوئی آدھ میل دوڑے ہونگے کہ یکایک میرے ساتھی بن مانسوں کی چیخیں رک گئیں اور وہ وہیں ٹھہر گئے میں نے دیکھا کہ سامنے استراخوناف کھڑا ہے۔

"تم آگئے" اسے زندہ لے آئے، ہاں ابھی کچھ جان باقی ہے شاید دس منٹ اور گذر جانے پر تو کچھ نہ ہو سکتا، جلدی! جلدی! بس تم چھوڑ دو"

بڑے اضطراب کے عالم میں ڈاکٹر استراخوناف نلکی کا پیچ کھمایا، ایک عجیب قسم کی بو میری ناک میں آئی اور پھر مجھے خبر نہیں کیا ہوا۔

میری آنکھ کھلی تو میرے سر میں سخت درد تھا، فیروزہ میرے سرہانے بیٹھی تھی، میں اسے دیکھکر مسکرایا اور وہ آہستہ آہستہ میرا سر دبانے لگی،

میں آہستہ آہستہ اُٹھا اور اپنے ہاتھ پاؤں دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا کہ اب پھر میں انسان ہوں۔ سامنے وہ بن مانس مردہ پڑا ہوا تھا، بڑی دشواری اور دقت کے ساتھ ہم تینوں نے ملا کر اسکی لاش باہر پھینکی اور غالباً یہی سب سے بڑی غلطی تھی جو استراخوناف نے کی، باہر ابھی تک وہ سب بن مانس موجود تھے اپنے سردار کی لاش دیکھ کر ان میں انتقام کا جذبہ ہوا اور وہ ہر چہار سمت سے استراخوناف کے گھر میں گھس پڑے اور قبل اسکے کہ وہ پستول یا ہنٹر اُٹھا بھی سکے اُسے پکڑ کر تکا بوٹی کر ڈالا۔

فیروزہ اور میں استراخوناف کے بستر میں چھپے تھے، استراخوناف سے فارغ ہو کر وہ ہماری طرف آئے لیکن پھر وہی عجیب بات ہوئی کہ میرے قریب پہنچتے ہی ایکدم سے رُک گئے اور کوئی ایک لمحہ کے بعد سب کے سب ہم دونوں کو چھوڑ کر جنگل کیطرف بھاگ گئے، میرے جسم میں کچھ عرصہ تک ان کے سردار کا دماغ رہا تھا، شاید اسکی کچھ بو میرے جسم میں باقی رہ گئی ہوگی

اتفاق سے اسی روز استراخوناف کا سامان لیکر کشتیاں اس جزیرے میں آئیں، میں نے اسکے تجربوں کی کتاب سمندر میں پھینکی اور ہم دونوں کشتیوں میں بیٹھ کر جہاز پر آگئے۔

اگر ڈاکٹر واروناف اپنا عملیہ تقلیم عام کرنے میں کامیاب ہو گئے تو غالباً چند سو سال کے بعد انسان میں ایک دُم بھی نمودار ہو جائیگی۔ اسوقت انسانوں اور بندروں میں خاص قسم کے نوعی تعلقات" بھی قائم ہوں گے۔ انسان شہری زندگی سے بیزار ہو کر تازہ ہوا کھانے جنگل میں چلے جائینگے۔ اور بندر شہر کی راہ لیں گے +

(نوٹ:۔ ڈاکٹر واروناف اس قسم کی تبدیلیوں کی تردید فرماتے ہیں +)

وکیل صاحب (جن کا حال ہی میں میمونی عمل تقلیم ہوا ہے) دوران بحث میں ایک جست لگا کر اور دانت دکھا کر کھوں۔ کھوں۔ کھوں
وکیل کا منشی۔ مجسٹریٹ صاحب گھبرائیے نہیں۔ وکیل صاحب نے واروناف صاحب کا عمل تقلیم کرایا ہے۔
(نوٹ۔ ڈاکٹر واروناف اس تبدیلی ہیئت کی تردید فرماتے ہیں)

تجدید شباب اور درازیِ عمر

کے

قدرتی ذرائع

صفحہ

Hamdard-i-Sehat, Delhi.
"REJUVENATION NUMBER'
JULY 1934.

ہمدردِ صحت - دہلی
اشاعتِ خاص تجدید و اعادۂ شباب
اور درازیِ عمر

مرتب

Editor.

ناظم
Manager

Hamdard-i-Sehat, Delhi.
"REJUVENATION NUMBER'
JULY 1934.

ہمدردِ صحت - دہلی
اِشاعتِ خاص تجدید و اِعادۂ شباب
اور درازیِ عمر"

مرتب
Editor.

Hamdard-i-Sehat, Delhi.
"REJUVENATION NUMBER"
JULY 1934.

ہمدردِ صحت - دہلی
اشاعتِ خاص "تجدید و اعادۂ شباب
اور درازیِ عمر"

ناظم
Manager

تجدید شباب اور درازیِ عمر کے قدرتی ذرائع!

از حکیم عبدالحمید

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مئی ۱۹۳۲ء کے ہمدرد صحت میں اشاعت خاص کیلئے جو عنوانات تجویز کیئے گئے تھے ان میں ایک "عوام کیلئے ہدایات" بھی تھا۔ اسکا مقصد یہ تھا کہ "تجدید شباب اور درازی عمر" کے ان ذرائع سے بحث کیجائے جو ہمکو قدرتی طور پر حاصل ہیں اور جن سے امیر و غریب چھوٹے بڑے طبیب اور غیر طبیب اشتاشناخ اور وارو ناف یکساں طور پر متمتع ہوسکتے ہیں۔ قدرت کی فیاضیاں ہر کہ و مہ کیلئے یکساں ہیں بخلاف اس کے وارو ناف کا عملیہ تقلیم وہی صاحب ثروت کرا سکتا ہے جو لاکھوں روپے خرچ کرنیکی استعداد رکھتا ہے۔ میں نے یورپ کے ان محققین سے جنکی تحقیقات کا غلغلہ آج تمام دنیا میں برپا ہے منجملہ اور سوالات کے ایک سوال یہ بھی کیا تھا کہ کیا آپکے تجدید شباب کے عملیات کو عام کیا جاسکتا ہے اور کیا اس سے امیر و غریب یکساں طور پر مستفید ہوسکتے ہیں کیا ان عملیات کو وہی حیثیت حاصل ہوسکتی ہے جو آج چیچک کے ٹیکہ کو حاصل ہے۔ جواب پیچیدہ تھے لیکن ماحصل نفی تھا اس صورت میں غریب اور متوسط الحال لوگ کیا کریں؟ کیا انکو نٹشے کے فلسفہ پر عمل کرتے ہوئے انکے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ انکو موت و ہلاکت سے ہم آغوش کرنے میں مدد دیجائے اگر یہ صحیح ہے کہ سورج کی جان بخش شعاعیں امیر کے سر بفلک محلات پر بھی اسی طرح پڑتی ہیں جسطرح ایک مفلوک الحال دہقان کی جھونپڑی پر اور وہ اپنے اثرات میں ان ظاہری امتیازات کا لحاظ نہیں کرتیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ "تجدید شباب اور درازی عمر" میں ہم وارو ناف کی کسی معمول سی چیز پر جائیں سر مکم چند سروپ چند فصائی لاکھ روپیہ خرچ کرکے اپنے مقصد میں ناکام رہ سکتے ہیں لیکن ہم اگر تجدید شباب اور درازی عمر کے ان قدرتی ذرائع کو جو خود ہمارے جسم میں اور ہمارے جسم سے باہر قدرت نے نہایت فیاضی سے مہیا کردیئے ہیں استعمال میں لائیں تو ہماری کامیابی یقینی ہے۔

جہانتک قوانین فطرت پر غور کیا گیا ہے یہ صحیح ہے کہ قدرت کسی چیز کو ایک حال میں رکھنا نہیں چاہتی قانون تغیر جمادات نباتات اور حیوانات میں ہر آن جاری ہے موت بھی ایک ایسا تغیر ہے جو اس دنیا کے نظام کیلئے اسی قدر ضروری ہے جسقدر کہ زیست لیکن خیال رکھئے کہ قدرت ہمکو ایک معین وقت میں ضرور موت سے ہم آغوش کرنا چاہتی ہے مگر اس معین وقت سے پہلے اسکا ہرگز یہ منشا نہیں ہے کہ ہم ہلاکت اور امراض سے ہمکنار ہوں۔ آپ جتنا اس مسئلہ پر غور کیجئے گا یہ حقیقت واضح ہوتی جائیگی ہمکو ہمارا تمام نظام جسمانی اور جسم سے باہر کی تمام چیزیں ہماری صحت اور ہمارے شباب اور درازی عمر کی معاون نظر آتی ہیں ہمارا خیال تھا کہ ہم انہی حقائق کی وضاحت اس طرح پر کردیں کہ ہماری طرح دوسرے غور کرنیوالے بھی ان حقائق کو سمجھ لیں چونکہ اس مضمون کا تعلق زیادہ تر عوام سے ہے اس لئے میں نے اسکی وضاحت کیلئے مرقع بھی بنوائے تھے۔ اور مضمون کے متعلق خیال تھا کہ دس بارہ صفحات کافی ہونگے" اس کا بہت حد تک خیال بھی رکھا گیا لیکن ابھی معلوم ہوا کہ مضامین کی کثرت اور بیوقت آمد کی وجہ سے اس مضمون کیلئے صرف تین صفحات باقی ہیں اور آج جب یہ سطور لکھی جارہی ہیں ۳ جولائی ہے اور پرسوں اشاعت کی معینہ تاریخ ہے۔ اسقدر ضخیم رسالہ کی طباعت اور پریس کے دیگر امور اس کے بعد دفتری مراحل یہ ایسی چیزیں ہیں کہ ان کیلئے حسنقدر زیادہ وقت ملے مناسب ہوتا ہے۔ یہ مضمون اگر میں نے دو تین گھنٹے میں نہ دیا تو اور زیادہ پیچیدگیاں واقع ہونگی۔ بہر حال مقصد یہ ہے کہ یہ مضمون اسوقت خانہ پری کیلئے لکھا جارہا ہے جو عنوانات میرے پاس نوٹ ہیں۔ انپر مختصر روشنی ڈالی جائیگی تفصیل کیلئے آیندہ اشاعتیں موجود ہیں یا ممکن ہے کہ ایک علیحدہ رسالہ کی شکل میں مکتبہ ہمدرد صحت سے شائع ہو میں نے اس مضمون کو عام فہم بنانے کیلئے تین عنوانوں میں تقسیم کردیا ہے اول بڑھاپے اور کم عمری کے اسباب دوم

میں نے اسباب اور ذرائع کو اس طرح یکجا کیا ہے کہ تجدید شباب اور درازیٔ عمر کی ہر بحث انکے تحت کیجا سکتی ہے تاہم اتنا ضرور ہے کہ طوالت عمر اور صحت کو وراثت سے بھی خاص تعلق ہے۔ جو لوگ طویل العمر آباؤ اجداد کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں وہ بڑی عمر تک پہنچنے کا امکان رکھتے ہیں لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہو سکتے کہ وہ حفظان صحت کے تمام اصولوں کو اُٹھاکر بالائے طاق رکھدیں اور صرف وراثت پر بھروسہ کرلیں۔ ایسے لوگ یقیناً طویل عمر حاصل کرنیمیں ناکام رہینگے اور اپنی اس خصوصیت کو جو انہوں نے وراثتاً پائی تھی، زائل کردینگے۔ اس کے مقابلہ میں ان لوگوں کو بھی مایوس ہونیکی وجہ نہیں ہے جن کے آباؤ اجداد کی عمریں کم تھیں، یا وہ کسی خاص مرض میں مبتلا تھے اس قسم کی وراثتی خصوصیات کو ہم اپنی جد و جہد اور استقلال سے زائل کر سکتے ہیں اگر کم عمر والدین کا کوئی فرد یہ تہیہ کرلے کہ وہ اپنی عمر کو طویل کریگا اور اسکے متعلق ہر کوشش سے دریغ نہ کریگا۔ تو وہ یقیناً اس میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ سر ہرمن ویبر جو طویل العمری پر ایک بیش قیمت کتاب کا مصنف ہے، ایسے ماں باپ کا بیٹا تھا جو کم عمری میں مرچکے تھے، جو بیش بہا نصائح اس نے اپنی اس کتاب میں درج کئے ہیں، اس نے خود اُن پر عمل کیا۔ اسکا نتیجہ اسکی ذاتی تندرستی سے عیاں تھا جو اسکو حاصل تھی، وہ اپنی عمر سے بہت چھوٹا معلوم ہوتا تھا جب وہ بیاسی سال کا تھا تو ایک نہایت سیدھے اور اونچے پہاڑ پر چڑھ گیا اس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچنے کے بعد بغیر دم لئے وہ ایک اور اونچے مینار پر چڑھ گیا تاکہ گرد و پیش کے پہاڑی مناظر سے لطف اندوز ہو، یہ شخص تمام عمر منشیات سے بچا رہا، اور اس نے اپنی زندگی بہت باقاعدہ طور پر بسر کی۔

اسکے علاوہ طویل العمری بعض ملکوں کی خصوصیت بھی ہے۔ مثلاً جب ہم تلاش کرتے ہیں کہ سو سال سے زائد عمر رکھنے والے طویل العمر لوگ زیادہ تر کہاں پائے جاتے ہیں۔ تو بلغاریہ اس معاملہ میں بازی لیجاتا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ اس ملک میں وہاں تین ہزار اور آٹھ سو سے زائد لوگ پائے جاتے ہیں، جرمنی کی آبادی چھ کروڑ دس لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ جسمیں صرف اکتیس اشخاص سو سال سے زائد عمر رکھتے ہیں اسکے مقابلہ میں بلغاریہ کی آبادی صرف ستر لاکھ

بڑھاپے اور کم عمری کے دس اسباب

(۱) شراب (۲) بسیار خوری ۳۔ تمباکو ۴۔ کثرت مجامعت ۵۔ کثافت ۶۔ حرص و ہوس ۷۔ طمع و خساست ۸۔ غصہ ۹۔ خود نمائی ۱۰۔ مانع حمل طریقے۔

دوربینی سے بڑھاپے اور کم عمری کے اسباب کی یہ تلاش بالکل صحیح ہے[1] ذیل میں ان تمام اسباب پر بہت مختصر روشنی ڈالنے پر مجبور ہیں (۱) **شراب**۔ مذہبی اور اخلاقی نظر سے مسلمہ طور سے ام الخبائث ہے۔ طبی نقطہ نظر سے بھی مضر چیز ہے جسم میں اسکا خراب اثر زیادہ تر جگر اور آلات خون پر پڑتا ہے شراب کے عادی صلابت شرایین میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جو بڑھاپے کا پیش خیمہ ہے۔

(۲) **بسیار خوری**۔ شیخ الرئیس بو علی سینا کا قول ہے کہ ہیضہ اور طاعون سے اسقدر لوگ نہیں مرتے جسقدر بسیار خوری سے۔ اس مقولہ کی صحت قیامت تک مسلم رہیگی۔ خوراک کی زائد از ضرورت مقدار جسم میں داخل کردینے سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ان بیماریوں کا تمام اعضاء جسم پر مخالف اثر یقینی ہے جسم کو امراض کا اسطرح شکار بنائے رکھنے کم عمری اور بڑھاپے کا جلد آنے پر منتج ہے (۳) **تمباکو**۔ تہذیب حاضر کی سب سے بڑی لعنت ہے تمباکو نوشی اور تمباکو خوری دونوں نہایت مضر ہیں لیکن تمباکو خوری کے اثرات اور بھی بے اندازہ ہیں اسکا مضر اثر پھیپھڑوں پر ہوتا ہے اور غدہ درقیہ بھی اس سے متاثر ہوتا ہے اس غدہ کا صحت دماغی اور طوالت عمر سے خاص تعلق ہے۔

(۴) **کثرت مجامعت**۔ خصیتین کا طویل العمری اور جوانی سے خاص تعلق ہے کثرت مجامعت سے خصیتین کے افعال میں سخت فتور لاحق ہوتا ہے بخلاف اسکے معتدل جماع خصیتین کے افعال میں مدد دیتا ہے اور اپنی رطوبات کی پیدائش میں مستعد ہو

(۵) **کثافت**۔ بہت سے امراض کا سبب ہے، صفائی رکھنے والے اشخاص بہت کم امراض میں مبتلا ہوتے ہیں کثافت کیوجہ سے مرض کی کثرت قبل از وقت بڑھاپے اور کم عمری کی بین وجہ ہے۔

(۶) **حرص و ہوس**:۔ گو اخلاقیات میں مذموم قرار دیا جاتا ہے لیکن اسکا اثر تمام جسمانی اور دماغی قوتوں پر یقینی ہے، حرص و ہوس سے لوگ تمام اصول حفظان صحت کی پابندی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں جس سے طرح طرح کی بیماریوں کا وقوع لازمی ہے، جسم کو بیماریوں کا اس طرح آماجگاہ بنا دینے سے لازمی طور پر بڑھاپا جلد آتا ہے اور عمر کم ہو جاتی ہے۔

[1] اس موقع پر مکرم لفٹننٹ کرنل ڈاکٹر اشرف الحق صاحب کے ایک مضمون سے مدد لی گئی ہے۔

(۷) **طمع اور خساست**:۔ قدرت کے قوانین سے ہمکو بخشش اور سخاوت کا سبق ملتا ہے، اور اس سے انسان کے دل کو ایک طبعی فرحت حاصل ہوتی ہے جس سے دوران خون صحیح طور پر قائم رہتا ہے، اور انسان بالکل مطمئن زندگی بسر کرتا ہے، لیکن جن لوگوں کو خدا نے ان صفات سے محروم رکھا ہے انکا قلب اور دماغ فرحت سے محروم رہتے ہیں طمع اور خساست سے شرائین اور اعصاب بہت متاثر ہوتے ہیں اور انمیں ہر وقت ایک انقباض کی کیفیت طاری رہتی ہے۔ دوران خون کا تناسب قائم نہیں رہتا۔ عمر بڑھانیوالے اور بڑھاپے کو روکنے والے غدد صحیح دوران خون کی موجودگی میں اپنے افعال اچھی طرح قائم نہیں رکھہ سکتے اسلئے طامع اور بخیل اشخاص کا جلد بوڑھا ہوجانا اور کم عمر پانا بالکل قدرتی قوانین کے تحت ہے

(۸) **غصہ**۔ جب کسی شخص کو بہت غصہ آتا ہے تو اسکے سر اور چہرہ کی وریدیں پھول جاتی ہیں چونکہ ان وریدوں کا دماغ آلات خون سے قریبی تعلق ہے اسلئے انکا پھولنا اسکی علامت ہے کہ دماغ کے آلات خون میں تغیرات واقع ہوئے ہیں۔ اگر قلبی اور دماغی آلات خون ماؤف ہوں تو اسوقت غصہ کے اثرات اور بھی زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ غصہ کا بار بار آنا آلات خون کی صلابت کا پیش خیمہ ہے اسکے علاوہ غصہ سے خون میں نہایت مضر صحت کیمیاوی تبدیلیاں بھی واقع ہوتی ہیں۔ آلات خون کی صلابت اور خود خون کی خراب کیفیت غدہ درقیہ اور غدۂ مسیہ اور جسم کے تمام غددی نظام پر بہت اثرانداز ہوتی ہے، غددی نظام کی اس مسلسل برہمی سے بڑھاپے کی کیفیت جلد طاری ہوجاتی ہے اور عمر گھٹتی ہے،

(۹) **خودنمائی**:۔ خودنمائی ہمارے لئے صرف اسوقت مضر ہوکر عمر گھٹانے کا باعث ہوسکتی ہے۔ جب خودنمائی اور حظوظ نفس کیلئے ایسے طریقے برتے جائیں جو مضرت سے خالی نہیں۔ جب سنگھار کیلئے پوڈر، رنگ، اور بالونکو رنگنے کے لئے خضاب استعمال کئے جائیں جسمیں سیسے کا جزو ہو تو قولنج ہوجاتا ہے، ان خودنمائی کی اشیا میں اگرچہ مضر صحت اجزا کی شمولیت بہت کم مقدار میں ہوتی ہے لیکن انکے مسلسل استعمال سے سمی اثرات پیدا ہوجاتے ہیں اسکے علاوہ جب خودنمائی کے دورے زیادہ قوی ہوجاتے ہیں تو اس سے جسم کے اندرونی نظام میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں +

(۱۰) **مانع حمل طریقے**:۔ یہ تمام طریقے بھی عمر کو گھٹاتے ہیں یہ طریقے خواہ آلی ہوں یا دوائی طرفین کی صحت غددی کے لئے مضر ہوتے ہیں۔ عورتوں میں اس سے اختناق الرحم کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔ ان کے عصبی اور غددی نظام سخت متاثر ہوجاتے ہیں۔ فم رحم یا رحم میں بعض سخت قسم کی رسولیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ مردوں میں بھی اسی قسم کے نتائج ظاہر ہوتے ہیں

میں نے تجدید شباب اور درازی عمر کے قدرتی ذرائع کو دو حصوں میں تقسیم کردیا ہے، جو حسب ذیل ہے،

تجدید شباب اور درازی عمر کے قدرتی ذرائع (۱)
جو ہمارے جسم میں کارفرما ہیں

(۱) غدہ درقیہ (۲) انثیین (خصیے) (۳) کلاہ گردہ (۴) گردہ (۵) جگر (۶) قلب (۷) دماغ۔ (۸) آنتیں (۹) بانقراس (۱۰) پھیپھڑے۔ (۱۱) جلد۔

ان کے علاوہ اور اعضا بھی تجدید شباب اور درازی عمر میں مدد دیتے ہیں، لیکن اس موقع پر صرف اہم اعضا کا ذکر کیا گیا ہے، یوں تو جسم کا معمولی سے معمولی عضو یا اس کا حصہ ان مقاصد کو پورا کرنے میں بالواسطہ یا بلاواسطہ مدد دیتا ہے

تجدید شباب اور درازی عمر کے قدرتی ذرائع
جو ہمکو ہمارے جسم سے باہر میسر ہیں

(۱) پاک صاف ہوا (۲) پاک صاف پانی (۳) سورج کی شعاعیں (۴) غسل (۵) معتدل ورزش (۶) مناسب غذا (۷) نیند (۸) جماع معتدل (۹) چشمے (۱۰) تنازع للبقا۔

ان قدرتی ذرائع کی تفصیل کے لئے کہاں موقع ہے جب بڑھاپے اور کم عمری کے اسباب کو کم سے کم اشارتاً لکھنے میں اتنی جگہ کی ضرورت ہوئی۔ تب بھی وہ بالکل ناکافی رہے۔

بہرحال اس باب کی از سر تفصیل کا آئندہ انتظار کرنا چاہیئے

مرقع
بڑھاپا اور کم عمری کے اسباب
بسیار خوری
شراب
کثرت جماع
تمباکو
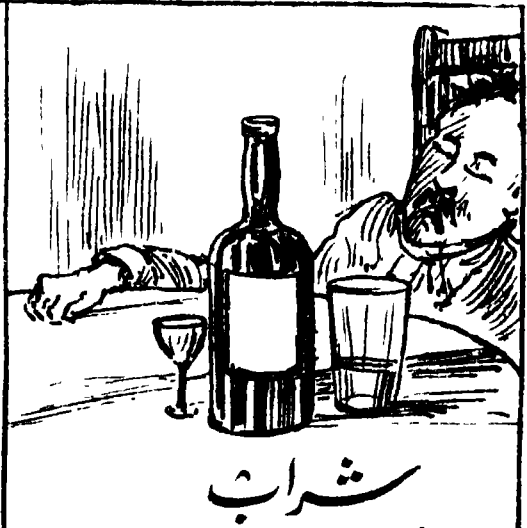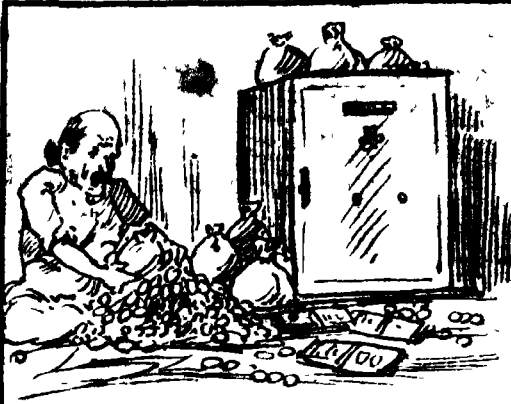
کثافت (گندگی)
حرص وہوس
خباثت
غصہ
خودنمائی
مانع حمل طریقے
SAM 34
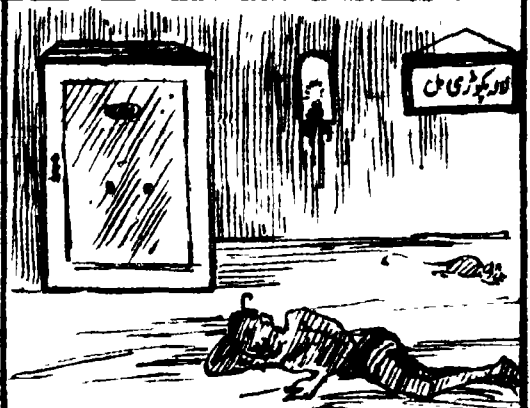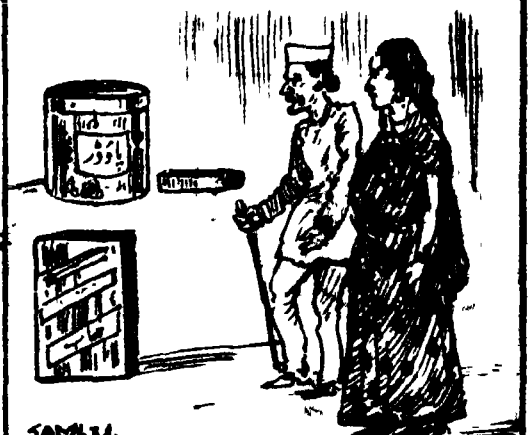
تجدید شباب اور درازی عمر کے قدرتی ذرائع

(۱)

جن کے افعال کی مدد اور ان کی حفاظت کر کے یہ مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں
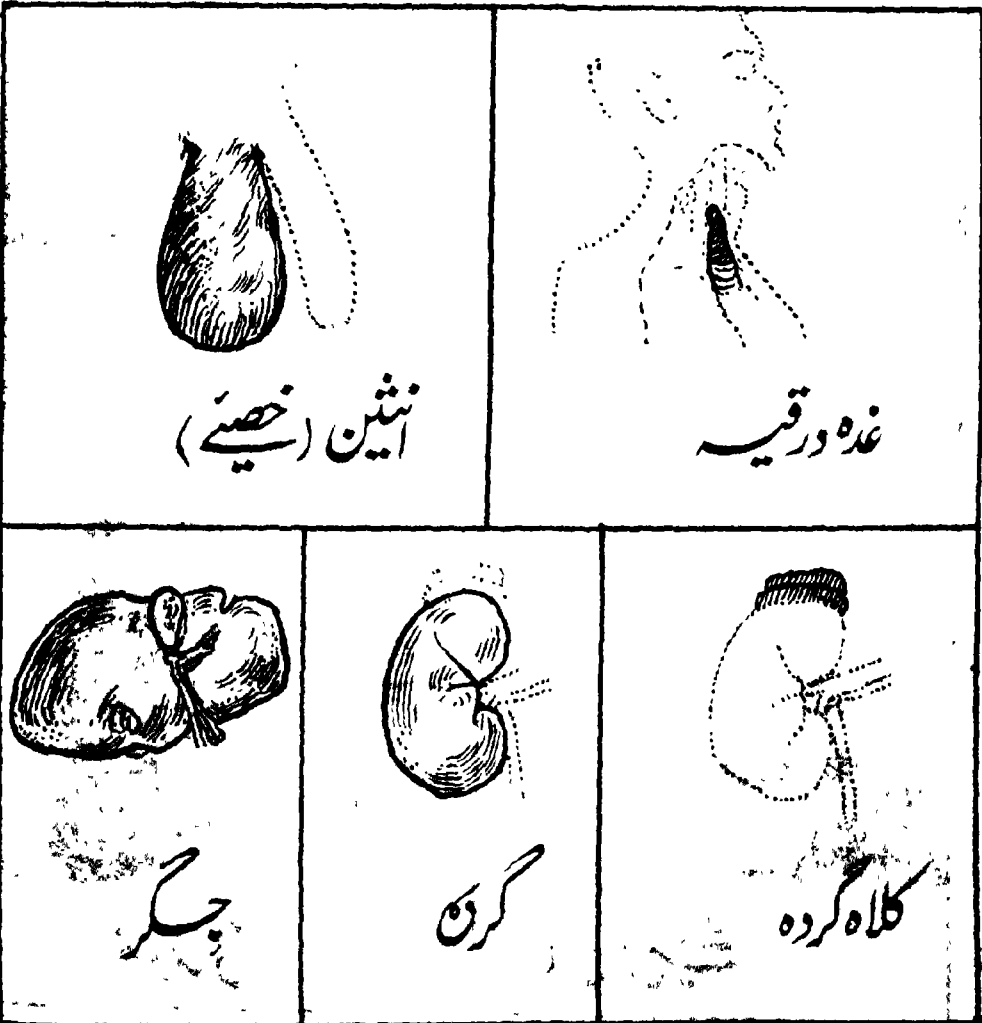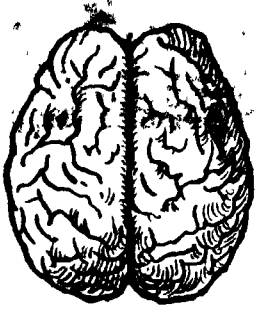
غدہ درقیہ

انثیین (خصیے)

کلاہ گردہ

گردہ

جگر

قلب
دماغ
آنتیں
بانقراس
پھیپھڑے
جلد
SAMI.24

"تجدید شباب اور درازی عمر" کے قدرتی ذرائع

(۲)
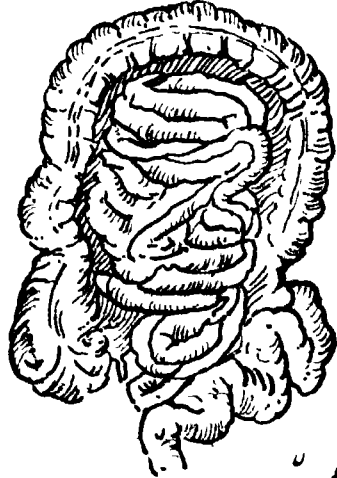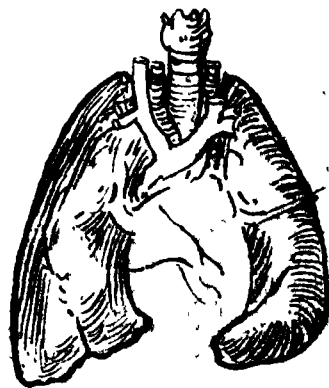
جنکو سمجھکر اختیار کرنے سے ان مقاصد کو حاصل کیا جاسکتا ہے
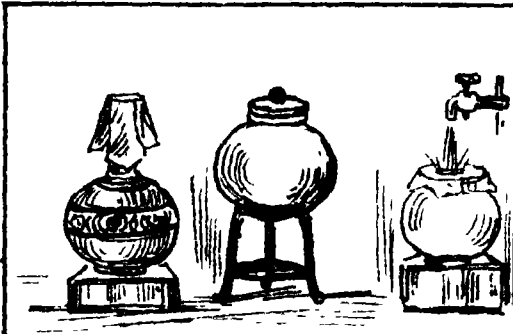
پاک وصاف ہوا
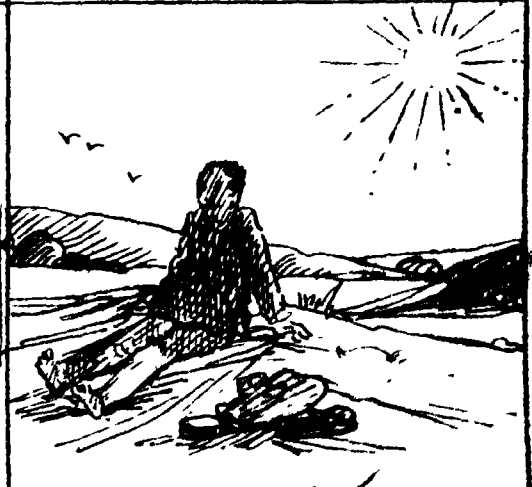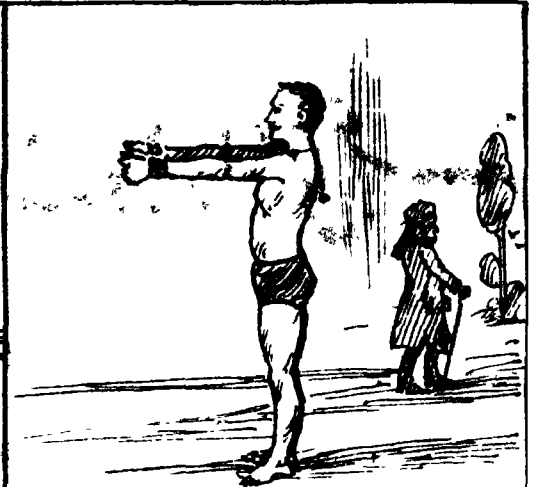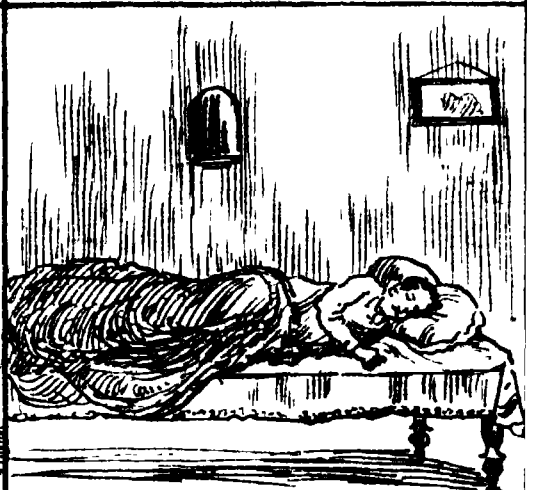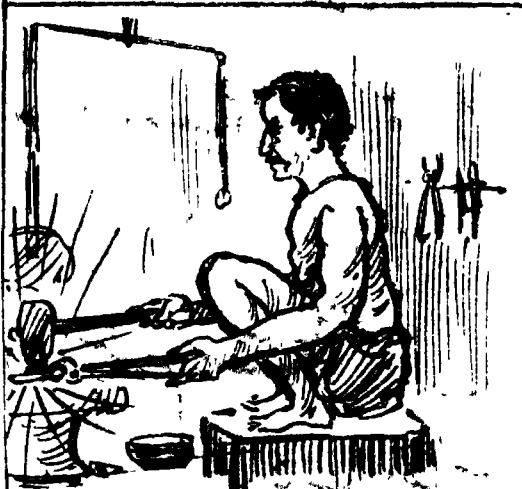
پاک وصاف پانی

سورج کی شعاعیں

غسل

ورزش

مناسب غذا

نیند

جماع معتدل

چشمے

تنازع اللبقا

"تجدید و اعادہ شباب اور درازی عمر"

اور

وید

صفحہ

ویدک میں سائنس یا کایا پلٹ

ازجناب پنڈت اوپندر ناتھ داس صاحب پروفیسر طبیہ کالج دہلی

اپنی صحت، اور جوانی کو قائم رکھہ کر بہت زیادہ دن تک زندہ رہنے کی کوشش کرنا انسان کا فرض ہو۔ خدا کی مہربانی اور اپنی کوشش سے جو انسان علم، دہرم، یا کسی اور دنیا کے فائدہ مند کاموں میں ہوشیار و قابل بنجاتے ہیں۔ وہ انسان تندرستی کے ساتھہ جتنے زیادہ دن تک زندہ رہیں، ان سے دنیا کا فائدہ ہے، ابتو ہم ہمیشہ سے یہ دیکھہ رہے ہیں کہ لاکھوں انسانوں میں ایک دو ایسے قابل بن سکتے ہیں، جن سے امید کیجاتی ہو کہ یہ انسان اگر کچھہ روز دنیا میں زندہ رہے تو اپنی قوم مذہب و صنف کی خوب خدمت کر سکیں گے، اس خیال سے اکو دوست اور دشمن سب ہی کو ان کے تندرستی کے ساتھہ زندہ رہنے کی آرزو کرنی چاہیئے، لیکن افسوس تہوڑے ہی دن میں ایسے قابل شخص کی موت کی خبر سن کر سب کو افسوس کرنا پڑتا ہے، سب یہی کہتے ہیں کہ خدا کی مرضی ہے، وقت پورا ہو چکا تہا اس جگہ انسان مجبور ہے۔ رنج و غم کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اس قسم کی تسلی آمیز باتوں سے سمجہایا جاتا ہو۔ ہر ایک انسان کا خیال اور عادات علیحدٰہ علیحدٰہ ہیں، پھر بھی بالخصوص دو قسم کی عادتیں اور خیالات انسان میں پائے جاتے ہیں پہلی قسم کا انسان ایسا ہے کہ جسکو معمولی کوشش یا بلا کوشش کے جو کچھہ علم و دولت حاصل ہوئی ہے اس میں ہی خوش ہو اور اگر وہ اس میں خوش بھی نہیں ہے تو بھی سمجھہ لیتا ہو کہ تقدیر میں جتنا تہا اتنا مل گیا۔ خدا نے جتنا دیا ہے اُس سے زیادہ کے لئے سعی کرنا بیکار ہے، یہ سمجھہ کر وہ اپنی اچھی و بُری جو حالت ہو اُس پر قانع ہو جاتا ہے اور ترقی کی کوشش نہیں کرتا ہے۔ دوسری قسم کا انسان ایسا ہوتا ہے۔ جو سمجھتا ہے کہ خود ہی اپنی تقدیر کو بنانیوالا ہو جو جتنی کوشش کریگا اُسکو اتنا ہی ملیگا۔ خدا کا پیارا یا دشمن کوئی نہیں ہے۔ خدا تو انصاف کرنیوالا ہے جسکی جیسی کوشش دیکھیگا اسکو ویسا ہی دیگا۔ اس لئے اگر کوشش میں کمی نہ رہے تو کوشش سے سب کچھہ حاصل ہو سکتا ہے؛ یہ سمجھہ کر اپنی علم و دولت طاقت و تندرستی، جوانی زندگی وغیرہ کو حد سے زیادہ بڑھانیکی کوشش میں ہمیشہ لگا رہتا ہو، ہندوستان میں رہنے والوں کے گلے میں پڑی غلامی کی زنجیر نے اب ہندوستانی کو ہر ایک شعبۂ زندگی میں سست کر دیا ہے۔ اس لئے ہندوستانی تو اپنی تقدیر کو اپنے سر پر یا خدا کے سر پر سلرے بوجھہ اور ذمہ داری کو چھوڑ کر روز بروز کٹھہ پتلی جیسا نکما بن رہا ہے لیکن آزاد ممالک کے رہنے والے جیسے اپنی علم و دولت کو حد سے زیادہ بڑھانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں ویسے ہی اپنی طاقت و تندرستی و جوانی و زندگی کو بھی حد سے زیادہ بڑہانے میں کوشاں ہیں انکی کوشش سے گو ابھی تک کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں ہوئی ہے لیکن لائق انسان کی مسلسل کوشش اگر جاری رہیگی تو کچھہ نہ کچھہ کامیابی حاصل ہو جانے کی ضرور توقع ہے، ویدک میں سب سے زیادہ مسلم اور اسوقت تک جتنی ویدک کی کتابیں دستیاب ہوئی ہیں۔ ان میں سب سے پُرانی چرک سنتھا चरक संहिता سشسرت سنتھا सुश्रुत संहिता کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے شباب و زندگی کو بڑہانیکی کوشش کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ زمانۂ قدیم سے یہ کوشش بڑے شد و مد سے جاری ہے اور اسمیں خاطر خواہ کامیابی بھی حاصل ہوئی تھی۔ ویدک میں اس مضمون کو کتنا ضروری سمجہا جاتا تہا

پنڈت اوپندر ناتھ داس صاحب - پروفیسر -
طبیہ کالج - دہلی

Pandit Opindar Nath Das, Professor,
Tibbia College, Delhi.

جناب حکیم مولوی محمد ظہیر علی صاحب - دھلی
Hakim Molvi Mohd. Zahir Ali, Delhi.

اسکو ثابت کرنے کے لئے اتنا ہی لکھنا کافی ہوگا کہ جب تمام ویدک کو آٹھ حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا تو اس میں رسائن کا یا پلٹ کو ایک حصہ تسلیم کر لیا گیا تھا۔ شسرت جی اپنی سنہتا (اپنی لکھی ہوئی کتاب) کے پہلے باب میں لکھتے ہیں کہ برہما جی جنہوں نے سارے حیوانات، نباتات وغیرہ کو بنایا ہے، انہوں نے انسان کو پیدا کرنے سے پہلے ہی ایک لاکھ اشلوکوں سے آیوروید کو بنایا تھا۔ پھر ایک بھی انسان سارے آیوروید میں قابل اور تجربہ کار نہیں بن سکے گا یہ خیال کر کے اُسی آیوروید کو آٹھ حصوں میں منقسم کردیا گیا تھا۔ اسی کا ایک ایک حصہ آیوروید کا ایک ایک جز مانا جاتا ہے۔ جیسے شلیتر शल्यतंत्र یعنی سرجری ایک جز ہے شالا کے تنتر शालाक्य तंत्र جس میں گلے اور اسکے اوپر کے سارے حصوں یعنی آنکھ، کان، ناک، منہ وغیرہ کے تمام امراض کی کیفیات و علامات و علاج وغیرہ کا مفصل بیان ہے اسکو دوسرا جزو قرار دیا گیا ہے

کایاچکتسا काय चिकित्सा یعنی معالجات کو تیسرا جز مانا گیا ہے، ایسے ہی رسائن کو بھی ایک جز مانا جاتا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو بھی کتنا اہم سمجھا جاتا تھا۔ [چر]ک سنتھا चरक संहिता کے بھی پہلے باب کے پہلے [ش]عر میں اس دنیا میں ویدک شاستر کہاں سے آیا اور کیوں آیا [ا]س کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس زندگی کو طویل کرنے کی [غ]رض سے بہر دواج رشی भारद्वाज ऋषि [دی]وتاؤں کے راجہ اندر کے پاس گئے تھے کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا [تھ]ا کہ راجہ اندر کے پاس جانے سے اپنا مقصد پورا ہو سکتا ہے [اس]کے بعد ساری باتوں کو اُنہوں نے صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے [ج]ب دنیا میں مختلف قسم کی بیماریوں نے پیدا ہو کر آدمیوں کو [ہر] طرح کی تکالیف میں مبتلا کر دیا۔ پڑھنے والوں کی تعلیم اور [پ]وجا کی عبادت میں اور روزہ داروں کے روزوں میں خلل [پڑ]نے لگا اور آدمی جلدی جلدی مرنے لگے تو رشیوں کا ایک مقام [پر اجتماع] ہوا اور اس میں یہ قرار پایا کہ دیوتاؤں کے راجہ اندر کے پاس کوئی آیوروید پڑھے اسوقت ہی یہ تمام تکالیف دور ہو سکتی ہیں، اس پر سب رضامند ہوئے اور بہارت دواج اندر کے پاس جا کر آیوروید یعنی طویل العمر ہونے کے علم کو سیکھ کر آئے۔ اور رشیوں کو بھی سکھایا جس سے وہ رشی لوگ بہت زیادہ دن تک زندہ رہے

مندرجہ بالا امور سے ظاہر ہوتا ہے کہ درازئ عمر کی کوشش کیسا تک کتنی پرانی اور ضروری سمجھی گئی ہے۔ یہاں پر اس بات کا بتانا بھی ضروری ہے کہ صرف زندگی کی طاقت اور قوت کو قائم رکھنے یا اسکو بڑھانے کی کوشش یعنی جسم کے کسی خاص عضو کی تقویت یا ترقی کی کوشش کا بیان کرنا رسائن کی حد سے باہر ہے اسکا بیان ویدک کے جس حصہ میں کیا گیا ہے اس کا نام باجی کرن تنتر वाजीकर्ण तंत्र رسائن تنتر میں ایسی تدابیر بتائی گئی ہیں جنکے ذریعے سے جسم کے چھوٹے و بڑے ہر ایک عضو میں خاص ترقی پیدا کر کے ایسا بنا دینا ہے کہ جس سے جسم مضبوطی کے ساتھ بہت روز تک قائم رہ سکتا ہے۔ مثلاً خام اینٹوں سے تیار کردہ مکان کو اگر حفاظت سے رکھا جائے تب بھی وہ عرصہ دراز تک قائم نہیں رہ سکتا۔ لہذا اگر انہی خام اینٹوں کے مکان کی چھت کو کسی خاص مصالحے کے ذریعے اس طرح لگایا جائے کہ وہ پتھر کی مانند ہو جائیں تو وہ مکان کافی مضبوط ہو جائیگا کہ بغیر کسی حفاظت کے بھی صدیوں تک قائم رہ سکتا ہے جس طرح کہ مخصوص طریقوں کے ساتھ مخصوص مصالحہ شامل کرنے سے مٹی مثل پتھر ہو جاتی ہے اسی طرح رسائن کے اصول سے اگر کام لیا جائے تو پرانی چیز مثل نئی چیز کے ہو سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ اسکو کایا پلٹ کہتے ہیں اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو جسم ایک صدی تک کام دے سکتا تھا وہ صدیوں تک کام دے سکے گا۔

کیا زندگی بڑھ سکتی ہے؟

انسان کی عمر طبعی ایک وقت مقرر ہے اور اکثر دیکھا گیا کہ بغیر خاص اسباب کے آدمی کی موت واقع ہو جاتی ہے پھر ایسی صورت میں دواؤں کے ذریعے ہزاروں سال تک [illegible]

زندہ رہنا کہاں تک ممکن ہے۔ اس لئے درازیٔ عمر کی کوشش کرنا بے سود ہے، اور آسمان پر تصویر کھینچنے کے قائم مقام اور بیکار ہے

جواب

جو لوگ اس قسم کا خیال رکھتے ہیں ان کو غور کرنا چاہیئے کہ دنیا میں ایک بھی ایسا انسان نہیں ہے جو واقعی موت کا وقت بالکل مقرر سمجھتا ہو، اگر ایسا کوئی انسان ہوتا تو دہن شیر میں بھی اپنا سر دیتے ہوئے بھی انسان نہ ڈرتا کالے سانپ کے منہ میں انگلی دینے سے بھی نہ گھبراتا۔ سمندر میں غوطہ لگانا، پہاڑ کی چوٹی سے کودنا۔ جنگ میں زبردست دشمنوں کا مقابلہ کرنا، توپ کے سامنے کھڑا رہنا بجلی کے تار کر کھیلنا۔ پاگل ہاتھی کو پکڑنا چلتی ریل سے کودنا۔ وغیرہ وغیرہ خطرناک کاموں میں ہرگز نہیں ڈرنا چاہیئے تھا۔ جو شخص موت کے وقت کو بالکل یقینی سمجھتا ہے وہ موت کے وقت سے ایک سکنڈ پیشتر نہیں مر سکتا۔ تو پھر ان خطرناک چیزوں سے ڈرنے کے کیا معنی ہوتے ہیں۔ اگر ایک بھی آدمی ڈر جاتا ہے تو ہم اسکو بزدل یا کم ہمت کہہ سکتے ہیں۔ لیکن تجربہ شاہد ہے کہ دنیا کا ہر ایک آدمی ڈرتا ہے، نہ صرف آدمی ہی بلکہ جانور بھی ڈرتے ہیں۔ تو اس خوف کو ہم فضول اور لایعنی نہیں کہہ سکتے ہیں ہمیں مجبوراً ماننا پڑیگا کہ اگر انسان اپنے جسم و جان کی اچھی طرح حفاظت کئے بغیر ہمیشہ اپنے کو خطرات میں ڈالے رہتے ہیں۔ تو وہ اگر ایک دو دفعہ خطروں سے بچ بھی جائیں لیکن ہمیشہ نہیں بچ سکتے ہیں۔ اور وقت پورا ہونے سے پیشتر ہی ان چل دینا پڑتا ہے، ہمارا تجربہ ہے کہ ایک مٹی یا لوہے کا برتن اگر حفاظت سے رکھا جائے تو نسبتہً اس برتن کے جسکی کوئی حفاظت نہیں کیگئی زیادہ چلے گا۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ جو خطرات سے مقابلہ کرے وہ قبل از وقت نہ مر جائے اب غالباً یہ سمجھنا دشوار نہ ہوگا کہ حفاظت نہ کرنیسے اور جلدی مرنے کی کوشش سے انسان اپنا وقت پورا ہونے سے قبل ہی مر سکتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جب موت کا وقت غیر متعین ہے اور ہمیں تبدیلی ممکن ہے تو ہم موت ہٹانے کی معقول کوشش کیجائے تو موت کو ہٹنا ہی پڑے گا۔ اس

کو اچھی طرح سمجھ کر ہی پرانے زمانے کے رشی لوگ رسائن کی دواؤں کو ایجاد کیا کرتے تھے اور ان کو باقاعدہ استعمال کرکے خود فائدہ اُٹھاتے تھے اور دنیا کو فائدہ پہونچاتے تھے

رسائن کی دواؤں کو استعمال کرنے سے پہلے کیا کرنا چاہیئے؟

جس طرح میلے کپڑے پر رنگ نہیں چڑھ سکتا اور اسکو رنگنے سے پہلے اچھی طرح صاف کرنا ضروری ہے اسی طرح جبتک جسم کو اندر اور باہر سے پہلے اچھی طرح صاف نہ کر لیا جائے رسائن کی دوا سے خاطر خواہ فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں پر یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ نہ صرف جسم کی صفائی کرنے سے رسائن سے پورا فائدہ ملیگا بلکہ جسم و روح دونوں کو بالکل پاک بنا کر رسائن کا استعمال کرنے والا ہی رسائن کا فائدہ اُٹھانیکا اہل ہو سکتا ہے،

جسم کو پاک کرنیکا طریقہ

وید کتابوں میں لکھا ہے کہ کسی کے جسم کو بالکل پاک بنانا ہو تو پہلے پہلے سنے ہن स्नेह کرنا پڑیگا۔ یعنی گھی تیل۔ یا وسا वसा یعنی جو چربی گوشت سے نکلتی ہے اور مجا मज्जा یعنی موٹی ہڈی سے جو چربی نکلتی ہے، ان چاروں چکنائیوں میں سے جس شخص کیلئے وید جس چکنائی کو اچھا سمجھے گا اُس کو اتنی مقدار میں استعمال کرائیگا جس سے اسکا جسم خوب چکنا ہو جائے گا، اسکے بعد سویدن स्वेदन کرانا چاہیئے یعنی ایسا پسینہ لانا چاہیے کہ بلغم وغیرہ پتلا ہو جائے، بلغم ڈھیلا ہونے پر قے لانے والی دوا دینی چاہیئے جس سے قے ہو کر معدہ صاف ہو جائے (۱) اسکو بمن کرم वमन कर्म کہا جاتا ہے اسکے بعد باقاعدہ نمبر ۲ مسہل विरेचन (۳) استھاپن आस्थापन یعنی جڑی بوٹیوں کے کاڑھے

سے ایما کرانا (گ) الوپاسن उपवासन
یعنی چکنی چیز سے ایما کرانا (ش) شیرو دریکن शिरो विरेचन
یعنی سر کی صفائی کے لئے بہتر بلاس کا سنگھانا
ان سب طریقوں سے جسم کی صفائی کرنی چاہیئے۔ بمن وغیرہ
پانچ طریقوں سے جسم کی صفائی خوب ہوجاتی ہے۔

روح کو پاک بنانا

اس کے لئے سچ بولنا، غریبوں پر رحم کرنا۔ محتاجوں کو خیرات دینا
اپنے فائدہ کا خیال چھوڑکر دوسروں کو فائدہ پہنچانا۔ روزہ رکھنا
اپنی خوشی کو بھول کر خدا کی خوشی کے لئے سب کام کرنا۔ ایسا کرنیسے
انسان کی روح پاک ہوجاتی ہے، اس کے بعد رسائن کا استعمال
کرنا چاہیئے۔

رسائن کی دوا استعمال کرنیکا طریقہ

دو طریقوں پر رسائن
کی دوا استعمال کرائی جائے (۱) کُٹی پراویشک
کुटी प्रावेशक یعنی بہت پرہیز کے ساتھ (۲) باتا تپسک
वाताधिक یعنی معمولی پرہیز کے ساتھ ہمیں سے
دوسرے طریقے سے تو معمولی دوا استعمال کرائی جاتی ہے۔ اس کو
استعمال کرنے والا مریض اپنے مرض کے مطابق چل پھر سکتا ہے
خاص خاص نقصان دہ چیزوں کو چھوڑ کر زیادہ کچھ پرہیز نہیں
کرنا پڑتا ہے اس طریقہ سے جو معمولی دوا استعمال کیجاتی ہے اسکا فائدہ
بھی معمولی ہوتا ہے، اس دوا کے استعمال سے کچھ فائدہ کی اُمید نہیں
کٹی پراویشک طریقہ میں مکان بنانے کا طریقہ اس کے لئے سب سے
پہلے ایک خاص قسم کا مکان بنوانا چاہیئے جس قصبہ یا گاؤں میں
راجہ و وید برہمن اچھے اچھے کام کرنیوالے شریف آدمی اور سادھو
لوگ رہتے ہوں، جسمیں چور ڈاکو وغیرہ کا کوئی ڈر نہ ہو، جہاں ہر قسم
کی ضروریات زندگی مل سکتی ہوں، جو غلاظت اور گندگی سے پاک
ہوں ایسے قصبہ یا گاؤں کے پورب یا اُتر کے کنارے میں بستی
کے باہر اچھی زمین دیکھ کر وہاں مکان بنانا چاہیئے وہ مکان
کافی لمبا چوڑا اور اونچا ہونا چاہیئے۔ مکان تین کمروں والا ہو یعنی
ایک بڑے کمرے کے اندر ایک اُس سے چھوٹا کمرہ ہو اور اُسکے اندر پھر
ایک اور چھوٹا کمرہ ہو، ان کمروں میں چھوٹے چھوٹے روشندان
ہونگے ایسے مکان کی دیواریں موٹی اور مضبوط ہونی چاہئیں،
تاکہ ہر موسم میں آرام رہے، اور جسم کو گرمی و سردی و بارش کی کچھ
تکلیف نہ ہو، کھلی ہوئی ہوا میں ایسا مکان ہونا چاہیئے کہ جس کو
دیکھ کر طبیعت خوش ہوجائے۔ اس میں بدبو وغیرہ نہ ہو، عورتوں
کو اسکے اندر گھسنے کی اجازت نہ ہونا چاہیئے۔ اس میں ہر قسم کی
ضروری چیزیں ہوں جن سے طبیعت خوش ہو۔ وید کے لئے ایک
وسیع کمرہ ہو جس میں وہ معہ اپنی ادویات وغیرہ کے باآسانی رہ سکے؛

مکان میں داخل ہونیکا طریقہ

اس زمانہ میں مکان میں سکونت اختیار
کیجائے جب چاندنی رات ہو۔ سورج شمال کی جانب ہو۔ مبارک
ساعت و دن ہو، ستارہ موافق ہو، مطلع صاف ہو ایسا وقت
دیکھ کر حجامت بنوا کر ضبط تحمل و حافظہ کی قوت میں اضافہ کرکے
پاک صاف ہوکر یکسوئی حاصل کرکے مان سک دوش
मानसिक दोष یعنی خواہشات نفسانی حیوانی
و بغض و حسد و کینہ و غصہ سے طبیعت پاک کرکے ہر ایک ذی روح
کو اپنا دوست خیال کرتے ہوئے، پہلے دیوتا و برہمن کی پوجا کرکے
دیوتا و گئو و برہمن کا طواف کرے۔ یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ،
مکان میں داخل ہونیکے لئے مخصوص اوقات کا تعین کیوں ہے
اور گئو دیوتا۔ برہمنوں کے طواف اور پوجا سے کیا حاصل ہے، پہلے
اعتراض کا جواب ہے کہ جب سورج شمالاً و جنوباً نکلتا ہے تو دنیوی نظام
میں مختلف قسم کی تبدیلیاں موسموں کے باعث ہوجاتی ہیں اور
انسانی جسم میں تو بہت کچھ تبدیلیاں ہوجاتی ہیں اس کو صرف
جوتشی ہی نہیں بلکہ سب وید بھی جانتے ہیں، موسم کے تغیر و تبدل
سے سمندر کے پانی اور نزدیک کے دریاؤں و نہروں کے پانی پر
کس قدر تبدیلیاں ہوجاتی ہیں۔ اس کو تو غیر تعلیم یافتہ آدمی بھی
محسوس کرتے ہیں۔ جس طرح موسم کی تبدیلی کا اثر ہمارے جسم پر ہوتا
ہے اور اس کو ہم محسوس کرتے ہیں اس طرح چھوٹی چھوٹی تبدیلیاں

ہم محسوس نہیں کر سکتے، ماہرین فن کے جو اصول مقررہ ہیں، ان کو
ہمیں ماننا پڑیگا جب ماہرین نے سعد و نحس اوقات کی پہچان
لکھی ہے اور بُرے وقت سے بچ کر کے اچھے وقت میں کام کرنیکو
کہتے ہیں تو ہم اچھے ہی وقت میں کام کی ابتدا کر کے پورا پورا فائدہ
حاصل کر سکتے ہیں، ماہرین کی باتوں پر ہمارا یقین اگر نہیں ہے
تو ہم ایسے ایسے زبردست کام ہرگز نہیں کر سکتے۔ دوسرا اعتراض
کا جواب یہ ہے کہ رسائن کے استعمال سے پہلے اپنے جسم اور روح
کو اچھی طرح پاک کر لینا چاہیئے۔ یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ گنگو
دیوتا، برہمن، وغیرہ کی پوجا کرنا یا ان کا طواف کرنا روح پاک کرنیکا
ایک طریقہ ہے، سب ہی کو اس طریقہ پر کاربند ہونا لازمی نہیں ہے
اپنے مذہب اور خیالات کے موافق جس کام سے جسکی روح پاک
ہو سکتی ہے وہ اختیار کرنا چاہیئے۔ مکان کے اندر داخل ہونیکے
بعد ایک مسہل لیکر جسم کو صاف کر کے اور جب مسہل سے پیدا شدہ
نقاہت کم ہو جائے تب رسائن کی دوا استعمال کرنی چاہیئے۔
مسہل کا طریقہ یہ ہے کہ بلیلہ، لاہوری نمک، آملہ، گڑ بچ، بچہ، بائبڑنگ
ہلدی، پیپل، سونٹھ برابر لے کر سفوف تیار کر کے گرم پانی کیساتھ
مناسب مقدار میں استعمال کرنا چاہیئے اس سے پہلے بھی مادّہ کو پکانے
کے لئے منضج استعمال کرنا چاہیئے۔ مسہل ہو جانیکے بعد ۳۔۵۔۷
دن تک جو کا دلیہ گھی کے ساتھ کھلانا چاہیئے جس سے مادّہ اچھی
طرح نکل جائے۔ جب جسم اچھی طرح صاف ہو جائے تو وید کو چاہیئے
کہ مریض کی عمر، طاقت، مزاج وغیرہ کے اوپر نظر ڈال کر جسکے لئے جو
دوا مناسب ہو وہ تجویز کرے۔

رسائن کے کچھ خاص نسخے اور انکے استعمال کا طریقہ اور فوائد

چرک سنہتا میں لکھا ہوا ہے براہمی رسائن ब्राह्मी रसायन تیار کرنیکے لئے جن آملوں
کی ضرورت ہوگی ان آملوں کو ہمالیہ پہاڑ پر ایسے درخت سے لینا
ہوگا جسکے [illegible] دھوپ، ہوا، پانی لگتا رہا ہو۔ آملہ ایسا ہو جو شکل
وصورت میں عمدہ اور پکا ہو مگر کرم خوردہ نہ ہو۔ ایسے آملے چھانٹ کر
لینے چاہییں۔ ایسے ایک ہزار آملوں کو دودھ کی بھاپ سے اُبال
لینا چاہیئے۔ پانی کی ایک بڑی کڑاہی کے اوپر بڑی چھلنی رکھ کر اُس
پر آملوں کو رکھنا چاہیئے، کڑاہی میں دودھ رکھکر اوپر سے آملوں کو
ڈھک دینا چاہیئے، اب کڑاہی کے نیچے آنچ دینے سے دودھ کی
بھاپ سے آملہ نرم ہو جائیگا۔ پھر ان آملوں کو سایہ میں خشک
کر کے انکی گٹھلی نکال کر پھینک دینا چاہیئے۔ باقی حصہ کا باریک سفوف
کر کے اس میں آملوں کا پانی ڈال کر سایہ میں خشک کر لینا چاہیے
اس طرح سات دفعہ آملہ کا پانی ڈال کر خشک کر لینا چاہیئے اسکے
بعد شال پرنی शालपर्णी سریون ساٹھی
دب کھپرا، جیون تی۔ گانگیرن۔ مکھل، براہمی، بستاور، سنکھا
ہولی، پیپل کلاں۔ بچھ۔ باؤبڑنگ، تخم کونچ، گلوئے سبز۔ صندل
سفید۔ اگر۔ اصل السوس۔ گل مٹوا۔ گل نیلوفر، کنول کے پھول، گل
چنبیلی۔ گل جوہی، گل موتیا، ان دواؤں کا ہموزن سفوف لے کر
آملہ کے سفوف سے آٹھواں حصہ ملا کر ساٹھی گانگیرن کا پانی دونوں
ملا کر آٹھ ہزار تولہ ان دواؤں میں ڈال کر سایہ میں خشک کرنا چاہیئے
اب دوا سے دوگنا گھی یا دواؤں کے برابر گھی اور برابر شہد ملا کر
چھوٹے چھوٹے لڈو بنا کر ایک صاف ستھرے مضبوط گول میں
جسکے اندر گھی لگا ہوا ہو بھر کر زمین میں بڑا گڑھا کر کے گول زمین
میں دفن کر دینا چاہیئے۔ اتھروید अथर्व वेद
کو ماننے والوں سے اس دوا کی حفاظت کے لئے منتر بھی پڑھوانا
چاہیئے، پندرہ روز کے بعد اٹھا کر سونا، چاندی، تانبہ، مونگا، لوہے
کا کشتہ سب کو برابر لے کر ایک خوراک سے آٹھواں حصہ ملا کر
پہلے دن صبح ایک تولہ خوراک دوا کی کھائیں، اور دوا ہضم ہونیکے
بعد ساٹھی کے چاول میں گھی ملا کر دودھ کے ساتھ کھانا چاہیئیں
کھانے والے کی طاقت ہاضمہ کا لحاظ رکھکر اور ایک ایک تولہ کر کے
خوراک بڑھانا چاہیئے، جہانتک کہ دوا ہضم ہو جائے اس کے
استعمال سے انسان کی ہر قسم کی طاقت بڑھتی ہے اسکا جسم
بالکل نیا بن جاتا ہے۔ چلنا۔ پھرنا۔ بولنا۔ ہنسنا۔ یاد کی طاقت

سوچنے کی طاقت بہت بڑھ جاتی ہے اور کئی سو سال بالکل صحیح و سلامت رہتا ہے اور اسکا جسم ایسا مضبوط ہو جاتا ہے، کہ اس میں زہریلی چیز بھی اپنا اثر نہیں کر سکتی۔ اس دوا کی جتنی خوراک لکھی ہوئی ہے وہ پرانے زمانے کے انسانوں کے لئے مناسب تھی فی زمانہ اب اتنی خوراک کو کوئی بھی برداشت نہیں کر سکتا

صرف آملہ کا نسخہ

ایک انسان اگر جنگل میں گئوؤں کیساتھ ایکسال تک رہے۔ اور صرف گئوؤں کے دودھ سے اپنا گذر کرتا رہے برہمچاری (مجرد) رہے پھاگن کی ۱۴ تاریخ سے ایسا بندوبست کرنا چاہیئے۔ اور آئندہ ایکسال کے بعد پھاگن کی ۱۴ تاریخ کو تین روز بالکل بھوکا رہکر پاک ہو کر آملہ کے جنگل میں پہنچ جائے اور جس پیڑ میں بڑے آملے لگ رہے ہوں۔ اُس پر چڑھے اور شاخوں میں لگے ہوئے آملوں کو ہاتھ سے پکڑلیکر جب تک اس آملہ میں امرت آکر ملائم چکنا پورا یا شہد جیسا میٹھا نہ ہو جائے تب تک ان کا منتر جپتا رہے تب تھوڑی دیر کے لئے اُس پھل میں امرت ضرور آجاتا ہے جس وقت وہ پھل میٹھا و شیریں و ملائم ہو جاتا ہے، ایسے چکنے آملہ کو کھانا چاہیئے اس قسم کے جتنے چکنے آملے کھائیگا اُتنے ہی سال جوانی و تندرستی کے ساتھ زندہ رہ سکتا ہے۔ اگر ایسے آملوں کو شکم سیر ہو کر کھالے تو انسان دیوتاؤں کے مانند بن سکتا ہے وید کو پڑھنے سے بھی سارے وید میں جو گیان ہے وہ حاصل ہو جاتا ہے۔

ششرت سنتھا میں सुश्रुत संहिता لکھا ہوا باؤبڑنگ کا نسخہ

باؤبڑنگ کے چاول ۱۶ سیر لیکر انکو پانی کی بھاپ سے ابالے جیساکہ برہمن رسائن کے نسخہ میں تحریر ہے جب انکا کیلاپن دور ہو جائے، اور وہ ملائم ہو جائیں اچھی طرح ابل جانیکے بعد ان کو سل پر پیسنا چاہیئے۔ اسکے بعد لوہے کے مضبوط گھڑے میں اور شہد پانی دونوں ملاکر اُس گھڑے میں اتنی مقدار میں ڈالے کہ جس میں باؤبڑنگ چاول ڈوب جائیں

ایک کمرہ کے گڑھا بناکر اُس کو اُپلوں کی راکھ سے بھر کر اُسمیں گھڑے کو برسات کے آغاز میں دبادینا چاہیئے، اور پورے ۴ ماہ کے بعد نکال لینے چاہئیں۔ تب بمن و ہراجن وغیرہ پہلے لکھے ہوئے پانچوں طریقوں سے جسم کو بالکل پاک صاف کرکے وید کے لکھے ہوئے منتروں سے ہون کرکے روز صبح ایک خوراک اتنی مقدار میں کھائے جتنی کہ کھانیوالا ہضم کر سکتا ہے۔ دوا ہضم ہو جانیکے بعد کھانیکے لئے مونگ کی دال آملہ ملاکر بغیر نمک (آب جوش) بناکر اور تھوڑی چکنائی سے بگھار کر اسکے ساتھ گھی ملائے ہوئے چاول کھانے چاہئیں۔ اور خوب دھول بچھاکر اس پر لیٹنا چاہیئے۔ اس طریقہ سے دوا استعمال کرتے رہیں۔ تو ایک مہینہ کے بعد جسم میں سے کیڑے نکلنے شروع ہونگے۔ تب انو تیل (اس کا نسخہ بھی ششرت میں ہے اُسکو یہاں لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتا ہوں) سارے جسم کی مالش کرنی چاہیئے۔ اور کیڑوں کو دستپناہ سے ہٹاتے رہنا چاہیئے۔ دوسرے مہینے میں جسم سے جوں اور تیسرے مہینے میں چیونٹے نکلیں گے۔ ان کو بھی اسی طرح ہٹادینا چاہیئے چوتھے مہینہ میں دانت، ناخن۔ بال۔ گر جائیں گے پانچویں مہینہ میں پھر مضبوط اور خوبصورت ہو جائیگا انسان کا جسم مثل آفتاب کے چمکدار بنجاتا ہے۔ یہ بہت دور کی چیز کو دیکھ سکتا اور بہت دور کی آواز کو سن سکتا ہے، خیالات فاسد دور ہو جاتے ہیں غور کی قوت بڑھ جاتی ہے جس سے اس قدر حافظہ بڑھ جاتا ہے کہ ایک مرتبہ کے مضمون یا اشعار یاد رہتے ہیں۔ گھوڑا جیسا چلنے والا اور ہاتھی کی مانند طاقت ور ہو کر جوانی کے ساتھ آٹھ سو برس تک زندہ رہتا ہے، ششرت سنتھا میں ایک امدبوٹی کی نسبت تعریف لکھی ہے اسمیں سے کچھ لکھکر مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ یہ بوٹی سوم ذات کی ہوتی ہے، اسی ذات میں ایک ایک نام کی چوبیس بوٹی ہوتی ہیں سب ہی بوٹی میں اماوس کے دن ایک بھی پتی نہیں رہتی ہے، صرف بیل رہ جاتی ہے۔ اماوس کے دوسرے روز سے ایک ایک پتی پیدا ہو کر پورن ماشی کے دن بیل میں پندرہ پتیاں ہو جاتی ہیں اور اس سے اگلے روز ایک ایک پتی جھڑکر

ما دس کے دن صرف بیل رہ جاتی ہو۔ یہ پہچان تو جمیع اقسام کے
لئے ہیں۔ باقی سب کی پہچان علیحدہ علیحدہ ہے۔ طریقہ سب کا یکساں
ہے، فائدہ بھی برابر ہے، یہ بوٹی بہت خوش قسمت ہی کو ملسکتی
ہے، ان میں سے اشومان असमान نام
کی جو بوٹی ہے۔ اُس میں گھی جیسی بو آتی ہو اور باقی کی پہچان جو
صاحب چاہیں شسرت سنتہا سے دیکھ لیں الیشومان بوٹی
اگر مل جائے تو پھر جیسے کوٹھی کے لئے لکھا گیا ہے ویسی کوٹھی
میں جاکر ہون کے لئے جس طریقہ سے بوٹی کو لینا ہے اسی طریقہ
سے ایشومان بوٹی کو لیکر ہون وغیرہ کرکے جڑ یعنی گانٹھ کو
سونے کی سوئی سے پھاڑ کر اُس سے جو دودھ نکلے گا اس دودھ
کو سونے کی کٹوری میں جمع کرلیں پھر اسکو اپنی انگلی میں بھر کر
اس قدر جلدی پی جائیں کہ اس کا ذائقہ بھی معلوم نہ ہو۔ پھر کلی
کرکے جتنا باقی رہے اُس کو پانی میں پھینک دیوے اور دنیا وی
باتوں کو چھوڑ کر ایشور سے لو لگائے، یہ طریقہ اختیار کرتے ہوئے
جہاں تک ممکن ہو بات چیت کم کرے اور احباب خوش مزاج کے
ساتھ رہے۔ چلنا پھرنا موقوف کردے۔ دوا شام کو استعمال کرکے
شانتی پاٹ کو سنے اور ڈاب کو بچھا کر اس پر ہرن کی کھال بچھا کر
لیٹ جائے، اور سب دوست اسکے چاروں طرف جمع رہیں
اور پیاس لگے تو ٹھنڈا پانی پئیں۔ اور صبح اُٹھکر شانتی پاٹ کو
سُنے۔ عبادت کرکے گرؤوں کو بوسہ دیکر ویسے ہی لیٹا رہے جب دوا
ہضم ہو جائیگی تب قے ہونا شروع ہوگی قے میں خون اور کیڑے
بھی نکلیں گے اور شام کو جوش کئے ہوئے دودھ کو ٹھنڈا کرکے
پلائیں۔ تیسرے روز خوب دست ہونگے۔ اس کے ساتھ بھی کیڑے
نکلیں گے، پھر شام کو غسل کرکے گرم دودھ کو ٹھنڈا کرکے ریشمی
چادر بچھا کر اس پر لٹائے۔ چوتھے روز اُس کے جسم سے سوزش
ہوکر اس سے کیڑے نکلیں گے۔ اور اسدن بچھونے پر خوب
دُھول بچھا کر لٹانا چاہیئے۔ اور شام کو گرم دودھ پلانا چاہیئے۔ پانچویں
اور چھٹے روز ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ دونوں وقت صرف دودھ
پینا چاہیئے اور ساتویں روز گوشت اتنا سوکھ جائیگا کہ صرف
ہڈی اور چمڑی رہ جائے گی ایسی حالت میں انسان کا زندہ رہنا
ناممکن ہے لیکن دوا کی طاقت سے سانس لیتا رہے گا اُسدن
جسم کو دودھ سے دھوکر پھر ملیٹھی اور صندل کو پیس کر لیپ کرے
اور دودھ پلائے۔ آٹھویں روز صبح ہی جسم کو دودھ سے دھوکر اور
صندل سے اُس پر لیپ کرکے دھول کے بچھونے اُٹھا کر ریشمی
بچھونے میں لٹائے۔ اُس روز گوشت کچھ اُبھر آئے گا لیکن
کھال پھوٹ پھوٹ جائے گی۔ دانت ناخن، بال گر جائینگے
اسکے لئے نویں دن الونتیل کی مالش اور سوم بوٹی کے چھال
کے جوشاندہ سے جسم دھونا لازمی ہے، اسدن بھی ایسا ہی کرے
تو کھال ٹھیک ہو جائیگی۔ گیارہویں اور بارہویں دن ایسا کرنا چاہیئے
تیرہویں دن سے صرف سوم بوٹی کے چھال کے جوشاندہ
سے جسم کو دھوتا رہے۔ سولہ دن تک ایسا ہی برابر کرتا رہے۔
۱۸ دن میں ہیرا جیسا چکنا خوبصورت یکساں دانت نکلیں گے
اسوقت سے لیکر ۲۵ دن تک پرانے باسمتی کے چاول دودھ سے
پتلا کرکے پکا کر کھانے چاہیئں۔ اس کے بعد باسمتی چاول اچھی
پکا کر اس ملائم چاول کو دودھ کے ساتھ دونوں وقت دینا چاہیئے
تب سُرخ مثل بیر بہوٹی ناخن نکلیں گے اور بال بھی نکل آئینگے
اور کھال مثل نیلوفر واہی کے پھول کی مانند نکل آئے گی ایکماہ
کے بعد سر کو منڈوا کر خس، صندل اور تل کو گھس کر لیپ کردینا
چاہیئے اور دودھ سے غسل کرنا چاہیئے اسکے سات روز بعد
بہت کالے اور چکنے بال نکل آتے ہیں۔ اسکے تین دن بعد
پہلی کوٹھی سے تھوڑی دیر کے لئے نکل کر پھر اسکے اندر آجانا
چاہیئے۔ پھر مالش کے لئے بلا تیل बला तेल
(اسکا نسخہ شسرت سنتہا میں ہے) استعمال کرے کنوئیں کے پانی میں
خس ڈال کر نہلائے۔ اسکے بعد جسم میں لگانے کیلئے پسا ہوا سفید
صندل آملہ کے ساتھ پکا کر استعمال کرے، دال ترکاری روٹی
اور اصل السوس کے ساتھ دینا چاہیئے، دس روز تک ایسا کرکے
دوسرے دس روز تک دوسری کوٹھری میں اور دس روز تک
تیسری کوٹھری میں رہنا چاہیئے ان دس روز میں تھوڑی بہت

دہوپ اور ہوا لگانا چاہیئے اور پھر اندر چلے جانا چاہیئے۔ آئینہ میں اپنا چہرہ نہ دیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ ایکدم اپنا یہ رنگ و روپ دیکھ کر گھبرا جانیکا خطرہ ہے، اور کبھی دس روز تک غصہ محنت رنج وغیرہ سے بچنا چاہیئے۔ چوتھے مہینے کی ۱۴ تاریخ کو پاک جگہ میں برہمن کی پوجا کرکے اور عبادت کرکے جہاں دل چاہے جا سکتا ہو اس طرح اس دوا کو استعمال کرکے دس ہزار برس تک جوانی کیساتھ زندہ رہ سکتا ہو، آگ، زہر اور کسی قسم کے ہتیار سے اسکی موت نہیں ہو سکتی۔ جوان ہاتھی کے مانند طاقت ہو جاتی ہو۔ وہ انسان سمندر پہاڑ، جہاں چاہے جا سکتا ہے، ایسی ایسی اور بہت سی تعریفیں لکھی ہیں۔ جو اسوقت تو گپ معلوم ہوتی ہیں لیکن پوری تفصیل دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ باتیں بغیر تجربہ کے نہیں لکھی گئی ہیں۔ لائق شخص جس کام کو آسانی سے کر سکتا ہو نالائق اُس کو گپ سمجھتا ہو، ہم سب بھی نالائق بن گئے ہیں۔ اسلئے بزرگوں کے کئے ہوئے کام کو گپ سمجھتے ہیں اب نہ تو نہ تو یہ بوٹی ملتی ہے اور نہ اسکے استعمال کرنیوالے ملسکتے ہیں پُرانے زمانہ میں بڑی کوشش سے خوش نصیب آدمی کو یہ بوٹی ملتی تھی، بہرحال لکھنے کا یہ مطلب ہے کہ پُرانے زمانہ میں رسائن سے کہانتک کامیابی حاصل ہوگئی تھی۔ آخر میں ایک بات لکھنے کی یہ ہے کہ باجی کرن کے لئے یعنی جسم کے خاص اعضا کی قوت بڑہانے کیلئے (جس سے جوانی کی لذتوں سے لطف اندوز ہو سکے) گوشت، انڈے، کپورے، (انثیین) کا استعمال ویدک میں لکھا ہو لیکن رسائن کے لئے گوشت وغیرہ کا استعمال کہیں نہیں لکھا۔ ویدک میں تو صاف لکھا ہو کہ جو زیادہ روز زندہ رہنا چاہتا ہو اُس کو کسی کی جان نہیں لینا چاہیے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بندروں کے کپورے (انثیین) کو کاٹ کر کسی نامرد میں ہی کو کچھہ روز کے لئے مرد بنا دینا ممکن ہو بھی جائے لیکن اس سے کسی کی زندگی نہیں بڑھے گی۔ اس لئے ایسا کرنا باجی کرن میں تو شامل ہو سکتا ہو لیکن اس کو رسائن یا کایا پلٹ نہیں کہہ سکتے۔

کایا کلپ

(از جناب بھشگاچاریہ ڈاکٹر کیشو دیو صاحب شاستری۔ ایم۔ ڈی)

کایا کلپ کے مسئلہ پر غور کرنے کے معنی زندگی اور موت کے مسئلہ پر غور کرنا ہے۔ سائنس نے تسلیم کر لیا ہے کہ انسان یا حیوان کبھی بھی قدرتی موت سے نہیں مرتے۔ موت ہمیشہ یا تو بیرونی اور ناگہانی صدمے سے واقع ہوتی ہے۔ یا اندرونی خرابیوں اور زہریلے مواد کے اجتماع سے مقدم الذکر سے ہم سبھی واقف ہیں مگر موخر الذکر پر ابھی تک کچھ لاعلمی سے کام لیا جاتا ہے۔ ضعیف جانور کو کایا کلپ کے ذریعہ سے دوبارہ نوجوان بنانے کی ترکیب معلوم ہو چکی ہے۔ ایسے ہی علمی تحققات سے ہم ان اسباب کو معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ جن کے ذریعہ سے ہم موت کا مقابلہ کر سکیں عموماً موت کو بڑھاپے کا نتیجہ مانا جاتا ہے۔ مگر بڑھاپا ایک بیماری ہے جس کا علاج ہو سکتا ہے۔ ہمیں موت کا ڈر نہیں بلکہ بڑھاپے کا ڈر ہوتا ہے ہزاروں برس سے انسان آبحیات کی کھوج میں رہے ہیں۔ سکندر اعظم اسی چشمے کی تلاش میں رہا ہے۔ سپین کے جنرل ہانس ڈی لائن نے اس جستجو میں دولت کثیر اور قیمتی وقت کو صرف کیا۔ اوروں نے بھی اس جانب وقتاً فوقتاً دھیان دیا ہے آج ہزاروں بلکہ لاکھوں برس کے بعد وہ چشمۂ آب حیات مل گیا۔ آج ہمیں وہ سربستہ راز معلوم ہو گیا ہے۔ آئیے ہم اس بیش بہا علمی خزانہ کو غور سے دیکھیں۔ بڑھاپا اس آبحیات سے روکا جا سکتا ہے۔ برخلاف اس کے نوجوانی اور دائمی صحت حاصل ہو سکتی ہے۔ اور دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اب وہ زمانہ دور نہیں جب ہم برہمچریہ اور تپ کے ذریعہ موت کو پاؤں تلے کچل سکیں گے اور اپنے جسموں کو اس وقت چھوڑیں گے جب دیرگھ آیو سے تنگ آ کر ہم دوسرے جسم کی تمنا کریں گے اور موت کو خوش آمدید کہیں گے۔ جب زندگی کی بیشما برکتوں سے مستفیض ہوں گے۔ ساتھ ہی دوسروں کو بھی فیض پہنچاویں گے۔

ڈاکٹر وارو ناف کا اعتقاد ہے کہ انسانی زندگی کا دور ۱۴۰ یا ۱۵۰ سال کا ہونا چاہیے۔ سبھی جاندار سات گنا زندہ رہتے ہیں۔ اس عرصہ سے کہ جتنے میں وہ پوری نشو و نما پا کر نوجوان ہوتے ہیں۔ بالفرض ایک جانور کو پوری جوانی پانچ سال میں ہو تو اس کی عمر ۳۵ سال کی ہوگی۔ بہر حال سائنسدانوں نے انسانی زندگی کا تخمینہ ایک سو سال سے کم کا نہیں کیا۔

پیشتر اس کے کہ ہم موت کے مسئلہ کو سمجھ سکیں۔ ہمیں زندگی کا مرحلہ سمجھنا چاہیئے۔ جب ماتا کے رج اور پتا کے ویریہ سے انسانی جسم کی ترکیب ہوتی ہے تو اسے پروٹو پلازم کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس وقت کا گربھ (حمل) صرف ایک پرمانو ہوتا ہے۔ جسے سائینسداں ایک سیل کہتے ہیں۔ ایمبریالوجی کی سائنس اس سربستہ راز کا انکشاف کرتی ہے ایک سیل خوراک حاصل کر کے بڑھتا ہے اور دو سیلوں میں منقسم ہو جاتا ہے دو سے چار، چار سے آٹھ۔ آٹھ سے سولہ۔ سولہ سے بتیس اور ۳۲ سے ۶۴ سیلز ہو جاتے ہیں۔ جب ان کی تعداد ۶۴ پر پہنچتی ہے تو

انسانی پتلا دو حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے۔ اوپر کے ۲۰ بیتیں سیلوں سے "اپنی مل" اور نیچے کے ۴۴ سیلوں سے "ویجی ٹیٹو سیلز" بنتے ہیں اوپر کے حصے سے دماغ۔ دل۔ پھیپھڑے بنتے ہیں تو نیچے کے حصے سے معدہ۔ جگر۔ گردے وغیرہ اعضاء کی بناوٹ شروع ہو جاتی ہے اور وہی سیلز مختلف فرائض کو انجام دینے میں لگائے جاتے ہیں۔

سائنس نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ سب ملکر ۱۸ قسم کے سیلز ہیں۔ بعض تو ایک ہی مقام میں ٹھیرے رہتے ہیں۔ جیسے دل۔ معدہ۔ اور گردے وغیرہ کے سیلز ہیں دوسرے جسم کے ہر حصے میں گھومتے پھرتے اور اپنا فرض ادا کرتے ہیں۔ جیسے لیوکو سائٹ اور ریڈ کارپلز وغیرہ ہیں۔ ہر ایک سیل اپنا مقررہ کام کر رہا ہے۔ سیلز پیدا ہوتے بڑھتے اولاد پیدا کرتے۔ اپنا مقررہ کام کرتے اور بوڑھے ہو کر مرجاتے ہیں۔ اور اپنے مقام پر اپنا جانشین چھوڑ جاتے ہیں۔ بعض سیلز کی زندگی صرف ۱۲ گھنٹوں کی ہوتی ہے اور بعضوں کی کچھ زیادہ۔ ہمارے جسم کے تمام اعضاء ۲۸۰ دنوں یا نو ماہ میں بنتے ہیں تقریباً اتنے ہی عرصہ میں ہمارا جسم پھر پھر سے نیا بنتا رہتا ہے۔

سیلز کی زندگی مجموعی طور پہ ہماری زندگی کی مانند ہے فرق صرف عرصہ کا ہے۔ خون کے ریڈ کارپلز بڑی ہڈیوں کے کونوں اور سپلی میں بنتے ہیں۔ اور وہ پیدا ہو کر نوجوان ہوتے اور بتدریج خون کی ندی میں بڑھکر جسم بھر میں گھومتے ہیں۔ پھیپھڑوں میں پہونچکر اوکسیجن کو جذب کر کے سارے جسم میں شدھ ہوا بانٹتے ہیں۔ اولاد پیدا کرتے بڑھاپے کو حاصل کر کے مرجاتے ہیں۔ اور انکی عمر صرف ۱۲ گھنٹے کی ہوتی ہو۔

سیلز اور ان کا مجموعہ ملکر کسی آرگن (عضو) کو بناتے ہیں ان کے ذریعہ سے جسمانی کام سرانجام ہوتے ہیں ایک موٹر گاڑی کی مانند ان کے کام بھی بٹے ہوئے ہیں موٹر گاڑی میں جب کاربوریٹر میں مناسب ہوا اور پیٹرول ملتے ہیں اور فرکسن سے اس گیس میں سے چنگاریاں پیدا ہوتی ہیں۔ تب ہی سلنڈر میں گیس بنتی اور انجن کو چلاتی ہے۔

ٹھیک اسی طریق سے ہمارے تھائرائڈ گلینڈز کے سیلز دماغ کو طاقت بہم پہنچاتے ہیں۔ جن کے تھائرائڈ گلینڈز کمزور ہیں وہ انسان دماغ کم رکھتے ہیں ایسے ہی جن کے پچوٹیٹری سیلز کمزور ہیں ان کی ہڈیوں میں نشو و نما نہیں ہوتی جسم میں ان سیلز کا دار و مدار ایک دوسرے پر ہو سب ہی تندرست ہوں تو صحت اعلیٰ درجہ کی قائم رہتی ہو۔

نیویارک کے ڈاکٹر کیرل نے بڑے بڑے عجیب وغریب تجربے کئے ہیں۔ اور آپ راک فلر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے سب سے بڑے ڈاکٹر ہیں۔ تحقیقات کرتے کرتے انہیں یقین ہو گیا ہے کہ انفی سوریا نامی نہایت باریک جانور کبھی نہیں مرتا۔ اگر اسے کوئی جانور کھا جائے تو اور بات ہے ورنہ وہ ہمیشہ اور ہزاروں برس تک زندہ رہتا ہے۔ جب سیکڑوں بار اولاد پیدا کرنے کے باعث وہ کمزور ہو جاتا ہے تو کسی نوجوان انفی سوریا سے صحبت کرنے سے وہ پھر نوجوان بن جاتا ہے۔ یہی ترکیب اس کی کایا ہے۔ ڈاکٹر مذکور نے سوچا کہ اگر ایک سیل کا انفی سوریا دائمی زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ انسان دائمی زندگی حاصل نہ کرے۔ کیونکہ انفی سوریا ایک سیل ہے اور کروڑوں ایسے سیلز کی ملاوٹ ہی انسانی جسم مرکب ہے اس نے بیرونی سیلز پر تجربے کرنے شروع کئے۔ انڈے میں سے مرغی کے بچے کے دل کو نکالا اور اسے ایک رس میں رکھدیا۔ گذشتہ تیرہ سالوں سے وہ دل برابر کام کر رہا ہے۔ (۲) ایک انسان کے دماغ کے تندرست سیلز نکال کر تجربے کئے گئے وہ [illegible] سال سے

برابر زندہ ہیں۔ اور اپنا کام کرتے ہیں۔ ایسے ہی تجربوں کی بناپر وہ اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ ہم انسانوں کی زندگی سیکڑوں برس بڑھا سکتے ہیں۔ وجہ یہ کہ جب ہم ایک سیل کو نوجوان رکھ سکتے ہیں۔ تو لاکھوں اور کروڑوں سیلز کو بھی نوجوان رکھنا کوئی مشکل سوال نہیں۔ باہر کے سیلز کو ہم عمدہ اور مناسب خوراک بہم پہنچا کر نوجوان بناتے ہیں۔ تو جسم کے اندر کے سیلز کو عمدہ اور مناسب خوراک دیکر ہم نوجوان کیوں نہیں رکھ سکتے۔ الغرض ہم ان کو آنیوالے بڑھاپے سے بچا سکتے ہیں۔ اور موت کو دور بھگا سکتے ہیں

سائینسدانوں نے ایک قطرہ خون میں عجیب موجودات کو دریافت کیا ہے۔ ڈاکٹر ابراہیم نے تو خون کے قطرے سے انسانی نسل مرد و زن کی تفریق۔ عمر اور بہت سی بیماریاں معلوم کرلی ہیں۔ یہانتک کہ ہزاروں میل دور بیٹھے ہی خون کے قطرے کے استحان سے بتلا دیتا ہے کہ اس انسان کے جسم کے کس حصہ میں تپ دق موجود ہے وغیرہ وغیرہ۔ جیسے جسم کی صحت اور بیماری کا اثر خون کے ہر ایک قطرے پر پڑتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک انسان کی صحت اور بیماری کا اثر اس کی قوت باہ پر پڑتا ہے۔ اگرچہ سائینسدانوں نے ابھی تک اس از بس مشکل مسئلہ کا حل نہیں سوچا تو بھی اس قدر تحقیقات سے ثابت ہوچکا ہے کہ ایک بار کے خراج سے تقریباً ایک ڈرام ویریہ (منی) خارج ہوتا ہے۔ اور اس ویریہ میں تقریباً ......۳ سپرم یا سلز رہتے ہیں بعض انسان ......۵ پچاس لاکھ سپرم تک ایک بار ویریہ میں خارج کر سکتے ہیں۔ برخلاف اس کے جس کا ویریہ پتلا اور کمزور ہے۔ اس میں دو چار لاکھ یا گھٹتے گھٹتے پانچ دس ہزار سپرم ہی پائے جاتے ہیں۔ اب اگر ہم ان کے اندر سپرم کی تعداد بڑھادیں تو وہ جوان اور تندرست ہو سکتے ہیں۔

بوڑھا بھی نوجوان ہوجاتا ہے۔ واگ بھٹ نے تو یہاں تک کہدیا۔ کہ رسائن بنخا اور تجربے کی باتیں ہیں کہیں کہیں کسی کسی رسائن کا نتیجہ سو دو سو چار سو اور اس سے بھی زیادہ دیرکھ آیو (طویل عمر) ہوجانا بتلایا ہے۔ اور کہیں کہیں بھوگ کی آدہک شکتی (بے انتہا قوت باہ) دکھلائی ہو اور بہت سے استھانوں میں اعلیٰ اعلیٰ صحت حاصل کرنیکا طریقہ بتلایا ہے۔

سجنو! آپ اس بیش بہا خزانہ کے وارث ہیں یونانی حکیموں کو چھوڑ کر میں ویدوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے ان رسائنوں کا پریوگ کیا ہے۔ کیا آپ کو وہ دبیہ گن یاد ہے؟ کیا آپ نے کایا کلپ کو شدھ کیا ہے؟ کیا آپنے دیرکھ آیو کے پرشن کو حل کیا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں

ہمیں آشچریہ ہوتا ہے۔ جب میں اپنے سامنے ویدوں کو دیکھتا ہوں آج لوگ رسائنوں کا پریوگ کرتے ہیں۔ مگر وہ پنچ کرموں کو بھول گئے۔ یہ تو وہی بات ہوئی۔ کہ مکان میں پڑے ہوئے کوڑا کرکٹ میں جب کیڑے پیدا ہوگئے تو انہیں فنائل سے مار دیا۔ مگر کوڑے کرکٹ کو وہیں پڑا رہنے دیا۔ جب تک کوڑا کرکٹ رہیگا جراثیم پیدا ہوں گے۔ آپ مارتے جائیں۔ وہ پیدا ہوتے جائیں گے۔ ٹھیک اسی طرح جب تک آپ لوگ انسانوں کے میلے اور زہریلے مواد کو رہنے دینگے آپ کی رسائن کوئی مفید نتیجہ برنہ لائے گی۔ سبھی رسائنوں کا مقصد واجی کرن ہے۔ اور مغربی سائینسدانوں نے اسی انٹرسٹی شیل ٹشوز کی طرف دھیان دیا ہے جو قوت باہ کو بڑھاتے اور پیدا کرتے ہیں۔ دونوں ایک زبان سے کہہ رہے ہیں کہ بوڑھا بھی نوجوان بن سکتا ہے۔ اس سائینس کی دوڑ دھوپ میں آپ کسی سے پیچھے نہیں۔ بلکہ آپ کے پاس قیمتی خزانے ہیں جو سربستہ پڑے ہیں۔ مغربی

لوگوں کے پاس ان بیش بہا کتابوں کے ترجمے نہیں پہنچے اور نہ ہی انہیں رسائنوں کے تیار کرنے کی ترکیبیں معلوم ہیں۔ برخلاف اس کے ہم خود ہی ناواقف بن رہے ہیں۔ جنہیں ہم میں سے واقفیت ہے بھی ان میں حوصلہ نہیں کہ وہ تجربوں کی بنا پر اپنے یا اپنے مریضوں پر کایا کلپ کے دونوں (طریقوں) کا استعمال کریں۔

ویرگھ آیو کے لئے آپ کے شاستروں میں اپدیش ملتا ہے کہ ۲۴-۳۶-اور ۴۸ سال تک کا برہمچریہ رکھنا چاہیئے۔ جتنا لمبا کسی کا برہمچریہ ہوگا۔ اتنے ہی اس کو انٹرسٹی شیل سیلز بلوان و تندرست ہونگے اور اسی تناسب سے اس کی عمر ویرگھ (طویل) ہو جائے گی۔ ہاں جو برہمچریہ کی برکتوں سے محروم ہیں جنہوں نے اپنی قیمتی طاقت کو ضائع کر دیا ہو ان کے لئے بہت حد تک مایوس ہونے کی ضرورت نہیں انہیں ہم پھر سے نوجوان بنا سکتے ہیں۔ مقدم الذکر اندر کیلئے تو آیورویدک کے گرنتھوں میں بتلایا ہے کہ نرنتر نوجوانی قائم رکھی جا سکتی ہے اور مؤخر الذکر کی تمثیلیں بھی گرنتھوں میں ملتی ہیں۔ کہا گیا ہے۔ کہ چیوان رشی بوڑھا ہو گیا تھا لیکن چیون پراش کے استعمال سے دوبارہ نوجوان بن گیا۔

آیوروید میں کہا گیا ہے ۱۶ برس سے ۷۰ برس تک کی عمر جوانی کا زمانہ ہے۔ جو اس قدر عرصہ تک جوان رہیں بھلا وہ کیسے ویرگھ آیو والے نہ ہوں جوانی کے زمانہ کو بڑھانے کی طاقت بھی ویرگھ آیو کو حاصل کرنے کا موجب ہوتی ہے۔ جیسے انسان ویرگھ آیو حاصل کر سکتا ہے۔ ویسے ہی فرداً فرداً ہم اپنے جسم کی سیلز کی آیو بھی بڑھا سکتے ہیں۔ اب ہمیں غور کرنا ہے کہ سیلز کی آیو کیسے بڑھ سکتی ہے۔

زندگی میں دو اصول کام کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ایک پاچن شکتی کا اور دوسرا اتسرجن شکتی کا۔ پاچن شکتی سے ہم باہر سے غذا لے کر ہضم کرتے اور جسم کی رطوبتوں کی مانند بنا کر جسم کا حصہ بنا لیتے ہیں اتسرجن شکتی سے ہم فاسد اور زہریلے مواد کو جو ہر وقت ہمارے اندر بنتے اور جمع ہوتے رہتے ہیں۔ خارج کرتے ہیں جب یہ دونوں طاقتیں مساوی کام کرتی ہیں۔ تو ہمیں صحت ملتی ہے۔ جب ایک بڑھ جائے اور دوسری بگڑ جائے تو بیماریاں پیدا ہونے لگتیں ہیں۔ ضرورت ہے۔ کہ ہم اس جانب زیادہ توجہ کریں۔ تاکہ ہم بآسانی اس مسئلہ کو حل کر سکیں۔

اوپر میں نے تشریحاً بتلایا ہے کہ انسانی بچہ کی بناوٹ کیسی ہوتی ہے بچپن میں خوراک کو ہضم کرنے کی طاقت عمدہ ہوتی ہے۔ اس لئے نئے سیلز کثیر تعداد میں بنتے ہیں اور ناکارہ سیلز خفیف مقدار میں زائل ہوتے ہیں۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ بنک میں ہمارا روپیہ جمع زیادہ ہوتا ہے اور خرچ کم ۳۲ سال کی عمر تک ہم برابر بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ تب سیلز کی بناوٹ اور انکی موت تقریباً برابر ہو جاتی ہے جب تک ہم اس تناسب کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ ہم نوجوان بنے رہتے ہیں۔ بڑھاپے میں پرانے سیلز مرتے زیادہ ہیں اور نئے بنتے کم ہیں جس کی وجہ سے ہمارا خرچ زیادہ آمدنی کم ہو جاتی ہے۔ ایک دن آتا ہے کہ ہم دیوالیئے بن جاتے ہیں اور موت کو غلبہ پانے دیتے ہیں۔ جب ودوانوں نے اس مسئلہ پر دھیان دیا تو انہوں نے بہت سے طریقے ایسے معلوم کر لئے کہ جن سے وہ نئے سیلز بڑھا سکیں اور پرانے سیلز کی مقدار کو زیادہ تعداد میں ضائع نہ ہونے دیں۔ ان ترکیبوں میں سے ایک پنچ کرم کی ترکیب ہے اور دوسری رسائنوں کی ترکیب ہے۔ ان دونوں کو کایا کلپ ودیا سے منسوب کیا گیا ہے کایا پلٹ کے لئے برہمچریہ۔ خوراک۔ ورزش۔

مائنسگ۔ وچار پنج کرم۔ رسائن ایک پرکار کی چکتسا ونغیرہ طریقے بتلائے گئے ہیں۔ ان سب کا مقصد ایک ہے کہ جسمانی مواد یا زہریلے سیلز کو جو ناکارہ ہو چکے ہیں۔ جسم سے خارج کیا جائے اور نئے سیلز کو طاقتور بنایا جائے۔ بلکہ انہیں صحیح سالم رکھا جائے۔ جب وہ فرداً فرداً اپنے فرائض کو سرانجام دینگے جب وہ تندرست سیلز کو پیدا کرتے جائیں گے تو اعضاء میں صحت ہوگی ہر عضو اپنا اپنا کام مناسب طریقے پر کرے گا۔ اور بحیثیت مجموعی مشین عمدگی سے چلنے لگے گی نہ صرف ہم بیماریوں سے بری رہیں گے۔ بلکہ خوش و خورم اپنی زندگی لوٹتے ہوئے بڑھاپے اور موت پر غالب آجائیں گے۔

مغربی سائینسدانوں کے تجربے اور ہمارے بزرگوں کے کارنامے ہمیں ٹھیک ایک ہی نتیجہ پر پہونچاتے ہیں۔ مغرب میں تحقیقات کے میدان میں سیکڑوں عالم آگے بڑھ رہے ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں جب وہ اس عقدہ کشائی میں کامیاب ہونگے مشرق میں ہمارے بیش قیمت خزانے بند پڑے ہیں۔ ہم جو ان خزانوں کے وارث ہیں بالکل بیفکر اور غافل ہیں۔

کایا کلپ اور درازیٔ عمر
اور
چرک و سشرت

اگرچہ کایا کلپ اور درازیٔ عمر کے لئے رسائنوں کے
[کث]یر التعداد نسخہ جات کتب طبیہ ہندیہ میں موجود ہیں چرک اور سشرت
[ہ]ی کتابوں میں زیادہ قدیم اور مستند مانی جاتی ہیں۔ لہذا ہم صرف
[ا]نہی دو کتابوں سے چند عدیم المثال اور مختلف المدارج رسائنوں
[ک]ے نام اور ان کے بیش بہا فوائد ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

(۱) تین سو برس کی عمر کرنے والی برہمی گھرت رسائن کے فوائد
برہمی کا رس دو پرستھ، گھی ایک پرستھ، باوڑنگ
[کے] چاول ایک کڑو، بچ اور ترلوی دو دو پل۔ ہڑ بہیڑہ آملہ بارہ
[پ]ل۔ پیسنے کے قابل اشیاء کو باریک پیس کر اور ملا کر پکالیں،
[او]ر اچھی طرح پک جانیکے بعد ڈھانک کر رکھ لیں۔ پھر برہمی رسائن
[کی] ترکیب کے مطابق حسب قوت استعمال کریں۔ اور جب دوا
ہضم ہو جائے تو دودھ گھی اور چاولوں کی غذا کھایا کریں۔ ان
[ر]سائن کے استعمال سے قے اور اسہال اور پسینہ کے ذریعے
[ا]س جسم کے کیڑے نکل جاتے ہیں۔ افلاس دور ہو جاتا ہے
[ا]نسان پشکر کی مانند تیز سماعت والا مضبوط جسم والا۔ دیدوں
[ک]ا جاننے والا۔ اور تین سو برس کی عمر والا ہو جاتا ہے۔ اس دوا
[ک]ے استعمال سے کوڑھ۔ وشم جوڑ مرگی جنون نیز وش (زہر)
[ب]ھوت اور گرہ وغیرہ کی شکایات دور ہو جاتی ہیں (ملاحظہ ہو
[چرک و] سشرت سنتہا ترجمہ اردو چکتسا ستہان ادھیائی ۲۰ صفحہ ۸۵۳

(۲) پانچ سو برس کی عمر کرنے والی برہمی رسائن کے فوائد
اندرونی صفائی کرا کر جس کا طریق
آئندہ نسخہ میں درج کیا گیا ہے
اور مناسب خوراک کا انتظام کر کے مکان میں داخل ہو جائیں
اور برہمی کا رس نکال کر ایک ہزار آہوتی دے کر طاقت کے مطابق
استعمال کریں۔ دوا کے ہضم ہونے پر پہلے ٹمک یوا گو پئیں یا اگر
دودھ موافق آتا ہو۔ تو دودھ کے ساتھ کھانا کھائیں۔ اس رسائن
کو حسب شرائط سات رات تک استعمال کرنے سے حافظہ اور ذہانت
بڑھ جاتی ہے۔ چودہ رات تک استعمال کرنے سے حسب دلخواہ کتاب
تصنیف کر سکتا ہے۔ زائل شدہ عقل بھی از سر نو پیدا ہو جاتی ہے
اکیس رات تک استعمال کرنے سے صرف دو مرتبہ کے پڑھنے
سے ایک ایک سو اشلوک یاد کر سکتا ہے۔ اسی طرح اور ۲۱
رات تک استعمال کرنے سے افلاس دور ہو جاتا ہے۔ اور سرسوتی دیوی
اسکی زبان پر آبیٹھتی ہے۔ وہ تمام دیدوں کو خود بخود جان جاتا ہے
اسکا حافظہ قوی اور عمر پانچسو برس کی ہو جاتی ہے (ملاحظہ ہو سشرت
سنتہا ترجمہ اردو چکتسا ستہان ادھیائی ۲۰ صفحہ ۸۵۳، ۸۵۴

(۳) آٹھ سو برس کی عمر کرنے والی ورنگ کلپ رسائن کے فوائد
واوڑنگ کے چاول ایک
درون پیس کر لیشٹ کے
مانند پکالیں جب کاڑھا جل جائے اور واوڑنگ کے چاول پک
جائیں تو انہیں اتار کر پتھر کی سل پر پیس لیں اور لوہے کے
ایک مضبوط گڑھے میں بھر کر اوپر سے شہد اور پانی ڈال کر منہ
کر کے برادرٹ تو ہیں چار ماہ تک راکھ کے ڈھیر میں دبائے رکھیں
اور دو شار تو (بارش کا موسم) گذر جانے پر نکال کر امن دریکن
(قے۔ جلاب) سے جسم کی اندرونی صفائی کرا کے دافع امراض

منتروں سے آہوتیاں دیکر طاقت کے مطابق ہر روز مریض کو اسکا استعمال کرائیں اور دودھ کے ہضم ہو جانے پر بے نمک اور تھوڑی چکنائی والے مونگ اور آملے کے یوش (دال کا شوربا) کے ساتھ بہت سا گھی ڈالا ہوا بھات کھلائیں، دہول (مٹی، ریت کے بستر پر سلائیں۔ اس رسائن کو حسب شرائط استعمال کرنے سے ایک مہینے کے بعد ان کے سارے جسم سے کیڑے نکلنے لگیں گے۔ ان کیڑوں کو انو تیل لگا کر بانس کے پتوں سے دور کردیں۔ دوسرے مہینے کے بعد چیونٹیاں اور تیسرے مہینے کے بعد جوئیں نکلیں گی۔ انہیں بھی اسیطرح دور کردیں۔ چوتھے مہینے دانت، ناخن، بال اور رونگٹے گل کر گر پڑیں گے۔ پانچویں مہینے اچھی علامتیں نظر آنے لگیں گی اور جسم سورج کی سی روشنی کا سا جلال حاصل کرے گا۔ کان دور کی باتیں سننے لگیں گے اور آنکھیں دور تک دیکھ سکیں گی۔ رجوگن اور تموگن دور ہوکر شدہ ستوگن آجائیگا۔ قوت حافظہ بینظیر ہوجائیگی۔ ہاتھی کی طاقت اور گھوڑے کی تیزی آجائیگی اور استعمال کنندہ از سر نوجوان ہوکر آٹھ سو برس کی عمر پائے گا (ملاحظہ ہو سشرت سنتھا ترجمہ اردو چکتسا ستھان ادہیائی ۲، صفحہ ۸۳ و ۸۴)

(۴) ایک ہزار سال کی عمر کرنے والی کیول آملک رسائن کے فوائد ایکسال تک حسب شرائط مندرجہ بالا صرف دودھ پر گذر کرے اور اسکے بعد آملوں کے باغ میں گھس کر آملہ کے کسی بڑے درخت پر چڑھ جائے اور ایک آملہ توڑ کر برہمہ امرت منتر کا جاپ کرکے کھاجائے وہ آملہ اسے میٹھا معلوم ہوگا اور اسے کھا کر ایک ہزار برس تک بڑھاپا اسکے قریب نہ آئیگا اگر وہ اس وقت ان آملوں کو پیٹ بھر کر کھائے تو اسکا جلال دیوتاؤں کا سا ہوجائیگا۔ اور لکشمی اور سرسوتی خود اسکے پاس چلی آئینگی ملاحظہ ہو چرک سنتھا ترجمہ اردو چکتسا ستھان ادہیائی صفحہ ۶۱۸

(۵) ہزار سال کی عمر کرنے والی اجگری شوتیکا وغیرہ رسائن دواؤں کے فوائد اجگری شوتیکا وغیرہ رسائن دوائیں تعداد میں ۸ ہیں۔ انہیں منتر پڑھکر اکھاڑنا چاہیئے۔ لیکن بے اعتقاد کاہل احسان فراموش اور گنہگار لوگ ان دواؤں کو ہرگز حاصل نہیں کرسکتے۔ جو شخص شاستر کی بیان کردہ ترکیب کے مطابق ان دواؤں کا استعمال کرتا ہے وہ نوجوان اور شیر کی طاقت والا اور خوبصورت اور دید پاکھی ہوجاتا ہے دو ہزار سال کی عمر پاتا ہے۔ بازو بند کنڈل (کان میں پہننے کا زیور) مکٹ (تاج) وغیرہ پہن کر بادلوں سے بھی اوپر آسمان میں چل سکتا ہے جس راستہ سے پرندے اور پانی سے بھرے ہوئے بادل آتے جاتے ہیں اسی راستہ پر وہ بھی چل سکتا ہے۔ (ملاحظہ ہو سشرت سنتھا ترجمہ اردو چکتسا ستھان ادہیائی ۳۰ صفحہ ۷۹۴ تا ۸۰۰۔

(۶) دس ہزار سال کی عمر کرنے والی رسائن دوائیں (۱) برہم سوورچلا (۲) آدتیہ پرنی (سورج مکھی) (۳) ناری (اشو بلا) (۴) کاشٹ گودہا (۵) سرپا (۶) سوم (سوم لتا) (۷) پدما (۸) آجا (۹) نیلا۔ ان دواؤں میں سے جو دوائی دستیاب ہوسکے اس رسائن استعمال کرنیکا خواہش مند شکم سیر ہوکر کھائے اور ڈھاک کی ایک درونی (صندوق نما لکڑی کا برتن) میں سو جائے جسمیں پہلے ہی سے تیل چپڑ دیا گیا ہو چھ ہی مہینے میں از سر نوجوانی آجائے گی۔ لیکن اس عرصہ میں اسے بکری کا دودھ پلاتے رہنا چاہیئے۔ چھ مہینہ کے بعد شخص عمر خوبصورتی۔ خوش آوازی جسمانی ریاضت۔ طاقت اور جلال کے لحاظ سے دیوتاؤں کا ہم پلہ بن جائیگا۔ اسکی باطنی آنکھیں کھل جائیں گی اور وہ دس ہزار سال تک بغیر کسی تکلیف کے زندگی بسر کریگا ملاحظہ ہو چرک سنتھا ترجمہ اردو، چکتسا ستھان ادہیائی (۱) حصہ چہارم

سوم امرت کو قدیم الایام میں برہما وغیرہ دیوتاؤں نے پیدا کیا جو موت اور بڑھاپے کو دور کردیتا ہے۔ لیکن بے دہرم احسان فراموش اور ویدوں کے دشمن کو سوم لتا کا حصول نہیں ہوسکتا۔ اس دوا کے استعمال سے پہلے قے ہوتی ہے۔ اور قے میں خون اور کیڑے گرتے ہیں۔ تیسرے

دن دست آتے ہیں اور ان دستوں میں بھی کیڑے نکلتے ہیں۔ چوتھے دن اسکا جسم سوج جاتا ہے اور سارے جسم سے کیڑے گرنے لگتے ہیں۔ ساتویں دن اسکے جسم کا چمڑا اور گوشت دونوں گر جاتے ہیں صرف ہڈیاں رہجاتی ہیں اور وہ صرف سوم کے بل پر ہی سانس لیتا ہے۔ اسکے بعد دانت اور ناخن اور رونگٹے بھی گر پڑتے ہیں مگر چند ہی روز کے بعد از سر نو جسم میں گوشت آجاتا ہے اور جسم کی کھال بھی پیدا ہوجاتی ہے۔ خوبصورت اور مضبوط نئے دانت اور نئے بال اور نئے ناخن بھی نکل آتے ہیں۔ بھگوان دود داس کاشی راج دہنوتری ارشاد فرماتے ہیں کہ جو عقلمند شخص دواؤں کے سرتاج سوم امرت کا استعمال کرتا ہے وہ دس ہزار سال تک زندہ نوجوان رہ سکتا ہے۔ آگ۔ پانی۔ زہر اور اوزار و آلات اسکی عمر نہیں گھٹا سکتے وہ ساٹھ سالہ ہزار مست ہاتھی کے برابر طاقتور ہوجاتا ہے۔ وہ کہیشر سمندر (دودھ کا دریا) پوری اور اتر کورغیرہ سب جگہ جا سکتا ہے۔ اسکی رفتار کو کوئی روک نہیں سکتا۔ وہ کام دیو کا سا خوبصورت اور چاند کا سا نورانی ہوکر تمام انسانوں کو پیارا لگتا ہے۔ وہ انگ اور اپانگوں سمیت ویدوں کے علوم کا ماہر ہوجاتا ہے۔ دیوتاؤں کے مانند ہر جگہ جا سکتا ہے۔ اور اسکے خیالات بہت اعلیٰ ہوجاتے ہیں (ملاحظہ ہو سشرت سنہتا چکتسا ستہان ادہیائے ۲۹ صفحہ ۸۵۷ تا ۸۶۳)۔

متذکرہ بالا رسائنوں کے سوا بعض ایسی تدابیر بھی بھگوان دود داس کاشی راج دہنوتری نے بتائی ہیں جن کے عمل کرنے میں کسی شرط کی پابندی نہیں اور کچھ دشواری نہیں ہے اور ان تدبیروں سے انسان کی عمر دس ہزار بلکہ ایک لاکھ برس تک ہوجاتی ہے جو حسب ذیل ہیں۔

(۷) دس ہزار برس کی عمر کرنے والی آسان تدبیر | نہا کر اور ہون کرکے بل کی جڑ کی چھال اور جڑ کا کاڑھا ہر روز دودھ کے ساتھ کھاتے رہیں تو عمر دس ہزار برس کی ہوجاتی ہے اور حافظہ بڑھ جاتا ہے

(۸) ایک لاکھ برس کی عمر کرنیوالی آسان تدبیر | ہون کرکے کنول کے کاڑھے میں شہد اور دہانوں کی کھیلیں ملاکر استعمال کرنے سے عمر ایک لاکھ برس کی ہوجاتی ہے (ملاحظہ ہو سشرت سنہتا اردو ترجمہ چکتسا ستہان ادہیائے ۲۸ صفحہ ۸۵۵)۔

اب ہم بید صاحبان کی خدمت میں نہایت خلوص کے ساتھ گذارش پرداز ہیں کہ اگرچہ اہل یورپ بھی اس زمانہ میں کایا کلپ و درازی عمر کی تحقیقات میں کوشاں ہیں لیکن آج سے سیکڑوں برس پہلے ہند کے قدیم رشیوں نے اس تحقیقات میں حصّہ لیا تھا اور اپنی توجہ اس طرف مبذول کی تھی۔ جس کا ناقابل انکار ثبوت خود آیوروید کے تمام شاستروں سے ملتا ہے۔ اب بید صاحبان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ مستند شہادتوں سے وضاحت کے ساتھ یہ ثابت کردیں کہ ان کے قدیم رشیوں نے کس حد تک تحقیقات مذکورہ میں کامیابی اور ترقی حاصل کی تھی۔ اور کہاں تک اس مہتم بالشان تحقیقات کو اوج کمال پر پہنچایا تھا۔ اس کے بعد بید صاحبان کو کایا کلپ اور درازی عمر کی سوسائٹی میں عجیب الخواص رسائنوں کے ہر نسخے کو پیش کرنا چاہیئے اور بھگوان اتری کمار بہتر وسواد بھگوان دود داس کاشی راج دہنوتری کی عطا کی ہوئی رسائنوں کے فوائد کو منوانا چاہیئے۔ موجودہ وقت اس علمی وفنی بحث کے لئے موزون ترین ہے اور آیندہ کے لئے اس دیرینہ تنازعہ کا مٹ جانا طبی دنیا کے لئے خصوصیت سے منفعت بخش ہوگا +

سوم لتا

از جناب پنڈت رادھاکشن صاحب۔ بہاولپور

ویدوں میں سوم لتا کے متعلق بہت جگہ تذکرہ آیا ہے۔ کیونکہ زمانہ قدیم میں یگ کے وقت دیوتاؤں کو پیش کیا جاتا تھا۔ جو (رشی) ظاہر ہو کر اس کو پیتے تھے۔ نیز پرانوں میں بھی اس کا تذکرہ آتا ہے۔ کہ فلاں فلاں رشی نے بارہ ہزار پندرہ ہزار سال تک عبادت (تپ) کی یا (امر) زندۂ جاوید ہوگئے۔ مثال کے طور پر مہرشی وشوامتر۔ مہرشی چیون۔ مہرشی وید ویاس جی کے نام لئے جاسکتے ہیں اور زمانہ حال میں بھی بعض اوقات ایسے سادھو ورشی ان لوگوں کو ملتے ہیں جو بدری نارائن کی یاترہ میں راستہ بھول بھٹک جاتے ہیں اور وہ یہ حالات اپنے پر ظاہر کرتے ہیں۔

اس کے استعمال سے انسان بوڑھے سے جوان ہو جاتا ہے اور اپنی پہلی کھال کو سانپ کی کینچلی کی طرح اتار کر پھینک دیتا ہے۔

مہرشی سشرت جی نے اپنی کتاب کے چکتسا ستھان کے ۲۸ ادھیائے میں سوم رس کے متعلق اس طرح فرمایا ہے۔ سوم رس (ایک لتا (بیل) کا رس ہے۔ جس کو برہما (آدی) وغیرہ دیوتاؤں نے اپنی تپسیا (عبادت) کے زور سے پیدا کیا اور یہی امرت آبحیات ہے اس کے علاوہ اور آبحیات کوئی اور چیز نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے استعمال سے بڑھاپا کافور ہو کر جوانی از سر نو لوٹ آتی ہے۔ اور موت انسان کے قبضہ میں آجاتی ہے۔ آدمی بیمار اور بوڑھا بھی نہیں ہوتا ہے۔ اس کے ۲۴ نام ہیں اور چیز ایک ہی ہے۔ صرف جائے پیدائش اور طریق استعمال میں تھوڑا سا فرق ہونے کی وجہ سے جدا جدا نام ہیں۔ اس کو چار قسم کے برتنوں میں نکالنے کا ذکر (وودھان) آیا ہے۔

(۱) انشومان سوم کو سونے کے برتن میں (۲) چندرمان سوم کو چاندی کے برتن میں (۳) رجت سوم کو چمڑے میں (۴) باقی ۲۱ قسم کی سوم لتا کو تانبے یا مٹی کے برتن میں چیر کر نکالے۔

سوم لتا کی شناخت

سوم لتا کے پتے یکم چاند کو نکلنے شروع ہوتے ہیں۔ یعنی یکم کو اس پر ایک پتہ۔ دوسری چاند کو دو پتے۔ غرض اسی طرح بڑھتے بڑھتے پورن ماشی (چاند کی پندرہ کو) پورے پندرہ پتے ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک پتہ روزانہ گرنا شروع ہوتا ہے اور اماوس کے دن تمام پتے گر جاتے ہیں۔ گویا یکم سے شروع ہو کر پورن ماشی تک نکلتے اور اماوس کو ختم ہو جاتے ہیں۔ کل پندرہ پتے ہوتے ہیں۔

مختلف سوم لتاؤں میں فرق انومان

سوم لتا میں گھی کی طرح خوشبو ہوتی ہے۔ رجت پربھ سوم لتا میں کند ہوتا ہے۔ مینج دان سوم میں ہلدی کی شکل کا کند ہوتا ہے اور لہسن کی طرح پتے ہوتے ہیں اور سونے کی طرح چمکدار ہوتا ہے۔ پانی میں پیدا ہونے والا سوم یعنی چندرسوم۔ گرہڑ آہرت سوم۔ شوتیا کشن سوم ہوتا ہے۔ یہ پانڈو رنگ یعنی زرد ہوتا ہے۔ ان ہر سہ سوم لتاؤں کا پودا سانپ کی کینچلی کی طرح آگے کو جھکا رہتا ہے۔ اور بھی کئی طرح کے نقش

اس کے پتوں پر ہوتے ہیں۔ ہر ایک سوم کے پتوں کی تعداد پندرہ ہوتی ہے۔ ان میں دودھ کند اور لتا ہوتی ہے۔

مقام پیدائش۔ کوہ ہمالیہ۔ کوہ آبو۔ بندھیاچل کشمیر۔ لمپاگری اور پنجاب کی پانچوں ندیوں کے جائے اتصال اور ان کے بندھ کے ساتھ ملنے کی جگہ پر چند سوم لتا ملتی ہے۔ کشمیر اور جھیل مانسرور کی جانب جاگت سوم۔ شانکر سوم۔ بانکت سوم۔ ترو شٹپ سوم۔ گایتریہ سوم۔ اور دور سے چاند کی طرح چمکنے والے مختلف ناموں کے سوم ملتے ہیں۔

معلوم رہے کہ رشیوں منیوں کے قول کے مطابق احسان فراموش، ویدوں اور دواؤں کی طاقت سے انکار کرنے والے۔ برہمنوں کی برائی کرنے والے۔ خدا کے نہ ماننے والے پانڈال یعنی گائے کے مارنیوالے اور ماں باپ اور گرو کے حکم نہ ماننے والے پرشوں کو سوم لتا موجود ہونے پر بھی نظر نہیں آتی۔

سوم رس پینے کا طریقہ۔ رشیوں نے اس کے (پینے) کرنے کا ورتن (طریقہ) اس طرح بیان کیا ہے کہ سوچ بھومی (پاک وعمدہ زمین) ایک تکونہ مکان بنائے یعنی ہر کونہ پر ایک ایک مکان بنا ہوا ہو۔ اس مکان میں تمام ضروری کرے بنوائے اور اشیاء مطلوبہ مہیا کر کے رکھ چھوڑے۔ بعد میں کرم کانڈی (طریقہ عبادت جاننے والے) برہمنوں کو بلوائے بعد میں خود پاخانہ کو جا کر حاجات ضروری سے فارغ ہو کر اپنے گلے میں انگلی ڈال کر قے کرے۔ تاکہ پیٹ بالکل صاف ہو جائے۔ اس کے بعد زود ہضم خوراک کا استعمال کرے اور جس وقت نیک ساعت شبھہ (نیک) کرن۔ شبھہ نچھتر اور شبھہ مہورت ہو (یہ تمام جنتری رائج الوقت سے معلوم ہو سکتے ہیں) سوم کو برہمنوں سے منگوا کر کٹوائے اور ہون کرائے۔ پھر گھر میں بیٹھ کر منگل پاٹھ (خوش الحان حمد وثنا) کرائے۔ سوم کند کو سونے کی سلائی سے چیرے اور برتن مندرجہ بالا میں ڈالے اس میں سے ایک چلو بھر کر بغیر ذائقہ کا خیال کئے پی جائے۔ پھر باقی سو اچمن کرے اور باقی سوم رس کو پانی میں ڈالکر یم نیم سے من کی (نفس کی) چپل ورتی (حالت) کو روک کر مون سادھے (چپ چاپ ہو کر) اس مکان میں رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ رہے۔ استعمال کنندہ کے لئے ضروری ہے کہ اپنے خیالات کو یکجا رکھے۔ کبھی ٹہلے کبھی بیٹھے مکان سے باہر نہ نکلے۔ اور نہ ہی دن کو سوئے۔ شام کے وقت کھانا کھائے اور منگل پاٹھ سنکر کشا (ایک قسم کی گھاس ہے) کے بستر پر ہرن کی کھال کا بستر بچھا کر رشتہ داروں کے ساتھ رات کو سوئے اگر پیاس لگے تو تھوڑا تھوڑا ٹھنڈا پانی پی لیا کرے۔ صبح کو اٹھکر منگل پاٹھ (حمد و عبادت) شوستی واچن (حمد وثنا) کرے اور گائے دان کرے۔ جس وقت سوم رس ہضم ہوتا ہے تو قے آنے لگتی ہے اور اس قے میں خون کے کیڑے نکلتے ہیں۔ اس حالت میں شام کے وقت خوب گرم کیا ہوا دودھ ٹھنڈا کر کے پینا چاہیئے تیسرے دن دست آئیں گے۔ ان سے بھی کیڑے برآمد ہونگے۔ اس سے استعمال کنندہ تمام جسمانی خرابیوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ شام کو ٹھنڈے پانی سے نہائے۔ اور حسب دستور سابق دودھ کا استعمال کرے اور ریشمی کپڑے پہنے۔ چوتھے دن جسم میں ورم آجائیگا اور تمام جسم کے کیڑے گرنے لگیں گے۔ اس روز بستر پر اوپلوں کی راکھ بچھا کر سوئے اور شام کو حسب دستور سابق دودھ استعمال کرے۔ اور پانچویں اور چھٹے دن اسی طرح کرے۔ ساتویں دن اس کا گوشت مع کھال جاتا رہتا ہے۔ اور وہ صرف سوم رس کی طاقت

سے ہی سانس لیتا ہے۔ اس دن اس پر گرم گرم دودھ ڈال کر تیل ملٹھی اور چندن پیس کر ان کا لیپ کیا جائے اور دودھ پلایا جائے۔ آٹھویں دن صبح ہی گرم دودھ سے جسم پر سینک کر کے چندن لگائے اور دودھ پلائے اور ریشمی کپڑے کے بستر پر لٹائے۔ اس کے بعد اس کی ہڈیوں کے اوپر گوشت آنے لگتا ہے۔ پہلی کھال ہٹ جاتی ہے۔ دانت۔ ناخن۔ اور بال سب گر جاتے ہیں۔ نویں دن انو تیل لگا کر سوم کی چھال کے گھاڑھے سے جسم کو بھگوئے اسی طرح دسویں دن کرے۔ تب اس کی کھال کچھ سخت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح گیارہویں اور بارہویں دن کرے۔ تیرہویں دن سے سوم کی چھال کے کاڑھے سے نہاتا رہے۔ اسی طرح سولھویں دن تک رہے۔ پھر سترہویں دن تک دانت نکل آتے ہیں۔ یہ دانت نوکدار چکنے ہیرے کی طرح چمکدار اور سخت چیز کو توڑنے والے ہوتے ہیں۔ اس دن سے ۲۵ یوم تک پرانے چاول اور یواگو کا استعمال کرے۔ بعد میں عمدہ چاولوں کو دودھ کے ساتھ کھائیں۔ زاں بعد ناخن نکل آتے ہیں۔ جو بیر بہوٹی کی طرح سُرخ اور چکنے ہوتے ہیں اس کے بعد بال بھی سیاہ اور چکنے نکل آتے ہیں اور کھال بھی درست ہو جاتی ہے۔ ایک ماہ کے بعد سر کے بال صاف کرا کے کالے تل اور چندن کو پیس کر سر پر لیپ کرے اور پھر پانی سے دھو ڈالے۔ سات دن کے بعد بالکل سیاہ گھونگھر والے بال نکل آتے ہیں۔ اس سے تین دن کے بعد پہلے کمرے سے نکلکر دوسرے کمرے میں آئے اور کچھ دیر اس میں آرام کر کے واپس چلا جائے۔ اور جو کی پٹی کا ابٹن بدن پر ملے۔ اور گرم پانی سے جسم کو دھو ڈالے اگر پاخانہ نہ آئے تو رال کے درخت کی چھال کا کاڑھا پلایا جائے۔ کپاس اور خس کو پانی میں جوش دیکر اس سے اشنان کرے اور جسم پر چندن ملے۔ آملہ کا رس ملا کر دال مونگ کی کھلائے۔ دودھ اور ملٹھی ڈال کر کالے تلوں سے اچارن کرے۔ اسی طرح دس دن کر کے دوسرے گھر میں جائے اور دس دن کے بعد تیسرے گھر میں آیا جایا کرے چونکہ بیحد خوبصورت ہوگا۔ اسلئے وہ شخص شیشہ میں اپنا منہ نہ دیکھا کرے اور اسکے دس روز بعد تک کم از کم کسی سے غصہ تک نہ کرے اور اس عرصہ میں کسی عورت کو اس مکان میں نہ آنے دے۔ خوراک سوم رس ۱۸ تولہ ہے۔

"تجدید و اعادۂ شباب اور درازیِ عمر"

کے

دوائی ذرائع

(۱) مفردات ——————— صفحہ ۱۷۷

(۱) آیوڈائڈس اور دیگر ادویہ (۲) بلادر (۳) سیماب
(۴) کایا کلپ کی پانچ اکسیریں (۵) تخم حلبہ۔

(۲) مرکبات ——————— ۱۸۹

(۱) کشتہ طلا شباب آور (۲) حب معید شباب (۳) معجون معید شباب
(۴) اعادہ شباب کے چند اکسیری نسخے (۵) مجربات معید شباب اور درازی عمر
(۶) کشتہ سیماب معید شباب (۷) معجون محرک غدود

نوشدارو

آیوڈائڈس اور بعض دوسری دواؤں کے ذریعہ تجدید شباب

از جناب لفٹننٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب حیدرآباد دکن

میں یونانی مرکبات یا کشتہ جات کا ذکر کرنا نہیں چاہتا۔ ذیل کی دوائیں گو یونانی طب میں بھی کسی نہ کسی طریقہ سے استعمال ہوتی ہیں۔ مگر یہاں یورپ کے طریقوں سے صاف کی ہوئی دوائیں مقصود ہیں جو ہر انگریزی دوا فروش کے ہاں دستیاب ہوسکتی ہیں۔ سنکھیا کے جوان کرنے والے اثرات کا علم زمانہ قدیم سے معلوم ہے۔ سنکھیا کے اثر سے تناسلی غدہ میں بازتقویت پیدا ہوتی ہے اور خاصکر عورتوں کی تناسلی غدہ میں جن میں مردوں کی نسبت تجدید شباب کے زیادہ واضح نتائج حاصل ہوئے ہیں +

فولاد کا اثر بھی سنکھیا کے فعل کے مماثل ہے، لیکن قوت میں سنکھیا کی نسبت کمزور ہے اور اگر فولاد کو سنکھیا کے ساتھ شامل کرکے عورتوں کو دیا جائے تو اثرات قوی ہوتے ہیں۔ عام طور پر خواہ مرد ہو یا عورت فولاد اور سنکھیا کو ملا کر دینے سے تناسلی غدد پر بہت اچھا اثر ہوتا ہے۔ آیوڈائڈس سے غدہ درقیہ کے فعل میں اضافہ ہوتا ہے اور میرا معمول ہے کہ صلابت شریانی میں جس کا ظہور بڑھاپے میں ہوا کرتا ہے آیوڈائڈس ہی دیا کرتا ہوں اور ہمیشہ اس کا فعل عمدہ ہی برآمد ہوا ہے۔ آیوڈائڈس کے استعمال سے دراصل ہم غدہ درقیہ کے اس جزو کو استعمال کرتے ہیں جس پر غدہ درقیہ کے اثرات کا دارو مدار ہے۔ بوڑھے اشخاص میں جب غدہ درقیہ کمزور ہوجاتا ہے تو پھر اس میں آیوڈین Iodine کی مقدار بھی کم پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے آیوڈین کو آیوڈائڈس کی شکل میں استعمال کرنے سے اس کمی کو پورا کردیا جاتا ہے۔

آیوڈائڈس کے استعمال میں بھی بعینہ اسی طرح کی ہوشیاری درکار ہے جیسا کہ غدہ درقیہ کے جوہر کے استعمال میں ہوا کرتی ہے اور جب تک اس امر کی شدید ضرورت ثابت نہو آیوڈائڈس کو دس گرین یومیہ سے زیادہ نہ شروع کیا جائے۔

صلابت شریانی کے مریض میں جس کی دماغی شرائن میں صلابت کے آثار نمایاں ہوں۔ اگر آیوڈین کی سمیت کے آثار ظاہر ہونے لگیں۔ مثلاً کثرت سے ناک بہنے لگے تو میں اسکو کسی خرابی پر محمول نہ کروں گا۔ یہ کیفیت تو ایسے لوگوں کے لئے باعث خوشی اور موجب شکر ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہ اسکی علامت ہو کہ انقباض دماغی کا اس طرح ازالہ ہورہا ہے۔ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ دماغ اور ناک کے عروق میں نہایت قریبی تعلق ہے۔ اسی طرح اگر زہریلا مواد خارج ہوکر جسم کے بالائی حصے یعنی جلد میں جمع ہوکر دانے (بروز) وغیرہ پیدا کردے تو نقصان دہ خیال نہ کیا جائے بلکہ اگر

چند مریضوں میں آیوڈائڈس کے استعمال سے نمایاں ضعف اور کمی باہ ظاہر ہونے لگے تب بھی ان حالتوں کو کسی طرح خراب یا نقصان دہ سمجھا جائے کیونکہ یہ حالتیں صرف عارضی ہوتی ہیں۔ جو آیوڈائڈس کی خوراک بڑھانے پر بالکل رفع ہوجاتی ہے۔ یہاں یہ بھی بیان کر دینا ضروری ہے کہ آیوڈین کے بعض مرکبات جو نزلہ زکام پیدا نہیں ہونے دیتے۔ ان کی خوراک کو نہایت ہی احتیاط سے بڑھایا جائے ورنہ مہلک ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔

میرے مشاہدہ میں بعض مریض ایسے آئے ہیں جن کے اندر آتشکی مادہ موجود تھا اور جب ان کو آیوڈائڈس کی بڑی بڑی خوراکیں دی گئیں تو ایک عرصہ بعد اچھی حالت پیدا ہوگئی اور اعصابی قوت میں بھی اضافہ ہوا۔ آیوڈائڈس کے استعمال کے بعد مریض زیادہ دور تک چل سکتا اور بغیر تکان محسوس کئے بلندیوں پر چڑھ سکتا ہے، خواہش مباشرت عود کر آتی ہے اور بعض مریضوں میں تو پہلی قوت سے کہیں زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور اکثر مریض ایسے بھی ہیں جو آیوڈائڈس کے استعمال کے بعد پہلے سے زیادہ جوان معلوم ہونے لگے اور حقیقتاً زیادہ قوی ہو گئے ٭

یہاں میں سنکھیا کے جوان کر دینے والے اثرات کے متعلق بھی یہ بیان کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اسکی بڑی بڑی خوراکیں بہت موثر ہوتی ہیں اور اس ضمن میں اگر آسٹریا کے سنکھیا کھانے والوں کی مثال پیش کی جائے تو بہتر ہوگا۔ اسٹریا ملک آسٹریا کا ایک صوبہ ہے۔ یہاں کے لوگوں کی عادت ہے کہ وہ سنکھیا بہت کھاتے ہیں۔ اور اتنی زیادہ مقدار میں کہ اگر دوسرا کھائے تو فوراً مر جائے۔ یہ لوگ بہت تھوڑی مقدار سے شروع کرکے بتدریج اپنے جسم کو بڑی بڑی خوراکوں کا عادی بنا لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ زہریلی اور مہلک مقدار تک پہنچ جاتے ہیں۔ غالباً اس عادت کی طرف ان کا میلان اس سبب سے ہوا کہ وہ روز دیکھتے ہیں کہ سنکھیا کو مدامت کے ساتھ کھانے سے ان کی جسمانی قوت بڑھ جاتی ہے اور وہ اس قابل ہو جاتے ہیں کہ زیادہ آسانی سے ان بلند مقامات اور اونچی اونچی پہاڑیوں پر چڑھ سکیں۔ جن سے ان کے ملک کا بڑا حصہ بھرا پڑا ہے۔ ان لوگوں کی اصل عمر کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ وہ اپنی عمر سے بہت کم نظر آتے ہیں بعض ایسی عورتیں بھی ہیں جن کی عمر ۸۵ برس سے ۹۲ برس تک کی ہوتی ہے لیکن وہ بالکل نوجوان معلوم ہوتی ہیں۔ یہ بات بھی تعجب کے ساتھ سنی جائے گی کہ تجدید شباب کے وہ اثرات جو شٹائناخ کے بوڑھے چوہوں میں ظاہر ہوئے تھے بالکل اس قسم کے اثرات مذکورۂ بالا اشخاص میں بھی پائے گئے۔ چنانچہ ان کے بدن مضبوط ہو جاتے ہیں۔ ان کے سروں اور گالوں پر بال بکثرت نکل آتے ہیں۔ اور اپنی حقیقی عمر سے یہ لوگ بہت ہی کم نظر آتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ تناسلی غدد پر سنکھیا کے یہ اثرات اس کی کثیر مقدار کے باعث ظہور پذیر ہوتے ہیں جس کا مابعد یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ان غدد کی درون افزائی قوت بڑھ جاتی ہے جس سے تجدید شباب کا عمل جاری رہتا ہے۔

دنیا میں اور بھی بہت سی دوائیں ہیں جنکے اثرات بھی اسی قسم کے ہیں۔ مگر میں اس جگہ میں صرف ایک کا ذکر کروں گا۔ چند مشاہدات کی بنا پر میں اس امر کی جانب مائل ہوا ہوں کہ پارہ کو بھی وسائل تجدید شباب کی فہرست میں شامل کر لوں کیونکہ بعض آتشکی مریضوں میں جن پر پارہ استعمال کیا گیا تھا ازالۂ مرض کے بعد نئی جوانی کے اثرات ظاہر ہونے لگے مثلاً بال از سر نو نکل آئے وغیرہ وغیرہ لیکن

اس کی زبردست سمیت کی وجہ سے مجھے جرأت نہیں ہوتی کہ اُسے تجدید شباب کے لئے استعمال کرنے کی رائے دوں ۔

میرے بیان سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ میں ان میں سے ہر ایک طریقہ کا طرفدار ہوں بلکہ میں متنبہ کرتا ہوں کہ آیوڈائڈس اور سنکھیا کی بڑی خوراکیں اس تجدید شباب کے مقصد کے لئے اس وقت تک استعمال نہ کیجائیں جب تک کہ مریضوں میں پہلے سے آتشکی مادہ موجود نہ ہو۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہونگا کہ میرے مشاہدہ میں ایسے کم لوگ نظر آئے جن میں آتشکی مادہ نہو گو علامات ظاہری ان میں موجود نہ ہوں +

قلت خون، اختناق الرحم اور ضعف اعصاب کے امراض میں سنکھیا عمدہ اثرات پیدا کرنے کے قابل ہے اور صلابت شریانی Arteries Clerosleros1s میں آیوڈائڈس بہت ہی کارآمد ہیں +

آیوڈائڈس کے استعمال کے لئے صلابت شریانی کے پوری طرح مستحکم ہو جانے اور اعضا کیحالت ناقابل علاج ہو جانے تک منتظر رہنا سراسر بے وقوفی ہے عام طور سے بوڑھے لوگوں میں اور بعض اوقات جوان آدمیوں میں بھی دوران خون سست ہوا کرتا ہے، بالکل اُسی طرح جیسے اکثر لوگوں میں آتشک کا مادہ تو ہوتا ہے۔ مگر علامات نہیں ہوتے اور میں اس اہم مسئلہ کو بہت زور کے ساتھ پیش کر دینا چاہتا ہوں کہ آیوڈائڈس کا خاص اثر یہ ہے کہ وہ خون کو پتلا کر کے اسکو اس قابل بنا دیتے ہیں کہ وہ باریک عروق اور شرائین میں بسرعت دورہ کرنے لگے پس ان جوان آدمیوں میں بھی جن کی خون کی رفتار سست ہو گو کوئی علامات کسی قسم کی بیماری کے نہوں اس سے فائدہ اٹھانے میں بطور حفظ ماتقدم دریغ نہ کرنا چاہیئے +

بلادر

بلادر اپنی بالخاصہ تاثیر کے باعث حرارت غریزی کو بڑھاتا ہے اور زائد رطوبت کو تحلیل کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جس طرح امراض باردہ دماغیہ مثلاً فالج۔ لقوہ وغیرہ کے دفع کرنے میں ایک قابل قدر دوا ہے۔ اسی طرح وہ زائد اور رطوبتوں مثلاً بواسیر۔ خنازیر اور مواد سلیہ کے تحلیل کرنے میں بھی اکسیر الاثر ہے۔ مجربین اسے تپ دق میں نہایت کامیابی سے استعمال کرتے ہیں۔ امراض متعدیہ کے جراثیم کو ہلاک کرنے کے لئے بالخاصہ مؤثر ہے چونکہ اس میں کسی قدر سمیت ہے۔ اس لئے اسکی اصلاح کے واسطے مختلف قسموں کے طریقے مستعمل ہیں جن میں سب سے بہتر طریقہ وہ ہے۔ کہ بلادر کو بطور کھاد زمین میں ڈالا جائے اور جب کھاد زمین میں اچھی طرح مل جائے تو اس میں کوئی ترکاری کاشت کی جائے۔ یہ ترکاری موسم سرما میں گوشت کے ساتھ پکا کر دو تین ماہ کھاتے رہنے سے کایا کلپ ہو کر بڑھاپا جوانی سے مبدل ہو جاتا ہے چنانچہ اسی قسم کے کئی نسخہ کتابوں اور بیاضوں میں مرقوم ہیں

بلادر کے خواص کا علم یونانی کے قدیم ترین اطبا کو بھی تھا چنانچہ بقراط نے ایک معجون تیار کی تھی جسکا نام انقردیا رکھا تھا اسمیں بھلانوہ تیں شامل ہے۔ آجکل بھی یہ معجون یونانی مرکبات کی فہرست میں داخل ہے۔ یہ معجون فالج لقوہ۔ صرع اور جمیع امراض بلغمی میں نہایت اکسیری چیز ہے ۔

بلادر سرد و تر مزاج ہی کے موافق آتا ہے۔ ذہن کو تیز کرتا ہے۔ سرد مزاجوں کی باہ کو تقویت دیتا ہے۔ حکیم شریف خاں لکھتے ہیں کہ اسکی مینگ کو مقوی باہ معجونوں میں میں نے داخل کیا۔ اور خود کھایا۔ باہ اور معدہ کو بہت قوت دی اور امساک پیدا ہوا۔ بہرحال بلادر ایک ایسی چیز ہے جسے تجدید واعادہ شباب کے مقصد میں بہت کچھ کامیابی کی توقعات

ہی اطبا کو چاہئے کہ اسکے تجربات جاری رکھیں اور کسی بہتر نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کریں ÷

سیماب

علم اکسیر کی تحقیقات کا لب لباب یہ ہے کہ سیماب ایک ایسی چیز ہے جو مردہ کو زندہ۔ بڈھے کو جوان اور جوان کو نوجوان بنا سکتا ہے۔ پیر مغاں کے پاس وہ دارو ہے جس سے ذوق نامرد مرد مرد جوان مرد بن گیا۔ لیکن سیماب کو صاف کرنا اس کے عیوب و نقائص دور کرنا اسے مشتہی اور قائم النار بنانا اور ان سب اعمال کے بعد اس کا کشتہ تیار کرنا کارے دارد۔ اس مطلب کے لئے کافی دولت اور محنت کی ضرورت ہے۔ لیکن جب اس قدر خرچ اور محنت کے بعد سیماب کا کشتہ تیار ہو جائے تو اس میں ذیل کی صفات پائی جاتی ہیں۔ منی بکثرت پیدا ہوتی ہے۔ استخوان بدن مضبوط اور ہلے ہوئے دانت مستحکم ہو جاتے ہیں۔ اعضائے رئیسہ میں طاقت آجاتی ہے۔ جذام۔ برص۔ سل۔ دق۔ نامردی جریان۔ استسقاء۔ صرع۔ سکتہ وغیرہ دفع ہو جاتے ہیں۔ قوت شباب عود کر آتی ہے۔ بصارت۔ سماعت اور حواس خمسہ میں ترقی ہوتی ہے۔ طبیعت میں بشاشت۔ بدن میں چستی و چالاکی۔ حواس باطنی میں تیزی اور عقل میں زیادتی ہوتی ہے۔ گھی دودھ اور دیگر مقوی غذائیں بکثرت ہضم ہوتی ہیں۔ خون خالص پیدا ہوتا ہے۔ حرارت غریزی کا انتعاش ہوتا ہے ÷

سیماب کے متعلق سب قسم کے اعمال کتب فن میں مشرح و مفصل طور پر موجود ہیں۔ طالب فن ادنےٰ کوشش سے ان پر آگاہی حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اس لئے کہ یہ مضمون ناقص نہ رہ جائے اور ناظرین میں بعض دل جلے اسے بخل یا اخفا پر محمول نہ کریں۔ اس جگہ اس کا کچھ نمونہ رکھ دیا جاتا ہے۔

درجہ اول سیماب کا صاف کرنا۔ اگرچہ سیماب کو صاف کرنے کے متعدد طریقے مشہور اور مستعمل ہیں لیکن ذیل کا طریقہ مجرب اور مستند ہے۔

(صفت) سیماب حسب ضرورت لیکر ہموزن گندھک کے ساتھ کھرل کریں تاکہ سیاہ کجلی بن جائے پھر شیرہ جل دھنیا سے چار پہر کھرل کر کے بذریعہ ڈورو جنتر تصعید کریں جو سیماب اوپر لگ جائے اسکو جدا کر کے اس کے ہموزن اور گندھک ملا کر شیرہ جل دھنیا سے کھرل کر کے بدستور جوہر اڑائیں۔ چھ بار کے عمل سحق و تصعید کے بعد سیماب کو ہموزن گندھک سے کجلی کر کے جل دھنیا کے عرق میں کھرل کریں۔ اور نرم آنچ پر پکائیں۔ شنگرف بن جائے گا۔ یہ عمل بھی چھ مرتبہ کریں۔ ہر مرتبہ شیشی توڑ کر دوا نکالیں اور جدید گندھک کا اضافہ کر کے عرق سے سحق کرنے کے بعد شیشی میں پکائیں۔ اس کے بعد شنگرف کو عرق لیموں سے سحق کر کے ڈورو جنتر میں تصعید کریں۔ اور سیماب کو جدا کرلیں۔ یہ سیماب تمام عیوب اور نقائص سے پاک صاف ہو جائیگا ÷

درجہ دوم سیماب کو مشتہی کرنا۔ سیماب کو مشتہی یعنی بھوکا کرنا ایک ضروری امر ہے۔ اس سے سیماب کا منہ کھل جاتا ہے اور وہ اپنی تاثیر پورے طور پر ظاہر کرتا ہے۔ جب تک سیماب مشتہی نہ ہو قائم النار نہیں ہو سکتا۔ یہ مختلف طریقوں سے مشتہی ہوتا ہے۔ ایک طریقہ حسب ذیل ہے:۔

ایک ڈبل اینٹ کے عین وسط میں ایک گہرا گڑھا گول کھودیں اور اسکے ارد گرد دو انگل اونچی دیوار کھریا مٹی کی بنا کر خشک کرلیں۔ پھر اس گڑھے میں سیماب ڈالکر اینٹ کو کوئلوں کی آگ پر رکھیں اور جب سیماب گرم ہو تو گندھک مصفےٰ کا سفوف تھوڑا تھوڑا اس پر ڈالتے جائیں اور جیسے جیسے گندھک جلتی جائے اُس کا فضلہ دور کرتے جائیں۔ اور سفوف ڈالتے جائیں۔ حتےٰ کہ چھ گنا گندھک خرچ ہو جب گندھک کی چٹکی ڈالیں تو اوپر ڈھکنا دیدیں تاکہ گندھک کے

بخارات سیماب پر اچھی طرح اثر کریں۔ چھ گنا گندھک پلانا اونے درجہ ہے۔ مگر دس دفعہ کر سکیں تو بہتر ہے۔ اگر سیماب شنگرف بن جائے تو بذریعہ تصعید اس کا جوہر اڑا لیں +

درجہ سوم۔ سیماب کو ابرک پلانا۔ سیماب کو ابرک پلانے سے اس کے خواص میں ہزار گنا ترقی ہوتی ہے اور کسی قدر قیام بھی آجاتا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ سیماب مشتی کے ہموزن ابرک سیاہ محلوب ملا کر سرکہ مقطر کے ساتھ صبح سے دوپہر تک کھرل کریں اور دوپہر سے شام تک اسے صرف دھوپ لگنے دیں تاکہ خشک ہو جائے۔ پھر اسے تصعید کریں دوسرے روز جدید ابرک محلوب کے ساتھ بدستور سحق و تصعید کریں۔ سات بار کے عمل سے کچھ سیماب تہ نشین ہو جائیگا۔ اور جو مصعد ہوگا۔ اس میں ابرک کی روح موجود ہوگی تہ نشین سیماب کو جدا کرنے کے لئے ابرک کو پھونک مار کر اڑا دیں۔ مصعد اور تہ نشین آپس میں ملائیں +

درجہ چہارم۔ سیماب کو قائم النار کرنا۔ سیماب بطریقہ سابقہ تیار شدہ لیکر تمام دن لانہ سجی کے پانی سے کھرل کریں۔ اور رات کو کڑاہی میں ڈال کر نیچے آگ جلائیں اور لانہ سجی کا چوبہ تمام رات دیتے رہیں۔ چالیس روز کے عمل سے سیماب قائم النار ہو جاتا ہے +

درجہ پنجم سیماب کو اکسیر بنانا اس مطلب کے واسطے پہلے گندھک کو قائم النار کریں۔ جس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ گندھک آملہ سار کو پوٹلی میں باندھکر بحساب فی تولہ ایک سیر آب گھیکوار میں معلق کر کے برتن کا منہ بند کرنے کے بعد پکائیں۔ جب پانی خشک ہو نکالیں اور پگھلا کر سات بار شیرہ لہسن میں سرد کریں۔ گندھک قائم ہو جائیگی۔

پھر سیماب قائم اور گندھک قائم ہموزن لیکر کھرل کریں تاکہ کجلی سیاہ بن جائے۔ اسے شیرہ کنوائی میں دوپہر کھرل کر کے خشک کریں اور گل حکمت شدہ شیشی میں بھر کر ریت کے درمیان برتن میں رکھکر اسکے نیچے پاؤ پہر آگ جلائیں۔ پہلی شیشی کا منہ کھلا رہے اسکے منہ میں روئی رکھدیں۔ جب تک روئی تر ہوتی رہے بدلتے رہیں۔ جب روئی کا تر ہونا موقوف ہو شیشی کا منہ کر دیں۔ آگ پہلے چار پہر نرم دوسرے چار پہر معتدل۔ تیسرے چار تیز جلائیں جب اچھی طرح سرد ہو جائے شیشی کو توڑ کر دوا نکالیں۔ اور پہلے وزن کے برابر گندھک قایم شامل کر کے شیرہ کنوائی سے کھرل کرنے کے بعد بدستور شیشی میں سولہ پہر کی آگ دیں۔ اسی طرح تیسری دفعہ باضافہ گندھک قایم بیس پہر کی آگ دیں۔ یہ عمل سات مرتبہ کریں۔ ہر دفعہ گندھک قایم بوزن مذکور کا اضافہ کرتے اور چار چار پہر آگ دینے کا عرصہ بڑھاتے جائیں۔ اکسیر کامل بن جائیگی

فوائد۔ اس کے کھانے سے بدن میں بے اندازہ طاقت پیدا ہوتی ہے۔ بھوک خوب بڑھتی ہے۔ امراض فساد خون دفع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً آتشک جذام۔ برص۔ خنازیر۔ ناصور۔ قروح بدن وغیرہ اسکی مداومت سے قوت باہ میں خوب ترقی ہوتی ہے۔ گھی۔ دودھ بکثرت ہضم ہوتے ہیں۔ قوت مردانگی تمام عمر رہتی ہے۔ بڑھاپا دور ہو جاتا ہے سفید بال سیاہ ہو کر کایا کلپ ہو جاتی ہے۔ دودھ کے متواتر استعمال سے بڈھا جوان ہو جاتا ہے۔ ایام استعمال دوا میں مقوی غذائیں زیادہ کھائیں۔ ترشی جماع۔ تمام ممنوعات اور مضعفات سے پرہیز کریں۔

خوراک دو چاول سے ایک رتی تک برگ پان پر لگا کر یا ادویہ مناسب کے ہمراہ استعمال کریں +

کایا کلپ کی پانچ اکسیریں

از جناب حکیم مولوی فضیل احمد صاحب رئیس بجنوری

اکسیر نمبر (۱) کایا کلپ

یہ نسخہ حضرت عم مکرم معظم مرحوم کی بیاض کی نقل ہے۔ نام نامی موصوف کا مولانا حکیم حافظ مظہر علی صاحب ہی جو حضرت جدی مولانا مفتی محمد سعد اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بھانجے اور انہیں کے شاگرد تھے اور ایک مدت ریاست اندور میں بعہدہ افسر الاطبا مامور رہے اور وہیں ۱۳۰۲ھ میں انتقال ہوا۔ بعد کو انہیں کی جگہ پر حکیم اعظم خانصاحب کا تقرر ہوا عبارت نسخہ بعینہٖ فارسی الفاظ میں نقل کی جاتی ہی:-

دوائیکہ بچشم و دیدہ نوشتہ شد بے شبہ موئے سفید را بعد ششماہ سیاہ مے گرداند و بعد ہر نوع در بدن نمے ماند و قوت جوانی از سر نو پیدا مے شود لیکن تا یک سال مع پرہیز خوردہ شود کہ سوائے گوشت بز یا مرغ یا کبوتر یا قاز و کلنگ و آہو و بٹیر و تیتر و لوہ و لٹورہ و سرخاب و مرغابی از دیگر گوشت احتیاط کند و ہرگز نخورد و از جنس غلہ دال نخود و موٹھ و مونگ و گندم با روغن زرد بسیار خورد و از بقولات سوائے میتھی دیگر نخورد و از شیرینی سوائے قند سفید و جلیبی دیگر نخورد و دیگر آنچہ در دنیا است بر خود تا خوردن ایں دوا حلال نداند و ہرگز نخورد دوائے اینست مغز مال کنگنی تازہ از پوست صاف و پاکیزہ نماید و در بوتل یا خریطہ نگہدارد۔ روز اول سہ دانہ سالم (معلق)، با قدرے آب تازہ بحلق فرو برد۔ بروز دوم چہار دانہ۔ روز سوم پنج دانہ بخورد تا سیزدہ دانہ رساند بعد ازاں بر سیزدہ مداومت دارد تا یکسال ہمیں نہج و از عورت دور باشند و الا تمامی محنت بر باد خواہد رفت بعد مدت مذکور تمام عمر مشغول شود۔ انشاء اللہ احتیاج دوائے دیگر نخواہد شد اگرچہ ایں عمل قابل نوشتن در سفینہ نہ بود قابل یادداشتن در سینہ بود چونکہ زندگانی ایں عالم فانی را اعتبار نیست برائے فوائد دیگراں کہ محتاج دوا مے شوند نوشتہ شد الٰہی نافع باد - ۱۲

نوٹ:- غیر مسلم لوگ بجائے گوشت دال نخود گھی وغیرہ کھایا کریں +

اکسیر کایا کلپ نمبر (۲)

جو راقم کو سفر میں الور کے اطراف کے ایک کہنہ مشق معمر خاندانی طبیب سے ملا جس کو وہ خود استعمال کیا کرتے تھے۔ عمران کی نوے سے متجاوز تھی لیکن مشکل سے پچاس کا اندازہ کیا جاتا تھا۔ آدھے سے زیادہ بال سیاہ تھے۔ لحیم شحیم۔ سُرخ و سفید بنے ہوئے تھے ضعف کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا تھا۔ راقم نے بھی ایک مرتبہ بنوا کر ایک ماہ سرما میں کھایا، بہت فائدہ ہوا۔ چار سال ہوئے اب تک اثر باقی ہے، پھر بنوانے کا موقع اس لئے نہ ہوا کہ سیاہ گاؤ کا روغن معتبر دستیاب نہ ہوا اور جس وقت ملا سُستی سے بنایا نہیں۔ یہ نسخہ پہلے نسخہ سے متقارب اور آسان ہی۔ اس لئے کہ پرہیز کچھ نہیں -

(صفتہ) روغن مال کنگنی خالص ۳ تولہ۔ شہد خالص ۳ تولہ۔ روغن گاؤ سیاہ رنگ تازہ ۳ تولہ کھرل میں ڈال کر ایک پہر کھرل کریں۔ پھر برنی یعنی چینی کے برتن (مرتبان) میں بھر کر منہ کو لاکھ سے بند کر کے ایک مٹکے میں جس میں شالی بھری ہو درمیان میں رکھ دیں۔ بعد چھ ماہ نکال کر ۲ رتی روز صبح کو ملائی میں کھایا کریں۔ ہر سال سرما میں تین ماہ کھایا کریں۔ نہایت مقوی باہ بھی ہے۔ بال سفید سیاہ ہو جائیں گے۔ دودھ گھی زیادہ کھائیں۔ پرہیز کچھ نہیں +

کایا کلپ مجرب نمبر (۳)

اس نسخہ کو راقم نے چند جگہ آزمایا جس کو بلا پرہیز ایک سال متواتر استعمال سے تمام قوتیں لوٹ آتی ہیں۔ بال سفید شدہ گر کر سیاہ نکلتے ہیں۔ روشنی چشم

زیادہ ہوتی ہے ۔قوت باہ اور امساک بے غایت ہوتا ہے اور
تمام قسم کے امراض جلدی و دموی ۔بلغمی ،صفراوی ،سوداوی
دور ہوتے ہیں ۔بدن روشن اور صاف ہوکر ہر قسم کی کدورات
سے پاک ہوتا ہے ۔عقل ذہن ۔حافظہ درست ہو جاتے ہیں
نزلہ اور امراض چشم کو ہمیشہ کو امن ہوتا ہے دوا یہ ہے :۔
(صفت) ایک عدد ہلیلہ زرد متوسط لے کر دو ٹکڑے
کرکے مع تخم ایک چھوٹی پیالی چینی میں اسقدر پانی میں بھگوئیں
کہ بعد پھولنے کے بھی نصف انگشت پانی اوپر رہے ۔بعد ۲۴
گھنٹہ کے صبح نہار منہ تخم کو پھینک دیں ۔اور ہلیلہ کو خوب
چبا کر کھالیں ۔اوپر سے جو زلال اس کا ہو پئیں ۔پھر اسی طرح
دوسرے روز کے لئے دوسری ہلیلہ کو بھگو دیں ۔غرض اسی
سلسلہ سے ایک سال ختم کریں ۔صرف دودھ ۔گھی کا استعمال
زیادہ کریں ۔یہ نسخہ بھی مفرد ہے اور صرف ایک مرتبہ عمر میں کھانا
کافی ہے ۔پرہیز مطلق نہیں ۔البتہ زیادہ مرچ اور زیادہ
کھٹائی نہ کھائے ۔واقع ہی اس سے سہل تر نسخہ اور کیا ہو سکتا
ہے +

کایا کلپ نمبر (۴)

منڈی بوٹی جس قدر مفید ہے اسی قدر عام
بھی ہے ۔اگرچہ ان کی قسم خورد اپنے اثرات کے لحاظ سے نہایت
قوی شمار کی جاتی ہے لیکن قسم کلاں بھی فوائد کے لحاظ سے کچھ
کم نہیں ۔ہندی طبیب تو اسکی تعریف میں رطب اللسان ہیں ہی
لیکن بعض اسلامی تاریخی روایات بھی اس کی نفع رسانیوں
کے تذکرہ سے لبریز ہیں ۔طبی کتابوں میں اس کے بہت سے
ایسے نسخے درج ہیں جن میں اس بوٹی کے بعض ایسے خواص
بیان کئے گئے ہیں کہ عقل سلیم انہیں تسلیم نہیں کرتی بہرحال
کچھ بھی ہو اس سے منڈی جیسی عام چیز کی غیر معمولی منفعتوں
کا ثبوت ضرور ملتا ہے ۔میں اس قسم کے نسخوں کو نظر انداز کرتے
ہوئے یہاں چند ایسے نسخے حوالہ قلم کرتا ہوں جو خود میرے
تجربہ میں آچکے ہیں ۔یا جن کی صحت کی معتبر شہادتیں موجود ہیں

(۱) عرق منڈی (صفت) گل منڈی ۱۵ حصہ۔
گل سرخ تر و تازہ ۱۰ حصہ ۔آب تازہ ۲۰ حصے ۔قرع انبیق میں
عرق کشید کریں اور ۳ مثقال (۱۳ ماشہ) یا ۵ مثقال (۱تولہ
۱۰ ماشہ) سے شروع کرکے روزانہ ۹ ماشہ بڑھاتے رہیں جس
مقدار پر فائدہ معلوم ہو۔اس مقدار پر کچھ مدت مداومت کریں
جب مرض کم ہونے لگے ۔ساڑھے چار ماشہ روزانہ کم کرتے
جائیں ۔یہاں تک کہ ساڑھے تیرہ ماشہ تک روزانہ پہونچ
جائیں ۔پھر چند روز استعمال کرکے چھوڑ دیں +
فوائد ۔جملہ امراض سوداوی ،صفراوی وبلغمی کو
مفید ہے ۔جلدی بیماریوں کو بھی نافع ہے ۔مجرب راقم ہے ۔
ترش اشیاء ،دودھ ،غلیظ غذاؤں مثل لحم بقر ترکاریوں
اور حرکات نفسانی ۔جماع و حمام سے پرہیز کریں ۔سرد پانی
نہ پئیں ۔جہاں تک ممکن ہو نیم گرم پانی پئیں ۔نمک مرچ جس
قدر کم استعمال کریں اتنا ہی اچھا ہے ۔غذا میں مرغن اور
لطیف کھائیں +

(۲) حلوائے منڈی (صفت) منڈی کا درخت
پختگی کو پہنچ جائے اور پھل پھول آجائیں تو خشک ہونے
سے قبل مع بیخ و شاخ و برگ و گل و بار کو بالسالم پودا اکھاڑ کر
سایہ میں سکھالیں ۔اور سفوف بنالیں پھر یہ سفوف ۔میدہ
روغن گاؤ اور شکر چاروں چیزیں ہموزن لے کر حلوا بنائیں ۔
اور بقدر برداشت طبیعت ۲½ تولہ سے ۵ تولہ تک ایک چلہ
کھائیں ۔موسم کی کوئی قید نہیں +
فوائد ۔یہ حلوا جوانی کو برقرار رکھتا ہے ۔سیاہ بالوں کو
سیاہ کرتا ۔بدن کو موٹا کرتا ۔قوت باہ کو زیادہ کرتا ہے ۔پرہیز
بشرح نسخہ اول مگر گائے کا دودھ پی سکتے ہیں ۔راقم کا
مجرب ہے +

(۳) سفوف منڈی (صفت) منڈی کا سفوف
حسب ترکیب مندرجہ نسخہ نمبر ۲ کرکے روزانہ ایک کف
دست ہمراہ شیر گاؤ ۔چالیس روز تک استعمال کریں تو اس

سے بھی وہی فوائد حاصل ہوتے ہیں جو اوپر بیان کئے گئے ہیں

(۴) **سفوف گل منڈی** (صفت) گل منڈی ۶ ماشہ سفوف کرکے ہمراہ دودھ چالیس دن تک کھائیں تو بال سفید نہ ہونگے۔ مجرب راقم ہے مگر زیادہ دنوں تک کم سے کم چھ ماہ استعمال کریں +

(۵) **سفوف منڈی** (صفت) درخت منڈی پکنے سے قبل اور پھول نکلنے سے پہلے مع بیخ اکھاڑ کر سایہ میں خشک کرکے سفوف بنائیں۔ اور ہموزن شہد و روغن گاؤ میں ملاکر تین مثقال یعنی ۱۲ ماشہ روزانہ مع پرہیز مذکور نسخہ اول کھائیں +

فوائد۔ بالوں کی سیاہی قائم رکھتا ہے اور تمام قویٰ حیوانی و نفسانی قایم و دایم رہیں۔ مجرب راقم ہے۔

(۶) ایک کلی منڈی کی تر و تازہ نہار منہ سالم بغیر پانی کے نگلیں۔

فوائد۔ اگر ایک کلی نگلیں تو ایک سال تک اگر دو نگلیں تو دو سال تک غرض جتنی نگلیں اتنے سال تک آنکھوں کی جملہ بیماریوں سے امن رہے۔ مجرب ہے۔

(۷) **عرق منڈی** (صفت) درخت منڈی تر و تازہ پختہ کا عرق نکال کر برابر گھی میں ملاکر پکائیں کہ پانی خشک ہو جائے اور اس گھی سے ایک تولہ روزانہ کسی حلوے میں ملاکر کھایا کریں۔

فوائد۔ جوانی برقرار رہے۔ بال کبھی سفید نہوں پرہیز کچھ نہیں۔ مجرب راقم اور صحیح ہے۔

(۸) **گلقند منڈی** (صفت) گل منڈی تازہ ۱ حصہ۔ بتاشہ ۲ حصہ۔ دونوں کو خوب مل کر مرتبان میں رکھیں اور تین ہفتہ تک دھوپ دیں۔ ایک تولہ صبح کھایا کریں +

فوائد۔ روشنی چشم اور دماغ کو بے حد نافع ہے۔ بال سفید گر کر سیاہ نکلیں۔ جوانی عود کر آئے لیکن چھ ماہ متواتر استعمال چاہیئے مجرب ہے +

(۹) **سفوف منڈی** (صفت) بیخ منڈی کو اکھاڑ کر سایہ میں خشک کرکے سفوف بناکر ۷ ماشہ ایک سال تک کھائیں۔

فوائد۔ بال عمر بھر سفید نہ ہوں۔ یہ نسخہ بھی مجرب خاندان راقم ہے۔

(۱۰) **سفوف بیخ منڈی** (صفت) بیخ منڈی کا سفوف بناکر دو چند مصری ملاکر ۶ ماشہ روزانہ صبح ۳ ہفتہ تک کھائیں +

فوائد۔ کیسے ہی امراض چشم میں مبتلا ہوں ہمیشہ کو امن ہو جائے۔ پرہیز۔ ترشی۔ بادی اور سرخ مرچ سے ضروری ہے۔ مجرب راقم ہے۔

(۱۱) **روغن منڈی** (صفت) بیخ منڈی کو شگفتہ کرکے منڈی کے درخت کے پانی میں تر کرکے خشک کریں پھر روغن چنبیلی اعلیٰ سے چرب کرکے شیشی یا ہانڈی میں بھر کر بطور پتال جنتر روغن مقطر کریں +

فوائد۔ روزانہ ایک دانگ (پونے چار رتی) ہمراہ پان کھایا کریں۔ تمام ارواح و قویٰ اور جوانی برقرار رہے۔ بال سفید نہ ہوں۔ قوت باہ بے انتہا پیدا ہو۔ امراض رطبہ بلغمی اور سوداوی دور ہوں۔ بدن کندن کی طرح ہو جائے مجرب ہے۔

(۱۲) **روغن منڈی** (صفت) درخت تازہ منڈی کو بعد پکنے کے مع برگ و شاخ۔ بیخ۔ پھل اکھاڑ کر کوٹ کر عرق نکال لیں۔ چار حصہ یہ عرق روغن کنجد ایک حصہ ملاکر نہایت ملائم آگ پر پکائیں۔ حتیٰ کہ روغن رہ جائے۔ پھر روغن صاف کرکے روزانہ ۵ ماشہ ۴۰ روز تک صبح کو بالائی یا حلوہ میں کھایا کریں۔ ترشی بادی اشیا سے نیز جماع سے پرہیز کریں +

فوائد۔ بے حد مقوی باہ ہے۔ نیز بالوں کی سیاہی قائم رکھتا ہے +

(۱۳) عرق منڈی (صفت) منڈی ۱ حصہ پانی ۲ حصے حسب دستور عرق کشید کریں اور ایک بوتل میں سُرمہ اصفہانی ۲ تولہ کھرل کرکے خشک کرکے سرمہ بناکر استعمال کریں۔

فوائد۔ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔

(۱۴) عطر منڈی یا روح منڈی (صفت) جب منڈی پھل وغیرہ آکر پک جائے۔ تو صبح قبل طلوع آفتاب اس طرح مع بیخ اکھاڑیں کہ شبنم بھی اس کی زمین پر گرنے نہ پائے۔ فوراً بھبکہ میں ڈالیں اور پانی منڈی سے دو چند ڈالیں اور عرق کھینچیں۔ اِس عرق کو کسی برتن میں رکھ کر عرق کے اوپر سے چکنائی کے تلملے اٹھالیں۔ پھر اس عرق کو بھبکہ میں ڈال دیں۔ دوسرے دن صبح کو اسی طرح اور منڈی بھبکہ میں ڈالکر جس قدر پانی کی کمی ہو اضافہ کرکے عرق کھینچیں اور تلملے چکنائی کے نکال کر جمع کریں۔ اسی طرح روزانہ یہی عمل جاری رکھیں۔ چند مرتبہ کے تکرار عمل سے تھوڑا تھوڑا ہوکر عطرِ منڈی یا روح تولہ یا زیادہ جمع ہوجائے گا۔ یہ عطر نہایت قیمتی اور عزیز الوجود شئے ہے۔ میرے ایک طبیب دوست ہمیشہ اسکو بنایا کرتے تھے اور امرا اور نوابوں کے ہاتھ ساٹھ رُوپیہ تولہ فروخت کیا کرتے تھے۔ خوشبو میں عطر اگر وگلاب سے کم نہیں ہوتا تھا۔ مگر موسم کے سوا نہیں بن سکتا۔ ایک مرتبہ راقم نے بھی بنایا تھا۔

فوائد۔ اِس کا استعمال بقدر ایک قطرہ بتاشہ میں روزانہ کرتے رہیں تو بڑھاپا قریب نہ آئے۔ تمام قوتیں برقرار رہیں۔ فقط چالیس روز کے استعمال سے کہنہ سے کہنہ امراض سوداوی مثل آتشک۔ دنبل۔ بثور داد کھجلی باقی رہے۔ اشتہائے طعام وباہ بے انتہا پیدا ہو۔ ابتدائے جذام تک دور ہوجائے۔

(۱۵) عرق منڈی (صفت) منڈی معہ برگ و بیخ ۵ سیر بادیان ایک سیر بھنگرا مع برگ وگل و بیخ و شاخ ایک سیر۔ دارچینی ۱۴ ماشہ۔ الائچی سفید ۱۴ ماشہ جوزبوا ۱۴ ماشہ۔ زنجبیل ۱۴ ماشہ اجوائن ۱۴ ماشہ قرنفل ۱۴ ماشہ رات کو آب تازہ ۱۵ سیر میں تر کرکے صبح ۵ بار عرق کشید کریں روزانہ ۵ تولہ پیا کریں۔

فوائد۔ یہ نسخہ عبدالعلیم مولانا نصراللہ خاں صاحب خورجوی مرحوم کا ۲۲ سال سے راقم کے تجربہ میں ہے۔ در اصل کایاکلپ ہے۔ میرا اذعان ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ہمیشہ اس کا استعمال جاری رکھے گا۔ تو کایاکلپ کا کام دیگا علاوہ بریں مقوی معدہ وباہ۔ محافظ شباب۔ فالج لقوہ۔ اور نسیان کو مفید ہے۔

(۱۶) چربہ منڈی (صفت) منڈی کو مع شاخ و بیخ اکھاڑیں اور قدرے پانی کا چھینٹا دے کر خوب ترکریں پھر ہاتھوں پر روغن یاسمین اعلےٰ ملکر منڈی کو خوب چرب کریں۔ اور بذریعہ پتال جنتر روغن نکالیں۔ ۲ ٹانک روزانہ قبل ناشتہ ۱۴ روز تک کھایا کریں۔ اور جماع سے پرہیز کریں۔ بعد ختم قدرت الٰہی کا مشاہدہ کریں۔ مجرب ہے۔

(۱۷) ترکیب استعمال منڈی - موافق موسم تاایک سال روزانہ صبح ہمراہ بدرقہ مختلف:۔

ساون بھادوں منڈی ۴ ماشہ روغن گاؤ ۹ ماشہ۔ جیٹھ بیساکھ منڈی ۴ ماشہ۔ شہد ۹ ماشہ۔ جیٹھ۔ اساڑھ منڈی ۴ ماشہ شکر ۹ ماشہ۔ ماگھ۔ پھاگن منڈی ۴ ماشہ کانجی ۵ تولہ۔ کنوار کاتک منڈی ۴ ماشہ۔ شیرگاؤ ۔ بار۔ اگہن پوس منڈی ۴ ماشہ۔ دوغ۔ بار بدرقہائے مذکور کے ساتھ اگر ایک سال تک استعمال کرے تو انشاء اللہ ساری عمر میں عمر سیاہ بال سفید نہ ہوں گے۔

کایاکلپ نمبر ۵

خواہ ہلیلہ سیاہ ہو یا زرد یا کابلی یا مجموعہ ترپھلہ (ہلیلہ زرد۔ آملہ مقشر۔ بلیلہ) سب ہلیلجات کے خواص جو

سالہا سال سے مشاہدہ میں آئے۔ اور تجربہ ہوئے۔ نیز معائنہ کتب طبیہ ودینیہ سے معلوم ہوئے۔ قریب قریب یکساں ہیں۔ البتہ تراکیب مختلف ہیں۔ ان میں سے ہلیلہ سیاہ بہت عظیم المرتبت اور رفیع البرکت شے ہے۔ اور جنت کی چیزوں سے ہے۔ جو چیز جنت سے ہوگی ضرور اس میں شفا امراض عام اور برکت ظاہری و باطنی مستودع ہوگی۔

بہر حال سب سے پہلے ہلیلہ کے اقسام و اسمار و ماہیت طبیعت و افعال مختصراً لکھے جاتے ہیں۔ اس کے بعد خاص تراکیب کایاکلپ عرض کروں گا۔

ماہیت۔ ہلیلہ باقسامہا ایک پھل درخت ہندی ہے۔ پتے باریک لانبے۔ ہلیلہ سیاہ خام پھل ہے۔ اگر بقدر دانہ مویز ہو مویزی۔ ہلیلہ سیاہ۔ ہلیلہ زنگی۔ ہلیلہ ہندی ہلیلہ اسود۔ کالی ہڑ۔ سب اس کے نام ہیں۔ اور جو بقدر دانہ جو ہو ہلیلہ جوی اور اگر بقدر دانہ زیرہ ہو ہلیلہ زیری کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ ہلیلہ سیاہ باقسامہا ایک گٹھلی نہیں رکھتی +

(۲) ہلیلہ زرد متوسط جو پکنے سے قبل لیا جائے جسکو ہلیلہ اصفر کہتے ہیں۔

(۳) ہلیلہ کابلی بڑا اور موٹا خوب پختہ زرد مائل بسرخی ہوتا ہے۔

(۴) ہلیلہ چینی سبز رنگ مائل بزردی ہلیلہ زرد کے قریب اور پکنے سے کچھ قریب جو پورا پکا نہ ہو حاصل کیا جائے اس پر بولا جاتا ہے عربی میں سب اقسام کو ہلیلج اور اہلیلج کہتے ہیں۔ یہ سب اقسام بعد تحقیق کتب و معائنہ عینی ایک ہی درخت کے پھل ہیں۔ شروع سے پکنے تک مختلف اشکال پیدا ہو کر الگ الگ ناموں سے موسوم ہو گئے۔ مگر خواص و فوائد متقارب ہیں۔

منبت۔ اس کی جائے پیدائش دکن، گجرات۔ بنارس۔ بنگال ہے۔ سب میں قوی اور بہتر گجراتی ہے۔ بعدہٗ بنارسی جس میں ریشہ نہیں ہوتا۔ باقی مقامات کے ریشہ دار ضعیف الفعل ہیں۔ ہلیلہ پختہ کو کابلی اس لئے کہتے ہیں کہ ہندوستان سے براہ کابل۔ ایران و توران و خراسان کو تجارے جاتے تھے۔ ورنہ کابل میں اس کی پیدائش نہیں ہوتی۔

طبیعت مجموع اقسام کی طبیعت سرد درجہ اول خشک درجہ دوم میں ہے۔

جملہ اقسام ہلیلجات مصفی اخلاط و فساد خون و جملہ اقسام بثور و دمامیل و امراض سوداوی کو مفید بلکہ اکسیر عظیم ہیں۔ بعض قسم ہلیلہ بعض امراض کے لئے خاص ہیں مثلاً ہلیلہ سیاہ ہمراہ ادویہ مسہلہ سودا و بلغم امراض سودا و بلغمی کو اور ہلیلہ کابلی ہمراہ مصفیات خون کی خرابی والی بیماریوں کو ہلیلہ زرد ہمراہ آب معصورہ انار شیریں اسہال صفرا کو مفید ہے۔ وقس علی ہذا۔

سب ہلیلجات میں بہتر اور قوی الفعل ہلیلہ کابلی زرد مائل بسرخی بڑا پر مغز و بے ریشہ ہے جو پرانہ اور فاسد نہ ہو۔ صاحب مخزن نے ایک روایت حضرت علی بن امام موسیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے جو ائمہ دوازدہ اور اہلبیت نبوت سے اور ہمعصر خلیفہ مامون الرشید ہیں، فرماتے ہیں کہ سنا میں نے حضرت موسیٰ ابن جعفر رضی اللہ عنہ سے کہ شکایت کی آپ سے لوگوں نے امراض (مختلفہ راقم) کی۔ پس اطبا آئے آپ کے پاس اور بیان کیا کہ آپ لئے عجائب ادویہ سے۔ پھر فرمایا حضرت امام موصوف نے این یذہب بکم الا الہلیلج الخ کیوں تمہاری نظر سے جاتے رہے فواید ہلیلہ کے اور کیوں اکتفا نہیں کرتے۔ ہڑ کے استعمال پر کہ ہڑ اور سونف اور شکر سب کا ساوی سفوف بنائیں اور ایک تولہ کہائیں۔

یادداشت۔ خوراک کا وزن اصل میں نہیں مناسب حال مریض بہ تجویز طبیب کم و بیش

ہوسکتا ہے ۔ (راقم)

شروع گرمیوں سے ہر مہینے پے درپے تین دن کھایا کریں۔ اور جاڑوں کے موسم میں بجائے سونف کے مصطگی کریں اور اسی طرح تین مہینے پے درپے ہر ماہ کی ابتدا، پر تین تین دن کھایا کریں۔ پس بتحقیق مریض نہ ہوں گے کسی مرض سے بجز مرض موت سے۔

اِنتباہ۔ نسخہ میں کسی قسم ہلیلہ کا یقین نہیں ہے مگر راقم کے نزدیک اس جگہ ہلیلہ زرد زیادہ انسب ہے، واللہ اعلم۔

طریق استعمال ہلیلہ سیاہ مع فوائد

یہ نسخہ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرالعزیز کی طرف منسوب ہے۔ بلفظہٖ جس کو بعض قلمی کہنہ بیاضوں میں پایا نقل کیا جاتا ہے:۔

ہرکہ ہلیلہ سیاہ بدین ترکیب خورد۔ دراول ماہ سستی اندام دفع شود۔ دوم ماہ علت در وجود نماند۔ سوم ماہ چشم روشن شود۔ چہارم ماہ سستی ازدل بردد۔ پنجم ماہ دماغ روشن شود۔ ششم ماہ قوت زیادہ شود۔ ہفتم ماہ فراست و تیزی ذہن پیدا شود۔ ہشتم ماہِ حافظہ زیادہ شود۔ نہم ماہ ستارگان درروز بیند۔ دہم ماہ موئے سفید سیاہ شوند۔ یازدہم ماہ بر علم اسرار مطلع شود با ملائک ہمکلام شود۔ دوازدہم ماہ علم غیب مکشوف کردد۔

نام ہندی ماہ	ہلیلہ سیاہ کوفتہ	بدرقہ مناسب موسم	وزن خوراک
جیٹھ اساڑھ	چار ماشہ	قند سیاہ چار ماشہ	۸ ماشہ
ساون بھادوں	〃	نمک لاہوری کوفتہ ایکماشہ	۵ 〃
کنوار کاتک	〃	نبات سفید ۴ ماشہ	۸ 〃
پھاگن پوس	〃	زنجبیل کوفتہ ایک ماشہ	۵ 〃
ماگھ پھاگن	〃	فلفل دراز کوفتہ 〃	۵ 〃
جیٹھ بیساکھ	〃	عسل خالص ۴ ماشہ	۸ 〃

ہرکہ یکسال بلاناغہ موافق ترکیب مذکور خورد موئے سفید سیاہ شوند و ہیچ علت در وجود باقی نماند در روز ستارہ بیند۔ فربہی و قوت لاانتہا پیدا گردد و جوانی از سر نو حاصل آید شکن بشرہ دور گردد و چہرہ سرخ و منور گردد اگرچہ ترکیب کلیا کلپ ہے۔ مگر ناقلین نسخہ نے بعض باتوں میں معلوم ہوتا ہے کہ ضرور مبالغہ سے کام لیا ہے (راقم)

اسی طور سے فوائد و طریق استعمال حکمائے ہند سے بھی منقول ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ نسخہ ہذا میں صرف ہلیلہ سیاہ ہے۔ اور حکماء ہند کی تجویز میں ترپھلہ (ہڑ زرد بہیڑا۔ آنولہ) ہے۔ راقم کے تجربہ و مشاہدہ میں نسخہ مذکورہ زیادہ افضل ہے۔ نیز راقم کے نزدیک ایک دوسری ترکیب اس نسخہ مذکورہ سے زیادہ بہتر اور معمول ہے۔ اور سب سے زیادہ انفع ثابت ہوئی۔ اس میں بھی زیادہ فرق نہیں۔ صرف اسقدر ضرور فرق ہے۔ نسخہ مذکور میں ہندی شہور کا حساب ہے، اور نسخہ ذیل میں حساب شمسی ہے جو صحیح ہے باقی دونوں نسخوں میں پرہیز مطلق نہیں۔ جس وقت چاہیں شروع کردیں۔ جب سال پورا ہو ختم کردیں +

ماہائے شہور شمسی	ہلیلہ سیاہ کوفتہ	بدرقہ مناسب موسم	مقدار خوراک
جنوری فروری	۰ مار	دار فلفل کوفتہ مار	۵ ماشہ
مارچ اپریل	۰ مار	شہد ۰ مار	۸ 〃
مئی جون	۰ مار	قند سیاہ ۰ مار	۶ 〃
جولائی اگست	۰ مار	نمک سیاہ کوفتہ ۰ مار	۵ 〃
ستمبر اکتوبر	۰ مار	مصری کوفتہ ۰ مار	۸ 〃
نومبر دسمبر	مار	زنجبیل کوفتہ ۰ مار	۵ 〃

اس نسخہ کے بموجب موافق بدرقہ موسمی مذکور حسب حال مریض دیتے رہیئے۔ انشاء اللہ سب مریضوں کو فائدہ ہوگا اور بڑی حد تک کامیابی حاصل ہوگی۔ راقم نے ایکسال پورا مریضوں کو دیکر تجربہ حاصل کیا ہے بفضلہٖ تعالیٰ سب کو فائدہ ہوا۔ اسکے بعد پھر اس سلسلہ کو نہ چلایا مشاہدہ و تجربہ ذاتی متعلق نسخہ ہذا عرصہ ۵ سال ہوا۔ راقم کو نزلہ اور ضعف دماغ

کی شکایت تھی اور اہلیہ کو چند سال سے آشوب چشم ہر تبدیل موسم پر ہو جاتی تھی اور امتداد ہو جاتا تھا اور درد سر و قبض لازم رہتا تھا۔ میرا مشورہ ہوا کہ ہم تم دونوں اسی نسخہ کے مطابق ہلیہ سیاہ کھانا شروع کریں۔ چنانچہ شروع جنوری سے کھانا شروع کیا۔ ڈھائی ہی ماہ کھانے کی نوبت آئی تھی کہ رمضان شریف آگئے۔ رمضان میں روزوں کی وجہ سے شام یا سحر کو کھانا کسی طرح طبیعت نے گوارا نہ کیا چھوڑ دیا لیکن اتنی قلیل مدت کے استعمال سے نزلہ جاتا رہا۔ بھوک بڑھ گئی۔ خوراک زیادہ ہو گئی۔ وزن تول میں ۸ رطل زیادہ ہو گیا نگاہ میں روشنی۔ دماغ میں قوت۔ باہ اور امساک میں طبعی طور سے زیادتی پیدا ہو گئی اور اہلیہ کو امراض چشم تا ایں دم کوئی نہیں ہوئے۔ ضعف کمزوری جاتی رہی خوراک میں اضافہ ہو گیا۔ دوسرا مشاہدہ جے پور کے علاقہ آمیر میں جناب مہتاب خانصاحب سلمہ ناظم تھے اور راقم کے دوست اور مستعالج بھی تھے۔ راقم کے جے پور پہنچنے سے قبل کسی طبیب کے مشورہ سے ہلیلہ سیاہ کا استعمال کیا اور پورا سال ختم کیا جس سے ان کی تمام قوتیں درست اور صحیح مثل نوجوان کی ہو گئیں۔ حالانکہ عمر ۶۵ سال تھی۔ نو عمر سے نکاح کیا کئی اولادیں پیدا ہوئیں۔ انہوں نے دوسرا دورہ ہلیلہ کے استعمال شروع کرنا چاہا۔ راقم سے مشورہ کیا اور کہا کہ خشکی پیدا ہوتی ہے۔ راقم نے مشورہ دیا کہ اب کے بار ہلیلہ کو ہفتہ کو دسویں حصہ روغن بادام سے چرب کر لیں۔ بس انہوں نے اسی ترکیب سے شروع کیا بہت فائدہ ہوا خشکی بھی نہ ہونے پائی ایک اور ترکیب استعمال بھی ہلیلہ کی لکھی جاتی ہے۔ ضرور کارگر ہے۔ مگر خطرہ سے خالی نہیں۔ جس کا آخر میں اظہار کیا جائیگا واقعہ یعنی حافظ محمد شاہ خاں مرحوم سابق امام جامع مسجد رامپور نے خود کھایا تھا ان کی عمر کا اندازہ ۵۰ کا کیا جاتا لیکن درحقیقت عمر ۷۰ سال کی تھی وہ مجھکو بتاتے تھے کہ جب سے میں نے اس ترکیب سے ہلیلہ سیاہ کو کھایا میری تندرستی

قائم ہو گئی اور تمام قوتیں درست ہو گئیں۔ وہ یہ ہے کہ ہلیلہ خورد جسکو جواہر کہتے ہیں ایک عدد سے شروع کریں اور ایک ایک روز بڑھاتے جائیں۔ جب ۴۰ عدد ہو جائیں تو ایک روز کم کریں جب ایک پر پہنچیں چھوڑ دیں۔ یہ اسی دن ہو لیکن اس ترکیب میں جو خطرہ ہے اور بعض واقعات مہلک پیش آئے ہیں۔ اور اس طرح سے سالم کھانے والے کسی علاج سے درست نہ ہو سکے اور جان بحق تسلیم ہو گئے۔ وہ یہ ہے کہ بعض نازک مزاجوں میں بوجہ خشکی معدہ و امعاء ہلیلہ سالم شکم میں پھولتی رہتی ہیں اور براز میں دفع نہیں ہوتیں اور مجتمع ہوتی رہتی ہیں۔ ایسی صورت میں قولنج اور استسقاء واقع ہو سکتا ہے اور ایسا ہونا قیاساً مستبعد نہیں اور اپریشن سے خطرۂ ہلاکت ضرور ہے۔

تخم حلبہ

(۱) ایک من عمدہ بھلانوہ لیکر باریک صاف کریں اور ساون بھادوں میں دس بسوہ زمین میں بطور کھاد ڈالکر رقبہ زمین کی اسطرح حد بندی کریں کہ بارش کا پانی باہر نہ نکلے اسکے بعد حسب دستور دو تین بار ہل چلوا کر تخم حلبہ (میتھی) ماہ کاتک میں بوئیں جب ساگ نکلے تو اسکو پکا کر گیہوں کی روٹی کے ہمراہ کھائیں۔ گھی اور روغنیات کی کثرت کریں۔ نمک سے پرہیز کریں تین ماہ میں اثرات ظہور پذیر ہونگے۔ بہتر یہ ہے کہ طبیب حاذق سے مشورہ کرتے رہیں اغلب ہے کہ عود قوت کے علاوہ بال بھی سیاہ ہونگے۔

(۲)

سنکھیا بوری ایکتولہ لیکر پانی میں حل کریں پھر اسمیں ایکتولہ تخم حلبہ عمدہ بھگو دیں کہ پانی بالکل خشک ہو جائے۔ یہ عمل تین بار کریں اسکے بعد یہ تخم بوئیں ساگ نکلنے پر قیمہ میں پکائیں اور کھائیں چند روز میں کیفیت معلوم ہوگی۔ ساگ کی مقدار حسب برداشت ہونی چاہئے اول چار پانچ پتوں سے شروع کریں دوران استعمال گھی دودھ وغیرہ

کشتہ طلاء شباب آور

جس طرح سونا تمام دوسری دہاتوں سے افضل و اعلےٰ سمجھا جاتا ہے اسیطرح فوائد و منافع کے لحاظ سے بھی اس کا پایہ بہت بلند ہے یہ مختلف امراض میں برتا جاتا اور مفید ثابت ہوتا ہے تندرستی کے قیام اور اعادۂ شباب میں بھی اسے خاص دخل ہے چہرے کو خوبصورت بناتا۔ بدن میں طاقت و توانائی پیدا کرتا اور حرارت غریزی کو ابھارتا ہے، اگر کشتہ طلاکا باقاعدہ کچھ دنوں استعمال کیا جائے تو انسان عمر طبعی کو پہنچ سکتا ہے۔ سونیکا کشتہ کئی طرح سے تیار ہوتا ہے لیکن ہم یہاں اسکی ایک مجرب ترکیب درج کرتے ہیں یہ نسخہ درصل ایک قلمی کتاب کا ایک اکسیری اور عجیب الاثر مایۂ ناز نسخہ ہے، اسمیں ایکتولہ برادہ طلا کے ساتھ تین تولہ سیماب شامل کیا جاتا ہے جسے مارالعروس اور آب پوست بیخ کچنار کیساتھ کھرل کیا جاتا ہے یہ نسخہ ذرا مشکل ہے اور کم سے کم نو ماہ میں تیار ہوتا ہے لیکن جس طرح مشکل سے تیار ہوتا ہے ویسا ہی بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ مفید ہے۔ کشتہ کی تیاری کے لئے مہارت کی ضرورت ہے ورنہ گندہک کا تیل نہیں نکلتا اور فرار ہو جاتا ہے، جب نسخہ تیار ہو چکتا ہے تو اسکا وزن پورا چار تولہ ہوتا ہے یعنی ایک چاول بھر بھی سیماب کم نہیں ہونے پاتا۔ صاحب موصوف کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ یہ نسخہ تیار ہو رہا تھا۔ ابھی تک تکمیل کو نہ پہنچا تھا کہ ایک مریضہ مسلول کو استعمال کرایا۔ اسکے چند روز کے استعمال سے پیپ کا آنا موقوف ہو گیا بعض لوگوں نے اسے استعمال کیا دوران استعمال میں تو چنداں اثر معلوم نہیں ہوتا لیکن بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ گویا بدن میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی ہے اگر اخلاط ردیہ کے تنقیہ کے بعد اسکا استعمال کیا جائے تو اور بھی مفید ہوتا ہے۔ طریق تیاری حسب ذیل ہے:-

ایک مٹی کا کچا گھڑا لیکر درمیان سے دو ٹکڑے کر لیں بالائی حصے کے گھڑے کے پہلوؤں میں سوراخ کر کے چینی کا ایک پیالہ اوندھا کر کے تاروں سے باندھ دیں۔ نچلے حصے میں مٹی یا ریت بچھا کر اوپر چینی کی صاف پلیٹ رکھدیں۔ اس پر ایک سہ پایہ تین انچ اونچا رکھ کے اوپر ایک بلغمی پیالہ چینی کا سوا کر دیں اور اسے گندہک سے پُر کر دیں۔ تھوڑی سی گندہک الگ پیس کے ایک کوئلہ اس میں لتھیڑ لیں اور اُسے دیا سلائی دکھائیں۔ گندہک کو آگ لگ جائیگی اوپر بالائی حصہ رکھدیں۔ گندہک کے جوہر اڑ کر کچھ تو اوپر والے پیالے کو چمٹ جائیں گے اور کچھ نچلی پلیٹ میں گر پڑیں گے۔ یہ جوہر لے کر ایک سٹاپرڈ شیشی میں رکھدیں گندہک کا تیل نکل آئیگا۔ یہی مارالعروس ہے،

اب سونا ایکتولہ لے کر اسکا برادہ تیار کرائیں اور تین تولہ سیماب مصفیٰ لیں۔ اور کوئی تین بوتل کے قریب آب پوست کچنار لے کر اسے مقطر کر لیں۔ برادہ طلا میں ایک ماشہ سیماب ملائیں اور اس پر تین قطرے روغن گندہک کے ڈالیں اور متواتر سات روز تک آب کچنال کے ساتھ کھرل کر کے خشک قرص بنائیں اور کلبہ میں رکھ کر لب گل حکمت کر کے آگ دیں۔ اسی طرح تین تولہ پارہ ختم کر دیں چھتیس آگ میں سرخ سیاہی مائل کشتہ تیار ہوگا، جسکا وزن چار تولہ ہوگا۔ اسکی مقدار خوراک ایک چاول ہے، اکیس روز تک کھائیں۔ کھانیکے بعد دودھ میں روغن زرد ڈال کر نوش کریں۔ اکیس روز تک سبزی نہ کھائیں نہ چاول استعمال کریں بلکہ گوشت بھنا ہوا مرغن اور گیہوں کی روٹی تناول فرمائیں، اور تا استعمال دوا جماع سے پرہیز ضروری ہے۔

حب معید شباب

حب الغراب مدبر ۱ تولہ زنجبیل ۹ ماشہ دار فلفل ۶ ماشہ نارجیل دریائی ۱ تولہ، مروارید ناسفتہ ۳ ماشہ، مشک اصلی ایکماشہ، ریگ ماہی نر ۲ تولہ، بہکھنی ایکتولہ، مونگا ۱ تولہ، شیر بڑ ایک ایک رتی کی گولیاں بنائیں، اگر جریان و سرعت کی شکایت ہو تو کشتہ قلعی ایکتولہ اور افیون مصری ایکتولہ شامل کرلیں خوراک ایک یا دو گولیاں کھانا کھانیکے آدہ گھنٹہ بعد حلوے یا مکھن کیساتھ

معجون معید شباب خاص

ایک سیر بلا در (کلاہ دور کردہ) پانچ سیر شیر گاؤ میں جوش دیں اور جمالیں، صبح بلو کر اسکا مکھن نکالیں اسپر مندرجہ ذیل دوائیں ملا کر باریک کوٹ لیں۔ عاقر قرحا دارچینی قلمی، الائچی سفید، قرنفل، جادتری، زعفران کشمیری، ہر ایک تین تولہ، کرم مخمل ۱۰ تولہ، سونٹھ، خولنجان ثعلب مصری ہر ایک ۶ تولے، تخم گزر، تخم ترب، مغز چلغوزہ، مغز اخروٹ، مغز نارجیل مغز پستہ ہر ایک دو دے مغز بادام شیریں، تخم پیاز، آملہ تخم خیار ہر ایک دس تولے، خرطین مصفی ۴ تولہ شہد خالص دو چند مصری ہموزن، زردی بیضہ مرغ ۴ عدد، شہد و مصری کا قوام کرکے یہ دوائیں اسمیں ملادیں۔ قوام میں عنبر اشہب تین ماشہ اضافہ کردیں، بعد میں مشک خالص گلاب میں حل کرکے ۶ ماشہ اور مروارید ناسفتہ سائیدہ اور ورق نقرہ ایکتولہ شامل کریں۔

خوراک تین ماشہ سے ۶ ماشہ تک،

اعادۂ شباب کے چند اکسیری نسخے

(از حکیم ابوالفقر محمد شمس الحق صاحب سکریٹری طبیہ کالج امرتسر)

معجون غدوی جالینوس

اس معجون سے جملہ کمزوریاں داخلی دور ہوجاتی ہیں۔ بادشاہ اور غریب دونوں کو مفید ہے کم قیمت اور سہل حصول ہے، نامردی سستی کمزوری، ضعف قلب معدہ جگر طحال و خفقان اور اختلاج کی دافع ہے۔ روح ریح حرارت عزیزی پیدا کرکے تحریک دلغوظ پیدا کرتی ہو، دافع تبخیر ہو، بھوک لگاتی ہو، کثرت احتلام رقت سرعت کی بھی دافع ہو الغرض جملہ عوارض کو جسم انسان سے خارج کرکے بدن کو قوی اور تندرست بنانے میں واحد نسخہ ہے، بوڑھوں کو جوانی کے دن دکہاتا ہو۔ قوت مردمی اور رجولیت عود کرآتی ہے ہبہی ملذذ و ممسک بے عدیل مخزن عیش و نشاط ہے، زیادہ تعریف بے سود ہے، مشک آنست کہ خود ببوید کی مصداق ہے۔

نسخہ یہ ہے:- غدد خشک نوجوان گوسفند۔ غدد نرگاؤ قدامیہ، سنبل بسلیخہ، تج، حب بلساں جدوار اصلی، جواہر مہرہ، ہر ایک دو تولہ، مغز پستہ، مغز کنجشک نرجوان، روغن بیضہ مرغ روغن پنبہ دانہ، ثعلب مصری، بوزیدان، کشتہ مرجان، کشتہ قلعی، کشتہ صدف، تالمکھانہ، تخم اوٹنگن، سرپالہ، گوکھرو سلاجیت، دارچینی، قرنفل، عاقر قرحا، جند بیدستر، جاوتری ہر ایک ۹ ماشہ موصلی، سبنل، گل دہاوہ، فوفل، پوست بیرون پستہ برادہ قضیب گاؤ سوہان کردہ ہر ایک ایک تولہ، قضیب خرس خشک ۳ تولہ، برہمی بوٹی، عود صلیب، موصلین تودریں تج، نارمشک، ہر ایک ایک تولہ، ست اقاقیا ۵ تولہ، تمام ادویہ کو یکجان کریں پھر زعفران ایکتولہ مشک ۴ ماشہ عنبر ۴ ماشہ ورق نقرہ ایک تولہ ورق طلا تین ماشہ، کشتہ ہرتال ورقی، کشتہ فولاد، کشتہ شنگرف ہر ایک ۶ ماشہ سب کو یکجان کریں، دوچند عسل ملاکر معجون بنادیں۔ بقدر ۱ تولہ صبح و شام کہانا زائل شدہ طاقت کو لوٹانے میں بے عدیل ہے، نیز دافع اوجاع مفاصل لقوہ فالج قولنج وغیرہ بھی ہے، جسم فربہ کو گھٹا کر اصلی حالت پر لاتا ہو الغرض تمام امراض کی دافع ہے

ہر ایک ناکارہ مایوس الحال

کو اسکا استعمال عجیب اثرات دکہاتا ہو

اکسیر جالینوس

جند بیدستر۔ جدوار اصلی، قرنفل ہر ایک ۶ ماشہ مشک عنبر ایک ایک ماشہ

زعفران تین ماشہ، گاؤزبان، شقاقل مصری ہر ایک ۶ ماشہ، موصلی ۹ ماشہ، ثعلب مصری موصلین ہر ایک ۶ ماشہ، تودرین ۹ ماشہ ریگ ماہی ۹ ماشہ، یاقوت، زمرد خضر ہر ایک ۴ ماشہ، ورق نقرہ ۶ ماشہ، ورق طلا دو ماشہ، خولنجان ۴ ماشہ، کشتہ فولاد ۶ ماشہ ماہی سقنقور ۴ ماشہ، فرفیون ۹ ماشہ، زہرہ ماکیان، ناگ کیسر ہر ایک ۴ ماشہ تمام ادویہ کو یک جان کرکے عسل میں ملا کر حب بقدر دانہ نخود بنائیں، دو حب سے تین حب تک صبح و شام ہمراہ شیر گاؤ کھائیں۔ روزانہ استعمال کرنے سے اعلیٰ درجہ کا مقوی باہ مہیج محرک مولد مادہ تولید ہے اور محافظ شباب ہے اور ضائع شدہ شباب کا اعادہ کرتا ہے۔ بدن میں خون روح ریح حرارت غریزی پیدا کرنے میں مجرب ثابت ہو چکا ہے، نیز دل و دماغ جگر، کلیتین مثانہ وغیرہ کو قوت دیتا ہے اور مردہ قالب میں حیات تازہ پیدا کرکے بوڑھوں جیسی حالت کو شباب سے تبدیل کر دیتا ہے۔ اگر قبل جماع کے ۵ حب شیر گاؤ سے کھائیں تو اعلیٰ درجہ کا بلا ضرر امساک پیدا کرتا ہے۔ ترشی وغیرہ کا پرہیز لازمی ہے۔

طلا مجلوق جالینوسی

(فوائد) جملہ عوارض خارجی یعنی سستی کمزوری ناطاقتی استرخا کو دور کرتا ہے نوجوانوں کو جو کثرت جماع یا اغلام وغیرہ سے شکایات پیدا ہوتی ہیں ان سب کا دافع ہے، کجی، کوتاہی کو دور کرکے اصلی حالت پر لانیوالا نسخہ ہے، نیز ملذذ و مقوی بھی ہے، الغرض جملہ عوارض کا دافع ہے نوجوانوں کو اس سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ اس نسخہ کے استعمال کرلینے کسی علاج کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔

نسخہ یہ ہے:- سیماب مصفےٰ، شنگرف رومی، سم الفار سفید، زرد، سیاہ، گندھک آملہ سار، ہیرا ہینگ ہر ایک ۶ ماشہ ریگ ماہی، سقنقور، فرفیون، کچلہ مدبر ہر ایک ایک تولہ، جند بیدستر جاوتری، عاقرقرحا، دارچینی، جوز بوا، بوزیدان، پوست بیخ کنیر سورنجان تلخ، قضیب نرگاؤ، قضیب گوسفند، قضیب خر ہر ایک دو تولہ، تخم ستیاناسی، ہرتال ورقی، بیر بہوٹی زلو خشک، خراطین، زہرہ گاؤمیش زہرہ خرگوش، شیر آک لوبان کوڑیا، سم اسپ، سم فیل، زردی بیضہ مرغ، مغز پستہ مغز فندق، مغز چلغوزہ ہر ایک ایک تولہ، سب کو تین یوم کھرل کریں گولیاں بنا کر بذریعہ پتال جنتر تیل نکالیں پھر اس روغن میں چربی شیر، چربی ریچھ، چربی سانڈہ، چربی بطخ، چربی مینڈک ایک ایک تولہ، عطر گلاب، عطر خس، عطر چنبیلی روغن بلساں، قضیب خرس ہر ایک ایک تولہ کو خوب سحق کرکے طلا بنا کر حفاظت سے رکھیں۔ ایک ہفتہ استعمال کرنیسے مردہ اعصاب میں زندگی عود کر آتی ہے اور تا زیست کسی دوا کی ضرورت نہیں رہتی ہے یہ نسخہ واقعی قابل تعریف ہے، زیادہ تعریف بے سود ہے اس نسخہ کے ظاہر کرنیکے بعد اگر کوئی مریض نامرد رہے تو اس کی بد قسمتی ہے، ہمنے اپنا فرض منصبی کو پورا کر دیا ہے۔

اکسیر اعظم رسی

یہ نسخہ احقر کا مجرب ہے ۲۵ سال کے تجربات کا نچوڑ ہے، بخل کو بالائے طاق رکھ کر صحیح نسخہ پیش کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں مختصر اور سہل الحصول نسخہ ہے، داخلی اور خارجی جملہ عوارض مردانہ کی دافع ہے، حجر القلب، کرم سنگ، گاؤزبان، نارمشک، زفت یابس، زہر مہرہ، جواہر مہرہ، جدوار اصلی، کشتہ فولاد کشتہ شنگرف خولنجان، زعفران ہر ایک ایک تولہ مشک ایک ماشہ عنبر ایک ماشہ ورق طلا دو ماشہ، مروارید ایک ماشہ، ثعلب مصری، شقاقل مصری تال مکھانہ، موصلی سنبل ہر ایک دو تولہ کشتہ مرجان کشتہ قلعی کشتہ ودع ہر ایک نو ماشہ تمام ادویہ کو یکجان کرکے شیرہ بڑ میں ملا کر حبوب بقدر دانہ نخود بنا کر حفاظت سے رکھیں ان میں سے دو حب صبح و شام کھانا اعلیٰ درجہ کا مقوی اعضائے رئیسہ ہے قوت امساک میں اضافہ ہو جاتا ہے، تین یوم کھانے سے مسیحائی اثر دکھاتی ہے سستی کمزوری، رقت، کثرت احتلام ضعف باہ وغیرہ کو جڑ سے دور کرتی ہے

مجربات معید شباب و درازی عمر!

از جناب حکیم احسان الحق صاحب امرتسر

حب اکسیر کایا کلپ حقانی

جند بید ستر ۶ ماشہ جدوار اصلی ۶ ماشہ قرنفل ۴ ماشہ، عنبر اشہب ۴ ماشہ، زعفران کشمیری ۶ ماشہ مشک خالص تین ماشہ، ثعلب خورد ا تولہ، خولنجان ۶ ماشہ، ہشتقال ۶ ماشہ، ست سلاجیت نو ماشہ، ریگ ماہی ۹ ماشہ، یاقوت رمانی ۸ ماشہ، زمرد سبز ۶ ماشہ، ورق طلا ۱۲ عدد ورق نقرہ ۳۰ عدد کشتہ فولاد ۶ ماشہ، ان تمام ادویہ کو خوب باریک کرلیں اور بوقت شب کو کنار کلاں دو عدد کوٹ کر تازہ پانی ۶ تولہ میں بھگو دیں صبح ملکر اسکے پانی میں ادویات مذکورہ ملالیں اور خوب کھرل کریں اور جب حبوب بنانے کے قابل ہو تو نخود خورد کے برابر گولیاں بناکر خشک کرلیں اور حفاظت سے رکھیں ایک گولی بوقت شب سوتے وقت مسکہ میں رکھ کر نگل جایا کریں ایک ہی ہفتہ کے بعد قدرت الٰہی کا کرشمہ دیکھیں۔

معجون مقوی و معید شباب

گذر تراشیدہ صاف کردہ پختہ ایک سیر، دودھ گاؤ تازہ ۳ سیر پختہ، کھجور گٹھلی نکالی ہوئے چھ چھٹانک، زردی بیضۂ مرغ ۲۵ عدد۔ آرد ماش نخود بریاں ۶ چھٹانک سوجی (ردا) ایک پاؤ بریاں، روغن گاؤ ایک سیر پختہ۔ مغز بنولہ کنجد، دارچینی۔ ثعلب مصری، ستاور۔ تخم اوٹنگن، اکرکرا، موچرس تال مکھانہ، بیج بند گجراتی، اسگندھ، تخم سرفالی، بہمنین، موصلین جبت الخضرا، حب قلقل، مغز فندق، مغز خیارین، مغز بادام، تودرین، مغز پستہ، مغز چلغوزہ، مغز اخروٹ، خار خسک، ساونج ہندی، کچور، زنجبیل، کتیرا، گوند کیکر، آرد سنگھاڑہ۔ ہر ایک تین تولہ گوند سنبھل تین ماشہ، کستوری خالص تین ماشہ، عنبر ۳ ماشہ زعفران ۹ ماشہ، چونہ ورق نقرہ ایک تولہ۔ ورق طلا ۲۰ عدد، کشتہ مرداربد ۶ ماشہ، کشتہ عقیق ۶ ماشہ، سینگ لیشا ایک تولہ، عسل خالص دو سیر پختہ، نبات سفید ایک سیر پختہ ادویہ باریک کرکے تمام کشتے ان میں ملادیں، اور بطریق معروف حلوا تیار کریں، ایک تولہ صبح ایک تولہ بوقت عصر یعنی ۴ بجے کے قریب ہمراہ دودھ گاؤ نیمگرم ایکپاؤ استعمال فرمادیں۔ لاجواب چیز ہے زندگی اور تندرستی کو قائم رکھنے والی اور قبل از وقت بڑھاپے کو دور کرنے والی بے نظیر معجون ہے۔

طلا عجیب حقانی

یہ عضو مخصوص کے جملہ امراض کے دور کرنے میں مسیحائی اثر رکھتا ہے، استرخا اور ضعف اعصاب اور کمزوری کے دور کرنے میں تو اکسیر اعظم کا حکم رکھتا ہے۔ روغن بلساں ۶ ماشہ، روغن بیضۂ مرغ ۶ ماشہ روغن نرگس ۹ ماشہ، روغن زیبق ۸ ماشہ، روغن قرنفل ۶ ماشہ عطر گلاب ۵ ماشہ روغن دارچینی ۱۰ ماشہ، زہرہ خرس ۶ ماشہ خایہ خروس، زہرہ کنجشک نر ۶ ماشہ، زعفران ۳ ماشہ، ہڑتال ورقیہ، زہرہ ماکیان ۳ ماشہ عاقرقرحا تین ماشہ، فرفیون تین ماشہ، کستوری دو ماشہ، شنگرف ۶ ماشہ عطر ناگیسر ۶ ماشہ کوفتنی ادویہ کو باریک کریں اور سب ادویہ میں ملاکر خوب کھرل کریں کہ مثل مرہم کے ہوجائے، بعدہٗ ایک ڈبیہ میں حفاظت سے رکھیں اور بقدر ضرورت حشفہ اور سیون چھوڑ کر مالش کریں اور بعد از ان ڈیا پان کا پتہ روغن دارچینی سے آلودہ کرکے کپڑے سے باندھ دیں، ایک ہفتہ میں مردہ عضو میں جان ڈال دیتا ہے،

اکسیری کشتہ احمر حقانی

سم الفار ایک تولہ کو خوب باریک کریں اور ۱۲ عدد لیموں کلاں کے پانی میں کھرل کریں جب پانی خشک ہوجانے کے قریب

ہو تو پھر دو تولہ شنگرف رومی پر اسکو لیپ کر کے مثل گیند کے بنالیں۔ اور ایک پاؤ پتہ بھلانواں ٹوپی اتارا ہوا لیکر خوب باریک کریں اور اسی گیند کے اوپر نیچے رکھ کر اور برگ مدار چاروں طرف لپیٹ کر ایک سیر روغن کنجد میں ڈال کر ایک کڑاہی میں ڈالدیں اور نیچے آگ جلادیں جب تیل خشک ہو جائے تو ایک سیر روغن کنجد اور ڈالدیں اور جب تین چار تولہ کے قریب رہ جائے تو نیچے اتار کر شنگرف کو نکال لیں اور خوب کھرل کریں۔ بس

اعلیٰ درجہ کا کشتہ احمر حقانی تیار ہے۔ اسکو ایک شیشی میں حفاظت سے رکھیں، خوراک دو چاول ہمراہ مسکہ گاؤ ایک چھٹانک میں یا حلوئی جو پہلے درج ہے، بوقت چار بجے دوپہر کھایا کریں اور بعد ایک سیر کے قریب دودھ گاؤ استعمال کیا کریں، بہت لاثانی دوا ہے اور جوانی کو بہت دیر تک قائم رکھنے والی ہے۔ الحمدللہ کہ بہت سے نسخے بندہ کے آزمودہ ہیں جن کو انشاء اللہ العزیز وقتاً فوقتاً ہمدرد صحت میں درج کرتا رہونگا

کشتہ سیماب معید شباب

از جناب حکیم مولوی ظہیر علی صاحب نباض

پارہ ایک تولہ کو لکنا قند ۶ تولہ کے ساتھ تین روز تک کھرل کریں۔ اس کے بعد تین روز تک آب بھنگرہ سیاہ میں کھرل کیا جائے پارہ سیاہ کجلی کے مانند ہو جائیگا۔ پھر اس کو دو تولہ ست سلاجیت کے ساتھ کھرل کریں اور ایک ٹکیہ بنا کر ایک پاؤ لاجونتی لگدی میں رکھکر ۱۰ سیر اُپلوں کی آگ دیں، سرد ہونے پر نکال لیں، پھر ایکتولہ سنکھیا سفید کڑاہی میں رکھیں اور اس میں سیر بھر چرچٹہ سبز کے پانی کو جذب کریں۔ پھر پارہ سبز اور سنکھیا مومیا کو آب گھیکوار کے ساتھ کھرل کر کے ایک کوزہ میں بند کر کے ایک ہانڈی نصف بالو سے بھر کر بیچ میں اس کوزہ کو رکھیں۔ اوپر سے بالو ڈال کر بیری کی لکڑی کی ۱۲ گھنٹے نرم آگ دیں۔ سرد ہونے کے بعد نکال لیں۔ سنہری رنگ کی ڈالکھ برآمد ہوگی اسے احتیاط سے رکھ لیں۔ ایک چاول روزانہ مکھن کے ساتھ استعمال کریں دودھ اور گھی جس قدر ممکن ہو استعمال کریں۔ اس کشتہ کے اثر سے آٹھ دس سیر دودھ ہضم کر لینے کی قوت پیدا ہو جائیگی۔ دو ماہ کے استعمال سے نئی زندگی حاصل ہو جائے گی۔

معجون محرک غدود ستاور، تیزپات۔ تودری سرخ دارچینی کباب چنداں۔ اندر جو تلخ۔ برادہ صندل سفید، جاوتری جائفل۔ زنجبیل۔ ہلیلہ سیاہ، کہربائے شمعی، بہمن سرخ، بہمن سفید۔ سنبل الطیب۔ عاقرقرحا پکھان بید، تج قلمی مصطگی رومی۔ قرنفل۔ پیپل۔ ثعلب مصری۔ نرکچور، انیسون رومی، اجوائن خراسانی۔ تخم ناکس۔ گل بابونہ، اجمود شونیز۔ زیرہ سیاہ اصلی۔ دانہ الائچی کلاں فلفل سفید فلفل سیاہ۔ بادیان۔ کندر۔ تخم جوز ماثل بریاں۔ اذاراقی مدبر لبشیر گاؤ۔ تخم پیاز۔ بسفائج مرجان محلول، مغز اخروٹ، مغز چلغوزہ۔ تخم کنجد سفید، دانہ خشخاش سفید ہر ایک دو تولہ۔ مغز پنبہ دانہ ۳ تولہ۔ افیون خالص ایکتولہ۔ زعفران قسم اول ۶ ماشہ۔ کاربونیٹ آف آئرن۔ مغز نارجیل متقشر ہر ایک ۳۰ تولہ، تالمکھانہ نوتولہ، مغز پستہ دو لہ، زہر مہرہ خطائی ۱ تولہ چینیہ شہد میں معجون بنائیں، خوراک ۴ رتی سے ۴ ماشہ تک۔ ابتدا ۴ رتی سے ہی کرنی چاہیئے اور بتدریج بڑھا کر ۴ ماشہ تک پہنچانی چاہیئے۔ باہ کے علاوہ مقوی اعضائے رئیسہ، سرعت، سلسل البول جریان منی و احتلام ورقت وجع المفاصل، وہ دیگر جمیع امراض باردہ کے لئے از حد مفید ہے، معید شباب ہے۔ غدود کے فعل میں تحریک پیدا کر کے رطوبت کی پیدائش زیادہ کر دیتی ہے +

انتقاد

از
ابو الفکر

جوانی کا تحفظ اور بڑھاپے کی روک تھام

تقطیع ۲۲×۱۸ ضخامت ۳۶۸ صفحات قیمت دو روپے۔
ملنے کا پتہ :- منیجر کتبخانہ لفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب قلعہ گولکنڈہ حیدرآباد دکن

تجدید و اعادۂ شباب کا مسئلہ ابھی ہندوستان میں اپنی پوری اہمیت نہیں حاصل کر سکا ہے خصوصاً اردو زبان تو ابھی اس قسم کے علمی مباحث سے تقریباً بے مایہ ہے۔ تاہم مقام مسرت ہے کہ بعض اہل علم نے اپنی زبان کی اس بے مائگی کو محسوس کر لیا ہے اور ہر ممکن طریقہ سے اس کمی کو پورا کرنے میں کوشاں نظر آتے ہیں ان ہی اصحاب میں لفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ مسئلہ تجدید و اعادۂ شباب کا آپ نے یورپ جا کر کافی مطالعہ کیا ہے، واپسی کے بعد آپ نے تحریری و عملی طور پر اپنی تجربات سے اہل ملک کو فائدہ پہنچایا۔ بلکہ علمی حیثیت سے قابل قدر خدمات میں سرگرم ہیں، آپ کے بہت سے رسالے مقبول عام و خاص ہو چکے ہیں۔ اس سلسلہ کی ایک تازہ کڑی زیر نظر کتاب ہے۔ اس کتاب کی تالیف میں ڈاکٹر صاحب نے کافی محنت کی ہے۔ جوانی کی حفاظت اور بڑھاپے کی روک تھام کے متعلق مفصل شرح اسباب اور ہدایات کا مجموعہ آج تک ہماری زبان میں شائع نہیں ہوا۔ مصنف چونکہ جدید معلومات سے بہرہ ور ہیں، اسلئے ہر چیز کو اسی کسوٹی پر کس کر پیش کرتا ہے، کتاب ساڑھے تین سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے، اور اٹھاون ابواب میں متعلقہ مسائل پر کافی بحث کیگئی ہے، آخر میں سولہ صفحہ کی ایک فرہنگ بھی شامل ہے جسمیں انگریزی الفاظ کے اردو مرادف ہیں۔ ہمارے خیال میں اس کتاب کا مطالعہ نہ صرف طبیبوں کے لئے بہت مفید ہے بلکہ ہر طالب صحت اور طالب شباب کو اس کا بغور مطالعہ کر کے اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کتاب کا کاغذ اور کتابت و طباعت لائق ستائش ہے قیمت بھی عـہ بالکل مناسب موزوں ہے، کتاب مندرجہ بالا پتہ پر مصنف سے منگائی جا سکتی ہے۔

نفسیاتی علاج

تقطیع ۲۲×۱۸ ضخامت ۴۰ صفحات، قیمت چار آنے (۴؍)
ملنے کا پتہ :- منیجر کتب خانہ لفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب قلعہ گولکنڈہ حیدرآباد دکن

یہ رسالہ بھی لفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب ہی کی تالیف ہے، نفسیاتی علاج کی اہمیت زمانۂ قدیم سے معلوم ہے کہ موجودہ علمی تحقیقات نے اسکی اہمیت کو پورے طور پر ظاہر کر دیا ہے، ہر طبیب کیلئے اسکا مطالعہ اسکی کامیابی کے لئے ضروری ہے پیش نظر رسالہ گو مختصر ہے لیکن نفسیاتی علاج کے مختلف طریقوں پر جنکے علمی نام مسمریزم، ہپناٹزم، شخصی مقناطیسیت، تخیل وغیرہ ہیں مناسب بحث کیگئی ہے اور مثالوں کے ذریعہ مطالب کو واضح کرنیکی کوشش کی گئی ہے، بہر حال یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہر طبیب معالج اسکا مطالعہ کرے، کاغذ و کتابت وغیرہ حسب معمول بہت موزوں ہے۔ پانچ آنہ کے ٹکٹ بھیجکر مندرجہ بالا پتہ سے طلب فرمائیے۔

میحائی گوہر طب المعروف میحائی گوہر طب

تقطیع ۲۲×۱۸ ضخامت ۷۰ صفحات۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے،
ملنے کا پتہ :- منیجر صاحب دار الکتب محمدی نیشنل بک ہاؤس، سرادل گڈھ ریاست پٹیالہ۔

میحائی گوہر طب حکیم محمد حسین صاحب کی تالیف ہے جسمیں اکثر امراض انسانی کے نسخہ جات درج ہیں بعض نسخے سادھوؤں اور سنیاسیوں سے حاصلکردہ بتائے گئے ہیں، جو صاحب اس قسم کے نسخہ جات کی تلاش میں

جوابات

(۶۷) عظم طحال :- آپ مندرجہ ذیل دوا استعمال کریں۔ مگنیشیا ایک پاؤ۔ کونین ہائیڈرو ۶ ماشہ ہیرا کسیس ۶ ماشہ نوسادر ٹھیکری والا ۱ تولہ۔ تیزاب گندھک ۸ قطرہ۔ روغن بادیان ۱۲ قطرہ۔ روغن پودینہ ولائتی ۱۲ قطرہ۔ اول ۲ تولہ پانی ڈال کر تیزاب میں کونین حل کریں۔ اس کے بعد ہیرا کسیس حل کیا جائے۔ اس مرکب کو علیحدہ رکھیں پھر جوش کیا ہوا نیم گرم پانی آدھی بوتل لیکر مگنیشیا اور نوسادر حل کیا جائے۔ اور خوب ہلاکر چھانیں اور اس مرکب کو ملاکر روغن سونف روغن پودینہ اضافہ کرکے بوتل میں رکھیں۔ اور بوتل میں پانی بھردیں۔ اس بوتل کی ۲۴ چوبیس خوراک بنالیں۔ صبح دوپہر شام بوتل کو ہلاکر ایک ایک چھٹانک پانی میں ایک خوراک دوا ملاکر پئیں۔ ثقیل وبادی اشیاء سے پرہیز کریں انشاءاللہ کہنہ سے کہنہ طحال کی شکایت دو بوتل کے استعمال سے جاتی رہیگی

(حکیم اکبر حسین صاحب الہ آباد)

(ب) آپ ہمدرد دواخانہ کی تیار کردہ ذوبانی نامی دوا دو تین شیشیاں استعمال کیجئے انشاءاللہ دو چار ہی یوم میں تسلی بخش فائدہ ظاہر ہوگا۔ ترکیب استعمال کا پرچہ شیشی کے ہمراہ ہوگا۔ (حکیم کبیر احمد مھگانوی)

(ج) اندر سے خربوزہ کی ایک معمولی قاش شام کو شبنم میں رکھدیں علی الصباح قبل طلوع آفتاب کھاکر بائیں جانب لیٹ جائیں انبہ خام دن میں دو ایک کھائیں کڑوا تیل گرم کرکے جانب طحال مالش کریں (شمس الحق مسیحائی)

(د) آپ روغن نوسادر بقدر ایک ماشہ ہمراہ عرق سونف ۳ تولہ عرق مکوہ ۳ تولہ عرق کاسنی ۳ تولہ شربت دینار ۲ تولہ استعمال کریں۔ اور مرہم اشق سرکہ والا لگائیں اس سے یقینی طور پر خداوند کریم صحت عطا کریگا۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ہ) اگر آپ کو شفا مقصود ہے تو میری رائے پر چلیں میں پرزور سفارش کرتا ہوں کہ داخلی طور پر ذوبانی استعمال کرائیں اور خارجی طور پر ضماد طحال لگائیں پھر خدا کا کرشمہ دیکھیں میرا ذاتی تجربہ ہے میں نے اپنے ذاتی تجربہ پر ایسی سفارش کی ہے (حکیم مسیحا ترشی)

(۶۸) روغن نوسادر :- آپ اس کے حل کرنے کے لئے کتاب جس کا نام "نوسادر" ہے اور ایک جامع اور مکمل رسالہ ہے جس میں نوسادر کے صدہا مجربات تراکیب کا ذخیرہ ہے ہم سے منگا کر مطالعہ کریں۔ قیمت ایک روپیہ ہے۔ (حکیم ابوالفقر شمس الحق سکرٹری طبیہ کالج امرتسر)

(ب) معمولی سادہ روغن کڑاہی میں رکھکر نیچے آگ جلائیں۔ اور نوسادر کو پیس کر چٹکی چٹکی ڈالیں۔ اور تیل کو چلاتے رہیں۔ اس کے بعد تیل کو چولھے سے اتار کر دوسرے دن صاف کرکے چھان لیں۔ نوسادر کا اثر آجائیگا۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سمندر جھاگ ۱۰ تولہ کا سفوف کرکے درمیان میں ۵ تولہ سالم نوسادر رکھکر گل حکمت کریں اور ۱۰ سیر اپلوں کی آنچ دیں۔ سرد ہونے کے بعد نکالیں۔ اور سمندر جھاگ اور نوسادر کو ہوا میں رکھدیں۔ ہوا کے اثر سے تمام نوسادر تیل کی شکل اختیار کرلے گا۔

(حکیم آغا منصب علی)

(۶۹) **شربت فولاد وغیرہ**:- برادہ فولاد۔ سرکہ قندی میں ترکریں جب مثل غبار ہوجائے تو ادویہ ذیل ملاکر جوش دیکر دیسی مصری سے شربت بنائیں۔ مقوی معدہ وجگر نیز مولد خون صالح ہے۔ گل گاؤزبان۔ سکوہ کاسنی بادیان۔ بیخ بادیان۔ ہرایک ایک تولہ برنجاسف۔ صعتر فارسی۔ اذخر مکی۔ صندل سفید۔ صندل سرخ۔ بوزیدان گل بنفشہ۔ تخم خطمی۔ تخم خبازی۔ اصل سوس مقشر ہرایک دو تولہ۔ آبریشم قوض۔ گل گڑہل۔ گل سیوتی۔ گل سرخ گل انار۔ ہرایک بیس تولہ زیرہ سفید۔ دارچینی۔ زرورد۔ برگ سنگترہ ہرایک ۹ ماشہ دو سیر پانی میں جوش دیکر صاف کریں۔ شربت کی خوراک تین تولہ (ب) آپ اگر عرق کو جالے سے بچانا چاہتے ہیں تو بوتل کو خوب صاف وخشک کریں۔ اور عرق سرد کرکے بھریں۔ اور قدرے آب لیموں عرق کے اوپر ڈالیں۔ ایک عرصہ تک عرق خراب نہ ہوگا۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ب) شربت فولاد فری ایٹ امونیا سائٹرس حسب ضرورت لیکر شربت کا قوام بنائیں (حکیم منصب علی)

(۷۰) **عوارض سوزاک**:- ذیل کا نسخہ بناکر استعمال کریں اس سے سوزاک جریان وغیرہ کی شکایت رفع ہوجائیگی ست لوبان۔ ست سلاجیت۔ کشتہ قلعی۔ کشتہ مرجان۔ کشتہ صدف مروارید ی ہرایک ایک تولہ کانگ حب قلت۔ خارخشک۔ شادنج مغسول۔ گل ارمنی۔ گل مختوم۔ تخم حماض۔ جواکھار۔ شورہ قلمی۔ نمک مولی روغن موم۔ روغن صندل۔ ہرایک ایک تولہ۔ سبکو خوب یکجاں کریں اور بقدر ایک ماشہ ماءالعسل کیساتھ استعمال کریں چند ہفتہ میں انشاءاللہ امراض کا ازالہ ہوجائے گا۔ مجرب اور آزمودہ نسخہ ہے۔

(حکیم ابوالفقر شمس الحق خاں)

(ب) آپ مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کریں۔ پوست ریٹھا حسب خواہش لیکر دو تین روز پانی ڈالکر کھرل کریں اور کالی مرچوں کے برابر گولیاں بنائیں علی الصباح تین گولیاں کھاکر اوپر سے شیرہ برگ کنگھی (ایک بوٹی ہے جو عام طور پر ملجاتی ہے) پئیں۔ اس طرح پندرہ بیس روز کے استعمال سے ہر سہ شکایت کا ازالہ ہوجائیگا۔

(حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) آپ ایام گرما میں صرف سوزاک کی دوا استعمال کریں۔ جریان۔ احتلام کی دوا ہرگز نہ کھائیں۔ کاتک سے جریان واحتلام کی دوا کھائیں۔ غرضیکہ ۶ ماہ سوزاک کی دوا کھائیں اور ۶ ماہ جریان واحتلام کی دوا کھائیں ورنہ مرض کا سلسلہ برابر قائم رہے گا۔ (حکیم صاحب نے تو پورے ایک سال کا ہی کورس تجویز کردیا حکیم خواجہ نیاز احمد)

(د) سوزاک کی اگر شکایت باقی ہو تو پچکاری لگائیں۔ اور جریان کے واسطے کھرینٹی خورد ۳ ماشہ صبح نہار منہ پانی سے پھانکیں۔ احتلام کے لئے ملیٹھی تخم سروالی دونوں کو ہموزن کوٹ کر سفوف بنائیں اور شبکو ۶ ماشہ سفوف پانی سے پھانکیں انشاءاللہ تمام شکایات رفع ہوجائینگی۔ (حکیم آغا منصب علی)

(۷۱) **پرسوت**:- پرسوت کے لئے یہ نسخہ مجرب ہے۔ ستاور۔ موچرس۔ خارخشک۔ ثمر ببول۔ نرکچور۔ موصلی سیاہ میدہ لکڑی۔ الائچی خورد۔ طباشیر کبود۔ صمغ۔ کتیرہ۔ کشتہ قلعی۔ کہربائے شمعی۔ زہر مہرہ۔ صمغ ڈھاک کافور۔ تخم خرفہ۔ ہرایک ایک ماشہ نبات سفید ہموزن سب کو کوٹ چھان کر سفوف بنالیں مقدار خوراک ۶ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ (حکیم شمس الحق مسیحائی)

(ب) ہڑتال گئو دنتی نہایت چمکدار عمدہ بقدر ایک چھٹانک لیکر دھتورہ سیاہ (اگر ممکن نہ ہو تو سفید) ڈیڑھ پاؤ کے نغدہ میں رکھیں۔ اوپر کپڑا لپیٹ کر ایک اپلے میں گڑھا کرکے دوسرا اوپلہ اس پر رکھیں ۶ سیر اپلوں کی محفوظ مقام پر آنچ دیں۔ ٹھنڈا ہونے پر ہڑتال نکال کر باریک پیس لیں۔ اور دو رتی برگ تنبول میں رکھکر کھلائیں (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) صدف صادق ۲ تولہ۔ ثعلب مصری دو تولہ۔ دارچینی ا تولہ سب کا سفوف بناکر اور ہموزن مصری ملاکر سفوف بنائیں۔ خوراک تین ماشہ ہمراہ آب۔ (حکیم آغا منصب علی)

(۷۲) پھولا چشم :۔ آپ کشتہ توتیا اصلی میں شیرہ گل سیوتی تازہ ملاکر حفاظت سے رکھیں اور سلائی سے راتکو سوتے وقت لگائیں۔ اس سے پھولا بتدریج دور ہوجائے گا۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ب) عرق گرٹمار سبز آنکھ میں ڈالیں انشاءاللہ پھولا جاتا رہے گا۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) نرگسی سرمہ کا مجھکو تجربہ ہے میری رائے ہے کہ اسکو منگاکر استعمال کریں (حکیم مسیحا قرشی)

(د) کشٹہ (ایک قسم کی کھائی ہے) دو تولہ کو پانی میں تر کریں دوسرے دن آب زلال لیکر ۳ ماشہ پھٹکری اور ۳ ماشہ شورہ قلمی کے ہمراہ پکائیں۔ اور حفاظت سے رکھیں۔ اور دن میں دو تین بار آنکھوں میں لگائیں کیسا ہی جالا پھولا ہو سب جاتا رہے گا۔ (حکیم آغا منصب علی)

(۷۳) ورم ماقین :۔ سفیدہ کاشغری ۶ ماشہ گل ستیاناسی ایک تولہ روغن زیتون ا تولہ اقلیمیائے فضہ ۶ ماشہ سبکو یکجاں کرکے حفاظت سے رکھیں اور مقام خارش پر لگائیں چند دنوں میں انشاءاللہ تمام شکایت رفع ہوجائے گی۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ب) کتے کی چچڑی لیکر مسل دو اور اس کا پانی مقام ناصور پر لگاؤ۔ (خادم طب و اطبا اکبر حسین الہ آباد)

(ج) آنکھ میں ناصور ہوگیا ہے۔ آپ مردار سنگ ۳ ماشہ۔ کتھہ سفید ۳ ماشہ۔ ارنڈی کا تیل ایک ماشہ۔ چچڑی کتا موئی جس میں خون زیادہ ہو ۲۰ عدد تمام ادویہ کو کھرل کرکے مرہم سا بناکر رکھیں اور دن میں تین دفعہ لگائیں مواد بند ہوکر ناصور اچھا ہوجائے گا۔ (حکیم منصب علی)

(د) خارجی ترکیب یہ ہے کہ کحل چکنی دوا آنکھ میں لگائیں اور شب کو اطریفل زمانی ایک تولہ اور صبح کو اطریفل اسطوخودوس ۹ ماشہ ایک چلہ کھائیں ہمیشہ کے لئے اس مرض سے نجات ہوجائے گی۔ ترش اور مرچ سے پرہیز کریں۔ (حکیم مسیحا قرشی)

سوالات

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال میں ایک سوال مفت درج کرانیکا حق حاصل ہے۔
(۲) ہر سوال کے ساتھ نمبر خریداری اور مفصل پتہ ہونا ضروری ہے ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔
(۳) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں تو ۴ر ٹکٹ بھیجکر ایک سوال درج کرا سکتے ہیں۔
(۴) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیئے۔ ورنہ دفتر کو قطع و برید کا اختیار حاصل ہوگا۔
(۵) ایک سے زیادہ سوال درج رسالہ کرانا ہو تو خریداروں کو بھی ۴ر فی سوال کے حساب سے ٹکٹ ارسال کرنے چاہئیں۔
(۶) کوئی غیر مذہب سوال کسی حالت میں درج نہیں ہو سکے گا۔

---

(۱) میری ہمشیرہ جنکی عمر ۳۸ سال ہے اور ۶۔ اولادیں ہیں ان کا ۱۴ سال سے دایاں گھٹنہ پیر تک سوج جاتا ہے۔ یہ کیفیت ہر ماہ قمری کی آخری تین چار تاریخوں میں ہوتی ہے سوجن کی جگہ سرخ ہوجاتی ہے۔ اور بخار بھی ہوجاتا ہے جس میں بیہوشی بھی ہوجاتی ہے حکما اس پر غور کرکے تشخیص و تجویز سے اطلاع دیں
خریدار نمبر (۱۳۸۹)

(۲) گھی اور روغن کنجد و روغن سرشف کے افعال و خواص میں کیا فرق ہے اور کس کس بات کو کون کون مضر اور مفید ہیں اور ہر روغن کے مضرات و بو دور کرنے کی آسان ترکیب کیا ہے جس سے کہ ہر روغن مثل گھی کے اپنا فعل کرے اور کوئی شخص گھی اور تیل تمیز نہ کر سکے۔ جناب حکیم صاحبان علیحدہ علیحدہ مجرب ترکیب و مفصل جواب معروضہ بالا براہ کرم ہمدرد صحت میں شائع فرماویں۔ خریدار نمبر (۱۱۷)

(۳) کیا طبیب کو امراض کے لئے ادویہ کو مختلف شکلوں مثلاً سفوف حبوب معجون شربت عرق جوشاندہ یا خیساندہ دینے کا اختیار حاصل ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو دوا کی صورت کیوں بدل جاتی ہے کن کن مرضوں میں کس کس شکل کی دوا دینی چاہیئے۔ خریدار نمبر (۱۳۲۳)

(۴) تقویت باہ کا ایک ایسا نسخہ درکار ہے جو بے ضرر ہو اور اسکو ہر عمر والا شخص استعمال کرکے فائدہ اٹھائے اور جس کے استعمال کرنے سے عضو خاص کی او بہری ہوئی رگیں بھی درست ہوجائیں اور تندی بھی خوب ہو۔ اگر کوئی عمدہ دوا کسی حکیم صاحب کے پاس اس مرض کا تیار ہو تو مہربانی فرماکر لکھیں۔ یہ دوا ایک شخص جس کی عمر قریب پینتالیس سال کی ہے درکار ہے جس کو ضعف باہ کی شکایت ہے
خریدار نمبر (۱۶۳۲)

(۵) میرا ایک عزیز عمر تقریباً ۲۷ سال کچھ عرصہ عادت بد (جلق) میں مبتلا رہنے سے مندرجہ ذیل امراض کا شکار ہے۔ اطبائے کرام اس کے لئے مکمل زود اثر اور آسان علاج سے آگاہ فرمائیں۔
مریض کی جسمانی حالت نہایت کمزور ہے۔ تمام اعضائے رئیسہ دل و دماغ، جگر معدہ مثانہ وغیرہ

ہے معدہ کمزور۔ قوت حافظہ نا رد۔ درد سر کی شکایت۔ پیشاب میں عموماً سوزش کی شکایت۔ لیکن سوزش صرف حشفہ کے نچلے حصہ میں۔ مادہ تولید رقیق اور جریان کی شکایت۔ تیز گرم اشیاء کے استعمال سے جلن۔ جریان اور احتراق خون میں اضافہ۔ پیشاب کرنے کے ایک دو منٹ بعد پھر قطرہ آنے کی شکایت۔ سرد اشیاء کھانے سے قبض اور نفخ۔ بعض اوقات کھانا کھانے کے بعد فم معدہ میں سوزش۔ اعضائے خاص میں کجی۔ لاغری۔ کوتاہی اور اوپر کی رگیں پھولی ہوئی ہیں۔ احتلام کی حالت میں مادہ تولید جلن سے خارج ہوتا ہے۔ وظیفہ ازدواج سے سراسر ناامید گویا زندہ درگور ہے۔ پاؤں میں جلن کی شکایت ہے۔ خریدار نمبر (۱۳۱۰)

(۶) جناب عالی گذارش حسب ذیل ہے۔

(الف) ایسے نسخہ کی ضرورت ہے جو عرق کی طرح کشید کیا جائے۔ جو شیر خوار بچوں کے تمام بیماریوں کا تیر بہدف علاج ہو۔ کھٹی ڈکار۔ قبض۔ اپھارہ۔ کالی کھانسی۔ قے۔ پیچش۔ اسہال۔ ہلکے بخار۔ بھوک کی کمی بے چینی وغیرہ وغیرہ کے علاج کا حکمی علاج ہو۔

(ب) ہمارے گھر میں بعد پیدائش بچہ کمزوری زیادہ ہوا کرتی ہے گرم چیز کے استعمال سے زیادہ گرمی محسوس ہوا کرتی ہے مجھے ایسے نسخہ کی ضرورت ہے جو کافی طور پر طاقت دے نسخہ آسان لفظوں میں ہو مگر اعلیٰ درجہ کی طاقت کی دوا ہو تاکہ عمر بھر کی کمزوری دور کرے برائے کرم خدا کے واسطے ہر دو عمدہ نسخہ جات درج فرما کر مشکور فرماویں زیادہ آداب۔ ڈاکٹر گنگا بشن۔
خریدار نمبر (۲۴۳)

(۷) میں طالب علم ہوں عرصہ دو سال سے میرا دماغ کمزور ہے جب تک دس پندرہ مرتبہ سبق یاد نہ کرلوں سنانے کے قابل نہیں ہوتا۔ سوال نکالتے وقت سر چکراتا رہتا ہے۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے۔ عرصہ تین چار سال سے ناک بھی بند ہے درد سر ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور ہو جاتا ہے بعض اوقات پیٹ میں بھی درد ہو جاتا ہے مہربانی فرما کر کوئی مجرب اور کم خرچ نسخہ عنایت فرماویں مہربانی ہوگی۔ فقط زیادہ آداب خریدار نمبر (۱۳۷۲)

(۸) مجھکو ایک ایسے مختصر اور اکسیری نسخہ کی ضرورت ہے جس کے حسب ذیل خواص ہوں۔
معدہ کی کمزوری کو دور کرے۔ پیٹ کے کیڑوں کو رفع کرے۔ دل و دماغ کی کمزوری اور کثرت احتلام میں اکسیر ہو۔ خون صالح پیدا کر کے جسم کو فربہ اور قوی بنا دے۔ خریدار نمبر (۱۳۲۱)

(۹) ایک ایسے تیر بہدف اور مجرب نسخے کی ضرورت ہے۔ جو بواسیر کے خون کو پہلی ہی خوراک روکدے اور دس پندرہ روز کے استعمال سے ہمیشہ کے لئے اس عارضہ کا استیصال کردے۔ مقدار خوراک بھی کم ہو اور کسی طرح کی مضرت کسی مزاج میں نہ کرے۔ فقط والسلام۔ نیاز مند عبدالہادی خان
خریدار نمبر (۱۴۵)

(۱۰) میں عارضہ بواسیر خونی و بادی دریا ہی۔ سوزاک معہ قرحہ و جریان و سرعت و قبض و سوداویت

عرصہ سے بیمار ہوں۔ ریاح بھی خارج نہیں ہوتے پیٹ گڑ گڑاتا بولتا ہے۔ مسے اندر و باہر چھوٹے چھوٹے موجود ہیں پاخانہ کے مقام پر سخت جکڑ و سوجن ہو جاتی ہے اگر مسوں پہ اندر کوئی دوا لگائی جاتی ہے تو قرصہ میں سوزش و جلن ہو جاتی ہے۔ میں بہت سی مرکب مصفی خون ادویہ استعمال کر چکا ہوں۔ فرداً فرداً مرض کی دوا کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک مرض میں کمی ہوتی ہے تو دوسرا مرض اور درمیان میں زور کر آتا ہے کوئی مشترکہ علاج کا نسخہ کسی صاحب نے اب تک تحریر نہیں فرمایا مجھکو گرم دوا موافق نہیں آتی میری عمر اسوقت ۷۰ سال ہے۔ مرض تبدیل موسم و ایام گرما میں زور کرتا ہے۔ اس لئے استدعا ہے کہ کیا حکیم صاحبان براہِ مہربانی و غریب پروری میری حالت پہ غور فرما کر بہ نظر کار ثواب امراض مندرجہ بالا کا کوئی مشترکہ نسخہ آسان و کم قیمت تحریر فرماوینگے اس عنایت کا میں ہمیشہ دعاگو رہونگا۔ ترکیب و پرہیز وغیرہ بھی تحریر فرما دیں۔ خریدار نمبر (۱۴۳۱)

(۱۱) ورم جگر ورم اذن القلب اور یرقان کے ایک ہی مکمل نسخہ کی ضرورت ہے اور ان اورام کی علامات اور تشریح بھی حضرات حذاق توجہ فرمائیں۔ حکیم محمد عبدالرؤف نمبر (۱۱۱۲)

(۱۲) مجھے عرصہ ایک سال ہوا کچھ جلق کی عادت تھی جس کی وجہ سے عضو تناسل میں کمزوری پیدا ہو گئی ہے علاج ڈاکٹری بھی بہت کچھ کرایا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا لہذا کمترین حکماء کی خدمت میں منت سماجت کیساتھ عرض کرتا ہے کہ کوئی ایسا نسخہ جو آسانی اور جلد تیار ہو سکے اور زود اثر ہو تحریر کریں جن صاحب کے نسخہ سے خاکسار کو صحت ہو گی ان کے دولت خانہ پر حاضر ہو کر کچھ خدمت کرے گا (خریدار نمبر ۱۴۷)

(۱۳) عمر تقریباً اٹھاون سال ہے۔ عرصہ پندرہ سال سے درد کمر و درد عرق النساء میں مبتلا ہوں۔ صدہا علاج داخلی و خارجی کر چکا مگر صحت کلی نہیں حاصل ہوئی۔ بعض بعض دواؤں سے چند روز کے واسطے افاقہ ہو جاتا ہے ہفتہ عشرہ کے بعد درد شدید ہوتا ہے۔ بالخصوص موسم سرما میں زیادہ تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ جمیع حکماء کی خدمت میں دست بستہ گذارش ہے کہ مجرب نسخہ جو جلد اثر کرنیوالا ہو اور اس مرض کی بیخ کنی کر دے۔ معہ ترکیب استعمال و خوراک و پرہیز وغیرہ بذریعہ ہمدرد صحت مطلع کریں شکرگذار ہونگا

مولوی عبدالعزیز خریدار نمبر (۱۰۰۸)

ماہوار مصور سائنسی رسالہ

ہمدرد دہلی

بیادگار

شہیدِ فنِ ہمدردِ خلائق حکیم حافظ عبدالمجید دہلوی

مرتبہ

حکیم حاجی عبدالحمید دہلوی

مقام اشاعت ہمدرد منزل لال کنواں دہلی

SHARBAT
ROOH AFZA
شربت روح افزا
دواخانہ ہمدرد یونانی دہلی

معجون شباب آور

جلد ۳ | اگست سنہ ۱۹۳۴ء | نمبر ۲

فہرست مضامین

عکسی تصاویر:- (۱) زہر سے بچنے کا آلہ (۲) جاپانی پہلوان (۳) آنتوں کی ورزش (۴) سینہ کی ورزش

قلمی تصاویر:- مکھی کے متعلق چھ تصاویر

اشتہارات ہمدرد دواخانہ دہلی

قیمت سالانہ عہ ممالک غیر سے عہ فی پرچہ دو آنے

ہمدرد صحت کی بعض خصوصیات

کیا آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے؟

طبیب اور غیر طبیب دونوں کیلئے مفید

ہمدرد صحت جسطرح ایک طبیب کیلئے اپنے اعلیٰ مضامین کی وجہ سے نہایت مفید اور کارآمد رسالہ ہے اسیطرح ہر پڑھے لکھے آدمی کیلئے بھی ایک ضروری چیز ہے کیونکہ اس میں عام فہم مضامین دلچسپ پیرایہ میں درج کئے جاتے ہیں تاکہ عوام کی طبی ضرورت بھی پوری ہو

تصاویر!

اردو زبان کا کوئی طبی رسالہ اسقدر پابندی سے تصاویر شائع نہیں کرتا جسقدر پابندی سے ہمدرد صحت میں شائع ہوتی ہیں۔ ہمدرد صحت کی ہر اشاعت بلاک کی اور رنگین تصاویر سے مزین ہوتی ہے تصاویر کی دلچسپی اور انتخاب کا اندازہ فائل دیکھنے سے ہی ہو سکتا ہے

طبی افسانے

ہمدرد صحت پہلا طبی رسالہ ہے جس میں حفظان صحت کے مسائل اور مرض و مریض اور طبیب کے متعلق معلومات افسانوں کی شکل میں پیش کی جاتی ہیں۔ ارباب نظر ہی اس کی افادی حیثیت کو سمجھ سکتے ہیں۔

مشاہیر اطباء سے بلامعاوضہ مشاورت

ہمدرد صحت کا ہر خریدار حق رکھتا ہے کہ ایکسال میں اپنا ایک سوال رسالہ میں درج کرائے۔ سوالات کے جوابات ہندوستان کے مشہور اور تجربہ کار اطباء دیتے ہیں آپ کافی خرچ کے بعد بھی اپنے مسائل کے متعلق اتنی رائیں جمع نہیں کر سکتے جتنی ہمدرد صحت کے ذریعہ بلامعاوضہ آپ کو مل سکتی ہیں

مجربات

ہمدرد صحت میں ہر ماہ ہندوستان کے مشہور اور تجربہ کار اطباء اپنے بیش قیمت مجربات شائع کراتے ہیں تاکہ ان سے طبیب بھی فائدہ حاصل کریں اور مخلوق خدا بھی صحت و آرام کی بیش بہا نعمت حاصل کرے

وقت کی پابندی

ہمدرد صحت تیرہ ماہ سے شائع ہو رہا ہے۔ اس عرصہ میں اپنے اعلان کے مطابق آج تک تاخیر سے شائع نہیں ہوا۔ ہر مہینہ کی پانچ تاریخ کو پانچ بجے دفتر سے شائع ہو جاتا ہے

ارزانی

ہمدرد صحت اپنی خصوصیات میں تنہا ہونیکے باوجود اسقدر ارزاں ہے کہ ماہرین علم الحساب اسکے حساب سے قاصر ہیں۔ ایک روپیہ سالانہ میں اڑتالیس صفحات کے مضامین اور متعدد بلاک کی تصاویر اعلیٰ کتابت و طباعت مستزاد

ان ہی خصوصیات کی وجہ سے

ہمدرد صحت، طبی دنیا کا مقبول ترین رسالہ تسلیم کر لیا گیا ہے، ہندوستان کے تمام سربرآوردہ حکماء اور دردمندان قوم نے اس کی خدمات کو سراہا ہے،

رسالہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ غور سے دیکھئے کہ کہیں مبالغہ سے تو کام نہیں لیا گیا۔

اگر آپ کو اپنی صحت کا واقعی خیال ہے تو ہمدرد صحت آپکے مطالعہ میں مستقل طور سے رہنا چاہیئے۔

آپکا خادم
منیجر ہمدرد صحت دہلی

از منیجر ہمدرد صحت دہلی

قلمی معاونین اپنے مضامین ہر ماہ کی بیس تاریخ تک دفتر میں بھیجدیں آئندہ رسالہ میں مضامین کی اشاعت کی اُمید اس تاریخ تک کیجا سکتی ہے

ہمدرد صحت ایک خاص معیاری رسالہ ہے اسلئے ضروری نہیں کہ ہر مضمون اس میں درج ہو ہی جائے اگر مضمون رسالہ کے معیار کے مطابق نہ ہوا تو وہ مضمون شکریہ کیساتھ واپس کردیا جائیگا

رسالہ کے انتظامی امور کے متعلق تمام خط وکتابت خادم منیجر سے کیجائے مضامین یا دیگر خاص مسائل میں ایڈیٹر کو متوجہ کیا جائے ایسے خطوط پر لفظ ایڈیٹر لکھدینا چاہیئے۔

اکثر صاحب دواخانہ کے وی پی پارسلوں میں رسالہ کی قیمت وصول کر لینے کی ہدایت فرماتے ہیں یہ طریقہ کفایت کی لحاظ سے مناسب ہے لیکن رسالہ کی قیمت دفتر کو اس وقت تک نہیں ملتی جب تک دواخانہ میں وی پی وصول نہو جائے۔ اس صورت میں رسالہ کے اجرا میں کچھ دیر ہو جاتی ہے، ان صاحب کو اس دیر کی وجہ کا خیال رکھنا چاہیئے

جو شائقین رسالہ کا وی پی طلب فرماتے ہیں انکو وقت بھی بہت تکلیف محسوس ہوتی ہے کیونکہ انکو خواہ مخواہ تین آنہ کا زیر بار ہونا پڑتا ہے رسالہ کی قیمت اگر منی آرڈر سے بھیجی جائے تو [illegible] بچ جاتے ہیں۔ لیکن وی پی [illegible] میں پہنچتا ہے۔

دواخانہ کا دفتر اور رسالہ کا دفتر اور انکے انتظا
علیحدہ ہیں بعض اصحاب دواخانہ کے تمام شعبوں کے متعلق
فرمادیتے ہیں جو بعض اوقات کافی انتظامی پیچیدگیاں
ہو ان صاحب کو چاہیئے کہ کم سے کم ایک لفافہ ضرور خ
کریں اور اسمیں ہر شعبہ کے لئے علیحدہ علیحدہ خط رکھد

رسالہ ہر مہینے کی پانچ تاریخ کو قطعی شائع
کریگا۔ سوائے ناگہانی آفت کے اور کوئی چیز پا
میں مانع نہیں ہو سکتی۔

رسالہ قطعی طور پر پانچ تاریخ کو حوالہ ڈاک
جاتا ہے گذشتہ سال میں ایکبار بھی رسالہ ایکدن کی
سے شائع نہیں ہوا ہندوستان کے ہر گوشہ
چار پانچ روز تک رسالہ پہنچ جانا چاہیئے لیکن
کہ رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت اکثر ایک ایک ماہ بعد
بھی بعد میں کیجاتی ہے اس سلسلہ میں گذارش ہے
کو اپنی ڈاک کا معقول بندوبست کرنا چاہیئے اگر
تاریخ تک رسالہ نہ پہنچے تو فوراً دفتر کو اطلاع د
تاکہ مکرر روانہ کردیا جائے، اگر ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ
موصول نہ ہوئی تو رسالہ یا قیمت نہیں بھیجا

ہمدرد صحت کی توسیع اشاعت میں
آپ ہی سب سے بڑی امداد کرسکتے ہیں

فہرست مضامین اشاعت خاص

تجدید و اعادہ شباب و درازی عمر

عکسی تصاویر ۱۔ ۴۲ مضمون نگاران وغیرہ۔ قلمی تصاویر۔ (۱) بڑھاپے کے اسباب کے متعلق ۱۰ تصاویر (۲) تجدید شباب کے قدرتی ذرائع کے متعلق ۲۰ تصاویر۔ کارٹون (۱) دور عندود (۲) کامیاب عمل تعلیم

قیمت سالانہ عہ ۔ ممالک غیر سے ۶؎ ۔ فی پرچہ دو آنہ

ہمدردِ صحت کی اشاعتِ خاص

اور

مشاہیرِ ملک

عالیجناب نواب بہادر ڈاکٹر سر مزمل اللہ خاں صاحب، بھیکم پور:-

ہمدردِ صحت ایک نہایت مفید اور معلوماتِ صحیحہ کا ذخیرہ ہے۔ اس کو معدنِ صحت کہا جائے تو بیجا نہیں ہے۔ اسکی "اشاعتِ خاص" کا نمبر آپ نے بعید قابلیت اور محنت سے تیار کیا ہے۔ ع - آفریں باد بریں ہمتِ مردانہ تو۔
دُعا ہے کہ پبلک اسکی قدر کرے، اور اس سے مستفید ہو۔

عالیجناب نواب قاضی سر عزیز الدین احمد صاحب وزیرِ اعظم ریاست دتیا:-

رسالہ ہمدردِ صحت کا خاص نمبر موصول ہوا۔ آپ نے اسکی اشاعت میں بہت حوصلہ اور قابلیت سے کام لیا ہے اور اُسکے مضامین دلچسپ اور مفید ہیں۔ اُمید ہے کہ ملک میں آپکے رسالہ کی قدر بہت ہوگی۔ اور وہ ترقی کریگا۔ میں ہر ایک کامیابی کا خواہاں ہوں۔

عالیجناب نواب سر صاحبزادہ عبد القیوم خاں صاحب وزیرِ اعلیٰ شمال مغربی صوبہ سرحد:-

رسالہ ہمدردِ صحت کی اشاعتِ خاص "تجدید و اعادۂ شباب اور درازیٔ عمر" پر میں نے سرسری نظر ڈالی۔ میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ بوجہ ناسازیٔ طبیعت بالتفصیل پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔ تاہم یہ کہہ سکتا ہوں کہ رسالہ قوم کی کافی خدمت کر سکتا ہے۔ اور لوگوں میں حفظانِ صحت کا شوق پیدا کرنے میں مدد دے سکتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ قوم اسکی سرپرستی کرے گی اور اسکے اوراق سے مستفید ہوگی۔

عالیجناب مرزا محمود احمد صاحب رئیسِ اعظم قادیان

رسالہ ہمدردِ صحت کا تازہ نمبر ملا جس محنت اور لیاقت سے یہ نمبر تیار کیا گیا ہے وہ واقعی قابلِ تعریف ہے۔ اعادہ شباب پر یورپین زبانوں میں تو بہت کچھ لکھا گیا ہے لیکن اردو زبان میں اس وقت تک میری نظر سے اس موضوع پر کوئی مضمون نہ گزرا تھا۔ مضمون سب کے سب تحقیقی اور دلچسپ ہیں۔ اور اردو دان اصحاب کی توجہ کو اس موضوع کیطرف پھیرنے کے لئے یقیناً مفید ثابت ہونگے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ گذشتہ نمبر بھی میں نے دلچسپی سے پڑھے ہیں، اور ہمیشہ خوشی محسوس کی ہے۔ اس رسالہ کی زبان برخلاف دوسرے طبی رسائل کی زبان کے حقیقتاً اردو کہلانے کی مستحق ہے۔

میں یہ تو تسلیم کر سکتا ہوں کہ کوئی طبیب یا قانون داں یا انجینیر یا اور کسی فن کا ماہر، زبان پر پوری طرح قادر نہ ہو، اور اپنے تجارب کو اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں بیان کر دے لیکن میں اس امر کو ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا کہ اصحابِ فن کیلئے ضروری ہو کہ وہ اپنی زبان میں بھی اپنے خیالات کو صحیح طور پر ادا نہ کر سکیں۔ میرے نزدیک طبی رسائل کی ناقص زبان صرف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ہماری فنون کی ترویج بدقسمتی سے ایسے لوگوں کے ہاتھ میں چلی گئی ہے جو شاید ان فنون

اخلاص تو رکھتے ہوں لیکن ان کے ماہر ہرگز نہیں۔

بہرحال آپ کی کوشش قابل قدر اور آپ کی سعی مستحق شکریہ ہے۔ اور میں باوجود عدیم الفرصت ہونیکے آپ کے رسالہ کو شوق سے پڑھتا ہوں۔

ہز ایکسیلنسی سردار صلاح الدین صاحب سلجوقی قونسل جنرل افغانستان در ہند۔

ہمدرد صحت کا خاص نمبر موسومہ تجدید و اعادۂ شباب اور درازی عمر، ملا۔ اس مسئلہ پر اس میں نہایت قیمتی اور کارآمد مضامین شائع کئے گئے ہیں۔ اس کامیابی پر آپکو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(بقیہ صفحہ ۹ سے ہے)

جناب پنڈت (نام یاد نہیں رہا) پروفیسر طبیہ کالج دہلی "اعادۂ شباب" کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ تصویر کیساتھ ان کے مضمون کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔

ڈاکٹر سعید صاحب کا فسانہ بہت ہی دلچسپ اور حیرت انگیز ہے، پڑھنے والا آخر تک دریائے حیرت میں غرق رہتا ہے اور نہیں سمجھ سکتا کہ انجام کیا ہوگا اور میری رائے میں یہ انکی ایک کامیاب تحریر کا ایک خاص اعجاز ہے۔

امید ہے کہ آپ "طول کلام" کے سلسلہ میں مجھے قابل معافی تصور فرمائیں گے۔ کیونکہ ہمدرد صحت کو دیکھ کر خیالات میں طوفان بپا ہوگیا تھا اور باوجودیکہ قلم پر کافی "کنٹرول" رکھنے کی کوشش کی لیکن پھر بھی تحریر طویل ہوگئی اور بہت سی ایسی باتیں معرض تحریر میں آگئیں جو ممکن ہے کہ آپ کو پسند نہ ہوں لیکن میری رائے میں تصویر کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس سے کسی شخص کے حالات اور صحیح حالات نیز خصوصیات ذہنی و دماغی پر اطلاع ہوجائے، میرے دل میں جس تصویر کو دیکھ کر جو خیال پیدا ہوا میں نے ایمانداری کیساتھ اُسے قلمبند کردیا اس سے خواہ آپ خوش ہوں یا ناراض! تاہم رسالہ کی خوبیوں میں ان باتوں کے اظہار سے ایک خاص اضافہ ہوتا ہے۔ اور تصاویر شائع کرنیکی خوبیاں بھی واضح ہوتی ہیں۔

محمد سلیمان صاحب ریاست زلام:-

رسالہ ہمدرد صحت ہمیشہ بالاستیعاب مطالعہ کرتا ہوں، ابھی موضوع خاص پر اشاعت خاص بھی گوناگوں دلچسپیاں لئے ہوئے تھی، آپکی جدت پسندی کیساتھ حصول مضامین کو داد دینی پڑتی ہے۔ دنیائے طب میں یہ پہلا رسالہ ہے جسمیں اہم موضوع پر محققین کے بلند پایہ مضامین شائع ہونیکے علاوہ سیر حاصل بحث کیگئی ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

اطلاع اشاعت خاص کی ترتیب و اشاعت کے بعد گذشتہ ماہ کے ایام کچھ غیر مطمئن حالت میں گذرے معمولی مصروفیت میں غیر معمولی سفر اور چھوٹے بھائی کی علالت، مزید اضافہ ہوئی۔ ان حالات کا قدرے اثر رسالہ کی ترتیب پر پڑا۔ "الامراض والعلاج" کا عنوان اس اشاعت میں جگہ نہیں پاسکا۔ دوسرے مضامین کی کثرت کی وجہ سے "اشارات" ملتوی کرنا پڑا تاہم ہمدرد صحت کی تجدید کیطرف جو اشارہ اشاعت خاص میں کیا گیا تھا۔ صاحبان نظر دیکھیں گے کہ اسی اشاعت سے اس کا آغاز شروع ہوگیا ہے۔ آئندہ اشاعت میں انشاءاللہ مزید اظہار خیال کیا جائیگا۔

عبدالحمید

ہمدرد صحت کی اشاعت خاص

اور

مشاہیر فن!

لفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب ایم۔بی ، اینڈ سی۔ایچ۔بی ، ایڈنبرا حیدرآباد دکن ،

ہمدرد صحت کا خاص نمبر ملا۔ بہت شوق سے پڑھا ، ہندوستان کے طبی رسائل میں ہمدرد صحت پہلا رسالہ ہے جس نے اعادۂ شباب کے مسئلے پر اتنے بہتر اور مستند معلومات سے لبریز مضامین شائع کئے +

ڈاکٹر محمد عثمان خانصاحب ، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن :

ہمدرد صحت کے شباب نمبر کے دونوں پرچے وصول ہوئے ، دلی شکریہ قبول فرمایئے۔ فی الحقیقت آپ کی مساعی قابل صد آفرین اور ایسی نمایاں کامیابی مستحق صد مبارکباد ہے ، اس قدر قلیل عرصہ میں اتنا کارآمد اور اہم درجہ کا مواد فراہم کر کے اس دیدہ زیب صورت میں پیش کرنا آپ ہی کا حصہ ہے +

شفاء الملک حکیم مولوی عبد الحمید صاحب لکھنؤ :

میں نے رسالۂ ہمدرد صحت دہلی کا خاص نمبر بعنوان "تجدید و اعادۂ شباب اور درازی عمر" بابت ماہ جولائی ۱۹۳۲ء دیکھا حقیقتاً نہایت محنت اور جانفشانی سے مرتب کیا گیا ہے۔ اکثر مضامین نہایت بلند پایہ اور تحقیق سے لبریز ہیں — پبلک کو ایسے مفید طبی رسالہ کی قدر کرنا چاہیئے +

حکیم ڈاکٹر مولوی لطافت حسین صاحب ، میڈیکل آفیسر رہٹی

ہمدرد صحت خلاف توقع نہیں بلکہ اُمید و توقع کے عین موافق اور وقت پر شائع ہوا آپکی مخلصانہ کوشش میں خدا نے آپکو کامیابی عطا فرمائی۔ اس کا شکر ہے ، ہمدرد صحت کی خدمت میرے لئے عین باعث افتخار و مسرت ہے +

حکیم ڈاکٹر سید علی کوثر صاحب چاندپوری ، بیگم گنج :-

ہمدرد صحت کے دونوں ایڈیشن ٹھیک وقت پر مل گئے ، اور میں فوراً مطالعہ میں مصروف ہوگیا ، میں نہایت جوش اور خلوص کیساتھ آپ کو ہدیۂ مبارک پیش کرتا ہوں کہ آپ نے ایک طبی رسالہ کو اس قدر شان و شوکت اور جاذب نظر صورت میں شائع کیا یقیناً اس عملی اور شاندار اقدام کا شرف سرزمین ہند میں سب سے پہلے آپ کو حاصل ہوا۔

یورپ کے نامور ڈاکٹروں سے براہ راست مضامین اور تصاویر حاصل کر لینا کوئی معمولی بات نہیں ہے اور واقعہ یہ ہے کہ اسی ایک خصوصیت نے ہمدرد صحت کو ہندوستان کے تمام طبی رسائل میں ممتاز بنا دیا ہے کس قدر خوشی ہوتی ہے یہ دیکھکر کہ یورپ کے مشہور و معروف ڈاکٹر "ہمدرد صحت" کی اشاعت کا بیتابی سے انتظار کر رہے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمدرد صحت شائع ہوتے ہی ان کے پاس بھیجدیا جائے ، ہمدرد صحت کی قبولیت کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ یورپ کے ڈاکٹر بھی اسکے دیکھنے کی تمنا کرتے ہیں۔

اتنا شاندار، ضخیم اور موضوع کے لحاظ سے کامیاب طبی رسالہ میں نے نہیں دیکھا اور پھر حیرت یہ ہو کہ ایک روپیہ سالانہ میں آپ نے یہ سب کچھ کرلیا۔ مجھے ہرگز باور نہیں آسکتا کہ ہمدرد صحت کا قلیل چندہ ان عظیم الشان کاموں کیلئے مکتفی ہوسکتا ہو۔ اگر ہمدرد دواخانہ کی امداد اس رسالہ کو حاصل نہ ہو تو غالباً اس بیدردی کیساتھ آپ اتنا روپیہ اسکی اشاعت پر صرف نہیں کرسکتے۔

ہر مضمون کیساتھ مضمون نگار کی تصویر کے التزام نے رسالہ کو بیحد دلچسپ بنادیا ہو اور "مرقع"، تو گویا بولتا ہوا سینما ہو جو ہمدرد صحت کے اوراق پر دکھایا گیا ہو، "مرقع کی ہر تصویر سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ منہ سے بول رہی ہو جس مقصد کے لئے جو تصویر بنائی گئی ہو وہ بیحد کامیاب اور مصوّر کے ماہر نفسیات ہونے پر دال ہو۔ مجھے یہ معلوم کرکے بہت زیادہ مسرت ہوئی کہ ہندوستان کے مشہور آرٹسٹ مسٹر سمیع ہمدرد صحت میں کام کرتے ہیں بالخصوص انکی تصویر دیکھکر میں بہت خوش ہوا۔

مضامین کے متعلق اس سے زیادہ اور کیا لکھوں کہ آپ نے (علاوہ میرے) ایسے ایسے حضرات کو لکھنے پر مجبور کیا ہو جو براہ راست اعادۂ شباب کے ماہر اور اس خصوص میں کافی شہرت کے مالک ہیں، یورپ کے ڈاکٹروں نے جو کچھ بھی لکھا ہو وہ گویا اعادۂ شباب کی آخری منزل ہو جواب تک طے کیجاچکی ہو، اور ہندوستان کے مشہور ڈاکٹر لفٹیننٹ کرنل اشرف الحق صاحب بھی عمل تقلیم میں کافی تجربہ رکھتے ہیں۔ انکی تحریر میں بھی تجربات کا نچوڑ موجود ہو

شہید فن حکیم مولوی محمد عبد المجید صاحب مرحوم کی شبیہ مبارک دیکھنے کے بعد میں نے جناب کے خط وخال کی اپنے ہی ذہن میں جو تصویر بنائی تھی اس سے آپ کے فوٹو کو کوئی مناسبت ہی نہیں۔ آپ کی تصویر کہہ رہی ہو کہ آپ موجودہ تمدن کیساتھ اپنے فن کو لے کر چلیں گے، اور ترقی کے راستہ میں ہر قسم کے مصائب آسانی سے برداشت کرینگے۔

میرے متعلق غائبانہ متعارف ہونیوالے احباب طرح طرح کے خیالات رکھتے ہیں، اسی ہفتہ میں محمد احمد خاں درانی ایڈیٹر رسالہ جہانگیر سے ملاقات ہوئی تو وہ میری صورت دیکھ کر بہت متحیر ہوئے فرمانے لگے، قبلہ میں تو سمجھتا تھا کہ آپ کے چہرے پر ہاتھ بھر کی سفید ڈاڑھی ہوگی اور آپ گویا عہد قدیم کی زندہ یادگار ہونگے۔ خدا جانے اُنہوں نے میرے متعلق یہ رائے کیوں قائم کی تھی لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے میرے اکثر احباب میرے متعلق یہی رائے رکھتے ہیں، مجھے افسوس ہو کہ ان حضرات کو میری تصویر دیکھ کر بہت مایوسی ہوئی ہوگی۔

ہمدرد صحت کی تصاویر نے ملک کی اچھی اچھی ہستیوں سے متعارف کرادیا، ڈاکٹر سعید احمد بریلوی کو میں اپنے ذہن میں ایک نوجوان ادیب سمجھتا تھا۔ مگر تصویر سے وہ بالکل ڈاکٹر استراخوناف معلوم ہورہے ہیں۔ انکی کشادہ پیشانی - عالی دماغی، اور متانت وسنجیدگی کو نمایاں کررہی ہو،

شیخ الرئیس ثانی جناب حکیم مولوی کبیر الدین صاحب البتہ موجودہ لباس میں ریاست دتیا کی فوج کے جمعدار ہوکر رہ گئے ہیں، خدا کرے ابھی اس لباس کو زیب تن نہ فرمائیں۔

حکیم ظہیر علی صاحب دہلوی نے رسالہ کی ترتیب میں جو کاوش فرمائی ہو وہ انکی تصویر سے کافی طور پر نمایاں ہو

برادر عزیز لطافت تو ریاست بھوپال کے جنگلوں کی ہوا کھاکر تن و توش کی "دہقانیت" میں مجھ سے بھی بازی لے گئے — اللہ کرے نشو ونما اور زیادہ!

عالیجناب ناظم صاحب کی موٹے آبنوسی کی عینک، اور ریش مبارک کا فلسفیانہ انتشار ان کے گہرے تجربے اور علمی مشغولیت خصوصاً فلسفہ کی گتھیوں پر غور وخوض کرنے پر دلالت کررہا ہے۔ (بقیہ مضمون صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

مقالات

قرونِ اولیٰ کا انسان کس حد تک اور کن کن امراض میں مبتلا ہوتا تھا

از حکیم ڈاکٹر لطافت حسین ایچ، ایم، بی (کلکتہ) مستند آصفیہ طبیہ کالج گورنمنٹ بھوپال، طبیب قصبہ رہٹی

عام اشخاص کو اکثر یہ کہتے سُنا جاتا ہے کہ قرون اولیٰ میں انسان بہ نسبت اس دور مدنیت کے زیادہ سے زیادہ تندرست اور کم سے کم اور مخصوص امراض میں مبتلا ہوا کرتا تھا۔

یہ خیال کس حد تک صحت اور حقائق پر مبنی ہے۔ آگے چلکر آپ کو خود معلوم ہو جائیگا لیکن میرے خیال میں یہ عقیدہ کہ دور حاضرہ کا انسان بمقابلہ ہمارے اسلاف کے زیادہ تر ہدف امراض و بلا کت یاریوں کا مہبط ہے، صداقت و واقعیت سے بہت بعید ہے اور مدنیت حاضرہ پر ایک ہٹ سے زیادہ وزن نہیں رکھتا۔

یہ تو آپ اچھی طرح جانتے ہونگے کہ قرون اولیٰ کا انسان اپنے قوی جسمانیہ اور موروثی تعالیم میں سخت سے سخت ہونے کے باوجود بھی اور اکی اور عقلی حیثیت سے ضعیف و کمزور انسان تھا بمعانی حیثیت میں اُس کو حیوانیت سے زیادہ قرب تھا۔ آپ خود ہی بتائیے کہ جو ہستی اپنا مقصد آفرینش نہ جانتی ہو۔ دن بھر سیر و شکار میں گذار کر رات پہاڑوں کی تنگ و تاریک گفاؤں، غاروں اور درختوں کی شاخوں پر بسر کرتی ہو جسکا وجود دنیا کی درندوں اور حشرات الارض کا لقمہ تر بننے کیلئے ہر وقت تیار رہتا ہو، اور پھر لطف یہ کہ ایسی حالت دس بیس برس نہیں بلکہ صدیوں تک قائم رہے تو کہاں تک ایسی زندگی کو انسانی زندگی قرار دیا جا سکتا ہے۔

جب ہم اپنے نرم و نازک غالیچوں اور گُدگُدے لحافوں اور پر تکلف ملبوسات کے مقابلہ میں اپنے اسلاف کے آسمانی لحاف۔ خاکی توشک بسنگین یا چوبین تکیہ چرمی نادوختہ پوشاکوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمارے استعجاب و توحش کی کوئی حد نہیں رہتی، اور ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس معاشرت و معیشت کو مدنیت و انسانیت کے کس طبقہ میں جگہ دیں۔

بعض علماء تاریخ طبیعی کا یہ اشارہ کہ عہد سابق کے انسان کی غذا چونکہ زیادہ تر نباتی ہوا کرتی تھی اور یہ کہ سوائے نباتات یا فواکہات کے اور کسی غذا سے وہ آشنا نہ تھا اور یہ کہ محض اسی وجہ سے ام الامراض قبض (کانسٹی پیشن) یا اوسکے خطرناک نتائج و عواقب سے مصئون و محفوظ رہتا تھا علمی تحقیقات کی روشنی میں کچھ زیادہ وقیع ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اوراق تاریخ شاہد ہیں کہ ہمارے اسلاف کی غذا کا بیشتر حصہ حیوانی ہوا کرتا تھا۔ انکی غایت صید و شکار یہی ہوا کرتی تھی کہ چمڑے سے ستر پوشی کیجائے اور لحم طیب سے شکم پُری۔

انکی بہترین اور قابل رشک صحت و تندرستی سے کسے انکار ہو سکتا ہے لیکن ساتھ ہی صرف نباتی اغذیہ کو انکی صحت و تندرستی کا کفیل قرار دینا سراسر مبالغہ آمیزی ہے حقیقت میں انکی صحت کا راز انکی نظام معیشت میں مضمر تھا کیونکہ ان کا ہر کام جو وہ کرتے تھے یا کر سکتے تھے انتہائی محنت و مشقت کا مقتضی ہوا کرتا تھا ظاہر ہے جو شخص چوبیس گھنٹہ سیر و شکار، دوڑ دھوپ، درختوں کی کاٹ چھانٹ، اور خانہ بدوشی

کی حالت میں بسر اوقات کرتا ہو وہ کہاں تک سست و کاہل، مجہول اور آرام طلب ہو سکتا ہے

اور جب یہ باتیں لوازم حیات میں رکھ لی جائیں۔ اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی مان لیا جائے کہ وہ مدنیت حاضرہ کے اکثر مہلک و مضر عادات مثلاً تمباکو نوشی، چائے نوشی، عیش پسندی، شراب نوشی، وغیرہ وغیرہ باتوں سے ناآشنا محض تھے جو آپ یقیناً مانیں گے تو پھر کیسے وہ قابل صد رشک صحت و تندرستی کے سرمایہ دار نہ ہوتے لیکن ان سب باتوں کے باوجود یہ کہہ دینا کہ وہ بہت سے امراض ہی سے ناآشنا تھے۔ یا وہ کبھی کسی مرض میں مبتلا ہی نہ ہوتے تھے سراسر بعید از فہم و ادراک ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جس طرح آج امراض کی ارزانی و فراوانی ہے اس زمانہ میں ایسی نہ تھی۔

اب اس سلسلۂ بحث کو بخوف طوالت یہیں چھوڑتے ہوئے میں ان چند امراض سے آپ کو روشناس کرانا چاہتا ہوں جو اس زمانہ میں بکثرت پائے جاتے ہیں اور ان کا وجود زمانہ قدیم میں بھی روایات تاریخی وغیرہ مختلف ذرائع سے ثابت ہو رہا ہے۔

لیکن قبل اسکے کہ آپ ان امراض کا نظری جائزہ لیں یہ بھی خیال فرمائیں کہ ایسے امراض دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جنکا وجود زمانہ قدیم کے انسان کیساتھ دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے ثابت ہے اور دوسرے وہ امراض ہیں کہ جن کے متعلق کوئی قطعی ثبوت فراہم نہیں ہو سکا صرف قرائن و قیاسات سے انکے وجود پر استدلال لایا گیا ہے۔

چنانچہ قسم ثانی میں سے ایک مرض **"رمد یا آشوب چشم"** بھی ہے جو آج کل زمانہ نہایت کثرت سے پھیلا ہوا ہے اور شاید ہی ایسا کوئی شخص اس زمانہ میں مل سکے کہ جسنے کم از کم ایک مرتبہ اسکی تکلیف دہ سختیوں کا اندازہ نہ کر لیا ہو لیکن باوجود اسکے ابتک اس مرض کے متعلق کوئی ایسا قطعی اور مشاہداتی ثبوت نہیں ملا کہ جس سے یہ کہا جا سکے کہ سابق عہد کا انسان بھی اس میں مبتلا ہوا کرتا تھا مگر واضح رہے کہ اس مرض کے عام اسباب جسطرح کہ آجکل دنیا میں موجود ہیں بالکل اسیطرح اس زمانہ میں بھی ان کا وجود یقینی ہے

پس اسباب کی موجودگی میں مسبب کا نہ ہونا قابل غور ہے۔

اب قسم اول کے امراض میں سے آپ **"امراض اسنان"** اور بالخصوص مرض "تقیح اللثہ" یا "پایوریا" لے لیجئے یہ مرض جس طرح آجکل پایا جاتا ہے اسیطرح زمانۂ سلف میں بھی اسکا وجود یقینی طور پر ثابت ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر ہربرٹ ولیم امریکن ڈنٹل سرجن نے بعض مردوں کے جبڑے ایسے معائنہ کئے ہیں جن کو مومیار کر کے رکھا گیا تھا اور انکے مسوڑوں پر تقیح اللثہ (پایوریا) کے واضح اثرات پائے گئے اسیطرح مرض نخر الاسنان (دانت کی بوسیدگی یعنی کیریز) کا وجود بھی ازمنہ سابقہ کے برآمد شدہ مردوں کے جبڑوں کے معائنہ سے ثابت کیا گیا ہے اور وہ جبڑے ابتک محفوظ ہیں جن کے بعض دانت تو نہایت عمدہ حالت میں ہیں اور بعض بالکل بوسیدگی کی حالت میں۔ البتہ **"جلدی امراض"** کے متعلق کوئی یقینی ثبوت نہیں مل سکا لیکن قرائن و قیاسات اتنے پختہ ہیں کہ دلائل قطعیہ کی حد تک پہنچ سکتے ہیں چنانچہ یہ امر تو آپکے علم میں یقیناً ہو گا کہ اکثر و بیشتر جلدی امراض مختلف قسم کے حیوانات و کیڑے مکوڑوں کے کاٹنے سے پیدا ہوا کرتے ہیں اور یہ حیوانات یا حشرات الارض جس طرح کہ آجکل دنیا میں موجود ہیں ایسے ہی زمانہ آغاز بشریت میں بھی پائے جاتے تھے۔ اور پھر یہ آپ پہلے ہی معلوم کر چکے ہیں کہ ہمارے اسلاف کس طرح برہنہ تن زندگی بسر کرتے تھے پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم امراض جلدی کے وجود کو اس زمانہ میں تسلیم نہ کریں بلکہ ہم تو یہاں تک کہہ سکتے ہیں کہ مقابلۃً ہمارے، ہمارے اسلاف اس قسم کے امراض کے قبول کرنے کی زیادہ صلاحیت و قابلیت رکھتے تھے۔ ہمارا جسم تو ان کے مقابلہ میں بہت کچھ محفوظ و مصئون رہتا ہے۔

اسی لئے ماہرین نے آغاز بشریت کے وقت ہی سے ان کا وجود تسلیم کیا ہے۔

اسکے علاوہ ایک دوسرا عقلی ثبوت یہ ہے کہ جمہوریت "پیرو" میں بھی بعض بت اور مورتیں ایسی ملی ہیں کہ جن کی سطح

جسم پر کچھ داغ نشانات اور دھبے پائے گئے جو اسبات کا ثبوت ہیں کہ ان لوگوں کو برص خارش آتشک اکلہ وغیرہ کی شکایات رہی ہونگی مرض برص کے متعلق "توریت" میں بھی تذکرہ موجود ہے۔

اس قسم کے نشانات سے امراض متذکرہ بالا کا ثبوت ایسے اور بھی قرین قیاس ہو جاتا ہے کہ بعض ایسی انسانی نعشوں پر کہ جنکو بطریق خاص مومیا کر کے محفوظ کیا گیا تھا۔ مجبت اور جوشش شباب تک کے آثار مشاہدہ کر لیئے گئے ہیں

مرض صلع

اس مرض کے وجود میں ہمکو بھی شک ہے اور ہمارے پاس کوئی ثبوت بھی ایسا نہیں ہے جس سے اس مرض کا وجود زمانہ سلف میں ثابت ہو سکے۔ رہا یہ امر کہ بعض مومیائی نعشیں جو اصلع حالت میں بعض جگہ محفوظ ہیں وہ اصلع کیسے ہوئیں تو اسکے متعلق میں یہی کہونگا کہ ممکن ہے بعد وفات انکی چاند کے بال جھڑ گئے ہوں کیونکہ صلع کے جو اسباب اس زمانہ میں بکثرت پائے جاتے ہیں وہ اس زمانہ میں ایک بڑی حد تک مفقود تھے۔

علاوہ ازیں روایات، افسانوں اور قصص وغیرہ سے جہانتک رہبری ہوتی ہے ہم مجبور ہوتے ہیں کہ زمانہ سابق کے انسان کو قوی الجثہ، طویل شعر الراس۔ اور اُسکے جسم کو سرتاپا بالوں سے ڈھکا ہوا تصور کریں۔ اسی ذیل میں ایک خاص بات قابل ذکر یہ بھی ہے کہ بعض محققین نے مومیائی مردوں کے سروں کی جلد پر چمٹے ہوئے جوؤں کے آثار اور نشانات تک معاینہ کئے ہیں۔

امراض قدمین (پیروں کی بیماریاں)

باوجودیکہ زمانہ سلف کا انسان برہنہ پا رہنے کا طبعتاً عادی ہوتا تھا۔ اور اُسکے پاس ہماری طرح کوئی ایسے ذرائع موجود نہ تھے جن سے وہ اپنے پیروں کو صدمات۔ قروح۔ گزندگی حشرات الارض اور کانٹے وغیرہ لگنے سے محفوظ رکھ سکتا۔ اور ظاہر ہے کہ جب پیروں کو [illegible] سے [illegible] تقریباً ناممکن تھا

تو پھر غالب قیاس یہ ہے کہ اس قسم جیسے امراض کا طوق کیونکر غیر ممکن مانا جا سکتا ہو لیکن پھر بھی اسبارہ میں ابتک کوئی قطعی ثبوت ایسا نہیں مل سکا کہ جس سے یہ کہا جاسکے کہ فلاں فلاں امراض زمانۂ آغاز بشریت میں لازماً پائے جاتے تھے۔

امراض مفاصل

امراض مفاصل کے بارہ میں ہم بہت کچھ ایسا ثبوت فراہم کر لیا ہے جسکی بناء پر ہم وثوق کیساتھ کہہ سکتے ہیں کہ زمانۂ سابق میں ان کا وجود ایک بہت بڑی حد تک یقینی تھا بعض خاص عہد کی ہڈیاں جو قبروں وغیرہ سے برآمد ہوئیں، ان کا مشاہدہ ہمارے شکوک و شبہات کے ازالہ کیلئے بہت کافی ہے۔

اور خاصکر وجع مفاصل مزمن (Osteo - arthritis) کے متعلق تو ہمارا ببانگ دہل یہ دعویٰ ہے کہ ابتدائی انسان جس کو بالفاظ دیگر "قرد منتصب" یا "Pithecanthropus Erectus" بھی کہا جاتا ہے اس مرض میں زیادہ مبتلا ہوا کرتا تھا

یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ یورپ کی فضا اب سے کچھ مدت پہلے بہت ہی زیادہ سرد و تر تھی۔ اور یہ پہلے ہی سے آپکو معلوم ہے ابتدائے عہد کا انسان برہنہ پا اور عریاں یا جسم پوش رہنے کا عادی خوگر تھا پس ایسی حالت میں اسکا مبتلا ہو جانا یا اسکے مرض کا مزمن صورت اختیار کر جانا کوئی غیر متوقع بات نہ تھی۔

جب کہ ماہرین طب یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ بعض امراض دندان سے مرض "رومیٹزم" کو ایک خاص تعلق ہے اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ زمانۂ قدیم کا انسان امراض دندان میں بہت زیادہ مبتلا ہوا کرتا تھا تو پھر ہم یہ بھی تسلیم کرنے کیلئے مجبور ہیں کہ وجع مفاصل کی بھی اس زمانہ میں کثرت تھی۔

ہمارے لایق محقق مسٹر مارک رافر" پروفیسر پتھالوجی (علم ماہیت الامراض) نے جو ایک عرصے قاہرہ کی درسگاہ طبیہ میں اس مرض کی تحقیق و تفتیش کر رہے ہیں ایک بڑے [illegible]

نے بتوں اور ہیکلوں کے مشاہدہ و معائنہ سے ثابت کیا ہے
ندائی مصری حکومت سے قبل جتنے بھی بت اور جتنی بھی ہیکلیں
ن میں سے چالیس فیصدی بت ہمارے دعوے کے ثبوت کیلئے
یں اور واضح طور پر بتا رہے ہیں کہ اہالیان مصر قدیم بھی اس
کا زیادہ شکار ہوتے تھے۔

اسیطرح امریکن محقق ڈاکٹر "ہرڈلک" نے شمالی امریکہ
ض مقالات سے جو مورتیں اور مومیائیاں حاصل کی ہیں اُن
سے کبھی پچاس فیصدی ان امراض کے ثبوت میں پیش
ں ہیں، البتہ مرض نقرس یا دار الملوک کا کوئی قطعی ثبوت نہیں
رف مصر میں ایک مدفون نعش اوائل عہد مسیحی کی البتہ برآمد
ی تھی اور اس میں سے خاصکر ایک پیر کا انگوٹھا صحیح و سالم
آیا تھا جسکے امتحان کیمیاوی سے "یوریٹ" کے اجزا مشاہدہ
گئے تھے۔ جن سے یہ رائے قائم کی گئی کہ مرض نقرس میں مبتلا تھا

حصی یا (پتھریاں)

اس مرض کی تحقیق کے سلسلہ میں ایک عجیب بات یہ معلوم
ں کہ جیالوجی (علم طبقات الارض) کے تاریک دور کے اشخاص
و نعشیں برآمد و دستیاب ہوئی ہیں۔ ان میں سے سوائے ایک دُ
وں کے کسی نعش میں پتھریوں کے وجود و پیدائش کے کوئی
معلوم نہیں ہوئے اور جن دو ایک نعشوں میں حصیات صفراویہ
، وجود کی علامات مشاہدہ کیگئی ہیں تو انکی قدامت مشتبہ ہے۔

امراض عظام

امراض عظام میں سے خاصکر مرض کساح Rickets کے
متعلق مشاہدہ احافیر اور مومیاآت سے کوئی ثبوت فراہم نہیں
سکا اور یہ کوئی تعجب خیز امر بھی نہیں کیونکہ اس مرض کا مقدم سبب
ہے عدم استفادہ ہے۔ اور جب کہ یہ بات بالکل محقق ہے کہ ہمارے
کے پاس سوائے آسمانی چھتری کے کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا
سے ان کو پناہ دیتا ان کو سایہ میں زندگی بسر کرنیکا خوگر
بنا تا تو پھر مرض کساح میں وہ کیونکر مبتلا ہو سکتے تھے۔

لیکن اجمالی حیثیت سے اگر دیکھا جائے تو دیگر امراض عظام
بلاشبہ کثیر الوقوع تھے۔

منجملہ دیگر اسباب امراض عظام کے ایک بہت بڑا سبب
انکا طریق معیشت تھا مثلاً یہ کہ دن دن بھر صید و شکار، بھاگ دوڑ، بادیہ
پیمائی، درختوں اور غاروں میں شب باشی، یہ سب اسباب ایسے ہیں
جو کسر عظام (فریکچرز) وغیرہ کے داعی ہیں۔ جرمنی کے مردہ عجائب خانہ میں
ایک شخص کا ڈھانچ ایسا بھی رکھا ہوا ہے جسکا ایک ہاتھ دوسرے کے
مقابلہ میں نسبتاً چھوٹا اور ادھورا ہے، جو بہت ممکن ہے کہ فریکچر کے باعث
ایسا ہو گیا ہو یا ایسا ہی کوئی دوسرا مرض لاحق ہوا ہو۔

دور تدوین تاریخ سے ماقبل زمانہ کی بھی بعض کھوپڑیاں
اور ہڈیاں ایسی دستیاب ہوئی ہیں جن سے فریکچر وغیرہ کا کافی ثبوت
مل رہا ہے۔

مناعۃ (امیونٹی پاور)

امراض سے زیادہ اہم چیز مناعۃ (امیونٹی) تھی کہ جو
مخصوص ان کے حصہ میں آئی تھی۔ مناعت یا امینت اگرچہ ہم میں بھی
ہے لیکن بمقابلہ ہمارے لاحق ہونیوالے امراض کے بہت کم

بلاشبہ تمدن سے عاری متقدمین کی امینت اتنی زیادہ
تھی جو ان کو ہمہ وقت اور ہر قسم کے امراض سے بہت بڑی حد تک
محفوظ رکھتی تھی۔

یہاں قدرتاً یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ ان اشخاص
میں مناعۃ اتنی زیادہ کیوں تھی تو اُسکے جواب میں انکی وہی سادہ ترین
معاشرت پیش کیجا سکتی ہے جس سے ابھی ہم آپکو روشناس کر چکے
ہیں۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جہاں وہ لوگ دن دن بھر
محنت و مشقت، عمل و ریاضت میں گھرے رہتے تھے وہاں
رات بھی ان کے لئے خالص آرام و سکون کا باعث ہوتی تھی۔ اگرچہ
پر تکلف معاشرت کثرت اختلاط ملنا جلنا وغیرہ بظاہر خوش کن
لیکن حقیقۃً قوی اور مزاج کو برباد کر دینے والی باتوں کے عادی نہ تھے

ہوتے تو یقیناً انکی قوت مدافعت بھی ایسی ہی ضعیف ہوتی جیسی کہ ہماری۔

اسی وجہ سے اُس زمانہ توحش میں امراض وبائی بھی بہت کم رونما ہوتے تھے۔ اور جب کبھی اتفاقاً کوئی وبائی بیماری پھوٹ نکلتی تھی تو پھر اُن کو بہاجی سولی کی طرح سید ریغ کاشکر بھی رکھدیتی تھی۔

یہ ضرور قابل افسوس بات ہو کہ موجودہ زمانہ حضارت ومدنیت نے اسباب باعثۂ مناعت کو بہت کچھ کمزور کردیا ہو حتٰی کہ بعض اشخاص نے اپنے دل میں یہ بات راسخ کرلی ہو کہ حقیقۃً مدنیت ہی اشاعت امراض کا باعث ہو۔ گو اسمیں شک نہیں کہ سل، سرطان۔ انفلوئنزا، اور بعض خاص قسم کے حمیات خبیثہ زمانۂ آغاز مدنیت ہی کے یادگار ہیں کہ جسکو قبل ولادت مسیح سے تقریباً دس ہزار سال کا عرصہ ہوتا ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو مدنیت اس بارہ میں بے قصور ثابت ہوگی۔ قصور وار وہی لوگ ہیں جنہوں نے عامل مناعت کو ضعیف بناکر مادہ ہائے امراض کی نادانستہ پرورش کی ہو حقیقت حال یہ ہے کہ مدنیت اور بالخصوص مدنیت حاضرہ نے استیصال امراض کیلئے جو تدابیر اختیار کی ہیں وہ بہت کچھ لائق ستائش ہیں۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ دن بہت قریب ہو جبکہ امراض کو تمام وکمال کچل دینے میں ہماری مدنیت غالب آجائیگی۔

ازمنۂ تاریخیہ کے امراض

اسی ذیل میں مناسب ہوگا کہ تاریخی زمانوں کے امراض پر بھی ایک سرسری نظر ڈال لیجائے۔ چنانچہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ امراض کا بہت بڑا حصہ انسان اوّل (قرد منتصب) میں مفقود نہ تھا اور مومیائیوں اور برآمد شدہ نقشوں وغیرہ کے مشاہدات اس سلسلہ میں بیان کئے جاچکے ہیں اب یہاں ہم بتانا چاہتے ہیں کہ اوّلین دور انسانیت کے بعد آغاز مدنیت کے زمانہ میں کون کونسے امراض زیادہ لاحق ہوتے تھے۔

چنانچہ مرض سل کے متعلق تو یہ ثابت ہی ہوچکا ہے کہ وہ زمانۂ آغاز حضارت وبادیت کا اوّلین مرض ہے

فراعنۂ مصر کے زمانہ کی مومیائیاں آج بھی مملکت مصر میں موجود ہیں جو اس بات کا واضح ثبوت دے رہی ہیں کہ مرض سل اور خصوصاً سل عظام اُس زمانہ میں بکثرت پھیلا ہوا تھا۔

سنہ ۱۰۰۰ قبل مسیح کی ایک بچہ کی مومیائی جو ابھی حال ہی میں دستیاب ہوئی ہو۔ مرض سل الورک کا بالکل صحیح پتہ دے رہی ہے۔

البتہ مرض آتشک کے متعلق ضرور اختلافات ہیں، بعض محققین کی رائے ہو کہ وہ بہت پُرانا مرض ہے، اور متقدمین اُس سے بہت کافی واقفیت رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت داود علیہ السلام کے اس قول سے بھی اِس مرض پر استدلال لایا جاتا ہے کہ ان عظامہ قد بلیت بسبب زلتہ (یعنی اسکی ہڈیاں اس کی لغزش کے سبب سے بوسیدہ ہوگئی ہیں)

اور بعض محققین کا قول ہو کہ آتشک بالکل نیا مرض ہو صرف کولمبس کے رفقا اسکو امریکہ سے یورپ وغیرہ میں لائے لیکن جہانتک ہمنے غور کیا ہو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اگرچہ کولمبس کے شرکا سفر امریکہ سے مبتلائے آتشک ہوکر یورپ آئے لیکن یہ امر اس بات کا ثبوت نہیں ہوسکتا کہ متقدمین اس مرض کی کنہ وحقیقت سے ناواقف تھے۔

خاصکر متقدمین مصر کے متعلق یہ کہدینا کہ وہ آتشک تصلب شرائین۔ امراض گردہ۔ جگر۔ طحال قبض دمعہ وغیرہ امراض سے نابلد تھے یقیناً بہت بڑا ظلم ہوگا

آپ یہ سن کر متعجب ہونگے کہ قبض دمعہ کا علاج کاسٹر آئل (روغن بید انجیر) کے ذریعہ ایکہزار پانسو برس قبل مسیح ایجاد شدہ ہے

(ماخوذ از مجلہ الاستقلال مصر)

زہر فکر

خطرہ] علم الجراثیم کے ایک ریسرچ محقق نے حال میں یہ عجیب
انکشاف کیا ہے کہ کرنسی نوٹ بیماریوں کے جراثیم پھیلانیکا
بردست آلہ ہیں ارشاد ہوتا ہے کہ نوٹ کے کاغذ پر بارہ سے اٹھارہ
جراثیم فی مربع انچہ جگہ میں دیکھے گئے ہیں مختلف امتحانات سے
ثابت ہوا ہے کہ ٹائیفائڈ بخار (تپ محرقہ) کے جراثیم سات روز
ش کے جراثیم بیس روز تک اور پیپ پیدا کرنیوالے جراثیم کم
ہ پینتالیس روز تک اس حالت میں یعنی نوٹوں پر چپکے ہوئے
رہ سکتے ہیں۔ اس لئے فاضل محقق نے عوام الناس یہ ہدایت
دیا ہے کہ پرانے نوٹوں کو ہاتھ میں لینے کے بعد ہاتھ ضرور دھو
یں۔

کیا اس مفید مشورے پر عمل کرنیکی ان ڈاکٹر صاحبان
کچھ ضرورت ہے جو مریض سے فیس لیکر بلا دغدغہ انجام جیب
بھر لیا کرتے ہیں حالانکہ جراثیم کی سب سے بڑی تعداد انہی نوٹوں
ہو سکتی ہے کیونکہ وہ براہ راست مریض کی جیب سے نکل کر آتے ہیں؟

مچانیکا سبب] ڈاکٹر پی بوس ایم ۔ ڈی کا ایک فاضلانہ
ون "ماؤں کی شرح اموات" کے عنوان سے شائع ہوا ہے
نے میجر جنرل سر جان میگا سابق ڈائرکٹر جنرل انڈین میڈیکل
س کے حوالے سے انکی ایک تحقیقات کا نتیجہ حسب ذیل اعداد
میں ظاہر کیا ہے۔

شرح اموات زچگان فی ہزار

	کتنی زچاؤں میں سے	کتنی مریں
ل	۱۰۰۰	۵۰
ں (شہری علاقہ)	"	۱۵٫۴
(دیہات)	"	۱۳٫۴
ہندوستان	"	۲۴٫۵

ان کے مقابلہ میں

ستان		۴

ہندوستان میں ہر سال صرف زچگی کی وجہ سے دو لاکھ عور

ہندوستان میں ہر سال صرف زچگی کی وجہ سے دو لاکھ عورتوں کی
جانیں ضائع ہوا کرتی ہیں۔

جنرل میگا لکھتے ہیں کہ "انگلستان میں ہزار زچاؤں
میں سے صرف چار ہی کے مر جانے پر شور مچ گیا ہے کہ اس سلسلے
میں شرح اموات اس قدر زیادہ کیوں ہے"

جنرل میگا اور ڈاکٹر بوس دونوں اس بات کو بھول گئے
کہ انگلستان کی عورتوں میں "منع حمل" کی وبا عام ہو گئی ہے
اور انکی یہ خواہش کہ حکومت پر اور عوام پر یہ ثابت کرتی رہیں کہ
"منع حمل" حظ نفسانی کیلئے نہیں کیا جاتا بلکہ "غریب عورتوں
کو اس قسم کی دردناک اموات سے محفوظ رکھنے کیلئے" عمل میں
آتا ہے۔ یہی وجہ ہوئی کہ انہوں نے چار فی ہزار اموات پر شور مچا دیا
ورنہ ہماری عورتیں تو چوبیس چوبیس فی ہزار مر جاتی ہیں اور کسی کے
کان پر جوں نہیں رینگتی

یہ بھی ممکن ہے کہ شور مچانے میں اُن ڈاکٹروں نے بھی
عورتوں ساتھ دیا ہو جنہوں نے مانع حمل دواؤں کے اشتہار
دے رکھے ہیں تاکہ اس شور و غل کی وجہ سے عام عورتیں استقرار
حمل اور اُسکے مہلک نتائج سے خوفزدہ ہو کر زیادہ سے زیادہ
مقدار میں مانع حمل دوائیں خریدیں۔

چور کے گھر مور] معلوم ہوا ہے کہ مہاتما گاندھی نے حال ہی میں
جب بعض ڈاکٹر صاحبان انکی جسمانی صحت کا امتحان کرنے کے لئے
انکے پاس گئے تو ان سے کہا پہلے فیس دلوایے۔ تب میں آپ کو
امتحان کرنے اور اپنے جسم کو ہاتھ لگانے دونگا، اور جب تک کہ
ہریجن فنڈ کیلئے اُن سے چندہ نہ لے لیا اُسوقت تک ان ڈاکٹروں
کو اپنی نبض پر ہاتھ رکھنے ہی نہ دیا۔

جسمانی ڈاکٹروں کا ایک روحانی شخص کی خدمت میں نذرانہ
عقیدت پیش کرنا اس غلبہ اور اس فوقیت کو ظاہر کرتا ہے جو روح کو جسم
پر حاصل ہے لیکن مشرق ہی کی خاک ہے جو اس قسم کے "سادہ لوح"

[illegible]

از حکیم عبد الحمید

آج دُنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ایسا نہیں ہے جہاں ڈاکٹر ڈجی ٹیلس کے نام سے ناواقف ہوں، یا رات دن اپنے مریضوں پر استعمال نہ کرتے ہوں۔ ڈجی ٹیلس اُن چند دواؤں میں سے ہے جسکے اثرات طب جدید میں مسلم و مستند ہیں اور جسے ہر ڈاکٹر بلا استثناء امراض قلب میں استعمال کیا کرتا ہے۔ یہ عجیب و غریب دوا کس طرح دریافت ہوئی، یہ بھی ایک دلچسپ قصہ ہے۔

آکسفورڈ کے ایک بہت بڑے پروفیسر ڈاکٹر کالے قلب کے کسی مرض میں گرفتار تھے اور حالت اس درجہ خراب ہو چکی تھی کہ بستر مرگ پر پڑے ہوئے تھے تنفس کی رفتار بہت ہی بے قاعدہ تھی، حرکت قلب کی سرعت کا یہ عالم تھا کہ اسکی ضربات کا گننا مشکل تھا۔ پاؤں اس درجے متورم تھے کہ اچھے خاصے ستون معلوم ہوتے تھے۔ اور جلد میں پھیلنے کی مزید گنجائش نہ ہونیکی وجہ سے اس میں جابجا ترقیدگی کی کیفیت نمایاں ہو چلی تھی، اور پانی رسنے لگا تھا۔ استسقا کی وجہ سے پیٹ ایک چھوٹا سا گنبد بن گیا تھا جسکے وزن کیوجہ سے کروٹ لینا بھی آسان نہ تھا۔ مختصر یہ کہ بیک نگاہ یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ ان کا قلب اب جواب دے رہا ہے اور وہ زیادہ دنوں کے مہمان نہیں ہیں۔

پروفیسر صاحب کے احباب کا حلقہ بہت وسیع تھا اور انکی صحت کیلئے ہر امکانی کوشش عمل میں آ رہی تھی، بیک وقت کئی کئی بڑے بڑے پرانے اور تجربہ کار ڈاکٹر آتے تھے اور اپنی بے بسی اور مجبوری کے اعتراف کے طور پر تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ اور بڑی سنجیدگی کے ساتھ سر ہلا ہلا کر چلے جاتے تھے۔ دوا اور علاج کا کوئی مروجہ طریقہ ایسا نہ تھا جو پروفیسر صاحب پر آزمانہ لیا گیا ہو کیلومل اور جلیپ کے مسہلات، معرقات اور مدرات غرض کہ ہر طرح کی دوائیں استسقا کو کم کرنے کیلئے دیجا چکی تھیں اور پچھنے لگا لگا کر جسم کا خون کم کیا جا چکا تھا لیکن پروفیسر صاحب بدستور اپنے بستر پر پڑے پڑے اپنے وقت اور تکلیف کیساتھ آنیوالے سانسوں کا شمار کر رہے تھے۔

آکسفورڈ ہی کے ایک شفاخانے میں ایک نوجوان ڈاکٹر ولیم وِدرنگ کام کیا کرتے تھے اُن کے متعلق عام طور پر یہ خیال تھا کہ وہ استسقار کا کوئی نیا علاج دریافت کرنے میں منہمک رہتے ہیں۔ اکثر اوقات یہ دیکھا جاتا تھا کہ انسانوں کی نسبت مختلف قسم کی جڑی بوٹیوں کی صحبت اُنہیں زیادہ پسند تھی۔ اپنی فرصت کا تقریباً تمام وقت وہ بس اسی کام کی نذر کر دیا کرتے تھے کہ شہر سے باہر نکل گئے اور جنگل کی خودرو بوٹیاں اکھیڑ لائے۔ ان بوٹیوں کی اُنہوں نے باقاعدہ قسمیں قائم کی تھیں ہم شکل اور ہم اثر بوٹیاں ایک جگہ رکھی جاتی تھیں اور اُنکی الگ قسمیں اور نام مقرر تھے۔ گھاس کے ایک ایک پتے کے متعلق ڈاکٹر صاحب کی بیاض میں کچھ نہ کچھ حالات موجود تھے، اور ان کا خیال تھا کہ دنیائے نباتات کے پوست کندہ حالات کے متعلق وہ آخر عمر میں ایک بہت ہی مفصل اور مبسوط کتاب شائع کر سکیں گے جسم انسانی میں پہنچنے کے بعد یہ جڑی بوٹیاں جو کچھ اثرات مرتب کرتی تھیں ان کے معلوم کرنیکا شوق ڈاکٹر صاحب کو اس حد تک تھا کہ اُسے اگر خبط سے تعبیر کیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ اس قسم کی معلومات حاصل کرنے کے لئے اُنہیں کسی ذریعے کے اختیار کرنے میں بھی تامل نہ

ہوتا تھا جتنی کہ بالکل بے علم اور جاہل لوگوں کی لایعنی اور مہمل داستانیں بھی وہ بڑے شوق سے گھنٹوں کھڑے رہ کر سُنا کرتے تھے۔

اسی نواح میں ایک بڑھیا رہتی تھی، اور اُسکے متعلق یہ افواہ پھیل رہی تھی کہ استسقاء کا ایک عجیب و غریب نسخہ کہیں سے اُسے ہاتھ لگ گیا ہے جس سے وہ ایسے مریضوں کا بھی کامیابی کیساتھ علاج کیا کرتی ہے کہ جنہیں ڈاکٹر جواب دے چکے ہوں۔ یہ بڑی بی کوئی بیس مختلف دوائیں پانی میں ملا کر جوش دیا کرتی تھیں، اور یہی جوشاندہ اُنکی وہ مشہور و معروف دوا تھی۔ ڈاکٹر ودرنگ کو بھلا یہ سننے کے بعد کب چین پڑ سکتا تھا وہ بڑی بی کے پاس پہنچے اور نسخہ تو وہ کیا نباتیں مگر ایک مٹھی بھر وہ ملی ہوئی دوائیں اُن سے لے آئے اور گھر لا کر اس مرکب کا تجزیہ شروع کر دیا۔

یہ تو کون کہہ سکتا ہے کہ اُنہوں نے اس مرکب کی ساری دوائیں الگ الگ کر لیں لیکن ہاں بیس مختلف بوٹیاں علیحدہ کر لینے میں وہ ضرور کامیاب ہو گئے، اور پھر اُن بیسوں کے اثرات کا الگ الگ مشاہدہ کرنے کے بعد اُنہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ان میں سے اُنیس تو صرف "برائے بیت" ہیں اور ایک حقیقتاً کام کی چیز ہے۔ اور یہی ایک وہ بوٹی تھی جسے عرفِ عام میں "فاکس گلو" کہا جاتا تھا اور اب طبی اصطلاح میں اُسے "ڈجی ٹیلس" کا نام مل گیا ہے۔

ڈاکٹر ودرنگ پر بڑھیا کی باتوں کا بہت ہی گہرا اثر ہوا تھا اور اُنہوں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ "ڈجی ٹیلس" کے متعلق ہر ممکن ذریعے سے اپنی معلومات میں اضافہ کرتے رہیں گے۔ چند روز بعد اُنہیں معلوم ہوا کہ اس اکسیر القلب کا علم ان بڑی بی ہی تک محدود نہ تھا بلکہ بعض اور لوگ بھی اسکے خواص اور فوائد سے واقف تھے اور گھریلو نسخے کے طور پر اس کا جوشاندہ چائے کے ہمراہ اکثر گھروں میں استسقاء کے مریضوں کو پلایا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ اسیطرح کے ایک خاندان میں پہونچکر اُنہیں ڈجی ٹیلس کے متعلق ایک بالکل نئی بات بھی معلوم ہوئی جس سے وہ ابتک ناواقف تھے۔ ایکروز اُنہیں ایک مریض کے علاج کے لئے بلایا گیا جس کو بار بار قے ہو رہی تھی اور متلی کسی طرح نہ رکتی تھی۔ اسکی بینائی میں بھی فرق آ گیا تھا۔ اور قلب کی حرکت نہایت سست پڑ گئی تھی تشخیص مرض کی غرض سے جب اُنہوں نے طرح طرح کے پچاسوں سوالات کئے تب کہیں جا کر اسکی بیوی نے قبول کیا کہ استسقاء کے علاج کے طور پر اسے ڈجی ٹیلس کے تازہ پتوں کا جوشاندہ ایک بڑی مقدار میں پلایا گیا تھا۔ اس جوشاندہ سے اس کا استسقاء تو ضرور اچھا ہو گیا لیکن یہ سخت علامات ظہور پذیر ہو گئیں جنکی وجہ سے مریض کی زندگی خطرہ میں پڑ گئی۔

ڈاکٹر ودرنگ نے اس مریض کا علاج کیا اور یہ بات گرہ میں باندھ لی کہ ڈجی ٹیلس بھی بڑی مقدار میں ایک زہر ہو جاتا ہے، گویا اچھی چیز کی افراط بھی بُری ہوتی ہے۔

اسکے بعد انکی شہرت پروفیسر کالے کے کان میں بھی پہنچی اور وہ اُن پر بھی اپنی تازہ دریافت شدہ اکسیر کی آزمائش کیلئے بُلائے گئے۔ اُنہوں نے بڑی احتیاط کیساتھ ڈجی ٹیلس کا ایک محلول خود تیار کیا، اور انکی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اُنہوں نے یہ دیکھا کہ حلق سے نیچے اُترتے ہی اس نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا، چند گھنٹے ہی گذرے تھے کہ پروفیسر صاحب کے چہرے پر صحت کی علامات نمودار ہو گئیں۔ اُن کے قلب کی حرکت بہت باقاعدہ ہونے لگی اور اسکی رفتار بھی معمول پر آ گئی۔ بہت ہی تھوڑے عرصہ میں ٹانگوں کا پانی بھی غائب ہو گیا۔ اور پیٹ کے پانی کا بھی کہیں پتہ نہ رہا۔ پروفیسر صاحب اس اکسیر کی بدولت ایک مرتبہ پھر زندوں میں شمار کئے جانے لگے یہ [illegible] کا واقعہ ہے اس کامیابی نے ایکطرف تو ڈاکٹر ودرنگ کی ہمتیں بہت کچھ بڑھا دیں اور دوسریطرف انکی شہرت کو بھی چار چاند لگ گئے۔ اُنہوں نے اس محلول کے مشکے کے مشکے بنا کر رکھ لئے، اور ایک سرے سے قلب کے ہر مریض پر اسکی آزمائش شروع کر دی۔ (باقی آئندہ)

ازجناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی

"اے ہے آپا اچھی دوڑ کے آیئے دیکھیے تو یہ ننھے کو کیا ہوگیا اے میرے اللہ میں کیا کروں ہائے دشمنوں کو یہ جانے کیا ہوگیا۔ آپا خدا کے لئے جلدی آیئے"

"ارے ابھی ابھی تو یہ اچھا خاصہ کھیل رہا تھا بہی دُلہن تم سے ہزار دفعہ کہا کہ بچے کا جب منہ دُھلایا کرو تو نظر کا ایک ٹیکہ اُسکے ضرور لگا دیا کرو۔ اے ہو اللہ کی امان! ارے کوئی بتاؤ تو یہ میرے بچے کو ایکا ایکی کیا ہوگیا۔ ارے جلدی سے رمضانی کو گونڈنی والی مسجد بھیج دو، وہاں جو مولویصاحب رہتے ہیں، اُنہیں بُلالائے، صغریٰ کی بچی کو آسیب کا خلل ہوگیا تھا تو انہی مولویصاحب نے نقش پلا پلا کے اچھا کیا اے ہے دُلہن دیکھو تو یہ اسے کیا ہوگا، دشمنوں کے منہ سے تو جھاگ نکل رہے ہیں"

سات سال تک متواتر تمنائیں کرنے، اور بیسیوں مسجدوں اور خانقاہوں کے طاق بھرنے کے بعد خدا نے رشیدہ کو ایک بچہ دیا تھا۔ ماں باپ، دادی، پھوپی سب کی جان اُس پر فدا تھی۔ گھر بھر کا لاڈلا۔ اور والدین کی آنکھوں کا نور نعیم اب تین برس کا ہوچکا تھا۔ اور یہ واقعہ ہے کہ اسکی بھولی بھولی صورت اور پیاری پیاری ادائیں ہر اپنے اور بیگانے کو اپنی طرف متوجہ کرلیتی تھیں، رشیدہ اور رشیدہ کا خاوند سلیم دونوں بہت کافی حسین تھے اور ان دونوں کا حسن مجتمع اور مشترک ہوکر نعیم کی صورت میں ظاہر ہوا تھا، سُرخ وسفید رنگ، سبک اور متناسب ناک نقشہ اور اُسپر خوب بھرے بھرے اور مضبوط ہاتھ پاؤں یہ سب چیزیں ایسی تھیں کہ جنکی وجہ سے ہر شخص کو نعیم پر پیار آجاتا تھا گذشتہ سردی کے موسم میں وہ بچوں کی نمائش کے موقع پر سب سے زیادہ تندرست ہونیکی وجہ سے انعام بھی حاصل کرچکا تھا،

جس روز کا یہ ذکر ہے اُس روز نعیم حسب معمول صبح سویرے اُٹھا اور ناشتہ کرنے کے بعد کھیل میں مصروف ہوگیا، کوئی دس بجے کے قریب وہ گھبرایا ہوا آیا اور ایک چیخ مارکر بیہوش ہوگیا بتیسی بند ہوگئی، اور زبان دانتوں کے نیچے دب کر کسی قدر کٹ گئی جسم کی رگیں کھچنے لگیں، اور غیر اختیاری طور پر ایک ہاتھ بار بار کھنچ کر اور کہنی کے جوڑ پر مڑکر کندھے تک آنے لگا۔ منہ سے کف اور آنکھوں سے پانی جاری ہوگیا۔

بچے کو اس حالت میں دیکھ کر رشیدہ کے ہوش وحواس جاتے رہے۔ چیخ چیخ کر اُس نے سارے گھر کو جمع کرلیا اور پھر نعیم کا سر اپنے زانو پر رکھ کر چلا چلا کر زار وقطار رونے لگی، رشیدہ کو روتے دیکھ کر ساس اور نندیں سب آہ وزاری میں شریک ہوگئیں اور گھر میں ایک کہرام مچ گیا، بہت دیر بعد رشیدہ کی ساس کو خیال آیا اور اُنہوں نے اپنے چھوٹے لڑکے کو دوڑایا کہ جلدی سے سلیم کو دفتر سے بلالائے،

شور وغل اور رونے اور چیخنے کی آواز سُن کر پاس پڑوس کی عورتیں بھی جمع ہوگئیں تھیں، اور یہ دیکھ کر کہ گھر والے سب رونے اور چلانے کے سوا کچھ نہیں کرتے ایک پڑوسن نے کہا۔

اے ہو بہن! بچے کو ایسی [illegible]

دکھوگی کسی حکیم ڈاکٹر کو کیوں نہیں بلاتیں، جو آکے اسے کچھ ڈالا دو لیسے رستے تجنے سے بچہ تھوڑا ہی اچھا ہو جائیگا۔"

رشیدہ کی ساس۔ اچھی ذرا تمہیں کسی کو بھیج دو کہدینا حکیم ڈاکٹر جو کوئی ملے، اُسے بلا لائیں۔ یہاں تو کسی کے ہوش ہی ٹھکانے نہیں تھے حکیم کا خیال کیسے آتا۔

ہمسائی۔ بہن، میرے ہاں تو اس وقت کوئی بھی نہیں ہے مظفر اسکول چلا گیا اور اُسکے والد دُکان پر ہیں، آپ نوکر کو کیوں نہیں بھیج دیتیں۔

رشیدہ کی نند۔ سچ تو ہے امی جان یہ موا رمضانی کیا کر رہا ہے اسے بھیج دیجئے نا۔

رشیدہ کی ساس۔ اے ہے رمضانی تو مولوی صاحب کو بلانے چلا گیا، اب میں کسے بھیجوں جو حکیم صاحب کو خبر کر دے جب تک کوئی آئے دُلہن تم اسکے گلے میں دفع آسیب کا تعویذ تو ڈال دو، ارے خدا کے لئے کچھ تو کرو (دونوں ہاتھ اُٹھا کر) یا اللہ تجھ میں بڑی قدرت ہے تو میرے بچے کو اچھا کر دے۔ یا اللہ اسکی آئی مجھے آجائے۔ (رونے لگتی ہیں)۔

اتنے میں باہر سے رمضانی نے آواز دی کہ مولوی صاحب آگئے ہیں۔ جلدی جلدی چھوٹ موٹ کو نام کے لیے کچھ آڑ سی کر لیگئی، اور مولوی صاحب نے اندر تشریف لا کر بغور نعیم کو دیکھنا شروع کیا چند منٹ تک خوب غور و خوض کے ساتھ دیکھنے اور زبان سے کچھ پڑھتے رہنے کے بعد مولوی صاحب کسیقدر مسکرا کر بولے۔

"اے رے کیوں رے نالائق تو یہاں بھی آگیا، ابھی اُسدن تو تجھے مولوی سلیم الزماں صاحب کے گھر سے نکال چکا ہوں، تو بہت ہی شریر ہے، انکی بہو کو تو نے اس قدر دق کیا اور اب اُن پر بس نہ چل سکا تو اس بیچارے بچے کے سر ہو گیا اس مرتبہ میں بھی تجھے جلا ہی کے چھوڑونگا۔"

ہر نگاہ انتہائی تعظیم کیساتھ مولوی صاحب کے منہ کیطرف لگی ہوئی تھی، ہر سر کمال ادب کیساتھ خم تھا اور ہر دل پوری عقیدتمندی کیساتھ مولوی صاحب کیطرف کھنچ رہا تھا مولوی صاحب کے خاموش ہوتے ہی عورتوں میں کھچڑی سی پکنے لگی،

"ہاں ہاں بوا، بڑے مولوی صاحب کی بہو کا جن انہی نے اُتارا تھا۔"

"ارے چلو تمہیں خبر بھی ہے جن نہیں تھا آسیب کا خلل تھا۔"

"اے ہے اب میں کیا جانوں، نگوڑا کیا تھا جن تھا کہ آسیب تھا، وہ جو کچھ بھی تھا انہی مولوی صاحب نے اُتارا تھا ابھی اللہ رکھے کچھ عمر زیادہ نہیں ہے، مگر ہیں بڑے کامل جمیلہ کی لونڈیا کو ایسا تعویذ دیا چھٹے ہی مہینے اسکا مرد وا پردیس سے آگیا۔

رشیدہ کی ساس۔ اللہ کے نام میں بڑی قدرت ہے تو مولوی صاحب کیا اسکے دشمنوں کو کچھ آسیب کا خلل ہے،

مولوی صاحب (مسکرا کر) جی ہاں یہ ایک جن ہے اس نے اپنے ملک میں ایک خون کر دیا تھا۔ اب ڈر کے مارے وہاں سے بھاگا ہوا ہے اور اسیطرح مختلف گھروں میں چھپتا پھرتا ہے آج کوئی ہفتہ بھر ہوا ان کے سردار سے ملاقات ہوئی تھی وہ کہتا تھا کہ اسکی تلاش میں کئی جن چھوڑ رکھے ہوئے ہیں،

رشیدہ کی ساس۔ اے تو خدا کیلئے آپ اُسے پکڑ کر اُنہیں کے حوالے کر دیجئے۔

مولوی صاحب۔ انشاءاللہ ابکی دفعہ ایسا ہی کرونگا

رشیدہ۔ (ساس کے کان میں) امی جان ان سے کہیئے کہ جلدی سے کچھ کریں نعیم کو کسیطرح ہوش تو آجائے اور امی جان ان سے ذرا یہ بھی تو پوچھ لیجئے کہ دشمنوں کو کہیں وہ بیماری تو نہیں ہے، وہی جسے مرگی کہتے ہیں۔

ساس۔ اے ہے بچی خدا سے خیر مانگ اسے وہ بیماری کیوں ہونے لگی تھی یہ تو لو آسیب کا خلل ہے آسیب کا (آواز سے) کیوں مولوی صاحب تو آپکو اطمینان ہے نا کہ نعیم کو اللہ نہ کرے کوئی بیماری تو نہیں ہے۔

مولوی صاحب۔ اے صاحب بیماری سے ایسے

کیا علاوہ۔ یہ وہی بدمعاش ہے، فتحیاب خاں جسے میں کئی گھروں
سے نکال چکا ہوں۔

ساس۔ اچھی تو پھر جلدی سے کچھ تدبیر کیجئے، بچے
پر بڑی تکلیف گذر رہی ہے،

مولوی صاحب نے مٹی کا ایک کورا لوٹا وضو کیلئے
منگوایا، ایک صاف سی جگہ پر چوکی، اور چوکی جانماز بچھوائی اور
نہایت تکلف کیساتھ آہستہ آہستہ وضو کرنا شروع کردیا۔

نعیم کو بیہوش ہوئے اب کوئی دس بارہ منٹ ہوچکے
تھے اس نے یکایک ایک بہت ہی گہرا سانس لیا، اور پھر ہوش
میں آگیا لیکن کچھ ایسا ڈرا ہوا تھا کہ ماں کو فوراً چمٹ گیا۔

"اللہ تیرا ہزار ہزار شکر اور احسان" کہہ کر ماں نے
اُسے خوب زور سے سینے چمٹا لیا اور اسکے سر پر ہاتھ پھیر پھیر کر
اُسکی تسلی کرنے لگی۔

ہر طرف سے مبارک سلامت کا شور مچ گیا روتے ہوئے
چہروں پر ہنسی کے آثار نظر آنے لگے لیکن مولوی صاحب اپنی
اسی شان بے نیازی کے ساتھ وضو میں مشغول رہے، وضو
سے فارغ ہوکر اُنہوں نے ایک غلط انداز سی نگاہ نعیم پر ڈالی
اور یہ دیکھ کر کہ وہ ہوش میں آچکا ہے اُنہوں نے مسکرا کر کہا
اچھا آپ چل دیئے، میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاؤ گے
بچہ اب کی (آنکھیں نکال کر اور خوب کڑک کر) جلا کے خاک
کئے بغیر نہیں چھوڑونگا، تو نے مجھے بھی کوئی معمولی عامل خیال
کیا ہے، تو جہاں کہیں بھی جائیگا وہیں سے پکڑ بلاؤنگا (عورتوں
سے مخاطب ہوکر) آپ صرف دو چار چیزوں کا انتظام کردیجئے
میں اس مرتبہ اس کمبخت کو بالکل ہی پھونک دونگا۔

ساس۔ آپ کو کیا کیا چیزیں درکار ہیں،

مولوی صاحب۔ اس کام کیلئے جنات کے بادشاہ
کی دعوت کرنی پڑیگی، وہ لوگ سوائے کالے مرغوں کے بالعموم
پھل اور مٹھائیوں کے اور کچھ کھاتے ہی نہیں۔ میرا خیال ہے
آپ [illegible] انتظام کر دیجئے، پھر سب چیزیں میں خود ہی
مہیا کرلونگا۔

مولوی صاحب یہ کہہ ہی رہے تھے کہ اتنے میں دروازہ
سے سلیم گھبرایا ہوا آیا اور ایک سانس میں بیسیوں سوال کر ڈالے
نعیم کو گود میں لے کر پیار کرنا شروع کیا اور غور سے اسکے
مرض کے حالات سنتا رہا۔

سلیم کے انداز سے مولوی صاحب سمجھ گئے کہ غالباً
اسے آسیب وغیرہ پر اعتقاد نہیں، اس لئے اُنہوں نے یہ کہہ
کر "اب تو وہ شریر یہاں سے چلا ہی گیا اب میں جاتا ہوں اور جاکے
اس عمل کا انتظام کرتا ہوں" وہاں سے رخصت چاہی۔

سلیم نے سب حالات سننے کے بعد ماں سے کہا
کہ یہ آسیب وغیرہ کوئی چیز نہیں ہوتی، اسے ضرور مرگی ہی کا دورہ
ہوا ہوگا۔ میں حکیم صاحب کو بلا کر لاتا ہوں۔

گھر میں کوئی بھی سلیم کی رائے سے متفق نہ تھا، سب جی
دل سے یقین کر چکے تھے کہ نعیم کے سر پر وہی فتحیاب خاں سوار
تھا جسے مولوی صاحب کئی گھروں سے نکال چکے تھے اور جو مجرم
ہونیکی وجہ سے چھپا چھپا پھر رہا تھا، حکیم صاحب کی آمد اور بالخصوص
انکی تشخیص کہ بچے کو ام الصبیان کا دورہ پڑا تھا کسی کو بھی پسند
نہ آئی لیکن سلیم کی خاطر سے جبراً اور قہراً گوارا کرلیا گیا۔

سلیم کی والدہ، سلیم کی بہن، اور سلیم کی بیوی تینوں
پورے طور پر مولوی صاحب کی معتقد ہوچکی تھیں اور دو ایک
روز میں اُنہوں نے سلیم کے خیالات میں بھی اتنا فرق تو ضرور
ڈال دیا کہ اُسنے بالفعل حکیم صاحب کا علاج بند کرکے شاہ جنات
کی دعوت کے لئے روپیہ مولوی صاحب کے حوالے کردیا

حکیم صاحب نے ازراہ ہمدردی کئی مرتبہ سلیم کو سمجھایا،
اور ابتدائے مرض میں کافی علاج نہ کرنیکے نقصانات بتائے۔
لیکن اب وہ مولوی صاحب کے گنڈے تعویذ اور جھاڑ پھونک پر ایمان
لاچکا تھا اس لئے اس نے زیادہ توجہ نہ کی،

بیس سال کی مدت گذر گئی اور اب نادر نعیم [illegible]

نعیم ایک بہت ہی حسین اور خوشرو جوان تہا۔ سلیم کی والدہ یعنی نعیم کی دادی تو انتقال کر چکی تہیں لیکن سلیم اور رشیدہ دونوں کی یہ حالت تھی کہ ہر وقت نعیم پر پروانہ وار فدا رہتے تھے دونوں کی آنکھ کا تارا اور دونوں کے دل کا پیارا دنیا میں اگر کوئی تہا تو بس یہی نعیم تہا جسے وہ دونوں جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے اور جسکے ذرا سے سر دکھنے پر ماں اور باپ دونوں ساری رات سرہانے بیٹھ کر گذار دیتے تھے۔

عادات و خصائل کے لحاظ سے بھی نعیم ایک بہت ہی نیک، اور خوش مزاج لڑکا تہا۔ اپنی تعلیم سے بھی اسے کافی دلچسپی تھی اور بی اے پاس کر چکنے کے بعد اب وہ وکالت کے امتحان کی تیاری کر رہا تہا۔

ایک روز حسب معمول کالج سے چلا آرہا تہا کہ یکایک اس نے دیکھا کہ سامنے سے ایک موٹر لاری آتے آتے سڑک کے کنارے ایک درخت سے ٹکرا گئی۔

ایک ہی وقت میں بہت سی دلدوز چیخیں اسکے کان میں پہونچیں اور یہ ہوش ربا نظارہ اسکی نگاہ سے گذرا کہ ایک لڑکی موٹر کی کھڑکی سے نکلکر باہر سڑک پر جا گری اور بظاہر ایسا معلوم ہوا کہ شاید مر گئی

نعیم کے پہلو میں ایک درمند دل تہا وہ بے اختیار دوڑ کر اس ستم رسیدہ لڑکی کے پاس پہونچا اور یہ دیکھ کر کہ اسکا سانس چل رہا ہے اسے کسی قدر اطمینان ہوا اور اس نے حالات معلوم کئے۔ موٹر لاری مسلم گرلز اسکول کی تہی اور لڑکیوں کو ان کے گھروں پر پہنچانے جا رہی تھی، اور کسی اتفاقی خرابی کے سبب وہ ڈرائیور کے قابو سے باہر ہو گئی تھی اور یہ حادثہ پیش آیا۔ اندر کچھ لڑکیاں اور تھیں اور ان میں سے کئی ایک کے بہت کافی چوٹیں آئی تہیں۔

نعیم نے جلدی جلدی اس بیہوش لڑکی کے گھر کا پتہ معلوم کیا اور اسکول کی ایک خادمہ کو ساتھ لے کر بیہوش [illegible] تانگے میں ڈال کر اسپتال پہونچا۔ یہاں پہونچکر اُسے بتایا گیا کہ لڑکی کا دماغ ہل گیا ہے اور کچھ عرصے کے بعد وہ ہوش میں آجائیگی، خادمہ کو اُسکے پاس چہوڑکر وہ فوراً اُس لڑکی کے گھر پہونچا اور اُسکے باپ کو اسکے اس حادثہ کی خبر دی۔

مولوی شمس الدین وکیل بیٹی کے متعلق یہ خبر سُنکر گھبرا گئے جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور نعیم کے ہمراہ اسپتال پہونچے۔ ریحانہ ابھی اُسی طرح بیہوش پڑی تھی، سر پر برابر برف رکھی جا رہی تھی، اور اسپتال کی ڈاکٹرنی اسکے ہوش میں آنیکا انتظار کر رہی تھی۔

نعیم کے دل کی عجیب حالت تھی امید و بیم کی حالت میں وہ انتہائی محویت کے عالم میں اُس بھولے بھالے چہرے پر نظر جمائے ہوئے تہا جو اس سراسیمگی اور بیہوشی کے باوجود حد سے زیادہ حسین اور دلکش نظر آرہا تہا نعیم نے پریشانی اور اضطراب کیوجہ سے یا تو ریحانہ کی صورت ہی نہ دیکھی تھی، یا اگر دیکھی تھی تو یونہی سرسری طور پر لیکن اب مولوی شمس الدین کے آجانے سے چونکہ ذمہ داری کا بوجھ اُسکے کندھوں سے اُتر گیا تہا اب اس نے غور سے ریحانہ کو دیکھا اور اُسے ایسا محسوس ہوا کہ اس نے اس سے پہلے کبھی کوئی صورت اس قدر حسین نہ دیکھی تھی، اسکی نگاہیں ریحانہ کے چہرہ پر گڑ کر رہ گئیں اور تہوڑی ہی سی دیر میں اُسے ایسا معلوم ہونے لگا کہ اُسکی زندگی ریحانہ کی زیست کیساتھ وابستہ ہے، دو ایک مرتبہ اُسے یہ خیال آیا کہ اب جب کہ وہ لڑکی بحفاظت تمام اسپتال پہنچ گئی ہے اور اسکا جائز سرپرست بھی اُسکے پاس موجود ہے تو اُسے ٹہرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن ہر مرتبہ وہاں سے روانہ ہونیکا ارادہ کرتے ہی کچھ ایسا معلوم ہوتا تہا کہ گویا زمین نے پیر پکڑ لئے ہیں، اور ایک نامعلوم کشش اُسے ٹہرنے پر مجبور کر دیتی۔

تقریباً کوئی ڈہائی گھنٹے کے بعد ریحانہ کے ہوش میں آنیکے آثار ظاہر ہونے لگے، اور حواس بجا ہوتے ہی اُس نے حیرت سے چاروں طرف دیکھا۔ باپ نے دوڑ کر بیٹی کی بلائیں لیں اور بہت آہستگی سے اُسے سب سمجہا دیا کہ موٹر کے حادثہ کی

[illegible] سے ٹکرا کر [illegible] اور وہ سڑک پر بیہوش پڑی
تھی وہاں سے [illegible] کے نام سے بھی وہ واقف تھے
اُسے اٹھا کر لایا تھا۔ اور اسپتال میں اس کا علاج معالجہ کیا گیا
جب اُسے ہوش آیا ہے، ریحانہ نے کچھ کہنا چاہا لیکن لیڈی
ڈاکٹر نے اُسے منع کر دیا اور وہ خاموش رہی، اب اُس نے ایک
غائر نظر اس اجنبی نوجوان پر ڈالی اور نہ معلوم اسکی نگاہوں میں
کیا چیز دیکھ لی کہ اسکی اپنی نگاہیں سفید شرم سے جھک گئیں
بار بار اسکی نظریں بیتاب ہو کر اوپر کو اٹھتی تھیں اور ہر مرتبہ نعیم
کی نظروں سے دوچار ہو کر فطرتی حیا کی وجہ سے نیچے کو گر پڑتی تھیں
چار گھنٹے بعد رات کے تقریباً نو بجے لیڈی ڈاکٹر نے بمشکل اس
بات کی اجازت دی کہ ریحانہ کو پالکی میں ڈال کر گھر لیجایا جائے
نعیم دن بھر کا بھوکا پیاسا برابر اسکی چارپائی کے پاس موجود
رہا تھا اور چارپائی سے اُتار کر پالکی میں لٹانے میں اُس نے
بہت کافی مدد دی۔ رخصت کے وقت دونوں کی نگاہیں پھر ملیں
اور نعیم نے دیکھا کہ ریحانہ کی نگاہوں میں احسانمندی اور محبت
کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

"بیٹا نعیم۔ تم آج اتنی رات تک کہاں رہے؟"

نعیم۔ امی جان کیا عرض کروں، آپ کو میرے انتظار میں
سخت تکلیف ہوئی ہوگی، مگر میں ایک لڑکی کو اسپتال پہونچانے
اور اسکا علاج کرانے میں مصروف تھا۔

رشیدہ کون لڑکی؟

نعیم ۔ کوئی مولوی شمس الدین صاحب وکیل ہیں۔ ان کی
لڑکی اسکول سے موٹر لاری میں آرہی تھی۔ اتفاق سے لاری
درخت سے ٹکرا گئی، اور وہ لڑکی سے نکلکر سڑک پر جا کر گری بڑی
سخت چوٹ آئی تھی، دماغ ہل گیا تھا کئی گھنٹے بالکل بیہوش رہی،

رشیدہ تو تمہیں وہ کہاں ملی تھی۔ یہ موٹر والے کمبخت ایسے
ہی اندھا دھند موٹر چلایا کرتے ہیں۔ تمہارے تو خدانخواستہ کہیں
چوٹ نہیں آئی؟

نعیم [illegible] ریحانہ کو اس طرح گر کر بیہوش ہوتے
دیکھ کر دوڑا۔

رشیدہ [illegible] کسکی لڑکی؟

نعیم مولوی شمس الدین وکیل کی۔

رشیدہ (مسکرا کر) ٹھیک، یہ تو غضب ہوا، اب وہ لڑکی بالکل
اچھی ہے؟

نعیم ڈاکٹرنی کہتی تھی کہ اب اس کے متعلق کوئی خطرہ نہیں۔ صدمہ
میں بہت شدید ہے، اور بخار بھی آگیا تھا۔ آپ نے یہ کیوں کہا
کہ "یہ تو غضب ہوا"

رشیدہ۔ کچھ نہیں یونہی منہ سے نکل گیا

نعیم نہیں امی میں نہیں مانونگا۔ خوشامد سے اتنا بتا دیجئے
کیا بات تھی۔

رشیدہ اے بات کیا ہوتی میں نے ایسے ہی کہدیا تھا۔

نعیم آپ نہیں بتائیں گی تو مجھے رنج ہوگا

رشیدہ لو اور سنو! بھلا اس میں رنج کی کونسی بات ہے؟

نعیم۔ کوئی بات ہے جسے آپ مجھ سے چھپا رہی ہیں

رشیدہ میرا چاند! بھلا میں تم سے کیا چھپاؤنگی۔

نعیم (ٹھنک کر) تو پھر بتا دیجئے

رشیدہ بھئی اللہ تم تو بہوت بچکے چمٹ جاتے ہو، کوئی بات
تم سے کبھی کی ہوتی ہے، کوئی نہیں ہوتی۔

نعیم چھپانے کے قابل جتنی باتیں ہوتی ہیں، وہ سب بُری
ہوتی ہیں۔ اچھی باتیں کبھی نہیں چھپائی جاتیں، آپ نہیں
بتائیں گی تو مجھے اس خیال سے تکلیف ہوگی کہ آپ کے دل
میں بھی کچھ باتیں بری موجود ہیں

رشیدہ اے ہے، اللہ نہ کرے! میں کہتی ہوں لڑکے آج
تجھے ہو کیا گیا ہے، خواہ مخواہ کو میرے سر ہو گیا۔

نعیم جب اس گھر میں مجھ سے [illegible]
میرا تو یہاں رہنا ہی فضول ہے

رشیدہ۔ اے نعیم [illegible]
لگتے ہو۔ [illegible]

پھر اس لڑکی کے لئے جب اتفاق سے تم نے آج دیکھ
لیا تھا اور اگر ہو چکا ہے تم سے ابھی اس لئے ذکر نہیں کیا
تھا کہ پہلے وکیل صاحب کا منشا معلوم ہو جائے تو پھر ذکر
کیا جائے

نعیم نے کسی قدر شرما کر سر جھکا لیا۔
"ابا جان کہاں گئے ہیں ؟"

رشید تمہیں کو ڈھونڈنے گئے ہوئے ہیں۔
نعیم ابا جان کو بڑی تکلیف ہوئی
رشید تکلیف تو بے شک ہوئی مگر اب کیا جائے۔ اچھا
اب یہ بتاؤ کہ تمہیں ریحانہ کیساتھ شادی منظور ہوگی۔
نعیم پہلے اس غریب کی جان تو بچ جائے۔
رشید تمہیں تو کہتے تھے کہ ڈاکٹر نے کہدیا ہو کہ اب کوئی
خطرہ نہیں ہے۔
نعیم جی ہاں مگر اُسے بخار اور سر کے درد کی تکلیف بہت
ہی شدید تھی
رشید اللہ نے چاہا تو صبح تک ٹھیک ہو جائیگی۔ تم نے میرے
سوال کا کچھ جواب نہیں دیا
نعیم میں بھلا آپ کے حکم سے باہر ہو سکتا ہوں جسے
آپ میرے لئے پسند کریں وہ مجھے کیوں ناپسند ہوگی
رشید (محبت سے) شریر اب تجھے باتیں بنانی بھی آگئی
ہیں۔ یہ نہیں کہتا کہ پسند ہے تو میں سارا دن اور آدھی رات
اسکی خدمت میں گنوا آیا ہوں۔ فرض کرو کہ خدانخواستہ
وکیل صاحب انکار کر دیں تو پھر تم یہ پسند کر لوگے کہ جہاں ہم
چاہیں تمہارا بیاہ کر دیں ؟
نعیم (جھینپ کر) ابا جان کو بہت دیر لگی۔ خدا جانے
کہاں ٹھہر رہے ہونگے
رشید اب باتیں بنانے لگے میری بات کا جواب کیوں
نہیں دیتے
نعیم آپ تو فضول باتیں کرتے ہیں میں [illegible]

تو مطلب چیز ہیں جو بہادری کو پسند کیا کرتا ہو۔ ابھی ابا سے تو کہا ہے
کہ میں کل صبح کو اس لڑکی کی خیریت دریافت کرنے جاؤں یا نہ
جاؤں، ویسے تو میں ضرور جاتا لیکن اب آپ نے یہ قصہ سنا دیا
رشید (مسکرا کر) ہاں اس طرح سسرال میں جاتا ہوا تو شرماتا ہے
(سنجیدگی سے) تمہیں وہاں جانے میں کیا ہے۔ تم شوق سے
جاؤ، ابھی کوئی بات پکی تھوڑی ہی ہو گئی ہے

شمس الدین۔ اخاہ! آپ آگئے۔ آپ نے ہم لوگوں پر اتنا
بڑا احسان کیا ہو کہ ہم کسیطرح بھی اسکا شکریہ ادا نہیں کر سکتے
نعیم آپ مجھے کیوں شرمندہ کرتے ہیں جو کچھ میں نے
کیا ہر انسان ایسے موقع پر یہی کرتا۔ صاحبزادی صاحبہ کا
مزاج اب کیسا ہی ؟
شمس الدین۔ آیئے گھر میں چلئے خود ہی چلکر دیکھ لیجئے۔ اب آپ سے
کیا پردہ رہ گیا ہی، اور میرا اپنا خیال تو یہ ہو کہ ایسے شریف النفس
نوجوان سے پردہ کرنا گناہ ہے،
نعیم کسی قدر جھجکتا اور شرماتا ہوا شمس الدین کے پیچھے پیچھے
زنانہ مکان کے اندر داخل ہوا۔ سامنے دالان میں ایک بہت
ہی خوشنما مسہری پر ریحانہ لیٹی ہوئی تھی نعیم کو دیکھتے ہی
اُسکے چہرہ پر خوشی کے آثار نمودار ہوئے، اور اُس نے مسکرا کر
ایک ادائے ناز کیساتھ سلام کیا،
نعیم کہیئے اب تو درد سر رفع ہو گیا ہوگا۔
ریحانہ (کمزور آواز سے) جی ہاں کم تو ہو گیا ہی اب کسی قدر
حرارت باقی ہے، اسی کی وجہ سے شاید خفیف سا درد ہو
نعیم خدا نے اپنا بڑا فضل کیا۔ وکیل صاحب آجکل
موٹر کے حادثات بہت ہی عام ہوتے جا رہے ہیں
شمس الدین بیشک مگر اُسکی بے پروائی ہی اکثر حادثات کا باعث
ہوتی ہے کل اگر آپ اُس سڑک پر موجود نہ ہوتے تو خدا جانے
کیا کچھ ہو جاتا۔
نعیم [illegible]

رہے ہیں۔

شمس الدین۔ معاف کیجئے کل پریشانی اور بدحواسی میں میں نے آپ سے بھی دریافت کیا کہ ہمارے محسن کا نام کیا ہے؟

نعیم:۔ میرا نام محمد نعیم ہے، اور میرے والد ڈاکٹر محمد سلیم صاحب ہیں جو گورنمنٹ کالج میں پروفیسر ہیں۔

شمس الدین:۔ (حیرت سے) آپ ڈاکٹر سلیم صاحب کے صاحبزادے ہیں؟

نعیم:۔ آہستہ سے جی ہاں۔

نعیم کی ولدیت معلوم ہو جانے کے بعد شمس الدین نے اسے کئی مرتبہ اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اندازہ کرنا چاہتے تھے کہ اسے اس رقعے کی خبر ہے یا نہیں، جو اسکے گھر سے ریحانہ کے متعلق آیا تھا۔

وکیل صاحب کے یک بیک خاموش ہو جانے کی وجہ سے نعیم کو بھی کسی قدر پریشانی سی محسوس ہونے لگی، بالآخر اُس نے بڑی ہمت کر کے کہا۔

"کیا آپ والد صاحب کو جانتے ہیں؟

اس سوال نے وکیل صاحب کی پریشانی کسی حد تک رفع کر دی اور اُنہوں نے خیال کر لیا کہ نعیم رقعہ کے حالات سے بے خبر ہے۔

شمس الدین:۔ جی ہاں اُنہیں جانتا تو ضرور ہوں، اگرچہ بہت زیادہ ملاقات نہیں ہے۔

نعیم صاحبزادی صاحبہ کو کچھ غذا دی گئی؟

شمس الدین:۔ رات کو تو کچھ نہیں دیا گیا تھا، اسوقت ایک ذرا سا دودھ پیا ہے۔

نعیم (کھڑے ہو کر) اچھا تو اب مجھے اجازت دیجئے اُمید ہے کہ یہ انشاءاللہ شام تک بالکل اچھی ہو جائیں گی۔

شمس الدین:۔ آپ نے بڑا کرم فرمایا آپ سے نیاز حاصل کر کے مجھے بڑی مسرت ہوئی کبھی کبھی تشریف لایا کیجئے

ریحانہ اپنے والد کی اکلوتی لڑکی تھی، اور کچھ تعجب نہ تھا اگر اس حادثے سے اسکے جانبر نہ ہونے پر ماں اور باپ دونوں شدتِ غم کی وجہ سے خودکشی کر لیتے، لاڈلی بیٹیاں اکثر پھوہڑ، بدتمیز رہ جایا کرتی ہیں لیکن ریحانہ کچھ بالطبع نفاست پسند، خوش ذوق اور کام میں دل لگانے والی تھی، اسکی عمر کے اٹھارہ سال پورے ہو چکے تھے، اور اتنی ہی عمر میں اُسنے بہت معقول کتابی تعلیم کے علاوہ امورِ خانہ داری سے مکمل واقفیت حاصل کر لی تھی، تقریباً دو سال ہو چکے تھے کہ ماں کو گھر کے انتظامات سے کوئی واسطہ نہ تھا جو کچھ کرتی تھی، ریحانہ کرتی تھی، اور اس خوش اسلوبی سے کرتی تھی کہ اپنے اور پرائے سب مداح تھے شکل و صورت بھی خدا نے ایسی دی تھی کہ اسکی تمام سہیلیاں اس پر رشک کرتی تھیں، پانچ روز تک بسترِ علالت پر پڑے رہنے کے بعد اب اسے اُٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کی اجازت ملی تھی، اور مولوی شمس الدین نے اسکے غسلِ صحت کی خوشی میں آج اپنے تمام رشتہ داروں اور دوستوں کو دعوت دی تھی، کوٹھی اگرچہ کافی بڑی تھی، لیکن تمام عورتوں اور بچوں سے بھری پڑی تھی۔ ریحانہ کیلئے ایک کمرہ مخصوص کر دیا گیا تھا تاکہ غسل کے بعد وہ وہاں آرام کرے اور شور و غل سے دور رہے، اپنی تمام سہیلیوں میں اُسے ذکیہ اور رابعہ سے بہت محبت تھی یہ دونوں اسکی رشتہ کی بہنیں تھیں، اور ریحانہ کو دل سے چاہتی تھیں۔

ریحانہ ایک آرام کرسی پر لیٹی ہوئی تھی، اور رابعہ ذکیہ دونوں اُس کے پاس بیٹھی تھیں،

رابعہ :۔ ریحانہ وہ کون صاحب تھے جنہوں نے تمہیں اُٹھایا تھا۔

ریحانہ :۔ محمد نعیم صاحب ہیں، شاید وکالت کے امتحان کی تیاری کر رہے ہیں

رابعہ :۔ جانے کیسی صورت ہے ہمنے تو اُنہیں دیکھا بھی نہیں بڑے شریف آدمی ہیں۔
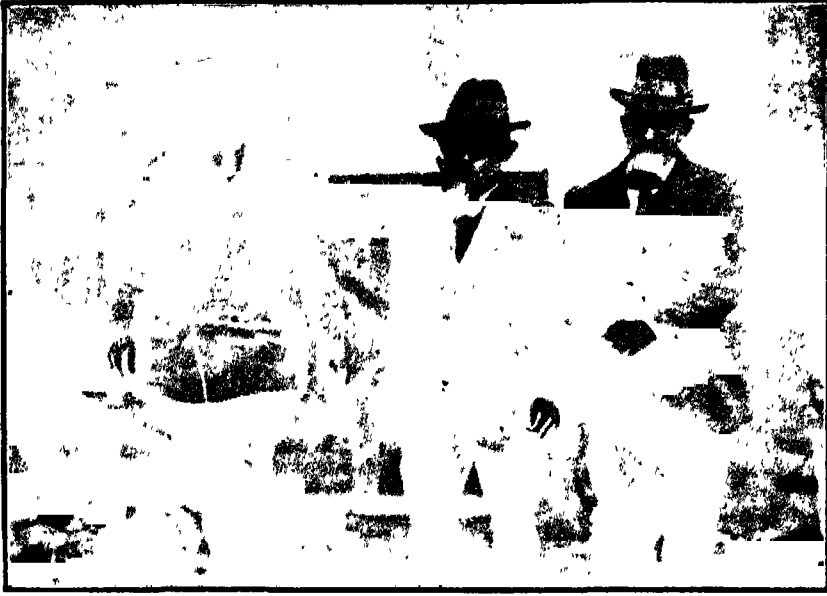
زهر سے بچنے کا آلہ
تدن جرمن سائنس دان اس کا امتحان کر رہے هیں

"کشتی" ایک بہترین ورزش هے
جاپانی دنگل کا ایک منظر

عضاء کو متناسب بنانے والی ورزشیں

قیام صحت اور مغربی خواتین

س ورزش سے تمام اعضاء میں
ناسب پیدا ہونے کے علاوہ
سم میں چارپس پیدا
ہوتی ہے
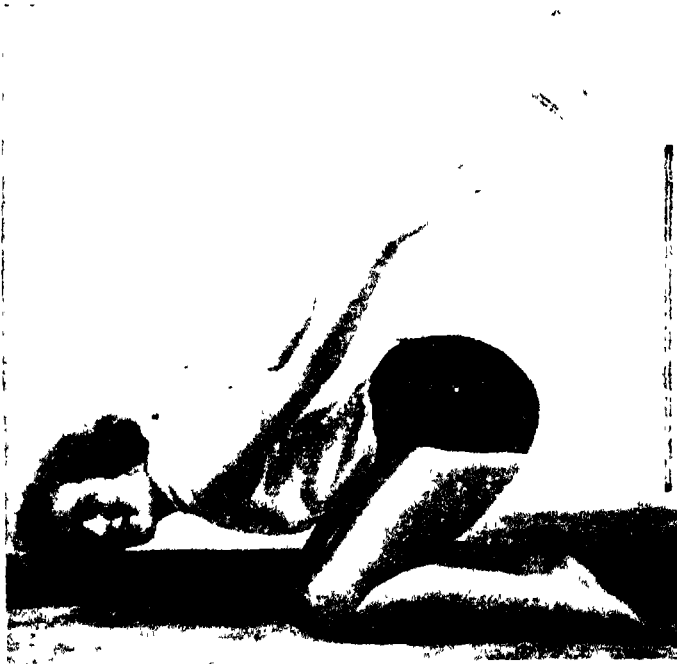
اس ورزش سے آنتوں پر اچھا اثر پڑتا ہے اور تمام جسم
کو بھی متناسب کرتی ہے

ذکیہ :۔ میں نے اُسدن دیکھا جب وہ صبح ہی صبح اُن کی مزاج پرسی کے لئے آئے تھے، بہت ہی خوبصورت آدمی ہیں اور چہرے سے شرافت اور بہادری ٹپکتی ہے،

رابعہ :۔ ایسا ہے تو میں تو دُعا مانگوں گی کہ اللہ کرے اُنہیں کے ساتھ ریحانہ کا بیاہ ہو جائے۔

ریحانہ :۔ (جھینپ کر) بھئی ہمیں یہ باتیں اچھی نہیں لگتی ہیں جاؤ یہاں سے۔

رابعہ :۔ (ہنسکر) ہمیں تو بھئی یہی باتیں اچھی لگتی ہیں۔ اُس بیچارے نے تمہاری جان بچائی ہے تو کیا اسکا اتنا بھی حق نہیں ہے۔

ذکیہ :۔ خالا جان (ریحانہ کی ماں سے مراد ہی) کے منہ سے میں نے کچھ یونہی ایک آدھ بات اُسدن سُنی تھی جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ریحانہ کے لئے کہیں سے رقعہ آیا ہی،

رابعہ :۔ نا بھئی ہم تو خالا جان سے کہدینگے کہ وہ کسی کے گھر کا رقعہ منظور نہ کریں۔ ریحانہ کی شادی نعیم صاحب ہی کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ (ریحانہ سے مخاطب ہو کر) کیوں ریحانہ تمھاری بھی یہی خواہش ہے نا۔

ریحانہ :۔ (شرما کر) تم بڑی خراب ہو۔

ذکیہ :۔ ہمیں شرمانے کی کونسی بات ہی، کیا ہمیشہ ماں ہی کے گھر بیٹھی رہوگی۔

ریحانہ :۔ اچھا اب اس ذکر کو چھوڑ دو۔

ذکیہ :۔ نہیں میری باجی تمہیں میری جان کی قسم سچ سچ بتا دو کہ تمہارا کیا خیال ہے،

ریحانہ :۔ لو یہ لڑکی تو دیوانی ہو گئی ہے۔ خواہ مخواہ کو بھی قسمیں دیرہی ہے،

ذکیہ :۔ دیکھئے میں نے قسم دلادی ہے

ریحانہ :۔ ہائے ہو اللہ میں کیا بتا دوں۔ میرا کسی کو کیا جانوں جہاں والدین کرینگے وہیں مجھے بھی پسند ہو گی،

رابعہ :۔ نہیں تم یہ بتا دو کہ اگر نعیم صاحب کے علاوہ کسی اور کے ساتھہ تمہاری شادی کی گئی تو تم پسند کر لوگی؟

ریحانہ :۔ بھئی تم جاؤ یہاں سے۔ میں امی جان کو بلا کے کہتی ہوں کہ ان دونوں نے میرا ناک میں دم کر دیا ہے

ذکیہ :۔ پانی مرتا معلوم ہوتا ہے۔ ہم تو پہلے ہی سمجھ گئے ایمان کی بات بھی یہ ہے کہ ایسے اچھے آدمی کسی خوش نصیب لڑکی کو میسر آتے ہیں

ریحانہ :۔ بڑی آئیں بیچاری آدمیوں کو پرکھنے والی۔ ذرا میں بھی تو سنوں کونسی خوبی ہے اُن میں؟

ذکیہ :۔ مجھ سے کیوں پوچھتی ہو، دل سے پوچھ لونا۔

ریحانہ :۔ میرا دل ایسی باتیں نہیں کیا کرتا ہے،

ذکیہ :۔ (مسکرا کر) اچھا باجی تم ایمان سے کہہ سکتی ہو کہ تمہیں نعیم صاحب سے محبت نہیں ہے۔

ریحانہ :۔ ہائے اللہ تم دونوں نے کیوں میرا پیچھا لیا؛ جس نے میری جان بچائی ہے اُسکا احسان ماننا میرا فرض

رابعہ :۔ اور پھر اگر وہ احسان کرنے والا محبت کے قابل ہو تو اُس سے محبت کرنا بھی تو فرض ہو جاتا ہے۔ میں آج خالا سے ذکر کرونگی کہ ریحانہ کی اپنی خوشی یہی ہے،

ریحانہ کے والد کیطرف سے رقعے کا جواب دیا جا ... ہو طرفین کی رضامندی سے نعیم اور ریحانہ کے عقد کے ... مئی کی ابتدائی کوئی تاریخ مقرر ہو گئی ہے، دونوں گھروں میں شادی کی تیاریاں بڑے زور شور کے ساتھ ہو رہی ہیں لڑکا بھی اکلوتا ہے، اور لڑکی بھی۔ اللہ نے ماں باپ کو دولت بھی کافی دی ہے۔ اسلئے دونوں طرف سے یہ کوشش ہو رہی ہے کہ اچھی طرح دلوں کے ارمان نکالیں،

نعیم انتہائی مسرت کیوجہ سے پھولا نہیں سما ... اسے اس بات کا بھی احساس ہو گیا ہے کہ شادی کے ... جلد سے جلد وہ کچھ کمانے کے قابل ہو جائے، اور اپنی ... کے خرچ کا بار والدین کے سر پر نہ ڈالے۔ اسے ...

مرگی کے دورے پڑ چکے تھے اور چونکہ گنڈے تعویذ کے علاوہ کوئی اور معقول علاج بھی نہوا تھا اس لئے اسکا دماغ کمزور تھا اور حکیم صاحب نے اُسے کئی مرتبہ زیادہ دماغی محنت کرنے سے منع کر دیا تھا، ابتک وہ برابر تھوڑی محنت کر کے امتحانات پاس کرتا رہا تھا لیکن قانون کی کتابیں ایسی آسانی سے یاد نہو سکتی تھیں، اُسنے حکیم صاحب کے تنبیہ کی کچھہ پرواہ نہ کی، اور اس عزم کیساتھ کہ پہلی ہی کوشش میں امتحان پاس کر لیگا۔ دن رات کتابوں میں محو رہنے لگا۔

سارا سارا دن اُسے تعزیرات ہند کی دفعات اور مختلف عدالتہائے عالیہ کے نظائر رٹتے رٹتے گذر جاتا اور اُسکے بعد بھی اکثر اوقات وہ رات کے دو دو بجے تک بیٹھا پڑھتا رہتا یہ خیال کہ اگر امتحان میں ناکام رہا تو ریحانہ کی نگاہوں میں سبکی ہوگی، اور اپنی کمائی کے پیسے سے ریحانہ کے لئے تحفہ جات مہیا کرنیکی مسرت سے محروم رہونگا۔ اسے برابر اُبھارتا رہتا اور باپ کے منع کرنیکے باوجود اس قدر سخت محنت سے باز نہ آتا۔

امتحان سے فارغ ہونیکے بعد نعیم کی یہ حالت تھی کہ ہلدی کیطرح زرد ہوگیا تھا، اعصاب اور دماغ حد سے زیادہ کمزور ہو چکے تھے، معدہ اور امعاء کا فعل درست رہا تھا قلب و جگر بھی پورے طور پر تندرست نہ تھے، بجسم شحیم کڑیل جوان نعیم اب بالکل لاغر اور نحیف ہوگیا تھا، اور صورت کچھ اس قدر بدل گئی تھی کہ پہچاننا دشوار تھا،

شادی کی تاریخ آگئی نعیم دولہا بننے کیلئے غسل کر گیا، شوق نے دلمیں اختلاج اور جذبات و خیالات میں ہیجان برپا کر دیا تھا غسل کر کے جب وہ باہر نکلا، اور اُسے کپڑے پہنائے جانے لگے تو یکایک اُسکے دل پر دہشت سی طاری ہوئی اُسنے ایک چیخ ماری، اور بیہوش ہو کر گر پڑا، زبان دانت کے بیچ آکر کٹ گئی۔ اور ہاتھ ایک غیر اختیاری تشنج کی وجہ کھنچنے لگے۔

شادی کا گھر ماتم کدہ بنگیا، ماں پچھاڑیں کھانے لگی باپ کے ہوش و حواس جاتے رہے، لوگوں نے دوڑکر حکیموں اور ڈاکٹروں کو بلایا، لیکن جب تک طبی امداد بہم پہونچے ماں باپ کی آنکھوں کا تارا نعیم گنڈے تعویذ کی قربانگاہ پر اپنی جان عزیز نذر کر چکا تھا

بابُ الصحت

ہندوستان کی دائی

از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی

زچہ کے قریب، یا خود زچہ کے پلنگ پر پائنتی کی جانب جو عورت آپکو سب زیادہ غلیظ اور کثیف لباس میں بیٹھی ہوئی نظر آئے اُسے سمجھ لیجئے کہ یہ ہندوستانی دائی ہی، جسکے ہاتھ میں ہم اپنی بیویوں اور بچوں کی جانیں بلا تکلف دیدیا کرتے ہیں۔ اسکے اس لباس کو دیکھ کر اگر آپ نے یہ رائے قائم کی ہو کہ وہ ہمہ وقت ایسے ہی میلے کپڑے پہنے رہتی ہو تو غلط ہے، یہ اسکے ہر وقت پہننے کے کپڑے نہیں ہیں جس طرح ڈاکٹر عمل جراحی کرتے وقت اس خیال سے کہ مبادا ان کے کپڑوں میں کسی مرض کے جراثیم موجود ہوں اور وہ زخم کے ذریعے سے مریض کے جسم میں سرایت کرجائیں یہ احتیاط کیا کرتے ہیں کہ ایک بالکل صاف اور بیداغ لبادہ سا جسے اسی وقت کھولتے ہوئے پانی کی بہتات و دیگر جراثیم کی آلودگیوں سے پاک کرلیا جاتا ہو۔ اپنے کپڑوں کے اوپر پہن لیتے ہیں اسیطرح ہماری کفایت شعار اور نفاست پسند دائیاں اس خیال سے کہ کہیں زچہ کی جسمانی رطوبتوں کی چھینٹیں اڑکر ان کے کپڑوں کو خراب نہ کردیں ایسے موقعوں کے لئے کہ جب اُنہیں زچاؤں کی خدمت کیلئے جانا پڑے ایک جوڑا کپڑا علیحدہ رکھتی ہیں۔ اور چونکہ اُسے ایسے کاموں کیلئے پہنا جاتا ہو کہ جو غلیظ ہیں۔ اس لئے وہ خواہ کسی حد تک بھی میلا ہو جائے اسکی کچھ پرواہ نہیں کیجاتی۔ اور ہمارا خیال ہو کہ اگر زچہ کے مفاد کو نظر انداز کردیا جائے اور صرف دائیوں کی اپنی مالی منفعت کو پیش نظر رکھا جائے تو ماننا پڑیگا کہ ڈاکٹروں کے پیش پوش ... کی بنسبت دائیوں کا یہ غلیظ ... بہت بہتر

ڈاکٹروں کو ہر آپریشن کے لئے اگر نہیں ہر دو ایک اپریشنوں کے بعد اپنا پیش بدلنا پڑتا ہو، کیونکہ پیپ اور خون کی ... اسے نا دیدنی اور ناپوشیدنی ہو۔ درحالیکہ، دائیوں کا "غلیظ ک ماں سے بیٹی یا بہو کو ورثے میں ت

تب بھی یہ واقعہ ہے کہ مدت العمر میں ایک سے زیادہ ضرورت اگر پڑ سکتی ہو تو صرف ان بدسلیقہ اور پھوہڑ دائیو جو اُسے بار بار دھوبی سے دُہلوا کر جلدی سے پھاڑ ڈال اس پوشش اور اس لباس میں جس پہ کو بھی یقیناً کراہت محسوس ہوتی ہوگی وہ زچہ کے نصف پلنگ پر اپنا قبضہ جما کر بیٹھتی ہو، اور اپنا "دست شفا" دراز کرنے سے پہلے بہ اطمینان تمام ایک نظر، معمولی نظر بلکہ ماہرین فن کی سی نظر گھر والوں پر اور گھر کے سازو ڈالتی ہو، اور کمال مہارت کا یہ عالم ہے کہ بیک نگاہ اس اندازہ کرلیتی ہو کہ گھر والوں کی مالی حیثیت کیا ہو اور انہیں اُسکے ہونیوالے بچے کیساتھ کس قدر دلچسپی ہے اس کا نتیجہ اگر اطمینان بخش ہوا اور اُسے یقین ہو جائے کہ اور زچہ سے گھر والوں کو کافی محبت ہو تو ایک ہلکا سا اسکے کرخت چہرے پر نمودار ہوتا ہو اور تیوری کے وہ کے وقت بلائے جانے پر صرف دکھانے کیخاطر پیدا کر تھے۔ دور ہو جاتے ہیں۔ ایک بڑا سا پان اور خوب بہت کھا کر، کھا کر نہیں بلکہ صرف ایک طرف کے گال میں د نرمی اور تلطف سے زچہ سے باتیں کرنی شروع کردیتی سے اکثر اپنے کمال فن کی خود ساختہ اور خود یافتہ وا

ہوتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ فلاں زچہ کے وضع حمل کے موقع پر بچے
کے ترچھا ہو جانیکی وجہ سے سخت دقتیں پیش آئیں کہ لیڈی ہسپتال
کی میموں نے بھی دیکھ کر کانوں پر ہاتھ رکھ لئے کہ "نا بابا ہم اس
بچے کو نہیں پیدا کرا سکتے، یہ تو اگر نکالا جا سکتا ہو تو بس کاٹ کر
نکالا جا سکتا ہے"۔ مجھے بھی خبر ہوئی آپ جانیئے کہ میں تو ایک
جاہل عورت ہوں، میری وہاں سنتا ہی کون تھا۔ مگر جب میں
نے خدا کے بھروسے پر دعوے کر کے کہا کہ بچہ بغیر کاٹے پیٹے
پیدا ہو جائیگا تو بیگم کے خاوند کی کچھ سمجھ میں آگیا اور انہوں نے
کہا کہ اپریشن (آپریشن) سے پہلے انہیں بھی کوشش
کر لینے دو۔ بس بیگم صاحب جو دو چار باتیں مجھے یاد ہیں میں نے
آزمائیں، اللہ نے اس بیگم کی مشکل آسان کر دی اور تین گھنٹے
میں اچھا خاصہ جیتا جاگتا بچہ پیدا ہو گیا۔ میں تو کس قابل ہوں
اور مجھے آتا ہی کیا ہے، ہاں وہ خدا ہی کچھ اپنا فضل و کرم کر دیا
کرتا ہے۔

لیکن اگر گھر والوں کی حیثیت یا زچہ و بچہ کیساتھ انکا شغف
اسے اطمینان بخش نہ معلوم ہوا تو تیوری پر ایک بل اور زیادہ
ہو جاتا ہے، اور غریب زچہ پر عتاب نازل ہونے لگتا ہے۔ "اے ہے
تم ابھی سے چیخ چیخ کے سارا گھر سر پر اٹھائے لیتی ہو، ابھی تو درد
شروع ہوئے ہیں۔ ذرا سی تکلیف کو اس قدر بڑھا کے کیوں ظاہر
کرتی ہو، ساس نندیں تو بیچاریاں سب یوں بھی اپنی نیند
خراب کر کے تمہاری خدمت میں کھڑی ہیں"۔

پان کی دو چار پیکیں فرش پر تھوکنے اور زچہ سے حسب
ضرورت نرم یا گرم دو چار باتیں کر لینے کے بعد کمالات فن کے
اظہار کا وقت آتا ہے، اور وہ بلا تکلف اپنے میلے کچیلے ہاتھ جنکے
ناخن میل کی کثرت کی وجہ سے دور ہی سے کالے کالے نظر
آیا کرتے ہیں اسطرح بغیر دھوئے زچہ کے جسم کو لگا دیتی ہے
وہ اس بات سے قطعاً ناواقف ہوتی ہے کہ وضع حمل کے وقت
زچہ کا اجسام نہانی ہر قسم کی میت کو بہ آسانی جذب کر لیتا ہے
اور ان موقعوں پر کوئی میلی چیز خواہ وہ لباس اور برتن

کی قسم سے ہو یا دائی کے ہاتوں اور اوزاروں کی قسم سے
ہرگز زچہ کے قریب بھی نہ جانی چاہیئے۔

وضع حمل میں دیر ہونے کو ہماری دائی اپنی تو
خیال کرتی ہے۔ اسے خیال ہوتا ہے کہ زچہ کے درد و کرب کو د
اسکے اعزا سخت بےچین ہوتے ہونگے اور انہیں یہ خیال
رہا ہوگا کہ آخر یہ دائی زچہ کی تکلیف کم کرنے کے لئے کچھ ک
کیوں نہیں اس لئے وہ جلد سے جلد کچھ نہ کچھ کرنے لگتی ہے،
واقعہ یہ ہے کہ اسکے یا کسی کے کچھ کرنے سے کچھ نہ کرنا ا
موقعوں پر بہت بہتر ہوتا ہے۔ بہرحال ہماری دائی کسی طر
اس ذلت کو برداشت نہیں کر سکتی کہ لوگ اسے "عالم
خیال کریں اور یہ کہنے لگیں کہ یہ جانتی تو سب کچھ ہے مگر کرتی
نہیں، وہ اپنی کوششوں سے بہت جلد یہ ثابت کر د
کہ وہ "عامل بے علم" ہے جو کرنے کو سب کچھ تیار ہے۔ مگر جا
کچھ نہیں۔

ہماری دائی کی دست درازیاں یا قدرت کی کرش
سازیاں بالآخر ایک زندگی سے بیزار مضغہ گوشت کو کہ جو کس
طرح اس ذلیل اور ناپاک دنیا میں قدم رکھنا چاہتا ہے
کشاں کشاں کھینچکر باہر ڈال دیتی ہیں، اور اب ہماری دا
ایک دائے فخر و غرور کیساتھ صفائی میں مشغول ہوتی ہے
ات جسقدر درد اپنے پیسے کا ہوتا ہے اتنا ہی وہ دوسروں کے پ
کا بھی درد کرتی ہے اور یہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ غلیظ رطوبتوں او
جسموں کی صفائی کے لئے نئے یا صاف دھلے ہوئے کپڑے
کرے۔ وہ کفایت شعاری کے اصولوں سے پورے طور پ
ہوتی ہے، اور گھر میں جتنے پھٹے پرانے میلے کچیلے چیتھڑے پڑے
ہوتے ہیں انہی سے ایسی عمدگی کیساتھ صفائی کر دیتی
کہ سب دیکھتے رہجاتے ہیں، اور ایک پیسہ بھی صرف نہیں
اسکے بعد اگر زچہ یا بچہ یا دونوں مرض کزاز ایک تشنجی مرض
ایک مخصوص میت کیوجہ سے اکثر زچاؤں اور نوزائیدہ
بچوں کو ہو جاتا ہے) میں یا سنگ کے زہریلے بخار میں مبتلا

چھٹی نہانے سے پہلے ہی پہلے فوت ہوجائیں تو اسکا کیا قصور اور اسے کیا مطلب، وہ صرف اس بات کی ذمہ دار تھی کہ بچہ یا بچہ کا کوئی حصہ ماں کے پیٹ میں نہ رہ جائے اور اپنے اس فرض منصبی کو اس نے بوجہ احسن پورا کردیا۔ اور انصاف سے دیکھا جائے تو اس بیچاری کا قصور بھی کیا ہی۔ گھر والوں نے اسے بتا کیوں نہ دیا کہ ان میلے چیتھڑوں میں کزاز کے جراثیم پلے ہوئے ہیں۔ خود اُسکے اپنے ہاتھ؟ اب بھلا ہاتوں کو وہ کہاں پھینک سکتی ہی اور پھینک دے تو پھر بچے کو شکم مادر سے کون گھسیٹے۔ ہاتھ اگر پاک و صاف ہیں تب، اور اگر مخزن جراثیم ہیں تب بہرحال اسکے اپنے نہائے ہوئے تو ہیں نہیں، جیسے بھی قدرت نے بنا دئے ویسے ہیں۔!!

بچے کے پیدا ہونیکے بعد اسکا تمام ساز و سامان پیچھے مال گاڑی سے آیا کرتا ہی اور بالعموم کوئی آدھ گھنٹے کی دیر لگتی ہے لیکن ہماری دائی اسکو کیسے گوارا کرلے کہ بچہ پیدا ہونیکے بعد آنول کے اخراج میں اتنی دیر لگے۔ وہی ہاتھ کہ جو بچے کو اسکا سر پکڑکر باہر کھینچ لائے تھے اب ایک مرتبہ پھر مصروف عمل ہوتے ہیں اور گھنٹوں کا کام منٹوں میں انجام پاجاتا ہے۔ اسکے اس جبر و زور کی بدولت اگر رحم مادری کی دیواروں سے جہاں سے آنول کو زبردستی کھینچا گیا ہے خون کے فوارے جاری ہوجائیں تو اُسے کیا۔ اسکے پیش نظر صرف ایک ہی مقصد ہی اور وہ یہ کہ جلد سے جلد بچے کو نہلا دُھلا کر ماں کے پہلو میں لٹا دے اور بس؛

آنول کے اخراج کے بعد بچے کی ایک خدمت اور بھی ہی جو دائی سے متعلق ہی اور جسے وہ بچے کو غسل دینے سے پیشتر انجام دیتی ہی بچے کا وہ ساز و سامان کہ جو عالم خفی سے اُسکے ساتھ آیا تھا اس عالم ظاہری میں اسکے کام کا نہیں رہتا اس لئے اس سے بچے کا قطع تعلق کردیا جاتا ہی۔ بچوں کا نال وہ تعلق یا وہ سلسلہ ہی جو اُسے ماں کے رحم سے مربوط کئے ہوئے تھا۔ اسکے پیدا ہوجانیکے بعد اب یہ نال کاٹ دیا جاتا ہی تاکہ بچے کی الگ ایک اپنی ذمہ دار ہستی قائم ہوجائے، اور وہ ماں کی ہستی کا ایک جزو نہ رہے،

اس نال کے کاٹنے کے لئے بعض ماہرین فن گاؤ مشاق دائیاں تو کسی قسم کی انسانی صنعت سے بھی کام نہیں لیتیں، بلکہ اس قدرتی چاقو سے اُسے کاٹ دیتی ہیں جو ناخن کی شکل میں قدرت نے اُنہیں دے رکھا ہی بعض اس موقعے پر دور حجری کی یادگار قائم کیا کرتی ہیں جب کہ انسان کے تمام اوزار پتھر کے ہوتے تھے، اور ایک پتھر پر نال کو رکھ کر دوسرے پتھر کا کنارہ اوپر سے مارکر اُسے کاٹ دیتی ہیں اور بعض ہاتھرس کے بنے ہوئے دو پیسے والے سودیشی چاقو سے اسکا جھگڑا پاک کردیتی ہیں جو تقریباً ہر گھر میں صرف اسی ایک کام کے لئے کسی طاق میں پڑا زنگ کھایا کرتا ہی تا آنکہ کوئی نو زائیدہ آکی یاد تازہ نہ کرادے۔ بسا اوقات اس چاقو کے پھل پہ زنگ کی تہ پوری اتنی ہی موٹی چڑھی ہوتی ہی کہ جتنی پھل کی موٹائی ہو اور اس طبی یا جراحی راز سے ہماری دائیوں کے سوا اور کوئی واقف نہیں ہے کہ اس زنگ سے بچے کو جسمانی اور روحانی کیا کیا فائدے پہونچتے ہیں۔ ایک بدیہی فائدہ جو عوام کی نظر سے بسا اوقات گذرتا رہتا ہی یہ تو ضرور دیکھا گیا ہی کہ بچہ ایک ایسے ملک میں زندگی بسر کرنے اور دکھ جھیلکر مرنے سے بچ جاتا ہی کہ جہاں آدمیوں کی آمدنی کا اوسط فی کس صرف ڈیرہ آنہ روز ہے، اور صرف چند گھنٹے ایک سیاح کی طرح اس عالم خاکی کی سیر کرکے پھر اُسی عالم فلکی میں چلا جاتا ہی کہ جہاں سے آیا تھا چار چھ گھنٹے اگر بخار اور تشنج کی تکلیفوں میں گذرتے بھی تو وہ چنداں قابل خیال نہیں ہے،

بچے کی ان خدمات سے فارغ ہونیکے بعد ہماری دائی کو صرف ایک کام باقی رہ جاتا ہی اور وہ یہ کہ روزانہ کئی دن تک زچہ کا پیٹ مل مل کر ان تمام اعضا مادرتی کو مجروح اور ملتہب کردے کہ جنہیں حمل اور وضع کی تکالیف نے متورم کردیا تھا یا پھر یہ کہ چھٹی نہانے کے دن تک زچہ اور اس کے گھر والوں کو برابر اپنی باتوں سے یقین دلاتی رہے کہ زچہ بالکل

اچھی ہو خواہ اسے روا دہ شام کے وقت اچھی خاصی تیز
حرارت ہو جاتی ہو جو علامت ہو اس بات کی کہ کوئی بیرونی
غلاظت اور سمیت اس کے جسم میں داخل ہو گئی ہو،
چھٹی نہالینے کے بعد چونکہ وہ اپنا انعام و اکرام سب
کچھ لے چکتی ہو اس لئے اب اسکی بلا سے چاہے زچہ اور بچہ
اور ان کے سارے گھر والے بھی ان کے ساتھ اسی روز
مرجائیں۔ ہماری افلاطون زمانہ دائی صرف "دست کار"
ہی نہیں ہوتی۔ اسے طبابت میں بھی کافی دخل ہوتا ہو زچاؤں
کو اسکی طرف سے سخت ممانعت ہوتی ہو کہ وہ کچھ کھائیں پئیں نہیں
اور اگر گھروں میں یہ دیکھا گیا ہو کہ غریب زچہ کو تین تین ا
دن تک برابر فاقے پر فاقے کرائے جاتے ہیں اور
جو پانی میسر آتا ہو وہ بعض دواؤں کا جوشاندہ ہوتا ہو اور
اور اس قدر گرم کہ وہ غریب اسکے پینے پر نہ پینے کو خوش
دیتی ہے،

اپنے پورے زمانۂ حیات میں اپنے ہاتھ
بچوں، اور سینکڑوں زچاؤں کو عالم بالا کا پروانہ
دینے کے باوجود یہ امر بہت اطمینان بخش ہو کہ اسکے ضمیر
کوئی بوجھ نہیں ہوتا۔ اسے خبر ہی نہیں کہ اسنے کیا

بکری کا دودھ

لندن کے مشہور و معروف طبی رسالے "گڈ ہیلتھ"
Good Health میں ڈاکٹر آئی۔ ٹی۔ بلیلاک کا ایک
مضمون "بکری کے دودھ کی صفات" کے عنوان سے شائع
ہوا ہے۔ صاحب مضمون لکھتے ہیں کہ:۔

بہت سے لوگوں کو بکری سے کچھ خدا واسطے کی
نفرت سی ہوتی ہو اور اسکا باعث خصوصیت کیساتھ بکری کی
گندگی کو خیال کیا جاتا ہو۔ حالانکہ واقعہ یہ ہو کہ طبعی طور پر بکریاں
اچھی خاصی صاف ستھری ہوتی ہیں اور رکھا جائے تو بہت
ہی صاف رہ سکتی ہیں۔ ایک گائے اور ایک بکری دونوں کو
اگر یکساں غلیظ طریقے پر رکھا جائے تو طبی نقطۂ نظر سے اس بکری کا
دودھ اس گائے کے دودھ سے زیادہ قابل اعتبار ہوگا۔

بکری کے دودھ کی موافقت میں ایک سب سے
بڑی دلیل تو یہی ہے کہ بکری کو سل کا مرض نہیں ہوتا اور
اسلئے اس کا دودھ اس مرض کے جراثیم سے پاک ہوتا ہو اسکی
اس صفت کی بنا پر ہم بکری کا دودھ گرم کئے بغیر بلا کسی اندیشہ
کے پی سکتے ہیں جسکے یہ معنے ہیں کہ حرارت سے اس کے
وٹامن (جوہر حیات بخش) ضائع نہیں ہونے پاتے،
حالانکہ گائے کے دودھ کو سل کے جراثیم کے خوف
دینا ضروری ہو، اور جوش دینے سے وٹامن بہ
ضائع ہو جاتے ہیں۔ فرانس کے ایک ممتاز محقق
لوکار کا بیان ہے کہ اُن ایک لاکھ بتیس ہزار بکر
سے کہ جو پیرس کے مذبح میں آئی تھیں ایک بک
کے مرض میں مبتلا نکلی، پرشیا (جرمنی) میں
ہزار سے زیادہ بکریوں کا معائنہ کیا گیا اور بمشکل
فیصدی یعنی کوئی دو سو بکریوں میں ایک سل میں
گئی پرشیا میں عام طور پر بکریوں میں سل کے ج
ٹیکہ لگایا جاتا ہو، اور سارے ملک کا اوسط صرف
فیصدی کے قریب ایسا ہوتا ہو کہ جن میں سل

حال ہی میں ایک تجربہ کیا گیا تھا جس
بچوں کی خوراک کے لئے بکری کا دودھ نسبتاً بہتر ثا
بکری کے چند بچوں کو بکری کے دودھ پر پالا گیا
کو گائے کے دودھ پر، اور مقررہ مدت گذرنے کے ا
متمول لوگوں کے بچوں کی صحت کا امتحان کیا گیا تو دیکھا
گائے کے دودھ پر پرورش پائی تھی انکی ہڈیاں

تھیں اور بکری کا دودھ پینے والے بچے خوب تندرست اور مضبوط تھے۔ اسیطرح پھر تھوڑے سے سفید چوہوں کے بچوں پر تجربہ کیا گیا، ان میں بھی بکری کا دودھ پینے والے بالکل تندرست اور توانا ہوگئے، اور گائے کا دودھ پینے والوں میں بالعموم خرابی صحت اور کمی غذا کی علامات پائی گئیں۔ بچوں کے بعض جلدی امراض مثلاً چھاجن اور التہاب جلد وغیرہ صرف اتنے سے تدارک سے دور ہو جاتے ہیں کہ گائے کے دودھ کی بجائے اُنہیں بکری کا دودھ پلایا جائے۔ اور اسی غرض سے گلڈ فورڈ کی "کاؤ اینڈ گیٹ کمپنی" نے بکری کا دودھ سفوف کی صورت میں "کیپر ملک" کے نام سے فروخت کرنا شروع کر دیا ہے۔ ایسی لاتعداد مثالیں گنائی جا سکتی ہیں کہ جن میں بچوں اور بوڑھوں کو بکری کے دودھ کے استعمال سے بیّن نفع پہنچا ہے۔

بکری کے دودھ میں ایک اچھی خاصی مقدار فولاد کی بھی شامل ہے اس لئے تقلیل الدم کی بیماری میں لازمی طور پر اس سے نفع پہنچنا چاہیئے۔

امراض اور اُنکے علاج سے قطع نظر کر لیجائے تب بھی بکری کے دودھ میں ایک یہ بہت ہی بڑی خوبی ہے کہ وہ بہت ہی زود ہضم ہوتا ہے اسکے شحمی ذرات بہت ہی چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور اسکا جما ہوا دہی بہت ملائم ہوتا ہے اس لئے گائے کے دودھ کے برخلاف جسکے شحمی ذرات بھی بڑے بڑے ہوتے ہیں اور جسکا دہی بھی بہت گاڑھا اور ثقیل جمتا ہے یہ دودھ بچوں کے لئے اور کمزور ہاضمہ والوں کیلئے بہت ہی موزوں ہوتا ہے، جتنا وقت گائے کے دودھ کے ہضم کرنے میں لگتا ہے اس سے بہت کم وقت میں یہ ہضم ہو جاتا ہے،

ایک خیال یہ بھی عام ہے کہ بکریوں میں اور بکریوں کے دودھ میں ایک قسم کی بساندھ سی ہوتی ہے لیکن یہ خیال بھی صحیح نہیں ہے بدبو نہ بکری میں ہوتی ہے اور نہ اُسکے دودھ میں۔ البتہ دودھ اگر رکھا رہے تو بہت جلد آس پاس کی چیزوں کی بُو کو جذب کر لیتا ہے یہ خاصیت گائے کے دودھ میں بھی ہے، اگر بکری کو اور دودھ کے برتنوں کو اچھی طرح صاف رکھا جائے تو گرمی کے موسم میں بکری کا دودھ گائے کے دودھ سے زیادہ دیر تک اچھا رہتا ہے گائیوں کے دودھ کے متعلق صفائی کا اہتمام بہت کم کیا جاتا ہے اور دوہنے سے قبل اُنہیں نہلانے کا تو کہیں دستور ہی نہیں ہے لیکن اس قسم کی احتیاطیں بکری کے متعلق بآسانی عمل میں لائی جا سکتی ہیں۔

گائے اور بکری کے دودھ کے کیمیاوی اجزا کا اگر باہم موازنہ کیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ بکری کے دودھ میں پروٹین کی مقدار گائے سے زیادہ ہوتی ہے اور انسانی دودھ سے تو پوری پوری دگنی ہوتی ہے، انسانی دودھ کی بہ نسبت بکری کے دودھ میں معدنی نمکیات کی مقدار بھی زیادہ ہوتی ہے، گائے کے دودھ میں یہ نمک بکری سے آدھے ہوتے ہیں بکری کے دودھ میں ایک یہ فائدہ بھی کہ اپنے جسم کے تناسب سے بکری گائے کی بہ نسبت تقریباً دو چند دودھ دیتی ہے۔ ڈھائی سیر روزانہ دودھ دینے والی بکریاں بکثرت پائی جاتی ہیں جسم کی مناسبت سے بکری گائے سے زیادہ خوراک کھاتی ہے لیکن اس کا چارہ بہت کافی سستا ہوتا ہے اسلئے اسکی بسیار خوری سے نقصان نہیں پہنچتا۔ ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھا جائے تو بچوں کیلئے یا گھروں میں اور کاموں کیلئے بکری کا دودھ زیادہ موزوں اور مناسب معلوم ہوتا ہے

ہماری روزمرہ کی معمولی خوراک

(از ڈاکٹر ایچ، سی، مینکل ایم - ڈی)

ہم یہاں مختلف کھانوں کا نام لے کر روزمرہ کی معمولی انسانی خوراک کا تعین کرینگے۔ ہماری اس فہرست

میں غذا کے مختلف عناصر اسی تناسب سے شامل ہیں کہ جس تناسب میں محققین اغذیہ کے نزدیک وہ زندگی، ترقی جسم، تندرستی اور تولید کے لئے ضروری ہیں، جو چیزیں منتخب کیگئی ہیں وہ سب حالت صحت کی ضروریات ہیں۔ بحالت مرض ان میں مناسب تبدیلی اور مقدار میں کمی و بیشی کیجا سکتی ہے،

ایک معمولی صحت ور انسان کیلئے مندرجہ ذیل اشیا خوراک کی روزانہ ضرورت ہے جنہیں وہ دو یا تین وقت میں تقسیم کر کے کھا سکتا ہے، ان کھانوں کو زیادہ دیر تک پکا کر ان کی طبعی خصوصیات متغیر نہ کرنی چاہئیں۔

نصف سیر سے ایک سیر تک دودھ،
کسی ایک قسم کا تازہ پکا ہوا (درخت میں) مطابق موسم پھل
کسی ایک قسم کی بغیر پکی ہوئی سبز پتوں کی ترکاری
دو قسم کی سبز پتوں کی پانی یا بھاپ میں پکی [illegible]
ترکاری۔ ایک قسم کی زمین کے اندر پیدا ہونے والی تر[illegible]
اسکے بدلے دال یا پھلیاں وغیرہ بھی استعمال ہو سک[illegible]
بے چھنے آٹے کی ڈبل روٹی کے دو ایک تو[illegible]
یا اسی آٹے کی دو چپاتیاں۔
روٹی پر مکھن بہ مقدار معمولی۔
ان چیزوں کے علاوہ مندرجہ ذیل اشیا [illegible]
میں سے کوئی سی ایک منتخب کر لیجائے،
دہی۔ پنیر۔ انڈے (اور گوشت خوروں [illegible]
مچھلی، پرندوں کا گوشت، چوپایوں کا گوشت، پانی [illegible]
چار گلاس استعمال کرنا چاہیئے۔ اور دو کھانوں کے د[illegible]
اسکے استعمال کا بہترین وقت ہے،

⁂ اوری اینٹیل واچ مین ⁂

زمانہ حمل وما بعد کے لئے ہدایات

دوران حمل میں ہر حاملہ عورت کو آٹھویں مہینے میں لازمی طور پر کسی لیڈی ڈاکٹر سے مشورہ کر کے اپنے متعلق ضروری ہدایات حاصل کر لینی چاہئیں۔

۲ قارورہ کا امتحان حمل کے آخری تین مہینوں میں ہر پندرہ روز کے بعد ہوتے رہنا چاہیئے۔

۳ حاملہ عورت کو تازہ ہوا، صاف پانی اور قدرتی غذاؤں کی ضرورت معمولی عورتوں سے زیادہ ہوتی ہے، قدرتی غذا سے مراد پھل۔ سبز ترکاریاں اور تازہ دودھ ہے،

وضع حمل کیوقت وضع حمل کیوقت زچہ کے استعمال میں جو چیزیں بھی آئیں وہ بہتر سے بہتر ہونی چاہئیں۔

۲ زچگی کے بخاروں، اور کزاز کے تشنجوں سے صرف ایک ہی چیز زچہ کو محفوظ رکھ سکتی ہے اور وہ انتہائی [illegible] کوئی میلی چیز زچہ کے قریب بھی نہ آنی چاہیئے

۳ تازہ ہوا اور روشنی زچہ کو کسی حالت میں [illegible] نہیں پہنچا سکتی۔

نوزائیدہ کے متعلق بچے کی حقیقی ضرورت صرف ما[illegible] دودھ ہے مصنوعی غذائیں سب بیکار بلکہ شاید غیر مفی[illegible]

۲ نوزائیدہ کی آنکھوں اور نال کی طرف پوری [illegible] کر لیجائے تو بچہ اندھا ہونے سے اور تشنج میں مبتـ[illegible] مرنے سے بچ سکتا ہے،

۳ ہر بچے کی پلنگڑی علیحدہ علیحدہ ہونی چاہیـ[illegible]

ہمدرد صحت کا نمونہ جن اصحاب کی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے ان چاہیئے کہ خط و کتابت کیوقت نمونہ کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ نمبر پتہ کے پاس چٹ پر درج ہوتا ہے۔
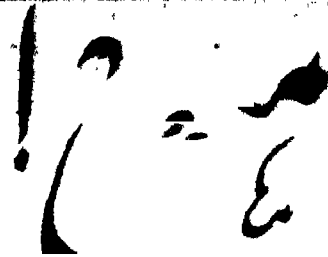
(منیجر)

مکھی!

از جناب مولوی محمد شفیع الدین صاحب نیتر ٹیچر ماڈرن ہائی اسکول دہلی

یہ دیکھکر ہمیں بے انتہا مسرت ہوتی ہے کہ بالآخر ہماری اردو زبان کے شعرا بھی اب خواب غفلت سے چونکے ہیں اور گل و بلبل کے ترانوں اور ہجر و وصل کی لا یعنی داستانوں کو چھوڑ کر انہوں نے اپنی قوت عمل کو کارآمد اور مفید نظمیں لکھنے پر صرف کرنا شروع کر دیا ہے۔ نیتر صاحب کی یہ نظم یقیناً اس قابل ہے کہ بچوں کو یاد کرا دیجائے۔ تاکہ غلاظت اور مکھیوں سے پرہیز انکی طبیعت ثانیہ بنجائے۔

(ایڈیٹر)

بھن بھن کی صدا دور سے کانوں میں جو آئی
جھٹ دوڑ کے کپڑے سے ڈھکی میں نے مٹھائی

مکھی کی تو صورت ہمیں اللہ نہ دکھلائے
کیا شکل ہے کمبخت کی دیکھے سے بھی گھن آئے

بُو دور سے ہر چیز کی پا جاتی ہے مکھی
جو چیز کھلی ہو اُسے کھا جاتی ہے مکھی

پاخانہ ہو پیشاب ہو بلغم ہو کہ ہو تھوک
کر جاتی ہے چٹ لگتی ہے ایسی اُسے کچھ بھوک

پاخانہ پہ یہ بیٹھتی ہے پاؤں جما کر
اُڑتی ہے تو پاخانہ بھی لاتی ہے اُڑا کر

پھر بیٹھتی ہے روٹیوں پر آکے ہماری
دن رات یہی مشق یہی کام ہے جاری

گھی، دودھ، دہی، قند، شکر اور مٹھائی
بس اس کی ہے جو چیز کھلی سامنے آئی

بیماروں کی قے سان کے لاتی ہے پروں میں
پھر پونچھتی ہے کھانے کی چیزوں سے گھروں میں

کھا کھا کے اُسے اور بھی سب پڑتے ہیں بیمار
جو اچھے ہیں لگ جاتا ہے اُن کو بھی وہ آزار

ہیضہ کبھی تخمہ کبھی پیچش کبھی کچھ اور
شہروں میں یہ سب پھیلتے رہتے ہیں اسی طور

پھیلاتی ہے اس طرح یہ دنیا میں وبائیں
لاتی ہے ہر اک طرح کی ہر روز بلائیں
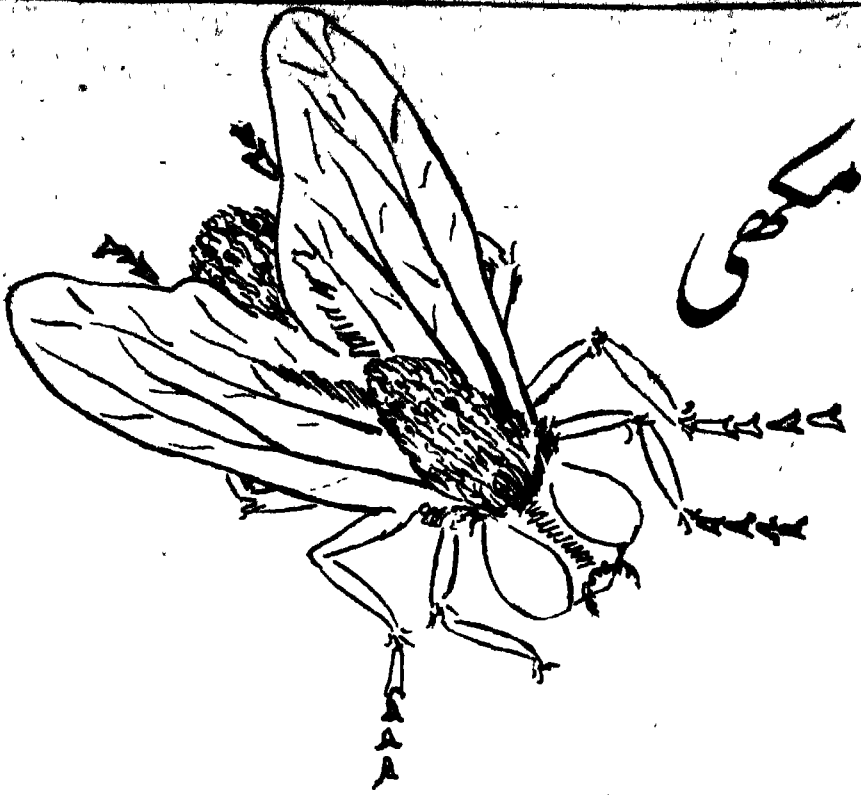
مکھی
مکھیاں ہر قسم کی غلاظتوں پر، پاخانے پر، مریضوں کی
قے پر بیٹھ رہی ہیں۔
پاخانے اور قے سے اٹھ کر مکھی حلوائی کی مٹھائی پر اور ہماری غذاؤں پر بیٹھتی ہے
اور غلاظت سے بھرے ہوئے پر اور ٹانگیں اس سے پونچھ دیتی ہے

مکھیوں کی خراب کی ہوئی غذا کھانے کے بعد ہیضہ، پیچش، اور موتی جھرہ،
دکھتی ہوئی آنکھ کا چیپڑ مکھیاں چاٹ رہی ہیں
سڑے ہوئے زخموں کی پیپ مکھیوں کی غذا
خراب آنکھ سے لاکر تندرست آنکھ
اور اسے خراب کردیا
خراب زخم سے معمولی زخم تک پیپ لاکر اس زخم
کو بھی خراب کردیا
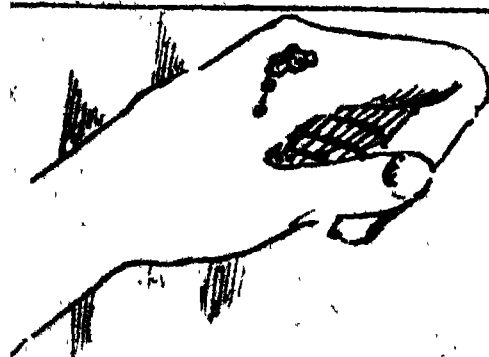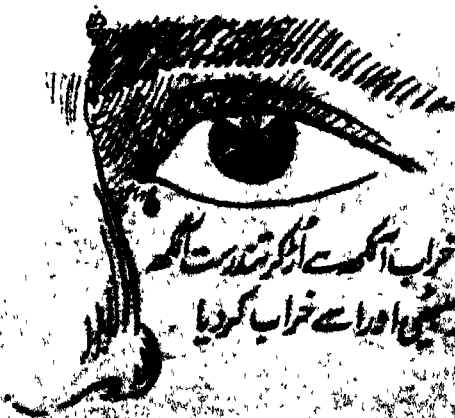
بچے میں عادتیں کیسے پڑتی ہیں

معلومات
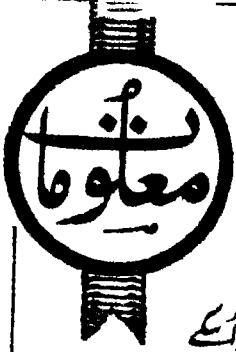
ایک ہی کام کو جب دوبارہ کیا جائے تو اُسکے کرنے میں آسانی ہوتی ہو اور بار بار کرتے رہیں تو ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہو کہ اُسکے متعلق ذرا سا خیال کئے بغیر بھی وہ ہو جایا کرتا ہو جب یہ حالت ہو جائے تو اُسے ہم کہتے ہیں کہ "عادت ہو گئی"۔

دنیا میں کامیاب زندگی بسر کرنا صرف اسی بات پر منحصر ہے کہ انسان میں کتنی اچھی عادتیں راسخ ہو گئی ہیں جو شخص بہت سے اچھے کام عادت کے طور پر کیا کرتا ہو اسکی زندگی بہت ہی آرام اور بے فکری سے گذرتی ہو کیونکہ اسے کسی کام کے متعلق تردد لاحق نہیں ہوتا اسے تو اچھے کام کرنے ..... کی عادت ہی ہے اور عادت کا مطلب یہی ہو کہ اس کام کے متعلق ہمیں کچھ سوچنا نہ پڑے۔ اسکی قوت فکر ایسی باتوں پر غور کرنے کے لئے آزاد رہتی ہے جو زندگی کے روزمرہ کے افعال سے زیادہ مستحق توجہ ہیں۔

بچوں کا یہ خاصہ ہو کہ پیدا ہونے کے بعد فوراً ہی انکی عادتیں پڑنی شروع ہو جاتی ہیں، وہ جو کچھ سیکھتے ہیں عمل کے ذریعے سے سیکھتے ہیں۔ وہ کاموں کو اچھی طرح کرنا بھی سیکھ سکتے ہیں اور بری طرح کرنا بھی۔

کوئی بچہ اگر ہر وقت رونے اور چیخنے کا عادی ہو تو اگر صرف یہی معنی ہیں کہ اس کے ماں باپ نے اسے رونا سکھایا

ہے۔ والدین ذرا مشکل ہی سے اُسے تسلیم کریں گے شاید یہ دلائل انہیں قائل کر دیں۔

فرض کیجئے کہ کوئی بچہ کھانے کے وقت روتا ہ
اُسے کوئی اور تکلیف یا مرض نہیں ہو تو اُسکا باعث ص
کہ اُسے صحیح عادتیں کھانے کے متعلق نہیں سکھائ
اسی طرح اگر بغیر کسی بیماری کی موجودگی کے وہ
شریر یا چڑچڑا ہے تو اسکا باعث یہی ہے کہ اُس
عادتیں پیدا نہیں کی گئیں۔

ہر شخص جسکا واسطہ بچوں سے پڑتا ہو اُسکے
اہم حقیقت نقش ہونی چاہیئے کہ بچوں میں کوئی نئی عا
پیدا کر دینا اس سے بدرجہا آسان ہو کہ اُنکی پڑی ہ
عادت کو بدلا جائے۔ اس لئے کسی ماں کو بھول کر بھ
نہ کرنا چاہیئے کہ "ابھی بچے کی عمر ہی کیا ہو، ذرا سیانا ہ
تو اللہ رکھے سب کچھ سیکھ جائیگا"۔ یہ مادر مہربان جب
کی مناسب عمر کا انتظار کرینگی اُس وقت تک وہ بہت
اختیار بھی کر چکے گا، اور ممکن ہے کہ ان میں سے بع
بری ہوں اور اب عادت پڑ جانیکے بعد ان عادتوں ک
دشوار ہی نہیں بلکہ شاید محال ثابت ہو۔

بچے رونا کس طرح سیکھتے ہیں؟ آیئے ہم
ہر مرتبہ جب بچہ روتا ہو تو اکثر والدین اُسے فوراً گود م
ہلانا، گدگدانا، یا کسی اور طریقے سے بہلانا شروع کر دیت
کو قدرتی طور پر کچھ یہی پسند آتا ہو کہ گھر بھر اُنہی ک
لگا رہے، دو چار مرتبہ رونے اور بہلائے جانے
اُنہیں یہ سبق یاد ہو جاتا ہے کہ "اگر وہ روئیں تو ا
کیجائیگی اور سب اُنہیں کی فکر میں لگے رہیں گے

روتے ہیں غرض اسی طرح روتے ہیں، موقع سے بھی روتے ہیں
اور بے موقع بھی روتے ہیں، اب رونا بھی انکی عادت ہوجاتی ہے
ماسٹا کی ماری ماں اگر صرف اتنا دیکھ لیا کرتی کہ بچے
کے کپڑے خشک ہیں، سردی سے اسکی حفاظت کا سامان ہو
اور کوئی اور چیز بھی اسکی تکلیف کا باعث نہیں ہے، اور اس
اطمینان کے بعد ذرا بھی پرواہ نہ کرتی کہ کون رو رہا ہے۔ تو
صاحبزادے صاحب دو چار مرتبہ کی ناکام کوشش کے
بعد یہ سمجھ جاتے کہ "رونے سے بجز اسکے کہ اپنا ہی گلا تھکے
اور کوئی فائدہ نہیں ہے" یہ ایک کارآمد سبق ہوتا۔

اسی طرح اگر ماں باپ یا اور رشتہ دار اس بات کا
خیال رکھیں کہ جب بچہ خاموش پڑا ہو یا ہنستا ہو تو اُسے گود
میں اُٹھا کر اس سے باتیں کیا کریں اور اُسے کھلایا کریں تو اُسکو
معلوم ہوجائے گا کہ جس چیز کی اسے تمنا ہے یعنی لوگوں کا
اس طرف التفات کرنا، وہ خاموش رہنے سے حاصل ہوتی
ہے اور اُسے خاموش رہنے کی عادت ہوجائیگی، یہ ایک یقینی
امر ہے کہ اگر ماں نے ادھر بچہ رویا اور ادھر گود میں اُٹھا کر ٹہلنا
شروع کر دیا تو پھر عمر بھر کے لئے بچے کی عادت بگڑ جائیگی۔ بچے
کو اگر چیزوں کے لئے یا اپنا کوئی کام کرانے کے لئے رونے
کی عادت ڈال دی تو پھر وہ ماں ہی کیلئے نہیں بلکہ ہر شخص کے لئے
ایک وبال اور ایک عذاب بنجائیگا، بڑا ہو کر بھی وہ ایک بدمزاج
ضدی اور نخرے کرنیوالا انسان بنے گا، کیونکہ بچپن میں
اسکی عادتیں بگڑ چکی ہیں۔

بچے کو دنیا میں سب سے زیادہ یہی چیز پسند ہوتی ہے کہ لوگ
اسکی طرف متوجہ ہوں، اور لوگوں کی توجہ حاصل کرنیکے لئے وہ
اپنے اوپر تکلیفیں بھی برداشت کر لیتا ہے، یہی وجہ ہے
کہ جب پٹنے کی عادت پڑجاتی ہو تو ماں کے مارنے پیٹنے
سے بھی وہ اُسے نہیں چھوڑتا، اُسے یہ گوارا نہیں ہوتا
کہ ماں اسکی طرف سے بے پرواہ ہوجائے اور توجہ ہی نہ کرے
اسلئے وہ اس کو بھی غنیمت خیال کرتا ہے کہ وہ اُسے مارتی
یا بُرا بھلا کہتی رہے کیونکہ اس طرح وہ بہرحال کسی نہ کسی قسم
کی توجہ تو کر رہی ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب بچے کو ہماری
توجہ اس قدر عزیز ہے تو ہمیں چاہیئے کہ ہم صرف اسی صورت
اور انہی حالات میں اس کی طرف توجہ کیا کریں کہ جب وہ ایسے کام
کرے جو ہم اس سے کرانا چاہتے ہیں۔ تاکہ اُس میں اچھی
عادتیں پڑجائیں

بہت سے والدین بالکل اسکے خلاف کیا کرتے ہیں
جب بچہ "نیکی کے دم" میں ہوتا ہے تو وہ اسکی طرف آنکھ اُٹھا کر
نہیں دیکھتے لیکن جب ہی وہ روتا یا شرارت کرتا ہے
تو سارا گھر اسی کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے بچے کو گھر بھر کی توجہ
بیحد عزیز ہوتی ہے، اس لئے وہ خواہ مخواہ بھی رونے
اور شرارت کرنے کی عادت ڈال لیتا ہے، بہت چھوٹی
سی عمر کے حتیٰ کہ صرف چند مہینے کے بچے بھی یہ بات سمجھ
جاتے ہیں، ابتداء رونے اور ایڑیاں رگڑنے سے ہوتی ہے۔
عادت درست کرنیکا صحیح وقت یہی ہے، انکی اس حرکت پر
توجہ نہ کرنی چاہیئے۔ وہ اور زیادہ روئیں گے اور ایڑیاں رگڑیں گے
کچھ پرواہ نہیں، انہیں ایسا کرنے دیا جائے۔ تھوڑی دیر
میں اُنہیں معلوم ہوجائیگا کہ یہ تدبیر فضول ہے، اس
کام نہیں چلتا، پھر وہ خاموش ہوجائیں گے، اور رونے
عادت کبھی نہ پڑیگی۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ بچوں کی تربیت اُن کے
پیدا ہوتے ہی شروع کر دینی چاہیئے، اور یہ بھی کہ جو عادت
عمر میں پڑگئی وہ مدت العمر بچے میں باقی رہیگی،
بچے کے ابتدائی ایک یا دو سال میں تم جیسی عادتیں
ڈال دوگے وہی آئندہ عمر بھر کے لئے اسکی زندگی کو بنا
یا بگاڑے گی
(ہدایت چائلڈ)

بچوں کی شرح اموات

ایک ہزار بچوں میں سے

ملک	اموات ۱۹۱۹ء میں	اموات ۱۹۲۶ء میں
جرمنی	۱۳۰	۱۰۰
اسکاٹ لینڈ	۱۰۲	۸۳
ڈینمارک	۹۲	۷۹
انگلینڈ	۸۹	۷۰
آئرلینڈ	۸۸	۷۴
سوئٹزرلینڈ	۸۲	۵۷
سویڈن	۶۵	۵۷
ناروے	۶۳	۶۱

گذشتہ دس سال میں بچوں کی شرح اموات میں بیس یا اس سے بھی زیادہ فی ہزار کی کمی واقع ہوگئی ہے،

ہندوستان کے مختلف صوبوں میں

شرح اموات فی ہزار

صوبہ	۱۹۳۰ء میں	۱۹۳۱ء میں
آسام	۱۷۴	۱۵۳
بنگال	۱۸۷	۱۷۴
بہار واڑیسہ	۱۳۸	۱۴۴
بمبئی	۱۸۷	۱۶۲
صوبۂ متوسط	۲۴۲	۲۶۱
مدراس	۱۸۶	۱۸۷
پنجاب	۱۸۶	۱۷۸
صوبہ متحدہ	۱۷۱	۱۸۹
کل ہندوستان کا اوسط	۱۸۱	۱۷۹

تربیت کے مختلف اثرات

پچاس مشہور ڈاکٹر، ماہرین نفسیات، اور ماہرین تعلیم حال ہی میں دو توام بچوں کی حالت کا مشاہدہ کرنے کیلئے جمع ہوئے تھے جنکی عمریں انیس مہینے کی تھیں۔ جانی اور جمی دونوں ایک موٹر ڈرائیور کے بچے تھے جنہیں شروع ہی سے جبکہ وہ صرف بیس دن کے تھے ایک ماہر نفسیات نے اپنی نگرانی میں لے لیا تھا۔ جانی کو شروع ہی سے نہایت معقول تربیت دیگئی تھی۔ بستو ملیسی مدد دے کر یا کسی قدر ہمت افزائی کر کے اس سے مختلف کام کرائے جاتے تھے ابھی وہ صرف آٹھ مہینے کا تھا کہ اُسے تیرنا سکھلا دیا گیا تھا اس نمائش کے موقعے پر وہ ایک ڈھلواں تختے پر گھٹنوں کے بل چڑھ گیا حالانکہ اسکا بھائی جمی اُسے اس پر چڑھتے دیکھکر خوف سے رونے لگا۔ وہ پانچ فٹ اونچی ایک چوکی پر سے دایہ کی گود میں کود پڑا اور پھر گود سے بھی نکلکر خود ہی زمین پر جا گرا۔ وہ چاروں طرف کمرے میں لوٹتا پھرا اور جب گر جاتا تھا تو خوب ہنستا تھا۔ اور خود ہی اُٹھ بیٹھتا تھا جمی کو کوئی خاص تربیت نہ ملی تھی، اور وہ بچوں کی طرح اُسے چھوڑ دیا گیا تھا۔ اکثر ماہرین کی اس نمائش کے بعد یہ رائے ہوئی کہ ان بچوں کیحالات کے اختلاف سے اسباب کا سراغ ملتا ہے کہ طفل انسانی کو تربیت کی کس قدر

ترقی یافتہ کیا جاسکتا ہو۔ اعلیٰ درجے کی تربیت دیکر ایک بچے کے
معیار ہنرمندی اور قابلیت کار کو اس طریقے پر بڑھایا جاسکتا

ہو کہ جسکی مدد سے جوان ہونے پر شاید وہ زندگی کی دشواریوں کے
حل بھی اسی قدر خوبیوں کیساتھ دریافت کر سکے۔

(ٹریشر چیسٹ)

پھپھوندی اور سبز رنگ کی روشنی

ریاستہائے متحدہ کے محکمۂ زراعت میں ایک
ماہر کیمیا نے یہ دریافت کیا ہو کہ اشیاء خوراک میں بالخصوص ان
اشیا میں کہ جن میں تیل کی آمیزش ہو جو پھپھوندی لگ جاتی ہے
اسکا باعث روشنی کے اثرات ہیں، روشنی کی تمام شعاعوں
کا یہ مضرت رساں اثر نہیں ہوتا کیونکہ سبز اور سیاہ روشنی
کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ چیزوں کو پھپھوندی لگنے سے
محفوظ رکھتی ہیں۔ یا کم از کم بہت دنوں تک پھپھوندی نہیں
لگنے دیتیں۔ شعاع منشور کے تمام مختلف رنگوں کا تجربہ کرنے
کے بعد یہ محقق ہو گیا کہ آٹا اور چاولوں کی بھوسی اور اسی قسم کی
اور اشیاء کہ جنہیں بہت جلد پھپھوندی لگ جاتی ہو جب سیاہ
یا کاہی رنگ کے کاغذوں میں لپیٹ کر رکھی گئیں تو ان میں
پھپھوندی نہ لگی۔ زردی مائل سبز رنگ میں حفاظت کی یہ خاصیت
موجود نہ تھی۔

(اگد ہیلتھ)

غذا کے اثرات جسمانی نشو و نما پر

کونور (مدراس) میں ایک بہت دلچسپ تجربہ کیا گیا
ہو جس سے معلوم ہوتا ہو کہ ہندوستان کے مختلف صوبوں کی
غذائیں ان صوبوں کے باشندوں پر کس طرح اثر کرتی ہیں،
کرنل میکے کی توجہ اس طرف منعطف ہوئی کہ پنجاب کے شمال
مغربی گوشے سے لیکر وادی گنگا اور سواحل بنگال تک برابر لوگوں
کی جسمانی صحت، قد و قامت، وزن، قوت عمل، اور قوت
مدافعت میں تنزل ہوتا چلا گیا ہو۔ غور و فکر نے انہیں اس
نتیجے پر پہنچایا کہ اسکا باعث مختلف صوبوں کے باشندوں
کی خوراک میں غذائیت کی کمی تھی۔ کونور کے فوڈ ریسرچ انسٹی
ٹیوٹ (ادارۂ تحقیقات اغذیہ) کے سپرنٹنڈنٹ نے بہت سے
سفید چوہوں پر اس کا تجربہ کیا۔ دوسرے جانوروں کی بہ نسبت
چوہے کا نظام غذا کے نظام کے لحاظ سے انسان سے بہت
[illegible] اگرچہ ان کے نشو و نما کی رفتار انسان سے
تیس گنی تیز ہے۔ اس تجربے میں ایکسو چالیس دن صرف
.... ہوئے جو انسانی زندگی میں بہ لحاظ نشو و نما بارہ سال کے
برابر ہیں،

چوہوں کی الگ الگ جماعتیں بنا دی گئیں کسی جماعت
کو سکھوں کی خوراک دی گئی کسی کو پٹھانوں کی، کسی کو راجپوتوں کی کسی
کو مرہٹوں کی بعض کو گورکھوں کی بعض کو بنگالیوں کی بعض کو
کناریوں کی اور بعض کو مدراسیوں کی۔ وہ اپنی اپنی غذا ہی
پر پلتے رہے تا آنکہ آٹھ روز کے بعد الگ الگ سب جماعتوں کے
چوہوں کی تصویریں لی گئیں اور ان کا وزن کیا گیا۔ سکھ
پٹھان اور مرہٹہ جماعت کے چوہے قوت اور جسمانی ترقی کے
لحاظ سے اسی ترتیب سے اول آئے جس ترتیب میں ان
کے نام لکھے گئے ہیں۔ ان سے بہت بعد گورکھوں کا
نمبر آیا، اور پھر کناریوں اور بنگالیوں کا۔ مدراسی جماعت کے

[illegible] بہت [illegible] سکھ، پٹھان، اور شمال مغربی ہندکی دوسری قومیں سب گیہوں کھاتی ہیں اور دودھ بڑی کثرت سے پیتی ہیں، یہ قومیں پھل، ترکاریاں اور گوشت بھی کافی مقدار میں کھاتی ہیں جنوبی صوبوں میں گیہوں کی جگہ چاول نے لیلی ہے، اور دودھ گوشت اور ترکاریوں کا استعمال بھی نسبتاً کم کیا جاتا ہی، اسی نسبت سے جسمانی قابلیت اور درستی بھی کم ہوگئی ہے جن مقامات پر مشین کا پالش کیا ہوا چاول کثرت سے استعمال ہوتا ہی وہاں بیری بیری کا مرض بہت عام

ہی اور شبیریا کا آزار اور جذام کے امراض انہی مقامات پر بکثرت پھیلتے ہیں جہاں لوگ ایسی چیزیں کھاتے ہیں جنہیں غذائیت کم ہو۔ ہندوستان کو اپنے باشندوں کی خوراک کی غذائیت پر پوری توجہ کرنے کی ضرورت ہو تاکہ ایسی غذا لوگوں کو میسر آسکے جسمیں ہر قسم کی غذا صحیح تناسب میں ہو، ہندوستانیوں کے کمال افلاس اور ناداری کے باوجود اصلاح ممکن ہو اور کچھ نہیں تو عوام الناس کو سستے پھل، اور تازہ ترکاریاں تو زیادہ مقدار میں کھانے کی ترغیب دیجا سکتی ہو۔ (ٹریبیونہ جیسٹ)

وٹامن "سی" حاصل کرنیکا سستا طریقہ

ٹورونٹو یونیورسٹی کے شعبۂ حفظان صحت کے ڈاکٹر ای، ڈبلیو، میک ہنری نے اپنی ایک رپوٹ میں بیان کیا ہی کہ اب سنترے یا ٹماٹر کے عرق کی بجائے شلغم کا عرق اسی قدر مفید تسلیم کرلیا گیا ہی ان کا بیان ہے ٹورونٹو میں ایک سینٹ میں (امریکن سکہ تقریباً ڈیرہ پیسے کے برابر) اتنے شلغم ملجاتے ہیں کہ اُنسے وٹامن سی کی سوا کائیاں حاصل ہوسکیں۔ ایک سیر

شلغموں میں سے پندرہ اونس (ساڑھے سات چھٹانک) عرق نکلتا ہی جو کسی قدر میٹھا ہوتا ہی اور بدمزہ نہیں ہوتا۔ ذرا سا نمک ملاکر اسے خوش ذائقہ کیا جاسکتا ہی لیکن چھوٹے بچوں کو بالکل خالص ہی دینا چاہیئے۔ شلغم کا عرق گھر ہی میں آسانی اس طرح تیار ہوسکتا ہی کہ شلغموں کو کس لیا جائے اور پھر ان کسے ہوئے شلغموں کو کپڑے میں باندھ کر اور دباکر عرق نکال لی[illegible]

(ادری اینٹیل واچ مین)

کیا شکر سے دانت خراب ہوجاتے ہیں

جرمن یونیورسٹی کے شعبۂ دندان سازی کے ڈاکٹر [illegible] نے ایک گشتی مراسلے کے ذریعے یہ سوال پیش کیا تھا کہ کیا شکر سے دانت خراب ہوجاتے ہیں اس کا جواب عام طور پر ڈاکٹروں نے یہی دیا کہ طبی نقطۂ نظر سے اس مشہور مفروضہ کی کوئی اصلیت نہیں معلوم ہوتی کہ شکر کی زیادتی جسم کے اس نظام تغذیہ پر اثر انداز ہوتی ہو جس کا تعلق کیلسیم (چونا) کے تغذیہ سے ہی اور اس طرح دانتوں کو خراب کردیتی ہی نظریہ کے طور پر یہ کہنا ممکن ہے کہ شکر کی زیادتی سے خون میں تیزابی کیفیت پیدا ہوتا اسکے نتیجے [illegible] کی مقدار [illegible] لیتا ہی، لیکن دانتوں کے معاملے

میں یہ نظریہ اگر صحیح ہوسکتا ہی تو صرف اس عمر کے متعلق ہوسکتا کہ جب تک چونے کے تغذیہ سے ہڈیاں بنا کرتی ہیں مکمل [illegible] دانتوں کے متعلق تو یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ یہ خیال بھی بہت مشتبہ ہو کہ دانتوں سے لگ کر شکر دانتوں کو کوئی [illegible] پہنچاتی ہی۔ اس طریقے پر اگر شکر کا اثر ہوسکتا ہو تو وہی تمام [illegible] دار غذاؤں کا ہوتا ہو (روٹی وغیرہ) ان صورتوں میں شکر [illegible] نہیں پہنچاتی بلکہ نشاستہ دار غذا کا دانتوں میں چپک جانا [illegible] ذرات میں تخمیر کی کیفیت رونما ہوجاتی ہی اور [illegible] کا تیزاب) بنجاتا ہی جو دانتوں کی [illegible]

[illegible]

دوا سازی

ہندوستانی دوا سازی

از جناب لفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر چوپڑا صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ ایم ایس

بنگال کے کمپونڈروں کی انجمن کے سالانہ جلسے کے موقعے پر ڈاکٹر چوپڑا صاحب نے بحیثیت صدر جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا اُس میں اس ملک کے دوا سازوں کے لئے بہت سے قیمتی سبق موجود ہیں، پورا خطبۂ صدارت تو بہت طویل ہے، ہم اسکے اقتباسات کا ترجمہ کر کے ذیل میں ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

دواؤں کے متعلق جو خدمات کہ ایک دوا ساز سے متعلق ہوتی ہیں اُنکی اہمیت روز روشن کیطرح ظاہر ہے آپ لوگ دوائیں بناتے ہیں، اور اُنہیں باہم ملاتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے مرکبات کی پاکیزگی، اور بکار آمدگی صرف آپکی قابلیت پر منحصر ہے۔ دنیائے طب میں اسکے عملی شعبے کیساتھ آپ کا ہر قسم کا تعلق ہے اور آپ اس دُنیا کے ایک ضروری اور اہم جزو ہیں۔ ایک عدیم الفرصت طبیب جسے امراض کی تشخیص اور نسخوں کی تجویز ہی سے مہلت نہیں ملتی اتنا وقت کہاں سے لا سکتا ہے کہ خود ہی اپنے مریضوں کے لئے دوائیں بھی تیار کرے جیسا کہ کبھی کسی وقت میں ہوا کرتا تھا، اب دوا سازی کا فن بھی ترقی کرتے کرتے بہت بڑا ہو گیا ہے اور طبیب کو کسی طرح موقع نہیں ملسکتا کہ اپنا وقت باقاعدہ دوا سازی سیکھنے پر صرف کرے۔ اس لئے دواؤں کی تیاری اور ان سے مرکبات بنانے کے متعلق طبیب کے لئے دوا ساز کے مشورہ اور رہنمائی پر بھروسا کرنا ناگزیر ہے بسا اوقات ایک طبیب بعض بہت ہی تیز اثر دواؤں کے استعمال پر مجبور ہوتا ہے جن کے لئے انتہائی احتیاط، اور اوزان وغیرہ کی کامل صحت لازمی ہے، طبابت کے پیشہ کی تکمیل کے لئے صحیح اور باقاعدہ دوا سازی کی سب سے زیادہ ضرورت ہے، اسکے بعد دواؤں کے آمیزش سے پاک ہونیکا مسئلہ اور دوا سازی کی عمدگی بھی لازم و ملزوم ہیں، ایک زمانہ تھا کہ جب پیشہ ور دوا ساز محض تاجر ہوتے تھے، جو چند جڑی بوٹیاں اور تیل وغیرہ میلے کچیلے طریقے پر فروخت کیا کرتے تھے اور دواؤں کی اچھائی برائی یا آمیزش اور پاکیزگی سب کچھ انہی کے ہاتھ میں تھی۔ اب فن طب نے بے انتہا ترقی کر لی ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ دواؤں کی تعداد بھی بے شمار ہو گئی ہے، اور ہر چیز کے تجزیے کے نئے نئے طریقوں نے ایجاد ہو کر دوا سازی کے فن کو بھی بہت بڑا بنا دیا ہے، آج ہمارے دوا ساز کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ دواؤں کے کیمیادی خواص سے پورے طور پر واقف ہو، اور اُنہیں بنانے اور ان کے مرکبات کا کافی علم اور تجربہ رکھتا ہو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دوا سازی کا پیشہ کرنے والوں کی قابلیت کا ان تمام

دواؤں کی عمدگی، پاکیزگی، اور صحیح الاثری سے بہت ہی گہرا تعلق ہے کہ جو غیر ممالک سے آکر یا اسی ملک میں پیدا ہو کر ملک کے بازاروں میں بکتی ہیں ۔

یہی وجہ تھی کہ جب سنہ ۱۹۳ء میں مجھے دواؤں کی تحقیقاتی کمیٹی کا صدر مقرر کیا گیا تھا تو مجھے بڑی خوشی ہوئی تھی، اس کمیٹی کے سپرد یہ کام تھا کہ یہ معلوم کرے کہ ناخالص اور غیر صحیح الاثر دوائیں کس مقدار میں غیر ممالک سے آتی، یا اسی ملک میں تیار ہو کر بازار میں فروخت ہوا کرتی ہیں، او اسی کمیٹی کے سپرد یہ کام بھی تھا کہ معلوم کرے کہ دواسازی کے فن کو باقاعدہ تعلیم یافتہ ہاتھوں تک محدود کرنے کے متعلق کوئی قانون بنائے جانیکی کس حد تک ضرورت ہے۔ ہم سب اس حقیقت سے واقف ہیں کہ ہندوستان کے بازاروں میں جو دوائیں ملتی ہیں وہ نقص سے بالاتر نہیں ہیں، اور ان میں سے بہت سی ایسی ہیں کہ جنہیں نہ تو خالص کہا جا سکتا ہے اور نہ اثر کے لحاظ سے صحیح۔ یہ بھی واقعہ ہے کہ جہاں تک دواؤں میں دوسری چیزوں کی آمیزش ہونیکا، یا ان کے اثرات کے کم ہونیکا تعلق ہے، باہر سے آئی ہوئی اور ہندوستان کی تیار شدہ دواؤں میں کوئی خاص فرق و امتیاز نہیں ہے۔ ہندوستانی دواسازی کی ناگفتہ بہ حالت سے میں واقف تھا اور میں یہ بھی جانتا تھا کہ دواساز کی قابلیت اور دوا کی عمدگی اور صحیح الاثری لازم و ملزوم ہیں، اس لئے شروع ہی سے میری رائے یہ تھی کہ ان میں سے کسی ایک کو دوسری کے بغیر ترقی نہیں دیجا سکتی۔ عمدہ اور قابل اعتبار دواؤں کی تیاری صرف اسی بات پر منحصر ہے کہ دواسازی کے فن کو ترقی دیجائے۔ اس طرح مجھے ایک موقعہ مل گیا تھا کہ میں اس اہم، لیکن فراموش کردہ فن کی ترقی کے متعلق اپنی کچھ تجاویز پیش کر دوں۔ جس کے بغیر فن طب اپنا پورا فائدہ خلق اللہ کو نہیں پہنچا [illegible] ... ہوگا۔ اگر میں ہندوستان ...

کے دواسازی کے پیشے کے کچھ حالات بیان کروں تو کہتے ہوئے میرا دل دکھتا ہو کہ اس ملک میں دواساز فن ایک غیر منظم اور بیقاعدہ حالت میں ہے۔ اس تنظیم و تدوین کے زمانہ میں جب کہ زندگی کے ہر ہر شعبے کی ... ہو رہی ہے یہ خیال کچھ عجیب سا معلوم ہوتا ہے، لیکن ... بہرحال وہ ایک حقیقت ہے۔ یہ فن جن لوگوں کے ہاتھ ... انکی حیثیت اور انکے فرائض ٹھیک طور پر متعین نہیں ہیں ... نہ دوسروں ہی کو صحیح طور پر معلوم ہیں۔ وہ صبح سے شام ... دوائیں فروخت کرتے رہتے ہیں، اور بلا تکلف ہر قسم کی ... اور زہروں کو چھوٹے اور تقسیم کرتے ہیں اور بسا اوقات ا... یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ اس دوا کے اثرات کیا ہیں، تحقیقاتی ... کے سامنے ان لوگوں کی سیرت اور قابلیت کے متعلق جو شہ... گذریں وہ کچھ بہت مدحیہ نہ تھیں، ان کے خلاف ہر قسم کی ... بے پرواہی، اور عدم احساس ذمہ داری کے الزامات کی ... ہو گئی تھی، شہادتوں کا رخ یقینی طور پر دواسازی کے ... کی موجودہ صورت کے خلاف تھا اور ہندوستان بھر کے ... نے نیز عوام الناس نے اسکے متعلق اظہار بے اطمی... کیا تھا۔ اس عام ناراضی کا سبب آسانی سے سمجھ میں آ... ہو اگر اس بات کو پیش نظر رکھا جائے کہ اس پیشے کا صحت ... سے کس قدر گہرا اور قریبی تعلق ہے

مغربی ممالک کے دواساز علم الادویہ سے واق... ہیں، اور اس حد تک قابل ہوتے ہیں کہ ضرورت کے و... مختلف دوائیں بنالیں یا ان کا تجزیہ کرلیں، ہمارے ... میں دواسازی کا فن سکھانے کی کوئی چھوٹی موٹی ک... بھی نہیں کیجاتی، یہاں اس فن کا ماہر ہونے کیلئے ... کافی ہے کہ بوتلوں میں سے دوائیں نکال کر نسخوں کے ... تقسیم کر سکے، اور دواسازوں کی بیشتر تعداد ایسی ہے ... انہیں کافی علم ہے اور نہ ایسے اہم فرائض کی انجام ... متعلق ... [illegible]

اگر وہ کام چلانے کے قابل نہیں ہیں۔ تعجب تو اس پر ہے کہ کام چل کیسے رہا ہے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہو کہ ہندوستان میں ان فوائد کو کوئی اہمیت نہیں دیجاتی جو دواسازی کی باقاعدہ تعلیم سے حاصل ہوتے ہیں۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اکثر حالات میں ابتدائی تعلیم بالکل ناقص اور ناکافی ہوتی ہو۔ بجز دو ایک صوبوں کے باقی تمام ہندوستان میں تعلیم کی مدت بھی بہت ہی کم ہے، دواسازوں کو جسقدر ذمہ داریکا کام کرنا پڑتا ہو اُسکی نسبت سے یہ تعلیم بالکل ناکافی ہوتی ہو، دواسازی کی اعلیٰ تعلیم کا نام بھی اس ملک میں کوئی نہیں جانتا۔ دواسازی کے پیشے کیطرف ایسے لوگ توجہ ہی نہیں کرتے جنکی مالی اور علمی حالت کچھ اچھی ہو، جو مختصر سی تنخواہ انہیں ملتی ہو اُسے اُس عظیم الشان ذمہ داری کے کام سے دور کی بھی کوئی نسبت نہیں جو اُنہیں کرنا پڑتا ہو، ضرورت اس بات کی ہو کہ اس پیشے کی حیثیت اور حالت کو اُبھارا جائے اور ہمیں ایسے لوگوں کا داخلہ قطعاً بند کر دیا جائے جو کافی علم نہیں رکھتے،

دوسرے ملکوں میں دواسازوں کی حالت سے موازنہ کیا جائے تو اس ملک میں اس فن کی ترقی کی ضرورت بدرجہ غایت محسوس ہوتی ہو، بہت سے ترقی یافتہ ممالک میں دواسازی کے فن کا معیار بہت بلند ہو گیا ہو۔ عملی علوم کے مختلف شعبوں میں اہمیت کے لحاظ سے دواسازی کو ایک ممتاز درجہ حاصل ہو، بعض ممالک میں دواسازوں کی علمی قابلیت کا معیار بہت ہی بلند مقرر کیا گیا ہو، برطانیہ میں طالبان فن کو پورے دو سال تک نہایت ہی باقاعدہ طریقے پر تعلیم حاصل کرنی پڑتی ہو، امریکہ کی ریاستہائے متحدہ میں زمانۂ تعلیم تین سال ہے یورپ کے تقریباً تمام ملکوں میں دوا بنانا باقاعدہ تعلیم یافتہ لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے، اور تعلیم کا معیار بہت ہی بلند ہے،

اگرچہ میں نے اس ملک کے دواسازوں کے موجودہ حالات بیان کرنے میں بہت سی باتیں صاف صاف کہدی ہیں، لیکن آپ یقین کیجئے کہ اس سے میرا مقصد آپکی دل آزاری نہیں بلکہ آپکی اصلاح ہے۔ میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ یہ محسوس کریں کہ آپکا شریف پیشہ کس طرح اس ملک میں وقف توہین ہو رہا ہے، اسکا علاج اگر کچھ ہے تو یہی کہ تمام ہندوستان میں اس پیشے کی تنظیم کیجائے اور اصول کے طور پر جن باتوں کا لحاظ رکھا جائے وہ یہ ہیں کہ جو لوگ اس پیشے کو اختیار کرنا چاہیں اُنکی عام تعلیم کافی ہو پھر یہ کہ خود اس فن کے متعلق جو تعلیم اُنہیں ملے وہ عملی، مکمل جامع اور کافی ہو۔ تیسرے یہ کہ معیار تعلیم تمام ہندوستان میں یکساں ہو، اور چوتھے یہ کہ مشق فن کو صرف ان لوگوں تک قانوناً یا عملاً محدود کر دینا کہ جو پورے طور پر تعلیم یافتہ ہوں بہت ہی ضروری ہے،

جوابات!

۱ **درد و ورم پا**:- آپکی ہمشیرہ کو وجع مفاصل کا درد ہی۔ ماہواری کی آخیر تاریخوں میں خون یا صفرہ کا غلبہ ہوتا ہی یہی درد کا باعث ہوتا ہی اور بخار بھی آجاتا ہی۔ آپ چوب میدہ مالکنگنی ہر دو مساوی آب مکوہ سبز میں پیس کر نیم گرم ضماد کرائیں۔ اور یہ نسخہ بنا کر استعمال کرائیں۔ نسخہ پوست بلیلہ زرد ۲ ماشہ، نمک لاہوری ۳۰ ماشہ باریک کرکے پھانکیں اوپر سے نیم گرم پانی پئیں اسیطرح مسلسل تین یوم استعمال کرائیں۔ اس دوا سے دو تین اجابتیں روزانہ ہونگی، اور جسم کا تنقیہ ہوجائیگا۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) سوال میں حالت کیفیت مرض کی کافی وضاحت نہیں کیگئی ہی۔ عبارت سے صحیح طور پر یہ تعیین نہیں ہوتا کہ گھٹنے اور ٹخنوں کے جوڑوں پر ورم آجاتا ہی یا پیر سے لیکر گھٹنے تک پوری ٹانگ سوج جاتی ہی۔ یہ بھی معلوم نہیں ہوسکا کہ ورم اور سوزش کی کیفیت تین روز کے بعد از خود دور ہوجاتی ہی یا علاج سے رفع ہوتی ہی۔ مریضہ کے ایام ماہوار کے متعلق بھی اطلاع ہم تک نہیں پہنچائی ہی بہتر ہو کہ اگر خریدار نمبر ۱۳۸۹ از سر نو اپنا سوال تحریر فرمائیں اور تمام ضروری تفصیلات بھی دیدیں (ڈاکٹر سعید احمد سعید بریلوی)

(ج) میرا خیال ہی کہ یہ مرض خون کی خرابی سے پیدا ہوئی ہی حیض جاری کرنے کیلئے مقامی طبیب کے مشورہ سے مدرات دیکر فصد صافن کرائیں سوجن وغیرہ کے لئے معجون چوب چینی ا تولہ صبح و شام ہمراہ شربت عناب مناسب ہی (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) آپکی ہمشیرہ کو یہ شکایت حیض کی خرابی کی وجہ سے ہی قبل از ایام ادرادی نسخہ استعمال کریں تاکہ ایام خوب کھلکر آجایا کریں۔ اور یہ ضماد استعمال کریں نسخہ۔ آنبہ ہلدی، مکوہ خشک، برنجاسف، گل بابونہ، اکلیل الملک، سنبل الطیب، گل سرخ، ایلوہ، سورنجان تلخ، ہر ایک ا تولہ مغز املتاس ۵ تولہ۔ آب مکوہ سبز ۲ تولہ میں املتاس کو تر کرکے پانی نکالیں۔ اور تمام ادویہ کوٹ چھان کر لیپ بنائیں اور نیم گرم قبل ورم استعمال کریں (حکیم آغا منصب علی)

۲ **روغن سرشف وغیرہ**:- گھی۔ روغن کنجد۔ روغن سرشف وغیرہ کے افعال و خواص بیان کرنے کیلیے پورے رسالہ کی ضرورت ہے ان روغنوں کے نقص کو دور کرنے کیلئے مندرجہ ذیل تدبیر عمل میں لائیں۔ روغن اور دہی ہموزن ملاکر پکایا جائے اسکے بعد اسکو صاف کرکے ہموزن دودھ میں پکائیں جب دودھ بھی جل جائے تو صاف کریں اور نمناک زمین میں دفن کردیں چھ ماہ بعد نکالیں تیل گھی کیطرح سفید اور بے نقص ہوگا۔ حکیم آغا منصب علی

(ب) ہر سہ روغن گرم و تر ہیں۔ روغن سرشف زیادہ گرم ہی۔ ضرورت کے موقع پر ان کا استعمال جائز ہی، اگر آپکی بو دور کرنی مطلوب ہو تو روغنوں کو شیرگاؤ میں ڈال کر رات کو جمادیں۔ صبحکو جھگو کر اسکا مسکہ نکالیں اور مسکہ کا روغن بناکر کام میں لائیں بو دور ہوجائیگی۔ (حکیم شمس

(ج) یہ بحث طویل ہی۔ رسالے کے اوراق اسکے متحمل نہیں ہوسکتے (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

۳ **اختیارات طبیب**:- طبیب کو یقیناً یہ اختیار اور حق حاصل ہی کہ اپنے مریض کی حالت کے مناسب دوا دینے کا طریقہ صحیح اسے اختیار کرے۔ اگر مریض کیلئے شدت مرض یا متلی وغیرہ کیوجہ سے بدمزہ دوائیں سیال صورت میں پینا ناممکن ہو تو وہی دوائیں ایسی صورت میں دینی چاہئیں جسے طبیعت قبول کرے۔ یہ سوال کسی قسم کے قانونی حق کا نہیں ہی۔ بلکہ اسکا تعلق دواؤں کو کھانے کیلئے قابل قبول اور زود اثر بنانے سے ہے اسلئے ہر طبیب کو کامل اختیار حاصل ہی کہ جس شکل میں جس دوا کو مناسب سمجھے استعمال کرائے کسی خاص مرض کیلئے یہ تعیین نہیں کیا جاسکتا کہ اسمیں صرف گولیاں ہی دیجائیں یا معجونیں ہی کھلائی جائیں۔ ہر مرض میں ہر دوا ہر شکل میں دیجاسکتی ہی۔ دوا کی شکل کا تعین بالکل طبیب کے فیصلہ پر منحصر ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد سعید بریلوی)

(ب) یہ کوئی لازمی بات نہیں ہی طبیب جس مرض کیواسطے جیسی دوا چاہے دیسکتا ہی، (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) مرض کیحالت اور اسباب وغیرہ پر غور کرتے ہوئے طبیب کی رائے کے مطابق جو دوا مؤثر ہو استعمال کرائی جاسکتی ہی، شربت، عرق کیصورت میں دوا کی تاثیر جلدی ہوتی ہی سفوف اور حبوب کی صورت میں وقت زیادہ صرف ہوتا ہی (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) کسی دوا کو عرق یا جوشاندہ یا معجون کی شکل میں تبدیل کرنے سے کوئی ہرج نہیں ہے۔ فائدہ مد نظر رہنا چاہیئے (حکیم آغا منصب علی)

۴ **تقویت باہ**:- آپ ہمدرد دواخانہ سے معجون بلادر طلب کر کے دو تین ماہ برابر استعمال کریں، آپکی قوت باہ ہمیشہ کیلئے زیادہ ہوگی

(ب) یہ آسان نسخہ بنا کر استعمال کرائیں۔ انشاراللہ مفید ثابت ہوگا نسخہ ا- جاکفل دو عدد۔ جند بید ستر اصلی ۲ ماشہ۔ زہر تیلیہ دو ماشہ۔ کچلہ دو عدد۔ تخم دھتورہ سیاہ دو تولہ۔ زلو (درفوتہ رگ چسپانیدہ) سکو شراب تند میں کھرل کر کے گولیاں بنائیں رات کو شراب میں بقدر دو ماشہ گھس کر حشفہ و سیون چھوڑ کر ضماد کریں اوپر سے بنگلہ پان لپیٹ کر کپڑے کی پٹی باندھ کر دھاگا لپیٹ دیں۔ یہ نسخہ خارجی طریقہ سے استعمال کریں۔ نسخہ ا- ستاور موصلی سیاہ۔ اسگند ناگوری ہر ایک ۵ تولہ مشک خالص تین ماشہ سہ چند شہد میں معجون تیار کریں۔ خوراک ۴ ماشہ ایک تولہ تک ہمراہ شیر گاؤ۔ بادی النظر میں یہ نسخہ جات معمولی ہیں لیکن خواص میں اکسیری صفت ہیں

(ج) تقویت باہ کیلئے معجون جالینوس سہی اور طلائے جالینوس مجلوق جیسا کوئی نسخہ نہیں پایا گیا۔ ہمدرد صحت کے خاص نمبر میں یہ دونوں نسخے درج ہیں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

۵ **عوارض جلق**:- قوت باہ رقت و سرعت کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ نہایت مفید ہے نسخہ۔ بہمن گجراتی۔ تالمکھانہ۔ طباشیر کبود۔ گوند ببول۔ دانہ الائچی خورد۔ گوند گولر۔ گوند سپستاں۔ گوند سنبل۔ پوست مولسری۔ موصلی سیاہ۔ زہر مہرہ خطائی۔ مصطگی رومی۔ اجوائن خراسانی۔ کشنیز خشک۔ ثعلب مصری۔ مغز تخم تمر ہندی۔ ہمندر سوکھ۔ پوست سنبھل۔ لسبد صندل سفید۔ عقیق زرد محرق۔ عقیق سرخ محرق۔ ابریشم اعرابی۔ صمغ ڈھاک۔ کہربائے شمعی۔ زعفران ہر ایک ایک تولہ۔ تمام ادویہ کوٹ چھان کر ہموزن مصری ملا کر رکھیں خوراک ۶ ماشہ سے ایک تولہ تک بوقت شب بعد طعام ہمراہ شیر گاؤ۔ مندرجہ ذیل ضماد بنا کر خارجی طور پر استعمال کریں۔ نسخہ ضماد ا- مغز حب الگوشہ چار عدد۔ پوست بیخ کنیر سفید ۶ ماشہ۔ شراب دو آتشہ اچھٹانک۔ تمام ادویہ کو شراب میں سحق کر کے اسکے بعد کپڑے کی پٹی ذکر کے برابر تراش کے ضماد پٹی پر لگائیں اور حشفہ کو چھوڑ کر پٹی لپیٹ دیں، چند ساعت کے بعد پسینہ آئیگا اسوقت پٹی کو علیحدہ کر کے شہد اور چربی شیر نر ذکر پر لگائیں۔ علی الصباح شیر میش سے ذکر کو دھو ڈالیں اسی طرح دس بارہ روز تک عمل کریں۔ اگر دانے نکل آئیں تو دو تین روز ترک کر کے دوبارہ شروع کر دیں۔ انشاراللہ ایک ہی ہفتہ کے بعد جملہ عوارض سے نجات حاصل ہوجائیگی (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) جواب سوال ۴ پر عمل کریں انشاراللہ دونوں ادویہ سے دائمی اور مکمل صحت حاصل ہوگی حکیم شمس الحق خان امرتسر

(ج) آپ کسی طبیب سے مشورہ کر کے باقاعدہ علاج کریں۔ (حکیم آغا منصب علی)

۶ **امراض اطفال**: بچوں کیلئے گھوڑ چڑھی کا نسخہ لاجواب ہے سینکڑوں بیماریوں کیلئے مفید ہے۔ اس نسخہ کو عرق کی شکل میں تبدیل کیا جاسکتا ہے (حکیم منصب علی)

(ب) آب آہک (چونہ کا پانی) میں شبت ۱۰ زیانہ۔ الائچی خورد۔ حب الآس۔ بیخ انجبار ہر ایک ایک تولہ جوش دیکر صاف کریں، اور روغن ماہی تین تولہ ملا کر بحفاظت رکھیں۔ خوراک نو ماشہ سے دو تولہ تک صبح و شام بچوں کے جملہ عوارض کو نہایت مفید ہے (ب) معجون محافظ جنین کا استعمال کریں اس کا نسخہ تمام کتب میں درج ہے۔ (حکیم شمس الحق خاں امرتسر)

(ج) چرائتہ ۵ تولہ، منڈی ۱۰ تولہ، پوست ہلیلہ ۱۰ تولہ۔ پوست بہیڑہ ۱۰ تولہ، مغز کرنجوہ تکلیفتہ ۵ تولہ۔ بادیان ۲۰ تولہ۔ پودینہ خشک ۲۰ تولہ۔ الائچی کلاں ۲۰ تولہ۔ الائچی خورد ۲۰ تولہ۔ برگ سو سبزی ۲۰ تولہ۔ گل مرغ ۱۰ تولہ، تیزپات ۱۰ تولہ۔ زیرہ سیاہ دو تولہ۔ صعتر فارسی دو تولہ۔ کشنیز خشک ۲ تولہ۔ کچری دو تولہ۔ چوتیہ دو تولہ۔ عود عرقی ۶ ماشہ۔ ناگیسر ۶ ماشہ۔ پوست زرد ترنج تین تولہ۔ ذرنب ۱ تولہ، نمک سیاہ تین تولہ، نمک لاہوری تین تولہ ترب قاش کردہ ۱۰ تولہ۔ آب سادہ ۶ سیر۔ عرق بادیان تین سیر۔ عرق پودینہ ایک سیر۔ عرق زیرہ سفید نصف سیر ایک رات دن تر کر کے عرق نکالیں قوی کرنا مقصود ہو تو دو آتشہ کریں۔ خوراک ۲ ماشہ سے ایک تولہ تک (ب) کہربائے شمعی ۶ ماشہ۔ لسبد احمر ۶ ماشہ۔ یشب سبز ۶ ماشہ۔ مروارید ۶ طباشیر ۶ ماشہ مشک خالص ۱ ماشہ۔ عنبر ۳ ماشہ۔ ابریشم مقرض ۱ تولہ ورق نقرہ ۶ تولہ (ورق نقرہ کا وزن زیادہ معلوم ہوتا ہے ایک تولہ کافی ہے "ایڈیٹر") آب سیب ولائتی ۱۰ تولہ، آب انار ۱۰ تولہ، مصری ۲۵ تولہ عرق گلاب، نصف سیر۔ زردی بیضہ مرغ چار عدد۔ جواہرات کو گلاب کے عرق میں حلاوہ کریں، اور ابریشم کو بریاں کریں۔ جلائیں نہیں۔ اسکے بعد ابریشم کو عرق گلاب میں پیسیں۔ سیب انار کا پانی اور مصری و گلاب کا قوام کر کے اول عنبر اشہب حل کریں اسکے بعد مشک کو حل کر کے داخل کریں۔ اور چاندی کے ورق ایک ایک کر کے ڈالیں۔ پھر ابریشم اور جواہرات

ملادیں آخر میں زردی بیضہ مرغ بریاں داخل کریں۔ نوٹ: اگر بیضہ مرغ ناپسند ہو تو نہ داخل کریں۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آباد)

(د) ہمدرد دواخانہ کا تیار کردہ مرکب نونہال بچوں کو استعمال کرائیے بہت مفید ہے۔ بالکل تیار صورت میں ہے کشید کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرنی پڑتی (ڈاکٹر سعید احمد سعید بریلوی)

۷ **کمزوریٔ دماغ**: علی الصباح معجون برہمی ۶ ماشہ شیر گاؤ کیساتھ استعمال کریں۔ رات کو اطریفل کشنیزی ایک تولہ کھا کر سو رہیں۔ ایک ماہ تک یہ سلسلہ جاری رکھیے انشاء اللہ فائدہ ہوگا حکیم اکبر حسین الٰہ آباد۔

(ب) آپ فاسفورس پل کی ایک ایک رتی کی گولیاں بنوا لیجئے۔ اور روزانہ ایک گولی صبح اور ایک گولی شام بعد خوراک استعمال کیجئے خالی پیٹ میں یہ دوا نہ کھائی جائے۔ اور دو ہفتہ تک استعمال کرنیکے بعد دس روز کیلئے چھوڑ دیجائے۔ اسکے ہمراہ مقوی اور زود ہضم خوراک استعمال کرنی چاہیئے۔ ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی

(ج) برہمی۔ ترپھلا۔ مغز کدو۔ مغز بادام شیریں۔ مغز پنبہ دانہ۔ مغز چلغوزہ ہر ایک دو تولہ۔ گل منڈی۔ چوب چینی۔ اسطوخودوس۔ مغز بادیان۔ مغز کشنیز ہر ایک تین تولہ سبکو کوٹ کر دس تولہ روغن بادام میں چرب کر کے سہ چند شہد میں معجون تیار کریں۔ اور صبح و شام ایک ایک تولہ ہمراہ شیر گاؤ یا شیرہ بادام استعمال کریں۔ اعلیٰ درجہ کا مقوی دماغ نسخہ ہے (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) آپ پندرہ یوم تک گولی مقوی دماغ حریری استعمال کریں۔ اس کے بعد مغز بادام ۵ دانہ، برہمی بوٹی ایک ماشہ پیس کر چھان کر مسلسل دو تین ماہ تک استعمال کریں انشاءاللہ شکایت رفع ہو جائیگی (حکیم آغا منصب علی)

۸ **مقوی نسخہ**:۔ آپ ہمدرد دواخانہ سے معجون بلادر منگا کر ۶ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ رات کو سوتے وقت استعمال کریں (حکیم آغا منصب علی)

(ب) لیجئے جناب مختصر اور جامع نسخہ حاضر ہے۔ نمک سیاہ شورہ قلمی۔ دونوں کو ملا کر لوہے کی کڑاہی میں رکھیں اور آگ پر پکائیں، جس وقت شورہ جھٹ جھٹ کھانے لگے آگ سے اتار لیں۔ سرد ہونے کے بعد شیشی میں محفوظ رکھیں۔ خوراک دو رتی ہمراہ آب (حکیم اکبر حسین الٰہ آباد)

۹ **بواسیر خونی**:۔ کارک جلا کر شہد میں گولیاں چنے برابر بنائیں۔ اور دو گولیاں صبح کو نہار منہ پانی کیساتھ استعمال کریں خدا شفا دیگا (حکیم آغا منصب علی)

(ب) جملہ امراض کا مشترک نسخہ وہ بھی بیحد آسان۔ انشاءاللہ بہتر ثابت ہوگا۔ علی الصباح ساڑھے چار ماشہ مغز تخم سرس سائیدہ پھانک کر اوپر سے رات کا باسی پانی پیئیں۔ اسی طرح روزانہ استعمال کریں چند روز میں دیکھیں کس قدر اثر ظاہر ہوتا ہے (حکیم اکبر حسین الٰہ آباد)

(ج) رسوت۔ تخم انجرہ مساوی الوزن لیکر ایک ایک ماشہ صبح و شام مکھن کیساتھ استعمال کریں اور اسکی مرہم بھی دیں۔ چند روز استعمال کرنے سے بواسیر کا ازالہ ہو جائیگا۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) بواسیر کے لئے حسب ذیل نسخہ بہت ہی مفید ہے۔ سلائمڈ بسمتھ ۲۰ گرین۔ کریم آف ٹاٹار ۲۰ گرین۔ شکر سفید ۲۰ گرین۔ تینوں چیزوں کو ملا کر ایک پڑیہ بنالیں اور پانی کیساتھ استعمال کریں۔ روزانہ ایسی ایسی تین پڑیاں کھائیں۔ اس سے کسی قسم کی مضرت نہ ہوگی۔ اور چند روز میں شکایت رفع ہو جائیگی (ڈاکٹر سعید احمد سعید بریلوی)

۱۰ **بواسیر وغیرہ**:۔ آپ مارالجبن یا اکتوبر میں بنا کر استعمال کریں۔ فی الحال دوا الکرکم کبیر ۶ ماشہ استعمال کریں۔ اور جواب سوال نمبر ۹ پر عمل کریں انشاءاللہ فائدہ ہوگا (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ب) مرض بواسیر خونی و بادی کے لئے ہزاروں دوائیں ایک طرف اور رتیہ بڑا ایک طرف رات کو سوتے وقت ایک عدد تین چار ماہ برابر استعمال کریں۔ اور صبح کو ہرن کھری خورد تین ماشہ فلفل سیاہ تین عدد کیساتھ پیسکر استعمال کریں۔ سوزاک جریان وغیرہ کی شکایت رفع

(ج) آپ بھی وہی نسخہ استعمال کریں جو استفسار نمبر ۹ کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد سعید بریلوی)

۱۱ **ورم جگر وغیرہ** علی الصباح تین رتی نوشادر سائیدہ پھانک کر اوپر سے جوشاندہ افسنتین پیئیں۔ نسخہ دونوں وقت پیئیں۔ حکیم اکبر حسین

(ب) حجر القلب۔ کرم سنگ۔ زراوند۔ کندر۔ غاریقون۔ عنب الثعلب۔ ریوند خطائی۔ رب سوس۔ استخوان گاؤ سوختہ۔ تخم لیموں۔ مساوی الوزن پیس کر چھان کریں اور دو ماشہ صبح اور دو ماشہ شام ہمراہ آب ترب شربت دینار استعمال کریں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ج) ورم جگر۔ ورم اذن القلب۔ یرقان وغیرہ کے لئے معجون دبید الورد ہمراہ آب زلال برگ حنا بہت مفید ہے۔ حکیم آغا منصب علی
(د) ورم جگر۔ یرقان۔ اور ورم اذن القلب، ایکدوسرے سے بالکل مختلف امراض ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک بذات خود بہت ہی اندیشناک مرض ہے۔ اور مخصوص دواؤں کا طالب۔ اسلئے ایک ہی نسخہ میں تینوں امراض کے لئے دوائیں جمع کر دینا صحیح طریقہ عمل نہیں ہے،

(ڈاکٹر سعید احمد سعید بریلوی)

۱۲ **عوارض حلق**:۔ سم الفار سفید۔ تیلیا شیریں۔ گندھک آملہ سار۔ سہاگہ تیلیا۔ بیر بہوٹی۔ لونگ۔ سب اشیاء ایک ایک تولہ پارہ ڈیڑہ تولہ۔ پارہ کے علاوہ تمام ادویہ سرمہ کیطرح باریک کریں۔ چوتھائی گز کپڑہ لاکر دوا مذکورہ کو روغن زرد میں ملاکر (چربی شیر قوی ہے) کپڑے کو دواؤں کو ملوث کرکے فتیلا بناکر ایک طرف سے آگ لگائیں۔ اور سیماب کو کھرل میں ڈالکر جو روغن فتیلے سے ٹپکے اسکو پارہ میں گرادیں۔ فتیلا جلنے کے بعد روغن سیماب کو ایکدن مسلسل کھرل کرکے رکھیں۔ وقت ضرورت چار تی رات کو سوتے وقت حشفہ بچاکر ذکر پر ملیں اوپر سے بنگلہ پان اور کپڑے کی پٹی لپیٹ لیں۔ علی الصباح کھول ڈالیں۔ اسیطرح ایکدن ناغہ کرکے استعمال کرتے رہیں۔ اگر دانے نکلتے رہیں تو دو چار دن کے لئے استعمال ترک کردیں۔ انشاء اللہ صحت کامل ہوگی۔ ساتھ ہی کوئی مقوی دوا بھی استعمال کرتے رہیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) ڈاکٹری علاج میں اعضائے تناسل کا علاج ہی نہیں ہے۔ آپ ہمدرد دواخانہ سے ہیر کی کنی والا طلا طلب کرکے استعمال کریں۔ حکیم آغا منصب علی
(ج) آپ کے لئے روغن قضیب خر مفید ہے۔ نسخہ درج ذیل ہے۔ نسخہ قضیب گاؤ نوجوان ایک عدد۔ قضیب خر نوجوان ایک عدد۔ بیر بہوٹی ۵ تولہ زلو خشک خراطین عقرقرحا۔ جند بیدستر ہر ایک تین تولہ سب کو یکجان کریں۔ اور قیمہ کیطرح بناکر تیل جنتر کے ذریعے روغن نکالیں۔

(حکیم شمس الحق خاں امرتسر)

۱۳ **عرق النساء وغیرہ**:۔ اسگند ناگوری تین ماشہ۔ سورنجان شیریں ۱ماشہ۔ مشک خالص ایک چاول، سب کو باریک کرکے ۲ ماشہ شکر ایکتولہ روغن زرد میں ملاکر علی الصباح استعمال کریں یہ دوا کی ایک خوراک ہے۔ اسیطرح روزانہ استعمال کریں اور مہینہ سوا مہینہ تک جاری رکھیں۔ درد کمر عرق النساء وغیرہ تو جاتا ہی رہیگا لیکن آپ از سر نو دوبارہ جوان ہوجائینگے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) پھٹکری بریاں۔ بیش۔ ہلدی۔ شنگرف رومی۔ سہاگہ خام ہر ایک ایک تولہ۔ عاقرقرحا۔ جند بیدستر۔ جوتری۔ افیون۔ بیخ انجبار شوکران، ہر ایک نو ماشہ۔ سب کو یکجان کریں۔ اور چنے کے برابر گولیاں بنائیں۔ دو گولی صبح و دو گولیاں شام ماء العسل کیساتھ استعمال کریں۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ج) عرق النساء ایک درد ہے۔ جو کئی ایک مختلف امراض کے باعث پیدا ہوتا ہے۔ صرف درد کا علاج کرنا کافی نہیں ہے، مرض کو جڑ سے کھونے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ اصل مرض کا علاج کیا جائے جو اس درد کا باعث ہے۔ قبض۔ گنٹھیا، آتشک، عصبی کمزوری۔ اور بعض اوقات شکمی رسولیاں اس کا باعث ہوا کرتی ہیں۔ اپنا اصل مرض تحریر فرمائیں تو مکمل نسخہ لکھا جاسکتا ہے۔ صرف درد کو دور کرنے کے لئے لینی منٹ بلاڈونا۔ اور لینی منٹ کیمفر۔ ہموزن ملاکر مالش کرنیسے بہت جلد فائدہ ہوجاتا ہے۔ لینی منٹ بلاڈونہ ایک زہریلی دوا ہے اسلئے احتیاط لازم ہے کہ منہ تک نہ پہنچ جائے (ڈاکٹر سعید احمد سعید بریلوی)

سوالات

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال میں ایک سوال مفت درج کرانے کا حق حاصل ہے۔
(۲) ہر سوال کے ساتھ نمبر خریداری اور مفصل پتہ ہونا ضروری ہے ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔
(۳) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں تو چار آنے کے ٹکٹ بھیجکر ایک سوال درج کرا سکتے ہیں۔
(۴) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیئے ورنہ دفتر کو قطع برید کا اختیار حاصل ہوگا۔
(۵) ایک سے زیادہ سوال درج رسالہ کرانا ہو تو خریداروں کو بھی ۴ر فی سوال کے حساب سے ٹکٹ ارسال کرنے چاہئیں
(۶) کوئی غیر مہذب سوال کسی حالت میں بھی درج نہ ہو سکے گا۔

(۱۴) مریض کی عمر ۳۰ سال ہے سوزاک و آتشک میں مبتلا ہے سوزاک تو جاتا رہا مگر آتشک کا مادہ موجود ہے۔ جریان سرعت اور کثرت احتلام جاری ہیں قبض بھی دائمی رہتا ہے کوئی تیر بہدف نسخہ ایسا ہو جو ان امراض کو فوری نیست و نابود کرے اور کس چیز کی مداومت کیجائے تاکہ آیندہ یہ مرض لاحق نہوں مریض انگریزی شراب اور بیر وغیرہ گاہے گاہے پینے کا عادی ہے۔ شراب اگر ان امراض میں مضر ہے تو کوئی مصلح مفرد یا مرکب تجویز کیا جائے تاکہ شراب کے نقصان سے محفوظ رہ سکیں۔ (خریدار نمبر ۲۰۲۱)

(۱۵) میرے لڑکے کی آنکھ سے پانی جاری رہتا ہے عمر ۱۸ سال ہے بچپن میں بعمر تین سال چیچک میں مبتلا ہوا صحت ہو جانے پر ایک آنکھ سے پانی جاری ہوا اور آنکھ چھوٹی معلوم ہونے لگی ہنوز چھوٹی ہے اور رہوتی جاتی ہے اسیوقت سے چند قسم کے سُرمے وغیرہ استعمال کئے گئے ہر سال آپکے ہمدرد دواخانہ سے بھی کحل نرول الما وغیرہ استعمال کیا فائدہ نہوا ہنوز پانی جاری ہے چشمہ کا استعمال بھی ایک برس سے ہے کوئی فائدہ نہوا اس آنکھ کی بینائی بھی کم ہوتی جاتی ہے اس لئے ایک نسخے کی ضرورت ہے جو اسکے لئے اکسیر ثابت ہو۔ معدے اور دماغ کی اصلاح بھی ہوتی رہے پانی جاری ہونا موقوف ہو جائے امید ہے کہ حکمائے حاذق اسطرف توجہ فرماکر داخل حسنات ہونگے۔ (خریدار نمبر ۱۴۳۱)

(۱۶) بچپن سے زبان لکنت کرتی ہے پورا جملہ یا ایک بات کو واضح طور پر ادا نہیں کر سکتا بعض بعض لفظ تو بالکل ادا کر ہی نہیں سکتا۔ ادا کرنے میں بہت طاقت صرف ہوتی ہے تکلیف بھی محسوس ہوتی ہے کوئی عمدہ اور سہل اور بالکل آسان علاج کوئی صاحب تحریر فرمائیں۔ محمد صادق کلکتہ

(۱۷) تمباکو کی عادت چھڑانے کیلئے کوئی مجرب ترکیب یا دوا تحریر فرمائی جائے (خریدار نمبر ۱۳۷۹)

(۱۸) تقریباً دو سال ہوئے کہ میری چھاتی میں درد پیدا ہوا اور سو کر اٹھنے کے بعد کھانسی آنے لگی جس سے سفید گاڑھا بلغم گرنے لگا میں نے ڈاکٹری علاج کیا جس سے کچھ عرصہ مرض میں افاقہ ضرور ہو جاتا تھا مگر پھر وہی حالت جو میں نے اوپر لکھی عود کر آتی ہے میرا مزاج مرطوب ہے معدہ بھی کمزور ہے جس سے کھانا ہضم نہیں ہوتا اسوقت میرے منہ میں زبان کے دونوں طرف چنے کے برابر دو دانے نکل آئے ہیں جن میں درد تو نہیں ہے مگر کھانسی زیادہ آتی ہے۔ کوئی صاحب جلد اسکے لئے کوئی نسخہ تجویز کرکے عند اللہ ماجور ہوں (خریدار نمبر ۱۵۵۰)

(۱۹) مریض کی عمر ۲۰ سال ہے عادات بد یعنی اغلام اور جلق کیوجہ سے مادہ تولید برباد کر چکا ہے۔ دل۔ دماغ۔ جگر اور معدہ بہت کمزور حالت میں ہیں عضو تناسل کیحالت ابتر ہے۔ طوالت فی الحال صرف ۳ انچ بوقت انتشار ہوتی ہے۔ وظیفہ زوجیت کی بجاآوری سے قاصر ہے۔ جریان بھی عرصہ دراز سے ہے۔ سرعت انزال کی سخت شکایت ہے۔ حکما بہترین داخلی اور خارجی ادویہ تجویز فرماکر شکریہ کا موقع دیں (خریدار نمبر ۱۵۱۲)

(۲۰) میری عمر پچاس سال ہے۔ اور پچیس سال سے نقرس کی شکایت میں مبتلا ہوں سال میں تین چار دفعہ ہو جاتا ہے۔ درد شدید ہو جاتا ہے جوڑ سوج جاتے ہیں قبض کی شکایت بھی لاحق ہے اسکے لئے ہر روز دست آور دوا استعمال کرنی پڑتی ہے بھوک بھی کم ہے۔ میں خود بھی طبابت کا کام کرتا ہوں حب و معجون سورنجان اذاراقی اور بہت سی یونانی اور انگریزی دوائیں استعمال کر چکا ہوں عارضی فائدہ ہوتا ہے اب پانچ سال سے Eads Gout Pills درد کیوقت استعمال کر لیتا ہوں اور شدید حالت میں [illegible] روغن Tabloid مالش کیلئے روغن سورنجان، اذاراقی، وغیرہ اب بڑھاپے کیوجہ سے درد کے دورے جلد جلد پڑنے لگے ہیں براہ کرم اطبائے کرام میرے لئے کوئی نسخہ اکسیر تجویز فرمائیں اگر مجھے فائدہ ہوگا تو میں اپنی حیثیت کے مطابق مبلغ ایک سو روپیہ نذرانہ پیش کرونگا۔ [illegible] خریدار نمبر ۱۱۱۱

AN ILLUSTRATED TIBBI MONTHLY

HAMDARD-I-SEHAT

FOUNDED IN MEMORY OF

THE LATE HAKIM HAFIZ ABDUL MAJEED [illegible]

FOUNDER OF THE HAMDARD DAWAKHANA DELHI.

Regd. No. L. 2790.

REJUVENATION NUMBER.

Containing, for the first time in Urdu language, thorough discussions on this interesting and important topic of the day. Along with the thoughts and efforts of ancient physicians, we have given in this number, the latest ideas and experiences of modern experts and physician-scientists of Europe, whose contributions have been directly obtained. The articles have been illustrated with pictures and special arrangements have been made to publish the photographs of our contributors. The language is simple and easy, and the number also contains Cartoons and picture supplement.

The study of Rejuvenation Number is equally necessary and useful both for the physician and the layman. Pages 306 with Photographs.

PRICE:

Special Edition As. 10. ***Ordinary Edition As. 6.***

EDITOR
HAKIM HAJI ABDUL MAJEED

SUBSCRIPTION
YEARLY
ONE RUPEE,
HALF YEARLY
TEN ANNAS.

HAMDARD MANZIL, LAL KAUN DELHI

SINGLE COPY
2
ANNAS

جلد ۳ | ستمبر ۳۴ سنہ ء | نمبر ۳

فہرست مضامین

عکسی تصاویر ۱ -
قلمی تصاویر ۱ - ورزش کے متعلق ۱۰ تصاویر

قیمت سالانہ ایک روپیہ ۱ر ، ممالک غیر سے دو روپے (عہ)
فی پرچہ دو آنہ (۲ر)

ہمدرد صحت کی بعض خصوصیات

کیا آپ کو اسکی ضرورت نہیں ہے؟

طبیب اور غیر طبیب دونوں کیلئے مفید!

ہمدرد صحت جسطرح ایک طبیب کیلئے اپنے اعلیٰ مضامین کی وجہ سے بہت مفید اور کارآمد رسالہ ہے اسیطرح ہر پڑھے لکھے آدمی کیلئے بھی ایک ضروری چیز ہے کیونکہ اسمیں عام فہم مضمون دلچسپ پیرایہ میں درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ عوام کی طبی ضرورت بھی پوری ہو۔

تصاویر!

اردو زبان کا کوئی طبی رسالہ اسقدر پابندی سے تصاویر شائع نہیں کرتا جسقدر پابندی سے ہمدرد صحت میں شائع ہوتی ہیں۔ ہمدرد صحت کی ہر اشاعت بلاک کی اور دستی تصاویر سے مزین ہوتی ہیں تصاویر کی دلچسپی اور انتخاب کا اندازہ فائل دیکھنے سے ہی ہو سکتا ہے۔

طبی افسانے

ہمدرد صحت پہلا طبی رسالہ ہے جسمیں حفظان صحت کے مسائل اور مرض و مریض و طبیب کے متعلق معلومات افسانوں کی شکل میں پیش کیجاتی ہیں۔ ارباب نظر ہی اسکی افادی حیثیت کو سمجھ سکتے ہیں!!

مشاہیر اطبا سے بلا معاوضہ مشاورت

ہمدرد صحت کا ہر خریدار حق رکھتا ہے کہ ایک سال میں اپنا ایک سوال رسالہ میں درج کرائے سوالات کے جوابات ہندوستان کے مشہور اور تجربہ کار اطبا دیتے ہیں۔ آپ کافی خرچ کے بعد بھی اپنے مسائل کے متعلق اتنی رائیں جمع نہیں کر سکتے جتنی ہمدرد صحت کے ذریعے بلا معاوضہ آپکو مل سکتی ہیں۔

مجربات

ہمدرد صحت میں ہر ماہ ہندوستان کے مشہور اور تجربہ کار اطبا اپنے بیش قیمت مجربات شائع کراتے ہیں تاکہ ان سے طبیب بھی فائدہ حاصل کریں اور مخلوق خدا بھی صحت و آرام کی دولت بیبہا نعمت حاصل کرے

وقت کی پابندی

ہمدرد صحت چودہ ماہ سے شائع ہو رہا ہے اس عرصہ میں اپنے اعلان کے مطابق آجتک تاخیر سے شائع نہیں ہوا، ہر مہینے کی پانچ تاریخ کو پابندی سے دفتر سے شائع ہو جاتا ہے۔

ارزانی!

ہمدرد صحت اپنی خصوصیات میں تنہا ہونیکے باوجود اسقدر ارزاں ہے کہ ماہرین علم الحساب اسکا حساب لگائیں [illegible] سالانہ میں ۴۸ صفحات کے مضامین اور متعدد بلاک کی تصاویر اعلیٰ کتابت و طباعت مستزاد

ان ہی خصوصیات کی وجہ سے

ہمدرد صحت طبی دنیا کا مقبول ترین رسالہ تسلیم کر لیا گیا ہے ہندوستان کے تمام سربرآوردہ حکما، اور دردمندان قوم نے اسکی خدمات کو سراہا ہے

رسالہ آپ کے ہاتھ میں ہے غور سے دیکھئے کہ کہیں مبالغہ سے تو کام نہیں لیا گیا

اگر آپکو اپنی صحت کا واقعی خیال ہے تو ہمدرد صحت آپکے مطالعہ میں مستقل طور سے رہنا چاہیئے۔

آپکا خادم

مینجر ہمدرد صحت دہلی

اطلاعات

(از منیجر ہمدرد صحت دہلی)

قلمی معاونین اپنے مضامین ہر ماہ کی بیس تاریخ تک دفتر میں بھیجدیں۔ آئندہ رسالہ میں مضامین کی اشاعت کی اُمید اس تاریخ تک کیجا سکتی ہے،

ہمدرد صحت ایک معیاری رسالہ ہے اسلئے ضروری نہیں کہ ہر مضمون ہمیشہ درج ہو ہی جائے اگر مضمون رسالے کے معیار کے مطابق نہ ہوا تو وہ مضمون شکریہ کیساتھ واپس کردیا جائیگا

رسالہ کے انتظامی امور کے متعلق تمام خط وکتابت خادم منیجر سے کیجائے، مضامین یا دیگر خاص مسائل میں ایڈیٹر کو متوجہ کیا جائے، ایسے خطوط پر لفظ "ایڈیٹر" لکھدینا چاہیئے،

اکثر اصحاب دواخانہ کے وی پی پارسلوں میں رسالہ کی قیمت وصول کرلینے کی ہدایت فرماتے ہیں یہ طریقہ کفایت کے لحاظ سے مناسب ہے لیکن رسالہ کی قیمت دفتر کو اس وقت تک نہیں ملتی جب تک دواخانہ میں وی پی وصول نہ ہوجائے اس صورت میں رسالہ کے اجرا میں کچھ دیر ہوجاتی ہے، ان اصحاب کو اس دیر کی وجہ کا خیال رکھنا چاہیئے۔

جو شائقین رسالہ کا وی پی طلب فرماتے ہیں ہر وقت انکو بہت تکلیف محسوس ہوتی ہے کیونکہ انکو خواہ مخواہ تین آنہ کا زیر بار ہونا پڑتا ہے، رسالہ کی قیمت اگر منی آرڈر سے بھیج جائے تو ایک روپیہ دو آنہ خرچ ہوتے ہیں لیکن وی پی چار آنہ خرچ ہوتا ہے۔

دواخانہ کا دفتر اور رسالہ کا دفتر اور ان کو انتظامات علیحدہ علیحدہ ہیں بعض اصحاب دواخانہ کے تمام شعبوں کے متعلق ہدایات فرما دیتے ہیں جو بعض اوقات کافی انتظامی پیچیدگیاں پیدا کردیتا ہے ان اصحاب کو چاہیئے کہ کم سے کم ایک لفافہ ضرور خرچ کردیا کریں اور اسمیں ہر شعبہ کیلئے علیحدہ علیحدہ خط رکھدیا کریں۔

رسالہ ہر مہینے کی پانچ تاریخ کو قطعی شائع ہوجایا کریگا سوائے ناگہانی آفت کے اور کوئی چیز پابندی وقت میں مانع نہیں ہوسکتی۔

رسالہ قطعی طور پر پانچ تاریخ کو حوالہ ڈاک کردیا جاتا ہے گذشتہ سال میں ایکبار بھی ایکدن کی تعویق سے شائع نہیں ہوا ہندوستان کے ہر گوشہ میں بہرحال چار پانچ روز تک رسالہ پہنچ جانا چاہیئے لیکن تعجب ہے کہ رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت اکثر ایک ایک ماہ یا اس سے بھی بعد کیجاتی ہے، اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ ہر خریدار کو اپنی ڈاک کا معقول بندوبست کرنا چاہیئے اگر پندرہ تاریخ تک رسالہ نہ پہنچے تو فوراً دفتر کو اطلاع دینی چاہیئے تاکہ مکرر روانہ کردیا جائے۔ اگر ہر ماہ کی ۳۰ تاریخ تک شکایت موصول نہ ہوئی تو رسالہ بلا قیمت نہیں بھیجا جائیگا۔

ہمدرد صحت کی توسیع اشاعت میں کوشش کرکے آپ ہماری سب سے بڑی امداد کرسکتے ہیں (منیجر)

ہمدرد صحت کی اشاعت خاص!

مسئلہ تجدید و اعادۂ شباب اور درازیٔ عمر پر

اُردو زبان میں سب سے پہلی مرتبہ سیر حاصل بحث

اطبا اور عوام کے لئے یکساں قابل مطالعہ

مشرقی و مغربی حکماء کے خیالات اور تجربات کا بے نظیر مُرقع!

نوجوانوں کے لئے چراغ ہدایت
ادھیڑوں کے لئے مشعل راہ
بوڑھوں کیلئے عصائے پیری

ہمدرد صحت کی اشاعت خاص" کی اہمیت بغیر دیکھے واضح نہیں ہو سکتی، فہرست مضامین سے اگر کچھ اندازہ ہو سکتا ہے تو آئندہ صفحے پر ملاحظہ فرمایئے، اسکی تحریر و تسوید میں یورپ کے بڑے بڑے ڈاکٹروں اور ہندوستان کے تمام مشہور طبی اہل قلم نے حصہ لیا ہے، اس جامعیت کا کوئی طبی رسالہ آج تک کسی مشرقی زبان میں شایع نہیں ہوا۔ ہر شخص اپنی جوانی کو قائم رکھنے اور عمر کو دراز کرنیکا طبعی طور پر خواہش مند ہوتا ہے۔ اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالنے کا فخر مشرقی زبانوں میں اردو کو حاصل ہے اور اردو رسالوں میں ہمدرد صحت کو۔ اس اشاعت خاص کی کل ضخامت تین سو دس صفحات ہے خالص مضامین اور تصاویر کے صفحات دو سو بیس ہیں۔

بلحاظ کاغذ اعلیٰ اور معمولی دو ایڈیشنوں میں یہ اشاعت خاص طبع ہوئی ہے۔ اعلیٰ ایڈیشن کی قیمت دس آنہ ہے۔ اور معمولی ایڈیشن صرف چھ آنہ میں ملتا ہے۔ محصولڈاک ایک آنہ۔

ہمدرد صحت کی سالانہ قیمت صرف ایک روپیہ ہے۔ رسالہ کے خریداروں کو معمولی ایڈیشن مفت پیش کیا جاتا ہے اسکے بعد اسی ایک روپیہ میں گیارہ مہینے تک ہمدرد صحت جاری رہیگا۔ اگر آپ اس اہم اور دلچسپ نمبر کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو فوراً باقاعدہ خریدار بن کر حاصل کر لیجیے، یا اشاعت خاص کی قیمت کے ٹکٹ لفافہ میں بند کر کے بھیجدیجیے۔ بہرحال اس معاملہ میں جلد توجہ کیجیے

منیجر "ہمدرد صحت" دہلی

فہرست مضامین اشاعت خاص

"تجدید و اعادہ شباب اور درازی عمر"

عکسی تصاویر:- ۲۴ مضمون نگاران وغیرہ۔ **قلمی تصاویر:-** (۱) بڑھاپے کے اسباب کے متعلق ۱۰ تصاویر (۲) تجدید شباب کے قدرتی ذرائع کے متعلق ۲۰ تصاویر۔ **کارٹون** (۱) دور عدود (۲) کامیاب عمل تعلیم ✦

قیمت سالانہ عہ/ر ممالک غیر سے ۶/ر۔ فی پرچہ دو آنہ۔

ہمدرد صحت کی اشاعت خاص!

اور

معاصر اخبارات و رسائل

مشیر الاطباء "ہمدرد صحت" ایک ماہوار رسالہ ہے جو گذشتہ سال سے حکیم حاجی عبدالمجید صاحب دہلوی کی زیر ادارت نہایت آب و تاب سے شائع ہو رہا ہے۔ کیا لحاظ صفحات اور کیا لحاظ ترتیب کے اپنی نوعیت کا واحد رسالہ ہے۔ اس میں ہر ماہ حفظان صحت او طب کے متعلق بہترین جدت آمیز مضامین شائع ہوتے ہیں اس رسالہ میں طب کے خالص علمی مضمون کو ادبی رنگ میں رنگنے کی نہایت کامیاب کوشش کیگئی ہے حال ہی میں تجدید و اعادۂ شباب اور درازیٔ عمر پر اس کا ایک خاص نمبر قریبًا دو سو صفحات پر شائع ہوا ہے۔ یہ بلا شبہ اس موضوع پر اپنی نوعیت کا واحد رسالہ ہے۔ ترتیب کی خوبی اور مضامین کی عمدگی و دلاویزی کے لحاظ سے اس نے بلا مبالغہ اسوقت کی تمام طبی صحافت میں ممتاز جگہ حاصل کرلی ہے۔ . . .

حجم عام رسالے کا ۸۰ صفحات خاص نمبر قریبًا ۲۰۰ صفحات جنمیں سو صفحات دواخانہ کی فہرست کے بھی شامل ہیں سائز ۲۹×۲۲/۸ کاغذ سری رام پوری، باوجود ان تمام خوبیوں کے چندہ سالانہ صرف ایک روپیہ، نمونہ مفت، مذکورہ خاص نمبر کے اعلیٰ ایڈیشن کی قیمت دس آنے اور معمولی ایڈیشن کی ۶ ہے لیکن خریداروں کو مفت دیا جاتا ہے۔ اعلیٰ ایڈیشن میں صرف کاغذ کا فرق ہے یعنی کاغذ معمولی ایڈیشن سے عمدہ ہے۔

معارف اعظم گڈھ دہلی کے طبی رسالہ ہمدرد صحت کا خاص نمبر تجدید و اعادۂ شباب اور درازیٔ عمر کے نام سے نکلا ہے اردو زبان میں اس بحث کی اشاعت خصوصیت کے ساتھ ڈاکٹر اشرف الحق صاحب حیدر آباد دکن، نے کی ہے۔ ان کے بکثرت رسائل جو تالیف و ترجمہ دونوں پر مشتمل ہیں مختلف عنوانوں سے چھپ چکے ہیں ہمدرد صحت کے اس نمبر میں موصوف کے اقتباسات کثرت سے چھاپے گئے ہیں۔ اس پرچہ کی سب سے اہم خصوصیت فن اعادہ شباب کے مشہور ماہر خصوصی ڈاکٹر ہیلن جاوورسکی پیرس کی اس رسالہ کی جانب نگاہ توجہ ہے، موصوف نے کارکنان رسالہ کی استدعا پر اپنے مختصر حالات زندگی اور اپنا اس فن کے متعلق تجربہ "اعادۂ شباب کا آسان طریقہ" اردو کے اس رسالہ کو لکھ کر بھیجا ہے، مضامین چار مختلف ابواب۔ نظریات، تشریح و تبصرہ، تجدید شباب درازیٔ عمر کے قدرتی ذرائع، فن اعادہ شباب اور دیدک۔ فن اعادۂ شباب کے "دوائی" ذرائع کے ماتحت تقسیم ہیں جنمیں نظری و عملی ہر حیثیت سے اس فن کو پیش کیا گیا ہے۔ رسالہ میں فن کے ماہرین خصوصی، مضمون نگاروں اور ایسے مریضوں کی تصویریں علاج سے پہلے اور بعد دونوں کی ہیں جنہوں نے عمل "تعقیم" یا اپریشن وغیرہ کے ذریعہ سے علاج کرایا مجموعی حیثیت سے اپنے موضوع پر یہ ایک حاوی رسالہ ہے جو محنت اور توجہ سے مرتب کیا گیا ہے۔

قیمت اعلیٰ ایڈیشن دس آنہ معمولی ایڈیشن چھ آنے۔

خلافت بمبئی دہلی کا مشہور یونانی دواخانہ ہمدرد اب کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ سال ڈیڑھ سال سے دواخانہ کے منتظمین ہمدرد صحت کے نام سے ایک ماہوار رسالہ بھی نکال رہے ہیں۔ ابھی حال میں نظریہ اعادۂ شباب

کے متعلق اس کا ایک خاص نمبر شائع ہوا ہے جسمیں یورپ ہندوستان کے ماہرین فن نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے علمی مباحث کے علاوہ حضرت سائل دہلوی کی ایک پر لطف نظم اور ڈاکٹر سعید احمد بریلوی کا ایک دلچسپ افسانہ بھی ہے لیکن ان کا تعلق بھی شباب اور اعادۂ شباب ہی سے ہے۔ بہرحال رسالہ اپنے مقصد میں کامیاب ہے امید ہے کہ لوگ اسے پسند کرینگے اور عوام اور صاحبان فن دونوں اسمیں اپنی دلچسپی کا سامان پائیں گے۔

قیمت اعلیٰ ایڈیشن ۱۰ر اور ادنیٰ ایڈیشن ۶ر

سیاست لاہور رسالہ "ہمدرد صحت" دہلی کا خاص مصور نمبر ہمیں بھی بغرض تنقید موصول ہوا ہے حکیم حاجی عبد الحمید دہلوی عوام اور بالخصوص اطبا کیطرف سے خاص شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اعادۂ شباب اور درازی عمر کے متعلق عوام کے قدرتی جذبات کا احساس کرتے ہوئے ہندوستان کے ماہرین علم الابدان کی توجہات کو بھی اسکی تحقیقات اور تفتیش کی جانب مبذول کرنے میں پیشقدمی کی امید ہے کہ مولف کے اس حسن اقدام سے اعادۂ شباب کے میدان تحقیق میں جولانیاں دکھانے رغبت پیدا ہوگی اور وہ بھی کوشش کرنے لگیں گے کہ جس کام کو اہل مغرب نے شروع کر کے اس قدر گرانقدر قیمت بنا دیا ہے کہ ایک عمل کے لئے دو ڈھائی لاکھ روپیہ کے مصارف برداشت کرنے پڑتے ہیں جیسا کہ اندور کے سیٹھ سر سروپ چند حکم چند کے معاملہ میں ہوا اسے مشرقی اصول کے ماتحت اس قدر ارزاں بنا دیں گے کہ عوام بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ حکیم حاجی عبد الحمید نے اس نمبر کو جامع الصفات بنانے میں جس قدر ایثار اور جانبازی سے کام لیا ہے وہ انہیں کا حق تھا اس فن کے مغربی محققین کے مضامین حاصل کرنے کے علاوہ انہوں نے ہندوستانی اطبائے عظام کے خیالات بھی قلمبند کر کے رسالہ کو بے حد دلچسپ بنا دیا ہے۔ اعلیٰ اعلیٰ مضامین کے علاوہ موضوع بحث کو موثر بنانے کے لئے نظمیں بھی دی گئی ہیں۔ پروفیسر اشٹائناخ محقق وائینا کی تصویر اور اسکے دو معمولین کے علاوہ ماہرین فن کی متعدد تصاویر نے رسالہ کی اہمیت اور دلچسپی کو بیحد بڑھا دیا ہے۔ آخیر میں اعادۂ شباب کے خواہشمندوں کیلئے بعض نسخے بھی درج کر دیے ہیں تاکہ جب تک ہندوستانی مغربی تحقیقات کے فوائد سے مستفید ہونے کے قابل نہیں ہو سکتے ان ادویہ کے استعمال سے اپنی طاقت شباب قائم رکھ سکیں۔ ضخامت ۲۰۰ صفحات لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ۔ معمولی ایڈیشن بلحاظ کاغذ، چھ آنے، اور اعلیٰ ایڈیشن ۱۰ر میں ملسکتا ہے۔ جو لوگ رسالہ ہمدرد صحت کے خریدار بنجائیں جسکا سالانہ چندہ صرف ایک روپیہ ہے۔ اس خاص نمبر کو مفت حاصل کر سکتے ہیں +

دستور دہلی ہمدرد صحت جو دہلی کا نہایت کامیاب اور مقبول عام طبی رسالہ ہے، شباب نمبر اسکا خاص نمبر ہے اس نمبر کیلیے اسکے فاضل مرتب جناب حکیم مولوی عبد الحمید صاحب نے "اعادۂ شباب اور اسکا مستقبل" موضوع تجویز فرمایا تھا اور حق تو یہ ہے کہ جس اہتمام سے حکیم صاحب نے اس موضوع پر مواد فراہم کیا ہے وہ انہیں کا حصہ ہے تین سو صفحے کے اس ضخیم و حجیم نمبر میں یورپ اور ہندوستان کے مشاہیر کے تجربات ذاتی حالات اور اس تحریک کے مستقبل پر انکے خیالات خود انکے اپنے قلم کے لکھے ہوئے درج ہیں اور ہر مضمون کیساتھ صاحب مضمون کا عکسی فوٹو بھی شریک اشاعت ہے یورپ کے مشاہیر میں (۱) ڈاکٹر وارونا ف (۲) ڈاکٹر اشٹائناخ (۳) ڈاکٹر عابد درسکی (۴) ڈاکٹر اسولڈ شوارز کے نظریات خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور انہیں کے نظریات پر اس نمبر میں سیر حاصل بحث کیگئی ہے اور ہندوستان کے مشاہیر میں لفٹننٹ کرنل ڈاکٹر اشرف الحق کے ذاتی تجربات اور اس تحریک کے مستقبل پر ان کے خیالات سے بحث ہے ڈاکٹر صاحب ہی ہندوستان میں پہلے ڈاکٹر ہیں جنہوں نے سنجیدگی سے اس لائن کو اختیار کیا ہے اور کامیاب عمل جراحی سے اس تحریک کو عام ہونیکا موقع دیا ان کے علاوہ ہندوستان کے اور حکیم ڈاکٹر ہیں جنہوں نے اپنے مجربات لکھے ہیں۔ غرض یہ نمبر اپنی نوعیت کا پہلا نمبر ہے اور اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہے اور پھر اس قدر ضخامت کے باوجود قیمت محض برائے نام یعنی قسم اول دس آنہ اور قسم دوم ۶ر رکھی گئی ہے جو مفت کے برابر ہے۔ ہم مولوی عبد الحمید صاحب

[illegible]

مسئلہ اصطلاحات اور حکیم مولوی کبیر الدین صاحب

ناظرین کو یاد ہوگا کہ مئی سنہ ۳۲ء کے ہمدرد صحت میں جناب حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب ایک مضمون مسئلہ اصطلاحات پر شائع ہوا تھا یہ مضمون دراصل "تشریح کبیر" کے جدید اڈیشن کا دیباچہ تھا۔ یہ اڈیشن عنقریب ہمارے ہاتھوں میں پہنچنے والا ہے، اسکی تیاری اور نظر ثانی میں حکیم صاحب موصوف نے بہت ہی محنت اور کاوش کی ہے، کتاب کی دستی تصاویر جو معمولی طور پر لیتھو کی چھپی ہوئی تھیں۔ اب سینکڑوں بلاک بنوا کر طبع کرائی گئی ہیں غالباً اردو کی جدید طبی تصانیف میں اس قدر اہتمام اور صحت ظاہری و معنوی کے ساتھ کوئی کتاب شائع نہ ہوئی ہوگی بہرحال حکیم صاحب کی کوششیں قدر و تشکر کی مستحق ہیں۔

مسئلہ اصطلاحات صرف تشریح ہی سے وابستہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق علوم و فنون کے ہر شعبہ سے ہے۔ ہماری زبان کے موجودہ "دور نقل و ترجمہ" میں اس قسم کے مسائل کا پیش آنا ناگزیر ہے، اردو ہی کو نہیں۔ بلکہ دنیا کی ہر ترقی یافتہ زبان کو اس دور سے گذرنا پڑا ہے، زبان کی ترقی ان ہی مسائل پر کامل غور و بحث پر منحصر ہے۔ ضرورت ہے کہ ہماری نظر وسعت کیساتھ مسائل کے تمام پہلوؤں پر ہو۔ اور ہمارا ہر قدم نہایت حزم و احتیاط سے آگے بڑھے۔

جدید اصطلاحات علمیہ کے وضع میں اگرچہ ہم بالکل بیفکر تو نہیں رہے ہیں لیکن ہمارے خیال میں جس قدر مسلسل غور و بحث کی ضرورت تھی، ہم اس سے عہدہ برآ نہیں ہوتے ہیں۔ دوسرے علوم کے متعلق تو ہم اس وقت کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن علوم طبیہ کے متعلق وثوق سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ چند اصحاب فن کے سوا کسی نے بھی اس عمیق دریا میں غواصی کی ضرورت کو محسوس نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے ہمارے طبی رسائل اس قسم کے علمی مباحث سے خالی نظر آتے ہیں، اور اس جمود سے ہمارے علوم کی ترتیب اور تنظیم مفقود ہے۔ اگر کچھ کام ہو بھی رہا ہے تو اسمیں اختلافات کے پہلو اس قدر نمایاں ہیں، جو ہماری زبان کی ترقی میں سنگ گراں ہو سکتے ہیں۔ غور و تحقیق میں اختلافات کا پیدا ہونا ضروری ہے، اگر ہم اپنے کام میں استقلال اور دیانت سے مشغول رہیں تو یہی اختلافات زبان و علوم کی ترقی کا ایک خاص ذریعہ بھی ہیں۔ لازم ہے کہ ہم اپنے ذرائع کو اس قسم کے مباحث کی ترویج میں استعمال کریں۔ تاکہ مختلف فیہ مسائل کا جلد تصفیہ ہو سکے،

ہمیں یہ دیکھکر مسرت ہوئی۔ کہ معزز معاصر طبیکالج میگزین علیگڈھ نے حکیم مولوی کبیر الدین صاحب کی ایک تازہ تصنیف پر تنقید کرتے ہوئے مسئلہ اصطلاحات کی بحث کو از سر نو چھیڑ دیا ہے، اور حکیم صاحب موصوف نے بھی اس بحث میں حصہ لینا منظور کر لیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس مرتبہ اس مسئلہ پر کافی روشنی پڑیگی۔ اگر ممکن اور مناسب ہوا تو ہمدرد صحت بھی اسمیں حصہ لینے کی کوشش کریگا +

مقالات

پسینہ

ایک قدیم طبّی کتاب کے مباحث

(از جناب حکیم ڈاکٹر علی کوثر چاندپوری، بیگم گنج بھوپال)

یہ مضمون اصل میں "الاغراض الطبیہ والمباحثۃ العلائیۃ" کے ایک حصہ کا ترجمہ ہے۔ یہ کتاب عالم طب کے مشہور طبیب علامہ ابو ابراہیم سید اسمٰعیل جرجانی مصنف "ذخیرۂ خوارزم شاہی" و "خف علائی" کی ایک معرکۃ الآرا تصنیف ہے۔

اسی کتاب کے دیباچہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے شاہ التسز بن خوارزم شاہ کے دربار میں پیش کرنے کی غرض سے یہ کتاب مرتب کی تھی، مگر تاریخ حبیب السیر کا بیان ہے کہ حکیم موصوف نے علاء الدین تکش خاں کیلئے اُس کو تصنیف کیا تھا۔

چونکہ مصنف نے اسی بادشاہ کیلئے "خف علائی" لکھی تھی اس لئے یہ امر بعید از قیاس نہیں ہے کہ المباحثۃ العلائیۃ کو بھی اُس نے علاء الدین تکش ہی کیلئے لکھا ہوگا۔ جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہوتا ہے، بہرحال پہلے بیان کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اُس کتاب کا زمانۂ تصنیف ۵۲۱ھ اور ۵۵۱ھ کے درمیان ہوگا۔ کیونکہ التسز بن قطب الدین محمد خوارزم شاہ ۵۲۱ھ میں تخت نشین ہوکر ۲۹ سال دادِ فرمانروائی دینے کے بعد ۵۵۱ھ میں فوت ہوا ہے، اور اگر دوسرے بیان پہ وثوق کیا جائے تو ۵۶۸ھ یا ۵۶۸ھ اور ۵۹۶ھ کے درمیانی زمانہ کو اس کتاب کا زمانۂ تصنیف قرار دیا جائیگا، اسلئے کہ علاء الدین تکش ۲۰ سال حکومت کرکے ۵۹۶ھ میں سفرِ آخرت پر تیار ہوا ہے۔ مصنف نے یا جس شخص نے بھی بیاضِ مرتب کیا ہے امام اجل مجد الدین ابو محمد البخاری کی اجازت اور حکم سے یہ کتاب لکھی گئی ہے (حیدرآباد کے قلمی نسخہ میں مجد الدین ابو محمد حاجب بن محمد النجواری مرقوم ہے) میری رائے میں مجد الدین بخاری یا النجواری کی جگہ "بغدادی" ہونا چاہیئے کیونکہ مجد الدین غالبًا وہ ہیں جن کو خوارزم شاہ کی خواہش پر خلیفہ بغداد نے خوارزم شاہ کے پاس بھیجا تھا، یہ زبردست طبیب، اور بڑے عالم تھے، شیخ نجم الدین کبریٰ کے تربیت یافتہ تھے، ان کو شاہی دربار میں خاص رسوخ حاصل تھا جمعہ کو مجلس کرکے وعظ فرمایا کرتے تھے، خوارزم شاہ کی ماں جو بہت حسین و جمیل عورت تھی، وعظ کا شوق رکھتی تھی، اور کبھی کبھی حضرت مجد الدین کی زیارت کو بھی آتی تھی، کسی نے بادشاہ سے جب کہ وہ شراب کے نشہ میں مخمور تھا شکایت کردی کہ تمہاری ماں نے مجد الدین سے عقد کرلیا ہے، وعظ وغیرہ کا صرف بہانہ ہے، بادشاہ یہ سن کر غضبناک ہوا اور اس نے حکم دیا کہ شیخ مجد الدین کو دجلہ میں ڈال دیا جائے، یہ واقعہ ۶۱۶ھ کا ہے جب کہ محمد خوارزم شاہ بن تکش خاں اورنگ نشین حکومت تھا۔

حضرت نجم الدین کبریٰ کو اس حادثہ کی اطلاع ہوئی تو آپ کا چہرہ متغیر ہوگیا اور انا للہ الخ پڑھکر سربسجود ہوگئے

اسکے بعد فرمایا کہ میں نے خداوند عالم سے دعا کی ہے کہ ہمارے فرزند کے خونبہا میں بادشاہ سے ملک چھین لے سلطان یہ سن کر نادم ہوا، اور ایک طشت میں اشرفیاں اور ہاتھ میں کفن اور تلوار لے کر پیدل شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حجرے کے قریب کھڑے ہو کر کہا اگر دیت چاہیے تو اشرفیاں حاضر ہیں اگر قصاص مطلوب ہو تو کفن اور تلوار موجود ہے اور اس خادم کا سر جھکا ہوا ہے، حضرت شیخ نے فرمایا، وکان ذالک فی الکتاب مسطوراً، اسکی دیت زر نہیں ہمارا اور تمہارا سر ہے، نیز خدا کی بہت سی مخلوق کا، سلطان مایوس ہو کر واپس آگیا اور اسکے بعد مستقبل قریب میں چنگیز خان تاتاری نے ہجوم کیا اور خوارزم شاہ ۶۱۶ھ میں مرگیا شیخ نجم الدین کبریٰ بھی اسی فتنے میں شہید ہوئے

اگرچہ تمہید طویل ہوگئی، مگر مجد الدین کا نام آتے ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور حافظے نے اپنے دفتر کھولدیئے اور میں نے اسی حالت تاثر میں یہ سب کچھ لکھ مارا ہوش آیا تو دیکھا کہ تقریباً ایک ورق سیاہ ہوگیا، اب اڈیٹر صاحب کو اختیار ہے وہ اسکو باقی رکھیں یا نہ رکھیں۔

الغرض یہ کتاب بہت مفید اور نایاب ہے ایک قلمی نسخہ میرے پاس ہے، ایک تلاش کرنے پر حیدرآباد کی لائبریری میں دستیاب ہوا، اسکے علاوہ کسی نسخہ کا پتہ نہیں چلا، میں نے اسکو اردو میں منتقل کرلیا ہے اور "یہ پسینہ" جو اس وقت ہمدرد صحت کے صفحات پر آ رہا ہے، میری اسی عرقریزی کا نتیجہ ہے۔

(کوثر)

پسینہ کیا ہے اور کہاں سے آتا ہے

معلوم ہونا چاہیئے کہ غذا باریک رگوں سے نہیں گذر سکتی، جب تک اس میں پانی شامل ہو کر اس کو پتلا نہ کردے، صفرا کی امداد بھی اس کام میں شریک ہوتی ہے، جو اپنی گرمی اور تیزی کے باعث غذا کو رگوں سے گذار کر اعضا تک پہونچا دیتا ہے غذا جب اعضا میں پہنچ جاتی ہے تو پانی کا زیادہ حصہ واپس ہو کر گردہ و مثانہ کیطرف چلا جاتا ہے اور تھوڑا سا غذا کے ساتھ رگوں میں رہجاتا ہے جو اعضا کی غذا سے بچ رہتا ہے اس میں سے کچھ تو بخار بنکر مسامات سے نکل جاتا ہے اور اسکو دیکھا نہیں جاسکتا کچھ فضلات میں جو وہاں موجود ہوتے ہیں مل کر پسینہ بنجاتا ہے، اسی وجہ سے ہر شخص کے پسینہ میں اس خلط کی بو آتی ہے جو اُسکے بدن میں موجود ہو، اگر فضلہ زیادہ غلیظ ہوتا ہے تو پانی کو جذب کرلیتا ہے، اور اُسکے ساتھ مسامات سے نکلکر جلد پر جم جاتا ہے، اسکو وسخ (میل) کہتے ہیں، اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ پسینہ خون اور اعضا کے فضلات کا حال بتاتا ہے

پسینہ کی زیادتی کے اسباب

رطوبت کی کثرت یا اسکا پتلا ہونا یا مسامات کا کھل جانا یا قوت دافعہ اور ضعف ماسکہ پسینہ کی کثرت کا سبب ہے

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جو پسینہ دافعہ کے دفع کرنے سے حالت امتلا میں ہوتا ہے وہ صحت و مرض دونوں حالتوں میں اچھا ہے خصوصاً جو بحران ہی ہو اور بیماری میں اسکے نکلنے سے کمی معلوم ہو اور جو ماسکہ کی کمزوری سے ہوتا ہے ضعف پیدا کرتا ہے،

صحت کی حالت میں بلا کسی ظاہری سبب کے پسینہ زیادہ آنا زیادہ کھانے کی علامت ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے یعنی زیادہ کھانا اس کا باعث نہیں ہے تو استفراغ کی ضرورت ظاہر کرتا ہے، اور بدن میں فضلات زیادہ ہونیکی علامت ہے

دستوں یا پیشاب یا کسی دوسرے استفراغ کیساتھ پسینہ کی زیادتی نہایت بری ہے،

پسینہ کی کمی کے اسباب

پسینہ کی کمی یا تو رطوبت کے کم ہونے سے ہوتی ہے یا خلط کے گاڑھے اور مسامات کے بند ہونیکی وجہ سے۔ یا قوت دافعہ کے کمزور ہونے سے، امتلا کی حالت میں پسینہ کا کم آنا برا ہے، پسینہ اگر سر، گردن، اور سینہ کے علاوہ اور کہیں نہ آئے تو قوت حیوانی کے ضعف کی علامت ہے یا اس بات کی خبر دیتا ہے کہ قوت حیوانی ضعیف ہو جائیگی خصوصاً تپ حادہ اور محرقہ میں خاص کر اگر پسینہ ٹھنڈا ہو،

طبعی پسینہ

تین قسم کا پسینہ طبعی پسینہ کے تحت میں آتا ہے،

(۱) جسکا سبب قوت دافعہ ہو، مثلاً جو پسینہ بحران میں آتا ہے،
(۲) جو حرکت اور محنت سے آئے
(۳) گرمی کی وجہ سے مثلاً گرمی کے موسم میں یا حمام کی ہوا میں جو پسینہ آئے۔

غیر طبعی پسینہ

پانچ قسم کا ہے۔
(۱) جسکا سبب اعضا کا پگھلنا ہو
(۲) جو ضعف ماسکہ کی وجہ سے آتا ہو
(۳) یا جو ورزش کی زیادتی سے آئے
(۴) یا حمام کی زیادتی سے۔
(۵) بیماری کی تکلیف سے جو بحران کے دن نہ ہو،

ان اقسام کو غیر طبعی کہتے ہیں کیونکہ طبعی رطوبتیں اس سے خرچ ہو جاتی ہیں جو پسینہ امتلاء کی زیادتی سے ہو وہ بھی غیر طبعی ہے کیونکہ قوت دافعہ سے نہیں آتا، بلکہ قوت کے بوجھل اور اسکے محفوظ رکھنے اور روکنے سے عاجز ہونے کی وجہ سے آتا ہے، اگر کسی ایک عضو سے زیادہ پسینہ آئے تو سمجھنا چاہئے کہ مادہ اسی عضو میں زیادہ ہے

پسینہ کی بو، رنگ اور مزہ

سفید اور کھٹا پسینہ رطوبت کا نشان ہے، مگر کھٹا پسینہ پتلی رطوبت کی علامت ہے۔ زرد، کڑوا اور تیز پسینہ صفرا غالب ہونیکی دلیل ہے۔ میلا پسینہ سودا کے غالب ہونیکی علامت ہے۔ جب رگوں کی قوت ماسکہ کمزور ہو جاتی ہے، تو پسینہ خون ملا ہوا ہوتا ہے، کبھی خون بہت خراب ہو جاتا ہے، اور غذائے بدن کے لائق نہیں رہتا اعضا اس کو قبول نہیں کرتے، اس لئے پسینہ خون آمیز آتا ہے بدبودار پسینہ اخلاط کی عفونت پر شاہد ہے۔

سرد پسینہ

حادتپوں میں نہایت برا ہوتا ہے مگر نرم بخاروں میں اتنا برا نہیں ہوتا کیونکہ یہ خلط کے کچے ہونیکی علامت ہے اور حاد بخار قوت کو جلد ضعیف کر دیتا ہے اور جس خلط کی خامی حرارت غریزی نیز بخار کی گرمی سے نضج نہ پائے قوت اُسکے نضج پانیکی مدت تک کسطرح قائم رہ سکتی ہے اسلئے نرم بخاروں میں یہ امید کیجا سکتی ہے کہ خلط کے پکنے تک قوت قائم رہیگی

گرم پسینہ

تمام بخاروں اور بیماریوں میں امید صحت دلاتا ہے،

پتلا اور لیسدار پسینہ

پتلا پسینہ مادے کے پتلا ہونیکی دلیل ہے اور لیسدار پسینہ مادے کے گاڑھا اور سخت نیز مرض کے طویل ہونیکی علامت ہے۔

نزلہ و زکام

از جناب حکیم ڈاکٹر مولوی لطافت حسین صاحب راشد میڈیکل آفیسر سٹی گورنمنٹ بھوپال

نزلہ و زکام جسکو Coryza اور Nasal catarrh بھی کہا جاتا ہے یہ ایک متعدی اور بظاہر نہایت معمولی لیکن درحقیقت نہایت خطرناک مرض ہے جو ایک خوردبینی جرثومہ (کیڑے) "مائکرو کاکس کتارلیس" نامی سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ جرثومہ (کیڑا) شکل و شباہت میں نمونیا سے مماثل اور تقریباً ہر شخص کے حلق اور ہوا کی نالیوں کی رطوبات میں ملا جلا بحالت صحت بھی پایا جاتا ہے اور نزلہ حار کی صورت میں تو لازماً مریض کے تھوک مخاط میں موجود رہتا ہے

جب اس مرض میں ناک کی میوکس ممبرین (غشار مخاطی) متورم ہو جاتی ہے۔ تو اسکو زکام "یا کورانزا" کہا جاتا ہے۔ اور اگر صدر حلق کی جھلی متورم و ملتہب ہو تو اسکا نام نزلہ یا کتار رکھا جاتا ہے۔

بلحاظ شدت و خفت اس مرض کو دو قسموں حاد اور مزمن یا حار و بارد میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۱) نزلہ حاد یا حار

اس قسم کا نزلہ یا زکام ایکدم اور نہایت تیزی کے ساتھ حملہ آور ہوتا ہے اور اس کے عوارض نہایت شدید ہوتے ہیں۔ اسباب! ہر قسم کی بے اعتدالی دماغی تھکاوٹ۔ خراب غذائیں تمام جسم پر عموماً اور گردن کے پچھلے حصہ پر خصوصاً سردی کا دفعۃً اثر کر جانا موسم اور آب و ہوا کی یکایک تبدیلیاں۔ زیادہ دیر تک دھوپ میں رہنا کسی زکامی کے تنفس یا فضلات تنفس سے متاثر ہونا خشک گھاس کے ابخرات اور بہت تیز خوشبودار چیزوں کا سونگھنا خصوصی امراض مثلاً خسرہ۔ چیچک۔ شہیقہ۔ خناق وغیرہ میں مبتلا ہونا یہ سب ایسے اسباب ہیں جنکے بالواسطہ یا بلا واسطہ خراب اثرات سے غشار مخاطی انفی یا ثوی متاثر ہو کر ماؤف ہو جاتی ہے، اور "مائکرو کاکس کتارلیس" کا عدوے بہت جلد اور آسانی سے قبول کر لیتی ہے

علامات

ابتداء میں سستی و کاہلی ہوتی ہے جسمانی اور دماغی محنت کو جی نہیں چاہتا، تمام جسم میں درد پیشانی پر جکڑن، سر میں درد، آنکھوں میں درد خفیف چمک لئے ہوئے کنپٹیوں پر بوجھ، ناک میں خشکی و جلن چھینکوں کی کثرت اور پھر کچھ عرصہ کے بعد آنکھوں کا سرخ ہو جانا، اور ناک سے پتلی اور خراشدار رطوبت کا سیلان، زکام کی نمایاں علامات ہیں اگر یہی رطوبت حلق اور سینہ کی طرف رجوع کر کے ان میں ورم و التہاب پیدا کر دے تو التہاب شعب (برنکائٹس) ذات الریہ (نمونیا) التہاب لوزتین (ٹانسلائٹس) وغیرہ کی شکایات پیدا ہو جاتی ہیں۔ تیز زبان۔ ناک اور نفانغ[1] (یوسٹکین ٹیوب) کے متاثر ہونے سے قوت سامعہ، ذائقہ، اور شامہ میں بھی فتور پڑ جاتا ہے جب حلق میں التہاب زیادہ ہو جاتا ہے تو کسی چیز کا نگلنا بھی دشوار معلوم ہوتا ہے، اور حنجرہ (لیرنکس) کے التہاب سے آواز بھاری ہو جاتی ہے یا بیٹھ جاتی ہے، کھانسی بار بار اٹھتی ہے، گفتگو کرنے میں ایک تکلیف محسوس ہوتی ہے اور چونکہ علامات مذکورہ بالا کا اشتداد بالعموم رات کے وقت ہوتا ہے، اسلئے مریض کو بستر پر لیٹنا اور سونا دو بھر ہو جاتا ہے اور حالت شدت میں نبض سریع زبان میلی

---

[1] واحد نفنغ جمع نفانغ جس کو جدید عربی میں قناۃ اوستاکیوس اور انگریزی میں یوسٹکین ٹیوب کہا جاتا ہے، یہ کان اور حلق کے بیچ ایک نالی ہے۔

بھوک زائل، پیاس زیادہ، قبض، پیشاب سرخ تنگ اقلیل القدار حرارت جسمانی ۱۰۲ ڈگری تک پہنچ جاتی ہے۔ آغاز مرض سے ۲ ہفتہ کے بعد مواد رقیق و محرش رطوبت غلظت و پختگی حاصل کر لیتی ہے اور ۴ ہفتہ بعد اعراض میں خفت ہو کر افاقہ شروع ہو جاتا ہے۔ اسکے مہلک عواقب اور خطرناک نتائج کے پیش نظر

علاج اس مرض کے علاج میں کبھی لاپرواہی اور کوتاہی نہ کرنی چاہیئے۔ علاج سے زیادہ پرہیز ملحوظ رکھنا چاہیئے ترشی چکنائی، دودھ وغیرہ سے سخت پرہیز کیا جائے خوب گرم پانی کا ناک و سر کو بھپارہ دیا جائے، اور گرم کپڑا اوڑھ کر پسینہ لیا جائے پانی کم سے کم اور ناک بند کر کے پیا جائے۔ سب سے پہلے ازالۂ سبب کریں۔ پھر رفع مرض کیلئے حسب ذیل نسخہ جات حسب ضرورت کام میں لائے جائیں۔

نقوع گاؤزبان ۵ ماشہ، بہدانہ ۳ ماشہ، سپستان ۵ دانہ، گل خطمی ۵ ماشہ رات کو گرم پانی میں بھگو کر صبح کو مل چھان کر قدرے شہد گرم کر کے شربت بنفشہ دو تولہ ملا کر پیا جائے، سر میں درد اگر زیادہ ہو تو اسی نسخہ میں شیر تخم کاہو ۵ ماشہ بھی اضافہ کر دیں اور پیشانی پر گل چکن ۵ ماشہ، بادہ صندل سفید ۵ ماشہ پانی میں پیس کر ٹھنڈا لیپ کریں۔ آئل یوکلپٹس کے دو دو قطرہ کسی کپڑے پر ٹپکا کر برابر سونگھتے رہیں۔ اگر نزلہ کی تحریک بند نہ ہو تو گوند ببول ایکماشہ، کتیرا ایکماشہ، رب السوس ایکماشہ، شکر تیغال ایک ماشہ، باریک پیس کر خمیرہ خشخاش ایک تولہ میں ملا کر اول کھلائیں اور اوپر سے نسخہ مذکورہ بالا گل بنفشہ کشمیری ۳ ماشہ، عناب ولایتی ۵ دانہ، تخم خطمی ۲ ماشہ، خبازی ۳ ماشہ اضافہ کر کے اور جوشاندہ بنا کر پلائیں۔ اور نزلہ بند کنپٹیوں پر چپکائیں۔ بخار کی حالت میں گلوئے سبز بھی نسخہ جوشاندہ میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

نسخہ نزلہ بند کندر ایک ماشہ، انزروت ایک ماشہ، گل ارمنی ۱ ماشہ، اقاقیا ایک ماشہ، دم الاخوین ایکماشہ، مرکی ایکماشہ، بزرالبنج ایک ماشہ، کتیرا ایک ماشہ، صمغ عربی ایکماشہ، تخم کاہو ایکماشہ، افیون ۱ ماشہ، زعفران ایک ماشہ باریک پیس کر انڈے کی سفیدی میں حل کر کے کاغذ کی گول ٹکلی روپیہ کے برابر کاٹ کر اس میں سوئی سے متعدد سوراخ کر کے دوا مذکور لگا کر کنپٹیوں پر چپکائیں۔

ہر دو مندرجہ ذیل لعوق میں کوئی ایک لعوق استعمال کرنا انسداد نزلہ حار کیلئے بیحد مفید ہے۔

نسخہ لعوق تخم خشخاش سفید دو تولہ، کتیرا دو تولہ، صمغ عربی دو تولہ، نشاشتہ دو تولہ، مغز تخم کدو شیریں دو تولہ، مغز بادام شیریں دو تولہ، قند سفید ۔ ما ر عرق بیدمشک ۔ ۱ ر قند کو عرق میں ملا کر قوام کریں، بعد ازاں ادویہ مندرجہ بالا کا سفوف کر کے اس میں خوب حل کر کے رکھ لیں خوراک ۹ ماشہ سے ڈیڑھ تولہ تک ہے۔ تھوڑا تھوڑا کر کے چٹایا جائے (خشکی اور کھانسی کی زیادتی کی صورت میں بہدانہ ایک تولہ، اصل السوس ایک تولہ کا سفوف بھی اضافہ کر سکتے ہیں)

نسخہ لعوق دیگر اسطوخودوس ڈھائی تولہ، گاؤزبان ۵ تولہ، حب الآس ۵ تولہ، کشنیز خشک ۵ تولہ، تخم کاہو دس تولہ، بزرالبنج ۵ تولہ، کوکنار ۵ تولہ، تخم خشخاش سفید ۲۰ تولہ پانی میں بھگو کر جوش دیں اور قند سفید ۱۵۰ تولہ ڈال کر قوام کریں، پھر گل سرخ ۲۰ تولہ، کشنیز خشک ۲۰ تولہ، رب السوس ۲۰ تولہ، نشاستہ گندم ۲۰ تولہ، صمغ عربی ۲۰ تولہ، کتیرا ۲۰ تولہ، مرکی ۲۰ تولہ کا باریک سفوف تیار کر کے اس میں ملائیں۔ خوراک ۳ ماشہ سے ۵ ماشہ تک،

جوارش دافع نزلہ حار پوست خشخاش ۱۲ ماچوکو کر کے آب باران (بارش کا پانی) میں رات کو بھگو کر صبح جوش دیں، اور حسب دل چھان کر مصری ۔ مار ڈال کر قوام کریں بعد ازاں مغز تخم کدو شیریں ۳ تولہ مغز بادام شیریں دو تولہ، کشنیز خشک مقشر دو تولہ، مغز تخم دو تولہ، تخم خشخاش سفید دو تولہ، باریک پیس لیں، طباشیر کبود کتیرا ۱۲ ماشہ، صمغ عربی ۲ ماشہ جداجدا خوب باریک کر کے

خوب مخلوط کریں، پھر زعفران ۱ ماشہ، مشک ختائی ایکماشہ کیمہ عرق کیوڑہ عرق بید مشک میں کھرل کر کے اضافہ کر دیں آخر میں ورق نقرہ ایکتولہ ایک ایک کر کے ملائیں اور رکھ لیں خوراک ایکتولہ عرق گاؤزباں میں ملا کر پلائیں، یہ جوارش زکام و نزلہ حار صداع و شقیقہ بخاری، تبخیر معدی و مراقی۔ ضعف دماغ و قلب کیلئے جید مفید اور نہایت درجہ خوش ذائقہ ہے

تنقیہ۔ زکام و نزلہ حار و رفع قبض کیلئے حسب ذیل نسخہ استعمال کیا جائے۔ (ص) گل بنفشہ ۳۰ ۔ ترید سفید ۳۰ ماشہ رب السوس ۳۰ ماشہ، گل سرخ ۳۰ ماشہ سقمونیا مشوی ۱۱ غاریقون ۱۱ ماشہ خوب باریک پیس کر پانی میں حل کر کے چنے کے برابر گولیاں بنائیں۔

یہ سب ایک خوراک ہے، رات کو سوتے وقت گرم پانی سے کھلایا کریں۔

علاوہ ان خاص نسخہ جات کے خمیرہ خشخاش سادہ اطریفل مرکب، اطریفل کشنیزی، اطریفل زمانی کا استعمال بھی مفید ہے۔

انگاروں پر شیشہ کا کوئی ٹکڑا رکھ کر اس پر تھوڑا سا باریک کیا ہوا کافور ڈالیں، جب اس سے دھواں اٹھے تو اسکو سونگھیں یا سرکہ میں تر کئے ہوئے گیہوں کا چاپڑا انگاروں پہ ڈالکر اسکی دھونی ناک میں لیں۔ یہ دونوں عمل بھی بیحد مفید ہیں دماغی رطوبات کو خشک کرتے ہیں اور ٹھنڈک پیدا کرتے ہیں۔

نزلہ و زکام مزمن یا بارد

یہ قسم نزلہ حار میں سوء تدبیری اور بے احتیاطی سے دماغی ضعف سے۔ دماغ کے سوء مزاج بارد سے زیادہ آرام طلبی سے ابتدائی دماغ پر سردی پہنچنے سے اور معدہ کی خرابی سے لاحق ہو جاتی ہے۔ اگر اس قسم کا خاص طور سے اور مکمل علاج نہ کیا جائے تو سخت خطرہ ہوتا ہے کہ ناک کی غشاء مخاطی دبیز و متقرح ہو کر پینس (اوزینا) نہ ہو جائے۔

علاج پہلے ازالہ سبب کریں قبض رفع کرتے رہیں۔

باقاعدہ منضج پلا کر مسہل ...

نسخہ منضج گل بنفشہ ۵ ما... ۵ دانہ، برگ بادر... تخم خطمی ۵ ماشہ بادیان ۵ ماشہ، شب کو ... ل چھان کر خمیرہ بنفشہ اور بصورت قبض ... سات روز تک پلائیں، آٹھویں روز اسی نسخہ ... گل سرخ ۹ ماشہ، مغز فلوس خیار شنبر ۶ تولہ، ترنجبین خراسانی ۴ تولہ۔ شکر سرخ ۴ تولہ، شیرہ مغز بادام شیریں مقشر ۹ دانہ گلقند ۴ تولہ اضافہ کر کے مسہل دیں، ایک ایک روز کے وقفہ سے کم از کم تین مسہل دئے جائیں۔ درمیانی ایام میں نسخہ منضج بدستور جاری رکھیں، اگر تنقیہ قوی کرنا ہو تو پہلے مسہل سادہ اور دوسرے تیسرے میں رات کو سوتے وقت حب ایارج کھلا کر صبح مسہل دیا کریں، بعد فراغت مسہل حسب ذیل نسخہ دیا جائے

ہلیلہ مربے ایک عدد پانی سے دھو کر ورق نقرہ ایک عدد میں لپیٹ کر اول کھلائیں، اوپر سے عرق گاؤزباں ۶ تولہ عرق بادیان ۶ تولہ شربت بنفشہ دو تولہ ملا کر پلائیں، سوتے وقت اطریفل کشنیزی ۹ ماشہ یا اطریفل زمانی ۹ ماشہ کھلایا جائے،

اگر سیلان رطوبت نہ ہو اور نزلہ بند ہو، تو تخم سرس ایکتولہ، سنبل الطیب ایکتولہ، برگ شبت ۳ ماشہ، کاکفل دو ماشہ زعفران ایکماشہ، باریک پیس کر رکھ لیں، اور وقتاً فوقتاً ناس لیتے رہا کریں۔

برشعشا، حب ملادر، حب جند، حب مومیائی حب شفا، حب کچلہ کا استعمال بھی بہت مفید ہے جن کے نسخے باوجود متعارف ہونیکے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

برشعشا فلفل سیاہ ۲۰ ماشہ فلفل سفید ۲۰ ماشہ بنج البنج ۲۰ ماشہ افیون ۲۰ ماشہ زعفران ۵ ماشہ سنبل الطیب عاقرقرحا ایکماشہ، فرفیون ۱ ماشہ ادویہ کو جدا جدا کوٹ پیسکر ادویہ کے سہ چند شہد خالص میں ملا کر رکھ لیں۔ اور تین ماہ تک جو میں دفن رکھیں خوراک ۱ ماشہ سے ۲ ماشہ تک،

... نزلہ بارد و سرفہ بارد اور دیگر دماغی بارد امراض
... پھونک ڈالیں ...
... ہے۔
... حرارت جسمانی ...
... کے بعد ...

حب بلادر : مغز بلادر (بھلانواں) دو تولہ، مغز کرد گان دو تولہ، کنجد مقشر دو تولہ سب ادویہ کو خوب باریک کوٹ پیس کر چنے کے برابر گولیاں بنائیں۔

خوراک :- ایک گولی سے شروع کر کے آہستہ آہستہ موافق برداشت طبیعت کے زیادہ کرتے جائیں۔

فوائد :- نزلہ مزمن البول، و تمام امراض باردہ دماغی کیلئے فائدہ بخش ہو۔

حب جند : جند بید ستر دو ماشہ، زعفران دو ماشہ، ریوند ولایتی ٦ ماشہ، دار چینی ٦ ماشہ، صمغ عربی ١٠ ماشہ، کتیرا ١١ ماشہ، نشاستہ گندم ١٠ ماشہ، افیون ٦ ماشہ سب کو خوب باریک پیس کر پانی سے کالی مرچ کے برابر گولیاں بنائیں

خوراک :- دو گولی روز صبح۔

فوائد :- نزلہ و زکام حار و بارد دونوں کیلئے مفید و مجرب ہے۔

حب مومیائی : مرکی ایکماشہ، مصطگی رومی ایک ماشہ، خولنجان دو ماشہ، بہمن سرخ دو ماشہ بہمن سفید دو ماشہ، قرنفل ٣ ماشہ، دارچینی قلمی ٣ ماشہ، الوبان کوڑ تین ماشہ، کبابہ ٣ ماشہ، صمغ عربی ٣ ماشہ، عود غرقی ٣ ماشہ، رب السوس ولایتی تین ماشہ، کوہ ابریشم مقرض ٤ ماشہ، مومیائی اصلی ٦ ماشہ، میدہ سائلہ ٦ ماشہ سب کو کوٹ چھان کر کر گنار کے پانی میں حل کر کے چنے کے برابر گولیاں بنائیں

خوراک :- ایک گولی صبح ایک گولی شام

فوائد :- زکام و نزلہ مزمن و ضعف دماغ کے رفع کرنے کے لئے سود مند ہے۔

حب الشفا : افیون ساڑھے چار ماشہ، تخم دھتورہ سیاہ ... ریوند چینی ساڑھے تین ماشہ، گل سرخ ٥ ماشہ، زنجبیل ٥ ماشہ گل ارمنی ٥ ماشہ، زعفران ١ ماشہ خوب باریک پیس کر پانی میں تھوڑی سی شیر خشت میں حل کر کے نخودی گولیاں بنائیں۔

خوراک :- تین گولی ومزمن و نائبہ تپوں میں قبل نوبت۔ اور دیگر امراض میں علی الصباح پانی کے ہمراہ۔

فوائد :- نزلہ و زکام بارد۔ صداع بارد و تپ ہائے نائبہ مزمن قولنج۔ و دیگر امراض باردہ میں مستعمل اور مفید ہیں۔

حب کچلہ : دارچینی قلمی ایکتولہ، جوز بوا ایک تولہ، بسباسہ ایکتولہ، عود صلیب ایکتولہ، قرنفل ایک تولہ کچلہ مدبر دو تولہ۔ کوٹ پیس کر اجوائن کے پانی میں حل کر کے چنے برابر گولیاں بنائیں۔

خوراک :- دو سے چار گولی تک حسب ضرورت صبح و شام

فوائد :- نزلہ بارد مزمن۔ اختلاج و دیگر امراض باردہ دماغی و عصبی کے لئے بہترین کی دوا ہے۔

ہدایات حفظ ماتقدم زکام و نزلہ

ہر امر میں اعتدال ملحوظ رکھیں، عمدہ غذائیں استعمال کریں۔ تمام جسم اور خصوصاً سر اور گردن کو زیادہ گرمی اور زیادہ سردی سے محفوظ رکھیں، پانی ہمیشہ جوش دیکر نوش کریں، ہمیشہ ناک بند کر کے پانی پیا جائے۔

کسی زکامی کا استعمالی تولیہ یا دستی رومال استعمال نہ کریں، اُسکے تنفس سے احتراز کریں اسکا جھوٹا پانی نہ پیا جائے، صاف ہوا میں نشست و برخاست کریں جب کسی خراب جگہ سے گذریں تو ناک بند کر لیں قبض نہ ہونے دیں ہاضمہ درست رکھیں، ایکدم سوتے سے اٹھ کر یا کسی سخت جسمانی یا دماغی ورزش کے بعد پانی نہ پیئیں، چائے اور قہوہ کا ...

طریق تدبیر کچلہ :- کچلہ کو آٹھ دس روز پانی میں بھگو دیں جب وہ پھول کر نرم ہو جائے تو چھیلکر اسکے اندر سے پتہ نکال دیں اسکے بعد پھر گرم پانی سے دھو کر ایک صاف کپڑے میں پوٹلی باندھ کر گائے کے دودھ میں نرم آنچ پر پکائیں، یہانتک دودھ کا کھویا بن جائے اسکے بعد کچلہ کو نکال کر گرم پانی سے دھو کر خشک کر کے باریک پیس لیں، بس کچلہ مدبر تیار ہے۔

علم الادویہ

ڈجی ٹیلس

از حکیم عبدالحمید (۲)

یہ ایک اتفاق تھا یا ڈاکٹر وورنگ کی خوبی قسمت کہ ۱۷۷۹ء میں شرنج بخار کی وبا پھیل گئی۔ اس وقت تک اس بخار کے متعلق ڈاکٹروں کی معلومات بہت محدود تھیں۔ اس بخار کا اثر قلب پر بہت زیادہ ہوتا ہے اور وبا کے دوران میں یہ دیکھا گیا کہ کسی قسم کے تدارک یا علاج کی نوبت آنیسے پہلے ہی مریض کی قلب کی حرکت بند ہو جاتی تھی اور کچھ بنائے نہ بنتا تھا۔ یہ معلوم ہو جانے پر کہ اس بخار میں موت بالعموم قلب کی کمزوری کے باعث لاحق ہوتی ہے۔ ڈاکٹر وورنگ کی بن آئی، اور وہ اپنے معمول کے مشکے لیکر پہنچ گئے۔ "ڈجی ٹیلس" کا حیرت انگیز اثر مشاہدہ میں آیا۔ اسکے استعمال کے بعد حرکت قلب کے بند ہونے سے اموات بند ہو گئیں۔ وبا کے دوران میں صدہا ایسی جانیں جو یقینی طور پر ضائع ہو جاتیں صرف ڈجی ٹیلس کے بروقت استعمال سے بچ گئیں اور اب ڈاکٹر وورنگ کو یقین ہو گیا کہ اس سے بہتر تقویت قلب کے لئے کوئی اور دوا نہیں ہو سکتی ✣

ڈجی ٹیلس کی شہرت اب اس حد پر پہنچ گئی تھی کہ بہت سے اور ڈاکٹروں کو بھی اسکی طرف توجہ کرنی پڑی۔ اس زمانے میں امراض قلب کے علاج کے متعلق ڈاکٹر ہوپ کی بڑی شہرت تھی اور انکا مطب ضعف قلب کے مریضوں سے بھرا رہتا تھا۔ وہ ڈاکٹر وورنگ کی دلی تمنا تھی، کہ کسی طرح ڈاکٹر ہوپ اپنے مریضوں پر اس نئی دوا کی آزمائش کریں۔ ایک نئی دوا کا نام سنکر پہلے تو ڈاکٹر ہوپ نے بہت کچھ پس و پیش کیا لیکن بالآخر تجربہ کرنے پر راضی ہو گئے۔ تجربے کئے گئے اور نتائج اسقدر حیرت افزا نکلے کہ ڈاکٹر ہوپ نے بلا تامل اپنے تمام ہم عصروں کی توجہ اسکی منعطف کرا دی اور علی الاعلان اسکی خوبیاں سب کے سامنے بیان کر دیں اور پھر چند روز بعد ڈاکٹر ہوپ ہی نے کوشش کر کے ڈجی ٹیلس کو سرکاری سند قبولیت دلوائی۔ ۱۷۸۳ء میں ڈجی ٹیلس کو اڈنبرا فارماکوپیا میں داخل کر لیا گیا۔

سرکاری طور پر ایک مستند دوا بنجانے کے بعد ڈجی ٹیلس نے ڈاکٹروں کے طبقے میں عام مقبولیت حاصل کر لی اور سب سے زیادہ جن لوگوں نے اسے شہرت دی وہ ڈاکٹر اسٹوکس، ڈاکٹر ڈنکن اور ڈاکٹر ہملٹن تھے۔ اس اثنا میں ڈاکٹر وورنگ بھی بیکار نہیں رہے انہوں نے ۱۷۷۵ء سے ۱۷۸۵ء تک بہت ہی باقاعدہ طریقے پر اسکے اثرات کی جانچ کی اور تقریباً ہر مریض کے حالات برابر معلوم کر کے رجسٹر میں درج کرتے رہے کہ جسے ڈجی ٹیلس بطور دوا کے دیا گیا تھا۔ انکے ایک رقیب بھی پیدا ہو گئے تھے اور انکی کوشش تھی کہ ڈجی ٹیلس کے متعلق اپنی تحقیقات جلد سے جلد مکمل کر کے کتابی صورت میں شائع کر دیں تاکہ اس تحققات کا سہرا انہی کے سر رہے، لیکن ڈاکٹر وورنگ نے ۱۷۸۵ء میں اپنی کتاب "دنیائے طب میں فاکس گلو (ڈجی ٹیلس) کے داخلہ کے حالات" شائع کر کے انکی سب امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ یہ کتاب آج بھی اس دوا کے متعلق بہترین کتابوں میں سے شمار کیجاتی ہے۔ ڈاکٹر وورنگ نے اسمیں بالتفصیل یہ لکھا ہے کہ امراض قلب میں ڈجی ٹیلس سے کیا کیا کام لئے جا سکتے ہیں اور یہ بیان اسقدر مکمل ہے کہ آج ڈیڑھ سو برس کے بعد بھی اس میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکا ہے قلب پر ڈجی ٹیلس کے اثرات کے متعلق انہوں نے لکھا ہے کہ "اسے قلب کی حرکت پر جس حد تک اختیار حاصل ہے اس حد تک کسی اور دوا میں مشاہدہ نہیں کیا گیا ہے اور اسکی اختیار کو بہت ہی مفید کاموں میں لگایا جا سکتا ہے"

ڈاکٹر وڈرنگ جیسا کہ کہتے ہیں جو بھی واقف ہوتے تھے کہ ڈجی ٹیلس کا استعمال کس حالت میں روک دینا چاہیئے اسکے متعلق انکی ہدایات صاف ہیں "اس دوا کو اسوقت تک استعمال کئے جاو جب تک کہ اس کا اثر گردوں پر، معدہ پر، نبض پر، یا آنتوں پر محسوس ہونے لگے اور ان اعضا پر اسکے اثر کی علامات ظاہر ہوتے ہی اس کا استعمال فوراً بند کردو۔"

جس طرح ہر موجد کی مخالفتیں ہوتی ہیں ڈاکٹر وڈرنگ کی بھی مخالفتیں ہوئیں لیکن انہوں نے کچھ پروا نکی اور اس ابد پر اپنی تحقیق جاری رکھی کہ ایک نہ ایک دن ضرور آئیگا کہ جب ڈجی ٹیلس کے مفید اثرات کا ہر ڈاکٹر کو اعتراف کرنا پڑیگا۔ وہ کہا کرتے تھے۔ کہ غلط فہمیوں، نکتہ چینیوں اور تعصب کے باوجود زمانہ کا خاتمہ ہونے تک اس نئی دریافت کی قدر وقیمت مقرر کر کے رہے گا۔ اور اسوقت یہ ثابت ہو جائیگا کہ میں نے اپنے آپ کو اور تمام دنیا کو دھوکا دیا ہے یا علم طب میں اور بنی نوع انسان پر خدا کی نعمتوں میں کچھ مفید اضافہ کیا ہے۔"

انکی یہ پیشگوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔ زمانے کے ہاتھ نے بہت ہی جلی قلم سے ڈجی ٹیلس کی قدر وقیمت لکھدی امراض قلب کی دواؤں میں اسوقت تک وہ بہترین دوا ثابت ہوچکی ہے ماہرین کیمیا نے بھی اب اسکی طرف توجہ کی اور بہت دنوں کی کوشش کے بعد ایک جرمنی ماہر کیمیا ڈاکٹر سمیڈبرگ نے یہ معلوم کرلیا کہ ڈجی ٹیلس میں تین اجزائے موثر شامل ہیں ایک ڈجی ٹاکسین، دوسرا ڈجی ٹیلین اور تیسرا ڈجی ٹالین،

علم کیمیا ڈجی ٹیلس کے متعلق اس سے زیادہ اور کچھ نہ بتا سکا اور اسکے اجزائے موثرہ کا معیار قائم کرنے کے لئے چھوٹے چھوٹے جانوروں پر تجربے کرنے پڑے۔ خرگوش بلیاں، چوہے اور مینڈک ایک بہت بڑی تعداد میں ڈجی ٹیلس کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھائے گئے۔ تب کہیں سنہ ۱۹۱۰ء میں ڈاکٹر ہیچر نے بلی کے ذریعہ سے اسکے معیار۔ قائم کرنے کا طریقہ نکالا۔ اور وہی ابتک رائج ہے۔ انہوں نے ڈجی ٹیلس کے محلول کی پچکاری براہ راست بلی کے دوران خون میں شامل کردی اور صحیح طور پر مقدار معلوم کرلی کہ جس کے خون میں پہنچنے پر دل کی حرکت بالکل بند ہو جاتی ہے اس کے کچھ عرصے کے بعد ڈاکٹر ایگلسٹن نے اس دوا کی اسی طریقے پر مقدار خوراک مقرر کی۔ اس سے پیشتر ڈجی ٹیلس کو بہت ہی چھوٹی مقدار میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے نفع ضرور پہنچتا تھا لیکن دیر میں حالانکہ بسا اوقات اسکی ضرورت ایسے ہی مریضوں پر پڑا کرتی ہے۔ جو رحلت سفر باندھ چکے ہوں اور جن کے قلب کی دھڑکن کوس رحلت بجا رہی ہو۔ ڈاکٹر ایگلسٹن نے وہ صحیح مقدار خوراک دریافت کرلی جو ایسے موقعوں پر بلا کسی اندیشہ کے دی جا سکے۔ اور جس کے اثرات دنوں کی بجائے گھنٹوں میں ظاہر ہو جائیں۔

تھوڑے دنوں کے بعد امریکہ کے دو ڈاکٹروں نے ڈجی ٹیلس کے متعلق تحقیق کیا کہ قلب پر اس کا اثر صرف اسکی حرکت کو سست اور اسکے عضلات کو قوی ہی کرنیکا نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ قلب کو سکون بھی بخشتا ہے جس کی وجہ سے حرکت کی بیقاعدگی "اضربات کے درمیان وقفہ کی کمی بیشی بھی جاتی رہتی ہے۔

ڈجی ٹیلس کے متعلق اب یہ کہنا چاہیئے کہ تحقیق تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ امراض قلب کے لئے دنیا میں اس سے بہتر کوئی دوا نہیں ہے۔ ہر ڈاکٹر روزمرہ اپنے مریضوں پر استعمال کیا کرتا ہے اور بلا کسی مبالغے کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک سو ستر سال میں کہ جب سے دوا کے طور پر اس کا استعمال شروع ہوا لاکھوں انسانی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور لاکھوں ہی انسان جن کی زندگیاں ان کے لئے وبال جان تھیں اسکی بدولت پھر زندگی کا لطف اٹھانے کے قابل بن گئے۔

ڈجی ٹیلس کے استعمال کے چار طریقے ہیں (۱) منہ کے ذریعہ سے (۲) امعاء مستقیم کے ذریعہ سے (۳) [illegible] (۴) اندرون ورید پچکاری ✦

ڈجی ٹیلس ایک زہر ہے اور اس کی زیادہ مقدار استعمال کرنے سے حرکت قلب بالکل بند ہو جاتی ہے۔ یہ اُن زہروں میں سے ہے جن کا اخراج جسم سے بہت دیر میں ہوا کرتا ہے اور جنہیں کم مقدار میں بھی مسلسل ایک مدت تک استعمال کرنا مضرت سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ ان کی ایک خفیف سی مقدار رہتا نہ جسم میں جمع ہوتی رہتی ہے۔ اور یہ جمع شدہ مقدار جب زیادہ ہو جاتی ہے تو یکایک سمی اثرات ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کے زہروں کو کیومولیٹو Cumulative سمیات کہا جاتا ہے۔

شناخت:- ڈجی ٹیلس ایک چھوٹا سا خودرو صحرائی پودا ہے جس کا طول تین یا چار فٹ ہوتا ہے اسکے پتے توڑ کر سوقت خشک کئے جاتے ہیں۔ جب پودا دوسرے سال کا ہو اور اسکے پھول تین تہائی کے قریب کھل گئے ہوں۔ پتے چار انچ سے بارہ انچ تک طویل۔ چوڑائی پانچ یا چھ انچ شکل بیضوی اور نشتر کی طرح تیز، کناروں پر آری کے دانتوں کی طرح دندانے اُوپر کی سطح ہلکی سبز اور خفیف رونگٹے دار نیچے کی سطح زردی مائل جس پر رونگٹے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ ذائقہ نہایت ناگوار، مُرجھائے کی طرح ہلکی اور خوشگوار، بقول مؤلف عمدۃ المحتاج اگرچہ نبات یونان میں بھی پیدا ہوتی ہیں، لیکن قدیم اطباء یونان کا اس سے باخبر ہونا ثابت نہیں۔

خواص و فوائد (شامل حصہ) ایک قسم کا زہر ہے جس سے جسم میں حسب ذیل علامات پیدا ہوتی ہیں۔

سر گھومنا۔ جی متلانا۔ قے ہونا۔ نبض کا بیقاعدہ اور باریک چلنا بعض اوقات بالکل معلوم نہ ہونا۔ پتلیوں کا پھیلنا۔ ٹھنڈا پسینہ آنا۔ جسم پیلا اور بے ہوشی۔

[illegible] مقدار میں مسکن، مقوی قلب اور حابس [illegible] کے لئے [illegible] ہے جب کسی مقام پر [illegible] پیدا شدہ [illegible] مرض میں بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جب اس کی حرکت بے قاعدہ اور جلدی جلدی بلا فصل ہو۔ قلب کو یہ دوا تقویت دیکر اس کے فعل کو درست کرتی ہے۔ اگر حرکت قلب سریع اور بے قاعدہ ہو تو اس سے اس کا کم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ دل جب مبتلا ہو کر پھیل گیا ہو۔ تو یہ دوا اس عضو کو قوت پہونچاتی ہے۔ دل کی ساخت جب چربی میں تبدیل ہو جائے یا دل کا موٹا ہونا اور بڑھ جانا اور ملی کے سوراخ کی تنگی کے باعث ہو تو اس دوا کے استعمال سے نقصان کا اندیشہ ہے۔ اس دوا کے دوران استعمال میں مریض کو کسی قسم کی قوی محنت اور حرکت نہیں کرنی چاہیئے۔ اس کے کھلانے سے جب جی متلائے یا سر گھومے اور نبض غیر منتظم ہو جائے تو اس کا استعمال موقوف کر دیا جاتا ہے۔ قلب پر تسکین کی تاثیر کی وجہ سے ڈجی ٹیلس کو بخاروں میں دینا بھی مفید ہے۔ سیلان خون کے امراض مثلاً نکسیر، استحاضہ کے لئے عمدہ دوا ہے۔ ان امراض میں اس کا خیساندہ دینا اور مرکبات کی نسبت زیادہ مفید ہے۔ مرگی میں بھی اس کے مفید اثرات کا مطالعہ کیا گیا۔ شب کو سوتے وقت ڈجی ٹیلس کا خیساندہ اس مرض کے لئے چار پانچ شب برابر دیں۔ جب زہر کی ابتدائی علامتیں ظاہر ہوں تو دو یا تین شب موقوف کرکے پھر دینا چاہیئے۔ بدہضمی کی وجہ سے اگر اختلاج قلب ہو تو اس دوا کے استعمال سے فائدہ ہوتا ہے لیکن ایسی حالت میں اسکو نہایت احتیاط سے دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے بدہضمی کی شکایت بڑھ جاتی ہے۔ عصبی المزاج اشخاص کے لئے قلب کے فعلی امراض میں کبھی تو اس دوا کے استعمال سے فائدہ ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔ پھیپھڑوں کے مزمن امراض میں دوران خون کی خرابی سے دل کا دایاں جوف جب پھیل جاتا ہے تو ڈجی ٹیلس کے استعمال سے اُسے بعض اوقات فائدہ ہوتا ہے۔ شدید سوزش گردہ میں ڈجی ٹیلس کا استعمال بلکہ [illegible] استعمال کرنا بھی خالی از خطر نہیں کیونکہ

اس حالت میں عضو ماؤف کے عروق کا پھیلانا مناسب
نہیں ۔ جن مریضوں کی راتیں بے خوابی میں کٹتی ہیں اور دن کو غنودگی
رہتی ہے ۔ ایسی حالت میں اس سے نیند آنے لگتی ہے۔ ذیمیت
قلب مزمن اور نہایاں شراب نوشی مزمن میں ڈجی ٹیلس کی
تھوڑی مقدار خوراک قلب پر تقویت کے اثرات پیدا
کرتی ہے ۔ ایسی حالت میں اکی پوری مقدار دینا خالی از خطر
نہیں ۔ بخار اور دیگر امراض میں بطور ضعف قلب اب ڈجی
ٹیلس کا استعمال نہیں ہوتا ۔ لیکن یورپ میں بعض ڈاکٹر
اس کو کبھی کبھی قلب کی تیز رفتار کو ذرا سست کرنے میں اور
تقویت دینے کے لئے بعض اقسام بخار میں بھی قہوہ کے
جوہر (کیفین) کے ہمراہ دیتے ہیں ۔ اگر ہذیان ہو تو اسکے
ساتھ کوئی مخدر دوا شامل کر دیتے ہیں ذات الریہ میں کچھ
ڈاکٹر اس دوا کو بڑی مقدار میں دینا مفید بتاتے ہیں لیکن
مناسب ادویہ کیساتھ اس کو کم مقدار میں دینا عرصہ دراز
سے مفید پایا گیا ہے ۔ مزمن ذات الجنب میں جبکہ تراوش
یافتہ رطوبت سے قلب مضطرب ہو تو بعض ڈاکٹر ڈجی ٹیلس
کے خیسانده کو بطور مقوی قلب اور مدر البول استعمال کرتے
ہیں ۔ اگرچہ ڈجی ٹیلس سے چھوٹی چھوٹی شرائیں سکڑ جاتی
ہیں لیکن اس سے خون کا دباؤ بھی بڑھ جاتا ہے ۔ اس لئے
جریان خون میں فائدہ سے زیادہ سیلان خون کا اندیشہ
ہوتا ہے ۔ تاہم بعض ڈاکٹر اس کو بطور حابس الدم استعمال
کرتے ہیں حیض کے بکثرت آنے میں بھی اس دوا کو دینے سے
فائدہ ہو سکتا ہے ۔ کیونکہ اس سے رحم کی عروق دمویہ سکڑ جاتی
جاتی ہیں ۔ اس کا جوہر ڈجی ٹیلیم ہے +

مقدار خوراک :۔ آدھی رتی سے ڈیڑھ رتی
تک اور سیال (ٹنکچر) ۱۰ بوند سے ۳۰ بوند تک +

(بقیہ صفحہ ۱۶ سے)

استعمال رکھیں ۔ لسٹرین اینٹی سپٹک کے غرارے کرتے رہیں
یا صرف چائے کے جوشاندہ سے غرغرہ کرتے رہیں ۔ تبدیلی موسم
یا آب و ہوا کے وقت خصوصیت سے ہر بات کی احتیاط برتیں اور
ہدایات مذکورہ صدر کو پیش نظر رکھیں ، تیز خوشبودار یا بدبودار چیزوں
کو نہ سونگھیں جب ذرا ناک میں خراش یا سوزش محسوس ہو ، فوراً
یوکلپٹس آئل سونگھنا شروع کر دیں ۔

لسٹرین اینٹی سپٹک ایک پیٹنٹ دوا ہے ۔ ہر انگریزی دوا فروش کے ہاں دستیاب ہو سکتی ہے ۔ نزلہ زکام سے خوب حفاظت کرتی ہے
نزلہ زکام کے جراثیم کو ہلاک کر دیتی ہے +

افسانہ

زبیدہ! میں کئی روز سے دیکھ رہا ہوں کہ تم کچھ خفا خفا سی رہتی ہو، کیا بات ہے؟ ناشتہ کی میز پر بیٹھتے وقت فاروق نے مسکرا کر اپنی بیوی سے کہا۔

زبیدہ۔ کچھ بھی نہیں۔

فاروق:۔ نہیں کچھ تو بات ہے۔ اب اس وقت بھی تمہارا لہجہ کچھ خوشی کا سا نہیں ہے۔ (آہستہ سے زبیدہ کی ٹھوڑی کو ہاتھ لگا کر) بتاؤ کیا بات ہے۔ کیوں ناراض ہو؟

زبیدہ:۔ میں کسی سے ناراض واراض نہیں ہوں۔

فاروق:۔ بھلا کس طرح ممکن ہے کہ تم مجھ سے اپنی ناراضی چھپا سکو۔ تمہارے انداز میں چھوٹے سے چھوٹا فرق بھی میری نظر سے نہیں بچ سکتا۔ (خوشامدانہ لہجے میں) پیاری زبیدہ اس طرح رنج کرنے سے کیا فائدہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو تم بتا کیوں نہیں دیتیں۔ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ مجھے تم سے کسقدر محبت ....

زبیدہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے میز کے کپڑے پر گرے، فاروق اپنی کرسی سے اُٹھ بیٹھا اور زبیدہ کی کرسی کے برابر کھڑے ہو کر اسکی دلدہی کرنے لگا۔ یہ عجیب بات تھی کہ وہ جس قدر اپنی محبت کا اظہار زیادہ کرتا تھا اسی قدر زبیدہ کی اشکباری بڑھتی جاتی تھی، یہاں تک کہ وہ اچھی طرح زور زور سے سسکیاں لے لیکر رونے لگی۔

فاروق حیران اور پریشان تھا کہ کیا کرے، زبیدہ کو تسکین دینے کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہو رہی تھیں یہاں تک کہ اسے اس طرح زار و قطار روتے دیکھ کر اسکا بھی دل بھر آیا اور وہ بھی رونے لگا۔

زبیدہ ایک جھٹکے کیساتھ کرسی سے اٹھی اور برابر کے کمرے میں جاکر مسہری پر گر پڑی۔

فاروق پہلے تو اُسکے پیچھے پیچھے آیا، لیکن پھر یہ سوچ کر کہ مبادا اس وقت کی میری دلدہی اسکے رنج کو اور زیادہ کر دے کمرے کے باہر ہی رُک گیا تھوڑی دیر تک کھڑے کھڑے کچھ سوچتے رہنے کے بعد وہ ملاقات کے کمرے میں جاکر ایک آرام کرسی پر لیٹ گیا اور گذشتہ چند روز کے تمام واقعات کو یاد کر کے ان پر غور کرنے لگا

زبیدہ کو اس طرح روتے تو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا آخر یہ بات کیا ہے۔ میں تو جہاں تک غور کرتا ہوں، مجھے کوئی ایک بات بھی ایسی یاد نہیں آتی جو مجھے نہ کرنی چاہیئے اور میں نے کی ہو۔ یہ بھی میں جانتا ہوں کہ زبیدہ خواہ مخواہ کے گلے شکوے کرنیوالی عورتوں میں سے نہیں ہے۔ اسے مجھ سے سچی محبت بھی ہے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ مجھے اکثر یہ خیال ہوا ہے کہ میں اس سے جتنی محبت کرتا ہوں اس سے زیادہ وہ مجھ سے کرتی ہے۔ پھر اسکے اس قدر ناراض ہونے کا سبب کیا ہے؟ ....

پرسوں اُس نے اپنے بھائی کے گھر جانیکا ارادہ ظاہر کیا تھا، میں نے حسب معمول یہی کہدیا تھا کہ ہو آنا کوئی نئی بات نہ تھی وہ ہمیشہ ان کے گھر جاتی آتی ہی رہتی ہے، اور میں نے تو کبھی اُسے کہیں جانے سے روکا ہی نہیں لیکن پرسوں وہ انعام صاحب کے یہاں گئی نہیں ....

کیا سبب ہوا کیوں نہیں گئی؟ .... خدا ہی جانے

بہرحال میں نے تو روکا نہیں تھا۔ ارادہ کرکے، بلکہ مجھ سے ذکر بھی کرکے نہ جانیکا ضرور کوئی خاص سبب ہونا چاہیئے، میں نے

[illegible] سے کبھی [illegible] ہوں گا
[illegible] جیسی تھی۔ کچھ بات ضرور ہے کہ دل پر
[illegible] کوئی ٹھیس پہنچی ہے لیکن اب میں کروں تو کیا کروں، وہ منہ سے
کچھ کہتی نہیں، میں اسے کس طرح بتاؤں کہ اُسے خوش
کرنے کے لئے میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہوں۔
..............لیکن کہیں؟ ....
......نہیں مجھے ایسا خیال ہرگز نہ کرنا چاہیئے، ایسا نہیں
ہو سکتا، پھر آخر وہ کیا بات ہے؛ میں تو ہر وقت اور ہر لحظہ اُسکی خاطر داری
میں لگا رہتا ہوں، میری زندگی کا مقصد ہی یہ ہے کہ اسکی ناز برداری
کروں پھر اُسے رنج کیوں پہنچتا ہے۔ میں نے آخر اسے کیا رنج پہنچایا
ہے، کوئی بات تو یاد آتی جب کہ میں نے کچھ کیا ہی نہیں ہے تو یاد
کہاں سے آئے ....کمبخت یہی ایک خیال
کیوں بار بار میرے دل میں آتا ہے؟ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا
زبیدہ کو مجھ سے سچی محبت ہے تو پھر یہ بے وجہ اور بے سبب اسطرح
خفا ہونا اور زار و قطار رونا کیا معنی؟ مجھ سے محبت کے تو یہ معنی
ہونے چاہیئے تھے کہ وہ مجھ سے زیادہ سے زیادہ خوش رہتیں
نہ کہ اسطرح بے سبب خفا ہونا، میری ناز برداری زیادہ سے زیادہ
کرتیں نہ کہ اس صورت میں کہ میں ان کے ناز اُٹھاتا ہوں مجھ سے
سیدھے منہ بات نہ کرنا..............کچھ نہ کچھ
ہے ضرور...........اسکے ماننے پر تو دل کسیطرح
تیار نہیں ہوتا..........لیکن کون کہہ سکتا ہے؟
ان عورتوں کے دل کی گہرائی تک کوئی نہیں پہنچ سکتا بظاہر مجھ
سے اس قدر الفت کا اظہار کرتی ہے باوجود یہ ممکن ہے کہ دل میں کچھ
بھی نہ ہو...........نہیں خدا نہ کرے کہ ایسا ہو
سب کچھ برداشت ہو سکتا ہے لیکن یہ صدمہ کسیطرح برداشت
نہیں ہو سکتا، اگر ایسا ہے تو پھر زندگی بالکل بیکار ہے توبہ توبہ!
آج مجھے یہ کیا ہو گیا ہے، کیوں خواہ مخواہ ایسے بُرے بُرے خیالات
دل میں آ رہے ہیں، کیا کروں کچھ سمجھ میں نہیں آتا بہرحال اگر یہ ہے
تو پھر اسکی وجہ کیوں وہ مجھے نہیں بتاتی کہ اسکے دل میں کیا ہے
کیوں وہ مجھ پر ظاہر نہیں کرتی کہ اُسے کیا صدمہ پہنچا ہے، کیوں اس
طرح غمگین ہے کہ اُس نے میری زندگی تباہ کر دی ہے؟ وہ جانتی ہے
کہ اسکی میری جان جاتی ہے، اسے معلوم ہے کہ میں اسے اپنی جان
سے بھی زیادہ چاہتا ہوں پھر یہ بیگانگی کس لئے ہے؟ کیوں اسے
مجھ پر اعتماد نہیں ہے کہ بلا تکلف اپنی ہر شکایت مجھ سے بیان کرے
اگر اسے یہ خوف ہے کہ اسکے شکایت کرنے پر میں ناراض ہو جاؤں گا
تو اسکے صرف ایک ہی معنی ہیں اور وہ یہ کہ اُسے میری محبت کا یقین
اور میری الفت پر بھروسا نہیں ہے۔ اس طرح زار و قطار رونا
تو اسی بات کی علامت ہے کہ وہ اپنے آپ کو حد سے زیادہ مظلوم خیال
کرتی ہے اور لازمی طور پر مجھے ظالم۔ یا اللہ میری عقل کچھ کام نہیں
کرتی کہیں میں پاگل نہ ہو جاؤں........

"ایں! آج آپ تنہا کیسے؟ مسز فاروق کہاں ہیں؟"
فاروق:۔ کوئی خاص وجہ نہیں ہے، زبیدہ مکان ہی پر ہے۔ کسی
کام میں مصروف تھی، اس لئے میں اکیلا ہی چلا آیا۔
ڈاکٹر عثمانی:۔ نہیں دوست تمہارے انداز بتا رہے ہیں کہ معاملہ کچھ
اس سے زیادہ گہرا ہے۔ آج سے پہلے تو کبھی کسی نے تمہیں زبیدہ
کے بغیر سیر و تفریح کیلئے جاتے نہ دیکھا تھا۔ آج یہ نئی بات کیوں
ہوئی؟ گھر کے کام کاج تو اس سے پہلے بھی ہوتے ہی ہونگے
اور ہاں خود اُنہیں کیسے چین پڑا ہوگا، جہاں تک میرا خیال ہے وہ
دنیا کے کسی کام کو بھی تمہارے ساتھ سیر کرنے پر ترجیح نہیں دیتی تھیں
(فاروق کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر) یار تم ہو بڑے خوش نصیب
کاش ہر شوہر ایسا ہی خوش قسمت ہوا کرتا۔..........
......ایں یہ کیا! فاروق یہ کیا بات ہے تم رو رہے ہو، خدا کیلئے
جلدی بتاؤ بات کیا ہے۔ کیا زبیدہ خدانخواستہ [illegible]
مجھے بلانے آئے ہو؟ جلدی بتاؤ کیا بات ہے؟
فاروق:۔ (آنسو پونچھ کر) کچھ بھی بات نہیں [illegible] سے خفا
جانے کیا ہو گیا ہے۔ دل کچھ ایسا کمزور ہو گیا ہے کہ ذرا ذرا سی بات
پر بے وجہ آنسو نکل آتے ہیں۔

کو میری کوئی پرواہ نہیں ہے؟ اور کیا جب علی الاعلان میری محبت کی تذلیل اس طرح کی جاتی ہو تو پھر کسی غلط فہمی کا امکان باقی رہتا ہے؟ آہ! عثمان میں سخت بدنصیب ہوں۔ میں نے اتنے عرصے تک پتھر میں جونک لگانے کی کوشش کی اور ہمیشہ اپنی حماقت سے یہی سمجھتا رہا کہ وہ چمٹ گئی ہے لیکن کہیں آجتک پتھر میں جونک لگی ہے؟ زبیدہ کا دل پتھر ہے میری محبت کا اس پر کسی طرح کوئی اثر نہ ہو سکا اور اب میرا دل شکستہ رہے گا، ایک مدت العمر اپنی ناکامیوں پر آنسو بہانے کے لئے زندہ رہونگا، اب سمجھو معلوم ہوا کہ مجھے کیسی غلط فہمی ہوئی ہے؟ کاش وہ میری غلط فہمی نہیں بلکہ بے عقلی اور دیوانگی ہوتی لیکن حقیقت حال نہ ہوتی۔

عثمانی :- (سنجیدگی اور افسوس کیساتھ) فاروق مجھے معلوم نہ تھا کہ تمہیں اس قدر سخت صدمہ پہنچا ہے ورنہ میں ہرگز مذاق نہ کرتا لیکن چونکہ حقیقت یا غلط فہمی کا سوال ہے مجھے تو ابھی کچھ بھی نہیں معلوم ہوا ہے جو میں کوئی رائے قائم کردوں، تم کہتے ہو کہ زبیدہ کا دل پتھر کا ہے مگر کہو میں نے کبھی اُسے چھوا نہ دیکھا، تم کہتے ہو کہ جو خیالات تمہارے ذہن میں ہیں وہ سب حقیقیں ہیں اور فہم کی غلطی تم سے نہیں ہوئی ہو ایسا ہی ہوگا لیکن یہ اُسی قسم کی دلیلیں ہیں کہ :-

"کہ رو کہ ہم نے خدا کو بے دلیل پہچانا" تمہارا جو کچھ دعویٰ ہے اسکا کوئی ثبوت تو ابھی تک تم نے دیا نہیں ہے۔

فاروق :- (بگڑ کر) ثبوت! کیا یہ کچھ کم ثبوت ہے کہ وہ میری محبت کو حقارت کیساتھ ٹھکرا دیتی ہے۔ دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں کوئی وقت ایسا ہوتا ہی نہیں کہ جب وہ خوش وخرم نظر آئے یا مجھ سے خوش ہو کر بات کرے، کیا میری محبت کا یہی صلہ مجھے ملنا چاہئے تھا۔

عثمانی :- کیا یہ زبیدہ کا ذکر ہے؟ اُسی زبیدہ کا جس سے زیادہ خندہ رو اور زندہ دل لڑکی سارے شہر میں بھی کوئی مشکل ہی سے ملسکتی تھی، کیا تمہارا مطلب اسی زبیدہ سے ہے جو ہر آن تمہاری خدمت میں لگی رہتی تھی، اور جسکے دل کی اگر کوئی آرزو تھی تو یہی کہ کسیطرح تم خوش رہو۔ مجھے یاد ہے کہ تمہیں نے مجھ سے کہا تھا کہ زبیدہ میرے آرام کا اور میری چھوٹی سے چھوٹی ضرورتوں کا اس قدر خیال رکھتی ہے اور میرے لئے اسقدر تکلیف اٹھاتی ہے کہ مجھے شرم آجاتی ہے۔ گذشتہ سال کی تم اپنی بیماری ابھی بھولے تو نہ ہوگے، کتنی راتیں زبیدہ نے پلک سے پلک لگائے بغیر تمہارے سرہانے بیٹھ کر بسر کی تھیں، کیا انہی جانفشانیوں کو بے پرواہی کے لفظ سے تعبیر کیا جا رہا ہے

فاروق :- یہ سب کچھ تو وہ اب بھی کرتی ہے لیکن ان چیزوں کا محبت سے کیا تعلق ہے۔ بلکہ اگر سچ پوچھو تو میری تکلیف کا باعث یہی چیزیں اور بھی زیادہ ہیں جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ میری تمام ضرورتیں پوری کردیجاتی ہیں لیکن وہ خود رنج والم کی مجسم تصویر بنی ہوئی ہے تو مجھے اور زیادہ شرمندگی ہوتی ہے۔

عثمانی :- تو کہیں اس کے یہ معنی تو نہیں ہیں کہ تمہاری طرف سے اُسے کوئی رنج پہنچا ہو؟

فاروق :- پہلے تو میں نے یہی خیال کیا تھا اور برابر کئی دن تک اس سے پوچھتا بھی رہا لیکن وہ کسیطرح بتاتی ہی نہیں۔ بلکہ میں سچ کہدوں صرف اسی وجہ سے کہ وہ اپنا رنج وغم مجھ سے بیان نہیں کرتی مجھے یقین ہو چلا ہے کہ اُسے مجھ سے محبت اور میری محبت پر اعتماد نہیں ہے (کسی قدر آہستہ سے) اور ایک سے زیادہ مرتبہ دلمیں ...... مگر نہیں میں یہ نہیں کہونگا ......

لیکن اب سب کچھ کہا ہے تو یہ بھی کیوں چھپاؤں ....

اصل یہ ہے کہ میرے دلمیں اب اکثر یہ خیال آتا ہے کہ اس کا دھیان میرے علاوہ کسی اور کی طرف ہے ......،

"تم بالکل احمق ہو! خدا نہ کرے کہ کوئی تمہاری طرح بیوقوف ہو جائے تمہیں ایسا خیال کرتے شرم نہیں آتی؟ کیا اسکی نیکیوں کے تمام نقش تمہارے دل سے محو ہوگئے۔ اگر تم نے اپنے اس خیال کو جاری رکھا تو میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے تم سے نفرت ہو جائیگی۔

فاروق :- (کسی قدر خوفزدہ ہو کر) عثمانی میں کیا کروں مجھے زندگی وبال ہوگئی ہے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں نے اس خیال کو ابھی تک دلمیں راسخ نہیں ہونے دیا ہے لیکن جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ میری خوشامد اور دلداری کے باوجود اپنی رنجیدگی کا باعث وہ مجھے نہیں بتاتی تو میرے دل میں ایک بجلی سی کوند جاتی ہے

بقیہ صفحہ ۳۶ پر ملاحظہ ہو

بابُ الصحت

از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی

بعض بہت ہی بڑے بڑے اور عظیم الشان کاموں کی ابتدا اس قدر چھوٹی اور حقیر ہوا کرتی ہے کہ آسانی سے کسی کو یقین بھی نہیں آتا کہ اس ذلیل اور ادنیٰ سی بات کا اتنا بڑا نتیجہ نکلا ہوگا لیکن کسی کو یقین آئے یا نہ آئے حقیقت تو بہر حال حقیقت ہی رہیگی۔ ایک مچھر ایک پسّو، یا ایک کھٹمل کا کاٹنا بظاہر اس قدر حقیر اور معمولی سی بات ہے کہ بار بار بتائے جانیکے باوجود لوگوں کو اسکا یقین نہیں آتا کہ ایسی بے وقعت اور ناقابل لحاظ چیز بھی کبھی یہ اثر پیدا کر سکتی ہے کہ ایک انسان جیسی قوی الجثہ مخلوق کی جان اسکی بدولت جاتی رہے۔ ایک مچھر کی ہستی ہی کیا ہوتی ہے، اگر مٹھی میں آجائیں تو دو چار سو کو ایک اشارے میں مسل کر پھینک دیا جا سکتا ہے پسّو کو تو مسلنا بھی غالباً انسانی طاقت کی توہین ہے۔ اور کھٹمل بھی کچھ ان دونوں چیزوں سے زیادہ طاقت ور نہیں ہوتا لیکن اس قدر ناتوانی اور ناطاقتی کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ ان میں سے ہر ایک بہت ہی آسانی سے ہماری زندگی کا خاتمہ کر دیتا ہے۔

خوردبین کی ایجاد سے پہلے قدرت کے بہت سے راز ہمارے لئے رازہائے سربستہ تھے اور ہم ان ہر وقت کے ہمارے پاس رہنے والے کیڑوں کو صرف اسی حد تک ایذا رساں خیال کیا کرتے تھے کہ وہ اپنی زندگی کو قائم رکھنے کی خاطر چپکے سے آکر ہمارا خون پیا کرتے ہیں اور خون پینے کے عمل میں چونکہ لازمی طور پر ان کا ڈنک یا ان کا دانت ہماری جلد میں گھستا تھا اس لئے اس سے ہمیں تکلیف پہنچتی تھی، اور اگر ان کی کثرت ہو تو پھر ہمیں نیند آنی دشوار ہو جاتی تھی لیکن اب خوردبین نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں اور ہمیں جانداروں کی ایک ایسی دنیا سے روشناس کرایا ہے کہ جس سے ہم ابھی تک بالکل ناواقف تھے صرف اسلئے کہ یہ جاندار اس قدر چھوٹے اور اس قدر مختصر ہوتے ہیں کہ خالی آنکھ سے کسی طرح نظر نہیں آتے۔ ان جانداروں کو اب ہم جراثیم کے نام سے پکارتے ہیں اور نئے نئے تجربوں اور دن رات کے مشاہدوں نے ہمیں بتایا ہے کہ ان کی بہت سی قسمیں ایسی ہیں کہ جو اگر کسی طرح ہمارے جسم کے اندر پہنچ جائیں تو ہماری موت کا باعث ہو جاتے ہیں۔ ان جراثیم کے لئے ہمارے بدن کے اندر گھسنا کوئی آسان کام نہ تھا لیکن ہمارے ان آستین کے سانپوں نے جو رات دن ہمارا خون پی پی کر پلتے ہیں جراثیم کے لئے آسانیاں پیدا کر دیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ چیچک کا ٹیکہ جب بچوں کے لگایا جاتا ہے تو جو رطوبت کہ بچوں کے بازو پر خراش پیدا کر کے مل جاتی ہے وہ اس قدر ذرا سی ہوتی ہے کہ کسی طرح یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ اسکا کچھ اثر ہوگا اور تقریباً دو روز تک اسکا کوئی اثر نظر بھی نہیں آتا لیکن اتنا وقت گذر جانیکے بعد اسکا اثر ہوتا ہے، اور جیسے چیچک کے دانے ہوتے ہیں، بالکل ویسا ہی ایک دانہ اس جگہ نمودار ہوتا ہے کہ جہاں ٹیکہ لگایا گیا تھا، ہماری طبیعتیں کچھ اسی قسم کی ہیں کہ ایسی چھوٹی باتوں کی طرف توجہ اور انکے متعلق کچھ غور و فکر کیا ہی نہیں کرتے ورنہ لازمی طور پر ہمیں سوچنا چاہئے تھا کہ آخر اسکی کیا وجہ کہ دو روز تک تو ٹیکے کا کوئی اثر نہ ہوا اور اب دو روز کے بعد یہ اتنا بڑا دانہ نکل آیا جو رطوبت سے بھرا ہوا ہے، ہم نے بیشک اس چیز پر غور نہ کیا لیکن ساری دنیا ہماری ہی طرح سے بے پرواہ اور تغافل شعار نہ تھی لوگوں نے سوچا اور بالآخر اسکا سبب معلوم کرنے میں کامیاب بھی ہو گئے اصل یہ ہے کہ ٹیکا لگانے کے لئے جو رطوبت استعمال کی جاتی ہے وہ درحقیقت چیچک کے دانوں ہی سے حاصل کی ہوئی

رطوبت ہوتی ہے اور ہمیں چیچک کے جراثیم موجود ہوتے ہیں جس وقت
کہ بازو پر خراش پیدا کر کے وہ رطوبت مل جاتی ہے تو اول تو وہ خود ہی بہت
ہی ذرا سی اور برائے نام ہوتی ہے، اور پھر وہ ذرا سی بھی سب کی سب
خون میں جذب نہیں ہوتی۔ بلکہ اسکا ایک حصہ بچے کے خون میں
شامل ہوتا ہے۔ اتنی ذرا سی مقدار میں اگر اس مادّے سے چیچک پیدا
ہو سکتی تو لگاتے ہی فوراً دانے نکل آنا چاہیے تھا لیکن چونکہ اسی وقت
دانے نہیں نکلتے اور کچھ عرصہ گذر جانے کے بعد پھر نکلتا بھی ضرور ہے
تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے خون میں پہنچکر یہ جراثیم پرورش
پاتے اور اپنی نسل بڑھاتے ہیں اور جب انکی تعداد اتنی کافی ہو جاتی ہے
کہ دانے پیدا کر سکیں تو دانے نکل آتا ہے ہمارے اس خیال کی تصدیق خوردبین
نے کر دی، اور مختلف تجربوں اور مشاہدوں کے ذریعے سے ہمیں یہاں
تک بھی معلوم ہو گیا کہ کس کس بیماری کے جراثیم کتنے کتنے دنوں تک
ہمارے خون میں بیکار و بے اثر پڑے رہ کر اپنی نسل بڑھایا کرتے ہیں

ان باتوں کے علاوہ ہمیں خوردبین ہی کے ذریعے اس
ننھی مخلوق کے متعلق ایک یہ عجیب اور دلچسپ راز بھی معلوم ہوا
کہ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ جنہیں جوان اور صاحب طاقت
بننے کیلئے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ انسانی جسم سے
باہر آکر چند روز کسی دوسرے میزبان کے جسم کے اندر گذاریں۔ اگر
ان جراثیم کو اس قسم کا موقعہ میسر نہ آئے اور وہ کسی ایک ہی جسم میں
پڑے رہیں تو انکی نشو و نما پورے طور پر نہیں ہوتی۔ اور وہ تقریباً
بے اثر بنے رہتے ہیں۔

ملیریا یعنی فصلی جاڑے بخار کے جراثیم اسی قسم کے ہوتے
ہیں، اور انہیں پورا پورا نشو و نما حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ اس
بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ انسانی خون سے نکلکر اپنی
زندگی کے چند روز کسی دوسرے جاندار کے جسم میں بسر کریں۔

ہمیں حیرت تھی کہ آخر چند روز کیلئے ہمارے یہ ناخواستہ مہمان جو بڑے
آرام سے ہمارے خون پر پرورش پا رہے تھے کہاں غائب ہو جاتے
ہیں لیکن خوردبین بابندہ بڑی مشکل سے ہمنے ان کا پتہ چلا ہی لیا
اور خوردبینی جاسوس نے ہمیں بتایا کہ یہ بظاہر کمزور و ناتوان مچھر
جنہیں اگر ہم آستین کا سانپ کہیں تو بیجا نہ ہوگا جب ہمارا خون چوستے
ہیں تو خون کے ساتھ ملیریا کے جراثیم بھی ان کے معدہ میں پہنچ
جاتے ہیں اور اس طرح انہیں زندگی کی وہ ارتقائی منزل طے کرنیکا
موقع مل جاتا ہے جسے طے کئے بغیر وہ بالکل بے طاقت اور بے اثر تھے
ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب ہمنے یہ دیکھا کہ ذرا سا مچھر جسکی
بظاہر کوئی حقیقت نہیں معلوم ہوتی اور جو رات دن ہمارا خون پی پی
کر پلتا ہے۔ ہمارا اتنا بڑا دشمن ہے

اب اگر از اول تا آخر ملیریا کے جراثیم کے حالات زندگی
بیان کئے جائیں تو انکی صورت یہ ہوگی کہ ملیریا کے کسی مریض کو مچھر
نے کاٹا اسکے خون کیساتھ ساتھ ملیریا کے جراثیم بھی مچھر کے پیٹ
میں پہنچے، وہاں پہنچکر انہوں نے ہاتھ پاؤں نکالے اور مچھر کے
معدہ سے نقل مکان کر کے اسکے منہ کی گلٹیوں میں پہنچ گئے
اب مچھر صاحب انہیں اپنے منہ میں دبائے دبائے جب پھر کسی آدمی
کے جسم پر بیٹھے اور اپنی سوئی سے بھی سے باریک سونڈ خون چوسنے
کے لئے اس کے بدن میں چبھوئی تو یہ جراثیم جو اسی وقت کے منتظر تھے فوراً
اسی رستے سے اس انسان کے جسم میں داخل ہو گئے اور وہاں
اپنی افزائش نسل کی کوشش میں مصروف ہو گئے اور اس غریب
انسان کو ملیریا میں مبتلا کر دیا۔

یہ کہنا تو دشوار ہے کہ اگر مچھر نہ ہوتے تو انسان یقینی طور پر
ملیریا بخار سے محفوظ رہتا لیکن یہ تو ضرور کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ
حالت میں جو بزرگ ہمارے جسم تک ملیریا کے جراثیم کی رہنمائی کیا
کرتے ہیں۔ وہ یہی مچھر صاحب ہیں کہ جنہیں ہم اس قدر حقیر
کمزور اور ناتواں خیال کیا کرتے ہیں۔ سچ ہے،

دشمن چہ بینی ناتواں لاف از مروت خود مزن
مغزیست در ہر استخواں مردیست در ہر پیرہن

مچھروں کی دیکھا دیکھی پسوؤں اور کھٹملوں نے بھی یہی
وطیرہ اختیار کیا اور جس طرح شیطان کو جنت میں لے گیا
تھا اسی طرح یہ کمبخت بھی طرح طرح کی بیماریوں کے جراثیم [illegible]
کے جسم سے لیکر تندرستوں کے جسم میں پہنچانے لگے اور [illegible]

اسبات کا خیال نہ آیا کہ ہمارے یہ دشمن ہمیں اپنا خون تک پلانے میں دریغ نہیں کرتے اپنی کیساتھ ہم یہ دغا کر رہے ہیں کھٹملوں کو تو ممکن ہے ہمسے یہ شکایت پیدا ہوئی ہو کہ جب ہماری چارپائیوں میں ان کی کثرت ہوجاتی ہے اور انکی شبینہ نیش زنی کی بدولت ہماری راتوں کی نیند حرام ہوجاتی ہے، تو ہم یا تو جلتی ہوئی دہوپ میں چارپائیاں ڈالدیتے ہیں اور یا کھولتے ہوئے پانی سے انکی تواضع کی جاتی ہے لیکن پسوؤں کے ساتھ تو اس قسم کی کوئی زیادتی نہیں ہوتی، پھر بھی وہ طاعون جیسے مہلک مرض کے جراثیم کو اپنے کلیجے کے اندر بٹھا کے لاتے ہیں، اور ہمارے خون میں داخل کردیتے ہیں

آدمی جب کسی ایک دوست یا آشنا سا کیطرف سے دغا پاتا ہے تو پھر اسکی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اور اس حد تک کھلتی ہیں کہ وہ تقریباً ہر اُس شخص سے بدگمان ہوجاتا ہے کہ جس سے اُس کے کچھ بھی تعلقات ہیں، مچھر، پسو، اور کھٹمل کی محسن کشانہ خصلتیں معلوم کرکے ہمنے مکھی کو بھی شک کی نگاہ سے دیکھنا شروع کیا، اور چند ہی روز میں تجربوں نے ثابت کردیا کہ ہمارے شکوک بجا اور غلط نہ تھے ایک انسان سے دوسرے انسان تک یا یوں کہہ لیجئے کہ ایک بیمار سے دوسرے تندرست تک بیماریاں یا بیماریوں کے جراثیم پہنچانے میں یہ گھناونی اور ذلیل سی ہستی مچھروں اور پسوؤں سے بھی زیادہ چابکدست ثابت ہوئی۔ اسکا طریق کار مچھروں وغیرہ سے کسی قدر مختلف ہے، لیکن یہ اُن کیڑوں کیطرح صرف ایک ہی ایک بیماری کے جراثیم پہنچانے پر بند نہیں ہیں۔ بلکہ بیسیوں مختلف امراض کے جراثیم کو اپنے کندہوں پر بٹھا کر لیجاتی ہے اور اس لئے سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ فرض کیجئے کہ ہیضے کے کسی مریض نے قے کی یا اُسے دست آیا۔ اب یہ ننھی سی جان بلا خوف و خطر اور نہایت اطمینان اور مسرت کیساتھ جاکر اس قے یا دست پر بیٹھ جاتی ہے اور خوب جی بھر کے بلکہ خوب پیٹ بھر کے اسمیں سے کھاتی ہے اور پھر وہاں سے اُڑتی ہے تو اسکی باریک ٹانگیں اور ننھے ننھے پنکھ اُس دست میں سنے ہوئے ہوتے ہیں، اسی طرح سنے ہوئے پر [illegible] ہوئی مکھی [illegible] اُڑتے اُڑتے ہماری چیزوں پر پہونچتی ہے، اور ان پر بیٹھ کر بڑی احتیاط کیسا تھ قے اور دست کا مواد ہماری روٹیوں ہمارے چاولوں، ہماری مٹھائیوں، ہمارے پھلوں اور ہمارے برتنوں سے پونچھ دیتی ہے۔ گویا ہمارے برتن اور ہماری غذائیں آپکے منہ ہاتھ پونچھنے کے تولئے ہیں بھولا بھالا اور خلق اللہ میں کسی پر شک نہ کرنے والا انسان آتا ہے اور بلا تکلف اپنی روٹیوں، پھلوں اور مٹھائیوں کو اللہ کا شکر ادا کرکے کھا جاتا ہے کہ جن میں مکھیوں نے ہیضے یا پیچش یا تپ محرقہ کے مریضوں کا پاخانہ اور قے سان دی ہے، اور چونکہ اس پاخانے اور اس قے میں ان بیماریوں کے جراثیم کی اچھی خاصی ایک فوج چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ اسلئے کھانے ہی منہ اوندھا کرکے پڑ جاتا ہے، اور بٹا کٹا تندرست آدمی چند گھنٹے بیمار پڑکر اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر دم توڑ دیتا ہے۔

مکھیوں کو چونکہ کسی بیماری کے جراثیم کو پہنچانے میں تکلف اور تامل نہیں ہوتا اس لئے یہ سب سے زیادہ ہماری دشمن ثابت ہوئی ہیں اور کچھ نہیں ملتا تو انہیں اسی میں مزا آتا ہے کہ کسی کے زخم کی رطوبت یا دکھتی ہوئی آنکھ کا چیپڑ ہی ٹانگوں میں سان کر کے آئیں اور تندرستوں کی آنکھ پر یا ایسے زخموں پر کہ جن میں پیپ نہ تھی بیٹھ کر پیپ پیدا کرنے والے جراثیم اُن تک پہنچا دیں۔ دوسروں کو تکلیف اور مصیبت میں مبتلا دیکھ کر انہیں ایک خاص لطف آتا ہے اور جس طرح مرغ باز یا بٹیر باز کمال مسرت و شوق کیساتھ انہیں لڑا لڑا کر زخمی ہوتے اور ان کے منہ اور سر سے خون کو فوارے بہتے دیکھ کر لطف اُٹھایا کرتے ہیں، اور صدہا روپیہ خرچ کرکے ان جانوروں کو پالتے اور لڑنے مرنے کی ان میں عادت ڈالتے ہیں اسیطرح یہ مکھیاں بھی کسی نہ کسی طرح انسان کو مرض اور تکلیف میں مبتلا کرکے اسے کراہنے اور دم توڑنے سے ایک قلبی مسرت حاصل کرتی ہیں انتہا یہ ہے کہ اگر اور کچھ بھی میسر نہیں ہوتا تو یہ لوگوں کے زخموں پر بیٹھ کر وہاں انڈے ہی دے دیتی ہیں جنمیں سے بچے نکل آتے ہیں، اور یہ بچے شروع میں [illegible] ہوتے بلکہ ننھے ننھے سفید سفید [illegible]

موٹے موٹے کیڑوں کی شکل میں ہوتے ہیں، اسی لئے کسی شک بھی نہیں ہوتا کہ یہ بھی کی حرکتیں ہیں، یہی خیال ہوتا ہے کہ جسم میں کسی وجہ سے کیڑے پڑ گئے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ اس دنیا میں آدمی کیلئے قدم قدم پر مشکلات اور مصیبتیں موجود ہیں۔ لیکن جنہیں سب سے بڑی مصیبت کہا جا سکتا ہے وہ یہی کمبخت ننھے ننھے جانور ہیں جو ہمارے خون اور ہماری ہی غذاؤں پر پرورش پاتے ہیں اور پھر ہمیں پر ہاتھ صاف کرتے ہیں۔ غالباً آستین کے سانپ سے مراد ایسی ہی محسن کش مخلوق ہوتی ہے۔

ورزش

تندرستی قائم رکھنے کیلئے ہر عمر میں ہر شخص کو مناسب ورزش کی ضرورت ہے، اس سے گوشت اور رگ پٹھے مضبوط ہو کر جسم میں طاقت اور پھرتی آجاتی ہے، طبیعت میں ہمت اور چستی آتی ہے اعضائے رئیسہ یعنی دل دماغ اور جگر قوی اور چست ہو جاتے ہیں دوران خون تیز ہو کر تمام اعضا میں خون زیادہ ہو جاتا ہے، حرکات تنفس کے تیز ہو جانے سے آکسیجن زیادہ جذب ہوتی، اور کاربن ایسڈ گیس زیادہ خارج ہوتی ہے۔ دیگر فضلات جسم مثل پسینہ و بول و براز وغیرہ بھی ٹھیک طور پر خارج ہوتے ہیں۔ خون خوب صاف ہو جاتا ہے، بھوک خوب لگتی ہے، چرب اور مقوی غذا کیطرف رغبت ہوتی ہے کھانا اچھی طرح سے ہضم ہو جاتا ہے۔ نیند بخوبی آتی ہے، قوتے عقلیہ تیز ہو جاتے ہیں، بدن سڈول اور انسان چست و چالاک ہو جاتا ہے لیکن مناسب ورزش نہ کرنیکے سبب دل جگر پھیپھڑے اور گردوں وغیرہ کو بخوبی تحریک نہیں ہوتی جس کے سبب سے فضلات جسم اچھی طرح سے خارج نہیں ہوتے، اس لئے خون کثیف ہو جاتا ہے، دل کمزور، دوران خون سست اور جسم کا رنگ زرد ہوتا ہے، بھوک نہیں لگتی۔ کھانا بخوبی ہضم نہیں ہوتا نیند اچھی طرح سے نہیں آتی، جسم سست اور دماغ کند، طبیعت کسل مند، کام کاج کرنیکو جی نہیں چاہتا، اعضائے جسم ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور بعض اعضا چربی میں بدل کر بہت کمزور ہو جاتے ہیں، جگر میں اجتماع خون ہو کر بواسیر کی بیماری ہو جاتی ہے وغیرہ

پس جو لوگ زیادہ غذا کھاتے اور کم ورزش کرتے ہیں وہ طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں، سست اور کاہل ہو جانیکے سوا ایسے اشخاص وہمی بھی ہو جایا کرتے ہیں، بغرضیکہ ورزش نہ کرنیسے جسم اور دماغ دونوں کمزور ہو جاتے ہیں،

مقدار ورزش ہر شخص کو اپنی جسمی طاقت کے لحاظ سے ورزش کرنا چاہیئے، اور ورزش کو آہستہ آہستہ بڑھانا چاہیئے۔ مگر حد اعتدال سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے افراط تو ہر ایک اس میں بھی مضر ہے جس طرح سے ایک آہنی کل اگر بالکل بند پڑی رہے تو پرزے زنگ لگ کر خراب ہو جاتے ہیں، یا اگر معمول سے زیادہ کام کرے تو وہ جلد گھس کر بیکار و ضائع ہو جاتے ہیں۔ ٹھیک اسیطرح سے جسم انسان کی کل کا حال ہے۔ ہمیشہ اعتدال سے ورزش کرنا نہایت مفید ہے، بچوں کو جسمی نشو و نما کے سبب مناسب ورزش کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، مگر بچوں یا نوجوانوں کو جوانوں کیطرح سخت جسمانی یا دماغی ورزش یا محنت نہ کرنا چاہیئے۔ جیسے لڑکوں اور مردوں کو ورزش کی ضرورت ہے ویسے ہی لڑکیوں اور عورتوں کو بھی اسکی ضرورت ہے۔ چھوٹے بچے تو دن بھر کھیلتے رہتے ہیں، انہیں ایسے کھیل کھیلنے کی جرأت دلانی چاہیئے جنہیں وہ اچھلیں کودیں، بھاگیں دوڑیں، اور کھیلنے میں جیسے وہ چاہیں انہیں ہنسنے اور شور و غل کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ بیٹھی

سخت غلطی ہے کہ چھوٹے بچوں کو دن بھر کام میں مصروف رکھا جائے اور کھیلنے کودنے کی اجازت نہ دیجائے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو کم ازکم دو تین گھنٹے کھلی ہوا میں مناسب ورزش کرنی چاہیئے بہت سے لڑکے لڑکیوں کو جو مناسب ورزش سے روکا جاتا ہے تو اس سبب سے ان کے اعضا اور قویٰ کمزور رہ جاتے ہیں پس بچوں کو کھیلنے کودنے کیلئے ضرور وقت دینا چاہیئے تاکہ ان کے اعضا اور قویٰ خوب مضبوط ہوں ورنہ وہ سست اور غبی رہیں گے،

باقاعدہ ورزش

ورزش بھی دیگر امور کی طرح باقاعدہ ہونی چاہیئے یہ ٹھیک نہیں ایک دو روز ورزش کی اور پھر چھوڑ دی۔ اس طرح بجائے فائدے کے نقصان ہوتا ہے۔ کیونکہ جسم ورزش کا عادی نہ ہونیکے سبب سے جلد تھک جاتا ہے اور پھر تکان سے بخار وغیرہ کی شکایت ہوجاتی ہے پس ورزش ہر روز مقررہ وقت پر کرنی چاہیئے لیکن ورزش اس قدر زیادہ بھی نہیں کرنی چاہیئے کہ جسم کو تکلیف محسوس ہو اگر ورزش کرنیسے ضعف دل، گرمی، تنگی تنفس وغیرہ محسوس ہو تو ورزش کو فوراً ملتوی کردینا چاہیئے۔ سخت گرمی میں بھی ورزش کرنا مضر ہے۔ جب تک کثرت سے پسینہ آئے تب بھی ورزش کرنا بند کردیں۔

جسمانی و دماغی ریاضت

مگر یہ یاد رہے کہ عمدہ صحت کیواسطے جسمانی و دماغی دونوں قسم کی ریاضت لازمی ہے محض جسمانی ریاضت سے عضلات اور اعصاب مضبوط ہوکر بدن میں خوب طاقت آتی ہے۔ مگر قوائے دماغی قوی اور چست نہیں ہوتے۔ اسلئے طبیعت کودن رہتی ہے اور محض دماغی محنت سے صرف قوائے دماغی تیز ہوجاتے ہیں، مگر جسم ضعیف و نحیف رہتا ہے۔ اس لئے دونوں قسم کی ریاضت ضروری ہے۔ مگر اعتدال دونوں میں ملحوظ رکھنا شرط ہے،

دماغی محنت کرنیوالوں کو ایک بات خصوصیت سے معلوم رہے کہ جب دماغ تھکا ہوا ہوتا ہے تو جسقدر آرام اُسے نسیم یا صاف ہوا سے ملتا ہے اس قدر آرام نیند سے بھی نہیں ملتا کیونکہ دماغ کو نسیم (آکسیجن) صرف صاف خون کے ذریعے سے ہی مل سکتی ہے اور خون کا صاف ہونا پاک و صاف ہوا پر ہی منحصر ہے جو آبادی سے دور کھلے میدانوں وغیرہ میں ہوتی ہے۔ لہٰذا دماغی محنت کرنیوالوں کو کھلے میدانوں یا سبزہ زار کی طرف پیدل یا سوار بطور سیر و تفریح جانا نہایت ضروری اور مفید ہے۔ ورنہ بصورت دیگر دماغ کند رہیگا، اور نیند میں پریشان خواب آئینگے

اوقات ورزش

غذا کیطرح ورزش بھی ہر روز مناسب اور مقررہ وقت پر کرنی چاہیئے ورزش کیلئے عمدہ وقت صبح اور شام کا ہوتا ہے۔ صبح کو رفع حاجت کے بعد ورزش کرنا چاہیئے، خالی پیٹ بھی ورزش کرنا مضر ہوتا ہے، مگر صرف کمزوروں کو کھانا کھانیکے بعد فوراً ورزش کرنا ممنوع ایسے ہی اگر سخت ورزش کرنیکے بعد خوب پسینہ آئے تو کم ازکم ایک گھنٹہ آرام کرنیکے بعد کھانا کھانا چاہیئے

اقسام ورزش

ورزش وہی اچھی ہوتی ہے جس سے تمام اعضائے جسم متحرک اور متاثر ہوکر برابر نشوونما حاصل کریں، مگر صرف ایک قسم کی سادہ ورزش سے یہ بات حاصل نہیں ہوسکتی۔ اسلئے ہر شخص کو تین مختلف قسم کی ورزشیں کرنا چاہیئیں، مثلاً جو شخص گھر میں مگدر ہلائے یا ڈنڑ پیلے تو چاہیئے کہ وہ کھلے میدان میں پیدل یا سواری پر ہوا خوری بھی کیا کرے انگریزی قسم کی ورزشوں میں سے جو شخص گھر میں سینڈو ایکسرسائز کرے تو چاہیئے کہ وہ باہر سواری بھی جایا کرے اور جو سویڈش کرے وہ پیدل ہوا خوری کیا کرے اور جو ڈمبلز کرے وہ باہر لان ٹینس کھیلا کرے۔ جو ورزش بذات خود کیجاتی ہے اُسے انگریزی میں ایکٹو ایکسرسائز کہتے ہیں۔ جیسے مگدر ہلانا، ڈنڑ پیلنا، کشتی لڑنا گیند بلا کھیلنا، تیرنا، کشتی چلانا، اچھلنا کودنا، دوڑنا، پھاندنا، پیدل چلنا وغیرہ، اور جو اسکے برخلاف ہو اُسے پیسو ایکسرسائز کہتے ہیں جیسے جھولا جھولنا، مٹھی چاپی کرانا، مالش کرانا، وغیرہ بس ایسے اشخاص ایکٹو قسم کی ورزش نہ کرسکتے ہوں اُنہیں ہر روز ضرور مٹھی چاپی کرانا چاہیئے جس سے دوران خون تیز ہوکر تکان رفع ہوجاتی ہے اور جسم مضبوط ہوجاتا ہے ✦

محنت اور ورزش

جس سے صحت قائم رہتی ہی اور جسم مضبوط ہو جاتا ہی!

ڈنڈ بیٹھک

مگدر

کھلی ہوا میں سانس لینا

چہل قدمی

دوڑنا

کشتی چلانا

شہواری

بائیسکل

فٹ بال کھیل

SAM/36

پیرنا

از جناب مولوی محمد شفیع الدین صاحب ٹیچر ماڈرن ہائی اسکول دہلی

ورزش کے جو پابند رہا کرتے ہیں — دن رات وہ خورسند رہا کرتے ہیں
سنتا ہوں کہ جو لوگ ہیں اسکے عادی — تن اُن کے تنومند رہا کرتے ہیں

ورزش کی اگر آپ کو عادت ہو جائے — دور آپ کے جسم سے علالت ہو جائے
ہر روز کی تکلیف سے ملجائے نجات — امراض سے آپ کو فراغت ہو جائے

ہر صبح کو سیر کرنے جایا کیجے — مل مل کے بدن اپنا نہایا کیجے
ورزش کی صفائی کی جو عادت ہو جائے — پھر خوب مزے سے دندنایا کیجے

ورزش لازم ہے تندرستی کے لئے — حرکت دیجے بدن کو چستی کے لئے
کاہل میں بھی آجاتی ہو تیزی اس سے — الحق ہے یہ تازیانہ سستی کے لئے

ہو صاف بدن، صاف مکان، صاف غذا — پانی بھی ہو صاف، اور ہو صاف ہوا
ورزش بھی جو ہر روز کیا کرتا ہو — دُکھ درد کا اسکو نہیں رہتا کھٹکا

سانپ کے کاٹے کا علاج

معلومات

سانپوں کے متعلق لوگوں میں بہت سی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں ہر سانپ کو زہریلا خیال کر لیا جاتا ہے، اور اکثر آدمی بے زہر کے سانپ کے کاٹنے سے بھی صرف خوف کیوجہ سے مر جاتے ہیں۔ اخبار اسٹیٹسمن نے مسٹر بارکلے کا ایک مفید اور پراز معلومات مضمون شائع کیا ہے۔ اسکے اقتباس کا ترجمہ درج ذیل ہے،

(ایڈیٹر)

سانپوں کے متعلق عام طور سے لوگوں کی واقفیت محدود ہے اور اسی ناواقفیت کیوجہ سے ایک بڑی تعداد ہر سال ان کا شکار ہوتی رہتی ہے۔ ہندوستان میں ہر سال بیس ہزار آدمی سانپ کے کاٹنے سے مرتے رہتے ہیں۔ برازیل Brazil میں اس طرح مرنے والوں کا سالانہ اوسط پانچ ہزار ہے لیکن جو لوگ جانبر ہو جاتے ہیں ان کی تعداد اس سے کئی گنی زیادہ ہے، افریقہ میں بھی لوگ نہایت کثرت سے سانپ کا شکار ہوتے رہتے ہیں،

سانپ از خود بہت کم حملہ کرتے ہیں، وہ اسی وقت حملہ کرتے ہیں جب انہیں چھیڑا جاتا ہے، یا ان پر حملہ کیا جاتا ہے ان کے حملہ آور ہونیکا خاص سبب غذا کا فراہم کرنا ہوتا ہے۔ تمام سانپ گوشت خوار ہوتے ہیں لیکن چونکہ ان کے ہاتھ پیر نہیں ہوتے جن سے وہ اپنے شکار کو گرفتار کر سکیں اسلئے اُسے [illegible] جانور پر جنہیں وہ نگل نہیں سکتے حملہ نہیں کرتے

بے زہر کے سانپوں میں تیزی اور چستی زیادہ ہوتی ہے، ان کے کاٹنے سے چھوٹے تیز اور ہموار دانتوں کی چار قطاروں کے نشانات جلد پر پڑ جاتے ہیں۔ یہ نشانات ہلکے ہوتے ہیں اور ان سے خون نکلنے لگتا ہے، اس زخم کے علاج کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اُسے خوب صاف کر کے اور جراثیم کو دور کر کے پٹی باندھ دیجائے یہ معلوم کرنیکے بعد کہ زخم زہریلا نہیں ہے صحت جلد ہو جائیگی۔

زہریلے سانپ بھدے اور سست ہوتے ہیں اور دن کے وقت کہیں چھپے ہوئے پڑے رہتے ہیں وہ اکثر تقریباً اندھے ہوتے ہیں، ان کے کاٹنے سے دو گہرے نشانات پڑ جاتے ہیں۔ جو ایکدوسرے سے کسی قدر فاصلے پر ہوتے ہیں اور ان سے دو ایک قطرہ خون نکل آتا ہے یہ نشانات سانپ کے زہریلے دانتوں کے ہوتے ہیں، زخم کے زہریلے ہونیکی علامتیں یہ ہیں کہ وہ مقام سوج جاتا ہے، وہاں کے خون میں انجماد پیدا ہو جاتا ہے اور آخر میں رعشہ محسوس ہونے لگتا ہے لیکن زہریلے سانپوں کے کاٹنے سے موت واقع ہونا ضروری نہیں ہے، بہت کچھ اس امر پر منحصر ہے کہ زہر کس مقدار میں خون میں پہنچا ہے اور مریض میں قدرتی طور پر قوت مدافعت کتنی ہے، زہریلے سانپ کا بہترین علاج یہ ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سانپ ہی کے زہر کا تیار کردہ سیرم انجکشن کے ذریعہ سے جسم میں داخل کیا جائے، اور اگر ممکن ہو تو وہ سیرم اسی قسم کے سانپ کا ہو جس نے کاٹا ہے، اگر سیرم دستیاب نہ ہو سکے تو مسٹر بارکلے کے تجربے کے موافق کامیاب طریقہ علاج یہ ہے کہ مریض کو آرام کرنا چاہیئے اسکے کپڑے ڈھیلے کر دئے جائیں اور جہانتک ممکن ہو اسے خاموش رکھا جائے اسکی قوت مدافعت برقرار رکھنے کیلئے تھوڑی دیر بعد کچھ گرم دودھ گوشت کا چائے

ذخیرہ مہیا کی جائے، زخم کو صاف اور منتشر رکھنے کے علاوہ اور کوئی علاج ایسی حالت میں نہ کرنا چاہیے۔

برص وجذام

اس مرض کے متعلق کہتے کہ تین ہزار برس سے قبل ازیں یہ پہلے یورپ میں بکثرت سے پایا جاتا تھا لیکن قرون وسطیٰ کے بعد جب وہاں کا معیار معیشت بلند ہو گیا اسکی کثرت میں بہت کچھ کمی ہو گئی ہے آج زیادہ تر گرم اور مرطوب آب وہوا کے ملکوں میں پایا جاتا ہے اسکی کثرت سب سے زیادہ وسط اور مغربی افریقہ میں جنوبی امریکہ کے شمالی حصہ میں اور بحر الکاہل کے متعدد جزیروں میں ہے ہندوستان چین اور جاپان کے لوگ بھی ایک بڑی تعداد میں اس کا شکار ہیں۔ افریقہ کا بہت کم حصہ ایسا ہے جہاں یہ مرض بالکل نہ پایا جاتا ہو اور آسٹریلیا، شمالی امریکہ اور یورپ میں بھی اسکی شکایت موجود ہے، ناروے، اور آئس لینڈ میں یہ وبا کثرت سے پھیلی ہوئی ہے۔

اب چند سال پیشتر تک ڈاکٹروں کے ہاں اسکا کوئی قطعی علاج نہ تھا۔ اکثر ممالک میں مبروص ومجذوم اشخاص سوسائٹی سے خارج کر دیے جاتے تھے اس مرض سے دوسروں کو محفوظ رکھنے کا صرف یہی طریقہ تھا کہ ایسے اشخاص جبری طور پر علیحدہ رکھے جاتے تھے پھر بھی تعدیہ کچھ نہ کچھ ہوتا ہی رہتا تھا اس مرض کے مریضوں کیلئے ایک مقام خاص کر دیا جاتا تھا، جو لوگ اس مقام پر بھیجے جاتے تھے ان کو تقریباً تمام عمر قید کی زندگی بسر کرنی پڑتی تھی وہاں انہیں طرح طرح کی تکلیفیں ہوتی تھیں، یہی وجہ ہے کہ جن ممالک میں ایسے لوگوں کو جبری طور پر ان مخصوص مقامات میں بھیج دیا جاتا ہے وہاں ان کے اعزہ اور احباب حتی الامکان مرض کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اسوقت تک اس کو چھپائے رکھتے ہیں جب تک کہ وہ اتنی ترقی نہ کر جائے کہ اسکا چھپانا ناممکن ہو جائے ان مقامات میں قیام کی مدت چار سے آٹھ سال ہوتی تھی برص وجذام ایک قسم کے جراثیم سے پیدا ہوتے ہیں،

جو دق کے جراثیم سے بہت ملتے جلتے ہیں خوردبین سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں بظاہر کوئی فرق نہیں ہے تاہم دونوں میں فرق یہ ہے کہ جذام کے جراثیم کا حملہ بجائے پھیپھڑوں کے جلد اور اعصاب پر ہوتا ہے لیکن دونوں کی رفتار یکساں طور پر سست ہوتی ہے، جذام کا اثر اکثر بیس سے کم عمر والوں پر ہوتا ہے تیس سال کی عمر کے بعد اسکا تعدیہ بہت شاذ ہوتا ہے۔

جہانتک تعدیہ کا تعلق ہے برص وجذام دق سے کم متعدی ہیں، ان کے جراثیم انسانی جسم سے باہر نہیں رہ سکتے اسی فیصدی واقعات میں تعدیہ کا سبب یہی پایا جائیگا کہ لوگ مریض کے ساتھ عرصہ تک ہی ایک مکان میں رہتے تھے تعدیہ کے بعد بھی مرض کی علامتیں بہت دنوں میں ظاہر ہوتی ہیں کبھی کبھی سالوں گذر جاتے ہیں تب اسکی علامتیں واضح طور پر دکھائی دینے لگتی ہیں۔

۱۹۱۵ء اور ۱۹۱۶ء کے درمیان اس مرض کے علاج کا ایک نیا تجربہ کلکتہ میں کیا گیا اس تجربہ کی کامیابی کا سہرا زیادہ تر ڈاکٹر سر راجرس Sir Rogers کے سر ہے۔ اُنہوں نے جذام کے مریضوں کو مونگرے کے چاول کے تیل کا انجکشن دینا شروع کیا، بہت سے انجکشن کے بعد اس کا اثر مرض کی علامتوں پر ظاہر ہونا شروع ہوا جن لوگوں کا مرض ابتدائی حالت میں تھا ان کو اس سے نمایاں طور پر فائدہ ہونے لگا پندرہ سال کے تجربہ نے اس علاج کے مفید ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رکھا ہے البتہ مرض کے ازالہ میں مہینوں بلکہ سالوں لگ جاتے ہیں جو اعضاء مرض کی شدت کی وجہ سے کٹ کر گر گئے ہیں وہ تو از سر نو درست نہیں ہو سکتے لیکن اگر ایک مدت تک اس علاج پر عمل کیا جائے تو اکثر و بیشتر ابتدائی درجے میں مرض کا ازالہ ضرور ہو جاتا ہے

اور دوسرے درجہ میں بھی بعض لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچ ہی جاتا ہے۔

اس علاج کی کامیابی نے برص و جذام کے مسئلہ کی ایک نئی شکل پیدا کر دی ہے، اب جونہی مرض کی ابتدائی علامتیں ظاہر ہوں اس کا علاج بہت کچھ کامیابی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے جن لوگوں کے ساتھ مجذوم ملتا جلتا رہا ہے ان کا طبی معائنہ وقتاً فوقتاً کیا جا سکتا ہے اور اگر تعدیہ کا کوئی اثر پایا جائے تو اس کا انسداد شروع ہی میں ہو سکتا ہے اس طریقہ علاج میں یہ بھی ہمیشہ ضروری نہیں کہ مریض کو دوران علاج میں سب سے علیحدہ رکھا جائے مرض کی اس نوعیت میں جب اثر صرف رگوں پر ہوتا ہے تو اکثر جلد پر کوئی زخم نہیں ہوتا، اس لئے اس وقت تعدیہ کا خطرہ بھی نہیں ہوتا ایسے مریضوں کا علاج معمولی اسپتالوں میں بھی کیا جا سکتا ہے

اس طریقہ سے کسی ایک خطہ میں برص و جذام کی شکایت دس سال کی قلیل مدت میں بہت بڑی حد تک دور کی جا سکتی ہے۔

جزیرۂ نادرو Nauru میں یہ طریقہ علاج سب سے زیادہ کامیاب ہوا ہے تین ہی سال کی مدت میں مجذوموں کی تعداد چالیس فیصدی کم ہو گئی۔ ایک سال کے بعد جن لوگوں نے تعدیہ کا اثر قبول کر لیا تھا انکی تعداد نصف رہ گئی یہی تجربہ ایک بڑے پیمانہ پر جنوبی سوڈان میں کیا گیا، یہاں (۶۵۰۰) آدمی، یعنی پانچ فیصدی آبادی جذام میں مبتلا پائے گئے جن میں سے (۱۴۸۰۰) مریضوں کے لئے تیس مربع میل کا ایک خطہ علیحدہ کر دیا گیا تھا، ۱۹۳۲ء کے اختتام تک (۲۲۳۰) آدمی بالکل تندرست ہو کر وہاں سے نکل آئے تھے۔

(معارف)

شیر رسانی کے طریقوں کی اصلاح

ہندوستان کی مرکزی جمعیت زراعت نے ایک کمیٹی ترتیب دی ہے جو بمبئی، کلکتہ، کراچی، کاٹھیاواڑ، کوئمبٹور، اور ڈھاکہ وغیرہ کا دورہ کرنے کے بعد ایسے قواعد و ضوابط مرتب کریگی جو اس ملک میں شیر رسانی کے طریقوں کو سائنس اور حفظان صحت کے مطابق لانے پر مجبور کرینگے، اس سلسلہ میں یہ بھی کوشش ہو رہی ہے کہ مسکہ اور مصنوعی روغن کی درآمد پر امتناعی محاصل عائد کئے جائیں۔

اس اثنا میں برطانیہ کے محکمۂ زراعت نے بعض شیر رسانی کارخانوں کی عزیمت کو پسند کیا ہے جو مشین کے ذریعے سے دودھ نکالتے ہیں، اس طریقے کو مسلسل کئی دودھ دینے والے جانوروں پر آزمایا گیا اور ثابت کیا گیا ہو کہ نہ تو جانور کو اس سے کوئی گزند پہنچتا ہے، نہ دودھ کی مقدار میں کمی ہوتی ہے، اور نہ اس کے اجزا میں کوئی فرق آتا ہے۔ بلکہ گرم بھاپ سے صاف کی ہوئی مشین سے دودھ نکالنا ہاتھ کی نسبت زیادہ حفظان صحت متصور ہے مشین کم قیمت اور بہت دنوں چلنے والی ہے،

مشترکہ زبان کے امکانات

برطانیہ کے ماہر لسانیات مسٹر [illegible] نے دس برس کی متواتر کوشش کے بعد ایک ایسا آلہ تیار کیا ہے جو [illegible] ضبط و اخراج سے مصنوعی انسانی آواز پیدا کر سکے گا۔ اسکی ساخت [illegible] [illegible] کی [illegible]

اگن ہاجے کی نے اور پیرس سے چلائے والی دہونکنی ہوگی۔ مسٹر چینڈ مدت سے ایک بین الاقوامی مشترکہ زبان کی فکر میں ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں مختلف ممالک میں اور زاد گونگے بہروں کے ادائے مطالب کے طریقوں پر غور کر رہا ہوں ان میں لکھنے کرنے والے شامل نہیں ہیں۔ بلکہ اشاروں سے بات کرنے والے جو ہر جگہ یکساں اشارے کرتے ہیں۔ قواعد اور ترکیب الفاظ ان کے نزدیک اقوام میں اشتراک عمل پیدا کرنے میں حائل ہیں اصل میں ضرورت قیافہ شناسی کی ترویج اور چند قدرتی علامات کے عام ہونے کی ہے جن سے خیالات بالکل منطقی ترتیب سے ادا ہو سکیں، موصوف کا دعویٰ ہے کہ دس سال تک بچوں کو قدرتی اشاروں اور تصویری زبان دانی پر چھوڑ دیا جائے، تو تمام عالم میں ایک مشترکہ زبان رائج ہو جائے گی۔

انفلوئنزا

کے انسداد کی نئی تدابیر جو زیر غور ہیں میڈیکل ریسرچ کونسل کے سہ ماہی رسالہ میں شائع ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر انڈریوز اور ولسن اسمتھ ان کے متعلق عرصہ سے تجربات میں لگے تھے یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے تحقیقات کے دوران میں انفلوئنزا کے جراثیم کو گلہری پر منتقل کرنے کا طریقہ معلوم کر لیا ہے۔ فلو کا زہر جو ابتداً انسان کے جسم میں داخل ہو کر بخار پیدا کرتا ہے دوسرے

(جانوروں میں جذب کیا جاسکیگا)

بقیہ صفحہ ۲۴ یہ ہے

اور اس قسم کے خیالات پیدا ہونے لگتے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ وہ مجھ سے نفرت نہیں کرتی، بلکہ خدمتگذاری میں اُسے ادنیٰ سا تامل اور تعلق نہیں ہوتا بلکہ غالباً پہلے تو کبھی کبھی ایسا ہو بھی جاتا تھا کہ وہ میری کسی ضرورت کو بھول جائے لیکن اب تو صحیح معنوں میں ایک اعلیٰ درجہ کے ہوٹل کی نہایت سلیقہ مند خادمہ کیطرح وہ میرا کام بالکل ٹھیک وقت پر کر کے رکھدیتی ہے اور کبھی کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی نہیں بھولتی۔ لیکن ایکطرف ایسی غلامانہ اطاعت گذاری کے ساتھ دوسری طرف یہ چیز بھی موجود ہے کہ اپنی صورت اور اپنی حالت اُس نے کچھ ایسی بنائی ہے کہ گویا اسے اس دنیا سے کوئی دلچسپی ہی نہیں، ہر وقت اداس، ہر وقت مغموم اور اس پر طرہ یہ کہ لاکھ لاکھ پوچھتا ہوں پھر بھی اپنے دل کا حال نہیں بیان کرتی، اسے اچھی طرح معلوم ہے کہ میں اپنی شکایتیں بہت ہی خوشی سے سنا کرتا ہوں اور اگر مجھ سے غلطی ہوئی ہے تو بہت ہی سچے دل سے معافی مانگ لیا کرتا ہوں لیکن اسکے باوجود وہ کچھ نہیں کہتی۔

عثمانی :- مگر اس سے پہلے جب وہ خوش رہا کرتی تھی تو کبھی ایسا ہوا تھا کہ اس نے تمہاری کسی غلطی کی تم سے شکایت کی ہو؟

فاروق :- کئی مرتبہ ہم دونوں میں یہ ایک طے شدہ چیز تھی کہ جب کوئی ذرا سی شکایت کسی کے دل میں پیدا ہو تو وہ دوسرے سے کہدے۔

عثمانی :- ہوں......... اچھا اب میں تمہیں بتاؤں کہ تم اس لغو اور بیہودہ خیال کو تو دل سے نکال دو، اور گھر جاکر زبیدہ کو یہ پیغام دیدینا کہ مسز عثمانی نے انہیں بلایا ہے کل ضرور ضرور وہ میرے ہاں آجائیں۔

فاروق :- (غور سے عثمانی کو دیکھ کر) کیوں تم کیا کروگے؟

عثمانی :- جو کچھ میں کرونگا وہ خود ہی تمہیں معلوم ہو جائیگا کل تم دن بھر گھر ہی رہنا۔

فاروق نے جواب میں "اچھا" کہا اور دونوں دوست باغ سے گھر کی طرف روانہ ہوگئے۔

باقی آئندہ

تشریح و منافع

"عضو ناف" اور ویدک

از جناب حکیم مولوی محمد حبیب اللہ صاحب سدہوری، حیدرآباد دکن

جناب حکیم محمد حبیب اللہ صاحب سدہوری ہمارے ان برادران فن میں ممتاز ہیں جو طب یونانی کیساتھ ویدک سے بھی شغف رکھتے ہیں، آپکی یہ دلچسپی ویدک کے متعلق ہماری معلومات میں اضافہ کا سبب بنتی رہی ہے مقام مسرت ہے کہ کچھ عرصہ خاموشی کے بعد آپکے قلم کو پھر جنبش ہوئی ہے جسکا نتیجہ آئندہ صفحات ہیں حکیم صاحب موصوف ہمدرد صحت کی اشاعت خاص کیلئے بھی ویدک نقطہ نظر سے ایک جامع مضمون حوالۂ قرطاس کرنیکا ارادہ رکھتے تھے، لیکن افسوس علالت طبع نے معذور رکھا، مضمون "عضو ناف" جس تحقیق وکاوش سے لکھا گیا ہے ظاہر ہے اس قسم کے مضامین کا مطالعہ علم و فن کی ابتدائی تحقیق اور فکر انسانی کے اولین مراحل کی آگاہی کیلئے بہت ضروری ہے۔ اگرچہ ہم کو اسوقت یہ چیزیں محض تخیلات معلوم ہوتی ہیں، امید ہے کہ ناظرین ہمدرد صحت اس سے دلچسپی لیں گے ..... اور حکیم صاحب بھی اس دلچسپ سلسلہ کو جاری رکھیں گے۔

"ہمدرد صحت"

استدراک!

از جناب ڈاکٹر محمد عثمان خان صاحب جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد دکن

"ناف کی قدیم ویدک تشریح اور منافع کے متعلق مخدومی جناب حکیم حبیب اللہ صاحب سدہوری نے جس محنت وکاوش سے اصلی کتب ویدک سے تحقیقات فرمائی ہیں وہ انہیں کا حصہ ہے، حیرت ہے کہ قدیم ویدک میں ناف کو ایک عضو قرار دیا گیا ہے۔ اسکی ساخت، محل وقوع، مبنت، اور منافع کے متعلق جو بیان اصلی ماخذ کیساتھ پیش کیا ہے اُسپر زمانۂ حاضرہ کی تشریح اور منافع کے لحاظ سے ایک دلچسپ افسانہ کا گمان ہوتا ہے۔ "عضو ناف" کا قرار پانا، اسکا مبنت ہونا، اسکا خاص مقام جٹھر اگنی کا محل وقوع، سمان وایو کا منبع، پران وایو کا سرچشمہ، جاندار کی جان کا چشمۂ حیات اور کیا کیا ہونا جدید تشریح اور افعال الاعضا کی روشنی میں ایک حیرتناک طلسم خیال نظر آتا ہے جو اہمیت اور جامعیت ویدک میں اس عضو خاص کو دیگئی ہے وہ اسے اعضائے رئیسہ سے بھی بلند تر مقام پر پہنچا دیتی ہے۔ معلوم نہیں قلب، دماغ، جگر اور غدد باطنیہ وغیرہ کے متعلق ویدک کے زعفران زار میں کیا کیا محیر العقول شگوفہ کاریاں موجود ہونگی۔ اگر حکیم صاحب موصوف اپنی تحقیقات کے اس دلچسپ سلسلہ کو گاہ گاہے پیش فرماتے رہیں تو اس سے یقیناً قدیم زمانے کے تخیلات کے متعلق حیرت انگیز بصیرت حاصل ہوگی۔"

مضمون زیر عنوان اگرچہ صرف عضو ناف کی تشریح | اور منافع سے متعلق ہے لیکن ویسے ڈھنگ سے مرتب کیا

گیا ہے جس سے مہلکہ علم تشریح پر کافی روشنی پڑتی ہے اور وید وں کی تشریحی معلومات کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے بنا بریں اہل الرائے حضرات کی خدمت میں ہماری استدعا ہے کہ وہ اس عضو کی نسبت اپنی مدلل رائے ظاہر فرمائیں۔

کتب طبیہ ہندیہ میں منجملہ اعضائے جسمانی کے ناف کو ایک کارآمد عضو تسلیم کیا گیا ہے، اور عضوناف کی حیرت انگیز خصوصیت اور اہمیت ظاہر کی گئی ہے، اطبائے ہندی نے اگرچہ گردوں اور دماغ وغیرہ بعض اعضا کی تشریح و منافع کے لکھنے سے بے اعتنائی کی ہے لیکن عضوناف کی جی کھول کر ایسی مفصل تشریح اور منافع قلمبند کئے ہیں جن سے طب اسلامی اور طب مغربی کی کتابیں بالکل معرا ہیں۔

معزز ناظرین کو واضح ہو کہ ملک ہند کے سب سے پہلے طبی مصنف مہاراج دہنونتری نے کتاب سشرت میں پرتی انگ دا عضائی اعضا یعنی اعضائے خورد کے جسقدر نام لکھے ہیں ان میں پشت، شکم، مثانہ، گردن، دونوں آنکھیں اور دونوں کان وغیرہ کے ساتھ نابھی یعنی عضوناف کا نام بھی موجود ہے لیکن کتاب کے چرک کے مصنف مہرشی اتری کمار نے پرتی انگ یعنی اعضائے خورد کی فہرست میں عضوناف کا نام نہیں لکھا ہے بلکہ کوشٹ انگ یعنی سینہ اور شکم کے اندرونی اعضائے دل، جگر، طحال اور معدہ وغیرہ کی فہرست میں عضوناف کا نام خصوصیت سے داخل کیا ہے اب ہم سب سے پہلے عضوناف کا مقام بتائیں گے، اور اس کے بعد عضوناف کی تشریح اور منافع بیان کرینگے۔

عضوناف کا مقام

مہاراج دہنونتری نے نابھی یعنی ناف کا مقام پکواشے اور آم آشے کے درمیان بیان کیا ہے جس کے متعلق ہم پہلے پکواشے اور آم آشے کے مقامات اور اُن کے افعال بیان کریں گے اور اُس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتائیں گے کہ پکواشے اور آم آشے کن اعضا کو کہتے ہیں تاکہ ناظرین آسانی کیساتھ عضوناف کا مقام معلوم کر سکیں۔

اطبائے ہند کے نزدیک آم آشے کا مقام حیوانات کی چھاتی کے نیچے اور ناف کے اوپر ہے یہ آم آشے غذائے خام کا مقام ہے اور اس کا نام کتب طب اسلامی میں عضو معدہ ہے اسی آم آشے یعنی عضو معدہ میں آنتوں میں جانے سے پہلے غذا ٹھہرتی اور پکتی ہے لیکن یہ خام رہتی ہے، پکواشے کا مقام سرین و مقعد کے اوپر اور نیچے ہے یہ پکواشے غذا کے پختہ ہونیکا مقام اور فی الحقیقت چھوٹی اور بڑی آنتوں کا مجموعہ ہے، جنکا نام کتب طب اسلامی میں معاء اثنا عشری۔ معاء صائم۔ معاء دقیق معاء اعور معاء قولون۔ اور معاء مستقیم ہے اسی پکواشے یعنی آنتوں میں معدہ سے غذائے نیم خام منحدر ہوکر پوری طرح سے پختہ ہوتی ہے اور غذا کے پختہ ہوجانیکے بعد اس کا خلاصہ عضو قلب میں جاکر ٹھہرتا ہے اور وہاں سے دھمنیوں یعنی شریانوں کے ذریعہ سے جگر اور طحال میں جاکر خون بنجاتا ہے۔ غذا کے فضلہ کے دو حصے اس صورت سے آنتوں میں ہوتے ہیں کہ فضلہ کا رقیق اور مائی حصہ بہت ہی باریک باریک اور کثیر التعداد رگوں کے ذریعہ سے مثانہ میں جمع ہوتا رہتا ہے جسکو پیشاب کہا جاتا ہے اور جو گاڑھا حصہ فضلہ کا قولون میں باقی رہ جاتا ہے وہ براز کہلاتا ہے، تشریح مندرجہ بالا کے بعد اب ناظرین کے ذہن نشین کرنیکے لئے مقام ناف کی صراحت اس طور سے کیجاتی ہے کہ معدہ اور معاء اثنا عشری کے درمیان یعنی معدہ کے نیچے اور معاء اثنا عشری کے اوپر عضوناف واقع ہے۔

عضوناف کی مقدار اور بناوٹ

مہاراج دہنونتری سشرت سنتھا شاریر ستھان ادھیائی (۶) میں تحریر فرماتے ہیں کہ "پکواشے یعنی آنتوں اور آم آشے یعنی معدہ کے درمیان وریدوں سے بنا ہوا نابھی مرم ہے اس پر چوٹ لگنے سے انسان فوراً ہلاک ہوجاتا ہے"

اشلوک مندرجہ بالا کے متعلق نابھی یعنی عضوناف کے مقام کی صراحت قبل ازیں کیجا چکی ہے ...

کی توضیح و تشریح ملاحظہ فرمائیں۔ اطبائے ہند کے نزدیک
مرم وہ خطرناک و نازک مقامات ہیں جنمیں چوٹ لگنے سے بیقراری
پیدا ہوتی ہے یا موت آجاتی ہے۔ ایسے خطرناک و نازک مقامات
جسم انسانی میں ایکسو سات بتائے گئے ہیں اور ان سب کو
مرم کہا جاتا ہے۔ منجملہ ان کے عضوناف بھی ایک مرم یعنی خطرناک
و نازک مقام ہے جسمیں چوٹ لگنے سے انسان فوراً مرجاتا ہے
اسی سبب سے اشلوک مندرجہ بالا میں نابھی یعنی ناف کو نابھی مرم
تحریر کیا گیا ہے تمام مرموں یعنی مقامات خطرناک و نازک کی اطبائے
ہند نے پیمائش کرلی ہے اور ہر ایک کا مزاج بھی دریافت کرلیا ہے
چنانچہ ناف کے خطرناک و نازک مقام (نابھی مرم) کو بھی چار انگل
کی مقدار میں یعنی ہتھیلی کے برابر بتایا ہے اور ناف کا مزاج آتشی
ظاہر کیا ہے۔ اشلوک مندرجہ بالا میں اگرچہ عضوناف کی بناوٹ صرف
شراؤں یعنی وریدوں سے ظاہر کیگئی ہے لیکن پیشیوں یعنی
عضلات کے بیان میں خود مہاراج دھنونتری نے تحریر فرمایا ہے
کہ عضوناف میں ایک پیشی یعنی عضلہ ہے جسکی بنا پر اب ہم عضوناف
کی مقدار اور بناوٹ ان الفاظ میں بیان کرینگے کہ آتشی مزاج
رکھنے والے عضوناف کی مقدار ہتھیلی کے برابر ہے اور وہ ایک عضلہ
اور بڑی بڑی وریدوں سے بنا ہوا ہے جنمیں خلط خون خلط صفرا
خلط بلغم اور رئیس الاخلاط خلط باد رواں ہے۔ علاوہ بریں عضو
ناف ایک خطرناک و نازک مقام ہے جسمیں چوٹ لگنے سے فوراً
مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر جاتا ہے۔

عضوناف کی پیدائش

مہاراج دھنونتری کی رائے کے مطابق جنین کا عضوناف
ماں کے خون حیض سے پیدا ہوتا ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ جنین
کی کھال۔ ڈاڑھی مونچھیں ہڈیاں۔ ناخن۔ دانت۔ اعصاب
شرائین اور کدرہ وغیرہ مضبوط اعضا کی پیدائش باپ کی منی
سے ہوتی ہے اور گوشت خون چربی دل جگر طحال [illegible] آنت
اور مقعد وغیرہ نرم و نازک اعضا ماں کے آرتو خون حیض سے پیدا
ہوتے ہیں (ملاحظہ ہو سشرت ستہانا شاریر ستہان
ادھیائے (۳)) یہ بھی واضح ہو کہ اطبائے ہند کے نزدیک مردوں
کی منی قمری یعنی سرد ہوتی ہے اور اسمیں عنصر آب غالب ہوتا ہے اور عورتوں
کا خون حیض شمسی یعنی گرم ہوتا ہے اور اس میں عنصر آتش کا غلبہ ہوتا ہے

عضوناف وریدوں کا منبت ہے

از روئے کتب ویدک جسم انسانی میں سات سو
شرا یعنی وریدیں ہیں۔ شراؤں یعنی وریدوں کا منبت عضوناف
ہے۔ عضوناف ہی سے وریدیں نکلکر اوپر نیچے ٹیڑھی اور ترچھی
سارے جسم میں پھیلی ہوئی ہیں۔ عضوناف وریدوں سے ایسا
گھرا ہوا ہے، جیسے رتھ کے پہیوں کا دُہرا لکڑیوں سے گھرا ہوا
ہوتا ہے۔ ان ہی وریدوں کے ذریعہ سے اعضا کا سکیڑنا پھیلانا
سونا جاگنا اور دوسرے کام سرانجام پاتے ہیں، ان سات سو
وریدوں میں سے چالیس وریدیں تمام وریدوں کی جڑ ہیں اور
مابقے انکی شاخیں ہیں۔ ان چالیس وریدوں میں سے دس
دس وریدیں خلط خون۔ خلط صفرا، خلط بلغم اور خلط باد کے
بہنے کی نالیاں ہیں جن دس وریدوں میں خلط خون رواں ہو
یعنی زیادہ ہے ان کا رنگ سُرخ اور مزاج معتدل ہے جن
دس وریدوں میں خلط صفرا رواں ہے یعنی زیادہ ہے ان کا
رنگ نیلا اور مزاج گرم ہے جن دس وریدوں میں خلط بلغم
رواں ہے یعنی زیادہ ہے ان کا رنگ سفید اور مزاج سرد ہے
جن دس وریدوں میں خلط باد رواں ہے یعنی زیادہ ہو ان کا رنگ
سُرخ مائل بہ سیاہی ہے۔ اور وہ وریدیں ہوا سے بھری ہوئی
اور پھولی ہوئی ہیں (ملاحظہ ہو سشرت ستہانا شاریر ستہان
ادھیائے (۷)) مہاراج دھنونتری نے چالیس وریدیں اخلاط
اربعہ کے بہنے کی بتائی ہیں جو عضوناف سے نکلی ہیں اور انہی سے
عضوناف بنا ہوا ہے لہذا یہ بدیہی امر ہے کہ چاروں اخلاط
خون صفرا بلغم اور باد عضوناف میں موجود ہیں۔ ناظرین کرام
[illegible] مہاراج دھنونتری خون صفرا بلغم اور باد کو اخلاط مانتے
ہیں لیکن [illegible] صرف صفرا بلغم اور باد
کو اخلاط تسلیم کرتے ہیں اور خون کو وہ [illegible] میں سے ایک

داتو بتے ہیں دیکھو دھاتوؤں کی تفصیل ہم کبھی آئندہ بیان کرینگے

عضوناف شریانوں کا بھی منبت ہے

مہاراج دہنونتری کے نزدیک دھمنیوں یعنی شریانوں کا منبت بھی عضوناف ہے۔ عضوناف ہی سے ۲۴ شریانیں نکلتی ہیں یہی دھمنیاں یعنی شریانیں شاخ در شاخ ہو کر بے شمار تعداد میں جال کی طرح سارے جسم میں پھیلی ہوئی ہیں ان ہی شریانوں کے ذریعہ سے غذا کا رس دکیوس یعنی خلاصہ غذا سارے جسم میں سرایت کر کے جسم کو سیر کرتا ہے، دیکھنا، سننا، سونگھنا، چکھنا، چھونا، بات چیت کرنا، رونا، ہنسنا، سونا، جاگنا، سانس کا باہر آنا اندر جانا، ان شریانوں کے ذریعہ کر عمل میں آتا ہے۔ ملاحظہ ہو سشرت سنہتا شاریر ستھان ادہیائے (۹)، اگرچہ مہاراج دہنونتری نے جسم انسانی کی وریدوں اور شریانوں کی بہت ہی باریک شاخوں کی تعداد نہیں لکھی ہے لیکن مہرشی اتری کمارنے ان کی تعداد تین لاکھ چھپن ہزار اور نوسو بائیس ہے (ملاحظہ ہو چرک سنہتا بھاشا ٹیکا سہت شاریر ستھان ادہیائے (۷) مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ)

پت کا خاص مقام عضوناف ہے

کتب ویدک میں پت آشے اور پت ستھان اور اگنی آشے اور دہن آشے جو الفاظ ملتے ہیں ان کے معانی کے لحاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ عضو مرارہ یعنی زمرارہ کے نام ہیں لیکن ویدک کے قدیم مصنفین و مولفین نے پتہ کے مقام کو بھول بھلیاں بنا دیا ہے جسکے سبب سے آج بڑے بڑے قابل وید حیران و سرگردان ہیں اور چرک و سشرت و اشٹانگ ہردے وغیرہ میں ان کو پتہ کے اصلی مقام کا پتہ نہیں لگتا ہے چنانچہ جناب پنڈت مُرلیدہر صاحب شرما راج وید کتاب سشرت کی ہندی شرح میں پت آشے کی اس طرح تشریح لکھتے ہیں کہ "پت آشے یعنی آم آشے یعنی معدہ ہے یہ عضوناف سے کچھ اوپر ہے اسے ہی پتہ کہتے ہیں (ملاحظہ ہو سشرت سنہتا بھاشا ٹیکا سہت شاریر ستھان ادہیائے (۵) شرح اشلوک (۷) مطبوعہ وینکٹیشور پریس بمبئی) اسکے بعد ناظرین کو واضح ہو کہ مہاراج دہنونتری نے پت یعنی صفرا کے رہنے کی خاص جگہ کام آشے اور پکوا شے کے بیچ میں بتائی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پت آشے یعنی عضو مرارہ عضو معدہ کے نیچے اور معا اثنا عشری کے اوپر ہے اور یہ وہی جگہ ہے جسمیں عضوناف رہتا ہے جسکی صراحت ہم اس سے پہلے کر چکے ہیں، مہاراج دہنونتری کی رائے کے مطابق یہی پت جو عضو معدہ اور معا اثنا عشری کے درمیان قیام پذیر ہے جسم کی اندرونی آتش ہونیکے سبب سے ماکولات و مشروبات کو ہضم کرتا ہے اور رس یعنی خلاصہ غذا، اخلاط، بول اور براز کو الگ کر دیتا ہے ماسوا اسکے چاروں عام مقامات کے پت یعنی صفرا کو طاقتور بنانا اور سارے جسم کی پرورش کرنا اسی پت کا کام ہے اسی پت کا نام پاچک اگنی یعنی آتش ہضم کنندہ ہے (ملاحظہ ہو سشرت سنہتا سوتر ستھان ادہیائے (۲۱)، پت کے اور چار دیگر مقامات عامہ میں سے پہلا مقام جگر و طحال دوسرا مقام قلب تیسرا مقام آنکھیں اور چوتھا مقام جلد بدن ہے۔ مہاراج دہنونتری کا بیان کیا ہوا پت آشے اگرچہ اُسکے افعال کے لحاظ سے تو خیال کیا جا سکتا ہے جو اُن کے نزدیک عضوناف کیساتھ ساتھ معدہ اور معا اثنا عشری کے بیچ میں موجود ہے لیکن ویدک کے قدیم مولف واگ بھٹ اچاریہ پت کے رہنے کا خاص مقام عضوناف کو بتاتے ہیں جس سے جسم انسانی میں پتہ کا مقام معدوم ہو جاتا ہے، اور ویدوں کے لئے یہ امر قابل تسلیم ہو جاتا ہے کہ ویدک کا پت استھان (یعنی پت کا خاص مقام) پتہ نہیں بلکہ آتشی مزاج رکھنے اور ہتھیلی کے برابر عضوناف ہے (ملاحظہ ہو اشٹانگ ہردے سوتر ستھان ادہیائے (۱۲)

عضوناف میں جٹھر اگنی کا قیام

مہاراج دہنونتری نے معدہ اور اثنا عشری کے درمیان رہنے والے پت کا نام پاچک اگنی آتش ہضم کنندہ لکھا ہے اور یہی پاچک اگنی کا دوسرا نام جٹھر اگنی آتش معدہ بتایا ہے لیکن بعض اطبائے سند کو اس سے

[illegible] کتاب بھاؤپرکاش کے مولف بھاؤ مشر آچاریہ جھٹھراگنی کو شتی داسہ تین مانتے اور جٹھراگنی یعنی آتش معدہ کا قیام عضوناف میں بتاتے ہیں یعنی جٹھراگنی جو بھاؤ مشر آچاریہ کے نزدیک عضوناف میں رہتی ہو اور پت یعنی صفرا کے ماسوا ہو مختلف قسم کی غذاؤں کو ہضم کرتی ہو اطبار ہند کے نزدیک اس جٹھراگنی کی مقدار تل کے برابر ہو اگر غور سے دیکھا جائے تو ویدک کی جٹھراگنی اپنے فعل کے اعتبار سے اور معنی کے لحاظ سے وہی ہو جسکو طب اسلامی کی کتابوں میں قوت ہاضمہ لکھا گیا ہو۔

عضوناف میں سمان وایو کا قیام

کتب ویدک میں ہوا کے نام وایو۔ وات اور پون لکھے ہوئے ہیں۔ اطبار ہند کے نزدیک جسم انسانی کی بیرونی اور محیط ہوا عناصر خمسہ میں سے ایک عنصر ہے اور آگ، پانی، ہوا، مٹی اور اکاش (خلا) پنچ مہا بھوت یعنی عناصر خمسہ ہیں لیکن جسم انسانی کی اندرونی ہوا ویدک کے اخلاط ثلثہ میں سے ایک خلط ہو کف (بلغم)، پت (صفرا) اور وایو (باد) تردوش یعنی اخلاط ثلثہ ہیں۔ اطبار اسلامی ہوا کو گرم وتر مانتے ہیں۔ لیکن اطبائے ہند ہوا خواہ وہ جسم انسانی کے اندر ہو یا باہر سرد وخشک سمجھتے ہیں مہاراج دھنونتری نے جسم انسانی کی اندرونی وایو یعنی خلط باد کا اصلی اور خاص مقام سُرین ومقعد میں بتایا ہو اور جسم انسانی کے اندر رہنے والی ہوا یعنی خلط باد کی پانچ قسمیں قرار دی ہیں جنمیں سے پہلی قسم پران وایو، دوسری اودان وایو، تیسری سمان وایو، چوتھی ویان وایو اور پانچویں اپان وایو ہے، ان پانچوں قسم کی ہواؤں میں سے سمان وایو کا مقام شارنگدھر اچاریہ اور بھاؤ مشر اچاریہ کی رائے کے مطابق عضوناف ہو (ملاحظہ ہو بھاؤ پرکاش بھاشا صفحہ ۴ مطبوعہ نولکشور پریس) سمان باد کے افعال یہ ہیں کہ سمان جٹھراگنی (آتش معدہ یعنی قوت ہاضمہ) کے پاس رہتی [illegible] سمان باد [illegible] ہضم کرتی ہے [illegible] صاف [illegible]

ظاہر ہے کہ ویدک کی سمان باد طب اسلامی کی قوت ماسکہ ہو (ملاحظہ ہو اشٹانگ ہردے بھاشا ٹیکا سہت سوتر ستھان ادھیائے ۱۲)

عضوناف میں پران وایو کا قیام

ویدک بحث اچاریہ پران باد کا مقام سر کو اور شارنگدھر اچاریہ عضو قلب کو قرار دیتے ہیں، پران باد کے افعال یہ ہیں کہ یہ پران باد براہ دہن اندر اور باہر گھوما کرتی ہو جسم کو قائم رکھتی ہو غذا کو اندر یعنی پیٹ میں لیجاتی ہو زندگی کو سہارا دیتی ہو (ملاحظہ ہو سشرت سنتھا بھاشا ٹیکا سہت ندان ستھان ادھیائے) چونکہ ویدک کی یہ پران باد غذا کو پیٹ میں لیجاتی ہو لہذا اس فعل کے سبب سے ہم اسکو طب اسلامی کی قوت جاذبہ سمجھیں گے پران باد کے افعال بتلانے کے بعد اب ہم اس بات کو ظاہر کرینگے کہ شارنگدھر اچاریہ کے نزدیک عضو قلب کے علاوہ پران باد کا قیام عضوناف میں بھی رہتا ہو چنانچہ شارنگدھر اچاریہ تحریر کرتے ہیں کہ "پران پون یعنی باد حیات عضوناف قیام کئے ہوئے قلب کو مس کرکے آکاش یعنی آسمان سے امرت یعنی تازہ اور لطیف ہوا کے پینے کیلئے گلے کے باہر جاتی ہو اور پھر اسی تیزی سے ناک کے نتھنوں کے راستہ سے اپنے مقام یعنی عضوناف میں واپس آتی ہو، اور سارے جسم اور روح کو بھرپور اور مسرور کرتی ہو اور جٹھراگنی یعنی آتش معدہ کو روشن رکھتی ہے" (ملاحظہ ہو شارنگدھر سنتھا بھاشا ٹیکا سہت پہلا کھنڈ ادھیائے پانچواں) یہ ویدک کی پران باد یعنی باد حیات وہی ہوا ہے جو سانس کے ذریعے جسم انسانی کے اندر جاتی ہو اور باہر آتی ہو اسی ہوا کو سعدی شیرازی نے کتاب گلستاں میں ممد حیات اور مفرح ذات لکھا ہو۔

عضوناف جاندار کی جان

مہاراج دھنونتری نے عضوناف کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ظاہر کی ہو کہ تمام جاندار کی جان عضوناف [illegible] جاندار کی جان [illegible] عضوناف کا سہارا [illegible] ملاحظہ [illegible] ستھان ادھیائے، عضوناف کے [illegible]

[illegible]

مجربات

حبوب سعال نزلی

حب الآس تین ماشہ، رب السوس ۳ ماشہ، پوست انار تین ماشہ، صمغ عربی تین ماشہ، طباشیر تین ماشہ، کتیرا تین ماشہ، پوست بیخ ... ۳ ماشہ، نشاستہ ... خشخاش سفید ۳ ماشہ، تخم بہدانہ ۲ ماشہ، مغز کدو ۲ ماشہ، آملہ ۲ ماشہ، افیون مصری دو ماشہ کوٹ چھان کر روغن بادام ۶ ماشہ سے چرب کرکے لعاب بہدانہ میں گولیاں سیاہ چنے کے برابر بنائیں۔

خواص:- نزلہ کی کھانسی کیلئے نہایت مفید ہیں، سینہ کی سوزش کو رفع کرتی ہیں۔ دماغ کو تقویت دیتی ہیں۔ رات کو سوتے وقت بوقت ضرورت تین چار گولیاں منہ میں ڈال کر چوستے رہیں۔ صرف نزلہ کے لیے چار پانچ گولیاں پان کے ساتھ کھانا کافی ہے۔

سفوف مغلظ دافع جریان

صمغ عربی ایک تولہ، گلنار ایک تولہ، صندل سفید ایک تولہ، کہربا ایک تولہ، مصطگی رومی ایک تولہ، گیرو سرخ ایک تولہ، ثعلب مصری دو تولہ، اندر جو دو تولہ، چھال ببول دو تولہ، تودری زرد دو تولہ، تودری سفید دو تولہ، پوست مولسری تین تولہ، پوست کچنال تین تولہ، سنگھاڑہ تین تولہ، دانہ الائچی خورد دو تولہ، دار چینی دو تولہ، تالمکھانہ دو تولہ، زیرہ خورد دو تولہ، سب کوٹ چھان کر نصف وزن مصری ملا کر سفوف بنائیں۔ خواص:- مغلظ منی ہے، جریان کی پرانی شکایت کو نہایت مفید ہے۔ سرعت اور احتلام کی شکایت کو رفع کرتا ہے، ۶ ماشہ صبح کو گائے کے دودھ کے ساتھ یا رات کو سوتے وقت اسی مقدار میں استعمال کیا جائے۔

دافع خارش

تخم کنوار دو تولہ، تخم خشخاش سفید تین تولہ، چاول موگرا دو تولہ، کمیلہ ایک تولہ، برگ حنا ایک تولہ، برادہ صندل سفید ایک تولہ، سفیدہ کاشغری ایک تولہ، مردار سنگ ایک تولہ، تمام چیزوں کو کوٹ چھان کر سفوف بنالیں، اور عرق گلاب میں ملا کر بدن پر مالش کریں، اور غسل کریں۔

خواص:- خشک اور تر خارش کیلئے مفید ہے خون کو صاف کرتا ہے اور بعض جلدی امراض کیلئے مفید ہے۔ اسکو چہرہ پر بطور غازہ کے بھی استعمال کرسکتے ہیں۔

روغن سوزاک

بیروزہ قسم اعلیٰ ۔ انزروت، موم خالص ہر ایک ۲ تولہ، کباب چینی ۔ ۱ ر، برادہ صندل سفید ۔ انکو کوٹ چھان کر بذریعہ پاتال جنتر روغن کشید کریں۔ تین بوند بتاشہ میں ڈال کر گائے کے دودھ کی لسی کیساتھ علی الصباح ایک دو ہفتہ متواتر استعمال کریں۔

خواص:- ہر قسم کے کہنہ و جدید سوزاک کی بےنظیر دوا ہے بہت مریضوں نے استعمال کرکے فائدہ حاصل کیا ہے۔

مجرّبات صدری شمسی

بخر الفم

صعتر فارسی، پوست ترنج تین ماشہ، ترپھلہ چار ماشہ، مصطگی رومی دو ماشہ۔ فاصین تین ماشہ، برگ ... سنبل الطیب، عود ہندی، پوست خشخاش چھ ماشہ۔ شب ... جدوار دو ماشہ، سب کو ایک سیر پانی میں جوش دیکر صاف کر ... دن میں دو تین بار غرغرہ کرنا بخر الفم منہ کی گندگی اور سدہ کو دور ...

علاج نواسیر مقعد

ناسور ایک تکلیف دہ مرض ... خواہ کسی بھی مقام پر ہو، ذیل کا ... مجرب ہر جگہ ناسور کو فائدہ پہنچاتا ہے، کینچلی سانپ سوختہ، گوگل ... رسوت، دم الاخوین، انزروت، سفیدہ کاشغری، گندھک ... سب کو یکجان کریں اور شراب انگوری میں ملا کر ناسور ... پر لگائیے ناسور کا قلع قمع ہوتا ہے ... [illegible]

جوابات

(۱۴) **عوارض آتشک و سوزاک**:- پوست ریٹھا بقدر مناسب آبخورے میں رکھ کر گل حکمت کریں۔ اور آگ میں جلائیں باریک پیس کر تین رتی تین تولہ مسکہ گاؤ میں ملا کر علی الصباح استعمال کریں، سوزاک و آتشک دونوں جاتے رہیں گے۔ شراب سے پرہیز کریں (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) جسم سے آتشک کے مادہ کے اخراج کیلئے نیوسیلورسان یا سلف آرسینول کی پچکاریاں انجکشن لگوائیں۔ ان پچکاریوں کے بعد پھر کسی چیز کے استعمال کی ضرورت باقی نہیں رہیگی۔ شراب کے استعمال کی اجازت نہیں دیجا سکتی (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) آپ پہلے ایک دو خفیف مسہل لیں۔ بعدہٗ ذیل کا نسخہ تیار کر کے استعمال فرمائیں، امید ہے کہ انشاء اللہ آتشک ہمیشہ کیلئے رفع ہو جائیگی، شراب کی عادت بتدریج ترک کر دیں۔ نسخہ:- رسکپور ایک تولہ، دارچینی ایک تولہ، قرنفل ایک تولہ تینوں کو باریک کریں۔ اور دو سیر بکری کے تازہ دودھ کو کھرل کر کے اسمیں جذب کریں اور چنے کے برابر گولیاں بنا کر خشک کریں، ایک گولی صبح اور ایک شام کو حلوہ میں رکھ کر نگل جایا کریں دیرہضم گوشت اور گڑ وغیرہ سے پرہیز کریں جماع سے بھی اجتناب لازم ہے۔ (حکیم ابوالحسن احسان الحق امرتسر)

(د) آتشک کا مادہ جب تک جسم میں رہیگا، اسوقت تک جریان و سرعت کثرت احتلام کی شکایت رفع نہ ہوگی، آتشک کے مریض کے لئے شراب بیحد مضر ہے، بلکہ جبتک شراب کی عادت ترک نہ ہوگی اسوقت تک آتشک کو مکمل فائدہ نہ ہوگا۔ شراب کے ترک سے آتشک کا مادہ خود بخود کم ہو جائیگا۔ شراب کا بدل افیون ہے اور افیون کا بدل معجون دبتورہ ہے جریان و احتلام وغیرہ کیلئے پہلی کیکر خام ۶ ۔ برگ کھر بندی ۳ ماشہ کو آدہ پاؤ پانی میں تر کر کے صبح کو مل کر صاف کریں، اور دو تولہ مصری ڈال کر پی لیں (حکیم آغا منصب علی)

(ہ) مصفیات پی کر پہلے مسہل لینا ضروری ہے اسکے بعد جو ہر منقی دو چاول سکو منقے میں رکھ کر کھالیا کیجئے، امید ہے کہ ایسا کرنے سے کبھی آتشک عود نہ کریگی جریان اور سرعت وغیرہ کیلئے معجون لبوب کبیر، ۶ کشتہ قلعی دو چاول ملا کر دودھ کیساتھ کہلایئے اور رات کو سوتے وقت جالینوس ۶ سکھایئے، اس سے قبض رفع ہو جائیگا۔ نیز جریان وغیرہ میں بھی کمی ہوگی (حکیم ڈاکٹر علی کوثر چاندپوری)

(۱۵) **نزول الماء**:- آنکھ سے پانی بند کرنیکے لئے ذیل کا نسخہ بہت مفید ہے لیکن اگر آنکھ میں کوئی مستقل مرض موجود ہو تو بہتر یہی ہے کہ اسکا مستقل علاج کرایا جائے۔ نسخہ:- زنک سلفیٹ دو گرین۔ پھٹکری دو گرین، بورک ایسڈ ۸ گرین آب مقطر ایک اونس۔ تینوں خشک دواؤں کو آب مقطر میں حل کر کے رکھ لیں، اور چار پانچ قطرے دن میں تین مرتبہ آنکھ میں ڈالا کریں (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اطریفل کشنیزی ۵ ماشہ اطریفل زمانی ۳ ماشہ کو سترہ تولہ عرق بادیان کے ہمراہ مداومت کیساتھ کھلایئے، آنکھ میں کحل الجواہر لگاتے رہیئے ایسے امراض دیر میں صحت پذیر ہوتے ہیں (حکیم ڈاکٹر علی کوثر چاندپوری)

(ج) چیچک کیوجہ سے آنکھ میں ناسور ہو گیا ہو، اس وجہ سے پانی بھی جاری ہے آپ یہ کاجل تیار کر کے لگائیں۔ نیم کا تیل ۵ تولہ گندھک [illegible] تک [illegible] کاجل [illegible] بعد بتی کے ذریعہ حسب معمول کاجل تیار کریں خیال ہو کہ بال داخل نہ ہو۔ کاجل کو حفاظت سے شیشی میں رکھیں۔ [illegible] پانی سے دہو کر کاجل میں ملائیں اور آنکھوں میں لگائیں۔ انشاء اللہ آرام ہوگا۔ (حکیم آغا منصب علی)

(د) [illegible] جانب سے [illegible] ہندوستان کے تمام [illegible] میں شائع ہو چکا ہے اسکو بنا کر استعمال کریں، اگر وہ نسخہ دستیاب [illegible] استعمال کر سکتے ہیں [illegible] (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ہ) آپ صندل سرمہ کے استعمال فرمائیں۔ خداوند کریم کے فضل سے شفا ہوگی۔ آشوب چشم کے علاوہ دیگر امراض چشم کیلئے مفید

ہے نسخہ۔ سرمہ اصفہانی دو تولہ مروارید ناسفتہ ۲ ماشہ زعفران ۲ ماشہ طباشیر ۳ ماشہ شاخ مرجان مغسول ۳ ماشہ مصری خالص ۶ ماشہ

تمام ادویہ کو باریک کریں اور ایک سیر عرق گلاب و آب آشنہ میں خوب کھرل کریں صبح و شام سرمہ کی طرح آنکھوں میں لگائیں۔ اور لعوق کبیر ۳ ماشہ

ہمراہ شربت صندل شربت دوح افزا عرق بید مشک عرق گاؤزبان بقدر مناسب اور انکو سوتے وقت جوارش کمونی ۷ ماشہ

ہمراہ عرق بادیان استعمال فرمائیں (حکیم احسان الحق امرتسر)

(و) آپ جواب سوال نمبر (ن) کے نسخہ کو برابر استعمال کریں، در غبار نیاد ایکماشہ مروارید ناسفتہ ایکماشہ، ورق طلا ایکماشہ کف دریا ۳ ماشہ

عصفر ۳ ماشہ ہیضہ مرغ چیل ۲ ماشہ گل سیتا ۶ ماشہ ان تمام ادویہ کو آب ترپل سبزہ تولہ میں خوب کھرل کریں جب پانی خشک ہو جائے تو حفاظت

سے رکھیں۔ صبح و شام بطور سرمہ آنکھ میں لگائیں (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۱۶) **لکنت**۔ لکنت کا علاج دواؤں کے ذریعے سے نہیں ہو سکتا اسکے لئے زبان کی مخصوص ورزشوں کی ضرورت ہے اسکے لئے اس

فن کے کسی ماہر سے مشورہ کیجئے (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اس نسخہ کو تیار کر کے استعمال کریں امید ہے صحت ہوگی۔ نسخہ۔ مندی ہیلپ۔ زنجبیل مغز قلمی ہر ایک چھ تولہ سب کو باریک

کر کے سفوف بنائیں، اور حفاظت سے رکھیں صبح ۳ ماشہ ہمراہ ماء العسل استعمال کریں۔ غذا نرم اور زود ہضم دیں (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ج) معلوم آپ کا سن شریف کیا ہے۔ سوال کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ عمر زیادہ ہے۔ میری رائے میں ایسے امراض ابتدا میں علاج پذیر ہو سکتے

ہیں۔ بہرحال آپ مصطگی ۶ ماشہ کندر ۶ ماشہ۔ جدوار خطائی ۱۶ عود صلیب ایکماشہ کو باریک پیس کر خمیرہ گاؤزبان عنبری ۵ تولہ میں ملا کر چاٹ کر

کھایئے۔ ممکن ہے کہ اس سے فائدہ ہو جائے (حکیم ڈاکٹر علی کوثر چاندپوری)

(د) روغن زیتون ۵ تولہ، روغن بادام تلخ دو تولہ میں آب ادرک سبزہ تولہ آب کوہ سبزہ تولہ ملا کر خوب جوش دیں۔ جب روغن باقی رہ جائے اسکو زبان کے

نیچے ملا کریں۔ لکنت کیلئے بہترین چیز ہے۔ (حکیم شمس الحق)

(ہ) لکنت کیلئے ہمدرد دواخانہ کی دوائے لکنت اکثر اوقات مفید ثابت ہوتی ہے۔ اسکو مطابق ترکیب استعمال مندرجہ فہرست استعمال کریں

انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ (حکیم خواجہ نیاز احمد)

(۱۷) **عادت تمباکو**۔ اگر آپ کو تمباکو کھانے کی عادت ہے تو تہیہ کر لیجئے کہ اپنے ہاتھ سے پان بنا کر نہ کھائیں گے۔ اور گھر میں یہ ہدایت کر دیجئے

کہ خواہ کچھ ہو آپ کو تمباکو کا پان نہ دیا جائے۔ پان کھا کر جب تمباکو کی طلب ہو تو ایک الائچی کھالیں۔ اسکے ذائقہ میں دھیان بھی بٹ جائیگا۔ اور اس سے

جو فرحت ہوگی ہے وہ سرور کا کام دیگی۔ اگر پینے کی عادت ہے تو مضبوط عزم کر لیجئے کہ آئندہ حقہ یا سگرٹ نہ پئیں گے جب وقت طلب ہو کسی کام میں

مشغول ہو جایئے یا کوئی خوش ذائقہ دار چیز منہ میں ڈال لیجئے۔ اگر پیٹ پھول جائے تو اسکے لئے سینگ کا استعمال بہت مناسب ہوگا۔ نصف ماشہ

ہینگ ذرا سے گڑ میں لپیٹ کر کھالیں (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) تمباکو رفتہ رفتہ کم کرنے سے اصل عادت رفع ہو سکتی ہے۔ خالص تمباکو کی بجائے سگرٹ اور سگرٹ کے بعد بیڑی پھر وہ بھی ایک ایک کر کے

ختم کر دیں۔ مستقل ارادے سے افیون اور شراب کی عادت بھی ترک ہو جاتی ہے۔ (حکیم آغا منصب علی)

(ج) استقلال اور قوت ارادی کے مضبوط کرنے سے آپ کامیاب ہو سکتے ہیں (حکیم ڈاکٹر علی کوثر چاندپوری)

(۱۸) **کھانسی وغیرہ**۔ پہلے حسب علاج سے دماغ کا تنقیہ کرالینا چاہیئے۔ پھر یہ نسخہ مفید ہوگا۔ خاکستر مرجان ۳ ماشہ کثیرا ۳ ماشہ

[illegible] مشک [illegible] تین ماشہ سب کو باریک پیس کر شربت اعجاز میں ملا کر رکھ لیجئے اور تھوڑا تھوڑا [illegible]

[illegible] میرے خیال میں منفوی ہوگی تو اسکا علاج ضرور کیجئے اس سے کا فعل درست ہو جائیگا۔ (حکیم ڈاکٹر علی کوثر چاند پوری)

(ب) دونوں پیروں میں دو تین مرتبہ سہاگہ کو بریاں کرکے ملیں اور اسی کو نیم بریاں کرکے باریک کریں اور ہم وزن شکر سفید ملا کر ایک تولہ صبح اور ایک تولہ شام پانی کے ہمراہ استعمال کریں (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) منہ میں جو دانے نکل آتے ہیں۔ ان پر شہد میں سہاگہ ملا کر لگایئے۔ کھانسی کیلئے پیپس Peps کے نام سے ٹکیاں انگریزی دوافروشوں کے یہاں بکتی ہیں۔ ان کا استعمال کیجئے (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د) شب کو سوتے وقت تھوڑے روغن بادام سر پر مل کر سو جایا کریں۔ اور دس بارہ عدد مغز بادام شب کو بھگو کر صبح کو چھلکے اتار کر مصری دو تولہ کے ہمراہ پیس کر پئیں۔ انشاءاللہ کھانسی نہ ہوگی۔ (حکیم آغا منصب علی دہلی)

(ہ) آپ ذیل کا نسخہ صبح و شام استعمال کریں۔ انشاءاللہ کھانسی ایک ہفتہ میں دور ہو جائیگی۔ اگر پرہیز کیا گیا تو انشاءاللہ آئندہ نہ ہوگی۔ نسخہ زوفا خشک ۴ ماشہ سبوس گندم تین ماشہ، سپستاں ۹ دانہ پوست کیکر ۶ ماشہ تین پاؤ پانی میں رات کو بھگو دیں اور صبح جوش دیں جب نصف رہ جائے تو اتار کر صاف کر لیں۔ اور مصری دو تولہ ڈال کر نصف صبح اور نصف بوقت عصر استعمال کریں۔ اور سوتے وقت جوارش جالینوس ۶ ماشہ ہمراہ عرق بادیان کھا لیا کریں (حکیم احسان الحق امرتسر)

(و) تخم کتاں ۴ ماشہ، اصل السوس مقشر ۴ ماشہ زوفا خشک ۶ ماشہ، برگ بانسہ تین ماشہ، بہدانہ تین ماشہ، گل بنفشہ ۴ ماشہ تخم خطمی ۶ ماشہ تخم خبازی ۶ ماشہ سپستاں ۹ دانہ عناب ۹ دانہ سب کو پانی میں جوش دیکر صاف کریں، اور شربت اعجاز ملا کر دن میں دوبار استعمال کریں اس سے انشاءاللہ مکمل صحت ہوگی۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

۱۹ **عوارض حلق**:- بہترین نسخہ عرض ہے اگر بنا کر استعمال کریں تو کل شکایات کا ازالہ ہو جائیگا۔ اوّل ایک چھٹانک شیر مدار میں ڈیڑھ تولہ سم الفار سفید ریزہ ریزہ کرکے بھگو دیں جب دودھ خشک ہو جائے تو روغن بیضہ مرغ تین تولہ، روغن بیر بہوٹی تین تولہ روغن مالکنگنی تین تولہ روغن سانڈہ ۳ تولہ روغن پستہ تین تولہ، روغن لونگ دو تولہ، روغن دارچینی دو تولہ، پیہ مار سیاہ دو تولہ، پیہ شیر نر خالص دو تولہ پیہ خرس دو تولہ۔ پیہ مینڈک صحرائی ۵ تولہ ان روغنیات میں خشک شدہ دودھ اور سم الفار ملا کر ایکدن رات کھرل کریں اسکے بعد کھرل کو ترچھا کرکے دھوپ میں رکھیں جب روغنیات سے سنکھیا کے اجزا علیحدہ ہو جائیں تب آہستہ سے روغن کو ایک برتن میں علیحدہ کریں اب صاف شدہ روغن میں بحساب فی تولہ مندرجہ ذیل ادویہ شامل کرکے مسلسل ایکدن رات کھرل کریں۔ اسکے بعد شیشی میں محفوظ کریں اجزاء خراطین مصفےٰ چار رتی، زراوند خشک ۳ رتی، دفت رومی، اسگند ناگوری، پوست بیخ کنیر سفید۔ گھنگچی سرخ ہر ایک چار رتی عنبر [illegible] تخم دھتورہ سیاہ دو رتی۔ زعفران ۴ سرخ عنبر تین رتی کافور ایک رتی۔

رات کو سوتے وقت حشفہ چھوڑ کر بقدر چار رتی عضو خاص پر لگا کر اوپر سے بنگلہ پان لپیٹ دیں علی الصباح کھول ڈالیں اور نیم گرم پانی سے صاف کر کے جلدی سے جسم [illegible] سے [illegible] ڈالیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ عضو خاص [illegible] آپ کے خیال سے زیادہ فربہی اور درازی ہو جائیگی دوا کا استعمال ایک ماہ کرنا چاہیئے اگر دوران استعمال میں دانہ یا سوزش ہو تو دوا کا استعمال دو چار روز ترک کرکے دوبارہ شروع کر دیں۔ داخلی استعمال کیلئے حسب ذیل نسخہ بنا کر استعمال کریں۔ نسخہ جوہر مغز [illegible] نصف گرین [illegible] دو گرین۔ [illegible] گرین [illegible] گرین خراطین مصفےٰ چار گرین [illegible] مصری۔ [illegible] ایک گرین [illegible] نصف گرین [illegible] خوراک دوا کا وزن ہے۔ اس طرح روزانہ اس مقدار میں [illegible]

طرح تیار کریں۔ دو چھٹانک اسپرٹ میں مغز ڈال کر روزانہ ہلایا کریں۔ ۹ روز کے بعد نرم آگ پر اسپرٹ کو اڑا کر خشک کرلیں۔ جو چیز بچے نشین کو
دو جوہر ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)
(ب) فکر نہ کیجئے انشاء اللہ شفا ہوگی مگر ایک شرط ہے کہ آئندہ احتیاط کیجئے۔ مندرجہ ذیل تدابیر پر فی الفور عمل کیجئے۔ نسخہ سفوف :-
اصل السوس مقشر، تالمکھانہ، کشتہ قلعی، بہمن سفید، بہمن سرخ، بیچکان سید، الائچی سفید، موصلی سفید، موصلی سرخ، گوند ببول، کتیرہ صمغ
ہر ایک ایک تولہ، مروارید تین ماشہ، ورق نقرہ ایک تولہ، کشتہ فولاد ایک ماشہ، کشتہ اور ورقوں کے علاوہ سب کو باریک کریں۔ اور کشتہ وغیرہ ملا دیں
چار تولہ قند سفید اور اضافہ کریں۔ خوراک نو ماشہ ہمراہ شیر گاؤ تازہ۔ ما رادر بوقت عصر لبوب کبیر ۳ ماشہ معجون برہمی ایک تولہ خمیرہ بادام طرادی
ایک تولہ ہمراہ شربت بیٹھا یا شربت صندل۔ بقدر مناسب استعمال کریں۔ اور رات کو سوتے وقت مربہ ہلیلہ ایک عدد کھائیں۔ عضو خاص پر کوئی
مناسب طلاء استعمال کریں۔ دوران استعمال ادویہ میں جماع سے قطعی پرہیز کریں۔ غذا زود ہضم کھائیں (حکیم احسان الحق امرتسر)
(ج) مستقل طور پر کسی ہوشیار طبیب کے پاس رہ کر علاج کرانا مناسب ہوگا۔ (حکیم ڈاکٹر علی کوثر چاندپوری)
(د) ہمدرد دواخانہ سے طلاء ہیرے والا منگا کر استعمال کیجئے، اور فائدہ اٹھایئے (حکیم آغا منصب علی دہلی)
(ہ) اگر آپ داخلی اور اکسیری نسخہ چاہتے ہیں تو جواب سوال نمبر ۴ (ج) پر عمل کریں۔ آپ کے لئے طلاء جالینوس اور معجون جالینوس
اکسیری نسخے ہیں۔ ان سے تمام شکایت کا ازالہ ہوگا۔ وظیفہ زوجیت میں آپ نوجوان بن جائیں گے۔ جولائی کے خاص نمبر میں نسخہ
درج ہیں۔ (حکیم شمس الحق)

(۲۰) **نقرس** :- آپ معجون سورنجان خالد بن یحییٰ والی جسکا نسخہ اکسیر اعظم میں ہے بنا کر استعمال فرمایئے۔ نواح بھوپال میں ایک جڑ ہوتی
ہے جسکو لوگ تصو کہتے ہیں یہ بھی اس مرض کیلئے اکسیر ہے آپ اسکو تیل میں جلا کر لیجئے، اور دو رتی کی مقدار میں باریک پیس کر اسی معجون
میں شامل کرکے کھایئے انشاء اللہ یقیناً فائدہ ہوگا جڑی آپ کو دستیاب نہ ہو سکے تو میں مہیا کر دونگا۔ میرا ارادہ اسی جڑی پر مستقل
مضمون لکھنے کا ہے، اس وقت اسکا نمونہ ایڈیٹر صاحب ہمدرد صحت کی خدمت میں کیمیائی امتحان کیلئے بھی بھیجونگا۔ میرے تجربہ میں یہ دوا
بہت مفید ثابت ہوئی ہے مقوی باہ بھی ہے، اسکے کھانے سے پسینہ بکثرت آتا ہے۔ اسی لئے یہ ہوتی ہیلی سلاس کی قائم مقام ہے۔ فرق
اتنا ہے کہ اسکے کھانے سے کمزوری نہیں ہوتی (حکیم ڈاکٹر علی کوثر چاندپوری)
(ب) حکیم صاحب روپیہ آپ ہمدرد صحت کے دفتر میں امانتاً جمع کردیں میں دوا آپ کو بلا قیمت ارسال کرونگا، نیم صاف تحریر کیجئیگا
جس وقت آپکو صحت ہو جائیگی آپ کے جمع شدہ روپیہ سے نادار طلباء کے نام ہمدرد صحت جاری کرادیا جائیگا۔ اگر خدانخواستہ فائدہ نہ ہوا
تو آپ اپنا روپیہ واپس منگالیں، ہمارا اور آپ کا معاملہ ذات اقدس کو درمیان میں رکھ کر ہوگا۔ اگر آپ نے دھوکا کیا یا صحت کے بعد
منکر ہوئے تو اسکا عذاب آپ کو اٹھانا پڑیگا۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)
(ج) جو دوائیں آپ استعمال کر رہے ہیں، یہ بالکل مناسب ہیں لیکن ان کے ساتھ غذا کا پرہیز لازمی ہے۔ آپ کے لئے گوشت، انڈا
اور روغنی چیزیں مضر ہیں ان سے پرہیز کیجئے، اور آہستہ آہستہ جسمانی ورزش کی عادت ڈالئے، سب سے عمدہ ورزش یہ ہے کہ آپ
روزانہ صبح و شام دونوں وقت کھلی ہوا میں سیر کیلئے چلے جایا کریں۔ شروع میں آپ زیادہ نہ چل سکیں گے لیکن بتدریج زیادہ کرتے
رہیئے چند روز میں کو اسکے فوائد محسوس ہونگے (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
(د) آپ روغن تیزپات سورنجان والا درد کے مقام پر مالش کیا کریں۔ اور معجون دبید الورد ایک ماشہ سے دو ماشہ تک صبح وقت ہمراہ
ماء العسل استعمال کریں۔ اس سے نقرس کا ازالہ ہوگا۔ (حکیم ابوالظفر محمد شمس الحق)

(۵) آپ ذیل کی معجون تیار کریں۔ تیسرے چوتھے روز تین تولہ ہمراہ شیر گرم استعمال کریں۔ اس سے چار پانچ مسہل ہونگے یہ معجون کچھ عرصہ تک استعمال کرنا ہوگی۔ ذیل میں اس کا نسخہ درج کیا جاتا ہے۔ معجون نقرس۔ بسفائج۔ تربد سفید، عشبہ مغربی، کچور کچری، بادیان، گل سرخ، چھڑیلہ افتیمون ولایتی، لاجورد مغسول، ہلیلہ، نوشادر، سورنجان شیریں دو دو تولہ، شہد خالص ۱۰ مصری ۱۰ تولہ۔ بطریق معروف معجون تیار کریں۔ مقام درد پر روغن قسط کی مالش کریں۔ صبح نیم کے صابون سے بدن کو صاف کریں۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۶) حکیم صاحب یہ تمام شکایتیں قبض کے باعث ہوتی ہیں۔ اور قبض کی حالت میں دست آور دوا کا استعمال مناسب نہیں ہے بلکہ ملین دوا استعمال کرنی چاہیئے۔ دائمی قبض آنتوں کی کسی خاص خرابی سے ہوتا ہے۔ نقرس کی شکایت بھی اسی وجہ سے ہے۔ مجھکو بھی یہ شکایت عرصہ تک رہی ہے۔ صرف مربہ ہلیلہ کے عرصہ تک استعمال نے تمام شکایات کو رفع کر دیا۔ آپ بھی تین ماہ متواتر مربہ ہلیلہ استعمال کریں۔ اگر ممکن ہو تمام عمر استعمال کریں۔ بیسیوں مرض کے خطرات سے نجات ہوگی۔ اگر خدا آپ کو اس مختصر نسخے سے شفا دیدے۔ تو ایکسو روپیہ ہمدرد کو بھیجدیجئے تاکہ غریب طالب علموں کو منیجر صاحب رسالہ جاری کر دیں۔ اور آپ کو ثواب ہو (حکیم آغا منصب علی)

سوالات

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال میں ایک سوال مفت درج کرانے کا حق حاصل ہے۔
(۲) ہر سوال کیساتھ نمبر خریداری اور مفصل پتہ ہونا ضروری ہے ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔
(۳) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں تو چار آنے کے ٹکٹ بھیجکر ایک سوال درج کرا سکتے ہیں۔
(۴) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیئے۔ ورنہ دفتر کو قطع و برید کا اختیار ہوگا۔
(۵) ایک سے زیادہ سوال درج رسالہ کرانا ہو تو خریداروں کو بھی ۴ ؍ فی سوال کے حساب سے ٹکٹ ارسال کرنے چاہئیں۔
(۶) کوئی غیر مہذب سوال کسی حالت میں بھی درج نہ ہو سکے گا۔

(۲۱) میری عمر ۲۱ سال ہے اور سن بلوغ سے قریب قریب اب تک جلق کا مرتکب رہا مگر بہت کمی کیساتھ بلکہ اکثر مہینوں تک قطعی محترز رہا۔ ابتداً میں اغلام کا عادی رہا مگر صرف دو سال تک۔ اب مجھکو جریان اور احتلام کی شکایت ہے، اور بایاں خوطہ قدرے دوسرے کی نسبت بڑا معلوم ہوتا ہے اور اسکے اندر کچھ رگوں کا اجتماع معلوم ہوتا ہے جسم بہت لاغر ہے رنگ زرد ہے۔ دماغ کمزور ہے قبض کی دائمی شکایت ہے عضو تناسل پر نیلی رگیں نظر آتی ہیں اور لاغر ہو گیا ہے بعض اوقات اگلا حصہ موٹا اور پچھلا حصہ پتلا ہو جاتا ہے۔ جوش قوت قدرے کمی کیساتھ ہے۔ حکما بغور مدد کریں۔ (ایک غریب ساکن بریلی)

(۲۲) کچھ عرصہ بعادت جلق رہی اسکے چھوٹتے ہی مبتلائے سوزاک ہو گیا۔ انگریزی و دیسی سب علاج کئے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مرض کو عرصہ ۳ سال ہو چکا ہے جسم لاغر ہو گیا ہے رنگ زرد پڑ گیا ہے، رخسارہ کی ہڈیاں نکل آئی ہیں عمر ۲۰ سال۔ براہ مہربانی مجرب نسخہ تجویز کریں تاکہ مرض ہمیشہ کیلئے نیست و نابود ہو جائے۔ خریدار نمبر ۲۱۷۵

(۲۳) عمر ۲۰ سال مرض [illegible] ہے تقریباً ۳ سال سے مبتلا۔ گنائی کا استعمال جاری ہے کھانی لانے پہ [illegible] آتی ہے کوئی ایسا نسخہ بتائیے جس سے بغیر عمل جراحی صحت کلی حاصل ہو سکے۔ بہترین داخلی و خارجی ادویہ تجویز کرکے مشکور فرمائیں۔ خریدار نمبر ۱۶۷۵

(۲۴) میرے ایک شادی شدہ اور سوداوی مزاج دوست جنکی عمر ۳۰ سال ہے کثرت جماع سے اور بچپن کی غلطکاریوں سے مندرجہ ذیل عوارض میں مبتلا ہیں عضو خاص میں رگیں کی نمایاں لاغری ہے ضعف باہ کی بیحد شکایت ہے احتلام و جریان لاحق ہے جسکی بنا پر تمام اعضائے رئیسہ اور قویٰ مضمحل اور کمزور ہوگئے ہیں خوراک جزو بدن نہیں بنتی خون صالح پیدا نہیں ہوتا اور مادہ تولید بہت کم مقدار میں پیدا ہوتا ہے وظیفہ زوجیت اچھی طرح ادا نہیں کر سکتے اور اکثر حالتوں میں سخت توحش و تشویش و گھبراہٹ ہو جاتی ہے اور دل دھڑکنے لگتا ہے چار سال سے رعشہ اور اختلاج القلب کی سخت شکایت ہے قبض بھی رہتا ہے چہرہ بے رونق اور پژمردہ رہتا ہے قوت ارادی بہت کمزور ہو حکماء و ڈاکٹر صاحبان کیطرف رجوع کیا تو مرض جریان اور رعشہ قرار دیا مگر علاج سے خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا اب اس مرض زبوں سے مایوس ہوکر شفا سے ناامید ہوگیا ہوں لہٰذا حکماء حاذق ماہرین سے مؤدبانہ التماس ہے کہ کوئی سہل الحصول مجرب المجرب نسخہ میرے عوارض کو مدنظر رکھتے ہوئے تحریر فرماکر شکرگذاری کا موقع دیں۔ (خریدار نمبر ۱۶۶۰)

(۲۵) میرا پہلا سوال جولائی کے ہمدرد صحت میں شائع ہوا ہے، اسکے جواب میں ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی نے مفصل حالات دریافت کئے ہیں۔ لہٰذا گذارش ہے کہ مجھکو اس عمر تک سوزاک آتشک وغیرہ نہیں ہوا البتہ عصبی کمزوری اور بعض اوقات شکم میں رسولیاں ضرور ہوا کرتی ہیں گرم ادویہ کے استعمال سے درد سر ہو جاتا ہے۔ ایسے بھی درد سر کی شکایت اکثر رہتی ہے سرد ادویہ کے استعمال سے زکام عرق النساء اور درد کمر ہو جاتا ہے، صدہا داخلی اور خارجی علاج کئے۔ قدرے تخفیف ہو جاتی ہے، درد سر زکام عرق النساء درد کمر عرصہ ۲۵، ۲۶ سال سے ہے درد قولنج کا دورہ بھی اکثر ہو جایا کرتا ہے۔ تمام حکیموں اور ڈاکٹروں کی خدمت میں دست بستہ گذارش ہے کہ زود اثر اور کم خرچ علاج تجویز کرکے شکرگذار فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۰۰۸)

(۲۶) میرے بھائی جنکی عمر تقریباً ۳۰ سال ہے پہلے انکا مزاج گرم تھا، گذشتہ سال پیشاب میں بیحد جلن ہوگئی تھی، ایک صاحب کے کہنے سے چار دن تک قلمی شورہ جو پانچ تولہ تھا پانی میں گھول کر پی لیا جس سے وہ شکایت تو جاتی رہی مگر مزاج بدل گیا بجائے گرم کے سرد ہو گیا وہ چاہتے ہیں کہ پھر وہی مزاج ہو جائے۔ اطباء کرام اسکے لئے مکمل زود اثر اور آسان علاج سے آگاہ فرمادیں۔ خریدار نمبر [illegible]

(۲۷) چند [illegible] سے پیشاب میں جلن رہتی اور اخراج منی کے وقت سوزش معلوم ہوتی ہے جسکا اثر چند منٹ تک رہتا ہے، اختلاج [illegible] کی بھی شکایت ہے، مجامعت کیوقت فوری تندی نہیں ہوتی ہے، قربت کے وقت قلب میں سخت دھڑکن ہوتی ہے جسکی وجہ سے مجامعت پر قادر نہیں ہو سکتا ہے بمشکل تمام قدرت بھی ہوتی ہے تو فوراً انزال ہو جاتا ہے۔ انزال کے بعد کمر سے سر تک سخت درد ہوتا ہے جس سے مریض آرام میں نہیں رہتا۔ مجامعت کے بعد دو تین روز تک تندی نہیں ہوتی، عمر ۲۳ برس کی ہے، ہاضمہ درست قوی و تندرست ہے عرق النساء کی بھی شکایت ہے، بائیں طرف کمر و پیر میں ہر وقت درد رہتا ہے۔ مہربانی فرماکر بہترین اور مجرب دوا تجویز فرماکر شکرگذار فرمائیں۔ مولوی محمد حلیم

(۲۸) کیا کوئی صاحب ایسی سستی طبی کتاب کے نام اور پتے و قیمت سے آگاہ کریں گے جسکی لکھائی چھپائی نفیس ہو اور دسلیس شربت معجونات، خمیرجات، سفوف وغیرہ بنانے کے طریقے اور قدیم نسخے درج ہوں۔ خریدار نمبر ۱۰۳۹

(۲۹) مجھے ایسے بیج سیاہ کی ضرورت ہے جسکا اندر و باہر دونوں سیاہ ہوں، کیا کوئی صاحب تازہ و خشک سپلائی کر سکتے ہیں؟ ہمدرد صحت جواب سے سرفرازی بخشیں۔ (حکیم محمد ایوب کوئٹہ)

ہمدرد صحت کی توسیع اشاعت میں کوشش کرکے آپ اسکی سب سے بڑی امداد کر[illegible]

Regd No 1 2790.

SUBSCRIPTION
YEARLY
ONE RUPEE.
HALF YEARLY
TEN ANNAS.

ماہوار مصور طبی رسالہ
ہمدرد صحت دہلی
بیادگار
شہید فن ہمدرد خلائق حکیم حافظ عبد المجید دہلوی
مرتبہ
حکیم حاجی عبد الحمید دہلوی
مقام اشاعت منزل ہمدرد لال کنواں دہلی
اکتوبر ۱۹۳۲ء

جلد ۳ | فہرست مضامین | نمبر ۴

اکتوبر سنہ ۱۹۳۴ء

عکسی تصاویر۔ (۱) مسز رانسٹ جنکے ایک وقت میں پانچ بچے پیدا ہوئے ہیں۔ (۲) توام بچے (۳) ایسی ورزشیں جن سے توند گھٹ جاتی ہے۔
دستی تصاویر۔ ملیریا کے متعلق۔ تصاویر!

قیمت سالانہ ایک روپیہ
ممالک غیر سے دو روپے
فی پرچہ دو آنہ

ہمدرد صحت کی بعض خصوصیات

کیا آپ کو اسکی ضرورت نہیں ہے؟

طبیب اور غیر طبیب دونو نکیلئے مفید

ہمدرد صحت جس طرح ایک طبیب کیلئے اپنے اعلیٰ مضامین کیوجہ سے بیحد مفید، کار آمد رسالہ ہے بعینہٖ ہر لکھے پڑھے آدمی کیلئے بھی اینہ ورد ہے کیونکہ تمام عام فہم مضامین دلچسپ پیرایہ میں درج کئے جاتے ہیں تاکہ عوام کی طبی ضرورت بھی پوری ہو

تصاویر!

اردو زبان کا کوئی طبی رسالہ اسقدر پابندی سے تصاویر شائع نہیں کرتا جسقدر پابندی سے ہمدرد صحت میں شائع ہوتی ہیں ہمدرد صحت کی ہر اشاعت بلاک کی اور دستی تصاویر سے مزین ہوتی ہے تصاویر کی دلچسپی اور انتخاب کا اندازہ فائل دیکھنے سے ہی ہو سکتا ہے

طبی افسانے

ہمدرد صحت پہلا طبی رسالہ ہے جس میں حفظان صحت کے مسائل اور فن طب اور طبیب کے متعلق معلومات افسانوں کی شکل میں پیش کیجاتی ہیں ارباب نظر ہی اسکی افادی حیثیت کو سمجھ سکتے ہیں

مشاہیر اطباء سے بلا معاوضہ مشاورت

ہمدرد صحت کا خریدار حق رکھتا ہے کہ اپنے سوال رسالہ میں درج کرائے سوالات کے جوابات ہندوستان کے مشہور اور تجربہ کار اطباء دیتے ہیں آپ کافی خرچ کے بعد مسائل کے متعلق اتنی رائیں جمع نہیں کر سکتے جتنی ہمدرد صحت کے ذریعہ بلا معاوضہ آپکو مل سکتی ہیں

مجرّبات

ہمدرد صحت میں ہر ماہ ہندوستان کے مشہور اور تجربہ کار اطباء اپنے بیش قیمت مجربات شائع کراتے ہیں تاکہ ان سے طبیب بھی فائدہ حاصل کریں اور مخلوق خدا بھی صحت و آرام کی بیش بہا نعمت حاصل کرے

وقت کی پابندی

ہمدرد صحت پندرہ ماہ سے شائع ہو رہا ہے اس عرصہ میں اپنے اعلان کے مطابق آجتک تاخیر سے شائع نہیں ہوا ہر مہینے کی پانچ تاریخ کو پانچ بجے دفتر سے شائع ہو جاتا ہے

ارزانی!

ہمدرد صحت اپنی خصوصیات میں تنہا ہونیکے باوجود اسقدر ارزاں ہے کہ بیان علم الحساب اسکے حساب سے قاصر ہیں ایک روپیہ سالانہ میں ۴۰۰ صفحات کے مضامین اور متعدد بلاک کی تصاویر، اعلیٰ کتابت و طباعت مستزاد

ان ہی خصوصیات کیوجہ سے

ہمدرد صحت طبی دنیا کا مقبول ترین رسالہ تسلیم کر لیا گیا ہے، ہندوستان کے تمام سربرآوردہ حکما اور دردمندانِ قوم نے اسکی خدمات کو سراہا ہے

رسالہ آپ کے ہاتھ میں ہے غور سے دیکھئے کہ کہیں مبالغہ سے تو کام نہیں لیا گیا۔
اگر آپ کو اپنی صحت کا واقعی خیال ہے تو ہمدرد صحت آپ کے مطالعہ میں مستقل طور سے رہنا چاہیئے۔

آپ کا خادم
منیجر ہمدرد صحت، دہلی

ہمدرد صحت کی اشاعت خاص!

مسئلہ "تجدید و اعادہ شباب اور درازی عمر" پر

اُردو زبان میں سب سے پہلی مرتبہ سیر حاصل بحث

اطبّا اور عوام کے لئے یکساں قابل مطالعہ

مشرقی و مغربی حکما کے خیالات اور تجربات کا بے نظیر مرقع

نوجوانوں کے لئے چراغ ہدایت

ادھیڑوں کے لئے مشعل راہ

بوڑھوں کے لئے عصائے پیری!

ہمدرد صحت کی "اشاعت خاص" کی اہمیت بغیر دیکھے واضح نہیں ہوسکتی، فہرست مضامین سے اگر کچھ اندازہ ہوسکتا ہے تو آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمایئے، اسکی تحریر دستوید میں یورپ کے بڑے بڑے ڈاکٹروں اور ہندوستان کے مشہور طبی اہل قلم نے حصہ لیا ہے، اس جامعیت کا کوئی طبی رسالہ آجتک کسی مشرقی زبان میں شائع نہیں ہوا۔ ہر شخص اپنی جوانی کو قائم رکھنے اور عمر کو دراز کرنیکا طبعی طور پر خواہش مند ہوتا ہے، اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالنے کا فخر مشرقی زبانوں میں اردو کو حاصل ہے، اور اردو رسالوں میں ہمدرد صحت کو، اس اشاعت خاص کی کل ضخامت تین سو ۳۰۰ صفحات ہے، خالص مضامین اور تصاویر کے صفحات دو بیس ہیں۔

بلحاظ کاغذ اعلیٰ اور معمولی دو ایڈیشنوں میں یہ اشاعت خاص طبع ہوئی ہے۔ اعلیٰ ایڈیشن کی قیمت دس آنہ ہے اور معمولی ایڈیشن صرف چھ آنہ میں ملتا ہے، محصول ڈاک، ایک آنہ۔

ہمدرد صحت کی سالانہ قیمت صرف ایک روپیہ ہے، رسالہ کے خریداروں کو معمولی ایڈیشن مفت پیش کیا جاتا ہے، اسکے بعد اسی ایک روپیہ میں گیارہ مہینے ہمدرد صحت جاری رہیگا، اگر آپ اس اہم اور دلچسپ نمبر کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو فوراً باقاعدہ خریدار بن کر حاصل کرلیجیے، یا اشاعت خاص کی قیمت کے ٹکٹ لفافہ میں بند کرکے بھیجدیجیے، بہرحال اس معاملہ میں جلد توجہ کیجیے!

منیجر "ہمدرد صحت" دہلی

فہرست مضامین اشاعت خاص

"تجدید و اعادہ شباب اور درازی عمر"

عکسی تصاویر: ۴۴ مضمون نگاران وغیرہ، **قلمی تصاویر:** (۱) بڑھاپے کے اسباب کے متعلق ۸ تصاویر (۲) تجدید شباب کے قدرتی ذرائع کے متعلق ۶ تصاویر۔ **کارٹون** (۱) دورِ عندد (۲) کامیاب عمل تقلیم۔

قیمت سالانہ ایک روپیہ ۸ آنے، ممالک غیر سے دو روپیہ، فی پرچہ ۲ آنے

ایک معزز معاصر کی قابل اعتراض روش

"ہمدرد صحت" کی گذشتہ اشاعت میں، متذکرۃ الصدر عنوان پر اشارتاً کچھہ عرض کیا گیا تھا اور "معزز معاصر" طبیہ کالج میگزین" علیگڈہ کی اس تنقید کو بنظر مسرت دیکھا تھا، جو معاصر موصوف نے حکیم مولوی کبیر الدین صاحب کی جدید تالیفات "تجارب اصول علاج" اور "حمیات جامعیہ" پر کی تھی کیونکہ اس سے مسئلہ اصطلاحات پر بحث و تمحیص کا دروازہ کھل گیا تھا اور یہ امر بھی موجب اطمینان تھا کہ حکیم صاحب موصوف نے اس بحث میں حصہ لینا منظور کر لیا تھا لیکن اس بارہ میں تازہ اطلاع ہمارے لئے باعث تعجب ہوئی۔ اگر صورت حال یہی ہے جو اسوقت ہمارے سامنے ہے تو یقیناً معاصر موصوف کی روش اصحاب فہم میں لائق گرفت اور اصول اور اخلاقیات صحافت کی نظر سے قابل اعتراض سمجھی جائیگی۔

اسوقت نفس مسئلہ کے متعلق کچھہ عرض نہیں کرنا ہے بلکہ اس روش کا مجملاً تذکرہ مقصود ہے، جس کو ہم نے قابل اعتراض ٹھہرایا ہے۔

طبیہ کالج میگزین، علیگڈہ کی اشاعت بابتہ ماہ مئی و جون میں زیر بحث تنقید شائع ہوئی، حکیم مولوی کبیر الدین صاحب نے جواباً ۲۵ جولائی ۱۹۴۲ء کو ایک مفصل تحریر جناب مدیر صاحب طبیہ کالج میگزین کو برائے اشاعت ارسال فرمائی، اور آئندہ ماہ کے رسالہ میں اسکی اشاعت کے منتظر رہے۔ ۱۲ اگست ۱۹۴۲ء کو جناب مدیر کی طرف سے ایک مختصر خط بلا دستخط حکیم صاحب کو موصول ہوا جسکا جواب اُسی روز مدیر موصوف کی خدمت میں روانہ کیا گیا، جسمیں مضمون (بجواب تنقید) کی اشاعت کی توقع کی گئی تھی، بصورت دیگر واپسی مضمون کا مطالبہ تھا۔ اسکے بعد آج ۳ اکتوبر تک حکیم صاحب کو نہ کوئی جواب ہی ملا، نہ مضمون ہی واپس کیا گیا، اور نہ اسکی اشاعت ہی مناسب سمجھی گئی، اس قسم کی غیر معقول روش کا اگر کسی غیر معقول جریدہ سے تعلق ہوتا تو اسکو نظر انداز کیا جا سکتا ہے، لیکن جب ہم طبیہ کالج میگزین جیسے معقول اور باوقار پرچہ میں اس چیز کو کارفرما دیکھتے ہیں، تو ہمکو اسکے باور کرنیکے لئے کافی وجوہ نہیں ملتے، بہر حال اب کافی انتظار اور تساہل کے بعد حکیم صاحب نے یہ مسئلہ ہمدرد صحت کی وساطت سے اہل علم کی دلچسپی اور اظہار خیال کیلئے پیش فرمایا ہے،

ہمدرد صحت کے صفحات ذاتی خط و کتابت اور خانگی معاملات کیلئے وقف نہیں کئے جا سکتے، لیکن وہ خط و کتابت جو حکیم مولوی کبیر الدین صاحب اور مدیر طبیہ کالج میگزین کے درمیان ہوئی ہے ایک علمی خط و کتابت کی حیثیت رکھتی ہے اور اصل مسئلہ کی تشریح بھی اس سے وابستہ ہے۔ اسلئے ہم بالترتیب یہ خط و کتابت اور متعلقہ مضامین کی اشاعت مناسب سمجھتے ہیں اور اہل علم کو اظہار خیال کی دعوت دیتے ہیں۔

"ہمدرد صحت"

تنقید زیر بحث

تو دوسرے حصے "حمیات جامعیہ" میں موسمی بخاروں کے متعلق جدید و قدیم طب کی دقیق معلومات کو بہایت کوشش و تحقیق

کے بعد لکھی گئی ہیں، اور ان میں باہمی تطبیق بھی دی گئی ہے۔ ملیریا پیدا کرنے والے مچھروں کے اقسام، انکے طریقہ تولید و تناسل، تدابیر تحفظ، ملیریا کے اقسام، اور بعض غلطی بخاروں سے انکی تفریق، قشعریرہ، برودت، نافض، باری کے درجات، جسمانی اندرونی اعضاء پر بخار کے اثرات، عوارض، اصول علاج، اکل و شرب کے متعلق احکامات، غذا کے مدارج، شیخ کے متفرق اقوال و ہدایات، جمی مواظبہ کیلئے اطبائے دہلی کے معمولات مطب۔ طب جدید کی رو سے حمیات اجامیہ کا اصول علاج، کونین کے فوائد و نقصانات اور حمیات اجامیہ کے عوارض و علاج وغیرہ کو بہترین طریقہ پر بیان کیا ہے۔ جا بجا اپنی رائے بھی ظاہر کی ہے لیکن پہلے حصہ میں بحران کی بحث ہمارے خیال میں تشنہ رہ گئی ہے، اسکے علاوہ بحران کے متعدد خصوصاً نمبر ۲ و ۱۳ اور ان کے درمیان فرق استفراغ کے سلسلہ میں قے کا وقت حمیات یومی کی تعریف قابل غور ہیں، ایسے الفاظ جو زبان خاص و عام ہیں، اور ہر شخص نہایت آسانی سے ان کے مفہوم کو سمجھتا ہے، ان کو یاد رکھنے میں بھی کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی بلکہ اکثر ان میں سے ہر شخص کو یاد بھی ہیں۔ ایسی صورت میں کسی اردو رسالے میں ان کے بجائے مترادفات کا استعمال افہام و تفہیم کے لئے دشوار کن امر ہے۔ مثلاً کونین کو ہر جاہل و پڑھا لکھا شخص جانتا ہے اور اسکا مفہوم اور حقیقت جانتا ہے بخلاف اسکے جوہر کنین کو پڑھے لکھے لوگ بھی بے تکلف سمجھ سکیں گے کہ یہ کونین ہی کا مترادف ہے، اسیطرح اور بھی نام مثلاً ضد حرین (انٹی پائرین) طلین (فیناسٹین) نضبین (اسپرین) وغیرہ ہیں۔ ہمارے خیال میں کسی اردو رسالے میں ان مترادفات کی بجائے اصل نام ہی زیادہ مناسب ہیں۔ ایسا کرنے سے یاد کرنے اور دوا حاصل کرنیوالوں کیلئے آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں، اور فی نفسہ کسی نوع کا حرج بھی واقع نہیں ہوتا۔ فصیح اردو ادب کے لحاظ سے اگر ثقیل اور غیر مروج الفاظ مثلاً تشنج، میقات، تقیہ، ضہیلاج وغیرہ وغیرہ نہ ذکر کئے جاویں تو زیادہ بہتر ہوگا، اس امر کیطرف بھی توجہ دلانا ضروری ہے کہ جدید طبی اصطلاحات کو اردو رسم خط میں لکھنے کیساتھ انگریزی رسم خط میں بھی لکھدیا جائے تو ان کے تلفظ کی صحت ممکن اور استفادہ مکمل ہو سکے گا۔"

(طبیہ کالج میگزین علیگڈھ بابت مئی و جون ۱۹۳۴ء صفحہ ۱۸۸)

اظہار خیال از حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب

مکرمی جناب مدیر، علی گڈھ طبیہ کالج میگزین!

(۱) "بخاروں کا اصول علاج" اور "حمیات اجامیہ" پر تبصرہ کرتے ہوئے جن زرین خیالات کا آپ نے شاندار الفاظ میں میری خدمات کیلئے اظہار فرمایا ہے صحیح معنوں میں اسکا مستحق نہ ہونے کی وجہ سے یہ باور کرنے پر مجبور ہوں کہ اس سے ارباب ارادت کی غرض وحید اپنے ملک کے ایک خادم فن کا محض حوصلہ بڑھانا ہے۔ جسکا میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں

(۲) دونوں کتابوں پر تنقید کرتے ہوئے آخر میں الفاظ اور اصطلاحات کے متعلق ڈرتے ڈرتے آپ نے ازراہ خلوص و مودت جو مشورہ دیا ہے اس بارہ میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ یہ چیز میرے لئے سب سے زیادہ قیمتی اور دلچسپ ہے، اور میں مکرر اس احسان کا سپاس گذار ہوں کہ میری زندگی بھر کی خدمت کے سب سے اہم اور دلکش سوال کو آپ نے چھیڑ دیا ہے، اسلئے آپ قطعاً اسکی پرواہ نہ کریں کہ میں اس علمی اور ادبی نکتہ چینی کا متحمل نہ ہو سکونگا، اور میں اس محبت آمیز مشورہ کی ایک ایسے مسئلے کے بارہ میں جو میری زندگی کا سب سے دلچسپ موضوع ہے قدر نہ کر سکونگا اس قسم کا واہمہ اگر میری ذات کے متعلق آپ کے دل میں ہو تو اسے اپنے دل سے نکال دیجئے، میں اس سے بحمد اللہ بہت ہی دور ہوں، بلکہ اسکے برعکس میں تو ایسی خردہ گیری اور نکتہ چینی کو اپنے ملک کے موجودہ دور جمود و خمود میں ایک امر مغتنم سمجھتا ہوں ایسی نگاہیں بہت کمیاب ہیں جو صحیح معنوں میں مخلصانہ جذبات کے ساتھ محاسن و معائب کی پرکھ کر سکیں۔ اور ایسی آنکھیں بساغنیمت ہیں جو کھرے اور کھوٹے میں تمیز کر کے اہل ملک کی سچی رہنمائی کی خدمت انجام دے سکیں۔

اس موضوع کو آپ جس قدر چھیڑیں گے اور اس دلچسپ داستان کو جس قدر دراز کرینگے اسیقدر میری قلبی مسرت میں زیادہ رجحان ہوگا۔ اور اسیقدر میرے دل کے ولولے جذبات خلوص و محبت لیکر زیادہ ابھریں گے

نغمہ بیتاب ہے تاروں سے نکلنے کیلئے ۔۔۔ طور مضطر ہے اسی آگ میں جلنے کیلئے

اس گلستاں میں مگر دیکھنے والے ہی نہیں — داغ جو سینے میں رکھتے ہیں وہ لالے ہی نہیں (اقبال)

اصطلاحات کے بارہ میں ازراہِ محبت جو قیمتی مشورہ آپ نے دیا ہے، اسکے دو اجزا ہیں:-

پہلے جزو کا خلاصہ یہ ہے کہ مروج انگریزی اور لاطینی اصطلاحات کے مترادفات بنانے اور ذکر کرنے کی زحمت اختیار نہ کیجائے بلکہ انہیں بجنسہٖ لے لیا جائے،

دوسرے جزو کا خلاصہ یہ ہے کہ ثقیل اور غیر مروج الفاظ اردو ادب میں استعمال نہ کئے جائیں

پہلے جزو کے متعلق مجھے جو کچھ عرض کرنا ہے، اُسے میں ایک الگ مضمون کی شکل میں پیش کرتا ہوں جس میں میں نے اپنے مسلک ترجمہ کی مختصراً توضیح کی ہے یہ مسلسل مضمون میری زیرِ طبع کتاب "تشریح" کا ایک حصہ ہے اسکے پڑھنے کے بعد جس نتیجہ پر آپ پہنچیں گے، اور اسکے بعد جو مشورہ آپ دیں گے اس پر میں صمیم قلب سے غور کرونگا، اور اگر میں مطمئن ہو گیا تو اپنے مسلک کی تبدیلی کو کوئی عار تصور نہ کرونگا۔

دوسرے جزو کے متعلق میری حقیر گذارش یہ ہے کہ (۱) ثقیل اور غیر مروج الفاظ کا استعمال اس وقت ناجائز یا مکروہ ہے جب کہ مقابلہ میں سبک اور مروج الفاظ موجود ہوں، مگر آپ نے اسکی کوئی صراحت نہیں فرمائی۔

لیکن اگر آپ کی حقیقی منشا یہی ہو تو میں اس مشورہ کی دل سے قدر کرتا ہوں اور یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میرا مسلک بھی یہی ہے اور حتی الامکان سبک اور مروج الفاظ کے لانے سے میں دریغ نہیں کرتا۔ یہ اور بات ہے کہ ہزاروں الفاظ و اصطلاحات کے قائم کرنے اور ترتیب دینے میں یہ امر تقریباً ناممکن العمل ہے کہ سب کے سب الفاظ ایک درجے کے سبک اور مساوی طور پر خفیف ہوں، ہزاروں خفیف اور ہلکے الفاظ میں کچھ ثقیل الفاظ تو داخل ہو ہی جائیں گے۔ علاوہ ازیں بعض اوقات مترجم ترجمہ کی اہمیت اور مضمون کی دقت میں اس قدر گھر جاتا ہے کہ سلاستِ زبان اور فصاحت بیان کا دامن اسکے ہاتھ سے بے اختیاری میں چھوٹ جاتا ہے، چنانچہ شیخ الرئیس بوعلی سینا جیسی جلیل القدر ہستی کو بھی اس بارہ میں نشانہ بنایا جاتا ہے اور انکا گنجلک طرزِ بیان غیر معمولی شہرت رکھتا ہے

(۲) بعض اوقات ثقیل اور غیر مروج الفاظ ایک مترجم یا مؤلف کو مجبوراً لانے پڑتے ہیں کیونکہ ان کے مقابلہ میں سبک الفاظ نہیں ملتے، اور خزانہ ادب میں تجسس و تلاش کے باوجود اسکا پتہ نہیں چلتا۔ اگر اپنے مشورہ میں ازراہ کرم آپ تشنج کے مقابلہ میں کوئی سبک اور مروج اصطلاح ساتھ کے ساتھ بتا دیتے۔ تو میرا ایک بوجھ ہلکا ہو جاتا۔ اور میری دیرینہ پیاس بجھ جاتی، میں مدت سے اس تلاش میں ہوں کہ تشنج کے مقابلہ میں کوئی ہلکا لفظ ملے، تو اسے میں چھوڑ دوں اور اسکی جگہ اسے استعمال کروں مگر اب تک مجھے اسمیں کامیابی نہیں ہوئی ہے

(۳) ہمارا ملک اس وقت ترجمۂ علوم کے ابتدائی دور میں ہے اور مصر، شام، بیروت وغیرہ سے تقریباً سو سال پیچھے ہے اسلئے دوستوں کو اس کا بھی خیال کرنا چاہیئے کہ شباب کی رعنائیوں کیلئے اس کمسن کو ابھی کچھ اور بڑھنے دیا جائے، انتظار کی بہت سی لمبی گھڑیاں علوم و فنون کی یاد میں کاٹی جائیں اور بہت سی راتیں شمع علوم جلا کر اور بیداری کا سرمہ آنکھوں میں لگا کر بسر کیجائیں، پھر ایسے سلسلہ دراز کا علوم ایک دو نہ ہوں ہزاروں ہوں۔ تب کہیں حسن شباب کا کوئی ادنیٰ پرتو کسی محبوب ادب اور شاہد علم و حکمت میں نظر آسکتا ہے۔ ابھی پہلے اور آپ نے علم و حکمت کی خدمت ہی کیا کی ہے، کتنے علوم و فنون کے تراجم (برے یا بھلے) ہماری زبان میں موجود ہیں اور کتنے باقی ہیں؟ ترجمہ تو درکنار، ہماری زبان بہت سے علوم و فنون کے نام تک سے ابھی آشنا نہیں، پھر وہ ملک اور اسکی زبان میں الفاظ و اصطلاحات کی سبکی اور ثقل سے کیا بحث ہو سکتی ہے۔

(۴) چند روز پہلے ——— اور آج بھی ہمارے بہت سے احباب اس امر کے قائل ہیں کہ الفاظ و اصطلاحات کے لحاظ سے ہماری زبان اتنی بے مایہ اور نادار ہے کہ علوم و فنون کے تراجم اردو میں اس وقت تک ہو ہی نہیں سکتے جب تک کہ ہم بجنسہٖ ان علوم کے اصطلاحات لاطینی، یونانی انگریزی اور دوسری زبانوں سے آنکھ بند کرکے نہ لے لیں۔

واقعہ کا جہاں تک تعلق ہے اس راہ کی صعوبت میں کوئی شک نہیں، مگر مبارک ہیں وہ جواں ہمت جواں مرد جو اس سنگلاخ

مضامین رواں دواں چلے جا رہے ہیں، اور جنہوں نے اس صحرائے بے آب کو عبور کرنے کی ٹھان لی ہے۔ ان صعوبتوں کا اندازہ
خود ڈاکٹر بٹ صاحب کی عرق ریزی سے پوچھئے جو علم البصر والعین وغیرہ پر متعدد مضامین کا ایک ڈھیر
آپ کے سامنے رکھدیا کرتے ہیں اور آپ نہایت آسانی کے ساتھ رسالہ کو پڑھ کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں کبھی آپ نے
اس کا بھی محاسبہ کیا کہ ممدوح کو رات دن کتنی جانکاہی کرنی پڑتی ہے اور آپ کے رسالہ کے لئے انہیں کتنا بیدار رہنا
پڑتا ہے۔ اسکے بعد ذرا اعداد و شمار سے بتائیے کہ ممدوح کے اس قیمتی مضمون (علم البصر) میں کتنے عربی کے ثقیل اور غیر
مروّج الفاظ ہیں اور کتنے سلیس اور مروّج اور سہل ملے جنہیں پڑھکر رسالہ کا ہر خریدار استفادہ کر سکے۔

مولانا! میرے نزدیک ہو قت الفاظ کی خفت وثقل کا سوال زیادہ اہم نہیں ہے۔ میں تو زبان کی ایسی خدمت
کو بہت وقیع سمجھتا ہوں جو پہلے پہل کی گئی ہو، اور جس سے زبان کا دامن پہلے سے خالی ہو۔ علم البصر پر اردو میں پہلے
سے کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔ اس لئے ڈاکٹر بٹ صاحب کی محنت مستحق صد ہزار تحسین و تبریک ہے کہ وہ پہلی
مرتبہ اردو میں نئے عنوان پر ایک کتاب پیش کر رہے ہیں۔ رہا الفاظ و اصطلاحات کی خفت وثقل کا سوال تو اسپر اُسوقت
توجہ فرمائیے کہ جب اردو زبان میں علم البصر کے موضوع پر متعدد کتابیں ہو جائیں گی اور ایک ایک چیز کے لئے متعدد
اصطلاحیں بن جائیں گی وہ صحیح وقت ہوگا کہ آپ اُس وقت ثقیل اصطلاحات کے مقابلہ میں ہلکی اصطلاحات کو ترجیح دیں

علاوہ ازیں اگر آپ غور کریں تو اسوقت "مروج" اور غیر مروج" کا سوال بہت سے موقعوں پر پیدا نہیں ہوتا کیونکہ
جب ہماری زبان میں پہلے سے وہ علوم ہی نہیں ہیں۔ اور وہ ابھی ہماری زبان میں منتقل ہی نہیں ہوئے ہیں۔ تو اُن
علوم کے الفاظ و اصطلاحات کے رواج یا عدم رواج کے کیا معنے؟ الفاظ و اصطلاحات کا لحاظ یقیناً ہمارے رواج
دینے، یعنی ترجمہ کرنے کے بعد ہی ہو سکے گا۔

تمام دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں میں یہی ہوا ہے۔ پہلے سے کوئی اصطلاح مروج نہیں ہوتی ہے ابتداً
کوئی ایک شخص کسی اصطلاح کو وضع کرتا ہے پھر تدریجاً اُسکی اشاعت ہوتی ہے اور آخر میں اُسے شہرت کا امتیاز
حاصل ہو جاتا ہے۔

مصر کے اس ابتدائی دور سے جس طرح عربی زبان کو گذرنا پڑتا ہے اُسی طرح لاطینی انگریزی اور دوسری
زبانوں کو بھی اس منزل میں قدم رکھنا پڑا ہے، جو ہزارہا شکوک و اعتراضات کی منزل ہے۔ یعنی جس طرح ہمارے
یہاں ترجمہ کے اس ابتدائی زمانہ میں مختلف لوگوں کے مختلف اصول ہیں اور کسی ایک اصول پر ابھی قرار و ثبات
نہیں۔ ایک شخص اگر ایک مسلک پر چل رہا ہے تو دوسرا شخص دوسرے مسلک پر چل رہا ہے۔ اسی طرح یورپ کی موجودہ
ترقی یافتہ زبانوں پر بھی ابتدا میں یہی دور شکوک و شبہات گزرا ہے۔ ایک ایک اصطلاح پر مدتوں نکتہ چینی ہوتی ہے
اور آج تک آئے دن اصطلاحات بنتی و بگڑتی رہتی ہیں۔ یہ تو بیدار قوموں اور زندہ علوم و فنون کی ایک لازوال
خصوصیت ہے +

اب میں پہلے جز کو روشنی میں لانے کے لئے وہ موعودہ مضمون پیش کرتا ہوں جس کا حوالہ اُوپر آچکا
ہے۔ اس مضمون کے پڑھنے کے بعد میرا مسلک معلوم ہو سکے گا جو غالباً زیادہ صبر آزما اور دشوار ہے لیکن

وللناس فيما يعشقون مذاهب

محمد کبیر الدین
۲۵- جولائی ۳۳ء

جواب از مدیر صاحب طبیہ کالج میگزین علیگڈھ

طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڈھ
مورخہ ۱۰ اگست ۳۲ء

محترم جناب حکیم صاحب زاد عنایتہٗ

السلام علیکم، حسب ارشاد جناب ڈاکٹر صاحب آپکے مرسلہ مضمون کے جواب میں یہ عریضہ تحریر ہے تنقید شائع ہونیکے قبل ڈاکٹر صاحب اسکو ملاحظہ فرما چکے تھے، اور اب آپ کا تحریر کردہ مضمون بھی انکے سامنے پیش کیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ کتاب العین میں پہلی تالیف ہونیکے باوجود اس امر کی بہت کوشش کی گئی ہو کہ سبک الفاظ استعمال کئے جائیں پھر بھی ممکن ہو کہ اسمیں کچھ ثقیل الفاظ موجود ہوں۔ بہرحال ملاحظہ فرمانیکے بعد اگر ناظرین ہمکو بہتر مشورہ دیں گے تو ہم اوسکو سپاسگزاری کے ساتھ قبول کرنیکو تیار رہیں۔

مذکورہ خیال کے ماتحت اور اسی خلوص و محبت کیساتھ جس سے آپ کا خط مملو ہے ہیں لے زیر بحث تنقید میں اپنی رائے کو ظاہر کیا ہے۔ اگر یہ مشورہ آپ کے نزدیک پسندیدہ نہیں اور آپکے اصول کے خلاف ہو تو نہ قبول فرمائیے آپ کو اختیار ہے،

والسلام
آپ کا خیر اندیش
ایڈیٹر طبیہ کالج میگزین،

جواب الجواب از حکیم مولوی کبیرالدین صاحب

مکرم و محترم جناب صاحب ادارت "طبیہ کالج میگزین" علی گڈھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نامۂ محبت مورخہ ۱۰/۸ پہونچا، یادآوری کا بہت بہت شکریہ۔

آپکے خط سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ میرا مضمون آپ کے پاس پہنچ گیا، مگر یہ نہیں واضح ہوا کہ آپ اسے کس ماہ کے رسالہ میں شائع فرمائیں گے۔ آپ کو اس سے کوئی گریز تو نہیں ہے۔ اور مجھ سے کوئی ایسی غلطی تو نہیں ہو گئی ہے اگر ایسا ہو تو مجھے متنبہ فرمائیے میں تلافی و تدارک کے لئے تیار ہوں۔

میں یہ کسی طرح امید نہیں کر سکتا کہ ایک ایڈیٹر جو دراصل ایک زبردست نقاد ہے، اپنی کسی رائے کے خلاف کوئی آواز سن نہیں سکتا اور خصوصاً وہ رائے جسے وہ شائع کر چکا ہو اور جسکے بعد اس کا فرض ہو جاتا ہے کہ اپنی نکتہ چینی کے بعد دوسروں کی نکتہ چینی بھی ٹھنڈے دل سے سُنے اور خصوصاً ایسی نکتہ چینی جس میں آئین مودت کے علاوہ ارکان ادارت کی شان کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہو۔

اگر میری توقع بجا ہے تو ایسہ فرما کر مجھے مطمئن فرمائیے ورنہ میرا مضمون میرے پاس واپس کر دیجئے میں ممنون ہونگا۔　زیادہ نیاز

ڈاکٹر صاحب قبلہ کی خدمت میں مخلصانہ آداب

آپ کے خط میں نہ کوئی نام تھا اور نہ دستخط۔ شاید آپ بھول گئے؟

محمد کبیرالدین

مسئلہ اصطلاحات[1]
اور
اسلوبِ ترجمہ و تالیف

تشریح کی ترتیب ۔ اس کتاب کی تالیف کا کام آج سے سترہ اٹھارہ سال پہلے ایک ایسے زمانہ میں شروع کیا گیا تھا جبکہ بڑے بڑے عالی ہمت اپنی زبان کی بے مائگی و افلاس سے اس حد تک قائل تھے کہ کسی علمی تالیف کی تکمیل کو جس میں انگریزی و لاطینی اصطلاحات داخل نہ کی جائیں اور محض اپنی زبان اور اپنی اصطلاحات کی پابندی سے کام لیا جائے محال سمجھتے تھے علی الخصوص تشریح جیسا عمیق سمندر جو دراصل کئی ہزار اصطلاحات کا مجموعہ ہے اور جسکا عبور کرنا مجھ جیسے ضعیف و بے مایہ کیلئے کوہکن تھا ۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ توفیق ربانی نے میری زبردست رہبری کی اور میرے کمزور ہاتھوں سے اتنے بڑے کام کو سرحد انجام تک پہنچایا اور ارباب علم کے حوصلہ افزا تبریک و استحسان نے میری ہمت بلند فرمائی ۔

طبی تراجم اور تالیفات میں زبان ، اصطلاح ، اور ترجمہ کے لحاظ سے میں نے کیا اصول اختیار کیا ہے ؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ خوددار اور زندہ قوموں نے تحریک بیداری اور احساس خودداری کے بعد نقل علوم اور ترجمۂ فنون کے وقت جس اصول سے کام لیا ہے ، اسی اصول کو میں نے اپنے لئے شمع ہدایت بنایا ہے ۔ ہمارے سامنے علمی تراجم کے دو تاریخی شواہد موجود ہیں ، جو ارتقائے علوم کے دو زبردست دور کہے جا سکتے ہیں ۔ ان دونوں دوروں میں وہی مشکلات پیش آئی ہیں اور وہی مراحل طے کئے گئے ہیں جن سے آج ہمیں دوچار ہونا پڑا ہے ایک عربی دور اور دوسرا یوروپی دور ۔

عربی دور ترجمہ :- جب اسلامی حکومت کو دولت عباسیہ کے زمانہ میں سیاسی سکون نصیب ہوا تو وہ علوم و فنون کی طرف متوجہ ہوئی ، دارالترجمہ قائم کیا گیا ، بلا تفریق ملک و وطن اقصائے عالم سے حکماء اور علماء اور بلا تعیین مذہب و ملت مختلف ممالک سے حاملین فن جمع کئے گئے ، ان میں اگر خدا پرست مسلم موجود تھے تو یہود و نصاریٰ اور آتش پرست بھی تھے ، عربی و ایرانی علماء اگر بقراط ، ارسطو اور جالینوس کے اقوال کی ترجمانی کر رہے تھے ، تو منکا اور کنکا جیسے ہندی حکماء چرک[2] اور سشرت کو عربی قالب میں ڈھال رہے تھے اب دیکھنا یہ ہے کہ ان مختلف ممالک کے علماء نے کیا اسلوب کار اختیار کیا ۔ اور ترجمہ کے وقت کس اصول کے پابند رہے ۔

ہمارے سامنے ان بزرگوں کے جو کارنامے باقیات صالحات کے طور پر موجود ہیں ، ان سے ہم ان کے اصول ترجمہ کا پتہ چلا سکتے ہیں ۔ اس وقت عربی زبان کوئی علمی زبان نہ تھی اور نہ علمی اصطلاحات کے لحاظ سے وہ دولتمند زبان کہی جا سکتی تھی ، تمام علوم اسکے لئے نئے تھے ۔ اور علمی دنیا کی ساری اصطلاحیں دوسری زبانوں میں مروج تھیں ، اور عربی کانوں کیلئے کلیۃً غیر مانوس ۔

مگر قطعاً کسی امر کی پرواہ نہ کی گئی اور باوجود قدامت رواج کے تمام قدیم اور دنیا بھر کی مروج یونانی ، لاطینی ، عبرانی ، اور ہندی اصطلاحات کو ترک کر کے بالکل جدید عربی اصطلاحات قائم کی گئیں ۔ اور سونے چاندی کے ان چلتے ہوئے سکوں کو جدید ٹکسال میں گلا کر نئے سکوں کے روپ میں ڈھال دیا گیا دنیا نے دیکھ لیا کہ اس کے بعد کیا ہوا ، شتربانوں اور گڈریوں کی محدود زبان ایک وسیع علمی زبان بن گئی جسکی وسعت و ہمہ گیری کا آج سارا عالم قائل ہے :-

یوروپی دور ترجمہ :- دنیائے تاریخ جانتی ہے کہ مدت مدید تک یورپ کی تمام درسگاہوں میں عربی زبان اور عربی علوم و فنون کی حکومت رہی ہے سو صد راز تک ابن سینا

---

[1] یہ مضمون ہی ہے جسکا حکیم مولوی کبیر الدین صاحب نے اپنے پہلے خط میں تذکرہ کیا ہے اور جو حق کے ہمدرد صحت میں شائع ہو چکا ہے لیکن بنظر سہولت یہاں درج کیا جاتا ہے ۔

[2] چرک اور سشسترا دو قدیم طبی کتابیں ہیں جنکے عربی تراجم خلافت عباسیہ کے دور میں ہوئے تھے مگر آج ان تراجم کا پتہ نہیں چل رہا ہے ۔ منکا اور کنکا غالباً ، مانکا اور کنک دو ہندی حکماء ہیں جنکے نام فہرست مترجمین میں آتے ہیں یہ دونوں حکماء ترجمہ کی خدمت کیلئے بغداد بلائے گئے تھے (عیون الانبیاء) ،

ازی، ابن رشد وغیرہ کی عربی کتابیں داخل نصاب رہیں۔
در تمام علوم وفنون کا سرمایہ محض عربی زبان تھی لیکن جب اہل
رپ کی آنکھیں کھلیں، خودداری کے جذبے نے انہیں گرم کیا
ر ترقی علوم وفنون کا ولولہ اُن کے دلوں میں موجزن ہوا
بجے تمام علوم سے عربی قبائیں اتار دی گئیں، یورپ کی مختلف زبانوں میں
ے ترجمے ہوگئے۔ قدیم، مانوس، اور مروج اصطلاحات کو خیرباد
ہا گیا۔ اور انکی جگہ نئی اصطلاحیں گھڑی گئیں اور علوم وفنون کی تعلیم اپنی
دری زبان میں ہونے لگی۔

ان دونوں تاریخی شواہد سے ہم دو باتیں نتیجہ کے طور پر
ذکر تے ہیں :۔

(۱) ہر قوم کی علمی ترقی کا راز محض اسکی مادری زبان
ں پوشیدہ ہے اور ہر بیدار قوم نے احساس بیداری کے بعد سیاسی
امی کیساتھ ساتھ زبان کی غلامی سے بھی آزاد ہونیکی کوشش کی ہے
(۲) ہر علمی زبان اپنے ابتدائی دور میں کم مایہ اور نادار بھی
تی ہے لیکن ترجمہ و تالیف کے بعد اسکا سرمایہ وسیع ہو جاتا ہے

ربی اصطلاحات کی وجہ ترجیح

ہمنے اس کتاب میں، اور دیگر تمام تراجم و مولفات میں اردو
رسی، اور ہندی کے مروجہ الفاظ کو لیتے ہوئے اساس و بنیاد ۔
ربی اصطلاحات کو قرار دیا ہے۔ یہ میرا ایک مستحکم اصول ہے
ں پر میں ابتدا سے ابتک پابند رہا ہوں۔ اس شدید پابندی
ر حوصلہ شکن عہد سے گو مجھے بڑی بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا
ہے۔ لیکن اگر میں اس پابندی سے آزاد رہتا تو مجھ پر مختلف
باتوں کی کمزوریاں بے نقاب نہ ہوتیں، نہ یہ معلوم ہو سکتا کہ
ں اصطلاحیں کیونکر بنا کرتی ہیں۔ ایک نئی اور ناقص زبان کیونکر
ب مکمل علمی زبان کا جامہ بدل لیتی ہے۔ ترجمہ کے ابتدائی دور
ں کیا کیا مشکلات پیش آیا کرتی ہیں۔ اور پھر ان مشکل مراحل کو کیونکر عبور کیا جاتا ہے
چنانچہ اس بارہ میں میرا یہ دستور ہے کہ جب کسی اصطلاح کی
ے ضرورت ہوتی ہے تو سب سے پہلے میں اپنے بزرگوں کی کتابوں میں کوئی
یم لفظ تلاش کرتا ہوں اگر اس میں مجھے خاطرخواہ کامیابی ہو جاتی ہے
سکو میں ترجیح دیتا ہوں، اور بلا دریغ لے اختیار کر لیتا ہوں لیکن
ہیں مجھے ناکامی ہوتی ہے تو حتی الامکان ایسا لفظ رکھنے یا وضع
نے کی کوشش کرتا ہوں جسکی ساخت اور شکل و صورت حتی الامکان
قدیم اصطلاحات کی ساخت سے قریب تر اور متجانس ہو۔

مصر، شام اور ایران میں بھی اگرچہ زیادہ تر عربی اصطلاحات
ہی مروج ہیں لیکن انکی جدید مؤلفات میں بہت سے لاطینی الفاظ
اور انگریزی بگڑی ہوئی شکل میں موجود ہیں، یا قدیم اصطلاحات
کے ہوتے ہوئے غفلت ولاعلمی سے نئی اصطلاحیں گھڑلی گئی
ہیں لیکن قدیم اصطلاحات کے مقابلہ میں ان جدید اصطلاحات کو میں قابل ترجیح
خیال نہیں کرتا۔ بلکہ انہیں کراہیت ونفرت کی نظر سے دیکھتا ہوں
اُجرت پر ترجمہ کرنیوالے مترجمین بعض اوقات محض
اپنی غفلت اور کاہلی سے تلاش کی زحمت میں نہیں پڑتے اور اُجرت
کے وقت کو بچانے کے لئے قدیم اصطلاح کے ہوتے ہوئے سرسری
طور پر نئی اصطلاح گھڑ لیتے ہیں، یا لاطینی اور انگریزی لفظ کو بگاڑ کر
بیگار ٹال دیتے ہیں، اس لئے ظاہر ہے کہ ایسی چلتی پھرتی تحصیل
سے کیسے خوبصورت اور خوشنما سکے ڈہل سکتے ہیں :۔

ہم نے عربی اصطلاحات کو اساس کیوں قرار دیا؟

(۱) تاکہ دنیا پر ثابت ہو جائے کہ انگریزی اصطلاحات کے
بغیر بھی علوم وفنون کو ہم اپنی زبان میں ڈھال سکتے ہیں :۔
(۲) تاکہ بزرگوں کی یہ قدیم اصطلاحیں جو دراصل ان کے
کارناموں کی بہترین یادگار ہیں زندہ اور باقی رہیں۔ اور انکی تالیفات
سے ہم لوگ زیادہ دور نہ ہو جائیں
(۳) عربی اصطلاحات بمقابلہ لاطینی اصطلاحات کے مجموعی
حیثیت سے ہمارے کانوں کیلئے زیادہ مانوس، سہل اور قریب ہیں
(۴) ہمارے بزرگوں کی قدیم طبی کتابیں جس اسلوب و نہج
پر ہیں ہم بھی اپنی جدید تالیفات میں وہی اسلوب و نہج برقرار
رکھیں یعنی ہمارے علمی جامہ کے امتیازات ان کے علمی جامہ
سے ماخوذ و متحد ہوں :۔
(۵) اردو زبان کیلئے عربی وہی درجہ رکھتی ہے جو لاطینی
و یونانی زبان انگریزی، فرانسیسی، اور جرمنی وغیرہ کے لئے
اور جس طرح انگریز، فرانسیسی، اور جرمن اپنی کتابوں میں آج
تک تقریباً ساری علمی اصطلاحات لاطینی زبان ہی میں وضع
کیا کرتے ہیں، اسی طرح ہم بھی عربی اصطلاحات کو اپنے علوم وفنون
کے لئے طرۂ امتیاز سمجھتے ہیں۔

محمد کبیر الدین

ترویحِ فکر

امریکہ کے ایک بزرگ مسٹر سٹون نے تقریبًا پانچ سو مشہور اور معروف ماہرین سے سائنس کے مستقبل کے متعلق اُن کی رائیں دریافت کی تھیں۔ تین سو سے زائد اکابر کی پیشین گوئیاں سائنس کی آیندہ ترقیوں کے متعلق حسب ذیل ہیں:-

موٹریں آفتاب کی روشنی سے چلا کریں گی۔

ایک سے دوسرے کو لگنے والی (متعدی) بیماریاں معدوم ہو جائینگی انسانکی عمر ستر سال کی ہو جائیگی۔

جوہر فرد اور کوسمک شعاعوں پر قابو حاصل ہو جائیگا۔

کائنات کی اصل، اس کی فطرت اور اس کی وسعت کا راز معلوم ہو جائیگا۔ ماہرین سائنس کی یہ تمام پیشین گوئیاں ممکن ہے کہ آیندہ سو برس سب کی صحیح ثابت ہو جائیں۔ لیکن اگر خدانخواستہ

کبھی سچ مچ ہی یہ موٹریں آفتاب کی روشنی سے چلنے لگیں تو اُن کروڑ در کروڑ عرب و بینوا مزدوروں کا کیا حشر ہوگا جو روزانہ آٹھ آٹھ اور دس دس گھنٹے کام کر کے قدرت کے لازوال خزانوں سے کوئلہ اور پٹرول نکالا کرتے ہیں۔ پٹرول اور کوئلہ کی دُنیا کو ضرورت نہ رہے گی۔ پھر ان غریبوں کی بات کون پوچھے گا۔ کیا اس شمسی ترقی کے یہ معنے ہونگے کہ دنیا کی موجودہ آبادی بقدر ساٹھ فیصدی کے فنا ہو جائے۔؟

کہیں ایسا نہ ہو کہ فاقہ اور مفلسی کی تکلیفوں سے تنگ آکر یہ کوئلہ اور پٹرول والی دُنیا پٹرول اور کوئلہ کی طاقتوں سے "شمسی موٹروں" اور موٹر سواروں کو اڑا کر آفتاب ہی کی طرف روانہ کر دے۔

ارشاد ہوا ہے کہ متعدی امراض بالکل مفقود ہو جائینگے۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو لیکن کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ سائنس کے یہ حکما ہمیں ابھی سے یہ بھی بتا دیتے کہ متعدی امراض سے محفوظ رہنے کیلئے ہر انسان کو وقت پیدائیش سے وقت مرگ تک ہر سال کتنے ہزار ٹیکہ لگوانا پڑیں گے۔ نیز یہ کہ وہ خوردبینی مخلوق جسے بیمار ہونیکے جراثیم کہا جاتا ہے "مرتا کیا نہ کرتا" کے اصول کے مطابق اور کتنے اور کس کس قسم کے نئے ذریعے ہمیں بیمار کرنے اور خود زندہ رہنے کے نکال لیگی اور پھر اُن نئے امراض کی تحقیق میں سائنس کے کتنے دن لگیں گے۔

انسانکی عمر اگر سائنس کی ان تمام ترقیوں کے باوجود صرف ستر ہی سال کی ہوئی تو سمجھ میں نہیں آتا کہ ماہرین سائنس کس حد تک ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں، اور مرحوم زارو آغا جیسے "نا آشنائے فنا" لوگ اسے اپنے حق میں درازی عمر کی دعا سمجھینگے یا کوسنا۔ اور پھر ڈاکٹر شتائناخ اور ڈاکٹر وارونا ف کی اولاد کیا اس زمانہ میں باقی نہ ہوگی۔ جو بندروں کے غدود کی قلم ہفتاد سالہ انسانی جسموں میں لگا کر انہیں "شباب تازہ" کی لذتوں سے بہرہ ور کر دے۔؟

جوہر فرد اور کوسمک شعاعوں پر قابو حاصل ہوئے بغیر تو یہ حالت ہے کہ زہریلی گیسوں۔ بموں توپوں ٹینکوں۔ بمبار طیاروں اور آبدوز کشتیوں کی ہلاکت باریاں نوع انسانی کو ایک دم کیلئے چین نہیں لینے دیتیں اب کیا اُن سے بھی زیادہ آسان ذریعوں کی تلاش ہے ایسے آسان کہ ہلدی لگے نہ پھٹکری اور رنگ "خونیں" آئے"!

رہی کائنات کی اصل اور اسکی فطرت و وسعت کا راز تو اسکے معلوم کرنیکے لئے "ہفتاد سالہ انسانی" عمر بھی ناکافی ہے اور صرف پچاس اونس کا انسانی دماغ میں اتنی گنجایش بھی نہیں ہوتی۔ یہ "چھوٹا منہ اور بڑی باتیں ہیں"

شکاگو کے اس جلسے میں کہ جسمیں ماہرین سائنس نے اپنی ان پیشین گوئیوں کا اعلان کیا تھا۔ ماہرین طب بھی شریک تھے اور انہیں

سے کوئی آدھ ڈاکٹروں نے متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی کہ بہت سی بیماریاں ناپید ہو جائینگی اور انسانی عمر بڑھ جائیگی اور کمال فخر کیساتھ یہ بھی کہا کہ گذشتہ پچاس سال میں فن طب نے جو ترقی کی ہے وہ اس سے قبل کی پچاس صدیوں میں بھی نہیں کی تھی ڈاکٹر صاحبان کے اس متبخترانہ اعلان پر ہمیں سخت حیرت ہوتی ہے آخر وہ "ترقی" کا مطلب کیا سمجھتے ہیں؟ کیا گذشتہ پچاس سال کی مدت میں وہ انسانی بیماریوں کی فہرست میں زیادہ نہیں دو چار ہی نام کم کر سکتے ہیں؟ اپنی خوردبین اپنے سینہ بین اور اپنی چشم ہیچ نہ بین کی مدد سے انہوں نے زیادہ سے زیادہ یہی کیا ہے کہ ہمارے لئے جراثیم کی ایک غیر مرئی دنیا پیدا کر دی جسکے خوف سے اب نہ کھانے میں مزہ ملتا ہے نہ پینے میں۔ نوالہ اٹھایا اور خیال آیا کہ کہیں اس پر دس بیس ہزار ٹائیفائڈ کے جراثیم نہ بیٹھے ہوں۔ گلاس منہ کو لگایا اور دل کانپ گیا کہ کہیں ہیضے کے جراثیم کی فوج اس کے ساتھ پیٹ میں نہ چلی جائے۔

پالیو اور دق کے جراثیم کا خوف اب اتنی بھی اجازت نہیں دیتا کہ کسی سے ڈھنگ سے دو باتیں تو کر لیں ادھر شخص مخاطب نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا اور ادھر آپ نے کسی بہانے سے منہ پھیر لیا یا اپنا سانس روک کر کھڑے ہو گئے۔

ڈاکٹر صاحبان فرماتے ہیں کہ بیماریاں کم ہو گئی ہیں ٹھیک ہوگا لیکن کیا کیا جائے کہ ہماری خانگی زندگیاں تباہ و برباد ہو گئیں، برتھ کنٹرول انضباط تولید کے اصول پر عمل کر نیکو جی چاہے یا نہ چاہے لیکن جراثیم کی ہیبت خود بخود برتھ کنٹرول پر عمل کرا دیتی ہے۔

کیا ترقی اسی کا نام ہے کہ امراض کی فہرست میں دس بیس نئی بیماریوں کا اضافہ ہو جائے؟ کیا ترقی اسی کو کہتے ہیں کہ تھرمامیٹر اسٹےتھسکوپ، مائکرسکوپ، الیزنگاسکوپ، آرسکوپ، عکس ریز اور اسی قسم کے دو درجن آلات کے بغیر ہم یہ بھی نہ بتا سکیں کہ مریض کو بخار ہے یا نہیں، اور لیبوریٹری کی رپورٹ دیکھے بغیر نسخہ لکھتے وقت ہمارے ہاتھ کانپیں + ؟

ماہرین سائنس کے اسی جلسے میں فن تعمیرات کے ایک ماہر صاحب نے یہ پیشین گوئی فرمائی کہ آیندہ مکانات ایسے ہونگے کہ ہر شخص انہیں بنوا سکیگا۔ جہانتک آرام و آسائش کا تعلق ہے مستقبل قریب کے مکانوں کو موجودہ مکانوں سے کوئی نسبت نہ ہوگی اور انکے بنانے میں کوئی شور و غل نہوا کریگا +

ہمیں اندیشہ ہوتا ہے کہ دنیا پھر اپنے دور بربریت و بدویت کیطرف واپس تو نہیں جا رہی ہے جن مکانات کی ایجاد کے امکانات کا ذکر انجنیئر صاحب نے فرمایا ہے وہ تو ایسے ہی معلوم ہوتے ہیں کہ دو بانس کھڑے کر کے اپنا کمبل یا بڑی کی کھال تان لیں۔

امریکہ میں ستر لاکھ نفوس ایسے ہیں جو خرابی دماغ یا مجرمانہ ذہنیت کیوجہ سے دماغی اور اصلاحی شفاخانوں میں زیر علاج ہیں۔ اور ساٹھ لاکھ ایسے افراد ہیں کہ جو اس قسم کے امراض میں مبتلا ہیں کہ جو باپ سے بیٹے کو ورثہ میں پہنچ سکتے ہیں وہاں کے حکما اور عقلا نے اس خوف سے کہ مبادا ان پاگلوں، مجرموں اور مریضوں کی اولاد جسکے متعلق یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ لازمی طور پر مجنون، معصیت کار اور ضعیف القویٰ ہوگی، بڑھتے بڑھتے سارے ملک کو پاگلوں اور مجرموں ہی سے نہ بھر دے یہ تجویز سوچی ہے کہ اس قسم کے تمام افراد کو اعمال جراحی کے ذریعہ سے نسل کشی کے ناقابل بنا دیا ہے اور آیندہ کے لئے یہ قانون نافذ کر دیا جائے کہ اس قسم کی خرابیوں میں جو مرد اور عورتیں مبتلا پائی جائیں گی انکی جبراً تعلیم کر دیجائیگی تاکہ وہ غیر مرغوب اولاد نہ پیدا کر سکیں۔ تجویز تو معقول ہے لیکن کیا یہ مناسب نہوگا کہ اتنے بہت سے پاگلوں کے ملک میں اگر حسن اتفاق سے کچھ تھوڑے سے صاحبان عقل و ہوش بھی موجود ہیں تو وہ بلکہ سب سے پہلے ان ماہرین امراض پر عملیہ تقلیم کر دیں تاکہ آیندہ ایسی "عالی دماغ" نسل کی پیداوار رک جائے۔ کیا صحیح معنوں میں یہ ڈاکٹر جو محض فرضی اور قیاسی اندیشے پر ملک کی ڈیڑھ کروڑ آبادی کو محروم اولاد کر دینا چاہتے ہیں ان مریضوں سے زیادہ خود علاج کے محتاج نہیں ہیں +

از جناب حکیم ذوالفقار علی کوثر صاحب چاندپوری بیگم گنج بھوپال

اگر وہ سودا جو احتراق صفراء سے حاصل ہوا ہو باعث مرض ہو تو پیاس جنون، رنگ کی زردی قبض، اسکی علامت ہے یہ اکثر گرم و خشک مزاج والوں کو ہوتا ہے۔ اگر یہ احتراق خاص دماغ میں واقع ہوا ہو تو اسکی علامت یہ ہے کہ ہذیان غم، خوف، اور خراب خیلات کا غلبہ ہوتا ہے، مالیخولیا یا کیموس ردی سے ہوتا ہے جو خاص دماغ میں ہو یا پھر یہ کیموس ردی تمام بدن میں ہوتا ہے، یا مراق میں خون جل جاتا ہے اور اسکے بخارات دماغ تک پہنچکر مالیخولیا پیدا کر دیتے ہیں یا سوداوی ہوا میں زیادہ پیدا ہوتا ہے ایسی صورت میں مالیخولیا کے ساتھ ورم طحال بھی ہوتا ہے۔

مالیخولیا اگر تمام بدن کے بخارات سے عارض ہوا ہو اور اسکا سبب احتراق خون ہو تو رگیں پھولی ہوئی اور چوڑی ہوں گی مریض خوش اور خنداں ہوگا، چہرہ کا رنگ سرخ ہوگا، بدن پر بالوں کی کثرت ہوگی، گرانی اور کسل کا احساس ہوگا، آنکھیں سرخ نبض عظیم ہوگی، ان سب باتوں کے ساتھ مریض جوان العمر ہوگا، اور گرم کرنے والے اسباب مثلاً گوشت، حلووں اور شراب کا استعمال پہلے ہوا ہوگا، خصوصاً اگر خون معتاد، مثلاً بواسیر حیض وغیرہ بھی بند ہو کر پیدا ہو جاتا ہے لیکن یہ بھی خون سے جدا ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ امراض جو اس سے پیدا ہوتے ہیں زیادہ سخت نہیں ہیں لیکن ان کا علاج بہت دشوار ہے اور اگر خون سودا میں مل جائے تو اس سے طرح طرح کی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں، چنانچہ مالیخولیا اسی سلسلہ کا مرض ہے اور سخت ہے۔

علاج:- مالیخولیا میں ترطیب نہایت ضروری ہے، ابتداء جب مرض مستحکم نہ ہوا ہو علاج آسان ہے لیکن بعد میں سخت مشکل ہے مالیخولیا اگر سوء مزاج مفرد سرد یا خشک کی بنا پر ہو تو قلب کو مفرحات مشک اور تریاق وغیرہ سے گرمی پہنچانی چاہیئے، نیز سر کا بھی علاج کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ رعونت کے بیان میں مذکور ہوا۔ اگر ورم کیوجہ سے مرض پیدا کرنے میں معاون ہو جاتے ہیں،

احتراق صفرا کی صورت میں بدن کی خشکی، لاغری، زردی رنگ اضطراب، بے خوابی، غصہ بدن کی گرمی اور اصل مزاج کی حرارت سے مرض کی تشخیص ہو سکتی ہے مریض جوان العمر ہوتا ہے، طبیعت میں تیزی گفتگو کی کثرت اور گرم و خشک تدابیر کا تقدم خاص علامت ہے، پیاز لہسن، رائی اور تیز ترکاریوں کا استعمال خاص طور پر شاہد ہے کہ صفرا کی جل جانے سے مرض پیدا ہوا ہے بالخصوص جب کہ اعراض شدید اور سخت ہوں۔ سودا اگر دماغ میں ہو اور کہیں نہ ہو تو مریض کو خوف اور غم کا احساس ہوتا ہے، یہ دونوں عرض اسی مرض کیلئے لازم ہیں۔

اگر کسی کے بدن میں سودا حرکت میں آجاوے اور بدن پر سیاہی نمایاں ہو جائے یا تھے میں سیاہی ہو، نیز بول و براز میں بھی سیاہی ہو، اور بہق، کلف، زخم، خارش جلد ہی پیدا ہو جائے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سودا خون سے الگ ہے اور اسکا علاج آسانی سے ممکن ہے کیونکہ مادہ لطیف اور خون سے الگ نیز خون کے اوپر ہے اور اگر سودا ساکن اور غلیظ ہے تو وہ ردی ہے پس وہ نیچے کی طرف مائل ہوتا ہے اسی سے بواسیر، دوالی داء الفیل ہوا اور رگیں ابھری ہوئی ہوں تو پہلے فصد کرنی چاہیئے، بشرطیکہ زیادہ کمزوری کا خوف نہ ہو، اور اگر مادہ کم ہو اور صرف دماغ ہی میں ہو یا خشکی غالب ہو تو فصد مناسب نہیں، اگر صفرا باعث مرض ہو تو اسکا استفراغ کرنا چاہیئے لیکن بہرحال تری پہنچانیکا خیال گرمی پہنچانیکے مقابلہ میں زیادہ رکھیں۔ اگر سودا ہو تو پہلے منضج دیکر پھر ہلکے مسہلات مثلاً نقوع افتیمون شحم حنظل اور سقمونیا کیساتھ پلائیں اسکے بعد مطبوخ افتیمون اور غاریقون دیں اسکے بعد حب افتیمون، حب خریق، اور حب صبر سے تنقیہ کریں، مگر حب خریق ضعف دماغ کیحالت میں نہ دینا چاہیئے، آخر میں اگر ضرورت واقع ہو تو ایارجات کبار اور قوی دوائیں دی جاسکتی ہیں، تنقیہ کے بعد تقویت قلب

[1] جملہ حقوق اخذ و نقل محفوظ ہیں۔ مترجم کوثر صاحب کا یہ مضمون ایک قلمی کتاب سوز العمل سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ حکیم صاحب موصوف آجکل ہمارے کتاب کے ترجمہ میں مصروف ہیں "دستور العمل" حکیم اکمل خان صاحب کی تصنیف ہے مفصل نوٹ آیندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمایئے۔ "ہمدرد صحت"

کی کوشش ہونی چاہیئے۔ غلبہ صفرا میں مطبوخ افتیمون یا مطبوخ عناب دیں دموی میں اکحل یا باسلیق کی فصد اور احتباس حیض کی صورت میں صافن کی فصد کرنی چاہیئے، اور روزانہ یہ نسخہ دینا چاہیئے۔

نسخہ :۔ بنفشہ، نیلوفر، گاؤزباں ہر ایک ۹ ماشہ عناب ۷ دانہ، سپستان ۲۰ دانہ پانی میں بھگو کر مصری ۳ تولہ ملا کر پلائیں۔ نضج و ترطیب کے بعد مطبوخ افتیمون سے تنقیہ کریں، اسکے بعد مرطب غذائیں، شربت فواکہات دیں، حمام (مرطب) کریں، تر اور چکنی غذائیں زیادہ کھائیں۔ گائے سنیں، بکری کا دودھ سر پر ڈالیں، بنفشہ، نیلوفر برگ کاہو، جو، پوست خشخاش کو پانی میں پکا کر اسکے جوشاندے سے دھار دیں اور اسی سے آبزن کرنا چاہیئے۔ ناک اور کان میں روغن بنفشہ، نیلوفر اور روغن کدو ٹپکائیں، نیز بدن پر ان تیلوں کی مالش کریں۔

صفراوی میں ترطیب کی غرض سے پہلے مرطب دوائیں دیں پھر ماء الجبن یا اسی مطبوخ سے تنقیہ کریں، پوست ہلیلہ، شاہترہ، تمر ہندی ہر ایک دو تولہ گیارہ ماشہ، آلو بخارا ۲۰ دانہ سپستان ۱۵ دانہ، گل سرخ تخم کاسنی ہر ایک ۷، ۱ ماشہ سوا سیر پانی میں جوش دیں، جب ایک تہائی رہ جائے تو افتیمون دو تولہ ۱۱ ماشہ ڈال کر فوراً اتار لیں پھر سرد ہو جانے پر شیر خشت ۵ تولہ ۱۰ ماشہ یا ترنجبین یا مصری ڈال کر سقمونیا ۴ رتی، ایلوا ۳ ماشہ، تربد سفید ۳ ماشہ پھانک کر اوپر سے دوا پی لیں۔

دیگر :۔ افتیمون، ہلیلہ کابلی، اسطوخودوس، مویز منقے ہر ایک دو تولہ ۱۱ ماشہ۔ شاہترہ بسفائج سنائے مکی ہر ایک ۷، ۱۰ ماشہ جوشدیکر آخر جوش میں افتیمون ڈالیں، اور ایلوا ۱ ماشہ، غاریقون ۳ ماشہ پھانک کر پی لیں۔

سوداوی میں گاؤزباں نیلوفر بنفشہ ہر ایک ۷، ۱ ماشہ، بالنگو، گلقند آفتابی ہر ایک دو تولہ گیارہ ماشہ پانی میں بھگو کر پی لیں یا ماء الاصول دیں۔

نسخہ ماء الاصول، بیخ کاسنی، اصل السوس، بسفائج، گاؤزباں، بادرنجبویہ، ہلیلہ کابلی ہر ایک ۶ ماشہ جوشدیکر افتیمون ۴ ماشہ آخر میں ملا کر صاف کر کے ترنجبین ۴ تولہ سے میٹھا کر کے پلائیں نضج کے بعد افتیمون کا مسہل دیں۔ اگر خون زیادہ ہو اور ضرورت محسوس ہو تو ہفت اندام کی فصد کریں۔ یا حب ایارج دیں اسکے بعد تقویت و ترطیب کریں، گرم مزاج والوں کو تقویت کیلئے خمیرے اور سرد مزاج والوں کو دواء المسک، نوشدارو دینی چاہیئے

بلغمی میں نضج کے بعد استفراغ کی غرض سے یہ مطبوخ دینا چاہیئے۔

مطبوخ :۔ ہلیلہ کابلی شاہترہ، ہر ایک دو تولہ گیارہ ماشہ، سنا مکی دو تولہ بسفائج، بالنگو ہر ایک ۱۰ ماشہ جوش دیکر آخر جوش میں افتیمون ڈال کر صاف کریں، اور شکر سرخ چار تولہ ملا کر غاریقون ملا کر پلائیں حب اسطوخودوس مفرح، نافع اور مقوی ہیں۔

مالیخولیائے مراقی :۔ معدے سے ہوتا ہے اسکو نفخہ اور نافخہ بھی کہتے ہیں جسمیں کھٹی ڈکاریں آتی ہیں، تھوک زیادہ آتا ہے پیٹ میں گڑگڑ رہتی ہے نیز سوزش اور آگ ہوتی ہے، شانوں کے درمیان کھچاوٹ اور درد ہوتا ہے، نیز پسلیوں کے نیچے بھی درد پایا جاتا ہے یہ حد کھانا کھانیکے بعد سے آخر ہضم تک رہتا ہے اسمیں چونکہ سودا مراق ہی ہوتا ہے اسلئے یہ کم خطرناک اور صحت کے قریب ہے۔

جو مالیخولیا کہ سوائے صفراوی (یعنی اس سوداسے جو صفرا کے جلنے سے پیدا ہوا ہو) سے ہوتا ہو اسمیں بیخوابی ہوتی ہو، مریض کو آدمیوں سے نفرت کرتا ہو۔ یہ قسم خطرناک ہو اور اسکو بمشکل آرام ہوتا ہے۔

جو سودائے بلغمی سے ہوتا ہو اسمیں ناک کے نتھنے تر رہتے ہیں، منہ سے لعاب بہتا ہو۔ گرانی اور کسلمندی ہوتی ہے۔ یہ قسم باعتبار خطرہ کے متوسط حالت میں ہو۔

بلغمی مالیخولیا ان لوگوں کو زیادہ ہوتا ہو جو الثغ ہوں اور جن کے ہونٹ موٹے ہوں۔ کیونکہ یہ دو باتیں رطوبت دماغ پر دلالت کرتی ہیں

الثغ اُس شخص کو کہتے ہیں جو بعض الفاظ مثلاً شین سین اچھی ادا نہ کرسکے، اردو میں ایسے آدمی کو ہکلا کہتے ہیں۔ مرحوم اپنے مزاج کی رطوبت کے باعث حبشی اور بچے اسی قسم میں مبتلا ہونیکے لئے زیادہ مستعد ہیں۔ مالیخولیا میں زیادہ تر وہ لوگ مبتلا ہوتے ہیں جنکا دل، جگر گرم ہو یا دماغ مرطوب ہو۔ چنانچہ جنکا چہرہ اور آنکھیں سرخ ہوں، رگیں چوڑی ہوں، سینہ پر بال زیادہ ہوں، زبان خشک رہتی ہو، یا اسکے علاوہ قلب کی گرمی کے کچھ اور آثار اسمیں پائے جاتے ہوں۔ ان لوگوں کو بھی اکثر مالیخولیا ہوجاتا ہے، جنکا خون بواسیر بند ہوجائے۔ یا اُسکے علاوہ کوئی خون جس کے نکلنے کی عادت ہو بند ہوجائے۔

مالیخولیائے مراقی میں خون قلب اور جگر کی گرمی سے جل کر سودا بنجاتا ہو۔ ایسی صورت میں جگر اسکو طحال میں بھیجدیتا ہو، طحال فم معدہ پر گرادیتا ہو۔ چونکہ فم معدہ میں حس بہت زیادہ ہے اسی لئے وہ اسکے گرنیکا احساس کرتا ہو چنانچہ معدہ میں شورش اور جلن معلوم ہوتی ہو اور فم معدہ کو تکلیف پہنچتی ہو، اور کثرت سودا ہضم اور طعام کو خراب کرتی ہو اسی لئے بلغم ریاح زیادہ پیدا ہوتے ہیں اور نفخ ہوجاتا ہو، مراق بڑھ جاتا ہو، اور نفخ کیوجہ سے دوسرے اور تیسرے ہضم میں بھی اختلال ہوجاتا ہو

شیخ کہتا ہو کہ غذا کے فضلات جب مراق میں جمع ہوجاتے ہیں اور آنتوں کے بخارات اسمیں پہنچتے ہیں تو مراق کے اخلاط جل جاتے ہیں اور جلکر سودا کی صورت اختیار کرلیتے ہیں، اسکے بعد خواہ ورم ہوجائے یا نہ ہو، سوداوی دھندے بخارات سر کیطرف چڑھتے ہیں اسی مالیخولیا کو نافخہ اور نفخہ مراقیہ کہتے ہیں۔

جالینوس کا خیال ہو کہ جگر اور آنتوں کی گرمی زیادہ ہوجانے سے مراق پیدا ہوتا ہو، چنانچہ متاخرین اسی حکم کو مراق معوی کہتے ہیں بعض دوسرے اطباء سدہ ماساریقا کو مراق کی وجہ قرار دیکر کہتے ہیں کہ مراقیوں کی غذا سدۂ ماساریقا کے باعث جو باب الکبد کی شاخیں ہیں اچھی طرح جگر میں نفوذ نہیں کرسکتی اور جو معدے میں رک کر یہ خرابیاں پیدا کرتی ہیں۔

علاج:- اسکا علاج کافی غور وخوض کے بعد کرنا چاہیئے، پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ مرض کا مادہ دماغ میں ہو یا مراق میں، اور جگر میں ورم یا زخم تو نہیں ہیں جس کی وجہ سے خون جل جاتا ہو اور اسکے بخارات دماغ میں پہنچتے ہیں، یا صرف دل یا جگر کی گرمی باعث مرض ہے یا بلغمی مادہ طحال میں موجود ہے، یا جگر اور طحال میں ورم ہے، ان باتوں کی تشخیص کرنیکے بعد یہ دیکھنا چاہیئے کہ سبب مرض کونسی خلط ہی صفرا، خون، یا بلغم یا سودا۔ جب یہ بھی تحقیق ہوجائے تو ہر مخصوص عضو اور مادے کا علاج کریں۔

مراق میں غلط بادکیوجہ سے ڈکاریں کبھی بند ہوجاتی ہیں، کبھی آنے لگتی ہیں، ریاح اور قراقر ہوتا ہو، اگر ورم گرم ہو تو ہر چالیسویں روز فصد کریں، بشرطیکہ معدے کے افعال درست ہوں اُسیلم کی فصد اور سینگیوں سے بھی خون نکلتا ہو، اسکے بعد تحلیل کی کوشش کریں جس کے قواعد اورام کی بحث سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ سر کو قوت پہنچائیں، مرطب تیل لیں طحال کو قوت اور گرمی پہنچائیں، جگر کو سردی پہنچانا ضروری ہے۔ یہ مرض تنقیہ واستفراغ کے آخر میں اکثر فالج اور صرع میں منتقل ہوجاتا ہو۔

اسی قسم میں اگر حرارت ہو تو نیلوفر تخم کاسنی مکوہ ہر ایک ۴ ما نرنجبین دو تولہ یا شربت خشخاش، اور شربت بنفشہ ملاکردیں اگر حرارت نہ ہو تو تقویت احشا کیلئے گلقند کافی ہو، اگر مناسب سمجھیں تو بالنگو گاؤزبان بادریان کے جوشاندے میں گلقند ملاکردیں۔

غذا:- جلد ہضم ہونے والی اور اچھی قوت پیدا کرنیوالی دیں مرغ اور انڈے کی زردی بشرطیکہ ورم نہ ہو دیجاسکتی ہو

بعدہ مراق اور ماساریقا سے مادہ خارج کرنیکی غرض سے ایسا مسہل دیں جو احشا کو مضر نہ ہو، مثلاً مغز املتاس، بادیہ، تخم گل، بسفائج، افتیموں وغیرہ کے جوشاندہ کے ہمراہ دیں، اگر طحال پر کمزوری پائی جائے تو مارالجبن سکنجبین افتیمونی اور سودا خون کی دوا ملاکردیں۔ طحال کو قوت پہنچانے کی کوشش کریں طحال پر سینگیاں لگائیں اور ہضم کے بعد طحال پر دواء المحزول لگائیں تاکہ مادہ دماغ

کی طرف منتقل ہو جائے۔

اگر سرد مزاج والوں کو مراق ہو اور ورم و سوزش نہ ہو تو مطبوخ افسنتین سے علاج کریں اور لیپ نطول کام میں لائیں، خالی سینگیاں لگائیں، مراق میں ورم یا درد ہو تو سینگیاں نہ لگانی چاہئیں، معدے پر تیل ملنا اور اسکی تقویت کا خیال رکھنا خصوصاً فم معدہ کی تقویت کا خیال نہایت ضروری ہے، روغن گل مصطگی اور سنبل الطیب معدہ پر ملنا چاہیئے تاکہ معدہ اس سودا کو جو طحال سے ٹپکے قبول نہ کرے، اسی کے ساتھ ہضم کی درستی سے غافل نہ رہیں اس مقصد کیلئے جوارشیں دینی چاہئیں، اور معدہ و فم معدہ کو گیہوں کی گرم بھوسی سے سینکنا چاہیئے، تاکہ نفخ نہ بڑھ جائے اور پیٹ پر بابونہ، برگ ناتیج اکلیل الملک کا نطول کرنا چاہیئے تاکہ ریاح اور سوداوی بخارات تحلیل ہوتے رہیں، مگر نطول کرتے وقت پانی کو دیکھ لینا چاہیئے کہ زیادہ گرم نہ ہو۔

افتیمون اور ایارج فیقرا ملا کر روزانہ کھانے سے معدہ کا تنقیہ آسانی سے ہو جاتا ہے، اور قبض بھی رفع ہوتا رہتا ہے، افسنتین پکا کر شکر ڈال کر پینا بھی مفید ہے قنطوریون کھانے کو ہضم کرتا ہے اور ملین بھی ہے، ریاح اور بخارات کو بھی تحلیل کرتا ہے۔ مالیخولیا اگر جگر اور ماساریقا گرمی سے ہوتا ہے تو مریض کا حال جگر کے مریضوں کا سا ہوتا ہے، اسکا علاج ٹھنڈے شربتوں تبرید کرتا ہے، مثلاً شیرہ تخم کاسنی، خیارین، خرفہ، کشوث کا پلانا، اور آب کاسنی سبز، آب کدو، تربوز اور شربت بنفشہ شربت نیلوفر بھی مفید ہے۔

آب کاسنی سبز مروق، گلاب، تمر ہندی، مغز املتاس شیر خشت اور ماء الجبن سے مسہل دینا چاہیئے۔ فصد باسلیق کھولیں۔

غذا میں سرد چیزیں کا ہو، کاسنی اور سرکہ ڈال کر کھائیں گوشت کا شوربہ جسمیں پالک بھی ہو مناسب ہے،

تبرید جگر کیلئے کافور صندل گلاب میں پیس کر جگر پر لیپ کریں یا جو کا آٹا اور صندل گلاب میں پیس کر لگائیں ان کے لگانے سے حرارت جگر کے باعث اخلاط میں احتراق نہیں ہونے پاتا۔

مالیخولیائے مراقی میں ترطیب، نیند لانے اور حرارت غریزیہ کو بڑھانے، اور سوداوی ابخرات کی تحلیل کیلئے حمام بہت مفید ہے حمام کے تھوڑی دیر بعد صفراوی میں مطبوخ فواکہ سے اور سوداوی میں مطبوخ افتیمون سے، اور سودائے طبعی میں سفوف سودا، یا سفوف ملا جوج اور ماء الجبن سے تنقیہ کریں۔

اطریفل صغیر میں افتیمون ملا کر شیرہ خرفہ اور شکر کیساتھ دینا بھی مفید ہے۔

دو مسہلوں کے درمیان راحت اور مفرحات یا تو تیہ سے دل اور دماغ کو قوت دینا بہت ضروری ہے،

مالیخولیا سدۂ ماساریقا کے باعث ہوتا ہے تو ذرب کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اس کا علاج سدۂ ماساریقا کیطرح کرنا چاہیئے، پیشاب رنگین ہو تو سکنجبین شکری دینے میں کوئی حرج نہیں ہے غذا، کرفس اور پالک دینا چاہیئے چقندر بھی مفید ہے اگر ہضم قوی ہو تو کبھی کبھی غلیظ غذائیں بھی دینی چاہئیں تاکہ حرارت جگر کا مقابلہ کر سکیں۔

مالیخولیا کے مریضوں کو حسب ذیل غذائیں دی جا سکتی ہیں۔

سفید باج جو بکری بچے یا بھیڑ کے گوشت سے تیار کیا گیا ہو، چوزے، تیتر مچھلی، نیمبرشت انڈا، فالودے جنمیں روغن بادام بھی ہو، میدہ کی روٹی کا گودا شکر اور قند کے ہمراہ، میوہ جات میں سے انجیر، مویز سفید، کشمش بادام پستہ دیا جا سکتا ہے، ترکاریوں میں فرنجمشک، نمام، بادرنجویہ، سرخس، بتھوا کدو، خبازی دینی چاہیئے ان غذاؤں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ وہ غذائیں جنکا ذائقہ، شور تلخ کڑوا یا نمکین ہو، نیز تیز ، اور کھٹی غذائیں، نیز وہ غذائیں جن سے سودا پیدا ہوتا ہو، مثلاً کرم کلہ، مسور، بینگن، باقلا، سوکھا ہوا گوشت گائے کا گوشت، شکار کے گوشت

زیادہ بھوک پیاس بھی مضر ہے بیخوابی، رنج تھکن سخت ورزش، کود پھاند سے بھی پرہیز کریں، بغیر خواہش اور صحیح نعوذ کے جماع بھی نہ کریں کہ یہ سب حرکتوں سے زیادہ مضر ہے اگر پرہیز ممکن نہ ہو اور خواہش سخت ہو تو دوسری بات ہے۔ مالیخولیائے مراقی میں شدت حرارت سے ماساریقا میں خون غلیظ ہو جاتا ہے، لہٰذا مراقیوں کے بدن کو غذا نہیں ملتی، بعض اطبا کا خیال ہے کہ بواب میں ورم گرم ہو جاتا ہے اسوجہ سے کھانا معدہ میں دور و زنک رہتا ہے۔ کیونکہ کھانا بواب ہی سے منحدر ہوتا ہے۔

ورم حار کی شناخت اس طرح سے ہو سکتی ہے جو مراقیوں کو محسوس اور عارض ہوا کرتی ہے۔ ایسی صورت میں سرد غذائیں زیادہ مفید ہیں۔

مراقیوں کے معدے میں ورم حار خون غلیظ سے ہوا کرتا ہے اور جب اس سے بخارات بلند ہوتے ہیں تو مالیخولیا کے عوارض

درد سر، آنکھوں کے سامنے خیالات پیدا ہوتے ہیں، قے اور ڈکار سے کمی ہونے پر نیز بھوک اور ہضم کی درستی سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ مادہ معدہ میں ہے۔ اور خوف و دہشت سے اسکے خلاف اشارہ ہوتا ہے، اگر معدے میں یہ اعراض نہوں یا بعض اعراض ہوں تو مالیخولیائے دماغی سمجھنا چاہیے ایسی صورت میں خون سوداوی یا تو دماغ میں پیدا ہوتا ہے یا تمام بدن میں۔ اگر بدن میں سودا پیدا کرنیکی استعداد نہ ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ مادہ سر میں ہے، بالخصوص جبکہ سر کے گرم امراض، اور دھوپ کھانے یا سرسام، در دسر، اور طویل بے خوابی، یا سر کو گرم کرنیوالی غذائیں کھانے کے بعد مالیخولیا ہوا ہو۔

اس قسم کا علاج آسان ہے، متواتر حمام اور خلط رطب پیدا کرنیوالی غذائیں کھانا کافی ہے، اگر مرض طویل ہو جائے تو البتہ علاج کی ضرورت ہوگی۔

صاحب مادی نے ان لوگوں پر اعتراض کیا ہے جو کہتے ہیں کہ مراق ماساریقا کے ورم حار یا ورم بواب سے ہوتا ہے، وہ کہتا ہے کہ جب کھٹی ڈکاریں آتی ہیں بھوک کثرت سے بڑھتا ہے اور بخار نہیں ہوتا تو کس طرح سمجھا جائے کہ ماساریقا یا بواب میں ورم حار ہے نہ اسکے ساتھ پیاس ہوتی ہے نہ بخار ہوتا ہے یہ سب چیزیں بتاتی ہیں کہ ورم حار نہیں ہے، مگر صرف ایک یہ بات ہے کہ سرد غذاؤں سے فائدہ ہوتا ہے نفع کی کثرت بھی گرم نہ ہونی چاہیئے ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ مراق طحال سے زیادہ سودا پھیلنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ دلیل بہت ظاہر اور بہتر ہے، کہ اکثر مراقیوں کو طحال کی شکایتیں ہوتی ہیں لہذا ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ جن لوگوں کو مالیخولیائے مراقی ہوتا ہے، ان کے طحال سے خراب رطوبتیں معدہ میں آتی ہیں اور صدید کے بند ہو جانے سے فم معدہ پر سوزش ہوتی ہے جیسے سرکہ ڈالدیا گیا ہو، اور ترشی چونکہ شہوت کلبی پیدا کرتی ہے لہذا مراقی بہت کھانے لگتے ہیں اور چونکہ حرارت معدہ کمزور ہو جاتی ہے ہضم اچھا نہیں ہوتا، در نفخ کی شکایت ہو جاتی ہے، نیز سوداوی بخارات سے معدہ میں درد پیدا ہو جاتا ہے سرد چیزوں سے فائدہ محسوس ہونیکی یہ وجہ ہے کہ سرد چیزیں تر ہونیکی بنا پر معدے میں تعدیل پیدا کر دیتی ہیں اور سودا کی حدت کو کم کر دیتی ہیں اسلئے افاقہ محسوس ہوتا ہے اور ایک اعتبار سے مرض دفع بھی ہو جاتا ہے مگر زیادہ مدت میں، کیونکہ سرد غذاؤں کے کھانیسے سودا کی پیدائش جو جگر کی گرمی سے ہوتی تھی کم ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ جگر اور اس سے متصل اعضا کی اصلاح ہو جاتی ہے، اسلئے مرض کو مدد نہیں پہنچتی اور صحت ہو جاتی ہے۔

ماء الجبن بنانیکی ترکیب :۔ از بیاض میر نواب صاحب مرحوم نواب علو خان۔ عمدہ صحیح البدن بکری کا دودھ جس کو جنے ہوئے چالیس روز ہو چکے ہوں، نصف سیر لیکر مٹی کی ہانڈی میں رکھ کے نرم آنچ پر پکائیں اور انجیر کی لکڑی سے جسکا ایک سرا کوٹ کو مسواک کیطرح بنالیا گیا ہو چلاتے رہیں، جب جوش آئے تو سرکہ انگوری ڈالدیں، تاکہ دودھ پھٹ جائے، پھر موٹے کپڑے کو دوہرا کر کے چھان لیں، اور پانی بوتل میں بھر لیں، روزانہ ۵ تولہ دودھ چھ ماشہ شربت اور ۱ ماشہ سرکہ اضافہ کرتے رہیں، تاکہ دودھ ایک سیر، سرکہ دو تولہ اور شربت ۱۰ تولہ تک پہنچ جائے۔ تیار شدہ ماء الجبن کے تین حصہ کر کے شربت نیلوفر یا شربت گاؤزباں ملا کر دو دو گھڑیکے فاصلہ سے پیتے رہیں ہر مرتبہ پینے کے بعد سو قدم چل لیا کریں، ایک ہفتہ کے بعد مسہل جو تجویز کیا جائے پلائیں۔ غذا میں شوربا قلیہ اور خشکہ کھائیں،

دوسری ترکیب یہ ہے کہ شام کے وقت بکری کا نصف سیر دودھ لے کر آب انار ڈال کر جوش دیں تاکہ انار کے پانی کا وزن کم ہو جائے اُس کے بعد آگ سے اتار کر میٹھا دہی دو تولہ خوب حل کر کے ملا دیں اور اسی برتن کو نڈ میں جس کو آگ سے گرم کر لیا ہو رکھ کر اسکے چاروں طرف بھس یا پیال بھر دیں اور اوپر رضائی کی آٹھ تہ کر کے ڈھانپ دیں، آدھی رات تک دہی جم جائیگا، اسکو موٹے گزی کے کپڑے میں دو تہ کر کے باندھ دیں، اور پانی ٹپکائیں، پہلے سفید پانی ٹپکیگا اسکو پھینکدیں، جب آسمانی رنگ کا پانی ٹپک کر جمع ہو جائے تو اسکو محفوظ رکھیں، اس پانی کو پاؤ بھر سے اس طریقہ پر شروع کریں کہ شربت نیلوفر ملا کر اسکے تین حصے کریں، ایک حصہ پی کر سو قدم چلیں تین چار گھڑی کے بعد جب کہ پہلا پیا ہوا ماء الجبن ہضم ہو گیا ہو دوبارہ پی کر اسیطرح دو سو قدم تک چلیں، تین چار گھڑی کے بعد تیسرا حصہ بھی اسیطرح پی لیں، اسکے پانچ چھ گھڑی کے بعد آش جو گلاب ۵ تولہ عرق کیوڑہ ۵ تولہ، شربت نیلوفر دو تولہ ملا کر دو نیم پیالے پی جائیں۔ سہ پہر کو بکری کے بچے کے گوشت کا شوربہ جس میں پالک پڑا ہو اور اسکو مکھن ڈال کر پکایا گیا ہو کھائیں۔ شام کے وقت ہلیلہ مربی ۳ عدد آملہ مربی خانہ ساز چاندی کے ورق میں لپیٹ کر پہلے کھائیں اور اوپر سے شیرہ تخم کا ہو ۱ تولہ مغز تخم کدو شیریں ایک تولہ عرق گاؤزباں میں نکالکر اسبغول روغن بادام سے چرب کیا ہوا چھڑک

پانی میں اجیب لیک پہر رات گذرجائے تو نیشمہ یا پالک یا کدو کی ترکاری مسکہ ڈال کر کھالیں بشرطیکہ بھی کھاسکتے ہیں، گھی جس قدر کھاسکیں بہتر ہے، روزانہ دودھ کی مقدار بڑھاتے رہیں، تاکہ ڈیڑھ سیر تک پہنچ جائے، اسوقت مجوزہ مسہل لیں، شربت نیلوفر، گل نیلوفر ۲ مارکورات کے وقت بارہ چودہ سیر پانی میں بھگو کر صبح کو عرق کھینچیں جسوقت دو سیر عرق نکل آئے بھبکہ کھول کر وہ عرق نکال لیں اور ڈیڑھ سیر قند سفید ملاکر شربت بنالیں، باقی عرق جو نکلے اسکو تبرید کے کام میں لائیں ایک سیر گاؤزبان میں سے ۸ سیر عرق کھینچنا چاہیئے۔

مسہل ماءالجبن۔ سنا مکی، گل سرخ ہر ایک دو تولہ کورات کیوقت نصف سیر ماءالجبن میں بھگو کر صبح کو دو تین جوش دیں اور صاف کر کے مغز املتاس ۶ تولہ، ترنجبین گلقند آفتابی ہر ایک ۴ تولہ سکنجبین افتیمونی ۶ تولہ میں حل کر کے روغن بادام شیریں ڈال کر پی لیں، غذا میں دوپہر کو نخود آب اور رات کو شوربا یا خشکہ کھائیں۔

تبرید۔ طباشیر مربی ایک عدد ہو کر چاندی کے ورق میں لپیٹ کر کھائیں اوپر سے ماءالجبن شربت نیلوفر، شربت گاؤزبان ہر ایک تین تولہ، تخم بالنگو چھڑک کر تین مرتبہ جیسا کہ پہلے مذکور ہوا پئیں، غذا میں قلیہ یا خشکہ کھائیں۔

دیگر تبرید:۔ مروارید سفید پیس کر خمیرہ گاؤزبان میں ملائیں اور ورق نقرہ لپیٹ کر کھائیں، اوپر سے عرق گاؤزبان عرق گلاب عرق بید مشک ہر ایک چار تولہ، شیرہ تخم خرفہ مقشر شربت انار شیریں دو تولہ تخم شربتی چھڑک کر نوش کریں۔

سکنجبین افتیمونی۔ اسطوخودوس کبود، بادیان، تخم شاہترہ ہر ایک ۱۰، ۷ ماشہ، افتیمون ولایتی، برگ سنامکی، پوست ہلیلہ کابلی ہر ایک دو تولہ ۱۱ ماشہ، افتیمون کے علاوہ باقی دواؤں کو سرکہ انگوری ۱۴ تولہ ۷ ماشہ پانی ۵۸ تولہ ۴ ماشہ میں بھگوئیں، پھر ۲ شد پکر قند سفید ۴۳ تولہ ڈال کر جوش دیں اور چمچہ سے چلاتے رہیں پھر افتیمون کی پوٹلی کو نچوڑ کر پھینک دیں اور سکنجبین بوتل میں بھر کر رکھ دیں بعض اوقات اسطوخودوس کی جگہ گاؤزبان اور پوست ہلیلہ کابلی کی بجائے ہلیلہ سیاہ ڈالا جاتا ہے کبھی تخم شاہترہ کے عوض برگ شاہترہ شامل کیا جاتا ہے۔

سفوف لاجورد۔ پوست ہلیلہ کابلی، ہلیلہ سیاہ، سنامکی ہر ایک تین ماشہ، گل سرخ ۱ ماشہ، لاجورد مغسول ایک ماشہ بسفائج فستقی افتیمون، غاریقون سرخ و سفید کتیرا، نمک نفطی ہر ایک ۱ ماشہ

کوٹ چھان کر روغن بادام میں چرب کر کے کھائیں۔

پنیر مایہ۔ جو ماءالجبن بنانے کے کام آتا ہے۔ اس طرح حاصل کیا جاتا ہے کہ بکری کے بچہ کا جس نے گھاس اور دانہ نہ کھایا ہو پنیر دان لیکر اس کا دودھ نکالیں، اور نمک، سیاہ دانہ، بادیان تینوں مساوی لیکر پیس کر نصف شیردان میں بھریں اور اسکے اوپر وہ دودھ ڈال کر پھر یہی دوا بھریں، اور اسکا منہ سی کر سایہ میں سکھالیں، اسکے بعد نصف سیر میٹھا دہی جسکی بالائی نہ اتاری گئی ہو لیکر کھولتے ہوئے پانی میں ڈالیں جب اسکا قوام دودھ کیطرح ہوجائے تو شیردان کو چاک کر کے دواؤں سمیت اس دہی میں ڈال کر حل کریں اور چینی کے برتن میں بھر کر تین روز تک دھوپ میں رکھیں جسوقت ماءالجبن بنانے کی ضرورت ہو، تین پاؤ بکری کے دودھ (جس کے صفات پہلے مذکور ہوئے) دو چمچے اس پانی کے ڈال کر دو گھنٹہ رکھا رہنے دیں، دودھ دہی کیطرح جم جائیگا، اسکے بعد چاقو سے کاٹ کر کپڑے میں باندھ کر پانی ٹپکائیں، اور جتنی دوائیں شیردان میں بھری گئی تھیں ان میں سے دو تین دوائیں پانی میں کھلے ہوئے دہی میں ڈالدیں تو زیادہ مفید ہو جاتا ہے۔

ماءالجبن معدے ہی میں صفرا پیدا ہو کر جگر اور تمام بدن میں جاتا ہے تو اسکو دفع کرتا ہے۔ بکری کا دودھ (جس کو کاسنی، کاہو، دستینے کی پتی اور برگ بید کھلائی جاتی ہو اور جو تندرست ہو) لیکر جوش دیں اور سکنجبین سادہ شکری ۱۸ ماشہ ڈال کر آگ سے اتار لیں اور ٹھنڈا ہونے تک ڈھانک کر رکھدیں، پھر نمک ہندی ۴ رتی سقمونیا ۸ رتی پوست ہلیلہ زرد سواد و ماشہ کھائیں اوپر سے ماءالجبن ۲۴ تولہ ترنجبین ۹ ماشہ ڈال کر پی لیں۔

حلوا۔ مالیخولیا میں فصد و مسہل کے بعد سفید بیج خشخاش سفید کشنیز خشک نشاستہ مغز تخم کدو، مغز بادام، روغن گاؤ شکر، سب کا حلوا بنا کر کھائیں۔

نسخہ۔ افتیمون ۹ ماشہ فنفنین ۶ ماشہ اسطوخودوس ۷ کشنیز خشک ۶ ماشہ عناب ۵ دانہ نصف سیر پانی میں پکائیں جب نصف سیر پانی رہجائے شہد ڈال کر پلائیں۔

دیگر۔ خیارین ۹ ماشہ مغز کدو گاؤزبان ہر ایک ۶ ماشہ [illegible] ایک تولہ شیرہ نکال کر پلائیں۔

سفوف:۔ افتیمون گل سرخ پوست ہلیلہ کابلی بسفائج فستقی لاجورد مغسول برگ سنا مساوی، قند سفید ایک تولہ

کوٹ چھان کر روغن بادام سے چکنا کرکے شکر تری ہموزن ملا لیں خوراک ۹ ماشہ، گائے کے گھی سے بھی چکنا کر سکتے ہیں

فائدہ: مالیخولیا اور مانیا کیلئے ماء الجبن سے بہتر کوئی دوا نہیں ہے سُرخ یا سیاہ بکری کا دودھ جسکو چند روز بیری کی پتیاں کھلائی گئی ہوں پاؤ سیر لیکر جوش دیں جوش کی حالت میں انجیر کی لکڑی سے چلاتے رہیں جب دو تین جوش آجائیں تو سکنجبین افتیمونی ڈالیں تاکہ دودھ پھٹ جائے۔ اگر اچھی طرح نہ پھٹے تو ایک تولہ سرکہ ڈال کر پھاڑ لیں، پھر صاف کرکے کام میں لائیں۔ سفوف لاجورد ۲ ماشہ کھاکر تھوڑی دور چل کر ایک ایک گھڑی کے فصل سے تین بار ماء الجبن پئیں چالیس روز میں بتدریج دودھ کی مقدار بڑھا کر ایک سیر تک پہونچا دیں، آٹھویں یا دسویں دن مغز فلوس خیار شنبر اگر ترنجبین نہ ہو شکر سرخ تین تولہ، شیر خشت روغن بادام ڈال کر صاف کرکے پلائیں، اگر عرق گلاب اور عرق بادیان بھی شامل کیے جائیں تو بہتر ہے، ورنہ عرق کئو اور کاسنی سدے کی رعایت سے ضروری ہے، دوپہر کو نخود آب کھائیں۔

حب لاجورد، لاجورد مغسول، کثیرا، تربد سفید مجوف خراطین حب النیل پوست ہلیلہ، ہلیلہ سیاہ، پوست ہلیلہ کابلی ہر ایک ۳ ماشہ بسفائج دو ماشہ، ایارج فیقرا، افتیمون کوٹ چھان کر روغن بادام میں چرب کرکے عرق بادرنجبویہ میں چنے کی برابر گولیاں بنائیں۔ ماء الجبن کے دوران استعمال میں ہفتہ میں ایکبار عرق گاؤزبان کیساتھ کھائیں، سودا کو خارج کرتی ہیں اور مالیخولیا میں مفید ہیں۔

فائدہ۔ مانیا: تمام اقسام جنون میں بُرا ہے اور جنون سبعی دماغ ورم سے پیدا ہوتا ہے اسمیں خیارین کشنیز خشک کا ہو، تخم کدو وغیرہ سرد چیزیں استعمال کریں، اور تنقیہ کے بعد مسہل دیں۔

نسخہ: آلو بخارا عناب ہر ایک ۵ دانہ، گل سرخ، تخم خطمی، خیارین ہر ایک ۲ ماشہ، اگر قبض ہو تو اسمیں برگ سنا ایک تولہ مغز املتاس ۳ تولہ ترنجبین ۳ تولہ، تمر ہندی دو تولہ گلقند آفتابی ۳ تولہ اضافہ کرکے منقوع یا جوشاندہ کی صورت میں پلائیں، فصد باسلیق اور قیفال مفید ہے اگر ضرورت ہو تو جذب مواد کی غرض سے ساقین کی فصد کرنی چاہیئے، اگر کچھ عرصہ ہوگیا ہو اکحل کھولنی چاہیئے۔

نسخہ: گاؤزبان، تخم ریحاں ہر ایک ۲ ماشہ، آلو بخارا ۵ دانہ شربت سیب دو تولہ عرق بید عرق شاہترہ ہر ایک ۵ تولہ بھگوکر پلائیں۔

سر پر روغن بنفشہ، روغن گل و روغن بادام، روغن سنبل کی مالش کریں ترطیب کی تسخین کے مقابلہ میں زیادہ کوشش کرنی چاہیئے۔

صفراوی مالیخولیا میں ایارجات کبیر مضر ہیں، کیونکہ حرارت بڑھاکر مالیخولیا کو جنون میں تبدیل کردیتی ہیں۔

دوا۔ مالیخولیا کی تمام اقسام میں سودمند ہے، ایارج ۱ ماشہ اطریفل ۱۰ ماشہ میں ملاکر کھلائیں

دیگر: دواء المسک نسخۂ معمول خفقان مراق میں مفید ہے

داء الکلب جو فساد خون سے پیدا ہوتا ہے مانیا کی ایک قسم ہے اسمیں مریض کا حال مختلف ہوتا ہے کبھی خوشامد کرتا ہے کبھی غصہ،

علاج:۔ مبردات سے تعدیل مزاج کریں اور کمزور دواؤں اور ہلکے مسہلوں سے سودا کا اخراج کریں، کمزور دوائیں یہ ہیں، عناب ۵ دانہ، گل سرخ ۹ ماشہ، آلو بخارا ۴ دانہ شربت نیلوفر، ماشہ عرق شاہترہ ۱۰ ماشہ، گاؤزبان ۹ ماشہ۔

اسمیں مانیا کے مقابلہ میں ہلکا اور قلیل العمل تنقیہ کرنا چاہیئے

نسخہ: خیارین ۹ ماشہ، تخم کدو ۶ ماشہ، مویز منقے ۱۰ دانہ عرق گاؤزبان ۵ تولہ بھگو کر پلائیں۔

ماء اللحم:۔ گوشت مرغ جوان دو عدد، کبوتر فربہ یکسالہ رگ ریشہ ہڈی اور چربی سے صاف کیا ہوا (ایک بکرے کا) لوا ۵ عدد تیترہ عدد، عنبر ۲ ماشہ، زرا وند مدحرج ایکتولہ، زرنب، عود صلیب ہر ایک تولہ، دارچینی تیز ۳ ماشہ، بعض نسخوں میں دارچینی کا وزن ایکتولہ ہے، اور سلیخہ عاقرقرحا دو تولہ، عود ہندی ایک تولہ، صعتر دو تولہ، قرنفل مصطگی ہر ایک ایکتولہ، نانخواہ، صندل سفید، زرنباد جوزبوا سنبل الطیب، دانہ الائچی خورد، بسباسہ، زیرہ کرمانی پترج طباشیر، الائچی کلاں ہر ایک ایک تولہ بھی تحریر ہے، شقاقل مصری کشنیز خشک گل گاؤزبان، زعفران، صندل سرخ، بہار خرما گل بنفشہ بادرنجبویہ، درونج عقربی، عود بلساں، ابریشم مقرض ہر ایک ایک تولہ پوست ترنج، اسطوخودوس، برگ عود، اسارون ۱ اشنہ، افتیمون ہر ایک شاں، بسفائج فستقی بوزیدان چوب چینی، ہر ایک ۶ ماشہ کوٹ چھانکر سب کو گوشتوں پر چھڑک کر ایک رات رکھا رہنے دیں، پھر عرق بادرنجبویہ ۱ سیر عرق گاؤزبان ۱ سیر بید مشک ۱ سیر گلاب ۱ سیر میں بھگوکر عرق کشید کریں عرق نکالتے وقت عنبر زعفران پوٹلی میں باندھیں خوراک ۵ تولہ،

دیگر گاؤزبان، گل گاؤزبان ہر ایک ۳ تولہ بادرنجبویہ تودری سرخ و زرد، بہمن سرخ و زرد، شقاقل، الائچی کلاں ۲ ماشہ سنبل [illegible]

افضار الطیب، تخم کاسنی، برگ ریحاں سبز، تخم بادرنجبویہ، پوست نبخ صندل سفید ہر ایک ایکتولہ، گوشت مثل پہلے نسخہ کے ایسی ترکیب سے رق نکالیں۔

اس موقعہ پر مصنف نے غالباً تقویت قلب کے خیال سے مالیخولیا کے نسخے لکھے ہیں چونکہ مالیخولیا اور جنون وغیرہ کا بیان مخلوط ہے، اسی لئے ان نسخوں کو مالیخولیا سے متعلق سمجھنا چاہیئے اور بطور مفرح اور مقوی قلب مرکب کے انکو مرض مذکور میں استعمال کرنا چاہیئے، میں پہلے نسخہ کو ہر موسم سرما میں بناتا ہوں سے انتہا مقوی باہ ہے خون وغیرہ خوب پیدا کرتا ہے" مترجم"

حبوب:۔ مالیخولیا اور سوداوی امراض میں مفید ہیں ایارج فیقرا ۳۔ ماشہ، افیتمون ۷۔ رتی لاجورد مغسول کتیرا باریک پیس کر اطریفل صغیر یا معجون نجاح میں ملا کر گولیاں بنائیں اور سوتے وقت کھائیں، صبح ماء الجبن پلائیں، ان گولیوں کو چاندی کے ورق میں لپیٹ کر بھی دیا جا سکتا ہے

نسخہ:۔ پوست ہلیلہ بلیلہ آملہ اکاس بیل کوٹ چھان کر شہد میں ملائیں خوراک دو تولہ روزانہ،

نسخہ:۔ بکری کا بھیجا گائے کے گھی میں بھون کر شکر اور سپید روٹی سے کھائیں۔

سفوف:۔ سونٹھ خشخاش ہر ایک دو تولہ۔ ماشہ زعفران نصف ماشہ کنگنی ۲ تولہ ۹ ماشہ، شکر سرخ دو تولہ۔ ماشہ کوٹ چھان کر سفوف بنائیں، اور گائے کے تین سیر دودھ میں ۳ ماشہ سفوف ڈال کر جوش دیں اور جب نصف سیر رہ جائے پی لیں

نسخہ:۔ ہلیلہ زرد، سنا مکی تربد سفید مویز منقی پانی میں جوش دیکر صاف کر کے ایلوا ۳۔ ماشہ نمک دیباد (نمک نوں) ۱۰ ماشہ کہا کر اوپر سے جوشاندہ پی لیں، ہفتہ میں تین مرتبہ پلائیں تاکہ بدن صاف ہو کر دیوانگی زائل ہو جائے، غذا میں بکری کا شوربہ انڈے کی زردی روغن کدو اور شکر تری کیساتھ کہلائیں، ناریل، ورد المسک مداومت کیساتھ کہائیں، بادام اور شکر تری کھلائیں۔

اطریفل:۔ تمام اقسام جنون، فساد خون، نزلہ بخارات معدہ اور دوسرے اعضا سے بخارات اٹھنے میں مفید ہے، شاہترہ ۱۰ ماشہ، الائچی خورد ہلیلہ مصطگی ہر ایک ۳۔ ماشہ، گل سرخ ۷ ماشہ حب الآس ۹ ماشہ، ہلیلہ سیاہ ۱ تولہ، تربد مجوف ۳ تولہ پوست ہلیلہ زرد تین تولہ، پوست بلیلہ آملہ ہر ایک دس تولہ کوٹ چھان کر روغن بادام سے چرب کر کے شہد سفید ۔ ما رمیں ملائیں خوراک ایکتولہ سے دو تولہ تک،

معجون، دار الکلب اور جنون میں حکیم جعفر کی مجرب ہو چند آدمیوں کو اس سے فائدہ ہوا ہو۔ تخم خشخاش، تخم فرنجمشک ابریشم مقرض، گاؤزباں، تخم کاسنی، ہر ایک ایکتولہ، جاوتری بہمن سفید خولنجان ہر ایک دو تولہ، زعفران دو ماشہ، صمغ عربی ۳ ماشہ، دانہ الائچی خورد مصطگی، قرنفل کشنیز خشک ہر ایک ایکتولہ پرسیاوشاں ۳ ماشہ دارچینی ایکتولہ اسارون ۲ ماشہ گل گاؤزباں ایکتولہ دواؤں کو کوب کر کے گاجر کے دو سیر پانی میں بھگو کر صبح کو جوش دیں ۱۰ اور آب انار شیریں شہد ہر ایک ۴ تولہ مصری تین تولہ آب سیب شیریں ڈالکر قوام کریں، پھر عنبر اشہب ۴ تولہ مشک ۲ ماشہ ورق طلا ورق نقرہ ہر ایک ۱ تولہ ملا لیں اور شیشی میں رکھیں، خوراک ۴۔ ماشہ سے ۷ ماشہ تک

مالیخولیائے سوداوی ودموی میں فصد اور پاؤں، پنڈلی دونوں شانوں کے درمیان سنگیاں لگانے نیز پیشانی کی فصد کرنیکے بعد، شربت بنفشہ شربت خشخاش ہر ایک ایک تولہ، آب انار ین ۵ تولہ میں ڈال کر دیں۔

نسخہ:۔ افیتمون ۶ ماشہ بادیان ۴ ماشہ بنفشہ، بادرنجبویہ گل سرخ ہر ایک ۶ ماشہ، گاؤزباں ۶ ما پانی میں بھگو کر نبات سفید دو تولہ ڈالکر چار روز تک پلائیں، اسکے بعد حب افیتمون دیں،

حب افیتمون:۔ افیتمون ۳۔ ماشہ غاریقون ۷ ماشہ، اسطوخودوس ۴۔ ماشہ، نمک ۳۰ رتی حب النیل کتیرا ۳۔ ماشہ کوٹ چھان کر گولیاں بنائیں، یہ سب ایک خوراک ہیں، صبح کیوقت کھائیں معجون نجاح ۹ ماشہ سے ۱۳ ماشہ تک کھلانا مفید ہے خصوصاً اس مالیخولیا میں جو احتباس حیض کی وجہ سے ہوا ہو،

نیند لانیکی غرض سے عورت کا دودھ سر پر ملیں۔ نطول کریں، اور اطریفل صغیر ہفتہ میں دو بار کھلائیں، انجیر بادام، انار زرد آلو کھانا مفید ہے۔

مالیخولیائے سوداوی وصفراوی میں بحالت حیض شربت خشخاش شربت بنفشہ، شربت نیلوفر، زلال تمر ہندی اور آلو بخارا دیں،

مسہل، ہلیلہ کابلی، سنا مکی ہر ایک ۲ تولہ شاہترہ افسنتین

ہر ایک ۶ ماشہ، آلو بخارا ۱۰ دانے، تمر ہندی ۳ تولہ جوشاندہ کر کے شیرخشت ۳ تولہ ملا کر صبح کو پلائیں، اگر سہل کا عمل نہ ہو تو ایارج فیقرا، غاریقون ہر ایک ۳ ماشہ، ہلیلہ ۱۰ ماشہ، سقمونیا ۳ رتی کھلائیں، ایارجات کبیر ہرگز نہ دیں اگر جنون ہو جانیکا خوف ہو۔

مالیخولیائے سوداوی اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو فصد کریں ماء الجبن اور مطبوخ افتیمون پلائیں،

نسخہ: افتیمون ۱۰ ماشہ، ہلیلہ سیاہ سات دو ماشہ، قند سفید ۱۰ ماشہ ماء الجبن میں بھگو کر پلائیں، چند دن میں عقل کے آثار پیدا ہو جائینگے، اگر نہ ہوں تو یہ گولیاں دیں۔

حب: ایلوا ۳ ماشہ، غاریقون، افتیمون ہر ایک دو ماشہ لاجورد مغسول قرنفل ہر ایک ایکماشہ کوٹ چھان کر گولیاں بنائیں خوراک ۴ ماشہ تک، اگر اسکے بعد بھی مرض کا اثر باقی رہے اور نبض میں سرعت نہ ہو، بدن میں حرارت بھی نہ ہو تو دل کو تقویت پہنچانے کی غرض سے دواء المسک معتدل اور تریاق کبیر مفید ہیں، اگر نبض میں سرعت اور بدن میں حرارت موجود ہو تو یہ دوا تیار کریں۔

دوا: گل سرخ صندل سفید ہر ایک ۷ ماشہ، طباشیر تخم خرفہ مقشر بادرنجبویہ، گل ارمنی، عود قماری، گاؤزبان کشنیز خشک قرنفل زرشک ہر ایک ۳ ماشہ، مرجان کہربا، ابریشم خام سوختہ ہر ایک ۱۰ ماشہ کوٹ چھان کر شربت سیب میں ملا کر ۹ ماشہ کھلائیں، اوپر سے عرق گاؤزبان پلائیں، اس مرض میں خفقان کی رعایت بھی ضروری ہے معجون نجاح اسمیں بہت مفید ہے، غذا میں فربہ مرغ کا گوشت جوان بکری کا گوشت، نخود آب جو ب کھلائیں، انار بھی دیں، روغن بنفشہ بادام کدو ناک میں ٹپکائیں، اور ہاتھ پیروں پر ملیں، حمام کی مداومت بھی نہایت ضروری ہے۔

سوداوی بلغمی مالیخولیا میں حب تبرید سے تنقیہ کریں

حب تبرید: تبرید غاریقون ہر ایک ۳ ماشہ لاجورد پوست ہلیلہ ہر ایک ۱۰ ماشہ، سقمونیا ۶ رتی، کتیرا ۳ ماشہ، صبر زرد ۵ ماشہ کوٹ چھان کر گولیاں بنائیں یہ سب دو خوراک ہیں

سر پر تیل کی مالش کریں، نشاستہ خشخاش اور گیہوں کا حریرہ بنا کر پلائیں۔ حمام کریں۔ غذائیں جو پہلے مذکور ہوئیں کھلائیں۔

مالیخولیائے مراقی میں اگر طحال بڑھا ہوا ہو تو باسلیق یا اسیلم (بائیں جانب) کی فصد کریں، حب افتیمون، اور شربت افتیمون کا استعمال کرائیں۔ جگر کی گرمی کم کرنے کی سعی کریں تاکہ سودا

پیدا نہ ہو، معدے میں جو سودا جمع ہو گیا ہو اسکو خارج کریں اسی مقصد کیلئے یہ نسخہ مفید ہے،

نسخہ: تمر ہندی دو تولہ، آلو بخارا ۱۰ دانہ، سنا مکی ۹ ماشہ تخم کاسنی ۷ ماشہ، بادیان ۶ ماشہ پکا کر شیرخشت ۳ تولہ ڈالکر پلائیں، شربت بزوری، رب انگور، آب انار شیریں، اور سکنجبین سفرجلی، آب کاسنی ہمیشہ استعمال کریں، بہتر ہے کہ مراقی میں حتی الامکان استفراغ نہ کریں، مگر قوی ضرورت کی موجودگی میں کوئی حرج نہیں ہے، غذا میں مرغ کا گوشت، جوان بکرے کا گوشت انڈے کی زردی نیمبرشت دینی چاہئیے، بعض اطبار کہتے ہیں کہ ہر چالیسویں روز فصد باسلیق کھول کر تھوڑا سا خون خارج کر دینا چاہئیے گلقند سے معدے کو تقویت پہنچائیں، ضرورت کیوقت یہ نسخہ دیں،

نسخہ: افتیمون ۳ ماشہ، گاؤزبان بادرنجبویہ ہر ایک ۶ ماشہ افسنتین ۳ ماشہ پکا کر مغز املتاس ۳ تولہ ملا کر دیں۔

مریض ہمیشہ غمگین رہتا ہو، اور آنکھیں اندر کو گھسی ہوئی ہوں اور خون میں احتراق پایا جائے، تو چند مرتبہ فصد کرنی چاہئیے اور مطبوخ افتیمون سے مسہل دینا چاہئیے، نیز ماء الجبن مصری ڈال کر پلانا چاہئیے اسی سے ایک ہفتہ ہو جاتا ہے

عشق میں بہترین تدبیر تو وصل محبوب ہے، معشوق کی برائیاں کرنے سے بھی تسکین ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی خلط پائی جائے تو ہلکا سا مسہل دینا چاہئیے، اسکے لئے تمر ہندی، آلو بخارا، شیرخشت اور گلاب بہتر ہے اس کے بعد شربت فواکہ، شربت سیب اور صندل ہر ایک دو تولہ عرق بید مشک، عرق گاؤزبان، عرق کاسنی ہر ایک چار تولہ، عرق گلاب دو تولہ میں ملا کر اسپغول، تخم ریحان ہر ایک ۶ ماشہ چھڑک کر پلائیں میووں میں انار، خربوزہ، تربوز، کھیرا مفید ہے، غذا میں تر غذائیں کدو کی ترکاری، آش جو، فربہ مرغ کا گوشت، کبوتر دینا چاہئیے میٹھا پانی اور شراب پلائیں، شراب عرق بید مشک، گلاب، عرق گاؤزبان عرق کاسنی بھی شامل کر کے دینی چاہئیے، سیر و شکار کی طرف مریض کی توجہ منعطف کرانی چاہئیے۔

جنون مانیا یعنی جنون ہائج میں جو خوف، کوند پھاند اختلاط عقل ضعف بدن اور ضعف اعصاب کے ساتھ ہو چند مرتبہ فصد کریں ٹھنڈی اور تر چیزوں سے مزاج کی اصلاح کریں۔ آش جو روغن بادام ڈال کر، مرغ فربہ، ککڑی، پالک، دھنیا، رب انار، رب انگور اور تمر ہندی کھلائیں، اگر قبض ہو تو نتال تمر ہندی ۵ تولہ،

لال تو نجار ۲ ماشہ، شربت نیلوفر دو تولہ ملا کر دیں، یہ مسہل
ائیں۔

مسہل ہناء مکی ا تولہ، ہلیلہ سیاہ، افتیمون، بنفشہ، گل سرخ
ایک ۶ ماشہ، تمر ہندی تین تولہ، انگور خشک ۶ ماشہ، مویز منقےٰ ۱۰ دانے
شکر، شیرخشت چار تولہ ملا کر ملائیں۔ حب شبیار، حب غاریقون
ہلیلہ ہر ایک ساڑھے تین ماشہ، کتیرا ۱ ماشہ، افتیمون ۳ ماشہ
سقمونیا پونے دو ماشہ دو مرتبہ کر کے صبح کو کھلائیں۔ اسکے بعد
شربت افتیمون، گلقند آفتابی ہر ایک ۱۳ ماشہ گلاب ۔ مار میں حل کر
ائیں۔

تنقیہ کے بعد مناسب مقوی غذائیں کھلائیں، بدن
تری پہونچائیں نیند لانے کی سعی کریں۔ دار الکلب میں جو احتراق
دن سے ہو اور جسمیں غصہ اور رنج کے علامات ملے ہوئے پائے
ائیں۔ گلاب اور ٹھنڈے شربت پلائیں۔ فصد و مسہل کی ضرورت
ہو تو فصد کریں اور مسہل دیں، سر پر تیل ملیں۔ چلتے ہوئے پانی کو
دیکھنا بھی مفید ہے۔

صبارا۔ سوداوی جنون کی ایک قسم ہے جسمیں سرسام حار
صفراوی بھی ہوتا ہے، اسکی علامات اور علاج سرسام صفراوی کیطرح
ہے لیکن اسمیں غذاؤں وغیرہ میں ترطیب کا زیادہ خیال رکھنا
چاہیئے۔

حمق: رعونت میں افعال فکریہ، وسط دماغ پر خشکی کے غلبہ
ہو جانیسے یا تجاویف میں بلغم بھر جانیکی بنا پر ناقص یا باطل ہو جاتے
ہیں، اسمیں دماغ میں خشکی، بیخوابی، رنج اور غم زیادہ ہوتا ہے۔

علاج: حب افتیمون سے تنقیہ کریں۔ سر کو گرم رکھیں، غذا
میں نخود آب دارچینی، خولنجان، زعفران ڈال کر دیں۔ حلوا فالودہ کھائیں،
روغن گل، روغن چنبیلی، بابونہ اور روغن بنفشہ سر پر ملیں۔

"کوثر چاندپوری"

مکتوبات

شفاخانہ تکمیل الطب کالج لکھنو

شفاخانہ تکمیل الطب موجودہ مکدر فضا میں جب کہ امراض متعدیہ وبائیہ شہر میں بکثرت حملہ آور ہیں طبی خدمات نہایت مستعدی اور تندہی سے انجام دے رہا ہے ان کا صحیح اندازہ گوشوارہ سے ہو سکتا ہے شعبہ سرجری و چشم خصوصیت کیساتھ قابل ذکر ہیں ان دونوں شعبوں کے مرضی اکثر بیشتر نجات سے اکر بحمد اللہ کامیاب واپس جاتے ہیں، چنانچہ حال ہی میں ایک مریض کا پیر کاٹا گیا ہے جو رو بصحت ہے، علاوہ ازیں سرجری کے بڑے بڑے آپریشن ایک قابل ڈاکٹر ایم بی، بی ایس سابق ہوس سرجن میڈیکل کالج کرتے رہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ گذشتہ کے نسبت امسال تعداد مرضی میں کافی ترقی ہے، چنانچہ آجکل ڈیلی نمبر ساڑھے چار سو کے قریب ہے اندازہ کیلئے گوشوارہ مرضی بابت ماہ اگست ۱۹۳۴ء ذیل میں درج کیا جاتا ہے

گوشوارہ مرضی ماہ اگست ۱۹۳۴ء

نزول الماء	دیگر مرض چشم	سرجری	دیگر امراض	میزان
۱۰	۵۵۰	۵۵۴	۱۳۸۷	۲۵۰۱

سالانہ جلسہ ویدک طبیہ کالج امرتسر

مورخہ ۲۱، ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۴ء بروز ہفتہ، اتوار ویدک طبیہ کالج اور طبیہ کمیٹی امرتسر کا شاندار جلسہ ہوگا جہاں طلبا کو سندات تقسیم ہونگی، مایوس الحال مریضوں کو مفت طبی مشورے دئیے جاوینگے، مفت مشورہ حاصل کرنیوالے مریض اپنے مرض کے حالات لکھکر سکریٹری کو ارسال کریں، اور اسکے علاوہ طبی مذاکرہ کیلئے معقول انتظام کیا گیا ہے جسمیں مایۂ ناز طبیب، وید، اور ڈاکٹر حصہ لیں گے، علاوہ ازیں اہم امور کے حل کی کوشش کیجائیگی، اور طبی نمائش بھی ہوگی، ہندوستان کے مایۂ ناز طبیب یکجا ہونگے اور طب و ویدک کی ترقی کے وسائل پر غور و فکر کرینگے لہذا جناب بیرون پنجاب طبا شامل اجلاس ہو کر جلسہ کی رونق کو بڑھا دیں،

المعلن:۔ حکیم ابوتراب عبد الحق پرنسپل طبیہ کالج امرتسر
پتہ:۔ حاجی حکیم ابو المظفر محمد شمس الحق خان سکریٹری ویدک طبیہ کالج رجسٹرڈ امرتسر

از حکیم خواجہ نیاز احمد صاحب دہلی

یہ ایک گھاس کی جڑ ہے جس کو "الفاظ الادویہ میں" مولی کی جڑ سے تشبیہ دیگئی ہے، سخت وزنی اور کھردری ہوتی ہے توڑنے میں سختی سے ٹوٹتی ہے، اور کچھ خوشبو بھی آتی ہے، اوپر کا حصہ سُرخ سیاہی مائل لیکن اندر سرخی کم ہوتی ہے، بہتر وہی ہے جو صاف، سُرخ، اور بھاری ہو، اسکا پودا کم و بیش ایک بالشت ہوتا ہے، اور پتے خبازی کے پتوں سے کسی قدر مشابہت رکھتے ہیں، پتے ادرصاف ہوتے ہیں۔ کنارے دندانے دار ہوتے ہیں، اور اسکی ساق پر چند چھوٹے چھوٹے پتے لگے ہوتے ہیں جن کے سرباہم گتھے ہوئے ہوتے ہیں۔ پھول اس میں نہیں آتا، موسم گرما میں اُگتا ہے۔ یہ بیانات اطبا کے ہیں، لیکن "انجمن آرائے ناصری" میں لفظ بہمن کی تشریح ان الفاظ میں کیگئی ہے کہ "چوں در ماہ بہمن رد یا وگل کنند باین نام نامیدہ شد" اور یہ بھی خیال کیا جا سکتا ہے کہ اس کا یہ نام پارسیوں نے ماہ بہمن اور روز بہمن کی مناسبت سے تبرکاً رکھا ہوگا، ماہ بہمن موسم سرما کا دوسرا مہینہ ہے، اور بہمن ہر شمسی ماہ کی دوسری تاریخ کو بھی کہتے ہیں۔ ماہ بہمن کی دوسری تاریخ کو پارسی ایک جشن مناتے ہیں۔ اس دن اس روئیدگی کو توڑ کر کھانے پر رکھتے ہیں۔ اور مصری یا قند سے کھاتے ہیں، اور کھانا پکاتے وقت بھی اسمیں ڈال دیتے ہیں، حکیم سید بہلولی خانصاحب شہرت موحرسی "بالتحفۃ العلویہ والنصایح العلیہ" میں لکھا ہے، کہ بہمن سفید کی ایک قسم ہے جسے فارسی میں بہمن مح کہتے ہیں، بہمن سُرخ کا پودا ارمن اور خراسان کے پہاڑوں میں بکثرت ہوتا ہے،

مزاج تیسرے درجے میں گرم اور دوسرے درجہ میں خشک ہے ابو بہمن مسیحی کا قول ہے کہ دوسرے درجہ میں گرم و تر کیونکہ اسمیں رطوبت فضلیہ موجب ہے اس کو مائعات میں داخل کرنیسے کافی رطوبت ظاہر ہوتی ہے

خواص و فوائد اسکے داخلی استعمال سے فرحت اور قوت محسوس ہوتی ہے، خفقان کو نافع ہے، بلغم غلیظ کو تحلیل کرتی ہے، مقوی باہ اور مولد منی ہے، بدن کو فربہ کرتی ہے، شہد وغیرہ میں اس کا تازہ مربہ تقویت کیلئے بہت مفید ہے، کمر کو مضبوط کرتا ہے اسکا سفوف بطور اُبٹنہ چہرے پر ملنے سے چہرے کا رنگ نکھر جاتا ہے، اگر اسمیں نمک تلخ کا اضافہ کردیا جائے تو اُبٹنہ اور زیادہ مفید ہوجاتا ہے۔ اس کو پانی میں پیس کر بالوں میں لگانے سے سر کی جوئیں مرجاتی ہیں۔

مضار آنتوں کو کمزور کرتی ہے اور دردِ سر پیدا کرتی ہے،

مصلح اول الذکر مضرت انیسون سے رفع ہوجاتی ہے اور آخر الذکر کتیرا اور عناب سے۔

بدل بہمن سفید، تودری، درونج عقربی، اسگند ناگوری وغیرہ وغیرہ۔

مقدار خوراک ۳ ماشہ سے ۹ ماشہ تک،

مسز ارنسٹ جن کے ایک وقت میں توام بچے پیدا ہوئے ہیں

توام بچے

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

فاروق نے دوسرے دن زبیدہ کو ڈاکٹر عثمانی کے گھر بھیجدیا اور خود گھر پر ٹھیر کر عثمانی کا انتظار کرنے لگا اُسے خیال تھا کہ عثمانی زبیدہ سے
ب حالات معلوم کرکے آئیگا، اور مجھے سنائیگا۔ لیکن تین
ہ گئے، پھر بھی عثمانی کا کہیں پتہ نہ تھا۔

اتنے میں ٹیلیفون کی گھنٹی بجی،

"ہیلو۔ میں ہوں فاروق"

"یار تم نے تو بڑا انتظار دکھایا جب سے زبیدہ گئی ہے میں
ارا انتظار کر رہا ہوں"

"کیا کہا۔ میں وہاں آؤں۔ کیا بات ہے؟"

"نہیں آنا تو کیوں نہیں چاہتا مگر بتادو کیا معاملہ ہے"

"تم کہتے ہو تو میں ابھی آتا ہوں ورنہ ویسے تو پانچ بجے
قریب چار پینے کیلئے آتا"

ٹیلیفون بند ہوگیا۔ فاروق نے جلدی جلدی کپڑے
ہا در سخت تردد اور اضطراب کیحالت میں ڈاکٹر عثمانی کے گھر
راہ لی۔ وہاں پہنچا تو دیکھا کہ عثمانی باہر برآمدے ہی میں اسکا
ظار کر رہا ہے،

نی (مسکراکر) اس وقت میں جو کچھ حکم تمہیں دوں اُسے
ن وچرا کے بغیر مان لینا قطعاً تمہاری آواز نہ نکلے خواہ کچھ بھی
و یا کچھ بھی دیکھو، اپنی زبان کو بالکل بند رکھنا اگر تمہاری
جودگی کا کسی کو علم ہوگیا، تو سب کام بگڑ جائیگا۔ بہت ہی دبے پاؤں

میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ اور جس جگہ میں اشارہ کروں انتہائی خاموشی کیساتھ بیٹھ جانا اور بس بیٹھے رہنا پھر ایکدفعہ سمجھ لو اگر تمہاری موجودگی کا کسی کو پتہ لگ گیا تو پھر کچھ کام نہ بنے گا۔

فاروق حیرت اور اضطراب کے عالم میں خاموشی کیساتھ عثمانی کے پیچھے ہولیا، دو ایک کمروں سے گذر کر ایک جگہ پردے کے بالکل قریب عثمانی نے اسے اشارہ کیا اور وہ بڑی احتیاط کیساتھ اس کرسی پر بیٹھ گیا جو وہاں بچھی تھی۔ پردے کی دوسری طرف سے آوازیں آرہی تھیں۔

"بھائی جان، آپکو تو خدا جانے کیوں وہم ہوگیا ہے، میں کیا بتادوں کوئی بات ہو تو بتا دوں"

"بہن یہ میں کیسے مان لوں کہ کوئی بات نہیں ہے، پھول کیطرح ہر وقت کھلا ہوا رہنے والا تمہارا چہرہ کبھی سبب کے بغیر تو اس قدر نہیں کملا سکتا، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر تم مجھ سے کیوں چھپاتی ہو، تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے۔

"بھائی جان مجھے آپ پر پورا پورا اعتبار ہے یہ آپ کیسی باتیں کرنے لگیں"

"تو کیا اعتبار اسی کو کہتے ہیں کہ تم اپنے دل کا درد دکھ مجھ سے کہنا نہیں چاہتیں۔ زبیدہ تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہیں اپنی سگی بہن سے بھی زیادہ چاہتی ہوں اور تمہاری یہ حالت دیکھ کر میرا دل دکھ گیا ہے۔ اب دیر نہ لگاؤ اور خدا کیلئے دل پر جو بوجھ ہو اُسے ہلکا کرلو"

بھائی جان میں سچ کہتی ہوں کہ میں بھی آپ کو اپنی حقیقی بہن ہی سمجھتی ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپکا دل میری محبت سے

بھرا پڑا ہے لیکن ان سب باتوں کو چھوڑیئے کچھ دریافت کیجئے"

"دیکھو زبیدہ اگر تم اسی طرح اپنا دکھ درد مجھ سے چھپاؤ گی تو میرے دل کو بڑا صدمہ ہوگا میں جانتی ہوں کہ تمہیں فاروق صاحب کیطرف سے کوئی سخت رنج پہنچا ہے میں تم سے صرف اسلئے پوچھ رہی ہوں کہ شاید میں کوئی مشورہ دے سکوں"

(بھرائی ہوئی آواز) "بھابی جان میں تو ارادہ کر چکی تھی کہ میں یہ راز ہرگز ہرگز کسی پر ظاہر نہ کرونگی، مگر یہ ڈر ہے کہ کہیں آپ خفا نہ ہوجائیں، اس لئے آپ سے کہہ دیتی ہوں، آپ پہلے وعدہ کریں کہ کسی اور سے ذکر نہ کرینگی"

"میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں کسی سے اس کا ذکر نہ کروں گی"

فاروق پردے کے پیچھے بیٹھا ہوا یہ تمام باتیں سن رہا تھا بار بار اسکا جی چاہتا تھا کہ پردہ ہٹا کر زبیدہ کے پاس جائے اور اُسے اپنی آغوش محبت میں لیکر خود اس سے پوچھے کہ اسے کیا تکلیف ہے لیکن عثمانی نے اُس سے خاموش رہنے کا وعدہ لے لیا تھا، اور اسکے علاوہ اسے یہ بھی خیال تھا کہ جس طرح اسکے پوچھنے پر زبیدہ نے ابتک کچھ نہیں بتایا تھا اب بھی کچھ نہ بتائیگی اور پھر یہ موقع بھی ہاتھ سے جاتا رہیگا، اس کا دل بڑے زور سے دھڑک رہا تھا۔ عدالت کے کمرہ میں جس طرح ملزم اپنی قسمت کے فیصلے کا انتظار کیا کرتا ہے اور ایک امید و بیم کی حالت میں جج کیطرف دیکھتا رہتا ہے بالکل اسیطرح وہ بھی اس وقت زبیدہ کی زبان سے اپنا جرم معلوم کرنے کیلئے بیچین تھا۔

زبیدہ نے جیسے ہی چاہا کہ اپنے دردِ دل کا اظہار ریحانہ پر کرے اسی وقت اسکا دل بھر آیا اور وہ ریحانہ سے لپٹ کر رونے لگی۔ ریحانہ کے کندھے پر اسکا سر تھا۔ سسکیوں پر سسکیاں لے رہی تھی اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے،

ریحانہ: بھئی تم تو بالکل ہی بچہ نکلیں، بھلا اس میں رونے کی کونسی بات تھی بس اب دل کو ڈھارس دو، رونا دھونا موقوف کرو اور جلدی سے مجھے بتادو کہ وہ کیا بات ہے جس نے تمہیں اس قدر بیچین کر رکھا ہے۔

بدشواری تمام زبیدہ نے رونا بند کیا، ہونٹوں کو بھینچ بھینچ کر منہ تک آئی ہوئی سسکیوں کو روکا اور کہنے لگی،

"بھابی جان میں کیا کہوں اور کیسے کہوں، آپکے بھائی نے میرے ساتھ دغا کی ....

اسکے بعد سسکیوں نے اسکی زبان بند کردی، اور پھر رونیکا سلسلہ بندھ گیا۔

ریحانہ:۔ (حیرت سے) زبیدہ تم کیا کہہ رہی ہو، کیا فاروق صاحب نے تم سے بیوفائی کی؟ بہن یہ تو اس قدر عجیب بات ہے، کہ کسیطرح دل کو یقین نہیں آتا۔

زبیدہ:۔ (کسی قدر غصہ سے) بھابی جان میں نے بھی بہت کوشش کی کہ یقین نہ کروں لیکن یہ بتایئے کہ جو کچھ آنکھوں سے دیکھا ہو اُسے کیسے جھٹلا دیا جائے، کوئی اور مجھ سے کہتا تو میں اسکا منہ نوچ لیتی لیکن یہ تو خود میری آنکھیں روز مجھ سے کہا کرتی ہیں انہیں کیسے نکال کے پھینک دوں۔

پردے کو ایک ایک بہت ہی خفیف سی جنبش ہو کر رہ گئی۔

ریحانہ:۔ بہن آخر تم نے کیا دیکھا، اور روزمرہ تم کیا دیکھا کرتی ہو؟

زبیدہ:۔ بھابی جان آج پورے ستائیس دن ہوگئے، وہ رات کو ٹھیک ایک بجے اُٹھ کر کہیں جایا کرتے ہیں اور تقریباً آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ غائب رہتے ہیں اور پھر ویسی ہی خاموشی سے آکر بستر پر سو جاتے ہیں۔ میں روزانہ یہ تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھتی ہوں اور خون کے سے گھونٹ پی پی کر رہ جاتی ہوں اور پھر صبح کو وہ اس طرح آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مجھ سے پوچھتے ہیں کہ زبیدہ تم کیوں رنجیدہ ہو۔ اس وقت میرے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے اور نہ معلوم کس طرح ضبط کرکے ....

یکایک پردہ زور سے ہٹا اور فاروق بڑے زور سے یہ کہتا ہوا کمرے میں گھس آیا کہ یہ سب بالکل جھوٹ ہے تم مجھ پر

جھوٹا الزام لگا رہی ہو۔ میں کبھی ایک مرتبہ بھی بات کو گھر سے غائب نہیں ہوا ہوں۔"

ایک چیخ مار کر زبیدہ بیہوش ہوگئی۔ سانس بہت ہی عجیب طریقے سے چلنے لگا۔ اور نبض کی رفتار بہت سست پڑ گئی ڈاکٹر عثمانی بھی فاروق کے پیچھے پیچھے کمرے میں آگئے تھے اُنہوں نے جلدی سے دوا لاکر زیر جلد پچکاری لگائی۔ زبردستی بتیسی کھول کر حلق میں کچھ دوا ڈالی، اور سونگھنے کیلئے کچھ دوا دی تو خدا خدا کرا سے ہوش آیا۔

ہوش آتے ہی زبیدہ عثمانی کے منع کرنیکے باوجود اُٹھ کر بیٹھ گئی اور فاروق کی طرف پشت کرلی۔

فاروق :۔ زبیدہ میں نے آخر تمہارے ساتھ کونسی ایسی بُرائی کی تھی کہ جو تم نے مجھ پر ایسے جھوٹے الزام لگائے ہیں۔ کیا میری محبت کا یہی صلہ مجھے ملنا چاہیئے تھا؟

زبیدہ :۔ میں تو ہرگز نہیں چاہتی تھی کہ کچھ کہوں لیکن اب جبکہ تم نے سب کچھ سن ہی لیا ہے تو پھر خاموش رہنا فضول ہے۔ میں نے جو کچھ کہا ہے اس میں ایک حرف جھوٹ نہیں ہے۔ میں روزانہ تمہیں رات کے ٹھیک ایک بجے چور کی طرح اُٹھ کر باہر جاتے دیکھتی ہوں اور اب سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنی آنکھوں کو کیسے جھوٹا سمجھ لوں، تم کہیں بھی جاتے اور کچھ بھی کرتے مجھے افسوس نہ ہوتا، مگر روز صبح کو تم اپنی محبت جتا جتا کر مجھے دھوکا کیوں دیا کرتے ہو، بہر حال نہ میں نے تم سے کچھ کہا تھا اور نہ اب آئندہ کچھ کہوں گی میں اپنی تقدیر پر شاکر ہوں۔

فاروق :۔ زبیدہ دنیا میں تم سے زیادہ صریح جھوٹ بولنے والا اور کوئی نہیں ہو سکتا میں آج اپنی اس حرکت پر پشیمان ہوں کہ تم جیسی دغا باز عورت پر اپنی مقدس اور پاک محبت ضائع کرتا رہا جس کے دل میں ایسے ایسے ناپاک جھوٹ بھرے ہوئے ہیں اس سے محبت کی توقع رکھنا حماقت ہے۔ آئندہ میں صبح کو اپنی جھوٹی محبت جتا کر تمہیں پریشان نہیں کیا کرونگا۔ افسوس۔

ریحانہ :۔ (اپنے خاوند سے) آخر یہ تماشہ کیا ہے۔ وہ اس حد تک مر رہی ہے کہ فاروق صاحب نے اُسے دھوکا دیا، اور فاروق صاحب اس قدر زور کیساتھ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سب الزامات جھوٹے ہیں۔ اب یہ دونوں تو سچے ہو نہیں سکتے۔ زبیدہ کو میں خوب جانتی ہوں کہ وہ اور چاہے جو کچھ کرے لیکن جھوٹ کبھی نہ بولیگی۔

عثمانی :۔ (ذرا مسکرا کر) جی میں بھی تو اسی قدر یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جھوٹ کا گذر فاروق کے دل میں بھی کبھی نہیں ہو سکتا۔ زبیدہ بیگم صاحبہ کی محبت میں فاروق کی جان جاتی ہے اور اس پر بیوفائی کا الزام لگانا قریب قریب گناہ ہے۔

ریحانہ :۔ (ذرا بگڑ کر) تو اسکے تو یہ معنی ہوئے کہ تم زبیدہ کو جھوٹا سمجھتے ہو آخر تم بھی تو مرد ہو، مرد ہی کی طرفداری کرو گے۔

عثمانی :۔ تم جو کچھ کہہ رہی ہو اسکے معنی یہ ہیں کہ گویا فاروق بے ایمان اور دغا باز ہے ایک عورت سے اسکے سوا اور کیا توقع ہو سکتی ہے کہ وہ عورت کی طرفداری کرے۔

زبیدہ (عثمانی سے) بھائی صاحب آپ خواہ مخواہ بھابی جان سے کیوں لڑنے لگے میں جھوٹی ہوں! میں نے آپ کے بھائی پر جھوٹی تہمت تراشی تھی! (آنسوؤں کا دریا اُبل پڑا)

عثمانی :۔ بھئی دیکھو زبیدہ رونے دھونے کی سند نہیں ہے بلکہ سمجھنے کی یہ کونسی بات ہے، تھوڑی دیر کیلئے ہم یہی فرض کر لیں کہ فاروق سے ایسی غلطی ہو ہی گئی تو اس سے تمہارا کیا بگڑ گیا۔۔۔۔

"مجھ سے ہرگز ہرگز کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے، خدا کا شکر ہے کہ میرا دل ایسے ذلیل اور ناپاک جذبات سے پاک ہے" فاروق نے جلدی سے بگڑ کر کہا۔

ریحانہ (طنز سے) اگر آپ کی بجائے آپ یہ کہتے کہ میرا سینہ ہی دل جیسے فضول عضو کی آلائش سے پاک ہے تو صحت سے زیادہ قریب ہوتا، آپ کے سینہ میں دل ہی کہاں ہے جو کسی جذبے سے خالی یا بھرا ہوا ہو۔ سینے کے اندر دل رکھنے والے بھولی بھالی معصوم لڑکیوں کے دل نہیں توڑا کرتے۔

عثمانی :۔ (ہنس کر) آج خدا خیر کرے۔ آج تو بہن کی ہمدردی

کا جذبہ غیر معمولی طریقے سے زور دل رہا ہے،

ریحانہ :۔ (بگڑ کر) چلو بس بیٹھے رہو تمہیں ہر وقت ہنسی ہی سوجھا کرتی ہے، تمہارا دل بھی ویسا ہی پتھر کا ہے، تمہیں کہاں کے نیک ہو؟ غضب خدا کا! وہ بیچاری مظلوم تو رہی ہے، اور تمہیں دل لگی سوجھی ہے

عثمانی کچھ کہنا چاہتا تھا کہ یکایک فاروق سر جھکائے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھا اور چلنے لگا۔

عثمانی :۔ آپ کہاں تشریف لیچلے۔ پہلے ثابت کیجئے کہ آپ عرصے سے روزانہ رات کو اپنے گھر رہے ہیں،

فاروق :۔ مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ثبوت پیش کرتا پھروں

عثمانی :۔ تو پھر ہم یقین کر لیں گے کہ جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ صحیح ہیں، اور اگر سچ پوچھو تو مجھے یقین بھی ہو چلا ہے،

فاروق :۔ (غصہ سے) کیا تم مجھے جھوٹا سمجھتے ہو؟

عثمانی :۔ ہرگز نہیں۔

فاروق :۔ پھر وہ الزامات کیوں سچے ہیں؟

عثمانی :۔ صرف اس لئے کہ زبیدہ ہمیشہ سچ بولتی ہے

فاروق :۔ بس تو اگر وہ سچی ہے تو میں جھوٹا ہوں،

عثمانی :۔ نہیں میں تمہیں بھی اسیقدر سچا سمجھتا ہوں

فاروق :۔ کیا تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو۔ معاف کرو۔ میں اب اس قسم کے مذاق کا لطف اٹھانے سے معذور ہوں

عثمانی :۔ فاروق میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں نے تم سے کوئی مذاق نہیں کیا ہے۔

فاروق :۔ مذاق نہیں تو یہ اور کیا ہے؟ "میں کبھی گھر سے رات کو غیر حاضر نہیں ہوا" تمہارے نزدیک میرا یہ بیان بھی سچا ہے، اور "میں روز رات کو گھر سے غائب ہو جاتا ہوں" یہ الزام بھی صحیح ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

عثمانی :۔ غصہ تھوک دو اور خاموش ہو کر بیٹھ جاؤ تو میں سمجھا دوں کہ تم دونوں میں سے کوئی بھی جھوٹا نہیں ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ تم نے ہرگز ہرگز زبیدہ کیساتھ کسی قسم کی بیوفائی نہیں کی ہے

(زبیدہ حیرت سے عثمانی کا منہ دیکھنے لگی) اور یہ بھی بالکل صحیح ہے کہ تم روزانہ رات کو اپنے گھر سے غائب رہتے ہو۔

ریحانہ :۔ (طنز سے) حضرت دانیال مقدمہ کا فیصلہ فرما رہے ہیں

عثمانی :۔ کسی گریز اسکول میں شیکسپیر کا کوئی ڈرامہ پڑھ لینے سے آدمی دنیا کے حقائق و معارف سے آگاہ نہیں ہو جایا کرتا ہے۔ یہ حضرت دانیال فیصلہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ اعلیحضرت جناب ڈاکٹر عثمانی صاحب تشخیص مرض فرما رہے ہیں۔ (فاروق اور زبیدہ سے مخاطب ہو کر) آپ دونوں میاں بیوی ضعف اعصاب کے مرض میں مبتلا ہیں، وہم اور شک اس مرض کی خاص علامات ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف طبیعت میں اس قدر شک اور بدگمانی صرف اسی وجہ سے ہے کہ آپ کے اعصاب میں کافی قوت نہیں ہے، فاروق صاحب! آپکا مرض ترقی کر کے بدقسمتی سے ضعف دماغ تک پہنچ گیا ہے اور آپ پر "انتقال نومی" مشی فی النوم کے دورے پڑنے لگے ہیں اس مرض میں یہ ہوتا ہے کہ مریض راتوں کو سوتے سوتے یکایک اٹھتا ہے، ادھر ادھر چلتا پھرتا ہے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد اسی طرح خاموش ہو کر سو جاتا ہے اور اسے مطلق خبر نہیں ہوتی کہ وہ بیدار ہو گیا ہے، عالم بیہوشی میں وہ ہر قسم کے کام کر لیتا ہے اور اپنی بیداری کا اسے کبھی احساس نہیں ہوتا آپ یقیناً روزانہ رات کو ایک بجے "سومنا بولزم" (سوتے میں چلنا پھرنا) کیحالت میں گھر سے تھوڑی دور تک جاتے ہیں اور پھر واپس آکر سو رہتے ہیں، آپ کی یہ حرکت دیکھ کر ناممکن تھا کہ زبیدہ کے دل کو صدمہ نہ ہوتا۔ ان کا رنج و غم بالکل بجا تھا اور انکی شکایت بالکل جائز اور صحیح لیکن اسی کیساتھ آپ کا یہ کہنا بھی کہ آپ کبھی گھر سے غائب نہیں ہوئے، اسی قدر سچا اور درست ہے کیونکہ آپ نے اپنے ارادے سے یا اپنے علم میں کبھی ایسا نہیں کیا ہے

زبیدہ کو اس وقت جو بیہوشی کا دورہ پڑا تھا یہ ہسٹیریا (اختناق الرحم) کا دورہ تھا اور اس کا تمامتر تعلق عصبی کمزوری سے ہے۔ اب آپ دونوں نہایت باقاعدگی کے ساتھ کچھ عرصہ

آنکھیں بڑی نعمت ہیں

از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی

کس قدر دل دُکھتا ہے جب ہر گلی، ہر بازار، ہر تماشہ گاہ اور ہر باغ میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس انسانی اجتماع میں سے جو وہاں موجود ہے بیشتر افراد ایسے ہیں کہ جن کی آنکھیں چشموں سے ڈھکی ہوئی ہیں، ان میں سے بہت سے تو فی الحقیقت ضعف بصارت کے مریض ہوتے ہیں، اور اگر عینک نہ لگائیں تو یہ واقعہ ہے کہ اُنہیں راستہ چلنا، سودا خریدنا، لکھنا پڑھنا سب دشوار ہو جائے اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو عینک کو محض ایک زیور کی طرح استعمال کیا کرتے ہیں۔ کاش انہیں یہ معلوم ہوتا کہ یہ کس قدر خطرناک زیور ہے!!

زیادتی عمر کی وجہ سے نظر کا کمزور ہو جانا، یا کسی مرض کی وجہ سے نگاہ میں فرق پڑ جانا یقیناً ایسی معذوریاں ہیں کہ ان کے لئے چشمے کے استعمال کی اجازت دیجا سکتی ہے لیکن جب یہ افسوسناک نظارہ ہمارے پیش نظر ہوتا ہے کہ اسکولوں اور کالجوں کے نوجوان طالبعلم اچھے خاصے تندرست اور توانا جوان عمر کے آدمی، اور بالکل نئی عمر کی لڑکیاں صرف ایک شوق کے طور پر بالکل بلا ضرورت عینک لگائے پھر رہی ہیں تو ضرور رنج ہوتا ہے،

فی الحقیقت اگر دیکھا جائے تو آنکھوں کیلئے عینک کی حیثیت بالکل وہی ہے جو لنگڑے آدمیوں کے لئے بیساکھی کی اگر یہ صحیح ہے تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ فیشن کے دلدادہ نوجوان اپنی ٹانگوں پر چلنے کی بجائے بیساکھیوں کے سہارے کیوں نہیں چلا کرتے۔ بیساکی کے سہارے لنگڑا لنگڑا کر چلنا کسی کو پسند نہیں آتا۔ کیوں؟ صرف اسلئے کہ اس طرح چلنے میں ہم خواہ مخواہ دُنیا پر ایک ایسا عیب ظاہر کرتے ہیں جو درحقیقت ہم میں نہیں ہے حالانکہ عیب اگر فی الحقیقت موجود بھی ہو، تب بھی یہ ہماری فطرت ہے کہ ہم اُسے زیادہ سے چھپانے کی کوشش کیا کرتے ہیں، نظر کی کمزوری بھی ہمارے جسم کا ایک عیب ہے لیکن یہ امر کس قدر حیرت انگیز ہے کہ اپنے اس عیب کو چھپانا تو درکنار، ہماری کوشش اور خواہش یہ ہوتی ہے کہ حقیقتاً نظر میں کوئی عیب ہوئے بغیر بھی ہم عینک لگا کر ہر شخص کو بتا دیں کہ ہمارے جسم میں یہ عیب یا نقص موجود ہے،

اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ بات کرنے میں ہکلاتے ہیں وہ جب کسی نئے آدمی سے، بات کرتے ہیں تو انکی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کسیطرح جلدی سے دو چار لفظوں میں اپنا مطلب ادا کر کے خاموش ہو جائیں تاکہ مخاطب کو ہماری زبان کے اس نقص یا عیب کا پتہ نہ چلے، اور یہی جلدی یا گھبراہٹ انکے ہکلے پن کو اور زیادہ بڑھا دیتی ہے، اور وہ بہت ہی شرمندہ سے ہو کر رہ جاتے ہیں جن لوگوں کے چہرے پر یا گردن پر کوئی بدنما داغ یا زخم وغیرہ کا کریہ المنظر نشان ہوتا ہے تو وہ کوئی نہ کوئی ذریعہ ایسا نکال لیتے ہیں کہ جلدی سے ہر شخص کی نظر ان کے اس عیب پر نہ پڑے، یہ فطرت انسانی ہے، وہ اپنی کمزوریاں اور اپنے عیب دوسروں پر ظاہر کرنا کبھی پسند نہیں کرتا۔

پھر آخر عینک کے معاملے میں انسانی فطرت کیوں بدل گئی؟ کیوں ایسا ہوتا ہے کہ ہم کوشش کر کے اور بڑے فخر کے ساتھ ہر شخص کو دکھاتے پھرتے ہیں کہ ہماری آنکھیں خراب ہیں اور اچھی خاصی آنکھیں ہوتے ہوئے بھی یہ جتانا چاہتے ہیں کہ ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔ ہم اندھے یا کم نظر ہیں؟

اسکا سبب ہے اور بہت ہی معقول سبب ہے فطرتِ انسانی آنکھوں کے عیب کے متعلق بدلی نہیں ہے، بلکہ درحقیقت فطرت ہی کا ایک دوسرا تقاضا اس تقاضے پر غالب آجاتا ہے جس طرح اپنے عیبوں کو دوسروں سے پوشیدہ رکھنا فطرت انسانی ہے اسیطرح اپنے حسن اور اپنی خوبیوں کو نمایاں کرنا

بھی انسان کا طبعی خاصہ ہے،

عینک کی ضرورت اکثر و بیشتر حالات میں سن رسیدہ بوڑھوں کو ہوتی ہے، اور بوڑھے آدمیوں کی ہر شخص ان کی عمر اور اُن کے وسیع تجربے کی بنا پر . . . عزت کیا کرتا ہے، عینک کی ضرورت عام طور پر ان ہی لوگوں کو ہوتی ہے کہ جنہوں نے اپنے بچپن اور اپنی جوانی میں اپنی آنکھوں سے بہت زیادہ کام لیا ہے اور جو اب بھی اپنی آنکھیں خراب ہو جانیکے باوجود اپنے کتب بینی اور مطالعہ کے ذوق سے اس بات پر مجبور ہیں کہ برابر کچھ نہ کچھ لکھتے پڑھتے رہیں، ایسے صاحبان ذوق بالعموم بڑے بڑے عالم فاضل فلسفی اور حکیم ہوتے ہیں اور دنیا انکی عزت کرتی ہے،

اسکے یہ معنی ہوئے کہ نظر کی کمزوری اگرچہ ایک جسمانی عیب ہے لیکن کمزوری پیدا کرنیکا باعث چونکہ ذوق مطالعہ ہوتا ہے، اسلئے وہ اس بات پر ضرور دلالت کرتی ہے کہ معیوب النظر شخص کا مطالعہ اور علم بہت وسیع ہے، نظر کی کمزوری کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو دوسروں کو نظر آ سکے۔ عینک کی چہرہ پر موجودگی دوسروں کو بتاتی ہے کہ کہ عینک لگانے والے کی نگاہ کمزور ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ خیال کہ کثرت مطالعہ اس خرابی کا باعث ہوئی ہے، ایک خفیف سی اسکی عظمت بھی ہمارے دل میں پیدا کر دیتا ہے۔ ہم جب کسی کے چہرہ پر عینک لگی دیکھتے ہیں تو فوراً ذہن اسطرف منتقل ہو جاتا ہے کہ یہ چہرہ کسی اچھے عالم یا فلاسفر کا ہے کسی کا عیب کھلنے پر جو ایک کراہت سی ہمارے دل میں ہوتی وہ پیدا نہیں ہوتی اور اس کی بجائے تھوڑی سی عزت یا عظمت اس عیب دار چہرے کے لئے دل میں قائم ہو جاتی ہے،

صرف ایک ذرا سی عینک آنکھوں کے سامنے لگا کر ہم اپنا ایک حسن یعنی علم اور مطالعہ کی وسعت دوسروں پر ظاہر کر سکتے ہیں پھر اسکے لگانے میں ہمیں کیوں تامل ہو۔ یہی نہیں بلکہ اگر درحقیقت ہم صاحب علم نہ بھی ہوں تب بھی عینک ہمارا شمار پڑھے لکھے اور علم دوست اصحاب میں کرا دیتی ہے، پھر اگر یہ کوئی بدنما اور بدشکل چیز ہوتی کہ جس سے ہمارے چہرے کا حسن بگڑ جایا کرتا تب بھی شاید علماء اور حکماء کے گروہ میں شامل ہونے کی عزت کو ہم دور ہی سے سلام کر لیتے، اور عینک لگا کر اپنی صورت کو بھیانک اور ناخوش آیند نہ بناتے لیکن بدقسمتی سے بنانے والوں نے عینک کو ایک اچھا خاصہ خوشنما زیور سا بنا دیا ہے جسکی وجہ سے چہرہ کا حسن کم ہونے کی بجائے کچھ اور بڑھ ہی جاتا ہے، اس لئے ہمیں یہ عینک اسقدر عزیز ہو گئی ہے کہ اوائل عمری سے اپنی آنکھوں کو اس کا عادی بنا کر ہم اپنی قوت بصارت کو اس پر قربان کئے دیتے ہیں،

عینک ہمارے چہرے کو دلکش بنا دیتی ہے۔ عینک ہمارا شمار ارباب علم میں کرا دیتی ہے، پھر اسے لگاتے ہمیں کیوں شرم آئے، ہم بے تکلف اسکا استعمال کرتے ہیں، اور بسا اوقات دس یا بارہ ہی برس کی عمر سے اپنی آنکھوں کو اس صنوعی سہارے کا عادی بنا کر عمر بھر کیلئے روگ خرید لیتے ہیں۔ چشمے کے استعمال میں ایک خرابی اور بھی ہے اور وہ یہ کہ افیون اور شراب کے نشہ کیطرح اسکی بھی مساوات ہو جاتی ہے اور جس طرح دو رتی افیون کھانے والا چند ہی روز بعد اسے ڈہائی رتی اور پھر تین رتی اور پھر خدا جانے کتنی سو رتیوں تک بڑھانے پر مجبور رہتا ہے، بالکل اسیطرح ہماری نگاہ بھی عینک کے شیشے روز روز بدلنے پہ مجبور ہوا کرتی ہے، آج جس نمبر کا شیشہ ہماری نگاہ کیلئے ٹھیک ہے ایک سال بعد اس سے بڑے نمبر کی ہمیں ضرورت محسوس ہوگی تا آنکہ نگاہ اس حد تک خراب ہو جائے کہ ہم اچھا خاصہ ایک چوتھائی انچ موٹا شیشہ آنکھوں کے آگے لگائے پھرنے پر مجبور ہو جائیں۔

خرابی نظر کا ایک سبب عینک ہی نہیں ہے اس "ترقی اور تہذیب" کے دور میں صدہا اسباب ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو آہستہ آہستہ نسل انسانی کی ان قوتوں کو فنا کرتے جا رہے ہیں جو قدرت نے اسے دی تھیں۔ باریک حروف کی چھپی ہوئی کتابیں بجلی کی تیز اور خیرہ کن چشم روشنی، ریلوں، کارخانوں، اور موٹروں کا پھیلایا ہوا دھواں اور اڑائی ہوئی خاک، سینما کی تھرتھراتی ہوئی متحرک تصاویر، اسپین اور فرانس کے خوشہائے انگور سے حاصل کی ہوئی مئے ارغوانی اور پھر ان سب سے بڑھکر ہمارا روز افزوں افلاس اور نان شبینہ کے لئے پریشانی سب ایسی چیزیں ہیں جو اعصاب کو کمزور اور بصارت کو ناقص کر دیتی ہیں۔ لیکن کیا ان خرابیوں کا علاج عینک ہے؟

ہاں، کسی نہ کسی حد تک وہ ہماری اس فوری تکلیف اور پریشانی کو دور کر دیتی ہے جو فاصلے سے اپنے دوست کا چہرہ نہ پہچان سکنے یا قریب سے کوئی باریک تحریر نہ پڑھ سکنے پر پیدا ہو گئی تھی، عینک لگاتے ہی ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ گویا نئی آنکھیں مل گئیں۔ لیکن فی الحقیقت عینک علاج نہیں بلکہ

صرف ایک آڑ ہو۔ آنکھ اُسی وقت تک ٹھیک دیکھتی رہتی ہے کہ جب تک اسکی مدد کیلئے عینک موجود ہو، عینک اُتار کر رکھی اور ایک دم سے ہر طرف اندھیرا چھا گیا، اسکے علاوہ یہ مصیبت بھی ہو کہ آنکھ کی اصلی خرابی برابر بڑھتی رہتی ہے اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد ہمیں عینک کی طاقت بڑھانی پڑتی ہے۔

ڈاکٹر بیٹس نے اپنے مدتہائے دراز کے تجربوں اور تحقیقاتوں کے بعد ایک کتاب شائع کی ہو اور وثوق کیساتھ کہا جا سکتا ہو کہ نوع انسانی کیلئے اس سے زیادہ مفید کتاب کم سے کم اس صدی میں کوئی اور شائع نہیں ہوئی ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ نگاہ کی کمزوری کا اصلی سبب نگاہ پر زور پڑنا ہو لوگ یہ نہیں جانتے کہ آنکھ سے ہر وقت کام لینے کے باوجود ہم اس پر زور پڑنے سے کس طرح بچا سکتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ بعض طریقوں کو اپنا دستور عمل بنا کر ہم عینک کے بغیر ہر قسم کی کمزوری نگاہ کا علاج کر سکتے ہیں، اور انہی طریقوں پر عمل پیرا ہو کر یہ بھی ممکن ہے کہ طبیعی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہمیں کبھی چشموں کی ضرورت ہی نہ پڑے جو باتیں اُنھوں نے بتائی ہیں وہ سب بہت ہی آسان اور بہت ہی معقول ہیں،

پلک جھپکانا پلک جھپکانے سے آنکھوں کو آرام ملتا ہے اور اگر ہم بار بار پلک جھپکانے کی عادت ڈال لیں تو نگاہ کو بہت کافی آرام مل سکتا ہو اور اس پر اتنا زور نہیں پڑ سکتا کہ وہ تھک جائے، تندرست آنکھ خود ہی برابر جھپکتی رہتی ہو اور یہ فعل کچھ اس قدر تیزی سے ہوتا رہتا ہو کہ ہمیں محسوس بھی نہیں ہوتا لیکن جن لوگوں کی نظر خراب ہو، انکی آنکھ باقاعدہ اور غیر محسوس طریقے پر نہیں جھپکتی، کمزور نگاہ والوں کیلئے سب سے اچھا طریقہ یہی ہو کہ اپنی آنکھوں کو بار بار جھپکنے کی عادت ڈال دیں تاکہ انہیں آرام ملتا رہے، آپ کو اگر آنکھ جھپکانا نہیں آتا تو بچوں کی آنکھوں پر غور کیجئے اور دیکھئے کہ وہ کیسی خاموشی اور آہستگی سے بار بار آنکھ جھپکا لیتے ہیں، ہر دو منٹ میں کم سے کم تین مرتبہ آنکھ جھپکا لینے کی ضرورت ہو لیکن یہ عادت اس طرح پڑ جانی چاہئے کہ آنکھ عادتاً خود جھپک جایا کرے، آپ کے ارادے اور کوشش کو اس میں دخل نہ ہونا چاہئے اس وقت جبکہ آپ مطالعے میں مصروف ہوں یہ ایک بہت ہی سادہ اور معمولی سی بات ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس طرح آنکھ کو بہت آرام مل جاتا ہو۔

دُھوپ سورج کی دُھوپ میں بعض شعاعیں ایسی ہیں، جو اعصاب کو بہت قوت پہنچاتی ہیں، کمزور نگاہ والے خدا کے اس عطیہ سے بہت بڑا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں، اس کا طریقہ یہ ہو کہ روزانہ دو مرتبہ سورج کیطرف منہ کر کے کھڑے ہوں اور آنکھیں بند کر کے اپنے سر کو دہنے بائیں آہستہ آہستہ حرکت دیتے رہیں تاکہ ہر حصۂ چشم پر روشنی کا اثر پڑ سکے، یہ ضروری ہے کہ جس طرف کو سر گھومے اسی سمت کو بند کئے کئے آنکھیں بھی گھمائی جائیں۔ ایک وقت میں دس منٹ سے لیکر آدھ گھنٹے تک یہ عمل کیا جائے، یہ یاد رہے کہ اس عمل کے دوران میں آنکھوں پر عینک لگی ہوئی نہ ہو۔

پانی کا غسل آنکھوں کو راحت اور اُنکے گرد و نواح کی جسمانی ساخت کو سکون بخشنے میں پانی بے نظیر ہو آپ جب مُنہ دُھوئیں تو منہ کو پُونچھنے سے پہلے اپنے چلو میں پانی بھر کر آنکھوں سے دو انچھ کے فاصلہ پر لائیے، آنکھیں بند کر لیجئے، اور اس پانی کا چھپا کا آنکھوں پر مارئیے، اس طرح بیس مرتبہ کیجئے، اور پھر تولیا سے اپنا مُنہ خشک کر لیجئے، آپ اس عمل کے نتیجے کے طور پر یہ دیکھیں گے کہ آپکی آنکھوں کی چمک بڑھتی ہے اور ہر مرتبہ اس عمل کے بعد ان میں تازگی آجاتی ہے آپ کو جس وقت اپنی آنکھیں تھکی ہوئی محسوس ہوں بلا تکلف یہ عمل کیجئے اور یوں بھی روزانہ تین مرتبہ تو ایسا کرنا ہی چاہیئے

دُور کی چیزیں دور کی چیزیں دیکھتے وقت کبھی کسی چیز پر اپنی نظر نہ جمائیے جس چیز کو بھی آپ دیکھ رہے ہوں اس پر نظر کو دوڑاتے رہئے کہ اس دوران میں پلک جھپکاتے رہنا بھی ضروری ہے، نظر جما کر دیکھنے اور پلک نہ جھپکانے سے آنکھ پر بہت زور پڑتا ہو

مطالعہ پڑھتے وقت سطر کے لفظوں کیساتھ ساتھ اپنا سر بھی ایک طرف سے دوسری طرف کو گھمایا کیجئے صرف نظر گھمانا ٹھیک نہیں ہو، ہر سطر کے پہلے اور آخیر لفظوں پر پلک جھپکاتے رہئے، عام طور پر لوگ پڑھنے میں پلک نہیں جھپکاتے اور یہی غلطی انکی نگاہ کو کمزور کر دیتی ہو خوب باریک تحریروں کو آنکھوں کے بالکل قریب لا کر پڑھنے سے بھی آنکھ کی طاقت بڑھتی ہو،

تحریر لکھتے وقت اپنے قلم کی حرکت پر نگاہ رکھئے اور بار بار پلک جھپکاتے رہئے۔ لکھتے وقت جب کہ قلم چل رہا ہو

سیاہ سیاہ حروف پر نظر جمائے رکھنا غلطی ہے،

سینما کی تصویریں متحرک تصاویر کا دیکھنا نگاہ کو کمزور کردیتا ہے لیکن اگر صحیح طریقے پر ان تصویروں کو دیکھا جائے تو وہ نگاہ کی تقویت کا باعث ہوسکتی ہیں۔ لوگ عام طور پر محو ہوکر رہ جاتے ہیں، اور ایک جگہ انکی نظر گڑ کر رہ جاتی ہے، یہ طریقہ غلط ہے، ایک جگہ نظر جمانے کی بجائے نگاہ کو پردے کے ایک سرے سے دوسرے تک دوڑاتے رہنا، اور برابر پلک مارتے رہنا چاہیئے،

چلتے پھرتے بعض آدمیوں کے سر میں چلنے پھرنے سے درد ہونے لگتا ہے، اسکا باعث یہ ہے کہ وہ اشیا کیطرف گھورتے ہیں۔ چلتے پھرتے میں ہر قدم پر پلک جھپکانا چاہیئے، اور جن چیزوں پر نظر پڑے اُن کے متعلق یہ خیال کرنا چاہیئے کہ وہ دوسری طرف کو جارہی ہیں، سواری میں جاتے وقت بھی یہی خیال قائم کرنا چاہیئے،

سو کے اُٹھنے پر بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ سوتے وقت آنکھوں پر جاگنے کی بہ نسبت زیادہ زور پڑتا ہے۔ نیند کی وجہ سے یہ زور پڑنا ہمیں محسوس نہیں ہوتا صبح اُٹھتے ہی ایک خمار سا، کچھ تکان اور کسی قدر سر میں درد محسوس ہوا کرتا ہے، اکثر لوگوں کو ایک ایک گھنٹے تک یہ تکلیف محسوس ہوتی رہتی ہے۔ نگاہ برابر کمزور ہوتی چلی جاتی ہے، اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ رات کو سوتے ..... وقت بستر پر لیٹنے سے پہلے سیدھے کھڑے ہوکر پاؤں اتنے پھیلالیں کہ ایک دوسرے سے ایک فٹ کا فصل ہوجائے، ہاتھ بالکل ڈھیلے جسم کی دونوں طرف لٹکے ہوں۔ اسکے بعد اپنے تمام جسم کو بالکل ڈھیلا کرکے ایک طرف سے دوسری طرف کو گھنٹے کے کھٹکے کیطرح جھلانا شروع کریں، ہر جھونکے کیساتھ ایک پاؤں کی ایڑی زمین سے اُٹھانی چاہیئے، لیکن صرف ایڑی ہی اُٹھے، باقی پاؤں زمین پر ٹکا رہے اس طرح جھولنے کی مشق کھڑکی کے سامنے کھڑے ہوکر کرنی چاہیئے، جھولنے میں آپ کو یہ محسوس ہوگا کہ کھڑکی ہر مرتبہ آپکی مخالف سمت کو جھول رہی ہے، ایک مرتبہ میں سو جھونکے لینے چاہئیں، اور اسکے بعد بستر پر لیٹ کر اپنی آنکھوں پر ہاتھوں کی ہتھیلیاں آہستہ سے رکھ کر کھڑکی کے جھولنے کا تصور قائم کرنا چاہیئے،

شام کو جلدی سونا اور صبح کو جلدی اُٹھنا آنکھ پر زور پڑنے کو بچاتا ہے، روزانہ جسمانی ورزش بھی کافی کرنی چاہیئے

مذکورہ بالا طریقوں پر عمل کرکے عینک کے بغیر نگاہ کی کمزوری دور کیجا سکتی ہے، اور اگر عینک لگانے کی عادت ہے تو رفتہ رفتہ وہ بھی چھوٹ سکتی ہے۔

بچوں کی سِل اور گائے کا دُودھ!

جن بچوں کی پرورش گائے کے دودھ پر ہوتی ہے، ان میں سے اکثر سل کے مرض میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ انگلستان میں صحت عامہ کی وزارت نے اعداد وشمار مہیا کرکے اندازہ کیا تو معلوم ہوا کہ بڑے بڑے شہروں میں جو دودھ فروخت کیا جاتا ہے، اسکے سات فیصدی میں سل کے جراثیم موجود ہوتے ہیں۔ یہی آلودہ جراثیم دودھ جب بچوں کو پلایا جاتا ہے تو انہیں آنتوں کی سل لاحق ہوجاتی ہے۔

گائے کے متعلق یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ وہ بہت ہی آسانی سے سل کے مرض میں مبتلا ہوجاتی ہے، اور عام طور پر گائے کا جو دودھ بازاروں میں یا گھوسیوں سے دستیاب ہوتا ہے اس پر کوئی اعتبار نہیں کیا جاسکتا، ہندوستان اور اسکے بازاروں کے دودھ کا تو ذکر ہی کیا ہے، یہاں تو دودھ کی معمولی سی حفاظت بھی نہیں کیجاتی، انگلستان میں بھی جہاں انتہائی احتیاطیں ہوتی جاتی ہیں، قابل اعتبار دودھ کا میسر آنا آسان بات نہیں ہے، صحت عامہ کے محکمہ کا مصدقہ اول نمبر کا دودھ بھی بالکل بے ضرر اور بے خطر نہیں ہوتا، اسکے متعلق بھی یہ خیال پیدا ہوچلا ہے کہ اسکی تیاری میں بھی بعض ایسی خرابیاں ہیں کہ جنکی بنا پر کامل وثوق کیساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ دودھ بالکل بےضرر ہے اور اس میں سل کے جراثیم موجود نہیں ہیں،

گائے کے دودھ کو قابل استعمال بنانے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے جسے "پاسٹیورائزیشن" کہا جاتا ہے اور جسکا مطلب یہ ہے کہ حرارت پہنچاکر اسکے تمام جراثیم ہلاک کردیئے جائیں چنانچہ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور کنیڈا میں یہی رسم جاری ہے اور لازمی طور پر ہر دودھ

تو اس طریقے پر جراثیم کی آلودگیوں سے پاک کر لیا جاتا ہے

یورپ کے بعض ڈاکٹروں کو اس پر یہ اعتراض ہے کہ جراثیم آلودہ دودھ کو پیتے پیتے بچوں کے جسم میں سل کے مرض کے خلاف جو مناعت پیدا ہو جاتی ہے یا یہ کہ ان کے نظام جسمانی میں اس مرض کی مدافعت کی جو طاقت رونما ہو سکتی تھی، اس طرح دودھ کو جراثیم سے پاک کر کے ہم انہیں اس مناعت سے محروم کر دیتے ہیں، اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ "جراثیم سوختہ" دودھ میں اگرچہ جراثیم موجود نہیں ہوتے، تاہم مرض سل کے جراثیم کا زہر (ٹاکسین) انمیں ضرور موجود رہتا ہے، اور وہ بچوں میں مناعت پیدا کرنے کے لئے بالکل کافی ہے، مصدقہ دودھ سے تو مناعت پیدا ہی نہیں ہوتی کیونکہ انمیں نہ جراثیم ہوتے ہیں نہ ان کا زہر۔

پاسٹیورائزیشن یا جراثیم سوزی میں بھی بعض قباحتیں موجود ہیں، اول تو یہی کہ مکھن اور کریم تو بہرحال کچے ہی دودھ سے حاصل کی جائیگی جراثیم سوختہ دودھ اسکے لئے تو کام دے ہی نہیں سکتا، اور دوسرے یہ کہ لبا اوقات یہ بھی ممکن ہے کہ ہماری کوشش کے باوجود جراثیم پورے طور پر ہلاک نہ ہونے پائیں،

جراثیم سوزی کیلئے ایکسو بیتالیس سے ایکسو پچاس درجے تک کی حرارت برابر تیس منٹ تک پہونچانی لازمی ہے، اگر ایسا نہ ہو تو پھر اس سے یہی بہتر تھا کہ دودھ کو بالکل ہی گرم نہ کیا جاتا، درجہ حرارت دیکھنے کا تھرمامیٹر، وقت دیکھنے کی گھڑی اور دیگر تمام اشیاء بہت ہی صحیح ہونی چاہئیں، اور اگر ذرا سا بھی شک موجود ہو تو پھر یہی مناسب ہے کہ دودھ کو پورے طور پر جوش دے لیا جائے، اگرچہ اس طرح جوش دینے سے وٹامن (حیاتین) بیکار ہو جاتے ہیں۔

یا پھر بہترین صورت یہ ہے کہ بچوں کو گائے کا دودھ قطعاً دیا ہی نہ جائے، اور بکری کے دودھ پر انہیں پالا جائے جس میں اس قسم کے خطرات بالکل نہیں ہوتے، بکریوں پر جرمنی اور فرانس وغیرہ میں متعدد مرتبہ تجربے کئے جا چکے ہیں، اور اب یہ بات مسلمہ ہے کہ بکریوں میں سل کا مرض نہیں ہوتا یا ہوتا ہے تو اس قدر کم کہ نہ ہونیکے برابر ہے،

قدرت نے بچوں کیلئے جو غذا پیدا کی ہے وہ اپنی ماں کا دودھ ہے اور جب تک یہ میسر آ سکے اس وقت تک بچے کی پرورش کسی دوسرے دودھ سے کرنا انتہائی حماقت ہے صرف ایسی صورتیں میں کہ جب ماں کے پاس دودھ نہ ہو یا اسکا دودھ کسی مرض کی وجہ سے بچے کیلئے مضر ہو تو باہر کا دودھ دینا چاہیئے اور اس حالت میں گائے کی بہ نسبت بکری کا دودھ زیادہ قابل ترجیح ہے،

تشنج!

عرف عام میں جسے "رگ چڑھ جانا" کہا جاتا ہے وہ درحقیقت عضلات کا تشنج ہوتا ہے، ہمارے جسم میں قدرت نے دو قسم کے عضلات پیدا کئے ہیں۔ ایک وہ کہ جنکی حرکت ہمارے اختیار میں ہے اور دوسرے وہ کہ جنکی حرکت پر ہمارا اختیار نہیں ہے، انکا نام بھی ہمنے اسی لحاظ سے "اختیاری" اور "غیر اختیاری" عضلات رکھ دیا ہے۔ ہاتھ پاؤں پاؤں وغیرہ کے عضلات جن کے ذریعے سے ہم سب کام کرتے اور چلتے پھرتے ہیں، اختیاری عضلات ہیں اور دل، معدہ اور آنتوں وغیرہ کے عضلات غیر اختیاری کیونکہ انہیں ہم اپنی مرضی اور اپنے ارادے سے حرکت نہیں دیسکتے تشنج یعنی کھچاؤ دونوں قسم کے عضلات میں ہو سکتا ہے ہر شخص کو کبھی نہ کبھی ایسا اتفاق ہوا ہوگا کہ جوتا، موزہ، یا پاجامہ پہنتے میں پاؤں کی انگلیاں اندر کو مڑ گئیں اور سخت درد محسوس ہونے لگا۔ یہ پنڈلی کے عضلات کے تشنج کے باعث ہوتا ہے پیچش میں مروڑ، یا قولنج کا درد آنتوں کے عضلات کے تشنج کی مثال ہے

تشنج جسم کے ہر عضلے میں ہو سکتا ہے، اور جب دل کے عضلات میں ہوتا ہے تو اُسے وجع القلب کہتے ہیں، اکثر اوقات یہ تشنج دوسرے امراض کی ایک علامت ہوتا ہے جیسے ہیضے میں پنڈلیوں کے عضلات کا تشنج جسے شاید "باؤ ٹے آنا" بھی کہتے ہیں گٹھیا اور نقرس کے امراض بھی اس کا باعث ہو سکتے ہیں

بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ اکثر و بیشتر یہ تشنج صرف چند منٹ ہی قائم رہتا ہے، ورنہ ایسی شدید تکلیف کا یکساں طور پر زیادہ مدت کیلئے برداشت کرنا ناممکن ہوتا، عصبی کمزوری بھی اس کا ایک سبب ہے اور اکثر کمزور اعصاب والے لوگ، یا گٹھیا کا میلان رکھنے والے اسکی عادت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور یہ حالت ہو جاتی ہے کہ ادھر ایک

ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھنی چاہی فوراً تشنج شروع ہو گیا عضلات میں اگر طاقت نہ ہو تو تشنج کی تکلیف بھی کم ہوتی ہے لیکن قوی آدمیوں میں اسکی تکلیف شدید ترین تکلیفوں میں سے ہے،

تشنج چونکہ بالکل یکایک شروع ہو جاتا ہے اور شدید تکلیف کے ساتھ ساتھ اس عضو کو بھی بالکل بے قابو کر دیتا ہے، اس لئے ایسے حادثات اکثر ہوتے ہیں کہ کھڑے کھڑے پاؤں میں تشنج ہوا اور آدمی بے قابو ہو کر گر پڑا، یا تیرتے تیرتے ہاتھ پاؤں میں تشنج ہوا اور حرکت سے معذور ہو جانے کی وجہ سے آدمی ڈوب گیا۔

سردی اس کا ایک بہت ہی خاص سبب ہے بالخصوص جبکہ گرم جسم کو یکایک سردی لگے، تیرنے والوں کے تشنج کا باعث خصوصیت کیساتھ یہی ہوتا ہے، قولنج کا سبب جہاں سوء ہضم ہو وہاں سردی بھی ایک باعث ہے، اور ہر قسم کے تشنج میں گرمی پہنچانا یا سینکنا مفید ثابت ہوتا ہے، ہاتھ یا پاؤں کا تشنج تو بالعموم اسطرح دور ہو جاتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص اسے بزور دبا کر سیدھا کر دے، اسکے بعد ہاتھ سے ذرا مل دینا کافی ہے، اگر دورہ شدید ہو اور اس طرح رفع نہ ہو تو عضو کو تیز گرم پانی میں رکھنا بہت فائدہ پہونچاتا ہے تارپین کا تیل یا اسی قسم کے دوسرے تیل کہ جن سے گرمی پہنچے ملنا ایک اچھا طریقہ علاج ہے، اطراف زیریں کے تشنج میں ایک ہلکا مسہل بہت کارآمد ثابت ہوتا ہے، علاج کیلئے ضروری ہے کہ مرض کا صحیح سبب معلوم کرنے کی کوشش کیجائے، اور تا حد امکان اصل سبب کو دور کیا جائے

بعض خاص معاملات کے تشنج جو اکثر دیکھنے میں آتے ہیں خود ہی ایک مستقل مرض تصور کئے گئے ہیں۔

کاتبوں کا تشنج

جو لوگ بکثرت لکھتے رہتے ہیں یا ہاتھ سے کوئی اور حرکت ایسی کرتے رہتے ہیں کہ جس میں بہت دیر تک ایک ہی حرکت انگلیوں کو کرنی ہو، انکی انگلیوں میں یہ خرابی پیدا ہو جاتی ہے کہ لکھنے کیلئے قلم اٹھایا، اور ادھر انگلیاں اکڑ گئیں، اور سخت درد ہونے لگا، شروع شروع میں صرف اتنا ہی ہوتا ہے کہ لکھتے میں انگلیاں جھٹکا کھاتی ہیں اور بار بار ہاتھ رک جاتا ہے لیکن آہستہ آہستہ ترقی کر کے مرض اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ پھر کام کرنا مشکل ہو جاتا ہے فی الحقیقت یہ ہاتھ کا مرض نہیں ہے بلکہ دماغ کا مرض ہے دماغ کا وہ حصہ کہ جو ہاتھ کی اس حرکت سے تعلق رکھتا ہے تھک جاتا ہے۔ اور کام نہیں کرتا، علاج کیلئے ضروری ہے کہ اس خاص حرکت کو چند روز کیلئے بالکل بند کر دیں، اور ہاتھ سے دوسرے کام لیتے رہیں تیلوں کی مالش بھی سودمند ہے۔

تیراکوں کا تشنج

دوڑتے بھاگتے آکر جبکہ بدن گرم ہو تیرنے کیلئے یا غسل کیلئے پانی میں کود پڑنا اسکا باعث ہوتا ہے، یہ تشنج بہت ہی خطرناک ہے، کیونکہ پانی کے اندر کچھ بس بھی نہیں چلتا، اور باہر بھی نہیں نکل سکتے۔ تیرنے والوں کو خاص طور پر اس بات کی احتیاط کرنی چاہیئے کہ یکایک ٹھنڈے پانی میں نہ کودیں خاصکر جب کہ جسم گرم ہو، ایسے مریضوں کو پانی سے نکال کر گرم کپڑوں میں لپیٹ دینا چاہیئے، یا اگر ممکن ہو تو خوب گرم پانی میں ڈال دینا چاہیئے

گردن ٹیڑھی ہو جانا

سردی کے موسم میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ رات کو بھلے چنگے سوئے اور صبح کو اٹھے تو گردن ایک طرف کو مڑی ہوئی اور کسیطرح سیدھی نہیں ہوتی، اس کا ایک بہت اچھا علاج یہ ہے کہ تکیے کو دھوپ میں گرم کر کے اسپر گردن رکھکر لیٹ جائیں، تیلوں کی مالش اور

"لباس"

(از جناب حکیم محمد حسن صاحب قرشی پرنسپل طبیہ کالج لاہور، مدیر مشیر الاطبا)

یہ مختصر مضمون جناب قرشی کی تازہ ترین تالیف جامع الحکمت سے منتخب ہے جو عنقریب طبع ہو کر ہمارے سامنے آنیوالی ہے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس میں تاریخ طب اور تشریح اور حفظان صحت کے ضروری مسائل کے علاوہ تشخیص الامراض اور معالجات جدید وقدیم کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے ۔ "ہمدرد صحت"

چونکہ انسانی جسم پر گرمی یا سردی کا اثر زیادہ ہوتا ہے اس واسطے لباس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ لباس ہر موسم کے موافق ہونا چاہیئے، موسم گرما میں سفید رنگ کا کپڑا پہننا چاہیئے کیونکہ یہ سورج کی گرمی کو کم جذب کرتے ہیں، اور

...سے بطور حفاظت کے باہر نکلنے سے نہیں ہوتے، مگر
...لٹن کا کپڑا پسینہ جذب نہیں ہوتا کیونکہ مسامات [illegible]
...رہتا ہے اور پسینہ کو خشک ہونے دیتا ہے جسکا نتیجہ ہوتا
...گرمی اثر کرتی ہے اور اندرونی گرمی خارج نہیں ہوتی، موسم گرما
...میں اونی کپڑے مناسب نہیں ہیں، اس امر کا بھی خیال
...ہیئے کہ سفید کپڑا دھوپ اور گرمی سے بچاتا، اور نیلا، سیاہ
...شعاعوں کو جذب کرتا ہے، اسلئے موسم گرما میں سفید کپڑوں کا
...مال کرنا چاہیئے، اگر کسی دوسرے رنگ کا کپڑا اچھا ہیں
... یا بادامی، اودے، زرد وغیرہ کپڑا انتخاب کریں
موسم سرما میں گرم لباس پہننا چاہیئے اس غرض کو
...ن لباس اونی ہوتا ہے، کیونکہ یہ بیرونی سردی سے مانع ہوتا
...رونی حرارت کو خارج نہیں ہونے دیتا۔ روئی دار کپڑے
...موسم میں مفید ہوتے ہیں، بچوں اور بوڑھوں کو خصوصاً
...زیادہ ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ وہ سردی کو برداشت نہیں
...لاوہ ازیں موسم سرما میں سینے کی خصوصاً حفاظت کرنی
...کیونکہ سرد ہوا لگنے سے نمونیا کا خطرہ ہوتا ہے، معدہ اور آنتوں
...ل کو شکم کو سردی سے محفوظ رکھنا چاہیئے، اور جاع مفاصل
...ل کو بھی سردی سے بچنا چاہیئے

موسم بہار اور موسم خزاں میں بھی ہلکا گرم لباس پہننا چاہیئے
کیونکہ موسم کے یکساں نہ ہونے کی وجہ سے سردی لگ جانے کا
اندیشہ ہوتا ہے اگر ان موسموں میں معمولی گرم لباس برداشت نہ ہوسکے
تو صدری سوتی لباس پہننا چاہیئے جس طرح موسم سرما میں سینہ اور شکم
کو محفوظ رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، اسیطرح موسم گرما میں سر اور
ریڑھ کی ہڈی کو دھوپ کی تیز شعاعوں اور لو سے بچانے کی
احتیاج ہوتی ہے، اس غرض کے لئے ہندوستانی پگڑی
اور انگریزی ٹوپی مفید ہیں۔

تنگ لباس مضر ہوتا ہے، اس لئے ڈھیلا لباس ہونا چاہیئے
تنگ لباس سینے کو اچھی طرح پھیلنے نہیں دیتا جس سے خون اچھی
طرح صاف نہیں ہوتا۔ معدہ اور آنتوں پر دباؤ ہونے کی وجہ سے
قبض کی شکایت ہوتی ہے، تنگ گریبان سے گردن کی رگوں
پر دباؤ پڑکر دماغ میں خون کا اجتماع ہوتا ہے جس سے دردسر
وغیرہ کی شکایت ہوجاتی ہے

تنگ جوتا بھی مضر چیز ہے کیونکہ اس سے دوران میں خرابی
پیدا ہوتی ہے اور دماغ پر برا اثر پڑتا ہے، انگریزی جوتے سے دیسی جوتہ
آرام دہ ہونیکی وجہ سے بہتر ہے، افسوس کہ ہندوستانیوں نے
انگریزی لباس کے مفید جزو یعنی انگریزی ٹوپی کو ترک کردیا مگر اسکے
(مضر حصہ بوٹ کو اختیار کرلیا)

(بقیہ صفحہ ۲۸ سے)

اسکے بعد میں بیگم عثمانی کی خدمت میں نہایت ادب کیساتھ
...ست پیش کرنی چاہتا ہوں کہ اس خوشی میں کہ انکی
...دل کا غم دور ہو گیا ہم سب کو نہایت لذیذ چائے اپنے
...ہاتھ سے بنا کر پلائیں،
...چائے کے ساتھ اگر کوئی مقوی اعصاب معجون بھی
...ملائیں تو شاید اور بھی زیادہ موزوں ہوگا۔

زبیدہ: (فاروق سے) میں نے تم پر خواہ مخواہ کو الزام لگائے
میں سخت نادم ہوں۔
فاروق:۔ (اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر)
محبت میں اگر نشیب و فراز نہ ہوں تو محبت کا
لطف ہی کیا؟ یہ بیوقوف لوہے کے اعصاب والا ڈاکٹر
ان لطیف جذبوں کو کیا جانے +

ملیریا سے کس طرح بچ سکتے ہیں

مچھروں سے محفوظ رہیں

بطور حفظِ ماتقدم کونین استعمال کریں

مکان اور نالیوں کو خوب صاف رکھیں

حوض اور ناند وغیرہ کا پانی پاک و صاف رکھیں
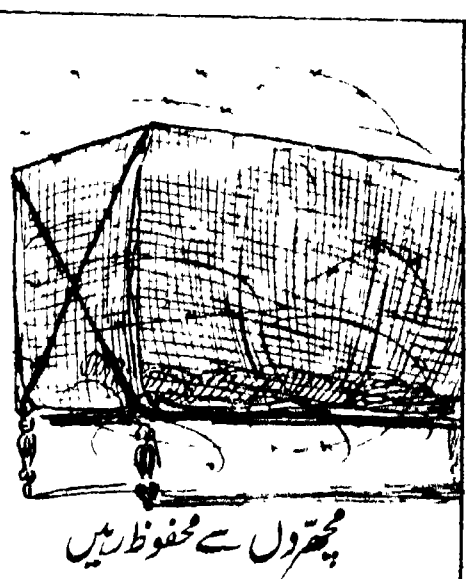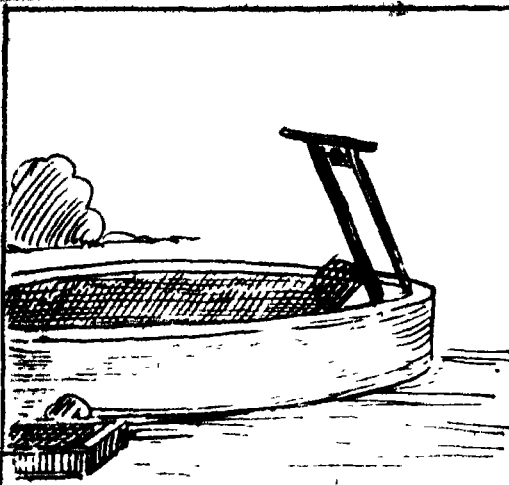
پانی ہر روز بدلیں

کنویں اور حوض وغیرہ کو جال سے ڈھکا رکھیں
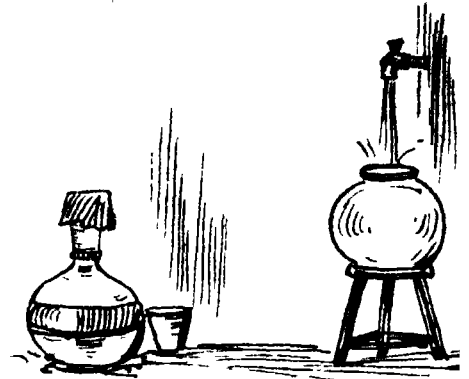
سورج کی تپش سے بچیں

سردی اور اوس سے بچیں
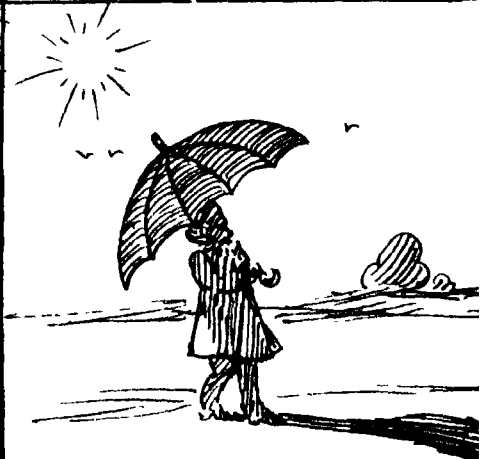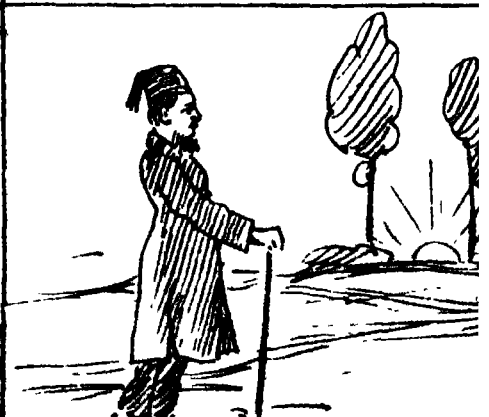
...ض نہ ہونے دیں اور علی الصبح سیر کریں

تھکان سے بچیں

از جناب مولوی محمد شفیع الدین صاحب نیر ٹیچر ماڈرن ہائی اسکول دہلی

مچھر شور مچاتے آئے | کان پہ بین بجاتے آئے
آ پہنچا لشکر کا لشکر | جلدی سے لاؤ اوڑھوں چادر
اکڑ رہے ہیں جھوم رہے ہیں | میرے سر پر گھوم رہے ہیں
مگر کریں کیا بس نہیں چلتا | میں کروٹ تک نہیں بدلتا
اک دن اُنہوں نے ایسا بھنبھوڑا | جسم بنا بس پکا پھوڑا
آگ لگی تھی سارے بدن میں | جلن تھی اور کھجلی تھی جلن میں
تکلیف ایسی سخت اٹھائی | ایک بجے تک نیند نہ آئی
جب سے میں اِن سے ڈرتا ہوں | ڈرتا ہوں تو یہ کرتا ہوں
ننھی ننھی سونڈوں والے | سخت ہیں آفت کے پرکالے
مچھر میرے پاس نہ آئے | مچھر سے اللہ بچائے
دیکھنے میں تو بھنگا سا ہے | لیکن اک آفت ہے بلا ہے
چٹکی سے دس بیس کو مل دو | پاؤں سے سو دو سو کچل دو
جسم میں ان کے زور نہ طاقت | سونڈ ہی میں ہے ساری کرامت
سوئی سے پتلی سونڈ ہے اسکی | لیکن ظالم کاٹھ ہے بس کی
کیا جانے کیا قہر بھرا ہے | سونڈ میں سچ مچ زہر بھرا ہے
زہر کا اسکے رونا ہے گھر گھر | کاٹے کا اس کے مشکل منتر
دیکھو جیسے وہ ہانپ رہا ہے | جاڑا چڑھا ہے کانپ رہا ہے
بچتے ہیں اس سے راجا نہ رانی | روگ فقط ہے مچھر دانی

حاملہ کیا جانے لگا ہے، وہاں ڈاکٹر کولٹ زوف کی اس برقی تحقیقات کا تجربہ انسان پر بھی کیا جا سکے گا۔ اور اگر انسانی نطفہ سے بھی نر اور مادہ جنسی عناصر علیحدہ اسی طرح الگ الگ کئے جا سکے تو پھر حسب منشا اولاد پیدا کی جا سکے گی۔

سانپ کے زہر کے فوائد!

ہندوستان سانپوں کی متعدد اقسام سے بھرا پڑا ہے، اور ان میں کالا ناگ سب سے زیادہ مہلک ہے ہزاروں انسان ہر سال سانپوں کے کاٹنے سے مرتے رہتے ہیں مختلف قسم کے سانپوں کا زہر بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، سانپ کے زہر کا خاص اثر یا تو انسانی خون پر ہوتا ہے یا نظام عصبی پر۔ بعض سانپوں کا زہر ہمارے خون میں پہنچکر خون کے سرخ ذرات کو فنا کر دیتا ہے۔ ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ تمام خون بالکل پانی سا ہو کر رہ جاتا ہے اور اس میں کہیں سرخ ذرے نظر نہیں آتے۔ لیکن کالے سانپ کا زہر نظام عصبی کے مرکز یعنی دماغ پر اثر کرتا ہے اسی وجہ سے عضلات مفلوج ہو جاتے ہیں اور سانس بند ہو جاتا ہے جنوبی امریکہ کا ایک سانپ ایسا ہے کہ جسکے زہر کا اثر دونوں طریقوں پر ہوتا ہے۔ اگرچہ سانپ کا زہر اس قدر سم قاتل ہے پھر بھی دنیا کے طبیبوں نے اُسے بعض امراض کی دوا کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا ہے،

آیورویدک طبیب سانپ کے زہر سے بنی ہوئی گولیاں بخار کے ایسے مریضوں کو دیا کرتے ہیں جنکا بخار اُتر نہ رہا ہو، اور جن میں دماغی علامات ہذیان وغیرہ کی قسم کی موجود ہوں۔ ڈاکٹر مونالیسا جو پہلے امریکہ ریڈ کراس سوسائٹی کے سرجن جنرل تھے تحقیقات کی ہے کہ سانپ کا زہر بتلاتے ہیں کہ اگر آکلہ کے مریضوں کو استعمال کرایا جائے تو درد میں بہت ہی تخفیف ہو جاتی ہے۔ اس مقصد کیلئے اسکے زہر میں کافی پانی ملا کر آکلہ کے مریضوں کی جلد میں پچکاری لگاتے ہیں اور اس سے اس کے جانکاہ درد میں بہت کمی آ جاتی ہے۔ حال ہی میں آکلہ کے دو سو ایسے مریضوں کے حالات کی اطلاع فرانس کی طبی اکادمی کے پاس بھیجی گئی تھی کہ جنکا علاج سانپ کے زہر سے کیا گیا تھا۔ ان اطلاعات سے ظاہر ہوا کہ درد میں تو ہر ایک مریض کے انتہائی تخفیف ہو گئی تھی اور ایسے مریضوں میں کہ جن کے عمل جراحی کے بعد اس زہر کی پچکاری لگائی گئی تھی، اکثر حالات میں دوبارہ آکلہ پیدا بھی نہ ہوا، یہ پچکاریاں ہر تیسرے یا پانچویں روز لگائی جاتی ہیں۔ اور مقدار خوراک بتدریج بڑھادی جاتی ہے۔

مالی کے سانپ کا زہر نیویارک کے ڈاکٹر پیک نے سیلان خون کو بند کرنے کے لئے آزمایا ہے، ایک حصہ زہر میں تین سو حصے معمولی نمک کے محلول کے ملائے جاتے ہیں۔ اور پھر اس مرکب کے دس یا بارہ قطرے زیر جلد داخل کرتے جاتے ہیں اس زہر میں ایک نامعلوم خاصیت یہ ہے کہ خون کی قوت انجماد کو زیادہ کر دیتا ہے۔ اور اس طرح سیلان رک جاتا ہے۔ عادی سیلان خون کے مریضوں میں بھی کہ جنمیں سے اکثر ذرا سی خراش لگ جانے پر سارے جسم کا خون بہ جانے سے مرجایا کرتے ہیں اور خون کسی طرح بند نہیں ہوتا اس زہر کی پچکاریاں بہت مفید ثابت ہو چکی ہیں۔

جنوبی افریقہ کے مشہور شہر پورٹ ایلیزبتھ میں سانپوں کے پالنے کیلئے ایک پارک بنا دیا گیا ہے اس پارک کے ڈائرکٹر نے کئی مختلف النوع سانپوں کے زہر ملا کر ایک مرکب تیار کیا ہے اور یہ مرکب جنوبی افریقہ میں مرگی کے مریضوں کے علاج میں بکثرت استعمال ہو رہا ہے۔ اس مرکب کا نام "ونبین" ہے،

سانپوں کے زہروں کا ایک اور مرکب جسکا نام "کنڈاماکسین" تھا سل کے مریضوں پر آزمایا گیا تھا۔ اور لندن کے ڈاکٹر مینہارڈ کے بیان کے مطابق اس سے فائدہ بھی ہوا۔ ایسے بعض بیانات بھی شائع ہو چکے ہیں کہ جن میں سانپ یا زہریلی مکڑی کے کاٹ لینے سے جذام کے مریضوں کے صحت یاب ہو جانے کی اطلاعات ہیں،

آکلہ، سیلان خون، مرگی، اور سل کے مریضوں پر اسکے استعمال سے قطع نظر کر لیجائے، تب بھی سانپ کا زہر بکثرت اس تریاق کی تیاری میں استعمال ہوتا ہے کہ جس سے خود سانپ کے کاٹے کا علاج ہوتا ہے، سانپ کے زہر کی تریاق سب سے پہلے ڈاکٹر البیر کالمیت نے بنائی تھی، جو فرانس کے شہر لیل کے پاسچور انسٹی ٹیوٹ میں کام کیا کرتے تھے۔ اس تریاق کی تیاری بہت آسان ہے، زہریلے سانپوں کا زہر نکال کر اسمیں نمک کا محلول ملا لیا جاتا ہے۔ یہ ہلکا کیا ہوا زہر پچکاری کے ذریعہ سے گھوڑوں کے جسم میں داخل کیا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ اسکی مقدار بڑھائی جاتی ہے، اس طرح گھوڑے کے خون میں سانپ کے زہر کو بے اثر کر دینے والا مادہ پیدا ہو جاتا ہے، چھ مہینے تک پچکاریاں

کے بعد گھوڑے کے خون میں اس قدر مدافعانہ قوت پیدا ہو جاتی
...ہ اس سے پچاس گنی زہر کی مقدار کو بھی بے اثر کر دے کہ
معمولاً ایک گھوڑے کو مار دینے کیلئے کافی ہو۔
اب اس گھوڑے کے جسم سے آٹھ دس سیر خون آسانی
...لیا جاتا ہو اور جراثیم سے پاک بوتلوں کے اندر جمع کیا جاتا ہو
...ن جم جاتا ہو، اور جمنے کے بعد اس سے پانی چھوٹنا شروع
...و، یہی وہ ماءالدم یا سیرم ہے جو سانپ کے زہر کیلئے تریاق
...رکھتا ہو۔ اُسے شیشے کی چھوٹی چھوٹی نلکیوں میں کھ دیتے ہیں
...نہ دونوں طرف سے بند ہوتا ہو، اور جو جراثیم سے بالکل پاک
...تی ہیں، ہر قسم کے سانپ کیلئے جدا جدا تریاق تیار کیے جانے
...۔ مارگزیدہ انسانوں کے پیٹ کی جلد میں اسکی پچکاریاں لگائی
...ہیں۔

سانپوں کی پرورش گاہیں اور تریاق تیار کرنیکے کارخانے دنیا کے مختلف ممالک میں موجود ہیں جن میں سے خاص خاص یہ ہیں جنکا ذکر ذیل میں ہے:۔

برازیل میں ساؤ پولو کا کارخانہ، سیام میں بنکاک کا، شمالی امریکہ میں فلیڈیلفیا کے قریب کا، اور جنوبی افریقہ میں پورٹ الیزبتھ کا، یہ امر حد سے زیادہ افسوسناک ہو کہ ہندوستان میں جہاں ہر سال ہزارہا انسان سانپوں کے کاٹنے سے ضائع ہوتی ہیں، کوئی اس قسم کا کارخانہ باعمل نہیں ہو، چونکہ یہاں سانپوں کی قسمیں بھی بے شمار ہیں۔ اسلئے یہاں اس بات کا بھی بہت اچھا موقعہ ہے کہ مختلف زہروں کا مختلف امراض پر تجربہ کیا جا سکے۔

ہمارے جسم کو معدنیات کی ضرورت

جسم انسانی کو جن معدنی نمکیات کی ضرورت ہوتی ہو ان
...سب سے زیادہ اہم اور ضروری کیلشیم اور فاسفورس ہیں کیلشیم
...ونے کی اہمیت اِسی سے واضح ہو جاتی ہو کہ ہمارے بدن میں
...ندر معدنی نمک ہیں، ان کا تین چوتھائی حصہ صرف چونے
...ر سارے بدن کے وزن سے حساب لگایا جائے تو جسم کی
...میں تین فیصدی کے قریب چونے کی مقدار ہوتی ہو، اگر کسی
...ن کا وزن ایک من دس سیر ہے تو اُسکے بدن میں ڈیڑھ سیر
...وجود ہے چونے کی اس مقدار کا بیشتر حصہ بدن کی ہڈیوں
...ور دانتوں میں ہوتا ہو، جہاں وہ فاسفورس کے ساتھ
...ر چونے اور فاسفورس کی مرکب صورت میں ہوتا ہو، چونا ہمارے
...میں بھی موجود ہوتا ہو، اور خون کے ڈیڑھ چھٹانک سو کچھ زیادہ
...میں ایک گرین کا چھٹا حصہ چونے کا پایا جاتا ہو۔

...نے کے فوائد | ہڈیوں اور دانتوں کی نشو و نما میں کام آتا ہو
دل کی حرکت کو باقاعدہ رکھنے میں مدد دیتا ہو
...ن کی انجماد کی کیفیت یعنی جسم سے باہر نکلتے ہی اس کا جم جانا
...اِسی چونے کی موجودگی پر منحصر ہے،

...فورس | یہ ہمارے جسم میں پروٹین کے ساتھ ملا ہوا جسم
کے خلیات میں پایا جاتا ہو، اور دماغ اور اعصاب کی

مخصوص رطوبات کے ہمراہ موجود رہتا ہو، جسم کی ہڈیوں میں دانتوں میں اور خون میں چونے کے ساتھ نمکی صورت میں شامل رہتا ہو،

ہمارے جسم کو روزانہ ساڑھے سات رتی چونے کی اور تقریباً بیس رتی فاسفورس کے نمک کی ضرورت ہوتی ہو، خواہ وہ نمکی صورت میں ہو یا نباتاتی صورت میں دودھ، انڈا، مچھلی وغیرہ کے ساتھ ملا ہوا ہو۔

عورتوں کو ایام حمل اور ایام رضاعت میں کیلشیم اور فاسفورس کی زیادہ ضرورت ہوتی ہو، سفید چوہوں میں تجربہ کیا گیا تو یہ معلوم ہوا کہ ایک ہی سے وزن اور قد و قامت کی چوہیوں میں حاملہ چوہیا کے جسم میں چونے کی مقدار معمولی چوہیا کی بہ نسبت کم پائی گئی، حمل کے زمانے کے ساتھ ساتھ کیلشیم کی کمی بھی حاملہ کے جسم میں زیادہ ہوتی جاتی ہو، اور اسکا باعث یہ ہو کہ وہ ننھا سا جو پیٹ میں ہوتا ہو، وہ اپنی پرورش اور اپنی ہڈیوں کی تعمیر کیلئے ماں کے خون سے فاسفورس اور چونا کھینچ لیتا ہو، ایام رضاعت میں ماں کے خون کا کیلشیم اور بھی تیزی کیساتھ بچے کے پیٹ میں جاتا رہتا ہے اگابوں پر تجربہ کرکے دیکھا گیا ہو کہ تقریباً ساڑھے چار مہینے تک بچے کو دودھ پلانے کے بعد گائے کے جسم میں بیس فیصدی کے بقدر کیلشیم کی مقدار گھٹ گئی ہو اکثر

کیمروں کی رائے ہو رہی ہے کہ پیٹ میں یہ تمام کیلسیم ماں کی ہڈیوں میں سے نکل کر جاتا ہے گویا ماں کی ہڈیاں صرف جسم کا ڈھانچہ بنانے کیلئے نہیں ہوتیں، بلکہ چونے اور فاسفورس کے ذخیرہ کا کام بھی دیتی ہیں۔

یہ بات شہادت سے معلوم ہے کہ زمانہ حمل اور زمانہ رضاعت میں اگر عورتوں کو مناسب خوراک نہ ملے تو دانت خراب ہو جاتے ہیں، اور کبڑا لگ جاتا ہے۔ نا قہ کے دو ڈاکٹروں نے سولہ حاملہ عورتوں پر تجربہ کیا تو مدت حمل کے اختتام پر معلوم ہوا کہ کیلسیم کا تناسب ان سب ہی کے جسم میں باقی نہ رہا تھا، اور کیا ؤ کے جسم میں فاسفورس کا تناسب بھی مفقود تھا۔ تناسب کو منفی کے درجے سے مثبت کے درجہ پر لانے کیلئے یا تو روزانہ پندرہ پندرہ رتی کے حساب سے کیلسیم اور فاسفورس انہیں دیا گیا۔ یا مچھلی کا تیل اور انڈے دیکر وٹامن ڈی کی مقدار ان کے جسم میں زیادہ کر دیگئی، لیکن دیکھا یہ گیا کہ ایسی صورتوں میں جنہیں فاسفورس اور کیلسیم کا تغذیہ تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا اس طرح وٹامن دینے سے کوئی فائدہ نہ پہونچا دودھ پلانے والی عورتوں میں بھی کیلسیم اور فاسفورس کے تناسب کی یہی حالت مشاہدہ میں آئی ہے انہی تحقیقاتوں کے ضمن میں یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ پلانے والی عورتوں کو اگر ایسی غذائیں ملیں کہ جنمیں کیلسیم اور وٹامن ڈی کی کمی تھی تو گود کے بچوں کی صحت پر اسکا بین اثر پڑا اور ان میں کئی کیساح (Rickets) (ہڈیوں کا نرم ہونا) اور امراض دنداں کیطرف میلان بڑھ گیا

بچوں کو اپنی ہڈیوں اور اپنے دانتوں کی پرورش کیلئے کیلسیم اور فاسفورس کی عام آدمیوں سے بہت زیادہ ہوتی ہے

اپنے جسمانی وزن کے ہر پونڈ کیلئے ایک بچے کو اس سے تقریباً تگنی کیلسیم اور فاسفورس کی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے کہ جتنی ایک جوان آدمی کو۔ بچے کی غذا میں فاسفورس اور کیلسیم کی مقدار کی کمی کے سبب اسکی ہڈیاں اور اسکے دانت پورے طور پر نشو و نما حاصل نہیں کر سکتے، لیکن اگر غذا میں فاسفورس بہت زیادہ اور کیلسیم بہت کم یا کیلسیم بہت زیادہ اور فاسفورس بہت کم ہو تب بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے، اسی لئے بچے کی غذا کے متعلق یہ بہت ہی ضروری ہے کہ ہمیں یہ دونوں اجزا صحیح تناسب میں ہوں۔

پالش کئے ہوئے چاول (سپیلا چاول) جوار باجرہ، دالیں شکر، مربہ جات، ساگودانہ، آلو مولی اور گاجر کی قسم کی ترکاریاں اور گوشت ایسی غذائیں ہیں کہ جن میں کیلسیم کا جزو بہت کم ہوتا ہے دودھ، مکھن، مکھن نکلا ہوا دودھ، پنیر انڈے، بادام، اخروٹ، پستے پھل، اور سبز ترکاریوں میں کیلسیم کی افراط ہوتی ہے،

دودھ، مٹھا، انڈے، مغزیات، جو، چنے، کھیرا، گاجر گوبھی، گوشت، اور مچھلی میں فاسفورس کی مقدار کثرت سے موجود ہے لیکن میدا اور زمین کے نیچے پیدا ہونے والی ترکاریوں میں اسکا جزو بہت کم ہوتا ہے۔ اگر کیلسیم اور فاسفورس کی مناسب مقدار جسم میں پہونچانی مقصود ہے تو ایسی غذاؤں کو کہ جن میں کیلسیم زیادہ ہے، ایسی غذاؤں کے ہمراہ استعمال کرنا چاہیئے کہ جن سے فاسفورس کی زیادہ مقدار مل سکتی ہے۔

بوسہ مضر صحت ہے

بچوں کو پیار کرنا ایک بہت ہی عام دستور ہے، اور اعزا اقربا والدین سب ہی بچوں کو پیار کیا کرتے ہیں، چین اور جاپان کے علاوہ کہ جہاں بوسہ لینے کو بڑی نفرت اور حقارت سے دیکھا جاتا ہے، باقی تمام دنیا میں بوسہ اظہار محبت کی ایک خاص نشانی ہے، اور ہر شخص ایسا کیا کرتا ہے لیکن اب چند روز سے امریکہ، فرانس، آسٹریا، اور روس میں بوسہ کیخلاف خیالات پھیلنے لگے ہیں اور مخالفین بوسہ کی انجمنیں قائم ہو رہی ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ بوسہ ایک بہت ہی خطرناک عمل ہے اور ہر بوسے کے ہمراہ کم سے کم چالیس ہزار جراثیم ایک منہ سے دوسرے منہ تک منتقل ہو جاتے ہیں۔ اس طریقے پر معمولی زکام، انفلوئنزا، گلے کی خرابیاں، خناق، نمونیہ، دق اور اسیطرح کی اور بہت سی بیماریاں ایک شخص سے دوسرے شخص کو لگ سکتی ہیں۔ اور اس قدر بڑے حادثے کا باعث وہ ذرا سا ایک فعل ہوتا ہے کہ جسے بوسہ کہا جاتا ہے، اگر بوسہ کا مقصد صرف اظہار محبت ہے

...کے علاوہ اس سے اور کوئی فائدہ نہیں ہے تو ہمیں سوچنا ... کہ یہ کہانتک مناسب ہے کہ ہم ایک محبوب ہستی کو، یا ایک معصوم ... پیار کر کے ایسی ایسی خطرناک بیماریوں میں مبتلا کردیں۔ کم سے کم بچوں کے متعلق تو احتیاط ضروری ہونی چاہیئے کہ انہیں کوئی پیار نہ کرے۔

معدہ میں دودھ کا جمنا

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ دودھ اگر معدہ میں پہنچکر ... طرح جم جائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ ہضم نہیں ... غالباً یہ خیال اس لئے پیدا ہوا ہے کہ جب کبھی دودھ پینے کے ... بچے کو یا بڑے آدمی کو قے ہوتی ہے تو ہم یہی دیکھتے ہیں ... جما ہوا اور دہی بنا ہوا نکلتا ہے، اور ہمیں قدرتی طور پر یہ ... ہوتا ہے کہ دودھ کے ہضم نہ ہونے کی یہی علامت ہو ... میں پہنچکر وہ جم جائے،

یہ خیال صحیح نہیں ہے، پیٹ میں پہونچکر دودھ لازمی ... جم جاتا ہے۔ معدہ کی رطوبت میں ضامن موجود ہے جو اسے ... ہی کردیتا ہے، اور اس کا جم جانا بدہضمی کی علامت نہیں ہے ... دہی دہی میں فرق ہوتا ہے۔ گائے کے دودھ کا دہی ذرا سخت جمتا ہے، اور بچے اسے ایسی آسانی سے ہضم نہیں کرسکتے کہ جیسے ماں کے دودھ کو۔ انسانی دودھ کا دہی بہت ہی ملائم ہوتا ہے، اور اسکے ہضم کرنے میں بچے کو کچھ دقت نہیں ہوتی اس کا باعث یہ ہے کہ گائے کے دودھ میں اول تو چونے کی مقدار انسانی دودھ سے کسیقدر زیادہ ہوتی ہے، اور دوسرے اس کا کیزین بھی نسوانی دودھ سے مختلف ہوتا ہے

گائے کے دودھ کو اگر جوش دے لیا جائے یا ہمیں پانی ملا لیا جائے تو پھر اس سے جو دہی جمتا ہے وہ نسبتاً ملائم ہوتا ہے اور بچے اُسے ہضم کر لیتے ہیں۔ گائے کے دودھ میں اگر تھوڑی سی انڈے کی سفیدی ملادی جائے، تو اس سے بھی دودھ کی انجمادی کیفیت میں کمی آجاتی ہے،

مجربات

مجربات صرع

ہلاس دافع صرع مغز منگوٹ ہسینک۔ برگ تمت نکچھکنی۔ مرچ سیاہ۔ ہموزن کوٹ چھانکر ہلاس بنائیں۔ اور صبح وشام استعمال کریں۔ اس کے استعمال سے دورہ کے وقت ناک سے خون گرتا ہے۔ اسوقت ریشم جلاکر بطور نفوخ استعمال کرنا چاہیئے۔

فوائد۔ مرگی کے لئے نہائت مفید ہے بطون دماغ کے سدونکو کھولتا ہے۔

ہلاس دافع صرع دیگر مرزنجوش نکچھکنی، سنائکی، عود صلیب، گل بنفشہ، برگ تبت، کوٹ چھانکر ہلاس بنائیں۔ اور دن بھر میں ایکدفعہ سونگھیں۔

فوائد۔ دورہ کیوقت اسکا استعمال بہت مفید ہے۔ حالت صرع علاوہ استعمال کرنیسے دماغ کا تنقیہ کرتی ہے۔

حب دافع صرع جند بیدستر ۲ درم مشک خالص ۱ ماشہ عنبر اشہب ۵ سرخ، جدوار خطائی ۱ ماشہ زعفران ۲ ماشہ، صبر زرد ۱۰ ماشہ کوٹ چھانکر شہد میں چنے سے ذرا چھوٹی گولیاں بنادیں اور صبح وشام ایک ایک گولی پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ ترشی اور بادی اشیاء سے قطعی پرہیز کرنا چاہیئے

فواید۔ مرگی کے لئے نہایت مفید ہے۔ اس کے علاوہ سکتہ فالج لقوہ، اختناق الرحم تشنج وغیرہ میں بھی نہایت مفید ثابت ہوچکی ہیں

حب صرع دیگر جند بیدستر ۲ ماشہ مشک ۲ ماشہ زیرہ کرمانی ۲ ماشہ عود صلیب ۲ ماشہ سہاگہ ۲ ماشہ دارچینی ۲ ماشہ کوٹ چھانکر سولف کے عرق میں مونگ کے برابر گولیاں بنائیں۔ خوراک۔ دو گولیاں کافی ہیں۔ بچونکو ایک گولی دینی چاہیئے۔ بدرقہ عرق بادیان مناسب وقت استعمال صبح

فوائد۔ یہ گولیاں صرع کیلئے نہایت مفید ہیں۔ بچونکی مرگی کو بھی فائدہ پہونچاتی ہیں۔ مجرب ہیں۔

مجربات شمسی

از حاجی حکیم ابو الفقیر محمد شمس الحق خان صاحب امرتسر

اکسیر نوازل شمسی کھانسی، نزلہ، زکام، درد سر ضعف دماغ وغیرہ امراض سر کو چند دنوں میں زائل کرتا ہے۔ سوداوی اور بلغمی مزاج میں یکساں مفید ہے نیز سرعت انزال اور رقت میں بھی نفع دکھاتا ہے۔

نسخہ سلاجیت، زفت، رطب، جدوار خطائی، کشتہ مرجان کشتہ قرن الایل ہر ایک ۱ تولہ افیون ۶ ماشہ، قرنفل جند بیدستر اجوائن خراسانی جوز ماثل عود صلیب صمغ عربی ہر ایک ۶ ماشہ سبکو یکجان کرکے مسور کے برابر حبوب بنا کر ایک گولی بچہ کیلئے اور ۲ سے ۳ حبوب تک جوان کے لئے کافی ہیں۔ بدرقہ پانی یا عرق گاؤزبان

یاقوتی شمسی تریاق البدن (فوائد) امراض سوداوی مراق خفقان اختلاج القلب ضعف اعضاء رئیسہ ضعف باہ وبدن کو نہایت ہی مفید ہے مردہ جسم میں جان ڈالتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کا اکسیر الاثر آزمودہ اور خاندانی نسخہ ہے جو ہم شب و روز مریضوں کو اپنے شفاخانہ سے تیار کرکے دیتے ہیں

نسخہ بہمنین سرخ بہمنین سفید حجر ارمنی یاقوت زمرد اخضر مرجان بسد سوختہ قاقلمین کہربا شمعی زہر مہرہ جواہر مہرہ زرآورد تخم بالنگو گاؤزبان گل گاؤزبان ہر ایک ۱ تولہ ورق نقرہ ۹ ماشہ ورق طلا ۲ ماشہ مشک، عنبر، ہر ایک ۱ ماشہ تخم فرنجمشک سنبل الطیب ابریشم مقرض صندلین کوہ خشک اسطخودوس ترنجبیل مغز کشنیز مغز بادیان ہر ایک ۹ ماشہ ترنجبین ۵ تولہ شیرخشت اصلی ۵ تولہ عرق گلاب ۱ سیر میں ملا کر صاف کریں اور رب سیب، رب انار، رب بہی، عسل خالص ہر ایک ۱۰ تولہ ملاکر یکجان کریں اور ایک تولہ صبح وشام ہمراہ شربت دینار یا شیر گاؤ استعمال کریں

جوابات

۲) **عوارض جلق**:- صبح نہار منہ کہرینی خورد کے خشک پتے پیس کر بقدر ایکماشہ ہمراہ شیر گاؤ - ۱۰ استعمال کریں، جریان واحتلام کیلئے نہایت مفید ہے، اور سلیت کو لوبان کوڑیا تین ماشہ، لونگ دو ماشہ، ہلدی باریک سائیدہ ۲ ماشہ، زردی بیضہ مرغ ایک عدد سب چیزوں کو ملا کر دو پوٹلیاں بنائیں اور　　سرسوں کے ساتھ نیم گرم کر کے ٹکور کریں - خدا نے چاہا تو کجی و لاغری دور ہو جائے گی -　　(حکیم آغا منصب علی)

(ب) آپ جواب سوال نمبر ۱۹ (۵) پر عمل کریں، داخلی او خارجی عوارض کو دور کرنیکے لئے طلاء جالینوس و معجون جالینوس غدوی جنکے نسخے ہمدرد صحت کے خاص نمبر (جولائی ۱۹۴۲ء) میں شائع ہو چکے ہیں استعمال کریں　　(حکیم ابوالفخر محمد شمس الحق خاں امرتسر)

(ج) آپ دو نسخے جو میری طرف سے ہمدرد صحت بابتہ ستمبر ۱۹۴۳ء صفحہ نمبر ۴۶ سطر ۳ پر درج ہو چکے ہیں استعمال کریں ۱۰ ور عضو خاص پر طلاء کا وہ نسخہ جو طلاء عجیب حقانی کے نام سے ہمدرد صحت کی خاص اشاعت کے صفحہ ۹۲ پر درج ہو چکا ہو تیار کر کے فوائد حاصل کریں - دوران استعمال میں بادی ترشی اور تیل وغیرہ سے پرہیز کریں -　　(حکیم ابوالحسن احسان الحق امرتسر)

(د) آپ مندرجہ ذیل نسخہ کچھ عرصہ تک استعمال کریں

نسخہ:- نائیٹرو ہائیڈرو کلورک ایسڈ　　۱۰ بوند
فیرائی ایٹ کوئینینی سائیٹریس　　۵ گرین
ٹنکچر نکس وامیکا　　۵ بوند
میگنیشیا سلفاس　　۱ ڈرام
ایکوا کلوروفارم　　اتنا کہ ایک اونس ہو جائے،

استعمال کیجئے، اور یہ خیال رہے کہ خالی پیٹ پر یہ دوا نہ پی جائے - تینوں مرتبہ کھانے کے بعد پیا کیجئے　　(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ہ) آپ اول صبح کو ۶ ماشہ سفوف مولف ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں، اور سہ پہر کو کشتہ قلعی ۱/۲ برنج اور کشتہ مرجان ۱/۲ برنج خمیرہ گاؤزباں عنبری ۶ ماشہ میں ملا کر کھائیں، اور خارجی علاج کے لئے سات آٹھ روز کوئی ٹکور کی دوا استعمال کریں، اسکے بعد طلاء اعظم کا استعمال مناسب ہو گا - بیس پچیس روز یہ دوائیں استعمال کر کے حالات سے اطلاع دیں، اور دوران استعمال میں ترشی اور ثقیل چیزوں سے پرہیز کریں - یہ تمام دوائیں ہمدرد دواخانہ دہلی سے مل سکتی ہیں، طلاء اعظم ہمدرد دواخانہ کی خاص چیز ہے جو بہت مفید ثابت ہوئی ہے -　　(حکیم خواجہ نیاز احمد)

۳) **عوارض سوزاک**:- آپ پچکاری کا مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کریں - نسخہ:- ہیڑ، بہیڑہ، آملہ، کتھہ سفید، رسوت، برگ جنا ہر ایک پانچ پانچ تولہ ۲ بوتل پانی میں بھگو کر دو یوم تر رکھیں اسکے بعد ہلکی آنچ پر جوش دیں جب نصف پانی رہجائے تو چھانکر رکھیں اور دن میں دو تین مرتبہ صبح و شام پچکاری کے ذریعے صاف کریں، انشاءاللہ شفا ہو گی　　(حکیم آغا منصب علی)

(ب) آپ کا سوزاک کثرت جلق کا نتیجہ ہے، اسلئے آپ اول سوزاک کا علاج کریں اور ساتھ ہی جلق کا بھی تدارک کریں - اکسیر سوزاک کا نسخہ درج ذیل ہے، اسکو صبح و شام شربت فالسہ کے ہمراہ استعمال کریں - نسخہ:- روغن موم - روغن بہروزہ روغن صندل، ست سلاجیت، ست لوبان، تمام ادویہ ہموزن لے کر بقدر ایکماشہ استعمال کریں - جلق کیلئے جواب سوال نمبر ۲ پر عمل کریں -　　(حکیم ابوالفخر محمد شمس الحق خاں)

(ج) آپ مندرجہ ذیل نسخہ پندرہ بیس روز مسلسل استعمال کریں، پچکاری کیلئے حکیم آغا منصب علی صاحب کا مجوزہ نسخہ بالکل مناسب ہے، پینے کا نسخہ درج ذیل ہے نسخہ:- سفوف کشتہ قلعی ۲ ماشہ ہمراہ شیرہ تخم خیارین تین ماشہ، شیرہ تخم خربزہ

شیرہ خار خسک ۳ ماشہ پانی میں پیس کر شربت بزوری ۴ تولہ ملا کر علی الصباح استعمال کریں، دوران استعمال میں سرخ مرچ اور ترش اشیا سے پرہیز لازم ہے، (حکیم خواجہ نیاز احمد)

(د) آپ کیلئے بہترین علاج یہ ہے کہ اسی رطوبت سے جو پیشاب کے راستہ خارج ہوتی ہیں، ویکسین تیار کر دیجئے اور پھر اس ویکسین کی پچکاری (زیر جلد) لگوائیے، ہر بڑے شہر میں ایسے ڈاکٹر موجود ہیں جنہوں نے لیبورٹیری کھول رکھی ہے اگر آپ کو دقت محسوس ہو تو آپ ڈاکٹر ایس۔ کے۔ سین مقابل دریبہ چاندنی چوک دہلی کے پاس وہ رطوبت کسی ۔۔۔۔ چھوٹی شیشی میں بند کر کے بھیج دیجئے وہ اس سے آٹو ویکسین بنا دیں گے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(۲۳) **فتق**:- فتق کا بہترین علاج اپریشن ہے۔ کمانی کا استعمال عارضی طور پر مفید ہے، اپریشن کے بغیر صحت نہیں ہوگی (حکیم آغا منصب علی)

(ب) فتق کیلئے داخلی اور خارجی استعمال کے بہترین نسخے درج ذیل ہیں، ان کو استعمال کیجئے۔ اگر خدا شفا دیدے تو فبہا ورنہ اس مرض کا آخری علاج اپریشن ہے۔

نسخہ ضماد فتق:- مصطگی رومی، انزروت، اقاقیا، برگ سرو، جوز سرو، کندر، دم الاخوین، گلنار فارسی، مرکی، شب یمانی ابہل، صبر زرد، رسوت مصفےٰ ہر ایک تین ماشہ، سریشم ماہی ۶ ماشہ اول سریشم ماہی کو ہری مکوہ کے پانی میں حل کریں اسکے بعد دوسری ادویہ سفوف کر کے ملا دیں کنج ران اور خصیتین پر ضماد کریں، اسکے بعد لنگوٹ کس لیں۔

نسخہ حبوب فتق:- مصطگی رومی، مقل ازرق، اجمود، صبر زرد، ریوند چینی، تربد سفید ہر ایک ۶ ماشہ تمام ادویہ کو باریک کر کے چنے کے برابر گولیاں بنائیں، اور دو دو گولیاں صبح وشام پانی کیساتھ استعمال کریں اور ثقیل اشیا سے پرہیز کریں، رات کو سوتے وقت جوارش کمونی یا جوارش جالینوس کا استعمال رکھیں (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ج) آپ برگ کلہرکو نیم گرم کر کے خصیتین پر باندھا کریں اور زفت یابس اور لک یابس مصفی ہر ایک ایک تولہ دونوں کو یکجان کر بقدر ایک ایک ماشہ دن میں دو بار ہمراہ شیرہ حب الاس استعمال کریں، (حکیم شمس الحق صاحب)

(د) اس مرض کے متعلق حکیم آغا منصب علی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے، وہ بالکل صحیح ہے (حکیم خواجہ نیاز احمد)

(۲۴) **عوارض کثرت جماع وغیرہ**:- پوست درخت بڑ، جھڑبیری، پوست درخت ڈھاک، پوست درخت کیکر ایک ایک سیر لے کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کریں، اور پندرہ سیر پانی میں تین یوم تر کر کے آگ پر پکائیں، جب چار پانچ سیر پانی رہ جائے تو اس کو نکال کر یا تو لذیذ حلوا جسمیں مغزیات وغیرہ ڈالے گئے ہوں بنا لیا جائے یا اسکو خشک کر کے سفوف بنا لیں، اور ایک ماشہ سفوف ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں، دو سال تک جماع سے پرہیز کریں، انشاء اللہ ہر شکایت رفع ہوگی، (حکیم آغا منصب علی)

(ب) آپ مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کریں، انشاء اللہ فائدہ ہوگا، **نسخہ سفوف**:- بہمنین، موصلین، تالمکھانہ، کچھان، بید، صمغ عربی، اسبغول، مسلوچن، طباشیر، دانہ الائچی خورد، ست سلاجیت ہر ایک دو تولہ سب کو کوٹ کر سفوف بنائیں، اور کشتہ قلعی ایک تولہ، کشتہ فولاد ۶ ماشہ، کشتہ خبث الحدید سوا تولہ، ورق نقرہ ۶ ماشہ، ورق طلا ۱۰ عدد، مروارید سائیدہ دو ماشہ اضافہ کریں، ۶ ماشہ صبح و چھ ماشہ شام ہمراہ شیر گاؤ تازہ استعمال کریں۔ اور عضو پر طلا عجیب لگائیں، جسکا نسخہ ہمدرد صحت کی اشاعت خاص کے صفحہ ۱۹۲ پر درج ہو چکا ہے (حکیم ابو الفقر شمس الحق صاحب)

(ج) آپ مندرجہ ذیل گولیاں بنوا لیجئے، اور روزانہ تین گولیوں کے حساب سے کھائیے، انکے ساتھ غذا مقوی اور مرغن استعمال کیجئے، روزانہ تھوڑی ورزش کیا کیجئے، اور صبح کے غسل کی عادت ڈال لیجئے، ورزش ہلکی ہونی چاہیئے جیسے چلنا پھرنا، نسخہ:-

آئرن کلورائڈ	۵ گرین
اکسٹرکیٹ نکس وامیکا	۲۵ گرین
اکسٹرکیٹ ڈمیان	۵۰ گرین

اکسٹرکیٹ جنشین ۲۰۰ گرین،

ان سب دواؤں کو ملالیں اور ایکسوگولیاں بنالیں۔ گولیاں کسی اچھی بڑی دوکان سے بنوائی جائیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

۱) جو تفصیلات آپنے شائع کرائی ہیں ان سے دو نتیجے نکالے جاسکتے ہیں (۱) آپکو ہمیشہ قبض رہتا ہو (۲) آپکے اعصاب کمزور ہیں۔
قبض رفع کرنیکے لئے اگر آپ ہر صبح بیدار ہوتے ہی نہار منہ ایک گلاس سرد پانی پی لیا کریں تو غالباً یہ شکایت دور ہوجائیگی، اگر یہ نا کافی ہو تو شب کو کھانا کھانیکے بعد بھی ایک گلاس پانی پی لیا کیجئے، لیکن یہ شیر گرم ہو، روزانہ باقاعدہ ورزش بھی قبض کو دور کردیتی ہے
ضعف اعصاب کیلئے آپ مندرجہ ذیل نسخہ استعمال فرمایئے،

لائیکر اسٹرکنیا	۲ بوند	یہ ایک خوراک ہو، روزانہ ایسی تین خوراکیں استعمال کیجئے،
ٹنکچر جنشین کمپاونڈ	۲۰ بوند	
ٹنکچر کواشیا	۲۰ بوند	
اسپرٹ کلوروفارم	۲۰ بوند	
پانی	اتنا کہ ایک اونس ہوجائے	(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ معجون حنظل ۶ ماشہ صبح ہمراہ شربت بنفشہ اور ۶ ماشہ شام ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں ایکماہ ان ادویہ کو استعمال کرنیسے انشاءاللہ جملہ شکایات کا ازالہ ہوجائیگا۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

۱) **تبدیلی مزاج**:۔ آپ گندھک آملہ سار کو دودھ اور گھی میں صاف کرکے ہر روز ایکماشہ روغنی رتی کے ہمراہ کھائیں، پندرہ یوم میں مزاج تبدیل ہوجائیگا (حکیم آغا منصب علی)

(ب) آپ روزانہ دو گرین کونین ایک مہینے تک کھایئے (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) آپ مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کریں **سفوف مبدل مزاج**:۔ کشتہ قلعی ایکتولہ، کشتہ مرجان ایکتولہ، ورق طلا ایکماشہ، مشک ایکماشہ، عنبر ایکماشہ، جند بیدستر ۶ ماشہ، عقرقرحا ۶ ماشہ، بادیہ شتر اعرابی ۶ ماشہ، کشتہ شنگرف سفید ۶ ماشہ، سب کو یکجان کرکے حفاظت سے رکھیں، اور دو رتی سے شروع کرکے بتدریج ۴ رتی تک پہنچائیں، بدرقہ شیر گاؤ، انشاءاللہ سابقہ حالت سے بہتر حالت ہوجائیگی۔ (حکیم شمس الحق صاحب)

۱) **ضعف باہ وغیرہ** کیلئے نزدگر Hux leys Ner Vigor ایک پیٹنٹ دوا ہے، جو انگریزی دوافروشوں سے ملسکتی ہے، آپ چند روز اسکا استعمال کیجئے ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ جواب سوال نمبر ۱۲ کے نسخے کو تیار کرکے شیر گاؤ میں بیضہ مرغ اور عسل خالص ملاکر صبح و شام استعمال کریں سفوف کی مقدار ایک ماشہ کافی ہو، آپکی تمام شکایات دور ہونگی، تحریک حسب خاطر ہوگی، (حکیم ابوالفقر محمد شمس الحق خاں)

(ج) آپ جواب نمبر ۴۸ کے نسخے کو بناکر استعمال کریں بلکہ مناسب یہ ہے کہ ایکماشہ دوا کو ۶ ماشہ حلوب کیر کے ہمراہ کھائیں (حکیم آغا منصب علی)

(د) آپ جواب نمبر ۲۴ کا سفوف تیار کرکے استعمال کریں اور سوتے وقت جوارش جالینوس اور جوارش کمونی ۳-۳ ماشہ ہمراہ عرق بادیان (حکیم احسان الحق)

۱) **قرابادین**:۔ معلومہ مقصد کیلئے رہنمائے فن عطاری کا مطالعہ کریں قیمت عہ، کتاب ہمسے ملسکتی ہے (حکیم ابوالحسن امرتسر)

(ب) آپ بیاض کبیر حصہ دوم و سوم منگا لیجئے، ان دونوں کتاب کی لکھائی چھپائی اور کاغذ جیساکہ آپ چاہتے ہیں بہت عمدہ ہے دہلی خاندانی اطبا کے نسخے اور انکے بنانیکی ترکیبیں ان میں درج ہیں، یہ کتابیں آپکو مکتبہ ہمدرد صحت دہلی سے ملسکتی ہیں کتابو کے مولف جناب حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب ہیں (حصہ دوم کی قیمت دو روپے اور حصہ سوم کی قیمت بارہ آنہ ہے، منیجر ہمدرد صحت)
(حکیم سید سلطان مسعود طبیہ کالج علی گڑھ)

۲) **بچھو سیاہ**:۔ کوئی جواب نہیں آیا، ہمدرد دواخانہ میں بھی موجود نہیں ہے، (حکیم خواجہ نیاز احمد)

سوالات

ضوابط اندراج
(۱) ہر خریدار کو سال میں ایک سوال مفت درج کرانے کا حق حاصل ہے
(۲) ہر سوال کیساتھ نمبر خریداری اور مفصل پتہ ہونا ضروری ہے، ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔
(۳) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں تو چار آنہ کے ٹکٹ بھیجکر ایک سوال درج کرا سکتے ہیں۔
(۴) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیئے، ورنہ دفتر کو قطع و برید کا اختیار حاصل ہوگا،
(۵) ایک سے زیادہ سوال درج رسالہ کرانا ہو تو خریداروں کو بھی چار آنہ فی سوال کے حساب سے ٹکٹ ارسال کرنے چاہئیں،
(۶) کوئی غیر مہذب سوال کسی حالت میں بھی درج نہ ہو سکیگا۔

---

(۳۰) انسانی عضو کی طوالت کی حد کیا ہے، کیا کوئی ایسا نسخہ ہے، جو اسکی طوالت میں نمایاں طریقہ سے اضافہ کر سکے، اگر ممکن ہے تو بقدر دو انچ طوالت کیلئے کس قدر عرصہ درکار ہوگا، نسخہ کے اجزا سہل الحصول اور سادہ ہونے چاہئیں (خریدار نمبر ۱۸۲۱)

(۳۱) مریض کی عمر ۲۵ سال، مزاج بلغمی، بدن دبلا، غیر شادی شدہ عرصہ ۶ سال سے بہرہ پن کی شکایت ہے اولاً یہ شکایت معمولی تھی، مگر رفتہ رفتہ مرض میں ترقی ہوتی رہی، اب بالکل سنائی نہیں دیتا ہے، علاج کرنے سے قدرے فائدہ ہو جاتا ہے اور چند یوم آرام رہ کر پھر وہی حالت ہو جاتی ہے جس دوا سے آرام ہوتا ہے کچھ دنوں بعد وہ بیکار ہو جاتی ہے، البتہ کان اگر دھوئے جائیں تو ہلکے ہو جاتے ہیں، مریض کا دماغ بہت کمزور ہو گیا ہے، کوئی بات یاد نہیں رہتی، پہلے حافظہ اچھا تھا، ڈاکٹری، ویدک سب علاج کئے، سب بے سود، لہذا حکمائے حاذق و ماہرین فن کی خدمت میں التماس ہے کہ نہایت مجرب المجرب سہل الحصول علاج تحریر فرمائیں۔ اور مریض کی دعا ئے خیر لیں۔ (خریدار نمبر ۱۴۹۴)

(۳۲) میں نے ایک دوا قاتل الامراض کے نام سے تیار کی ہے جو ہر قسم کے درد کیلئے بیحد مفید ہے، ہیضہ تشنج بچوں کی پسلی چلنے اور پیٹ کی کل شکایات کو رفع کرنے میں اکسیر ہے، میں اس کا، سال سے تجربہ کر رہا ہوں، مریضوں کی صحتیابی کے سرٹیفکیٹ بھی میرے پاس موجود ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ڈاکٹری یا طبی بورڈ سے اسکے سریع التاثیر اور مفید ہونے کی سند حاصل کروں، احباب کی خدمت میں بادب ملتمس ہوں کہ اسکے پاس کرانے کے متعلق بہتر و مفید مشورہ سے شکر گذار فرمائیں، (خریدار نمبر ۱۶۴۲)

(۳۳) میرے ایک دوست دو سال سے احتلام میں مبتلا ہیں، بہت علاج کرائے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوتا، جب پیشاب کرتے ہیں تو پیشاب کی دھار کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف جاتی ہے، اگلا حصہ موٹا اور جڑ باریک ہے، حضرات حکما سے بہتر نسخہ کا متوقع ہوں (خریدار نمبر ۱۵۴۴)

(۳۴) کیا کوئی خضاب ایسا ایجاد ہوا ہے جس کے کھانے سے بال سیاہ ہو جائیں۔ (خریدار نمبر ۱۷۵۹)

(۳۵) میرا الٹا بیضہ بہ نسبت سیدھے بیضہ کے کچھ عرصہ سے بڑا ہو گیا ہے، لیکن درد یا سوزش وغیرہ کچھ نہیں ہے، کوئی صاحب ایسی دوا بتائیں جس سے وہ اپنی اصلی حالت پر آجائے، (ایک خریدار)

(۳۶) میری والدہ کو کنٹھ مالا کی عرصہ ۱۲ سال سے شکایت ہے، ہر قسم کا علاج بھی کرایا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوتا، براہ مہربانی کوئی صاحب اس مرض کیلئے مجرب دوا بتا کر داخل حسنات ہوں (محمد حنیف)

(۳۷) ۱۸۵۸ء کی جنتری درکار ہے جس میں عیسوی اور ہجری تاریخیں درج ہوں، کسی صاحب کے پاس موجود ہو یا کسی ذریعہ سے مل سکے تو اطلاع دیں، شکر گذار ہونگا (قاضی اسرار الصمد شیرکوٹی)

(۳۸) خوشبو دار بال صفا کریم تیار کرنیکا نسخہ مطلوب ہے (محمد حامد)

Regd. No. L. 2790.

AN ILLUSTRATED TIBBI MONTHLY

HAMDARD-I-SEHAT

FOUNDED IN MEMORY OF

THE LATE HAKIM HAFIZ ABDUL MAJEED DEHLAVI

FOUNDER OF THE HAMDARD DAWAKHANA DELHI.

REJUVENATION NUMBER.

Containing, for the first time in Urdu language, thorough discussions on this interesting and important topic of the day Along with the thoughts and efforts of ancient physicians, we have given in this number the latest ideas and experiences of modern experts and physician-scientists of Europe, whose contributions have been directly obtained The articles have been illustrated with pictures and special arrangements have been made to publish the photographs of our contributors The language is simple and easy, and the number also contains Cartoons and picture supplement

The study of Rejuvenation Number is equally necessary and useful both for the physician and the layman. Pages 306 with Photographs

PRICE:

Special Edition As 10. Ordinary Edition As 8

EDITOR
HAKIM HAJI ABDUL HAMEED

SUBSCRIPTION
YEARLY
ONE RUPEE.
HALF YEARLY
TEN ANNAS.

HAMDARD MANZIL, LAL KAUN DELHI.

SINGLE COPY
2
ANNAS

ماہوار مصور طبّی رسالہ

ہمدردِ صحت

بیادگار

محسنِ فن ہمدردِ خلائق حکیم حافظ عبدالمجید مرحوم دہلوی

بانیٔ ہمدرد دواخانہ دہلی

مرتبہ

حکیم حاجی عبدالحمید دہلوی

مقامِ اشاعت:۔ ہمدرد منزل لال کنواں، دہلی

سالانہ ایک روپیہ

کتبۂ یوسف

نومبر ۱۹۳۴ء

اپنے بے نظیر خواص کی وجہ سے
تمام ہندوستان میں مشہور ہے
مفصل معلومات رسالہ
ہمدرد شباب
منگا کر حاصل کیجئے
فی تولہ
پانچ روپے
نمونہ کی شیشی
ایک روپیہ چار آنے
تار کا پتہ
"HAMDARD"
"DELHI"
منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی
ٹیلیفون نمبر
5778

معجون شباب آور
قوت مردمی اور دل۔ دماغ کی کمزوری کے لئے مشہور دوا ہے
زہریلی اور نشہ کی چیزوں سے بالکل پاک ہے مشک عنبر مروارید وغیرہ سے بنائی جاتی ہے
تمام ہندوستان میں اس کے بے نظیر فوائد کا اعتراف کیا گیا ہے۔
قیمت فی شیشی پانچ تولہ پانچ روپیہ نمونہ کی شیشی ایک تولہ ایک روپیہ
ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

فہرست مضامین

نومبر ۱۹۳۴ء

عکسی تصاویر:- (۱) برادر عزیز حکیم حاجی حافظ عبدالوحید مرحوم (۲) ڈاکٹر سرج وارونوف (۳) لفٹنٹ کرنل ڈاکٹر اشرف الحق صاحب
قلمی تصاویر:- (۱) ہیضہ کے جراثیم خوردبین میں -(۲) صفائی کے متعلق دلکش تصاویر-

قیمت سالانہ عہ/ ممالک غیر سے عار فی پرچہ ۱ر

آہ برادر عزیز

میرے واقفانِ حال کو معلوم ہو کہ برادرِ عزیز حکیم حافظ حاجی عبدالوحید نے ایک طویل
علالت کے بعد ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء کی شب کو سوا آٹھ بجے اپنے جسدِ خاکی کو اس دُنیائے گِل میں
چھوڑا۔ اور اپنی روح بحکم احکم الحاکمین سُپردِ عزرائیل کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
مرحوم میرے منجھلے بھائی تھے اور عمر صرف اُنیس ۱۹ سال تھی۔ حفظ قرآن
پاک سے فارغ ہو کر علومِ ضروریہ کی خاص اہتمام سے تعلیم دلائی گئی۔ اُردو، فارسی میں
اچھی لیاقت پیدا ہو گئی تھی۔ انگریزی استعداد بھی بہت کافی پیدا کر لی تھی۔ اب تین
سال سے آبائی فن کی طرف بھی متوجہ کیا گیا تھا۔ تاکہ اسی راہ سے ملک و فن کی خدمت
انجام دیکیں جسم ہمیشہ سے کمزور تھا۔ لیکن دماغی اور اخلاقی قوتیں برابر ترقی کر رہی تھیں
والد مرحوم کی اکثر خصوصیات کے حامل تھے لیکن طبیعت بہت ذکی الحس پائی تھی۔ نحیف جسم کی یہ خصلت
اکثر بیماریوں کا سبب بنی رہی۔ آخر دق نے موقع پایا۔ اور ان کو ہم سے جُدا کر کے چھوڑا۔ تقریباً
سوا سال سے علالت کا سلسلہ قائم تھا۔ گذشتہ سال مرض کے پہلے حملہ کو انتہائی جدوجہد
روکا گیا۔ موسمِ سرما میں طبیعت بحال رہی۔ لیکن احساسات اور زیادہ قوی ہو گئے تھے۔ بالآ
جون میں مرض نے دوبارہ حملہ کیا۔ اس حملہ کو طبیبوں اور ڈاکٹروں کی کوششیں، آ
ب وہوا کی تبدیلیاں، اور علم و سائنس کے جدید ترین انکشافات بھی نہیں روک
بالآخر موت نے ہماری تمام اُمیدوں، اور توقعات کا ایک لخت خاتمہ کر دیا۔ خدا مغفرت کرے

مرحوم بھائی سے

آہ، برادر عزیز، کیا تم واقعی اس دُنیا میں نہیں ہو۔ میرے حواس بعض وقت مجھے دہوکہ دیتے ہیں کہ تمہاری روح تمہارے جسم سے منفصل ہوگئی۔ لوگ بھی یہی کہتے ہیں۔ مجھکو اب تک اسکا یقین نہیں ہوا۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ تم شاید بستر علالت پر دراز ہو اور میں حسب معمول تمہاری تیمارداری کر رہا ہوں۔ تمہارا کمزور جسم، اُس مکدر فضا کی کیسے تاب لا سکتا ہے جو بستیٔ خموشاں سے تعلق رکھتی ہے۔ تمہارے پھیپھڑے کمزور ہیں۔ تم کو ہر وقت تازہ ہوا کی ضرورت ہے، شاید تم آجکل منصوری، شملہ، یا دہرم پور میں ہو۔ اور میں تم کو دیکھنے کیلئے آج ہفتہ کے دن ریل میں سفر کر رہا ہوں۔

معمولی معمولی کاموں کے متعلق تم مجھ سے دریافت کرتے تھے۔ کوئی مختصر سا سفر بھی تم میرے استمزاج کے بغیر نہیں کرتے تھے۔ تو کیا اتنا بڑا سفر تم مجھ سے دریافت کئے بغیر کر سکتے تھے۔ مجھے ہرگز یقین نہیں آتا، شاید تم حسب معمول میرے ساتھ کام کر رہے ہو۔ اور میں تمکو دیکھکر خوش ہو رہا ہوں۔

میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو کیوں گر رہے ہیں؟ یہ دل کیوں بیٹھا جا رہا ہے؟ تمہارا چھوٹا بھائی کیوں پریشان حال زار و قطار رو رہا ہے، تمہاری ماں اور بہنوں نے یہ کیا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے ——

آہ میرے عزیز بھائی کیا تم مجھ سے ناراض ہو کر کہیں چلے گئے ہو، ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اگر بالفرض ایسا ہو گیا ہے تو میں ضرور تمہارے پاس آؤنگا اور مناؤں گا۔

اے ہمدردی چاہنے والو — آج تم ہمارے ساتھ ہمدردی کرو۔ میرا پیارا بھائی مجھ سے بچھڑ کر کہیں چلا گیا ہے، اُس کو مجھ سے ملا دو۔ اگر تم نے اُس کو نہیں دیکھا ہے۔ تو اس رسالہ میں اُسکی تصویر دیکھ لو۔ اس حلیئے اور اس شکل و صورت کا ۱۹ سالہ نوجوان جہاں کہیں ملے۔ اُس کو میرے پاس پہنچا دو۔ یا مجھکو اُسکے مقام کی خبر کر دو۔ میں فوراً وہاں جاؤں گا۔ اور اُس کو منا کر یہاں لے آؤں گا۔ اور اپنے سینے سے ایسا لگاؤں گا۔ کہ پھر نہیں چھوڑوں گا۔
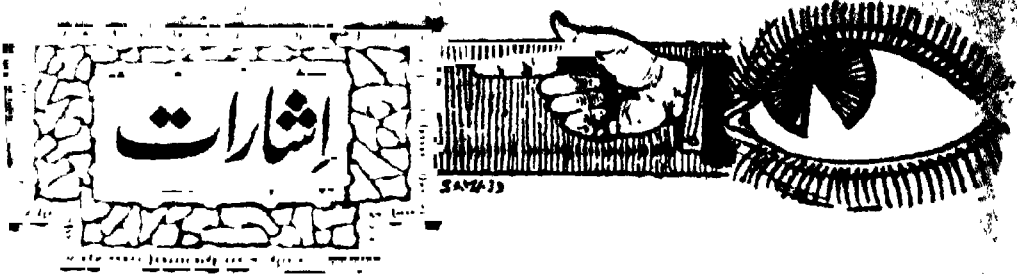
برادرِ عزیز کے حادثۂ ارتحال کے بعد ارادہ تھا کہ اس ماہ کے ہمدردِ صحت کے متعلق اعلان کر دیا جائے کہ پریشان حالیوں کی وجہ سے مقررہ وقت پر شائع نہیں ہو سکیگا۔ اور کم از کم پانچ دن کی تعویق ہوگی۔ لیکن اس کو طبیعت نے گوارا نہ کیا اور خاموش ہو رہا۔ رسالہ کا کوئی خاص کام ۳۱ اکتوبر تک نہیں ہو سکا تھا۔ بالآخر انتہائی کوشش سے رسالہ کیلئے تھوڑا تھوڑا وقت نکالا، الحمد للہ رسالہ وقت ہی پر شائع ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر وارونان ہمدردِ صحت کی گذشتہ اشاعت خاص "تجدید واعادۂ شباب اور درازئ عمر" کیلئے یورپ کے جن محققین کو لکھا گیا تھا، اُن میں فرانس کے مشہور ڈاکٹر وارونان بھی تھے لیکن افسوس اشاعت خاص کیلئے وہ مضمون نہیں بھیج سکے۔ تازہ ولایتی ڈاک سے آپ کا مضمون ملا ہے۔ جو اس ماہ کے رسالہ میں دیا جا رہا ہے۔ ناظرینِ ہمدردِ صحت سے وعدہ بھی کیا گیا تھا کہ جن اصحابِ فکر وقلم کے مضامین اشاعت خاص میں درج نہیں ہو سکے ہیں، وہ وصول ہونے پر آئندہ اشاعتوں میں درج ہوتے رہیں گے۔ اُمید ہے۔ کہ ڈاکٹر سرج وارونان کے اس مضمون کو دلچسپی سے پڑھا جائیگا۔

لفٹنٹ کرنل ڈاکٹر اشرف الحق "ڈاکٹر وارونان کے بعد" وارونانِ ہند" لفٹنٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب کا تذکرہ بھی مناسب ہے۔ ناظرینِ ہمدردِ صحت کو کرنل صاحب کے تعارف کی ضرورت نہیں۔ آپ اس رسالہ کے مستقل مضمون نگاروں میں سے ہیں "اشاعتِ خاص" بالخصوص آپکی دلچسپیوں کا مرکز بنی رہی۔ "ریجو وینیشن" سے آپکا تعلق محتاجِ اظہار نہیں ہندوستان میں اس فن کی جس قدر خدمت کیگئی ہے۔ کرنل صاحب نے اُسمیں سب سے زیادہ حصہ لیا ہے اعادۂ شباب کے مسئلہ پر آپ نے نہ صرف علمی نقطۂ نظر سے غور کیا ہے۔ بلکہ اسکی عملی تعلیم بھی یورپ میں قیام کر کے ماہرینِ فن سے حاصل کی۔

ابتک خط وکتابت ہی تعارف کا ذریعہ رہی تھی۔ آجکل آپ دہلی میں آئے ہوئے ہیں اور ہم اپنے کرمفرما سے ذاتی ملاقات کی مسرت حاصل کر رہے ہیں۔ ایک فنا فی الفن سے آپ فن ہی کے متعلق کچھ سن سکتے ہیں۔ یہاں بھی وہی اعادۂ شباب ہے، وہی اشتائناخ اور وارونان کے فنی اختلافات کا تذکرہ ہے، ڈولیپر، ایڈورڈ ہارنر، اسولڈشو سے ملاقات کے دلچسپ حالات کا اظہار، جادورسکی کے ہاں کی کیفیت، ذاتی خیالات وتجربات کا بیان اگرچہ زبانِ قلم نے کیا ہے لیکن کتابوں ورسالوں میں زبان اور گفتار کی وہ خاص دلچسپی کہاں؟

اعادۂ شباب کے مسئلہ سے دُنیا کی تہائی آبادی کی دلچسپی یقینی ہی۔ اسی وجہ سے اگر بوڑھے یا ہونیوالے بوڑھے اپنی جوانی کے اعادہ پر غور کریں تو اس پر کسی کو اعتراض کا حق کہاں سے پہنچتا ہی، ہم نے سنا ہو کہ دہلی کے بہت سے بوڑھوں نے بھی ڈاکٹر صاحب سے مشورہ کیا ہو اور وہ جوانوں کی صفوں میں داخلہ کیلئے بیتاب ہیں۔ لاہور کے ایک زندہ دل نے پیشقدمی کر کے بالآخر اشتائناخ کا اپریشن کرا ہی لیا، آپریشن معززین دہلی کے سامنے ۱۰ اکتوبر کی شام کو ۵ بجے ڈاکٹر محمد عمر صاحب کے مطب میں کیا گیا۔ اور صرف ۶ منٹ میں کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔
ہم کرنل صاحب کو ان کی فنی کامیابیوں پر مبارکباد دیتے ہیں۔

.. % ..

اضافہ سطور ہمدرد صحت کے صفحات کی قلت کا رونا نیا نہیں ہی۔ اڑتالیس صفحات کی قلیل ضخامت کسیطرح کافی نہیں ہوتی، اور ہمکو مضمون نگار اصحاب سے معذرت خواہ ہونا پڑتا ہی، رسالہ کا مسطر جو اب تک ۲۹ سطرہ رہا ہی اس رسالہ سے باقاعدہ ۳۳ سطرہ کر دیا گیا ہی اس اضافہ سے تقریبًا آٹھ صفحات کے مضامین کی اور گنجائش نکالی گئی ہی اگر ہم یہ سمجھتے کہ اس اضافہ سے رسالہ کی ظاہری حیثیت میں فرق واقع ہو جائیگا تو شاید ہم اسکے لئے تیار نہ ہوتے لیکن چونکہ ہمارے خیال میں اسکی گنجائش تھی تو ایسا کر لیا گیا۔ اُمید ہی کہ ناظرین بھی اس کو مناسب خیال فرمائیں گے۔

.. % ..

اضافہ صفحات لیکن اس درستی کے باوجود مضامین کی کثرت کی وجہ سے چار صفحات کا اور اضافہ کرنا پڑا اور اس اشاعت کے صفحات مضامین اڑتالیس کی بجائے باون ہیں صفحات کا یہ اضافہ مستقل نہیں ہی اس مرتبہ ضرورتًا ایسا کیا گیا ہی۔ خدا کرے ہمدرد صحت وسعتِ اشاعت کے معاملہ میں جلد اس قابل ہو جائے کہ اس قسم کی مباحث چھیڑنے کی ہمکو ضرورت نہ رہے اور ہم خاطر خواہ جتنا چاہیں بلا تکلف اضافہ کر سکیں۔ شاید یہ مرحلہ ناظرین ہمدرد صحت کی جد و جہد و سعی کے بغیر طے نہ ہو۔

... % ...

معذرت میں اپنے قلمی معاونین سے معذرت خواہ ہوں۔ کہ بعض مضامین کی اشاعت میں غیر معمولی تعویق ہوئی۔ جناب حکیم ڈاکٹر لطافت حسین صاحب راشد کا "ہیضہ" پر وسیع مضمون اکتوبر کی اشاعت کیلئے ستمبر میں وصول ہوا تھا لیکن اس کیلئے اس اشاعت میں جگہ نکل سکی۔ وہ بھی صرف نصف مضمون کیلئے۔ انشاء اللہ بقیہ آئندہ اشاعت میں شائع ہوگا۔ اسی طرح حکیم دار الحق بلاہور، حکیم الیس معین طبیہ کالج علیگڈھ، حکیم سید سلطان مسعود صاحب علیگڈھ، اور حکیم صالح خانصاحب وغیرہ کے مضامین بوجوہ متذکرہ بعض ابھی تک شائع نہیں ہو سکے، انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں ان مضامین کی اشاعت کی پوری کوشش کیجائیگی۔

تشریح کبیر جناب محترم حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب کی مشہور کتاب تشریح کبیر جسکی تجدید کی اطلاع ناظرین کو کسی گذشتہ اشاعت میں دیگئی تھی، اسکی پہلی جلد مکمل ہو کر ہمارے پاس پہنچ گئی ہی۔ مسرت ہی کہ جو خیالات اسکے متعلق قائم کئے گئے تھے وہ صحیح نکلے۔ اردو زبان میں علم التشریح کی یہ واحد کتاب ہی جو بلحاظ صوری اور معنوی دونوں حیثیات میں ممتاز ہی اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہی کہ تمام تصاویر بلاکوں سے چھاپی گئی ہیں، اس جلد میں تصاویر کی تعداد ۳۲۳ ہی جو نہایت عمدہ چکنے کاغذ کے ۹۶ صفحات میں چھاپی گئی ہیں، کتاب کی ضخامت مع صفحات تصاویر و فہرست تشریحی اصطلاحات ۶۹۶ ہی۔ ان تمام اضافات اور تمامی کے باوجود سابقہ کی قیمت میں صرف ایک روپے کا اضافہ کیا گیا ہی، اس جلد کی قیمت چھ روپے رکھی گئی ہی جو ہمارے خیال میں بالکل ..

محاکات

آجکل "سنسنیات" ... ور ہے، اور ہر پڑھے لکھے آدمی کو ایسی چیزوں کی تلاش رہتی ہے کہ جنھیں اخبار میں شائع کرا کے وہ "سنسنی" پیدا کر سکے، اخباروں کے پڑھنے والے بھی سب سے پہلے اخبار کی سرخیوں پر نگاہ ڈال کے یہ دیکھا کرتے ہیں کہ "سنسنی خیز" خبر کونسی ہے، اسی لئے اخباروں اور رسالوں کے ایڈیٹروں کو بھی ایسی خبریں اور ایسے بیانات بہت پسند آتے ہیں جنھیں کسی نہ کسی طرح کی سنسنی موجود ہو۔

یورپ کے ڈاکٹر بھی طرفہ معجون ہیں، انھوں نے جب یہ دیکھا کہ دنیا کا مذاق "سنسنی طلبی" حد سے زیادہ بڑھا ہوا ہے اور علمی پرچوں میں "سنسنی خیز" خبریں بالکل نہیں ہوتیں یا اگر ہوتی ہیں تو اس وقت کہ جب اشٹائنلخ اور وارونوف کی طرح اعادۂ شباب اور تبدیل جنسیت کے آپریشن ایجاد کئے جائیں تو انھوں نے ذرا سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلہ پر غور کرنا شروع کیا! ایسی خبروں کی قیمت اخبارات سے بہت اچھی ملتی ہے۔ ....

حیرت انگیز ایجادیں اور وہ بھی روز روز اپنے بس کی بات نہیں.....

پھر کیا ہو ؟

بس یہی ہو سکتا ہے کہ طبی ایجادات کی بجائے ایسی خبریں ایجاد کی جائیں کہ جنکا نہ سر ہو نہ پیر، اور جنھیں پڑھتے ہی ملک میں اس سرے سے اس سرے تک "سنسنی" کا دریا بہنے لگے۔

اس زمانے میں جبکہ طرح طرح کے عجائبات کا انکشاف ہو رہا ہے اور آئے دن نئی نئی ایجادات اور عجیب عجیب تحقیقات کی خبریں آ رہی ہیں کسی خبر کے متعلق یہ کہا ہی نہیں جا سکتا کہ وہ غلط ہے آپ علمی انداز میں ایک مضمون لکھیے اور اس میں یہ لکھدیجے کہ آفتاب آہستہ آہستہ اپنے محور پر گھوم رہا ہے اور اپنا رُخ بدل رہا ہے اور آئندہ ساٹھ لاکھ سال کی مدت میں وہ پورے طور گھوم جائیگا اور زمین کیجانب اسکا تاریک رُخ یعنی اسکی پشت ہو جائیگی اور اس طرح اس دُنیا میں زندگی کا خاتمہ ہو جائیگا۔ چند مشہور رصد گاہوں کے نام اس مضمون میں لکھدیجئے، دو چار مستند ماہرین فلکیات کی آرائیوں کا کچھ حوالہ دیدیجئے اور اس بڑی دوربین کا ذکر کر دیجئے جو مریخ اور چاند کے حالات کا مشاہدہ کرنے کیلئے بنائی گئی ہے، پھر کس کی مجال ہے کہ ذرا سا بھی شک دل میں لا سکے یا یہ بھی کہہ سکے کہ ساٹھ لاکھ سال نہیں بلکہ پچاس لاکھ سال میں ایسا ہو جائیگا۔

اسی پرچے میں آپ کو معلومات کے عنوان کے ماتحت یہ خبر پڑھنے کو ملیگی، کہ ایک ڈاکٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ کبھی کبھی انسان پر ایک ایسی حالت بھی طاری ہو جاتی ہے کہ اسوقت اسکا جسم بارود کے تودے کیطرح آگ پکڑ لیتا ہے اور خشک لکڑی کیطرح جل کر راکھ ہو جاتا ہے، ڈاکٹر صاحب نے ممکن ہے کہ اپنے نزدیک اس خبر کو بہت ہی "سنسنی خیز" خیال کیا ہو، اور اپنے اس "انکشاف تازہ" پر ممکن ہے کہ انھیں بہت کچھ فخر ہو، لیکن افسوس کہ انکی یہ "ایجاد بندہ" مشرقی دُنیا کے لئے ذرا بھی عجیب چیز نہیں ہے، انسان کی اس کیفیت کا علم ارض مشرق کے بسنے والوں کو ہزارہا سال سے ہے، انھوں نے اسکے متعلق یہ بھی معلوم کر لیا تھا کہ یہ کیفیت کب طاری ہوتی ہے اور کیوں طاری ہوتی ہے، اور اس علم کو کچھ اس درجہ عام کر دیا تھا کہ مشرق کا بچہ بچہ اس سے واقف ہے اور جس طرح جاڑا بخار یا نزلہ زکام، کا نام سن کر کوئی تعجب نہیں ہوتا، اسی طرح جسم انسانی کی آتشگیری کا تخیل بھی قطعاً نامانوس نہیں ہے۔

خبر نہیں، ڈاکٹر صاحب فارسی، اردو، بھاشا وغیرہ زبانوں سے واقف ہیں یا نہیں، بہرحال اگر وہ واقف نہیں ہیں تو یہ ان کا قصور ہے ہم انہیں۔ سنائے دیتے ہیں کہ

مشرق میں یہ انکشاف کسی حکیم یا وید نے نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہاں کے شعراء نے قدرت کے اس سربستہ راز کو معلوم کر کے دنیا کو بتلایا تھا۔ چنانچہ فارسی کے ایک شاعر کا قول ہے کہ

شعلہ ایم اما زدودِ دل سیہ پوشیم ما
چوں چراغِ لالہ می سوزیم و خاموشیم ما

ڈاکٹر صاحب نے تو صرف یہی معلوم کیا ہے کہ انسان کبھی کبھی "آتشگیر" بن جاتا ہے، لیکن وہ کہتا ہے کہ ہم تو مجسم آگ ہیں۔ مگر اس شعلے کی چمک اس دہوئیں میں چھپ گئی ہے جو دل سے نکل رہا ہے۔ اور سنیئے۔

جلا ہے سینہ جہاں ، دل بھی جل گیا ہوگا
کرُیدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے

مشرق ہی کا ایک شاعر اس آتشگیری کیفیت کا سبب بھی بتا رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اگر چاہیں تو اپنی اٹیالوجی اور میتھالوجی اور خدا جانے اور کیا کیا لوجی میں نوٹ کر لیں۔ وہ کہتا ہے کہ:۔

شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہ
اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

ہم ڈاکٹر صاحب کو یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ یہ انکشاف یونانی اور ایرانی طب ہی تک محدود نہیں ہے، ہندوستان کا وید بھی اس مرض کی اصلیت سے ماحقہٗ واقف ہو چکا تھا۔ سنیئے:۔

لکڑی جل کوئلا بھئی، کوئلا جل بھیو راکھ
میں پاپن ایسی جلی، کوئلا بھئی نہ راکھ

اس طریقے کا جلنا کہ انسان جلنے کے بعد نہ کوئلا بنے اور نہ راکھ، غالباً ڈاکٹر صاحب کے لئے بھی ایک نئی تحقیقات ہوگی اور سنیئے:۔

برہا کی اگنی لگی، جلن لگو سب گات
ناڑی پکڑت بید کے پڑے پھپولے ہات

شاعر کہتا ہے کہ میرے تن بدن میں محبت کی آگ لگی ہوئی ہے، اور یہ حالت ہے کہ حکیم یا وید جب نبض پر ہاتھ رکھتا ہے تو اسکے ہاتھ میں آبلے پڑ جاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے لئے شاید یہ بھی کسی قدر نئی معلومات ہوگی اور مفید بھی کیونکہ ایسے مریضوں کی نبض پر ہاتھ یا سینے پر اسٹے تھسکوپ رکھتے وقت احتیاط برتیں گے۔

ایک دوسرے ڈاکٹر صاحب کی رائے ہے کہ بوسہ لینا حد سے زیادہ خطرناک فعل ہے، تھوڑے نہ بہت پورے چالیس ہزار جراثیم کا ایک لشکر جرار منہ سے منہ ملتے ہی سرحد کو عبور کر کے اس ملک میں چلا جاتا ہے، اور بوسہ لینے والے اور بوسہ دینے والے میں سے ہر ایک کا مرض دوسرے کیطرف منتقل ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ماں باپوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو پیار نہ کیا کریں بالخصوص بیمار بچوں کو کیونکہ پیار کرنا صرف اظہار محبت کے لئے ہوتا ہے اور اس قسم کا اظہار محبت کہ جسکے بعد چھینکتے چھینکتے زکام کی وجہ سے ناک میں دم آجائے یا ساری ساری رات کھانستے گذرے ایک حماقت سے زیادہ کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

مغرب کے محتاط اور سائنس زدہ ماں باپ ممکن ہے کہ ان کے اس مشورے کو قبول کر لیں۔ لیکن مشرق میں تو شاید ڈھونڈے سے بھی ایسے ماں باپ نہ مل سکیں گے جو صرف اس خوف سے کہ مبادا بچے کی بیماری ہمیں لگ جائے اپنے بچے کو وہ روحانی اور قلبی مسرت پہونچانے میں ذرا سا بھی دریغ کریں جو ماں کے ایک پیار اور باپ کی ایک چمکار سے اُسے حاصل ہوتی ہے، بابر اور ہمایوں کا قصہ مشہور ہے، اور بابر اسی مشرق کی خاک سے پیدا ہوا تھا۔ بادشاہوں اور دولتمندوں کو اپنی جان حد سے زیادہ عزیز ہوتی ہے لیکن اُسنے بادشاہ ہونیکے باوجود اپنے بیٹے پر خوشی خوشی اپنی زندگی قربان کر دی۔

خیر یہ باتیں تو دل کے جذبات سے تعلق رکھتی ہیں اور بہت ممکن ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی سمجھ میں نہ آئیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب دُنیا کی ہر چیز میں جراثیم ہی جراثیم بھرے پڑے ہیں تو آخر انسان زندگی کیسے بسر کرے، ہم سے پہلے بھی تو یہ دنیا آباد تھی، اور خدا جانے سچ ہے یا جھوٹ لیکن لوگ کہتے ہیں کہ اُس وقت اس سے زیادہ خوشحالی تھی۔ اس خوردبین کی ننھی سی آنکھ نے تو سچ مچ قہر ڈھا رکھا ہے، دنیا کی کسی چیز میں لذت اور زندگی کے کسی فعل میں مسرت باقی ہی نہ رہی کھانا پینا، سونا، جاگنا، چلنا، پھرنا، اُٹھنا، بیٹھنا، چھونا، چکھنا، سونگھنا دیکھنا غرض کہ ہر چیز اور ہر کام خوفناک بن گیا ہے اور گو

مقالات

عملیۂ تقلیم کی موجودہ حیثیت

از ڈاکٹر سرج واروناف، پیرس

تازہ ولایتی ڈاک سے ہمیں ڈاکٹر سرج وارونان کا ایک خط اور ایک مضمون موصول ہوا ہے۔ اس مضمون کا موضوع اعادۂ شباب اور اسکے متعلق عملیۂ تقلیم ہے۔ اعادہ شباب کے متعلق ہمدرد صحت کی خاص اشاعت عرصہ ہوا نکل چکی ہے لیکن چونکہ اس مضمون میں ڈاکٹر صاحب نے اپنے مشہور عملیۂ تقلیم کے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچائی ہیں، اسلئے ہم شکریہ کیساتھ اسکا ترجمہ ذیل میں شائع کرتے ہیں (ہمدرد صحت)

خط!

مکرم بندہ!

اپنے رسالے کی خاص اشاعت جو آپ نے مجھے بھیجی ہے اسکے لئے میں دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے اپنے نوازش نامہ میں یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ میں کوئی مضمون بھیجوں اسی کی تعمیل میں مضمون مرسل ہے۔

میں لنکا جا رہا ہوں ۲۰ نومبر کو وہاں پہنچوں گا۔ وہاں سے ۱۰ دسمبر کو کلکتہ جانے کا ارادہ ہے۔ کلکتہ سے برما، چین، جاوا اور جاپان ہوتا ہوا ریاستہائے متحدہ امریکہ جاؤنگا، اور وہاں سے واپس پیرس جاؤں گا!

آپ کا مخلص

(ڈاکٹر) سرج وارونان

انثیین کی تقلیم کا عمل ایسے انسانوں اور حیوانوں پر کیا جاسکتا ہے جنکا نظام جسمانی زیادتی عمر کی وجہ سے فرسودہ ہو چکا ہو۔

حیوانوں پر یہ عمل کرنیکے لئے میں اسی نوع کے جوان جانوروں کے جسم سے پیوند حاصل کیا کرتا ہوں۔ انسانوں کے لئے یہ پیوند بن مانسوں اور ایک خاص قسم کے لنگوروں سے حاصل کیا جاتا ہے جو اعضائے جسمانی اور ان کے افعال کے لحاظ سے آدمی سے قریبی مشابہت رکھتے ہیں لیکن ہر دو صورتوں میں جس سے قلم لیا جائے اور جس کے وہ قلم لگایا جائے دونوں کے خون میں بہت ہی قریبی یکسانیت ہونی ضروری ہے۔

انسانوں اور لنگوروں میں خون کا باہمی تناسب معلوم کرنے میں دشواری نہیں ہوتی، کیونکہ جن چار قسموں کے خون انسان میں پائے جاتے ہیں۔ ان ہی چار قسموں کے بن مانسوں میں بھی ملتے ہیں جس انسان پر عمل کرنا ہو، اُسکے خون کی قسم متعین کر لینے کے بعد اسی قسم کے خون کا بن مانس تلاش کر لینا زیادہ مشکل نہیں ہے لیکن اگر بن مانسوں کی بجائے لنگوروں کی مختلف اقسام سے قلم لینا ہو تو اس بات کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے کہ بن مانسوں کے خلاف ان جانوروں میں صرف دوسری اور چوتھی قسم کے خون والے جانور ہی ہوتے ہیں۔ چوتھی قسم کے خون والے چونکہ بالعموم پائے جاتے ہیں اور انسانوں میں بھی اس قسم کی کثرت ہوتی ہے، اس لئے اس قسم کے خون والے لنگوروں سے ہر حالت میں قلم حاصل کر سکتے ہیں لیکن اگر لنگور دوسری قسم کے خون والے ہوں تو ان سے حاصل کی ہوئی قلم صرف ان ہی انسانوں کے کام آسکتی ہے کہ جن کا خون دوسری قسم کا ہو۔

جن انسانوں کا خون قسم اول کا ہو، اُن کے لئے چوتھی قسم کے خون والے بندر بھی کام دیسکتے ہیں، اور اول، سوم، اور چہارم اقسام کے خون والے بن مانس بھی۔ قلم کا جلدی سے جذب

"Hamdard-i-Sehat," Delhi,
November 1934

ہمدرد صحت دہلی -
نومبر ۱۹۳۴ء

مرحوم برادر عزیز حکیم حاجی حافظ عبدالوحید
جن کا ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۴ ع کو انتقال ہوا

ڈاکٹر سرج واروناف - پیرس

اعادۂ شباب اور عملیہ تعلیم پر جن کا مضمون شریک اشاعت ہے۔

لفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب ۔
ایم - بی - سی - ایچ - بی (اڈنبرا) - ایم - ڈی لٹ - ایل - ایس - آر (برن)
جنہوں نے اعادۂ شباب کے لئے ایک ۴۵ سالہ شخص پر گزشتہ
ماہ دہلی میں استنداخ کا اپریشن کیا۔

...ر ماد حقیقت اسی سبب سے واقع ہوتا ہے کہ یا تو خون کی مناسبت کا ...اظ نہیں رکھا جاتا، یا عملیہ کے دیگر ضوابط کی پابندی نہیں کیجاتی ...مۂ دراز تک قلم کے باقی رہنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ تفصیلات ...ایک ایک جزو کا پورا خیال رکھا جائے۔ اگر ایک ایسے بندر سے ...م حاصل کیجائے جو خون کی قسم کے لحاظ سے اس انسان سے ...تلف ہو کہ جس کے قلم لگائی گئی ہے تو وہ صرف چند ہفتوں میں جذب ...لر ناپید ہو جائیگی۔

جس جانور سے قلم لیجائے اسکی عمر کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ...جو جانور ابھی بچے ہیں اور سن بلوغ کو نہیں پہنچے ان کے غدودوں کر ...ح رطوبت نہیں خارج ہوتی، اور وہ اس قابل نہیں ہوتے کہ ...ن سے قلم حاصل کیجائے۔ ایسے جانوروں سے بھی کام نہ لینا چاہئے کہ ...وڑھے ہو چکے ہوں اور جنکے غدودوں سے رطوبت یا تو تراوش ...نہیں پاتی، یا بہت کم مقدار میں تراوش پاتی ہے۔ ان بڑے قسم کے ...روں کی صحیح عمر معلوم کرنا تقریبًا ناممکن ہے، لیکن ایک عرصہ دراز کے ...ربے کی بدولت میں ایسی چند باتیں جان گیا ہوں جن سے یقینی ...ر پر یہ معلوم ہو جائے کہ جانور زیادہ عمر کا بھی نہیں ہے، اور پورے ...ر پہ بالغ بھی ہے۔ عمر کا ایک عام اندازہ تو جانور کے پہلوی دانتوں ...جنہیں "کچلیاں" کہتے ہیں ہو جاتا ہے۔ یہ کچلیاں سامنے کے دانتوں ...کی نسبت بہت بڑی اور زرد رنگ کی ہونی چاہئیں۔ اگر کچلیاں ...منے کے دانتوں کے برابر نیچی ہیں تو اسکے معنی یہ ہیں کہ ابھی جانور ...غ ہے۔ اگر دانتوں کا رنگ قریب قریب سیاہ ہو تو جانور ضرور ...ھا ہے۔

کامیاب عملیہ تعلیم کے لئے ضروری ہے کہ جن شرائط کا میں نے ...یا ہے وہ سب پوری ہوں، صرف ان تمام شرائط کی تکمیل پر ...ن ہے کہ جو قلم لگائی گئی ہے وہ پائدار ثابت ہو اور سات آٹھ ...دس برس تک کام دے اور اسکے ساتھ ساتھ تمام نظامِ جسمانی ...ر تو تازہ ہو جائے۔ شباب کا اعادہ اس صورت میں خصوصیت ...ساتھ نمایاں ہوتا ہے کہ جب خصیتین کے ساتھ غدہ درقیہ اور ...نخامیہ کی تعلیم بھی عمل میں آئے۔

ایک دو بلکہ تین مہینے تک بھی عملیہ تعلیم کے معمول اپنے ...یر عملیہ کا کوئی اثر محسوس نہیں کرتے اسکے بعد افعالِ دماغی ...یں ترقی محسوس ہوتی ہے، حافظہ تیز ہو جاتا ہے، دماغی تکان ...ہوتی، اور دماغی کام کرنے کی رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ بادہ

اسی قسم کی بعض دوسری تبدیلیاں خود مریض کو اور دوسروں کو محسوس ہونے لگتی ہیں۔ معمول کو عملیہ کے بعد اپنے جسم میں چستی اور توانائی معلوم ہونے لگتی ہے اور وہ ان وظائف کی ادائیگی کا اچھی طرح اہل ہو جاتا ہے کہ جنکا تعلق اسکی جنسیت سے ہے۔ یہ تو ابتدائی چیزیں ہیں۔ ان کے بعد اعادۂ شباب کی اصل علامات رونما ہوتی ہیں۔

اول تو چہرہ کی رنگت بدل جاتی ہے۔ نگاہیں تیز ہو جاتی ہیں، اور جلد میں چمک، لچک اور رنگ زیادہ ہو جاتا ہے، ایک بہت ہی خاص اثر جو میرے علاوہ اور ڈاکٹروں نے بھی اچھی طرح محسوس کیا ہے یہ ہے کہ جسم کے ان مقامات میں ایک تازہ جان سی آجاتی ہے جہاں بال پائے جاتے ہیں، داڑھی، مونچھیں اور سینے وغیرہ کے بال تیزی سے بڑھنے لگتے ہیں اور خوب گھنے ہو جاتے ہیں۔ ان میں چمک پیدا ہو جاتی ہے اور بعض اوقات ان کا رنگ بھی اصلی ہو جاتا ہے، یہ تبدیلی صرف عمل تعلیم کی بدولت ہوتی ہے، کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ سر، ابرو، اور پلکوں کے بالوں میں یہ کیفیت رونما نہیں ہوتی، کیونکہ ان کا نشو و نما زیادہ تر غدہ درقیہ سے متعلق ہے۔

انسان پر جوانی برسنے لگتی ہے، چال میں ایک خاص شان اور مضبوطی آجاتی ہے، قد سیدھا ہو جاتا ہے، اور عضلات کی قوت بڑھ جاتی ہے، ہاضمہ کا فعل بھی ترقی پا جاتا ہے، بھوک بڑھ جاتی ہے اور معدے کے پھیل جانے کی کیفیت جو بوڑھوں میں اکثر موجود ہوتی ہے، کم ہو جاتی ہے۔ اور آنتوں کے فعل کی درستی کیوجہ سے قراقر نفخ اور قبض کی شکایتیں بھی رفع یا کم ہو جاتی ہیں۔

دورانِ خون کے نظام پر یہ اثر ہوتا ہے کہ بڑھے ہوئے خون کے دباؤ میں کمی آجاتی ہے۔

بڑھاپے میں مثانے کی کمزوری یا ورم غدہ قدامیہ کے سبب سے پیشاب کے ادرار میں جو دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں وہ بھی سب رفع ہو جاتی ہیں۔ رات میں بار بار پیشاب کے لئے اٹھنا بھی نہیں پڑتا۔

حواس خمسہ کے فتور مثلاً ضعف بصارت وغیرہ بعض اوقات دور ہو جاتے ہیں۔ قوائے شہوانی جو بڑھاپے میں کمزور یا بالکل ناکارہ ہو گئے تھے از سر نو اپنا کام شروع کر دیتے ہیں اور اصلی حالت پر آجاتے ہیں۔

جسمانی حالت کا یہ انقلاب چھ سے لیکر دس سال تک

باقی رہتا ہے، اسکے بعد انحطاط شروع ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر دوبارہ یہی عمل کرا لینے کی ضرورت ہے۔ دوبارہ عملیہ کی بکثرت درخواستیں آتی ہیں، اور پہلی مرتبہ کے عمل کے منافع کی بین ثبوت ہیں۔ اس عملیہ میں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے معمول کو بیہوشی کی دوا سونگھنے کی ضرورت نہیں ہوتی، مقامی جلد کو بے حس کرنا کافی ہوتا ہے، ایک ہفتہ میں زخم بھر جاتا ہے

میرے پاس فرانسیسی اور دیگر ممالک کے ایسے ڈاکٹروں کی اطلاعات موجود ہیں، جو میرے طریقہ عمل کے مطابق قلم لگاتے ہیں۔ اس وقت تک ہزاروں مریضوں پر یہ عمل ہو چکا ہے۔

پندرہ سال کے عملی تجربے کی بنا پر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ انٹیین کی تعلیم کا عمل بالخصوص جب کہ دوسرے غدود پر بھی ساتھ ساتھ عمل کیا جائے، بالکل کامیاب ہے، اور اگر خون کے باہمی تناسب کا لحاظ رکھا جائے، اور میرے طریقہ کی پورے طور پر پابندی کیجائے تو یقینی طور پر شباب از سر نو طاری ہو جاتا ہے اور بڑھاپا اور اسکا ضعف ایک بڑی مدت کیلئے رک جاتا ہے۔

بقیہ مضمون محاکات

مجبور ہو کر اب بھی کھاتے پیتے ہیں لیکن ہر نوالہ اور ہر گھونٹ معلوم ہوتا ہے کہ سنکھیا ہے جسے ہم اپنے ہاتھ سے اپنے پیٹ میں بھر رہے ہیں۔ بچوں کو گود میں لینا اور کھلانا گویا سانپ کا کھلانا ہو گیا جس سے ہر وقت یہ خطرہ ہے کہ کھیلتے کھیلتے خدا جانے کب کاٹ کھائے

اور یہ مشرقی ماں باپ تو گئے گذرے چوٹھے ہیں، انکی تو پرواہ ہی کسے ہے خود مغرب کا کیا حال ہوگا جہاں رخصت کے وقت پاس پڑوسی اور محلے والے تک جانیوالے کا منہ چوما کرتے ہیں اور جنسیت کی تفریق کا بھی کوئی لحاظ نہیں ہوتا۔ بوسہ لینا اگر ایسا ہی خطرناک فعل ہے تو ہم تو خوش ہوں۔ اگر یورپ اور امریکہ میں اسے جرم قرار دیدیا جائے اور جس طرح چھری چاقو تلوار اور پستول سے حملہ کرنے کی سزا مقرر ہے اسی طرح اس "دہانی حملہ" کی بھی سزا مقرر ہو جائے۔

ہائڈ پارک اور مونٹ کارلو کی رونق اور دلچسپیوں کا اللہ حافظ ہے!!

قانون بنانے سے پہلے یہ بہتر ہوگا کہ ملک کے نوخاستہ جوانوں اور "وارونافی" شباب بازیافتہ بوڑھوں سے اسکے متعلق استصواب کر لیا جائے!!

مسئلہ اصطلاحات

اور

"ازالہ غلط فہمی"

مسئلہ اصطلاحات کے متعلق ہمدرد صحت کی گذشتہ اشاعت میں جو کچھ شائع ہوا اسکا جواب مُدیر صاحب طبیہ کالج
ین نے اپنے رسالہ کی تازہ اشاعت میں دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسکے متعلق ہمدرد صحت کی پوزیشن کو واضح کردوں کسی معاصر
لمی یا اُس پر بیجا اعتراض ہمدرد صحت کے مقاصد میں داخل نہیں ہے۔ لیکن بعض مواقع پر احقاق حق کیلئے کچھ نہ کچھ لکھنا
ہے۔ معاصر موصوف کے بیان کے تین اجزا صراحت چاہتے ہیں۔

، حکیم مولوی کبیر الدین صاحب کا مضمون جو تنقید کے جواب میں بھیجا گیا۔ وہ انکی زیر طبع کتاب تشریح کا ایک حصہ تھا جسکے
ں خود اُنھوں نے اپنے مضمون میں لکھا ہے۔

، مسئلہ اصطلاحات، یا اس قسم کے مباحث میں انہماک کا ثمرہ سعی مشکور کی صورت میں کبھی نہیں ملتا، اسی وجہ سے انکو فضول
حاصل کہا جاتا ہے

، جن طبی خدمات کی انجام دہی میں میں مصروف ہوں انکو اس سے (یعنی مسئلہ اصطلاحات سے) زیادہ اہم اور ضروری سمجھتا ہوں۔

ر اوّل کے متعلق معاصر موصوف نے غالباً کافی غور نہیں کیا۔ مرسلہ مضمون کے دو اجزا تھے ایک کلی جسکا تعلق آپکی تنقید کے جواب سے
ہر امطبوعہ مضمون جسمیں حکیم صاحب نے اپنے مسلک ترجمہ و تالیف کی تصریح کی ہے۔ اول الذکر مضمون کا تعلق انکی کتاب تشریح سے نہیں ہے
ر سمجھدار شخص سمجھ سکتا ہے اور مضمون کی اشاعت پر اصرار کا مقصد سوائے اسکے اور کچھ نہ تھا۔ کہ ناظرین میگزین نے حکیم صاحب
یفات اور مؤلفات کے متعلق آپکی تنقید کی بنا پر جو خیالات قائم کرلئے ہیں انکو واضح کردیا جائے میرے خیال میں اگر حکیم صاحب موصوف کو
ج میگزین کیطرف سے اظہار خیال کا موقع دیدیا جاتا تو کوئی حرج نہ تھا۔ پھر اُسکے بعد یہ بھی ضروری نہ تھا کہ معاصر موصوف اس سلسلہ
ی ہی رکھتا۔ وہ اسکو ختم کرنے میں بالکل آزاد تھا۔ ایسی حالت میں کم از کم ایک مُدیر پر اخلاقی کمزوری کا یہ الزام تو نہ آتا۔ کہ بجا یا بیجا
ینی کے بعد کسی مخفی وجہ سے مخالف آواز کو نہ سُن سکا۔

رے جزا میں مسئلہ اصطلاحات کے متعلق آپنے جن غیر ذمہ دارانہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ قطعاً غیر متوقع ہیں میں یہ سمجھنے سے بالکل
ول کہ مسئلہ اصطلاحات سے زیادہ زبان و فن کا بنیادی مسئلہ اور کونسا ہو سکتا ہے جس پر طبی جرائد کے اوراق وقف کئے جاسکتے ہیں
ہو کہ مزاج کا فور کی بحث اور طوالتِ تحریر بانتیجہ، اور اوقات کا صحیح مصرف شمار کیا جائے (اس موقع پر مجھے اپنے کرمفرما فلسفی پر اعتراض
و نہیں، بلکہ میں ہر علمی بحث کو فن کی ترقی کیلئے ضروری سمجھتا ہوں۔) اور مسئلہ اصطلاحات کے مباحث میں انہماک کو سعی نامشکور سمجھا
،۔

خرد کا جنوں نام رکھ دیا اور جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حُسن کرشمہ ساز کرے

مسئلہ اصطلاحات ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے، جسکے آپ خود قائل ہیں۔ اسی لئے اسمیں غور و بحث کی زیادہ ضرورت ہے
ئی مسئلہ مسلم اور متفق علیہ ہے۔ تو اسمیں گفتگو ہی کیا ہو سکتی ہے؟

اس قسم کے علمی مباحث کا بظاہر اگر کوئی طویل و عریض نتیجہ بھی برآمد نہ ہو تب بھی ان کا یہ فائدہ کسیطرح نظر انداز نہیں
ا سکتا کہ دلچسپی لینے والوں کے سامنے مسئلہ زیر بحث کے تمام چھوٹے بڑے، ظاہر و مخفی پہلو سامنے آجاتے ہیں
رہ اس کو سمجھنے کیلئے زیادہ قابل ہوجاتے ہیں۔ اگر علمی مسائل پر غور و بحث کا سلسلہ کسی "آرڈیننس" کے ذریعے اسیطرح
یا جائے جیسا کہ ہمارے معزز معاصر نے ختم کیا ہے تو دنیا کی تمام علمی اور اکتشافی ترقیاں کسی مزید کوشش کے بغیر رُو کی

جاسکتی ہیں۔

میں نے ہمدرد صحت بابت ماہ ستمبر میں اس مسئلہ کے متعلق اشارتاً جو کچھ لکھا تھا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسکو یہاں دُہرادیا جائے۔

"یہ مسئلہ اصطلاحات صرف تشریح ہی سے وابستہ نہیں ہے بلکہ اسکا تعلق علوم و فنون کے ہر شعبہ سے ہے۔ ہماری زبان کے موجودہ "دورِ نقل و ترجمہ" میں اس قسم کے مسائل کا پیش آنا ناگزیر ہے۔ اردو ہی کو نہیں بلکہ دُنیا کی ہر ترقی یافتہ زبان کو اُس دور سے گذرنا پڑا ہے۔ زبان کی ترقی ان ہی مسائل پر کامل غور و بحث پر منحصر ہے۔ ضرورت ہے کہ ہماری نظر وسعت کیساتھ مسائل کے تمام پہلوؤں پر ہو اور ہمارا ہر قدم نہایت حزم و احتیاط سے آگے بڑھے۔

جدید اصطلاحات طبیہ کے وضع میں اگرچہ ہم بالکل بیکار تو نہیں رہے ہیں لیکن ہمارے خیال میں جس قدر مسلسل غور و بحث کی ضرورت تھی ہم اس سے عہدہ برآ نہیں ہوئے۔ دوسرے علوم کے متعلق تو ہم اس وقت کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن علوم طبیہ کے متعلق وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ چند اصحاب فن کے سوا کسی نے بھی اس عمیق دریا میں غواصی کی ضرورت کو محسوس نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ ہمارے طبی رسائل اس قسم کے علمی مباحث سے خالی نظر آتے ہیں اور اس جمود سے ہمارے علوم کی ترتیب اور تنظیم مفقود ہے۔ اگر کچھ کام ہو بھی رہا ہے تو اس میں اختلافات کے پہلو اس قدر نمایاں ہیں جو ہماری زبان کی ترقی میں سنگِ گراں ہو سکتے ہیں غور و تحقیق میں اختلافات کا پیدا ہونا ضروری ہے، اگر ہم اپنے کام میں استقلال اور دیانت سے مشغول رہیں تو یہی اختلافات زبان و علوم کی ترقی کا ایک خاص ذریعہ بھی ہیں۔ لازم ہے کہ ہم اپنے ذرائع کو اس قسم کے مباحث کی ترویج میں استعمال کریں، تاکہ مختلف فیہ مسائل کا تصفیہ ہو سکے۔"

ہمدرد صحت کے خیالات اب بھی یہی ہیں۔ اسکے اوراق ہر قسم کے سنجیدہ اور ذاتیات سے پاک علمی مباحث کیلئے بالکل کھلے ہوئے ہیں۔

ملتیسرے جز، یعنی جناب مدیر کی اہم طبی خدمات کے متعلق میرے خیال اب کچھ کہنا غیر مناسب ہے۔ ہمارے، اور ان کے مسلک میں اختلاف ظاہر ہے، اُنہوں نے اپنے لیے جو راہ تجویز کی ہے وہ اُس پر چل رہے ہیں۔ اور ہمنے اپنے لئے جو مسلک اختیار کیا ہے ہم اس پر گامزن ہیں، بہرحال مقصد ہر ایک کا خدمتِ فن ہونا چاہیئے۔ لیکن اپنے خیالات اور اعمال میں اس قدر غلو بھی مناسب نہیں ہے کہ اس سے کسی غریب ماہ رو کی تحقیر کا ذرا بھی شائبہ نکلتا ہو۔

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر　　　تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

بقول فارابی امور اپنے عواقب سے پہچانے جاتے ہیں۔ ہکو ابھی سے اپنی "اہم خدمات" کا ڈھنڈورا پیٹنے کی ضرورت نہیں بہتر فیصلہ مستقبل کا ہوگا۔ ہم سب کو اُسی کا انتظار کرنا چاہیئے۔

اگر میری صاف بیانی سے جناب مُدیر صاحب طبیہ کالج میگزین کو کچھ تکلیف پہنچی ہو تو میں سچے دل سے معذرت خواہ ہوں ہمارا اور آپ کا اختلاف فنی حیثیت رکھتا ہے۔ ذاتیات سے اس کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ سے اور طبیہ کالج میگزین سے ہماری ارادت بدستور ہے۔

جناب حکیم مولوی کبیر الدین صاحب کے متعلق بھی میں وثوق سے یہی کہہ سکتا ہوں۔

میرے خیال میں اس مسئلہ کے متعلق اس وقت جو کچھ لکھدیا گیا ہے وہ کافی ہے آج چار تاریخ کو جب کہ کاتب صاحب مضمون کیلئے بیٹھے ہیں اس سے زیادہ اور کیا لکھوں ؎

عبد الحمید

ہمدرد صحت کی اشاعت خاص

مسئلہ "تجدید و اعادہ شباب اور درازیٔ عمر" پر

اردو زبان میں سب سے پہلی تحریر حاصل بحث

اطبا اور عوام کے لئے یکساں قابل مطالعہ

مشرقی و مغربی حکما کے خیالات اور تجربات کا بے نظیر مرقع

نوجوانوں کیلئے چراغ ہدایت!

ادھیڑوں کیلئے مشعل راہ!

بوڑھوں کیلئے عصائے پیری!

ہمدرد صحت، کی "اشاعت خاص" کی اہمیت بغیر دیکھے واضح نہیں ہو سکتی۔ اسکی تحریر و تسوید میں یورپ کے بڑے بڑے ڈاکٹروں اور ہندوستان کے تمام مشہور طبی اہل قلم نے حصہ لیا ہے، اس جامعیت کا کوئی طبی رسالہ آجتک کسی مشرقی زبان میں شائع نہیں ہوا، ہر شخص اپنی جوانی کو قائم رکھنے اور عمر کو دراز کرنیکا طبعی طور پر خواہش مند ہوتا ہے، اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالنے کا فخر مشرقی زبانوں میں اردو کو حاصل ہے اور اردو رسالوں میں ہمدرد صحت کو۔ اس اشاعت خاص کی کل ضخامت تین سو دس صفحات ہے خالص مضامین اور تصاویر کے صفحات دو سو بیس ہیں۔

بلحاظ کاغذ اعلیٰ اور معمولی دو ایڈیشنوں میں یہ اشاعت خاص طبع ہوئی ہے، اعلیٰ ایڈیشن کی قیمت دس آنے ہے اور معمولی ایڈیشن صرف چھ آنے میں ملتا ہے۔ محصول ڈاک ایک آنہ۔

ہمدرد صحت کی سالانہ قیمت صرف ایک روپیہ ہے، رسالہ کے خریداروں کو معمولی ایڈیشن مفت پیش کیا جاتا ہے، اسکے بعد بھی ایک پیسے میں گیارہ مہینے تک ہمدرد صحت جاری رہیگا، اگر آپ اس اہم اور دلچسپ نمبر کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو فوراً باقاعدہ خریدار بنکر حاصل کر لیجئے یا اشاعت خاص کی قیمت کے ٹکٹ لفافہ میں بند کر کے بھیج دیجئے بہرحال اس معاملہ میں جلد توجہ کیجئے۔

منیجر "ہمدرد صحت" دہلی

(از جناب حکیم ڈاکٹر مولوی لطافت حسین صاحب رشد میڈیکل آفیسر ہنگی)

یوں تو دنیا سے کون فساد کا ہر مرض، ہر عارضہ اور ہر بیماری جا سے خود مہلک اور جان انسان کی بربادی کا سامان ہوتی ہے لیکن ان سب میں "ہیضہ" اور "طاعون" اپنی مخصوص مرگ آفرینی و تخریب انسانیت کے باعث خاص شہرت اور اہمیت کے مالک بن گئے۔ انکی ہلاکت خیزیوں کا سکہ ہر کہ ومہ کے دل پر کچھ اس طرح بیٹھ گیا ہے کہ ان کے شیوع کے زمانہ میں لاکھوں جانیں خوف وہراس ہی کی نذر ہو جاتی ہیں۔ دنیا کے ہر ملک کا ایک مخصوص قطعہ زمین صرف طاعون وہیضہ کے شہیدان تیغ ستم کے بیجان پیکروں سے شہر خموشاں بنا ہوا ہے۔ ہندوستان سے مرض ہیضہ کو گئے ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ اس کھنڈوہ اور بھوپال وغیرہ میں پھر اس ظالم نے اپنی ستم کیشیوں کے جوہر دکھانے شروع کر دیے ہیں نہیں کہا جا سکتا ہے کہ یہ وبا اس موسم و ملک میں کس حد تک ترقی اور زور کرے گی۔ خدا کرے کہ اب یہ عفیت اسی حد پر ختم ہو جائے اور آگے نہ بڑھے۔

مرض کیلئے علاج سے زیادہ مقدم با حفظ ضروری ہے اور یہ مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ ہر عام پبلک اسکی اصلیت ماہیت اور حقیقی اسباب سے کما حقہ واقف ہو جائے چنانچہ اسی وجہ کے ماتحت یہ چند سطور پر اگندہ نذر اشاعت کر رہا ہوں۔

تعریف مرض ہیضہ ایک خاص قسم کے زہریلے جراثیم سے پیدا ہوتا ہے اور ایک شخص سے دوسرے اشخاص منتقل ہو جانیکی بہت کافی صلاحیت وطاقت رکھتا ہے۔

عام طور پر اس بیماری میں چاولوں کی پیچ کیطرح شدید وبکثرت دست اور قے ہوتے ہیں۔ اعضا میں تشنج ہوتا ہے۔ بدن سرد پڑجاتا ہے۔ صفرا (پت) اور پیشاب کا اخراج قطعاً رک جاتا ہے۔ پھر یا اکثر صحت ہو جاتی ہے یا ثانوی بخار ہو کر موت واقع ہو جاتی ہے۔

اس مرض کو انگریزی میں کالرہ، اور عربی میں ہیضہ اور تواد صفر، اور سنسکرت میں "بشوچیکا" اور عرف عام میں "قے دست کی بیماری" کہا جاتا ہے، حالات وکوائف کے لحاظ سے اور بھی اسکے چند نام ہیں۔ مثلاً بدن سرد پڑجانیکے باعث "ایلجائڈ کالرہ" Algide, Cholera اور پانی کیطرح دست آنیکے باعث "مصلی ہیضہ" یا "سیرس کالرہ" Serous Cholera اور مہلک ہونے کی وجہ سے "ہیضہ مہلکہ" یا "ملگنینٹ کالرہ" Malignant Cholera اور وبا پھیلنے کے باعث "اپیڈیمک کالرہ" یا "ہیضہ وبائی" Epidemic Cholera اور زیادہ تر ایشیائی ممالک میں ہونے اور یوروپین ہیضہ سے کسی قدر اختلاف کے سبب سے "ایشیائی ہیضہ" یا "ایشیاٹک کالرہ" Asiatic Cholera بھی کہا جاتا ہے۔

عام طور پر یہ مرض وبائی ہی پھیلا کرتا ہے لیکن بعض بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں ہمیشہ کم وبیش اس بیماری کا سلسلہ موجود رہتا ہے چنانچہ بنگال اور بمبئی وغیرہ کے باشندے اکثر و بیشتر اسی مرض میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں لیکن ہلاکت کم واقع ہوتی ہے۔

ماہیت مرض اس مرض کا باعث ایک نہایت ہی چھوٹا نباتی خمدار کیڑا ہوتا ہے جسکو انگریزی میں "کالرہ بیسی لس" Cholera Bacillus یا "جرثومہ ہیضہ" کہا جاتا ہے۔ یہ کرم اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ بلا خوردبین کے معمولی نظر سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ اس کیڑے کو سب سے پہلے جرمنی کے مشہور ڈاکٹر مسٹر کاخ نے ۱۸۸۳ء میں دریافت کیا ہے۔

جراثیم ہیضہ کا یہ خاصہ ہے کہ ہوا، پانی اور کھانے کے ساتھ انسان کے پھیپھڑے اور معدہ میں پہنچکر خاموشی کیساتھ اپنی افزائش نسل کرتے رہتے ہیں، اور جب تک کہ ان کی کافی جمعیت نہیں ہو جاتی کسی قسم کے اعراض مرض جسم انسان پر ظاہر نہیں ہوتے۔ ان کے اس دور قیام وتسلی کشی کو طبی اصطلاح

"دورِ تفریخ" کہا جاتا ہے جسکی میعاد تین سے پانچ دن تک
ی ہے۔

پس اس عرصہ میں اگر مریض کی قوت مناعت قوی ہوتی
و وہ ان جراثیم کو ہلاک ۔۔۔ اور اُن کے زہر کو دفع کر دیتی ہے
نہ پھر یہ جراثیم دو قدم اور آگے بڑھکر خون میں شامل ہو کر اُس
اسد اور خراب کر دیتے ہیں اور مرض ہیضہ کے اعراض نمایاں
ماتے ہیں۔

چونکہ طبیعت مدبر بدن ہے اسلئے وہ اُس خارجی سمیت
قے دست اور پسینہ وغیرہ کیصورت میں دفع کرنے لگتی ہے اور
ادرار کی زیادتی ہوتی ہے اور خون میں غلظت آجاتی ہے تو پھر
سرے اعضا سے رطوباتِ اصلیہ جذب ہو ہو کر خون کو رقیق
ا جاتی ہیں۔ غلبۂ سمیت کے باعث یہ سلسلہ یہانتک جاری
ہا ہے کہ جسم کی تمام رطوبات تحلیل ہو جاتی ہیں اور بدن گھل جاتا ہے
ز یہ جسم بند ہو کر اعضا کے افعال و قویٰ بھی باطل ہونے لگتے
حتی کہ خون منجمد ہو کر پھر موت واقع ہو جاتی ہے۔

ہر قسم کی تری اور نمی اور ہر طرح کی غلاظت ان جراثیم کا
ن اور جائے پناہ ہوتی ہے۔ خاصکر مریضان ہیضہ کے خارج
دہ فضلات۔ اگر مبتلا شدہ شخص کے براز یا قے کے رتی بھر
ملہ کو خوردبین (مائیکرا سکوپ Microscope
ں رکھ کر ملاحظہ کیا جائے تو کروڑوں کی تعداد میں جراثیم اسکے
رنظر آئیں گے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ مریض کے تندرست
ہا جانیکے بعد بھی اسکے جسم میں جراثیم کی کافی تعداد موجود رہتی ہے
بہ اور مشاہدہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ مریض کے براز یا قے
ا جو جراثیم خارج ہوتے ہیں وہ خروج کے وقت سے چھ بیس
ٹے تک صحت و قوت کی حالت میں زندہ رہتے ہیں۔

اگرچہ ہوا بھی ان جراثیم کو نقل و حرکت اور انتقالِ مکانی
ں کافی امداد دیتی ہے لیکن سب سے زیادہ "مکھی" ان کی نقل و حمل
فیل و ذمہ دار ہوتی ہے۔

سردی میں درجہ "تحت الصفر" تک وہ بخوبی زندہ و
امت رہ سکتے ہیں۔ مگر چہ اس درجہ میں انکی حس و حرکت مفقود اس
مفقود ہو جاتی ہے لیکن جونہی ان کو گرمی پہنچتی ہے وہ از سر نو نشو و
نما شروع کر دیتے ہیں۔ لہذا اس قسم کے فضلات جنمیں یہ جراثیم موجود
ہ یا اُن کے موجود ہونیکا امکان شبہ ہو کسی حالت میں بھی

خطرہ سے خالی نہیں ہوتے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ایسا فضلہ خواہ
کتنی ہی کم مقدار میں کیسا ہی تھوڑا پانی میں ملجائے۔ فوراً ہی اسکا سمی اثر آفتاب
کی تمازت پاتے ہی بڑھ جاتا ہے۔ مرض ہیضہ کے جراثیم زیادہ تر
پانی کے ذریعے انسان کے اجسام کے اندر پہنچتے ہیں، خواہ وہ
پانی پینے میں آئے یا کھانا وغیرہ پکانے کے کام میں لایا جائے
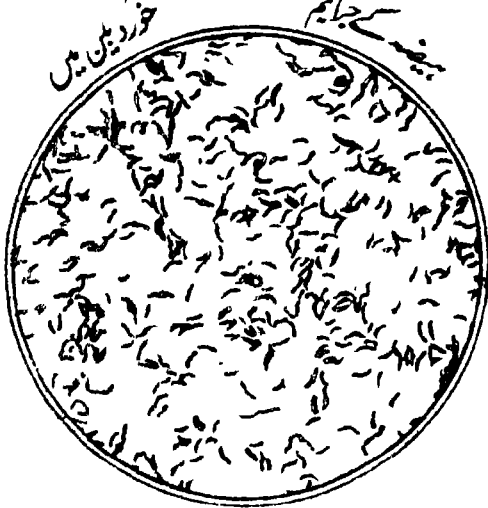
اور ہوا کے ذریعے سے انکا انتقال بہت کم ہوتا ہے کیونکہ تر مواد ہوا
میں اڑ نہیں سکتے، اور خشک مادہ کے جراثیم یا تو قطعاً مر جاتے ہیں
یا موت کی حد تک کمزور ہو جاتے ہیں۔

اسبابِ مُعِدَّہ (یعنی وہ اسباب یا وہ چیزیں جو کسی شخص کو اس مرض قبولیت کیلئے آمادہ کریں) تکان محنت
غذا کی بد پرہیزی، شراب نوشی، بدچلنی، خوف و ہراس، رنج و غم
بڑھاپا، بکثرت مسہل کا عادی ہونا، عام جسمانی کمزوری، ضعفِ معدہ
فسادِ ہضم، سرد مقامات سے دفعتہً گرم مقامات میں آنا، ایسا پیشہ
کرنا جس سے طبیعت میں کمزوری پیدا ہو، بہت زیادہ جسمانی یا دماغی
محنت کرنا، ہیضہ کے مقام پر جانا، کبھی ایکبار پہلے ہیضہ میں مبتلا
ہو چکنا، بلا اُبالے ہوئے سبز ترکاریوں کا استعمال۔ گلے سڑے
پھل کھانا، باسی کھانا کھانا، غیر محفوظ اور کھلی رکھی ہوئی چیزیں کھانا
ثقیل و دیر ہضم غذاؤں کا استعمال۔ گیلے کپڑے پہننا، جسم
لباس اور مکان کی گندگی و کثافت، نمناک مقامات پر سکونت
آبادی کے اندر کوڑا کرکٹ یا کباڑ جمع کرنا، تاریک مکان میں رہائش
رُکا ہوا یا کثیف یا بلا جوش دئے پانی پینا، گنجان آبادی میں رہنا
مریضانِ ہیضہ سے قربت اور ان کے فضلات وغیرہ سے پرہیز

ـنہ کرنا وغیرہ - یہ سب ایسے اسباب ہیں جو ہر شخص میں قبولیت مرض کی صلاحیت پیدا کردیتے ہیں۔

نوٹ: - جب کسی میلہ یا غیر معمولی بِھیڑ میں یہ مرض شروع ہوجائے یا کسی ایسی نشیبی جگہ میں ہیضہ شروع ہوجائے، جہاں کی ہوا گرم وتر اور وزنی ہو، یا علی الصباح اس مرض کا آغاز ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ مرض ہیضہ غیر معمولی شدت اور سمیت اختیار کریگا۔

علاماتِ مرض | بلحاظ اثرات وکوائف اس مرض کی علامات کو چار درجوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ

(۱) پہلا درجہ جسکو زمانہ تفریخ یا حضانت (انکیوبیشن اسٹیج Incubation Stage) کہا جاتا ہے جو عموماً تین سے پانچ دن تک رہتا ہے۔ اس درجہ میں اکثر وبیشتر کوئی خاص اہم علامت ہیضہ کی ظاہر نہیں ہوتی لیکن شاذ ونادر بعض لوگوں میں کچھ خفیف علامات نمایاں بھی ہوجاتی ہیں، مثلاً سستی، کاہلی، بے چینی، دردِ سر، دوران سر، کانوں میں مختلف قسم کی آوازیں سنائی دینا۔ فم معدہ پر درد یا بھاری پن۔ بلا کسی تکلیف کے اسہال۔ چہرہ پر پژمردگی ومٹیالا پن وغیرہ۔

(۲) زمانۂ حضانت کے بعد دوسرا درجہ استفراغ شروع ہوتا ہے جسکو انگریزی میں ایویکواشن اسٹیج Evacuation stage کہا جاتا ہے۔ اس درجہ میں اکثر علی الصباح دست شروع ہوجاتے ہیں جنمیں پہلے تو کچھ غذائی فضلات درد یا مروڑ کے ساتھ خارج ہوتے ہیں۔ بعدازاں متواتر چاولوں کی پیچ کیطرح سفید رنگ کے اسہال آنے لگتے ہیں کبھی ساتھ ساتھ اور گاہے کچھ عرصہ بعد قے اور متلی کا سلسلہ بھی شروع ہوجاتا ہے پیاس کی شدت بڑھ جاتی ہے، معدہ میں کوئی چیز نہیں ٹھہرتی اور فوراً دست یا قے کے ذریعہ نکل جاتی ہے، ہاتھوں پیروں - اور پیٹ کے عضلات میں تشنج ہونے لگتا ہے۔ حد سے زیادہ ضعف ونقاہت ہوکر مریض بالکل نڈھال ہوجاتا ہے، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑجاتے ہیں، کرب اور خفقان بڑھجاتا ہے معدہ اور آنتوں میں درد ہوتا ہے۔

(۳) پھر کچھ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد تیسرا درجہ "تبرید الاطراف" کولیپس اسٹیج Collapse Stage شروع ہوجاتا ہے جسکو انجماد اسٹیج بھی کہا جاتا ہے یہ درجہ قے اور دستوں کے ذریعے سے خون کا سیال حصہ بمقدار کثیر نکل جانے سے نمودار ہوتا ہے اور اس درجہ کی تمام علامات اسی تحت میں رہتی ہیں۔ جسمانی حرارت گھٹ جاتی ہے، بدن کا کھلا ہوا حصہ بالکل مردہ کی طرح سرد معلوم ہوتا ہے۔ اگر تھرمامیٹر سے ٹمپریچر لیا جائے تو منہ کے اندر (۹۷) یا (۸۸) درجہ۔ اور بغل میں (۹۰) یا (۹۷) اور فرج یا معاء مستقیم کے اندر (۱۰۳) یا (۱۰۴) درجہ حرارت معلوم ہوتی ہے، اور باوجود جسم کے اس درجہ سرد پڑجانے کے پھر بھی مریض کو شدت کی گرمی معلوم ہوتی ہے۔ ٹھنڈے پانی کیلئے بیتاب ہوتا ہے۔ بدن سے کپڑے اتار اتار کر پھینکتا ہے۔ پنکھا جھلنے کی خواہش کرتا ہے۔ چہرہ بجھا ہوا جھرّی دار نیلگوں۔ گال پچکے ہوئے آنکھیں اندر دھنسی ہوئیں، اور نیم کشادہ، ناک نوکدار اور پتلی ہو جاتی ہے، آنکھ کا طبقہ قرنیہ چپٹا پڑجاتا ہے، ہونٹھ زبان اور تمام جسم برف کیطرح سرد اور نیلگوں ہوجاتے ہیں۔ متواتر ٹھنڈا پسینہ آتا ہے تنفس زور سے اور کھینچکر لیا جاتا ہے۔ اور چونکہ خارج ہونے والی ہوائے تنفس میں کاربالک ایسڈ گیس کم نکلتی ہے اسلئے اس میں گرمی بھی کم یا بالکل مفقود ہوجاتی ہے، آواز بالکل کمزور اور بعض اوقات بیٹھی ہوئی۔ ہاتھ پیر کی انگلیاں ایسی سرد۔ نیلگوں اور جھرّی دار ہوجاتی ہیں۔ جیسے عرصہ تک ٹھنڈے پانی میں بھیگے رہنے سے ہوجایا کرتی ہیں۔ ناخن نیلے، نبض قریب السقوط اور گاہے بالکل غیر محسوس ہوتی ہے۔ اس درجہ میں اگر کوئی ورید کھولی جائے تو اسمیں سے خون بالکل گاڑھا سیاہ رنگ کا نکلیگا۔ ہوش وحواس آخر وقت تک بحال وبرقرار رہتے ہیں۔ پیشاب کا اخراج اور گردوں کے اندر اسکی پیدائش یا تو بالکل بند ہوجاتی ہے یا کم ہوجاتی ہے لیکن قلت بول کی صورت میں زلالی قسم کا مادہ زیادہ خارج ہوتا ہے دستوں کی تعداد ومقدار میں اگرچہ امعاء کے فالج اور انکی حرکتِ دودیہ کی قلت کے باعث کمی ہوجاتی ہے لیکن استفراغ کا سلسلہ بدستور جاری رہتا ہے، تشنج میں بعض اوقات اتنی زیادتی ہوجاتی ہے کہ مریض بالکل اکڑ جاتا ہے۔

جب ان علامات کا پورے طور پر ظہور ہوجائے تو اکثر چوبیس گھنٹہ کے اندر مریض یا تو جان بحق ہوجاتا ہے یا پھر درجہ "ردالفعل" شروع ہوکر صحت کا عمل ہونے لگتی ہے۔

(۴) درجہ "ردالفعل" یا ری ایکشن اسٹیج Reaction Stage میں جسکی مدت ہر مریض میں مختلف ہوا کرتی ہے

کا سلسلہ کم ہوجاتا ہے خشکی ہیں کمی آجاتی ہے، چہرہ پر کسی قدر
ئی نمایاں ہوجاتی ہے تنفس اور دوران خون میں کسی قدر تیزی
تی ہے۔ بےچینی، تکلیف اور گھبراہٹ بھی گھٹ جاتی ہے، رطوبات
راوش شروع ہوجاتی ہے، پیشاب کا اخراج بھی ہونے لگتا ہے
دستوں کی رنگت بھی سیاہی مائل ہوجاتی ہے۔ یہ علامات
دہ اکثر تو مفضی الی الصحت ہوتی ہیں لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
س قسم کی علامات تھوڑی ہی دیر رہکر مریض فوت ہوجاتا ہے
بکلان علامات کے ظہور کے بعد جب دماغ یا ششش میں حتاع
ن ہوجاتا ہے یا پیشاب کے اجزائے محتبسہ جذب ہوکر خون میں
ل ہوجاتے ہیں، تو پھر سرسام، انمونیا، تسمم بولی وغیرہ عوارض
ق ہوکر موت کا باعث ہوجاتے ہیں۔ اس درجہ میں بعض
یضوں کو بخار بھی ہوجاتا ہے جو اکثر تو زائل ہوجاتا ہے، اور کبھی مریض
ہستہ آہستہ ضعیف کرکے ہلاک کر دیتا ہے

ہیضہ کا اثر عورتوں پر خاص طور سے ہوتا ہے، چنانچہ
الاطراف کے درجہ میں رحم سے جریان خون بھی ہونے لگتا ہے
اگر کم مدت کا حمل ہو تو ساقط ہوجاتا ہے۔ اور مریضہ مرجاتی ہے۔
ے دنوں کے حمل میں جنین فوت ہوکر حاملہ کی ہلاکت کا سبب
جاتا ہے، پس ایسی حالت میں اگر مسماع الصدر سے جنین کی قلب
واز سُنی جائے تو کسی قسم کی آواز مسموع نہیں ہوتی حاملہ
جسم پر پسینہ بکثرت آتا ہے، رحم سے اخراج رطوبات بہت زیادتی
ہونے لگتا ہے، مرضعہ عورتوں میں دودھ کی پیدائش برابر
ی رہتی ہے، حالانکہ جسم کی تمام تراوشیں قطعاً رک جاتی ہیں

ہال ہیضہ کا کیمیاوی امتحان

اگر ہیضہ کے مریض کا دست کیمیاوی
ل سے معائنہ کیا جائے تو اُس میں زیادہ حصہ پانی۔ کچھ آنتوں
اپنی تھیلیم سیلز (غشاء مخاطی امعاء کے بالائی پرت کی خلیات)،
صدر کالرہ بیسی لس۔ البیومن (رطوبت زلالیہ)، اور سوڈیم
انڈ پائے جاتے ہیں۔

البیومن اور پانی کی آمیزش ہی کے باعث ہیضہ کے
ت سفید پیچ کی طرح ہوتے ہیں البتہ بردالاطراف کے درجہ
دستوں کی رنگت کچھ سرخی مائل ہوجاتی ہے جسکو عام طور پر بری
ست خیال کیا جاتا ہے۔

قات اور نتائج مرض

اس مرض کے ملحقات تین قسم
کے ہوتے ہیں۔ (۱) خفیفہ (۲) شدیدہ (۳) ذیلی۔

(۱) ملحقات خفیفہ میں بخار۔ التہاب المعدہ (گیسٹرائٹس) فواق (ہکپ)، ڈکاروں کی کثرت۔ بھوک کا زائل ہوجانا۔ بیخوابی وغیرہ شامل ہیں ——— اور ———

(۲) ملحقات شدیدہ میں ورم گردہ حاد (اکیوٹ نفرائٹس) ورم گردہ مزمن (کرانک نفرائٹس)، ورم الامعاء (انٹرائٹیس)، اسہال مزمن (کرانک ڈائریا)، پیچش (ڈسنٹری)، ذات الریہ (نمونیا)، ذات الجنب (پلیورسی)، سرسام حقیقی (سریبرائٹیس یا منجائٹس)، سرسام غیر حقیقی (ڈیلیریم)، وغیرہ شمار کئے جاتے ہیں۔

ملحقات ذیلی سے وہ ملحقات مراد ہیں جو کسی خاص علامت کے سلسلہ میں نمایاں ہوں، مثلاً زمانۂ انحطاط رحمی (ایکشن اسٹیج) میں جو بخار آتا ہے اُسکے ذیل میں کوئی جلدی مرض ہوجائے جیسے نملہ (ہرپیز)، شری (ارٹی کیریا)، بادشنام (روزی اولا) وغیرہ یا آنکھیں دھنس جانیکا سلسلہ میں طبقۂ قرنیہ کا زخم۔ یا اُسکا گلجانا یا قلت البول کے ضمن میں رطوبت زلالیہ کا خارج ہونے لگنا یا احتباس البول کے بعد پیشاب میں شکر آنے لگتا ہے۔ وغیرہ۔

تشریح بعد وفات

جلد جھری دار۔ بدن نیلگوں، اور اکڑا ہوا نعش کی حرارت بردالاطراف کے درجہ کی حرارت سے کسی قدر زیادہ بعض میں ۱۰۳ درجہ تک۔ مریض ہیضہ کی نعش بمقابلہ دوسری نعشوں کے دیر میں سڑتی ہے۔ اگر بردالاطراف کے درجہ میں موت واقع ہو تو اسکی آنتوں میں پیچ کی طرح سفید رطوبت مجتمع ملتی ہے جسمیں کچھ تو آنتوں کے اپی تھیلیم سیلز Epithelium Cells ہوتے ہیں اور کچھ خون۔

چھوٹی آنتوں کی غشاء مخاطی دبیز، ملائم، سرخ، اور ذرا ذرا دبنے سے پھٹ جانیوالی حالت میں۔ آنتوں کی گلٹیاں بڑھی ہوئی، دل، ششش اور دیگر اعضاء اندرونی پر خون کے دھبے۔ دل کا داہنا جوف اور ورید شریانی (پلمونری آرٹری) سیاہ اور گاڑھے خون سے پُر۔ پھیپھڑوں کی عروق شعریہ اور دیگر وریدیں کسی قدر، اور دل کا بایاں جوف بالکل خالی پھیپھڑے چھوٹے اور سکڑے ہوئے، جگر ویسا ہی معمولی حالت میں گردہ میں اجتماعِ خون۔ مثانہ خالی اور سکڑا ہوا۔

تشخیص مرض

اگر بہت قے دست ہوں، بدن جلد سرد پڑجانا پیشاب کی کثرت، تشنج، متفکر، ...

چہرہ وغیرہ مقدم تشخیص علامات ہیں لیکن زمانۂ استفراغ میں اسہال صفراوی اسہال یعنی سمیت سم الفار اور چند خاص حمیات کے ابتدائی اسہال سے تفریق کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ چنانچہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اسہال صفراوی Billous Diarrhoea میں کوئی نہ کوئی ظاہری سبب ضرور معلوم ہوتا ہے اور یہ شدید خیال نہیں کیا جاتا۔ نہ اس میں کوئی شخص تین دن سے پہلے مرتا ہے، اسمیں دست فضلہ یا صفرا آمیز مروڑ کیساتھ اور اکثر سیاہ یا بھورے رنگ کے ہوتے ہیں، قے میں بھی برابر صفرا (پت) خارج ہوتا رہتا ہے برخلاف اسکے ہیضہ جو کہ جسمیں کبھی کوئی ظاہری سبب معلوم نہیں ہوتا۔ اچانک اور نہایت شدت کیساتھ مرض کا حملہ ہوتا ہے اور مریض اکثر و بیشتر تین گھنٹہ سے چوبیس گھنٹہ کے اندر فوت ہوجاتا ہے، دست پیچ کی طرح زور سے، بلا درد، اور اکثر صبح کے وقت آتے ہیں علی ہذا قے بھی اسیطرح آتی ہے۔ "اسہال موسم ہیضہ" یا "کالرک ڈائریا" مرض ہیضہ کی ایک علامت مقدمہ خیال کیجاتی ہے۔ یہ اصل ایک بہت ہلکی قسم کا ہیضہ ہوتا ہے چنانچہ وبا ہیضہ کے ایام میں اکثر لوگوں کو دست آجاتے ہیں، جو پھیکے۔ پتلے۔ اور زیادہ مقدار میں ہوتے ہیں۔ قے۔ عضلاتی کمزوری اور تشنج بھی ہوتا ہے۔ مناسب علاج سے اکثر تو یہ مرض زائل ہوجاتا ہے لیکن کبھی اصل مرض ہیضہ میں منتقل ہوکر مہلک اور خطرناک صورت اختیار کرجاتا ہے، اس قسم دست اکثر دس دس پندرہ پندرہ دن تک آتے رہتے ہیں۔

سمیت سم الفار میں بھی دست وقے جاری ہوجاتے ہیں لیکن اس حالت میں اوّل قے ہوتی ہے اور پھر بعد میں دست درد کیساتھ خون آمیز آتے ہیں حلق میں تنگی وتکلیف محسوس ہوتی ہے برخلاف ہیضہ کے کہ اسمیں دستوں کے بعد یا اُن کے ساتھ ساتھ قے کا سلسلہ جاری ہوتا ہے۔ دست بلا مروڑ و درد کے اور بلا آمیزش خون کے ہوتے ہیں۔ گلے میں کسی قسم کی تنگی وغیرہ محسوس نہیں ہوتی۔

مخصوص قسم کے بخاروں کے آغاز میں جو دست آتے ہیں تو اُن سے اس مرض کے اسہال کو اس طرح تشخیص کیا جاسکتا ہے کہ ان میں شدت سے کمزوری اور برودت جسم بہت جلد ظاہر نہیں ہوتی اور بخار چڑھ آنے پر بالکل یہ شک رفع ہوجاتا ہے جب کبھی ہیضہ کی شدت غیر معمولی صورت اختیار کرلیتی ہے، تو پھر یہ حالت بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ مریض پر اچانک کچھ غیر معمولی سا اثر ظاہر ہوا، اور بلا قے و دست آئے ختم ہوگیا، اس حالت کو "کالرا سکا" Cholera Sicca کہا جاتا ہے ایسی حالت میں تشخیص مرض بہت متعذر ہوجاتی ہے لیکن تشریح بعد وفات (پوسٹ مارٹم) سے اگر اُسکی آنتوں میں پیچ کی طرح سیال بھرا ہوا ملے تو ہیضہ کا فوراً یقین کرلینا چاہیئے۔

انجامِ مرض PROGNOSIS

اس مرض کا انجام عموماً خراب ہوتا ہے مرض کی تیزی و شدت بھی یکساں نہیں ہوتی، چنانچہ کسی حملہ میں تو پندرہ فیصدی اور کسی میں پچاس فیصدی اور اور کسی میں اسّی فیصدی تک موتیں ہوجایا کرتی ہیں۔ شروع شروع میں اموات کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے اور بعد میں سست پڑ جاتی ہے۔

بڈھے۔ نقیہ۔ میلے کچیلے۔ بدپرہیز، شرابی، قواعد حفظانِ صحت کی پابندی نہ کرنے والے لوگ امراض گردہ کے مریض اس مرض میں نسبتاً زیادہ مبتلا ہوتے ہیں اور ان کا انجام بھی خراب ہوتا ہے۔ اگر دورِ برد الاطراف Collapse Stage جلد ظاہر ہو یا زیادہ عرصہ تک قائم رہے تو بھی نتیجہ خراب نکلتا ہے۔

زمانۂ ردِ فعل (ریکیشن اسٹیج) میں بھی موت کا خطرہ رہتا ہے لیکن اگر ترادِ شیس معمولی طور سے جاری ہوجائیں، تو یہ اندیشہ بہت بڑی حد تک رفع ہوجاتا ہے

مُدتِ مرض

چند گھنٹہ سے چند ہفتے تک، لیکن اوسطاً دو تین روز اسکی میعاد تسلیم کیگئی ہے۔

تدابیر حفظ ماتقدم

(۱) دل میں ہیضہ کی دہشت اور خوف مت آنے دو۔

(۲) دیگر لوگوں کے دل سے بھی اس کا ڈر نکالنے کی کوشش کرو۔

(۳) زیادہ اشخاص کو ایک جگہ مت جمع ہونے دو خاصکر میلوں وغیرہ میں۔

(۴) مکانات کے اندر اور آس پاس خوب صفائی کراؤ، اور کسی قسم کا کوڑا، کباڑ، کیچڑ اور میلا ٹکا ہوا پانی ہرگز نہ رہنے دو۔

(۵) نابدان اور بدررو وغیرہ کی کیچڑ نکلوا کر روزانہ فنائل ڈالتے رہا کرو

(۶) گھر، لباس جسم اور بستر وغیرہ کو نمی سے بچا کر ہمیشہ خشک رکھو، نمی سے ہیضہ زیادہ اثر کرتا ہے۔

(۷) مکانات میں، ہوا اور روشنی ہر وقت موجود رہنی چاہیئے!

... اور کوٹھریاں ہر وقت کھلی رہنے دیا کرو۔

... ں اور پارچہ جات پوشیدنی وغیرہ کو روزانہ دہوپ

... ات میں روزمرہ نیب کے پتے اور گندہک جلوانے

... مات کو آٹھویں دسویں روز باقاعدہ ڈسانفیکٹ

... ت کی تمام دیواروں کا پلاسٹر کھرچ کر از سر نو

...

... ے ہوئے یا باسی پھل پھلاری۔ باسی مچھلی، باسی ... ے سبز ترکاریاں، باسی کھانا ہر قسم کا۔ آم اور خربوزے ... ہ تمام اشیاء خوردنی جن پر مکھیاں بیٹھی ہوں، ہرگز

... نا پکا ہوا کھانا یا بازار کی مٹھائی۔ بازار کا مکھن اور ... دہی ہرگز مت استعمال کرو۔ تا وقتیکہ اس کے ... ے متعلق یہ پورا پورا اطمینان نہ ہو جائے کہ وہ ایسی ... ر مکھیوں وغیرہ سے خوب محفوظ رکھکر فروخت کرتا ہے ... ان صحت کا پابند ہے۔

... ھ بلا خوب جوش دئے بغیر نہ پینا چاہیئے۔

... ہیضہ کے زمانہ میں سوڈا، لیمنڈ، اور برف بھی ... ، نہ بھیجے جائیں۔

... یہ مرض عموماً پانی کے ذریعہ سے پھیلتا ہے۔ اسلئے ... ئے اور صاف کئے ہرگز استعمال نہ کرنا چاہیئے، عام ... جوش دیکر صاف کر کے اسمیں قدرے پرمیگنٹ ... لدیا جائے تاکہ پانی ہلکا گلابی ہو جائے، پینے ... جوش دیکر صاف برتن میں رکھا جائے اور اسمیں ... ا پندرہ قطرہ پیپر منٹ آئل کے ڈال دئے جائیں ... ئے، اور اسی سے کلیاں کیجائیں، اور کھانا کھانے ... اسی سے دہوئے جایا کریں تو اور بھی بہتر ہے ... نے پینے کی کوئی چیز کبھی کھلی نہ رکھی جائے، اور اگر ... لی رہ جائے اور اس پر مکھیاں وغیرہ بیٹھ جائیں ... ع کر دیا جائے۔

... ہ کے زمانہ میں گرد و غبار سے بھی تحفظ کرنا چاہیئے

(۱۹) بد پرہیزی یا فاقہ کشی سے پرہیز کرو۔

(۲۰) کھانا ہمیشہ بھوک رکھکر لطیف اور سریع الہضم کھاؤ۔

(۲۱) بغیر کچھ کھائے گھر سے برآمد نہ ہونا چاہیئے۔

(۲۲) معدہ اور ہاضمہ کا ہر وقت خیال رکھو، ذرا سی بھی گرانی محسوس ہو تو فوراً کوئی مناسب ہاضم دوا استعمال کر کے معدہ اور ہاضمہ کی اصلاح کر لو۔ اور مقویات معدہ استعمال کرتے رہا کرو۔

(۲۳) سرکہ اور پیاز کا استعمال اس زمانہ میں بیحد مفید ہے۔

(۲۴) تیز مسہل دوائیں ہرگز مت استعمال کرو۔ بلکہ کوئی بھی دستآور دوا اس موسم میں کھانا ہی نہ چاہیئے۔

(۲۵) روزانہ صبح کیوقت دس بارہ قطرہ ڈائیلیوٹ سلفیورک ایسڈ یا عرق کافور کے دو چار قطرہ تھوڑے پانی میں ملا کر پینے۔ پینا اس مرض سے کافی حفاظت کرتا ہے۔

(۲۶) دماغی محنت جسمانی مشقت، رنج و غم، فکر و تردد سے حتی المقدور اجتناب کرو۔

(۲۷) کھانے پینے کے تمام برتن روزانہ خوب کھولتے ہوئے پانی اور صابن سے دھلوایا کرو۔

(۲۸) مریضان ہیضہ سے جہانتک ممکن ہو علیحدہ اور دور رہا کرو۔

(۲۹) اگر مریض ہیضہ کو یا اسکی کسی استعمالی چیز کو یا اس کے فضلہ کو ہاتھ لگانا پڑے تو ہاتھوں کو فوراً تیز کاربالک لوشن سے دہو ڈالو، اسکے لئے عموماً ۱/۲ طاقت کا سلوشن بنا کر استعمال کرنا چاہیئے

(۳۰) وبائی مقامات میں ہرگز داخل ہونے کی جرأت مت کرو۔ اور اگر کسی ایسے مقام پر مجبوراً جانا ہی پڑے تو اینٹی کالرا وکسین" Anti-Cholera Vaccine کا ٹیکہ لگا کر جانا چاہیئے۔

(۳۱) جب تمہاری بستی میں یہ مرض شروع ہو تو فوراً کسی دوسرے کشادہ صاف اور پر فضا مقام پر سکونت منتقل کر دو۔ اور وبائی قصبہ میں ایک لحہ بھی قیام مت کرو۔

(۳۲) مریضان ہیضہ کے استعمالی کپڑے۔ کم قیمت اشیاء معمولی سامان بعد صحت یا فوت فوراً جلوائے جائیں۔

(۳۳) مریضان ہیضہ کو آبادی سے باہر بھا کر سب سے علیحدہ رکھو دیگر تندرست اشخاص کو ان سے ملنے مت دو۔ ان کے فضلات کو زمین پر نہ گرنے دو، بلکہ کسی برتن میں لے کر فوراً جلوا دو، یا ان میں فنائل، مرکری لوشن، کاربالک ایسڈ لوشن جیسی کوئی

تیز ڈسانفکٹنٹ دوا ڈال کر زمین کے گہرے گڑھے دفن کرادو اور اسکا سخت خیال رکھو کہ ایسے مریضان کے فضلات ہوا یا پانی میں ہرگز شامل نہ ہونے پائیں

(۳۴) چونکہ مریض ہیضہ تندرست ہوجانیکے بعد بھی کچھ روز تک اس مرض کا سمی مادہ اپنے فضلات میں خارج کرتا رہتا ہے اسلئے کم سے کم ایکماہ تک ایسے صحتیاب شدہ اشخاص سے بھی مثل مریضان ہیضہ کے اجتناب رکھا جائے۔ اور ان کے ساتھ بھی وہی اصول برتے جائیں جو مریض ہیضہ کیلئے بیان کئے جا چکے ہیں۔

(۳۵) کوئی مناسب دوا بھی بطور حفظ ما تقدم کھاتے رہیں

طریقہ ڈسانفکشن عام

(۱) عام چاہات آبنوشی کا پرمیگنیٹ آف پٹاش کے ذریعہ سے ڈسانفکشن کیا جائے۔ اسکا طریقہ یہ ہو کہ کنوئیں میں اتنا پٹاس پانی میں گھول کر ڈالا جائے کہ جس سے تمام پانی خوب تیز گلابی ہوجائے۔ فی پرس ایک اونس کے حساب سے پٹاس ڈالنا چاہیئے، اور کوئیں کی اندرونی دیواروں کو نہایت عمدہ قلعی سے پتوا دیا جائے۔

(۲) جن مقامات پر کیچڑ ہو وہاں مٹی اور قلعی ملا کر ڈالدیں یا آگ جلا کر اُسے خشک کریں جس جس جگہ نمی محسوس ہو وہاں عمدہ قسم کا قلعی چونہ خشک ڈلواتے رہا کریں۔

(۳) پاخانوں، موریوں، نابدانوں وغیرہ کی کیچڑ صاف کرا کے روزانہ فنائل ڈلواتے رہیں۔ فنائل ہمیشہ اتنا پانی ملا کر ڈالنا چاہیئے کہ جسمیں وہ پانی بالکل دودھ کی شکل کا ہوجائے۔

(۴) بستروں، کپڑوں، اور فرش و فرنیچر وغیرہ کو "اسٹیم ڈسانفیکٹر" کے ذریعہ سے خوب گرم بھاپ دیکر ڈسانفیکٹ کیا جائے، اور اگر اسٹیم ڈسانفیکٹر دستیاب نہ ہو تو پھر سوتی کپڑوں کو نصف گھنٹہ تک صابون و سوڈا لگا کر پانی میں جوش دیا جائے۔ کمبل اور دیگر اونی پارچہ جات کو سیپونی فائڈ کریسول Saponifiedcresal میں کم از کم دو گھنٹہ تر رکھا جائے، چرمی سامان کو ایک فیصدی طاقت کے فارملین سلوشن Formalian Solution سے پونچھ دینا کافی ہوگا۔ فرنیچر، پختہ فرش اور لکڑی کے دیگر سامان کو گرم پانی اور صابون سے خوب رگڑ رگڑ دھویا جائے۔ کمرونکی وغیرہ کی دیواروں کو کھرچ کر تیز قلعی چونہ پانی میں گھول کر پوتا جائے۔

(۵) مکان کے کمروں اور کوٹھریوں کو اس طرح ڈسانفکٹ کیا جائے کہ مثلاً اگر کوئی کمرہ دو ہزار مکعب فٹ ہو تو وہاں ذیل اونس پرمیگنٹ آف پٹاش ایک چوڑے منہ کے آہنی برتن میں رکھکر اوپر سے ایک پائنٹ فارملین ڈال دو لیکن قبل اس عمل کے کمرے کے تمام دروازے قطعاً بند کردیئے جائیں، اور اگر گرمی کا موسم ہو تو کمرے کو کسیقدر نم کر دینا چاہیئے۔ پٹاس پر فارملین ڈالنے سے ایک گیس نکلے گی جو چھ گھنٹہ کے اندر تمام کمرے کو بالکل ڈسانفیکٹ کردے گی۔

(۶) تمام استعمالی برتنوں کو کھولتے ہوئے پانی اور صابون سے خوب دھویا جایا کرے۔

(۷) ہاتھ وغیرہ دھونے کیلئے ½ طاقت کا کاربالک لوشن بنا کر استعمال کرنا چاہیئے۔

(۸) مریض کے ان ظرف کو جنمیں اُسکا کوئی فضلہ رکھا گیا ہو یا جس مقام پر اسکا فضلہ گرا ہو، ایک فی ہزار طاقت کے پرکلورائڈ آف مرکری Perchloride of Murcury کے سلوشن سے دھویا جایا کرے۔

(۹) عامتہً زمین اور دیواروں اور چھت وغیرہ پر "کروسن آئل ایملشن" چھڑکنا چاہیئے۔

(باقی آئندہ)

انزروت

از جناب حکیم مولوی محمد ظہیر علی صاحب

یہ ایک خاردار درخت کا گوند ہے جسکو بی میں شاکہ
انی سے معلوم ہوتا ہے کہ انزروت فارسی لفظ ہے، بحرالجواہر
ت بفتح عین لکھا ہے۔ صحاح اللغتہ اور مجمع اللغتہ اور
بھی عین سے لکھا ہے لیکن فارسی کتب اور ہندوستان
ت ہی لکھا جاتا ہے

شاکہ کی بلندی چار پانچ فٹ تک ہوتی ہے اور اسکے
کے درخت کے پتوں کی طرح ہوتے ہیں۔ پھول
وٹا ہوتا ہے۔ اس کا گوند بھی جو انزروت کہلاتا ہے
ی مائل اور سُرخ دو قسم کا ہوتا ہے۔ اول الذکر شب کو
، اس طرف کے حصے میں سے نکلتا ہے جسطرف سورج
ں کا اثر کم پہنچتا ہے، اسے انزروت گوشت برار
آخر الذکر دھوپ لگنے کی وجہ سے سُرخ ہو جاتا ہے
روت گوشت خوار کہتے ہیں۔ زردی مائل گوند قدرے
سرخی مائل کافی تلخ ہوتا ہے۔ بہتر قسم زردی مائل
ہے۔

میرے خیال میں دوسرے درجہ میں گرم و خشک ہے
لیکن بحر اور زبدہ کے مولف دوسرے درجہ
اور پہلے درجہ میں خشک لکھتے ہیں اور حاوی میں لکھا
پہلے درجہ میں گرم اور دوسرے درجہ میں خشک ہے
کا بیان ہے کہ نہایت گرم و خشک ہے بعض خوش فہم
تے ہیں۔ شیخ نے لکھا ہے کہ انزروت ہے لیکن
بالکل نہیں۔ شارح گازرونی نے اس کی تائید

ں و فوائد | مفتح محلل، اور مجفف ہے۔ مگر جسم میں کسی
قسم کی سوزش پیدا نہیں کرتا۔ اور نہ کاٹ کرتا ہے
زخموں کی رطوبت کو خشک کرتا ہے جوڑوں، اور
جسم کے دیگر اعضا سے بلغم کو جذب کرتا ہے،
اس کا یہ فعل اور ہڈ وغیرہ کے ساتھ اور قوی ہو جاتا ہے
بلغم خام کو اپنی خاصیت کی وجہ سے نہایت قوت کے ساتھ
دستوں میں نکالتا ہے، ارنڈی کے تیل میں اس کو حل کر کے
گرم مالش کی جائے تو تشنج و ضعف اعصاب، مفید ہے عورت
یا گدھی کے دودھ میں مدبر انزروت تنہا یا مناسب ادویہ کے
ساتھ استعمال کرنا آنکھوں کی اکثر شکایات میں بیحد مفید ہے
آشوب چشم، نزول الماء اور خارش کو جلد دور کرتا ہے نزلاء
سے آنکھوں کی حفاظت کرتا ہے۔ سبد سوختہ اور
مصری اور انزروت ہموزن باحتیاط کھرل کریں، یہ سرمہ جالے
کو کاٹ دیتا ہے۔ کان کے درد کیلئے پیاز کا پانی اس قدر سے
انزروت ملا کر گرم کر کے ڈالنا فوری صحت لاتا ہے انزروت
خوب باریک کر کے شہد میں ملائیں اور بتی میں یہ دوا لگا کر بہنے
والے کان میں لگائیں کان کا تمام مواد صاف کر ڈالتا ہے
بغدادی کا بیان ہے کہ مصر کی عورتیں اس کو تربوز کے پانی
میں دو تین پہر تک بھگو کر رکھتی ہیں، ان کے خیال سے اسکا
یہ استعمال جسم کو فربہ کرتا ہے، اس کا خارجی استعمال بدگوشت
کو تحلیل کر دیتا ہے اور زخموں کو صاف کرتا ہے اور اچھا گوشت
پیدا کرتا ہے۔ جریان خون کو روکتا ہے، جلد کے داغوں کو مٹاتا
ہے۔ انزروت کے درخت کی جڑ دیدان امعا کو مار دیتی ہے آنکھوں
کے امراض میں غیر مدبر انزروت کا استعمال مناسب نہیں ہے
انزروت سائیدہ بقدر ۱۰ ماشہ مہلک ہے، انزروت کا تنہا
استعمال بھی مناسب نہیں ہے لیکن دست آور یا مسہل دوا کے
مصلحات کے ساتھ باحتیاط استعمال کرنا چاہیئے۔

مضار | بکثرت داخلی استعمال پیٹ میں مروڑ پیدا کرتا ہے
کیونکہ معدہ آنتوں کی غشاء مخاطی میں چپک

زچہ اور بچہ ہمارے ملک میں

از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی

"پیری و صد عیب": ایک بہت پرانی مثل چلی آرہی ہے اور جہانتک انسانی افراد کی زندگی کا تعلق ہے یہ بالکل صحیح بھی ہے، لیکن اگر اسی مثل کو قوموں کی زندگی کے متعلق استعمال کرنا ہیں تو ہمیں "پیری" کی بجائے "مفلسی و صد عیب" کہنا پڑے گا افراد کی زندگیوں میں جس طرح بڑھاپا صدہا خرابیاں پیدا کردیا کرتا ہے قوموں کی زندگی میں اسیطرح مفلسی اور ناداری کی بدولت ہزارہا برائیاں رونما ہوجاتی ہیں۔

غریب اور فاقہ کش قوموں کے نہ اخلاق درست رہتے ہیں اور نہ تمدن و تہذیب کے قواعد سے انہیں بہت زیادہ واسطہ ہوتا ہے، بھوک اور احتیاج ان کے دلوں سے تمام اچھے اور بُرے خیالات بلکہ جذبات بھی دور کردیتی ہے، اور ان کا دماغ شب و روز صرف ایک ہی مسئلہ کا حل تلاش کرتا رہتا ہے اور وہ روٹی کا مسئلہ ہے، جہالت ایسی قوموں کا طغرائے امتیاز بنجاتی ہے اور علم و حکمت سے بیگانگی ان میں بہت سی عادتیں اور خصلتیں ایسی پیدا کردیتی ہے جنکا خیال بھی دوسرے انسانوں کے لئے تکلیف دہ ہے،

ہندوستان میں نوزائیدہ بچوں اور زچاؤں کی جانیں تمام دنیا کی قوموں سے زیادہ ضائع ہوتی ہیں اور اس کثرت اموات کا باعث ایک بہت ہی بڑی حد تک ہماری جہالت اور ناواقفیت ہے ہمیں نہ اپنے گھر کی زچاؤں سے خصومت ہوتی ہے اور نہ ان کے نوزائیدہ بچوں سے، لیکن ہماری بے علمی محبت اور خدمت کے پردے میں ہم سے بہت سے ایسے کام کرادیتی ہے جو ان بدنصیبوں کی ہلاکت کا باعث ہوجاتے ہیں، وضع حمل کے بعد جب کوئی خوش نصیب زچہ اپنے خاندان کی لکی نہدی "بچہ کش اور زچہ کش" دائی کی دست درازیوں سے صحیح و سالم بچ جاتی ہے تو اُسے اپنی گراں جانی کا ایک ثبوت اور دینا پڑتا ہے۔ گھر کی بڑی بوڑھیاں (جن میں سے بعض کی عمریں بیس سال سے زیادہ نہیں ہوتیں اور محض ایک دو بچے ہوجانیکی وجہ سے انہیں یہ اعزاز حاصل ہوجاتا ہے) ایک ایک کر کے جو جو کچھ جٹی بٹی انہیں یاد ہوتی ہے بے ضرورت و با ضرورت اس مجبور و معذور زچہ پر آزمانا شروع کردیتی ہیں اور ہر ایک بزعم خود یہ سمجھتی رہتی ہے کہ اس نازک موقع پر زچہ کی اس سے بڑی خدمت کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی سب سے پہلے تو اس غریب کا آب و دانہ بند کردیا جاتا ہے اور جس طرح مہاتما گاندھی اپنے گناہوں کے کفارے کے طور پر برت رکھا کرتے ہیں اسیطرح اسے بھی اس قصور کی پاداش میں کہ کیوں آخر خاندان میں ایک فرد کا اضافہ کر کے اس محدود آمدنی پر اخراجات کا بار بڑھادیا جو ابتک بھی بہ مشکل کافی ہوا کرتی تھی، فاقے کرنے پڑتے ہیں

کھانے کا تو خیال بھی دل میں لانا زچہ کیلئے ایک گناہ عظیم ہے البتہ پانی وہ مانگ سکتی ہے لیکن پانی کے نام سے لقمان عصر ساس جو سیال اسے پینے کیلئے دیتی ہیں وہ بہت سی دواؤں کا نہایت ہی کریہ المنظر جوشاندہ ہوتا ہے جسکی بُو اتنی بُری اور جسکا ذائقہ اسدرجہ خراب ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ دوسرے یا تیسرے بچہ کی پیدائش کے وقت عورتیں جو کراہتی اور چلاتی ہیں وہ درد کی وجہ سے نہیں چلاتیں، بلکہ اس جوشاندے کے خوف سے جسکا پینا اب پھر ان کے لئے لازمی ہوگا۔ ممکن ہے کہ جوشاندہ کا یہ نسخہ کسی نہایت عقلمند ساس صاحبہ کی ایجاد ہو جسنے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر زچہ کو پانی پلانے کی ناخوش آیند خدمت سے تنگ آکر یہ تدبیر سوچی ہو کہ اسے ایسا پانی پلاؤ کہ دوبارہ مانگنے کی ہمت ہی نہ پڑے۔

بگی یا وضع حمل ہرگز ہرگز کوئی مرض نہیں ہے
ی فعل ہے اور صرف اس لئے کہ اس کے بچہ پیدا
ا عورت کو کسی قسم کا پرہیز کرنے کی ضرورت نہیں
رح آنتوں میں چند گھنٹوں تک جمع رہنے کے بعد
ور پر خارج ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح رحم میں
ون تک پرورش پانے کے بعد خارج ہوا کرتا ہے
بسی اور بیماری میں مبتلا نہیں ہے تو وضع حمل کا
ی مرض میں مبتلا نہیں کر سکتا۔ وہ اللہ کی پیدا
عمت اسی طرح اب بھی کھا سکتی ہے کہ جس طرح
ے پہلے کھاتی رہتی۔

ضع حمل کے وقت زچہ کے جسم سے سیال بکثرت اخراج
لئے اسے پانی کی سخت ضرورت محسوس ہوتی ہے ایسے
ے پانی نہ دینا یا ایسے جوشاندوں کی صورت میں
کے ایک دو گھونٹ بھی حلق سے نہ اتر سکیں انتہائی
ن یہ وہی ظلم ہے جو خدمت اور محبت کے نام سے
فتہ گھر میں ہر بہو اور ہر بیٹی پر ہوا کرتا ہے۔
وضع حمل کی شدید ترین تکلیفیں زچہ کو بہت ہی
نڈھال کر دیا کرتی ہیں، اور ایسے موقع پر اسے
چاء کی ایک پیالی میسر آجائے تو اس کے تھکے
کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہو لیکن
ا جسے پانی کی ایک بوند نہ دیجاتی ہو اُسے چاء یا
ایک پیالی کون دے سکتا ہے۔

زچہ کو دردوں کی مصیبت اور عذاب سے
نے پر سب سے زیادہ ضرورت سکون اور آرام
ہے اور یہ واقعہ ہے کہ اسکے خستہ و درماندہ اعصاب
اگر کوئی چیز کر سکتی ہے تو وہ چند گھنٹوں کی گہری
ن نیند ہے۔ لیکن پوتے کی خوشی میں متوالی ساس
و خیرات کی طالب میراثنیں عین اس کے کان پر
بجا کر زچہ گیریاں گانا شروع کر دیتی ہیں اور رود
اس صحت بخش علاج سے محروم رہ جاتی ہے۔
اور مہربان قدرت نے اس کے لئے تجویز

بی اصول کے مطابق زچہ کو دو ہفتے کے بعد
اس بات کی اجازت ملنی چاہئے کہ وہ اٹھکر بیٹھے اور چلنے
پھرنے کی اجازت تو پانچ چھ ہفتوں کے بعد دی جاسکتی
ہے۔ لیکن ہندوستان کی بدقسمت زچہ اس آرام سے بھی
محروم ہے جو اس کا جائز حق ہے اور تیسرے ہی دن سے
وہ اٹھ کر بیٹھنے اور ایک ہفتہ میں چلنے پھرنے لگ جاتی ہے۔

زچہ کی غذا کے متعلق صحیح طبی اصول یہ ہے کہ
جب تک وہ صاحب فراش اسے بہت ہی ہلکی اور زود ہضم
غذائیں دینی چاہئیں اور جب وہ چلنے پھرنے لگے تو اپنی
معمولی غذا کھا سکتی ہے۔ لیکن ان دونوں حالتوں میں یہ
ضروری ہے کہ دودھ، مکھن، بالائی، گھی، مختلف قسم
کے پھل اور انڈے اس کی غذا میں شامل ہوں، کیونکہ
وہ بچے کو دودھ پلاتی ہے جس سے بچے کا جسم بنتا اور
بڑھتا ہے اور بچے کی نشو و نما کے لئے ایسی چیزوں کی
ضرورت ہے جن میں کیلسیم (چونا) اور فاسفورس
کافی مقدار میں ہوں۔ لیکن دیکھا یہ جاتا ہے جب تک زچہ
بستر سے نہیں اٹھتی اس وقت تک تو اسے فاقوں کے
اگر کچھ دیا جاتا ہے تو بہت ہی دیر ہضم اور ثقیل غذائیں
جنہیں اچھوانی کہا جاتا ہے اور ہفتہ بھر کے بعد روکھی
سوکھی روٹیاں جن میں خود اس کے اپنے جسم کی ضرورت
کے لائق بھی غذائیت نہیں ہوتی چہ جائیکہ ایک دودھ
پیتے بچے کا نشو و نما۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک طرف تو ماں
سوکھ کے کانٹا ہو جاتی ہے اور دوسری طرف بچہ یا تو
ٹھٹھر کے رہ جاتا ہے یا اس کے جسم کی ہڈیاں چونے کی کمی
کی وجہ سے بالکل نرم اور نازک رہتی ہیں اور جسم کے
وزن کو بھی نہیں سہار سکتیں۔ ماں کو تو آیندہ اسی
قسم کی مصیبتوں میں مبتلا ہونے سے سل اور دق کے
جراثیم بچا دیتے ہیں اور وہ اپنے ننھے کے سہرے کا ارمان
دل ہی میں لئے ہوئے دنیائے فانی سے عالم جاودانی کیطرف
رحلت کر جاتی ہے۔ اور بچہ "دو نکٹا جیا برے احوال" کے
مطابق چند سال اس تماشا گاہ دنیا کی سیر کر یا یوں
کہہ لیجئے کہ اپنے جاہل رشتہ داروں کو اپنی پیدائش
کا عبرتناک انجام دکھا کر رخصت ہو جاتا ہے۔
اب ذرا اس ننھی سی جان کا بھی حال سن لیجئے

اس دنیا میں بلانے کیلئے ہزاروں منتیں اور مرادیں مانی جاتی ہیں، بیسیوں مسجدوں کے طاق بھرے جاتے ہیں صدہا خانقاہوں کی خاک آستاں کو سرمۂ چشم بنایا جاتا ہے غرضکہ خدا اور غیر خدا سب ہی سے عرض معروض کر لی جاتی ہے۔ ان کے پیدا ہوتے ہی باپ دادا دادی پھوپی غرضکہ سب خوشی کے مارے دیوانے ہو جاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ان میں سے ہر ایک اس پر اپنی جان فدا کرنے کو تیار ہے۔ اپنی اس خوشی کے لئے ڈوم، میراثی، بھانڈ، قوال، اور طوائفیں غرضکہ تمام ایسے پیشہ ور جمع کر لئے جاتے ہیں کہ جو "بہ بانگ دہل" اس نوزائیدہ کی آمد کا اعلان کر سکیں۔ دعوتیں ہوتی ہیں ارمان زدہ نانیاں اور پھوپیاں چھوچک لاتی ہیں جس میں ہنسلی کڑے کرتا ٹوپی سب کچھ ہوتا ہے لیکن کسی کو اس کا خیال نہیں آتا کہ اس موقع پر ننھے کی حقیقی ضرورتیں کیا ہیں۔

پیدا ہوتے ہی ننھے میاں کو گھٹی کی صورت میں اس دنیاوی زندگی کی تلخی کا مزہ چکھا دیا جاتا ہے۔ ذائقہ کی تلخی کے علاوہ گھٹی کی مسہل دواؤں کے جگر خراش اثرات ننھے میاں کو یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ جس دنیا میں تم آئے ہو اس میں رہنا درحقیقت کلیجے کا خون کرنا ہے۔ زیادہ احتیاط پسند یا مغرب زدہ ماں باپ گھٹی کی بجائے بیدانجیر کا روغن (کیسٹرائل) بچوں کو دیتے ہیں اور اس طرح گویا یہ شگون قائم کر دیتے ہیں کہ پیدا ہوتے ہی دوا پی ہے تو اب زندگی بھر دوائیں ہی پیتے رہنا وہ حکیم مطلق کہ جس نے اس دنیا کو پیدا کیا ہے نہ کسی حکیم کا محتاج ہے نہ ڈاکٹر کا۔ وہ جب کسی روح کو دنیا میں بھیجتا ہے تو اس کے لئے تمام انتظامات مکمل کر کے بھیجتا ہے اس نے ماں کی چھاتیوں ہی میں یہ انتظام کر دیا ہے کہ ابتدائی دو روز کا دودھ بچے کی آنتوں پر مسہل اثر کرتی اور جو کچھ غلاظت وہاں جمع ہے اسے بہ آسانی خارج کر دے۔ درحقیقت بچے کو نہ گھٹی کی ضرورت نہ کیسٹرائل کی، لیکن اپنی حکمت اور اپنی دانائی پر مغرور انسان قدرت کے انتظامات پر بھروسا نہیں کرتا اور ہر کام میں اپنا دخل خود دے دیتا ہے۔

بچے کی خوراک کے گودام یعنی ماں کی چھاتیاں جو ابتدائی دو روز تک اس کے لئے جلاب مہیا کرتی رہی تھیں اب تیسرے دن سے جنت کی نہریں بہانی شروع کر دیتی ہیں اور ماں کا خون حیات سیال کی طرح دودھ کی صورت میں ان سے نکلنے لگتا ہے جسے پی پی کر بچہ دن دونا اور رات چوگنا بڑھتا رہتا ہے اور جسے پلا پلا کر ماں کو وہ سچی اور حقیقی مسرت حاصل ہوتی ہے کہ جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی خوشی نہیں کر سکتی

لیکن ارسطو فطرت اور لقمان حکمت ساسس نندیں یہاں بھی دخل دیئے بغیر نہیں مانتیں۔ ادھر بچے نے ذرا "ہوں" کیا اور ادھر انہوں نے بہو یا بھاوج سے کہا کہ "اے ہے دلہن ننھے کو دودھ دو بیچارہ بھوک کے مارے تڑپ رہا ہے۔" دلہن تعمیل حکم کرتی ہے اور بسا اوقات یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بچے کو آدھ آدھ گھنٹے کے بعد دودھ پلایا جا رہا ہے۔ بچہ کسی سبب سے روئے یہ عقل کی پتلیاں ہمیشہ اس کا سبب یہی سمجھتی ہیں کہ وہ بھوکا ہے، اور بار بار ٹوکے جانے پر ہفتے دو ہفتے میں خود ماں کی بھی یہی عادت پڑ جاتی ہے کہ ادھر بچے کی آواز نکلی اور ادھر اس نے دودھ کی ڈاٹ لگا کر آواز کا راستہ بند کر دیا۔ صدہا نہیں بلکہ ہزارہا مرتبہ ایسا بھی ہوا کرتا ہے کہ بچہ فی الحقیقت کثرت غذا کی وجہ سے بے چین ہے یا بدہضمی کے درد میں مبتلا ہے لیکن "ہر مرض کی دوا دودھ شریف" پر عمل کرنے والی اسے اور زیادہ دودھ پلا رہی ہے اور اس کی تکلیف اور اس کی بیماری کو بڑھا رہی ہے۔ کاش کوئی ان بوجھ بجھکڑ "بڑی بوڑھیوں" کو یہ بتا دیتا کہ بچہ جس طرح بھوک کی تکلیف سے روتا ہے اسی طرح بدہضمی کے کرب سے بھی رو سکتا ہے!

بچے کو دودھ پلانے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ دودھ پلانے کے بعد ہرگز ہرگز کسی حالت میں بھی تین گھنٹے سے پہلے اسے دوبارہ دودھ نہ دیا جائے اور اس طرح تین تین گھنٹوں کے وقفہ سے دن رات میں چھ مرتبہ دودھ پلانا بالکل کافی ہے دودھ پلانے کے بہترین اوقات یہ ہیں کہ پہلی مرتبہ صبح کے ٹھیک چھ بجے پھر ٹھیک

پھر ٹھیک بارہ بجے، پھر ٹھیک تین بجے، پھر ٹھیک
ے پھر ٹھیک نو بجے پلایا جائے رات کے نو بجے سے
ے چھ بجے تک اسے بالکل دودھ نہ دیا جائے اور
ی عادت ڈالدی جائے کہ رات بھر آرام سے خود
ویا کرے اور ماں کو بھی سونے دے۔ دودھ پلانے
قت کی پابندی انتہا سے زیادہ ضروری ہے ہمیشہ
ی دیکھکر پلانا چاہیئے اور بچے کے رونے پر نہیں بلکہ وقت
پر پلانا چاہیئے۔ جب بچے کی عمر کچھ زیادہ ہو جائے تو دو
ں کا درمیانی فصل چار گھنٹے کر دینا چاہیئے۔

بچے پر جان دینے والے ماں باپ اور اس کی سرادا
ن ہونے والی دادی اور پھوپی اس کے رونے کی
سے تو سب بے چین اور بیقرار ہو جاتے ہیں، اور اسے
نے پلانے کا اتنا خیال رکھتے ہیں کہ غریب بدہضمی میں
ہو جاتا ہے، لیکن کسی کو کبھی اس بات کا خیال نہیں
ماں کے دودھ کے ساتھ بچہ اور کیا کیا کچھ پی جاتا ہے
ش نصیب بچے بہت ہی کم ہیں جو دودھ کے ساتھ
ے بدن کے میل کا ایک بہت کافی حصہ پسینے کی شکل
پی جاتے ہوں۔ دودھ پلانے کا چونکہ کوئی وقت مقرر
ہے، اور چونکہ وہ بچہ کے جسم میں غذا پہونچانے کیلئے
بلکہ اس کا رونا بند کرنے کیلئے پلایا جاتا ہے اس لئے
ی آواز نکلتے ہی مامتا کی ماری یا ساس سے خوفزدہ
ورا جلدی سے جس حالت میں بھی بیٹھی ہے ویسے ہی
ھ اس کے منہ میں دیدیتی ہے اور وہ غریب بے زبان
اور پسینے کو بھی جس قدر چھاتیوں پر موجود ہو بلا تکلف
لیتا ہے اور اس غلاظت کے معدے میں پہونچنے کیوجہ سے
وہ بیمار ہو کر روتا ہے تو تھوڑی سی وہی غلاظت دودھ
ہمراہ اس کے پیٹ میں اور بھر دی جاتی ہے۔ ہنسلی
ے، اور ٹوپی کرنے کی فکر کرنے کی بجائے اگر بڑی بوڑھیاں
ے بوڑھے زچہ کو یہ سکھا دیا کریں کہ بچہ کے منہ میں
دینے سے پہلے اسے دھو لینا ضروری ہے تو بہت سی
بہت سی تکلیفوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

بچوں کے لئے ماں کا دودھ نو دس مہینے کے بعد
بیکار ہو جاتا ہے لیکن ہندوستانی ماں کو اپنا خون
چوسانے کا اس قدر شوق ہے کہ وہ دو دو برس تک بچے
کو چھاتی سے الگ نہیں کرتی۔ نو مہینے کے بچے کو آہستہ آہستہ
باہر کے دودھ اور پھلوں پر ڈالدینا چاہیئے اور اسکا دودھ
چھڑا دینا چاہیئے کیونکہ ماں کے دودھ میں وہ اجزا کافی
مقدار میں نہیں ہوتے جن کی بچے کو اس عمر میں ضرورت
ہوتی ہے۔

دودھ چھڑا کر اسے چند روز میں ہلکی اور زود ہضم
غذاؤں پر ڈالا جا سکتا ہے۔ انڈے، دودھ، مکھن، گھی،
پھل، دالیں، چاول، سوجی، آٹا سب اچھی غذائیں
ہیں۔ البتہ گوشت دو برس کی عمر سے پہلے نہ دینا چاہیئے۔
مچھلی اور پرندوں کے گوشت میں حرج نہیں ہے

بچوں کے لباس کے متعلق بھی بہت ہی افسوسناک
بلکہ بسا اوقات خطرناک غلطیاں کیجاتی ہیں۔ "سر ٹھنڈا
اور پاؤں گرم" ایک مسلمہ اصول ہے، لیکن ہمارے
ملک میں بچوں کی بدنصیبی سے یہ بھی الٹا ہو گیا ہے۔ ہم بچوں
سر کی سردی سے غیر ضروری بلکہ مضرت رساں حد تک
حفاظت کیا کرتے ہیں لیکن انکی ٹانگیں بالکل ننگی رہتی ہیں
اصول یہ ہے کہ جو اعضاء دل کے قریب ہیں سردی کیوقت
بھی دل ان تک خون بہ آسانی پہونچا دیتا ہے اور وہ کافی
گرم رہتے ہیں، لیکن جو اعضاء دل سے دور ہیں انہیں
بیرونی سردی کے اثر سے بچانے کی بہت ضرورت ہے کیونکہ
ان میں خون نسبتاً کم پہونچتا ہے اور بہ دقت پہونچتا ہے۔
پاؤں اگر ننگے ہیں اور ان پر موسمی سردی کا اثر ہو رہا ہے تو
دل معمول سے زیادہ محنت کر کے ان تک خون پہونچاتا ہے
اور یہ فالتو محنت اگر روز روز کرنی پڑے تو اسے کمزور
کر دیتی ہے۔

ایسی مثالیں بھی اکثر دیکھنے میں آتی ہیں کہ کہیں
بیاہ بلات میں ماں کو جانا ہے۔ اور بچے کے پاس نئے یا
کافی چمکیلے اور بھڑکیلے گرم کپڑے موجود نہیں ہیں تو وہ
بلا تکلف اسے باریک ریشم کے ایسے کپڑے پہنا کر لیجاتی ہے
کہ جن میں خوب گوٹا ٹھپا لگا ہوا گرچہ بعض کیا اکثر حالتوں
میں اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بارات سے واپس آتے ہی
ممی کی تیمارداریوں میں مصروف ہو جانا پڑتا ہے۔ اور

اچھا خاصہ تندرست بچہ ذرا سی بے احتیاطی کی وجہ سے نمونیا یا اور ایسی ہی کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو کر ہمیشہ کے لئے ماں کی گود خالی کر جاتا ہے۔

بچوں کے جسم میں گرمی پیدا کرنے کا آلہ بہت کمزور ہوتا ہے اس لئے انہیں سردی سے محفوظ رکھنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور سردی سے حفاظت کرنے کے معنی یہ ہرگز نہیں ہیں کہ صرف ان کے سروں پر خوب موٹے موٹے روئی یا اُن کے ٹوپ لاد دیئے جائیں اور لحاف یا رضائی میں انہیں اس طرح لپیٹ دیا جائے کہ صاف اور تازہ ہوا کی کوئی رمق بھی ان کی ناک تک نہ پہونچے۔ سردی سے حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ ان کی ناک تو ہمیشہ کھلی رہے اور سر بھی اگر بہت زیادہ سردی نہیں ہے تو کھلا ہوا ہو لیکن ان کے سینے، ان کے پیٹ اور ان کی ٹانگیں اچھی طرح گرم کپڑوں میں لپٹی ہوئی اور محفوظ ہیں۔

اب میں کہاں تک لکھے جاؤں، اور کس کس بات کو روؤں، یہاں تو وہ حالت ہے کہ کسی نے اونٹ سے پوچھا تھا کہ "حضرت یہ آپ کی گردن کیوں ٹیڑھی ہے" فرمانے لگے "قبلہ میرے جسم میں اور ہی کونسی کل سیدھی ہے"، پس بالکل یہی حالت ہندوستانی ماؤں کی ہے کہ ان کی کوئی سی بھی تو کل سیدھی نہیں۔ بچوں کی جسمانی صفائی اور غسل کی عادت بھی ایک ایسی ہی اہم اور ضروری چیز ہے کہ جس کی طرف عام طور پر ماؤں کی کوئی توجہ نہیں ہے۔ اور بچوں کی صحیح تربیت، اور ان میں اچھی عادتیں پیدا کرنا، یہ تو ایسی چیزیں ہیں کہ جن کے متعلق شاید ہمارا یہ خیال ہے کہ ہر بچہ قدرتی طور پر جیسا پیدا ہو گیا، ہو گیا۔

بچہ کی پرورش

اُوپری دودھ کے متعلق سادہ اور ضروری ہدایات

بچہ کیلئے بہترین دودھ اسکی ماں دودھ ہے منشائے قدرت بھی یہی ہے کہ ماں اپنے بچہ کو اپنے دودھ سے پرورش کرے یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ بچے کے عادات وخصائل اور جسمانی تربیت پر اسکی ماں کے دودھ کا بہت گہرا اثر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جو ماں اپنے بچہ کو اپنے دودھ سے محروم رکھتی ہے وہ بچے عموماً ماں باپ کے طور و اطوار سے بیگانہ ہوتے ہیں۔

حضرت اکبر آبادی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

اولاد میں کیا آئے جو ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا اور تعلیم ہے سرکار کی

ان حقائق کے باوجود بعض موقع ایسے ہوتے ہیں کہ بچے کیلئے ماں کا دودھ تکلیف دہ ہوتا ہے مثل دق یا کسی اور متعدی مرض کی مریضہ کو چاہیئے کہ بچے کو دودھ پلانے سے پرہیز کرے اسی طرح کمزور نحیف الجثہ عورتوں کو دودھ پلانے کی تکلیف نہیں دینی چاہیئے کیونکہ اس سے زچہ اور بچہ دونوں کی صحت پر خراب اثر طاری ہوگا زچہ اور زیادہ کمزور ہو جائیگی اور بچہ کیلئے کمزور ماں کا دودھ اسکی بہتر جسمانی نشوونما کیلئے ناکافی ہوگا۔

ایسی حالت میں مناسب یہ ہوتا ہے کہ تندرست جوان خوبصورت اور خوبسیرت دایہ کی خدمات حاصل کیجائے دایہ کے انتخابات میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے کمزور بیمار اور بداخلاق دایہ اس خدمت کیلئے ہرگز موزوں نہیں ہو سکتی۔

اگر والدین اتنی حیثیت نہ رکھتے ہوں کہ دایہ کا خرچ برداشت کر سکیں تو مجبوراً اوپری دودھ سے بچہ کی پرورش کرنا چاہیئے ایسی حالت میں گائے کا دودھ اکثر لحاظ سے مناسب ہے اس مضمون کا مقصد اوپری دودھ کے متعلق سادہ اور ضروری ہدایات بہم پہونچانا ہے۔

جہانتک ممکن ہو بچہ کو کچا دودھ نہیں پلانا چاہیئے اسلئے کہ کچا دودھ دیر ہضم ہونیکے علاوہ پیٹ میں ریاح پیدا کر کے نفخ پیدا کرتا ہے اور کچا دودھ قابض بھی ہے لہذا تازہ دودھ لیکر ایک ہلکا سا جوش دے لیں (کچا دودھ دیر تک رہنے سے خراب ہو جاتا ہے) پھر اسکو آگ سے اتار کر ٹھنڈا ہونے دیں تاکہ بالائی اور چکنائی دودھ کی سطح پر جم جائے پھر اسکو کپڑے میں چھان لیں کیونکہ بالائی اور چکنائی بچے کیلئے مضر ہے گرم دودھ چھاننے سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ دودھ جبتک گرم رہیگا سپر پر بالائی جمتی رہیگی۔

چھنا ہوا دودھ کسی صاف قلعی دار برتن میں یا بوتل میں بحفاظت

موسم گرما میں صاف ہوادار جگہ میں اور موسم سرما میں بند اور
جگہ میں رکھیں اس طریقہ سے صبح کا دودھ شام تک اور شام کا
صبح تک اچھا رہ سکتا ہے اس سے زیادہ عرصہ کا دودھ بچہ کو
نہیں کرانا چاہیئے جب دودھ پلانیکی ضرورت ہو تو پہلے پانی
خوب ابالیں پھر ابلا ہوا دودھ اسمیں ڈالکر تھوڑی سی شکر شامل
پلائیں اگر موسم سرما ہو تو بجائے شکر کے شہد کام میں لائیں بچہ
بھی دودھ پلائیں ہر مرتبہ گرم پانی اسمیں شامل کریں پندرہ
کے بچے کے لئے ایک حصہ دودھ میں تین حصہ پانی ملاکر پلائیں
دن کے بعد ایک حصہ دودھ اور دو حصہ پانی دو مہینے تک
دو ماہ کے بعد دودھ اور پانی برابر ملا کر دیں چار پانچ مہینے بعد
تھوڑا پانی کم کرتے جائیں اور دودھ بڑھاتے جائیں پانچ چھ
کے بعد دو حصہ دودھ اور ایک حصہ پانی دے سکتے ہیں اس
دودھ پلانے سے نو دس ماہ کا بچہ خالی دودھ بھی ہضم کر سکیگا
جب تک بچے کے معدہ میں خالص دودھ ہضم کرنیکی صلاحیت
ہو تو تین حصہ دودھ اور ایک حصہ پانی ملاکر دیتے رہیں۔
دودھ پلاتے وقت چونے کا بہت صاف اور مقطر پانی دس پانچ قطرے
پینے کے ہمراہ دودھ میں ملا دیا کریں تو بہت مفید ہے چونے کا پانی اسطرح
ہے کہ ایک سیر خوشک بے بجھا چونا پانچ سیر پانی میں ڈالیں جب وہ
کر سرد ہو جائے تو کسی لکڑی سے خوب اچھی طرح ہلا کر کپڑے میں
میں پھر اسکو احتیاط سے محفوظ جگہ میں رکھیں جب پانی نتھر جائے
احتیاط سے اس پانی کو چونے سے علیحدہ کر یہی چونے کا پانی ہے۔
دودھ بچہ کو دودھ پلانیکی شیشی یا کسی ٹونٹی دار برتن میں ربر کا
نپل لگا کر پلائیں اگر بچہ ایک سال کا ہو گیا ہو تو چھوٹے چمچہ
سے پلا سکتے ہیں دودھ پلانے کی شیشی یا برتن چمچہ وغیرہ ہر وقت صاف
و پاک رکھنا چاہیئے دودھ کے برتن کی صفائی کیلئے گرم پانی اور
سوڈا استعمال کرنا چاہیئے جس برتن میں دودھ رکھا جائے وہ
دونوں وقت گرم پانی سے خوب دہو کر صاف کرنا چاہیئے برتن کی
ٹونٹی یا نپل اگر اچھی طرح صاف نہیں کیا گیا اور نہیں رہا تو وہ ترش
ہو کر متعفن اور بدبو دار ہو جائیگا اور بچہ کو نقصان پہونچائیگا اکثر
بچے دودھ کی اسی قسم کی بے احتیاطیوں کی وجہ سے ضائع ہو جاتے ہیں۔

دودھ پلاتے وقت شیشی یا جس چیز سے دودھ پلا رہے ہوں ہاتھ
میں تھامے رہیں برتن کو تکیہ وغیرہ کے سہارے سے رکھکر ہرگز نہ چھوڑیں
کیونکہ ایسا کرنے سے بچہ کے دم گھٹ جانے کا خطرہ ہے دودھ کی
مقدار کے متعلق سب سے بہتر اصول یہ ہے کہ بچہ کو صرف
اتنا ہی دودھ دینا چاہیئے جسقدر وہ بخوشی پیئے جب تک بچہ کو
خواہش رہیگی وہ بخوشی دودھ پیتا رہے گا اور جب اس کا پیٹ
بھر جائیگا تو وہ اپنا منہ ہٹا لیگا اور دودھ کی طرف سے لاپرواہی
ظاہر کرے گا ایسی حالت میں بچے کو ہرگز اور دودھ پلانا نہیں چاہیئے

ذیل میں دودھ کی مقدار۔ وقفہ اور مقدار کا نقشہ درج کیا جاتا ہے
اسکے مطابق عمل کرنے میں سہولت ہے اور عام طور پر بچوں کی پرورش
کیلئے یہ نقشہ کافی ہے۔
اگر نقشہ میں لکھی ہوئی مقدار سے بچہ بھوکا رہے تو دودھ کی مقدار زیادہ کر سکتے
ہیں اگر کم پیئے تو کم دینا چاہیئے۔ یہ ایک تخمینہ ہے جو اکثر ٹھیک بیٹھتا ہے جب بچہ
دوسرے سال قدم رکھے تو بتدریج دودھ بڑھاتے رہیں۔

عمر	وقفہ	مقدار	۲۴ گھنٹے میں کتنی مرتبہ دیا جائے	۲۴ گھنٹے میں کسقدر دیا جائے
...ہفتہ	۲ گھنٹے	آدھی چھٹانک	دس مرتبہ	پانچ چھٹانک
...ے سے چھٹے ہفتہ تک	۲ ½ گھنٹے	پون چھٹانک سے ایک چھٹانک تک	آٹھ مرتبہ	چھ سے آٹھ چھٹانک تک
...سے چھٹے مہینے تک	۳ گھنٹے	ڈیڑھ سے دو چھٹانک تک	چھ مرتبہ	نو سے بارہ چھٹانک تک
...نے سے دسویں مہینے تک	۳ ½ گھنٹے	تین چھٹانک	چھ مرتبہ	پندرہ چھٹانک
...مہینے	۳ ½ گھنٹے	تین چھٹانک	پانچ مرتبہ	پندرہ چھٹانک
...سال	چار گھنٹے	ساڑھے چار چھٹانک	چار مرتبہ	اٹھارہ چھٹانک

"صفائی تندرستی کا سیدھا راستہ ہے"

غسلخانے کی صفائی

باورچی خانے کی صفائی

خوابگاہ کی صفائی

پاخانے کی صفائی

کھانے کی چیزوں کی صفائی

پانی کی صفائی

ظروف غلاظت کی صفائی

تمام جسم کی صفائی

دانتوں کی صفائی

ہاتھوں کی صفائی
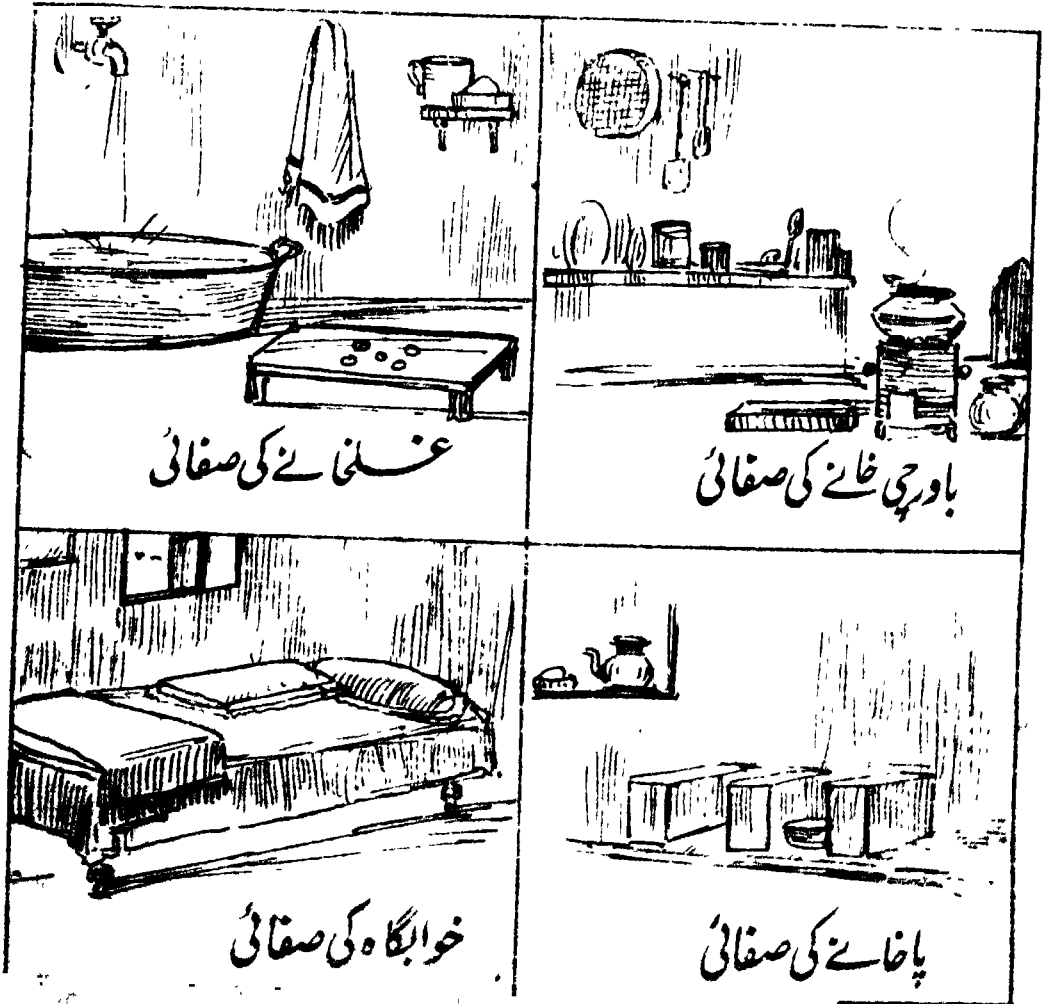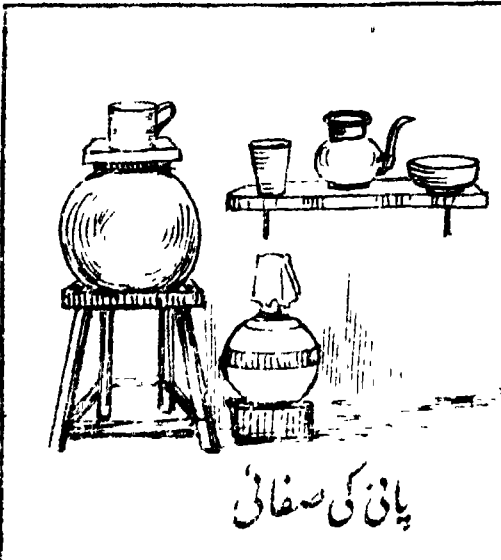
صفائی

از جناب مولوی محمد شفیع الدین صاحب نیر ٹیچر ماڈرن ہائی اسکول دہلی

سب سے پہلے غسلنے جائیے ‖ سو کے اٹھتے ہی نہانے جائیے
میل سے ناپاک ہوتا ہے بدن ‖ صاف رہنا چاہیے تن ہو کہ من
چادریں، تکیے، رضائی اور لحاف ‖ ہو غرض بستر کی ہر ایک چیز صاف
تن کے کپڑے صاف ستھرے ہوں تمام ‖ دور رکھنا ہو اگر کھانسی زکام
پھیلتی ہیں میل سے بیماریاں ‖ صاف ہوں رومال کرتے ساریاں
جنکے دانتوں پر جما رہتا ہے میل ‖ آدمی کب ہیں وہ ہیں بس گائے بیل
کیوں پیے کوئی، لگے کتنی ہی پیاس ‖ ہو نہ جبتک صاف پانی اور گلاس
ہو اگر میلی رکابی یا پلیٹ ‖ اس میں کھانے سے بگڑ جاتا ہے پیٹ
دست، قے، درد شکم، ہیضہ، بخار ‖ اک ذرا سے جسم کو دکھ ہیں ہزار
ہو اگر کھانا کھلا رکھا ہوا ‖ خاک مٹی اسمیں پڑتی ہے سدا
خاک مٹی کیا ہے گویا زہر ہے ‖ اس کا کھانا بس خدا کا قہر ہے
گھر کی موری صاف رہنی چاہیے ‖ بے رکے ہر چیز بہنی چاہیے
ہے جو گھر گندہ تو گندی ہے ہوا ‖ سونگھنا جس کا نہیں ہرگز روا
سل، تپ دق اور دمہ کا گھر ہے یہ ‖ سچ تو یہ ہے زہر سے بدتر ہے یہ
کھانسنا پڑتا ہے راتوں کو مدام ‖ نیند ہمسایوں کی ہوتی ہے حرام

قصہ کوتہ، ہے صفائی خوب چیز
صاف ستھرا آدمی ہے باتمیز

"آنکھیں بڑی نعمت ہیں"

سلیم نے ایک بہت ہی ٹھنڈا سانس بھر کر کہا "افسوس اب میں کبھی وہ دلفریب مسکراہٹ نہ دیکھ سکونگا
ت تمہارے ہونٹوں پر کھیلتی رہتی ہے، اور جس پر کہ میں دیوانہ تھا"
اُسنے خوب آنکھیں پھاڑ کر اپنی بیوی کیطرف اس طرح
ر گویا وہ اُسے دیکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ٹپ ٹپ کئی ایک
کی آنکھوں سے گرے، اور وہ مُنہ بسور کر اور دل مسوس کر

"اے ہے تمہاری بھی کیا باتیں ہیں، میری صورت میں
ینے لال لگے تھے کہ اسے دیکھے بغیر تمہیں چین ہی نہ آئے
ا مردانہ اور مضبوط بازو اپنے نرم اور نازک ہاتھ سے دبا کر)
ں تو تمہارے پاس موجود ہوں۔ پھر تم اس قدر رنج کیوں
ہو۔ اللہ میں سب قدرت ہے۔ دُنیا میں بڑے سے بڑے
بڑے ہوئے ہیں بمبئی کے دو چار ڈاکٹروں سے علاج
ہو سکا تو اسکے یہ معنی تو نہیں ہیں کہ بس اب اس بیماری کا
علاج ہی نہیں ہے، تم اس قدر مایوس مت ہو، میرا دل تو
ہا ہے کہ تمہاری آنکھیں ضرور اچھی ہو جائینگی"۔
لیم :۔ پیاری سُلطانہ تم کس قدر اچھی ہو! (اُسے اپنی
ز میں لیکر) تمہاری خوبیوں نے میرے دل پر قبضہ کر لیا
ں بڑا ہی بدنصیب ہوں کہ قدرت نے مجھے تمہاری صورت
سے محروم کر دیا۔ میں اپنی تمام دولت دینے کو تیار ہوں۔ اگر کوئی
ماشا کر دے کہ میں ایک مرتبہ تمہاری صورت دیکھ لوں ۔
نے لگتا ہے) یا اللہ! تجھ میں سب قدرت ہے۔ یا اللہ یا تو میری
یں اچھی کر دے نہیں تو پھر مجھے دُنیا سے......

سلطانہ نے جلدی سے اُسکے مُنہ پر ہاتھ رکھدیا، اور فقرہ پُورا نہ ہو سکا۔

سلطانہ :۔ کل مس جہانگیر مجھ سے ملنے آئی تھیں وہ کہتی تھیں کہ اُن کے ایک بھائی سترہ سال سے ولایت میں ہیں، اور صرف آنکھوں کی بیماریوں کا علاج کیا کرتے ہیں۔ اُنہیں اب وطن کی محبت نے کچھ مجبور کیا ہے، اور وہ چند روز میں بمبئی آنیوالے ہیں انکی بڑی شہرت ہے، یورپ میں دور دور سے مریض ان کے پاس جاتے ہیں اور شفا پاتے ہیں۔ وہ آجائیں تو تم اُنہیں دکہانا۔ خدا نے چاہا تو اُن کے ہاتھ سے ضرور شفا ہو جائے گی۔

سلیم :۔ سلطانہ! تم کب تک مجھے اس طرح بہلا سکتی ہو۔ میں بچہ تو نہیں ہوں کہ ہمیشہ تمہاری باتوں سے بہل جایا کروں۔ جن ڈاکٹروں سے میں ابتک مشورہ کر چکا ہوں، وہ بھی معمولی قابلیت کے لوگ نہیں ہیں، اور ان سب کی متفقہ رائے یہ ہے کہ (آواز بھرا گئی) اب کچھ نہیں ہو سکتا۔

سلطانہ :۔ (سلیم کے بازو سے چمٹ کر) خدا کیلئے تم اس قدر رنج نہ کیا کرو۔ ہر وقت کے روتے رہنے سے تو اچھی خاصی آنکھیں خراب ہو جاتی ہیں نہ کہ تمہاری آنکھیں تو پہلے ہی سے خراب ہیں۔ مجھے تو یہ رنج مارے ڈالتا ہے کہ میری وجہ سے تمہاری زندگی کی تمام خوشیاں خاک میں ملگئیں آہ میں کیا کروں۔ (بے اختیار رونے لگتا ہے)

سلطانہ :۔ (اپنے آنسو پونچھ کر) مجھے تو تم سے غرض ہے اور تم میرے پاس ہو پھر میری زندگی کی خوشیاں خاک میں کیوں ملنے لگیں تھیں۔ میری تمنا یہی تو ہے کہ تم ہر وقت نظر کے سامنے رہو، وہ پوری ہے۔ میں ہر وقت اور ہر لحظہ تمہیں دیکھتی رہتی ہوں تمہارے پاس بیٹھی رہتی ہوں، اور تمہاری محبت بھری باتیں سنتی رہتی ہوں، اور یہ میرے لئے بالکل کافی ہے۔ مجھ پر کونسی مصیبت پڑی ہے جو تم خواہ مخواہ بھی میرے لئے کُڑھتے ہو، تکلیف اور مصیبت جو کچھ ہے وہ تم پر ہے، اسے بھی خدا چند روز میں ٹال دے گا۔

بس تم مجھ سے ایک بات کا وعدہ کرو کہ اب رو روکے اپنی آنکھوں کو اور زیادہ خراب نہیں کروگے۔ تمہیں مجھ سے بے انتہا محبت ہے میں خوب جانتی ہوں۔ میں ہروقت تمہارے پاس ہوں، تم مجھ سے ہر وقت باتیں کر سکتے ہو۔ میری آواز سن سکتے ہو۔ اپنے ہاتھوں سے مجھے چھو سکتے ہو، اور سب سے بڑی بات یہ کہ تمہیں یہ اطمینان حاصل ہے کہ جس سے تم محبت کرتے ہو وہ بھی تم پر جان دیتی ہے، پھر اگر چند روز کیلئے میری صورت بھی نہ دیکھ سکے تو کیا ہے۔ تم مجھ سے وعدہ کرو۔ نہیں تو میں سچ کہتی ہوں میں یہ سمجھونگی کہ تمہیں میری محبت پر اعتبار نہیں ہے۔

سلیم :۔ سلطانہ! میں تو بہت چاہتا ہوں کہ نہ روؤں۔ مجھے معلوم ہے کہ اس سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے، اور خدا گواہ ہے کہ میری انتہائی کوشش یہی ہوتی ہے کہ اپنے رنج کا اظہار کرکے تمہارے دلکو صدمہ نہ پہنچاؤں، اور تمہارے دکھے ہوئے دل کو اور نہ دکھاؤں لیکن میں کیا کروں جس وقت مجھے یہ خیال آتا ہے کہ خدا نے مجھے ایسی حسین اور ایسی محبت کرنے والی بیوی دی، اور پھر ہمیشہ کیلئے اُسکے دیدار سے محروم کردیا تو میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے اور آنکھوں سے بے اختیار ایک دریا اُبل پڑتا ہے۔

سلطانہ :۔ یہ سب کچھ ٹھیک ہے، لیکن میں اب تمہیں رونے نہ دونگی تم آج مجھ سے وعدہ کرو کہ اب نہیں روؤگے۔

سلیم :۔ تم اگر جان بھی مانگوگی تو حاضر ہے۔ میں یہی وعدہ کرسکتا ہوں کہ میں انتہائی کوشش کرونگا کہ کبھی نہ روؤں اور خوش رہوں لیکن تم خود سمجھ سکتی ہو کہ بعض ایسے موقعے آہی جاتے ہیں کہ انسان بالکل بے قابو ہو جاتا ہے۔

سلطانہ :۔ خیر ایسا کوئی موقعہ ہوا تو اُسکے لئے معافی ہے۔

اتنے میں باہر دروازے پر ایک فقیر کی آواز آئی۔

" بابا خدا بھلا کریگا، اندھے محتاج کو بھی کچھ بھجوا دو"

سلطانہ :۔ جاؤ اس فقیر کو کچھ دے آؤ۔ اور اس سے کہدو کہ وہ روز دونوں وقت ہمارے ہاں سے کھانا لیجایا کرے۔"

اسکی آنکھوں میں پھر آنسو بھر آئے، لیکن بڑی کوشش سے وہ انہیں پی گیا۔

"ڈاکٹر بوس جی نے کیا کہا؟ "

سلطانہ نے سلیم کے آتے ہی انتہائی شوق کیساتھ اس سے سوال کیا۔

سلیم :۔ (اپنے رنج وغم کو چھپاکر اور مسکراتا ہوا چہرہ بناکر) پیاری سلطانہ! بوس جی یا کوئی اور ایسی آنکھوں کا علاج کیا کرسکتے ہیں کہ جنکی بینائی ہمیشہ کیلئے زائل ہوچکی جس روز سے میں نے تم سے وعدہ کیا تھا میں ابتک ایک مرتبہ بھی نہیں رویا تھا لیکن آج میری طبیعت قابو سے باہر ہوگئی اور کسیطرح بغیر روئے نہ رہ سکا، اپنی اس وعدہ خلافی کا مجھے حد سے زیادہ افسوس اور رنج ہے لیکن تم نے ضد کرکے مجھے بوس جی کے پاس بھیجا تھا۔ میں جانتا تھا کہ دوسرے بڑے ڈاکٹروں کی طرح وہ بھی کچھ نہ کرسکیں گے، وہی ہوا اور اُن کے جواب سے دل پر کچھ ایسی چوٹ لگی کہ میں بیتاب ہوگیا اور بالکل بے اختیاری کے عالم میں آنسو جاری ہوگئے۔ اچھا ہوا کہ تم میرے ساتھ نہیں گئی تھیں۔ اور لے نورا کو بھیج دیا تھا۔ تم جاتیں تو تمہیں دو صدمے پہونچتے ایک تو ڈاکٹر کا صاف جواب اور دوسرے میری وعدہ خلافی۔ میں تم سے سچے دل سے معافی چاہتا ہوں۔

سلطانہ :۔ (بھرائی ہوئی آواز میں) ارے یہ وعدہ گیا بھاڑ چولھے میں! اس کا اتنا خیال تمہیں کیوں ہے، ایسے وقت میں کوئی بھی ہوتا تو اُسکے دل پر چوٹ لگتی، اور آنسو نکل آتے۔ تم مجھے ساری باتیں تفصیل سے بتادو۔ تم نے اُن سے کیا کیا کہا اور اُنہوں نے کیا جواب دیا۔

سلیم :۔ تم سننا چاہتی ہو تو میں سُنائے دیتا ہوں، لیکن اب اس سے حاصل کیا ہوگا؟

سلطانہ۔ ممکن ہے کہ تم نے حالات اُنہیں بتائے ہوں، اسلئے انکی یہ رائے ہو، اور شاید باقیماندہ حالات سن کر وہ رائے بدل لیں۔

سلیم :۔ (مسکراکر) نوجوان دلوں میں اُمید کس قدر بھری ہوتی ہے! اچھا سُنو، میں ڈاکٹر بوس جی کے ہاں گیا۔ بڑے خوش خلق آدمی ہیں، بہت اچھی طرح پیش آئے، اور انتہائی توجہ کیساتھ میرا حال سننے کیلئے بیٹھ گئے، میں نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہا کہ میری آنکھیں آج سے دو سال پیشتر تک بالکل اچھی تھیں، بلکہ شاید غیر معمولی طور پر اچھی تھیں کیونکہ مجھے یاد نہیں کہ کبھی ان کے متعلق مجھے کوئی شکایت ہوئی ہو، ایک روز میں کلیان گیا ہوا تھا وہاں سے واپسی میں

ھے ذرا دیر ہوگئی اور میں بہت ہی تیز رفتار سے اسٹیشن کیطرف
رہا تھا کہ یکایک مجھے اپنے سامنے زمین پہ ایک کالا سانپ
لیتا ہوا نظر آیا۔ قریب تہا کہ اس پر میرا پاؤں پڑجائے، ایک
ے اختیاری کے عالم میں میں نے اپنا قدم روکا اور زور سے
یر کو اُچھلا تاکہ اس سے بچ جاؤں، اتفاق سے وہاں ایک درخت
ا اور اُچھلنے پر میرا سر بڑے زور سے اسکے تہنے میں لگا، درخت
ں سر لگتے ہی ایک چمک یا روشنی سی مجھے آنکھوں کے سامنے
علوم ہوئی، اور میں بیہوش ہوکر گر گیا۔ ہوش آنے پر مجھے معلوم
ا کہ میری آنکھوں کی بینائی جاتی رہی ہے۔ میں نے ڈاکٹر سینڈرسن
ر ڈاکٹر قریشی اور ڈاکٹر فرامرجی غرضکہ بہت سے نامی گرامی ڈاکٹروں
پنی آنکھیں دکھائیں، اور اب بھی جب کسی مشہور معالج کا ذکر سنتا
ں تو دکھاتا رہتا ہوں لیکن کسی نے کوئی اُمید نہ دلائی اور سب نے
ں کہا کہ ان آنکھوں کا علاج نہیں ہوسکتا۔ اب آپ کا شہرہ سنکر
پ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ میرا قصہ آپ نے سن لیا، اب
پ جس طرح چاہیں میری آنکھوں کا امتحان کیجئے، اور اگر کسیطرح
ئی علاج ان کا ہوسکتا ہے تو بتائیے۔ میں نے یہ بھی کہدیا تہا کہ
رے پاس خدا کے فضل سے دولت بہت کافی ہے اور میں ہر قسم
ے اخراجات خوشی سے برداشت کرسکتا ہوں۔

اس تمام داستان کو سننے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے
اجانے کس کس طریقے سے میری آنکھوں کا امتحان کیا اور
ئی گھنٹہ بھر اسکام پر ضائع کرنیکے بعد کہنے لگے کہ مسٹر سلیم یہ
ل صحیح ہے کہ آپکی آنکھیں ہمیشہ کیلئے جاتی رہی ہیں اور دنیا
ں کوئی ایسی دوا نہیں ہے جس سے یہ پھر ٹھیک ہوجائیں۔
کٹروں نے جو کچھ آپ سے کہا تہا ٹھیک کہا تھا کیونکہ ان کا صرف
ک صورت سے علاج ہوسکتا ہے اور وہ صورت بالکل ناممکن ہے۔

میں نے یہ سن لینے کے باوجود کہ وہ علاج ممکن نہیں ہے
ی سے بڑے شوق سے پوچھا کہ وہ کیا صورت ہے۔ بولے کہ جرمنی
ے ڈاکٹروں نے یہ مشق بہم پہنچائی ہے کہ بیکار آنکھ کو نکال کر اسکی جگہ
وسری اچھی آنکھ رکھدیتے ہیں، اور وہ جگہ پکڑ لیتی ہے، جانوروں پر
س قسم کے تجربے میں نے خود کئے ہیں لیکن کسی انسان کو اس
رح سے کیسے فائدہ پہنچ سکتا ہے کیونکہ جو آنکھ بدلے میں رکھی
ئی ہے وہ بھی کسی انسان کی تندرست آنکھ ہونی چاہیئے۔ اب ایسا
ئی انسان کہاں ملے جو اپنی آنکھیں دوسرے کو دیدے۔

اسکے بعد میں نے پھر کہا کہ تو ڈاکٹر صاحب اب کوئی اُمید
نہیں ہے، بہت رنجیدہ ہوکر کہنے لگے کہ ہاں بس آپ کو اپنی قسمت پر
صبر کرنا چاہیئے۔

اتنا کہہ کر سلیم خاموش ہوگیا۔ سلطانہ بھی خاموش تھی وہ
دل ہی دلمیں کچھ سوچ رہی تھی۔

سلیم کیوں سلطانہ تم خاموش کیوں ہو، مجھے اب صبر آگیا ہے
اور تم بھی بس اب جس طرح ہوسکے صبر ہی کرلو۔ ہم اس دُنیا سے
نکلکر جہاں آنکھوں اور کانوں کی ضرورت ہوتی ہے اپنی محبت کی
نئی دنیا میں جا بسیں گے جہاں دل کے سوا اور کسی چیز کی ضرورت
نہیں ہوتی اچھا ہے کہ میں اندھا ہوگیا جن آنکھوں میں تم سما چکی
ہو ان سے دُنیا کی کسی اور چیز کو دیکھنا مناسب بھی نہ تہا۔ اور ہاں
اب وقت اور زمانے کے ظلم سے بھی تم محفوظ ہوگئیں۔ اب تم اگر
سو برس کی بڑھیا بھی ہوجاؤگی تب بھی میرے خیال کی نگاہوں میں
تم اتنی ہی حسین اور اتنی ہی نوجوان رہو گی کہ جتنی دو برس پہلے تھیں
میرے سامنے جب تمہاری تصویر آئیگی تو وہ وہی ہوگی جو اُس روز
میرے کلیان جانیکے دن تھی۔ وہی ہلکے فیروزی رنگ کی ساری،
وہی قرمزی رنگ کا جمپر، وہی آڑی مانگ، اور بالوں میں وہ جڑاؤ
بروچ...... ...... اب بھی تو میں تمہیں دیکھ رہا ہوں......
...... وہ تم سنگار کی میز کے پاس سے اٹھلاتی ہوئی آرہی ہو
شرارت سے باز نہیں آتیں۔ میرا منہ کیوں چڑا دیا.........
.... آہ!

سلیم نے اپنی کانپتی ہوئی انگلیوں سے اِدہر اُدہر ٹٹولنا
شروع کیا، اور جب سلطانہ کے جسم کو ہاتھ لگا تو اُسے اپنی بغل میں
لیکر دیر تک سمجھاتا رہا۔

سلطانہ :۔ اچھا ڈاکٹر صاحب نے یہ تو کہا تہا نا کہ ایسی آنکھوں کا
ایک ہی طرح سہی لیکن علاج ہوسکتا ہے۔

سلیم :۔ پیاری! اب اس ذکر کو چھوڑ دو۔ جو علاج کسی طرح
میسر ہی نہیں آسکتا اسکا خیال بھی کیوں کیا جائے۔

سلطانہ :۔ لیکن فرض کرو کہ کہیں سے کسی انسان کی آنکھیں مل جائیں
تو کیا ڈاکٹر صاحب سچ مچ ایسا کرسکتے ہیں کہ ان آنکھوں کو بدلدیں
مجھے تو یقین نہیں آتا کہ ایسا ہوسکے۔

سلیم :۔ ہو بھی سکتا ہو تو فائدہ کیا؟

سلطانہ :۔ میں ....

سلیم :(چونک کر) میں کیا؟ تم کیا کہہ رہی تھیں، خاموش کیوں ہوگئیں؟

سلطانہ (بات کاٹکر) کچھ نہیں، میں یہ کہہ رہی تھی کہ اسکے معنی یہی تو ہوئے کہ کوئی لاعلاج بیماری نہیں ہے؟ شاید ہماری قسمت سے خدا اپنے اوکسی بندے کو بھیجے جو کسی دوسرے طریقہ پر علاج کردے۔ یہاں کے ڈاکٹروں نے تو کبھی یہ کہا ہی نہ تھا کہ ان آنکھوں کا کسی طرح بھی علاج ہوسکتا ہے۔

سلیم :- افوہ! تم واقعی سچی مسلمان ہو، ایک مسلمان کیلئے مایوس ہوجانا کفر ہے۔

"بڑا عجیب سا نام ہے۔ اچھا بلا لو"

ڈاکٹر بومن جی نے ملاقات کا کارڈ دیکھکر اپنے خدمتگار سے کہا۔

"ہندوستانی لوگ وقت کی پابندی بالکل نہیں کرتے مطب کا وقت ختم ہوچکا ہے، پھر بھی یہ خاتون تشریف لے آئیں، ایک ڈاکٹر کو بھی کچھ نہ کچھ وقت تو فرصت کا ملنا چاہیئے، لوگوں نے اسی طرح دق کیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں مجھے پھر بھاگ کر ولایت نہ جانا............

"آئیے اس طرف تشریف لے آئیے۔ کیسے تکلیف فرمائی؟ کیا میں آپکی کچھ خدمت کرسکتا ہوں؟"

آنے والی خاتون سے بومن جی نے اپنے مخصوص لہجہ میں کہا۔

خاتون :- ڈاکٹر صاحب معاف کیجئے گا میں آپکے مطب کے وقت میں نہ آسکی اور اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ میں نے ابھی ابھی باہر تختے پر آپکے مطب کے اوقات لکھے ہوئے دیکھے ہیں، اگر آپ کو فرصت نہ ہو تو میں واپس جانے اور پھر صحیح وقت پر آنے کیلئے تیار ہوں

بومن جی :- نہیں اس کا کچھ خیال نہ کیجئے، مجھے اسوقت بھی کوئی خاص کام نہیں ہے کیا آپ کو آنکھوں کی کمزوری کی کچھ شکایت ہے؟

خاتون :- (مسکراکر) جی نہیں میری آنکھیں ابھی تک تو بالکل اچھی ہیں لیکن میں چاہتی ہوں کہ انہیں خراب کردیں۔

بومن جی :- (کسی قدر حیرت سے) میں خراب کردوں! میں تو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خراب آنکھوں کو درست کیا کرتا ہوں۔

خاتون :- شاید آپ کو یاد ہو کل صبح ایک نابینا شخص آپ کے پاس علاج کرانیکے لئے آئے تھے، ان سے آپ نے یہ فرمایا تھا کہ انکی آنکھوں کا علاج اسکے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ ان آنکھوں کو نکال کر انکی جگہ دوسری آنکھیں لگادی جائیں۔

بومن جی :- جی ہاں مجھے یاد آگیا، ایک خوبصورت سے نوجوان جنکی آنکھیں دماغ کو صدمہ پہونچنے سے یکایک بیکار ہوگئیں ہیں؟

خاتون :- جی ہاں وہی (کسی قدر شرماکر) میں انکی بیوی ہوں اور آپ سے یہ درخواست کرنے آئی ہوں کہ آپ میری آنکھیں نکال کران کے لگادیجئے۔

"کیا کہا! آپ کی آنکھیں! آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں! آپ یہ چاہتی ہیں کہ میں آپ کو اندھا کردوں! محترم خاتون! مجھ سے یہ تو نہ ہوسکیگا۔ آپ شاید کسی فوری جوش کے اثر سے یہ کہنے کیلئے چلی آئی ہیں میں آپ سے درخواست کرونگا کہ آپ گھر جائیے اور ٹھنڈے دل سے خود اپنی اس عجیب درخواست پر غور کیجئے دنیا میں انسان کو آنکھوں سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں ہوتی"

خاتون :- آپ کا یہ خیال غلط ہے، دنیا میں آنکھوں سے زیادہ عزیز چیزیں موجود ہیں۔

بومن جی :- میں ممنون ہونگا اگر آپ مجھے بتادیں۔

خاتون :- خاوند............

کمرے میں سناٹا چھاگیا۔ بومن جی حیرت سے اس نوجوان عورت کا منہ تکنے لگے، انہیں ایسا معلوم ہورہا تھا کہ ان کے سامنے کرسی پر ایک فرشتہ متمکن ہے۔ سلطانہ انہیں اس وقت ایک عظیم المرتبت اور ذیشان ملکہ معلوم ہورہی تھی جو اپنے پورے شاہی تزک و احتشام کیساتھ اپنے تخت پر بیٹھی ہو۔

کچھ عرصہ کے بعد ڈاکٹر کے حواس بجا ہوئے تو انہوں نے کہا۔

"کیا واقعی آپ اتنی بڑی قربانی کرنیکے لئے تیار ہیں؟ کیا آپ کو اس بات کا اندازہ ہے کہ آنکھوں کے بغیر یہ دنیا جہنم بنجاتی ہے"

سلطانہ۔ (متانت کے ساتھ مسکراکر) ڈاکٹر صاحب آپ اس قدر حیران کیوں ہیں۔ میں نے اپنی آئندہ زندگی کے متعلق سب کچھ سوچ لیا ہے، میں جانتی ہوں کہ مسرتوں اور دلفریبیوں سے بھری ہوئی یہ دنیا میرے لئے دوزخ ہوجائیگی، لیکن دل کو یہ خوشی اور اطمینان کہ میں نے خود دوزخ میں کود کر اپنے خاوند کو دوزخ سے نکال دیا کیا کوئی معمولی سی چیز ہے، اور کیا اس اطمینان کی بدولت

میری زندگی بہشت کی زندگی ہو جائیگی؟"

یوسن جی :- حیرت انگیز لڑکی! معاف کیجئیگا میں نے آپ کو خاتون کی بجائے لڑکی کہدیا حقیقت ہے کہ عورت کو سمجھنا بہت دشوار ہے۔ اور پھر مجھ جیسے شخص کیلئے جو تمام عمر عورتوں سے دور ہی دور رہا۔ بہر حال آپ نے میرے غرور کو شکست دیدی ہیں سچے دل سے اسکا اعتراف کرتا ہوں یہ بات کبھی میرے وہم و گمان میں بھی نہ آسکتی تھی کہ کوئی عورت اتنی دلیر اور اپنی محبت میں اتنی سچی ہو سکتی ہے۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو آپ کے فرقے کو ذلت اور حقارت کی نظر سے دیکھا کرتے ہیں۔ اور جنکے دل میں اکثر یہ سوال پیدا ہوا کرتا ہے کہ خدا نے عورت جیسی چیز کو پیدا کر کے کیوں اس دنیا کی زندگی تلخ کر دی ہے لیکن آج میری آنکھیں کھل گئیں اور اب مجھے اپنے گذشتہ زمانے کے خیالات پر دلی افسوس ہے اگر میں غلطی نہیں کر رہا ہوں تو غالباً آپ ایک مسلم خاتون ہیں نا؟

سلطانہ :- جی ہاں میں مسلمان ہوں لیکن اس میں ہندو اور مسلمان پارسی اور عیسائی کیا۔ یہ مسئلہ تو درحقیقت مشرق اور مغرب کا ہے آپکی عمر کا بیشتر حصہ یورپ میں گذرا ہے۔ آپ نے آنکھ کھول کر مغرب کی عورت کو دیکھا اور یہ واقعہ ہے مغرب کی عورت اکثر حالات میں ایثار نفس کے اس جذبے سے خالی ہوتی ہے اگر آپ مشرق کی عورت کا مطالعہ کرتے تو آپکو معلوم ہوتا کہ یہاں ہر عورت کا دل خواہ وہ کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتی ہو اسی جذبے سے معمور ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ مشرقی عورت کی نظر میں خاوند "خدا" ہوتا ہے۔

یوسن جی :- (سر کو دائیں بائیں جنبش دیکر) سچ ہے "مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب" اور یہ دونوں کبھی نہیں ملسکتے۔ لیکن آپ ایک بات تو مجھے بتائیے۔ آپ اپنی آنکھیں اپنے شوہر کو دینے کیلئے آئی ہیں تو کیا وہ بھی اس بات پر راضی ہیں۔

سلطانہ :- راضی؟ - توبہ کیجئے، انہیں اگر جھوٹوں بھی یہ شک ہو گیا کہ میری آنکھیں نکال کر ان کا علاج کیا جا رہا ہے تو ہرگز ہرگز آپ کو اپنے قریب بھی نہ آنے دینگے۔ بلکہ مجھے تو یہ بھی ڈر ہے کہ آنکھیں اچھی ہو نیکے بعد جب وہ یہ دیکھیں گے کہ میری آنکھیں ان کے لگائی گئی ہیں تو وہ اپنے ہاتھوں سے انہیں کہیں نہ نکال کے پھینکدیں۔

یوسن جی :- ایسا اندیشہ ہے تو پھر آپ اپنی آنکھیں کیوں نکلوائے دیتی ہیں؟ اگر یہ یقین ہو کہ ان آنکھوں سے آپ کے خاوند صاحب فائدہ اٹھائیں گے، تب تو خیر آپکی یہ عجیب و غریب قربانی کسی نہ کسی حد تک درست ہے لیکن اگر حالات معلوم ہونے پر انہوں نے انہیں نکال کر پھینک دیا تو ان کو بھی نفع نہ پہنچا اور آپ بھی آنکھوں کو محتاج ہو گئیں، یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟

سلطانہ :- آپ نے کبھی کسی سے محبت کی ہوتی تو معلوم ہوتا اصل یہ ہے کہ محبت ہمیشہ اندھی ہوتی ہے، وہ کبھی مصلحتوں کو نہیں دیکھا کرتی۔ میں اندھی ہو جاؤنگی بلا سے، اُن کی جگہ۔ یہ ایک تمنا ہے کہ صرف اتنی ہی دیر کے لیے آنکھیں مل جائیں کہ ایک مرتبہ میری صورت دیکھ لیں یہ تو پوری ہو جائیگی، اور اگر میری منت سماجت سے وہ اس پر راضی ہو گئے کہ ان کی آنکھوں کو رہنے دیں تو پھر میرا اصلی مقصد حاصل ہوتا ہے کہ میں کسیطرح تو ان کے کام آئی

یوسن جی :- (ایک بہت ہی گہرا سانس لے کر) میرا خیال ہے کہ اب میں کچھ کچھ سمجھ چلا جسے آپ محبت کی دنیا کہتی ہیں وہ درحقیقت "بیوقوفوں کی بہشت" ہے۔

سلطانہ :- مجھے افسوس ہے کہ اب مجھے سچ مچ آپکی ناسمجھی کا افسوس کرنا پڑا۔ آپ جسے عقلمندوں کی بہشت سمجھتے ہیں اُس دنیا میں کیا ہوتا ہے یہی نا کہ ہر شخص ہر وقت چوکنا اور مستعد رہتا ہے کہ اگر ادھر سے حملہ ہوا تو یوں بچاؤنگا، اور ادھر سے کسی نے وار کیا تو اسکا یہ توڑ ہوگا آپ کے عقلمند آپ کی بہشت میں رہ کر یہی رات دن اسی فکر میں تو رہتے ہیں کہ دوسروں کو گراؤ اور خود ابھرو۔ دوسروں کو پیچھے ہٹاؤ اور خود آگے بڑھو، اور دوسروں کو نیچا دکھاؤ اور خود اونچے ہو جاؤ، جب یہ حالت ہے تو اب میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ جس بہشت کے اندر جان کو اتنے آزار ہوں کہ جہاں ایک لمحہ بھی فکر اور تردد سے خالی نہ گذرے، اور جہاں انسان کا مقصد خود پرستی اور خود غرضی کے سوا کچھ نہ ہو کیا اس بہشت کو صحیح معنوں میں بہشت کہا جاسکتا ہے آپ تو پارسی قوم سے تعلق رکھتے ہیں، آپ کے اصلی وطن ہی کے ایک شاعر کا قول ہے کہ :-

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

اسکے دماغ میں بہشت کا صحیح تخیل یہ ہے کہ وہاں انسان کے لئے کوئی آزار نہ ہو اور کسی کو کسی سے کسی قسم کا واسطہ نہ ہو حقیقت بھی یہی ہے کہ ہم بہشت اسی جگہ کو کہہ سکتے ہیں جہاں ہمیں زندگی کی ان ہزاروں طرح کی پریشانیوں سے نجات مل جائے نہ کہ

اوپر حملہ ہونے کا خوف ہو، اور نہ خود کسی پر حملہ کرنے کی فکر اور نہ کبھی سے آگے بڑھنے کی تمنا ہو اور نہ پیچھے رہ جانے کا رنج۔ اب ایسی بہشت کبھی "عقلمندوں" کی بہشت تو نہیں ہو سکتی۔ آپ اسے "بیوقوفوں" کی بہشت کہنا چاہتے ہیں کہیے لیکن حقیقت یہی ہے کہ بہشت صرف اسی جگہ کا نام ہو سکتا ہے جہاں محبت، قربانی اور ایثار کی کارفرمائی ہو۔ اور جہاں نفرت، غصہ، لغزت اور انتقام کا کبھی گذر نہ ہو سکے۔

"لیکن محترم خاتون" بومن جی نے ذرا جھلاتے ہوئے کہا۔ میں آپ کے ان خیالات کی سچے دل سے قدر کرتا ہوں لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آخر قربانی اور ایثار کی کوئی حد بھی تو ہونی چاہیئے۔ آپ غیر کیلئے آنکھوں جیسی نعمت سے محروم ہوجانا چاہتی ہیں یہ کہاں تک درست ہے؟

سلطانہ:۔ میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ مصلحت اندیشی محبت میں نہیں ہوتی۔ عقل کے نزدیک تو میرا یہ فعل کسی حد تک بھی درست نہیں ہو لیکن محبت کے نزدیک تو میرا یہ فعل ایک بالکل معمولی سی بات ہو۔ مگر نہیں میں نے غلطی کی۔ میں تو اسے عقل کی رُو سے بھی بالکل درست سمجھتی ہوں۔

بومن جی:۔ وہ کیسے؟

سلطانہ:۔ میں آپ سے یہ پوچھتی ہو کہ کیا کسی طرح بھی دنیا کا کوئی ڈاکٹر یا حکیم مجھے سچے طور پر یہ یقین دلا سکتا ہو کہ میں کل نہیں مرجاؤنگی؟ یا آپ اپنے علم و فن کی مدد سے کسی طرح بھی بتا سکتے ہیں کہ میں اس وقت آپکے پاس سے اٹھ کر جاؤں تو کسی موٹر یا ٹریم سے ٹکرا کر نہیں مر سکتی۔ اگر آپ ذمہ نہیں لے سکتے تو یہ سوچیئے کہ ایک ایسی ناپائدار زندگی کیلئے جسکا ایک دم کا بھی بھروسہ نہیں ہو۔ میں کیوں اپنے آپ کو اس روحانی مسرت سے محروم کروں جو اپنے خاوند کی خدمت سے مجھے حاصل ہوگی، اور نہ اپنی آنکھیں بلکہ اپنی زندگی ایک ایسی ہستی پر نثار کردوں کہ جو مجھے دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے۔ آخر جنگ کے موقع پر لاکھوں کی تعداد میں نوجوان گھروں سے نکل نکل کر کیوں جان دینے کیلئے میدان جنگ کو جاتے ہیں؟ انہیں بھی تو وطن کی محبت ہی لیجاتی ہو۔ اگر ان کا جان دینا عقل کے نزدیک جائز ہے تو پھر میرا اپنی آنکھیں دینا کیوں نادرست ٹھہرے؟

بومن جی:۔ وہ تو ایک خاص مقصد کیلئے اپنی جان دیتے ہیں۔ دشمنوں سے اپنے وطن کی حفاظت کرنا ان کا مقصد ہو۔

سلطانہ:۔ (ہنس کر) میرا بھی تو ایک مقصد ہے۔

بومن جی:۔ وہ کیا؟

سلطانہ:۔ وہ یہی کہ مجھے یہ روحانی مسرت اور دلی اطمینان حاصل ہو کہ میں نے ایک شخص کی دلی تمنا پوری کردی جس سے مجھے محبت ہو۔

بومن جی:۔ لیکن مقصد مقصد میں فرق ہوتا ہے۔ آپ جو کچھ کرینگی وہ صرف اپنا دل خوش کرنیکے لیے، اسلئے یہ مقصد ادنیٰ قسم کا ہے۔ لڑائی میں جو لوگ جانیں دیتے ہیں ان کا مقصد اعلیٰ ہوتا ہے کیونکہ جو کچھ کرتے ہیں وہ اپنی قوم اور اپنی آئندہ نسل کے لیے۔

سلطانہ:۔ خواہ مخواہ کی بحث بڑھتی جا رہی ہے۔ میں نے اس لیے کچھ اور نہیں کہا تھا کہ آپ اسے شیخی خیال کرتے، درحقیقت میرا مقصد بھی اتنا ہی اعلیٰ ہو۔ میرے اس واقعہ کو سننے کے بعد کیا مردوں کے دل میں عورتوں کی عزت اور عظمت نہیں بڑھیگی؟ کیا ابھی آپ نے مجھ سے نہیں کہا تھا کہ آپ عورتوں سے نفرت کیا کرتے تھے، لیکن صرف میرے اتنا کہنے پر کہ میں اپنے خاوند کے لئے اپنی آنکھیں دینے آئی ہوں، آپ کے دل میں عورتوں کی وقعت قائم ہوگئی؟ میرے اس فعل سے میرے پورے فرقے کی عزت بڑھیگی، پھر آپ میرے مقصد کو ادنیٰ کیسے کہہ سکتے ہیں؟

بومن جی:۔ آپ جیتیں اور میں ہارا۔ لیکن مجھ سے یہ تو نہ ہوگا کہ میں آپکی آنکھیں نکالکر آپکی ساری زندگی تباہ کردوں۔ لیکن ٹھہریئے

. . . .

ڈاکٹر بومن جی کچھ کہتے کہتے یکایک رُک گئے اور پھر کرسی سے اٹھکر کمرے میں ٹہلنے لگے۔ ایک ہاتھ سر پر رکھا تھا، اور سر آگے کیطرف کو خوب جھکا ہوا تھا۔

سلطانہ شش و پنج کے عالم میں ڈاکٹر کو دیکھ رہی تھی اور امید و بیم کی حالت میں اپنی قسمت کے فیصلہ کا انتظار کر رہی تھی کوئی دس منٹ تک ٹہلنے کے بعد ڈاکٹر بومن جی رُکے اور اپنی کرسی کے پیچھے کھڑے ہو کر کہنے لگے۔

معزز خاتون! میں نے اپنا دل پتھر کا کر لیا ہو، اور اب میں اسکے لئے تیار ہوں کہ اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو آپکی آنکھیں نکال کر آپ کے شوہر کی آنکھوں کی جگہ لگا دوں میری اس آپریشن کی فیس پانچ ہزار روپے ہوگی۔

سلطانہ:۔ میں پانچ ہزار کی بجائے آپ کو دس ہزار دینے کو

تیار ہوں صرف ایک شرط ہو اور وہ یہ کہ میرے خاوند کو کسی طرح شبہ بھی نہ ہونے پائے کہ آپ میری آنکھیں ان کے لگا رہے ہیں

بومن جی :- یہ شرط تو میں خود ہی پیش کرتا، کیونکہ اگر انہیں ذرا سا بھی شک ہو گیا تو وہ ہرگز ہرگز آپریشن نہ کرائیں گے۔ ایسا سنگدل کونسا مرد ہو سکتا ہے کہ جو اپنی آنکھیں روشن کرنیکے لئے اپنی بیوی کا اندھا ہونا گوارا کرے

سلطانہ : تو پھر آپ ایسا کیجئے کہ اپنی طرف سے خود ہی انہیں لکھکر بھیجئے کہ اتفاق سے ایک غریب آدمی ایسا مل گیا ہے جو پانچ ہزار روپے لیکر اپنی آنکھیں دینے کو تیار ہے، اگر آپ اپنی آنکھوں کا علاج کرانا چاہتے ہیں تو کرالیں۔

بومن جی :- (مسکراکر) عورت کو سمجھنا کس قدر مشکل ہے !!

پیر کا دن آپریشن کے لئے مقرر ہوا تھا۔

اوّل تو سلیم نے صاف انکار کر دیا تھا کہ میرا دل کسی طرح گوارا نہیں کرتا کہ میری آنکھوں کی درستی کیلئے کسی دوسرے شخص کو آنکھوں سے محروم کیا جائے، لیکن ڈاکٹر بومن جی کے اصرار اور سلطانہ کی ضد نے اُسے مجبور کر دیا۔ آنکھوں کی قیمت پانچ ہزار طلب کیگئی تھی اُس نے اپنی طرف سے اس رقم کو دوگنا کر دیا اور اسکے بعد ڈاکٹر بومن جی کے مشورے سے نومبر کی ۲۰ تاریخ اور پیر کا دن مقرر کر دیا گیا۔ سلطانہ کی درخواست پر ڈاکٹر صاحب نے یہ منظور کر لیا کہ آپریشن مکان ہی پہ ہو۔

کوٹھی کا ایک چھوٹا کمرہ اس کام کیلئے پسند کر لیا گیا، اور اسکی صفائی اور آپریشن کیلئے ضروری تیاریوں کا انتظام ڈاکٹر بومن جی نے اپنی نگرانی میں کرایا۔ چھت، دیواریں، فرش، دروازے سب ایک ایسی دوا کے پانی سے دھوئے گئے جو قاتل جراثیم تھی، ضروری تعداد میں میزیں اسی پانی سے دُھلوا کر ایک روز پہلے سے بچھوا دی گئیں، اور دن کے دن صبح کو ڈاکٹر بومن جی دواؤں کی بڑی بڑی بوتلیں، شیشے کی میزیں اور اوزاروں کے بڑے بڑے بکس لئے ہوئے آموجود ہوئے

صبح ہی سے سلیم کچھ چپ چپ تھا۔ بار بار اس طرح اپنے قلب پر ہاتھ رکھ لیتا تھا کہ جیسے دل دھڑکتا ہو۔ آنکھوں کی روشنی پھر ملنے کی جیسی خوشی ہونی چاہیئے تھی وہ اسکے چہرہ پر نہ تھی، سلطانہ کیساتھ جائے پیکر وہ آپریشن کے کمرے میں چلا

تو ضرور آیا، لیکن بالکل کھویا ہوا سا معلوم ہوتا تھا۔

"آج تم اس قدر خاموش کیوں ہو؟" سلطانہ نے اپنے محبت بھرے لہجے میں پوچھا۔ اس سوال پر وہ کچھ اس طرح چونک پڑا کہ گویا سویا ہوا تھا۔

کچھ نہیں، کوئی خاص بات تو نہیں ہے۔ لیکن خدا جانے کیوں میرا دل بیٹھا سا جا رہا ہے۔ آپریشن کرانے کو میرا دل نہیں چاہتا۔

سلطانہ : (ہنس کر) ڈاکٹر صاحب کے نشتر سے ڈر لگتا ہوگا۔

سلیم :- نہیں اس قسم کا تو کوئی خیال نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آنکھوں کو دواؤں کے ذریعے بے حس کر کے نشتر لگایا جائیگا مجھے خبر بھی نہ ہوگی کہ کیا ہوا، اور کب ہوا۔ نہیں سلطانہ! اس قسم کا تو کوئی خوف میرے دل میں نہیں ہے۔

سلطانہ :- (اکھلاکر) خوف نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟

سلیم :- خدا جانے کیوں میرے دل میں بڑے بڑے خیالات اور توہمات سے آرہے ہیں

سلطانہ : (غور سے سلیم کا چہرہ دیکھکر) توہمات کیسے؟ ایسے فضول وہم اس وقت دل سے نکال ڈالو۔ کیا اب تم میری صورت دیکھنی نہیں چاہتے۔؟

سلیم :- (بھرائی ہوئی آواز میں) سلطانہ! سلطانہ! خدا کے لئے ایسی باتیں اس وقت نہ کرو۔ میرے پاس آؤ۔ یہاں بیٹھو، یہاں سے اُٹھکر کہیں نہ جانا۔ میں تمہارا ہاتھ پکڑے رہونگا۔ اگر تم یہاں سے اُٹھکر گئیں تو میں آپریشن نہیں کراؤنگا۔

سلطانہ :- اوئی توبہ! میں کہتی ہوں تمہیں آج ہو کیا گیا ہے یہ نکاح کی سی شرطیں کیوں ہو رہی ہیں۔ میں آخر چلی کہاں جاؤنگی تمہارے پاس ہی تو بیٹھی ہوں۔

سلیم :- مجھے اس وقت ہنسی کی باتیں بُری معلوم ہو رہی ہیں میرا دل غیر معمولی طور پر کمزور ہو گیا ہے، میرے دماغ میں خدا جانے کیسے خیالات بھرے ہوئے ہیں۔ بس میری یہ شرط تمہیں ماننی پڑیگی نہیں تو میں ہرگز آپریشن نہیں کراؤں گا۔ چاہے ادہر کی دنیا اُدہر ہو جائے۔

سلطانہ :- اے ہے تو اس میں بات ہی کیا ہے تمہیں یہ خیال ہی کیوں ہو گیا ہے کہ میں تمہیں چھوڑ کے کہیں بھاگ جاؤنگی تم اطمینان رکھو اس کمرے سے باہر ہرگز نہیں جاؤنگی۔

سلیم: (جلدی سے بات کاٹ کر) کمرے کے اندر اور باہر کیا ڈر نہیں ہے میں برابر تمہارا ہاتھ پکڑے رہونگا، تم میرے پاس سے ذرا بھی نہیں ہلو گی۔

سلطانہ:۔ اے چلو بھی تم بالکل ننھا بچہ بنگئے ہو، لو میں بیٹھی ہوں اب تو خوش ہو،

کمرے میں ڈاکٹر بومن جی اور ان کا مددگار بوتلیں اور اوزار مناسب مقامات پر رکھنے میں مصروف تھے، میزوں پر چیزیں رکھے جانیکی آوازیں برابر سلیم کے کان میں آرہی تھیں، اور ہر مرتبہ ذرا سے کھٹکے پر وہ سلطانہ کا ہاتھ زور سے تھام لیتا تھا۔ سچ مچ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسے اندیشہ ہے کہ وہ اسے چھوڑ کر بھاگ جائیگی

سلطانہ نے بہت چاہا کہ وہ باتوں میں بہل جائے لیکن وہ بہت چوکنا تھا اور خدا جانے دل میں کیا کیا وہم آرہے تھے کہ ایک لمحہ کیلئے اس نے سلطانہ کا ہاتھ نہ چھوڑا، بلکہ گرفت تک ڈھیلی نہ کی

"سب چیزیں تیار ہیں" بومن جی نے کسی قدر کرخت آواز سے کہا "بیگم صاحبہ آپ کو ذرا تکلیف ہوگی ایک ذرا ادھر آجائیے"

"نہیں میں تمہیں نہیں جانے دونگا" سلیم نے گھبرا کر کہا۔

سلطانہ:۔ میں ابھی آجاؤنگی تم اس قدر گھبراتے کیوں ہو۔

یہ کہکر اور زبردستی اپنا ہاتھ چھڑا کر سلطانہ چلی گئی،

مضطرب اور بیقرار ہوکر سلیم آرام کرسی پر سیدھا ہو کے بیٹھ گیا اور اپنے کان آپریشن کی میز کی طرف لگالئے۔ گویا اسے شک تھا کہ اس طرف سے کوئی بری آواز سنائی دے گی اصل یہ ہے کہ اسے ایک شبہ سا ہوگیا تھا کہ شاید سلطانہ اسکی خاطر اپنی آنکھیں قربان کر رہی ہے، اس خیال کو وہ دل سے جسقدر نکالنا چاہتا تھا اسی قدر یہ اور پختہ ہوتا جارہا تھا حتی کہ اب اسے کامل یقین ہوگیا تھا کہ سلطانہ نے بومن جی سے ملکر سازش کی ہے اور جو آنکھیں میرے لگائے نکالی جائیں گی وہ سلطانہ کی ہونگی۔ اسکے دماغ میں خیالات کا ایک تلاطم برپا تھا، اسکی روح پر ایک اضطراب طاری تھا اور اس کا قلب اس حد تک مختلج تھا کہ اسکا تمام جسم تھر تھر کانپ رہا تھا اسے ایسا محسوس ہورہا تھا کہ کوئی جلتی ہوئی لوہے کی سیخ سے اسکے دماغ کو داغ رہا ہے کئی مرتبہ اس نے چاہا کہ کچھ کہے، کرسی پر ذرا آگے کو سرک کر بیٹھا، بولنے کے لئے کھانس کر گلا صاف نہ کیا لیکن پھر ہمت نہ پڑی کہ شاید یہ سب خیالات بالکل بے بنیاد ہی ہوں۔

سلطانہ کی غیر حاضری اسے شاق گذر رہی تھی وہ برابر آہٹ پر کان لگائے ہوئے تھا، اور ارادہ کر رہا تھا کہ اسے آواز دے کہ اتنے میں اسکے کانوں نے یہ ہلکی سی آواز بومن جی کی سنی۔

"ادھر کو لیٹئے، سر کو اس طرف کر لیجئے، یہ بال بھی آنکھوں کے پاس سے ہٹا لیجئے۔

یہ آواز ایک تیر تھی کہ اسکے دماغ کے پار ہوگئی، تمام خیالات اور سارے توہمات مجسم ہوکر اسکی نظر کے سامنے آگئے، اسے نظر آرہا تھا کہ سلطانہ میز پر لیٹی ہوئی ہے اور ڈاکٹر آنکھیں نکالنے کے لئے تیار ہے۔

چینی کے برتن میں لوہے کے کسی آوزار کے گرنے کی آواز آئی.......

"آہ! بومن جی، بومن جی، او ڈاکٹر! او کمبخت ملعون! یاد رکھنا اگر میری بیوی کی آنکھ کو ذرا سا بھی صدمہ پہنچا تو تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا".......

اضطراب اور ہیجان کے عالم میں وہ گھبرا کر اٹھا اور اندازے سے میز کی طرف دوڑا۔

دھڑ دھڑ دھڑ دھڑ...............

میز گری، تڑاق پڑاق بوتلیں گر کر ٹوٹیں اور پھر ایسی میز سے ٹھوکر کھا کر سلیم بھی سر کے بل گرا اور بیہوش!!

ڈاکٹر بومن جی اور سلطانہ دوڑ کر اسکے قریب پہونچے بمشکل اسے اٹھا کر میز پر لٹایا اور ضروری علاج شروع کردیا گیا

"ڈاکٹر صاحب اب کیا ہوگا۔ یہ انہیں کیا ہوگیا؟ یہ بولتے کیوں نہیں۔ ڈاکٹر صاحب انہیں جلدی ہوش میں لائیے" ایک سانس میں سلطانہ نے بومن جی سے کہا۔

بومن جی:۔ آپ گھبرائیے نہیں، مسٹر سلیم ابھی تھوڑی دیر میں ٹھیک ہوجائیں گے۔ سر کی چوٹ سے آدمی اکثر بیہوش ہوجاتا ہے۔

سلطانہ:۔ یہ تو سب بنا بنایا کام بگڑ گیا انہیں ضرور شک ہوگیا تھا کہ آپ میری آنکھیں نکال کر ان کے لگا دیں گے۔ ہائے اللہ! اب کیا ہوگا۔ اب وہ کیسے دیکھنی ہونگے؟

بومن جی:۔ محترم خاتون۔ کام بگڑا نہیں ہے، بلکہ اگر خدا نے چاہا

تو گیا ہے تاپ ابھی کچھ نہ کہئے انہیں ہوش میں آنے دیجئے۔

اندازاً کوئی دس منٹ کے بعد سلیم کو ہوش آیا، اور ہوش آتے ہی وہ بھونچکا ہو کر کھڑا ہو گیا اور جلدی سے دونوں ہاتھوں سے سلطانہ کی آنکھیں ٹٹولیں۔

"سلطانہ! سلطانہ! مجھے تمہاری صورت نظر آ رہی ہے میری آنکھوں میں پھر روشنی آ گئی .... ارے میں تو اب سب کچھ دیکھ رہا ہوں .... تم مجھے دیکھ رہی ہو یا نہیں؟ جلدی بولو۔

سلطانہ:- یا اللہ تیرا ہزار ہزار شکر! یا اللہ تیری قدرت کے قربان! ....

خدا کیلئے پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ مجھے دیکھ ہی ہو یا نہیں

سلطانہ:- میری آنکھوں کو کیا ہو گیا تھا جو میں نہ دیکھتی۔

ڈاکٹر بومن جی ایک طرف کو کھڑے ہوئے مسرت اور دلچسپی کے ساتھ اس سچی خوشی اور دلی مسرت کا تماشہ دیکھ رہے تھے جو اس وقت سلیم اور سلطانہ کو حاصل تھی۔

آخر سلیم کو خیال آیا۔

"ڈاکٹر صاحب کیا آپ نے کس وقت میرا آپریشن کیا؟ میں تو جہاں تک مجھے یاد ہے ٹھوکر کھا کے گرا تھا سر میں چوٹ لگتے ہی ایک چمک سی آنکھوں کے سامنے معلوم ہوئی تھی اور پھر مجھے کچھ خبر نہیں۔"

بومن جی: وہ آپ کا ملعون اور کمبخت ڈاکٹر یہ حاضر ہے آپ پر کوئی اپریشن نہیں کیا گیا ہے۔ آپ سوچئے کہ بھلا دنیا میں کوئی ڈاکٹر ایسا کر سکتا ہے کہ ایک اچھے خاصے آدمی کو صرف اس امید میں اندھا کر دے کہ دوسرے کی آنکھیں شاید درست ہو جائیں گی۔

سلطانہ:- آپ نے خود ہی تو کہا تھا۔

بومن جی:- مسٹر سلیم آپ میرا نام سن کر میرے پاس علاج کیلئے گئے تھے اس سے پیشتر بہت سے ڈاکٹر آپ سے کہہ چکے تھے کہ آپکی آنکھوں کا علاج نہیں ہو سکتا میری بھی یہی رائے تھی۔ لیکن صرف اس خیال سے کہ اگر میں صاف صاف کہونگا تو آپ کا دل دکھیگا میں نے آپ سے یہ کہدیا کہ علاج تو ہے لیکن کوئی دوسرا آدمی اپنی آنکھیں دینے پر راضی نہ ہوگا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ دنیا میں ایسی محبت کرنے والیاں بھی موجود ہیں کہ جیسی مسز سلیم ہیں، دوسرے دن یہ میرے پاس پہونچیں اور خواہش کی کہ میں ان کی آنکھیں نکال کر آپ کے لگا دوں۔

"اف! توبہ! توبہ! مجھے پہلے ہی شک ہوا تھا!" سلیم نے بات کاٹکر کہا۔

"اب میں بہت پریشان ہوا کہ کیا کروں۔ میں صاف انکار کر چکا تھا کہ یکایک مجھے خیال آیا کہ جس طرح دماغ کو اتفاقی صدمہ پہنچنے سے آنکھونکی روشنی زائل ہو گئی ہے اسی طرح اتفاقی صدمہ اگر پھر پہنچے تو غالباً وہ واپس آ جائیگی اسی اتفاقی صدمہ کے پہنچانے کیلئے میں نے یہ سارا سوانگ پھیلایا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ جس طرح سانپ کو دیکھکر خوف اور اضطراب آپکے دماغ میں اس وقت پیدا ہوا تھا ویسا ہی اب پیدا کیا جائے اور مجھے دلی مسرت ہے کہ مجھے اپنی تمام کوششوں میں کامیابی ہوئی۔"

"عورت عجیب شے ہے، عورت کو سمجھنا بہت مشکل ہے" کہتے ہوئے ڈاکٹر بومن جی جلدی سے کمرے سے نکل گئے۔

(ڈاکٹر سعید احمد سعید بریلوی)

بقیہ صفحہ ۳۱

جاتا ہے، جسم میں خشکی پیدا کرتا ہے، دردسر پیدا کرتا ہے آنتوں کو کمزور کرتا ہے

مصالح داخلی استعمال کیلئے روغن گل اس کا مصلح ہے اگر تنہا اس کا ضرورت استعمال کریں تو دس گنا مغز بادام سے بھی اسکی اصلاح ہو جاتی ہے، اگر دوسری ادویہ بھی ساتھ ہیں تو چند مغز بادام کافی ہیں، بڈھوں کیلئے تو ہموزن یا دو چند مغز بادام کافی مصلح ہے۔ اسیطرح روغن بنفشہ، روغن بادام شیریں، روغن اخروٹ گوند ببول بھی مختلف محلات استعمال کے لحاظ سے اسکی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اسکی کثرت سے پیشانی کے بال بھی گر جاتے ہیں، اس ضرر کی اصلاح، ناشپاتی، اسپغول، شکر اور روغن بادام شیریں کرتے ہیں۔

بدل ہموزن افتیمون، اور سقمونیا، بعض نصف وزن صبر زرد مناسب سمجھتے ہیں، اور بعض دو تہائی وزن کندر لکھتے ہیں۔ انطاکی کہتا ہے کہ امراض احشاء میں اس کا بدل سورنجان شیریں ہے، اور امراض چشم میں چاکسو ہے۔

مقدار خوراک سوا دو ماشہ تک ہے بعض نے اس سے زیادہ کی بھی اجازت دی ہے لیکن وہ خطرہ سے خالی نہیں۔

معلومات

سوڈا اور جنسیت اولاد

ولایات متحدہ امریکہ میں حال ہی میں جو عجیب خبریں اہمیت کے ساتھ شہرت پا رہی ہیں ان میں سے ایک دلچسپ اطلاع یہ ہے کہ جو حاملہ عورت یہ چاہتی ہو کہ اسکا بچہ مذکر پیدا ہو تو اُسے چاہیئے کہ اپنی غذا میں کاربونیٹس آف سوڈا اضافہ کر لیا کرے۔ اس سے اس کا مقصد حاصل ہو جائے گا۔

اس قول یا شہرت پر پروفیسر ڈی - امور D. Amour کولوراڈو کی ڈینور یونیورسٹی میں جانچ کی اور چوہوں پر تجربہ کر کے معلوم کیا کہ مولود کی جنسیت میں کاربونیٹ آف سوڈا کو مطلقاً دخل نہیں ہے، جیسا کہ امریکی رسالہ "سائنس" میں لکھا ہوا ہے، پروفیسر موصوف نے ۲۵ چوہیاں لیں اور انہیں ایسی غذا کھلائی جسمیں مذکورہ قسم کا سوڈا شامل ہو جب چوہیوں نے بچے دیئے تو شمار کرنے سے ان میں ۱۵۱ مادہ اور ۱۰۰ نر بچے پائے گئے۔

اس سلسلہ میں پروفیسر نے ۳۸ جفت چوہیاں اور لیں اور انہیں ایسی غذا دی جسمیں ترش دودھ تھا انکے بچے دیکھے گئے تو ان میں ۱۱۳ مادہ اور ۔۔ سو نر نکلے پھر ۴۲ جفت چوہیوں کو معمولی غذا دیکر ان کے بچوں کو دیکھا تو ان میں ۱۰۳ مادہ اور ایکسو نر تھے پہلی قسم کی چوہیوں کو جو غذا دی گئی تھی اس میں ۲½ فیصدی وزن سے کاربونیٹ سوڈا ملا دیا گیا تھا اور دوسری قسم والیوں کو جو دودھ دیا گیا تھا ان میں ۵ فیصدی وزن دودھ کا تھا۔

سورج میں فاسفورس!

اب تک علماء طبیعیات وکیمیا سورج میں فاسفورس کے وجود میں شک کرتے تھے، کیونکہ شعاعوں کی تحلیل سے اس عنصر کا پتہ نہ مل سکا مگر حال ہی میں برسٹن یونیورسٹی کے رصد خانہ کے ناظم ڈاکٹر مور نے ایک تازہ اعلان میں واضح کیا ہے کہ ہمنے رصد خانہ میں شمسی شعاعوں کا مطالعہ ومعائنہ کرنے کے بعد اس کا ثبوت پالیا ہے کہ انسٹھواں عنصر یعنی فاسفورس سورج میں موجود ہے اس دعوے کے دلائل کثرت ہیں اور علماء کا ایک گروہ ہمارے ساتھ ان کو تسلیم کرتا ہے مخفی نہ رہے کہ علمائے فلکیات کا عقیدہ ہے کہ وہ تمام عناصر جو ہمارے عالم ارضی میں موجود ہیں ان سب کا سورج میں موجود ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ کرۂ ارض اصل میں کرۂ شمس ہی سے علیحدہ ہوا ہے،

مستقبل کی حیاتین

ڈاکٹر مکولم امریکی جو حیاتین کی سب سے پہلی قسم ۱۹۱۳ء میں دریافت کر چکے ہیں کہتے ہیں کہ علماء کیمیا مستقبل قریب میں کم از کم حیاتین کی غذا سے تعلق رکھنے والی دو قسمیں اور معلوم کر لینگے اور سائنس عنقریب حیاتینوں کے مزید خواص واضح کر سکے گی جو ابتک علم میں نہیں ہیں، اسی طرح سوڈیم، کیلسیم، میگنیشیم، کلورین، آیوڈین، گندھک، فولاد، پٹیل وغیرہ معدنیات کی حقیقت عمل بھی روشن ہو جائے گی جن کے متعلق ہمارا علم یہ ہے کہ جسم ان سے بے نیاز نہیں ہے۔ مگر ہم اسکے اسباب سے ابتک

سورج کی روشنی کی نقل

ماہرین کیمیا ایسے برقی لیمپ بنانے میں کامیاب ہوگئے ہیں جنکی روشنی طبعی ترکیب میں سورج کی شعاعوں سے مشابہ ہوگی یہ لیمپ معمولی پارہ کے مرکب سے جلتے ہیں اس میں دو بیڈیم نامی عنصر بلبہ ڈرام شامل ہے، یہ عنصر مشہور عناصر میں سب سے زیادہ کمیاب و نادر ہے، اسکے ایک ڈرام کی قیمت تقریباً ایک پونڈ ہے، یہ وہی لیمپ ہے جسے شعاعوں سے علاج کرنیکے والے ڈاکٹر کام میں لاتے ہیں اس مرکب میں اب سے پہلے تھوڑا سا پوٹاسیم ملا دیا جاتا تھا تاکہ اس لیمپ کی روشنی ترکیب کے لحاظ سے سورج کی روشنی سے مشابہ ہو سکے لیکن اب تحقیقات سے ثابت ہوگیا کہ پوٹاسیم لیمپ کو ...

جرمنی میں شادیوں کے متعلق اعداد و شمار

جمعیت الاقوام کے فراہم کردہ اعداد و شمار سے واضح ہے کہ شادیوں کا تناسب مشرق اقصیٰ کے تمام شہروں میں بڑھ رہا ہے، جزائر اوقیانوس میں البتہ اس تناسب میں کمی آرہی ہے۔

جرمنی کے سوا تمام یورپ کے اطراف میں شادیوں کا تناسب رو بہ انحطاط ہے، مگر جرمنی اس خصوص میں بہت بڑھا ہوا ہے، یعنی جرمنی میں ۱۹۳۲ء میں جتنی شادیاں ہوئی تھیں ۱۹۳۳ء میں ان سے چالیس ہزار شادیاں زیادہ ہوئیں۔

شادیوں کے ساتھ شرح ولادت کے بھی اعداد فراہم کئے گئے ہیں جن سے ظاہر ہے کہ اکثر اطراف مشرق نسبتہً ولادت زیادہ ہو اور بیشتر اطراف مغرب میں کم۔ اس موقع پہ یہ یاد رہنا چاہیئے کہ علمائے اقتصادیات کا مسلمہ قول ہو کہ ولادت کا تناسب مفلس طبقات میں زیادہ رہتا ہو اور خواص یعنی امرا وغیرہ میں کم گویا نسل کی کمی مدنی و اجتماعی ترقی کیلئے لوازم سے ہو۔

بھاری پانی

پروفیسر لوس نے حال ہی میں بھاری پانی کے متعلق ایک اور تجربہ کیا ہو جو چوہوں کی زندگی کے متعلق ہے پروفیسر موصوف نے ایک چوہیا لیکر اُسے قطرہ ٹپکانے والے آلہ (ڈراپر) سے بھاری پانی پلایا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ اس قسم کے ایک پونڈ پانی کی قیمت وزنی ہائیڈروجن کی کمیابی کی وجہ سے پندرہ سو گنی ہوتی ہے اور یہ گیس بڑی مشکل سے دستیاب ہوتی ہے اسکے ساتھ ہی دو اور چوہوں کو معمولی پانی پلایا گیا تھا۔ وہ تو اچھے خاصے رہے انکے خواب و بیداری وغیرہ افعال پہ کوئی اثر نہیں پڑا، مگر چوہیا جسے بھاری پانی پلایا گیا تھا، اس نے عجیب عجیب حرکتیں کیں، نئی نئی ترکیبوں سے کودی اور اپنے پنجرے کے شیشے کی دیواریں چاٹنے لگی جب اسے بھاری پانی پلایا جاتا تھا تو اسکی پیاس بڑھ جاتی تھی، اگر یہ پانی ختم نہ ہو جاتا تو پروفیسر لوس کے نزدیک چوہیا پانی برابر پیئے ہی جاتی اور کبھی سیراب نہ ہوتی۔

طبی اغراض کے لئے نیا شیشہ

معمولی شیشہ طبی ضروریات کے کام کا نہیں ہوتا کیونکہ بالائے بنفشی شعاعیں اس کے پار نہیں ہوتیں، مگر حال ہی میں جو علمی خبریں آئی ہیں اُن سے ظاہر ہے کہ ویسٹنگ ہاؤس کمپنی امریکہ جو دنیا میں سب سے بڑی برقی شرکت ہو اس قسم کا معمولی اور ارزاں شیشہ ان اغراض کے لئے تیار کرنے میں کامیاب ہوگئی ہے بالائے بنفشی شعاعیں اس شیشہ سے گذر سکتی ہیں، اس لئے کوارٹز سے بنے ہوئے لیمپوں کی بجائے جو شعاعوں سے علاج کرنے کے سلسلہ میں استعمال کئے جاتے ہیں ان کا استعمال ممکن ہوگیا ہے۔

بارود کے آدمی

ڈاکٹر ہیرنس ایسٹ نے اخبار دی لینسیٹ میں ایک مضمون شائع کرایا ہے جس کے دوران میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے کہ کبھی نامعلوم اسباب کی بنا پر انسان بھی آتش گیر مادہ کیطرح بھڑک اُٹھتا ہے، اور اس کے جسم میں توپ یا بارود کی طرح آگ لگ جاتی ہے، اس مسئلہ کی وضاحت میں ڈاکٹر موصوف نے ایک انگریز کا واقعہ بیان کیا ہے جو چند روز سے بیمار تھا ڈاکٹر ہیرنس رقمطراز ہیں کہ یہ بیمار انگریز لاغر ضعیف اور زرد ہوگیا تھا، اسکی بیماری کی تشخیص کسی ڈاکٹر سے نہ ہوسکی تھی، وہ شکایت کیا کرتا تھا کہ کھانے کے بعد معدہ میں غضب کی شورش ہوتی ہے اور اس تکلیف سے جان پر بنجاتی ہے اور ماہی بے آب کیطرح تڑپنے لگتا ہوں۔ لندن کے نامی گرامی ڈاکٹروں کے علاج سے اُسے کچھ افاقہ نہ ہوا۔ بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، ایک روز اپنے بستر پر لیٹے لیٹے اُس نے سگرٹ ہونٹوں میں دباکر جلتی ہوئی دیا سلائی سے سلگانا چاہا، دیا سلائی کے شعلے سے تمباکو تو نہ جلا، بلکہ اُس کے ہونٹ جل گئے، اور مونچھوں میں آگ لگ گئی، ایک ایک زور کا دھماکا ہوا، سگرٹ اسکے ہونٹوں سے نکل کر دور جا پڑا اور وہ طاؤس آتشباز کیطرح دھڑ دھڑ جلنے لگا، گھر کے آدمی مدد کو دوڑے اور بڑی مشکل سے آگ بجھا کر اسکی جان بچائی۔

ڈاکٹر موصوف کا بیان ہے کہ یہ اپنی قسم کا پہلا واقعہ نہیں بلکہ ۱۸۸۸ء میں اسی قسم کا ایک اور واقعہ ہوچکا ہے جبکہ ایک آدمی نے گھڑی میں وقت دیکھنے کیلئے دیا سلائی جلائی تھی، اور اس میں آگ لگ گئی تھی۔

آکسیجن کے استعمال کے لئے نئی ایجاد

آکسیجن زندگی کیلئے سب سے زیادہ ضروری عنصر ہے انسان بغیر اسکے زندہ نہیں رہ سکتا، امریکیوں نے ایک خودکار آلہ ایجاد کیا ہے جسکا فائدہ یہ ہے کہ اگر کسی غرق شدہ شخص کا تنفس رُک جائے تو یہ آلہ خودبخود ضرورت کے مطابق آکسیجن کی مقدار انسانی جسم میں پہنچا دیتا ہے اس کام کیلئے کوئی خارجی جدوجہد نہیں کرنی پڑتی تنفس کی طبیعی سرعت یا رفتار کے ساتھ آکسیجن بڑی سہولت سے بدن میں پہنچتی رہتی ہے۔

گولی سے نہ ٹوٹنے والا شیشہ

ایک امریکی موجد کو ایک نئے قسم کا کانچ ایجاد کرنے میں کامیابی ہوئی ہے جو بندوق کی گولی سے نہ ٹوٹنے پائیگا، امریکی حکومت نے تمام جنگی جہازوں میں اس شیشے کے لگانے کے احکام نافذ کردے ہیں خصوصًا ان طیاروں کیلئے زیادہ تاکید کی ہے جو جاسوسی وغیرہ کے فرائض انجام دیتے ہیں تاکہ دشمنوں کی بندوقوں سے اُنہیں کوئی گزند نہ پہنچے۔ معلوم ہوا ہے کہ کانچ اس دھات سے زیادہ ہلکا اور زیادہ مضبوط ہے جس سے طیارے بنائے جاتے ہیں، ایک ہوائی جہاز میں یہی کانچ لگا کر دیکھا گیا تو اسکی انتہائی سرعت پرواز دو سو بیس میل فی گھنٹہ ثابت ہوئی

مجربات سعال!

حب سعال بلغمی گل پستہ، مرکی، رب السوس، غاریقون جند بید ستر، افیون مساوی الوزن ادرک کے پانی سے چنے کے برابر گولیاں بنائیں، اور ایک گولی رات کو سوتے وقت منہ میں رکھکر چوستے رہیں۔

فوائد :۔ بلغمی کھانسی کے واسطے نہایت مفید ہے، نزلہ کو روکتی ہیں دماغ کو قوت دیتی ہیں، درد سر جو نزلہ کی وجہ سے ہو اسکو رفع کرتی ہیں۔ قبض کشا ہیں۔

حب سعال خشک مغز بہدانہ، مغز تخم خیارین، مغز تخم کدو، ہر ایک تین ماشہ، رب السوس ۳ ماشہ، حب الآس تین ماشہ، گوند کتیرا دو دو ماشہ، تخم خشخاش تخم کاہو تین تین ماشہ افیون ۱ ماشہ کوٹ چھان کر لعاب بہدانہ سے چنے کے برابر گولیاں بنائیں، اور سوتے وقت یا جسوقت ضرورت ہو ایک دو گولی منہ میں رکھکر چوستے رہیں۔ اسکے بعد پانی کا استعمال کچھ دیر تک نہ کریں۔

فوائد :۔ خشک کھانسی کے واسطے مجرب ہیں۔ دماغ کو قوت دیتی ہیں۔ نزلہ و زکام کو روکتی ہیں پھیپھڑے کو قوت دیتی ہیں۔

حب سعال نزلی تخم خشخاش سفید، تخم خشخاش سیاہ پوست خشخاش، مغز بادام۔ مغز بہدانہ مغز تخم بادنہ، تخم کاہو، گوند کتیرا۔ نشاستہ۔ گل ارمنی۔ تمام چیزیں ہموزن۔ ۔ ۔ کوٹ چھان کر لعاب اسپغول سے گولیاں چنے کے برابر بنائیں، اور تین گولیاں رات کو سوتے وقت منہ میں رکھکر چوسیں، صبح یا دوسرے اوقات میں بھی جب ضرورت ہو استعمال کر سکتے ہیں۔

فوائد :۔ نزلہ کو روکتی ہیں، کھانسی جو نزلہ کی وجہ سے اسکو شفا بخشتی ہیں، سر کے درد کو مفید ہیں۔ دماغ کو قوت دیتی ہیں

حب سعال بلغمی دیگر پیپل کلاں، لونگ، پوست ہلیلہ کابلی ہر ایک چھ ماشہ گل پستہ، الکتولہ، کتھ سفید، ملٹھی ۱ تولہ، پوست خشخاش ۱ تولہ کوٹ چھان کر آب برگ تنبول سبز سے مونگ کے برابر گولیاں بنائیں، اور دو گولیاں رات کو سوتے وقت تازہ پانی کیساتھ کھلائیں۔

فوائد :۔ بلغمی کھانسی کے واسطے مفید ہیں، دمہ کی شکایت کو رفع کرتی ہیں، بلغم کی پیدائش کو روکتی ہیں، اور پھیپھڑوں کو قوت دیتی ہیں۔

شربت سعال مغز حب المحلب اصل السوس مقشر، گل بنفشہ برگ بانسہ، تخم خطمی، تخم خبازی، برگ بادرنجبویہ، زوفا یابس، سپستاں ہر ایک ۵ تولہ، برگ گاؤزباں گل گاؤزباں، عناب ہر ایک دس تولہ، آب خالص میں جوش دیکر چھانکر اور ڈیڑھ سیر قند میں حسب معمول شربت کا قوام بنائیں اور صبح و شام ایک ایک تولہ تنہا یا کسی مناسب عرق کیساتھ استعمال کریں۔

فوائد :۔ بلغمی اور خشک کھانسی کے لئے بہت ہی مفید دوا ہے نزلہ اور زکام کی شکایت کو رفع کرتا ہے۔

لعوق سعال تخم صبہ دو تولہ، ابریشم خام مقرض دو تولہ گاؤزباں ۴ تولہ، تخم خبازی ۴ تولہ، انجیر زرد، مویز منقی ہر ایک پانچ تولہ، زنجبیل ایک تولہ، تخم کتاں تین تولہ تخم ریحاں ایک تولہ ڈیڑھ سیر ۶ ق شاہترہ میں دوائیں بھگوئیں اور جوش دیکر صاف کریں، اسکے بعد شہد اور مصری سے حسب معمول لعوق اور مصری کا قوام تیار کریں، اور بعد میں حسب ذیل ادویہ شامل کریں۔ دارچینی، پیپل کلاں، رب السوس مصطگی رومی، عود ہندی، طباشیر، دانہ الائچی کلاں ورق نقرہ ہر ایک چھ ماشہ، الکتولہ یا لعوق صبح کو عرق گاؤزباں کے ساتھ استعمال کریں، اگر مرض کی زیادتی ہو تو رات کو سوتے وقت بھی استعمال کرنا چاہیے، دوران استعمال میں گرم اور بادی چیزیں نہ کھائیں،

فوائد :- ہر قسم کی کھانسی کیلئے نہایت مفید ہے خصوصاً بلغمی کھانسی اس سے بہت جلد رفع ہو جاتی ہے، دماغ اور قلب کی تقویت بھی اس سے حاصل ہوتی ہے۔ تمام جسم کو بھی ایک گونہ قوت دیتا ہے۔

حب سعال مزمن کاکڑا سینگی دو ماشہ، زنجبیل دو ماشہ، صمغ عربی دو ماشہ، کتیرا سفید تین ماشہ، عود وار خطائی دو ماشہ، زعفران ایک ماشہ، رب السوس ولایتی ۳ ماشہ، زرنباد و ماشہ، پیپلا منگا دو ماشہ، شکر تیغال تین ماشہ، افیون ایک ماشہ تمام چیزوں کو کوٹ کر چھان کر گاؤزباں کے لعاب سے چنے کے برابر گولیاں بنائیں اور ایک گولی صبح اور ایک گولی رات کو سوتے وقت منہ میں رکھیں۔

فوائد :- پرانی کھانسی کیلئے خواہ وہ خشک ہو یا بلغمی مفید ہے۔

روغن سعال کوکنار معہ تخم چار تولہ، تمباکو دیسی خشک ۴ تولہ، نارجیل تازہ ۴ تولہ، قند سیاہ کہنہ ۴ تولہ، برگ بانسہ دو تولہ، تمام چیزوں کو جوکوب کرکے آتشی شیشی میں ڈالیں اور پتال جنتر کے ذریعہ تیل نکال کر رکھیں صبح و شام چار پانچ قطرہ کسی مناسب بدرقہ کیساتھ استعمال کریں، اور غذا میں مرغن چیزوں کا اضافہ کریں۔

فوائد :- بلغمی کھانسی کیلئے نہایت مجرب ہے، بلغم کی پیدائش کو بند کرتا ہے، دمہ کیلئے جو خواہ کسی سبب سے ہو نہایت مفید ہے۔

حب سعال بحمایت نفث الدم رب السوس ۶ ماشہ، شکر تیغال ایک تولہ، گوند ایک تولہ، سندرس ۶ ماشہ، مغز حب المحلب چھ ماشہ، آردباقلہ ۹ ماشہ، کہربائے شمعی۔ دم الاخوین، گل ارمنی، مغز کدو، مغز بادام، تخم کاہو، صمغ عربی، اسمک، عصارہ ریوند ہر ایک چھ ماشہ، افیون ایک ماشہ، تمام چیزوں کو کوٹ چھان کر لعاب خطمی سے چنے کے برابر گولیاں بنائیں، اور سایہ میں خشک کریں۔ دو گولیاں شام ہمراہ بدرقہ مناسب استعمال کرائیں

فوائد :- کھانسی کیلئے بہت مفید ہیں خون آنے کو روکتی ہیں پھیپھڑے کے زخم کو بھرتی ہیں۔

مراسلات

انتخابات اور ویدو اطبائے ہند کا فرض

اسمبلی کا الیکشن عنقریب شروع ہونے والا ہے، اسلئے ہندوستان کے جملہ اطبا اور ویدصاحبان کی خدمت میں التماس ہے وہ اس بارہ میں اپنے اس . . فیصلہ کی پوری پوری پابندی فرماکر خدمت ملک و فن کا فرض ادا کریں، جو آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کے سترہویں سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور ۱۹۳۱ء میں بصورت قرارداد نمبر ۶ صادر ہو چکا ہے اور جسکی اشاعت گو اس سے پہلے بھی کیجا چکی ہے لیکن موقع و محل اور ضرورت کے اعتبار سے بغرض یاددہانی و تعمیل اس وقت پھر اس کو شائع کیا جاتا ہے۔

قرارداد نمبر ۶:- یہ اجلاس طبیبوں اور ویدوں کو توجہ دلاتا ہے کہ آئندہ کونسلوں، میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں وغیرہ کے انتخابات کے موقعوں پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کرکے ایسے امیدواروں کو بھیجنے کی سعی کریں جو ملک کی صحیح نمائندگی کرتے ہوئے دیسی طبوں کی ترقی و ترویج میں سرگرم حصہ لیں۔

خاکسار

محمد الیاس خاں، آنریری سکریٹری آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس دہلی

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب ہمدرد صحت، دہلی

تسلیم! میری اپنی رائے میں "ہمدرد صحت" باعتبار اپنے مضامین اور ترتیب و تبویب کے ہندوستان کے دیگر طبی رسائل سے اضافی طور پر ممتاز نظر آتا ہے اور اسکے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حقیقتاً اس رسالہ کا مقصد تجارت سے زیادہ فن طب کی ارتقاء و صیانت ہے مضامین بھی اپنے معیار کے لحاظ سے سرسری اور سطحی نہیں ہوتے، بلکہ قابل ستائش تو یہی امر ہے کہ اسکا ہر مضمون اپنی عبارت کے لحاظ سے بے انتہا ادیبانہ اور انشاء پردازانہ اور اپنے موضوع اور تحقیق کے اعتبار سے انتہائی پُرمغز اور محققانہ ہوا کرتا ہے مجھے تعجب ہے کہ پرچہ کا سالانہ چندہ باوجود ان تمام محاسن کے حد سے زیادہ کم اور حیرت انگیز ہے، اس خاص مسئلے پر اسکے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ کارکنان رسالہ خدمت فن کیجانب زبردست ایثار کا عملی صورت سے ثبوت پیش فرما رہے ہیں۔ یہ رسالہ جس طرح خاص ارباب فن کیلئے مفید اور سودمند ہے، ٹھیک اسیطرح عام طور پر ان حضرات کیلئے بھی فائدہ رساں اور معلومات بخش ہے جنکو فن طب سے کوئی خصوصی تعلق نہیں ہے، یورپ و امریکہ میں جرائد و رسائل کے ذریعے سے حفظانِ صحت جو لٹریچر فراہم کیا جاتا ہے اس سے وہاں کا ہر تعلیم یافتہ فرد بیش از بیش متمتع ہو رہا ہے ہم امید کرتے ہیں کہ اگر ہندوستان میں بھی "ہمدرد صحت دہلی" کیطرح دو ایک طبی رسائل منصہ شہود پر آگئے تو بڑی حد تک ہم اپنے "قومی صحت" کے مسئلہ کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے میں کامیاب ہو سکیں گے۔

زبدۃ الحکما حکیم سید قمر الحسن قمر منشی فاضل (بھوپال)

محترم جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ ہمدرد صحت دہلی

تسلیم! مزاج اقدس، اسمیں شک نہیں کہ آپ کے رسالہ ہمدرد صحت نے طبی دنیا میں وہ کمی پوری کردی ہے کہ جسکی فی زمانہ بہت ہی ضرورت تھی، میں بھی چندماہ سے آپکے رسالہ کا خریدار ہو گیا ہوں، یہ بات بلا خوف تردید بہت پرزور الفاظ میں کہی جا سکتی ہے کہ اس پرچہ نے اتنی قلیل مدت میں جس قدر ترقی کی ہے اسکی کوئی نظیر میرے علم میں نہیں، اگرچہ میں اور چند پرچوں کا بھی خریدار ہوں اور اکثر کا رہا، اور اسکے ساتھ چندہ اس قدر قلیل، میں آپکی خدمت میں بہت خلوص دل سے آپکی محنت اور خدمت فن کیلئے مبارکباد پیش کرتا ہوں جس روز سے میں نے ہمدرد صحت کا پہلا پرچہ دیکھا ہے، اسی روز سے خیال تھا کہ کچھ نہ کچھ قلمی خدمت بھی پرچہ کی کرتا رہوں مگر واقعات الجھن اور عدیم الفرصتی نے اسکا موقعہ نہ دیا۔ میرا ہمیشہ یہی خیال رہا اور اکثر طبی رسالوں کو مشورہ بھی دیتا رہا کہ ایسے امراض پر اطبائے کرام توجہ مبذول فرمائیں جو بہت ہی کثیر الوقوع اور پریشان کن ہیں، اور خصوصاً امراض نسواں اور امراض صبیان کیطرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے
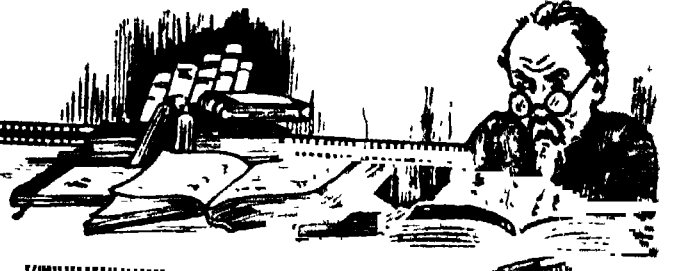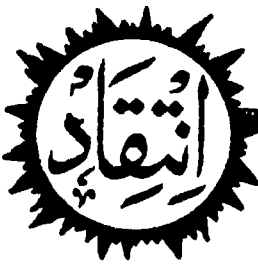
قانون مباشرت

ضخامت چار سو صفحات، تقطیع ۸ × ۲۲/۱۸ قیمت چار روپے،
پتہ :- دفتر معارف طبیہ، روڈ گران دہلی۔

یہ کتاب جناب حکیم ڈاکٹر فضل مبین صاحب کی تالیف ہے جو جنسی تعلقات کے متعلق اطبا کی واقفیت کیلئے لکھی گئی ہے، اعضائے خاص کی طبی تشریح کے علاوہ ان کے افعال و منافع پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسکے بعد امراض خاص کے اسباب و علامات اور علاج لکھے گئے ہیں، آخر میں ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل مرکبات باہیہ کا تذکرہ ہے۔ جابجا مفید ہدایات و تجربات کا بھی اضافہ ہے، تصاویر کا بھی اہتمام ہے تمام کتاب میں دس بارہ فوٹو بلاک کی تصاویر ہیں

ہماری زبان میں امراض خاص کے متعلق علمی نقطۂ نظر سے بہت ہی کم لکھا گیا ہے، دو چار کتابوں کو مستثنیٰ کرتے ہوئے باقی "لٹریچر" کسی فہمیدہ شخص کیلئے لائق اعتنا نہیں ہے بہر حال "قانون مباشرت" کو ہم اول الذکر کتابوں میں شمار کر سکتے ہیں اور مولف کی کوشش بنظر تحسین دیکھتے ہیں۔

غالباً مولف، کتاب کی ترتیب پر زیادہ توجہ نہیں کر سکے، ورنہ اسمیں مزید خوبی پیدا کیجا سکتی تھی، ہم کتاب کو بلفظہٖ نہیں پڑھ سکے صرف سرسری نظر سے دیکھا گیا ہے، ایسی حالت میں مضامین کے متعلق کسی مسئلہ پر تنقید غیر ذمہ داری ہوگی، ظاہری حیثیت سے کاغذ کتابت، طباعت بہت مناسب ہے، اس مرحلہ میں احتیاط کتاب سے بالکل ظاہر ہے۔

جہانگیر، لاہور (نظام نمبر)

ضخامت ۲۰۰ صفحات سائز ۲۶/۲۰ × ۳۰
قیمت سالانہ چار روپے تین آنہ
نظام نمبر کی قیمت دو روپیہ (عہ)

پتہ :- مینجر رسالہ جہانگیر، ریلوے روڈ، لاہور۔

لاہور کے رسالہ جہانگیر کو حیدر آباد دکن سے خاص ارادت معلوم ہوتی ہے، اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہٗ کی سالگرہ کے موقع پر ایک خاص اشاعت "نظام نمبر" کے نام بالاہتمام شائع کرتا ہے، چنانچہ اس سال بھی بتقریب سالگرہ و جوبلی اسکا نظام نمبر ہمارے سامنے ہے جو کافی محنت اور جستجو سے مرتب کیا گیا ہے، مضامین نگاروں کی فہرست میں ملک کے اکثر مشہور ادیب شامل ہیں۔ مضامین بھی نظام نمبر کی مناسبت سے اکثر سلطنت آصفیہ اور فرمانروایان سلطنت آصفیہ کے اہم تاریخی حالات سے تعلق رکھتے ہیں تصاویر کا بھی خاص اہتمام کیا گیا ہے، کاغذ، کتابت و طباعت بہترین ہے۔ ہم اس کوشش پر جناب محمد احمد خاں صاحب سلیم غزنوی کو مبارکباد دیتے ہیں۔

ٹوٹا ہوا سکہ

ضخامت .... صفحات
قیمت ایک روپیہ چار آنہ

پتہ :- مینجر صاحب چمن بکڈپو، گلی حکیم جی والی محلہ چوڑیوالان دہلی

ایک جاسوسی اور سراغرسانی کا ناول ہے جو دہلی کے ایک نوجوان مصنف حافظ محمد رحیم صاحب نے لکھا ہے، ہماری زبان میں اچھے ناولوں کی، بالخصوص سراغرسانی کے ناولوں کی بہت بڑی کمی ہے حافظ صاحب نے "ٹوٹا ہوا سکہ" لکھکر کسی نہ کسی حد تک اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش فرمائی ہے، اور اگرچہ غالباً یہ حافظ صاحب کی پہلی ہی کوشش ہے لیکن یہ دیکھکر خوشی ہوتی ہے کہ آپ نے افسانہ نگاری کی بھول بھلیاں میں راہ راست پر چلنے کی کوشش کی ہے۔ قصہ دلچسپ ہے اور طرز نگارش بھی کسیطرح برا نہیں معلوم ہوتا۔

کاغذ، کتابت، اور طباعت بھی کافی اچھی ہے

جوابات

(۳۰) **طوالتِ عضو:** عضو کی طوالت کی حد چھ انگل سے بارہ انگل تک ہے۔ شاذ و نادر اشخاص کا عضو اس سے بھی زیادہ طویل ہوتا ہے جو نسخہ (مندرجہ ہمدرد صحت بابت ماہ ستمبر صفحہ ۵۴ بجواب سوال نمبر ۱۹) میری جانب سے لکھا گیا ہے وہ بہترین ہے آسان نسخہ حسب ذیل ہے۔ نسخہ:۔ آب مکوہ سبز تین تولہ، شہد بلادر ایک تولہ، روغن مغز اخروٹ ایکتولہ یہانتک کھرل کریں کہ پانی خشک ہو جائے۔ تین چار رتی روزانہ استعمال کریں، عارضی طوالت و فربہی آجائے گی۔ نقصان ذرہ برابر نہ ہوگا
(حکیم اکبر حسین صاحب الہ آباد)

(ب) انسانی عضو کی طوالت کی حد طبعی طور پر ۱۱ انگل ہے ایسا کوئی نسخہ نہیں جو عضو کو دو تین انگل بڑھادے۔ ایک نسخہ درج ذیل ہے، اس سے عضو میں سختی اور فربہی کافی آجائیگی۔ اور طوالت میں بھی اضافہ کی امید کیجا سکتی ہے، نسخہ:۔ مینڈھک کلاں خشک ۱ماشہ مغز خرما ۔ ۱ماشہ جونک خشک ۔ ۱ماشہ خراطین خشک ۔ ۱ماشہ تمام اجزاء کو کچل کر دو بوتلوں میں علیحدہ علیحدہ بھر کر حسب دستور طلا کشید کریں۔ اور کھدر کے ٹکڑے سے پشت عضو کو رگڑ کر سرخ کریں اور سیون اور حشفہ چھوڑ کر اس طلا کی مالش کریں۔ احتیاطاً بھوج پتر لپیٹ کر کچا سوت لپیٹ دیں۔ یہ عمل چالیس روز تک کرنا چاہیئے، دوران استعمال میں مجامعت سے پرہیز ضروری ہے۔
(حکیم سید سلطان مسعود علیگڑھ)

(ج) انسانی عضو کی طوالت وہی مناسب ہے جو قدرت نے اسکو دی ہے اور وہی حد ہے اس سے زیادہ طوالت صرف نوعمری میں کسی اچھے طلا کے ذریعہ ہو سکتی ہے، ایسی حالت میں بھی صرف جَو یا دو جَو طویل ہو سکتا ہے آپ کے لئے حکیم محمد فیروز الدین صاحب مرحوم کا طِلا جو بغیر جفتی کھائے کالے سانپ کے دل کے ستے سے بنایا جاتا ہے مفید ہوگا (حکیم آغا منصب علی دہلی)

(د) اسکی حد ۵½ انچ ہے اگر اس سے چھوٹا ہو تو مندرجہ ذیل نسخہ استعمال فرمائیں انشاء اللہ خاطر خواہ فائدہ ہوگا۔
نسخہ:۔ خراطین مصفیٰ ۔ بیر بہوٹی، جونک خشک، عقر قرحا۔ دارچینی، قرنفل ہر ایک تین ماشہ، زعفران دو ماشہ، مشک ایک رتی، جند بید ستر دو ماشہ، شنگرف ایک ماشہ، سب کو باریک کر کے چربی شیر، چربی ریچھ، چربی مینڈک اصلی ہر ایک دو تولہ روغن چنبیلی تین تولہ، تمام اجزا کو خوب کھرل کریں کہ مرہم کی شکل اختیار کرلے۔ صبح و شام عضو پر مالش کریں۔ متواتر ایک ماہ تک استعمال کرنا چاہیئے۔
(حکیم احسان الحق امرتسر)

(۳۱) **ثقل سماعت:** ۔ الاب یا دریا سے زندہ گھونگا چینی کی پلیٹ میں رکھکر دھوپ میں رکھیں اور جو پانی اسمیں سے نکلے شیشی میں رکھیں۔ دن میں دو مرتبہ نیمگرم کر کے کان میں ڈالیں رات کو سوتے وقت اطریفل کشنیزی ۱ تولہ عرق بادیان کیساتھ استعمال کریں۔
(حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) آپ کو ثقل سماعت کی شکایت نزول کیوجہ سے ہے۔ متفرق ادویہ ڈالنے سے کانوں کے سوراخوں میں مواد جمع ہو گیا ہے۔ ہائیڈروجن پراکسائڈ سے کان صاف کریں اور نزلہ کو روکنے کیلئے مغز بادام چھ ماشہ مصری کے ساتھ پیس کر ہمیشہ استعمال کریں۔
(حکیم آغا منصب علی دہلی)

(ج) خدا کے فضل سے بہرہ پن دور ہو گیا۔ اس تیل کو تیار کر کے کانوں میں ڈالیں۔ نسخہ:۔ روغن سرشف ۱۰ماشہ، شحم حنظل تین تولہ لوہے کی کڑاہی میں ڈال کر خوب جلائیں اس کے بعد صاف کر کے رکھیں۔ صبح و شام نیمگرم کانوں میں ڈالیں اور صبح لبوب کبیر تین ماشہ معجون دبیدالورد ۹ ماشہ میں ملا کر کھایا کریں۔ سہ پہر کو خمیرہ گاؤزبان عنبری تین ماشہ خمیرہ ابریشم سادہ ایک تولہ استعمال کریں
(حکیم احسان الحق امرتسر)

(د) آپ ساڑھے تین تولہ روغن چنبیلی میں چوہوں کے ایسے بچے جنکی آنکھیں نہ کھلی ہوں سات عدد ے کو خوب سڑائیے

جب مغز کر بالکل گل جائیں تیل چھان لیجئے اور اسکو دن میں تین چار بار کانمیں ڈالیں۔ ضعف دماغ اور نسیان کیلئے یہ بھی پئیں
تین ماشہ مغز بادام، ۷ عدد فلفل سیاہ، ۵ عدد مویز منقیٰ ۱ عدد نبات سفید دو تولہ پانی میں پیسکر شیرہ نکالیں اور صبح نہار منہ
استعمال کریں، اُسکے بعد ایک گھنٹہ تک کوئی چیز نہ کھائیں۔ (حکیم سید سلطان مسعود صاحب علیگڈھ)

۵:- ثقل سماعت کا نہایت مجرب سہل الحصول علاج درج ذیل ہے۔ اوّل گل بنفشہ ۷ ماشہ، اسطوخودوس ۵ ماشہ، بادیان ۷ ماشہ
بیخ بادیان ۵ ماشہ، اصل السوس مقشرہ ۷ ماشہ، پرسیاؤشاں ۵ ماشہ، مویز منقیٰ ۹ دانہ، گاؤزباں ۵ ماشہ، رات کو گرم پانی میں
بھگوئیں، صبح کو مل چھان کر خمیرہ بنفشہ ۴ تولہ شامل کرکے پلائیں۔
فیصوم ۶ ماشہ، برگ شبت ۶ ماشہ، پوست بیخ ۶ ماشہ، گل بابونہ ۶ ماشہ، عنب الثعلب خشک ۶ ماشہ پانی میں جوش دیکر
دن میں تین چار مرتبہ بھپارہ لیں۔ پندرہ روز تک نسخہ نمبر ۱ استعمال کراکے مغز المتاس کے دو مسہل اور ایک حب ایارج
کیساتھ دیں۔
کشتہ خبث الحدید دو چاول کشتہ مرجان ۳ چاول خمیرہ گاؤزباں عنبری ایک تولہ میں ملاکر سہ پہر کو استعمال کریں۔ روغن سماعت کشا
نیمگرم کان میں ٹپکائیں، ان دواؤں کو ایک ماہ مسلسل استعمال کریں۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔
روغن سماعت کشا، کشتہ خبث الحدید، کشتہ مرجان، اطریفل، خمیرہ بنفشہ وغیرہ ہمدرد دواخانہ سے طلب کریں (حکیم محبوب خاں ترچناپلی)

(۳۲) سند:- آپ دوا کا نمونہ آل انڈیا ویدک اینڈ طبی کانفرنس دہلی کے سکریٹری کو ارسال کردیں، وہ تجربہ کرکے سرٹیفکٹ
عطا فرمائیں گے، اُس کے بعد لکھنؤ میں انڈین میڈیسن بورڈ کے سکریٹری کو سارٹیفکیٹ اور دوا کا نمونہ ارسال کردیں وہاں سے
جو سند ملیگی وہ قابل اطمینان ہوگی (حکیم اکبر حسین الہ آباد)
(ب):- قاتل الامراض جو آپکی ایجاد ہے اُسکے متعلق ڈاکٹری سرٹیفکٹ تو آپ کو اسی وقت ملسکتا ہے جب آپ اُسکے بورڈ کو
اسکا نسخہ لکھکر بھیجیں اور طبی سارٹیفکٹ حاصل کرنے کے لئے آپ اس دوا کو حکیم محمد الیاس خاں صاحب سکریٹری
آل انڈیا ویدک اینڈ طبی کانفرنس کے پاس قرولباغ دہلی بھیج دیجئے۔ جب کانفرنس منعقد ہوگی وہ اسکو پیش کردینگے۔
حکیم سید سلطان مسعود علیگڈھ

(۳۳) کثرتِ احتلام:- تخم خرفہ ۳ ماشہ، تخم کاسنی ۳ ماشہ، گوکھرو کلاں ۶ ماشہ سب کو سوا پاؤ پانی میں خوب پیس کر شربت
بزوری چار تولہ ملاکر پئیں۔ عضو خاص کی خرابی کیلئے جو نسخہ میری طرف سے ہمدرد صحت میں شائع ہوچکا ہے (مند رجہ ہمدرد صحت
بابتہ ماہ ستمبر صفحہ ۴۵ بجواب سوال نمبر ۱۹) بناکر استعمال کریں (حکیم اکبر حسین الہ آباد)
(ب) کثرت احتلام کے لئے آپ اپنے دوست کو مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کرائیے۔ نسخہ۔ سپستاں تین تولہ ست گلو اصلی تین تولہ
ست بیروزہ دو تولہ نبات سفید ۲ تولہ ان سب ادویہ کو کوٹ چھان کر سفوف بنا لیجئے اور روزانہ ۴ عدد چھوارہ ۲۰ تولہ پانی میں جوش
دیکر ایک تولہ سفوف مذکورہ کیساتھ رات کو سوتے استعمال کریں۔ انشاء اللہ تین ہی خوراک میں فائدہ ہوجائیگا۔ سفوف ختم ہو چکے تو
۵ ماشہ لبوب کبیر میں چار چاول کشتہ قلعی ملاکر رات کو سوتے وقت استعمال کریں اور دو ہفتہ تک جاری رکھیں، خارجی استعمال
کیلئے طلاء ماہی استعمال کیجئے حکیم سید سلطان مسعود علیگڈھ
ج:- تخم سروالی اور ملیٹھی دونوں ہموزن پیس کر سفوف بنائیں اور رات کو سوتے وقت دو ماشہ پانی سے پھانکیں انشاء اللہ
احتلام بند ہوجائیگا (حکیم آغا منصب علی)
د:- آپ ذیل کے نسخوں کا استعمال کریں امید ہے کہ خدا کے فضل سے ایکماہ کے اندر ہی تمام شکایات دور ہوجائیں گی۔
نسخہ جات خوردنی:- ست سلاجیت اصلی، موصلی سفید، سپوس اسپغول، گوند کیکر، کتیرا، تالمکھانہ، اصل السوس مقشر،
پکھان بید، طباشیر کبود، بہمن سفید، تودری سفید، دانہ الائچی سفید، ہر ایک ایکتولہ، سب کو باریک کرکے کشتہ قلعی ایکتولہ
ورق نقرہ ۲۰ عدد، قند سفید ۵ تولہ ملالیں۔ صبح و شام چھ چھ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں بادی و ترش اشیا سے پرہیز

نسخہ جات برائے استعمال خارجی :- ہینگ ایکماشہ، آب ادرک ایکتولہ میں کھرل کر کے لیپ کریں، اسکے بعد سفوف خراطین چھڑ کیں، اسکے بعد بکری کے گوشت کا قیمہ باندھ دیں ہفتہ عشرہ اس طرح استعمال کرنے سے خاطر خواہ فائدہ ہوگا۔

(حکیم احسان الحق امرتسر)

(۳۴) خضاب :- بیشک بے شمار خضاب ایجاد ہو چکے ہیں جن کے کھانے سے بیان کیا جاتا ہو کہ تمام عمر کیلئے بال سیاہ ہو جاتے ہیں لیکن کامیابی یقینی نہیں ہے، بھنگرہ سیاہ اور سنبھالو سیاہ کے استعمال سے بہت حد تک مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔

(حکیم آغا منصب علی)

(۳۵) عظم خصیہ :- ہینگ ایکتولہ، ایلوہ دو تولہ، میٹھا تیلیہ ایکتولہ، افیون ۱ ماشہ، مغز املتاس ۵ تولہ، باریک پیسکر مغز املتاس کو گھیکوار کے پانی میں بھگو کر تمام ادویہ اسمیں ملائیں، اور فوطے پر قدرے گرم کر کے ضماد کریں، اور ارنڈ کا پتہ باندھ دیں انشاءاللہ فائدہ ہوگا۔

(حکیم آغا منصب علی)

(ب) برگ آم سبز ایک پاؤ باریک پیس کر نمک لاہوری ایکماشہ ملائیں، پھر خوب گرم کر کے ارنڈ کے پتہ پر رکھکر فوطہ پر باندھیں عرصہ تک مداومت کرنے سے انشاءاللہ شکایت جاتی رہیگی (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) سب سے پہلے آپ اپنے بائیں پیر کے انگوٹھے پر ڈورہ کس کر باندھ دیجئے، اُسکے بعد تمباکو کا تازہ پتہ گرم کر کے بزمانہ سوتے وقت بذریعہ لنگوٹ باندھیے۔ ایک دو روز بعد ہی آپ کو سخت متلی ہوگی اور قے ہوگی لیکن آپ اُسکی پرواہ نہ کیجئے اور قے کو ہرگز روکنے کوشش نہ کیجئے، انشاءاللہ بہت جلد شفا ہوگی۔ حکیم سید سلطان مسعود علیگڈھ

(۳۶) خنازیر :- کڑوا تونبہ کہیں سے دستیاب ہو جائے تو کوٹ کر سفوف بنائیں، اور چار رتی صبح نہار منہ پانی سے پھانکیں اس سے قے اور دست ہونگے، ایک ہفتہ استعمال کے بعد چھوڑ دیں، اُسکے بعد تیسرے ہفتہ پھر شروع کریں۔

(حکیم آغا منصب علی دھلی)

(ب) ایسے اہم مرض کا علاج جسکو تیرہ سال ہو چکے ہوں رسائل کے سوال وجواب سے علاج نہیں کیا جا سکتا۔ اس مرض کے مختلف اسباب ہوتے ہیں، آپ کی اس مختصر تحریر سے یہ پتہ نہیں چل سکتا کہ یہ مرض آپکی والدہ کو لاحق ہونیکے وجوہ کیا ہیں۔ علاوہ ازیں اس مرض کے اتنا زیادہ کہنہ ہونے کے بعد یہ قریب قریب لاعلاج ہو جاتا ہے

حکیم سید سلطان مسعود علیگڈھ)

(ج) :- مسکہ گاؤ ہ تولہ، رسکپور ۱ ماشہ، دارچکنا ۱ ماشہ، تمام ادویہ کو خوب حل کریں اور گلٹی پر لگائیں لیکن دن میں دو تین مرتبہ سے زیادہ استعمال نہ کریں۔ مندرجہ ذیل معجون بھی ساتھ ہی استعمال کریں، تخم سرس ایک پاؤ، شہد خالص ۱ سیر تخم سرس کو خوب باریک کر کے شہد میں ملا کر معجون بنائیں۔ اور جو میں ایک ماہ تک دبائے رکھیں، ۶ ماشہ صبح و چھ ماشہ شام تازہ پانی کیساتھ استعمال کریں، انشاءاللہ خنازیری مادے کا استیصال ہو جائیگا۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(۳۷) جنتری :- ۱۹۰۸ء کی جنتری موجود ہو آپ اسکا معاوضہ کس صورت میں دینا چاہتے ہیں، میری خواہش ہے کہ دونادار غربا کے نام ہمدرد صحت جاری کرا دیں (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) مطلوبہ جنتری کیلئے آپ مینیجر صاحب کتبخانہ حقانیہ امرتسر بازار شیخ صاحب سے خط و کتابت کریں۔

(حکیم ابو الحسن امرتسر)

(ج) ۱۹۰۸ء کی جنتری جسمیں تاریخہائے عیسوی و تاریخہائے ہجری و فصلی درج ہیں، میرے پاس موجود ہے آپ کو جو بات دریافت کرنی ہو خط و کتابت کے ذریعے دریافت کر سکتے ہیں۔ میں ایک خاص مقصد کے پیش نظر اسکو علیحدہ نہیں کر سکتا۔ (مولوی عبدالعزیز مسند مقام رندولی فتحپور مسوہ)

(۳۸) خوشبودار کریم :- بیریم اوکسائڈ ایکتولہ، صابون ملائم سفید ایکتولہ، تیل ارنڈی ایک تولہ، کافور ایکماشہ، روغن بادام

روغن لونگ ۱ ماشہ لیکر اول روغن ارنڈی کو آگ پر گرم کرکے صابون حل کیا جائے، پھر خوشبو ملا کر خوب حل کر لینا چاہئے اسکے بعد بیریم آکسائڈ ملالیں اور شیشیوں میں بھرلیں (حکیم آغا منصب علی)

سوالات

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال میں ایک سوال مفت درج کرانیکا حق حاصل ہوگا۔
(۲) ہر سوال کیساتھ نمبر خریداری اور مفصل پتہ ہونا ضروری ہے ورنہ تعمیل نہ ہوگی
(۳) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں ہیں تو چار آنہ کے ٹکٹ بھیجکر ایک سوال درج کرا سکتے ہیں۔
(۴) سوال کی عبارت بہت مختصر اور صاف ہونی چاہیئے۔ ۔ دفتر کو قطع و برید کا اختیار بہرحال ہوگا۔
(۵) ایک سے زیادہ سوال درج رسالہ کرانا ہو تو خریداروں کو بھی ۴ر فی سوال کے حساب سے ٹکٹ ارسال کرنے چاہئیں۔
(۶) کوئی غیر مہذب سوال کسی حالت میں بھی درج نہ ہوسکیگا +

(۳۹) میں تقریبا دو سال جلق کا مرتکب رہا۔ کئی ایک حکیم و ڈاکٹر صاحبان کے زیر علاج بھی رہ چکا ہوں لیکن ابتک کوئی فائدہ نہیں ہوا، عمر ۲۱ سال ہے، وزن ایک من ۲۰ سیر ہے، مزاج گرم ہے، چار یا پانچ سال سے مرض احتلام کی زیادتی نے بہت پریشان کر رکھا ہے، ہر روز نہیں تو دوسرے روز ہو جانا لازمی ہے۔ بوقت احتلام آنکھ کھل جاتی ہے، بدن میں دن بدن کمزوری پیدا ہو رہی ہے، دل و دماغ کمزور، حافظہ مفقود ہے۔ جماع کی قوت ابھی تک بحال ہے، ہاضمہ درست بھوک ٹھیک طرح لگتی ہے، مغلظ ادویہ کے استعمال سے احتلام کو مستقل فائدہ نہیں ہوتا، عضو تناسل میں کجی و لاغری موجود ہے۔ عرصہ ڈیڑھ ماہ سے ایک نئی بات پیدا ہوگئی ہے یعنی پیشاب سے قبل سفید جھاگ خارج ہوتے ہیں، اگر کسی حکیم صاحب کے نسخہ سے مرض احتلام کو مستقل فائدہ ہوا و دیگر امراض سے بھی نجات حاصل ہوئی تو بندہ حسب توفیق خدمت کریگا۔ حکمائے کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ خاص توجہ فرما کر کوئی سہل و شفابخش نسخہ تجویز فرما کر شکرگذار فرمائیں، (ایک صاحب از دہلی)

(۴۰) امریکہ، جرمن، روس، جاپان، فرانس، چین، عراق، مصر، عرب، ایران اور دوسرے ممالک کے طبی جرائد کون کون سے ہیں، سالانہ چندہ کیا ہے، مصر اور ایران کے رسائل وی پی یا منی آرڈر سے جاری ہوسکتے ہیں یا نہیں، ہندوستان میں ان کا کوئی ایجنٹ ہے یا نہیں۔ (فضل کریم خریدار نمبر ۱۸۳۷)

(۴۱) مریض کی عمر ۵۰ سال ہے۔ ایکسال ہوا کہ بائیں آنکھ کے کوئے سے پانی آنا شروع ہوا، ایکماہ بعد پیپ آنے لگی۔ دس ماہ ہوئے آپریشن کرایا گیا جس سے دو ماہ آرام رہا۔ اب پھر آنکھ کو دبانے سے پیپ آنے لگی ہے مریض بہت غریب ہے۔ براہ کرم دیسی اور ڈاکٹری نسخوں سے اطلاع دیجائے (ڈاکٹر گنگا بشن خریدار نمبر ۱۲۴۳)

(۴۲) مریض کی عمر ۲۵، ۲۶ سال، لاغر اندام، شادی شدہ، ایک لڑکی بعمر تین سال موجود ہے، عوارض بوجہ عادت بد و کثرت جماع۔ مدت عارضہ آٹھ نو سال، پیشہ بیکاری، طبیعت ہر وقت سست، دوران سر و دردسر، کمزوری، دل و دماغ و اعصاب، عارضہ نسیان لاحق، عموماً پشت میں ریح کا درد ہوتا ہے، ٹانگیں لڑکھڑاتی ہیں، کثرت پیشاب، واخراج قطرات، جریان، مادہ تولید و دی وغیرہ رقت و قلت، سرعت احتلام کی شکایت نہیں پیشاب کے نیچے کچھ سفیدی دھنی ہوئی روئی کیطرح ذرات سے ہوتی ہے سوزاک وغیرہ کبھی نہیں ہوا خصیتین میں بائیں طرف گرہ سی معلوم ہوتی ہے، صغر عضو و خصیتین، مزاج صفراوی، ہاضمہ ہر ایک چیز ہضم ہو جاتی ہے، اور کوئی تکلیف نہیں دیتی، اب قبض بھی رہنے لگا ہے، بھوک بہت لگتی ہیں، رات کو سوتے ہوئے منہ سے پانی خارج ہوتا ہے، صبح پاؤں کے تلوے جلتے ہیں ... رگیں ابھری ہوئی، بجز تمباکو اور کسی نشہ کا عادی نہیں

چہرہ جھلسا ہوا پژمردہ، آنکھیں دھنسی ہوئی۔ دانتوں سے خون بھی آتا ہے، حالانکہ روزانہ مسواک بھی کیجاتی ہے، آنکھوں سے پانی آتا ہے، سر کے بال گرتے ہیں، کئی علاج بھی کئے گئے، اور طبی رسائل میں استفسار بھی شائع کرائے، لیکن سب بے سود، محض ناکارہ اور زندہ درگور، بے روزگار، سخت مصیبت زدہ اور ہر طرح سے مستحق ہمدردی ہے۔ ایک مصیبت زدہ خادم کی دعائیں ہیں۔ خریدار نمبر ۱۹۳۲، خادم حکیم م سلیمان "انگر" اسرائیلی، مقام تخت پڑی

۴۳) مریض کی عمر تقریباً ۲۵ سال، معدہ میں ہر وقت جلن رہتی ہے۔ کھانا کھانیکے بعد زیادہ ہوجاتی ہے، مرض چار سال سے ہے، ڈاکٹر صاحب نے ورم جگر دسعال تشخیص کیا ہے، گرم چیز ولال مرچ کھانے سے بہت زیادہ جلن ہوتی ہے۔ (محمد یعقوب بیکانیر)

۴۴) میرے ایک دوست جنکی عمر ۲۳ سال ہے، ہر وقت پریشان رہتے ہیں، ان سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک تو ان کو سرعت انزال کی شکایت ہے بمشکل سے ایک یا آدہ منٹ لگتا ہے۔ خواہش اچھی ہے عضو کی موٹائی کم ہے، مادہ منویہ رقیق ہے جسم لاغر، پاخانہ پیشاب بدستور، بھوک اچھی لگتی ہے، سوزاک یا آتشک کبھی نہیں ہوا، اور نہ کبھی پیشاب سے پہلے یا بعد سفید رطوبت خارج ہوئی، مشت زنی کی عادت تقریباً دو تین سال تک رہی، جوش قوت پورے طور پر ہوتا ہے، شادی ہوئے کوئی دو سال ہوئے ہیں، کوئی اولاد نہیں۔ کوئی نہایت مجرب المجرب سہل الحصول علاج تحریر فرمائیں، نیز درد سر رہتا ہے، اور حافظہ کمزور ہے۔ (خریدار نمبر ۱۳۳۴)

۴۵) میرے دوست کو سنہ ۲۲ء میں سوزاک ہوا، اور صحت ہوگئی، پھر ایکسال بعد آتشک ہوئی، وہ ڈاکٹری علاج سے اچھی ہوگئی، پانچ سال بعد پھر سوزاک ہوا، وہ اطباء کی دواؤں سے اچھا ہوگیا، گذشتہ سال چیت کے مہینہ میں سوزاک ہوگیا، وہ بھی حکماء کے علاج سے اچھا ہوگیا، اب ایک سال سے سیدھا فوطہ بڑھگیا ہے اور اسمیں ہر وقت خفیف درد رہتا ہے، اب جانگ سے پنڈلی تک سخت درد رہتا ہے، دست بستہ التماس ہے کہ درد اور دیگر عوارض کیلئے اکسیری نسخہ تجویز فرمائیں (خریدار نمبر ۱۲۷۶)

۴۶) مجھے عرصہ دراز سے نزلہ حار کی شکایت ہے جب کسی وجہ سے یہ خارج نہیں ہوتا تو سینہ پر جمع ہوجاتا ہے جس سے تکلیف ہوتی ہے اور تنفس بے ترتیب ہوجاتا ہے، اور سر میں بہت خشکی معلوم ہوتی ہے اور کھجانے سے سفید سفید بھوسی گرتی ہے، پاخانہ سخت ہوتا ہے شافی علاج کی ضرورت ہے، کن کن چیزوں سے پرہیز رکھنا چاہیئے، اور کیا کیا چیزیں استعمال کرنا مفید ہونگی بذریعہ ہمدرد صحت مطلع فرمائیں (خریدار نمبر ۱۰۵۸)

۴۷) میرے ایک شادی شدہ عزیز جنکی عمر ۲۶ سال ہے، کثرت مجامعت کی وجہ سے مندرجہ ذیل عوارض میں مبتلا ہیں۔ جریان، دائمی قبض، نظام ہضم بالکل خراب ہے، اول تو بھوک بہت کم لگتی ہے، اعضائے رئیسہ بجد کمزور ہوگئے ہیں۔ عام کمزوری کا یہ عالم ہے کہ بسا اوقات آنکھوں تلے اندھیرا چھا جاتا ہے، نزلہ اور زکام کی شکایت رہتی ہے، تبخیر اور خفیف سی حرارت جسم میں ہوا کرتی ہے قبض کی دائمی شکایت ہے، اجابت کے وقت زور دینے پر دو چار قطرات منی کے ٹپک پڑتے ہیں ہاتھ اور پیر کے تلووں سے اکثر پسینہ خارج ہوا کرتا ہے، تقطیر البول کی بھی شکایت ہے اور پیشاب کرتے وقت کچھ جلن معلوم ہوتی ہے، اطبائے کرام کی خدمت میں دست بستہ گذارش ہے کہ مندرجہ بالا عوارض کیلئے کوئی ایسا مرکب جو ہمدرد دواخانہ سے باسانی دستیاب ہوسکتا ہو اور جو زود اثر اور کم خرچ بھی ہو تجویز فرماکر احقر کو شکریہ کا موقع دیں۔ (محمد ابراہیم خریدار نمبر ۱۷۰۲)

۴۸) عرصہ تین سال سے میری اہلیہ کے گلے میں ورم آگیا ہے، متعدد علاج کئے لیکن فائدہ نہ ہوا، مزاج بلغمی ہے۔ مزاج گرم ہے ڈاکٹروں نے گوئیٹر (گھیگا) (Goitre) تجویز کیا ہے۔ کیا ہمدرد صحت کے ناظرین کوئی علاج تجویز کرکے شکرگذار فرمائیں گے۔

۴۹) مریض کی عمر ۳۰ سال ہے شادی شدہ ہے، آتشک سوزاک وغیرہ نہیں ہوا، قریب دو تین سال سے فم معدہ میں ایک قسم کی جلن سی ہوتی ہے کھانا یا پانی کے استعمال سے کچھ کم ہوتا ہے پھر تھوڑی دیر بعد شروع ہوتا ہے۔ اسیطرح کبھی ایک ماہ کبھی دو ہفتہ تک

رہتا ہو اسکے بعد دو تین ماہ تک اچھا ہو جاتا ہو، سرعت کی شکایت بھی ہو، بھوک بھی کم ہے، مہربانی کر کے کوئی صاحب ایسی دوا بتائیں کہ کم خرچ میں تیار ہو اور شفا ہو جائے (خریدار نمبر ۱۸۰۴)

(۵۰) ایک لڑکا جسکی عمر ۸ ½ سال ہو، ۴ ماہ ہوئے پیر کے تلوے سے درد شروع ہو مالش کی فائدہ نہ ہوا مزاں بعد درد ترقی کر کے تمام جسم میں پھیل گیا اور جوڑوں پر ورم ہو کر تقریباً تمام جسم میں گڑے لوکدار سخت نمایاں ہوئے جنہیں درد نہیں ہوتا ہو، ہاتھ پیر کی انگلیوں میں چلنے یا کام کرنے سے درد ہوتا ہو، خواب میں بڑبڑاتا ہو، عرصہ میں ہوشیار ہوتا ہو، خواب یاد نہیں رہتا یونانی ڈاکٹری انجکشن کا علاج ہو چکا فائدہ قطعی نہیں (خریدار نمبر ۱۴۵۷)

(۵۱) میرا سب سے پہلا سوال اطبائے کرام سے یہ ہو کہ آیا اُن کے پاس کوئی ایسا علاج بھی ہے جو باہ کی شکایت کو رفع کرے کہنے کو اور لکھنے کو تو سب کچھ ہو، خیال کیجئے کہ ایک سوال کے کتنے مختلف جواب پیش کئے جاتے ہیں، کوئی کچھ لکھتا ہو، کوئی کچھ کوئی ہمدرد دواخانہ کی دوائی استعمال کرنے کی رائے دیتا ہو، تو دوسرا کچھ اور۔ یہ تو معالجین کی حالت ہو، تو پھر مریض بیچارہ کس کا علاج کرے اور کونسا جس صفحہ پر حکیم آغا منصب علی صاحب کا یہ فتویٰ درج ہو کہ ڈاکٹری میں اعضائے تناسل کا کوئی علاج ہی نہیں ہے اسی صفحہ پر ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی کے نسخے بھی دے ہوئے ہیں، ایسی افراتفری میں بیچارہ باہ کا مریض کبھی شفا ہی نہیں پاتا اور معالجہ کا عزم ہی نہیں کر سکتا۔ اشتہار تو سب کو تیتے ہیں۔ پیسے دیکر دوا خریدو اور اپنی تقدیر آزماؤ، مگر فائدہ کا ذمہ کوئی نہیں لیتا، ایک تو مرض کا ابتلا، اور دوسرے مفلسی کی بلا، اور تیسرے مذکورہ بالا الجھنیں، ایسی حالت میں مریض کا خدا ہی حافظ و ناصر ہے۔

کیا کوئی حکیم صاحب ایک ایسے مریض کا علاج کر سکتے ہیں جس نے اپنے قیمتی جوہر کا خزانہ کُلیتہً لٹا دیا ہو اور اب کچھ بھی باقی نہ رہا ہو، براہ کرم حکیم اکبر حسین صاحب قبلہ اپنا پورا پتہ شائع کریں۔ تاکہ میں آپ سے خط و کتابت کر سکوں۔ (خریدار نمبر ۱۹۳۷)

۵۲ میری والدہ کو عرصہ دس بارہ سال سے نزلہ کی شکایت ہو۔ بحالتِ نزلہ چھینکیں بہت کثرت سے آتی ہیں اور ناک سے رقیق رطوبت خارج ہوتی رہتی ہے قبض کی دائمی شکایت ہو اکثر تین تین روز اجابت نہیں ہوتی، نزلہ کیلئے مغزیات حب جالینوس اطریفل اسطوخودوس، شربت ارزانی وغیرہ بکثرت استعمال کرا چکے ہیں۔ لیکن اطمینان بخش فائدہ نہیں ہوا، قدرے فائدہ ہو جاتا ہے، عمر تقریباً ۴۰ سال ہے، اطبائے کرام کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ کوئی مجرب اور سہل الحصول نسخہ تجویز فرما کر شکر گذار فرما دیں۔ (محمد تقی دہلی)

Regd. No. L. 2790.

AN ILLUSTRATED TIBBI MONTHLY

HAMDARD-I-SEHAT

FOUNDED IN MEMORY OF

THE LATE HAKIM HAFIZ ABDUL MAJEED

FOUNDER OF THE HAMDARD DAWAKHANA DELHI.

REJUVENATION NUMBER.

Containing, for the first time in Urdu language, thorough discussions on this interesting and important topic of the day Along with the thoughts and efforts of ancient physicians, we have given in this number, the latest ideas and experiences of modern experts and physician-scientists of Europe, whose contributions have been directly obtained The articles have been illustrated with pictures and special arrangements have been made to publish the photographs of our contributors The language is simple and easy, and the number also contains Cartoons and picture supplement

The study of Rejuvenation Number is equally necessary and useful both for the physician and the layman Pages 306 with Photographs

PRICE:

Special Edition As. 10. Ordinary Edition As. 6.

EDITOR

HAJI ABDUL HAMEED

SUBSCRIPTION YEARLY ONE RUPEE, HALF YEARLY TEN ANNAS.

HAMDARD MANZIL, LAL KAUN DELHI.

SINGLE COPY 2 ANNAS

ماہوار مصور طبی رسالہ

ہمدردِ صحت

بیادگار

شہید فنِ ہمدردِ خلائق حکیم حافظ عبد المجید مرحوم دہلوی

بانیٔ ہمدرد دواخانہ دہلی

مرتبہ

حکیم حاجی عبد الحمید دہلوی

مقامِ اشاعت :- ہمدرد منزل لال کنواں دہلی

سالانہ ایک روپیہ

کتبہ یوسف

دسمبر ۱۹۳۴ء

Printed at the Delhi Printing Works, Delhi

اپنے بے نظیر خواص کی وجہ سے
تمام ہندوستان میں مشہور ہے
مفصل معلومات رسالہ
ہمدرد شباب
منگا کر حاصل کیجئے
فی بوتل پانچ روپے
نمونہ کی شیشی ایک روپیہ چار آنے
تار کا پتہ "HAMDARD" "DELHI"
منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی
ٹیلیفون نمبر 5778

MAJUN SHABAB
REGISTERED
معجون شباب آور
قوت مردمی اور دل۔ دماغ کی کمزوری کے لئے مشہور دوا ہے
زمینی اور نفیس چیزوں سے بالکل پاک ہو۔ مشک عنبر مروارید وغیرہ سے بنائی جاتی ہے
تمام ہندوستان میں اس کے بے نظیر فوائد کا اعتراف کیا گیا ہے
قیمت فی شیشی پانچ تولہ پانچ روپیہ نمونہ کی شیشی ایک تولہ ایک روپیہ
ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

جلد ۳ فہرست مضامین نمبر ۶

دسمبر سنہ ۳۴ء

عکسی تصاویر ۱- مجدد طب مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

دستی تصاویر ۱- دس تصاویر متعلق علامات نمونیا۔

قیمت سالانہ عہ ، ممالک غیر سے ۶ عہ ، فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱۰/)

ہمدرد صحت کی بعض خصوصیات

کیا آپ کو اسکی ضرورت نہیں ہے

طبیب اور غیر طبیب دونوں کیلئے یکساں مفید

ہمدرد صحت جسطرح ایک طبیب کیلئے اپنے اعلیٰ مضامین کیوجہ سے نہایت مفید اور کارآمد رسالہ ہے اسیطرح ہر پڑھے لکھے آدمی کیلئے بھی ایک ضروری چیز ہے کیونکہ ہمیشہ عام فہم مضمون دلچسپ پیرایہ میں درج کئے جاتے ہیں تاکہ عوام کی طبی ضرورت بھی پوری ہو

تصاویر

اُردو زبان کا کوئی طبی رسالہ اسقدر پابندی سے تصاویر شائع نہیں کرتا جسقدر پابندی سے ہمدرد صحت میں شائع ہوتی ہیں ہمدرد صحت کی ہر اشاعت بلاک کی اور دستی تصاویر سے مزین ہوتی ہیں تصاویر کی دلچسپی اور انتخاب کا اندازہ فائل دیکھنے سے ہی ہو سکتا ہے۔

طبی افسانے

ہمدرد صحت پہلا طبی رسالہ ہے جس میں حفظانِ صحت کے مسائل اور مرض مریض اور طبیب کے متعلق معلومات افسانوں کی شکل میں پیش کیجاتی ہیں، اربابِ نظر ہی اسکی افادی حیثیت کو سمجھ سکتے ہیں،

مشاہیر اطبا سے بلا معاوضہ مشاورت

ہمدرد صحت کا ہر خریدار حق رکھتا ہے کہ ایک سال میں اپنا ایک سوال رسالہ میں درج کرائے سوالات کے جوابات ہندوستان کے مشہور اور تجربہ کار اطبا دیتے ہیں آپ کافی خرچ کے بعد بھی اپنے مسائل کے متعلق اتنی رائیں جمع نہیں کر سکتے جتنی ہمدرد صحت کے ذریعے بلا معاوضہ آپکو مل سکتی ہیں،

مجربات

ہمدرد صحت میں ہر ماہ ہندوستان کے مشہور اور تجربہ کار اطبا اپنے بیش قیمت مجربات شائع کراتے ہیں، تاکہ ان سے طبیب بھی فائدہ حاصل کریں اور مخلوق خدا بھی صحت و آرام کی بیش بہا نعمت حاصل کرے۔

وقت کی پابندی

ہمدرد صحت ڈیڑھ سال سے شائع ہو رہا ہے اس عرصہ میں اپنے اعلان کے مطابق آجتک تاخیر سے شائع نہیں ہوا، ہر مہینے کی پانچ تاریخ کو پانچ بجے دفتر سے شائع ہو جاتا ہے

ارزانی

ہمدرد صحت اپنی خصوصیات میں تنہا ہونیکے باوجود اس قدر ارزاں ہے ماہرین علم الحساب اسکے حساب سے قاصر ہیں ایک روپیہ سالانہ میں ہم معیاری مضامین اور متعدد بلاک کی تصاویر اعلیٰ کتابت طباعت مستزاد

ان ہی خصوصیات کیوجہ سے

ہمدرد صحت طبی دنیا کا مقبول ترین رسالہ تسلیم کر لیا گیا ہے، ہندوستان کے تمام سربرآوردہ حکماء، اور دردمندانِ قوم نے اسکی خدمات کو سراہا ہے

رسالہ آپکے ہاتھ میں ہے غور سے دیکھئے کہ کہیں مبالغہ سے تو کام نہیں لیا گیا۔
اگر آپ کو اپنی صحت کا واقعی خیال ہے تو ہمدرد صحت آپکے مطالعہ میں مستقل طور سے رہنا چاہیئے۔

آپ کا خادم
منیجر ہمدرد صحت دہلی

از منیجر ہمدرد صحت دہلی

قلمی معاونین اپنے مضامین ہر ماہ کی بیس تاریخ تک دفتر میں بھیجدیں، آئندہ رسالہ میں مضامین کی اشاعت کی امید اس تاریخ تک کیجاسکتی ہے،

ہمدرد صحت ایک معیاری رسالہ ہے اسلئے ضروری نہیں کہ ہر مضمون اسمیں درج ہو ہی جائے، اگر مضمون رسالہ کے مطابق نہوا تو وہ مضمون شکریہ کیساتھ واپس کردیا جائیگا۔

رسالہ کے انتظامی امور کے متعلق تمام خط وکتابت خادم منیجر سے کیجائے، مضامین یا دیگر خاص مسائل میں ایڈیٹر کو متوجہ کیا جائے، ایسے خطوط پر لفظ ”ایڈیٹر“ لکھدینا چاہیئے

اکثر اصحاب دواخانہ کے وی پی پارسلوں میں رسالہ کی قیمت وصول کرلینے کی ہدایت فرماتے ہیں، یہ طریقہ کفایت کے لحاظ سے مناسب ہے، لیکن رسالہ کی قیمت دفتر کو اس وقت تک نہیں ملتی جب تک دواخانہ میں وی پی وصول نہ ہوجائے، اس صورت میں رسالہ کے اجراء میں کچھ دیر ہوجاتی ہے، ان اصحاب کو اس دیر کی وجہ کا خیال رکھنا چاہیئے،

جو شائقین رسالہ کا وی پی طلب فرماتے ہیں اسوقت ہم کو بہت تکلیف محسوس ہوتی ہے، کیونکہ ان کو خواہ مخواہ تین آنہ کا زیر بار ہونا پڑتا ہے رسالہ کی قیمت اگر منی آرڈر سے بھیجی جائے تو ایکروپیہ دو آنہ خرچ ہوتے ہیں لیکن وی پی عہ میں پہنچتا ہے،

دواخانہ کا دفتر اور رسالہ کا دفتر اور اُنکے انتظامات علیحدہ علیحدہ ہیں بعض اصحاب دواخانہ کے تمام شعبوں کے متعلق ہدایات فرمادیتے ہیں، جو بعض اوقات کافی انتظامی پیچیدگیاں پیدا کردیتا ہے، ان اصحاب کو چاہیئے کہ کم سے کم ایک لفافہ صرف خرچ کردیا کریں اور اسمیں ہر شعبہ کیلئے علیحدہ علیحدہ خط لکھدیا کریں۔

رسالہ ہر مہینے کی پانچ تاریخ کو قطعی شائع ہوجایا کریگا سوائے ناگہانی آفت کے اور کوئی چیز پابندی وقت میں مانع نہیں ہوسکتی۔

رسالہ قطعی طور پر پانچ تاریخ کو حوالہ ڈاک کردیا جاتا ہے گذشتہ سال میں ایکبار بھی ایک دن کی تعویق سے شائع نہیں ہوا ہندوستان کے ہر گوشہ میں بہرحال چار پانچ روز تک رسالہ پہنچ جانا چاہیئے لیکن تعجب ہے کہ رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت اکثر ایک ایک ماہ یا اس سے بھی بعد کیجاتی ہے، اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ ہر خریدار کو اپنی ڈاک کا معقول بندوبست کرنا چاہیئے، اگر پندرہ تاریخ تک رسالہ نہ پہنچے تو فوراً دفتر کو اطلاع دینی چاہیئے تاکہ مکرر روانہ کردیا جائے، اگر ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ تک شکایت موصول نہ ہوئی تو رسالہ بلاقیمت نہیں بھیجا جائیگا۔

ضروری نوٹ

ہمدرد صحت کا نمونہ جن اصحاب کی خدمت میں بھیجا جارہا ہو انکو چاہیئے کہ خط وکتابت کیوقت نمونے کے نمبر کا حوالہ ضرور دیدیں، نمبر پتہ کے پاس چٹ پر درج ہوتا ہے۔ ”منیجر“

ہمدرد صحت کی اشاعت خاص!

مسئلہ "تجدید و اعادہ شباب اور درازیٔ عمر" پر

اردو زبان میں سب سے پہلی تبصرہ حاصل بحث

اطبا اور عوام کیلئے یکساں قابل مطالعہ

مشرقی و مغربی حکما کے خیالات اور تجربات کا بےنظیر مرقع

نوجوانوں کیلئے چراغ ہدایت،

ادھیڑوں کیلئے مشعل راہ

بوڑھوں کیلئے عصائے پیری

ہمدرد صحت کی "اشاعت خاص" کی اہمیت بغیر دیکھے واضح نہیں ہو سکتی، اسکی تحریر و تسوید میں یورپ کے بڑے بڑے ڈاکٹروں اور ہندوستان کے تمام مشہور طبی اہل قلم نے حصہ لیا ہے اس جامعیت کا کوئی طبی رسالہ آجتک کسی مشرقی زبان میں شائع نہیں ہوا، ہر شخص اپنی جوانی کو قائم رکھنے اور عمر کو دراز کرنیکا طبعی طور پر خواہش مند ہوتا ہے اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالنے کا فخر مشرقی زبانوں میں صرف اردو کو حاصل ہے اور اردو رسالوں میں ہمدرد صحت کو۔ اس اشاعت خاص کی کل ضخامت تین سو دس صفحات ہے۔ خالص مضامین اور تصاویر کے صفحات دو سو بیس ہیں۔

بلحاظ کاغذ اعلیٰ اور معمولی دو ایڈیشنوں یہ اشاعت خاص طبع ہوئی ہے، اعلیٰ ایڈیشن کی قیمت دس آنے اور معمولی ایڈیشن صرف چھ آنہ میں ملتا ہے۔ محصول ڈاک ۱/ ۱

ہمدرد صحت کی سالانہ قیمت صرف ایک روپیہ ہے۔ رسالہ کے خریداروں کو معمولی ایڈیشن مفت پیش کیا جاتا ہے اسکے بعد اسی ایک روپے میں گیارہ مہینے تک ہمدرد صحت جاری رہیگا، اگر آپ اس اہم اور دلچسپ نمبر کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو فوراً باقاعدہ خریدار بن کر حاصل کر لیجئے، یا اشاعت خاص کی قیمت کے ٹکٹ لفافہ میں بند کر کے بھیجئے بہر حال اس معاملہ میں جلد توجہ کیجئے +

منیجر "ہمدرد صحت" دہلی
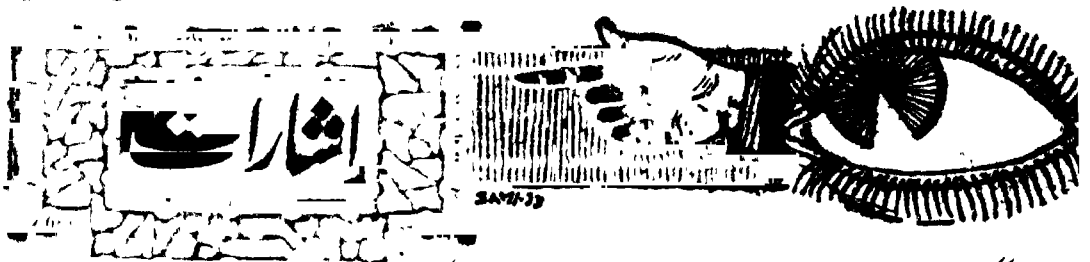
شکر گذاری برادر عزیز کے حادثۂ ارتحال پر جن جن مخلصین نے پیغام تعزیت ارسال فرمائے ہیں ان کا خلوص دل سے انتہائی شکر گذار ہوں حقیقتاً یہ تعزیت نامے ایک حد تک میرے محزون اور متاثر دل کیلئے سکون و اطمینان کا سامان بنے، اور میں اس جوش ہمدردی سے بہت متاثر ہوا، ابتداً چند روز تک فرداً فرداً جوابات کا سلسلہ قائم رہا، لیکن اس کے بعد کچھ تو قلتِ اوقات اور کچھ کثرتِ تعداد نے اس سلسلہ کو توڑ دیا، بہر حال میں ہر کرمفرما کا سپاس گذار ہوں اور اس کوتاہی اور تساہل کیلئے معذرت چاہتا ہوں۔

اجر ش دہ خدا کہ کردند یاوری
باآں کسانکہ ناصر دیاور نداشتند

تجاویز اصلاح و ترقی ناظرین نے غالباً یہ محسوس کرلیا ہوگا کہ ہمدرد صحت میں کوئی ایسی چیز درج نہیں کیجاتی جسکا افادہ عوام اور خواص کیلئے طبی نقطۂ نظر سے متیقن نہ ہو، ہمدرد صحت کے بعض عنوانات جو عام طور سے طبی رسائل میں نہیں پائے جاتے۔ وہ بھی اسی ذیل میں آتے ہیں۔ ان کے افادہ کے متعلق اکثر اصحاب نے ہمارے خیالات اور عمال سے اتفاق کیا ہے، اور ان کو ہمدرد صحت کی خصوصیت بتاتا ہے۔ اسوقت میری مراد افسانہ معلومات اور مرقع وغیرہ عناوین سے ہے،

میرے اور ہمدرد صحت کے ایک نہایت مخلص کرمفرما یعنی جناب حکیم ڈاکٹر مولوی لطافت حسین صاحب راشد نے کچھ عرصہ ہوا، ہمدرد صحت کے متعلق ایک عنایت نامہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا اور چند اصلاحی تجاویز بھی پیش فرمائی تھیں جو رسالہ کی ظاہری و معنوی حیثیت سے تعلق رکھتی تھیں (۱) آپکو ہمدرد صحت کا منقش ٹائیٹل ناپسند ہے (۲) ہمدرد صحت کے صفحات کی دو کالمی تقسیم بھی قابل ترک ہے (۳) جدید معالجات مثلاً علاج بالاحتقان، اور سیرم تھیراپیوٹکس پر توجہ کیجائے (۴) سوالات اور جوابات کے دو عنوان ایک ہی اشاعت میں نہ رکھے جائیں، بلکہ ایک ماہ صرف سوالات ہوں اور دوسرے ماہ کے پرچہ میں صرف جوابات ہوں

رسالہ کی ترقی کے متعلق ہر معقول تجویز پر غور کرنا اور بقدر امکان اُس پر عمل کرنا ہمارے فرائض میں داخل ہے یہی وجہ ہے کہ حکیم صاحب موصوف کا مندرجہ بالا عنایت نامہ دو ماہ سے بھی زیادہ تاخیر کے باوجود ابتک زیر غور کا غذات میں رہا میں چاہتا ہوں کہ یہاں حکیم صاحب کی تجاویز پر مختصراً کچھ گذارش کروں۔

ہمارے خیالات

(۱) ٹائیٹل کے متعلق سچ تو یہ ہے کہ ہم نے کبھی اہمیت کیساتھ غور ہی نہیں کیا۔ ہمدرد صحت پر اب تک تین ٹائیٹل لگائے گئے ہیں، ان میں سے ہر ایک اپنی پسند کرنے والوں کی کافی تعداد رکھتا ہے، راشد صاحب و انکے ہمخیال اگر سادہ ٹائیٹل کو پسند کرتے ہیں تو کچھ اصحاب منقش ٹائیٹل کے بھی طلبگار ہیں، بہرحال میرے خیال میں ٹائیٹل کو موضوع بحث بنانا مناسب نہیں ہے موجودہ ٹائیٹل کو جو دو ماہ سے شائع ہو رہا ہے اپنی سادگی اور اعلیٰ کتابت کیوجہ سے اکثر اصحاب نے پسند کیا ہے راشد صاحب بھی غالباً اسکو پسند کرینگے صفحات کی دو کالمی تقسیم کے متعلق راشد صاحب کا مشورہ ہے کہ ترک کر دیجائے۔ کیا اچھا ہوتا اگر موصوف ترک کے وجوہ بیان فرما دیتے، ہمارے خیال میں موجودہ صورت ظاہری اعتبار سے بھی نظروں پر بار نہیں ہے دیکھنے اور پڑھنے والوں کو چھوٹے کالموں کے دیکھنے اور پڑھنے میں جو آسانیاں ہیں وہ بھی نظرانداز نہیں کیجا سکتیں۔

علاج بالاختقان، سیرم تھیراپیٹکس اور جدید معالجات پر حکیم صاحب نے ہمکو متوجہ کیا۔ اسکے لئے ہم شکرگذار ہیں۔ بیشک ہماری زبان ان جدید تحقیقات سے بہت حد تک بے مایہ کہی جاسکتی ہے۔ اس بے مائگی کو دور کرنا۔ اور اطبار کو جدید مسائل و تحقیق سے باخبر رکھنا ہر طبی پرچے کا فرض ہونا چاہیئے حکیم صاحب نے جن چیزوں کی طرف توجہ دلائی ہے، انشاءاللہ ہمدرد صحت اس معاملہ میں جلد عملی ثبوت دیگا۔

حکیم صاحب کی آخری تجویز یعنی سوالات اور جوابات کے عنوانوں کی علیحدہ علیحدہ دو اشاعتوں میں تقسیم بھی میرے خیال میں کافی غور کا نتیجہ نہیں ہے۔ اگر حکیم صاحب کو یہ معلوم ہو جاتا کہ ان عنوانوں سے اطبار اور عوام کس حد تک دلچسپی لیتے ہیں تو غالباً موجودہ تقسیم میں کسی ترمیم کی ضرورت محسوس نہ فرماتے، یہ بالکل صحیح ہے کہ دلچسپی کے اس اظہار کو رائگاں نہ جانے دینا چاہیئے بلکہ جہاں تک ممکن ہو اس کو بانتیجہ بنانا چاہیئے، انہی سوالات و جوابات میں ہم اطبار کو نئی نئی معلومات بھی پہنچا سکتے ہیں اور عوام کو بھی اصول حفظان صحت سے آگاہ کر سکتے ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جسکی ضرورت بلا استثنار رسالہ کے تمام ناظرین کو ہے اور یہی کسی طبی رسالہ کا آخری مقصد ہو سکتی ہے،

ہمکو اسوقت کسی طبی رسالہ کے سوالات اور جوابات کے عنوانوں پر بحث کی ضرورت نہیں لیکن ہمدرد صحت کے ان عنوانوں کے متعلق میں بہ صفائی کہہ سکتا ہوں کہ وہ میرے نقطۂ خیال سے ذرا ہٹ گئے ہیں۔ جسکی وجہ ضوابط اندراج کی "نرمی" کیساتھ میری عدیم الفرصتی بھی ہو سکتی ہے، بہرحال اب ضرورتاً ضوابط اندراج پر نظرثانی کیگئی ہے، ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج رسالہ کرانیکا حق قائم رکھا گیا ہے لیکن طویل اور غیر ضروری سوالات کی روک تھام اس سے ضرور ہو سکیگی۔ رسالہ کے خریداروں کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے حق کو صحیح مصرف میں استعمال کریں، تاکہ رسالہ کے صفحات (جنکی پہلے ہی قلت ہے) دوسرے ضروری مضامین کیلئے گنجائش نکال سکیں۔

مفرّحات

پان کے سر خون کا الزام؟

مدتوں سے کیا معنی یوں کہنا چاہئے کہ جب سے پیدا ہوئے ہی سُنتے چلے آئے تھے کہ پان کھانے کی عادت غلیظ ترین عادت ہی۔ پان صحت کے لئے سخت مضر ہی۔ چونا تو دانتوں کو بالکل بیکار ہی کر دیتا ہی اور پھر رنگے ہوئے سُرخ سُرخ ہونٹوں کی نمایش تو کسی طرح بھی اس قابل نہیں ہی کہ کوئی شریف انسان ایک لمحے کے لئے بھی اس کا دیکھنا گوارا کرے۔ پان کی یہ بُرائیاں ہم سنتے تھے اور خون کے سے گھونٹ پی کر رہجاتے تھے کوئی معمولی آدمی کہتا تو ممکن تھا کہ ہم اس سے دست گریباں ہو جاتے اور اسکا مُنہ نوچ لیتے۔ مگر مصیبت یہ تھی کہ یہ تمام الزامات بارگاہِ طب سے اس غریب معصوم پر لگائے جاتے تھے اور ڈاکٹروں کی بات میں مجال دم زدن کسے؟ کہا جاتا تھا اور ڈنکے کی چوٹ کہا جاتا تھا کہ منہ اور زبان میں جو آکلہ (کینسر) ہوجاتا ہی اسکا باعث صرف پان ہی مسوڑھوں سے جو پیپ آتی ہی وہ صرف اسی لئے آتی ہی کہ پان کھانیکی وجہ سے منہ صاف نہیں رہتا اور پان کے ذرات دانتوں کی جڑوں میں پڑے سڑتے رہتے ہیں یہ سب کچھ تو صرف پان کے متعلق تھا لیکن اگر کسی نے پان کیساتھ جھوٹ موٹ کو ذرا سا تمباکو بھی کھانا شروع کر دیا تو پھر اس کا گناہ بالکل ہی ناقابل معافی ہو جاتا تھا کیونکہ تمباکو کا جوہر "نکوٹین" اور نکوٹین سے زیادہ مہلک زہر اس حکیم مطلق کے دواخانہ سے بھی کوئی ایجاد نہیں ہوا ہی۔

ہم حیران تھے کہ بارالہٰا "اسکروی" اور "پایوریا" کے مریضوں کو علاج کے طور پر سبزیاں کھلائی جاتی ہیں۔ تازہ پھل کھلائے جاتے ہیں پھر آخر پان بھی تو ایک سبزی ہی ہی۔ تمباکو سگریٹ، سگار، اور پائپ کی صورت میں تقریباً ہر انگریز ڈاکٹر استعمال کیا کرتا ہی۔ لیکن اس سے کوئی نقصان صحت کو نہیں پہونچتا اور ہمنے اگر اسکے سوکھے ساکھے پتوں کو کوٹ کر اور اسمیں پچاس خوشبوئیں اور مصالحے ملاکر دیں ہی ذراسی بس کوئی چوتھائی رتی پان کیساتھ کھالی تو قیامت آگئی۔ سارا نکوٹین ہمارے حصہ میں آگیا۔

پھر یہ بھی خیال آتا تھا کہ پان کچھ ساری دنیا تو نہیں کھاتی۔ ساری دُنیا کیا سارا ہندوستان بھی نہیں کھاتا مگر پایوریا تو یورپ امریکہ افریقہ آسٹریلیا غرضکہ چاردانگ عالم میں پھیلا ہوا ہی ان مقامات پر پان کی غلاظت کیسے پہونچ جاتی ہی؟ مگر وہ تو جس طرح "خدا کی باتیں خدا ہی جانے" اسی طرح "ڈاکٹروں کی باتیں ڈاکٹر ہی جانیں" ہمیں تو چوں وچرا کرنیکا کوئی حق ہی نہیں ہی پھر ہمنے یہ بھی دیکھا کہ آکلہ صرف منہ اور زبان ہی میں تو نہیں ہوتا۔ آدمی کے بدن میں پچاسوں جگہوں پر ہو جاتا ہی پیٹ میں رحم میں پھیپھڑوں میں، جگر میں رحم اور پھیپھڑے اور جگر سے تو کوئی پان نہیں کھایا کرتا۔ پھر آکلہ اور پان سے کیا نسبت؟ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ "ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ"۔

خدا بھلا کرے ڈاکٹر آئی۔ ایم۔ اور صاحب کا انہوں نے لنکا کے جزیرہ میں بیٹھکر تحقیقات کی تب کہیں جاکے پان کی بیگناہی ثابت ہوئی۔ انہوں نے دیکھا کہ لنکا اور ٹراونکور کے باشندوں میں آکلہ کا مرض بکثرت ہوتا ہی اور ہوتا بھی ہی زیادہ تر منہ میں اور ہونٹوں پر انہیں خیال آیا کہ اگر صرف پان اسکا باعث ہوتا تو پان تو ہندوستان بھر میں اسیقدر کثرت سے کھایا جاتا ہی وہاں سب جگہ اس مرض کی کثرت ہونی چاہیئے۔ مثل مشہور ہی "جو بندہ یابندہ" انہوں نے پتہ لگا ہی لیا کہ لنکا اور ٹراونکور کے باشندے جو چونا استعمال کرتے ہیں وہ گھونگے اور سیپ کا ہوتا ہی اور وہ اس معمولی چونے سے بہت زیادہ خراشدار ہی یہ بھی معلوم ہوا ہی کہ جو تمباکو وہاں پیدا ہوتا ہی وہ بھی بیحد تیز اور خراش پہونچانیوالی ہی ان چیزوں کی ہر وقت کی خراش سے منہ اور ہونٹ کی غشاء بلغمی ملتہب اور کمزور ہوجاتی ہی اور چونکہ ان لوگوں کی غذا بہت خراب اور ناکافی ہوتی ہی اسلئے وہ آکلہ کے شکار ہوجاتے ہیں۔

خدا ڈاکٹر اور کو تا دیر سلامت رکھے تاکہ وہ یہ بھی اپنی تحقیقات سے ثابت کرسکیں کہ ہونٹوں کو سُرخ کرنے کے لئے ولائتی قسم کی عورتیں جو رنگ تھوپا کرتی ہیں یہ سخت مضر صحت ہے۔ یہ کام بہترین طریقے پر پان انجام دے سکتا ہی۔

ایک اعتراض اور اُس کا جواب

جناب حکیم سید سلطان مسعود صاحب نے جنکا تعلق طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڈھ سے ہی گذشتہ ماہ مندرجہ ذیل مضمون ارسال فرمایا تھا جسمیں جناب ڈاکٹر سید احمد صاحب سعید بریلوی کے ایک جواب اور مشورہ پر تنقیدی نظر ڈالی گئی ہی، گذشتہ اشاعت میں اسکے لئے جگہ نہیں نکالی جاسکی تھی، اب اس ماہ کے ہمدرد صحت میں اشاعت سے قبل یہی مناسب معلوم ہوا کہ یہ مضمون ڈاکٹر صاحب کو دکھا کر اسکا جواب (اگر وہ دینا چاہیں) ابھی حاصل کر لیا جائے، تاکہ سوال و جواب دونوں ساتھ ساتھ شائع ہوں، اور ناظرین کے غور اور دلچسپی کا باعث ہوں، ہمدرد صحت کے نزدیک علمی مباحث فن کی ترقی کیلئے نہایت ضروری اور مفید ہیں لیکن اصل مقصد یعنی احقاقِ حق کو نظر انداز کرکے فروع اور ذاتیات پر توجہ ہمارے خیال میں مناسب نہیں ہی، زیر نظر صفحات میں اگرچہ کچھ ذاتیات کی بحث نہیں ہی لیکن نادانستہ طور پر طرز تحریر دونوں طرف سے غیر مناسب اختیار کیا گیا ہی، کیا ان مطالب اور مفاہیم کو خوشگوار سیاق سے ادا نہیں کیا جاسکتا؟ ہمارے خیال میں حکیم سید سلطان مسعود صاحب کو بحیثیت سائل اس معاملہ میں زیادہ احتیاط کی ضرورت تھی

درصل یہ صورت حال ان غلط فہمیوں پر مبنی ہی جو طب قدیم اور طب جدید، اور طبیبوں اور ڈاکٹروں میں پیدا ہوگئی ہے، اور جنکو رفع کرنے کی طرف بہت کم توجہ کیجاتی ہی، ہر دور اندیش اور محب وطن طبیب اور ڈاکٹر کا فرض ہے کہ وہ اس اہم مسئلہ پر پوری توجہ کرے؛

"ہمدرد صحت"

رسالہ ہمدرد صحت دہلی بابت ماہ جولائی ۳۴ء میں مولوی عبدالعزیز صاحب خریدار نمبر ۸۰۰ کا ایک سوال نمبر ۱۳ درج ہوا، جو مندرجہ ذیل ہے۔

(عبارات خطوط کشیدہ کو ناظرین کرام خاص طور پر ذہن میں رکھیں۔)

"پندرہ سال سے درد کمر و درد عرق النسا میں مبتلا ہوں صدہا علاج داخلی و خارجی کر چکا مگر صحت کلی نہیں حاصل ہوئی بعض بعض دواؤں سے چند روز کے واسطے افاقہ ہوجاتا ہی، ہفتہ عشرہ کے بعد درد شدید ہوتا ہی، بالخصوص موسم سرما میں زیادہ تکلیف محسوس ہوتی ہی۔ جمیع حکما کی خدمت میں دست بستہ گذارش ہی کہ مجرب نسخہ جو لد اثر کرنیوالا ہو اور اس مرض کی بیخکنی کردے معہ ترکیب استعمال و خوراک پرہیز وغیرہ بذریعہ ہمدرد صحت مطلع کریں۔ شکرگذار ہونگا۔"

اس پر حکیم اکبر حسین صاحب و حکیم شمس الحق صاحب و ڈاکٹر سید احمد صاحب سعید بریلوی نے ماہ اگست ۳۴ء کے ہمدرد صحت میں جوابات لکھے۔

میں اس وقت جو کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اسکا تعلق صرف عالیجناب ڈاکٹر سید احمد صاحب سعید، بریلوی سے ہے۔

جو جواب اُنہوں نے ارقام فرمایا وہ مندرجہ ذیل ہے:۔

"عرق النسا ایک درد ہی جو کئی ایک مختلف امراض کے باعث پیدا ہوتا ہی، صرف درد کا علاج کرنا کافی نہیں ہی، مرض کو جڑ سے کھونیکے لئے یہ ضروری ہی کہ اصل مرض کا علاج کیا جائے جو اس درد کا باعث ہے قبض، گٹھیا، آتشک، عصبی کمزوری، اور بعض اوقات شکمی رسولیاں اسکا باعث ہوا کرتی ہیں۔ اپنا اصل مرض تحریر فرمائیں تو مکمل نسخہ لکھا جا سکتا ہی، صرف درد کو دور کرنیکے لئے لینی منٹ بلاڈونا اور لینی منٹ کیمفر ہموزن ملاکر مالش کرنیسے بہت جلد فائدہ ہو جاتا ہے لینی منٹ بلاڈونا ایک زہریلی دوا ہی اسلئے احتیاط لازم ہے کہ منہ تک نہ پہنچ جائے۔"

اسکے بعد مولوی عبدالعزیز صاحب نے اسکے جواب میں ماہ ستمبر ۳۴ء کے ہمدرد صحت میں تحریر فرمایا کہ "میرا پہلا سوال جولائی کے ہمدرد صحت میں شائع ہوا ہے، اسکے جواب میں ڈاکٹر سید احمد صاحب بریلوی نے مفصل حالات دریافت کئے ہیں۔ لہذا گذارش ہے کہ مجھکو اس عمر تک سوزاک و آتشک وغیرہ کی شکایت نہیں ہوئی۔ البتہ عصبی کمزوری اور بعض اوقات شکمی رسولیاں ضرور ہوا کرتی ہیں۔ گرم ادویہ کے استعمال سے درد سر ہوجاتا ہی۔ ایسے بھی درد سر کی شکایت اکثر رہتی ہے۔ سرد ادویہ کے استعمال سے زکام، عرق النسا، درد کمر، عرصہ ۲۵، ۲۶ سال سے درد قولنج کا دورہ بھی اکثر ہوجایا کرتا ہی۔ تمام حکما اور ڈاکٹروں کی خدمت میں دست بستہ گذارش ہی کہ روداشرا دہکم خرچ علاج تجویز کرکے شکرگذار فرمائیں۔"

اسکے جواب میں پھر ڈاکٹر سید احمد صاحب نے ماہ اکتوبر ۳۴ء

"Hamdard-i-Sehat," Delhi,
December 1934.

همدرد صحت دھلی -
دسمبر ۱۹۳۴ء

مجدد طب مسیح الملک حافظ محمد اجمل خاں صاحب رحمتہ الہ علیہ
جنکی ساتویں برسی آئندہ ماہ کے پہلے ھفتہ میں منائی جائیگی -

کے ہمدرد صحت میں تحریر فرمایا کہ "جو تفصیلات آپ نے شائع کرائی ہیں ان سے دو نتیجے نکالے جا سکتے ہیں۔ (۱) آپ کو ہمیشہ قبض رہتا ہو (۲) آپ کے اعصاب کمزور ہیں قبض رفع کرنے کے لئے اگر آپ ہر صبح بیدار ہوتے ہی نہار منہ ایک گلاس سرد پانی پی لیا کریں تو غالباً یہ شکایت دور ہو جائیگی، اگر یہ ناکافی ہو تو شب کو کھانا کھانے کے بعد بھی ایک گلاس پانی پی لیا کیجئے لیکن یہ شیر گرم ہو۔ روزانہ باقاعدہ ورزش بھی قبض کو دور کر دیتی ہے ضعف اعصاب کیلئے آپ مندرجہ ذیل نسخہ استعمال فرمائیے:"

لائیکر اسٹرکنیا	دو بوند
ٹنکچر جنشین کمپاؤنڈ	بیس بوند
ٹنکچر کراشیا	بیس بوند
اسپرٹ کلوروفارم	بیس بوند
پانی	اتنا کہ ایک اونس ہو جائے۔

یہ ایک خوراک ہے روزانہ ایسی تین خوراکیں استعمال کیجئے۔"

جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی!

اس وقت جس چیز میں میں اپنا قیمتی وقت صرف کر رہا ہوں اس سے میری غرض و غایت صرف یہ ہے کہ عوام کو ایک مخدوش راستہ پر قدم رکھنے سے روکوں جس پر کہ وہ آپکی غلط رہنمائی کیوجہ سے قدم بڑھانیکا ارادہ کر رہے ہونگے۔ یا کر چکے ہونگے۔

آپ کا مقصد اگرچہ نیک تھا یعنی اس بڑے قافلہ کے جو رسالہ ہمدرد صحت کا مطالعہ کرنے والا ہے اور جسکا مقصد صحت و تندرستی کی منزل پر چڑھنا ہے آپ رہنما بنیں۔ لیکن ڈاکٹر صاحب!

این راہ کہ تو میروی بترکستان است

آپ کو معلوم نہیں؟ آج کل غلط اصولوں ہی کا شکار ہو ہو کر آپکے نوے فیصدی بھائی قبض کے مریض ہیں

رسالہ ہمدرد صحت پر ہزارہا آدمیوں کی نظر پڑتی ہے غور فرمائیے کہ ان میں نوے فیصدی کے حساب سے کتنے لوگ قبض کے مریض نکلیں گے اب بتلائیے کہ کتنے لوگ آپ کے بتلائے ہوئے اصول کے پیرو ہو گئے ہونگے۔

ڈاکٹر صاحب! یہ تو میں بھی تسلیم کرتا ہوں کہ قبض تو واقعی رفع ہو جائیگا لیکن آپ نے یہ بھی غور نہیں فرمایا کہ پھر اس بیچارے انسان کا کیا حشر ہوگا خیر میں بتلاتا ہوں ملاحظہ فرمایئے،

فرض کیجئے کہ ایک شخص کو قبض کی شکایت ہو آپ نے اسے فرمادیا کہ "روزانہ صبح اٹھتے ہی ایک گلاس ٹھنڈے پانی کا پی لیا کرو تو غالباً یہ شکایت رفع ہو جائیگی اور یہ ناکافی ہو تو شب کو کھانا کھانے کے بعد بھی ایک گلاس پی لیا کرو لیکن یہ شیر گرم ہو" وہ بیچارہ غریب آپ کا مشکور ہو کر گھر پہنچا اور دوسرے ہی روز سے اس پر عمل شروع کر دیا یعنی صبح اٹھ کر نہار منہ ٹھنڈے پانی کا گلاس پینے لگا چونکہ اس وقت معدہ غذا سے خالی ہوتا ہے اور اعضا سب پیاسے ہوتے ہیں۔ لہذا یہ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی بسرعت معدہ سے نفوذ کر کے جملہ اعضا میں پہنچ جائیگا جس سے جگر وغیرہ میں یکلخت سردی پہنچ جائیگی اسکے علاوہ چونکہ یہ ٹھنڈا پانی ہنوز اپنی صرافت و خلوص برودت پر باقی ہے لہذا حرارت عزیزی کو بجھا دیگا جب حرارت عزیزی بجھ جائیگی تو سمجھ لیجئے کہ بیچارہ انسان کا کیا حشر ہوگا۔

برخلاف اسکے اگر معدہ میں غذا ہوتی تو پانی غذا میں مخلوط ہو کر نضج و طبخ پانیکے بعد غذا کے ساتھ ساتھ اعضا میں پہنچتا اور اسوقت برودت کا اسمیں شائبہ نہ ہوتا۔

ذیل میں بقراط کے ایک مقولہ کا ترجمہ درج کرتا ہوں:-

"علی الصباح اٹھ کر بغیر کچھ کھائے پیئے نہار منہ
پانی اور خصوصاً ٹھنڈے پانی کا پینا معدہ کی
حرارت کو بجھا کر بدنی قوی کمزور اور ضعیف کر دیتا ہے"

ڈاکٹر صاحب! میں یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہوں کہ اکثر بیچارے اس قسم کی ہدایات پر عمل کرنیوالے مریض استسقاء جیسے مہلک مرض کا بھی نشانہ بن جائینگے۔ اور بقول شخصیکہ آپکو "پانی پی پی کر کوسیں گے" کیونکہ یہ سرد پانی جگر کو ٹھنڈا کر کے خون صالح پیدا کرنیکے قابل نہ چھوڑیگا۔ فضول زیادہ پیدا ہونگے اور اعضا تغذیہ حاصل نہ کرینگے اور اسکا نتیجہ استسقاء لحمی کی شکل میں ظاہر ہوگا۔

ناظرین کرام! خدارا آپ اس غلط راستہ کو اختیار نہ کیجئے

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

اب رہا یہ سوال کہ نہار منہ ٹھنڈا پانی پینے سے قبض کیونکر رفع ہو جاتا ہے جسکا اعتراف میں نے بھی اوپر کیا ہے، بجیر اگر غور کیا جائے تو جو کچھ میں عرض کر چکا ہوں [illegible]

میں موجود ہی نہیں ظاہر ہے کہ جب معدہ اور جگر کی حرارت فنا ہو جائیگی جو کہ فعل ہضم کیلیے ایک نہایت اہم چیز ہے تو ہضم لامحالہ خراب ہو جائیگا اور غذا کچی منحدر ہونا شروع ہو جائیگی، اور جب غذا کچی منحدر ہوگی تو اجابت کافی نرم ہوگی بلکہ بہت ممکن ہے کہ یہاں تک نوبت پہنچے کہ ارادہ کرنیکی بھی تکلیف گوارا نہ کرنا پڑے اور بلا ارادہ بھی اجابت ہونے لگے۔

مولوی عبد العزیز صاحب!

آپ مہربانی فرماکر اپنے گھر کی عورتوں اور بچوں ہی سے دریافت فرمائیے کہ "میں نے جو کچھ اپنی کیفیتیں رسالہ میں درج کرائیں ان میں یہ بھی لکھا تھا کہ درد کمر و عرق النسا میں مبتلا ہوں ان امراض کی تکلیف موسم سرما میں خصوصاً زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ (یعنی برودت سے شدید نقصان پہنچتا ہے) عصبی کمزوری ہے، سرد ادویہ کے استعمال سے زکام عرق النسا، درد کمر درد قولنج اکثر ہو جایا کرتا ہے۔ اس پر مجھے ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی نے صبح نہار منہ سرد پانی پینے کو بتایا ہے۔ تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟

ڈاکٹر سعید احمد صاحب: آپ ذرا اپنے گھر کے بچوں سے تو نہیں تو کسی دوسرے گھر کے بچوں سے دریافت فرمائیے کہ اگر تمہیں گرم پانی پلا دیں تو کیا ہوگا؟ اسکا جواب آپ یہی پائیں گے کہ "اگر پانی کچھ زیادہ گرم ہے تو قے ہو جائیگی، اور اگر شیر گرم ہے تو متلی ہونے لگے گی اور اگر آپ کھانا کھانیکے فوراً بعد ہمکو ایسا پانی پلائیں تو یہ کیفیت زیادہ بڑھکر ظاہر ہوگی"

ڈاکٹر صاحب! بجائے اسکے کہ آپ مولوی عبد العزیز صاحب کو یہ تاکید کرتے کہ اگر آپ حار مزاج کے ہیں تو غذا کے بعد فقط ہضم کی اعانت کیلئے تھوڑا سا سرد پانی پی لیا کیجئے۔ آپ ارقام فرماتے ہیں کہ شیر گرم پانی پی لیا کیجئے۔

مگر ٹھیک ہے میں اس سے بھی آپ کا مقصد سمجھ گیا۔ ہاں۔ ڈاکٹر صاحب اس طرح بھی قبض نہیں رہیگا اور وہ اسلئے کہ جب غذا کھانیکے بعد شیر گرم پانی پی لیا جائیگا تو وہ معدہ میں بے چینی پیدا کر کے اسکو غذا کے ہضم ہونیسے روکیگا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ معدہ کا پورا فعل قبول کئے بغیر کچی منحدر ہوکر نہایت ملین اجابت کی شکل میں ڈاکٹر صاحب کی حذاقت کے گیت گاتی ہوئی جسم انسانی سے باہر آجائیگی مریض بھی خوش ہو جائیگا کہ میرا قبض رفع ہوگیا، اور ڈاکٹر صاحب کو تو اپنے علاج کی کامیابی پر جو مسرت حاصل ہوگی وہ ناقابل اظہار ہے اسلئے کہ یہ صرف انہی کی نہیں بلکہ طب جدید کی کامیابی ہوگی

بریں عقل و دانش باید گریست!

جواب

از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید، بریلوی

مجھے یہ دیکھکر بے انتہا مسرت ہوئی کہ مجھ جیسے ہیچ میرز اور ہیچمدان شخص کے ایک معمولی نسخے کیطرف مسلم یونیورسٹی کے ایک فاضل طبیب نے توجہ فرمائی، اور وہ بھی کسی ذوقِ شہرت طلبی سے مجبور ہوکر نہیں، بلکہ "عوام کو ایک مخدوش راستے پر قدم رکھنے سے روکنے کیلئے جس پر کہ وہ میری غلط رہنمائی کیوجہ سے قدم بڑھانیکا ارادہ کر رہے ہونگے یا کر چکے ہونگے" اور چونکہ حکیم صاحب قبلہ کی تنبیہہ کی اشاعت میں کارکنان "ہمدرد صحت" نے مہربانہ تاخیر کی ہے اسلئے اسوقت تک بہت سے "عوام" شاید مر چکے ہونگے۔

یہ واقعہ ہے کہ حکیم صاحب قبلہ کے اس اظہار ہمدردی نے میرے دل پر [illegible] میں تو بخیال خود یہ سمجھا کرتا تھا کہ بہ استثناء بعض، مریضوں کے ساتھ ہمدردی کرنیکا جذبہ اس زمانے میں کسی ڈاکٹر اور کسی حکیم کے دل میں موجود نہیں ہے۔ میرے ایک "غلط" یا مفروضہ طور پر غلط نسخہ کو دیکھتے ہی حکیم صاحب کا بیقرار ہو جانا اور باوجود عدیم الفرصتی اس پر تنقید لکھنے کیلئے فرصت نکال لینا، اور پھر اس تنقید کی جلد سے جلد اشاعت پر اصرار فرمانا تاکہ خلق اللہ کا کچھ حصہ تو مرنے سے بچ جائے اور سرزمین ہند بالکل ہی سُونی اور غیر آباد نہ بنجائے لائق صد تحسین ہے

میں تہ دل سے حکیم صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بروقت مشورہ دیکر مجھے "ترکستان" جانے سے روک دیا اور "کعبہ" کے راستے پر لا دیا، شاید انہیں یہ مصلحت ہوئی کہ ہرگز از عرب میں نہ کہیں وہ "ہلاکت آفرین ٹھنڈے پانی کا گلاس" میسر آئیگا اور نہ میں مریضوں کو وہ پلا پلا کر عدم کا راستہ دکھا سکونگا۔

حکیم صاحب قبلہ نے میرے "مہلک" نسخے کی صحت اس حد تک تو تسلیم فرمائی ہے کہ "قبض تو واقعی رفع ہو جائیگا"

لیکن
قبض کا مریض صبح اُٹھکر نہار منہ ٹھنڈے پانی کا گلاس چڑھائیگا
تو

"چونکہ اس وقت معدہ غذا سے خالی ہوتا ہو اور اعضا سب پیاسے ہوتے ہیں لہذا یہ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی بسرعت معدہ سے نفوذ کرکے جملہ اعضا میں پہنچ جائیگا جس سے جگر وغیرہ میں یکلخت سردی پہنچ جائیگی اسکے علاوہ چونکہ یہ ٹھنڈا پانی ہنوز اپنی صراحت وخلوص برودت پر باقی ہو۔ لہذا حرارت عزیزی کو بجھادیگا جب حرارت عزیزی بجھ جائیگی تو سمجھ لیجئے کہ بیچارہ انسان کا کیا حشر ہوگا۔"

حق یہ ہے کہ مسلم یونیورسٹی اپنی بادی سخت پر جس قدر ناز کرے کم ہو کہ اسے ایک ایسے ارسطو فطرت اور لقمان حکمت عالم طب کی خدمات حاصل ہیں۔ ناقدر شناس فن ہندوستان اپنے قابل اور فاضل فرزندوں کی قدر کرنا ہی نہیں جانتا۔ یورپ میں اگر کسی دُرج دماغ سے ایسے ایسے لآلی آبدار برآمد ہوتے تو اسکے گرانقدر خیالات تو برلن کے کتب خانہ میں محفوظ ہوجاتے، اور خود صاحب خیالات کسی بڑے عجائب خانے میں۔

حکیم صاحب کے اس نظریئے میں ممکن ہو کہ سطحی نگاہ والوں کو کوئی عجیب بات نظر نہ آئے لیکن ارباب بصیرت کیلئے اس میں بڑے بڑے نکات پوشیدہ ہیں، مثلاً سب سے پہلے تو اسکے ذریعے سے سائنس کا یہ متفق علیہ اور مسلمہ مسئلہ غلط ثابت ہوجاتا ہو کہ ایک گرم اور ایک سرد جسم جب آپس میں ملتے ہیں تو فوراً چشم زدن میں گرم جسم کی گرمی سرد جسم میں نفوذ کرجاتی ہو اور دونوں چیزوں کا درجہ حرارت یکساں ہوجاتا ہو۔ حکیم صاحب کی جدید تحقیقات یہ ہو کہ جب معدہ خالی ہو اور ٹھنڈا پانی اس سے مس کرے تو یہ ٹھنڈا پانی بدستور ٹھنڈا کا ٹھنڈا رہتا ہو اور معدہ کی حرارت قاعدۂ قدرت کے مطابق اس میں نفوذ نہیں کرتی بشرطیکہ پانی پورا ایک گلاس ہو۔ دوسری عظیم الشان تحقیقات یہ ہے کہ انسانی معدہ بالکل مسجد کے سقایہ کیطرح ہوتا ہو جسمیں ہر چہار طرف صدہا ٹونٹیاں یا نل لگے ہوتے ہیں، سرد پانی ادھر سقایہ میں پہنچا اور ادھر نلوں اور ٹونٹیوں کے ذریعے سے حصہ رسد تمام اعضائے جسمانی پر تقسیم ہوگیا۔ ابتک تمام دنیائے طب اس غلط فہمی میں مبتلا تھی کہ معدہ اور امعاء کے ذریعہ غذا یا پانی جذب ہو ہو کر بہت کافی دیر کے بعد خون میں شامل ہوا کرتا ہے، اور پھر نہ غذا غذا رہتی ہو اور نہ پانی پانی، بلکہ سب کچھ خون ہوجاتا ہو اور وہی خون تمام اعضا کی پیاس بھی بجھاتا ہو، اور تمام اندرونی اعضا کو خوراک بھی پہنچاتا ہو۔

تیسرا انکشاف یہ ہو کہ جسم انسانی کے اندر متعدد مقامات پر انگیٹھیاں یا انگیٹھی ہر وقت سلگتی رہتی ہیں، یا سلگتی رہتی ہو جنسے یا جس سے ہماری حرارت عزیزی قائم رہتی ہے، اب اگر کوئی ناواقف حالات اور اجل گرفتہ مریض کسی بیوقوف ڈاکٹر کے کہنے سے اذانوں کے وقت پورا ایک گلاس مرادآبادی ساخت کا بھر کر ٹھنڈا پانی پی لے تو یہ تمام انگیٹھیاں ایک دم سے بجھ جائینگی اور پھر خود سمجھ لیجئے کہ کیا ہوگا اس سے پہلے دُنیائے طب کا عام خیال یہ تھا کہ حرارت عزیزی پر اس طرح کچھ کھانے پینے کا اثر کیا معنے، موسم کی انتہائی سردی اور برفباری کا بھی برائے نام ہی سا اثر ہوا کرتا ہو اور انتہائی سردی کے وقت بھی انسان کی حرارت کا درجہ اٹھانوے سے گھٹ کر بہت سے بہت ستانوے پر آجاتا ہو، لیکن اس وقت یہ گلاس والی ترکیب کسے معلوم تھی !!!

حکیم صاحب قبلہ نے اپنے دعوے کے ثبوت میں بقراط کا ایک مقولہ بھی پیش کیا ہو کہ نہار منہ پانی پینا مضر ہوتا ہو لیکن مصیبت یہ ہو کہ ان بدبختی قسم کے حکیموں اور فلاسفروں کے قول و فعل کا اب دنیا کو زیادہ اعتبار نہیں رہا ہو بطلیموس کہا کرتا تھا زمین ساکن ہو اور آفتاب اُسکے گرد چکر لگایا کرتا ہو۔ فیثاغورث نے آکے اس کا سارا نظام ہی درہم و برہم کردیا اور اب دنیا اسی خیال کو درست مانتی ہو کہ آفتاب ثابت ہو اور زمین سیارہ۔ اور یہ تو ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ اوپر ہی سے اس طرح ہوتی چلی آئی ہو، حضرت موسےٰؑ کی شریعت کو حضرت عیسیٰؑ نے بدلدیا، اور حضرت عیسےٰؑ کے اس حکم کا کہ "جب تمہارے دہنے گال پر کوئی طمانچہ ملے تو بایاں بھی دوسرے طمانچہ کے اسکے سامنے کردو" اسلامی تعلیم میں کہیں ذکر نہیں ہو۔ ذکر حکیم صاحب نے ناحق ہی فرمایا، خود اپنے مریضوں میں سے ایسے دس بیس شخصوں کے نام لکھدیتے کہ جو ان کے علاج کی تاب نہ لاسکے ہوں اور فرمادیتے کہ یہ سب "سحر گاہی آبخوری" کی نذر ہوئے تھے لیکن نہیں! بقراط پھر بقراط ہی ہے، اسکا نام کتنا بڑا ہے، لوگوں پر کچھ تو رعب پڑیگا۔ آجکل عام طور پر حکیم صاحب بالخصوص ایسے حکیم صاحبان کہ جو ڈاکٹری سے بھی کسی قدر واقفیت حاصل کرنا پسند کرتے ہیں شمس الاطباء حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب مرحوم کی مشہور و معروف کتاب "مخزن حکمت" مطالعے میں رکھا کرتے ہیں اور اسے ایک بڑی حد تک مستند مانتے ہیں۔ بد قسمتی

سے اُنھوں نے بھی مخزن حکمت جلد دوم میں امراض معدہ و امعاء کے ضمن میں جہاں قبض کا ذکر کیا ہے وہاں یہ تحریر فرمایا ہے۔

"اگر علی الصباح صرف سرد پانی کا ایک گلاس جس میں قدرے لیموں ملا کر پیا جائے تو وہ رفع قبض کیلئے مفید ہوتا ہے اسیطرح رات کو سوتے وقت گرم پانی کا ایک گلاس پینا بھی رفع قبض کیلئے مفید ہوتا ہے"

شمس الاطباء مرحوم کو کیا خبر تھی کہ ان کے بعد آسمان طب کا ایک درخشاں سیارہ ان کے اس نسخہ کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیگا ڈاکٹری کتابوں میں تو کثرت اسکے فوائد کا ذکر ہے لیکن میں نے قصداً ان کے حوالے نہیں دئے کیونکہ اندیشہ تھا کہ حکیم صاحب کو ان کے فراہم کرنے اور پھر شاید ترجمہ کرانے کی زحمت ہوتی

میرے زہے نصیب کہ بار بار حکیم صاحب نے اپنے مضمون میں مجھے مخاطب فرمایا ہے چنانچہ اسکے بعد آپ نے اپنی ایک اور تحقیقات سے مجھے مستفید ہونیکا موقع دیا ہے [illegible] غالباً آپ [illegible] دماغ کی جدید ترین اختراع ہے [illegible] جدید ترین [illegible] نرین تو ضرور ہی ہے فرماتے ہیں کہ [illegible] "استسقاء" ہوجاتا ہے اور استسقا بھی [illegible] کردی گئی ہے نہ کوئی، دوسرے حکیم صاحب اس مضمون کو [illegible] وقت غلطی سے اپنے دل میں یہ بدگمانی نہ لاؤ تھیں کہ صاحب مضمون کو استسقا کی تعبیر بھی معلوم نہ تھی۔

حکیم صاحب کے ادبی ذوق کی جسقدر داد دیجائے کم ہے کیونکہ پانی کے گلاس کا ذکر تھا اسلئے اسکی [illegible] سے آپ نے استسقا کا نام لیا ورنہ کون نہیں جانتا کہ پانی پینے سے [illegible] سے جسقدر واسطہ ہے کہ جتنا بال کھینے سے اور سوزنی [illegible]

اب اتنی دور پہنچکر حکیم صاحب قبلہ کو یاد آیا ہے کہ وہ مجھے خط نہیں لکھ رہے تھے، بلکہ پرچے کیلئے مضمون لکھ رہے تھے، لہذا فوراً ہی آپ نے "ناظرین کرام" کو مخاطب فرمایا پہلے تو انہیں خدا کا واسطہ دیا کہ وہ اس غلط راستے کو اختیار نہ کریں اور پھر یہ سمجھانے بیٹھ گئے کہ نہار منہ پانی پینے سے قبض کیونکر رفع ہوجاتا ہے۔ اس ضمن میں بھی آپ کا ذوق تحقیق بہت کچھ رنگ لایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ "جب معدہ اور جگر کی حرارت فنا ہوجائیگی جو کہ فعل ہضم کیلئے ایک نہایت اہم چیز ہے تو ہضم لازمی خراب ہوجائیگا"

ملاحظہ فرمائیے حکیم صاحب نے کس آسانی سے دو لفظ میں یہ ثابت کر دیا کہ ایک زندہ اور متحرک انسان کے بھی معدے اور جگر کی حرارت فنا ہوسکتی ہے یا بالفاظ دیگر یوں کہہ لیجئے کہ معدے اور جگر کی حرارت فنا ہوجانیکے بعد بھی انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ شاید کبھی غذا کو ہضم کرنے کیلئے اسے مجبوراً زندہ رہنا پڑتا ہو! نئی نئی تحقیقاتیں ہیں اب ان کے متعلق کوئی کیا کہہ سکتا ہے!

یہاں حکیم صاحب قبلہ سے ایک خفیف سی فروگذاشت ہوگئی وہ خود بھی لکھ چلے ہیں اور یہ بھی صحیح بات کہ نہار منہ انسان کا معدہ خالی ہوتا ہے اب ایسے وقت میں جب معدہ خالی پڑا ہے اگر اسکی حرارت بقول حکیم صاحب کے فنا بھی ہوجائے تو وہ غذا کونسی ہے جو ہضم نہ ہوسکیگی اور پڑی رہ جائیگی۔ معدہ تو خالی پڑا تھا!

اور اگر یہ تصور سے پانی کا یہی اثر ہوتا ہے کہ وہ معدہ اور جگر کی حرارت کو فنا کر دے تو جب تم صبح کے علاوہ باقی اوقات میں معمولی سرد پانی نہیں بلکہ برفاب پیا کرتے ہیں تو اس وقت اسکا یہ مہلک اثر کہاں چلا جاتا ہے حکیم صاحب کے نظریئے کے مطابق تو شربت والوں کی دوکان کے سامنے جگر و معدہ تو انکے ڈھیر لگ جانے چاہئیں۔

اسکے بعد حکیم صاحب قبلہ کو مولوی عبدالعزیز صاحب یاد آگئے ہیں [illegible] کے لئے میں نے یہ نسخہ تجویز کیا تھا خدا کرے مولوی صاحب موصوف ابھی تک زندہ و سالم ہوں اور حکیم صاحب کی اس بروقت تنبیہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔

مولوی صاحب کو مخاطب کرکے حکیم صاحب نے یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ گھر کی عورتوں اور بچوں سے استصواب کریں۔ اور پھر مجھے بھی [illegible] ہدایت کہ میں بھی اپنے بچوں سے نہیں بلکہ کسی اور کے بچوں سے اس معاملہ میں مشورہ کرلوں۔

مولوی عبدالعزیز صاحب کی خوشی ہے اگر وہ پسند کرتے ہیں تو ضرور اس "مفید" مشورہ پر عمل کریں لیکن جہاں تک میرا تعلق ہے میں حکیم صاحب قبلہ کی خدمت میں بصد ادب یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے اس حکم کی تعمیل مجھ سے نہ ہوسکے گی۔ عورتوں اور بچوں کے آگے زانوئے ادب تہ کرنا حکیم صاحب ہی کو مبارک رہے وہ بدستور سابق اپنے درس جاری رکھیں۔

مجھے تو جو کچھ حکمت سیکھنی تھی وہ میں نے حکیم صاحب ہی سے سیکھ لی!! خدا انہیں خوش رکھے، اور "ہمدرد صحت" کو ان کے مضامین سے گل بدامن!

از جناب حکیم مولوی محمد ظہیر علی صاحب دہلی

یہ دوا اطبا عرصے سے استعمال کرتے رہے ہیں۔ اب بھی بہت سے امراض دفع کرنے کے لئے اطبا کو اسکی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے قدیم یونانی اطبا کی تصانیف میں اس کا ذکر نہیں ملتا، البتہ شیخ الرئیس نے قانون میں اس کا تذکرہ مستعمل ادویہ کی حیثیت سے کیا ہے ممکن ہے کہ کسی اور تصنیف میں اس سے قبل بھی اس کا تذکرہ ہو۔ یا عوام اسکو استعمال کرتے رہے ہوں۔ درحقیقت یہ بوٹی ایران اور عراق وغیرہ کی پیداوار ہے فارسی میں اس کو مرزان گوش کہتے ہیں، مرزنجوش اسی مرزنگوش سے معرب ہے، مرزہ چوہے کو کہتے ہیں۔ اور گوش بمعنی کان، چوہے کے کان سے اسکی مشابہت بھی بالکل صحیح نہیں ہے، اس کا پتہ طویل۔ اور پتلا اور کم عریض ہوتا ہے۔ سداب کے پتے سے ملتا جلتا ہے تاہم اہل فارس اسکو چوہے کے کان ہی سے تشبیہ دیتے تھے۔

مخزن الادویہ میں اس کا ہندی نام "دونا مراد" لکھا ہے جو بالکل صحیح نہیں ہے۔ "دونا مراد" ایک چیز نہیں ہے۔ دونا ایک روئیدگی ہے جسکا پتہ سوئے کے پتے کیطرح ہوتا ہے۔ مراد، اور چیز ہے اس کا پتہ تلسی کے پتے کیطرح ہوتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مرزنجوش، مروے کی ایک قسم ہے یہ ایک خوشبودار روئیدگی ہے، باغوں میں بوئی جاتی ہے، اس کا پودا دو تین گرہ تک بڑھ جاتا ہے۔ شاخیں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ پھول سفید سرخی مائل ہوتا ہے۔ بیج تخم ریحان کیطرح اور شفاف ہوتے ہیں ہندوستان میں بھی اب یہ بہت سے مقامات میں پایا جاتا ہے، ذائقہ کافی تلخ ہوتا ہے،

مزاج دوسرے درجے میں گرم خشک ہے، شیخ نے تیسرے درجے میں گرم خشک لکھا ہے لیکن مجربین اسے دوسرے ہی درجے میں گرم و خشک مانتے ہیں،

خواص و فوائد داخلی اور خارجی دونوں طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے۔ داخلی طور پر احشا کے اورام کو تحلیل کرتا ہے رطوبات کو جذب کرتا ہے۔ اس کا جوشاندہ صداع بلغمی و سوداوی اور مالیخولیائے مراقی کے لئے مفید ہے مثانے اور گردے کی پتھری کو توڑتا ہے، دماغی رطوبات زائدہ کو صاف کرتا ہے جگر اور طحال پر اس کا اثر خاص طور پر محسوس ہوتا ہے، ان کے اورام اور سددوں کو کھولتا ہے، استسقا میں بھی مفید ہے، اسکے پتے نمک کے ساتھ چبانے سے منہ کے سیلان رطوبت کو کم کرتا ہے۔ اس کا فرزجہ حیض جاری کر دیتا ہے، سونگھنے سے زکام بند ہو جاتا ہے، اسکے پتے عورت کے دودھ میں پیس کر اور چھان کر ناک میں ٹپکانے سے درد شقیقہ فوراً بند ہو جاتا ہے، اگر بند نہ ہو تو اسی جانب کے کان میں یہ دوا ٹپکائیں۔ گیلانی نے لکھا ہے کہ "مرزنجوش کا ضماد آنکھوں کے اورام میں نافع ہے" اسکے پتے پیس کر باندھنا اورام ظاہری کو بھی تحلیل کر دیتا ہے، اس کا روغن اس طرح بنائیں کہ پتوں کو کچل کر پانی نچوڑ لیں، اور ہموزن روغن زیتون یا روغن کنجد ملا کر آگ پر رکھیں، جب پانی جل جائے تو روغن صاف کر کے کام میں لائیں، یہ روغن نہایت محلل اورام ہے، اس کا جوشاندہ ظاہری اور باطنی ورموں کو زائل کرتا ہے، کان کے درد یا کسی خاص عضو کے درد میں اس کا انکباب فوراً اثر دکھاتا ہے، شراب پی کر اسکو سونگھنا نشے کو جلد اتارتا ہے،

مضار گردہ مثانے اور دماغ کیلئے مضر ہے،

مصلح گردہ اور مثانے کے لئے تخم خرفہ، تخم کاسنی، دماغ کیلئے نیلوفر مناسب مصلح ہے،

بدل بطور بدل ہموزن افسنتین استعمال کیا جا سکتا ہے، اور کھانے کی چیزوں میں نصف وزن سیاہ مرچ بھی کام میں لائے جا سکتے ہیں۔

مقدار خوراک سفوف ۹ ماشہ تک اور جوشاندہ ۲½ تولہ تک بے تکلف مستعمل ہے،

(محمد ظہیر علی)

علم التشخیص!

قارورہ!

(از جناب حکیم انوار الحق صاحب انوار تھانوی)

کیفیت و ماہیت: پیشاب ہضم ثانی کا فضلہ ہے جو مثانہ اور احلیل میں ہوتا ہوا خارج ہوتا ہے اس لئے اس سے تشخیص مرض اور کیفیت مزاج معلوم کرنے میں بہت مدد ملتی ہے خصوصاً امراض گردہ اور جگر کی تشخیص کا دارومدار قارورہ پر ہی ہوتا ہے۔ قدیم نظریہ کے مطابق پیشاب کی حسب ذیل کیفیات سے حالات بدنی معلوم کئے جاتے ہیں۔ رنگ، قوام، بو، صفائی و کدورت، زبد، مقدار، رسوب اب ہم ہر ایک کو تفصیل وار بیان کرینگے۔

رنگ قارورہ: پیشاب کا اصلی رنگ ہلکا کہربائی ہوتا ہے لیکن مختلف بیماریوں میں پانچ قسم کا ہو جاتا ہے۔ زرد، سرخ، سبز، سیاہ، سفید، اسکے علاوہ رنگین دوا مثلاً زعفران وغیرہ کھانے سے بھی رنگ میں تغیر ہو جاتا ہے

زرد:۔ تبنی (خشک بھوسی پانی میں حل کئے ہوئے کے مانند) یہ برودت اور فتور ہضم پر دلالت کرتا ہے۔ اترجی (پوست نارنج کے مانند) یہ اعتدال اور ہضم کامل کی علامت ہے۔ اشقر (مائل بہ سرخی) یہ زیادتی حرارت کا ثبوت دیتا ہے۔ نارنجی۔ اس میں اشقر سے زیادہ حرارت پائی جاتی ہے

سرخ:۔ اسکی چار قسمیں ہیں۔ احمر ناصع (زعفرانی) یہ حرارت میں نارنج سے زیادہ ہوتا ہے۔ احمر اصہب (سرخ مائل بہ سفیدی) یہ کسی قدر رقیق ہوتا ہے اور حرارت میں احمر ناصع کے برابر ہے۔ احمر وردی (گلابی) یہ احمر اصہب سے قوام میں غلیظ ہوتا ہے اور زیادتی حرارت پر دلالت کرتا ہے۔ احمر قانی (بہت سرخ) یہ خون کی مانند بہت سرخ اور قوام میں غلیظ ہوتا ہے جو حرارت میں بھی زائد ہوتا ہے

سبز:۔ اسکی پانچ قسمیں ہیں فستقی (پستئی رنگ) احتراق صفرا پر دلالت کرتا ہے، آسمانی کثرت برودت کی علامت ہے۔ نیلگوں برودت میں آسمانی سے زیادہ ہوتا ہے۔ کراثی (گندنے کے مانند) شدید احتراق صفرا پر دلالت کرتا ہے۔ زنگاری تمام اقسام سے زیادہ خراب اور احتراق صفرا کی علامت ہے۔

سیاہ:۔ اسکی چار قسمیں ہیں، زرد مائل بہ سیاہی۔ احتراق صفرا سے سودا حاصل ہونے کی دلیل ہے۔ سرخ مائل بہ سیاہی احتراق خون سے سودا حاصل ہونے کی دلیل ہے۔ سبز مائل بہ سیاہی سودائے خالص کی علامت ہے، سفید مائل بہ سیاہی احتراق بلغم سے سودا حاصل ہونے کا پتہ دیتا ہے۔

سفید:۔ اسکی دو قسمیں ہیں۔ ابیض حقیقی، دودھ کے مانند سفید ہوتا ہے اور غلبۂ بلغم، چربی اور اعضائے اصلیہ منویہ کے گھلنے کی علامت ہے۔ ابیض مجازی (شفاف) یہ نضج ناقص اور سدے پیدا ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

قوام: اسکو تین قسموں پر منقسم کیا جاتا ہے۔ معتدل ہضم کامل کی علامت، رقیق عدم نضج پر مبنی ہے اور غلیظ دو طرح ہوتا ہے، کبھی ہضم کے بعد پیشاب غلیظ ہو جاتا ہے جو اول مکدر اور بعد میں صاف آتا ہے۔ دوم ہضم کامل نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے اسکا قوام اول سے آخر تک مکدر اور غلیظ رہتا ہے

بو: صحت کی حالت میں پیشاب کے اندر کسی قسم کی بدبو نہیں ہوتی، اگر پیشاب میں تعفن پایا جائے تو وہ مجاری بول میں زخم پڑ جانے کی دلیل ہے۔

صفائی و کدورت: پیشاب کا صاف اور کہربائی رنگ کا ہونا نضج کامل اور سکون اخلاط پر دلالت کرتا ہے۔ کدورت بالضد۔

فائدہ:۔ کدورت اور غلظت میں فرق یہ ہے کہ غلیظ قوام اول سے آخر تک غلیظ ہوتا ہے، اور کدورت میں یکساں قوام نہیں ہوتا۔

زبد (جھاگ): پیشاب میں جھاگ زیادہ مقدار میں ہونا اور دیر تک قائم رہنا غلبۂ ریاح اور مادۂ غلیظ لزج کی علامت ہے، بالخصوص امراض گردہ میں بہت خراب ہے

مقدار: پیشاب کی زیادتی تین طرح ہوتی ہے۔ پانی بکثرت پینا، اعضاء کا گھلنا، استفراغ فضول۔ اگر خراب قسم کا پیشاب زیادہ مقدار میں آئے تو اچھا ہے کیونکہ طبیعت مادہ کو پیشاب کے ذریعہ دفع کرتی ہے۔

رسوب یہ ایک قسم کے ارضی ذرات ہیں جو کبھی پیشاب کی سطح پر کبھی معلق اور کبھی تہ نشین پائے جاتے ہیں۔

یہ اکثر ان لوگوں میں زیادہ ہوتے ہیں جو ایک جگہ بیٹھے رہتے ہوں اور کسی قسم کی ریاضت نہ کریں

برابر اور مجتمع رسوب نضج کامل پر دلالت کرتا ہے۔ بہترین رسوب وہ ہے جو نیچے جما ہوا ہو۔ پھر وہ قارورہ میں معلق اسکے بعد نسبتاً وہ ہے جو ابر کیطرح سطح بالا پر ہوتا ہے۔ بدترین اقسام میں سے وہ ہے جو رنگ میں سیاہ یا زرد مائل بہ سرخی نیز بھوسی کی مانند ہو۔

پیشاب کے امتحان کرنیکا جدید طریقہ

عام ہدایات (۱) جس پیشاب کا امتحان کرنا مقصود ہو اسکو فنجان (قارورہ کا برتن) میں لیں اور اسکا خیال رکھیں کہ برتن بالکل صاف شفاف ہو۔

(۲) جس برتن میں ایک مریض کا پیشاب لیا گیا ہو وہ دوسرے مریض کیلئے کارآمد نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ اسکو خوب اچھی طرح صاف نہ کر لیا گیا ہو۔

(۳) فنجان اتنا بڑا ہونا چاہیئے کہ مریض کا تمام پیشاب نصف شیشی میں آسکے۔

(۴) صبح کیوقت جو پیشاب کیا گیا ہو اُسکا امتحان کرنا چاہیئے اور وہ پیشاب سات گھنٹے سے زیادہ دیر تک رکھا رہا ہو تو اسکو ضائع کر دینا چاہیئے۔ اگلے روز امتحان کریں۔ کیونکہ ایسا پیشاب کیمیادی تغیرات سے امتحان کے قابل نہیں رہتا۔

(۵) جس روز پیشاب کا امتحان کرنا ہو اس سے قبل مریض کو ہدایت کریں کہ وہ رنگین اشیاء، مثلاً زعفران، ریوند چینی، سنتونین، چقندر، رتن جوت، ہینگ وغیرہ نہ استعمال کرے

(۶) امتحان سے ایک روز قبل مدر اشیاء مثلاً دودھ کی لسی دہی ککڑی، چائے شربت وغیرہ بھی استعمال نہ کرنی چاہئیں۔

(۷) امتحان سے قبل پیشاب کے قوام۔ رنگ، بو، اور وزن وغیرہ وغیرہ کو بخوبی معلوم کر لینا چاہیئے۔

(۸) اگر پیشاب میں تیزابی کیفیت معلوم کرنی ہو تو پیشاب کو دیکر بعد حسب قدر ضرورت جلد ممکن ہو لٹمس پیپر (امتحانی کاغذ جو طبی اور نیلے رنگ سے بنائے جاتے ہیں) کو پیشاب میں تر کریں اگر تیزابی کیفیت ہوگی تو (نیلے رنگ والا کاغذ) تر کرنے سے سُرخی مائل ہو جائیگا۔

اور اگر پیشاب میں شوریت ہو تو لٹمس پیپر (طبی والا کاغذ) تر کرنے سے تھوڑا سرخی مائل ہو جائیگا۔ اگر پیشاب میں شوریت پائی جائے تو ایمونیا اور ایلکلی کے کھار میں امتیاز کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر ایمونیا کا کھار ہوگا تو ٹیسٹ پیپر کے رنگ پیشاب خشک ہو جانیکے بعد ایمونیا کے اڑجانیکی وجہ سے غائب ہو کر کاغذ اپنے اصلی رنگ پر آجاتا ہے اور اُسکے خلاف ایلکلی کے رنگ پختہ اور قائم رہتے ہیں۔

(۹) چوبیس گھنٹے کے پیشاب کو یورینا میٹر (آلہ مقیاس البول) میں ناپ کر وزن متناسبہ معلوم کریں چنانچہ بلحاظ عمر پیشاب کا وزن متناسبہ مندرجہ ذیل جدول سے معلوم کریں۔

وزن متناسبہ بلحاظ عمر

زمانہ	ساعت	تا اونس	لغایتہ اونس
پہلے روز	۲۴ گھنٹے میں	۰	۲
دوسرے روز	"	۱/۲	۳
تین سے چھ روز تک	"	۳	۸
ایک ہفتہ سے دو ماہ تک	"	۵	۱۳
دو ماہ سے چھ ماہ تک	"	۷	۱۶
چھ ماہ سے دو سال تک	"	۸	۲۰
دو سال سے ۵ سال تک	"	۱۶	۲۶
۵ سال سے ۸ سال تک	"	۲۹	۴۰
۸ سال سے ۱۴ سال تک	"	۳۲	۴۸
۱۴ سال سے جوانی تک	"	۵۲	۷۰

پیشاب کے ناپنے کا طریقہ

آلہ مقیاس البول کی گلاس میں پیشاب ڈالکر مسطح جگہ پر رکھیں پھر آہستہ سے اس میں مقیاس البول چھوڑ دیں تاکہ مقیاس البول پیشاب کے درمیان میں تیرتا رہے اسکے بعد اسکے نمبروں کو دیکھیں جس نمبر پر ٹھیرا ہوا ہو اس پر ایک ہزار سے زیادہ کر دینے سے وزن متناسبہ معلوم ہو جاتا ہے مثلاً اگر مقیاس البول ۱۵ نمبر پر ٹھیر گیا تو پیشاب کا وزن متناسبہ ایک ہزار پندرہ ہوگا۔

اشیاء برائے امتحان قارورہ

(۱) آلہ مقیاس البول پیشاب کا وزن متناسبہ معلوم کرنیکا آلہ

(۲) ٹیسٹ ٹیوب، شیشہ کی امتحانی نلکی جسکا ایک طرف سے منہ بند اور دوسری طرف سے کھلا ہوا ہوتا ہے،

(۳) اسپرٹ لیمپ، اسپرٹ سے جلنے والا چراغ جسمیں دھواں نہیں ہوتا۔

(۴) قنجان مخروطی، شیشے کا مخروطی شکل کا گلاس جسمیں قارورہ رکھا جاتا ہے

(۵) شیشہ کی قیف، پیشاب وغیرہ ایک شیشی سے دوسری شیشی میں منتقل کرنے کیلئے۔

(۶) فلٹر پیپر مخصوص کاغذ جو قارورہ کو صاف کرنے کیلئے مستعمل ہے

(۷) (لٹمس پیپر) نیلے رنگ کا کاغذ ہوتا ہے جو ترشی معلوم کرنیکے لئے مستعمل ہے،

(۸) ٹرمرک پیپر (ورق الصفر) زرد رنگ کا کاغذ ہوتا ہے جو پیشاب کی شوریت معلوم کرنیکے لئے مستعمل ہے۔

(۹) نائٹرک ایسڈ (تیزاب شورہ)

(۱۰) ایسی ٹک ایسڈ (تیزاب سرکہ)

(۱۱) لائیکوار پوٹینیم (محلول شخاریہ)

(۱۲) سلفیٹ آف کاپر (توتیا محلول) جو ڈہائی تولہ پانی میں پانچ رتی توتیا ملاکر بنایا گیا ہو،

مقدار بول

صحت کی حالت میں چوبیس گھنٹہ کے پیشاب کی مقدار ۵۲ سے ۷۰ اونس تک ہوتی ہے جسمیں ڈیڑھ اونس کے قریب ثقیل اجزا پائے جاتے ہیں لیکن بعض خارجی یا داخلی اسباب سے اوزان میں تغیرات ہوجاتے ہیں چنانچہ چار، شراب، سوڈا، دودھ، اور مرطوب مدر اشیاء کے کثرت استعمال، یا امراض گردہ، ذیابیطس، پائیوریا وغیرہ میں مبتلا ہونے سے پیشاب کا وزن متناسبہ بڑھ جاتا ہے، اسیطرح ورم گردہ شدید یا کثرت ریاضت سے عموماً پیشاب کم مقدار میں آتا ہے،

رنگ بول

صحت کی حالت میں پیشاب کا رنگ شفاف کہربائی ہوتا ہے

لیکن قلت دم، تصغیر کلیہ، اختناق الرحم وغیرہ میں پیشاب کا رنگ بالکل مقطر اور پانی کے مانند ہوجاتا ہے، اسیطرح امراض گردہ میں زرد، امراض قلب، سوء ہضم اور بخار وغیرہ میں گہرا سرخ نیز شدید وجع المفاصل میں گہرا نارنجی اور امراض سوداوی میں تقریبا سیاہ ہوجاتا ہے۔

اسکے علاوہ پیشاب میں پیپ، میوکس، اور فاسفیٹ کے ملجانے سے دودھ کی مانند سفید ہوجاتا ہے،

بعض ادویہ کے استعمال سے بھی رنگ اور وزن میں فرق ہوجاتا ہے چنانچہ اور چقندر وغیرہ کے استعمال سے نیلا اور سنتونین، زعفران، ریوند چینی وغیرہ سے زرد رنگ کا پیشاب آتا ہے،

ذائقہ بول

پیشاب کا اصلی ذائقہ نمکین ہوتا ہے لیکن گوشت اور دودھ وغیرہ کے کثرت استعمال سے لیکٹک ایسڈ اور ایسی ٹک ایسڈ پیدا ہوکر ترشی ہوجاتا ہے اسیطرح انیمیا اور اعصابی امراض نیز مرطوب میوہ جات اور سبز ترکاریوں کے کثرت استعمال سے پیشاب کا ذائقہ شور ہوجاتا ہے

ذائقہ بول کا کیمیاوی امتحان

پیشاب کی شوریت یا ترشی کے امتحان کیلئے دو مخصوص قسم کے کاغذ ٹرمرک پیپر (زرد کاغذ) بلیو لٹمس پیپر (نیلا کاغذ) استعمال کئے جاتے ہیں۔ اگر پیشاب میں شوریت کے غلبہ کا امتحان کرنا ہو تو زرد کاغذ کو پیشاب میں تر کریں کاغذ فوراً بھورے رنگ کا ہوجائیگا

اسی طرح اگر قارورہ میں ترشی کا غلبہ ہو تو نیلے کاغذ کو پیشاب میں تر کریں اس عمل سے کاغذ کا رنگ سرخ ہوجاتا ہے،

یہ پیشتر بتایا جاچکا ہے کہ پیشاب کا طبعی ذائقہ نمکین ہوتا ہے اسلئے اگر تندرست انسان کے پیشاب میں نیلے کاغذ کو بھگویا جائے تب بھی وہ کاغذ سرخ ہوجاتا ہے

(باقی آئندہ)

از جناب حکیم ڈاکٹر مولوی لطافت حسین صاحب شاہد، میڈیکل آفیسر ...

بسلسلۂ ماہ نومبر ۱۹۳۴ء

ترکیب تیاری ایملشن

صابون (سلائٹ سوپ) تین حصہ، پانی پندرہ حصہ، مٹی کا تیل (کروسن آئل) بیاسی حصہ۔ اول صابون کو خوب باریک کتر کر پانی میں ڈال کر پکایا جائے جب وہ حل ہوجائے تب مٹی کا تیل ڈالکر خوب پکائیں جبوقت گاڑھا ہوجائے اُتار کر ٹھنڈا کرکے رکھ لیں۔ بوقت ضرورت ایک حصہ ایملشن بیس حصہ پانی میں ملاکر پچکاری کے ذریعہ سے چھڑکیں۔

یہ جتنے طریقے ڈسانفیکشن کے بیان کئے گئے ہیں اسوقت زیادہ سے زیادہ ضروری ہوجاتے ہیں جبکہ کسی گھر میں کوئی شخص اس مرض میں مبتلا ہوجائے، ورنہ عام طور پر ان سب طریقوں کے برتنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ صفائی کیجائے جن جن ہدایات پر ممکن ہو عمل کیا جائے لیکن ہرحال میں تمام سامان کو روزانہ دھوپ دیا جانا سخت ضروری ہے کیونکہ یہ بہترین قدرتی ڈس انفیکٹ ہے

اس سلسلہ میں جو جو ہدایات ضبط تحریر میں لائی گئی ہیں۔ تحفظ صحت اور استیصال مرض کیلئے اُن پر عمل درآمد نہایت ضروری ہے اور ہر شخص کو یہ باتیں ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہئیں۔

مریض ہیضہ کیلئے ضروری اور مناسب تدابیر

اس مرض میں اگر فساد ہضم کا یقین ہو تو فوراً دست وغیرہ بند کرنے کی کوشش نہ کیجائے بلکہ فاسد مادہ کو خارج کرنا چاہیئے۔ تاوقتیکہ ضعف کا احساس نہ ہو۔ ہاں اگر یہ مرض وباءً پھیلا ہوا ہو اور خرابی ہضم کا کوئی یقینی ثبوت نہ ملے تب فوراً دست و قے روکنے اور ازالۂ سمیت، تحفظ قوت کیلئے مناسب تدابیر بروئے کار لائی جائیں۔ پیٹ میں اگر درد یا مروڑ ہو تو گرم پانی کی بوتلوں سے سینکا جائے۔ اگر روشنی مریض کو ناگوار ہوتی ہو تو اُسکے کمرہ کو کسیقدر تاریک کردیں۔ نیند لانے کی کوشش کریں، اگر مریض سوجائے تو اُسکو بیدار نہ کریں، مریض کا ٹمپریچر برابر لیتے رہیں، اور اسکا خیال رکھیں کہ مریض کا درجہ حرارت کم نہ ہونے پائے۔

پیشاب لانے کی بھی کوشش کیجائے، مریض کی غذا قطعاً بند کردیں اور بجائے پانی کے صرف عرق گلاب دوآتشہ اور سکنجبین نعناعی ملاکر تھوڑا تھوڑا پلاتے رہیں۔

رفع تشنگی و تسلی کیلئے لیموں کے چھلکے چساتے رہیں مریض کی ہروقت نگرانی رکھیں۔ ایک ایسا ہوشیار تیماردار بالغرض تیمارداری ہروقت مریض کے پاس موجود رہے جو مریض کی ذرا ذرا سی بات کی اطلاع معالج کو ہروقت دیتا رہے، مریض کو کسی قسم کی حرکت وغیرہ نہ کرنے دیں افاقۂ مرض کے بعد کامل صحت اور قوت حاصل ہونے تک بھی غذا نہایت لطیف ... اور کم سے کم مقدار میں بڑی احتیاط سے دینی چاہیئے۔

ہیضہ کی ضروری ادویہ

وبا کے زمانہ میں ہر شخص کو اپنے گھر میں حسب ذیل ادویہ تھوڑی بہت ضرور موجود رکھنی چاہئیں۔

جائفل، بادیان، الائچی سفید، زیرہ سفید، پودینہ خشک، آلو بخارا، پوست لیموں، نانخواہ، کافل۔ روغن گل، زنجبیل، قرنفل، زرنباد، عود غرقی، جدوار خطائی، نارجیل دریائی، فادزہر حیوانی، ست اجوائن، زہر مہرہ خطائی اصلی، پپیتا، پیارا نگا، گل ارمنی، تخم نارنج، اندر چھال نیب، سرکہ دیسی، گل نیب، ہینگ اصلی۔ افیون، پوست بیج آک، گل آک، فلفل سیاہ، عرق گلاب دوآتشہ، سکنجبین نعناعی، جواہر مہرہ، عرق کافور، کافور دیسی، روغن سرسوں۔ دوا المسک معتدل، عرق بید مشک، ماء اللحم، جوارش کمونی، نمک سلیمانی، پرمیگنٹ آف پٹاس، فاسیلین ہسپونی فائڈ کریسول، فنائل، قلعی چونہ، پرکلورائڈ آف مرکری، کاربالک ایسڈ، پیپرمنٹ آئل، کلوروڈائن، ڈائیلیوٹ سلفیورک ایسڈ، ایسٹک ایسڈ، اسٹرانگ سپرٹ آف کیمفر، ٹنکچر مارفیا، برانڈی، سلفیورک ایتھر، کلورک ایتھر، اسپرٹ امونیا ایرومیٹک

علاج طبی

علاج کو بر بنائے سہولت تفہیم تین درجات پر منقسم کرکے بیان کیا جاتا ہے۔

علاج درجۂ استفراغ

اول گرم پانی میں قدرے نمک اور سکنجبین ملا کر دو تین دفعہ کا پر حلق میں ڈال کر خوب قے کرائیں۔ بعد ازاں اگر سوء ہضم اور فساد غذا کا یقین ہو تو ذیل کا نسخہ استعمال کرائیں۔

جوارش کمونی ایک تولہ ہمراہ شیرہ بادیان ۶ ماشہ، پودینہ خشک تین ماشہ، دانہ الائچی سفید تین ماشہ، زیرہ سفید تین ماشہ، پوست آلو بخارا ۵ دانہ، عرق گلاب دو آتشہ دو تولہ میں نکال کر سکنجبین سادہ یا سکنجبین نعناعی ملا کر پلائیں۔

سوء ہضمی رفع ہو جانے کے بعد اگر متلی اور پیاس زیادہ ہو تو پوست لیموں چوسنے کو دیں، اگر سفرا (پت) کا غلبہ ہو تو گلاب خالص ۲ تار میں تمر ہندی کہنہ چھ تولہ، آلو بخارا ۱۳ دانہ بھگو کر بجائے پانی کے تھوڑا تھوڑا پلاتے رہیں۔ یا پیلی مٹی اور نیم کے پتوں کا غلولہ (گولا) بنا کر آگ میں سرخ کرکے پانی میں ڈال دیں، اور وہ پانی قدرے قدرے پلائیں، اور حب عنبر یا حب ہیضہ ایک ایک عدد تین تین گھنٹہ کے وقفہ سے دیتے رہیں۔ اگر اسہال زیادہ ہوں تو افیون ½ رتی، کافور دیسی نیم رتی، فلفل سیاہ نیم رتی، جلیت اصلی نیم رتی، زنجبیل نیم رتی، باریک پیس کر گولی بنا کر کھلائیں۔ یہ ایک خوراک ہے ایسی ایک ایک گولی ہر دست کے بعد کھلاتے رہیں لیکن تین چار گولی سے زیادہ روزانہ نہ دیں یا کلوروڈائن ۱۰ قطرہ، یا لائیکر مارفیا ۱۰ قطرہ ایک اونس پانی میں حل کرکے پلائیں۔ ایسی ایک خوراک ہر دو گھنٹہ بعد دیں اگر دست دفعتاً رک کر پیٹ پھول جائے، تو اسرول نیم ایک تولہ، بادیان ایک تولہ، گلسرخ ایک تولہ، نرکچور ایک تولہ، فلفل سیاہ ۵ عدد، قرنفل ۵ عدد، زنجبیل تین ماشہ، سہاگہ تین ماشہ پانی میں جوش دیکر صاف کرکے گلقند ۳ تولہ، سکنجبین ۳ تولہ ملا کر تھوڑا تھوڑا جلد جلد پلائیں۔ اگر پیٹ میں درد ہو تو گلاب مار، سرکہ دو تولہ باہم ملا کر جوش دیکر اس میں کپڑا تر کرکے نچوڑ کر پیٹ کو سینکیں۔ یا گرم پانی کی بوتل سے سینک کریں۔

اگر قے اور دستوں کی زیادتی ہو اور نقاہت بڑھتی ہوئی معلوم ہو تو ذیل کا نسخہ دیا جائے۔

طباشیر ایکماشہ، زہر مہرہ خطائی اصلی ایکماشہ، نارجیل دریائی ایکماشہ، پوست بیرون پستہ ایکماشہ، پوست ترنج ایک ماشہ انار دانہ ترش ایک ماشہ، زرشک بیدانہ سوا ماشہ، پودینہ خشک ایکماشہ، قرنفل مدبر ایکماشہ، باریک پیس کر شربت انار شیریں ۱۰ تولہ و ترش ۱۰ تولہ میں حل کرکے قدرے قدرے چٹاتے رہیں۔ اور دن میں تین چار مرتبہ عرق کافور پانچ قطرہ ایک تباشہ میں ڈال کر کھلا دیا کریں، اور حسب ذیل ضماد شکم پر کیا جائے۔ طباشیر ۶ ماشہ، گل ارمنی ۶ ماشہ، حب الآس ۶ ماشہ، زرد صندل سفید ۶ ماشہ، عرق گلاب تین تولہ، سرکہ دیسی تین تولہ میں پیس کر روغن گل ۶ ماشہ میں ملا کر معدہ پر لیپ کیا جائے۔

دن میں دو تین مرتبہ یہ نسخہ بھی استعمال کرایا جائے۔

(ص) طباشیر ایکماشہ، زہر مہرہ خطائی ایکماشہ، انار دانہ ۱۲ الائچی سفید ۵ عدد، گرد سماق ۶ ماشہ پانی میں پیس کر چھان کر شربت انارین دو تولہ ملا کر پلائیں۔

علاج ڈاکٹری

اگر کالرہ یک ڈائریا (اسہال موسم ہیضہ) کی شکایت ہو اور یہ خیال ہو کہ آنتوں میں کوئی خراش دار شے موجود ہے تو کوئی مناسب ملین دوا مثلاً کاسٹر آئل ۱۰ تولہ، یا مگنیشیا سلفاس وغیرہ ۳ ڈرام پلا کر آنتیں صاف کر دیں (لیکن جہاں تک ممکن ہو اس طریقہ سے احتراز واجب ہے) بعد ازاں ٹنکچر اوپیم، یا لائیکر اوپیائی سڈٹیو، لائیکر مارفیا۔ یا کلورو ڈائن بمقدار مناسب استعمال کرائیں (جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے) دست روکنے اور نیند لانے کیلئے ½ رتی سے ½ رتی تک مارفائن بھی زیر جلد بذریعہ پچکاری (ہائپوڈرمک سرنج) داخل کیجاتی ہے اور اگر ہیضہ کیساتھ بدہضمی بھی شامل ہو تو پلو ریہائی کمپونڈ ۳ گرین ٹنکچر اوپیائی کیسا ملا کر دیں یا سپرٹ امونیا ایرومیٹک (۳۰ منم) قدرے پانی میں ملا کر دیا جائے، یا سیلول ۵ گرین بسمتھ نائٹراس (۱۰ گرین) کھلائیں اور ایسی ایک ایک خوراک ایک ایک گھنٹہ سے چار پانچ مرتبہ تک دے سکتے ہیں۔ جب بدہضمی رفع ہو جائے تب سلفیورک ایسڈ ڈائیلوٹ (۲۰ منم) کلورک ایتھر (۳۰ منم) دونوں کو ڈیڑھ اونس پانی میں ملا کر ایسی ایک ایک خوراک دو دو گھنٹہ کے وقفہ سے دیتے رہیں، یا ایسی ٹیٹ آف لیڈ (۲ گرین) ڈائیلیوٹڈ ایسی ٹک ایسڈ (۲ منم) ڈسٹلڈ واٹر (ایک اونس) میں ملا کر کے ایسی ایک ایک خوراک تین تین گھنٹہ کے بعد دیجائے۔

تشنگی رفع کرنیکے لیے ٹھنڈی چائے یا سوڈا واٹر پلائیں اگر معدہ میں نہ ٹھہرے تو برف چوسائیں پیٹ پر اور معدہ کے

مقام پر درد اور قے کم کرنیکے لئے مسٹرڈ پلاسٹر لگایا جائے۔ معدہ کو مقام پر سینکنا۔ کیلو مل ½ گرین دو دو گھنٹہ کے وقفہ سے دینا بھی فائدہ مند ہے۔

اگر متلی اور قے زیادہ ہوتی ہو، اور جو چیز دیجاتی ہو وہ فوراً نکلجاتی ہو تو "ایٹروپین سلفیٹ" کی بمقدار ۱/۲۰۰ سے ۱/۱۰۰ برنج تک حسب ضرورت تحت الجلد پچکاری کریں۔

اسہال اگر زیادہ ہوں تو "ایمے ٹین ہائڈرو کلوائڈ" ½ گرین سے ایک گرین تک سالٹ سولیوشن کے ہمراہ ملا کر تحت الجلد داخل کریں۔

رفع سمیت ہیضہ اور تقویت قلب کیلئے "کیمفران آئل" کا جلدی حستقان بھی اگر چار چار گھنٹہ سے کیاجایاکرے تو مفید ہوتا ہے فی عمل ایک رتی کا فور اور پانچ رتی روغن زیتون ملاکر دیا جاتا ہے۔ اسکی بند ایمپاؤس (شیشیاں ڈھلی ہوئی) کارخانہ سے تیار شدہ آتی ہیں بوقت ضرورت شیشی کو گرم پانی میں کچھ دیر رکھدیا جایا کرے۔ تاکہ روغن پتلا پڑجائے۔

علاج یونانی درجہ برد الاطراف "کولیپس" کی حالت میں تشنج اور برد اطراف ہو تو

ایلوا باریک پیس کر روغن گل میں ملاکر نیم گرم ہاتھ پیروں اور بدن پر مالش کریں، اگر غشی ہو کر جبڑا بند ہو جائے تو خالی سنگھیا کھلوائیں۔ پاشویہ کریں کوئی مناسب جالی لخلخہ سنگھائیں اور یہ نسخہ پینے کو دیں۔

(ص) نارجیل دریائی نیم ماشہ، جدوار خطائی نیم ماشہ، ہپیتا نیم ماشہ، پیارانگہ نیم ماشہ، زہر مہرہ خطائی اصلی نیم ماشہ، عرق گلاب دو آتشہ میں گھسکر اور پیس کر حلق میں ٹپکائیں۔ اور لوہے کا ایک چھوٹا ٹکڑا گرم کرکے سر سے ایک بالشت اوپر رکھکر تین چار لیموں تراش کر اس پر نچوڑیں، تاکہ ایک ایک قطرہ تالو پر ٹپکے،

اگر ہچکی عارض ہوجائے تو قرنفل ۵ عدد، گلاب خالص ۲ ماشہ میں جوش دیکر صاف کرکے تھوڑا تھوڑا پلائیں۔ زیادتی برد اطراف سقوط نبض۔ اور غشی کیحالت میں جواہر مہرہ اصلی (ایک رتی)، دوا المسک معتدل جواہر والی (تین ماشہ) میں ملاکر ہمراہ عرق بید مشک (دو تولہ) یا ماء اللحم (۲ تولہ) حلق میں ٹپکائیں، اگر پسینہ زیادہ آرہا ہو تو کائفل خشک پیس کر تمام بدن پر ملیں۔ اور عرق ہیضہ بمقدار ایک تولہ ایک ایک گھنٹہ سے پلاتے رہیں ہاتھوں پیروں کو گرم تولیہ یا فلالین سے سینکیں، پیٹ بھی سینکتے رہیں اور جسم کو ڈھکا ہوا رکھیں۔

علاج ڈاکٹری

اس درجہ میں دست تو کم ہو ہی جاتے ہیں، اسلئے قابض ادویہ کی توچنداں ضرورت نہیں رہتی، ہاں اگر ضرورت ہو تو علاوہ افیون کے معمولی قسم کی قابض ادویہ دیسکتے ہیں۔

شدید ضعف اور سقوط نبض کیحالت میں نہایت کم مقدار میں محرک اور مقوی ادویہ دیجائیں چنانچہ برانڈی قدرے پانی کیساتھ ملاکر پلائیں یا یہ نسخہ دیں۔ اسپرٹ امونیا ایرومیٹک (۲ ڈرام) سلفیورک ایتھر (۲ ڈرام) کلورک ایتھر (۳ ڈرام) برانڈی (۶ ڈرام) پیپرمنٹ واٹر (۶ اونس) باہم ملاکر اسمیں سے چار ڈرام کی مقدار میں ایک ایک گھنٹہ سے دیتے رہیں، یا اسٹرانگ سپرٹ آف کیمفر چار سے ۶ بوند دس دس منٹ بعد دیا جائے جوں جوں افاقہ معلوم ہوتا جائے، دوا کی خوراک کی مدت بڑھاتے رہیں بدن کو گرم کپڑے سے ڈہانک دیں۔ سفوف سونٹھ۔ یا سفوف کائفل یا کلال کی جسم پر خشک مالش کریں۔ ازالہ تشنج کیلئے تارپین یا سرسوں کا تیل یا کلوروفارم لنیمنٹ کی مالش کیجائے، رفع تشنگی کیلئے کولڈ کمپریس یعنی سرد پانی (برف) کی تھیلی معدہ پر پھیریں لیمنڈ پلائیں یا کلورائڈ آف سوڈیم (۲۰۰ گرین) کلوریٹ آف پوٹاشیم (۲۴ گرین) ٹارٹریٹ آف سوڈیم (۱۰۰ گرین)، فاسفیٹ آف سوڈیم (۵۰ گرین) عرق لیموں تازہ (۱۰ اونس) شربت لیموں (۱۴ اونس) پانی (ایک پائنٹ) ملاکر رکھ لیں، اور بوقت پیاس تھوڑا تھوڑا پلاتے رہیں، غشی کیوقت سلفیورک ایتھر یا ایمل نائٹراس کسی کپڑے پر چھڑک کر سنگھائیں اور جب ضعف ونقاہت بدرجہ غایت ہوجائے بغنودگی، برد اطراف، اور تشنج مدید ہو تو اسٹرکنین سلفیٹ بمقدار ۱/۶۰ برنج سے ۱/۳۰ برنج تک زیر جلد انجکٹ کریں۔ اور اس سے بھی زیادہ مفید ترین انجکشن "پیچوٹرین" کا ہے جو پارک ڈیوس کمپنی تیار کرکے سربمہر بھیجتی ہے۔ یہ دوا (۸) سے (۱۰) منم تک دن میں کئی بار بذریعہ پچکاری (دا ہائپوڈرمک سرنج) اندرون عضلات داخل کیجائے۔ اس سے علاوہ ضعف وغیرہ دور ہونے کے امعا کی حرکت دودیہ بھی بڑھجاتی ہے اور پیشاب بھی آنے لگتا ہے لیکن آجکل سب سے زیادہ مروج طریقہ سالٹ سولیوشن کے وریدی انجکشن کا ہے، درحقیقت یہ طریقہ علاج کامیاب بھی ہو رہا ہے، اس سے نہ صرف ضعف رفع ہوجاتا ہے، بلکہ دوران خون زوردار ہوجاتا ہے کیونکہ اس میں اجزاء مائیہ کی مقدار اس عمل سے بہت زیادہ ہوجاتی ہے۔ بدنی حرارت قائم ہوجاتی ہے۔ اسکی ترکیب یہ ہے کہ؟

سالٹ سولیوشن

سوڈیم کلورائڈ (۳۰ رتی)، پوٹاشیم کلورائڈ (۳ رتی) کیلشیم کلورائڈ (۲ رتی)، ڈسٹلڈ واٹر (۵۳ تولہ تک) باہم حل کریں اور اندرون ورید یا تحت الجلد زیر بغل، زیر پستان زیر دیوار شکم، یا اندرون صفاق بمقدار نیم حسب ضرورت داخل کریں،

اسکی مقدار کا تعین بیکار ہے کیونکہ اکثر اوقات سیروں کی مقدار میں اسکو داخل جسم کرنا پڑتا ہے۔ اسکے لئے جو پچکاری استعمال کیجاتی ہے اُس کو Saline Apparatus کہا جاتا ہے۔

علاج یونانی درجہ ردالفعل

اس درجہ میں کوئی خاص علاج نہ کرنا چاہیئے صرف مریض کی دیکھ بھال اور اُسکے تحفظ قوت کی تدابیر کرتے رہنا چاہیئے غذا کا سلسلہ اس طرح پر جاری کرنا چاہیئے کہ اول بہت ہلکی سیال غذا بمقدار قلیل دیجائے مثلاً مونگ کی دال کا پانی، یا سو بکی ال کا پانی دیں پھر آہستہ آہستہ جوں جوں حالت سنبھلتی جائے غذا بھی بڑھاتے جائیں یعنی دال کے پانی کی بجائے آش جو یا مرغ کی چوزوں اور زود ہضم لطیف پرندوں کے گوشت کا آبجوش آب انار یا آب انگور خام ملا کر پلایا جائے جب کامل افاقہ ہوجائے تب مریض کو دو ایک مرتبہ حمام کرائیں۔ اور غذا میں بھی حسب اقتضاء قوت و حالات تبدیل کردیں۔ اس درجہ میں پانی کی روک ٹوک قطعاً نہ کیجائے اور اگر کوئی دوسرا عارضہ بطور ملحقات و نتائج ظہور پذیر ہوجائے تو اُسکا مناسب علاج کریں، اگر پیشاب نہ آتا ہو تو گردہ کے مقام پر خالی سینگیاں لگائی جائیں اور گرم گرم بھوسی کسی کپڑے کی تھیلی میں بھر کر کمر کے نیچے رکھیں۔

علاج ڈاکٹری

تمام باتیں مثل امور مندرجہ بالا کے کیجائیں اگر ری ایکشن درد الفعل، تیز ہونے کیوجہ سے بخار ہوجائے تو مریض کو آرام سے لٹائے رکھیں نقل و حرکت کرنے دیں، لمنیڈ یا چائے یخنی پلاتے رہیں غنودگی ہو اور چہرہ تمتمایا ہوا معلوم ہو تو گردن پر مسٹرڈ پلاسٹر اور سر پر ٹھنڈا پانی رکھیں۔ اپی کاکوانا۔ یا گرے پوڈر کی ایک دو خوراکیں مناسب مقدار میں دیدی جائیں۔ قے کا سلسلہ اگر جاری ہو تو برف کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نگلنے کے لئے دیں۔ اگر پھیپھڑے میں اجتماع خون ہو تو سینہ اور پشت پر روغن تارپین سے تکمید کریں۔ او کلورٹ آف پٹیشیم کھانے کو دیں، پیشاب نہ ہوتا ہو تو بار بار بلاڈونا کلوروفارم، اور سوپ لینیمنٹ ملا کر گردوں وغیرہ کے مقامات پر مالش کریں۔ اور بھوسی وغیرہ گرم کر کے تھیلی میں بھر کر اُس سے سینکیں۔ بعد افاقہ گرم پانی سے غسل کرائیں، اگر احتباس البول کی شکایت ہو اور مثانہ بھرا ہوا معلوم ہو تو کیتھیٹر پاس کر کے پیشاب نکالیں۔ پیٹھ اگر لگ گئی ہو جسے بیڈ سورس کہتے ہیں تو بورک وغیرہ کا مرہم لگایا کریں۔ طاقت کیلئے کنین اور فولاد کے مرکبات استعمال کرائے جائیں۔

مجربات یونانی

حب عشر پوست بیخ آکھ دو تولہ فلفل سیاہ دو تولہ، دونوں کو باریک پیسکر آب ادرک تازہ میں کھرل کر کے نخودی گولیاں بنائی جائیں۔ (ترکیب استعمال) حالت مرض میں ایک ایک گولی تین تین گھنٹہ کے وقفہ سے دیں اور بطور حفظ ماتقدم ۵ گولی روزانہ صبح کیوقت کھائی جائیں۔

حب ہیضہ فلفل سیاہ ایکتولہ، پودینہ خشک ایکتولہ، انسرحال نیم ایکتولہ، پوست بیخ مدار ایک تولہ، نمک لاہوری ۶ ماشہ، سب کو عرق گلاب میں کھرل کر کے نخودی گولیاں بنائی جائیں۔ (ترکیب استعمال مثل حب عشر)

قرنفل مدبر لونگ کو سیب میں اس طرح چبھوئیں کہ لونگ کا سر کسی قدر باہر نکلا رہے اور باقی تمام لونگ سیب کے اندر داخل ہوجائے، چند روز کے بعد نکال کر رکھ لیں، یہ لونگ ہیضہ اور تقویت معدہ کیلئے بہت مفید ہے۔

دوا برائے ہیضہ وبائی جس میں صفراوی استفراغ زیادہ ہوتے ہوں۔ زہر مہرہ خطائی ایکماشہ، طباشیر ایک ماشہ، سماق ۱ ماشہ انار دانہ ایکماشہ، زرورد ایکماشہ، سب کو خشک باریک پیس کر جوارش عود شیریں ۶ ماشہ میں ملا کر کھلائیں، اور اوپر سے شیرہ کشنیز خشک ۳ ماشہ شیرہ زرشک تین ماشہ، شیرہ آلو بخارا ۵ دانہ، شیرہ تخم خرفہ سیاہ ۳ ماشہ شیرہ صندل سفید ۳ ماشہ، عرق بید مشک ۴ تولہ، عرق کیوڑہ ۴ تولہ عرق گلاب چار تولہ سکنجبین لیموں دو تولہ ملا کر پلائیں۔

دیگر۔ جدوار خطائی ۴ ماشہ، نارجیل دریائی ۴ ماشہ، پپیتا ۱۰، ۶ زہر مہرہ خطائی ۴ ماشہ فاد زہر حیوانی ۴ ماشہ، سب کو عرق گلاب میں کھرل کر کے چار چار رتی ایک ایک گھنٹہ کے وقفہ سے پلاتے رہیں

عرق کافور ست اجوائن ۶ ماشہ، ست پودینہ ۶ ماشہ، کافور دیسی دو تولہ باہم ملا کر ایک شیشی میں بھر کر کچھ دیر دھوپ میں رکھدیں جب سیال ہوجائے تو کام میں لائیں۔ خوراک ۵ قطرہ ایک مرتبہ۔

دوا ہیضہ دیگر پوست الائچی سفید دو تولہ عرق گلاب نصف سیر میں جوش دیکر صاف کر کے قدرے قدرے پلایا جائے۔

عرق ہیضہ وبائی

پیاز ۲۰ مار لہسن ۲۰ مار، آکاس بیل ۲ مار زیرہ سیاہ ۰ مار، الائچی سفید ۸ تولہ زنجبیل ۸ تولہ فلفل دراز ۸ تولہ، پودینہ خشک ۲ اتولہ، دارچینی ۴ تولہ سب کو نیکوب کرکے پانی میں بھگو کر پانچ سیر عرق کشید کریں، خوراک ایک تولہ سے تین تولہ تک،

دوا برائے ہیضہ وبائی

بے بجھا چونہ ۹ تولہ، نوسادر ۱ تولہ دونوں کو ڈھائی سیر پانی میں ڈالیں جب تہ نشین ہوجائے تب اوپر کا پانی نتھار لیں اور اس میں سات عدد لیموں کاغذی کا عرق نچوڑ کر شیشہ میں رکھ لیں۔
خوراک :۔ تین تولہ سے ۶ تولہ تک۔

حبّ ہیضہ دیگر

زرد چوب ۶ ماشہ، چونہ خوردنی ۶ ماشہ، تخم فلفل سرخ ۶ ماشہ، پوست بیخ مدار ۶ ماشہ سب کو پیس کر پودینہ کے عرق میں حل کرکے چنے کے برابر گولیاں بنائیں (خوراک :۔ ایک ایک گولی دن میں چار مرتبہ۔

نسخہ حب بیخ مدار

کافور ۶ ماشہ، پوست بیخ مدار ۶ ماشہ۔ فلفل سیاہ تین تولہ، صبر زرد ۳ تولہ تخم لیموں کاغذی تین تولہ، انگوزہ خالص رہینگ، تین تولہ پپیتا اصلی دو تولہ ناریل دریائی دو تولہ، مرکی ایک تولہ، زعفران ۶ ماشہ۔ جوہر پیپرمنٹ ۶ ماشہ سب کو باریک پیس کر عرق ادرک تازہ میں حل کرکے نخودی گولیاں بنائیں۔
خوراک :۔ بعد اجابت ایک گولی ہمراہ عرق گلاب۔ اور بطور حفظ ماتقدم پانچ گولی روزانہ علی الصباح جوان آدمی کیلئے۔
دیگر :۔ برائے درد معدہ، نفخ ریاح، سوہضم و ہیضہ، غنچہ مدار ۶ تولہ فلفل سیاہ تین تولہ، نمک طعام تین تولہ، قرنفل گلدار ۹ ماشہ، نوسادر مصعد ۹ ماشہ، آہک آب نارسیدہ ۳ ماشہ، افیون ۱۰ ماشہ، سب دواؤں کو ایک روز عرق ادرک کھرل کریں اور خشک کرلیں۔ بعد ازاں کاغذی لیموں کے عرق میں کھرل کرکے نخودی گولیاں بنائیں،
(خوراک :۔ دو گولی سے چار گولی تک ہمراہ عرق گلاب)
دیگر :۔ زہر مہرہ خطائی اصلی ۱ تولہ، ناریل دریائی ایک تولہ فلفل گرد سفید ۱ تولہ، صندل سفید سحوق ایک تولہ، پوست بیخ مدار ایک تولہ سب کو کوٹ پیس کر تین چار روز عرق کیوڑہ عرق بید مشک عرق گلاب میں کھرل کرکے ایک ایک رتی کی گولیاں بنائیں اور ایک گھنٹہ کے بعد عرق گلاب کے ہمراہ ایک ایک گولی کھلائیں۔

حب عشر یا حب ہیضہ، یا حب بیخ مدار کا مناسب مقدار میں بطور حفظ ماتقدم کھانا بھی بیحد نفع بخش ہے۔

مجربات ڈاکٹری!

مکسچر برائے ہیضہ

ایسی ٹیٹ آف لیڈ ۲۴ گرین۔ لائکر مارفیا ایسی ٹیٹ ۱ ڈرام۔ ڈائیلوٹ ایسیٹک ایسڈ ۱۲ منم، ڈسٹلڈ واٹر ۱۲ اونس باہم حل کرلیں اور اس میں سے ایک ایک اونس دو دو گھنٹہ کے بعد پلائیں۔
دیگر :۔ کاربونیٹ آف امونیا ۵ گرین، سلفیورک ایتھر ۲۰ منم کیمفور واٹر ایک اونس سب کو ملا کر رکھ لیں اور حسب ضرورت تھوڑی دیر کے بعد پلاتے رہیں۔ (یہ نسخہ کولپس اسٹیج میں مفید ہے)

مکسچر برائے نفخ شکم وبند ہیضہ

ایسڈ نائٹرو میوریٹک ڈائیلوٹ ۱۵ منم ٹنکچر کارڈمم کمپونڈ ۳۰ منم ٹنکچر جنجر ۳۰ منم، اسپرٹ کلوروفارم ۲۰ منم، اولیم اینی تھائی ۲ منم، ایکوا منیتھی پپ ایک اونس باہم حل کرکے ایسی ایسی ایک خوراک تین تین گھنٹہ کے وقفہ سے دو تین مرتبہ دیجائے۔
دیگر :۔ کیمفوروڈائن ۱۰ منم، ایکوا منیتھی پپ ایک اونس میں ملاکر ایسی ایک ایک خوراک ایک ایک گھنٹہ کے بعد چار پانچ مرتبہ دیں،
دیگر :۔ کلوروڈائن ۱۰ منم، اسپرٹ امونیا ایرومیٹک ۳۰ منم، وائنم گیلی سائی دو ڈرام ایکوا مینتھی پپ ایک اونس باہم ملاکر ایسی ایک ایک خوراک ایک ایک گھنٹے کے بعد پانچ مرتبہ دیجائے۔
دیگر :۔ اسپرٹ ایتھر نائٹروسی ۳۰ منم، اسپرٹ کلوروفارم ۲۰ منم اولیم منیتھی پپ ۲ منم، اسپرٹ امونیا ایرومیٹک ۳۰ منم، ٹنکچر کارڈمم کو ۳۰ منم، ایکوا کیمفر ایک اونس حل کرکے ایسی ایک خوراک ایک ایک گھنٹہ بعد دیجائے۔
دیگر :۔ کنین سلفاس ۳ گرین ایسڈ سلفیورک ڈائیلوٹ ۱۵ منم، پہلے حل کرلیں، پھر اُس میں اسپرٹ کلوروفارم ۲۰ منم، ایکوا مینتھی پپ ایک اونس اضافہ کرکے ایسی ایک ایک خوراک ایک گھنٹہ کے بعد دیجائے
دیگر :۔ ایسڈ سلفیورک ڈل ۱۵ منم ٹنکچر اوپیائی ۱۰ منم ٹنکچر کٹیچو کمپونڈ ۳۰ منم اسپرٹ کلوروفارم ۲۰ منم، آئل سینامن ۲ منم، ایکوا مینتھی پپ ایک اونس باہم ملاکر ایسی ایک ایک خوراک دو دو گھنٹہ بعد دیں۔
دیگر :۔ کریازوٹ ۱ منم، انفیوزن جنشین کمپونڈ ۵ ڈرام، ایکوا کیمفر ۵ ڈرام حل کرکے ایسی ایسی ایک ایک خوراک دو دو گھنٹہ بعد دیں۔

سیلان الرحم

از جناب حکیم ڈاکٹر محمد صالح خانصاحب شیروانی ایم، ڈی، ایچ، علیگڈھ

سیلان الرحم ایک ایسا مشہور اور کثیر الوقوع مرض ہو کہ جسکے ناپاک اور مخرب صحت حملہ سے خوش نصیب عورتیں ہی محفوظ ہیں۔

اس شکایت کے عارض ہونے پر مریضہ کے رحم سے لیسدار رطوبت مترشح ہو کر شرمگاہ کی راہ سے خارج ہوتی رہتی ہو جس سے مریضہ کی جسمانی سلطنت میں ایک ہلچل پیدا ہو جاتی ہو۔ گاہے غیر ممکن تلافی اثر ہوتا ہو جسکی وجہ سے مریضہ کی سرمایہ عیش زندگی تلخ اور غیر خوشگوار ہوجاتی ہو۔

اس شکایت کا اصل سبب رحم کی اندرونی جھلی کا ورم مزمن ہوا کرتا ہو کیونکہ اس ورم کیوجہ سے سیلان رطوبت ہوتا ہو۔ اسی مناسبت سے اس مرض کا نام سیلان الرحم رکھا گیا۔

اگرچہ یہ مرض ابتداءً بہت معمولی اور ناقابل التفات معلوم ہوتا ہے مگر یقین جانیے کہ اس موذی مرض سے مریضہ کی سلطنت کے بادشاہ یعنی قلب بلکہ دیگر اعضاء رئیسہ و شریفہ، دماغ اور جگر معدہ وغیرہ خطرہ میں پڑ جاتے ہیں اور بہت ہی تھوڑی لاپرواہی سے یہانتک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ مریضہ میں استقرار حمل کی بھی قابلیت جاتی رہتی ہے۔ اور امید بھرے دل کو بہت ہی مایوسی کا منہ دیکھنا پڑتا ہو اور ایسے بدنصیب الدین قریب قریب ہمیشہ کیلئے اولاد جیسی نعمت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

خدا محفوظ رکھے کس قدر مایوس کن بات ہو کہ اس مرض کی وجہ سے بہت خفیف سی حرارۃ رہتے رہتے حمی دق تک نوبت پہنچ جاتی ہے جسکے آخری درجہ میں صحت تو درکنار بلکہ امید صحت بھی خام خیال اور تصور شئے محال کے مترادف ہوجاتی ہو۔ میرے نزدیک مستورات میں دق کا سبب زیادہ تر مزمن سیلان الرحم ہی ہوا کرتا ہے جسکی وجہ سے قوت زائل ہوتی رہتی ہے، بالآخر خفیف حرارۃ رہنے لگتی ہے لہٰذا جسقدر جلد ممکن ہوسکے اس موذی مرض کا اثر شروع ہوتے ہی کسی معقول اور سنجیدہ تعلیمیافتہ اور مستند معالج سے رجوع کریں اگر اس میں کچھ بھی تاخیر کیگئی تو پھر یہ شعر صحیح معنوں میں صادق آئیگا ؎

دیدیا اُن کے مریضوں کو خدانے بھی جواب
اَب بھولے ہوئے بیٹھے ہیں مسیحا کس پر

سیلان الرحم کے متعلق میرا ذاتی تجربہ تو یہ ہے کہ جسوقت اس شکایت کی ابتدا ہو، پیڑو میں بوجھ اور درد محسوس ہو، سر میں چکر سینہ میں گرمی کمر میں درد، ہاضمہ خراب بھوک کم لگے تو یقین کرلو کہ مریضہ اس موذی مرض کا شکار ہے۔

اسباب خصوصی

(۱) بار بار اسقاط حمل
(۲) ایام ماہواری بدشواری آنا یا بالکل رُک جانا۔
(۳) کثرت جماع۔
(۴) سردی و گرمی لگنا۔
(۵) بعض اوقات آتشک و سوزاک اور گٹھیا وغیرہ بھی اسکا سبب ہو سکتے ہیں۔

علامات خصوصی

(۱) سفید رقیق یا قدرے غلیظ رطوبت اکثر رستی رہتی ہے۔
(۲) پیڑو میں درد اور بوجھ معلوم ہوتا ہے
(۳) طبیعت سست نڈھال اور کمزور رہتی ہے اور کسی کام میں دل نہیں لگتا۔
(۴) پیشاب کی حاجت جلد جلد محسوس ہوتی ہے۔
(۵) کمر میں درد رہتا ہے۔

اصول علاج

مریضہ کو صاف و ستھرا اور عیش و آرام سے رکھا جائے، غم و غصہ اور دیگر عصبی تحریکات سے حتی الامکان بچانے کی کوشش کیجائے۔

نسخہ جات مجربہ

(۱) سفوف پوست انار خشک ۴ ماشہ سے ۶ ماشہ تک ہمراہ آب سرد صبح و شام۔

(۲) دودھی خورد زمین پر مفروش ہوتی ہو، سایہ میں خشک شدہ زیرہ سفید اور گوکھرو تینوں بوزن ملاکر سفوف کریں اور اس میں ہموزن شکر سفید ملاکر دن میں تین مرتبہ صبح، دوپہر، شام مقدار خوراک ۶ ماشہ تا ایکتولہ فی خوراک ہمراہ آب تازہ

(۳) سہاگہ نیم بریاں ایکتولہ، مازو نیم سوختہ ایکتولہ مصطگی رومی دو تولہ مر دارید دو ماشہ، عنبر دو ماشہ، سفوف کچلہ مدبر ایک تولہ سب کو عرق گلاب میں کھرل کر کے بقدر نخود گولیاں تیار کریں۔ صبح و شام

پھوڑا شیر گاؤ

علاج ہومیوپیتھک کلکیریا کارب نمبر ۳۰ دن میں دو مرتبہ مقدار برائے طبیب حسب موقعہ اس وقت کے سیلان میں جبکہ اسقاط حمل کیوجہ سے ہو۔

علاج شمسی ہلکی نیلی بوتل کا پانی دن میں تین مرتبہ دو تولہ سے ڈھائی تولہ یعنی ایک اونس تک فی مرتبہ، نیز ہلکی نیلی بوتل کا تیل بھی قلب پر ایک مرتبہ ملنا چاہیئے۔

مچھلی کے تیل سے زخموں کا علاج

گذشتہ تین سال کے اندر ڈاکٹر ڈبلیو لوبر نے کئی ہزار زخموں کا علاج صرف مچھلی کے تیل سے کیا ہے اس علاج کے ساتھ ساتھ قاتل جراثیم ادویہ کا استعمال تا حد امکان نہ ہونا چاہیئے اور نہ زخم کے اندر تنی یا بری کی نلی وغیرہ رکھنی چاہیئے ابھی تک یہ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ مچھلی کے تیل کا زخموں پر کس طرح اثر ہوتا ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ دوسرے اور بہت سے تیلوں کی طرح یہ بھی ہمیشہ جراثیم کی آلودگیوں سے پاک رہتا ہے، اور جب تعفن پیدا کرنے والے جراثیم اس میں ڈالے جاتے ہیں تو وہ فوراً مر جاتے ہیں۔ کاڈ لور آئل (مچھلی کا تیل) تنہا چونکہ بہت پتلا اور رقیق ہوتا ہے اسلئے اسے گاڑھا کرنے کی غرض سے کوئی اور چربیلی چیز اس میں شامل کر کے مرہم سا بنا لیا جاتا ہے زخم پر اس مرہم کی ایک اچھی خاصی موٹی سی تہ جما دی جاتی ہے اور زخم کا مواد اسکی تہ کے نیچے سے رس رس کر خارج ہوتا رہتا ہے، اسکا خاص فعل یہ ہوتا ہے کہ زندہ نسیج سے مردہ اور سڑے ہوئے نسیج کو علیحدہ کر دیتا ہے جن زخموں میں حاد سوزش یا التہاب موجود ہوں ان پر اسکا استعمال ممنوع ہے ایسے تازہ زخم کہ جن میں مواد اور سوزش زیادہ نہیں ہے یا پھر ایسے مزمن اور سفحل زخم کہ جس میں اندمال کی کیفیت پیدا ہی نہیں ہوتی اسکے اثر سے بہت جلد اچھے ہو جاتے ہیں جہاں نسیج میں بیرونی سمیات کی مدافعت کی ذرا سی بھی کیفیت پیدا ہوئی تو فوراً اس تیل کا اثر شروع ہو جاتا ہے اور یہ تحریک پہنچا کر زخم کو مندمل کر دیتا ہے جلے ہوئے زخم یا بستر پہ پڑے رہنے کے زخم بھی اس سے جلد اندمال پذیر ہوتے ہیں، اور اسکے استعمال میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اس سے زخم میں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی۔ جلے ہوؤں کے علاج میں چونکہ مچھلی کا تیل بیش قیمت ہے، اسلئے خرچ زیادہ پڑتا ہے لیکن جس قدر جلد مریض شفایاب ہوتا ہے اسے اگر پیش نظر رکھا جائے تو یہ خرچ ناگوار نہیں ہو سکتا۔ موجد کا اگرچہ یہ خیال ہے کہ مچھلی کے تیل میں چونکہ وٹامن بکثرت پائے جاتے ہیں اسلئے شاید انہی کی وجہ سے اسمیں شفا بخشی کا یہ اثر ہوگا۔ لیکن ابھی وہ اسباب کی تلاش میں پڑنا نہیں چاہتے، اور عملاً جو فائدہ پہنچ رہا ہے اسی کے مطالعے میں مصروف ہیں

دماغ کی گرمی

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی)

"دماغ کو گرمی چڑھ جانا" ایک عام محاورہ ہے اور اُردو بولنے والا اور سمجھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ اس جملے کا مطلب "پاگل یا مجنون ہو جانا" ہے ہمیشہ سے یہ خیال چلا آرہا ہے اور غالباً ہر ملک اور ہر قوم کے آدمی یقین رکھتے ہیں کہ دماغ پر گرمی کا اثر بہت ہی بُرا ہوتا ہے، اور گرم ہو جانے پر کسی انسان کا دماغ صحیح نہیں رہتا لیکن یہ امر کس قدر حیرت انگیز ہے کہ دماغ کی خرابی کا سب سے بہتر اور سب سے زیادہ قابل اعتبار اگر کوئی علاج ہے تو یہی کہ مریض یعنی مجنون کو کسی طرح بخار آجائے۔

فنِ طب کے باوا آدم بقراط کی نظر ہمیشہ نئی اور عجیب چیزوں پر رہا کرتی تھی۔ قدرت نے اسے ایک سوچنے والا دماغ دیا تھا۔ اور وہ ہر وقت عجائبات قدرت پر غور کرتا رہتا تھا اس یونانی حکیم کو سب سے زیادہ جس مسئلے نے پریشان کیا وہ یہ تھا کہ اس نے جب کسی مجنون کو کسی قسم کے بخار میں مبتلا ہوتے دیکھا تو ہمیشہ یہ بات اُسکے مشاہدہ میں آئی کہ بخار کے باعث سے اُسکے جنون میں کمی آگئی ہے۔ بقراط نے بہت سے مرگی (صرع) کے مریضوں پر اس بات کو آزمایا اور ہمیشہ یہی دیکھا کہ ایسے مریضوں کو جہاں چوتھیا بخار آیا اور انکی دماغی خرابی کی فوراً اصلاح ہو گئی۔ سونے کو تپایا جائے تو کندن بنجاتا ہے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دماغ بھی تاؤ کھا کر نکھر جاتا ہے، اور تمام خرابیاں جلکر اس سے دور ہو جاتی ہیں

پانچ سو سال کے بعد خدائے طب حکیم جالینوس کی توجہ بھی اس معجزے کیطرف منعطف ہوئی اور وہ بھی مدت العمر یہی سوچتا رہا کہ بخار کا مجنونوں کے دماغ پر اس قدر عجیب اثر کیوں ہوتا ہے اور آخر یہ سمجھا کہ بخار اخلاط فاسدہ کو جلا دیتا ہے۔

صدیاں گذر گئیں اور یہ مسئلہ اسی طرح معمہ بنا رہا قرون وسطیٰ کے ایک بڑے نامور ڈاکٹر ابوزکریا نے مدتوں اس مسئلے پر غور کرنیکے بعد اپنی ایک تصنیف شائع کی جسمیں بخاروں کے اس عجیب اثر کا ذکر اور اس اثر کی ماہیت دریافت کرنے کے متعلق اپنی ناکامی کا اعتراف بڑی شد و مد سے کیا ہے انگلستان کے ازمنہ قدیمہ کے نامی گرامی طبیب ڈاکٹر سڈنہم بھی اس عجیب اثر کی اصلیت دریافت کرنے میں عمر بھر حیران رہے، تقریباً اسی زمانہ میں فرانس کے ایک پاگل خانے میں ہیضہ کی وبا پھیلگئی، صدہا پاگل اس وباء کی بھینٹ چڑھ گئے لیکن حیرت انگیز بات یہ تھی کہ ہیضے میں مبتلا ہو کر جو زندہ بچ گئے، ان سب کا دماغ بالکل صحیح ہو گیا۔

جسقدر زمانہ گذرتا گیا اسیقدر اس مسئلے سے اطبا کی دلچسپی زیادہ ہوتی گئی سنہ ۱۸۴۴ء میں ڈاکٹر ناس نے خاص طور سے ملیریا بخار کے اثرات کا مجنونوں کے دماغ پر مشاہدہ کیا، اور انہوں نے یہ بھی بتایا کہ آتشک کے باعث سے جو ایک مخصوص دماغی فتور لاحق ہو جاتا ہے جسمیں جنون کے ساتھ تمام جسم کا فالج بھی ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے جنون کے لئے تو منعدی بخار اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ اس سے پہلے ڈاکٹر کوسٹر بھی اپنے تجربات سنہ ۱۸۶۶ء میں شائع کر چکے تھے اور انکا بھی یہی خیال تھا کہ ملیریا بخار کا دماغی فتور پر مخصوص اثر ہوتا ہے سنہ ۱۸۷۶ء میں ایک روسی ڈاکٹر روزین بلوم نے مجنونوں پر بخار کے اثرات مشاہدہ کرنے کیلئے بڑے وسیع پیمانے پر تجربے کرنے شروع کر دیئے۔

سنہ ۱۸۸۳ء میں ڈاکٹر ویگنر جوریگ کو ایک ایسی عورت کا علاج کرنیکا اتفاق ہوا جو پاگل بھی تھی اور جسے ٹائفس بخار بھی آنے لگا تھا مریضہ کی حالت بہت ہی خراب تھی بظاہر بچنے کی کوئی امید نظر نہ آتی تھی۔ اسے کئی ایک دورے پڑے اور آخر میں مہربان اور فیاض قدرت نے اس پر سکتہ کی حالت طاری کر دی۔ اس بظاہر مردہ صورت میں وہ کئی گھنٹے پڑی رہی۔ بخار کی وجہ سے جسم جل رہا تھا اور زبان اور حلق تر، دانت جمے ہوئے تھے دوسرے دن اس مردہ جسم میں زندگی کی علامات پھر ظاہر ہوئیں اس کا بخار اتر گیا

اور ڈاکٹر دیگنر جوریگ یہ دیکھکر حیران رہ گئے کہ بخار کے ساتھ ساتھ اسکا جنون بھی رفع ہوچکا تھا، ڈاکٹر جوریگ پر اس واقعہ کا اس قدر اثر ہوا کہ اسکے بعد وہ تمام عرصہ اس ایک دھن میں لگے رہے کہ بخار کا مجنونوں کے دماغ پر یہ عجیب اثر کیسے ہوتا ہے۔

علاج معالجہ اور مطب و عمل سب کو طلاق دیکر ڈاکٹر ویگنر جوریگ کیلئے بس ایک کام رہ گیا تھا اور وہ یہ کہ روز پاگل خانے کے چکر لگایا کریں، اور ایسے پاگلوں کو ڈھونڈیں کہ جنہیں بخار آتا ہو انکی احباب کو تو خود ان کے اپنے دماغ کی صحت کی طرف سے بہت کچھ شبہات لاحق ہوگئے تھے لیکن "جوینده یابنده" والی مثل صادق آئی اور دھن کے پکے ڈاکٹر کو بالآخر ایک پاگل عورت ایسی مل گئی جسے فتور دماغ کی وجہ سے اس "دنیاوی دوزخ" میں بند کیا گیا تھا اور جسے یہیں کے قیام کے دوران میں سرخبادہ کا مرض ہوگیا تھا مریضہ کا چہرہ سرخ انگارا ہو رہا تھا۔ اور بدن بخار کی وجہ سے پھنک رہا تھا۔

"اندھا کیا چاہے دو آنکھیں"۔ ڈاکٹر ویگنر جوریگ کو مراد مل گئی اُنہوں نے فوراً اس عورت کا علاج اپنے ذمے لے لیا اور اسکی دوا دارو میں مصروف ہوگئے، آہستہ آہستہ سرخبادہ کے اثرات کم ہونے لگے اور چند روز میں وہ عورت اچھی ہوگئی۔ بخار کے ساتھ ساتھ اسکا جنون بھی غائب ہوچکا تھا۔

ڈاکٹر ویگنر جوریگ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور اب اُنہوں نے پورے طور پر یقین کرلیا کہ جنون کا شرطیہ علاج بخار ہے، چار سال تک برابر ڈاکٹر ویگنر جوریگ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایسے پاگلوں کی حالت کا مشاہدہ کرتے رہے کہ جنہیں بخار آجائے اور ہر مرتبہ اُنہوں نے یہی دیکھا کہ بخار نے پاگلوں کی دماغی خرابی کو بالکل دور کردیا۔ ان کے ایک دوست ڈاکٹر لڈوگ میر بھی تھے اور انہیں بھی دماغی امراض سے بہت کچھ دلچسپی تھی، بالخصوص جنون کی اس قسم سے جو آتشک کی وجہ سے ہو اور جسکے ساتھ فالج بھی ہوجائے۔ ان ڈاکٹر صاحب نے ایک مرہم ایجاد کیا تھا جسمیں سرمہ شامل تھا اور وہ اپنے ایسے مریضوں کے سر پر کہ جو آتشک کی وجہ سے پاگل ہوگئے ہوں اپنے اس مرہم کی مالش کیا کرتے تھے۔ خدا جانے کس طرح اُنہیں یقین ہوگیا تھا کہ اس طرح کھوپری پر مالش کرنے سے دوا جذب ہوکر ہڈیوں کے پار مریض کے دماغ تک پہونچ جائیگی اور اپنا اثر دکھائے گی۔ لیکن دوا کو ہڈیوں کے اندر سے گذارنے کیلئے معمولی سی مالش تو کافی نہیں ہوسکتی تھی اس لئے بیچارے مصیبت کے مارے پاگلوں کو زبردستی باندھ بوندھ کر بٹھایا جاتا تھا اور ڈاکٹر میر صاحب اپنی پوری طاقت سے انکی چندیا اس قدر رگڑا کرتے تھے کہ تمام کھال چھل جاتی تھی اور خون نکل آتا تھا۔ سر کی ان خراشوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاگلوں نے اس "کھال اتار" علاج سے نجات پاتے ہی کسی نے اس پر زمین سے خاک اُٹھاکر مل لی، اور کسی نے نالی کا گندہ پانی اس پر ٹپکایا۔ غرض کہ ان میں سے اکثر کی خراشیں سم آلود ہوگئیں اور انہیں بخار آنے لگا جب یہ لوگ اس بخار سے اچھے ہوئے تو ساتھ ہی ان کا دماغی مرض بھی جاتا رہا۔ ڈاکٹر میر خوشی کی وجہ سے پھولے نہ سماتے تھے کہ انکی عجیب و غریب مرہم نے اتنے بہت سے پاگلوں کو بالکل اچھا کردیا لیکن ان کی ساری خوشی خاک میں مل گئی جب ڈاکٹر ویگنر جوریگ نے انہیں سمجھایا کہ وہ مرہم کی وجہ سے نہیں بلکہ انکی "جلدریا" مالش کی وجہ سے اچھے ہوئے ہیں جو بخار کا باعث بن گئی تھی۔

۱۸۸۷ء میں ڈاکٹر ویگنر جوریگ نے یہ فتوی دیدیا کہ دنیا میں پاگل پن کا اگر کوئی یقینی علاج ہے تو وہ یہی ہے کہ پاگل کے جسم میں کسی قسم کی سمیت داخل کرکے اُسے بخار میں مبتلا کردیا جائے اور آتشکی مجنونوں کے حق میں تو یہ طریقہ علاج خصوصیت کے ساتھ اکسیر کا حکم رکھتا ہے وہ دیکھ چکے تھے کہ سرخبادہ کے بخار سے ایک پاگل عورت صحیح الحواس ہوگئی تھی اسلئے اُنہوں نے سرخبادہ کے جراثیم کا ایک محلول تیار کرکے اُسے ایک پاگل کے جسم میں داخل کیا، ڈرتے ڈرتے ایسا کیا گیا تھا اور محلول کی طاقت بہت ہی ہلکی تھی اس لئے اگرچہ اس پاگل کو ہلکی سی حرارت ہوئی تو لیکن تیز بخار جو دماغ کی خرابیوں کو جلا سکے نہ آیا۔ پاگل بدستور پاگل ہی رہا۔ ڈاکٹر ویگنر جوریگ کا ایمان تھا کہ اس مقصد کے لئے سب سے بہتر اور سب سے زیادہ موزوں جو بخار ہوسکتا ہے وہ ملیریا بخار ہے لیکن مصیبت یہ تھی کہ اس زمانہ میں یعنی اب سے تقریباً پچاس سال پہلے یورپ میں ملیریا کے نام سے بھی لوگ کانپتے تھے اور بالقصد اسکے جراثیم کسی زندہ انسان کے جسم میں داخل کرنا ایک اتنا بڑا خطرہ تھا کہ کسی کی ہمت نہ پڑ سکتی تھی، ڈاکٹر ویگنر جوریگ تو اپنی تحقیقات کے شوق میں شاید ایسا کر بھی گذرتے لیکن اور تمام ڈاکٹر اسکے خلاف تھے اس لئے انہیں اپنے دل کو مار کر رہجانا پڑا۔

دن گذرتے دیر نہیں لگتی سنہ ۱۹۱۶ء آگیا اور اب بھی ڈاکٹر ویگنر جوریگ پر وہی دُھن سوار تھی۔ اُنہیں رہ رہ کر یہ افسوس ہوتا

تھا کہ اس تحقیقات کیلئے جو جو کچھ انہیں کرنا چاہئے وہ نہ کر سکے ملیریا کے علاوہ اُنہوں نے بعض اور بخاروں کے جراثیم کا ایک بہت ہی کمزور سا محلول بھی........ استعمال کیا لیکن بے سود۔ تیز، جلا دینے والا بخار کسی طرح پیدا نہ کیا جا سکا۔

مسلسل تیس سال سے ڈاکٹر وگیز جوریگ مجنونوں پر بخار کے اثرات کے تجربے کر رہے تھے اور برابر تیس سال سے یہی خیال اُنکے دل میں جما ہوا تھا کہ صرف ملیریا کے جراثیم اس کام کے لئے مفید ہو سکتے ہیں۔ اور انہی کے استعمال سے انہیں روکا جا رہا تھا۔ جون ۱۹۱۷ء میں جبکہ جنگ عظیم کے شعلے بھڑک بھڑک کر آسمان کی خبر لا رہے تھے، اور فرشتۂ موت کو سر کھجانے کی بھی مہلت نہیں ملتی تھی ڈاکٹر وگیز جوریگ کی قسمت نے یاوری کی اور انہیں اپنی دیرینہ آرزو پوری کرنیکا موقع ملگیا۔ لڑائی میں بم کے صدمے سے مخبوط الحواس ہو کر ایک سپاہی اُن کے زیر علاج آیا اور اُسے ملیریا بخار بھی آنے لگا۔ اسی زمانہ میں ایک پاگل ایکٹر اور ایک پاگل موچی بھی ڈاکٹر صاحب کے زیر علاج تھے، اور ان دونوں کے فتور دماغ کا باعث آتشک تھی یہ تینوں مریض صرف انکی اپنی سپردگی میں تھے اور اُنہوں نے سوچا کہ اب موقع ہے کہ میں اپنی ذمہ داری پر جس طرح چاہوں ان کا علاج کروں۔ تیس سال کے طویل انتظار کے بعد خدا نے یہ دن دکھایا تھا اور اب یہ کسیطرح مناسب نہ تھا کہ اس موقع کو ہاتھ سے جانے دیا جائے۔ اُنہوں نے یہ سوچ لیا کہ اب خواہ کچھ بھی نتیجہ نکلے مجھے اس موقع سے ضرور فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔

دھڑکتے ہوئے دل اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ڈاکٹر وگیز جوریگ نے اپنے اوزار اُٹھائے، ملیریا کے مریض کے جسم سے آلودۂ جراثیم خون تھوڑا سا نکالا اور اللہ کا نام لیکر اس میں سے آدھا موچی کے بازو کی رگ میں اور آدھا ایکٹر کی ورید میں داخل کر ہی دیا۔ چند ہی گھنٹوں کے وقفہ کے بعد موچی اور ایکٹر دونوں جاڑے سے کانپنے اور پھر بخار میں ہلہلانے لگے، دونوں کو خوب ہی زور کا بخار چڑھا، اسپتال کے دوسرے ملازم گھبرا گئے کہ یہ کیا ہوا۔

"کوئی سبب ہو گیا ہوگا کچھ اندیشے کی بات نہیں ہے۔ بخار آگیا ہے اتر جائیگا"

کہکر ڈاکٹر صاحب نے سب کو ٹالا، اور علاج کے طور پر کونین دینے سے بھی روک دیا۔

موچی اور ایکٹر دونوں کئی گھنٹے اس آگ میں جلتے رہے لیکن یہ آگ سورج کی دھوپ کیطرح صحت بخش تھی انکا بخار اترا اور بخار کے ساتھ ہی وہ جنون بھی ندارد ہو گیا جسکی وجہ سے وہ پڑے پاگلخانے میں سڑ رہے تھے، اب کیا تھا اتنو ڈاکٹر وگیز جوریگ کی بن آئی، دل کی دھڑکن اور ہاتھوں کا رعشہ سب جاتا رہا اور اب اُنہوں نے بلا تکلف ہر پاگل کے جسم میں ملیریا کے جراثیم بھرنے شروع کر دیے، ایکسال کی مدت میں اس طرح اچھے کئے ہوئے مجنونوں کی ایک اچھی خاصی لمبی چوڑی فہرست اُنہوں نے مرتب کر لی اور اپنی اس تحقیقات کے نتائج کو طبی اخباروں اور رسالوں میں شائع کرنا شروع کر دیا۔ تمام دنیا کے ڈاکٹروں کی نظریں اب ان کی طرف متوجہ تھیں۔

جگہ جگہ مختلف ڈاکٹروں نے ملیریا کے جراثیم سے آتشکی مجنونوں کا علاج شروع کر دیا، اور ہر جگہ اس طریق علاج میں کامیابی ہی ہوئی۔ ڈاکٹر وگیز جوریگ کے بعد ڈاکٹر جرسٹمین، ڈاکٹر کرل اور ڈاکٹر فان ونکل نے اپنے اپنے تجربے شائع کئے اور پھر تو یہ رستہ ہی کھل گیا، سنہ ۱۹۲۶ء میں بوسٹن کے ڈاکٹر سالومن، ڈاکٹر برک ڈاکٹر تھیلر اور ڈاکٹر کلے نے اس میں اتنی جدت اور کی کہ ملیریا بخار کی بجائے "ریٹ بائٹ فیور" (بخار جو ایک خاص چوہے کے کاٹنے سے آتا ہے) کے جراثیم سے کام لیا اور انہیں اس تجربے میں بھی کامیابی ہوئی۔ اور ایکسال گذرا تو ڈاکٹر کنڈ، ڈاکٹر ہال، اور ڈاکٹر گرتی نے ٹائفائڈ (تپ محرقہ) کے جراثیم مجنونوں کے جسم میں داخل کر کے دیکھے اور ان کا اس قدر اچھا اثر ہوا کہ ڈاکٹر اولیری نے اسی طریقے کو اختیار کر لیا۔ ان جراثیم سے کمزوری بہت کم پیدا ہوتی تھی اگرچہ جنون کی علامات دور ہونے میں کچھ مدت زیادہ صرف ہوتی تھی۔ چاروں طرف ایک ہڑبونگ مچ گئی۔ ہر ڈاکٹر مجنونوں کا علاج اسی طریق پر کرنے لگا۔ بخار کے مریضوں کے خون کی قدر و قیمت بڑھ گئی، اور متعدی بخاروں کے جراثیم بارئتعالیٰ کی ایک نعمت تصور کئے جانے لگے مجنونوں کو اس طرح زبردستی بخار میں مبتلا کیا جاتا تھا، اور بخار اُترتے ہی ان کا جنون غائب ہو جاتا تھا۔

ایک جماعت تو اس طرح بخاروں کے جراثیم کی پرورش کرنے اور پھر اُنہیں مجنونوں کے خون میں پہنچانے میں معروف تھی ڈاکٹروں کی ایک دوسری جماعت نے بخار پیدا کرنیکے لئے جراثیم کی امداد کو بھی چھوڑنا چاہا اور دوسرے ذرائع ایجاد کرنے کی فکر میں لگ گئے، کچھ عرصہ پیشتر فرانس کے ایک مشہور ماہر علم طبیعات

ڈاکٹر دارسون وال نے تحقیق کیا تھا کہ بجلی کی ایک خاص قسم لہروں سے جسم کی حرارت عزیزی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس قسم کی لہریں پیدا کرنے والی بجلی کی مشین میں کچھ ضروری ترمیمات کر کے ڈاکٹروں نے مصنوعی بخار پیدا کرنے کے لئے اسے استعمال کیا۔ اور ۱۹۳۰ء میں ڈاکٹر کنگ کو اور ۱۹۳۱ء میں ڈاکٹر نے مین کو بخار چڑھا دینے میں پورے طور پر کامیابی ہوگئی۔

ڈاکٹر ہوسمر کو یہ طریقہ بھی نہ بھایا اور انہوں نے ریڈیو کی لہروں سے یہ خدمت لینی چاہی، ریڈیو کی لہروں کا ذکر آتے ہی ڈاکٹر وِلس آر ہوئیٹنے بس انہی لہروں کے پیچھے پڑ گئے اور چند روز میں بالآخر ایک ایسی مشین بنا کر دنیائے طب کے سامنے پیش کر دی جس سے باسانی ریڈیو کی لہریں حاصل کی جا سکتی تھیں۔ اس مشین کا نام انہوں نے "ریڈیو تھرم" رکھا اس سے نہایت آسانی سے مصنوعی بخار چڑھایا جا سکتا تھا۔ اور سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اسے استعمال کرنا بہت ہی آسان تھا۔ بے چارے جراثیم اب پھر اسی کس مپرسی میں مبتلا ہو گئے، بخار پیدا کرنے کے لئے اب ان کی ضرورت نہ رہی تھی۔

ڈاکٹر ہوئیٹنے کی مشین کو سب سے زیادہ جس شخص نے شہرت دی وہ ڈاکٹر سی۔ ایم۔ کارپنٹر تھے، انہی کی سفارش پر ڈاکٹر لے لینڈ ہنسی نے ایک بڑے وسیع پیمانے پر اسکا تجربہ کرنا شروع کیا، اور اسکے نتائج اس قدر اطمینان بخش ثابت ہوئے کہ اب ہر شخص اس کا مداح ہے۔

پچاس برس پہلے ڈاکٹر وگنیر جوریگ کی توجہ اس طرف منعطف ہوئی تھی کہ بخار کے ذریعے سے جنون کا دفعیہ ہو جاتا ہے پچیس سال تک انہوں نے لگاتار صبر اور محنت کے ساتھ تجربے کئے اور اسکے بعد چند سال کے اندر "ریڈیو تھرم" عالم وجود میں آگئی جسکے ذریعے سے جسوقت چاہیں مریض کو بخار چڑھا سکتے ہیں جس درجے کا بخار چاہیں چڑھا سکتے ہیں۔ اور جتنی دیر کیلئے چاہیں اتنی دیر کیلئے چڑھا سکتے ہیں۔ دنیائے طب کی ایجادات میں آج یہ بہترین ایجاد ہے۔

دماغ کی گرمی کا علاج بجلی کی گرمی سے! کہیں یہ "علاج بالمثل" کی سچائی کی شہادت تو نہیں ہے؟

ڈاکٹر سعید لعمر سعید بریلوی

چاء

ازجناب حکیم الیس معین الدین صاحب طبیہ کالج علیگڈھ

چائے کے متعلق یہ متفقہ رائے ہے کہ یہ اعصاب کو تحریک پہونچاتی ہے اور اسکا استعمال دماغی تکان کو دور کر کے اس میں تازگی و توانائی بخشتا ہے۔

عام قاعدے کے مطابق ہر محرک کا ردعمل ہوگا اور محرک کا ردعمل عموماً کاہلی اور سستی وغیرہ ہوا کرتے ہیں لیکن چائے کی تحریک ایسی نہیں ہے۔ چائے کی تحریک میں تکان یا پستی کی صورت میں ردعمل نہیں ہوتا، اسکے استعمال سے نبض کسی قدر تیز ہو جاتی ہے اور ڈاکٹر اسمتھ Dr. Smith کے خیال کے مطابق جسم سے اجزائے دخانیہ کا اخراج زیادہ مقدار میں ہوتا ہے جلد کا فعل تیز ہو جاتا ہے اجابت کھلکر ہوتی ہے اور گردوں کے فعل ترشح میں بھی کسی قدر زیادتی ہو جاتی ہے۔ اور بعض حکمار کا خیال ہے کہ اسکا استعمال پیشاب میں حامض بولی Urea کی مقدار گھٹا دیتا ہے

سر ڈبلیو۔ رابرٹ Sir W. Robert کا بیان ہے کہ چائے کے استعمال سے غذا پر لعاب دہن اور رطوبات معدی کا اثر جاری نہیں ہونے پاتا اور موصوف یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ خرابی چاء کے ایک مخصوص جزو تیانین کی موجودگی کیوجہ سے پیدا ہوتی ہے ساتھ ہی ساتھ آپ نے اسکا مصلح بھی بتایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ اگر چائے میں کاربونیٹ آف سوڈا قلیل مقدار میں شامل کر دیا جائے تو اسکا خراب اثر معدے پر نہیں ہوتا۔

محنتی اشخاص مثلاً طلبا، سپاہی، کلرک، وغیرہ کو چاہیے کہ چائے کی مداومت کریں، یہ ان کے لئے بہت مفید ہے چائے کا گرم گرم جوشاندہ گرمی و سردی دونوں کے مقابلے کی ایک خاص قوت رکھتا ہے، گرم آب و ہوا والے مقامات میں چاء خصوصاً تکان دور کرنے کے لئے اکسیر ہے۔

جب اسکو پانی میں جوش دیا جاتا ہے تو وہ جوشاندے کے

پانی کو بھی صاف کر دیتی ہے، پھیکا پن تو اسکے جزو ٹیانین Taunin کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے، اور کچھ جوش و حرارت کی وجہ سے۔

چاء جس قدر اعلےٰ قسم کی ہوگی اسی قدر جلد اس کا جوشاندہ اچھا ہوگا اور اتنی ہی مفید ہوگی منجملہ ان تمام اوصاف کے چائے کے متعلق یہ متفقہ رائے ہے کہ اسکا باقاعدہ استعمال جسم میں ملیریا کے خلاف قوت مدافعت پیدا کرتا ہے لیکن ابھی اسکے متعلق تشفی بخش تجربات نہیں ہوئے

چاء کے اقسام

سیاہ چاء کے خاص اقسام جو بازار میں دستیاب ہیں۔ سوچنگ Souching کوگن Cougon آسام Assam اور کیسو Kalsow وغیرہ ہیں۔ بوہی Bohea چاء، آجکل بازاروں میں نہیں ملتی خام چاء یا سبز چاء کی بھی علی ہذا ہیسن Hyson ٹوانکے Twankay کاپر Caper گن پاوڈر Gun powder اور ہیسن اسٹم Hyson Stem وغیرہ قسمیں مستعمل ہیں۔

خشک چاء کے اجزاء ترکیبی

اجزاء		مقدار فیصدی	
(۱) تھین	Thein	۱٫۸	〃
(۲) رطوبت زجاجی	Albumin	۲٫۶	〃
(۳) نشاستین	Dextrin	۹٫۷	〃
(۴) مخضرہ	Cellulose	۲۲٫۰۰	〃
(۵) ٹیانین	Tannin	۲۵٫۰۰	〃
(۶) فضلات	Impurities	۲۰٫۰۰	〃

اعلیٰ قسم کی چاء میں تھین Thein کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے سیاہ چاء میں ۸ سے ۱۰ فیصدی پانی کی مقدار بھی موجود ہوتی ہے، اور سبز چاء میں عموماً ۸ فیصدی پانی ہوتا ہے۔ چاء کی گرد یا چورے میں پوٹاش، سوڈا، میگنیشیا، فاسفورک ترشہ، کلورین، فولاد، سیلیکا، اور کچھ حصہ میگنیز Manganise پر مشتمل ہوتا ہے خام چائے میں سیاہ و خشک چاء کی نسبت ٹیانک ترشہ Tannio Aoid تھین، اور ایتھیریل آئل Atherial Oil کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ اور مخضرہ کم۔

چائے کے پہلے جوش میں اس کا ½ حصہ جوشاندے میں آجاتا ہے اور باقی ثُفل میں رہ جاتا ہے، اور اگر پانی میں پہلے سے چونے یا فولاد کے اجزا موجود ہونگے تو ایسے پانی کا جوشاندہ اچھا نہیں ہوگا۔ اگر کسی مجبوری سے اسی پانی کا جوشاندہ تیار کرنا پڑے تو اس میں چائے کی پتی ڈالنے سے قبل تھوڑا سا کاربونیٹ آف سوڈا ڈالکر پندرہ سے بیس منٹ تک جوش دے لینا چاہیئے۔ اس عمل سے پانی صاف ہو جائیگا چاء کے اجزاء میں سے نائٹروجنی حصہ، ۴۸ فیصدی تو جوشاندے میں حل ہو جانا چاہیئے، اور باقی ۵۲ فیصدی غیر محلول رہ جاتا ہے لیکن مذکورہ بالا سوڈے اگر چائے میں اضافہ کر دیے جائیں تو نائٹروجنی حصہ زیادہ مقدار میں حل ہو جائیگا۔

چاء کی پتیاں

چاء کی پتی کا کنارہ دندانہ دار یعنی کٹا پھٹا ہوتا ہے لیکن عین ڈنٹھل کے پاس سے نہیں! اسکے نظام عروقی کی ہر مخطی رگ پتے کی درمیانی رگ سے نکلکر کنارے کی طرف جاتی ہے۔ مگر پھر واپس ہو جاتی ہے اور اُسکے اور پتی کے کنارے کے درمیان تھوڑی سی جگہ بھی باقی رہ جاتی ہے، چاء کی پتیاں مختلف رقبہ کی ہوتی ہیں بعض چوڑی اور گول ہوتی ہیں، اور بعض لمبی اور پتلی، چاء کی پتی کا کنارہ بھی اور پتیوں سے نرالا ہوتا ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو اُسکے کنارے کے ہر دندانہ پر ایک بے رنگی غنچہ ہوتا ہے جو اسکو دوسری مشابہ دندانہ دار پتیوں سے ممتاز کرتا ہے۔

خشک چاء کی ترکیب میں بہت سی پتیاں شامل ہوتی ہیں جنکو ولیو Willow سول Sole اوک Oak پلین Plane بیچ Beech ایلن Elin پوپلر Poplar ہاتھارن Hawthorn چیسٹنٹ Chestnut کلورنتھس انکوپیش Chloranthus Inco nspicous اور کیامِلی ساسنکا Camillia Sousauque وغیرہ مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ جن میں سے صرف دو پتیاں ولیو اور سول چاء کی پتی سے مشابہت رکھتی ہیں ولیو بے قاعدہ اور سول باقاعدہ دندانہ دار ہوتی ہیں۔

پتیوں کا امتحان کرنیکے لئے ان کو ایک مرتبہ پانی میں جوش دیجئے، اور پھر ان کو پھیلا دیجئے۔ بعدہٗ ایک شیشہ کی سلائڈ لے کر اس پر ایک پتی چپکا کر پتلے کور سلپ سے ڈھانک دیجئے اور خوردبین کے نیچے اسکا معائنہ کیجئے۔ اگر پتی کا نظام عروقی اور کنارہ صاف اور صحیح دکھائی دیتا ہے تو وہ عمدہ قسم کی چاء ہے۔ ورنہ خراب چاء کی اصلی پتی کی شکل مقابلہ کیلئے ذیل میں دی جاتی ہے۔

الف۔ چائے کی سالم پتی
(ب) چائے کا ڈنٹھل
(ج) اچھی چائے کی چھوٹی پتی

(ج) (ب) (الف)

...ھی چائے کا انتخاب

جو چائے استعمال کیلئے لی جائے وہ پوری پوری پتیوں والی ہو، چورچور ...نہ اس میں کوئی غیر جنس کی ملاوٹیں ہوں، چائے کو پھیلا کر دیکھا جائے ...ام پتیاں بڑی بڑی اور سخت سخت تو نہیں ہیں کیونکہ ایسی چائے ...نہیں ہوتی چائے میں چھوٹی اور نوزائیدہ پتیوں کی مقدار بھی کافی ...ی چاہیئے۔ اچھی چائے کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ اسمیں کونپلیں ...یاں اور پھول کے ریزے موجود ہوں پرانی اور خراب چائے میں اسکے جوہر اڑ جانے کی وجہ سے اسکی خاص بو جاتی رہتی ہے۔

چائے کے جوشاندے میں اچھی بو آنی چاہیئے، اسکی بو تیز نہ ہو مزا کڑوا نہ ہو، اور رنگ زیادہ گہرا نہ ہو۔ کیونکہ یہ تمام علامات خراب اور پرانی چائے کی ہیں، چائے خریدنے والے اصحاب عموماً چائے کو سونگھ کر پرکھ لیتے ہیں۔

چائے کی کثرت

خیال رہے کہ چائے مفید ہونیکے باوجود نقصان دہ بھی ہے، بلکہ ایک طبقہ تو سرے ہی سے چائے کو مضر سمجھتا ہے اسکی خاص وجہ یہ ہے کہ عوام اسکے صحیح استعمال سے واقف نہیں اور چائے لیتے وقت اچھی چائے اور بری چائے کی تمیز نہیں رکھتے اور چونکہ اس سے ایک قسم کا سرور حاصل ہوتا ہے اسے دوسری منشیات کے ساتھ بطور بدرقہ کے استعمال کرتے ہیں بعض چائے کو اپنی کمزوری کے خلاف کارکردگی کی قوت پیدا کرنے کی غرض سے بکثرت استعمال کرتے ہیں یہی وجہ ہے جس سے چائے سے نقصانات پہنچتے ہیں علاوہ ازیں چائے کا کثرت سے استعمال بالاتفاق مضر مانا گیا ہے علی ہذا القیاس چونکہ چائے حرارت بدنیہ کو بڑھاتی ہے، اسلئے اسکا استعمال جوانوں کو احتیاط کیساتھ کرنا چاہیئے بوڑھے میں البتہ اسکا استعمال حرارت کے تحفظ میں امداد دیتا ہے اور اس عمر میں اعتدال سے زیادہ استعمال بھی خراب نتائج نہیں پیدا کرتا

حکیم ایس معین الدین

:۔۔:

نمونیا کی علامات

دردِ سر

گھبراہٹ

سینہ میں درد (پستان کے نیچے)

سانس لینے میں تکلیف
(۳۰ سے ۸۰ فی منٹ)

نبض کی تیزی

(۱۲۰ سے ۱۴۰ فی منٹ)

تیز بخار

(۱۰۳ سے ۱۰۵ درجہ تک)

پیاس کی زیادتی

خُشک کھانسی

شدید قسم کے نمونیا میں بلغم کیساتھ خون کی آمیزش

ہذیان

افسانہ

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب دہلوی)

"آج وہ سینے کی مشین بھی علیحدہ کر دیگئی قیمتی چیزوں میں سے صرف ایک یہی مشین گھر میں رہگئی تھی اور اُسے فروخت کرنے کا خیال ابتک صرف اس لئے نہیں آیا تھا کہ وہ بلقیس کو بہت ہی عزیز تھی لیکن آج جب گھر میں ایک پیسہ بھی نہ رہا تو خود بلقیس نے اُسے علیحدہ کردینے کی درخواست کی، اور علیحدہ کر دیا۔ نہایت عمدہ مشین تھی، ابھی کوئی ڈیڑھ سال ہوا ہوگا کہ اکیسو ساٹھ روپے کو لی تھی، اب اسکے سو روپے ملے ہیں"

ظہیر نے جب صدیقی سے یہ فقرے کہے تو ایسا معلوم ہورہا تھا کہ اسکی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں اور وہ رونے ہی والا ہے۔

صدیقی :- (بہت ہی غمگین لہجے میں) ظہیر! میں کیا کروں، کاش میں اس مصیبت کے وقت تمہارے کچھ کام آسکتا!! تمہاری علالت نے اسقدر طول کھینچا ہے کہ کسی طرح دور ہی نہیں ہوتی جو کچھ اندوختہ تھا وہ سب اسی بیماری کی نذر ہوگیا اور اب آہستہ آہستہ زیور اور اثاث البیت بھی اسی میں لگا جارہا ہے کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا کہ اسکا انجام کیا ہوگا۔

ظہیر :- اب تو زیور اور اثاث البیت بھی سب ختم ہوچکا۔ یہ دو چارپائیاں دو بستر اور پانچ چھ برتن اور باقی رہ گئے ہیں۔ تو ان کی قیمت ہی کیا اُٹھیگی، شروع شروع میں دواؤں پر بڑی بیدردی سے روپیہ خرچ کیا گیا اُس وقت کسے خیال تھا کہ مرض اس قدر طول پکڑ جائیگا اُس وقت تو یہی کوشش تھی کہ جس قیمت پر اور جسقدر جلد صحت حاصل ہوسکے حاصل کرنی چاہیئے، یہ خیال کہ روپیہ خرچ کرنے میں احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے اُسوقت آیا ہے کہ جب روپیہ باقی ہی نہ تھا میں تم سے سچ کہتا ہوں صدیقی اب مجھے اپنے مرض کی ذرا سی بھی فکر نہیں ہے، البتہ رات دن یہی قلجان لگا رہتا ہے کہ دو چار روز کے بعد کیا ہوگا؛ یہاں پردیس میں تو قرض بھی نہیں ملسکتا، اور مل بھی سکے تو کس اُمید پر لوں؟ مجھے اب تو اپنے بچنے کی کوئی اُمید نہیں رہی۔

صدیقی :- نہیں ایسا نہ کہو۔ خدا میں سب قدرت ہے، تم سے بہت زیادہ خراب حالت کے مریض بھی بہتیرے اچھے ہوجاتے ہیں تمہارے ان مایوسانہ خیالات نے تمہاری صحت پر بھی بڑا اثر کیا ہے ایسے لغو خیالات دل سے نکال ڈالو، ابھی بیماری کے گھٹنے کا وقت نہیں آیا ہے۔ بیماری کا زور جب کم ہونا شروع ہوگا تو بس پھر انشاء اللہ چند ہی روز میں بالکل تندرست ہو جاؤ گے۔ بھابی کہاں گئیں؟

ظہیر :- میری وجہ سے اس غریب کی بھی مٹی پلید ہوگئی ہے گھر کے کام اور میری تیمارداری کی وجہ سے جو کچھ وقت ملتا ہے اس میں وہ کچھ سلائی کا کام کرلیا کرتی تھی۔ غالباً وہی تیار شدہ کپڑے دینے گئی ہونگی۔

صدیقی :- افسوس! اب تو وہ سلائی کا سہارا بھی نہ رہا۔

ظہیر :- اسی لئے تو اس کا دل اور بھی دکھتا تھا لیکن مجبور ہوکر مشین بیچنی ہی پڑی۔

صدیقی :- تو کیا اب وہ ہاتھ سے سلائی کا کام کیا کرینگی؟

ظہیر :- کہتی تو وہ یہی تھیں۔

صدیقی :- بھلا ہاتھ سے کتنا کام ہوسکے گا، خاصکر جب کہ انہیں گھر کے کاموں سے فرصت بھی بہت کم ملتی ہے، تم اگر مجھے یہ بتادو کہ وہ کہاں سے کام لایا کرتی ہیں تو اتنی مدد تو میں کرسکتا ہوں کہ میں اُنہیں کام لادیا کروں اور پھر پہنچا بھی دیا کروں۔ ان کا تھوڑا سا وقت اور کچھ محنت بچ جائیگی۔

ظہیر :- ہاں ہو تو سکتا ہے مگر وہ خود ہی بتاسکینگی کہ کام کہاں سے لاتی ہیں، تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ اب آتی ہی ہونگی۔

"بلقیس! ایک ذرا مجھے تکیئے کے سہارے بٹھادو"

ظہیر نے کمزور سی آواز سے اپنی بیوی سے کہا۔

بلقیس :- تم بار بار بھول جاتے ہو، ڈاکٹر صاحب نے بہت ہی سختی

یں اُٹھنے اور حرکت کرنے سے منع کر دیا ہی، تمہارا دل تو بے شک
، پڑے گھبراتا ہوگا، اور لیٹے لیٹے بدن بھی اکڑ سا گیا ہوگا. لیکن
ں بیماری دور ہونے کیلئے یہ ضروری ہو کہ تم بالکل حرکت نہ کرو۔

:۔(آبدیدہ ہوکر) میں کب تک اس طرح پڑا رہوں. اس سے
م جاؤں تو بہتر ہو۔

ں :۔(ظہیر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر) خدا نہ کرے! خدا نہ کرے!
ں بُری بُری باتیں زبان سے نہ نکالا کرو۔ ان ڈاکٹر صاحب کی
ے تو تم خود ہی کہہ رہے تھے کہ کسی قدر فائدہ معلوم ہوتا ہو۔

:۔(پیار کی نظروں سے بلقیس کو دیکھ کر) ہاں اتنا فرق تو ضرور
م ہوتا ہو کہ اب مرض بڑھ نہیں رہا ہو۔ ڈاکٹر جیلانی خود بھی کل یہی
ہ رہے تھے کہ بیماری کی ترقی اب رک گئی ہو اور اب اُمید ہو کہ جلد آرام
ئیگا۔

ں :۔پھر تم کیوں رنجیدہ ہوتے ہو، اب تو خوش ہونیکا وقت آیا ہے
، سوا سال تک برابر مصیبتیں اور تکلیفیں جھیلنے کے بعد خدا نے یہ دن
ہو کہ بیماری میں کچھ کمی معلوم ہونی شروع ہوئی ہو اب خدا نے چاہا
ہ دس دن میں تم تندرست ہوجاؤگے، جہاں اتنے دن تکلیف
ئی ہے وہاں دو چار دس روز اور سہی، اب ایسا مت کرو کہ تمہاری
بے احتیاطی کیوجہ سے اچھے ہونے میں دیر لگ جائے۔

:۔میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ ڈاکٹر جیلانی خود بخود کیوں
قدر مہربان ہوگئے۔ مدتوں سے وہ اسی سامنے والے مکان میں
ہیں آتے جاتے میں انہیں دیکھا کرتا تھا اور وہ مجھے لیکن کبھی
م دُعا کی بھی نوبت نہ آتی تھی۔ اب میں سوا برس سے بیمار پڑا ہوں
لبا کبھی نہ کبھی اُنہوں نے ڈاکٹروں کو یہاں آتے جاتے دیکھا
دگا لیکن کبھی ایسا نہ ہوا کہ وہ اور کچھ نہیں تو ہمسائگی کا فرض سمجھ
پوچھ لیتے کہ کون بیمار ہو اور کیا بیماری ہو. اب یکایک اور خود بخود وہ
ں آئے اور مجھ سے درخواست کی کہ میں اُن سے علاج کراؤں
ب میں نے یہ کہا کہ اب میرے پاس بالکل روپیہ نہیں ہو اور میں
علاج کا خرچ نہ برداشت کر سکونگا تو اُنہوں نے انتہائی
ندی کا اظہار کیا اور بالکل مفت علاج کرنے پر آمادہ ہوگئے۔
ن سے وہ قریب روزانہ مجھے دیکھنے کو آتے ہیں اور فیس تو
ہ دوا کی قیمت تک نہیں لیتے۔

ں :۔ممکن ہے کہ پہلے وہ اس لئے نہ آتے ہوں کہ تم باوجود
ں ہونیکے ان کے پاس علاج کیلئے نہیں گئے۔

ظہیر :۔مجھے یہ معلوم ہی کب تھا کہ وہ ڈاکٹر ہیں. میں نے انہیں دو تین
پانچ مرتبہ اس گھر میں سے نکلتے یا اس میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔
اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں خواہ مخواہ اتنی دور علاج کرانے کیوں جاتا انہی
سے رجوع نہ کرتا. تمہیں تو یہاں کا حال معلوم ہی ہے یہاں تو ایک
ہی مکان کی مختلف منزلوں کے رہنے والوں کو یہ بھی خبر نہیں ہوتی
کہ دوسری منزل میں کون رہتا ہو۔

بلقیس :۔خیر وہ سبب کچھ بھی ہو، خدا کرے کہ ان کا یہاں آنا مبارک
ہو اور تم اچھے ہوجاؤ۔

ظہیر :۔آدمی بہت ہی قابل اور بڑے ہی شریف النفس معلوم ہوتے
ہیں مجھے بھی اب کچھ کچھ اُمید ہو چلی ہو کہ شاید خدا انہی کے ہاتھ سے
مجھے شفا دلا دیگا .... (یکایک گھبرا کر) ہائیں!
یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہوا؟ یہ پٹی کیسی بندھی ہے؟

بلقیس :۔کچھ بھی نہیں. کہنی میں اتفاق سے سوئی چبھ گئی تھی، اس
سے ذرا سا ورم سا ہوگیا ہو۔

ظہیر :۔اس سلائی کی محنت نے تمہیں کس قدر تکلیف پہنچائی
ہیں کہنی پک تو نہیں گئی؟ میں دیکھوں۔

بلقیس :۔اے ہو کچھ ہو بھی. میں نے یونہی احتیاط کے خیال سے
پٹی لپیٹ لی ہو۔

ظہیر :۔(افسردگی سے) تمہاری مشین بھی فروخت ہوگئی، اس سے
بہت کچھ مدد ملجاتی تھی۔

بلقیس :۔اب تم اچھے ہوجاؤگے تو پھر خرید لیں گے، اس میں بات
ہی کیا ہے۔

ظہیر :۔بلقیس! تمہیں رات دن مصیبتیں جھیلتے ایک سال سے زیادہ
ہوگیا. مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم اب بھی ان مصیبتوں سے اُکتائی نہیں
ہو. ہر تکلیف کو کچھ ایسی خوشی سے قبول کرتی ہو کہ گویا وہ کوئی راحت ہو
کیا ساری عورتیں ایسی ہی نیک اور ایسی ہی خندہ رو ہوتی ہیں؟
نہیں سب تو ایسی نہیں ہوتیں. تم ہزاروں لاکھوں میں ایک ہو
افسوس کہ میری بیماری نے تمہارا سارا عیش خاک میں ملا دیا!۔

بلقیس :۔میرا عیش اور آرام تو تمہارے دم سے ہو جب تم تکلیف میں
ہو تو مجھے چین کیسے مل سکتا ہو؟

ظہیر :۔تم بے چین ہو مگر پھر بھی مجھے خوش رکھنے کیلئے میرے
سامنے ہمیشہ خوش رہتی ہو. تم نے سینکڑوں مرتبہ اپنی مسکراہٹ سے
میری تکلیفوں کا علاج کیا ہو۔ بلقیس! اس بیماری نے مجھے

ہلاک تو ضرور کر دیا لیکن اس سے ایک بڑا فائدہ بھی پہنچا اور وہ یہ کہ تمہاری حقیقی جوہر مجھ پر کھل گئے۔ اگر میں تکلیف میں مبتلا نہ ہوتا تو تمہاری محبت اور تمہاری دلسوزی اور ہمدردی کی قدر کس طرح معلوم ہوتی۔ شادی کے بعد کچھ زمانہ ہم نے عیش و آرام میں بھی گذارا ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ اس وقت مجھے ہرگز ہرگز یہ معلوم نہ تھا کہ تم انسانی لباس میں ایک فرشتہ ہو پہلے میں تم سے صرف محبت کرتا تھا اب تم نے مجبور کر دیا کہ تمہاری پرستش کیا کروں۔

بلقیس :۔ اتنے دنوں سے بیمار پڑے ہو مگر شاعری کا چسکا اب بھی طبیعت سے نہیں گیا۔ باتیں بھی ہوتی ہیں تو شاعری میں۔ مجھ میں دنیا سے نرالی ایسی کونسی بات ہے جو تم خواہ مخواہ قصیدے پڑھنے کیلئے بیٹھ گئے۔ دنیا زمانے کی عورتیں اپنے خاوندوں کے لئے یہی سب کچھ کرتی ہیں جو میں کر رہی ہوں۔ مجھے تکلیف ہی ایسی کونسی پہنچی ہے جسکا بار بار ذکر کیا جا رہا ہے۔ مجھے تو اگر سچ مچ کوئی تکلیف ہے تو بس یہی کہ تمہیں تکلیف میں مبتلا دیکھتی ہوں ورنہ یوں تو مجھے کوئی بھی تکلیف نہیں۔

ظہیر :۔ کیا یہ کچھ کم تکلیف ہے کہ تقریباً چھ مہینے سے تمہارے پاس کوئی نوکر نہیں ہے، اور دن رات میری خدمتگذاری کے علاوہ تمہیں کھانے پکانے کا بھی سارا کام کرنا پڑتا ہے اور پھر اس قدر محنت و مشقت کرنے کے بعد بھی تم روزانہ رات کے بارہ بارہ بجے تک بیٹھ کر سلائی کے کپڑے سیتی ہو کیا تکلیف کسی اور چیز کا نام ہوتا ہے؟ بلقیس! میں اندھا نہیں ہوں میں پڑا پڑا سب کچھ دیکھتا رہتا ہوں۔ تم نے میرے لئے اپنی زندگی تباہ کر لی تمہاری یہ عمر ایسی مصیبتیں جھیلنے کی تھی؟ تم نے ہمیشہ امیرانہ سی زندگی بسر کی تھی۔ اپنے گھر شاید ہی کبھی چولھے کے پاس جانیکا اتفاق ہوا ہو۔ یہاں جب کبھی گیلی لکڑیاں آجاتی ہیں تو دھوئیں کے دھوئیں تمہاری بری حالت ہو جاتی ہے کیا یہ سب راحتیں ہیں؟ اور کیا شادی کے بعد سب لڑکیوں کو اسی قسم کے عیش میسر آیا کرتے ہیں

بلقیس :۔ کھانا پکانا، مریضوں کی خدمت کرنا، بچے پالنا، کپڑے سینا یہ سب عورتوں کے نہیں تو کیا مردوں کے کام ہیں؟ جو کچھ میں کرتی ہوں وہ میرے اپنے ہی کام ہیں اور اگر انہیں بھی تکلیف یا مصیبت خیال کیا جائے تو پھر روزانہ چھ چھ گھنٹے دفتروں کے اندر بند رہ کر قلم گھسنا اس سے زیادہ مصیبت ہے جب تم اپنے حصے کی مصیبت کو خوشی سے میرے لئے جھیلتے ہو تو میں اپنے حصے کی تکلیف کو بھی کیوں نہ ہنس ہنس کر برداشت کروں۔ اصل میں تمہارا یہ خیال ہی غلط ہے کہ یہ سب کام مصیبتیں اور تکلیفیں ہیں۔ تمہارا کام دولت کمانا ہے اور میرا کام گھر کو سنبھالنا ہے۔ تم بھی اپنا کام خوشی سے کرتے ہو اور میں بھی اپنا کام ویسی ہی خوشی سے کرنا چاہتی ہوں اس میں میرے لئے کوئی تکلیف نہیں ہے، تم ناحق میرے لئے نہ کڑھا کرو۔

ظہیر :۔ (مسکرا کر) خیر یونہی سہی لیکن آجکل تو تم نے روپیہ کمانے کا کام بھی اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ یہ تو میرا کام تھا اور اگر تم کر رہی ہو تو یقیناً یہ تمہارے لئے تکلیف اور مصیبت کا باعث ہونا چاہیئے۔

بلقیس :۔ (کسی قدر جھینپ کر) اب چھوڑو بھی ان فضول قصوں کو۔ تمہاری دوا کا وقت ہو گیا۔ دوا پی لو۔

کہئیے اب تو آپ کی طبیعت بالکل اچھی ہے۔ اب تو بخار بالکل نہیں ہوتا؟

ڈاکٹر جیلانی نے اپنی ہیٹ کرسی کے قریب زمین پر رکھکر کہا۔

ظہیر :۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے واقعی جادو کر دیا۔ مجھے کیا، میرا خیال تو یہ ہے کہ کسی کو بھی میرے بچنے کی امید نہ تھی سب یہی سمجھتے تھے کہ مجھے دق ہو گئی ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کس طرح آپکا شکریہ ادا کروں۔ آپ نے مجھ پر یہ اتنا بڑا احسان کیا ہے کہ میں زندگی بھر اسے نہیں بھول سکتا۔ موت اور زیست یوں تو خدا کے اختیار میں ہے لیکن اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ مجھے یہ نئی زندگی صرف آپکی بدولت ملی ہے۔

جیلانی :۔ آپ اس قسم کی باتیں کر کے مجھے شرمندہ نہ کیجئے۔ میں کس لائق ہوں جو کچھ کرتا۔ آپ کی زندگی ابھی باقی رہتی، طبیعت نے مرض پر غلبہ پالیا اور آپ اچھے ہو گئے

ظہیر :۔ ڈاکٹر صاحب! اچھا یہ تو بتا دیجئے کہ اب میں کب تک اس قابل ہو جاؤنگا کہ اپنا کام کاج کر سکوں۔

جیلانی :۔ آپ کا مرض بالکل دور ہو چکا ہے اور زیادہ سے زیادہ پندرہ روز میں آپ میں اتنی طاقت آجائے گی کہ بے تکان اور بلا تکلف چل پھر سکیں اور تھوڑا بہت کام کر سکیں۔ آج کے بعد اب میرے حاضر ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ دوا برابر منگاتے رہیئے گا۔

ظہیر :۔ ڈاکٹر صاحب یہ اور بتا دیجئے کہ اب تک مجھے کسی ڈاکٹر یا حکیم کی دوا سے کیوں فائدہ نہیں ہوا تھا۔ آیا انکی تشخیص غلط تھی یا

آپ نے کوئی عجیب سی بات کہی تھی اس مرض کیلئے جاتا ہے

جیلانی: دراصل میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو ابھی جیلانی پر کچھ بہت ہی اچنبھا ہوا ہے۔ اصل یہ ہے مسٹر ظہیر اس زمانہ میں ہر شخص بڑی ہی مصروفیت کی زندگی گذارنی پڑتی ہے، خاصکر بڑے شہروں میں تو یہ حالت ہے کہ دوستوں اور رشتہ داروں کے گھر جانا تو درکنار اگر اتفاق سے راستے گلی میں کوئی جان پہچان ملجاتا ہو تو دونوں میں سے کسی کو اتنی مہلت نہیں ہوتی کہ پانچ دس منٹ کھڑے ہو کر بات چیت کرلیں۔ جن لوگوں کو ٹیکسی، تانگے، یا ٹریم کا کرایہ میسر نہیں ہو تو وہ مجبوراً پیدل چلتے تو ضرور ہیں لیکن ایسی چال سے کہ جسے دوڑنے کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا، اور یہ صرف اسلئے کہ اُنہیں کام کرنے کیلئے دو چار یا دس منٹ زیادہ ملجائیں۔ اگر وہ وقت کی اتنی بچت نہ کریں تو کسی طرح اپنا خرچ چلانے کیلئے کافی روپیہ نہیں پیدا کر سکتے قصبات کے لوگ اس حقیقت کو بالکل نہیں سمجھتے کہ دولت دراصل وقت ہی کا دوسرا نام ہے لیکن شہر والے اسکی سچائی سے پورے طور پر واقف ہیں۔ یہاں کلکتہ میں ایک ڈاکٹر کو اپنی موٹر کیلئے پٹرول، شوفر کی تنخواہ، اپنی دوکان کا کرایہ، اپنے مکان کا کرایہ، اپنے کمپونڈروں، اور دوسرے نوکروں کی تنخواہیں، اپنے گھر کا سب خرچ، اپنے بچوں کی تعلیم کیلئے معاوضہ، اور اپنے بڑھاپے کے زمانہ کیلئے کچھ اندوختہ جب سب کچھ اسی تھوڑے سے وقت میں کمانا ہو کہ جو اس وقت اسے حاصل ہو۔ اب اگر وہ ہر مریض پر اپنا نصف گھنٹہ بھی صرف کرے تو دن بھر میں مشکل سے بیس پچیس مریضوں کو دیکھ سکتا ہے اور مریضوں کی یہ تعداد کسی طرح بھی اسکے اخراجات پورے کرنیکے لئے کافی نہیں پھر اب وہ کیا کرے؟ وہ مجبور ہوتا ہے اس بات پر کہ آدھ گھنٹہ میں تین تین اور چار چار مریضوں کو دیکھ کر اپنی آمدنی بڑھائے، ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ تشخیص میں بہت سی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ ملتی جلتی علامات کی دو یا دو سے زیادہ بیماریوں کی تمیز اور تشخیص کرنیکے لئے بہت کافی وقت اور مختلف اوقات میں مریض کے ملاحظہ کی ضرورت ہوتی ہے نبض پر ہاتھ یا سینہ پر آلہ رکھتے ہی ہر مریض کا مرض نہیں پہچانا جا سکتا۔ جلدی میں ایک رائے قائم کرلی جاتی ہے، اور چونکہ وہ کافی غور وخوض کے بعد قائم کیجاتی، اسلئے کبھی صحیح ہوتی ہے اور کبھی غیر صحیح۔ آپ کے معاملے میں یہی ہوتا رہا کہ بالعموم ڈاکٹروں اور حکیموں نے جلدی میں جو رائے قائم کی تھیں وہ غیر صحیح تھیں کسی نے یہ سمجھا تھا کہ آپ کو ملیریا بخار ہوا اور اسکا ثبوت اُن کے پاس یہ تھا کہ آپکی تلی بہت بڑھی ہوئی تھی اور بعض نے آپکی زرد اور زار حالت دیکھکر یہ خیال قائم کیا تھا کہ آپ پھیپھڑوں کی دق میں مبتلا ہیں جبکی علامتیں پورے طور پر ظاہر نہیں ہوئی ہیں بعض ناتجربہ کاروں نے بلا کوئی خاص رائے قائم کئے ہی علاج شروع کر دیا تھا اور توقع قائم کرلی تھی کہ آگے چلکر مرض سمجھ میں آجائیگا تو مخصوص دوائیں دیدیں گے۔ میں طبی تحقیقات کے سلسلہ میں بطور خود کچھ کام کر رہا ہوں اس لئے علاج معالجہ کے جھگڑوں سے الگ ہوں۔ اور میرا وقت میرا اپنا ہے۔ دوسرے یہ کہ میں شروع ہی سے یہ عہد کر چکا ہوں کہ کسی مریض کے لئے اس وقت تک نسخہ نہ لکھونگا جبتک میرا دل بالکل مطمئن نہ ہو جائے کہ میں نے مرض کی صحیح تشخیص کرلی۔ یہی وجہ تھی کہ آپکے دیکھنے کے تیسرے روز میں نے آپ کو دوا دی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ میرا غور وخوض رائگاں نہ گیا اور آپ اب اچھے ہیں

ظہیر: (جو انتہائی دلچسپی سے یہ سنتا رہا تھا) اچھا تو مجھے بیماری کیا تھی؟

جیلانی: آپ کو "کالا آزار" کا مرض تھا

بلقیس: (گھبرا کر) اے ہے کالا آزار! کالا آزار تو بہت ہی بُری بیماری ہے!

جیلانی: جی ہاں بہت ہی خراب اور موذی مرض ہے لیکن لاعلاج نہیں ہے اسکے لئے چند مخصوص دوائیں ایجاد ہو چکی ہیں اور ان سے بیشتر اوقات فائدہ ہو جاتا ہے۔ اچھا اب مجھے اجازت دیجئے۔

ظہیر: آپ نے تو واقعی بندہ بے دام بنالیا!

(باقی آئندہ)

جنین کی جنسیت معلوم کرنا

معلومات

پیدا ہونے سے پہلے جنین کی جنسیت معلوم کرنیکا شوق ہمیشہ سے چلا آرہا ہے۔ حکیموں اور ڈاکٹروں سے زیادہ اس خاص معاملے میں لوگوں کا اعتقاد سیانوں یا مجذوبوں اور دیوانوں پر ہے۔ یورپ میں بھی عورتیں جا جا کر جپسیوں (آوارہ گرد عورتیں) سے بڑی شوق سے پوچھا کرتی ہیں اور چونکہ کبھی نہ کبھی لازمی طور پر کسی نہ کسی جپسی کی پیشینگوئی صحیح نکلتی ہے اسلئے اعتقاد بدستور قائم رہتا ہے۔

گھر کی بڑی بوڑھیاں بھی زچہ کے پاؤں کے ورم زچہ کی چال کے فرق اور اسی قسم کی اور بہت سی علامات سے نتیجے اخذ کیا کرتی ہیں اور پہلے سے بتا دیا کرتی ہیں کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ لیکن ابھی تک کوئی قابل اعتبار اور علمی طریقہ اس کے معلوم کرنیکا دریافت نہوا تھا اب

ڈاکٹر میکس ڈیوس نے ایک نیا طریقہ ایجاد کیا ہے اور اسکے متعلق دعویٰ کیا جاتا ہے کہ چار سو اڑسٹھ زچاؤں پر اسکی آزمائش کی گئی تو لڑکے کی پیشین گوئیوں میں فیصدی ۸۲ء۳ اور لڑکی کے متعلق پیشنگوئیوں میں فیصدی ۸۹ء۷ پیشین گوئیاں صحیح ثابت ہوئیں۔

جنین کی جنسیت معلوم کرنے کیلئے زچہ کی کلائی میں بلی کے غدودوں کا ست بہت ہی ذرا سا پچکاری کے ذریعہ سے داخل کیا جاتا ہے۔ اگر لڑکا پیدا ہونیوالا ہے تو جس جگہ پچکاری لگائی گئی ہے وہاں ایک چھوٹا سا گلابی رنگ کا دھبہ نمودار ہو جاتا ہے اور لڑکی ہونیوالی ہے تو بدستور سفید رہتی ہے۔ اور اس ٹیکہ کا رد عمل نہیں ہوتا۔

اس امتحانی ٹیکہ کے لئے سب سے زیادہ موزوں زمانہ وہ ہے کہ جب استقرار حمل پر پانچ مہینے گذر جائیں +

اسہال کا علاج کچے پھلوں سے

یورپ میں ہر قسم کے اسہال کا علاج خواہ وہ حاد ہو یا مزمن حتیٰ کہ پیچش کا علاج بھی کچے پھلوں کے ذریعہ سے کرنیکا رواج آجکل بہت زوروں پر ہے۔ اس طریقہ علاج میں مریضوں کی ہر قسم کی غذا بند کرکے انہیں سیب نکیلے اور اسی طرح کے دوسرے پھل کچی حالت میں بکثرت کھلائے جاتے ہیں۔ بچوں اور عصبی مزاج کے جوانوں کیلئے اتنی رعایت روا رکھی جاتی ہے کہ ان پھلوں کو چھیل دیا جاتا ہے۔ اس طریق علاج کا اثر پیٹ کے درد اور سیلان خون پر حیرت انگیز ہوتا ہے۔

موءتیخ کے ڈاکٹر جی ملیو تھ چھ مہینے سے زیادہ عمر کے بچوں کو بھی سوء ہضم کی شکایتوں میں کسے ہوئے کچے سیب یا خشک سیبوں کا سفوف دوا کے طور پر دیا کرتے ہیں۔ ابتدائی دو روز تک سیب کا سفوف اور چار بچے کو دیجاتی ہے یا سیب کے سفوف کو چاولوں کے فالودے میں ملا دیا جاتا ہے۔

ابتک سیب کی غذا میں ٹینک ایسڈ اور میلک ایسڈ ہی کو اسکے اجزائے موءثرہ خیال کیا جاتا تھا لیکن ڈاکٹر میلوتھ نے دریافت کیا ہے کہ سیب کا نافع اثر پیکٹین کی وجہ سے ہے جو سیبوں میں بکثرت پائی جاتی ہے

پروفیسر موروگا جرونکا شوربا اسی فائدے کے لئے پیشنر مریضوں کو دیا کرتے ہیں اور انکا خیال ہے کہ وہ بھی اسیقدر مفید ہوتا ہے۔ گاجروں میں سیبوں کی طرح کوئی ایسڈ دستیاب نہیں ہوتا لیکن پیکٹین بکثرت موجود ہوتی ہے۔ پیکٹین کا مفید اثر فی الاصل اسکی اس خاصیت پر موقوف ہے کہ وہ حسب ضرورت تیزابی اور

...عادہ دواؤں کو بے اثر کردیتی ہے۔ گویا ان دونوں میں سے جس چیز
...کی بھی کثرت ہو وہ بے اثر ہو جائے گی۔ نیز یہ کہ وہ آنتوں میں غیر
منہضم غذا کے سڑنے سے جو تعفن پیدا ہوتا ہے اسے بھی روکتی ہے۔
پیچش کا علاج بیل کا گودا کھلا کر ہندوستان میں بھی کیا جاتا ہے۔

ہیضہ کا ایک نیا علاج

کلکتہ کے مشہور ماہر علم الجراثیم ڈاکٹر گھوش نے ایک نیا ٹیکہ
ہیضہ کے علاج کے لئے ایجاد کیا ہے۔ ہیضے کے ایسے جراثیم کا زہر
حاصل کر کے کہ جن کی وجہ سے فوری موت واقع ہوئی تھی انہوں نے
اس زہر سے آہستہ آہستہ مقدار بڑھا کر گھوڑوں کے خون میں
ہیضے کے لئے مناعت پیدا کی اور پھر ان گھوڑوں کے خون سے
انسانوں کی علاج کے لئے ٹیکہ تیار کیا۔ کلکتہ کے جتر نجن ہسپتال
میں ہیضہ کے کئی ایک مریضوں پر اس کا تجربہ کیا گیا اور کئی ایک ایسے
مریض کہ جنکی حالت خراب اس دوا کی نصف چھٹانک سے لیکر ایک
چھٹانک تک مقدار پیٹ کی جلد کے نیچے صفاق کے اندر داخل
کرنے سے اچھے ہو گئے۔ ڈاکٹر گھوش کے تجربے ابھی
جاری ہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ وہ ہیضے کے اس
سیرم کو خناق کے سیرم کی طرح مفید بنا کر
چھوڑیں گے +

امراض دندان کا تعلق غذا سے

دانتوں میں کیڑا لگنا اور پایوریا یعنی مسوڑھوں سے پیپ آنا
آجکل مہذب دنیا کی بہت ہی عام بیماریاں ہیں اب تک امراض دنداں
کے ماہرین کی یہ رائے تھی کہ نشاستہ دار غذائیں بالخصوص ایسی کہ
جو دانتوں کو چمٹ جاتی ہیں جیسے میدہ۔ کیک۔ بسکٹ۔
چاکولیٹ اور مٹھائیاں وغیرہ۔ دانتوں کی خرابی کا باعث ہوتی ہیں
ان غذاؤں کے ذرات دانتوں کی جڑوں میں رہتے ہیں اور انکے
لیکٹک ایسڈ کے جراثیم نشاستہ کو تخمیری لیکٹک ایسڈ میں تبدیل
کر دیتے ہیں اور اس تخمیری لیکٹک ایسڈ سے دانتوں پر جو
چمکدار تہ کیلشیم فاسفیٹ کی ہے وہ خراب ہو جاتی ہے اور کسی
ایک جگہ سوراخ ہو جانے کے بعد پھر غذا خود اس سوراخ میں رکنے
لگتی ہے۔ اور دانت بالکل بیکار ہو جاتا ہے۔

اب مسز میلنبی کی تازہ تحقیق یہ ہے کہ دانتوں کے
امراض کی کثرت کا باعث غذا کی خرابیاں ہیں۔ تندرست اور
صحیح اچھا دانت میں کیڑا نہیں لگ سکتا دانتوں میں کیڑا لگنے کا
اصل باعث یہ ہے کہ غذا میں وٹامن ڈی کی اور فاسفورس
اور کیلشیم کی کمی ہوتی ہے اور اس ناقص غذا کی وجہ سے دانت
پورے طور پر نشوونما نہیں پاتے ایسے دانتوں کو گل جانا چاہئے
اور وہ گل جاتے ہیں +

مسز میلنبی نے بچوں پر مدتہا مدت تک تجربے کر کے یہ رائے
قائم کی ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ دانتوں کی امراض کی یہ کثرت نہ ہو
تو بالخصوص منطقہ معتدلہ کے باشندوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ
حاملہ اور دودھ پلانیوالی عورتوں اور چھوٹے بچوں کی عادات اور
خوراک میں بہت کچھ تبدیلیاں کریں۔ دودھ۔ انڈے۔ پنیر،
جانوروں کی اور مچھلیوں کی چربی اور سبز ترکاریاں بہ کثرت
استعمال کیجائیں اور اسی نسبت سے نشاستہ دار چیزوں کا استعمال
کم ہو۔ بچوں کا دودھ جلدی نہ چھڑایا جائے اور سال بھر تک یا
اس سے زیادہ عرصے تک مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلایا کریں،
اور ساتھ ہی ساتھ چھ مہینے کی عمر سے انہیں علیحدہ غذا بھی دیا
کریں جس میں لازمی طور پر فولاد اور وٹامن سی موجود ہو مچھلی
کا تیل یا کوئی اور چیز جس سے بھی وٹامن مل سکیں ہر شیرخوار اور
اور ہر کمسن بچہ کو ضرور دینی چاہیئے۔

غذا اگر ان اصولوں کو مدنظر رکھکر دی جائیگی تو یقینی
طور پر بچہ کے دانت اور انکے گرد و نواح کی تمام ساخت خوب
مضبوط ہوگی اور مضبوط دانت اور مسوڑھوں کی موجودگی میں
کیڑا لگنا اور پایوریا ہرگز اسقدر باعث مصیبت
نہیں ہو سکتے +

مسوڑھوں کی مضبوطی کیلئے وٹیامن سی لازمی ہے، اور وٹیامن ڈی کی کمی خود دانتوں کو کمزور کرتی اور قبول مرض کی صلاحیت ان میں پیدا کرتی ہے اسلئے یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ غذا کی خرابیوں کا اثر دانتوں کے امراض کی صورت میں نمایاں ہو

امراض اور ہندوستان

ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ میجر جنرل سرجان میگا ڈائرکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروس نے ہندوستان کے مختلف صوبہ جات سے امراض کے متعلق اعداد و شمار فراہم کئے تھے، ان اعداد و شمار کی متعلق یہ تو یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ بالکل صحیح ہی ہیں لیکن اتنا ضرور ہے کہ انہیں قریب قریب صحیح خیال کیا جا سکتا ہے۔

ہندوستان کی آبادی پینتیس کروڑ تیس لاکھ ہے اور جنرل میگا کے حساب کے مطابق اس آبادی میں مختلف امراض سے ذیل کی تعداد میں لوگ بیمار ہوا کرتے ہیں۔

نام مرض	مریضوں کی تعداد
ملیریا	۵ کروڑ سے ۱۰ کروڑ تک
سوزاک	۷۵ لاکھ
آتشک	۵۵ "
شب کوری (رتوند)	۳۶ " (تقریباً)
کساح (ہڈیوں کی نرمی)	۲۳ "
اندھاپن	۲۰ "
سل (پھیپھڑوں کی)	۱۵ "
سل (دیگر اعضاء کی)	۶ " ۶۰ ہزار
جذام	۷ " ۵۰ "
پیدائشی خرابی دماغ	۳ " ۳۰ "
فتور عقل	۲ " ۵۰ "

امراض کے ان ہیبت ناک اعداد و شمار کے متعلق جنرل میگا کا خیال ہے کہ اس کثرت کے اسباب حسب ذیل ہیں،

(۱) ہندوستانیوں کو ادنیٰ درجہ کی اور ناکافی خوراک ملتی ہے

(۲) انسانی معیار زیست جو ہونا چاہیئے ہندوستانیوں کی زندگی کا معیار اس سے نصف سے بھی کم ہے،

(۳) ایسی حالت میں کہ جب مسلسل طور پر دس سال سے بارش میں کوئی کمی نہیں ہوئی ہے ہر پانچ گاؤں میں سے ایک میں برابر قحط رونما ہوتا رہا ہے،

(۴) اموات کی اس قدر کثرت کے باوجود آبادی میں برابر اضافہ ہو رہا ہے، اور خوراک اور دیگر ضروریات کی بہم رسانی کی بہ نسبت مردم شماری میں اضافہ کی رفتار بہت تیز ہے،

(۵) کمسن لڑکیاں کہ جنکی ابھی اسکول جانے کی عمریں ہوتی ہیں زبردستی بیاہ دی جاتی ہیں اور انہیں ماں بننا پڑتا ہے، اور ان میں سے بہت سی حمل اور وضع حمل کی نذر ہو جاتی ہیں،

(۶) ہیضہ، پلیگ، اور چیچک رات دن پھیلتے رہتے ہیں، اور ملیریا تو بیشتر حصہ ملک میں بارہوں مہینے موجود رہتا ہے،

(۷) سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ملک کے تعلیمیافتہ طبقہ کی توجہ صورتِ حالات کی اس نزاکت کی طرف مبذول ہونیکی بھی کوئی علامت نہیں پائی جاتی، کم سے کم یہ تو ضرور ہی کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے کوئی معقول تجویز اس مصیبت کے ٹالنے کی نہیں سوچی ہے۔

تحفہ سرما

ازجناب حکیم اکبر حسین صاحب الہ آباد

لیپ درازی فربہی

نسخہ لکھنے سے قبل اس امر کا
ظہار ضرو.ی ہو کہ یہ لیپ میری بہترین دواؤں میں سے ایک ہے
د. اسکے بہترین اور طلسمی فوائد کی وجہ سے میں نے اس کا نام بھی رجسٹرڈ
دیا ہے، لہذا عرض ہو کہ کوئی دوا فروش اس نام سے اس دوا کو فروخت نہ
یں ورنہ بجائے نفع کے نقصان اٹھاوینگے۔ یہ میری حقیر فنی وملکی
دمت ہے جو جنابکی نذر ہے۔ کیونکہ کوئی شخص اپنے تجارتی راز کو کسی
ست پر بھی ظاہر کرنا پسند نہیں کرتا۔ لہذا ناظرین رسالہ نیز حکما و وید
صاحبان کیخدمت میں عرض ہو کہ اسکو بنا کر اپنے مطبوں کو اس بیمثل ایجاد
سے رونق دیں اور بندگان خدا کو فائدہ پہونچائیں :—

نسخہ :- پوست بیخ کنیر۔ اسگند ناگوری۔ مونگ، عقرقرحا، زفت رومی
...لی دو دو تولہ۔ خراطین مصفیٰ ایکتولہ، زعفران، ہیرا ہینگ، بیر بہوٹی
...رہ تین تین تولہ۔ مکھی سبز پر بریدہ پچیس عدد۔ سفوف گنجائی نر ۲ تولہ
ڈیڑھ تولہ یوہین ۶ ماشہ ماسکھیا ۱ ماشہ۔ نیش عقرب سیاہ بندشدہ
...ش بھیڑ زرد تیس عدد۔ روغن سانڈہ، روغن سم الفار، روغن بیر بہوٹی
...غن مال کنگنی۔ تین تین تولہ۔ روغن مورچہ کلاں۔ روغن پستہ سات
...ات تولہ سفار سفوم آکہ ۵ تولہ۔ روغن پیاز نرگسی دس تولہ۔ روغن
...بلی قسم اعلیٰ دس تولہ۔ چربی شیر، چربی ریچھ، چربی مارسیاہ، چربی مچھلی بام

چربی مینڈک صحرائی پانچ پانچ تولہ۔ روغن خروس تولہ، دواؤں کو
باریک کرکے روغن و چربیوں میں ملا کر ایک ہفتہ مسلسل کہرل کرکے
شیشی میں رکھیں۔ نوٹ اگر اسمیں عنبر چھ ماشہ مشک ۳ ماشہ شامل
کیا جاوے تو حد درجہ قوی الاثر ہو جاتا ہے۔ بغیر عنبر و مشک کے بھی
بہترین اور جدید ایجاد ہے۔ **فوائد** اسکے استعمال سے درازی۔ فربہی خوب
آجاتی ہے۔ بیحد انتشار پیدا کرتا ہے مخلوق کیواسطے خصوصاً مفید ہے کمزوری
باہ۔ عضو خاص کے نقص رفع کرتا ہے بیشتر لوگ استعمال کرکے حیرت
انگیز فوائد حاصل کر سکتے ہیں +

اکسیر الباہ

اگر منی میں کسی قسم کا نقص نہیں ہے تو اکسیر الباہ کو استعمال
مباشرت سے پہلے... قدر قوت آجاتی ہو جس کا روکنا اور ضبط کرنا مشکل ہو
گوشت دم مچھلی ڈیڑھ پاؤ۔ گندھک آملہ سار دس تولہ۔ پارہ ۴ تولہ سم الفار
۴ ماشہ ہر چہار اجزا کو باریک ایکجا کرکے شیشی میں بھر کر مضبوط کارک لگا کر رکھیں
چند دنوں میں کیڑے پڑ جاویں گے اور ایک کیڑے دوسرے کو کہانا شروع کر دیگے
جب چھ سات کیڑے بڑے بڑے رہجاویں اسوقت نکالکر شیشی میں بھر کر آتشی کی
انگیٹھی میں دم پخت کیوقت رکھیں روغن ہو جاویگا اب فی تولہ روغن میں
عنبر خالص ۲ ماشہ مشک خالص ڈیڑھ ماشہ مروارید محلول ڈھائی ماشہ
زعفران ۳ ماشہ ایکدن مسلسل کرکے شیشی میں رکھیں۔ ایک سینخ ۴ تولہ کھن
...ل دکھکر نکل جاویں سادہ سے آدھ سیر شیر گاؤ میں آدھ پاؤ روغن زرد ڈالکر پیویں دوران استعمال دوا میں غذا مرغن استعمال کریں +

مجربات شمسی

ازحکیم شمس الحق خانصاحب امرتسر

نسخہ اکسیر امراض گردہ جالینوس :- اقاقیا اصلی ۲ تولہ ست گلو ۲ تولہ ست لوبان ایکتولہ سلاجیت اصلی ۲ تولہ کشتہ فولاد ۱ تولہ کشتہ مرجان
کشتہ قلعی ۱ تولہ کشتہ زمرد ۱ تولہ کشتہ عقیق ۱ تولہ۔ تخم سداب ۱ تولہ۔ حب الآس ۲ تولہ چھال مولسری ۱ تولہ گل دہاوا ۱ تولہ زردچوب ۱ تولہ ست لحیۃ التیس ۱ تولہ
جند بیدستر ۲ ماشہ ست قبت ۱ تولہ ورق نقرہ ۱ تولہ۔ مروارید ۲ ماشہ مشک ۱ ماشہ سبکو یکجان کرکے سفوف بنا دیں اور بقدر ۲ ماشہ صبح وشام ہمراہ
رب سیب ۱ تولہ رب انار ۱ تولہ عرق حب الآس ۵ تولہ کھایا کریں۔ ترش بادی۔ لال مرچ وگرم چیزوں سے پرہیز کریں +

مراسلات

برائے توجہ مخیر حضرات!

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ ہمدرد صحت دہلی

تسلیم۔ براہ کرم میری یہ درخواست ناظرین ہمدرد صحت تک پہنچا دیجئے کہ جو حضرات ایسے اردو دان لوگوں کو جانتے ہوں جو اقتصادی مشکلات کی بنا پر اپنے نام رسالہ ہمدرد صحت جاری نہیں کرا سکتے اور رسالہ ہمدرد صحت منگانے کے شائق ہیں، اُن کے پتے میرے پاس مخفی طور پر بھیجدیں۔ اور ہر فرد کی مالی حالت سے بھی مطلع فرمائیں۔

خادم خلائق

حکیم سید سلطان مسعود، دلکشا منزل، مسلم یونیورسٹی، علیگڈھ

سالانہ جلاس ویدک طبیہ کالج امرت سر

کے اہم ریزولیوشن

مورخہ ۲۰ و ۲۱ اکتوبر ۳۲ء کو ٹاؤن ہال امرتسر میں حکیموں ویدوں کا سالانہ اجلاس زیر صدارت جناب خانبہادر حاجی رحیم بخش ایم پنشنر سشن جج لاہور و سردار سنتوکھ سنگھ صاحب صدر بلدیہ امرتسر و رائے صاحب بخشی بھگت رام آنند ایڈوکیٹ، دونوں دن بارونق و کامیاب جلسے ہوئے، حکیموں اور ویدوں نے دونوں دن آٹھ بجے سے ایک بجے تک صد ہا مایوس الحال مریضوں کے معائنے بعد نسخے تجویز کیے جس سے پبلک کو بہت فائدہ ہوا، فاضل و قابل ترین شعرائے اپنے کلام سے حاضرین مسرور کیا، ویدک طبیہ کالج کے لڑکوں نے بھی لیکچر اور نظمیں سنائیں، اور سردار سنتوکھ سنگھ صاحب کی صدارت میں ان کے دستخطوں سے اسناد تقسیم کی گئیں۔ رات کو اطبائے کرام و وید حضرات نے پبلک کے مفاد کیلئے بلا بخل اپنے مجربات پیش کئے رات کے بارہ بجے تک حاضرین باقاعدہ نہایت دلچسپی سے فائدہ اُٹھاتے رہے اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے۔

(۱) یہ اجلاس حکیم مولوی حشمت اللہ صاحب پٹیالوی اور حکیم مولوی عبدالرحمٰن دہلوی اور پنڈت ریارام امرتسر اور حکیم محمد جان صاحب امرتسری کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج ظاہر کرتا ہے۔ اور پسماندگان سے ہمدردی کرتا ہے۔

(۲) یہ اجلاس حکیم چشتی کو شفاء الملک کا خطاب ملنے پر حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہے، اور انکی خدمت میں تہنیت پیش کرتا ہے،

(۳) یہ اجلاس ڈسٹرکٹ بورڈ سہارنپور کا شکر گذار ہے جس نے ویدک طبیہ کالج سہارنپور کیلئے امداد دینا منظور کیا ہے۔

(۴) یہ اجلاس میونسپل کمیٹی کا شکر گذار ہے کہ اس نے اپنے دیسی شفاخانے جاری کرکے امرتسر کی پبلک کو گرویدہ بنالیا ہے اور جناب ہیلتھ آفیسر صاحب کا دِلی شکریہ ادا کرتا ہے کہ انکی سرپرستی میں یہ دواخانے حسن خدمات انجام دے رہے ہیں۔

(۵) یہ اجلاس میونسپل کمیٹی امرتسر سے درخواست کرتا ہے کہ طلبہ کالج و پبلک مفاد کیلئے ایک قطعہ زمین عطا کریں جس میں نباتاتی ادویہ کا ایک ایسا باغ بنایا جائے جسمیں ادویہ کی نگہداشت طبی اصول سے کیجا سکے۔

(۶) یہ اجلاس میونسپل کمیٹی امرتسر سے درخواست کرتا ہے کہ ویدک طبیہ کالج امرتسر کیلئے جو سات سال سے قائم ہے امداد دیکر کالج کی اعانت کرے،

(۷) یہ اجلاس میونسپل کمیٹی امرتسر سے درخواست کرتا ہے کہ ویدک طبیہ کالج امرت سر کے لئے وہ زمین عطا کریں جسکا نقشہ دیا جا چکا ہے۔

(۸) یہ اجلاس ڈسٹرکٹ بورڈ امرتسر سے درخواست کرتا ہے کہ دیسی شفاخانے جو بند کئے گئے ہیں، جاری کرکے امرت سر کی پبلک کو مطمئن کرے۔

حکیم ابوالفقر محمد شمس الحق خاں سکریٹری طبیہ کالج امرت سر۔

تصحیح

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ ہمدرد صحت دہلی۔

تسلیم۔ ہمدرد صحت بابت ماہ نومبر ۳۲ء میں جواب نمبر ۱ میں حجر حجامت سے پرہیز کرنا شائع ہوا ہے۔۔۔۔۔
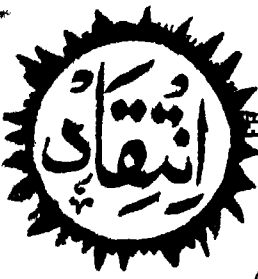
از

ابوالفکر

"بچوں کا تحفہ" جلد اول و دوم

ضخامت فی جلد اسّی صفحات تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶
قیمت فی جلد آٹھ آنے (۸/)

پتہ :- مولوی محمد شفیع الدین صاحب نیر ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول کوچہ تاراچند دہلی۔

جناب نیر صاحب اور ان کے طرز کلام سے ہمارے قارئین کرام ناواقف نہیں ہیں۔ یہ واقعہ ہے کہ نیر صاحب نے اپنی شعرگوئی کی قابلیت صحیح اور مفید مصرف کیلئے استعمال کیا ہے۔ گل و بلبل و قفس و کوہکن کے افسانے سنتے سنتے اب کان پک گئے تھے اور وقت کی ضرورت اور ضرورت اسی بات کی متقضی تھی کہ اس سحر حلال یعنی شعر سے بعض ذراسی تفریح کے علاوہ کوئی اور مفید کام بھی لیا جائے۔ حالی، اسماعیل، ٹیگور، اقبال وغیرہ نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور تعمیر قوم کیلحاظ سے بہتر سے بہتر نظمیں ملک اور قوم کے سامنے پیش کر دیں اور اردو کے دامن سے یہ داغ کہ وہ مفید، سچی اور سبق آموز نظموں سے تہی دامن ہے دور کر دیا۔ جناب نیر نے بھی اپنے سالہا سال کے تعلیمی تجربات سے فائدہ اٹھا کر بچوں کیلئے نہایت ہی آسان زبان میں بہت سی نظمیں لکھی ہیں۔ اور یہ امر موجب مسرت ہے کہ انکی اس قسم کی نظموں کے دو مجموعے اس وقت کتابی صورت میں ہمارے سامنے ہیں۔ سال گذشتہ انکی صحت عنوانوں میں جو نظمیں صفائی وغیرہ کے متعلق شائع ہوئی ہیں وہ بھی ان مجموعوں میں شامل ہیں۔

بچوں کیلئے جو نظمیں لکھی گئی ہیں ان میں عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ گو انکی زبان کافی آسان ہے لیکن یا تو ان میں کوئی خاص خیال نظم ہی نہیں کیا گیا ہے اور بالکل بے سروپا باتوں کو ردیف و قافیہ کی قید کے ساتھ پیش کر دیا ہے۔ یا اگر صحیح خیالات نظم کئے گئے ہیں تو وہ خیالات بچوں کے معیار فہم سے عالی ہیں۔ نیر صاحب کی نظموں کی یہ ایک خصوصیت ہے کہ انکی نظم میں اگرچہ طبعیات، سائنس اور حفظان صحت وغیرہ ضروری مسائل بیان کئے گئے ہیں لیکن کچھ اس طرح کہ وہ بچے کے ذہن پر بار نہیں ہوتے، اور نظمیں پڑھتے یا گاتے وقت اسے ذراسی دیر کیلئے بھی یہ محسوس نہیں ہوتا کہ وہ اپنی کھیل کود کی طلسماتی دنیا سے باہر نکلکر حقیقتوں کی سخت اور کرخت دنیا میں پہنچ گیا ہے حقائق کی دنیا میں پہونچکر بھی بچہ یہی محسوس کرتا رہتا ہے کہ وہ اپنے اسی عالم طلسمات میں ہے۔ مختصر یہ کہ یہ نظمیں بچوں کیلئے لکھی گئی ہیں اور انکی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ واقعی بچوں ہی کیلئے ہیں۔

کتابت و طباعت بھی بہت ہی دیدہ زیب ہے اور سرورق کی رنگین تصویر نے اسکی دلکشی میں اور بھی اضافہ کر دیا ہے۔

دلنواز، گوجرانوالہ

ضخامت تقریباً ۵۰ صفحات سائز ۳۰×۲۰/۱۶ قیمت سالانہ دو روپے۔
پتہ :- مینجر صاحب رسالہ دلنواز گوجرانوالہ۔

یہ ایک ادبی، اخلاقی، اصلاحی، اور طبی ماہوار رسالہ ہے جو تقریباً ایکسال سے زبدۃ الحکما حکیم محبوب الٰہی صاحب صدیقی کی زیر ادارت شائع ہو رہا ہے۔ رسالہ بحیثیت مجموعی دلچسپ اور مفید ہے، اسوقت ہمارے پیش نظر اسکا پانچواں نمبر ہے جسمیں افسانے اور نظموں کا خاصہ اجتماع ہے طبی مضامین زیادہ تر ریڈ کراس سوسائٹی کی مطبوعات سے ماخوذ ہوتے ہیں جو عوام کی نفع رسانی کو پیش نظر رکھکر لکھے جاتے ہیں۔ ممتاز اصحاب کی تصاویر کی اشاعت کا بھی اہتمام ہے، اس رسالہ کے مقاصد میں ادبی خدمت بھی داخل ہے۔ اسلئے ادبی معیار کیطرف مزید توجہ کی ضرورت ہے، رسالہ کا کاغذ اور طباعت بالکل موزوں ہے۔ بہر صورت گوجرانوالہ جیسے مقام سے اس قسم کے رسالہ کی اشاعت امید افزا کہی جا سکتی ہے ◆

جوابات

(۳۹) **عوارض حلق**:- جواب نمبر ۳۳ مندرجہ رسالہ بابتہ ماہ نومبر ۳۴ء جو نسخہ میں نے کثرت احتلام کیلئے لکھا ہے آپ بھی اسکو استعمال کیجئے بہت اچھی چیز ہے۔ رات کی غذا کم کھانی چاہیے۔ احتلام کی شکایت رفع ہونیکے بعد مندرجہ ذیل ضماد استعمال کریں۔

ضماد:- پیاز نرگس ۶ ماشہ، پیاز عنصل ۶ ماشہ، بقدر ضرورت بھیڑ کے دودھ میں ایک روز کھرل کریں۔ اور سورنجاں کوہی دو تولہ دارچینی دو تولہ جند بیدستر دو تولہ، فرفیون دو تولہ عاقرقرحا دو تولہ، تخم قلمی ایک تولہ، اجوائن دیسی دو تولہ، زفت رومی دو تولہ جوز خشک دو تولہ خراطین مصفے دو تولہ، تخم لیمون ایک تولہ، مالکنگنی ایک تولہ، ہلدی ایک تولہ، برانڈی میں دو دن کھرل کریں، اسکے بعد مندرجہ بالا کھرل کی ہوئی دوا میں ملاکر چربی سانڈہ ایک تولہ چربی شیر ایک تولہ روغن چنبیلی بقدر ضرورت شامل کرکے مثل ضماد استعمال کریں۔ دوران استعمال میں عضو کو سرد پانی سے بچائیں، اگر سوزش اور خارش ہوجائے تو ایک دو روز موقوف کرکے صرف روغن چنبیلی لگائیں۔ تقویت قلب و دماغ و حافظہ کیلئے خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا ۶ ماشہ کشتہ و جان جواہر والا دو برنج ملاکر صبح نہار منہ عرق گاؤزبان نو تولہ کیساتھ استعمال کریں اس کا معاوضہ مجھے بھیجنے کی ضرورت نہیں، فائدہ ہونیکے بعد صدق نیتی سے آپ ان دس غیر مستطیع لوگوں کے نام ہمدرد صحت جاری کرادیجئے جنکے نام میں آپ کو بتاؤں۔ فائدہ ہونیکے بعد آپ مجھے اپنے پتہ سے مطلع فرمائیں (حکیم سید سلطان مسعود طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڈھ)

(ب) آپ اگر صحت چاہتے ہیں تو ہمدرد صحت کے خاص نمبر سے طلاء اکسیر مجلوق جالینوسی اور معجون جالینوس کے نسخے لیکر استعمال کریں، ان دونوں ادویہ سے جملہ شکایات رفع ہوجائینگی، ہزارہا بندگان خدا آزما چکے ہیں (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ج) حسب ذیل نسخہ بناکر استعمال کریں۔ انشاءاللہ احتلام کی شکایت رفع ہوجائیگی نسخہ:- بہمن سفید بہمن سرخ، مغز تخم تمر ہندی بریاں، چھال اسوں مقشر تخم ریحاں تخم خرفہ سیاہ، ہر ایک ایک تولہ، سبوس اسپغول ۶ ماشہ صمغ عربی ۶ ماشہ کوٹ چھان کر ہموزن شکر سفید ملاکر صبح و شام نو نو ماشہ شیر گاؤ کے ساتھ استعمال کریں۔ اسکے بعد خمیرہ گاؤزبان عنبری، خمیرہ مروارید خمیرہ ابریشم حکیم ارشد والا، دوالمسک معتدل سب ہموزن ملاکر رکھیں، اور صبح و شام بقدر چھ چھ ماشہ عرق عنبر کیساتھ استعمال کریں۔ نسخہ اول ایکماہ استعمال کرکے نسخہ نمبر ۲ استعمال کرنا چاہیے، خارجی استعمال کیلئے جو نسخہ میری جانب سے ہمدرد صحت کی گذشتہ اشاعت میں شائع ہوا ہے استعمال کریں۔ انشاءاللہ جملہ عوارض سے نجات ہوگی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(۴۰) **پتہ رسائل**:- تمام معلومہ ممالک کے رسائل و اخبارات کے متعلق اُس ملک کے کسی کتب فروش کو خط لکھکر مفصل حالات معلوم کئے جاسکتے ہیں بیرونی ممالک اور ہندوستان میں وی پی کا سلسلہ نہیں ہے۔ ان کی قیمتیں منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر کے ذریعے بھیجی جاتی ہیں۔ ہندوستان میں طبی رسائل کا ایجنٹ غالباً کوئی نہیں ہے۔ (خواجہ نیاز احمد)

(۴۱) **غرب**:- جناب ڈاکٹر صاحب آپکا مریض عارضہ غرب میں مبتلا ہے یعنی گوشہ چشم کے اندرونی جانب ناصور ہوگیا ہے یہ مرض بہت مشکل سے اچھا ہوا کرتا ہے۔ اطبائے قدیم نے بھی اس کا علاج عمل جراحی سے لکھا ہے لیکن اُس کیساتھ یہ بھی واضح کردیا ہے کہ اس سے عارضی فائدہ ہوتا ہے آپ اپنے مریض کو ہلکی غذائیں کھانے کی ہدایت فرمائیں، اور تنقیہ بھی کریں اور کسی ہوشیار جراح سے قیفال کی فصد کھلوادیجئے لیکن فصد سے پہلے مریض کی استعداد کا لحاظ رکھیے، آنکھ میں آب برگ نیب سبز کے دنمیں تین مرتبہ تین تین قطرے ڈالیں (سید سلطان مسعود صاحب علیگڈھ)

ب:- کتے کی چچڑی برنگ سفید جو کھی کے برابر ہوتی ہے، اسکو دباکر پانی حاصل کریں۔ اُس پانی میں بتی ترکرکے سوراخ کے اندر رکھیں اور اوپر سے سانپ کی کینچلی خاکستر کرکے چھڑکیں۔ اس طرح زخم بالکل اچھا ہوجائیگا حسب ذیل نسخہ داخلی طور پر استعمال کریں۔ پوست انار قندھاری سوختہ برنگ سفید، گیلک ابیض، گیرو، پھٹکری بریاں، کشتہ اثمد ہموزن باریک کرکے رکھیں خوراک ۴ سرخ ہمراہ مسکہ گاؤ، داخلی دوا دو ماہ استعمال کرنی چاہیے (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

ج:- خاکستر استخواں بز کے دودھ میں ملاکر بتی کے ذریعہ لگائیں۔ انشاءاللہ ناصور مندمل ہوجائیگا۔ مجرب نسخہ ہے۔
(حکیم شمس الحق امرتسر)

د:- آپ ایڈوفارم ۵ گرین اور ویسلین ایک اونس دونوں ملاکر دن میں تین دفعہ ناصور میں لگائیں چند روز کے بعد اگر فائدہ نہ ہو تو سفیدی بیضۂ مرغ ایک عدد اور شہد خالص ۲ ماشہ ملاکر آنکھ میں لگائیں (حکیم ابوالحسن احسان الحق امرتسر)

(۴۲) **عوارض حلق**:- جناب حکیم صاحب آپکا مریض مندرجہ ذیل عوارض میں مبتلا ہے جریان، ضعف قلب، ضعف دماغ، ضعف اعصاب، ضعف معدہ، صغر عضو، لثہ دامیہ، آپ نے جو ارقام فرمایا ہے کہ خصیتین میں بائیں طرف گرہ سی معلوم ہوتی ہے تو یہ حالت معائنہ سے تعلق رکھتی ہے دوالی صفن کا شبہ کیا جا سکتا ہے۔ علاج:- حلوہ ثعلب پانچ تولہ صبح نہار منہ کھلائیں جوارش جالینوس میں کشتہ خبث الحدید دو سرخ ملاکر سوتے وقت استعمال کرائیں۔ پوست انار دو تولہ پانی میں خوب جوش دیکر صبح اور رات کو سوتے وقت کلی کیا کریں۔ موم سفید تین تولہ۔ گندہ بیروزہ ایک تولہ آگ پر نرم کرکے سیندور ۹ ماشہ ملا دیں، اور ایک کپڑے پر لگاکر انثیین پر چپکا دیں۔ قے آور دوا کا استعمال بھی کرائیں۔ (حکیم سلطان مسعود صاحب علیگڈھ)

ب:- آپکے مریض کی حالت اس قابل نہیں کہ اسکا علاج سوال وجواب کے ذریعہ کیا جائے (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

ج:- جماع سے کلی پرہیز رکھیے اور مرک کمپنی کی تیار کردہ دوا پاسوتا استعمال کیجیے، ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ملیگی۔ دوا انگریزی دوا فروشوں سے مل سکتی ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

د:- بد عادات کا شکار ہوکر زندگی پر موت کو ترجیح دے رہے ہو۔ داخلی اور خارجی شکایات میں مبتلا ہو ان سے نجات مطلوب ہے تو جواب سوال نمبر ۳۹ پر عمل کریں۔ ان سے آپکی تمام شکایات کا ازالہ ہو جائیگا۔ ہمارے خاندانی مجرب وآزمودہ نسخے ہیں (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۴۳) **ورم جگر وغیرہ**:- میں ڈاکٹر صاحب کی رائے سے متفق ہوں واقعی آپ کو ورم جگر اور معدہ ہے۔ ایک نسخہ جو جیبی فارماکوپیا میں چھپا ہے اور میرے تجربہ میں عرصہ سے آ رہا ہے تحریر کرتا ہوں۔ آپ ضرور بنواکر استعمال کریں۔ انشاءاللہ فائدہ ہوگا۔ ٹنکچر لاونڈر ۶ اونس، اسپرٹ ایمونیا ایرومیٹک ۴ اونس، پیپرمنٹ آئل ۴ ڈرام ۱۶ منم اولیم لیونڈر ۲ ڈرام ۸ منم باہم ملالیں۔ ۳۰ قطرہ سے ۶۰ قطرہ تک ہمراہ تین تولہ آب سادہ استعمال کریں (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) جناب ڈاکٹر صاحب کی رائے میرے خیال ناقص میں صائب نہیں لہٰذا آپ کسی مقامی طبیب سے صفرا کا تنقیہ کرائیں، پھر مقویات معدہ بارد کا ایک عرصہ تک استعمال رکھیں (حکیم محبوب خانصاحب ترچنا پلی)

(ج) مریض سوء ہضم میں مبتلا ہے، رات کو سوتے وقت جوارش کمونی، ۵ ماشہ جوارش مصطگی، ۵ ماشہ ملاکر کھلائیں، اوپر سے عرق بادیان ۸ تولہ عرق مکوہ، تولہ سکنجبین نعناع دو تولہ پلائیں۔ (حکیم سلطان مسعود صاحب علیگڈھ)

د:- کھانا کھانیکے پورے ایک گھنٹہ بعد سوڈا بائیکارب ۲۰ گرین کی مقدار میں ذرا سے پانی کیساتھ کھائیے (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

ہ:- آپ معجون دبید الورد ۹ ماشہ صبح وشام ہمراہ عرق برنجاسف تین تولہ عرق پان ۲ تولہ استعمال کریں معدہ اور جگر کی تمام شکایات کا ازالہ ہو جائیگا۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

و:- آپ صبح وشام معجون کمونی ۶، ۶ ماشہ ہمراہ عرق بادیان، عرق مکوہ استعمال کریں، اور کھانیکے دونوں وقت گلقند عسلی ایک تولہ میں نمک منہاری ایکماشہ ملاکر استعمال کریں ثقیل اشیا سے پرہیز کریں۔ (حکیم احسان الحق صاحب امرتسر)

(۴۴) **سرعت انزال وغیرہ**:- چند یوم معجون برہمی استعمال کرکے یہ نسخہ استعمال کریں۔ نسخہ: عاقرقرحا، بسباسہ، اجوائن خراسانی افیون مدبر، زعفران، ایہ شتر اعرابی، جدوار خطائی، مشک، سب ہموزن لیکر سہ چند شہد میں معجون بنائیں۔ خوراک ایکماشہ ہمراہ شیر گاؤ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

ب:- خدا معلوم آپ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، بہرحال آپ کا مذہب اجازت دے تو بکری کے خصیے پکواکر کھایا کیجیے اور مندرجہ ذیل طِلا استعمال کیجیے۔ نسخہ: خراطین مصفی ۴ ماشہ، بیر بہوٹی ۶ ماشہ، عاقرقرحا ۴ ماشہ، قرنفل تین ماشہ، جائفل تین ماشہ، مغز تخم اِندر ایک تولہ، زفت رومی ۶ ماشہ، سب کو باریک پیس کر چربی شیر، روغن چنبیلی، روغن زیتون ہر ایک ایک تولہ میں خوب کھرل کریں اسکے بعد کسی چوڑے منہ کی شیشی میں محفوظ رکھیں۔ روزانہ سوتے وقت عضو کو رگڑکر طلا کریں، اوپر سے پان باندھیں۔ (حکیم سید سلطان مسعود صاحب علیگڈھ)

ج ۔ جماع سے ۶ ماہ تک کامل پرہیز۔ دوا کے طور پر برورز ولکم اینڈ کمپنی کی تیار کردہ گولیاں۔ کوئین آئرن اینڈ آرسینک ٹبلائڈس،
ایک ایک گولی صبح دوپہر اور شام کھایا کیجئے، (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

د ۔ آپ اپنے دوست کو مندرجہ ذیل نسخہ تیار کرکے استعمال کرائیں، نسخہ: سنبل الطیب، عود ہندی، مصطگی رومی، چھڑیلہ ہر ایک
تین مثقال، پوست خشخاش، جوز بوا، ہر ایک پا مثقال، ورق الخیال ۲۰ مثقال، حب النیل ۲۰۰ عدد، تمام ادویہ کو باریک کرکے مشک
بیت ثنی، افیون ایک ماشہ ملاکر روغن گاؤ میں چرب کریں اور سہ چند شہد ملاکر معجون تیار کریں، دو ماشہ صبح اور دو ماشہ بوقت عصر ہمراہ
شیر گاؤ استعمال کریں غذا لطیف اور نرم کھائیں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۴۵) عوارض سوزاک وغیرہ ۔ آپ اپنے دوست کو تخم سونجان ۹ ماشہ ہمراہ عرق منڈی ۵ تولہ صبح کے وقت استعمال کرائیں
اور میرے جواب نمبر ۳۵ (ج) پر عمل کرلیجئے۔ (حکیم سید سلطان مسعود صاحب علیگڈھ)

ب) مغز منیا، شبنم، آنبہ ہلدی، مکوہ خشک، پوست نیفا، برگ شہد بوٹی، سکوہموزن خوب باریک کرکے آب مکوہ سبز میں پکا کر
برگ ارنڈ پر پھیلائیں، اور فوطہ پر باندھ کر لنگوٹ کس لیں۔ انشاء اللہ ہفتہ عشرہ میں درد اور ورم جاتا رہیگا (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) آپ اس نسخہ کو استعمال فرمائیں امید ہے کہ صحت ہوگی، نسخہ: گل درخت ڈھاک، نمک، مغز تخم بید انجیر، پشک گوزفند ہر ایک
دو چھٹانک، تمام چیزوں کو باریک کرکے ایک سیر بھینس کے دودھ میں پکائیں جب غلیظ ہوجائے تو خصیہ پر لگاکر کپڑا باندھ دیں۔ اگر خصیہ
میں پانی زیادہ آچکا ہے تو آپریشن کرائیں۔ (حکیم احسان الحق صاحب امرتسر)

د ۔ یہ شکایت سوزاک ہی کی موجودگی سے پیدا ہوئی ہے آپ کا سوزاک کبھی اچھا نہیں ہوا ہے بلکہ غالباً کبھی بھی اچھا نہ ہوا تھا آپ کسی اچھے
حکیم یا ڈاکٹر کو دکھا کر باقاعدہ علاج کرائیے، ورنہ مدت عمر کیلئے روگ لگ جائیگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

ہ ۔ آپ برگ تاجہ چرہ تولہ کو روغن زیتون ۸ تولہ میں ملا کر حفاظت سے رکھیں اور فوطوں پر لگاکر اوپر برگ بھنگ سبز کوٹ کر باندھیں اس
سے درد وغیرہ کا ازالہ ہوگا (حکیم شمس الحق خاں امرتسر)

و ۔ چھوارہ کی ایک چھٹانک، بھنگ ایک چھٹانک، تخم خطمی ۲ تولہ تمام ادویہ کو باریک پیس کر سفوف بنائیں اور ایک تولہ یہ سفوف خالص
سرکہ میں حل کرکے پکائیں، اور نیم گرم فوطہ پر لیپ کریں، اور تمباکو کے پتے نرم کرکے باندھ دیں اور لنگوٹ کس لیں، انشاء اللہ ہفتہ عشرہ
میں شکایت رفع ہوجائے گی، اگر تمباکو کے سبز پتے نہ ملیں تو خشک تمباکو کو قدرے نم کرکے کام میں لائیں۔ یہ عمل رات کو سوتے
وقت مناسب ہے۔ مولوی محمد عبد العزیز زمیندار

(۴۶) نزلہ حار ۔ آپ کچھ عرصہ تک کیلزانا استعمال کیجئے۔ یہ دوا گولیوں کی صورت میں بکتی ہے ترکیب استعمال بوتل کے ساتھ ہوتی ہے،
غذا میں مکھن اور انڈے زیادہ استعمال کیجئے، پھلوں میں سنگترہ خصوصیت کے ساتھ مفید ہیں، (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

ب ۔ بہدانہ ۵ ماشہ، ریشہ خطمی ۵ ماشہ عناب ۵ دانہ، سپستاں ۱۱ دانہ، مصری ۱ تولہ مثل خیساندہ بنا کر پئیں (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) ۱۔ آپ علی الصباح نیم گرم پانی سے روزانہ نیم گرم پانی سے غسل کیا کیجئے، اور پانچ روز تک مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کیجئے۔
بہدانہ ۴ ماشہ تازہ پانی میں جوش دیکر شربت بنفشہ ڈھائی تولہ ملا کر پی لیا کریں۔ اسکے بعد خمیرہ گاؤزبان عنبری، ماشہ میں کشتہ مرجان
جواہر والا دو برنج ملاکر عرق گاؤزبان اور شربت بنفشہ کیساتھ علی الصباح استعمال کریں، اور نمک طعام ۶ ماشہ بورہ ارمنی ۲ ماشہ پانی
میں جوش دیکر اس سے صبح و شام ناک دھویا کریں۔ (حکیم سلطان مسعود صاحب علیگڈھ)

(د) ۔ لبوب آب نیشکر ایک تولہ ہمراہ عرق گاؤزبان ۱ تولہ شربت عناب تین تولہ صبح استعمال کریں۔ اور معجون ذبیب ہمراہ روغن بادام
۶ ماشہ بوقت خواب روغن لبوب سبعہ یا روغن کاہو یا روغن کدو، یا روغن بے نظیر سر پر مالش کریں (حکیم محبوب خاں صاحب چنیاپلی)

(ہ) ۔ بہدانہ، ریشہ خطمی، ہر ایک ۴ ماشہ، مصری تین تولہ پانی میں بھگوکر لعاب نکالیں، اور ہمراہ خمیرہ خشخاش ۶ ماشہ صبح و شام
استعمال کریں، ترش و گرم اشیا سے پرہیز کریں (حکیم احسان الحق امرتسر)

(و) ۔ آپ خمیرہ ابریشم ۶ ماشہ، لعوق بانسہ ۶ ماشہ کھاکر اوپر سے عرق مکوہ تین تولہ، عرق نیلوفر ۳ تولہ، عرق گلو تین تولہ، شربت فریادرس

ملاکر پئیں۔ (حکیم شمس الحق خاں امرتسر)

(۴۷) **عوارض کثرت مجامعت:**۔ مغز تخم تمر ہندی بریاں، سبوس اسپغول، تنادر، سنگجراحت ایک ایک چھٹانک، ثعلب مصری، ستقل مصری دو دو تولہ مصطگی رومی تین تولہ۔ کشتہ قلعی، کشتہ بیضۂ مرغ ایک ایک تولہ سب کو باریک کرکے ہموزن شکر سفید ملاکر رکھیں، صبح و شام ایک ایک تولہ ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔ اور دن میں تین مرتبہ خمیرہ ابریشم حکیم ارشد والا چاٹ لیا کریں، ۴۰ یوم استعمال کرنا چاہیئے، اسکے بعد دواء المسک معتدل جواہر والی ۴ ماشہ صبح و شام ہمراہ عرق عنبرہ تولہ ایکماہ تک استعمال کریں (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب):۔ بہت سے امراض پیدا ہو چکے ہیں، بہتر یہ ہو کہ آپ کسی قابل حکیم سے رجوع کریں (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ج):۔ آپ ہمدرد صحت کے اعادۂ شباب نمبر سے نسخہ اکسیر اعظم جو میں نے شائع کیا ہو بنا کر استعمال کریں اس نسخہ سے آپکی تمام شکایات دور ہونگی (حکیم شمس الحق خاں امرتسر)

(۴۸) **ورم گلو**۔ گھیگے پر آیوڈیکس کی مالش روزانہ کیجئے اور کسی ڈاکٹر سے آیوڈین کی پچکاری لگوائیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب):۔ برگ شہد بوی کو کچل کر پانی نکالیں، دن میں چھ سات مرتبہ ایک ایک ماشہ منہ میں رکھکر آہستہ آہستہ اندر لیجائیں۔ اور برگ شہد بوی کا جو پھوک بچا ہو اسکو چلم میں رکھکر حقہ کیطرح پئیں۔ انشاء اللہ دو چار یوم میں شکایت رفع ہو جائیگی، (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج):۔ یہ امراض معائنہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ معائنہ میں بھی اکثر معالجین دھوکا کھا جاتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ اس معاملہ میں رسالہ کے ذریعے کسی کو بھی رائے زنی نہ کرنی چاہیئے (حکیم سید سلطان مسعود علیگڈھ)

(۴۹) **سوزش معدہ وغیرہ**:۔ جواب نمبر ۴۴ پر عمل کریں (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب):۔ آپ مربہ سیب دو تولہ ورق نقرہ میں لپیٹ کر صبح نہار منہ کھا لیا کیجئے اور سوتے وقت جوارش جالینوس ۷ ماشہ استعمال کریں (حکیم سید سلطان مسعود صاحب علیگڈھ)

(ج):۔ کسی لائق حکیم یا ڈاکٹر سے رجوع کیجئے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د):۔ آپ جواب نمبر ۴۴ کی معجون جو بندہ کیطرف سے درج ہو تیار کریں اور رات کو سوتے وقت جوارش زریں اور جوارش جالینوس ہر ایک ۳ ماشہ ہمراہ عرق بادیان ۲ تولہ استعمال کریں، انشاء اللہ تمام شکایات دور ہونگی، (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ہ) جوارش جالینوس کھانیکے بعد دونوں وقت چھ چھ ماشہ استعمال کریں (حکیم شمس الحق خاں امرتسر)

(و) آپ نسخۂ ذیل استعمال کریں انشاء اللہ صحت ہوگی۔ نسخہ:۔ ہڑ ایکتولہ، پوست بہیڑہ ایک تولہ آملہ خشک ایکتولہ۔ چیتہ ۱ ۱/۴ تولہ نمک لاہوری ایکتولہ۔ پیپل خورد ایکتولہ، صمغ عربی ۶ ماشہ، تمام دواؤں کو کوٹ کر پانی سے جنگلی بیر کے برابر گولیاں بنائیں، کھانا کھانیکے بعد دونوں وقت ایک ایک گولی استعمال کریں (منشی محمد عبد الحق صاحب اندہلی)

(ز) مہربانمن آپ جواب ۴۳ کا مطالعہ فرمائیں اور ساتھ ہی لبوب بارد ہمدرد دواخانہ دہلی سے منگوا کر ضرور استعمال میں رکھیں۔ (حکیم محبوب جان آرتی دہلی)

(۵۰) **اوجاع مفاصل**:۔ آب کسوندی سبز مروق دو تولہ، آب سنیا ناسی مروق دو تولہ، سیاہ مرچ سائیدہ ۴ عدد، ریوند چینی سودہ ۱ ماشہ پانی پر دونوں چیزیں چھڑک کر علی الصباح پلائیں، ۲۰ یوم دوا استعمال کراکے مجھکو اطلاع دیں، (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب):۔ آپ سب سے پہلے بالکل صحیح طور پر مطلع فرمائیے کہ لڑکے کے والدین کبھی آتشک میں مبتلا تو نہیں ہوئے (حکیم سید سلطان مسعود)

(ج) مرض میں بہت سی پیچیدگیاں ہیں اتنا ذرا سا حال لکھدینے سے تشخیص مرض ناممکن ہے۔ ایک معالج کے علاج سے فائدہ نہیں ہوا تو دوسرے سے رجوع کیجئے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د) روغن جند بیدستر کی تمام جسم پر مالش کرائیں، اور معجون سورنجان ۶ ماشہ صبح و شام ہمراہ عرق بادیان ۵ تولہ شہد ایکتولہ دیں، مجرب نسخہ ہے۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ہ) آپ مندرجہ ذیل گولیاں بنائیں انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ نسخہ:۔ پوست بلیلہ، الیوہ، سورنجان شیریں ہر ایک تین تولہ سب کو باریک کرکے سفوف تیار کریں۔ اور سونف ۴ تولہ کو کوٹ کر ۴ چھٹانک پانی میں ۲۴ گھنٹہ تک بھگوئیں پھر پانی صاف کرکے سفوف میں ملاکر

۱۲ گولیاں بنالیں، ہر روز صبح کو، ۲۰ روز تک ایک ایک گولی پانی کیساتھ دیں، پھر سات روز چھوڑ کر پھر سات روز استعمال کریں۔ غذا مرغن اور شوربہ استعمال کریں اور گاہے گاہے معجون عشبہ ۷ ماشہ ہمراہ ایسل دیں (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۵۱) **معالجہ باہ** :- میرا سب سے پہلا سوال آپ سے یہ ہے کہ آپ نے طب یونانی کو اس قدر ناقص کیوں سمجھ رکھا ہے؟ آپ معجون جالینوس لولوی ۷ ماشہ میں کشتہ طلا کلاں دو رتی ملاکر صبح نہار منہ کھائیں، اوپر سے ماء اللحم ۵ تولہ اور شربت سیب دو تولہ ملاکر پئیں۔ ۴۰ روز تک بلاناغہ اسکا استعمال کیجیے اور اسکے ہمراہ طلا ماہی کا بھی استعمال جاری رکھیے، اور ہمیشہ بکری کے خصیے پکواکر کھایا کیجیے، ادویہ کے دوران استعمال میں کبھی آزمائش کا ارادہ نہ کر بیٹھے گا۔ (حکیم سید سلطان مسعود علیگڈھ)

(ب) جی ہاں۔ باہ کے متعلق دوائیں ہیں اور یقینی ہیں زیادہ بہتر ہوتا کہ باہ کی دوائیں دریافت کرنے سے قبل مرض تشریح اور تصریح کیجاتی تاکہ دوائیں تجویز کرنے میں آسانی ہوتی۔ بلاشبہ طب یونانی میں باہ کے متعلق اس درجہ قوی الاثر دوائیں ہیں کہ عوام اسکا اندازہ بھی کر سکتے، ۳۲ سیر یا اس سے زیادہ دودھ اور تین پاؤ گھی ہضم کرلینا معمولی بات ہے جناب نے میرا پتہ دریافت کیا ہے، اسکے لیے حکیم اکبر حسین الہ آباد لکھدینا کافی ہے۔ حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(۵۲) **نزلہ دائمی** :- آپ اپنی والدہ کو جواب ۳۵ میں لکھے ہوئے علاج پر عمل کرائیے۔ (حکیم سید سلطان مسعود علیگڈھ)

(ب) ۱- پوست خشخاش ۱۰ تولہ کو تین سیر پانی میں اس قدر پکائیں کہ تین پاؤ پانی رہ جائے، پھر چھان کر دوبارہ پانی کو پکانا شروع کریں جب گاڑھا ہوجائے تو دو تولہ مالکنگنی خوب باریک پیس کر اس میں ملائیں اور چنے کے برابر گولیاں بنالیں، ایک گولی صبح و شام حسب ذیل طریقہ سے استعمال کرائیں، اول آدہ سیر دودھ میں آدہ سیر پانی ملاکر ۵ یا ۶ دانہ مویز منقے ڈالکر جوش دیں جب پانی جلجائے اور صرف دودھ رہ جائے تو چھان لیں۔ ایک گولی کھاکر نیم گرم دودھ پی لیں اسطرح دونوں وقت استعمال کریں۔ انشاءاللہ تین چار یوم کے استعمال سے شکایت رفع ہوجائیگی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) ۱- آپ اپنی والدہ کو خمیرہ خشخاش اور خمیرہ ابریشم ہر ایک ایک ... ہمراہ شربت اعجاز ۲ تولہ صبح و شام استعمال کرائیں انشاءاللہ صحت ہوگی ترش چیزوں سے پرہیز کریں۔ (حکیم ابوالحسن احسان الحق امرتسر)

(د) ۱- آپ جواب سوال نمبر ۲۶ پر عمل کریں، اور خمیرہ گاؤزباں جدوار عود صلیب والا بھی استعمال کریں۔ حکیم شمس الحق امرتسر)

(ہ) ۱- روزانہ صبح کو تھوڑا سا کروشن سالٹ کچھ عرصہ تک متواتر استعمال کرائیے۔ یہ ایک پیٹنٹ دوا ہے جو انگریزی دوافروشوں سے ملسکتی ہے، ترکیب استعمال دوا کے ہمراہ ہوتی ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

سوالات؟

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانیکا حق حاصل ہے

(۲) لیکن سوال تین سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیے

(۳) تین سطروں سے زیادہ کیلئے خریداروں کو بھی دو آنے فی سطر کے حساب سے ٹکٹ بھیجنے چاہئیں۔

(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں ہیں تو آٹھ آنے کے ٹکٹ بھیجکر چار سطری سوال درج رسالہ کرا سکتے ہیں۔ زیادہ سطور کیلئے دو آنے فی سطر کے حساب سے مزید ٹکٹ بھیجنے چاہئیں۔

(۵) پانچ یا چھ سطر سے زیادہ طویل سوال بھی (کسی خاص حالت کے سوا جسکا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں) شائع نہیں ہوسکیگا۔

(۶) رسالہ کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیے، ورنہ تعمیل نہیں ہوسکے گی۔

(۷) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیے، دفتر کو قطع و برید کا اختیار بہر حال حاصل ہوگا۔

---

۵۳) کیا قضیب خرس قضیب ننگاؤ وغیرہ دوا کے طور پر استعمال کرنا مذہب اسلام میں جائز ہے، قضیب خرس اور قضیب خر قضیب گوسفند کہاں سے ملسکتے ہیں۔ قضیب خرس کی ظاہری پہچان کیا ہو۔ (خریدار نمبر ۱۷۴۵)

۵۴) میرے ایک دوست کی پیشانی میں ہر تیسرے چوتھے روز درد ہو جاتا ہو، قے آنیکے بعد درد موقوف ہو جاتا ہے، سینے کے بائیں جانب کھٹ کھٹ ہوتی رہتی ہے، دل بھی گھبراتا ہو، بھوک خاصی لگتی ہو۔ مولوی اکبر حسین نمبر ۱۵۱۹

۵۵) عمر ۲۶ سال، تیرہ سال کی عمر سے پانچ مرتبہ سوزاک ہو چکا ہو، اب بھی خفیف شکایت باقی ہو، سوراخ بول میں حشفہ کے بالکل بیچ میں ایک سخت اور لوکدار گرہ سی بنگئی ہو، انثیین کی رگیں یکجا ہو کر گچھا بنگئی ہیں، عضو میں کچھ خفیف سی کجی اور رگیں ابھری ہوئی ہیں۔ کثرت احتلام اور جریان بھی ہمرکاب ہیں، سردی کے زمانہ میں پیشاب زیادہ مقدار اور بار بار آتا ہو۔ دل و دماغ کمزور ہیں۔ معدہ کی حالت بھی خراب ہو۔ غذا بالکل ہضم نہیں ہوتی، فتور معدہ میں ریاح گھومتے رہتے ہیں قبض بھی رہتا ہو۔ التماس ہو کہ تمام امراض کا لحاظ کر کے مجرب نسخہ تجویز فرمائیں جسکی تیاری میں دشواریاں لاحق نہ ہوں، اگر کوئی ڈاکٹر صاحب مزاج کے موافق دوا تجویز فرمائیں، تو مزید مہربانی ہے۔

بلا مبالغہ ڈاکٹری اور یونانی دواؤں سے پیٹ اچھا خاصہ دواخانہ بنگیا ہو۔ (خریدار نمبر ۲۲۰۲)

۵۶) میری عمر اس وقت ۲۷ سال ہو دس سال پہلے مشت زنی کی عادت پڑگئی، اب جریان، احتلام، سرعت انزال، عضو میں کجی، لاغری، کوتاہی پیدا ہو گئی ہے، ضعف باہ کی از حد شکایت ہو، حکما معقول علاج تجویز فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۹۸۷)

۵۷) ایکسال کا عرصہ ہوا جب بخار کھانسی کی شکایت ہوئی تھی، کھانسی کی شدت سے دونوں فوطوں پر بہت زیادہ ورم ہو گیا کہ اُٹھنا بیٹھنا لیٹنا دشوار ہو گیا۔ یہ ورم انگریزی علاج سے جاتا رہا مگر داہنے بیضے اور فوطہ پر ورم باقی رہ گیا جو اب تک ہو، داہنے کولہے کی نوک سے داہنے فوطہ تک ایک پٹھے میں درد رہتا ہو قبض ہو یا ریاح کی تولید زیادہ ہو یا پیشاب پاخانہ کی حاجت کو روکا جائے تو بیٹھے بیٹھے یہ معلوم ہوتا ہو کہ نیچے کو کھنچ رہا ہو اور بل کھا رہا ہو، دیا ۹ سال کا عرصہ ہوا اس طرف جیب ... کا تو سوئی ڈ میر پڑی رہتی تھی چلنے میں بار بار اسکی چوٹ لگتی رہی ہے اب علاج معالجہ سے بایاں بیضہ معہ کیسے کے اپنی اصلی جسامت سے کسی قدر چھوٹا ہو گیا ہے۔ ۲۴ گھنٹے لنگوٹ وغیرہ باندھے رہنے سے نفع رہتا ہے، کوئی ورم صلب بتاتا ہو، کسی نے فتق تشخیص نہیں کیا۔

ہاضمہ کی حالت ٹھیک نہیں۔ غذا بہت قلیل مقدار میں کھاتا ہوں کبھی کبھی قبض بھی ہو جاتا ہو، اگر تھوڑی سی بے احتیاطی کھانے میں ہو جائے یا نفاخ و مولد ریاح چیز کھالی جائے تو بہت زیادہ ریاح پیدا ہو جاتے ہیں ان کا اثر جسم کے کسی نہ کسی حصے پر پڑتا ہو، حافظہ کمزور ہے نسیان بڑھا ہوا ہو۔ دائیں آنکھ سے ایسا نظر آتا ہو کہ فضا میں دو بال اُلجھے ہوئے ہیں، زیادہ دماغی کام کرنے سے سر میں درد ہو جاتا ہے چشمہ لگاتا ہوں۔

میری عمر ۱۵ سال ہو ۸ بچوں کا باپ ہوں مجھکو کبھی اوائل عمری میں بھی سوزاک و آتشک سے دوچار نہیں ہونا پڑا مزاج میرا سرد بلغمی ہو مگر حار دوائیں خشکی و پیاس بڑھا دیتی ہیں۔ نہ بہت زیادہ فربہ نہ لاغر متوسط درجہ میں ہوں رنگ کھلا ہوا ہو، مگر ان تکلیفوں کیوجہ سے خونکی تولید کم ہے، ۱۷ سال سے بغیر رفیقہ حیات زندگی بسر ہو رہی ہے۔ التماس ہے کہ ملازمت کی پابندیوں کا خیال رکھکر حکما اور ڈاکٹر صاحبان تشخیص مرض و تجویز علاج فرمائیں، نہایت شکر گذار ہونگا، خریدار نمبر ۱۶۱۳

۵۸) مجھے ایک مجہول الاسم کتاب دستیاب ہوئی ہو جسکے نسخوں میں مندرجہ ذیل اشیا کی ماہیت سمجھنے سے قاصر ہوں۔ روغن رغ، غبی خونفونگ رفوانہ، جیتاورس۔ ترشک، زرمج چونکہ شب یمانی کو کہتے ہیں۔ مگر مذکورہ بالا کتاب کے اکثر نسخوں میں زرمج اور شب یمانی دونوں ایک ہی نسخہ میں مندرج ہیں، اسوجہ سے خیال ہوتا ہو کہ شاید دونوں الگ الگ چیزیں ہوں۔ خریدار نمبر ۱۲۷۷

۵۹) "کنٹھ مالا کیلئے ایک نہایت مجرب اور آزمودہ نسخے کی ضرورت ہو جو گلٹیوں کو جلد از جلد گلا دے اور آئندہ کیلئے بھی اس کا اندیشہ جاتا رہے دوائیں خواہ قیمتی ہوں مگر ایسی ہوں کہ بنانے میں زیادہ طوالت نہ ہو۔ خریدار نمبر ۱۱۲۷

۶۰) میری پیشانی پر عرصہ آٹھ سال سے ایک خشک داد ہو۔ ڈاکٹر و حکیموں کے سینکڑوں علاج کئے مگر داد نہیں گیا۔ تیز سے تیز دوا بھی لگا کر پانی نکالا گیا اور پھوڑا بنایا گیا پھر بھی داد ویسا ہی ہے۔ کبھی کسیقدر کم ہو جاتا ہو۔ داد چونی برابر ہے اور صرف ایک ہی ہو۔ خریدار نمبر ۱۴۶۹

(۶۱) عرصہ دراز تک بدعادت کا مرتکب رہا جس سے کثرت احتلام کی شکایت ہوگئی اور برسوں اس موذی مرض کا علاج کیا مگر بے سود لیکن ڈھائی سال قبل شادی ہوگئی تو کچھ یہ شکایت قدرے کم ہے اب پھر تنہا رہنے سے ظہور پذیر ہوئی ہے، دو سال قبل آتشک کی شکایت بھی ہوگئی تھی انجکشن کئے گئے عضو خاص بہت کوتاہ بشکل ۲ انگل اور لاغر ہے اور قوت بھی پہلے سے کم ہے۔ قبلہ حکیم صاحبان آسان اور زود اثر علاج سے مطلع فرمائیں۔
(خریدار نمبر ۱۴۹۰)

(۶۲) دو سال سے موسم سرما میں میرا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے، اور جگہ بجگہ چھالے، جھائیاں، داغ وغیرہ پڑ جاتے ہیں، خارجی و داخلی علاج کرا چکا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا، مزاج گرم ہے، موسم گرما میں یہ شکایت نہیں ہوتی، حکما کرام میرے واسطے مجرب نسخہ تجویز فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔
خریدار نمبر ۱۵۴۷

بقیہ مضمون مراسلات یہ ہے

یہ غالباً کاتب کی غلطی ہے، میرا مقصد "مجامعت" سے پرہیز تھا۔ لہذا اسکی تصحیح شائع فرما دیجیے۔

مدیر ہمدرد صحت

۱۵ نومبر ۳۴ء　حکیم سید سلطان مسعود مسلم یونیورسٹی، علیگڈھ

Regd. No. L. 2790.

AN ILLUSTRATED TIBBI MONTHLY

HAMDARD-I-SEHAT

FOUNDED IN MEMORY OF

THE LATE HAKIM HAFIZ ABDUL MAJEED DEHLAVI

FOUNDER OF THE HAMDARD DAWAKHANA DELHI.

REJUVENATION NUMBER.

Containing, for the first time in Urdu language, thorough discussions on this interesting and important topic of the day. Along with the thoughts and efforts of ancient physicians, we have given in this number, the latest ideas and experiences of modern experts and physician-scientists of Europe, whose contributions have been directly obtained. The articles have been illustrated with pictures and special arrangements have been made to publish the photographs of our contributors. The language is simple and easy, and the number also contains Cartoons and picture supplement.

The study of Rejuvenation Number is equally necessary and useful both for the physician and the layman. Pages 306 with Photographs.

PRICE:

Special Edition As. 10. *Ordinary Edition As. 6.*

EDITOR
HAKIM HAJI ABDUL HAMEED

SUBSCRIPTION YEARLY ONE RUPEE, HALF YEARLY TEN ANNAS.

HAMDARD MANZIL, LAL KAUN DELHI.

SINGLE COPY

ماہوار مصوّر طبّی رسالہ

ہمدردِ صحت

بیادگار

شہیدِ فنِ ہمدردیِ خلائق حکیم حافظ عبدالمجید مرحوم دہلوی

بانیِ ہمدرد دواخانہ دہلی

باہتمام

حکیم حاجی عبدالحمید دہلوی

مقامِ اشاعت :- ہمدرد منزل لال کنواں ۔ دہلی

سالانہ ایک روپیہ

اپنے بے نظیر خواص کی وجہ سے
تمام ہندوستان میں مشہور ہے
مفصل معلومات رسالہ
"ہمدرد شباب"
منگا کر حاصل کیجئے

فی بوتل
پانچ روپے
نمونہ کی شیشی
ایک روپیہ چار آنے

تار کا پتہ "HAMDARD" "DELHI"
منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی - دہلی
ٹیلیفون نمبر 5778

جلد ۳ فہرست مضامین نمبر ۷

جنوری سنہ ۱۹۳۵ء

عکسی تصاویر: (۱) کرنل بھولا ناتھ صاحب آئی، ایم، ایس، سی، آئی، ای، (۲) ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری، ایم، ڈی،
دستی تصاویر: "دودھ کی فراہمی" تصاویر، "عکس ریز شعاعیں" آلات وغیرہ کی تصاویر،

قیمت سالانہ عہ / ممالک غیر سے عاہ / فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱)

ہمدرد صحت کی بعض خصوصیات
کیا آپ کو اسکی ضرورت نہیں ہے
طبیب اور غیر طبیب دونوں کیلئے مفید
ہمدرد صحت میں جس طرح ایک طبیب کیلئے اپنے اعلیٰ مضامین کی وجہ سے نہایت مفید اور کارآمد
اسی طرح ہر لکھے پڑھے آدمی کیلئے بھی ایک ضروری چیز ہے کیونکہ اسمیں عام فہم مضمون دلچسپ
پیرایہ میں شایع کئے جاتے ہیں تاکہ عوام کی طبی ضرورت پوری ہو۔
تصاویر
اردو زبان کا کوئی طبی رسالہ بقدر پابندی سے تصاویر شائع نہیں کرتا جسقدر
ہمدرد صحت میں شائع ہوتی ہیں ہمدرد صحت کی ہر اشاعت بلاک کی اور دستی تصاویر
سے مزین ہوتی ہے، تصاویر کی دلچسپی اور انتخاب کا اندازہ فائل دیکھنے ہی سے ہو سکتا ہے
طبی افسانے
ہمدرد صحت پہلا طبی پرچہ ہے جسمیں حفظان صحت کے مسائل اور
مرض مریض اور طبیب کے متعلق معلومات افسانوں کی شکل میں پیش
کیجاتی ہیں ارباب نظر ہی اسکی افادی حیثیت کو سمجھ سکتے ہیں۔
مشاہیر اطباء سے بلا معاوضہ مشاورت
ہمدرد صحت کا ہر خریدار حق رکھتا ہے کہ ایک سال میں اپنا ایک سوال
میں درج کرائے، سوالات کے جوابات ہندوستان کے مشہور اور تجربہ کار
اطباء دیتے ہیں آپ کافی خرچ کے بعد بھی اپنے مسائل کے متعلق اتنی رائیں
جمع نہیں کر سکتے جتنی ہمدرد صحت کے ذریعہ بلا معاوضہ آپکو مل سکتی ہیں
مجربات
ہمدرد صحت میں ہر ماہ ہندوستان کے مشہور اور تجربہ کار اطباء اپنے بیش قیمت
مجربات شائع کراتے ہیں تاکہ اُن سے طبیب بھی فائدہ حاصل کریں۔
اور مخلوق خدا بھی صحت و آرام کی بیش بہا نعمت حاصل کرے،
وقت کی پابندی
ہمدرد ۱۰ ماہ سے شائع ہو رہا ہے اس عرصہ میں اپنے اعلان کے مطابق
آج تک تاخیر سے شائع نہیں ہوا۔ ہر مہینے کی پانچ تاریخ کو بارہ
بجے دفتر سے شائع ہو جاتا ہے،
ارزانی
ہمدرد صحت اپنی خصوصیات میں تنہا ہونیکے باوجود اس قدر ارزاں ہے
کہ ماہرین علم الحساب اسکے حساب سے قاصر ہیں، ایک روپیہ سالانہ میں ۴۸ صفحات کے
مضامین اور متعدد بلاک کی تصاویر اعلیٰ کتابت و طباعت مستزاد۔
ان ہی خصوصیات کی وجہ سے
ہمدرد صحت طبی دنیا کا مقبول ترین رسالہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔
کے تمام سربرآوردہ حکماء اور دردمند
قوم نے اسکی خدمات کو سراہا ہے،
رسالہ آپکے ہاتھ میں ہے غور سے دیکھئے کہ کہیں مبالغہ سے تو کام نہیں لیا گیا

سنہ ۱۹۳۵ء سالوں کو گذرتے بھی کچھ دیر نہیں لگتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۳۴ء ابھی کچھ دن پہلے شروع ہوا تھا لیکن آج وہ ختم بھی ہو گیا اور سنہ ۳۵ء بھی ختم ہونے ہی کیلئے شروع ہوا ہے، ماہ و سال کے اس تغیر کا سلسلہ عرصہ سے جاری ہے، اور نہیں کہا جا سکتا کہ کب تک جاری رہیگا۔ ان تغیرات میں ہمارے لئے بھی کچھ درس عبرت موجود ہیں لیکن کیا ہم نے کبھی ان پر غور کیا ہے؟ اس سوال کا جواب ہمارے برادران فن کو ذرا سوچ کر دینا چاہیئے۔

سنین اور ماہ کے تبدل اور تغیر ادوار سے تاثر ان ہی افراد اور جماعتوں کا حصہ ہو سکتا ہے جو اپنی زندگی کا کوئی مقصد اور حصول مقصد کیلئے سرگرمی عمل استقلال اور ایثار وغیرہ صفات سے متصف ہوں، وقت کی قدر قیمت اُن خفتہ بخت افراد اور جماعتوں کا حصہ کیسے ہو سکتی ہے جنکی صحیح مثال ہمارے اطبائے کرام ہیں، اور اس کا مظہر وہ مرگ آموز جمود و خمود ہے جو طب قدیم اور اس کے علمبرداروں پر اس سرے سے اس سرے تک جاری و طاری ہے،

اب اگر ہم گذشتہ پانچ چھ سال کے دوران میں اپنے فن کے اجتماعی کاموں کا جائزہ لیں تو ہمکو معلوم ہو جائیگا کہ ہم نے نہ صرف ترقی ہی نہیں کی۔ بلکہ کچھ قدم پیچھے ہی ہٹائے ہیں، ہم نے عرصہ دراز تک خواب غفلت میں رہنے کے بعد بیدار ہو کر یہ ثابت کیا کہ اپنے فن کی حفاظت اور صیانت کی قوت ہم میں ابھی موجود ہے، لیکن اب تو اس کا احساس خود ہمکو بھی مشکل ہی سے ہوتا ہے کہ کسی اجتماعی نظام کا وجود ہے بھی یا نہیں۔ اگر واقعی وہ موجود ہے تو کیا اُس نے اسقدر قوت حاصل کر لی ہے کہ اُس کے بعد کسی قسم کے مظاہرہ یا جد وجہد کی ضرورت نہیں رہی۔

بہرحال وقت کا فیصلہ بالکل اٹل ہے۔ کوئی فرد یا جماعت اُس کیساتھ چلے یا نہ چلے، اسکی رفتار یکسانیت کے ساتھ قائم ہے اگر رعایت اور مروت اسکی عادت ہوتی تو لازم تھا کہ، ۲۷ دسمبر ۲۷ء (تاریخ وفات مسیح الملکؒ) کے بعد زمین کی گردش تھم جاتی اور سورج اور چاند بھی اپنے طلوع اور غروب کو ملتوی کر دیتے لیکن ایسا نہیں ہوا، زمین اپنے محور پر گھومتی رہی اور سنین و ماہ کا دورہ بھی جاری رہا، سنہ ۲۸ء کے بعد سب ہی سن آئے اور ختم ہو گئے کہتے ہیں کہ سنہ ۳۴ء دنیا کے لئے بہت سخت تھا لیکن ہمارے لئے تو یہ تمام گذشتہ سال نحس ہی ثابت ہوئے، اب سنہ ۳۵ء کا دور دورہ ہے اور ہم سنہ ۳۶ء میں ہیں اگر ہم اپنی جد وجہد اپنے استقلال وغیرہ سے اسکو سعد بنا لیں تو سعد ہے ورنہ نحس تو ہے ہی۔

...الرموز... کا... اخبارات اور ادبی رسائل کے ایڈیٹر صاحبان براہ کرم "منظومات" اور اس شدہ کو نہ بھیجیں کیونکہ یہ امکان... محترم... کہ حضرت ملا رموزی کی ایک طبی مجلس میں موجودگی کو وہ برداشت کر سکیں، اور پھر وہ "مضر" نالے کا جہاد جو ڈاکٹروں اور دواؤں کے خلاف تجویز کیا گیا ہے، ادبی اور طبی رسائل میں شروع نہ ہو جائے لیکن ہم اس معاملہ میں فی الحال ادبی رسائل سے تنہا ... کہ جب تک طب کے ساتھ ملا صاحب کا یہ کورٹ شپ، سول میرج ایکٹ کے ماتحت قانونی اور رواجی شکل اختیار نہ کر لے۔

ملا صاحب اب غالباً ہمارے شکریہ کے منتظر ہونگے لیکن شکریہ کا استحقاق تو مکرمہ نمبر ۲ کو ہے جنکے "اشارۂ دماغ" سے آپ نے ہمدرد صحت کو "منظوم مزاج" دیا۔ افسوس ... ملا صاحب نے "غیر آمیختہ شکریہ" کا مطالبہ کر کے شکریے کے مسئلہ کو ہمارے لئے قابل غور بنا دیا۔

آئندہ اشاعت خاص

ناظرین کو معلوم ہوگا۔ کہ ہمدرد صحت کی گذشتہ اشاعت خاص بہت ہی قلیل وقت میں مرتب کی گئی تھی۔ اگرچہ اسکو جامع بنانے میں کافی تلاش اور محنت سے کام لیا گیا تھا، لیکن ... کا بھی بیان ہے۔ کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے لیکن ... خیال یہی ہو کہ اگر کچھ وقت اور مل جاتا تو اسکی خوبیوں اور دلچسپیوں میں مزید اضافہ کیا جا سکتا تھا۔

آئندہ اشاعت خاص کے متعلق میرا ارادہ تھا کہ اس ماہ کے ہمدرد صحت میں اظہار خیال کروں، اور پروگرام مرتب کر کے اطمینان اور سہولت سے کام شروع کر دوں۔ ایسے اہم علمی کام کیلئے درحقیقت کافی غور و خوض کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اسکے لئے جسقدر اطمینان اور وقت مل سکے مناسب ہے۔ ہمدرد صحت کے قلمی معاونین کی ... بھی اسی ... ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہمدرد صحت کے قلمی معاونین ... گرانقدر توجہ اور معاونت ہمدرد صحت کی گذشتہ اشاعت خاص کی کامیابی کا باعث ہوئی تھی۔ اس بارے میں اپنے خیالات و آرا کا اظہار فرما کر آئندہ اشاعت خاص کیلئے لائحہ عمل مرتب کرنے میں میری مدد فرمائیں گے۔

میڈیکل کانفرنس

آل انڈیا میڈیکل کانفرنس کا گیارہواں سالانہ اجلاس اس سال دہلی میں منعقد ہوا جسکے صدر منتخب کرنل بھولا ناتھ صاحب آئی، ایم، ایس (ریٹائرڈ) سی، آئی، ای (لاہور) تھے۔ اور مجلس استقبالیہ کی صدارت جناب ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری ایم، ڈی نے فرمائی، اجلاس تین دن تک ہوتے رہے۔ صدارت کے خطبات کے علاوہ متعدد تجاویز بھی منظور کی گئیں۔ ایک طبی نمائش کا بھی اہتمام تھا جسکا افتتاح آنریبل خانبہادر میاں سر فضل حسین ممبر تعلیم و صحت حکومت ہند نے فرمایا۔ ڈاکٹر انصاری صاحب نے مطبوعہ خطبہ کی رسم کی پابندی نہیں کی، بلکہ بحیثیت صدر مجلس استقبالیہ ایک دلچسپ اور مختصر تقریر فرمائی، صاحب صدر سے ہمدرد صحت کے ناظرین ناواقف نہیں، آپ نے ہمدرد صحت کی گذشتہ اشاعت خاص کیلئے ایک دلچسپ فارسی نظم ارسال فرمائی تھی، آپ کا خطبۂ صدارت ... اور سبق آموز حقائق، اور قابل غور تجاویز پر مشتمل ہے۔ ہم نے ناظرین کی معلومات کیلئے اس کے اقتباسات ... دیئے ہیں، اگر ممکن ہوا تو آئندہ اشاعت میں اظہار خیال کیا جائیگا۔

مفرحات

حضور مُلّا رمُوزی کا مکتوب مفرح

(بقلم خود)

جناب حاجی حکیم عبد الحمید صاحب دہلوی کو بعد سلام

مسنون کے معلوم ہو کہ یہاں پر بس ابھی ہفتے سے خیریت شروع ہوئی ہے کیونکہ اس سے پہلے مجھے زکام اور بخار کی شکایت تھی مگر وہ جو کہا ہے کہ اگر کسی کی بیوی خوش سلیقہ ہو تو بجائے خود گھر ہی میں مطب و شفاخانے کا لطف آجاتا ہے پھر کیسا بخار اور کہاں کا زکام، چنانچہ بیوی نمبر دو جو قدر دان ہے تو میری ہر بلا دور، اسلئے التماس ہے کہ آپ کا شکریہ کس زبان اور کس قلم دوات سے ادا کیا جائے کہ آپ مجھ ایسے نیم حکیم خطرہ جان کے پاس ایک مکمل طبی رسالہ عرصہ سے بغیر چندہ وصول کئے بھیج رہے ہیں اور میری بے حیائی یا خطرہ ہو کر میں وصول کر رہا ہوں اور رسید تک نہیں دیتا، تو پھر ہوا یہ کہ حسن مضمون نگار کو خدا اپنی نمبر دو ایسی قدر دان بیوی دیدے وہ اُس بیوی کی شکر گذاری میں مصروف رہے یا آپ کے رسالے کیلئے مضامین لکھتا رہے۔

دیگر احوال یہ ہے کہ یہ خط بھی میں بیوی نمبر ۲ ہی کے حساس اور بالغ نظر دماغ کے اشارہ سے لکھ رہا ہوں اگر دماغ کا اشارہ کہنا صحیح ہے تو، لیکن خدا کیلئے کہیں آپ یہ نہ کہیے گا کہ جبر شکریہ میں میری بیوی نمبر ۲ کا شکریہ بھی "آمیختہ" کر دیں،

قصہ کوتاہ رسالہ "ہمدرد صحت دہلی" کا حال معلوم ہوا اب زیادہ کیا لکھوں البتہ اتنا کہتا ہوں کہ اسکی جس خوبی نے میری توجہ کو سب سے پہلے اپنی طرف "گھسیٹا" وہ اسکے کاغذ اور اسکی چھپائی چھپائی کا وہ منظر دلاویز نظر افروز حسین ہے جو خدا نے میری بیوی نمبر دو کی آنکھوں کو عطا کئے ہیں اگر آپ دیکھیں نہیں تو یہ غلط نہ کیجئے بلکہ اگر آپ مجھ سے شن لیں تو حیران رہ جائیں کہ آپ کے رسالے کی چھپائی چھپائی کو جب آپ نے حسین دیکھا ہو [illegible]

اس رسالے کے مضامین کی نیم ڈاکٹری اور نیم طبی ترتیب تو وہ ہے کہ سبحان اللہ کہنے کو بھی جی چاہتا ہے اور ماشاء اللہ بھی، پھر مضامین میں یہ سلیقہ کہ جو پڑھے ڈاکٹری طب کی اہم معلومات کو سمجھ بھی لے، آپ کے حسن ترتیب کا وہ دلفریب و دلنواز، دلکشا و دلکش اور دل پسند رنگ ہے جو میری بیوی نمبر ۲ کے دوپٹے کا ہوا کرتا ہے، اور کیا عرض کروں کہ وہ کس درجہ نفاست سے دوپٹہ اُوڑھتی ہیں، مگر آپ دل میں کہیں گے کہ آخر میں رسالہ ہمدرد صحت پر لکھ رہا ہوں یا اپنی بیوی نمبر دو کے دوپٹہ پر؟ تو خیر معاف کیجئے جن شوہروں میں بیوی کی قدر دانی ہوتی ہے اُن کا یہی حال ہوتا ہے، وہ بعض شوہر وہ بھی ہوتے ہیں جو بیوی کو ایک طرف اولاد کو [illegible] اپنے عیش پر قربان کر دیتے ہیں مگر ہمارے لیے شوہروں کو دیکھئے کہ اُن کے جنازہ میں بھی بس تانگے والے ہی شریک ہوتے ہیں اِدھر میں جو اس خط میں بیوی نمبر دو کی خوبیوں کو جتا تا جا رہا ہوں سو اس لئے کہ آخر کار یہ خط آپ کو نجی طور پر لکھ رہا ہوں [illegible] گھر کے حالات نہ لکھوں تو کیا گورنمنٹ آف انڈیا کے حالات لکھوں اور میں تو وہ ہوں کہ گورنمنٹ آف انڈیا کے گھر کے حالات بھی [illegible] مگر آپ کب پسند فرمائیں گے لہٰذا جب نجی خط ہے تو پھر کیا اب اگر آپکی مصروفیت کے باعث یہ رسالے میں چھپ جائے تو [illegible] کہ سہواً تو خون بھی معاف ہے۔

القصہ آپ کے رسالے کا اہتمام بھی کچھ کم قابل تعریف نہیں کہ یہ مدت سے بوا پابندی سے تیار ہی نہیں ہوتا بلکہ اسی پابندی سے یہ خریداروں تک پہنچایا بھی جاتا ہے اور بس حکیم صاحب اتنی ہی مستعدی لباس پہننے میں میری بیوی نمبر دو دکھاتی ہے کہ جب اگر تب سوچ لیٹ ہو کر نکلے گی یا ممکن ہے کہ [illegible] لباس تبدیل کرنے میں آپ کے رسالے کی اس پابندی کی [illegible]

کو اس رسالے کے تمام مشورے بھی ایسے ہی چاق اور مستعد بنائے رکھیں گے کیا معنی کہ اسکے تمام پڑھنے والے اور والیاں ہمیشہ تندرست رہیں گے اور رہیں گی۔

دیگر احوال یہ ہے کہ

آپ ہیں نہایت درجہ متقی و پرہیزگار ایماندار ایث پیشہ اور خالص مشرقی اخلاق کے بزرگ مگر اب زمانہ ہے مبیوی مہینوں اور اتوار کے دن تعطیل کا اس لئے آپ تو خدا کے بندوں کے فائدہ کیلئے اپنے رسالہ میں ڈاکٹری علاج کے طریقے بھی بتا دیتے ہیں مگر آپ کو معلوم ہونا چاہئیے کہ ہندوستان میں یہ ڈاکٹر نام کے لوگ اور رنگا رنگ کتنی تعداد میں ایسے ہیں جو یونانی علاج اور یونانی دواؤں کو تباہ و برباد کردینے پر تلے ہوئے ہیں اگر یورپ کے ڈاکٹر ایسا کرتے تو خیر اسے غیر ملکی مخالفت کہکر صبر آجاتا مگر جب ہندوستانی نسل کے ڈاکٹر گل بنفشہ تخم خطمی، عناب سپستاں، گاؤزبان، بادیان اور شربت نیلوفر کی برائیاں بیان کرتے ہیں اور ہندوستانی بی اے زدہ اور ایم اے خوردہ بلکہ انٹرنس نارسیدہ بھی جب کوفتہ بیختہ در آب تر کردہ کا مذاق اڑاتے ہیں اور اڑاتی ہیں تو جی چاہتا ہے کہ میں بھی ان کے خلاف ایک پوری کتاب لکھ ڈالوں۔ حد ہوگئی کہ اس زمانے میں جو لوگ کہ یونانی یا دیسی طب کی تعلیم پاتے ہیں گویا وہ جان کر خدا کے بندوں کی خدمت کیلئے خود کو وقف کرتے ہیں اور روپیہ کمانا ان کا مقصد نہیں ہوتا لیکن جو لوگ کہ ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کے سر پہ قرآن رکھکر دریافت کیجیے کہ اس فن کی تعلیم حاصل کرنے سے ان کا پہلا مقصد ہی بھاری تنخواہ کی ملازمت اور فیس سے کافی دولت ملنے کی امید اور حرص ہوتی ہے یا نہیں اور یوں الا ماشاء اللہ تو ہر فن میں ہوا ہی کرتے ہیں ادہر مصیبت یہ ہے کہ غلامی کے زمانہ میں عقل ترچھی ہوجایا کرتی ہے۔ لہذا آج جس بچارے آنے والی عقل کے مرد اور عورت سے دریافت کیجیے حد ہوگئی کہ آجکل کے تین تین آنے کے لڑکے اور لڑکیاں تک ہیں کہ ڈاکٹری علاج کی تعریف میں مست ہیں حالانکہ کامل شفا کیلئے آخر کار دیسی حکیموں ہی کو طلب کیا جاتا ہے۔ پس ایسے ڈاکٹروں اور ڈاکٹرنیوں کے خلاف جو دیسی یا یونانی علاج اور دواؤں کے مخالف ہیں آپ بھی [illegible] کا جہاد کیجیے کہ انکو بڑی بڑی فیسیں اور تنخواہیں وصول کرنا یاد آجائے خصوصاً ایسے ہندوستانی ڈاکٹروں کے خلاف [illegible]

لہجے میں ہندوستانی مریضوں کو یوں ڈراتے ہیں جس طرح بعض کوتوال لوگ مجرم کو شریف آدمی پاکر بس اگر آپ ایسے غلط کاروں کے خلاف لکھیں تو مجھے ضرور یاد فرمالیں کیونکہ میں ہوں آپ کے مزاج سے واقف لہذا آپ جو کچھ لکھیں گے وہ نہایت نرم اور نرمی سے اس زمانہ میں کام یوں نہیں چلتا کہ زمانہ ہے مغربی تعلیم کا چنانچہ میں نے خود تجربہ کیا ہے کہ میں نے جس کسی کو زیادہ ادب سے اور زیادہ جھک کر سلام کیا اسی نے مجھے زیادہ بال بچوں والا غریب، تنگدست اور بزدل سمجھا اسی لئے اب میں نے جو جھک کر سلام کرنا چھوڑا تو زمانہ میری قدردانی پہ اتر آیا لہذا اگر آپ زنانے سے لکھیں تو خیر ورنہ مجھے یاد فرمالیجئے کیونکہ میری فطرۃ اور عادت میں داخل ہے کہ جس کے مخالف ہو تو ایسے ہو اور اس شدت سے ہو کہ پھر اسکے خلاف جنوبی امریکہ تک لکھتے چلے جاؤ اور جس کے دوست اور خیر خواہ ہو تو پھر عمر بھر اسکی تعریف ہی پر مصروف رہو اور یہ میری ہی بلند فطرت کا اثر ہے کہ جرمنی کے صدر ہر وان ہٹلر تک کی مخالفت میں لکھا مگر جنہیں دوست بنا چکا ہوں گورنمنٹ تک بتادے کہ ان کے خلاف کب لکھا اور کیا لکھا

اب ہو سکے تو اتنا اور کیجیے کہ "ہمدرد صحت" کی اشاعت کو بڑھانے کے لئے چند ایسے بے حیا نہیں نہیں بے جگر ایجنٹ مقرر کیجئے جو شہر شہر اور گاؤں میں پہونچکر اسکے خریدار پیدا کریں اور اس طرح کہ چاہے لوگ اسکی خریداری سے انکار کریں، منہ پھیر لیں، ملنا ترک کردیں مگر ایجنٹ ہوں کہ جب تک سال بھر کا چندہ وصول نہ کرلیں ان کا پیچھا نہ چھوڑیں کیونکہ میں نے کئی رسالوں کے ایسے ایجنٹ اپنی ذاتی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔

اب اگر فرصت ہو تو برا و کرم میری بیوی نمبر ۲ دو کیلیے ایک نسخہ تجویز کردیجئے یعنی اس ظالم کو غرور تکبر اور گھمنڈ بہت زیادہ نتیجہ یہ نکلا کہ اسکے غرور اور تکبر سے میرے غرور اور تکبر کی آگ بھی کبھڑک اٹھی ہے اب فرمائیے کہ کس طرح نباہ ہو؟ کیونکہ سی آئی ڈی والوں تک کو میرے قارورہ کا یہ رنگ معلوم ہے کہ آدمی ہوں آن بان کا اسی لئے دیکھیے کہ دولت کو خاطر میں لاتا ہے سر آغا خاں کی گھوڑ دوڑ کو، مگر خیر جانے دیجئے ان باتوں کو یہ تو ہمارے آپکے گھر کی باتیں ہیں آپ تو یہ بتائیے کہ دہلی میں آجکل سینما کے تماشوں کا کیا حال ہے کیونکہ آجکل تو مسلمان موٹر کار سینما [illegible]

آل انڈیا میڈیکل کانفرنس

گیارہواں سالانہ اجلاس

اس سال آل انڈیا میڈیکل کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۲۶ دسمبر ۱۹۳۴ء کو دہلی میں منعقد ہوا، اس اجلاس کی صدارت کے لئے کرنل بھولا ناتھ صاحب آئی، ایم، ایس، سی، آئی، ای منتخب ہوئے تھے مجلس استقبالیہ کے صدر ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری ایم ڈی تھے جنہوں نے ایک مختصر اور دلچسپ تقریر میں حاضرین سے کرنل صاحب موصوف کا تعارف کرایا، صدر منتخب نے جو خطبہ ارشاد فرمایا، اسکے اقتباسات کا ترجمہ حسب ذیل ہے،

انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن کے اغراض و مقاصد مختصر الفاظ میں یہ ہیں کہ ہندوستان میں فن طب کی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کی جائے اور اسی مقصد کے حصول کے لئے یہ مجلس ہر سال اپنے اجلاس منعقد کرتی ہے۔

اس انجمن کی تعمیری سرگرمیاں تمامتر ضابطے اور قانون کے مطابق ہوتی ہیں اسلئے میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اس انجمن میں اور انڈین میڈیکل سروس میں کسی قسم کا اختلاف اور جھگڑا کیسے ہو سکتا ہے انڈین میڈیکل سروس کے افسر بھی بہرحال ہندوستان کی طبی جماعت کا ایک حصہ ہیں اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک ہی جسم کے دو عضا آپس میں کس طرح جھگڑ سکتے ہیں

آج اس فن کی جو ترقیاں ہمیں ہندوستان میں نظر آ رہی ہیں وہ انڈین میڈیکل سروس کی رہین منت ہیں، انڈین میڈیکل سروس چونکہ حکومت کی طبی مشین کو چلا رہی ہے، اسلئے انہیں آپ کی مشکلات کا پورا پورا احساس ہونا چاہیے یہی نہیں بلکہ انکی کوشش ہونی چاہیے کہ اس محکمہ کی ترقی میں مددگار رہیں کم از کم میرا تو یہی اعتقاد ہے،

حضرات،

ہندوستان جیسے ملک کا طبی محکمہ ضروری ہو کہ ایک بہت ہی بڑی چیز ہو، اور یہ بڑی چیز درجہ بدرجہ ترقی کر کے ڈیڑھ سو برس کی مدت میں اس حیثیت کو پہنچی ہو جو اسے آج حاصل ہو انڈین میڈیکل سروس کا ابتدائی ہیولا وہ ذلیل اور

(ایڈیٹر)

اور بے علم حجام تھے جو ایسٹ انڈیا کمپنی میں ملازم تھے، اور اس کمپنی کے ملازمین کی حجامت بھی بنلاتے تھے اور بوقت ضرورت ان کے دانت بھی اکھیڑ دیتے تھے،

اسکے بعد سرکاری فوجیں کمپنی کی جان و مال کی حفاظت کیلئے آئیں اور انکے ہمراہ فوجی ڈاکٹر بھی آئے چند روز بعد معلوم ہوا کہ کمپنی نے سوداگر کا قلم پھینک کر فاتح کی تلوار ہاتھ میں لے لی اور ایک معمولی تاجر کا لباس اتار کر خلعت شاہی زیب تن کر لیا حکومت کی توسیع کے ساتھ ساتھ حکومت کے مختلف شعبوں کی بھی توسیع ہوئی اور اہل ملک کی صحت کا محکمہ فوجی ڈاکٹروں کے ہاتھ میں دیدیا گیا حکومت کا اقتدار روز افزوں ترقی پر تھا، اور کوئی وجہ نہ تھی کہ فوجی ڈاکٹر بھی اپنے ان فرائض کے متعلق کہ جو ملکی آبادی سے تعلق رکھتے تھے اپنے اختیار و اقتدار کو نہ بڑھاتا، اور زیادہ سے زیادہ محکموں پر اپنا قابو جماتا، اسیطرح چند روز میں ہندوستان کا طبی محکمہ کئی مختلف محکموں کا ایک مجموعہ بن گیا جو سب باہم منسلک تھے

ملکی نظام طبی

ملک کے طبی نظام میں جو سب سے زیادہ نمایاں نقص ہے اور جو میرے خیال کے مطابق آپکی تمام تکالیف کی بنیاد ہے یہ ہے کہ یہاں فوجی اور شہری طبی انتظام علیحدہ نہیں جب تک طبی محکمے کے یہ دونوں شعبے الگ الگ نہ ہونگے اس وقت تک طبی مشین خاطر خواہ نعوفی

سے حرکت نہ کر سکے گی۔

لیکن اس جگہ میں یہ عرض کر دوں کہ فوجی شعبے کو ملکی شعبے سے جدا کرنے کے شوق میں آپ اس بات کو نہ بھول جائیں کہ اس راہ میں بعض ایسے روڑے ہیں کہ جنہیں ہٹانا محال ہے،

میں آپ کو یہ بھی یاد دلا دوں کہ دنیا بھر کی حکومتوں کی طرح حکومت ہند بھی قدامت پسند حکومت ہے۔ اسے تغیر اور انقلاب سے نفرت ہے اس کا یہ راسخ عقیدہ ہے کہ بس جو کچھ ہو رہا ہے وہی ٹھیک ہے، اور اس سے بہتر اور کچھ نہ ہو سکتا تھا اور وہ اس وقت تک ایک قدم بھی آگے بڑھانا نہیں چاہتی جب تک کہ ملکی رائے عامہ کا مجموعی وزن اور دباؤ اسے آگے کو نہ دھکیل دے حکومت کی مشینری پرانی اور فرسودہ ہے۔ اور خود کوشش کرے تب بھی زنگ خوردہ کمانیاں اور چرخے مشکل ہی سے آگے بڑھنے دیتے ہیں، وہ ایک غیر ملکی حکومت ہے اس لئے قدرتاً وہ ہر چیز اور ہر شخص کو بے اعتباری کی نگاہ سے دیکھتی ہے وہ دفتری حکومت ہے اسلئے مطالبات عامہ پر کان نہیں دھرتی،

لیکن ان تمام نقائص کے باوجود اس بات کا شکریہ کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ جہانتک فوجی محکمۂ طب کو ملکی محکمۂ طب سے علیحدہ کر دینے کا تعلق ہے حکومت ہند نے اس سے دلچسپی لی ہے اور اسکے متعلق حسب توقع کوشش کی ہے۔ اس نے ایک سے زیادہ مرتبہ طب کے ان دونوں شعبوں کو جدا جدا کر دینے کی کوشش کی لیکن بدقسمتی سے رجعت پسندوں کی طاقت اتنی زیادہ تھی کہ حکومت بھی انکے مقابلے سے عاجز رہی حکومت ہند اس بارے میں مستحق تعریف ہے نیز وزیر ہند اور خود برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن بھی کہ ان سب نے علیحدگی کی تجاویز کو پسند کیا اور اپنی منظوری دیدی۔ ان کوششوں کی ناکامی کی المناک داستان بہت طویل ہے۔ اور یہاں بس یہی کہدینا کافی ہے کہ رجعت پسند افواج کو فتح نصیب ہوئی اور قدامت پسندوں نے اصلاح پر غلبہ پالیا، برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن نے شکست کھا دی اور رجعت پسند افواج کے سامنے ہتھیار ڈالدئے۔

جو کچھ کہ میں نے اوپر عرض کیا کہ اس سے آپ کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ اس محکمے کی اصلاح کا خیال فضول ہے اور یہاں طب کی ترقی کا کوئی امکان نہیں ہے لیکن میں مسرت کے ساتھ آپکو یقین دلاتا ہوں کہ حالات ایسے مایوس کن نہیں ہیں۔

محکمہ طب کی اصلاحات

اصلاح کی [illegible]

مصلحین نے کیا کچھ حاصل کر لیا ہے کتنا کام کیا جا چکا ہے۔۔۔

۔۔۔۔۔ اور کیا کرنا باقی ہے، اور ان تدابیر کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو حصول مقصد کی خاطر اختیار کرنی ضروری ہیں۔

پہلا قدم اصلاح کی راہ میں پہلا قدم اس وقت رکھا گیا تھا جب صحت عامہ اور تعلیم کے محکمے ہندوستانی وزراء کے سپرد کئے گئے تھے۔ یہ ایک بہت ہی اہم قدم تھا یہ اس بات کا اعتراف تھا کہ صحت عامہ اور تعلیم ملکی آبادی کا اپنا معاملہ ہے

دوسرا قدم اسی سمت میں دوسرا قدم یہ ہے کہ جو محکمے منتقل کئے گئے تھے انکو متعلق صوبوں کو خود مختار کر دیا گیا اس سے بھی یہ ثابت ہوا کہ ہر صوبے میں صحت عامہ کے متعلق ضروریات مختلف ہیں، اس لئے ہر صوبہ اپنا انتظام بطور خود کرنے کے لئے پورے طور پر آزاد چھوڑ دیا گیا۔

تیسرا قدم ترقی و اصلاح کیجانب تیسرا قدم انڈین میڈیکل کونسل کا قیام ہے یہ بات تسلیم کر لی گئی ہے کہ اس ملک میں ہماری اپنی طبی کونسل ہو،

انڈین میڈیکل کونسل کے مسئلہ پر بحث کرنے کیلئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے سامنے اس مسئلے کے دونوں پہلو پیش کر دوں۔ ایک پہلو حکومت کا پہلو ہے اور دوسرا عوام کا۔

پہلے میں حکومت کا نقطۂ نظر واضح کئے دیتا ہوں

اس سلسلے میں، اور تقریباً ہر اس قسم کے اختلاف کے موقعے پر ہمیں، عوام کے دو ناخوشگوار رجحانات طبع ضرور نظر آتے ہیں اور یہ دونوں رجحانات اب ہندوستانی سیاسیات کا بہت ہی نمایاں جزو بنگئے ہیں۔

ان میں سے پہلا رجحان طبع تو یہ ہے کہ ہم مخالفین کے ہر کام پر یہ الزام لگانیکے بہت ہی زیادہ عادی ہوگئے ہیں کہ اس کی تہ میں کچھ خاص مقصد ہے، دوسرا میلان طبع ہماری بے صبری اور جلدبازی کی عادت ہے۔

یہ تو حکومت کا نقطۂ نظر تھا اب میں دوسرا پہلو بھی دکھانا چاہتا ہوں جو حکومت کی کارروائیوں کو ایک بالکل دوسرا رنگ دینا چاہتا ہے۔ اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ حکومت ہند کوئی کام نیک نیتی سے نہیں کرتی۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس بارے میں بہت کچھ صداقت [illegible] ہے، جیسا کہ انڈین میڈیکل کونسل کی داستان سے [illegible]

[illegible]

ایک عرصہ دراز سے یہ بات محسوس ہو رہی تھی کہ برٹش جنرل میڈیکل کونسل ہندوستان کی طبی تعلیم پر اپنے اقتدار کو دوامی کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی اور تعلیم اور امتحانات کے متعلق اپنا معیار رائج رکھنا چاہتی تھی بلا لحاظ اس بات کے کہ ہندوستان میں طبابت پیشگی کے حالات انگلستان کے حالات سے بالکل مختلف ہیں۔ اس سے ہندوستان کی دنیائے طب میں ناراضی کی لہر دوڑ گئی۔

ہندوستانی ناراضی کے اظہار کا یہ نتیجہ نکلا کہ کونسل نے ہندوستان کے خرچ پر ایک میڈیکل انسپکٹر کا تقرر ہندوستان کے سر منڈھ دیا اس پر اس قدر پُرزور احتجاج ہوا کہ کونسل کے نامزد افسر کو فوراً واپس ہونا پڑا۔

برٹش کونسل نے اب دوسری چال یہ چلی کہ تجویز کیا گیا کہ ہندوستان کی اپنی ایک میڈیکل کونسل ہو، اس تجویز کے ذریعے طلبائے عامہ پر یہ اثر ڈالنا مقصود تھا کہ جب ہماری اپنی کونسل ہوگی تو معلمین کی جماعتیں اپنے حسب مرضی یہاں کے تعلیمی مسائل کا فیصلہ کریں گی اور ان میں بیرونی مداخلت نہ ہوگی، لیکن اس کی تہ میں یہ مقصد پوشیدہ تھا کہ اس طرح جب ایک ماتحت کونسل وجود میں آجائے گی تو وہ ایک انسپکٹر سے بھی زیادہ ان کے اغراض و مقاصد پورے کرنے میں مدد دیگی۔

اس تجویز کے مطابق انڈین میڈیکل کونسل کا مسودۂ قانون پاس ہو گیا۔

لیکن شروع ہی سے کونسل کی تعمیر نے شکوک اور شبہات پیدا کر دئے، اسکے تیس ارکین میں سے تھوڑے نہ بہت پورے بائیس ارکین سرکاری اور حکومت کے نامزدہ رکھے گئے، اسکے باوجود لوگوں نے یہ توقعات قائم کر لیں کہ نامزدہ اور سرکاری ارکین بھی بہر حال صاحب ایمان اور صاحب ضمیر لوگ ہونگے، جو کونسل کی ایک نشست حاصل کرنے کیلئے فن طب کے مفاد کو قربان نہیں کرینگے یہ توقع بھی قائم کی گئی تھی کہ صحت عامہ اور تعلیم کے محکمے کا وزیر تو کوئی نہ کوئی ہندوستانی محب وطن ہوگا اور وہ غالباً برٹش [illegible] کونسل کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی نہ بنیگا، آنریبل ممبر نے [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

کو مقرر کیا گیا جو برٹش کونسل کا نامزدہ تھا،

انڈین میڈیکل کونسل کا پہلا اجلاس مارچ [illegible] میں ہوا تھا اس اجلاس میں ایک تجویز پیش کی گئی کہ کونسل کے سکریٹری کو طبی تعلیمات کا انسپکٹر بھی ہونا چاہیے۔ یہ تجویز پندرہ اور نو کی اکثریت سے منظور ہو گئی، اور موافق رایوں میں سرکاری اور نامزدہ ممبروں کی رائیں بھی تھیں جن میں سے بعض نے تجویز کی موافقت میں تقریریں بھی کیں۔

انڈین کونسل کے غیر سرکاری ممبروں کی اس چال سے برٹش میڈیکل کونسل میں ہلچل مچ گئی لیکن آنریبل ممبر یعنی حکومت عامہ کے وزیر کا سہارا موجود تھا۔

آنریبل ممبر کی راہ میں دو مشکلیں حائل تھیں، اول تو یہ کہ خود سرکاری اور نامزدہ ارکین نے تجویز کی موافقت میں رائیں دی تھیں اور دوسری یہ کہ کونسل ایکٹ میں ایک دفعہ ایسی موجود تھی کہ جو تجویز کونسل کی اجازت سے ایک مرتبہ پیش ہو گئی وہ یا اسی مفہوم کی کوئی اور دوسری تجویز اس اجلاس کی تاریخ سے ایکسال کے اندر پیش نہ ہو سکیگی۔

لیکن آنریبل ممبر گرگ باران دیدہ اور سیاسیات کے گرم و سرد چشیدہ تھے، انہوں نے اپنی ترکیبوں سے ان دونوں دشواریوں پر قابو پا لیا ایک جلسہ طلب کیا گیا جس میں [illegible] [illegible] میں اینٹھ دیکھیں، اور میجر جنرلوں اور بڑے بہادروں کو [illegible] یہ سمجھا دیا گیا کہ ایمان و ضمیر بھی اپنی جگہ پر ایک چیز ہیں [illegible] رائے دہندگی کو ان چیزوں سے کوئی علاقہ نہ ہونا چاہیے [illegible] بعد دوسری دشواری کا حل یہ نکالا گیا کہ قواعد و ضوابط کی [illegible] ٹوکری کے حوالے کر دیا گیا، جون [illegible] میں کونسل کا ایک اجلاس طلب کیا گیا جسمیں کونسل کے سکریٹری کو ہندوستان کی طبی تعلیم کا انسپکٹر مقرر کر دیا گیا، اور اس طرح کونسل نے مارچ میں اپنے پاس شدہ ریزولیوشن کو خود ہی الٹ دیا۔

اسی اجلاس میں غیر سرکاری ممبران کی طرف سے ایک تجویز یہ پیش کی گئی کہ دو سب کمیٹیاں مقرر کی جائیں تاکہ وہ طبی نصاب تعلیم اور معیار امتحانات کے متعلق غور کریں مقصد یہ تھا کہ سب کمیٹی ایک ایسے نصاب کی سفارش کریگی جس سے ہندوستان کی ملکی اور خصوصی صحت کی ضرورتیں پوری ہو سکیں۔

[illegible] میڈیکل کونسل کے حکام کو [illegible]

[illegible]

کونسل کی ایک شاخ بنادیں چنانچہ اس تجویز کی بجائے ایک ترمیم پاس کردی گئی جسکا مقصد تھا کہ مجلس عاملہ کو اختیارات دیدیئے جائیں کہ وہ اس قسم کی سب کمیٹیوں کا تقرر کرے

سب کمیٹیاں کبھی بنیں یا نہیں بنیں، یہ تو کسے خبر ہے لیکن اتنا ضرور ہوا کہ انڈین میڈیکل کونسل کی طرف سے دو مطبوعہ نقلیں سفارشات کی تمام ہندوستانی یونیورسٹیوں کو بھیجدی گئیں،

لیکن نقلیں [illegible] سفارشات ہیں جو برٹش میڈیکل کونسل نے کی تھیں۔ برٹش کونسل یہی چاہتی تھی کہ ایک اپنا آدمی طبی تعلیمات کا انسپکٹر مقرر ہوجائے۔ وہ تعلیم وامتحانات کا معیار انکا اپنا مقرر کیا ہوا ہو۔ تو انڈین میڈیکل کونسل [illegible] کی بدولت یہ دونوں تمنائیں پوری ہوگئیں۔

پرائیویٹ مطب رکھنے والے

میں نے اپنے خطبے کو زیادہ حصہ فن صحت کے سرکاری شعبے پر صرف کردیا۔ آپ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ میں نے پرائیویٹ پریکٹس کرنے والوں کی طرف سے غفلت برتی ہے۔ میرے نزدیک سرکاری اور غیر سرکاری شعبوں میں کوئی فرق اور امتیاز نہیں ہے دوسرے میرا یہ بھی خیال ہے کہ فن طب میں "سرکاریت" ہی وہ چیز ہے جو غیر سرکاری طبابت پیشہ والوں کی راہ میں حائل ہے جب تک یہ "سرکاریت" دور ہوکر راستہ صاف نہ ہوجائیگا اس وقت تک آپ آزاد پیشہ کی حیثیت میں ترقی نہیں کرسکتے۔

غیر سرکاری ڈاکٹروں کیلئے ہدایات

آپ کو صوبہ وار کام کرنا چاہیئے آپ کا کام تمام تر صوبجات میں ہے سب سے زیادہ اہم ضرورت یہ ہے کہ انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن کی نہایت مضبوط شاخیں ہر صوبے میں قائم ہوجائیں جن کی متحرک اور سرگرم عمل شاخیں تمام شہروں اور دیہات میں موجود ہوں۔

اپنے صوبہ میں ڈاکٹروں کو ہم رائے بنایئے۔ سرکاری اور غیر سرکاری کی تفریق رونما ہونے دیجئے۔ مجھے معلوم ہے کہ سرکاری ڈاکٹر انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن سے دور ہی دور رہتے ہیں لیکن اس کا باعث یہ نہیں ہے کہ وہ بد دل ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ

آزاد نہیں ہیں۔ وہ شملے کے قیصروں کے ظلم کی وجہ سے چھپے پھرتے ہیں شملہ پر ان قیصروں کے مظالم اب ختم ہونے والے ہیں جس طرح کہ دوسرے مقامات پر ختم ہو چکے وہ زمانہ اب دور نہیں ہے، جب سب سے اوپر والا کتا سب سے نیچے والے کتے کے ہاتھ چاٹنے کیلئے دُم ہلاتا ہوا آئیگا۔

وہ دوسری ہستی کہ جسے قیصران شملہ آپ سے جدا کرنا چاہتے ہیں لائسنشیئیٹ ہے، اس غریب کو آپ اکیلا نہ چھوڑیں۔ اس فن کے متعلق آدھے سفر بینا کا کام کیا ہے۔ اس وقت ہندوستان میں پچپن ہزار سے بھی زیادہ کی تعداد میں لائسنشیئیٹ موجود ہیں جو شہروں اور قصبوں میں حد سے زیادہ مفید کام کررہے ہیں "تعلیم اور قابلیت کی یکسانی" کا راگ درحقیقت ایک پردہ ہے جو آپ کی جماعت میں تفرقہ ڈالنے کیلئے وضع کیا گیا ہے، یاد رکھیے کہ لائسنشیئیٹ آپکے ہی جسم کا ایک جزو ہے اپنے تمام ارباب فن کو متحد کرکے آپ کام شروع کردیجیئے۔ وزراء آپکے اپنے آدمی ہیں، صوبے کی مجلس قانون ساز آپکی اپنی ہے، ان کی خوشنودی اور امداد حاصل کرلیجیئے، ان کے علاوہ رائے عامہ اور ملکی جماعتیں ہیں ان کا تعاون بھی حاصل کیجیے۔ اسطرح اپنی بہی خواہوں اور انکی امداد کے متعلق اطمینان کرکے آپ انہیں اپنے طرز عمل سے یہ بھی باور کرا دیجیے کہ طبی امداد و حفظان صحت سے متعلق اصلاحات کی ترویج کے معاملات میں غیر سرکاری ڈاکٹروں کا تعاون اور امداد حکومت کی طریقہائے کار کی اشاعت اور ہر دلعزیزی کا بہت ہی بڑا ذریعہ بن سکتی ہے ایسے موقعوں پر کہ جب سیلاب آجائے، قحط پڑجائے، زلزلہ تباہیاں پھیلائے یا وبا اور جنگ اپنی صورت دکھلائے۔

میں آپکو مشورہ دونگا کہ اپنے اپنے صوبوں کی حکومتوں کو مدد دینے کیلئے آپ امداد طبی کے ادارے قائم کریں اور فوجی خدمات کیلئے ریزرو جماعتوں میں کثرت سے بھرتی ہوجائیں۔ صوبے کے شہری اور قصباتی ہسپتالوں میں مفت کام کرنے کیلئے اگر آپ اپنی خدمات پیش کریں تو انکی بڑی ہی قدر کیجائیگی۔ آپ پیدائش واموات کے رجسٹر رکھنے چیچک کے ٹیکے لگانے، اور دیہات کے علاقوں میں حفظان صحت کے کام کرنے کیلئے بیحد مفید ثابت ہوسکتے ہیں میونسپل کمیٹیاں اور ڈسٹرکٹ بورڈ بالعموم فاقہ مست ہوتے ہیں، اور انہیں آپ کی یہ خدمات ایک نعمت سے کم نہ معلوم ہونگی،

زچہ اور بچہ کے متعلق، فوری طبی امداد بہم پہنچانے کے متعلق اسکول کے بچوں کا [illegible]

جدید تحقیقات کے لحاظ سے [illegible] میں یہ بخار مشرقی افریقہ، مصر، عرب، [illegible] چین اور امریکہ وغیرہ میں وبائی پھیلا تھا۔ [illegible] بعض مقامات میں یہ بخار ہوتا رہتا ہے۔

ڈاکٹری میں اس بخار کا نام ڈنگو Dengue اور [illegible] بون فیور Breakbone Fever ہے۔

بقول پروفیسر ڈیمبری (مشہور مستشرق و سیاح) [illegible] کا انگریزی نام ڈنگو اسکے عربی نام "دنج" کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ عربی میں دنج کے معنی [illegible] زیادہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے عربی میں اس بخار کا نام دنج رکھا گیا۔ "دنج" سے "دنجو" اور دنجو سے "ڈنگو" بن جانا بالکل لسانی تغیرات کے ماتحت ہے۔ اس لئے اس نام کے عربی الاصل ہونے سے کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے؟

جوڑوں اور ہڈیوں میں اس بخار سے سخت درد [illegible] مریض کو بے چینی ہوتی ہے۔ اسلئے عربی میں اس بخار کو [illegible] بھی کہتے ہیں اسی مناسبت سے انگریزی میں اس بخار کا نام بریک بون فیور Breakbone Fever یعنی ہڈی توڑ بخار رکھا ہے اور اردو میں اس کا نام "ہڈی توڑ بخار" ہی ہے لیکن عوام اس بخار کو لال بخار بھی کہتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔ لال بخار جسکو انگریزی میں سکارلٹ فیور Scarlet Fever یا سکارلے ٹینا Scarlatina کہتے ہیں۔ ہڈی توڑ بخار سے مختلف چیز ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اس بخار میں بھی جسم پر سرخ دھبے پڑ جاتے ہیں لیکن ہڈیوں اور جوڑوں کے درد کی کیفیت جو حمیٰ دنج کی خصوصیت ہے لال بخار میں نہیں پائی جاتی، اس کے علاوہ لال بخار میں جسم کی حرارت بڑھکر کئی دن تک ایک حالت پر قائم رہتی ہے مگر ہڈی توڑ بخار میں حرارت بڑھکر چند گھنٹوں ہی میں کم ہو جاتی ہے اور اسکے سرخ دھبے [illegible]

اسباب: بیرونی [illegible] اس بخار کا سبب بھی ایک خاص قسم کے [illegible] جراثیم ہیں جو سپائرونیما Spironema قسم سے تعلق رکھتے ہیں اور مریض کے خون میں پائے جاتے ہیں۔ اس کو پھیلانے والا بھی ایک خاص قسم کا مچھر ہے جسکا اصطلاحی نام Culex Fatigans ہے یہ مچھر جب اس بخار کے مریض کا خون چوستا ہے تو خون کے ساتھ اس مرض کے جراثیم بھی مچھر کے پیٹ میں چلے جاتے ہیں، اور جب وہ مچھر تندرست اشخاص کو کاٹتا ہے۔ تو مچھر سے یہ جراثیم ان کے خون میں شامل ہو کر بخار [illegible] مریض کا ذرا سا خون [illegible] کسی تندرست انسان [illegible] داخل کر دیا جائے تو اس انسان کو بھی یہ بخار ہو جاتا ہے۔

علامات: یہ بخار عموماً تین سے چھ روز تک رہتا ہے جراثیم عموماً تیسرے روز بخار پیدا کر دیتے ہیں۔ بخار چڑھنے سے قبل بعض مریضوں کو لرزہ محسوس ہوتا ہے بعض کے جسم میں سخت درد [illegible] بعض صرف [illegible] محسوس کرتے ہیں۔ بچوں میں تشنج یا ہذیان ہوتا ہے، بخار چڑھکر جلد ہی تیز ہو جاتا ہے نبض کی رفتار تیز ہوتی [illegible] طبیعت سست اور زبان میلی ہوتی ہے قبض ہوتا ہے جی متلاتا [illegible] ابتداء بخار میں سر، آنکھ گردن اور کمر میں شدید درد ہوتا ہے [illegible] تمام جوڑوں میں درد کے ساتھ ورم بھی ہوتا ہے۔ جوڑوں کے درد کی ایک خاص کیفیت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ ایک جوڑ سے دوسرے جوڑ [illegible] منتقل ہوتا ہے۔ مریض بے چین اور بہت کمزور ہو جاتا ہے، تیسرے روز ہاتھ پاؤں اور پھر تمام جسم میں سرخ دھبے پڑ جاتے ہیں چہرہ اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔ گلے میں درد ہوتا ہے [illegible] ایک دو روز رہکر سرخ دھبے غائب ہو جاتے ہیں، اور بخار رفع ہو [illegible] مریض دو چار دن تک بالکل اچھا رہتا ہے، اسکے بعد پھر بخار چڑھ جاتا [illegible] اس طرح اس بخار کے دو تین دورے ہو کر شفا ہو جاتی ہے۔ [illegible] بخار میں نبض [illegible] ۱۲۰ مرتبہ فی منٹ حرکت کرتی ہے [illegible]

۱۰۳ سے ۱۰۵ درجہ تک ہوتی ہے،

نتائج گر اور جوڑوں کے درد سے بعض مریض کچھ عرصہ لنگڑا کر چلتے ہیں۔ تمام جوڑوں میں درد بھی ہفتے دو ہفتے رہتا ہے جسم نہایت کمزور ہوجاتا ہے خون میں تغیرات اور مواد میں عفونت کی موجودگی کیوجہ سے پھوڑے پھنسیاں بھی نکل آتی ہیں، اسکے نتائج میں اسہال پیچش، ورم جگر، زوال قوت بصارت وغیرہ شکایات بھی لاحق ہوجاتی ہیں حاملہ عورتوں میں سیلان خون اور اسقاط بھی ہوجاتا ہے۔ بےخوابی کی شکایت پیدا ہوجاتی ہے۔ اگر عوارض پیدا نہ ہوجائیں تو انجام عموماً اچھا ہوتا ہے اور آٹھ دس روز میں شفا ہوجاتی ہے،

علاج تسکین حرارت کیلئے دو تین روز تک تبرید کا حسب ذیل نسخہ دیں، نسخہ تبرید: شیرہ تخم کاسنی مقشر دو تولہ، شیرہ آلوبخارا دانہ شیرہ عناب ۵ دانہ شیرہ تخم کاسنی ۵ ماشہ عرق شاہترہ ۷ تولہ، عرق مکوہ ۷ تولہ میں نکال کر شربت نیلوفر ۴ تولہ ملائیں اور اسپغول ۶ ماشہ چھڑک کر پلائیں تین روز کے بعد حسب ذیل نسخہ دینا چاہیئے۔

نسخہ: گل بنفشہ ۷ ماشہ، گل نیلوفر ۷ ماشہ، گل سرخ ۵ ماشہ گاؤزبان ۵ ماشہ، اصل السوس مقشر ۴ ماشہ، بیخ کاسنی ۵ ماشہ، عناب، شعلب خشک، شاہترہ ہر ایک پانچ پانچ ماشہ، ثمر ہندی مقشر ۲ تولہ آلوبخارہ ۵ دانہ تمام ادویہ رات کو ڈیڑھ پاؤ پانی میں بھگو دیں اور صبح مل چھان کر خمیرہ بنفشہ ۴ تولہ ملا کر خاکسی ۶ ماشہ چھڑک کر پلائیں۔ چھٹے ساتویں روز اگر بخار تیز ہو جائے، تب بھی احتیاطاً اسی نسخہ میں سنا مکی ۹ ماشہ املتاس ۴ تولہ روغن بادام شیریں ۶ ماشہ اضافہ کرکے دیں۔ مذکورہ بالا صورت میں ایک ہی نسخہ کافی ہوسکتا ہے لیکن اگر معالج ضرورت محسوس کرے تو ایک ایک دن کے وقفہ سے دو تین مسہل دئے جا سکتے ہیں۔ اسکے بعد چند روز تک خاکسی ۶ ماشہ ہمراہ عرق کاسنی ۷ تولہ عرق شاہترہ ۷ تولہ شربت بنفشہ تین تولہ دیتے رہیں۔ دوران مسہل میں تبرید کا مندرجہ بالا نسخہ بھی دینا چاہیے تقویت کے لئے خمیرہ گاؤزبان عنبری اضافہ کر دیں اور مسہل میں سنا مکی اور املتاس کی بجائے ترنجبین اور شیرخشت بھی دے سکتے ہیں،

مندرجہ بالا علاج کے دوران میں اکثر کسی اور تدبیر کی ضرورت نہیں ہوتی تاہم دیگر تدابیر کا ذکر بھی کیا جاتا ہے تاکہ ضرورت کے وقت کام دے سکیں،

نسخہ لخلخہ گل نیلوفر، گل ارمنی، صندل سفید ہر ایک ایک تولہ آب کدو سبز ۳۰ تولہ آب خیار سبز، آب کشنیز ۳۰ تولہ میں بھگو کر لخلخہ بنائیں، دوران بخار میں اگر بیہوشی وغیرہ ہوجائے تو یہ لخلخہ دینا چاہیئے،

نسخہ پاشویہ مکوہ خشک، گل خطمی، گل بنفشہ، سبوس گندم، برگ کنار نمک طعام ہر ایک ۵ تولہ تمام ادویہ کو دس سیر پانی میں جوش دیکر پاشویہ کریں۔

مسہل اور تبرید کے بعد بھی اگر کچھ حرارت رہے تو قرص طباشیر کافوری ہمراہ عرق کاسنی اور شربت بزوری کچھ دن تک دیں بعد میں تقویت کیلئے دواءالمسک بارد جواہر والی، یا خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا، یا خمیرہ صندل وغیرہ دینا چاہیئے۔

عام ہدایات مریض کو سرد پانی حسب خواہش دیتے رہنا چاہیئے اگر قے ہو رہی ہو تو برف چسائیں۔ سوڈا لیمونیڈ آئس کریم وغیرہ بھی دیسکتے ہیں ابتدائے بخار اور شدت بخار میں آش جو سادہ یا لیموں یا آلوبخارا وغیرہ سے ترش کرکے دیں اس سے تغذیہ بھی حاصل ہوتا ہے اور قبض نہیں ہونے پاتا۔ پھاڑے ہوئے دودھ کا پانی بھی دینا مفید ہے۔ دودھ میں آش جو، یا سوڈا ملا کر دینا بھی فائدہ مند ہے اگر دودھ کیساتھ نفخ یا قراقر پیدا ہو جائے یا قے آنے لگے تو ایک دو روز دودھ نہ دیں جب بخار میں تخفیف ہوجائے تو دودھ میں قدرے ساگودانہ یا چاول یا تیلی فیرنی وغیرہ بھی دیسکتے ہیں بہ سہولت ہضم گوشت میں آلوبخارا کے چند دانے اور دھنیے کی پوٹلی ڈالدیں۔ ترکاریوں میں کدو دراز، توری ٹنڈے پالک، خرفہ کا ساگ وغیرہ دے سکتے ہیں۔ مونگ کی دھلی ہوئی دال اور مونگ کا پانی بھی دیا جاسکتا ہے۔

میووں میں انار، سنگترہ، سیب بہت مناسب ہیں۔ تربوز کا پانی بھی دیا جاسکتا ہے، مریض کے منہ (دہن) کی صفائی کا خاص طور سے خیال رکھیں کمرہ بھی صاف اور ہوادار ہونا چاہیئے۔

علم الادویہ

بالچھڑ

یہ ایک خوشبودار نبات ہی جو ہمارے مرکبات میں بکثرت مستعمل ہی، اسکو عربی میں سنبل الطیب کہتے ہیں۔ عام نام بالچھڑ ہے مرہٹی اور بنگالی زبان میں جٹاماسی کہلاتی ہی۔ انبھوٹ چکتساگر ہے کہ اسکو پنجابی میں بلی لوٹن کہتے ہیں مگر یہ صحیح نہیں ہی۔ بلی لوٹن، بادرنجبویہ کو کہتے ہیں۔ بادرنجبویہ، اور بالچھڑ دونوں بالکل مختلف چیزیں ہیں۔

یہ نبات عراق اور ایران کے بعض مقامات میں کافی پائی جاتی ہی، ہندوستان میں ہمالیہ کے دامنی مقامات میں ملتی ہے اس نبات کی کل کائنات اسکی جڑ اور اسکی بالیں ہیں جو جڑ سے متصل ہوتی ہیں اور تعداد میں عموماً صرف پانچ ہوتی ہیں جڑ سیاہی مائل اندر سے کھوری مزہ تلخ دو تین انگشت لمبی، غیر ہموار اور سخت ہوتی ہی، بالیں جو اسمیں لگتی ہیں سیاہ سفیدی مائل یا سرخ سفیدی مائل ہوتی ہیں، سیاہ کی خوشبو تیز اور لمس قدرے نرم ہوتا ہی۔ اور آخرالذکر کی بو اس قدر تیز نہیں ہوتی جتنی سیاہ کی ہوتی ہی۔ یہ بالیں قدرے سخت بھی ہوتی ہیں بالوں کی لمبائی عموماً دو ڈھائی انچ ہوتی ہی اور موٹائی انگلی کے برابر اور شکل گاؤدم ہوتی ہیں جب اسکی جڑ یا شاخ کو توڑا جاتا ہی تو اسمیں سے غبار سا نکلتا ہوا معلوم ہوتا ہی اس سات [illegible] جڑ اور بالوں کے علاوہ نہ پھل آتا ہی نہ پھول لگتا ہی۔

مزاج اسکے مزاج کی تعیین میں اختلاف ہی شیخ بوعلی سینا نے پہلے درجہ میں گرم خشک لکھا ہے بعض نے دوسرے درجہ میں گرم و خشک بتایا ہی۔ اور بعض مرکب القوی مانتے ہیں لیکن دوسرا قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہی

خواص داخلی استعمال سے لزج اور غلیظ مواد کو تحلیل کرتا ہی، مسامات اور احشاء کے سدوں کو کھولتا ہی۔ پسینے کی بدبو رفع کرتا ہے، مقوی جسم و روح ہی معدہ [illegible]

معاجین اور شربتوں وغیرہ میں دل اور دماغ کی تقویت کیلئے اسکو شامل کرتے ہیں ایک تولہ پانی میں جوش دیکر پینے سے مدر بول ہی۔ معدہ اور آنتوں کی سوزش کو دفع کرتا ہی اور انکے اورام کو تحلیل کرتا ہی خصوصاً جب اسمیں افسنتین کا اضافہ کر لیا جائے قوت مفتحہ کی وجہ سے یرقان، کیلئے بھی مفید ہی، صندلین کیساتھ اس کا استعمال تقویت معدہ اور ازدیاد خواہش طعام کا باعث ہی،

خارجی طور پر اسکو پیس کر ملنے سے پسینہ کم آتا ہی جسم کو خوشبودار رکھتا ہی شراب میں پیس کر بالوں پر لگائیں تو ان کو دراز کرتا ہی منہ پر ملنے سے چھائیاں صاف ہوجاتی ہیں۔ بواسیر کے سوں کو مرجھا دیتا ہی۔ آنکھ میں لطیف سرمہ لگا دینے سے گری ہوئی پلکیں دوبارہ پیدا ہوجاتی ہیں۔ مازو کیساتھ پیسکر آنکھ میں لگا دینے سے دمعہ ڈھلکا جاتا رہتا ہی اور فرج کو تنگ کرتا ہی پستانوں کے ڈھیلے پن کو رفع کرتا ہی آب کشنیز سبز میں پیسکر آنکھ میں لگا دینے سے انکی سرخی رفع ہوجاتی ہے اور پیشانی پر ضماد درد سر کو کھوتا ہے۔

ویدوں کا بیان ہی کہ بالچھڑ مقوی جسم ہی [illegible] پیٹ کو صاف کرتا ہی۔ امراض حلق اور سوزش اعضا کو رفع کرتا ہے تلی وغیرہ [illegible] کی رطوبات کی روک تھام اور حیض کی رکاوٹ اور ادرار بول کیلئے اسکا استعمال کیا جاتا ہی، اور تقویت ہاضمہ اور آلات تنفس کے تصفیہ کیلئے مفید ہی، اسکو پانی میں پیسکر اور شہد ملا کر پینے سے خون صاف ہوجاتا ہی چھ تولہ بالچھڑ ڈیڑھ سیر پانی میں جوش دیں جب آدھا رہ جائے تو اسمیں سیر بھر شہد ڈالکر قوام کریں یہ شربت دل و دماغ اور معدہ کے امراض میں نافع ہی چودہ ماشہ بالچھڑ لال گری کے سات آٹھ تولہ پیشاب میں پیس کر لگانے سے استسقاء زقی جاتا رہتا ہے۔ بالچھڑ اور نمک کو سرکہ میں پیس کر لگا دینے سے بھی استسقاء کو فائدہ ہو

مضار گردہ اور مثانے کو مضر ہی **مصلح** [illegible]، امراض معدہ و جگر میں مصطگی، امراض قلب و دماغ میں [illegible] یا کتیرا **بدل** [illegible] [illegible] اور [illegible] یا [illegible] خشکی [illegible] کبریا چہارم وزن میں

"عکس ریز" شعاعیں

X—RAYS

از جناب ڈاکٹر مشتاق احمد صاحب دہلی

"عکس ریز" کا استعمال تمام متمدن ممالک میں عام ہو گیا ہے ہندوستان میں بھی اس کا کافی رواج ہو گیا ہے حقیقت یہ ہے کہ اس اہم انکشاف نے فن طب اور جراحت میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے بہت سے امراض جنکی صحیح تشخیص سے ہمارے سابقہ وسائل عاجز تھے اب عکس ریز سے انکی اصلیت بالکل عیاں ہے۔

اب گردہ اور مثانے اور مرارہ کی پتھریوں کے متعلق ہمکو قیاس آرائی کی ضرورت نہیں رہی عکس ریز سے ہم یقینی طور پر ان کا مقام، ان کا حجم، تعداد بلکہ انکی کیفیت بھی بتا سکتے ہیں دق وسل میں پھیپھڑوں کی حالت کا صحیح اندازہ بھی آسان کام نہ تھا اب ہم ان کے متاثر حصوں کو آسانی سے دیکھ لیتے ہیں غرض جسم کی اندرونی کیفیات کا یقینی علم عکس ریز سے پہلے ممکن نہ تھا، ہر سمجھدار انسان کو اس قسم کے انکشافات سے باخبر رہنا چاہیے لیکن ہم یہ دیکھکر متعجب ہیں کہ ہندوستان کے معالجین بھی تقریباً اس سے ناواقف ہیں، کیونکہ بالکل ممکن ہے کہ ایک طبیب نے اسکا نام بھی نہ سنا ہو۔

میں نے کوشش کی ہے کہ اس طبقہ کو عکس ریز کے متعلق عام معلومات بہم پہنچاؤں۔ مندرجہ ذیل سطور میں اس انکشاف کی تاریخ، اسکی تدریجی ترقی اور اسکی خصوصیات پر ایک مختصر بحث ہے۔

اگر جناب مدیر ہمدرد صحت اور ناظرین رسالہ نے پسند کیا تو آئندہ بھی اسکے متعلق خامہ فرسائی کر سکونگا۔

اصل مضمون کیطرف رجوع کرنیسے پہلے ایک اصولی نظر ان ابتدائی برقی آلات و ایجادات اور انکی مختصر تاریخ پر جنکا ذکر ضمناً آیا ہو ڈالی گئی ہے جو قارئین کیلئے عموماً اور اطباء کیلئے خصوصاً ان کی معلومات میں اضافہ کا باعث ہوگی

مجمل بیان

۱۸۲۰ء میں پروفیسر اورسٹیڈ کوپن ہیگن Prof. Orstead نے معلوم کیا تھا کہ قطب نما کی سوئی برقی لہر مدار کے اثر سے موافق و مخالف سمت میں گھوم سکتی ہے۔ اندری ایمپیر Andre Ampere نے اسی نظریہ پر یہ دریافت کیا کہ برقی رو مقناطیسی اثر رکھتی ہے۔ ارگیو Arago نے یہ اضافہ کیا کہ اگر برقی رو کسی لوہے پر لپٹے ہوئے تانبے کے تاروں میں سے گذاری جائے تو وہ حقیقت میں مقناطیس بن جائیگا۔ ۱۸۳۱ء میں سر مائکل فریڈے Sir Michael Faraday نے اعلان کیا کہ ان تاروں میں اگر برقی رو کو فوراً بند کر دیا جائے تو متوازی تاروں میں ... عارضی رو پیدا ہوگی۔ اگر برقی رو دوبارہ چھوڑی جائے تو متوازی تاروں میں ایک رو موافق سمت میں چلے گی۔ لیکن ابتدائی تار میں Primary Winding of Wire رو متواتر چلتی ہے تو کوئی مخالف رو (امالی رو) Induced Current متوازی (یا ثانوی) تاروں Secondary Winding میں نہیں پیدا ہوتی اگر رو کو فوراً بند کر دیا جائے تو اس صورت میں ابتدائی رو Primary Current ثانوی رو Secondary Current کو اکسا دیتی ہے اسی لئے اسکو "اکسائی ہوئی رو" یا امالی رو Induced Current کہتے ہیں اور آلہ کو امالی لچھا Induction Coil یا مبدل Transformer کہتے ہیں

آلات کی مختصر تشریح

(ملاحظہ ہو تصویر ۱)

۱۔ آلہ برق بالمقناطیس

(تصویر نمبر ۱)
متحرک چابی
تصویر ۲
تصویر ۳
اشعہ منفوذ
اشعہ منفوذ
(تصویر ۴)
(تصویر ۵)
اشعہ منفوذ

ت ابتدائی تار کی لپیٹ ہو موٹے تار کی دو یا تین تہ لپٹی ہوئی
تی ہیں) ب ت ثانوی تار کی لپیٹ ہو جو نہایت باریک تار کی
ٹکڑوں تہوں پر مشتمل ہوتی ہو جنکے انتہائی سرے س س
ستونوں پر ملادئے جاتے ہیں جنکو مخرج Discharging
Pillar کہتے ہیں۔ مخرج میں ایک نوکدار نکلا مثبت
سرے پر ہوتا ہو اس سے شرارہ خارج ہوتا ہو اور منفی سرے پر
پلیٹ پ ہوتی ہو جس میں شرارہ جذب ہو جاتا ہو
ا سے برقی رو تیروں کی سمت میں چلتی ہو اور ابتدائی
تاروں میں سے گذر جاتی ہو ل لوہے کا گچھا
Iron Core مقناطیس بن جاتا ہو اور ج متحرک چابی
Hammer کو اپنی طرف کھینچتا ہو۔ چابی مماسی پیچ ص
Contact Screw سے الگ ہو کر برقی رو کو منقطع
کرتی ہو گچھا ل اب مقناطیس نہیں رہتا چابی اپنی جگہ واپس آ کر
اسی پیچ سے ملجاتی ہو برقی رو پھر جاری ہو جاتی ہو۔ چابی مقناطیس
طرف کھچتی ہو پھر واپس آجاتی ہو اور یہ دور جاری رہتا ہے
یہ بتایا جاچکا ہو کہ رو منقطع ہونیکے بعد ثانوی تار میں
امالی رو مخالف سمت میں دوڑتی ہو اور ملجانیکے بعد موافق سمت میں
دوڑتی ہو۔ اس امالی رو کو یک سمت کرنیکے لئے مخالف رو کو بذریعہ
جامع البرق ج Condenser روکتے ہیں (یہ قلعی کے
باریک پتروں کی بہت سی تہوں سے جو ایک دوسرے سے بذریعہ
موم ہی بنا ہوا ہوتا ہو۔ طاق پتر مثبت سرے سے اور جفت
پترے منفی سرے سے ملادئے جاتے ہیں) یہ لیڈن جار کے اصول
پر بنا ہوا ہوتا ہو اور مخالف رو کو جذب کرلیتا ہو اور فوراً ہی موافق رو
کیساتھ چھوڑ دیتا ہو جس سے امالی رو کی قوت بڑھ جاتی ہو اور مخرج
پر مسلسل شراروں کی صورت میں نمودار ہوتی ہو جسقدر جلد برقی رو
کو منقطع و وصل کیا جائیگا اسی قدر زوردار اور لمبے شرارے پیدا ہونگے
فی زمانہ یہ قطع و وصل فی منٹ ۱۰ ہزار تک پہنچادئے گئے ہیں۔ اگر
ان برقی شراروں کو شیشے کے ایسے قمقموں میں سے گذارا جائے جنمیں سے
ہوا خارج کردی ہو جنہیں اصطلاح میں بیضہ مخلی یا گیسلر کی نلیاں
Vacuum Tube کہتے ہیں اور ان میں کوئی دوسری ہوا
جیسے مائیہ Hydrogen داخل کردی جائے تو وہ آواز
دار شرارے ایک خاموش زردی مائل دھوئیں میں تبدیل ہوجائینگے
کروکس Sir William Crookes نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اُسنے مخلی نلی میں مثبت Anode
اور منفی Cathode سرے ایکدوسرے کے مقابل
رکھے اب دھوئیں کی ایک گہری لکیر دونوں سروں کے درمیان جاری
تھی یہ لکیر منفی سرے سے مثبت کیطرف جاتی تھی در اصل مثبت
شعاع منفی سرے سے ٹکراکر واپس آتی تھی اور خاصیت میں اس
سے بالکل الگ تھی اس لحاظ سے اسکا نام اشعہ منفود رکھا گیا حطورف
Hittorf نے اشعہ منفود Cathode Rays
۱۸۶۹ء میں معلوم کرلیا تھا لیکن سر ولیم کروکس کے تجربہ (۱۸۷۷ء)
تک اس سے کوئی خاص دلچسپی نہیں لیگئی یہ شعاع بہت چھوٹے چھوٹے
ذرات پر مشتمل ہوتی ہو جنکو برقیہ Electron کہتے ہیں۔
یہ اسقدر چھوٹے ہوتے ہیں کہ ان کا ایک مجموعہ بھی مائیہ کے ایک ذرہ
کا $\frac{1}{1800}$ ہوتا ہو یہ منفی سرے سے سیدھے چلتے ہیں اگر منفود سرے کو
مقعر بنایا جائے تو وہ سب ایک نقطہ ماسکہ پر پڑیں گے (تصویر ۲)
رنٹ جن Rœntgen نے جب کہ وہ انہی
اشعہ منفود کا تجربہ کر رہا تھا معلوم کیا کہ اگر اشعہ منفود کسی سخت چیز یا ٹیوب
کی دیوار ہی سے ٹکرائے یا سخت مزاحم حرارت دھات جیسے فلاطینہ
Platinum یا طنسطینہ Tungstum اسکے
راستہ میں رکھدی جائے تو کچھ فیصدی شعاع اس چیز سے ٹکراکر دوسری
قسم کی شعاع میں تبدیل ہوجاتی ہو جو اگرچہ غیر مرئی ہو وہ نہ صرف
ٹیوب کی دیوار بلکہ دوسری کثیف اشیاء جیسے لکڑی۔ آبنوس اور
گوشت وغیرہ میں سے گذر جاتی ہو۔ دیکھئے تصویر ۱
۸ نومبر ۱۸۹۵ء ورزبرگ یونیورسٹی کے پروفیسر طبیعات
ولہلم کونراڈ رنٹجن نے جبکہ وہ حطورف۔ کروکس نلیوں کے تجربات
میں مصروف تھا ایک نئی قسم کی شعاع معلوم کی جسکا نام اُس نے
"شعاع نامعلومہ" رکھا ۲۸ دسمبر ۱۸۹۵ء کو اس نئی مظہر العجائب
ایجاد پر پورے سات ہفتے کی محنت شاقہ کے بعد اپنی اس بے مثل
ابتدائی تحقیقات کی اطلاع "ایک نئی قسم کی شعاع پر" کے
عنوان سے مجلس طبیعات ورزبرگ کے صدر کو دیدی۔ لیکن
۲۳ جنوری ۱۸۹۶ء سے پیشتر رنٹجن نے اس مجلس کے روبرو
اس اہم ایجاد کا عام اعلان نہیں کیا۔
جنوری ۱۸۹۶ء میں نئی دریافت کی خبر غیر یقینی تیزی
کیساتھ ورزبرگ سے دنیا کے ہر گوشہ میں پھیل گئی یورپ اور امریکہ
کے بڑے بڑے شہروں [illegible]

انزیگن" کے نئی ایجاد کے متعلق پہلا نوٹ شائع کرنے سے قبل ہی چھاپ دیا "وائنا پریس" پہلا پرچہ تھا جس نے ۵ جنوری ۱۸۹۶ء کو ایک مقالہ میں شعاع نامعلومہ X-Ray کی ایک تصویر و متعلقہ مضمون شائع کیا جو رنتجن نے اپنے دلی دوست فرانز اکسنر Franz Exner کو وائنا میں بھیجی تھی۔ فرانکفورٹ زیٹنگ" "لندن سٹینڈرڈ" نے ۶ و ۷ جنوری کو نقل کیا اور پھر لندن سے تمام مہذب ممالک میں یہ خبر ان الفاظ میں درج کیگئی "لڑائی کے خوف کا شور سائنس کی اس عظیم الشان فتح کیطرف متوجہ ہونے سے نہیں رک سکتا جسکی اطلاع وائنا سے آئی ہے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ ورزبرگ یونیورسٹی کے پروفیسر رنتجن نے ایک ایسی روشنی دریافت کی ہے جو کسی شے کا عکس لینے کیلئے لکڑی، کپڑے اور بہت سے اعضا میں بھی نفوذ کر جاتی ہے"

دوسرے روز زیادہ مفصل حالات شائع ہوئے،

ممالک متحدہ امریکہ کے روزناموں اور علمی رسالوں میں نئی دریافت کی خبر فوراً ہی شائع ہوگئی۔

رسالہ "برقی انجنیر" نے ۸ جنوری ۱۸۹۶ء جلد ۲۱ ص ۱۵ اپنی اشاعت میں بعنوان "ٹھوس اجسام کی عکاسی بذریعہ برق" پھر ایک بسیط مضمون شائع کیا اور ۹ جنوری ۱۸۹۶ء میں کلیولینڈ پلین ڈیلر نے نئی شعاعوں کے متعلق مندرجہ ذیل بیان شائع کیا۔

"ایک اسٹروی پروفیسر نے ایک ایسی روشنی دریافت کی ہے جو بہت سی غیر شفاف اشیا کو عکاسی عدسیہ Photo graphic Lens کیلئے شفاف بنا دیتی ہے اور کسی دھات کے ٹکڑے کو جو لکڑی کے بکس میں بند ہو، سیاہ کپڑا ڈالے ہوئے کیمرہ سے، بغیر کپڑا اٹھائے اور بغیر بکس کھولے، اس دھات کے ٹکڑے کا عکاسہ آجاتا ہے۔ اور ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جسم انسان میں بندوق کی گولی کو بغیر جلد اور گوشت ہٹائے عکاسہ اتار دیتی ہے . . . .

خیر یہ تو خیالی قصے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک خاص قسم کی اشعہ دریافت ہوئی ہے جو ٹھوس اور کثیف اشیا میں اس طرح گذر جاتی ہے جس طرح معمولی روشنی شفاف شیشہ سے۔

۱۲ جنوری ۱۸۹۶ء کو "نیویارک ٹائمز" نے نئی دریافت پر ایک مفصل رپوٹ مندرجہ ذیل سرخی میں دی۔

"مخفی اجسام اور اعضا آشکار پروفیسر رنتجن کے تجربات بیضہ مخفی ہے"۔

سائنس کے امکانات

تشخیص امراض کیلئے اشعہ رنتجن[1] کے مفید اور بے بہا امکانات فوراً ہی آشکار ہوگئے، تمام علمی رسائل اور روزنامے ان خبروں سے پر نظر آتے تھے جنمیں اسکے عملی استعمال کی بیشمار مثالیں درج ہوتی تھیں رنتجن کے اصل مقالہ کا ترجمہ پہلی مرتبہ رسالہ "سائنس" (جلد ۳ صفحہ ۲۲۷ ۴ فروری ۱۸۹۶ء) میں شائع ہوا۔ پھر تو ہزاروں مضامین امریکہ کے علمی رسائل میں چھپ گئے اور چند ہی ماہ میں پانچ کتابیں امریکن مصنفوں نے لکھیں جن میں بہتر کتب ہیں

(۱) اشعہ نامعلومہ اب ت،
مصنفہ ڈبلیو۔ ایچ میدوکروفٹ (مددگار ایڈیسن)

(۲) اشعہ نامعلومہ، مصنفہ ڈبلیو جے مارٹن۔

(۳) اشعہ رنٹ جن اور اشعہ عنود دمنفود کے عجائبات مصنفہ ای۔ بی۔ طامسن۔

رنت جن کی دریافت کی پہلی ہی اطلاع پر سائنسدان فوراً رنت جن کے بنیادی تجربہ کو دہرانے لگے خوش قسمتی سے خطوط کروکس۔ ہرٹز۔ لی نارد جیسے ماہر طبیعات اشعہ منفود کے تجربات کیلئے بہترین قسم کے طاقتور آلات تیار کر چکے تھے اور روزمرہ کام میں لا رہے تھے۔ اور نیویارک کالج اف فزیشن و سرجن میں جسم انسان کی تشریح کی تعلیم رنتجن کی دریافت کردہ شعاعوں سے دیجانے لگی

سب سے پہلے عکاسے وہ تھے جو کولوریڈو کالج کے پروفیسر الیف کاجوری، پروفیسر کاکس

طامس علوے ایڈیسن اور انکے معاون پروفیسر ای پی فرہاٹ نیویارک یونیورسٹی کے پروفیسر بیرنگ۔ پن سلوینیا یونیورسٹی کے پروفیسر گڈاسپیڈ شکاگو کے ہوسٹن و کین کارنل یونیورسٹی کے پروفیسر کن ائی میرٹ ملر کلیولینڈ کیس اسکول کے پروفیسر ملر، بوسٹن کے پروفیسر ساؤتھ ال، آرمر انسٹی ٹیوٹ کے پروفیسر سٹائن ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر ٹروبرج اور ییل یونیورسٹی کے پروفیسر رائٹ وغیرہ نے اٹلسے تھے۔

پروفیسر گڈسپیڈ (۱۸۹۰ء) جبکہ وہ کروکس

---

[1] بعض جگہ اسکا تلفظ رانتجن لکھا ہے لیکن حقیقت میں اسکا تلفظ رنتجن ہے

کی ٹیلیوں کے تجربات میں مصروف تھے اتفاقیہ چند سکوں کے
عکاس سالبہ Nagative Plate پر آگئے تھے
جنکی حقیقت کو وہ معلوم نکر سکے اور نہ اسکو کچھ اہمیت ہی دی
ان ماہران نے جو شکاعی عکاسہ Roentgen
ograph لئے وہ ہاتھ کے یا بعض حالتوں میں دھات کی اشیا
کو لکڑی کے بکس میں بند کر کے لئے تھے کچھ جراحت کے متعلق
تھے جو اس وقت کے جراحوں نے امراض جراحت کی تشخیص کیلئے
نئی وساطت کے وسیع امکانات کو فوراً ہی بھانپ لیا تھا درخواست
کر کے ان ماہران طبیعات سے بنوائے تھے۔

اُسی ملک کی کئی ایک تجربہ گاہوں میں رنت جن کے
تجربہ کی کامیابی کے بعد نئی دریافت کا جوش سیلاب کیطرح
بڑھتا گیا چوٹی کے اطبار فلاڈلفیا کے بری۔ مککین۔ ایچ
ڈبلیو کیٹل کین بنٹس۔ نیویارک کے ڈیوس اور اور اطبا نے
فوراً ہی نئی دریافت کو کارآمد بنانے کیلئے تجربات شروع کردے
اور بہت سے امراض کے خلاف اسکو بطور اسلحہ کام لانیکی فکر
کرنے لگے۔ نیویارک کے طبیب مارٹن نے اشعہ رنت جینی سے
دانتوں کا عکاسہ لیا جراثیم کے زرع کو دکھایا اور ایک تصویر بطور
قانونی شہادت عدالت میں پیش کی۔ بوسٹن کے طبیب ولیم
نے امراض کی تشخیص کیلئے بڑی جدوجہد کی۔ کین نے فوری تشخیص
میں پہلا کامیاب عکاسہ حاملہ کا لیا۔ ڈاکٹر لوڈی اور پروفیسر
کاربارت نے دلکی حرکات تک کو دیکھ لیا

رنت جینی تجربہ گاہیں شفاخانوں میں قائم ہونے لگیں
ایک نیویارک پوسٹ گریجویٹ میڈیکل و شفاخانے میں (اپریل
۱۸۹۶ء) قائم ہوئی۔ ایک ہمیں شفاخانہ شکاگو میں قائم ہوا۔
ڈبلیو۔ سی۔ فکس نے ذاتی تجربہ گاہ قائم کی

اسی دوران میں ماہر طبیعات۔ نئے سامان، نئے طریقہ
استعمال کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ ایڈیسن۔ وو۔ مارٹن طیسلا
وغیرہ نے مخلی میں ترامیم کی (دیکھو تصاویر) مارچ میں شکاگو میں
برجر نے پہلی رنت جینی مخلی بنائی۔ پھر ووڈوارڈ، ہڈوبرج، وغیرہ
نے مختلف اقسام کی مخلی بنائی۔ طامسن کی مشہور دو عکسی مخلی
بھی بہت کامیاب رہی

عکس نما Fluoroscope میں بھی ترامیم
ہوئیں پرسٹن یونیورسٹی کے پروفیسر میجی۔ نیویارک کے طامسن
اور طامس ایڈیسن نے عمدہ قسم کی عکس نما بنائیں۔ اشعہ رنت جینی
کی پیمائش، خوراک استعمال بطور علاج میں بھی خاطر خواہ ترمیمیں ہوئیں
دوری میں ہی کارنگی اور رائٹ وغیرہ نے دھاتوں کی
جھلائی و دہنائی کے نقائص بذریعہ شعہ رنت جینی معلوم کئے
مصنوعی و ذی جواہرات کی شناخت اصلی سے بذریعہ اشعہ
رنت جینی پروفیسر ملر نے معلوم کی۔

زمانہ سنہ ۱۸۹۶ء میں شعہ نامعلومہ سے جلنے کا واقعہ پیش آیا
جس نے علاج با شعاع نامعلومہ کیلئے نئی راہ کھولدی وانڈر بلٹ
یونیورسٹی کے پروفیسر ڈانیال نے ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء میں اشعہ
نامعلومہ کی طویل شعاع فشانی سے جلد کے جلنے اور مختلف قسم کے
دانے نکلنے کا اعلان کیا۔ اسی رپورٹ کے فوراً بعد ہی کولمبیا یونیورسٹی
کے ڈاکٹر ہاکس Dr. Hawks بوسٹن کے ڈاکٹر فری
Dr. Frei اور دوسرے اطبا نے بھی رپورٹ کی نومبر سنہ ۱۸۹۶ء
میں طامسن کے اپنے ذاتی تجربہ سے خاص توجہ مبذول کی۔ امریکن ماہرین کی کوششوں کا یہ ایک اجمالی لیکن
شاندار خاکہ ہے جسکی ابتدا ولیم رنتجن نے کی تھی +

(بقیہ مضمون صفحہ ۶ سے)

کا مالک ہمارا عرب کا،

اور یہ بتلایئے کہ جو طلبہ تعلیم کے زمانہ میں ہی کثرت سے
مضامین لکھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی تعلیم ادھوری اور ناقص
رہ جاتی ہے یا نہیں؟ باقی سب طرح خیریت ہے میری اور بیوی
بچوں کی طرف سے سب کو درجہ بدرجہ سلام
مکرر آنکہ
اب اتنی خوبیوں پر جو لوگ رسالہ ہمدرد صحت کو مفت
پڑھتے ہوں۔ یا ایک دوسرے سے چھین کر لے جاتے ہوں
یا خریدار نہ ہوتے ہوں اُنکے نام مجھے بھیجدیجئیگا۔ زیادہ حد ادب
مگر ہاں اتنا مکرر آنکہ اور سن لیجئے کہ وہ جس نسخہ کے لئے
میں نے اوپر عرض کیا ہے اُسے ضرور بھیجدیجئے گا۔ فقط
المرقوم چاندرات سنہ ۱۳۵۳ ہجری اسلامی عیسائیوں
کا سنہ یاد ہے تاریخ یاد نہیں۔ اور مسلمانوں کا یہ عالم ہے کہ انہیں
اسلامی تاریخیں یاد نہیں، والسلام

تصویر ۷

تصویر ۶

تصویر ۹

تصویر ۸

اشعہ منفود

اشعہ رانجینی

پانی

تصویر ۱۰

تصویر ۱۱

شیشے کی نلی

حفاظتی شیشے کی نلی

پانی

تصویر ۱۲

حفاظتی نلی

اشعہ رانجینی

تصویر ۶ مارٹن کی نلی
تصویر ۷ طامسن کی دو عکسی نلی
تصویر ۸ اڈیسن کی نلی
تصویر ۹ مارٹن کی شعاعیہ انداز
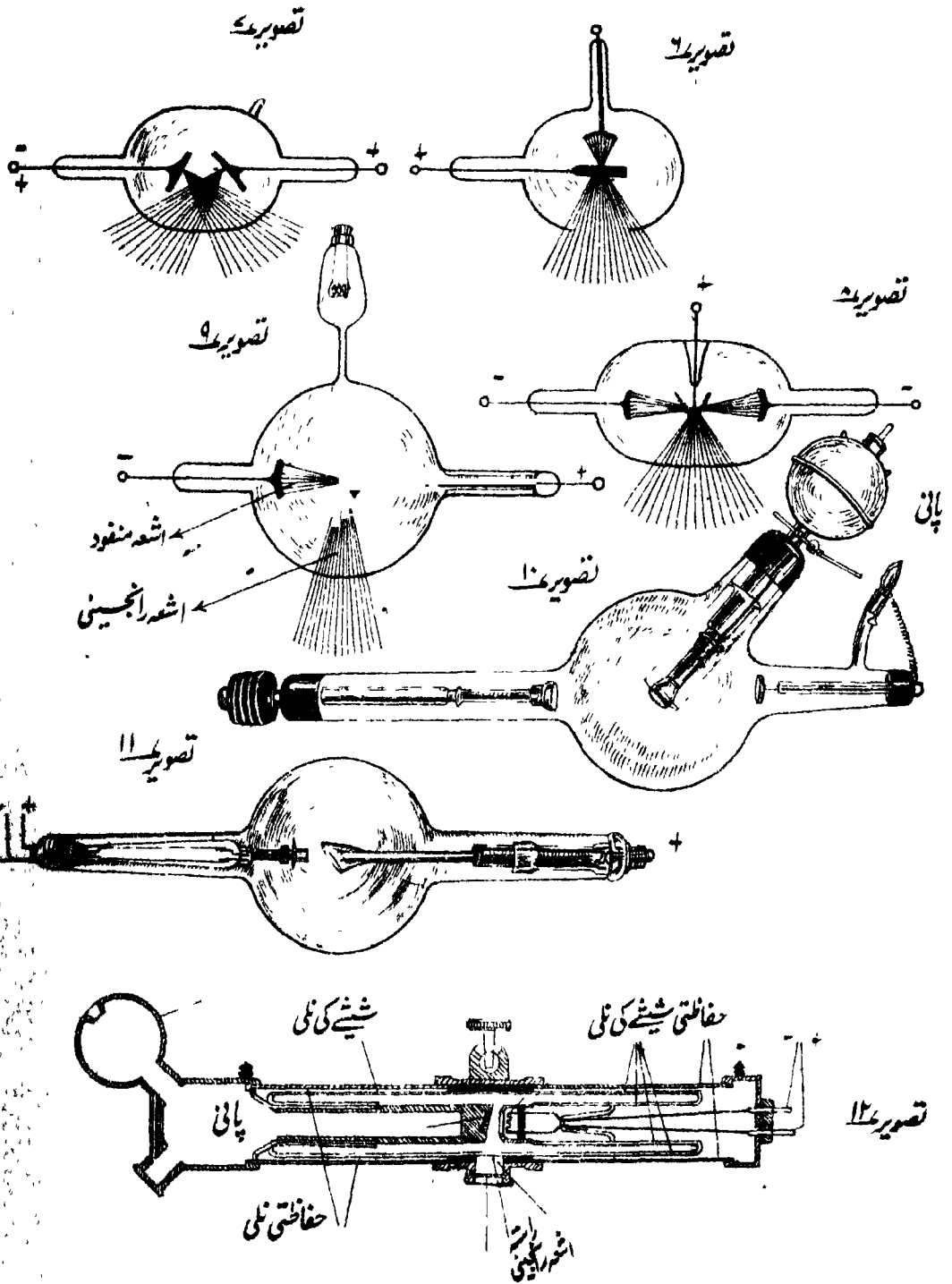
تصویر ۱۰ حال کی پانی سے ٹھنڈی رہنے والی نلی
تصویر ۱۱ کولج کی گرم منفود نلی بہترین قسم
تصویر ۱۲ آجکل کی نلی مطالک نلی (قسم کولج)

علم التشخیص

قارورہ

گذشتہ سے پیوستہ

از جناب حکیم انوار الحق صاحب انوار، تھانوی

تغیرات بول

پیشاب اگر دیر تک کھا جائے تو اسمیں لعاب تہ نشین ہو جاتا ہوا اور یورک ایسڈ کی قلمیں علیحدہ نظر آتی ہیں اور اگر زیادہ دیر تک رکھا جائے تو کاربونیٹ آف ایمونیا میں یوریا کی تبدیلی ہو جاتی ہے جسکی وجہ سے پیشاب میں بدبو اور کھار پیدا ہو جاتا ہی اور بالائی سطح پر کف پیدا ہو جاتے ہیں جنمیں فاسفیٹ نمک کے ذرات پائے جاتے ہیں۔

اجزاء بول

پیشاب میں دو قسم کے اجزاء پائے جاتے ہیں
آرگینک (جو نباتات اور حیوانات کی ساخت میں پائے جاتے ہیں)
دوسرے ان آرگینگ (معدنی اشیا کے نمک)

آرگینک میں بڑے اجزاء یوریا۔ یورک ایسڈ ہیپورک ایسڈ لیکٹک ایسڈ امونیا کے نمک اور تھوڑی مقدار میں کریاٹن۔ کریاٹنن ہوتے ہیں۔

ان آرگینک میں بڑے اجزاء ان نمکیات کے ہوتے ہیں جو سوڈا، پوٹاس چونہ میگنیشیا کے ساتھ کاربولک ایسڈ، ہیڈروکلورک ایسڈ، سلفیورک ایسڈ، فاسفورک ایسڈ کے ملنے سے بنتے ہیں تھوڑی مقدار میں سلیکا۔ فولاد فلورین بھی پائے جاتے ہیں ان دونوں قسموں کے علاوہ مثانہ کے میوکس و اپی تھیلیل سیلز بھی پائے جاتے ہیں۔

کیمیاوی اجزاء پیشاب کے اندر صحت کیحالت میں ایکہزار حصہ میں حسب ذیل اجزا پائے جاتے ہیں

جز	مقدار
(۱) پانی	۹۵۰٫۰۰
(۲) یوریا	۲۴٫۰۰
(۳) یورک ایسڈ	۰٫۳۰
(۴) کریاٹن	۱٫۲۵
(۵) کریاٹنن	۱٫۲۰
(۶) ہیپورک ایسڈ	۰٫۲۵
(۷) فاسفیٹ نمک	۹٫۰۰
(۸) سلفیٹ نمک	۶٫۰۰
(۹) ہیڈروکلوریٹ نمک	۸٫۰۰
جملہ	۱۰۰۰٫۰۰

مذکورہ بالا نقشے میں جس قدر اجزاء ہیں وہ صحت کیحالت میں پائے جاتے ہیں لیکن حالتِ مرض میں ان کے وزن متناسبہ میں فرق واقع ہو جاتا ہی،

اب ہم پیشاب کے چند اجزا کی ماہیت اور انکے امتحان کی ترکیب درج ذیل کرتے ہیں

یوریا

یہ ایک بیرنگ ثقیل جزو ہی جو قلمونکی شکل میں ہوتا ہی اور مزہ تلخ و نمکین اور شورہ کی طرح ٹھنڈا ہوتا ہی اسکی مقدار حالت صحت میں چوبیس گھنٹہ کے پیشاب میں ایک ولس سے کسی قدر زائد ہوتی ہے لیکن جسم کے نیٹروجن دار اجزا کے زیادہ صرف ہونے یا وجع المفاصل، ذیابیطس اور شدید بخاروں میں نیز نیٹروجن دار غذاؤں کے کثرت استعمال اور فربہی جسم یا زیادہ مقدار میں پانی پینا اور نمکین اشیا کے کثرتِ استعمال سے یوریا زیادہ مقدار میں خارج ہوتا ہے، تیزاب اور حرارت وغیرہ کے ذریعے سے اسکے اجزا متفرق ہو جاتے ہیں۔ اگر ۲۴۸ درجہ کی حرارت پہنچائی جائے تو امونیا۔ سائنیٹ آف امونیا اور کاربولک ایسڈ میں تبدیل ہو جاتا ہی

یوریا کا کیمیاوی امتحان امتحانی نلکی (ٹیسٹ ٹیوب) میں نصف ڈرام پیشاب اور اس کے ہموزن نائٹرک ایسڈ (تیزاب شورہ) ڈال کر تھوڑی دیر سرد پانی میں رکھیں نلکی میں باریک باریک قلمیں جم جائیں گی لیکن اگر کوئی مرض نہ ہو اور یوریا کی مقدار وزن متناسبہ کے موافق ہو تو یہ قلمیں نہیں بنتی جاتیں۔

یورک ایسڈ

اسکولتیھک ایسڈ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس سے پتھری پیدا ہوتی ہو اور پتھری کو انگریزی میں لیتس کہتے ہیں اسکی مقدار روزانہ پیشاب میں آٹھہ گرین ہوتی ہو لیکن نقرس وجع مفاصل یا جگر کے فعل میں نقص کیوجہ سے زیادہ مقدار میں پیشاب سے علیحدہ خارج ہوتا ہو جو قارورہ کے برتن میں کناروں پر سرخ ریت کی شکل لگا ہوا معلوم ہوتا ہو، سوزشی امراض اور بخاروں میں بھی اسکی مقدار زیادہ ہوجاتی ہو لیکن علیحدہ نہیں ہوتا بلکہ پیشاب میں محلول ہوتی ہو ذیابیطس، فقر الدم کمی خون وغیرہ میں یورک ایسڈ مقدار معینہ سے کم خارج ہوتا ہو۔

گردہ میں پیشاب پیدا ہونیکے وقت یورک ایسڈ ارضی مادے (یوریٹ) کی شکل میں رہتا ہو لیکن حالبین اور مثانہ کی مجرای بول نالیوں میں پیشاب کے خارج ہونے یا کسی دوسرے تیزابی مادے کیوجہ سے یورک ایسڈ ارضی مادے سے علیحدہ ہوجاتا ہو۔ اگر یہ علیحدگی گردے اور مثانے اور حالبین کے مقام پر ہو تو ریت جمع ہوجاتی ہو جس کو اصطلاح طب میں پتھری کے نام سے موسوم کرتے ہیں

یورک ایسڈ کا کیمیاوی امتحان

امتحانی نلکی میں نصف ڈرام پیشاب اور ایک ڈرام ہیڈ رو کلورک ایسڈ یا ایسیٹک ایسڈ ڈال کر ۲۴ گھنٹہ تک پڑا رہنے دیں۔ یورک ایسڈ کی مختلف شکل کی قلمیں جم جائیں گی

ہپیورک ایسڈ

یہ تیزاب بہت تھوڑی مقدار میں پیشاب میں ملتا ہو لیکن نباتی اشیا خصوصاً بادام تلخ، بیر وغیرہ کثرت سے استعمال کرنیوالے لوگوں میں اسکی مقدار زیادہ پائی جاتی ہو، یہ بے بو اور کسیقدر تلخ اور تیز ہوتا ہو اور ٹھنڈے و گرم پانی میں بخوبی حل ہوجاتا ہو

ہپیورک ایسڈ کا کیمیاوی امتحان

یہ تیزاب پیشاب میں اکثر علیحدہ نہیں پایا جاتا بلکہ ہپیورک آف سوڈا یا چونہ وغیرہ کی شکل میں ہوتا ہو، اس کے امتحان کا بہترین طریقہ یہ ہو کہ شیشے کی پلیٹ پر تازہ پیشاب کے دو قطرے ڈال کر اسمیں قدرے ہیڈ رو کلورک ایسڈ ملائیں تھوڑی سی دیر میں ہپیورک ایسڈ کی قلمیں تہ نشین ہوجاتی ہیں۔

فاسفیٹ نمک

تندرست انسان کے چوبیس گھنٹہ کے پیشاب میں تقریباً ڈیڑہ ماشہ خارج ہوتا ہو لیکن قلت الدم، ہزال الکبد، اصفرحاد اور زیادہ دماغی محنت کرنے والوں میں وزن مخصوص سے زیادہ مقدار پائی جاتی

فاسفیٹ نمک کا کیمیاوی امتحان

جس قارورہ میں اس قسم کے نمک کی زیادتی ہوتی ہو اس کا ذائقہ شور ہوجاتا ہے جسکو زرد کاغذ سے بخوبی معلوم کیا جاسکتا ہو،

اسکے امتحان کا بہترین طریقہ یہ ہو کہ قارورہ کو ٹیسٹ ٹیوب میں ڈال کر اسپرٹ لیمپ کے ذریعہ سے جوش دیکر سرد کریں اسکے نیچے تلچھٹ بیٹھ جاتی ہو اگر اس تلچھٹ میں شورہ کے تیزاب کے چند قطرے ملائے جائیں تو وہ تلچھٹ پھر حل ہوجاتی ہو۔

مذکورہ بالا اجزائے بول جسقدر بیان کیے گئے ہیں وہ بحالت صحت پیشاب میں تہ نشین ہونیوالے تھے، اب ان خارجی اشیا کا ذکر کیا جاتا ہو جو مختلف امراض کے سبب سے پیشابوں میں پائی جاتی ہیں۔ البیومن (رطوبت بیضہ)، خون، پیپ، صفرا، بلغم، شکر کاسٹ، چربی، کیسٹین، سس ٹین۔ اوگزلیٹ آف لائم، لیسین وٹائروسین، اورینی

البیومن (رطوبت بیضیہ)

رطوبت بیضیہ اکثر مندرجہ ذیل بیماریوں میں پائی جاتی ہو بدہضمی، گوشت و انڈوں کا کثرت استعمال، اور رنج کی زیادتی غم و غصہ میں مبتلا رہنا، ٹھنڈے پانی سے نہانا تیز بخار میں مبتلا ہونا، آتشک، قلت الدم، یا سمیات کا جسم میں سرایت کرنا صرع، تمدد کزاز، سکتہ، اختناق الدم اور ورم گردہ مرض وغیرہ امراض میں مبتلا ہونا، عورتوں میں بحالت حمل رحم کا بوجھ پڑنے یا رسولی وغیرہ کے دباؤ سے بھی رطوبت بیضہ پیشاب میں خارج ہوتی ہو۔

البیومن کا کیمیاوی امتحان

امتحانی نلکی میں ایک ڈرام قارورہ ڈال کر اسپرٹ لیمپ پر جوش دیں اسکے بعد تیزاب شورہ کے چار قطرے ڈال کر شیشی کو محفوظ مقام پر رکھدیں، تھوڑی دیر کے بعد رطوبت بیضیہ جم جائے گی

پیشاب کے جتنے حصے میں تہ نشین ہو جائے اسی کے حساب سے اس کا وزن تصور کریں۔

اسکے امتحان میں بعض اوقات یہ دقت ہوتی ہے کہ اگر پیشاب میں تیزابی کیفیت موجود ہو تو جوش دینے سے اسکے اجزا مستغرق ہو جاتے ہیں۔ اسکے علاوہ جوش دینے سے دیگر قسم کے اسوب (فاسفیٹ) وغیرہ بھی منجمد ہو جاتے ہیں اس لئے رطوبت بیضہ اور فاسفیٹ میں امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے

بہتر طریقہ یہ ہے کہ اگر پیشاب میں تیزابی کیفیت نہ ہو جو کاغذ کے ذریعے معلوم ہو سکتی ہے، تو ایک دو قطرے نائٹرک ایسڈ یا ایسٹک ایسڈ کے ڈال لئے جائیں تاکہ اس میں تیزابی کیفیت پیدا ہو جائے اسکے بعد مندرجہ بالا طریقہ پر امتحان کریں۔

خون

پیشاب کے راستے اگر خون خارج ہو تو اسکو ہیمیٹوریا کہتے ہیں اور ایسے پیشاب کا رنگ سرخی مائل بھورا یا گہرا سرخ ہوتا ہے اسکے علاوہ خون آلات بول کے ہر مقام سے خارج ہو سکتا ہے لیکن جب گردے سے نکلتا ہے تو پیشاب میں بالکل ممزوج ہوتا ہے اور ایسے پیشاب کا رنگ دھوئیں کے مانند ہوتا ہے۔ اگر خون کی تعداد پیشاب میں کم ہو تو اسکا رنگ ہلکی چائے کے مانند اور زیادتی خون میں گہرا سرخ ہوتا ہے۔

خون کا کیمیاوی امتحان

پیشاب کے چند قطرے ٹیسٹ ٹیوب میں ڈالکر ٹنکچر گوئیکم کے دو قطرے ڈالیں اسکے بعد پھر اوزون ایتھر کے چند قطرے اضافہ کریں اگر قارورہ میں خون نہ ہوگا تو پیشاب کا رنگ نیلا ہو جائیگا،

پیپ

پیپ گردہ، مثانہ اور ناٸزہ کی سوزش میں براہ پیشاب خارج ہوتی ہے جسکو انگریزی پائی یوریا کہتے ہیں۔

جس پیشاب میں پیپ ملی ہوئی ہوتی ہے اسکا قوام مکدر اور گدلا ہوتا ہے اور حرارت دینے کے بعد بھی بدستور سابق مکدر رہتا ہے اور تھوڑی دیر ساکن رہنے سے پیپ تہ نشین ہو جاتی ہے اور پیشاب کا رنگ مٹیالا اور سبزی مائل یا سفید ہوتا ہے۔ اس قسم کے پیشاب میں ایک خاص قسم کی تیزی اور بو پائی جاتی ہے۔

پیپ کا کیمیاوی امتحان

پیپ آمیز پیشاب کو اگر خوردبین سے دیکھا جائے یا ایسٹک ایسڈ کے قطرے ڈلوائے جائیں تو پیپ کے کیسے (کریات قیحیہ) نظر آنے ہیں اور چونکہ ایسے پیشاب میں البیومن (رطوبت بیضیہ) بھی ہوتی ہے اسلئے اگر اسکو گرم کر کے نائٹرک ایسڈ کے چند قطرے ڈالے جائیں تو البیومن نیچے جم جاتا ہے، اور اگر ایسے پیشاب میں لائکر پوٹیشی ڈالا جائے تو قوام بہت غلیظ اور لعابدار ہو جاتا ہے۔

صفرا

بعض اوقات مرارہ کی کسی نالی میں سدہ ہو جانیکی وجہ سے صفرا خون میں جذب ہو کر خارجی اشیاء کیطرح گردہ اور مثانہ کے راستے سے پیشاب میں خارج ہو جاتی ہے اسکے علاوہ اگرچہ موسم گرما میں بحالت صحت بھی پیشاب میں کسیقدر صفرا خارج ہوتا ہے، لیکن چیچک سرخ بخار، ذات الریہ اور یرقان کے مریضوں میں نیز عورتوں میں حالت زچگی کے اندر پیشاب میں صفرا پایا جاتا ہے،

صفرا کا کیمیاوی امتحان

صفرا کے پیشاب کا رنگ زرد سیاہی مائل ہوتا ہے چنانچہ اگر اس میں سفید کپڑا تر کیا جائے تو زرد رنگ کا ہو جاتا ہے۔ اسکی شناخت کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ چینی کی رکابی میں پیشاب کے دو تین قطرے ڈالکر اسکے نزدیک ایک یا دو قطرے تیز نائٹرک ایسڈ کے ڈالدیں پھر رکابی کو ذرا ٹیڑھا کر کے پیشاب اور تیزاب کو باہم ملائیں دونوں کے ملنے کے بعد اول سبز پھر اودا پھر نیلا اور پھر سبز رنگ ہو جائیگا اور زیادہ امتزاج کے بعد کسی خاص قسم کا رنگ نہیں رہتا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پیشاب کو ٹیسٹ ٹیوب میں ڈال کر اسپرٹ لیمپ پر جوش دیں جب گاڑھا ہو جائے تو اس پر الکوحل ملاکر دوبارہ جوش دیں جب خشک ہو جائے تو اس میں آب مقطر ملاکر ایسی ٹیٹ آف لیڈ ملائیں اور بارہ گھنٹے تک علیحدہ رکھیں جو چیز تہ نشین ہو اس میں کاربونیٹ آف سوڈے کا سلوشن ملاکر چھان لیں پھر اس چھنے ہوئے سلوشن کے چند قطرے اور ایک نہایت تھوڑا نہات سفید ڈال کر شیشہ کی ڈنڈی سے ہلائیں، پھر اسکے قریب تھوڑا سا تیز سلفیورک ایسڈ ڈال کر ہلائیں اس عمل سے اول اودا پھر سرخ پھر بینگنی رنگ پیدا ہوتا ہے۔

اس سے بیشتر یہ بتلایا جا چکا ہے کہ [illegible]

قارورہ پر اثر ہوتا ہے چنانچہ اگر ریوند چینی یا سنتونین وغیرہ استعمال کیگئی ہو تب بھی پیشاب کا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور صفرا شدید پیدا ہوتا ہے اسکے لئے آسان طریقہ یہ ہے کہ پیشاب کو ٹیسٹ ٹیوب میں ڈالکر پوٹاسی کے سلوشن کے چند قطرے ڈالدیں اگر محض دخلی اشیاء کی وجہ سے پیشاب میں رنگ ہو تو اس عمل سے گہرا سرخ ہو جاتا ہے

قابل ذکر ایک امر یہ ہے کہ صفرا کے پیشاب میں رنگ کے علاوہ صفرا کا نمک بھی پایا جاتا ہے اسلئے اگر اسکو دریافت کرنا ہو تو حسب ذیل طریقہ سے معلوم کریں،

پیشاب کو ٹیسٹ ٹیوب میں ڈالیں اور ایک دوسرے ٹیسٹ ٹیوب میں آب مقطر ڈالیں اسکے علاوہ تیسرا ٹیسٹ ٹیوب اس میں تندرست آدمی کا پیشاب ڈالیں اسکے بعد گندھک کو باریک پیس کر کپڑ چھان کریں اور تینوں میں سے تھوڑی تھوڑی مقدار میں تینوں نلکیوں میں ڈالیں۔ زیر امتحان قارورہ میں گندھک ڈالتے ہی اگر نمک موجود ہو تو فوراً تہ نشین ہو جائیگی، اور پانی والی نلکی میں سطح آب تیرتی رہیگی۔ نیز تندرست آدمی کے پیشاب میں رفتہ رفتہ نشین ہوگی

بلغم

امراض بلغمی میں پیشاب کے اندر کبھی بلغم کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے اگر اسکو ٹیسٹ کرنے کی ضرورت ہو تو حسب ذیل طریقہ سے کریں،

بلغم کا کیمیاوی امتحان بلغم کی زیادتی میں پیشاب کا مزہ شور اور صحت کی بہ نسبت قوام مکدر ہو جاتا ہے اگر ایسے پیشاب کو ٹیسٹ ٹیوب میں ڈالکر جوش دیں اور اسکے بعد نائٹرک ایسڈ کے چند قطرے اضافہ کریں تو پیشاب میں ایک لعابدار رطوبت تہ نشین ہو جاتی ہے مگر بعض اوقات پیشاب میں البیومن ملا ہوا ہوتا ہے ایسی حالت میں اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے اور اسکے لئے اول رطوبت بیضہ کا امتحان کر لینا چاہیئے،

شکر

نباتی اور نشاستہ دار غذاؤں میں کافی مقدار میں شکر ہوتی ہے لیکن خصوصیت کیساتھ آلو، چاول، ساگودانہ، شکر قند وغیرہ میں کثرت پائی جاتی ہے، مذکورہ بالا اشیا کے استعمال سے شکر پیدا [illegible] جاتی ہے

[illegible]

جاتی ہیں شکر انگوری، شکر نیشکری، انگوری شکر گنے کی شکر [illegible] میں کم ہوتی ہے اور پانی میں کم حل ہوتی ہے یعنی ایک حصہ پانی میں [illegible] دو حصہ شکر حل ہو سکتی ہے، ذیابطیس کے مریضوں میں اکثر اسی قسم کی شکر پائی جاتی ہے،

فوائد شکر صحت کی حالت میں شکر ضرورت کے موافق اعضا اور عضلات میں دوسری جگہ کی بہ نسبت زیادہ مقدار میں پہونچکر نشاستہ حیوانی میں تبدیل ہو جاتی ہے جس سے اعضا کی پرورش اور جسم میں قوت پیدا ہو جاتی ہے اور تھوڑی مقدار میں فضلات جسم کو بخارات دخانیہ اور پسینہ بنکر خارج کرتی ہے اگر زیادہ مقدار میں ہو تو جگر اور عضلات میں جمع رہتی ہے اور ضرورت پر تحلیل یا تحلیل کرتی ہے اور اگر ضرورت سے زیادہ ہو تو چربی کی شکل میں تبدیل ہو کر جزو بدن ہو جاتی ہے،

شکر کا کیمیاوی امتحان (۱) کانچ کی امتحانی نلکی کو پیشاب سے آدھی بھر کر سلفیٹ آف کاپر لوشن (طوطیا محلول) کے دو قطرے شامل کریں جس سے پیشاب کا رنگ قدرے نیلا ہو جاتا ہے پھر اسکو صاف کرنے کیلئے لائیکر پوٹاشی ڈالیں اس عمل سے پیشاب میں جو کف پیدا ہوں ان کو ملا کر درست کرلیں اسکے بعد اسپرٹ لیمپ کے ذریعہ سے جوش دیں اگر پیشاب میں شکر ہوگی تو جھاگ کا سرخی مائل بھورا رنگ ہو جائیگا ورنہ پیشاب کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔

(۲) امتحانی نلکی میں پیشاب ڈالیں اور پکرک ایسڈ اور لائکر [illegible] کے علیحدہ علیحدہ سیال بنا کر پیشاب سے نصف مقدار میں ڈالیں اور ایک جوش دیکر اتارلیں اگر اجزائے شکر موجود ہونگے تو پیشاب کا رنگ تیز سرخ ہو جائیگا اور جسقدر گہرا رنگ ہوگا اسی قدر شکر کی زیادتی پر دلالت کریگا۔

کاسٹ (قشور خراط)

کاسٹ دراصل سانچے میں ڈھلی ہوئی چیز کو کہتے ہیں چونکہ گردے کی بیماریوں میں بعض اوقات خون یا کسی دوسری قسم کی رطوبت پیشاب میں خارج ہو کر جس برتن یا جس شکل میں پڑی ہوا سی طرح جم جاتی ہے اسی مناسبت سے اسکو کاسٹ کہا جاتا ہے۔

اگر پیشاب میں کاسٹ تھوڑی مقدار میں ہو تو پیشاب میں [illegible]

[illegible]

چونکہ کاسٹ خون، پیپ، چربی وغیرہ مرکب یا مفرد مادوں سے بنتا ہے اسلئے اسکو اسی چیز کے نام کیساتھ منسوب کیا جاتا ہے مثلاً اگر خون کی شراکت سے ہو تو قشور دمویہ اور چربی کیوجہ سے ہو تو قشور شحمیہ کہلاتا ہے،

کاسٹ کا کیمیاوی امتحان

اگر چربی والے پیشاب میں ایتھر ملا دیا جائے تو شفاف ہو جاتا ہے اور تھوڑی دیر رکھنے سے بالائی سطح پر بالائی کیطرح جم جاتا ہے اور حرارت کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا، اسکے علاوہ اگر خون وغیرہ کے کاسٹ کا شبہ ہو تو اسی چیز کے ٹیسٹ کرنیکے مخصوص طریق سے ٹیسٹ کریں اگر بذریعہ خوردبین امتحان کرنا ہو تو پیشاب کے دو تین قطرے تہ میں سے لیکر خوردبین رکھکر امتحان کریں،

کیسٹین

زمانہ قدیم میں حمل کو معلوم کرنیکے لئے پیشاب کو چند روز رکھنے کے بعد دیکھتے تھے اگر پیشاب میں سفید رنگ کی جھالی جسمیں سفید چربی کے دانے اور کیسٹین (ایک قسم کی کائی) پائی جائے تو حمل متصور کرتے تھے تحقیقات جدیدہ سے یہ امتحان غلط ثابت ہوا ہے

کیسٹین کا کیمیاوی امتحان

بعض اوقات پیشاب میں یوریٹ آف ایمونیا کی مانند ایک تہ نشین ہونیوالی قلمدار شے پائی جاتی ہے جو گرم پانی میں حل نہیں ہوتی مگر امونیا (نوسادر) ڈالنے سے فوراً حل ہو جاتی ہے اور پھر ایسیٹک ایسڈ ڈالنے سے منجمد ہو جاتی ہے، اس قسم کے پیشاب کا قوام گدلا اور رنگ سبز زردی مائل ہو جاتا ہے جسمیں صدا گلا ہوا کیطرح بو ہوتی ہے اور اگر اسکی قلموں کو خوردبین سے دیکھا جائے تو شش پہل اقراص کی مانند نظر آتی ہیں،

اوکزلیٹ آف لائم

یہ ایک قسم کا نمک ہے جو بحالت صحت بھی بہت تھوڑی مقدار میں پایا جاتا ہے۔ اور جوانوں کی بہ نسبت بچوں کے پیشاب میں زیادہ ہوتا ہے بدہضمی، یرقان، شدید بخار وغیرہ ہونیکے بعد اکثر پیشاب میں اسکی زیادتی پائی جاتی ہے بعض اوقات ہیضہ سے آرام ہو جانیکے بعد بھی اس قسم کا نمک پیشاب میں پایا جاتا ہے، علی ہذا القیاس یورک ایسڈ بعض حالات میں کے امراض میں کاربولک ایسڈ جسکا مقصد اور فاسد خون کو صاف کرنا ہوتا ہے، مذکورہ بالا امراض کیوجہ سے اوکزلیٹ میں تبدیل ہو کر پیشاب میں خارج ہو جاتا ہے،

اسکے علاوہ ولایتی بیگن، پیاز، ریوند چینی وغیرہ کے کثرت استعمال سے بھی یہ نمک پیشاب میں زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے،

اوکزلیٹ آف لائم کا کیمیاوی امتحان

اوکزلیٹ آف لائم سفید رنگ بے ذائقہ چمکدار قلموں کی شکل میں ہوتا ہے جو گرم پانی میں حل نہیں ہوتا لیکن نائٹرک ایسڈ اور ہیڈرو کلورک ایسڈ میں حل ہو جاتا ہے اس قسم کے پیشاب کا رنگ پھیکا سبزی مائل یا گہرا کہربائی ہوتا ہے اور اسمیں تیزابی کیفیت پائی جاتی ہے۔ اور قارورہ کے برتن (فنجان) میں سطح پر ابر کی مانند جم جاتا ہے جسمیں کہیں کہیں نقاط بھی پائے جاتے ہیں،

علامات فارقہ

چونکہ یوریٹ کے نمک بھی اسی قسم کے ہوتے ہیں اسکی شناخت کے وقت اکثر دھوکہ ہو جاتا ہے اسکے پہچاننے کی بہترین تدبیر یہ ہے کہ اوکزلیٹ کے نمک گرم پانی میں حل نہیں ہوتے برخلاف اسکے یوریٹ کے نمک حل ہو جاتے ہیں اسکے علاوہ اوکزلیٹ کے پیشاب کو حرارت کے ذریعے سے خشک کیا جائے تو سفید سفوف جم جاتا ہے جسمیں ایسیٹک ایسڈ ملانے سے کوئی تغیر نہیں ہوتا لیکن بغیر جوش دئے معدنی تیزاب وغیرہ ڈالنے سے حل ہو جاتا ہے،

لیوسین وٹائروسین

یہ ایک زرد سبزی مائل چیز ہے جو نیٹروجن دار اجزا کے بگڑنے سے اکثر چیچک یا تپ محرقہ وغیرہ کے مریضوں میں پیشاب کے اندر پایا جاتا ہے اگر خوردبین سے دیکھا جائے تو لیوسین کی شکل چربی کے سیاہ کیسوں کے مطابق اور ٹائروسین کی قلمیں سوئی کے بنڈل کے موافق نظر آتی ہیں۔

منی

بعض اوقات پیشاب کے ساتھ بھی منی خارج ہو جاتی ہے اس قسم کا پیشاب عموماً ان لوگوں کو آتا ہے جو کثرت جلق کیوجہ سے جریان میں مبتلا ہو گئے ہوں ایسی حالت میں پیشاب کے اندر جو منی خارج ہوتی ہے اسمیں کسی قسم کی بو نہیں ہوتی۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصر سی منی کی ماہیت بیان کر دیجائے سنئے

حالت صحت میں تازہ منی لیسدار نیم شفاف اور سیال ہوتی ہے اور اسمیں گول گول لوتھڑے سے پائے جاتے ہیں اور ایک خاص قسم کا کھار اور بو بھی ہوتی ہے لیکن خارج ہونیکے بعد رقیق ہو جاتی ہے اور سرد ہونے پر اجزائے ارضیہ تہ نشین ہو جاتے ہیں نیز خشک ہونیکے بعد سخت زردی مائل شفاف ہو جاتی ہے،

اجزا منی منی کی اجزا ترکیبی میں حسب ذیل اشیا پائی جاتی ہیں

(۱) ہن اوکسائڈ آف پروٹین۔

(۲) نمک چند اقسام مثلاً کلورائڈ آف سوڈیم، فاسفیٹ آف سوڈا ولائم و میگنیشیا وغیرہ۔

اسکے علاوہ اگر خوردبین سے دیکھا جائے تو ایک قسم کے کیڑے ملتے ہیں جنہیں سپرمٹوزوا کہتے ہیں، تازہ منی میں یہ کیڑے تیرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اگر راستہ میں کوئی چیز حائل ہو تو دوسرے ذی روح کیطرح اس طرف سے ہٹکر دوسری طرف کو چلنے لگتے ہیں، اور ہر وقت دم ہلاتے ہوئے آگے کو بڑھتے رہتے ہیں پیچھے کو ہٹتے ہوئے آجتک نہیں دیکھے گئے

پیشاب کا خوردبینی امتحان

آلات بول میں متعدد مقامات پر خوردبینی امتحان کا تذکرہ ہو چکا امراض گردہ کی تشخیص کیلئے درحقیقت خوردبینی امتحان جزو لاینفک ہے لہذا لتسہیل بیان اور عام لوگوں کے فائدے کیلئے خوردبین کا مختصر طور پر ذکر کرتے ہیں

خوردبین

خوردبین اصطلاحاً ولغواً اس شیشہ کا نام رکھ لیا گیا ہے جو محدب شکل کا کسی فریم میں جڑا ہوا ہوتا ہے اور چھوٹی چیزوں کے حجم کو کسیقدر بڑا کر کے دکھاتا ہے لیکن درحقیقت خوردبین ایک آلہ ہے جو مختلف قسم و مختلف اجزا سے مرکب ہوتا ہے یہاں صرف اس آلہ کا تذکرہ ہے تاکہ طالبان فن کے باسانی سمجھ میں آجائے

خوردبین کو استعمال کرنیکا طریقہ

اول تمام آلات کو مٹی اور گرد و غبار سے صاف کر لینا چاہئے اسکے بعد کسی نکلی میں خوردبین کو رکھیں اور نیچے کیطرف سے آبجیکٹو اور اوپر کی جانب سے آئی پیس لگادیں اور آئینہ جسکے ذریعے سے روشنی کا عکس امتحانی اشیا پر پڑتا ہے، قائم کریں اسکے بعد جس چیز کا مشاہدہ کرنا ہو گلاس سلائڈ پر رکھکر گول پتلے شیشے سے ڈھانک دیں اور پھر پلیٹ کے سوراخ پر کمانی کے ذریعے سے قائم کر دیں، اور خوردبین کو ذرا ترچھا کر کے دیکھیں اور فوٹو کے کیمرے کیطرح امتحانی چیز نگاہ کے مقابلہ میں کر لیں،

جسوقت امتحانی چیز نگاہ کے بالمقابل ہو جاتی ہے تو آئینے سے روشنی کی شعاعیں ایک جگہ جمع ہو کر پلیٹ کے سوراخ سے گذر کر امتحانی چیز پر پڑتی ہیں اور پھر آبجیکٹو کے آئینہ پر پڑکر خوردبین کی ہوا میں داخل ہوتی ہیں اور اسکا عکس آئی پیس کے گلاس کے ذریعے سے آنکھ کے پردے پر پڑتا ہے،

روشنی خوردبینی امتحان کے لئے سب سے بہتر آفتاب کی روشنی ہوتی ہے لیکن اگر تمازت آفتاب زیادہ ہو تو ایسی حالت میں آفتاب سے بلاواسطہ روشنی نہ لیں، بلکہ نیلے آسمان کی روشنی سے فائدہ اٹھائیں، اسکے علاوہ مصنوعی روشنی سے بھی امتحان کیا جاسکتا ہے، مگر بہتر روشنی آفتاب ہی کی ہے

اشیا خارجی خوردبین کے ذریعے سے مندرجہ بالا اشیا کے علاوہ حسب ذیل خارجی چیزیں بھی نظر آتی ہیں،

(۱) روئی کا ریشہ
(۲) سن کا ریشہ
(۳) بال
(۴) ہوا کے بلبلے
(۵) روغنی کیسے
(۶) گیہوں کا نشاستہ
(۷) آلو کا نشاستہ
(۸) چاول کا نشاستہ
(۹) نباتی ساخت
(۱۰) عضلاتی ریشے
(۱۱) پیپ

باب الصحت

کیا آپ نے یہ سب کچھ دیکھا ہے؟

کیا آپکو معلوم ہو کہ دہلی میں جتنا دودھ روزانہ خرچ ہوتا ہو اسکا بیشتر حصہ تقریباً اسی فیصدی آس پاس کے دیہات اور قصبات سے آتا ہو؟ کیا آپ نے کبھی دودھ والوں کی وہ قطار کی قطار جمنا کے پل پر سے گذرتے دیکھی ہو، جو قرب وجوار کے گاؤں سے دودھ لیکر شہر کو آتے ہیں؟ میلی اور کثیف وردی پہنے گاؤں والوں کی ایک فوج ہوتی ہو جو ایک ایک یا دو دو کی قطاروں میں بہنگیاں کندھوں پر یا پیتل کے گلسے سروں پر لادے بے تحاشہ ڈبل مارچ سے بھاگتے چلے جاتے ہیں۔ اس فوج میں سائیکل سواروں کا بھی ایک بہت کافی بڑا دستہ ہوتا ہے جو دو دو تین تین اور بعض اوقات چار چار ٹین دودھ سے بھرے ہینڈلوں میں آگے اور پیچھے لٹکائے پورے ۱۵ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے ایک ایک کی قطار میں اُڑے چلے جاتے ہیں، شہر کے دوکانداروں کو دودھ دیکر جب سائیکل سواروں کے یہ دستے واپس جاتے ہیں تو خالی کنستروں کی کھڑ کھڑاہٹ اتنی ہوتی ہے کہ انہیں اندھیری راتوں میں بھی گھنٹی بجانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اس طرح دودھ تو اسمیں شک نہیں کہ دور دور سے کھنچ کر دہلی کے بازاروں میں آجاتا ہو اور پھر جب "بقدر ضرورت" اس میں جمنا جی کا صاف شدہ پانی بھی مل جائے تو یہ مقدار تقریباً چار لاکھ انسانوں کی ضرورتوں کے لئے کافی بھی ہو جاتی ہے جو دہلی میں آباد ہیں۔ لیکن گائے اور بھینس کے تھن سے تھے میاں کی دودھ دانی تک پہنچتے پہنچتے اس دودھ پر کیا گذر جاتی ہے کیا آپ اسے سننا پسند کریں گے؟

دیہات کے مرد تعلیم یافتہ اور جاہل، دیہات کی عورتیں حفظان صحت کے اصول سے قطعاً ناواقف، وہ زیادہ سے زیادہ اتنی ہی احتیاط کر سکتے ہیں کہ جب دودھ دوہنے بیٹھیں تو بس کسی دو چلو پانی گائے یا بھینس کے تھنوں کی سمت میں اس نیت اور ارادے سے کیا ہے پھینک دیں کہ تھنوں کا دھونا مقصود ہو اور کامل وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہو کہ اس پورے ڈیڑھ چلو پانی سے کچھ نہیں تو آدھا بلکہ بعض اوقات تین چوتھائی چلو پانی ضرور گائے بھینس کے تھنوں پر پڑ جاتا ہے، اگرچہ یہ ممکن ہے کہ پانی اُچھالتے وقت ہاتھ کا رُخ جس طرف کو تھا اسی سمت کے دو تھن تو بھیگ جائیں اور دوسری طرف کے دونوں تھن بالکل خشک رہیں یا دو چار دس بوندوں سے زیادہ اُن کے حصے میں نہ آئیں۔

بہرحال یہ یقینی ہے کہ مویشیوں کے تھن اس طرح اگر دُھلتے نہیں ہیں تو اتنا ضرور ہو جاتا ہے کہ ان پر جو غلاظتیں لگ کر سوکھ گئی تھیں وہ اتنی رقیق ہو جاتی ہیں کہ آہستہ آہستہ تھنوں سے بہہ کر دودھ دوہنے والے کی انگلیوں اور بھینس کے تھنوں کے درمیان سے گذرتی ہوئی دودھ کے اس برتن تک بہ حفاظت تمام پہنچ جائیں کہ جس میں دودھ نکالا جارہا ہے اور اس طرح دودھ کی مقدار میں زیادہ نہیں تو چند تولوں کا اضافہ کردیں۔

گائے بھینسوں کی کچھ یہ بھی عجیب عادت ہوتی ہو کہ وہ اپنے اس عضو کو جو صرف جانوروں ہی کو ودیعت کیا گیا ہے اور جس سے انسان بالکل محروم ہے، میری مراد دم سے ہو، برابر حرکت دیتی رہیں۔ دودھ دیتے وقت اس دم کی حرکت کی رفتار اور بھی کسی قدر تیز ہو جاتی اور غالباً اسکی ضربات کی تعداد فی منٹ پچاس سے ساٹھ تک ضرور پہنچ جاتی ہے، گائے بھینسوں کا جسم اگر دُھلا دُھلایا اور صاف ستھرا ہو تو ان کی دُم کی یہ مگس رانی کچھ بُری نہ معلوم ہو لیکن مصیبت یہ ہو کہ ان کے جسم پر خاک مٹی اور گوبر کے انبار کے انبار ہوتے ہیں اور مورچھل کی یہ باقاعدہ اور نہایت سریع ضربات ہر مرتبہ تھوڑی سی خاک ذرا سی کیچڑ، اور ایک بہت ہی قلیل مقدار گوبر کی جانور کے جسم سے چھڑا کر دودھ کے برتن

میں ڈالتی رہتی ہیں۔ بال جو دُم سے ٹوٹ کر یا بدن سے جھڑ کر دودھ کی بالٹی یا مٹکوئے میں پڑتے رہتے ہیں وہ اس غلاظت اور کثافت کے علاوہ ہیں۔

اب اسکے بعد وہ وقت آتا ہے کہ دودھ کو شہر لیجانے کیلئے گگروں میں بھرا جاتا ہے۔ اور ان گگروں کے منہ میں قریب کی زمین سے اکھیڑ کر تھوڑی سی گھاس بھر دی جاتی ہے تاکہ دودھ اچھل اچھل کر گر نہ جائے، یہ گھاس بھی اگر بارش ہو چکی ہو تو دُھلی ہوئی نہیں ہوتی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس پر خاک مٹی کی ایک بہت ہی کافی مقدار موجود ہو اور اس کا بھی امکان ہے کہ ذرا سی دیر پہلے اس پر گاؤں کے کسی کتے نے جو عام طور پر سلسلۃ البول کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں شاشیدن کے مصدر کا ایک خاص صیغہ گردانا ہو۔

گاؤں سے اس اہتمام اور اس احتیاط کے ساتھ روانہ ہونے کے بعد دودھ آفاتِ سماوی سے تو اکثر محفوظ رہتا ہے، لیکن آفاتِ ارضی سڑک کی خاک کی صورت میں اس پر بکثرت نازل ہوتی رہتی ہیں اور اس خاص آفت کے نازل ہونے کا سب سے بڑا سبب موٹریں ہیں، جو ہر سڑک پر آوارہ بچوں کی طرح ہر وقت خاک اڑاتی پھرتی ہیں،

نوجوانوں کو اور پھر محنت کرنے والے نوجوانوں کو بھوک بہت شدت سے لگا کرتی ہے، اس لئے اگر ایسا ہوتا ہو تو یہ بھی بعید از قیاس نہیں ہے کہ شدت جوع سے تنگ آکر دودھ لانے والے نوجوان کسی مناسب مقام پر آہستہ سے اپنے سر کا بوجھ اُتار کر سیر ڈیڑھ سیر دودھ ناشتے کے طور پر استعمال کر لیتے ہوں اور شہر میں داخل ہونے سے پہلے ہی جمنا کے یا کسی کنوئیں کے پانی سے "خانہ پُری" کر دیتے ہوں۔

بہر حال رفتہ رفتہ "اُفتاں و خیزاں" یہ خالص دودھ شہر میں پہنچ جاتا ہے اور شہر کے حلوائی جن میں سے اکثر کی دوکان پر خالص دودھ کا سائن بورڈ لگا ہوتا ہے۔ اسے اپنے برتنوں میں لے لیتے ہیں، اور یہ واقعہ ہے کہ یہ برتن خواہ طبی نقطۂ نظر سے صاف اور جراثیم سے پاک نہ سمجھے جائیں لیکن دُھلے منجھے اور صاف ستھرے ضرور ہوتے ہیں۔

حلوائیوں کا یہ دستور ہے کہ ان کے بہت سے ٹھکانے بندھے ہوئے ہوتے ہیں، جہاں وہ روزمرہ ایک مقررہ مقدار دودھ کی دیا کرتے ہیں، اور کچھ تھوڑا دودھ وہ اپنے کڑھاؤ میں ان گاہکوں کے لئے گرم کر کے رکھتے ہیں جو انکی دوکان سے خریدنے کے لئے آئیں۔ اس طرح انہیں تقریباً بالکل صحیح اندازہ ہوتا ہے کہ روزانہ کتنا دودھ انکی دوکان پر بکتا ہے، اور اتنی ہی مقدار کی فرمائش وہ گھوسیوں اور گوالوں کو دیتے ہیں۔ اب فرض کیجئے کہ ایک حلوائی کی دوکان پر روزانہ ایک من دودھ فروخت ہوتا ہے اور ایک ہی من وہ گھوسیوں سے روز خریدتا ہے آپ کے یہاں روز اسکی دوکان سے دو سیر دودھ آتا ہے لیکن اتفاق سے آپ نے کسی دن اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے اس سے کہلا بھیجا کہ آج ہمیں تین سیر دودھ زیادہ چاہیئے، ظاہر ہے کہ اس نے جو ایک من خریدا ہے وہ اسکی دوکان کیلئے ضروری ہے اور تین سیر کی یہ زائد مقدار اسمیں سے نہیں نکل سکتی۔ وہ آپ کو مایوس، بلکہ شاید ناراض بھی نہیں کرنا چاہتا، اور اُسے یہ بھی معلوم ہے کہ گھوسی کے پاس مقررہ مقدار سے زیادہ ہو نہیں سکتا۔ اب وہ سوچتا ہے، اور صرف دو ہی تین مرتبہ سر یا داڑھی کھجلانے کے بعد مسرت و اطمینان کا تبسم اُسکے ہونٹوں پر نمودار ہوتا ہے، اور قریب کے نل سے ایک بالٹی پانی لے آنے میں سب مشکلات حل ہو جاتی ہیں بعض "دور اندیش" حلوائی کہیں سے زائد مقدار کی فرمائش وصول ہوئے بغیر بھی محض "برنائے احتیاط" دو چار سیر کے قریب اضافہ اس دودھ میں کر لیا کرتے ہیں کہ جو ان کے کڑھاؤ میں گرم ہونے کیلئے باقی رہ جائے، کون جانتا ہے کہ کس وقت کوئی گاہک آ کھڑا ہو، اور بالفرض اگر کوئی بھی نہ آئے تو آخر اسمیں حرج ہی کیا ہے کہ ایک من دودھ کو انہی ترکیبوں سے سوا من بنا لیا جائے،

حلوائیوں کی دُکان پر پہنچ کر دودھ کی وقعت کسی قدر بڑھ جاتی ہے، اکثر حلوائی اسے کپڑے میں چھان کر اور بہت اچھی طرح دُھلے کڑھاؤ میں ڈالکر آگ پر رکھ دیتے ہیں۔ اور چونکہ کھلے ہوئے دودھ پر ملائی ذرا موٹی پڑتی ہے، اس لئے یہ کڑھاؤ چولھے پر ہو تب بھی اور چولھے سے نیچے ہو تب بھی کھُلا ہوا ضرور رہتا ہے اب یہ قصور غالباً ان تمام جانوروں کا ہے جو ہزارہا کی تعداد میں روزانہ حلوائی کی دوکان کے سامنے سے سڑک پر گذرتے رہتے ہیں کہ ساتھ چلتے میں گوبر اور لید کے بیسیوں ڈھیر اسکی دوکان کے سامنے لگا جاتے ہیں یہ گوبر اور لید آدمیوں اور جانوروں کے پیروں سے پس پس کر چھوٹے چھوٹے ذرات کی صورت میں تبدیل ہو جاتے ہیں جنہیں [illegible]

دودھ کی فراہمی

برتن لیکر دودھ دوہنے چلی، مکھیاں ساتھ ہولیں
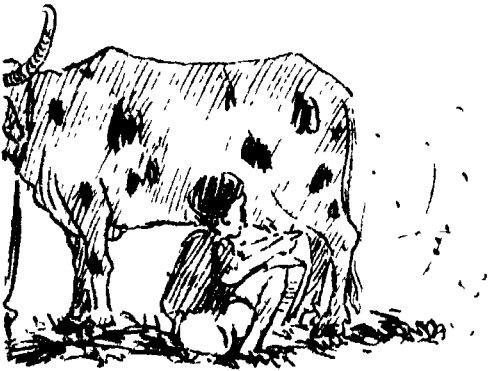
گائے کے جسم سے چھٹ چھٹ کر غلاظت دودھ میں گر رہی ہے

دُم ہلا ہلا کر گائے اپنے جسم کی غلاظت دودھ میں گرا رہی ہے

گھاس پھوس کی ڈاٹ گھڑے کے منہ پر
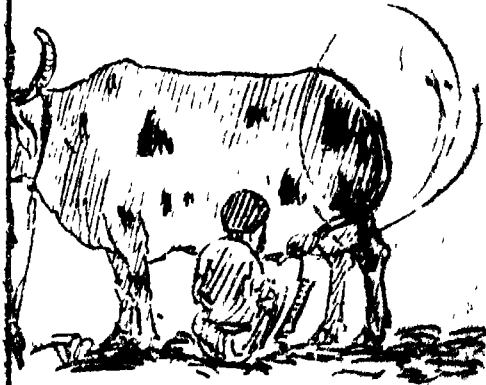
موٹر نے منوں خاک دودھ میں جھونک دی
جمنا جی کے پانی سے دودھ کی مقدار میں اضافہ
حلوائی کی دکان پر دودھ پہونچ گیا
حلوائی نے ضرورتاً پانی کے نل سے مدد لی ہے
خالص دودھ کی دکان
دودھ ایک کھاٹ صافی میں چھانا جا رہا ہے

[illegible] کرکے اس قابل کر دیتی ہے کہ ہوا کے جھونکوں سے، تانگوں، گاڑیوں، اور موٹروں کے پہیوں سے [illegible] کے حلال خوروں کی جھاڑوؤں سے جب سڑک کی خاک اُڑے تو اس میں بیشتر حصہ انہی ذرات کا ہو۔ کامل وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ حلوائی کی یہ نیت ہرگز نہیں ہوتی کہ وہ کوئی چیز خاک مٹی کی قسم سے اپنے دودھ میں ملائے۔ لیکن کارکنانِ قضا و قدر کی بھیجی ہوئی ہوا کو وہ کس طرح اپنی دُکان میں داخل ہونے سے روکدے جو اپنے ہمراہ غلاظت کے اتنے انبار لاتی ہے اور اسکے دودھ پر ہی نہیں، بلکہ تمام مٹھائیوں پر حصہ رسدی چھڑک جاتی ہو جن حلوائیوں کی دوکانیں گلیوں میں ہیں، اُن کیلئے اور بھی مصیبت ہو۔ اور وہ یہ کہ آس پاس کے گھروں کے بچے کھیلتے ہوئے اپنے گھروں سے نکل آتے ہیں، اور بلا تکلف جب ضرورت محسوس ہو اسکی دکان کے سامنے یا اس کے بالکل قریب بیچ راستہ پر، یا اگر زیادہ مہذب ہوئے تو نالی کے کنارے بیٹھ کر پاخانہ پھر دیتے ہیں، گو اس غریب کو یہ دقت ہو کہ اسکے دودھ میں گوبر، لید، اور خاک کے علاوہ انسانی پاخانے کے ذرات بھی ایک کافی مقدار میں ملجاتے ہیں، پرائے بچوں کو وہ مار بھی نہیں سکتا۔ اسی محلہ میں دکان رکھنی ہو، اور پھر ایک ہوا، دو ہوں تو جبر و تشدد بھی ممکن ہے، درجنوں کو وہ کہاں تک مار سکتا ہو۔ آخر بیچارہ ہار کر خاموش ہو رہتا ہے، اور چونکہ دودھ اور مٹھائی کی بکری پر ان غلاظت آمیز واقعات کا کوئی اثر نہیں پڑتا، اور کڑھاؤ میں اور تھالوں میں جو کچھ بھی رکھا ہو، وہ سب پورے داموں بک جاتا ہو اس لئے بھی وہ سوچتا ہو کہ بچوں سے تعرض کر کے کیوں خواہ مخواہ لڑائی مول لی جا

ہوا اور کمیٹی کے حلال خوروں کے علاوہ حلوائی سے مکھیوں کو بھی کچھ خدا واسطے کی دشمنی ہوتی ہے کمبخت جھی، خاصی گوبر، لید، پاخانے، اور اسی قسم کی اور تمام غلاظتوں پر بیٹھی ہوتی ہیں کہ یکایک خدا جانے کیا جی میں آتا ہو کہ وہاں سے اُڑ کر سیدھی [illegible] کی دوکان میں گھس آتی ہیں، اور اسیطرح سنی ہوئی [illegible] اور بھرے ہوئے اس کے دودھ پر ہی پر غرض کہ ہر چیز پر جو [illegible] جاکر رکھی ہو، بیٹھ جاتی ہیں۔ اس طرح انکی آمد اور [illegible] نشست ممکن تھا کہ حلوائی کو ناگوار نہ گذرتی کیونکہ [illegible] اپنے پنجوں اور اپنی ٹانگوں میں لاتی ہے اسکی مقدار بالکل غیر محسوس سی ہوتی ہے جس پر کوئی گاہک کبھی اعتراض نہیں کرتا لیکن غضب یہ ہو کہ وہ اسکی خوشنما اور آبدار مٹھائیوں پر بہ اطمینان تمام اپنا سب کھایا پیا الٹ دیتی جس کے سیاہ سیاہ سے دھبے سب کو دور سے نظر آجاتے ہیں،

بہرحال یہ خاک اندود، اور غلاظت آمیز دودھ جب خالص دودھ کے نام سے ہمارے گھروں میں آتا ہو تو محتاط اور تعلیم یافتہ بیگم صاحب ننھے میاں کی دودھ دانی میں ڈالنے سے پہلے اسے ایک مرتبہ اچھی طرح جوش دیتی ہیں، اور اس طرح جراثیم تو خیر مرتے ہوں یا نہ مرتے ہوں، لیکن وہ معدودے چند وٹامن ضرور ضائع ہو جاتے ہیں جو حلوائیوں کی آتش افروزیوں سے کسیطرح بچ رہے تھے

یہاں ذکر صرف دودھ کا تھا، اس لئے دوسری چیزوں کے بیان سے بالقصد احتراز کیا گیا ہو ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہماری اشیا خوراک میں ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے، جو ہمیں صاف ستھری اور قابل اعتماد حالت میں ملتی ہو، گوشت اور گھی کیحالت دودھ سے بدتر ہو پھلوں کو قدرت نے چھلکوں کے ذریعے سے محفوظ کر دیا تھا لیکن بکثرت میوہ فروش پھلوں کو بھی کاٹ کاٹ کر اور چھیل چھیل کر اپنی میلی کچیلی ٹوکریوں میں رکھتے ہیں، اور بازار کی خاک اور مکھیوں کی ٹڈی دَل فوج انہیں اچھی طرح "قابل خورش" بنا دیتی ہے۔ جا بجا سڑکوں پر بالکل نالیوں کے پاس خوانچے والے زمین میں اپنا خوانچہ رکھکر بیٹھ جاتے ہیں اور یہ نظارہ بالکل عام ہو کہ حلال خور اسی جگہ سڑک پر جھاڑو دے رہا ہو اور خوانچہ والے کے چاروں طرف بچوں اور نوجوانوں کا ہجوم ہے، جو چاٹ، پھلکیاں، یا اسی قسم کی اور چیزیں لیکر کھا رہے ہیں،

ہم سنتے ہیں کہ شہر میں حفظانِ صحت کا محکمہ قائم ہے، اور اخباروں میں اکثر اس محکمے کی شائع کی ہوئی اطلاعات بھی پڑھتے رہتے ہیں کہ اس ہفتے میں گردن توڑ بخار کے اتنے کیس ہوئے اور اس ہفتے میں ہیضے سے اتنی جانیں ضائع ہو لیں، کبھی کبھی اسی کے ساتھ یہ بھی لکھا ہوتا ہو کہ گذشتہ سال اسی مہینے میں گردن توڑ بخار یا ہیضے سے اتنے آدمی مرے تھے،

ہر تین سال کے بعد ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ علاقے کے ممبر صاحب ہمارے پاس تشریف لاکر ہم سے وعدے کر جایا کرتے ہیں کہ شہر کی روشنی، شہر کی صفائی، اور حفظانِ صحت کے متعلق دیگر امور کیطرف کافی توجہ کی جائیگی اور اس طرح حقیقت میں ہمیں آشکارا

ہو جاتی ہے کہ ہمارے شہر کے انتظام کیلئے بھی ایک جماعت موجود ضرور ہے اور ہر مرتبہ جب ہماری نظران چکنی اور ہموار سڑکوں پر پڑتی ہے جن پر میونسپل کمیٹی کے انجنیر اور اُوور سیر تندہی اور کاوش کے ساتھ کولتار ڈلوایا کرتے ہیں۔ یا ہم ان بجلی کے قمقموں کو دیکھتے ہیں جو ان سڑکوں کو روشن کرنیکی غرض سے کمیٹی کیجانب سے دردِ اُوبزاں کئے جاتے ہیں تو دل سے بے اختیار اپنے خدایان شہر کے حق میں دعا نکلتی ہے، شہر کی سڑکوں کو درست اور اچھی حالت میں رکھنا تاکہ کسی موٹر نشین کے اس پر سفر کرتے وقت جھٹکا نہ لگے، اور ہر سڑک کو بقعۂ نور بنا دینا تاکہ موٹر چلانے والوں کو تکلیف نہ ہو اور حادثات بکثرت واقع نہ ہوں یقیناً ایسی چیزیں کہ جن سے خدایان شہر کی خوش انتظامی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن کبھی کبھی دل میں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ آیا موٹروں کے لئے سڑکیں مہیا کرنا مقدم ہے یا بے کاروں اور محتاجوں کے لئے روٹی، اور بجلی کے قمقمے اہل شہر کے لئے زیادہ ضروری ہیں یا صاف ستھری اشیا خوراک کی فراہمی؟ بعض ارمان زدہ مائیں کھلونے والے کی دکان پر پہنچکر اپنے اکلوتے بچے کیلئے گھوڑے اور گائیں اور موٹریں بڑی شوق سے خریدتی ہیں، اور اپنا سارا شوق اسی دکان پر خالی کر آتی ہیں مگر پہنچ کر انہیں یہ تجربہ ہوتا ہے کہ بھوکا بچہ کھلونوں سے نہیں بہلتا اور فی الحقیقت دودھ کی ضرورت ہے۔ کہیں خدانخواستہ ہمارے "شہری باپ" اسی قسم کی ارمان زدہ مائیں تو نہیں ہیں جو ہمارے لئے دودھ سے پہلے کھلونے مہیا کر رہی ہیں؟

کیا اشیا خوراک کے متعلق ضروری انتظامات کرنا میونسپل کمیٹی کے فرائض میں داخل نہیں ہیں؟ اور کیا مختلف وبائی امراض کی رفتار ترقی اور گذشتہ سالوں سے اس کا مقابلہ شائع کر کے حفظان صحت کا محکمہ اپنے فرائض سے سبکدوش ہو جاتا ہے؟

(ڈاکٹر سعید احمد، سعید، بریلوی)

دہ پند سودمند

لندن کے طبی رسالے "گڈ ہیلتھ" میں مندرجہ ذیل ہدایات غسل کے متعلق شائع ہوئی ہیں:-

(۱) کھانا کھانیکے بعد دو گھنٹے تک سارے جسم کو پانی میں ڈبونا یا پورے بدن کا غسل کرنا نہ چاہیئے۔ ایسا کرنیسے خون اندرونی اعضا سے واپس لوٹ آئیگا، جہاں ہضم میں مدد دینے کیلئے اسکی ضرورت تھی۔

(۲) ہفتے میں کم سے کم دو مرتبہ گرم پانی اور صابون سے نہا لینا چاہیئے تاکہ جسم صاف رہ سکے، اگرم پانی میں پندرہ سے ۲۰ منٹ تک بیٹھنا صابون کا آزادانہ استعمال، اور زور زور سے بدن کا ملنا ضروری چیزیں ہیں، اسکے بعد گرم پانی سے نکلکر تھوڑا ٹھنڈا پانی بدن پر ڈالا جائے اور تیز ہاتھ سے بدن کو ملا جائے۔

(۳) بہت تیز گرم پانی سے بجز ایسی صورت کے کہ طبیب نے ہدایت کی ہو اور اسکی نگرانی میسر ہو، ہرگز نہ نہانا چاہیئے۔

(۴) اگر جلد قدرتی طور پر خشک ہو، اور اسے بہ آسانی خراش پہنچ جاتی ہو تو بہت ہی نرم اور سکن صابون استعمال کرنا چاہیئے زیادہ تیز گرم پانی سے نہ نہانا چاہیئے اور غسل کے بعد جسم پر تھوڑا سے تیل کی مالش کر لینی چاہیئے۔

(۵) عمر رسیدہ آدمیوں کو جلدی جلدی نہانے کی ضرورت نہیں ہے اور تیز گرم یا تیز سرد پانی سے انہیں پرہیز کرنا چاہیئے۔

(۶) سموئے ہوئے پانی سے شب کے وقت غسل کرنا بہتر ہے بیس سے ۳۰ منٹ تک ایسے پانی میں رہنے سے جسم کے عضلات ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور اچھی نیند آتی ہے۔

(۷) سرد پانی سے گرم کمرے کے اندر غسل کرنا چاہیئے جن لوگوں میں سرد پانی سے نہانے پر ردعمل اچھا ہوتا ہو ان کیلئے ایسے غسل مفید ہیں، اچھے ردعمل کے یہ معنی ہیں کہ نہانے کے بعد جسم فوراً گرم ہو جائے جلد پر سرخی اور چمک آ جائے، اور غسل کرنیوالا فرحت و تازگی محسوس کرے۔

(۸) گرمی کے موسم میں بار بار غسل کرنا چاہیئے۔ اس موسم میں غدود زیادہ کام کرتے ہیں اور مادہ ہائے فاسد پسینے کیساتھ نکل کر جلد کے اوپر جمع ہو جاتے ہیں۔

(۹) ہوا میں جسم کو کھول کر ہوائی غسل لینے سے بڑی فرحت ہوتی ہے، اور جلد میں جو حرارتِ جسم کو صحیح رکھنے کا نظام ہے اس کی تربیت ہوتی ہے۔

(۱۰) بنیان اور تولیہ ہر شخص کو اپنا اپنا استعمال کرنا چاہیئے اور یہ چیزیں بہت صاف رہنی چاہئیں۔

تھکی ہوئی آنکھیں

دیر تک نگاہ کا کام کرنے سے، یا تمباکو کے دھوئیں کے اثر سے، یا تیز روشنی کیطرف دیکھنے سے، یا آندھی کے اثر آنکھیں بالعموم متورم سی ہوجاتی ہیں پپوٹے اور خود آنکھ کا ڈھیلا سرخ ہوجاتے ہیں کیونکہ خراش کیوجہ سے خون آنکھ میں زیادہ مقدار میں آتا ہے اور عروق کے پھیل جانے کی وجہ وہاں اجتماع خون ہونے لگتا ہے، پپوٹے بھاری بھاری محسوس ہوتے ہیں، آنکھیں تھک سی جاتی ہیں، اور بعض اوقات سوزش اور جلن معلوم ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں اگر تیز گرم پانی سے آنکھوں کو سینکا جائے تو فوری آرام محسوس ہوتا ہے، روئی کے پھوئے خوب تیز گرم پانی میں بھگو کر پپوٹوں کے اوپر رکھ لئے جائیں، اور دو تین منٹ تک رکھے رہنے دئے جائیں۔ اور پھر سرد پانی کے پھوئے رکھ لئے جائیں۔ اس تدبیر سے فوراً آرام معلوم ہوگا۔ اور آنکھیں یہی نہیں کہ تازہ دم ہوجائیں بلکہ خوشنما اور چمکدار بھی ہوجائیںگی۔

ہماری غذاؤں میں فولاد کا جزو

انسانی جسم کے لئے بحالتِ طبعی ساڑھے چار ماشے سے کچھ زیادہ فولاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس مقدار میں تین ماشے سے زیادہ خون میں شامل رہتا ہے، اور باقیماندہ جگر اور طحال میں، مندرجہ ذیل غذاؤں کے ایک ایک ہزار حصوں میں فولاد کی حسب ذیل مقدار پائی جاتی ہے۔

چوزہ مرغ کا گوشت	برائے نام	
مچھلی کا گوشت	″	
میدہ	۰،۰۳	فی ہزار
کھجوریں	،۰۳	″
مشین کے چلا کو ہوئے چاول	،۰۵	″
کیلے	،۰۷	″
انسانی دودھ	،۰۷	″
گوشت	،۱۵	″
مچھلیاں	،۱۹	″
بغیر چلا کئے ہوئے چاول	،۲۲	″
انڈے کی سفیدی	۰،۲۵	″
گائے کا دودھ	،۳۰	″
موٹا آٹا	،۳۷	″
جگر	،۳۸	″
سنترے اور نارنگیاں	،۳۸	فی ہزار
ناریل	،۴۰	″
انڈے کی زردی	،۴۰	″
انگور	،۴۵	″
سیب	،۴۶	″
انجیر	،۶۰	″
اخروٹ	،۶۱	″
گاجریں	،۷۰	″
آلو بخارے	،۹۴	″
ٹماٹر	۱،۰۰	″
کھیرا	۱،۴۰	″
کدو	۱،۸۸	″
بند گوبھی	۲،۱۶	″
پیاز	۲،۲۰	″
مولی	۳،۰۰	″
اسٹرابیری	۳،۷۳	″
چاول کا چھلکا	۴،۰۰	″
پالک	۹،۰۵	″

معلومات

صد سالہ عمر کا راز

ملک اٹلی کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایسے پانچ آدمی موجود ہیں جنکی عمریں سو برس سے اوپر ہو چکی ہیں اور تینتیس ایسے بڈھے زندہ و سالم موجود ہیں جو اپنی عمر کے نوے سال پورے کر چکے ہیں۔ ایک اطالوی ڈاکٹر نے ان کے حالات کے متعلق پورے طور پر تحقیقات کر کے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے ہیں۔

(۱) سو سال کی عمر کو پہنچنے والوں میں بیشتر کسان ہیں،

(۲) یہ لوگ بہت تھوڑی دیر سوتے ہیں

(۳) ان میں سے کوئی گوشت نہیں کھاتا، نہ شراب پیتا ہے اور نہ تمباکو سے شوق رکھتا ہے،

(۴) ان کی درازعمری کا ایک باعث نسلی خصوصیات بھی ہیں۔

(۵) ان میں سے بعض کے بکثرت بچے ہیں۔ اور بعض نے کبھی شادی ہی نہیں کی

(۶) ان میں سے کسی نے کبھی ملکی سیاسیات میں حصہ نہیں لیا ہے۔

امراض جرائم کا باعث ہوتے ہیں

ایک سرجن کا مقولہ ہے کہ "تمام بیماریوں کے داخلہ کا راستہ باورچی خانہ ہے"

سر ولیم آربتھناٹ لین نے نیو ہیلتھ سوسائٹی کے ایک جلسے میں کہا کہ لوگوں کی جسمانی حالت اگر درست ہو تو یہ ناممکن ہے کہ وہ کبھی کوئی جرم کریں یا کوئی بدی ان سے سرزد ہو اگر تمہارا معدہ نادرست اور مریض ہے تو خدا ہی جانتا ہے کہ تم کیا کچھ کر گزرو گے، لوگ اگر بیمار ہوتے ہیں تو وہ اس تکلیف کے مستحق بھی ہوتے ہیں انسان اگر بیمار ہو سکتا ہے تو صرف اپنی غفلت اور بے پروائی کے باعث ہو سکتا ہے۔ بیماریاں تمام تر باورچی خانے کے راستے سے آتی ہیں اور چونکہ باورچی خانے کا انتظام عورتوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے اسلئے یہ حد سے زیادہ ضروری ہے کہ ان کو اس کام کے متعلق مخصوص تعلیم دی جائے۔

بناسپتی دودھ

بادام، ناریل، سویابین سے جو مصنوعی دودھ تیار ہوتا ہے اسکی تعداد قیمت کے لحاظ سے کہ ہمیں بہت کافی غذائیت ہوتی ہے، اور بچوں کے لئے وہ خصوصیت کیساتھ مفید ہے اب برابر بڑھتی جا رہی ہے بعض بچے طبعاً گائے کے دودھ سے متنفر ہوتے ہیں اور وہ انہیں راس نہیں آتا بعض حالات بھی ایسے ہو سکتے ہیں کہ ان بچوں کو گائے کے دودھ سے پرہیز کرایا جائے ایسی صورتوں میں بناسپتی دودھ [illegible] دودھ کے متعلق ایک عرصہ تک تحقیقات جاری رکھی تھی، اور عرصہ دراز کے تجربوں کے بعد اب انہوں نے اس بات کی سفارش کی ہے کہ اس دودھ کا استعمال معدہ اور گردوں کے امراض میں بہت ہی مناسب نیز استسقا، ذیابیطس اور بعض اسہال کی حالت میں،

بادام کا دودھ عرصہ سے انسان کے استعمال میں ہے معدہ کے زخم کے مریضوں کو بادام کا دودھ پلانے کی تجویز سب سے پہلے [illegible] نے پیش کی تھی۔ بادام کے دودھ سے پورے [illegible]

والے مریضوں کا نظام تغذیہ صحیح طور پر قائم رہتا ہے اور بالعموم ان کا وزن بڑھ جاتا ہے۔
ناریل کے دودھ میں بھی دوائی اور غذائی اثرات دریافت کئے جا چکے ہیں۔ بالخصوص جب کہ شیر خوار بچوں کے تغذیہ کے نظام میں فتور واقع ہو جائے۔

ارنڈ خربوزہ یا پپیتا:

پپیتے میں غذا کی بہت ہی غیر معمولی مقدار موجود ہوتی ہے جو ہم جتنے پھلوں سے واقف ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ وٹامن دیا ہی میں پائے جاتے ہیں۔ وٹامن اے جو دودھ اور مکھن میں بکثرت ہوتا ہے، اور جو انسانی نشو و نما کیلئے بہت ہی ضروری ہے اس کی ایک بہت بڑی مقدار پپیتے میں ہوتی ہے۔ مکھن سے اگر نسبت لگائی جائے تو معلوم ہوگا کہ پپیتے میں مکھن کی بہ نسبت آدھی مقدار وٹامن اے کی ہوتی ہے۔ سیمیں وٹامن بی اور سی اور ڈی بھی اچھی خاصی مقدار میں ہوتے ہیں۔ اور یہ تمام وٹامن انسانی جسم کی پرورش کے لئے بیحد ضروری ہیں
بہت ہی تھوڑے پھل ایسے ہیں جو مناسب وٹامن کی مقدار کے لحاظ سے پپیتے کا مقابلہ کر سکیں۔ ملک میں اس استعمال اگر عام ہو جائے تو یقینی طور پر تعداد اموات پر اس کا اچھا اثر پڑے گا اور ان میں کمی آجائے گی۔ اگر بچے بہ کثرت پپیتے کھایا کریں تو وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ہماری آئندہ نسلیں زیادہ قوی ہو جائینگی اور سو سال کی عمر پانے والوں کی تعداد قوم میں بڑھ جائے گی۔

تحفظ اطفال کا قانون:

حضور نظام نے اپنی مملکت حیدر آباد میں تحفظ اطفال کے قانون کی منظوری دیدی ہے جسکا نفاذ حیدر آباد شہر معہ مضافات اور ریاست کے تمام ایسے شہروں پر نہ جنکی آبادی پانچ ہزار یا اس سے زائد ہو گا۔ منجملہ دیگر دفعات کے اس قانون کی ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ سات برس سے کم عمر بچوں کو ملازم نہ رکھا جائے اور سات سے بارہ سال کی عمر کے بچوں کے متعلق یہ قید ہے کہ جب وہ نوکری کریں اور جب اس نوکری سے علیحدہ ہوں تو دونوں موقعوں پر حکام کو اطلاع کر دیں سولہ سال سے کم عمر کے بچوں کیساتھ خراب برتاؤ کرنے کی سزا ان کے آقاؤں کو دس سال کی قید کیصورت میں دیجائے گی۔

شاعر ڈاکٹر

بہت کم لوگ اس حقیقت سے واقف ہونگے کہ انگلستان کا مشہور معروف شاعر اور ادیب آلیور گولڈ اسمتھ ڈاکٹر بھی تھا۔ اٹھارہویں صدی میں انگلستان میں طبابت پیشگی بہت ہی بے قاعدہ صورت میں تھی۔ گولڈ اسمتھ نے اس زمانہ میں عرصہ تک مطب کیا ہے تعلیم سے فارغ ہو کر سب سے پہلے اس نے پادری بننا چاہا، اور اسکے بعد وکالت کیلئے کوشش کی۔ لیکن ان دونوں کوششوں میں ناکام رہنے کے بعد اس نے ایڈنبرا اور لیڈن میں ڈاکٹری تعلیم حاصل کی اور ... جہاں اس کا ذریعہ معاش اسکی استادانہ نوازی تھی کچھ عرصہ کے بعد ایک دولت مند شخص نے اُسے اپنے اُستاد کے طور پر رکھ لیا۔ بر اعظم کے سفر سے واپس ہو کر اُس نے لندن کی ایک کیمیائی لیبوریٹری میں اسسٹنٹ کے طور پر کچھ دنوں کام کیا اور پھر ساؤتھ وارک میں اپنا مطب کھول کر بیٹھ گیا۔ یہاں اس کی ملاقات مشہور ناول نویس رچرڈسن سے ہو گئی اور اب اس نے دنیائے ادب میں قدم رکھا۔ ایک ادیب کی حیثیت سے وہ بہت جلد چمک گیا اور جب انگریزی ادب کے ... ڈاکٹر جانسن اس کا دوست بنگیا تو اسکی شہرت کو اور بھی چار چاند لگ گئے۔ گولڈ اسمتھ نے اپنے زمانے کی ...

سفوف مفاصل جدید سورنجان شیریں ۵ تولہ، غنچہ گل سرخ ۲ تولہ، سنا مکی ۲ تولہ، سقمونیا مشوی ۱ تولہ، لاجورد مغسول ۹ ماشہ، بوزیدان ۲ تولہ بسفائج فستقی ۱ تولہ، مصطگی رومی ایک تولہ، تربد سفید مجوف خراشیدہ دو تولہ، زعفران ۳ ماشہ نبات سفید ۱۰ تولہ سب کو بہت احتیاط سے کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور احتیاط سے رکھیں، ہر صبح ۶ ماشہ تازہ پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ فوائد۔ درد مفاصل وعرق النسا

حب بواسیر خونی رسوت مصفےٰ زرد اعلیٰ دو تولہ، مغز تخم نیب ۱ تولہ، ست لوبان ۹ ماشہ مغز کشنیز ۱ تولہ تمام ادویہ کو پیس کر گولیاں بقدر نخود کابلی بنائیں۔ او دو دو گولیاں ہمراہ آب تازہ استعمال کریں

فوائد۔ خونی وبادی بواسیر کیلئے مفید ہے

حب تپ کہنہ میٹھا تیلیہ مدبرہ ماشہ فلفل سیاہ ۶ ماشہ، سہاگہ چوکیہ ۶ ماشہ، شنگرف رومی ۶ ماشہ کشتہ فولاد ۶ ماشہ، بالتی لبنت ۶ ماشہ تمام ادویہ عرق لیموں کاغذی میں کھرل کرکے گولیاں بقدر مرچ سفید بنائیں۔ او دو دو گولیاں ہمراہ آب صبح وشام دینا چاہئیں۔

فوائد۔ پرانے بخار کیلئے یہ گولیاں اکسیر ہیں۔ کھانسی زکام، صفراوی بخار میں بھی مجرب ہیں

سفوف مغلظ موصلی سفید ایک تولہ، موصلی سیاہ ایک تولہ ثعلب مصری، بدھارہ قند ۱ تولہ تالمکھانہ ۱ تولہ گوکھرو کلاں ایک تولہ، گوکھرو خورد ایک تولہ، چنیا گوند ایک تولہ، میدہ لکڑی ۱ تولہ، ستاور ایک تولہ، ست سلاجیت ایک تولہ کشتہ مرجان سادہ ۶ ماشہ کشتہ قلعی ایک تولہ، کوٹ چھان کر نبات سفید ہموزن ادویہ ملا کر سفوف بنائیں۔ ۶ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ صبح یا سہ پہر کو استعمال کریں ترش چیزوں سے پرہیز کریں۔

[illegible]

[illegible]

اقلیمیائے فضہ ہر ایک ایک تولہ، سفیدہ ارزیر ۶ ماشہ، طوطیائے سبز بریاں ۱ ماشہ، کتھہ کانپوری ۱۸ ماشہ، کوٹ چھان کر خوب باریک کھرل کریں، موم، روغن چنبیلی حسب دستور مرہم بنائیں،

فوائد۔ تر خارش کیلئے مفید ہے پرانی سے پرانی خارش کیلئے مجرب دوا ہے

حب قوبا نوسادر گندھک آملہ سار ہر ایک تولہ، مازو سبز ۱ تولہ ۸ ماشہ، سفیدہ ارزیر سہاگہ ۶ ماشہ، نیلا تھوتھا ایک ماشہ لیموں کاغذی کے پانی میں چار روز کھرل کرکے جنگلی بیر کے برابر گولیاں بنائیں، استعمال کے وقت داد کو نیم کے پانی سے دھو لیں، اور اسکے بعد یہ گولیاں لیموں کے پانی میں گھس کر لگائیں

فوائد۔ کیسا ہی پرانا اور ناقابل علاج داد ہو۔ ان گولیوں کے استعمال سے انشاء اللہ جاتا رہیگا۔

سفوف استحاضہ تخم خرما ہندی ایک تولہ، تالمکھانہ ۱ تولہ لودھ پٹھانی ایک تولہ، چنیا گوند ایک تولہ نبات سفید ۴ تولہ، کوٹ چھان کر سفوف بنائیں، اور بقدر ۶ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ یا ہمراہ آب تازہ استعمال کریں

فوائد۔ استحاضہ کیلئے آزمودہ دوا ہے کیسی ہی پرانی شکایت کیوں نہ ہو اسکے استعمال سے رفع ہو جاتی ہے۔

سنون درد دنداں فلفل سیاہ ایک تولہ، عاقرقرحا ایک تولہ، نرکچور ایک تولہ، پھٹکری لاہوری ایک تولہ نوسادر ۶ ماشہ، ہینگ خالص ایک تولہ کوٹ چھان کر منجن بنائیں اور بوقت ضرورت بقدر حاجت کام میں لائیں۔ فوائد۔ ڈاڑھ کے درد کو خواہ کسی وجہ سے ہو بفضل خدا فوراً رفع کرتا ہے، ردی مواد [illegible]

سفوف ہضم ومشتہی پودینہ خشک ڈیڑھ تولہ، [illegible] زیرہ سیاہ ۱ تولہ، [illegible] ۱ تولہ گل سرخ ۳ ماشہ [illegible] ۳ ماشہ [illegible] مصطگی رومی ۶ ماشہ، الائچی خورد [illegible] ماشہ، الائچی کلاں ۲ ماشہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

مراسلات

مسئلہ رجسٹری اطباء

مکرمی ! تسلیم

قومی اور فنی ضرورت کا تقاضہ ہے کہ آپ کا تھوڑا سا قیمتی وقت لیا جائے اور آپ کے فکر و تدبر پر خفیف سا ٹیکس لگایا جائے کہ آپ اس خطرناک اور شر انگیز تجویز کے ہر پہلو پر غور کریں جو رجسٹری اطبا کی شکل میں زبردستی آپ کے سر تھوپی گئی ہے اور جس کے شر و فساد کو پھیلانے کیلئے مختلف صورتوں اور مختلف ذرائع سے پروپیگنڈ کر کے آپکو مائل کرنیکی کوشش کیجارہی ہے،

جب سے صوبہ متحدہ میں بورڈ آف انڈین میڈیسین قائم ہوا ہے اسکی کارروائیاں صوبہ اور غیر صوبہ کے حساس اور باخبر اطبا کیلئے دلکش اور جاذب توجہ رہی ہیں اور وہ بغور اس رفتار کا مطالعہ کرتے رہے ہیں جس پر بورڈ کو چلایا جا رہا ہے اس سلسلہ میں یہ چیز بین بالکل صاف اور نمایاں نظر آتی ہے کہ بورڈ کے بعض مقاصد اور بعض اعمال اگرچہ قابل ستائش ہوں لیکن بنیادی پالیسی جو اختیار کیجا رہی ہے وہ سراسر دیسی طبوں کی بیخکنی کرنے والی اور قوم اطبا کی قومی غیرت۔ فنی خودداری اور طبی وقار سے بالکل خالی و عاری بنانے والی ہے۔ اس عریضہ کا یہ موضوع نہیں ہے کہ بورڈ کی ہیئت ترکیبی کی مکمل پالیسی، اسکے اعمال و افعال، اسکے مقرر کردہ نصاب تعلیم طریق امتحانات، طریق معائنہ مدارس۔ دفتری طریق کار۔ طریق تقسیم گرانٹ، بجٹ طریق انتخاب ممبران اور اس کے جلسوں کے طریق انعقاد وغیرہ پر کوئی تبصرہ یا نکتہ چینی کیجائے۔ اگرچہ ان میں سے ہر عنوان بالاستقلال تنقید کا محتاج ہے بلکہ اس وقت دیکھنا صرف یہ ہے کہ وید و اطبا کی رجسٹری کے لئے بورڈ نے جو قانون وضع کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس سے دیسی طریق علاج کا مفاد مقصود ہے طب و طبابت کے نقطۂ نظر سے اسکی کیا حقیقت ہے اور مادی اور اخلاقی حیثیت سے اسکی کیا اہمیت ہے۔ اس سلسلہ میں سابقہ مطبوعات اور [illegible] آپ کی نظر سے گذر چکے ہیں لیکن ان کی یاد [illegible] ایک سلسلہ میں پیش کرنے کی غرض سے ذرا تفصیل کے ساتھ واقعات عرض کرنے کی ضرورت ہے۔

قانون رجسٹری کی ان دفعات کو نظر انداز کر کے جن کا تعلق دفتری طریق کار یا دیگر مختلف امور سے ہے۔ یہاں صرف وہ دفعات درج کیجاتی ہیں جو مسئلہ رجسٹری کی حقیقی بنیاد و اساس ہیں،

رجسٹری کے مستحق اشخاص۔ مندرجۂ ذیل قابلیت و صفات کے اشخاص رجسٹری کے مستحق ہونگے،

(۱) وہ حکیم اور وید جن کے پاس صوبۂ یوپی کے کسی سرکاری (یونانی یا آیورویدک) کالج یا سکول کی ڈگری یا سرٹیفکٹ موجود ہو یا کسی سرکاری ہندوستانی یونیورسٹی کی ڈگری متعلقہ ادویۂ ہندوستانی انہوں نے حاصل کی ہو،

(۲) وہ حکیم اور وید جن کے پاس صوبجات متحدہ کے بورڈ آف انڈین میڈیسین کے فائنل امتحان کی سند موجود ہو،

(۳) وہ وید اور حکیم جنہوں نے صوبۂ یوپی یا بیرون صوبہ کی کسی آیورویدک یا یونانی درسگاہ کے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہو بشرطیکہ اس درسگاہ کو بورڈ نے تسلیم کر لیا ہو،

(۴) وہ وید اور حکیم جو بورڈ کی رائے میں کافی عرصہ سے مطب کر رہے ہیں اور انکی کافی شہرت ہو چکی ہے اور عوام ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، اور وہ پیشۂ طبابت میں مہارت فن سے نامور ہو چکے ہیں،

(۵) مندرجہ بالا دفعات میں سے دفعہ ۳ و نمبر ۴ کے صرف وہ حکیم اور وید قابل رجسٹری سمجھے جائیں گے جو کم از کم پانچ برس سے مطب کر رہے ہیں۔ اگر ان حکیموں یا ویدوں نے دس سال پیشۂ طبابت میں ختم کر دئے ہیں تو ان کا نام درجۂ الف میں لکھا جائیگا۔ جن ویدوں اور حکیموں نے دس سال ختم نہیں کئے ہیں لیکن پانچ سال پورے کر چکے ہیں ان کا نام درجۂ ب میں درج ہوگا بشرطیکہ دس سال مطب کر چکنے کے بعد وہ درجۂ الف میں درج ہونے کے مستحق ہوں [illegible]

وہ وید اور حکیم جن کے [illegible]

[illegible]ک یا یونانی طبی کالج کی ڈگری یا سرٹیفکیٹ موجود ہو یا کسی [illegible] ہندوستانی یونیورسٹی کی ڈگری متعلقہ آیورویدہ ہندوستانی موجود ہو، یا صوبۂ متحدہ کے بورڈ آف انڈین میڈیسن کے کالج کی ڈگری یا سرٹیفکیٹ موجود ہو ان کا نام درجۂ الف میں درج ہوگا وہ وید اور حکیم جو صوبۂ ہذا یا بیرون صوبہ کے کسی سرکاری آیورویدک یا یونانی طبی اسکول کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہوں یا بورڈ آف انڈین میڈیسن یو۔پی کے اسکول کے (فائنل) امتحان میں پاس ہوئے ہوں اُن کا نام درجۂ ب میں لکھا جائیگا، بشرطیکہ سات سال تک مطب کرنیکے بعد وہ درجۂ الف کے قابل سمجھے جائیں۔

حقوق: جو رجسٹری شدہ حکیموں اور ویدوں کو حاصل ہونگے۔

(۱) رجسٹری شدہ حکیم اور وید اپنا نمائندہ بورڈ آف انڈین میڈیسن کے لئے بطور ووٹر منتخب کر سکیں گے،

(۲) لائسنس حاصل کرکے قانون زہر کی شرائط کے ماتحت اپنے پاس زہر رکھ سکیں گے۔

(۳) درجۂ الف کے رجسٹری شدہ اطبا اور وید مجاز ہونگے کہ وہ میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے ان ملازمین کو جنکی تنخواہ پچاس اور سو روپیہ کے درمیان ہو، عمر، صحت، اور رخصت کا سرٹیفکیٹ دیں اور درجۂ ب کے وید اور اطبا کو اختیار ہوگا کہ وہ میونسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے ملازمین کو جنکی تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو ان ہی امور کا سرٹیفکیٹ دیں۔

اُسوقت جبکہ اس قانون کا مسودہ بورڈ آف انڈین میڈیسن نے تیار کیا تھا، اور گورنمنٹ کے سامنے اسکے پیش و منظور ہونے کے مدارج باقی تھے۔ قوم اطبا کو اسکی حقارت انگیز دفعات کا علم ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رجسٹری کیلئے وید و اطبا کی قابلیت و صفات و خصوصیات کا معیار قائم کرنے کے باوجود بورڈ کی تجویز و منشا ہے کہ رجسٹری کے لئے طبیبوں اور ویدوں کی تعداد محدود کرکے صوبہ کے ہزارہا حکیموں اور ویدوں میں سے صرف ڈیڑھ دو سو اشخاص کی رجسٹری کیجائے تو انجمن طبیہ صوبجات متحدہ کے چوتھے سالانہ اجلاس نے جس میں صوبہ کے اطبا کا نہایت عظیم الشان اجتماع تھا مسئلہ رجسٹری کے تمام پہلوؤں پر کامل غور و خوض کے بعد حسب ذیل قرارداد [illegible] کرکے نہایت صاف اور واضح الفاظ میں [illegible] کر دیا تھا [illegible]

نہیں کر سکتے تھے۔

قرارداد: "اس جلسہ کی رائے ہے کہ اطبا کی رجسٹری منجانب بورڈ آف انڈین میڈیسن ہونی چاہیے بشرطیکہ اطبا کی حق تلفی نہ ہونے پائے اور کوئی ایسی صورت حکومت پیدا کرے جس سے صوبہ کے لائق اطبا محروم نہ رہ جائیں اور کوئی تعداد محدود نہ ہو اور اس بارے میں جس طرح رجسٹریشن کے لئے ہر ایک کوالیفائڈ ڈاکٹر مستحق سمجھا جاتا ہے اسی طرح ہر ایک ایسی طبیب کو جو [illegible] ہو مستحق سمجھا جائے۔ نیز رجسٹرڈ اطبا کے لئے وہی حقوق رکھے جائیں جو رجسٹرڈ ڈاکٹروں کے لئے ہیں۔"

اسکے تھوڑے عرصہ بعد تمام ہندوستان کے حکیموں اور ویدوں کی مسلمہ نمائندہ جماعت "آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس" کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا جس نے بورڈ آف انڈین میڈیسن (یو۔پی) کے مرتب کردہ مسودہ قانون رجسٹری کے خلاف نہایت سختی کیساتھ صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے حسب ذیل تجویز پاس کی۔

تجویز: "آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کا یہ اجلاس بورڈ آف انڈین میڈیسن یو۔پی کی ان شرائط کو ناپسند اور مضر خیال کرتا ہے جو طبیبوں اور ویدوں کو رجسٹرڈ کرنیکے بارے میں [illegible] تعداد محدود کرنے کیلئے وضع کی گئی ہیں اور اُن کے خلاف پرزور صدائے احتجاج کرتا ہے اور اگر ضرورت پیش آئی تو ایجی ٹیشن کرنے کیلئے تیار ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ رجسٹری بالکل ان ہی صورتوں میں کیجائے جن صورتوں سے اس صوبہ میں ایلوپیتھک پریکٹیشنرز کو رجسٹرڈ کیا جاتا ہے اور وہی حقوق رکھے جائیں جو رجسٹرڈ ڈاکٹروں کے ہیں۔"

لیکن افسوس کہ طبقہ اطبا کی بہی خواہی کا ادعا کرنے والے بورڈ آف انڈین میڈیسن نے نہ صرف وید و اطبا یو۔پی کی بلکہ شمال سے لیکر جنوب اور مشرق سے لیکر مغرب تک تمام ہندوستان کے ویدوں اور حکیموں کی اس متفقہ آواز اور بالکل جائز مطالبہ کو ٹھکرا کر اپنے مرتب کئے ہوئے قواعد و ضوابط رجسٹری کا مسودہ حکومت کے سامنے پیش و منظور کرا کر [illegible] مئی سنہ ۱۹۳۱ء کے سرکاری گزٹ میں بصورت قانون شائع کرا دیا [illegible]

کے لئے حقوق وہی رکھے گئے جنکی ایسے خود سر اور متعصب بورڈ سے توقع کیجا سکتی تھی۔ اور جنکی شرمناک تفصیل صفحۂ گذشتہ میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں یعنی رجسٹرڈ حکیم اور وئید صرف میونسپل کمیٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے صرف ان ملازمین کو جنکی تنخواہ سو روپے سے زائد نہ ہو۔ صرف عمر صحت اور رخصت کا سرٹیفکٹ دیسکیں گے۔

اب آپ غور فرمائیے کہ یہ حقوق دینا ہے یا جو حقوق قدرتی طور پر پہلے سے اطبا اور وئیدوں کو حاصل ہیں ان کو پامال اور غصب کرنا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ اس گئے گذرے زمانہ میں آج بھی مشاہیر وئید اور اطبا حضرات کا تو ذکر کیا متوسط درجے کے طبیبوں اور ویدوں کے دئے ہوئے سرٹیفکٹ اُن کے حلقۂ اثر میں بہت سے سرکاری محکموں کے اندر نہ صرف عمر، رخصت اور صحت کے لئے بلکہ سوختہ دمگی اور بلوغ وغیرہ کی بابتہ بھی قبول و منظور ہوتے ہیں۔ لیکن رجسٹری کرانے کے بعد متوسط درجے کے طبابت پیشہ اصحاب تو درکنار ملک کے مشہور و ممتاز اور بلند پایہ حکیم اور وئید صاحبان بھی کسی کو سرٹیفکٹ نہیں دے سکیں گے۔ بجز اُن ملازمین میونسپل بورڈ اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے جن کی تنخواہ سو روپیہ تک ہو۔ گویا بالفاظ دیگر اس قانون کے ذریعہ سے محکمۂ عدالت، ڈاک و تار، ریلوے، پولیس، فوج، جنگلات، مال، آبپاشی، انکم ٹیکس، سررشتہ تعلیمیہ، پی۔ ڈبلیو۔ ڈی، ایکسائز، سکریٹری ایٹ وغیرہ وغیرہ نہ صرف تمام سرکاری محکموں، بلکہ حفظان صحت، تعلیم اور زراعت کے غیر سرکاری محکمہ جات کے جملہ ملازمین اور میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے اُن ملازمین کے لئے جنکی تنخواہ سو روپے سے زائد ہو رجسٹرڈ طبیبوں اور ویدوں کو اچھوت کا درجہ دیا گیا ہے اور ڈاکٹروں کو ان تمام محکمہ جات کا واحد اجارہ دار بنا کر طب مشرقی و اسلامی کی ذلت و رسوائی اور تباہی و بربادی کا سامان کیا گیا ہے۔

حکیموں اور وئیدوں کے لئے کیا یہ انتہائی شرم و غیرت کا مقام نہیں ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ قابلیت کے رجسٹرڈ حکیم یا وئید کی حیثیت ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کی ڈگری یا ڈپلومہ رکھنے والے [illegible] کلاس کے رجسٹرڈ ڈاکٹر کی حیثیت سے بھی کم کر دی گئی، اور جو [illegible] حقوق ایک سب اسسٹنٹ سرجن کو حاصل ہیں وہ [illegible] بڑے سے بڑے بلند پایہ حکیم یا وید کو حاصل نہیں ہونگے حتیٰ [illegible] کسی سرکاری محکمے کے چپراسی اور چوکیدار [illegible]

جب وید و اطبا کی رجسٹری کا یہ سیاہ قانون شائع ہوا تو رجسٹری کی جانب سے جمہور اطبا میں انتہائی بددلی اور بدظنی پیدا ہو گئی اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح عالم آشکارا ہو گئی کہ دراصل رجسٹریشن سے دیسی طبوں کی حفاظت و صیانت مقصود نہیں ہے بلکہ رجسٹری کے پردہ میں طب و اطبا کے رہے سہے وقار کا خاتمہ کرنے کی ناپاک و مذموم کوشش کیجا رہی ہے،

ظاہر امر ہے کہ غیور و باحمیت وید و اطبا اپنی مٹ رہے اور اپنے عزیز و شریف فنون کی اس کھلی ہوئی تحقیر و تذلیل کو کس طرح گوارا کر سکتے تھے۔ چنانچہ آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کی اسٹینڈنگ کمیٹی نے بورڈ آف انڈین میڈیسن کے اس افسوسناک اور تباہ کن اقدام کے خلاف مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کر کے اپنے غم و غصہ کا اظہار کیا اور وید و اطبائے یوپی کے نام ایک پمفلٹ شائع کر کے رجسٹری کے مقاطعہ کا اعلان کر دیا۔

"رزولیوشن" "صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کے طبیبوں اور ویدوں کی رجسٹری کے لئے بورڈ آف انڈین میڈیسن یو، پی کے وضع کردہ قواعد و ضوابط آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کی اسٹینڈنگ کمیٹی کی رائے میں دیسی طبوں اور اُن کے حاملین کی پوزیشن کے منافی اور اُنکی سخت تحقیر و تذلیل کا باعث ہیں، اور بجائے اسکے کہ ان سے دیسی طریق ہائے علاج کی حفاظت اور ترقی ہو صاف طور پر یہ خطرہ نظر آ رہا ہے کہ دیسی طبوں اور حکیموں اور ویدوں کی عزت و وقار کو اُن سے سخت صدمہ پہونچیگا، بنابریں اسٹینڈنگ کمیٹی اپنی شدید ناراضی اور انتہائی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کے خلاف نہایت سختی کیساتھ صدائے احتجاج بلند کرتی ہے اور بورڈ آف انڈین میڈیسن یو، پی، سے مطالبہ کرتی ہے کہ انجمن طبیہ صوبجات متحدہ کے جلسۂ عام منعقدہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۱ء کے پاس کردہ رزولیوشن نمبر ۲ اور آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کے سترہویں سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور مورخہ ۳، ۴، ۵ اپریل ۱۹۳۱ء کی قرارداد نمبر ۲ کے مطابق رجسٹرڈ حکیموں اور ویدوں کے لئے وہی حقوق رکھے جائیں جو رجسٹرڈ ڈاکٹروں کے لئے ہیں۔

دوسری طرف "اینٹی رجسٹریشن کمیٹی یو، پی" کے نام سے لکھنؤ میں مخلص اور ہمدرد اہل فن حضرات نے ایک کمیٹی قائم کر کے قواعد و ضوابط رجسٹری کی پر زور مخالفت کی اور اطبا اور ویدوں کو اُن کے صحیح اور جائز حقوق دئے جانے کا گورنمنٹ سے مطالبہ کیا

کے علاوہ ان قواعد وضوابط کے ماتحت رجسٹری کرانے کے نقصانات سے قوم کو آگاہ کرکے رجسٹری سے مجتنب ومحترز رہنے کی اپیل کی۔

تیسری طرف صوبہ یوپی کے ضلع ضلع اور قصبے قصبے میں طبیبوں اور ویدوں کے جلسے ہوئے جن میں ان نام نہاد قواعد و ضوابط رجسٹری کے خلاف زبردست پروٹسٹ (احتجاج) کیا گیا اور ان قواعد کے ماتحت رجسٹری کرانا خودکشی کے مرادف قرار دیکر بورڈ کی اس بدنہاد پیشکش کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا گیا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ

(۱) بورڈ آف انڈین میڈیسن نے رجسٹری کے مسئلہ کو چند روز کیلئے ملتوی کرکے اپنے ممبروں میں سے ایک سب کمیٹی بنادی کہ وہ موجودہ قواعد وضوابط رجسٹری پر غور کرکے آئندہ جلسہ بورڈ میں اپنی رپورٹ پیش کرے

(۲) اور رجسٹرڈ حکیموں اور ویدوں کے لئے جو یہ قید رکھی گئی تھی کہ وہ سو روپیہ سے زیادہ تنخواہ کے ملازمین میونسپل و ڈسٹرکٹ بورڈ کو سرٹیفکٹ نہیں دے سکیں گے وہ قید اُٹھادی گئی اور حکومت نے اعلان کردیا کہ رجسٹرڈ وید اور طبیب جملہ ملازمین ڈسٹرکٹ بورڈ میونسپل بورڈ کو بلاقید تنخواہ سرٹیفکٹ دینے کے مجاز ہونگے۔

لیکن بورڈ کی یہ عنایت کوہ کندن وکاہ برآوردن کے مصداق ہے۔کیونکہ تمام سرکاری محکمہ جات منتقلہ وغیر منتقلہ کیلئے رجسٹرڈ وید واطباء کو جو اچھوت کا درجہ اس قانون رجسٹری کے ذریعہ سے دیا گیا ہو جب تک وہ قائم وبرقرار رہے اس قسم کی کارروائیاں قطعاً عبث اور بالکل بیکار ہیں اور طفل تسلی سے زیادہ انکی وقعت ومنزلت نہیں ہوسکتی۔

سوال یہ ہے کہ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق جب دیسی اطباء تین چوتھائی پبلک کی اعلیٰ خدمات انجام دے رہے ہیں جن میں سے ایسے حضرات کی کافی تعداد ہوتی ہو جو سرکاری محکموں میں ملازم ہیں اور بوقت ضرورت ان کو اطباء کے دئے ہوئے سرٹیفکٹ کام نہیں دیتے بلکہ انہیں ڈاکٹروں سے سرٹیفکٹ حاصل کرنیکی زحمتیں گوارا کرنی پڑتی ہیں۔ تو کیا وجہ ہو کہ گورنمنٹ اطباء کو سرکاری ملازمین کے لئے سرٹیفکٹ عطا کرنیکا حق نہیں دیتی خصوصاً اس حالت میں جب کہ اس سے پہلے گورنمنٹ نے کبھی بھی اس قسم کی کوئی ترجیح یا امتیاز [illegible] میونسپل و ڈسٹرکٹ بورڈ اور سرکاری ملازمین کے [illegible]

ہو کیونکہ لوکل باڈیز کے ملازمین کی صحت وتندرستی بھی اسی طرح قابل قدر ہو جتنی کہ سرکاری ملازمین کی۔ پھر اس ترجیح یا امتیاز کے معنی سمجھ میں نہیں آتے بجز اسکے کہ اس سے دیسی طبوں کی تحقیر وتوہین مقصود ہو، اور خاص منشا یہ ہو کہ ان تدابیر سے اعلیٰ طبقہ میں آہستہ آہستہ دیسی علاج کی ہردلعزیزی کو فنا کردیا جائے اور ہندوستان کی پیداوار ادویہ کے بجائے یورپ کی کروڑوں روپیہ کی ادویہ کی تجارت کے لئے میدان صاف کیا جائے۔

ان تمام حقایق کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ غور وفیصلہ فرمائیں کہ آیا فی الواقع اس قانون رجسٹری سے دیسی طریقہ علاج کا مفاد مقصود ہو یا انکی فلاح وترقی کا سبز باغ دکھاکر سیدھے سادھے وید واطباء ہند کو رجسٹری کے دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش کا مقصد کچھ اور ہو یقیناً آپ کا فیصلہ یہی ہوگا یہ قانون اپنی موجودہ شکل وصورت میں دیسی طبوں کے لئے زہر ہلاہل کا حکم رکھتا ہو۔ اندریں صورت ظاہر ہے کہ اس سے خود بچنا اور اپنے ہم پیشہ بھائیوں کو بچانا آپ کا سب سے بڑا ملکی۔ قومی اور فنی فرض ہے

ہمیں پورا وثوق ہے کہ اگر آپ نے استقلال، پامردی خودداری اور غیرت سے کام لیا تو انشاءاللہ آپ بہت جلد منزل مقصود کو پہنچ جائیں گے، اور اگر اسکے خلاف کیا تو دائمی ذلت اور ابدی افسوس کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔

ہمارے گمراہ بھائی!

پچھلے دنوں لکھنؤ کے بعض طبیبوں کی طرف سے ایک [illegible] انگیز اور گمراہ کن تحریر اطباء یوپی کے پاس بھیجی گئی جس میں [illegible] لغو و لچر اور سخیف دلائل سے استدلال کرکے اطباء کو موجودہ قواعد وضوابط رجسٹری کے ماتحت رجسٹری کرالینے کا [illegible] مشورہ دیا گیا ہے۔ ہم اپنے ان دونوں گم کردہ راہ بھائیوں کے نام اس تحریر میں قصداً لکھنا نہیں چاہتے۔ ایک مخالف فن تحریک کو ان کے معزز ناموں کے ساتھ منسوب کرتے ہوئے واقعی ہمیں تکلیف ہوتی ہے لیکن جہانتک کہ واقعات اور اختلاف رائے اور فن کے عزت ووقار کا تعلق ہو ہم کو انکر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ان حضرات نے کسی غلط فہمی یا [illegible] [illegible]

[illegible] انہوں نے فن کی خودداری اور وقار نثار کر ڈالا ہے ان میں سے ایک صاحب کو تو خوش قسمتی یا بدقسمتی سے بورڈ آف انڈین میڈیسن یوپی کی ممبری کی عزت حاصل ہے، اپنے ان محترم دوست کے ساتھ ہمیں پوری ہمدردی ہے، اور ہم محسوس کرتے ہیں کہ سرکاری نامزد شدہ ممبر ہونے کی حیثیت سے انکی پوزیشن نازک ہے اور نامزدگی سے پہلے جو وعدے ان سے لئے گئے ہونگے اُن کا پاس ولحاظ وہ ضروری سمجھتے ہونگے، رہے دوسرے صاحب اُن کے متعلق خیال ہے کہ شاید بورڈ کے آئندہ الیکشن کے موقع پر ان کی نامزدگی بھی ہوجائے اگرچہ خوشی کی بات ہے کہ ہماری جماعت میں جس طرح ان لوگوں کی تعداد ناقابلِ التفات ہے اسیطرح انکی ناعاقبت اندیشانہ کوششوں کے نتائج ناقابل ذکر ہیں۔

تحریر مذکور میں ان حضرات کیطرف سے کہا گیا ہے کہ "ویدو اطبا کی رجسٹری کا قانون جبکہ نافذ ہو چکا ہے تو ناکارہ ناکافی اور **ناقص ہونے کے باوجود اس کو قبول ومنظور کرلینا چاہیئے** کیونکہ یہ امید نہیں کہ اس کا مقاطعہ حصول مقصد میں مفید ثابت ہوگا۔

اس قسم کی جرأت وبیباکی جو روز روشن کے واقعہ کو جھٹلانے کے لئے کی جائے اس لائق نہیں کہ کوئی شخص ذرہ برابر بھی اسکی پرواہ کرے۔ لیکن کیا رجسٹری کے لئے وید واطبا کی تعداد محدود کرنے کی تجویز کا اس قانون کے مسودے میں سے خارج ہوجانا اور میونسپل وڈسٹرکٹ بورڈ محض سو روپے تک تنخواہ پانے والے ملازمین کو سرٹیفکیٹ دینے کی جو قید رجسٹرڈ اطبا کے لئے قانون میں تھی، اس کا اُٹھ جانا اُن کے لئے درس عبرت نہیں ہے؟

آگے چلکر تحریر مذکور میں کہا گیا ہے کہ "رجسٹری کے مقاطعہ سے جماعت اطبا کو اس سے بھی زیادہ نقصان پہونچے گا جتنا کہ ابھی حال ہی میں عمومی عدم تعاون کی تحریک سے سارے ملک کو اور مسلم یونیورسٹی چارٹر کی تعویق سے غریب مسلمانوں کو پہونچ چکا ہے بخلاف اسکے اگر رجسٹری کرالیجائے تو بعینہ ان ہی فائدوں کی توقع ہے جو کہ مسٹر شاستری کی لبرل پالیٹکس سے اہل ملک کو اور مسٹر [illegible] ہندو یونیورسٹی سے ساری ہندو قوم کو پہنچ چکے ہیں" اسکے بعد دوسری دلیل رجسٹری کے جواز کی یہ پیش کی گئی ہے [illegible] رجسٹرڈ ہوتے چلے جارہے ہیں اگر یہی رفتار رہی [illegible] کا مرکز سمجھا جاتا ہے، وید وں کی مستقل اکثریت اندر ونی آئین قائم ہوجائے گی جس کی تلافی مشکل ہوگی"

مسلم یونیورسٹی اور ہندو یونیورسٹی کی جو مثالیں ان حضرات نے پیش کی ہیں وہ سب ہماری آنکھوں کے سامنے کے گذرے ہوئے واقعات ہیں۔ اول تو وید واطبا کی رجسٹری کے معاملہ کو اس پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر کسی یونیورسٹی نے غلطی کی ہے تو کیا ہمپر لازم ہے کہ ہم بھی ویسی ہی یا اُس سے کمتر یا بیشتر غلطی کریں، تیسرے یہ کہ اب موجودہ واقعات نے یہ ثابت کردیا ہے کہ مسلم یونیورسٹی چارٹر حاصل کرنیکے لئے جن شرائط سے مسلمانوں کو اختلاف تھا وہ حق بجانب تھا چنانچہ جیسی یونیورسٹی کہ اس وقت مسلم قوم کے ہاتھ میں ہے وہ کسیطرح اور کسی حالت میں ایم اے او کالج سے افضل نہیں ہے جو ۱۹۱۶ء میں تھا کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ موجودہ مسلم یونیورسٹی نے مسلم قوم کی دماغی اور ذہنی تربیت پر مقابلہ پُرانے ایم، اے، او کالج کے بہتر اثر ڈالا ہے؟ کیا کوئی شخص بتا سکتا ہے کہ مسلم یونیورسٹی نے کتنے علی امام، کتنے محمد علی، کتنے شاہ دین، کتنے آفتاب احمد، کتنے ضیاء الدین، کتنے ظفر علیخاں پیدا کئے ہیں اگر اسکا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جو اطبا رجسٹری کے لئے اپنی گردنیں بڑھا رہے ہیں اور جو حضرات ترغیب دے رہے ہیں، ان سب کے لئے یہ طوق ایک پھانسی کی رسی ثابت ہوگا، اور آج جو آزادی فن غیرت نفس، علو ہمت اور خودداری کی ایک روح طب و اطبا کے جسم میں کچھ نہ کچھ ہے وہ یکسر فنا ہوکر بازیگر کی ڈوری پر ناچنے والی کٹھ پتلی کیطرح بن کر رہجائیگی باوجود طویل غور و مباحث کے ہم اس بات کے سمجھنے سے قطعی قاصر رہے ہیں کہ آج بغیر رجسٹری کے کون سی چیز ہمارے پاس کم ہے اور رجسٹرڈ ہونے سے کونسی چیز بڑھ جائیگی۔ بڑھنا تو درکنار ہمارے نزدیک ایک حقیقی اور ٹھوس نقصان طب واطبا کا اسی تحریک سے وابستہ ہے اور یہ تحریک اسی مقصد کیلئے اُٹھائی گئی ہے۔ یہ کوئی سربستہ راز نہیں ہے بلکہ ایک بدیہی اور روشن چیز ہے کہ موجودہ حکومت کے ڈیڑھ سو سالہ عہد معدلت مہد میں بدقسمتی سے دیسی طبوں کا شعبہ ایک نگاہ غلط انداز کا بھی شرمندۂ احسان نہیں ہوا، نہ کسی سنہری رجسٹر میں ہندوستان کے کسی بڑے سے بڑے طبیب کا نام رجسٹری سے مزین تھا نہ کسی مشہور سے مشہور یا گمنام سے گمنام طبیب کی ڈاڑھی پر لفظ "رجسٹرڈ" کا [illegible] لکھا [illegible] ناموری کی دولت و ثروت [illegible]

جو ستیاں اپنے فن کے وقار کو ہاتھوں سے پکڑے ہوئے ہیں وہ رجسٹر ہونے کے بغیر بھی محسوس خلائق ہیں۔ آخر یہ رجسٹری ہو کیا بلا جس کے لئے ہنگامہ کیا جا رہا ہے اور کونسا راز اس میں مخفی ہے کہ اسکو کامیاب کرنے اور کرانے کیلئے اس قدر ظاہری و مخفی پروپیگنڈے کئے جا رہے ہیں۔ رجسٹری کا قانون پاس ہو چکا اور جیسا کہ مضامین قانون کا ارشاد ہے۔ وہ آسمان طب کو چار چاند لگانے کیلئے پاس کیا گیا ہے، بجا ہے درست ہے، اگر ایسا ہے تو بس آپ اپنا کام کر چکے۔ اب اطباء کی رائے کو آزاد چھوڑ دیجئے کہ وہ اس سنہری چڑیا کو اپنے سر کے تاج پر رکھ لیں، یا اسکو نحوست سمجھ کر دفع کرنے کی کوشش کریں، اگر اطباء رجسٹری سے گریز کرتے ہیں تو آپ کا تو کوئی نقصان نہیں ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ اس قانون کے ذریعہ سے اطباء کو سرٹیفکٹ دینے کا حق حاصل ہوگا لیکن سوال یہ ہے کہ اس حق کے حاصل ہونے سے آیا اس قدر فائدہ ہے جتنا کہ اسکے تاریک پہلوؤں سے نقصان ہے اگر غیر رجسٹرڈ اطباء کو سرٹیفکٹ دینے کا حق نہیں ہے تو کیا ان کے مطب سب ویران ہیں؟ وہ بھوکے مر رہے ہیں؟ وہ فن طب کی عظمت و وقار کو برباد کر رہے ہیں۔ کیا گورنمنٹ کے بڑے بڑے منسٹر بلکہ گورنر اور ہائیکورٹ کے جج ان سے علاج نہیں کراتے؟ کیا سرٹیفکٹ دینا طب اور طبیب کے لوازم ذاتیہ میں سے ہے؟ ہمیں اپنے مطب کے طویل زمانہ میں اب تک ایک موقع بھی ایسا پیش نہیں آیا کہ سرٹیفکٹ نہ دینے یا نہ دے سکنے کی وجہ سے ہم نے کوئی اخلاقی یا مالی نقصان اٹھایا ہو یا کسی مریض نے اسی لئے ہم سے علاج نہ کرایا ہو کہ ہم سرٹیفکٹ نہیں دے سکتے۔ سرٹیفکٹ تو بہت آسانی سے حاصل ہو جایا کرتے ہیں جن کے لئے ہمیں خواہ مخواہ زیادہ فکرمند نہیں ہونا چاہیئے۔ جو چیز ہمارے پیش نظر ہونی چاہیئے وہ اس پرآشوب زمانہ میں اپنے فن کا وقار قائم رکھنا ہے۔

ایک اور پہلو سے بھی اس معاملے کو ہم اپنے معاصرین کے سامنے پیش کر کے توجہ اور غور کی درخواست کرتے ہیں۔ دیسی طب اور اطباء کی گذشتہ اور موجودہ حالت کو ایک منٹ کیلئے پس پشت ڈالکر صرف ڈاکٹروں کی پوزیشن کو آپ سامنے رکھ لیجئے ...... اور بتایئے کہ میڈیکل رجسٹریشن ایکٹ کے بعد سے جس قدر ڈاکٹر درج رجسٹر ہوئے ہیں بمقابلہ غیر رجسٹرڈ ہونے کی حالت کے ان کی یا ان کے فن کی کس قدر ترقی ہوئی ہو گی ایسے اعداد و واقعات موجود نہیں ہیں اور یقینا نہیں [illegible]

کیلئے بنایا گیا ہو جس میں کوئی مصلحت یا سہولت اس گروہ یا قوم کی مضمر ہو بلکہ سرکاری قانون کی جلدوں میں ایک جلد کا اضافہ اور دوسری کی اقتدار اس طبقہ پر حاصل کرنے کا ذریعہ ہو۔ اسکے سوا کچھ نہیں ہم صاف اور صریح الفاظ میں یہ کہنے کیلئے تیار ہیں کہ قانون رجسٹری اطباء ہمارے لئے محض ایک فضول اور بیکار چیز ہے، بلکہ ایک حد تک مضر اور ہماری آزادی کے خلاف ہے اور کسی طرح ہم کو اس کا پابند نہیں رہنا چاہیئے تاوقتیکہ اسکے ذریعہ سے ہم کو وہ تمام سہولتیں نہ دیجائیں جو ہمارے حریف معاصرین کو دی گئیں ہیں اور ہم پر قیود عائد ہونے اور آزادی کے سلب کئے جانے کی جائز و مناسب قیمت جب تک ہمکو نہ ملے اس وقت تک ہم اس طوق کو اپنے گلوں میں نہیں ڈال سکتے،

ان حضرات نے اپنے دلائل میں علیگڑھ یونیورسٹی اور بنارس یونیورسٹی کے علاوہ بعض سیاسی مسائل اور سیاسی جماعتوں کے اختلاف عقائد کو بھی مثال کے طور پیش کیا ہے اسکے متعلق اول تو ہمارا وہی جواب ہے جو یونیورسٹی کے مثال کے جواب میں عرض کیا گیا ہے دوسرے یہ کہ سیاسی اصولی مسائل کو جن پر گورنمنٹ ہند کے بڑے بڑے مفاد مرکوز و منحصر ہیں ایک نہایت معمولی اور جزوی معاملہ [illegible] ویدو اطباء کی رجسٹری پر منطبق کرنا سراسر مغالطہ ہے [illegible] اور ویدوں کا رجسٹرڈ ہونا یا نہ ہونا گورنمنٹ کیلئے کوئی [illegible] رکھتا ان حضرات کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سیاسیات میں دنیا [illegible] کے ساتھ ترقی کر رہی ہے اور گوکھلے و شاستری کے جن [illegible] ترغیب کیلئے مثال میں لایا گیا ہے وہ ایک پرانی کہانی ہو [illegible] کوئی سیاست دان آج ان پالیٹکس کو تسلیم نہیں کرتا [illegible] فرمایئے کہ گوکھلے و شاستری کے جن پالیٹکس کو آج آپ [illegible] کیا ان کو آپ مانتے ہیں؟ اور کیا انکی تقلید کیلئے آپ تیار [illegible] آپ تو کیونل اوارڈ کے حامی جسکی طرف گوکھلے اور شاستری کبھی [illegible] اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔

رہی یہ دلیل کہ ہمارے وید بیائی برابر رجسٹرڈ ہوتے رہے ہیں، اگر یہی رفتار رہی تو اس صورت میں بھی [illegible] ویدوں کی مستقل اکثریت اندرونے آئین قائم ہو جائیگی [illegible] ہوگی [illegible] اسکے متعلق سب سے پہلے تو سوال یہ ہے کہ [illegible] میں اطباء کیا [illegible]
[illegible]

کہ وہ مگر لوہو کر اس کا اتباع کرنا چاہتا ہو تو ہمارے لئے وہ ہرگز قابل تقلید نہیں
اگر ایک شخص پر فاقہ کی مصیبت طاری ہو تو اسکے لئے کبھی یہ جائز نہیں ہو سکتا
کہ وہ زہر آلود غذا کھا کر اپنی زندگی کا خاتمہ کرلے پہلی صورت میں یہ ممکن ہے
کہ وہ کافی عرصہ تک مواد بدنیہ کے ذخیرہ سے فاقہ کا مقابلہ کر سکے لیکن دوسری
صورت میں سوائے اسکے کہ اسکے احشا رکٹ کٹ کر باہر نکل جائیں اور
غیر طبعی موت اسپر طاری ہو اور کوئی نتیجہ نہیں ہو سکتا۔

پس اے عزیزوا ور دوستو! سطحی دلائل اور مغالطہ آمیز مثالوں
سے کام نہیں چل سکتا۔ تقریروں کے مقابلہ میں تقریریں کیجا سکتی ہیں پمفلٹ
اور خطوط لکھنا بھی کوئی بڑی بات نہیں موافق مخالف پروپیگنڈہ بھی کیا
جا سکتا ہو اور مثالوں کے مقابلہ میں مثالیں بھی پیش کیجا سکتی ہیں لیکن آپکا
فرض اس سے بہت آگے ہو۔ یہ فن کی زندگی اور موت کا سوال ہو طب و اطبا کے
وقار کا معاملہ ہو اسلاف کے ننگ و ناموس کی بازی لگی ہوئی ہو، آزادی اور
غلامی کا مقابلہ ہو، اسلئے آپکی ذمہ داری بہت گراں ہو ایسا نہ ہو کہ آپ ظاہری
الفاظ اور سطحی توقعات کی چمک سے مرعوب ہو کر اپنا ہزاروں برس کا مال
و متاع اس جوئے کی بازی پر ہار جائیں عزم و استقلال کو سامنے رکھیے بزرگوں
کے طرز عمل کو یاد کیجئے اور نفس معاملہ کی اہمیت و دلائل پر غور کیجئے تو اصلیت آپ پر
صاف عیاں ہو جائیگی جو لوگ آپکو ترغیب دیتے ہیں کہ رجسٹری کے سیاہ رجسٹر
میں اپنا نام لکھوا کر اپنی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ لگوائیں وہ خود اپنی ہی تحریر
تسلیم کرتے ہیں کہ "رجسٹری کا یہ نظام بجائے خود ہمارے مطالبات
سے کم ہو اسکو ناکارہ ناکافی اور ناقص سمجھنے کے باوجود ابتدائی
قسط کے طور پر منظور کر لیا جائے"۔ یہ ہیں اس نظام رجسٹری کے اوصاف
خود معرفین و مداحین کی زبان سے جسکو آپکے اوپر ٹھونسا جا رہا ہو آخر کونسی
ایسی مصیبت نازل ہو رہی ہے کہ باوجود مطالبات سے کم اور بدرجہا کم

ہونیکے اور باوجود ناکارہ، ناکافی اور ناقص ہونیکے اس وبال کو ہم اپنے سر پر کھیلیں
ان واقعات کے عرض کرنیکے بعد آپ سے اپیل کیجاتی ہو کہ
اس نامراد رجسٹری سے آپ اپنا کوئی تعلق نہ رکھیں اس کا منقاطعہ برابر جاری
رکھیں اور اسکو ناکام کرنیکے لئے تمام ممکن وسائل اختیار کریں ہماری جماعت
کا ہر فرد اس رجسٹری کے خلاف ایک مبلغ کی خدمات انجام دے جب تک
کہ اس قانون میں وہ تمام ضروری اصلاحات نہ ہو جائیں جن کی ہمیں
ضرورت ہو نہ صرف یہ کہ وید اور اطبا رجسٹری سے احتراز کریں بلکہ جو
لوگ کسی مغالطہ یا دھوکہ سے رجسٹری کرا چکے ہیں اور جنکی تعداد نہایت
قلیل اور خوردبینی تعداد ہے وہ احتجاجاً اپنا نام خارج کرالیں ورنہ یاد رہے
کہ ایکطرف ان کا نام صوبہ یوپی کے رجسٹر میں رجسٹرڈ ہوگا اور دوسری
طرف قوم کے رجسٹر میں ان ناموں کے ساتھ لکھا جائیگا جنہوں نے
اپنے بزرگوں کی عزت و شہرت اور اپنے فن کی حرمت و خودداری
کے ساتھ غداری کی ہو۔

ہم اپنا فرض ادا کر چکے۔ ہدایت و گمراہی کے دونوں
راستے آپ کے سامنے ہیں۔ آپکو اختیار ہو کہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ کر
جسکو چاہیں اختیار کریں، وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی
من یشاء الی صراط مستقیم۔

دستخط:- (حکیم) محمد الیاس خاں
سکریٹری آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس دہلی

دستخط:- (حکیم) اختر حسن صدیقی
سکریٹری انجمن طبیہ صوبجات متحدہ لکھنؤ

بھوپندرا طبیہ کالج پٹیالہ کا شاندار نتیجہ

بھوپندرا طبیہ کالج پٹیالہ نے چند سالوں میں جو عزت و شہرت حاصل کی ہو اور ملک میں اسکے سند یافتگان کو جس نظر احترام سے دیکھا گیا ہے اُسکی نظیر محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ پنجاب بھر میں صرف یہی کالج ہے جسکی سندات کو گورنمنٹ پنجاب گورنمنٹ یو، پی تسلیم کرتی ہیں۔ یہاں طلباء کے لئے علمی و عملی تعلیم کا مکمل انتظام ہے، ریاست کے سب سے بڑے سرکاری راجندر ہسپتال میں یہاں کے طلباء کو قابل و فاضل ڈاکٹروں کی نگرانی میں جراحت وغیرہ کا کام سکھایا جاتا ہو کالج کا اپنا شفاخانہ بھی ہے جہاں ہر مریض کی دوا، علاج و مشورہ بالکل مفت ملتا ہو، کالج کا ماہوار آرگن الشفاء آٹھ سال سے طبی خدمات انجام دے رہا ہے امسال امتحان حاذق الحکماء میں ۳۵ طلبا شریک ہوئے تھے جنمیں سے حسب ذیل ۲۱ کامیاب ہوئے۔ (بقیہ صفحہ ۴۸ پر ملاحظہ ہو)

(۵۳) قضیب خرس وغیرہ:۔ جہاں تک میرا خیال ہے طبیب مذہبی فتویٰ دینے کا اہل نہیں ہوتا۔ یہ سوال کسی عالم دین کی خدمت میں پیش کیجئے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب): خصیوں کو خشک کر کے خوردنی ادویہ میں استعمال منع نہیں ہے (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ج): قضیب نرگاؤ اور قضیب نر گوسفند کا بیرونی اور داخلی استعمال دونوں جائز ہیں، اور قضیب خرس کا بیرونی استعمال بوقت ضرورت جائز ہے اور داخلی استعمال حرام ہے۔ (حکیم مولوی احسان الحق امرتسر)

(د): قضیب خرس و گوسفند کے استعمال کے جواز اور عدم جواز کی بحث اور اس کا تصفیہ کوئی مفتی صاحب ہی کر سکتے ہیں البتہ یہ سب چیزیں ہمدرد دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ قضیب خرس فی تولہ دس روپے، اور قضیب خر فی تولہ چار روپے۔ قضیب گوسفند فی تولہ ایک روپیہ۔ (حکیم خواجہ نیاز احمد)

(۵۴) پیشانی کا درد: آپ کے دوست کو غالباً قبض رہتا ہے اور متعفن گیسیں خون میں جذب ہو ہو کر دماغ تک پہنچتی اور درد سر کا باعث بنتی ہیں۔ معدہ میں اگر گیسیں بھری ہوں تو ان کی وجہ سے وہ معمولی سے زیادہ پھول جاتا ہے۔ دل چونکہ بالکل قریب ہے اسلئے اس کا دباؤ دل پر پڑتا ہے اختلاج قلب کا باعث یہی ہے قبض کا علاج نومبر کے پرچہ میں آپکی نظر سے گذرا ہوگا حکیم سید سلطان صاحب کے اعتراض کے باوجود میں اپنی اسی رائے پر قائم ہوں کہ وہ نہایت اچھا اور آسان نسخہ ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ چند روز جوارش جالینوس اور جوارش مومی تین تین ماشہ ہمراہ عرق بادیان عرق نانخواہ دو دو تولہ صبح و شام استعمال کریں اس کے بعد خمیرہ گاؤزبان عنبری تین ماشہ اور خمیرہ ابریشم ۶ ماشہ لبوب کبیر تین ماشے ملا کر صبح و شام کھائیں۔ (حکیم ابوالحسن احسان الحق امرتسر)

(ج): آپ خمیرہ ابریشم عود مصطگی والہ ۶ ماشہ ہمراہ عرق بادیان عرق الائچی صبح و شام استعمال کریں جملہ شکایات کا ازالہ ہو جائیگا۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د): علی الصباح ایک تولہ گلقند آفتابی میں ایک رتی کافور بھیم سینی رکھکر نگلجایا کریں اسیطرح تین چار روز استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(۵۵) عوارض سوزاک:۔ زیادہ بہتر تو یہ ہے کہ آپ کسی مقامی قابل طبیب سے رجوع کریں۔ کیونکہ آپ کے امراض ایسے نہیں ہیں کہ خط و کتابت کے ذریعہ علاج کیا جا سکے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ کے حشفہ میں سستی پیدا ہو گیا ہے تاہم آسان دوائیں تحریر کرتا ہوں ممکن ہے کہ ان کے استعمال سے خدا شفا دیدے۔ ایلوا، سفیدہ، زیرہ دونوں ہموزن روغن گل میں حل کر کے سوراخ بول میں ٹپکائیں اور خار خسک، تخم کدو، تخم کرفس، تخم خربزہ، تخم ملیون، بادیان ہر ایک چھ ماشہ تمام ادویہ کو پانی میں جوش دیکر چھانیں اور دو تولہ شربت بزوری معتدل ملا کر صبح و شام پئیں۔ اور بابونہ، اکلیل الملک، برنجاسف، مرزنجوش، پودینہ جنگلی، صعتر فارسی تمام چیزیں تولہ تولہ بھر لیکر عرق مکوہ میں پکائیں اور اس پانی سے قضیب اور خصیتین کو دھوئیں جریان کیلئے معجون آرد خرما کا استعمال مناسب ہے معدہ کی درستی اور قوت کیواسطے دوا المسک معتدل دن میں دو مرتبہ بقدر چھ چھ ماشہ استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب): آپ کا سوزاک کا حال اچھا نہیں ہوا ہے۔ اس کا علاج مقدم ہے کسی لائق طبیب سے رجوع کیجئے۔ مناسب حال ہو تو سوزاک کا انجکشن لگوا لیجئے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) آپ ہمدرد صحت کے اعادہ شباب نمبر سے حب اکسیر اعظم شمسی اور طلاء جالینوس کے نسخے لیکر بنائیں اور استعمال کریں انشاءاللہ آپکو خدائے تعالیٰ کامل صحت عطا کریگا۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) آپ ان نسخوں کو استعمال کیجیے۔ خدا کے فضل سے تمام شکایات دور ہوجائیں گی۔ نسخہ: سفوف بہروزہ ۷ تولہ۔ ست لوبان انگلوریست سلاجیت انگلولہ۔ دانہ الائچی سفید، اصل السوس۔ تالمکھانہ۔ تخم اوٹنگن، موصلی سفید، پکھان بید، بہمن سفید ہر ایک تولہ سب کو کوٹ کر سفوف بنائیں۔ اور مروارید اکھا شدہ ورق نقرہ تین ماشہ، قند سفید ہموزن ملا کر حفاظت سے رکھیں، خوراک ۶ ماشہ ہمراہ عرق بادیان ۵ تولہ بوقت صبح۔ سہ پہر کو لبوب کبیر اور خمیرہ گاؤزبان عنبری تین تین ماشہ ملا کر کھائیں اور رات کو سوتے وقت جوارش زبیہ اور جوارش جالینوس ہر ایک تین ماشہ ہمراہ آب تازہ استعمال کریں۔ اور خارجی استعمال کیلئے طلاء عجیب حقانی جسکا نسخہ ہمدرد صحت کی اشاعت خاص میں درج ہے تیار کرکے استعمال کریں۔ غذا لطیف اور نرم کھائیں۔ بادی اور ترش چیزوں سے پرہیز کریں

(حکیم احسان الحق امرتسر)

(۵۶) عوارض بد: لیپ درازی و فربہی کا جو نسخہ میری طرف سے گذشتہ اشاعت میں شائع ہوا ہے اسکو بنا کر استعمال کریں، عضو خاص کے جملہ نقائص دور ہوجائیں گے۔ داخلی استعمال کیلئے حسب ذیل نسخہ تیار کرلیں۔ نسخہ: تالمکھانہ، ستاور، بہیدانہ، گوکھرو، موصلی سفید موصلی سیاہ، کشنیز خشک ہر ایک ایک تولہ، طباشیر، زہر مہرہ، بسد احمر، کہربا شمعی، صندل سفید، ثعلب مصری، ثقاقل مصری، صمغ عربی، صمغ ڈھاک، سپستاں، پھلی ببول خام، ہر ایک ڈیڑھ تولہ، مغز فستہ، تخم مہندی دو تولہ، مصطگی رومی ڈھائی تولہ، کشتہ سہ دھاتہ ڈھائی تولہ، تمام ادویہ کو کوٹ کر چھان کر ہموزن شکر سفید ملا کر سفوف طیار کریں ۶ ماشہ صبح و ۶ ماشہ سہ پہر ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں

(حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) آپ جواب سوال نمبر ۵ پر عمل کریں، انشاء اللہ آپ کا مقصد پورا ہوجائیگا۔ ہمارے خاندان کے صدری اور مجرب نسخے ہیں

(حکیم شمس الحق امرتسر)

(ج) آپ ذیل کے نسخے تیار کرکے استعمال فرمائیں۔ بفضل خدا بالکل صحت حاصل ہوگی۔ نسخہ ۱: موچرس، تالمکھانہ، گوکھرو ہر ایک ۶ ماشہ، اجوائن خراسانی تین ماشہ، تخم سرالی ۶ ماشہ، لودھ پٹھانی ۶ ماشہ، مازو۔ لاکھ پیپل ہر ایک چھ ماشہ، ثعلب مصری ایک تولہ پوست جھڑبیری پوست درخت کھرنی، پوست بیخ مولسری ہر ایک ایک تولہ، موصلی سیاہ ۶ ماشہ، موصلی سفید ۶ ماشہ، بہمن سفید، تالمکھانہ، تخم اوٹنگن ہر ایک تولہ، قند سفید دو تولہ، تمام چیزوں کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں چھ ماشہ صبح و ۶ ماشہ شام ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں، رات کو سوتے معجون جالینوس چھ ماشہ کھائیں، خارجی استعمال کیلئے ذیل کا طلا تیار کرکے استعمال کریں۔ نسخہ طلاء: سم الفار ۳ ماشہ مغز جمالگوٹہ تین ماشہ، خراطین مصفے تین ماشہ، بیربہوٹی تین ماشہ، ہڑتال ورقی ۶ ماشہ سب کو خوب کھرل کریں، اور موم دیسی دو تولہ، گھی تین تولہ دونوں چیزوں کو گرم کرکے کھرل کی ہوئی دوائیں ملاویں، اور ایک ڈبیہ میں حفاظت سے رکھیں حشفہ و سیون چھوڑ کر چار رتی مالش کریں، اور پان باندھ دیں سرد پانی سے پرہیز کریں۔

(حکیم احسان الحق امرتسر)

(۵۷) ورم فوطہ: پوست بیخ کبر یا شنیر کو سرکہ میں باریک پیس کر لگائیں اور ارنڈ کے پتے پر رکھ کر فوطہ پر باندھیں، کھانے کے بعد جوارش مصطگی سات ماشہ استعمال کریں۔ صبح و شام خمیرہ ابریشم حکیم ارشد والا تین تین ماشہ کھائیں۔ اور رات کو سوتے وقت کیری کے پتہ کا پانی ایک ایک قطرہ آنکھ میں ڈال لیا کریں

(حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) شک ہوتا ہے کہ آپ کی آنت اتر آئی ہے کسی مقامی ڈاکٹر کو دکھا کر اسکی ہدایات پر عمل کیجیے (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) آپ معجون دبید الورد صبح و شام استعمال کریں اور جواب سوال ۵۴ (۵) پر عمل کریں، جملہ شکایات جسمانی و عصابی کا ازالہ ہوگا،

(حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) آپ جواب ۵۴ کا لیپ تیار کرکے بڑھے ہوئے خصیہ پر لگائیں، اور صبح کو لبوب کبیر تین ماشہ خمیرہ بادام مرواریدی ۶ ماشہ ہمراہ شربت صندل استعمال کریں اور سہ پہر کو معجون برہمی ۶ ماشہ اور خمیرہ ابریشم ۶ ماشہ ملا کر استعمال کریں۔ سوتے وقت جوارش جالینوس ۶ ماشہ کھائیں

(حکیم احسان الحق امرتسر)

(۵۸) تحقیق نام ادویہ: ۱۔ زر مع سے مراد شنگرف ہے۔ رفودانہ ایک معروف چیز ہے خون فرنگ خون سیاؤشاں ہے

۵) **کنٹھ مالا:** بکری کا بچہ جو تین ماہ کے حمل کا یا زیادہ سے زیادہ ۴ ماہ کا ہو اور بکری کا پیٹ چاک کر کے نکالا گیا ہو لیکر روغن کنجد ہموزن میں جلائیں اور مٹی برتن میں خوب حل کر کے شیشی میں محفوظ کریں، دن میں دو تین مرتبہ گلٹیوں پر لگائیں اور حسنی استعمال کیلئے کشتہ زاغ سیاہ بقدر دو رتی مکھن میں ملا کر روزانہ استعمال کریں۔ خنازیر حکماً اچھی ہو جائیگی (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) کنٹھ مالا فی الحقیقت غدد جاذبہ کی دق ہے یہ ایسا معمولی مرض نہیں ہے کہ مریض کی حالت دیکھے بغیر یونہی نسخہ لکھدیا جائے کافی احتیاط سے علاج کرانے کی ضرورت ہے (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) خنازیر پر آپ بلی کا بول لگائیں، اور خاکستر چھچھوندر ماشہ صبح و شام ہمراہ کل منڈی استعمال کریں۔ ایک ماہ میں انشاء اللہ کلی صحت ہو جائیگی، یہ آزمودہ نسخہ ہے، نیز ناگ پھنی کا تیل لگانا بھی مفید ہے، (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) خنازیر کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ تیار کر کے استعمال کریں۔ انشاء اللہ شفا ہوگی۔ چاکسو، ناریل دریائی، کنجد سیاہ ہر ایک ایک تولہ سب کو ملا کر خوب باریک کریں اور تین تولہ قند سیاہ ملا کر ریٹھے کے برابر گولیاں بنائیں ہر روز رات کو سوتے وقت ایک گولی ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں چند روز میں تمام گلٹیاں پک جائینگی پھر اس پر رتن جوت باریک کر کے گلٹی پر لگائیں۔ گولی کا استعمال برابر جاری رکھیں، (حکیم احسان الحق امرتسر)

۶) **داد:** داد کیلئے ایک مفید نسخہ لکھتا ہوں امید ہے کہ صحت ہوگی۔ نسخہ: گندھک آملہ سار ایک تولہ پارہ ایک تولہ دونوں کو کجلی کریں اور بعد میں مردار سنگ صمغ عربی اور مصری ہر ایک ایک تولہ ملا کر خوب باریک کریں، اور پانی سے چنے کے برابر گولیاں بنائیں اور صبح و شام پانی میں گھس کر لیپ کریں، (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ب) آپ زفت رطب اور روغن ناگ پھنی دونوں ملا کر حفاظت سے رکھیں اور داد پر لگایا کریں۔ حکیم شمس الحق امرتسر

(ج) اگر بہت سی مختلف دواؤں سے بھی داد نہیں گیا ہو تو آپ عکس ریز (X-rays) شعاعوں کے ذریعے علاج کرنے قوی امید ہے کہ انشاء اللہ بالکل اچھا ہو جائیگا۔ اگر آپ کسی بڑے شہر میں نہیں تو قریب کے کسی بڑے میں جا کر ہسپتال علاج کرا سکتے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د) عرق بھنگرہ سبز میں سہاگہ حل کر کے دن میں دو مرتبہ لگائیں، چند روز کے استعمال سے شکایت رفع ہو جائیگی (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

٦) **شکایات خاص:** آب پتہ گیدڑ تین تولہ چربی مینڈک ایک تولہ چربی سانڈہ ایک تولہ چربی مار سیاہ ایک تولہ روغن بیضہ مرغ ایک تولہ، بیر بہوٹی، مغز گھونگچی سفید، بیر ہیگ خولنجان ہر ایک چھ ماشہ تمام چیزوں کو کھرل میں حل کریں لیپ تیار ہو جائیگا روزانہ چار پانچ رتی لگا کر اوپر سے بنگلہ پان باندھ دیں احتلام کیلئے ایک رتی سہاگہ شہد میں ملا کر روزانہ علی الصباح استعمال کریں

(حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) آپ روغن تضیب خر کا استعمال کریں، اس سے آپکے حسب منشا طوالت و فربہی حاصل ہوگی (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ج) آپ جواب ۱۲۶ کے دو نسخے سفوف و طلا تیار کر کے استعمال فرمائیں جس سے تمام عوارض دور ہو جائینگے (حکیم احسان الحق امرتسر)

٦) **خرابی خون:** شنگرف رومی، اد اچکنا، رسکپور، گندھک آملسار ہر ایک ایک تولہ ہر دو کو علیحدہ علیحدہ باریک پیس کر رکھیں، اور ایک کڑھائی میں روغن گاؤ ۳۰ تولہ ڈال کر آگ پر رکھیں جب روغن سرخ ہو جائے تو کڑھائی کو آگ سے اتار لیں، اور کھرل کی ہوئی دوائیں اسمیں ڈالیں۔ اور ملا کر گرم گرم ہی ایک مٹی کی ہانڈی (جسمیں ۵ سیر پانی آسکے) میں الٹ دیں اور رات بھر اسی طرح پڑا رہنے دیں۔ صبح کو روغن اور ادویہ پانی کی سطح پر جمی ہوئی ملیگی۔ ادویہ کا کچھ حصہ تہ نشین بھی ہوگا منجمد روغن اور ادویہ کو یکجا کر کے محفوظ کریں۔ ہر قسم کے زخموں کیلئے مفید ہے بطور مرہم استعمال کیا جائے۔ ہانڈی میں جو باقی رہا ہے اس کو دو تین تہوں والے موٹے کپڑے میں چھان کر رکھیں۔ سوا تولہ صبح اور سوا تولہ شام استعمال کریں چند روزہ استعمال سے جھائیاں چھائیاں، مہاسے، چہرہ کی سیاہی وغیرہ دور ہو جائیگی۔ بھوک خوب معلوم ہوگی۔ قوت باہ میں بھی اضافہ ہوگا۔

(حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) برادہ لکڑی چیڑہ سیر ـ گل منڈی ـ ۱۱ چوب چینی ـ اتولہ، شاہترہ چرائتہ، برہم ڈنڈی، عناب، ترپھلا، جل نیم، جل دھنیا
عشبہ ہرایک ۵ تولہ تمام ادویہ کو نیکوفتہ کرکے عرق کشید کریں اور ۵ تولہ صبح ۵ تولہ شام پئیں ـ اور مرہم شنگرف کی مالش کریں
انشاءاللہ جملہ شکایات رفع ہوجائینگی، (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ج) :ـ آپ مندرجہ ذیل نسخہ تیار کرکے استعمال کریں ـ نسخہ :ـ شکر سودہ، کف دریا ـ ہرایک دو تولہ، نوسادر، پھٹکری ہرایک ڈیڑھ تولہ
سعد کوفی ڈھائی تولہ ـ تمام ادویہ باریک کریں، اور صبح و شام پانی میں ملاکر بطور لوشنہ استعمال کریں، (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) :ـ آپ روزانہ کو مرکولانٹرڈ ٹکیں مل کر سوجایا کیجئے، انگریزی دوا فروشوں سے یہ دوا دستیاب ہوسکتی ہے،
(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

سوالات

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانیکا حق حاصل ہے ـ
(۲) لیکن سوال تین سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیے ـ
(۳) تین سطروں سے زیادہ کیلئے خریداروں کو بھی دو آنے فی سطر کے حساب سے ٹکٹ بھیجنے چاہئیں ـ
(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں تو آٹھ آنے کے ٹکٹ بھیجکر چار سطری سوال درج رسالہ کرا سکتے ہیں ـ زیادہ سطور کیلئے دو آنہ فی سطر کے حساب سے مزید ٹکٹ بھیجنے چاہئیں ـ
(۵) پانچ یا چھ سطر سے زیادہ طویل سوال بھی کسی خاص حالت کے سوا جسکا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں ـ شائع نہیں ہوسکے گا ـ
(۶) رسالہ کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیے، ورنہ تعمیل نہیں ہوسکے گی ـ
(۷) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیے ـ دفتر کو قطع و برید کا اختیار بہرحال ہوگا،

---

(۶۳) مریض ۱۸ سالہ ـ زیادہ دیر تک مطالعہ کرنے سے تمام سر خصوصاً پیشانی اور آنکھیں گرم ہوجاتی ہیں کبھی کبھی درد سر بھی ہوتا ہے ناک اکثر بند رہتی ہے، پہلے زکام اور نکسیر کی اکثر [illegible] رہتی تھی مگر اب کچھ عرصہ سے آرام ہے، دانت خراب ہیں ـ اور صبح کو سوکر اٹھنے پر زبان پر غلاظت پائی جاتی ہے ـ نفخ کی شکایت اکثر رہتی ہے ـ کھانا کھانیکے بعد فوراً ہی کوئی کام کرنیسے نفخ ہوجاتا ہے مگر تھوڑی دیر لیٹنے سے آرام ہوجاتا ہے بھوک اور قبض کی شکایت اکثر رہتی ہے ـ بدن دبلا ہے اور ورزش کرنیسے سخت تھکان ہوجاتی ہے ـ ایسی دوائی مطلوب ہے جس سے سر میں خون کا جوش کم ہوجائے، اور سر گرم نہ ہو، (خریدار نمبر ۱۰۱۰)

(۶۴) میری عمر ۳۲ سال ہے نو سال سے شراب کا عادی گذشتہ موسم سرما میں بخار کیحالت میں کی پڑیہ کھائی جماع کرکے کپڑے اتار دیئے جس سے جوڑ کی ہڈیوں، رانوں، پنڈلیوں، اور کمر میں شدید درد ہوا اور ۲۰ یوم بخار رہا ـ شراب سے درد کی شکایت بڑھ جاتی ہے غصے اور وہم میں مبتلا رہتا ہوں جناب حکیم اکبر حسین صاحب بھی اظہار رائے کریں، خریدار نمبر ۲۳۱

(۶۵) ماہ ستمبر میں مجھے دو چار یوم بخار آیا ـ کونین مکسچر پیا تو اس سے خشکی اور حرارت بڑھ گئی، میں نے آلو بخارا و مغز کدو وغیرہ دو یوم پیئے تو آرام ہوگیا اسکے بعد گرم چیزیں کھانے اور جماع کرنیسے مجکو معمولی سی حرارت رہنے لگی، انڈا چائے وغیرہ کھانے سے زیادہ ہوجاتی ہے ورنہ ۱۱ بجے صبح سے ۵ بجے شام تک دل ڈوبا رہتا ہے سستی، پژمردگی رہتی ہے، تھرمامیٹر سے بخار معلوم نہیں ہوتا، درجہ حرارت ۹۸ رہتا ہے بہت علاج کئے کچھ آرام نہیں، تلی جگر بڑھے ہوئے نہیں ہیں ـ کوئی ڈاکٹری یا یونانی پیٹنٹ دوائی دکھا ہے ـ کھانسی زکام بھی رہتا ہے، تپ دق کے آثار معلوم ہوتے ہیں ـ حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی و ڈاکٹر سعید احمد بریلوی خصوصاً غور فرما دیں ـ اگر ہمدرد صحت

کی بدولت مجھکو آرام ہوگیا تو میں حلفیہ کہتا ہوں کہ پانچ نادار شخصوں کے نام رسالہ ہمدرد صحت جاری کراؤنگا۔ یا مبلغ پانچ روپے بطور نذرانہ دفتر ہمدرد صحت کو دوائی کے واسطے بھیجدونگا، (خریدار نمبر ۱۵۰۲)

۶۶) میری عمر ۲۲ سال ہے، عرصہ دراز سے قبض کی شکایت ہے کسی قدر معدہ بھی کمزور ہوگیا ہے۔ اکثر معدہ میں گڑگڑاہٹ ہوتی رہتی ہے بھوک کم لگتی ہے، بہت سے علاج کئے کچھ فائدہ نہیں ہوا، کیا ہمدرد صحت کے ناظرین کوئی علاج تجویز کرکے شکرگذار فرمائیں گے۔ دوا کم خرچ ہو، ڈاکٹر صاحب خصوصاً توجہ کریں، (خریدار نمبر ۱۴۹۰)

۶۷) عرصہ دو سال سے پائیریا کی شکایت ہے۔ اوپر کے دو مسوڑھوں سے پیپ آتی ہے۔ دو دانت ہلنے لگے ہیں۔ انگریزی اور دیسی علاج سے تاحال فائدہ ندارد۔ اطبائے کرام براہِ کرم کوئی مجرّب نسخہ تجویز فرمادیں، باعثِ ممنونیت ہوگا، (خریدار نمبر ۲۳۶۲)

۶۸) پارہ کی گولی بنانے کا نسخہ درکار ہے۔ تمام چیزوں کا صاف صاف نام معہ صحیح وزن معلوم ہونا چاہیئے۔ اس گولی سے دودھ نہیں پھٹتا اور اسکے استعمال سے خون میں غیر معمولی اضافہ ہوجاتا ہے۔ اطبا، و ماہرین توجہ فرمائیں۔ (عبدالغنی کلکتہ)

۶۹) مجھے سال میں ایک مرتبہ ستمبر یا اکتوبر میں گلے غدد (Tonsils) کی تکلیف کی وجہ سے دمہ کا دورہ پڑجاتا ہے، عمر ۴۵ سال ہے، یونانی اور ویدک علاج کراچکا ہوں لیکن مستقل فائدہ کسی سے نہیں ہوتا۔ صرف انجکشن سے عارضی سکون ہوتا ہے، ڈاکٹر صاحبان آپریشن کا مشورہ دیتے ہیں، کیا غدد کے ورم اور اس دمہ کا علاج بغیر آپریشن ممکن ہے، (خریدار نمبر ۱۷۶۶)

۷۰) مجھے خانوادہ عبداللہ خاں عسکری لودھیانوی کی تصنیفات کی ضرورت ہے، جو کتب خانہ نادرہ ویٹ گنج اسٹریٹ شائع کیا کرتا تھا اگر کسی صاحب کے پاس موجود ہوں یا ملنے کا پتہ بتا سکیں تو براہ کرم اطلاع دیں۔ نیز میرے پاس مکمل نصاب عربی مروجہ مدارس عربیہ ہند اور بخاری شریف موجود ہے، میں اس کو عربی اور اردو کی تاریخی، سیاسی، ادبی و دیگر علوم و فنون کی کتب سے تبادلہ یا فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ اگر کسی صاحب کو ضرورت ہو تو وہ بھی اطلاع دیں۔ (محمد عرفان علیخاں ظفر منزل سنبھل)

۷۱) مریض کی عمر ۳۴ سال ہے۔ مزاج صفراوی اور سوداوی ہے۔ عرصہ ۳ سال سے ہاتھ، پاؤں اور سینہ کے سوا تمام جسم میں چھوٹی پھنسیاں نمودار ہوتی رہتی ہیں جن کا منہ سفید ہوتا ہے، اور مواد بھی جاری رہتا ہے۔ اور قدرے خارش بھی ہوتی ہے بعض بعض جگہ دُمبل بھی ہوجاتے ہیں لیکن یہ شکایت تمام سال نہیں رہتی۔ اکتوبر سے مارچ تک بغیر کسی علاج کے دور ہوجاتی ہے۔ صرف نشان باقی رہتے ہیں۔ کراچی کے سول سرجن اور تمام مشہور ڈاکٹروں کو دکھایا۔ اُنھوں نے خون کی کمزوری تشخیص کی اسکے لئے انجکشن بھی دیئے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ یونانی ادویہ مثلاً عشبہ، رسکپور، چرائتہ، شاہترہ، نیم وغیرہ بھی بکثرت استعمال کیں لیکن بے نتیجہ۔ روغن تیغ اور دہی ملاکر پلایا گیا انگریزی دوا لائکر آرسینک ([illegible]) بھی استعمال کی گئیں۔ گندھک کے گرم چشموں میں نہلایا بھی گیا۔ کچھ افاقہ ہوا لیکن مستقل فائدہ نہیں ہوتا۔ مریض خراب عادت میں بھی مبتلا رہا ہے،
اطبا کرام و ماہرین فن تشخیص مرض، اور تجویز دوا کریں۔ فائدہ ہونے پر مبلغ یکصد روپے نذر کرونگا (خریدار نمبر ۱۱۱۰)

۷۲) ہمارے ایک دوست کی ۱۵ سالہ لڑکی ہے جسکے رخسار اور گردن پر سفید داغ ہیں، سول سرجن نے انجکشن دیئے اور پینے کی دوائیں بھی دیں۔ باچی وغیرہ بھی استعمال کی گئی۔ لیکن کسی سے فائدہ نہیں ہوا۔ سادی توڑی کے پتے رگڑنے سے خفیف سا فائدہ نظر نہیں آتا لیکن پورا فائدہ نہیں ہوا۔ لڑکی کی شادی ہونیوالی ہے۔ کوئی ایسی مجرب دوا تجویز کیجائے جس کے کھانے یا لگانے سے یہ نامراد مرض ہمیشہ کے لئے رفع ہوجائے۔ تادم زیست احسان مند رہونگا۔ اور کچھ نذر بھی پیش کرونگا۔ (خریدار نمبر ۱۱۱۰)

۷۳) عرصہ ڈیڑھ سال کا ہوا کہ بندہ کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا اور ۸ روز کے بعد گذر گیا۔ اسکے بعد اب تک استقرار حمل نہیں ہوا حیض بندھ آتے ہیں مگر دو تین روز تک معمولی مقدار میں آنیکے بعد بند ہوجاتے ہیں۔ گرم ادویہ مثلاً قند سیاہ وغیرہ کے جوشاندوں سے بالکل غائب ہوجاتے ہیں اور یہی حال سرد ادویہ سے ہوتا ہے۔ ماہران فن کی خدمت میں عرض ہے کہ استقرار حمل کا کوئی مجرب نسخہ عنایت کرکے شکر گذار فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۵۱۱)

۷۴) مریضہ عمر تقریباً بیس سال غیر شادی شدہ تقریباً چھ سال سے ماہواری ایام درد سے آتے ہیں۔ بلا استثناء علی الصباح تکلیف

شروع ہوتی ہے اور تھوڑا تھوڑا درد پیٹ میں رہتا ہے حتی کہ شام کو پیٹ کا درد زیادہ ہو جاتا ہے، درد پیٹ کے کسی خاص حصہ ہی میں نہیں بلکہ تمام پیٹ میں اور خصوصاً بائیں نیچے ناف ہوتا ہے۔ درد کی زیادتی میں اُبکائیاں اور قے آتی ہیں، اسکے بعد پیٹ کے درد میں تخفیف ہو جاتی ہے دس پندرہ منٹ کے بعد پھر پیٹ میں شدید درد ہوتا ہے، اور پھر اُبکائی آکر تخفیف ہو جاتی ہے۔ یہ تکرار تمام رات رہتی ہے اور دوسری صبح یعنی تقریباً ۲۴ گھنٹے کے بعد آرام ہو جاتا ہے قے میں عموماً سبز رنگ کا زردی مائل پانی ہوتا ہے۔ اس دوران میں اسہال جاری رہتے ہیں اور بھوک کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ہمدرد کا شربت مدر استعمال کیا جا چکا ہے اور بیشمار انگریزی ادویہ استعمال کی جا چکی ہیں قبض بھی رہتا ہے۔

(ایک خریدار)

(۷۵) مریض کی عمر تقریباً اڑتالیس سال ہے۔ سترہ سال کا عرصہ ہوا کہ کبھی کبھی معدہ کے مقام پر دو تین سال کے وقفہ سے درد ہو جاتا تھا اسکے بعد رفتہ رفتہ وقفہ میں کمی ہوتی گئی۔ یہانتک کہ اب مہینہ میں دو تین مرتبہ درد ہو جاتا ہے۔ تین چار روز تک سخت تکلیف رہتی ہے بعض بعض وقت ناف کی بائیں جانب طحال کے نیچے کوکھ میں درد ہو جاتا ہے قبض کی شکایت رہتی ہے لیکن مسہل ادویہ استعمال کرنے سے فوراً درد شروع ہو جاتا ہے۔ درد کے وقت ڈکاریں بکثرت آتی ہیں۔ منہ سے پانی بہت بہتا ہے استفراغ شروع ہو جاتے ہیں۔ سینکنے سے درد کم ہو جاتا تھا مگر اب اس سے بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ مقامی اطبا و ڈاکٹر صاحبان سے علاج کرایا لیکن بے نتیجہ۔ بذریعہ رسالہ ہمدرد صحت حکما و ڈاکٹر صاحبان سے التماس ہے کہ براہ کرم کوئی شافی علاج جواباً تحریر فرما کر شکرگذار فرمائیں آرام ہونے کے بعد پچاس روپیہ نذر کئے جائیں گے

(خریدار نمبر ۱۹۵۵)

بقیہ صفحہ ۴۲ یہ ہے

(۱) حکیم ہربنیا پرشاد منڈن پٹیالوی
(۲) حکیم ڈاکٹر شورام ضلع سیر پور کوٹلی
(۳) حکیم مولوی فضل داد خاں ضلع ہزارہ
(۴) حکیم دنبیر دیو ضلع لائل پور
(۵) حکیم رام پرکاش ضلع لودھیانہ۔
(۶) حکیم سنت داس ضلع ڈیرہ غازی خاں
(۷) حکیم محمد یوسف ضلع انبالہ
(۸) حکیم غلام احمد خاں
(۹) حکیم کشن پال ضلع انبالہ
(۱۰) حکیم سدانند ریاست بہاولپور
(۱۱) حکیم شاہ پسند فوی صوبہ سرحد
(۱۲) حکیم نند لال واسو ضلع بنوں
(۱۳) حکیم عبداللطیف خاں پشاوری
(۱۴) حکیم کشور چند ضلع منٹگمری
(۱۵) حکیم گردھاری لال ضلع جالندھر
(۱۶) حکیم جگدیش چندر بٹالہ ضلع گورداسپور
(۱۷) حکیم جگن ناتھ ریاست پٹیالہ
(۱۸) حکیم عبدالعزیز ریاست پٹیالہ
(۱۹) حکیم دیسراج بھنڈاری ضلع لودھیانہ
(۲۰) حکیم محمد نثار احمد ضلع بجنور، یو، پی،
(۲۱) حکیم رام سروپ ندما ہوشیار پور
(۲۲) حکیم عطر چند ضلع ملتان
(۲۳) حکیم چانن رلعہ رتن پالون ڈاکخانہ
(۲۴) حکیم سادھو رام
(۲۵) حکیم امیر چند ریاست پٹیالہ
(۲۶) حکیم تیرتھ رام ضلع کیمبل پور
(۲۷) حکیم عنایت اللہ پٹیالوی
(۲۸) حکیم جسونت رائے امرتسر
(۲۹) حکیم مہندر سنگھ ریاست جیند
(۳۰) حکیم محمد سرور خاں ضلع سیالکوٹ
(۳۱) حکیم ہرچند ضلع لائل پور

(عبدالصمد)

نوٹ:۔ خط و کتابت کے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجئے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف ہو۔

February, 1935 فروری ۱۹۳۵ء

مرتبہ:- حکیم حاجی عبدالحمید دہلوی -

ماء اللحم نسخہ خاص ۲ دو آتشہ
اپنے بے نظیر خواص کی وجہ سے
تمام ہندوستان میں مشہور ہے
مفصل معلومات رسالہ
"ہمدرد شباب"
منگا کر حاصل کیجئے
فی بوتل پانچ روپے
نمونہ کی شیشی
تار کا پتہ "HAMDARD" "DELHI"
منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی
ٹیلیفون نمبر 5778

MAJUN SHABAB
REGISTERED
معجون شباب آور
قوت مردمی اور دل دماغ کی کمزوری کے لئے مشہور دوا ہے
زمینی اور نشہ کی چیزوں سے بالکل پاک ہے۔ مشک عنبر مروارید وغیرہ سے بنائی جاتی ہے
تمام ہندوستان میں اس کے بے نظیر فوائد کا اعتراف کیا گیا ہے۔
قیمت فی شیشی پانچ تولہ پانچ روپیہ نمونہ کی شیشی ایک تولہ ایک روپیہ
ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

جلد ۳ — فہرست مضامین — نمبر ۸

فروری ۱۹۳۵ء

لمکی تصاویر:- (۱) خالدہ ادیب خانم (۲) مچھروں کی موت کا پیغام (۳) غسل اور صحت
ستی تصاویر:- ضبطِ تولید کے متعلق (۱۰ تصاویر) - ہمی مارہم (کارٹون)

قیمت سالانہ عہ/ ممالک غیر سے عا/ فی پرچہ ۱/

اشارات

آئندہ اشاعت خاص!

آئندہ اشاعت خاص کے متعلق گذشتہ پرچے میں جو کچھ لکھا گیا تھا مسرت ہے کہ معاونین کرام کے علاوہ عام ناظرین نے بھی اس پر توجہ فرمائی، اور اپنے اپنے دلچسپ خیالات کا اظہار کیا، مثلاً بعض اصحاب نے اشاعت خاص کا مطالبہ ابھی سے شروع کر دیا ہے، اور چند حضرات نے اسکو احتیاط سے بھیجنے کی تاکید فرمائی ہے۔ کچھ عنایت فرما ایسے بھی ہیں جو اسکی تاریخ اشاعت دریافت فرماتے ہیں۔ ان باخبر مستفسرین کے استفسارات کے جوابات تو دفتر سے لکھے جا چکے ہونگے۔ لیکن اس سے کم سے کم یہ پتہ ضرور چلتا ہے۔ کہ ہمدرد صحت کے عام ناظرین بھی رسالہ کی تحریرات اور تحریکات سے باخبر ہی نہیں رہتے۔ بلکہ ان کے متعلق تحقیق حال بھی ضروری سمجھتے ہیں۔

خیر، ان حضرات کے ضروری خطوط کے جوابات تو فوراً بھیج دیے گئے۔ لیکن کچھ "غیر ضروری" خطوط میرے پاس رہ گئے تھے ان پر اب توجہ کرتا ہوں۔ ناظرین ہمدرد صحت ہمارے کرم ڈاکٹر مولوی لطافت حسین صاحب راشد سے واقف ہی ہیں۔ آئندہ اشاعت خاص کے متعلق آپ کا ارشاد ہے کہ "کہاں میں آپ سے زیادہ صائب الرائے ہوں، مجھ سے زیادہ بہتر عنوان آپ تجویز فرما سکتے ہیں۔ اگر میری رائے لینی ضروری ہو، تو مندرجہ ذیل عناوین میں سے کسی ایک کو قبول فرما لیا جائے" ہمدرد صحت کے ایک دوسرے کرمفرما لفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ "جو موضوع آپ چاہیں تجویز فرمائیں، میں اشاعت خاص کے لئے بہت غور و تحقیق کے بعد مضمون لکھونگا" یہی منشا جناب حکیم مولوی محمد عبد اللطیف صاحب فلسفی، اور حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی وغیرہ اصحاب کی تحریرات کا ہے۔ فاضل گرامی حکیم مولوی محمد یوسف صاحب نیر نے اشاعت خاص کے متعلق صراحتاً تو کچھ نہیں فرمایا لیکن ایک گرانقدر اور مفصل مضمون "طب کے نصاب تعلیم کی تنظیم" ارسال فرمایا ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے موصوف کا مقصد "نصاب تعلیم" ہی آئندہ اشاعت خاص کا عنوان تجویز کرنا ہو، ہمدرد صحت کے غیر مقامی عنایت فرماؤں میں سے جناب ڈاکٹر محمد عثمان خانصاحب (عثمانیہ یونیورسٹی) اور حکیم ڈاکٹر علی کوثر چاندپوری کے خطوط ابھی وصول نہیں ہوئے۔ جس کی وجہ غیر معمولی مصروفیت کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

مقامی معاونین میں سے جناب حکیم مولوی کبیر الدین صاحب، ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی، اور حکیم مولوی ظہیر علی صاحب نے بھی میرے اس مجوزہ موضوع سے اتفاق ظاہر فرمایا، جو ابتک میرے دماغ ہی میں تھا، اور میں اسکی تفصیلات پر چند روز سے غور کر رہا تھا، تاکہ آئندہ اشاعت خاص کے مضامین اور مالہ وما علیہ کا ایک مفصل خاکہ معاونین ہمدرد صحت کے سامنے پیش کر کے لائحہ عمل بنا سکوں لیکن آج ہی مزید تحقیق کے دوران میں معلوم ہوا کہ جس موضوع پر غور کیا جا رہا ہے۔ اُس پر ہمارے ایک معاصر نے طبع آزمائی فرمائی ہے۔ اس موضوع سے میری مراد "سل و دق" ہے

میں اس موضوع پر بہت تفصیل سے غور کر رہا تھا۔ اس سلسلہ میں دنیا کے تمام ممالک کے ماہرین سل و دق کی تحقیقات کی فراہمی اور اس بارہ میں موجودہ میڈیکل سائنس کے انکشافات اور انکی تفصیلات۔ تقدم بالحفظ، اور علاج کے طریقے، ہر ملک

ہیں ان مرضا کی تعداد اور صحت گاہوں (سینی ٹوریمز) کے مختلف حالات، ہر ملک کی فرداً فرداً اور جمعیۃ الاقوام (لیگ آف نیشنز) کی متعلقہ کوششوں کا تذکرہ خود ہندوستان کی حالت زار کا صحیح نقشہ اور اس خوفناک مرض کے خلاف جد و جہد کی تجاویز اور ان پر غور و فکر، یہ تمام خاکہ معاصر موصوف کی کوشش کے علاوہ ہو۔ اس تفاوت کی بنا پر اگر ہمدرد صحت کی اشاعت خاص کا موضوع "سل و دق" ہی تجویز کر لیا جاتا تو چنداں مضائقہ نہ تھا۔ لیکن ایک خاص قسم کی طبیعت اور مزاج جو مجھ سے وابستہ ہو۔ اس کوچہ کی رہ نوردی میں مانع ہے۔ ع

رہ بہر سیم گرچہ بہمات بریم

یہاں تو جدت طلب کا تقاضہ ہی کچھ اور ہے۔

دوش زاہد زرہ کعبہ بجنت میرفت
رہ میخانہ نزد براست بجنت نزدیم

اب دماغ تو اتنا مستحضر نہیں ہو کہ کوئی اور موضوع تجویز کر کے نیز اس کی تفصیلات پر غور کر کے اس کا ایک جامع خاکہ ناظرین کے سامنے پیش کر سکوں۔ اس کے علاوہ اب نہ رسالے کے صفحات میں گنجائش ہے۔ اور نہ پابندیٔ وقت ہی قدم آگے رکھنے دیتی ہے اندریں حالات اشاعت خاص کے موضوع اور اس پر تفصیلی بحث آئندہ اشاعت مارچ میں ہوگی۔ وہی بحث انشاء اللہ اس مسئلہ کا آخری فیصلہ ہوگی۔

طبی نصاب تعلیم

سطور بالا میں ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا۔ کہ فاضل گرامی جناب حکیم مولوی محمد یوسف صاحب نیرؔ نے طبی نصاب تعلیم کی تنظیم پر ایک مفصل مضمون ارسال فرمایا ہو۔ یہ مضمون فلسکیپ کے تقریباً تیس صفحات پر مشتمل ہے، اور اپنے عنوان کی وجہ سے یقیناً قابل غور ہوگا، ہمکو ابھی اسے دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں ناظرین ہمدرد صحت حکیم صاحب موصوف کے خیالات سے مستفید ہو سکیں گے مضمون طویل ہے، غالباً رسالہ کی تین اشاعتوں میں ختم ہوگا۔

مسئلہ اصطلاحات

اسی اشاعت میں جناب حکیم ڈاکٹر مولوی لطافت حسین صاحب راشد نے مسئلہ اصطلاحات پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہو، موصوف کے اکثر خیالات سے ہر صاحب عقل سلیم متفق ہوگا لیکن بعض چیزیں جن پر اگر عملی حیثیت سے غور کیا جائے تو ہمکو فی الحال کامیابی کے دروازے مسدود نظر آتے ہیں۔ میرا مقصد ہرگز نہیں ہے۔ کہ انسانی قوت ارادی ان موانع پر فتح نہ پا سکے۔ لیکن اس کامیابی کیلئے جن شرائط کی ضرورت ہو۔ وہ ہماری اجتماعیت اور انفرادیت دونوں میں مفقود ہیں اگر ہم تہیہ کر لیں تو یقیناً اپنی زبان اور اپنے علوم و فنون کو غلامانہ اثرات سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ سیاسی غلامی کی بیڑیاں بہت جلد کٹ سکتی ہیں۔ لیکن جو ذہنی غلامی بالعموم ہندوستان میں اور بالخصوص ہمارے علوم و فنون میں پیدا ہو رہی ہے اس کے اثرات کو زائل کرنا تقریباً ناممکن ہو جائیگا۔

بہرحال ہمکو ذہنی غلامی سے بچنے کی انتہائی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جو احباب اس راہ میں جد و جہد فرما رہے ہیں ان کے خیالات پر سکون کے ساتھ غور کرنا چاہیئے۔

کچھ تبدیلیاں

اس اشاعت میں ناظرین رسالہ کو [illegible] تبدیلیاں بھی دیکھیں گے پہلی تبدیلی کتابت [illegible] ہوئی ہے [illegible] کی [illegible] کی بجائے [illegible] ہیں۔ [illegible] نیا لگایا گیا ہے۔ [illegible] تفصیل سے صاف ظاہر ہے امید ہے کہ یہ تبدیلیاں آپ [illegible] کی جائیں گی۔

حضور مُلّا رموزی مکتوب ھاضم

(بقلم خود)

جناب گرامی حکیم حاجی عبد الحمید صاحب مدیر و سرپرست مجلّہ منور "ہمدرد صحت" دہلی ' زاد لطفہٗ

بعد سلام سنتِ اسلام کہ ٹھیک ۲۱ جنوری ۱۹۳۵ء کو آپکا نامہ فیض شمامہ شرف صدور لایا،
دل کو سرور اور آنکھوں کو نور حاصل ہوا ہی تھا کہ اسکے اندر رکھی ہوئی پارسل کی گلابی رنگ کی بلٹی پر نظر کیا پڑی کہ کائنات رنگین نظر آنے لگی اول تو اس لئے کہ بلٹی کا یہ گلابی رنگ آپ جانتے ہیں کہ میری بیوی نمبر دو کے دوپٹے کے رنگ سے مشابہ تھا دوسرے یہ کہ بلٹی بھی آپ کے بھیجے ہوئے پارسل کی جس میں آن محترم نے بکمال علم نوازی و ادب دوستی "آب لحم" کی بوتلیں اور "روغن بے نظیر" شیشیاں ارسال فرمائی تھیں۔

الحق کہ آپ کے نامہ نامی کی سطر سطر کو خالص اسلامی اور مشرقی خلق و مروت کا نمونہ پا کر مجھے بیساختہ دہلی کے رئیس الحکما علامہ عبد الوہاب انصاری عرف حکیم نابینا صاحب اور ممدوح کے خلف ارشد مولوی حکیم عبد الحیٔ صاحب انصاری بی، اے، یاد آگئے کہ ممدوحین بھی عرصہ دراز سے مُلّا رموزی اور اس کے تمام خاندان کے علاج کے سلسلہ سے سینکڑوں روپیہ کی ادویہ بطریق علم نوازی مفت ارسال فرما رہے ہیں، خصوصاً ملا رموزی کے والد محترم کے مرض فالج کے علاج پر ان گرامی پایہ حکماء نے جس کمال مستعدی اور ایثار سے کام لیا ہے اُس کے ساتھ آپکی اس توجہ اور آپ کے اس تحفہ کو جب پایا تو میں نے یقین کر لیا کہ ملا رموزی بھی آج سے گورنمنٹ آف انڈیا سے کم مرتبہ کا آدمی نہیں ہے۔ ورنہ کوئی بتائے کہ دہلی کے اتنے بلند مرتبہ جید اور حاذق الحکماء کا ملا رموزی کے حال پر یوں مہربان اور متوجہ رہنا خدا کے فضل کا وہ لائق احترام و شکر نمونہ ہے جو دولت مندوں کے باوا کو بھی حاصل نہیں۔

حاصل کلام۔ پارسل آپ کا آیا بس کیا کہوں کہ آج کل وہ بیوی نمبر دو تفریح کو تشریف لے گئی ہیں۔ ادھر زمانہ ہے منقلب زنی اور ڈاکہ زنی کا ورنہ اسی لڑکی کی شرابی آنکھوں کی قسم کہ اس پارسل کے شکریہ میں آپ اسی دن مجھے دہلی میں موجود پاتے، مگر خیر خدا اُن کو خیر و عافیت اور نمونیہ سے محفوظ رکھکر میرے گھر میں لے آئے تو پھر مجھے دہلی میں حاضر سمجھئے۔

اب جو پارسل کو دیکھا اور اُس کے اندر سے "مفرحات" و "مقویات" کی بوتلیں اور شیشیاں برآمد ہوئیں تو پارسل سے لیکر اسکی ایک ایک چیز کی نفاست، رنگینی، تہذیب، ترتیب اور جگمگاہٹ کو دیکھکر اپنی بیوی نمبر دو کا وہ کمرہ یاد آ گیا جو اس زمانہ کے تمدن اور فیشن کی سنگ ہی رنگ اور جلوہ ہی جلوہ اشیاء سے جس طرح دنکو جھلملاتا ہے اُسی طرح یہ کمرہ شب کو برقی روشنی خصوصاً ان کے مطالعہ کے سبز فانوس کی برقی شعاعوں سے ان کے سُرخ و سفید رخساروں کو جس طرح جگمگاتا ہے کچھ ایسی ہی تاثیر آپ کے پارسل سے محسوس ہونے لگیں تو میں نے پارسل کے پاس بیٹھی ہوئی بیوی نمبر ایک سے کہا کہ۔ لو بھائی۔ اب ہندوستان میں ڈاکٹروں کی خیر نہیں ۔ وہ اس لئے کہ جب "ہمدرد دواخانہ دہلی" کی "پارسلی ترقی" ہی اس حد کو پہونچی ہوئی ہے کہ اس صندوق کی نفاست اور خوبصورتی کے ساتھ اسکی مضبوطی پر گمان ہوتا ہے گویا ہر وان ہٹلر صدر جمہوریہ جرمنی نے علاقہ سار کی واپسی کی خوشی میں ندوہ چراہر کا صندوق ملا رموزی کو "انعام" بھیجا ہے تو اب یہ بے چارے ڈاکٹر اور کونسا ایسا تیر ماریں گے جس سے ہندوستانی لوگ ان کی دواؤں کے شیدا ہوتے رہیں گے؟ اور ویسے بھی ڈاکٹری علاج میں اس سے سوا دہرا ہی کیا تھا کہ انکی ادویہ کے نام بجائے عرق گلاب کے بی [illegible] اور بجائے شربت نیلوفر کے این، ڈبلیو، آر، قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ اور ان کی دواؤں کی بوتلیں شیشیاں اور پارسل کے [illegible] مضبوط اور خوبصورت ہوتے ہیں سو یہ تمام ملکہ ان سے بھی کچھ سوا خوب سال جب ہمدرد دواخانہ دہلی [illegible] ڈاکٹروں کو دیکھئے کہ وہ بغیر کسی ڈگری تیس کے طب ہندی کو کس طرح بڑھا گئے ہیں؟

یعنی لفافہ سے بلٹی نکالتے ہی میرا تو یقین تھا کہ پارسل میں بوتلیں اور شیشیاں ہیں یقیناً بینائی اس لئے دیکھ لینا کہ پارسل کے اندر سے بس شکستہ بوتلوں اور شیشیوں کے ٹکڑے تو ملجائیں گے اور وہ آپ لحم اور "روغن بے نظیر" کہیں آگرے و آگرے کے اُس ظرف ہی ٹپک ٹپکا کر اور گر گرا کر رہ گیا ہوگا کہ آخر یہ پارسل بھیجا ہوا ایک دیسی دواخانے کا ہے، مگر جب پارسل کا صندوق دیکھا اور اُس کی امینٹ ورپ کے قلعے سے زیادہ مضبوطی دیکھی اور اُس کے پتے کی چٹ کی مطبوعہ انگریزی دیکھی تو بے ساختہ بیوی ہمبردو یاد آئیں کہ اگر اس وقت وہ تشریف فرما ہوتیں تو اس پارسل کو اُن کے سامنے رکھکر یا اُن کو پارسل کے سامنے رکھکر کہتا کہ :۔

اب فرمایئے کہ ڈاکٹری علاج اور ادویہ کے مقابل ہمدرد دواخانہ دہلی کی اس نظر نواز ترقی کو دیکھ کر اب تو آپ قائل ہوئیں کہ دہلی کے اطباء و حکماء بھی یورپ کی ناک کاٹ سکتے ہیں ؟ پھر کمال تو یہ ہے کہ دلی حکماء اور ملکی اطباء کی ترقی اس لئے زیادہ لائق تعریف و توجہ ہے کہ ان غریبوں کو نہ حکومت کی سرپرستی اور امداد حاصل ہے نہ ہندوستانی دولتمندوں کی مالی اعانت، کہ ہندوستانی اُمراء اور دولتمندوں کی دولت تو صرف ان کے ذاتی عیش و عشرت کے لئے خاص ہوتی ہے، اگرچہ اب یہ لوگ دولت تباہ کرنے کی اس آزادی سے بھی محروم ہونے والے ہیں، اور خدا کا شکر کہ زمانے میں ایسے لوگ اور لنگائیاں اب خاصی رگیدی جارہی ہیں جو دولت کو غلط مواقع پر صرف کرتی ہیں۔ لہذا فرمایئے کہ اگر اس سے مضبوط اور خوبصورت پارسل کسی یورپی ڈاکٹر کا ہو تو یا میں دیسی علاج آج سے ترک کرتا ہوں یا پھر آپ آج سے کنین مکسچر اور کلورافارم قسم کی دواؤں پر لعنت بھیج کر اپنے ملک و وطن کے علاج اور حکماء کی امداد فرمایئے۔

قبلہ حکیم صاحب!

کیا عرض کروں کہ اگر میری یہ "طبی گفتگو" یہ لڑکی سُن لیتی تو آپ دیکھتے کہ وہ ایسی کوشش کرتی کہ سینکڑوں گھرانے کی عورتیں ڈاکٹروں کے علاج سے توبہ کرلیتیں، اور ممکن تھا کہ اگر آج کل کے بے شعور و بے عقل یورپی نقال اور مغربی مقلد شوہر ایسی عورتوں کو انگریزی الفاظ میں ڈاکٹری علاج پر مائل کرتے تو میری اس بیوی ہمبردو کے بہانے پر ایسے تمام میاں بیویوں کے درمیان ستیہ گرہ، نان کوآپریشن، بائیکاٹ، اور مقاطعہ جوعی تک شروع ہوجاتا، مگر عورتیں ہرگز ڈاکٹری علاج پر راضی نہ ہوتیں۔ کیونکہ مس زبیدہ اور مس سلطانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری یہ بیوی ہمبردو کیا ہے عقلِ سلیم ذوقِ بلند اور نکتہ دانی کا وہ حسین نمونہ ہے کہ بس میں جانتا ہوں، اس کے تو میکے والے بھی کمبخت اس کے ذہنی اور عقلی کمالات سے آج تک واقف نہ ہوسکے، یعنی اب آپ سے میری کونسی بات پوشیدہ ہے کہ کشیدہ کاری میں یہ ماہر، انگریزی مٹھائی بنانے میں وہ طاق، انگریزی میں وہ برق، کتب بینی پر وہ حریص، اُمورِ خانہ داری میں وہ مشاق، لندن کو وہ پہچانے، فرانس سے وہ واقف، دہلی اُس نے دیکھا، بمبئی اُس نے دیکھا، رہ گئی، منصوری اُس کا گھر اور کشمیر اُس کا اُوڑھنا بچھونا، غرض کیا عرض کروں کہ لڑکی ہے یا علم و عقل فہم و فراست اور معلومات کا ایک جگہ کا خزانہ، بس اگر کمی ہے تو بین الاقوامی سیاست سے واقفیت کی سو آخر یہ مُلّا رموزی کس مرض کیلئے ہیں، انشاء اللہ اس میں بھی طاق کر دینگے پھر اُس وقت بٹھا دیجئے گا اس بیوی ہمبردو کو مسز نائیڈو اور خالدہ ادیب خانم ایسی شہرۂ آفاق اور آفتاب کی طرح مشہور عورتوں کے برابر۔

مگر لاحول ولاقوۃ بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی خیر انشاء اللہ اُن کے آنے پر میں آپ کی مرسلہ شیشیاں اُنہیں پیش کروں گا اور پھر کہوں گا کہ آپ کے "روغن بے نظیر" کی قدر تو وہی کریگی کیونکہ عرض کیا نا میں نے کہ ایک "روغن بے نظیر" کیا اس بیوی سے تو آپ افغانستان سے لیکر ترکستان تک کی بنی ہوئی چیزوں کا حال دریافت کیجئے، پھر دیکھئے اور سُنیئے اُس کے جوابات، میں تو کہتا ہوں کہ یہ غریب تو عرصہ تک رہی ناقدر دانی کے بوجھ سے لیکن اب جو میری نظر پڑی ہے تو اگر اُس کو شہرت و ناموری آفتاب نہ بنا دوں تو ملا رموزی کو جو سزا چاہیں تجویز کیجیے گا۔

"روغن بے نظیر" کو میں نے دیکھا اور شک نہیں کہ اس کی غنچہ ہائے نورس سے نکلی ہوئی اور رنگا رنگ پھولوں کی مجموعی خوشبو سے ملی ہوئی خوشبو نے دماغ کو جس کیف و خمار اور لطف و طراوت مسرت اور تازگی کی شاداب کیفیت سے دوچار کیا [illegible] نظر نوازی و نظر فریبی نے آنکھوں کے سامنے ہمدردی نمونہ کی اس کی صباحت و ملاحت لئے ہوئے [illegible]

وپیش کردیا جس نے ملا رموزی ایسے جنگی جاہ وجلال کے انسان کو اپنا غلام بنا رکھا ہے، اور میں تو کہتا ہوں کہ جادو کیجئے "روغن بے نظیر" کو صرف اُسکی شیشی کے قد وقامت اور حسن ورنگ پر میں دس برس تک عاشق رہنے کو تیار ہوں، البتہ اس سے زیادہ کے لئے بیوی نمبر دو سے اجازت کی ضرورت ہوگی، یعنی حیران ہوں کہ آپ نے اس تیل کے بنانے میں یہ کمال کس طرح دکھایا کہ اس میں سر کے درد، نزلے، اور زکام کے علاوہ دماغ کی تمام بیماریوں دور کرنے والی ادویہ بھی اس طرح حل کردیں کہ استعمال پر خوشبودار تیل کا تیل اور جوشاندہ کا جوشاندہ سو وہ بھی عیر وآب ترکردہ جوشاندہ،

میں بے عقل، بے خرد، بے ہوش اور بے تمیز ہی سمجھوں گا اُن ایڈیٹروں، بیرسٹروں، وکیلوں، مصنفوں، درزیوں، اور عورتوں کو جو آپ کے "روغن بے نظیر" کے سوا کوئی دوسرا تیل استعمال کریں۔ حد ہوگئی جس ننھے میاں کی والدہ عرف بیوی نمبر ایک نے آج تک اپنے شوہر ملا رموزی کی تعریف نہ کی ہو وہ تک آپ کے تیل کی تعریف میں بول اٹھی۔ پھر میں تو یہ تک کہنے پر تیار ہوں کہ جس مرد اور جس عورت ذات نے بنگالے کا جادو نہ دیکھا ہو وہ اس تیل کو استعمال کرکے دیکھ لے، اگر دماغ کو اس کے فائدے جادو کی طرح اثر کرتے ہوئے نظر نہ آجائیں تو گورنمنٹ سے قیمت واپس۔

اسی طرح آپ نے "ماراللحم" میں جن کمالات کا اظہار کیا ہے، میں نہیں کہتا کہ وہ قادیان کے مرزا صاحب مرحوم کے کمالات سے زیادہ ہیں مگر ہاں وہ جو کہتے ہیں کہ غدد بدل کر بوڑھوں کو نوجوان کیا جاتا ہے، سو آپ کے ماراللحم کو پی کر میں پانچ دن کے اندر اتنا جوان ہوگیا ہوں کہ اگر اسی تعداد سے میں جوان ہوتا رہا تو ایک سال میں خدا جانے کتنے نوجوانوں کا میں بقلم خود ہی ایک جوان بنجاؤں گا۔ میں تو آج سے ان تمام بہن بھائیوں کو پرلے درجہ کا بیوقوف اور ہوسکا تو احمق تک سمجھوں گا جو سگریٹ اور حقے کے ایکا کے مصارف سے آپ کے "ماراللحم" کی ایک بوتل نہ خریدیں گے خصوصاً اُن لڑکیوں کو ضرور خریدنا چاہیئے جو بے رحم اور غافل ماں باپ کے ہاتھوں گھروں میں بند پڑی لاکھوں ارمانوں کا خون کر رہی ہیں اور اندر ہی اندر دق اور سل کا شکار ہورہی ہیں، اسی طرح اُن عورتوں کو ضرور خریدنا چاہیئے جن کی آمدنی کم اور اولاد زیادہ ہو، یا جن کے شوہروں کی ایک سے زیادہ بیویاں ہیں اور وہ بھی افریقہ یا جاپانی رنگ کی، یا جن کے شوہر بیوی سے زیادہ سینما کا تماشہ دیکھتے ہیں یا جو عورتیں کہ حد سے سوا موٹی ہوگئی ہیں یا حد سے سوا لاغر، بڑا کمال تو اس ماراللحم کا یہ ہے کہ اسکے پینے پلانے کا کوئی موسم خاص نہیں بلکہ ہر موسم میں یہ مفید، اور آپ نے تو غضب یہ کیا کہ اس ماراللحم کے رنگ کو سرخ کردیا اور اتنی حسین بوتلوں میں رکھا ہے کہ ذوق اور عقل والے تو اس کی بوتل دیکھ کر ہی مست ہوجائیں اور بے پیئے جوان، معاذ اللہ ماراللحم کی بوتل ہے یا کسی مستِ شباب کے مہتابی رخساروں پر گلاب کے پھولوں کی سرخی، خیر میری بیوی تو پاؤڈر سے سفید نظر آتی ہے

پھر فوائد کے حساب سے ماراللحم کیا ہے اچھا خاصہ گورنمنٹ کا شفاخانہ ہے جس کے ذریعہ ہر قسم کی بیماری دور اور ہر نوع کا دکھ درد کافور پھر صورت اتنی پرنور گویا صبح کا نور ظہور۔

اب ان سب صفات پر اگر اسے کوئی نہ خریدے تو اسے نہ آپ انسان سمجھیئے نہ میں۔ اُمید ہے کہ آں محترم بخیر وعافیت ہونگے مگر ہاں یہ لکھنا تو میں بھول گیا کہ وہ جو "روغن بے نظیر" کی شیشیاں آپ نے بیوی نمبر دو کیلئے ارسال فرمائی ہیں تو ان کا شکریہ اُنہی کی جانب سے بعد اُنکی تشریف آوری کے تیرہ چودہ آنے کے ٹکٹ کے ذریعہ ادا کیا جائیگا، اب اگر ہوسکے تو فوراً اس بات پر غور کیجئے کہ دیسی طب کی دواؤں کے پرانے نام بدل کر دیسی نام رکھے جائیں تاکہ انگریزی زدہ ہندوستانی اُنہیں آسانی سے اگر سمجھ نہ سکیں تو پڑھ تو لیں جیسا کہ میں نے ماراللحم کی جگہ "آب لحم" استعمال کیا ہے جو ماراللحم کے مقابل زیادہ صاف بولا اور پڑھا جاسکتا ہے ممکن ہے کہ بعض طبی اصطلاحات اور ناموں کو آسان کرنے میں ابتداءً مذاق اڑایا جائے مگر آپ کو تو بہرحال جب دیسی طب کے ہر حصے سے ہندوستانیوں کو مانوس کرنا ہے اس لئے ڈر ہے کہ یہ انگریزی کا مارا ہوا طبقہ سفوف دافع تبخیر کو دافع بخار پڑھ لے یا حب جالینوس کا ترجمہ جالینوس کی محبت کرنے لگے اس لئے اگر آپ رسالہ میں طبی اصطلاحات اور اسمائے قدیم کی جگہ سہل اور صاف تلفظ والے ناموں کا سلسلہ شروع ہوجائے تو دیسی طب کی ترویج ومقبولیت میں آسانی ہوگی [illegible]

یہاں بھی کافی ہے مگر الحمد للہ کہ اب میرے پاس ایک لحاف اور مالیکم کی ایک بوتل ہے اس لئے انشاء اللہ سردی نقصان نہ پہونچا سکے گی
مہتہ فکر تو کیجئے اُن بے نصیب ہندوستانیوں کی جو اس سردی میں سڑکوں اور درختوں کے نیچے رات بسر کرتے ہیں اور امیر اور
ولت مند اُن کو اس بے سروسامانی میں دیکھتے ہوئے موٹر کاروں پر سینما جانے کیلئے یوں گزرتے ہیں۔ گویا یہ بے سروسامان
نسان نہیں بلکہ جرمنی کی جنگ میں مارے ہوئے مُردے ہیں جو ہندوستان میں جاڑے کے اثر سے تازہ رہنے کیلئے سڑکوں کے کنارے
لھدے گئے ہیں۔

جی ہاں چھوٹی لڑکی کے چیچک کا ٹیکہ لگادیا ہے صحت کی دعا کا طالب ہوں، مگر ہاں یہ تو فرمائیے کہ آپ کے دہلی والوں نے
جنگ کوئی انجمن ایسی بھی بنائی جس کا مقصد صرف جاڑے کے موسم میں محتاجوں کو لحاف بہم پہونچانا ہو؟ اچھا اگر نہیں تو سُن لیجئے
۔ خدا نے رحم وکرم اور مہربانی کی صفات عالیہ تو کچھ بیوی ہمدرد کو عطا فرمائی ہیں اُن کے حساب سے وہ اپنے سے کم رتبے کے لوگوں
کی امداد پر اتنی مستعد نظر آتی ہیں کہ کسی شریف ہی میں ایسی نیکدل اور خداترس عورتیں ہوں تو ہوں بس اگر بیوی ہمدرد میں کمی ہے تو یہ
ظالم میرے مضمون کو سمجھتی ہے کہ میں نے کسی دوسری عورت کے لئے لکھا ہے حالانکہ ۹ جولائی ۱۹۳۴ء سے جو کچھ لکھتا ہوں اُسی کیلئے
ورنہ کبھی مجھ سے دریافت فرمایا کہ فلاں مضمون کس کیلئے لکھا ہے؟ بس اس بے خبری یا تجاہل بیوہانہ کے زمانہ میں اگر اُنکی جانب سے روغن
بے نظیر کی کوئی فرمائش آپ کو نہ پہنچے تو آپ ہی نادان بن کر روغن مذکور دو چار مرتبہ مفت بھیج دیجئے، رہا قیمت کا معاملہ تو یہاں نہیں تو
اقبت میں تو ایک کی جگہ دس ملنے کے آپ بھی قائل ہیں۔

جی ہاں سچ فرمایا آپ نے کہ اُن کی سہیلیاں تو اُن سے بھی زیادہ فیشن ایبل ہیں مگر مشکل تو یہ ہے کہ سہیلیوں کے والد صاحبان
نوس ہیں، امید کہ اس تھوڑے لکھے کو وہ بھی بہت سمجھیں گی اور آپ بھی بہت سمجھیں گے اگر "روغن بے نظیر" آپ کے بالکل ہی
رچ نہ ہو گیا اور اگر اس عرصہ میں اُنکی مجھ سے گفتگو ہو گئی اور میرے خیالات کو اُنہوں نے اور ہندوستان کے دولتمندوں نے سمجھ لیا
انشاء اللہ ہمدرد دواخانہ کو "روغن بے نظیر" کی اتنی فرمائشیں مل جائیں گی کہ آپ اگر روزانہ سینما کا تماشہ بھی دیکھیں گے تب بھی ایک
ن آپ کا روپیہ ہی فاضل رہیگا۔

مگر ہاں خوب یاد آئی کہ جب تک کافی گرمی شروع نہ ہو جائے۔ بچوں کو گھر کے باہر نہ جانے دیجئے گا اور خواجہ حسن نظامی صاحب
کے گھر کا تو رُخ بھی نہ کرنے دیجئیگا کہ اُس طرف کی سردی الامان، ہاں مولوی احمد سعید صاحب اور ڈاکٹر انصاری صاحب کے مکان
پر جانے میں کوئی مضائقہ نہیں، اب اگر آپ میری بیوی ہمدرد سے عمر میں بڑے ہیں تو اُن کا سلام قبول کیجئے اور اگر چھوٹے ہیں
تو دعا۔ بچے تو اُنہیں میری جانب سے درجہ بدرجہ پیار۔ اور بیوی ہمدرد اپنی تفریح سے اگر اپنی قبر کا جواب خود ہی دیں گی امید کہ خط
پاتے ہی آپ میرے نام، بواپسی ڈاک "روغن بے نظیر" کی شیشیاں بھیج، فقط

مقالات

وضع اصطلاحات کیوں ضروری ہے!

از جناب حکیم ڈاکٹر مولوی لطافت حسین صاحب استنذ ہٹی (بھوپال)

ہمدرد صحت کی اشاعت ماہ اکتوبر ۱۹۴۲ء میں محترم حکیم کبیرالدین صاحب دہلوی اور فاضل مدیر طبیہ کالج میگزین علیگڈھ کی تشنۂ تکمیل بحث مسئلہ وضع اصطلاحات طبیہ کے متعلق میری نظر سے گذری۔ موضوع بحث اہم اور دلچسپ تھا میں غالباً اُسیوقت اس بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا لیکن چند در چند مجبوریوں اور مصروفیتوں نے موقع ندیا،

بہرحال یہ موضوع بہت اہم اور نہایت درجہ قابل غور ہے، صرف طب یونانی ہی نہیں بلکہ ہماری مادری زبان اُردو بھی من حیث المجموع اس نازک دور سے گذر رہی ہے۔ مجھے کیا تقریباً ہر اُس شخص کو جو اپنے ملک وملت اور اپنی زبان و تمدن کے تحفظ و ترقی کا کچھ بھی جذبہ اپنے دل میں رکھتا ہے، یہی خواہش و تمنا ہوسکتی ہے کہ اسکی زبان اور اسکا علم و ادب کافی صیانت و حفاظت کیساتھ ہمہ گیری حاصل کرے۔ اور جب یہ سب نہ ہو کسی قوم سے فنا ہوجائے تو پھر اُس قوم کا شمار زندہ اقوامِ عالم میں نہیں کیا جاتا۔

اس موقع پر اصلی بحث پر نظر ڈالنے سے قبل اُردو زبان کی اہمیت پر بھی کچھ مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں اور یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اُردو سے موجودہ طب کو کتنا تعلق ہے۔ اردو زبان کی تاریخ یا اُس کی وسعت و ہمہ گیری میرا موضوع تحریر نہیں۔ اور اس پر کچھ لکھنا اسلئے تحصیل حاصل ہے کہ قریب قریب ہر شخص جانتا ہے کہ ہندوستان کے تقریباً دس کرور آدمی اردو زبان کے دامنِ فیض سے وابستہ ہیں۔ اور وہ اُنکی مادری یا ملکی زبان ہونیکے علاوہ اب اتنی ترقی کرچکی ہے کہ دُنیا نے اسکو ایک مستقل علمی زبان تسلیم کرلیا ہے،

کتاب مردم شماری کے مطالعے سے یہ بات یقیناً آپکے علم میں آچکی ہوگی کہ اس ملک میں (۷۲۹۹۵۵) انسان آباد ہیں جن میں سے صرف اُردو بولنے والے تقریباً (۷۰۰۰۰) نفوس ہیں اور باقی (۲۹۹۵۵) اشخاص ایسے ہیں جو ہندی۔ مارواڑی، گجراتی وغیرہ زبانیں بولتے ہیں۔ اور انگریزی زبان کے ماہر صرف (۱۰۰) نفر ہیں لیکن ان اعداد و شمار کے پیش نظر کس قدر افسوسناک امر ہے کہ انگریزی زبان یا اُسکے الفاظ و مصطلحات اردو زبان میں کچھ اس طرح تدریجاً دخل و رائج کیا جارہا ہے کہ ہندوستان کی ایک بڑی جماعت انکو اردو زبان کا لازمی عنصر سمجھنے لگے ہیں، اگر اس وقت اُردو کی کسی ایک تحریر کو اُٹھا کر دیکھا جائے تو بمشکل اسکی تمام کی تمام عبارت خالص اردو میں ملیگی، زیادہ نہیں تو کم سے کم دو چار لفظ ضرور انگریزی زبان کے اسمیں بطور بدرقہ شامل نظر آئیں گے۔ اب اس کے کچھ بھی وجوہ ہوں لیکن یہ لازمی امر ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے اجزاء پریشان اور حقیر ذرات ایکدن پہاڑ کی صورت میں جلوہ نما ہوجائیں گے، اور عوام کی زبان میں تبدیلی کئے بغیر اردو علم و ادب کا دیوالا نکال دیں گے۔

میرے نزدیک بلا وجہ انگریزی الفاظ و اصطلاحات کی اُردو زبان میں یا اُسکے کسی شعبہ علم و فن میں زبردستی ٹھونسنے سے سوائے اسکے اور تو کوئی فائدہ نظر نہیں آتا کہ عوام کو خواہ مخواہ مشکلات میں ڈالکر یعنی انگریزی دانی کا رعب جمایا جائے، اور اپنی ملکی یا مادری زبان اور اُسکے علم و ادب کی جاذبیت و امتیازات کو تدریجاً فنا کے گھاٹ اتار دیا جائے۔

ہاں۔ یہ کلیہ بھی بعض اوقات صحیح ہوسکتا ہے کہ "الفاظ مُردہ ہوجاتے ہیں" لیکن کب؟ جب ہم انکو استعمال میں نہ لائیں اور نہ ان سے مستغنی ہوکر اپنے ادراک و شعور کو دوسری زبان کے الفاظ میں ادا کرنے لگیں تو اس صورت سے بے شک ہم اپنے زبان کے الفاظ کا جنازہ نکال سکتے ہیں لیکن باوجود خیالات میں ترقی اور تہذیب و تمدن میں اضافہ کے ہم ان الفاظ و مصطلحات کو جو ہماری زبان میں پہلے سے

* فاضل مضمون نگار [illegible] بھوپال ہے

خالدہ ادیب خانم

جو آجکل جامعہ ملیہ اسلامیہ دھلی میں "ترکی میں مشرق و مغرب کے تصادم" پر اہم خطبات دے رھی ھیں -

فراہم کرکے اردو علم وادب کی خدمت کی ہے، اسکی نظیر خطۂ ہندوستان میں کسی دوسری جگہ ملنی محال نہیں تو دُشوار ضرور ہے۔
اب رہا اصطلاحات طبیہ کا مسئلہ تو وہ بھی اسی ذیل میں ہے۔ آج جب کہ ہندوستان نے اس فن کو اپنا ملکی و قومی فن مان کر اُسکے علمی ذخیرہ کو عربی، فارسی یا انگریزی سے اپنی مادری زبان یا ملکی زبان میں منتقل کرنا ضروری سمجھ لیا ہو، اور عملاً اسکی کوشش بھی شروع کردی ہے تو اب اسبات کی سخت ضرورت تھی کہ مسئلہ اصطلاحات جدیدہ کو بھی معرض غور میں لایا جاتا۔ چنانچہ حکومت آصفیہ اس بارہ میں بھی سبقت لیجا رہی ہے۔ مملکت حیدرآباد کی جدید شیوع طبی کتب اس عمل کا آئینہ ہیں۔ اور اُسی آواز کی صدائے بازگشت حکیم کبیرالدین کے دارالترجمہ سے بھی سُنائی دے رہی ہے کتنی قابلِ احترام ہیں وہ ہستیاں جو احیاء فن کے لئے اپنے عزیز ترین اوقات صرف کر رہی ہیں اور کتنے قابلِ نفرت ہیں وہ وجود جو ان کی مساعی جمیلہ میں رخنہ انداز ہوں۔
آپ خیال تو فرمائیے کہ دیسی اطباء باوجود خالص ہندوستانی طبیب ہونیکے اور باوجود اس علم کے کہ انکی قومی زبان کا خزانہ ہر طرح لبریز ہے، پھر بھی وہ بجائے نشان کے نمبر۔ درجہ کے ڈگری۔ حرارت کے ہیٹ۔ تطہیر کے ڈسانفیکٹ۔ ذخیرہ کے اسٹور۔ شفاخانہ کے ڈسپنسری۔ درجۂ حرارت کے ٹمپریچر۔ محقنہ کے انیما وغیرہ جیسے غیر مانوس الفاظ نہایت درجہ شان تفاخر کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔
ہم مانتے ہیں کہ بے شک ہماری زبان میں دوسری زبان کے الفاظ کی آمد ہوتی رہیگی یعنی جو الفاظ ہماری تہذیب و تمدن میں ہمارے خیال کے مطابق موزوں ہوتے جائیں گے اور اُن کے لئے ہماری زبان میں واقعی مترادفات یا صحیح ہم معنے الفاظ موجود نہ ہونگے تو ہم بلا تامل اُن کو نہایت فراخدلی کیساتھ قبول کرتے جائیں گے۔ اور پھر جب ہم نے اُنہیں قبول کرلیا تو یقیناً ہم اُن کے مالک ہوگئے۔
لیکن جب تک وہ ایسے الفاظ نہ ہوں تو ان کو بلا وجہ قبول کرنا سراسر حماقت اور سرتاپا کمزوری کی علامت ہوگی۔ اور ہمیں ایسی ہر زبان کو بے ڈھرک پائے حقارت سے ٹھکرا دینا چاہیئے۔ کہ ہماری قومی زبان ہی اچھی ہے اور ہمیں اُس پر بالکل بجا طور پر فخر و ناز ہے۔
آپکو یہ ماننا پڑیگا کہ قومیت کی بقاء و تحفظ کیلئے جہاں اور چیزیں ضروری ہیں وہاں زبان بھی بہت زیادہ ضروری ہے۔ افسوس ہے کہ آپ نے شان، درجہ، حرارت، تطہیر، ذخیرہ، شفاخانہ، وغیرہ الفاظ کو قدامت کی کیچلی میں اس لئے ڈالدیا کہ یہ اُس مفہوم کو ادا نہیں نہیں کرتے جو نمبر، ڈگری، ہیٹ، ڈسانفیکٹ، اور ڈسپنسری وغیرہ میں ہے۔
درآں حالیکہ اس ملک کے لاکھوں انسان ان الفاظ سے ناآشنا ہیں اور صحیح مترادف الفاظ سے ہماری ملکی یا قومی زبان تہی داماں نہیں ہے۔
پس یہی وجوہ ہیں کہ میں علامہ کبیر کی ہمنوائی پر مجبور ہوں۔ اب رہا یہ اعتراض کہ اگر عربی یا فارسی سے استعارۂ اصطلاحات جائز رکھا جاتا ہے تو انگریزی کیوں قصوروار یا قابل اعتنا سمجھی جائے تو اس کا جواب بھی صاف ہے۔ عربی، فارسی، یا سنسکرت زبانیں قدیم اور مشرقی ہیں، اور اردو زبان کا اصل ماخذ و اساس۔ برخلاف اسکے انگریزی بالکل جدید اور مغربی ہونیکے باعث ایک اجنبی اور غیر مانوس زبان ہے، علاوہ ازیں اُردو کیلئے عربی و فارسی وہی درجہ رکھتی ہیں جو انگریزی زبان کے لئے لاطینی اور یونانی زبان رکھتی ہے، نیز عربی و فارسی اصطلاحات سے استفادہ یوں اور بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے اسلاف کی تالیفات و تصانیف اور اپنے خالص قومی امتیازات سے دُور نہ ہو جائیں۔
یہ امر آخر ہے کہ انگریزوں کے تسلط و اقتدار نے ہمکو ان کے تمدن اور معاشرت کا گرویدہ بنا رکھا ہو لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ اقوام مغرب کا اقتدار ہمکو اس بات پر بھی مجبور کردے کہ ہم اپنے اجداد کی دیرینہ مساعی و جانفشانیوں کو برباد کردیں اور اپنے قومی و ملکی امتیازات کو قربان گاہ مغرب پر بھینٹ چڑھا دیں۔
بلا شبہ ہم مغرب کے منصوبہ علوم و فنون سے ویسے استفادہ کا حق رکھتے ہیں جس طرح خود مغرب نے ہمارے مکتبوں اور کتب خانوں سے استفادہ کیا ہے جب کہ علماء مغرب ہماری زبان اور ہمارے علوم کی اصطلاحات کو اپنی قومی زبان کے سانچہ میں ڈھال سکتے ہیں تو پھر ہمارے لئے کوئی امر مانع ہے کہ ہم اپنی اصطلاح سازی کی مشین کو زنگ آلود بناکر تہ خانۂ نسیان کے سپرد کردیں۔

موجود ہیں، کام میں لائیں تو پھر اُسکے یہ معنی ہونگے کہ ہم بلا شبہ انکو تقویت دیتے ہیں اور اپنی زبان میں زندگی کی ایک نئی روح پیدا کر رہے ہیں۔

میں آپ سے دُنیا کی تاریخ ارتقاء پر نظر ڈالنے کی استدعا کرتے ہوئے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسباب ترقی میں سے ایک اہم ترین سبب تکمیل زبان بھی ہے۔ سب سے زیادہ متمدن اقوام کی زبانیں زیادہ وسیع اور نازک خیالات و علمی مطالب کے ادا کرنے کی قابلیت و صلاحیت رکھتی ہیں اور جن اقوام میں توحش اور بدویت ہوتی ہے، انکی زبان تنگ اور ان کا ذخیرہ محدود تر ہوتا ہے۔ علمائے علم الالسنہ نے قوی تر دلائل و براہین قاطع سے ثابت کردیا ہے کہ زبانِ خیال' اور خیال زبان ہے۔

ایک طویل مدت کے بعد اس بات کا علم ہو سکا ہے کہ انسانی دماغ کے ارتقاء صحیح کا علم مطالعہ تاریخ زبان سے حاصل ہو سکتا ہے۔ الفاظ غور و خوض میں ویسے ہی مدد دیتے ہیں جیسے قوت باصرہ فعل بصارت میں۔

ایک مشہور جاپانی ماہر سیاسیات کا مقولہ ہے کہ اگر ملک کا تحفظ کرنا چاہتے ہو تو پہلے زبان اور ادب کا تحفظ کرو۔

زبان و ادب کی بے پایاں وسعت شعب حیات انسانی کی وسعتوں سے زیادہ بلند تر ہے۔ زبان کا اثر تمامی تمدن اور شعبہ جات پر بہت زیادہ مترتب ہوتا ہے، وہ نہ صرف انسان کی ذہنی معاش اور سیاسی ترقی میں معاون ہوتی ہے۔ بلکہ وسعت نظر روشن دماغی، اور خیالات میں تغیر پیدا کرتی ہے

ہمارا ادب اور ہماری زبان قومیت کی تکمیل کیلئے ایک زبردست آلہ ہے۔ کیونکہ قومیت کیلئے ہم خیالی شرط ہے اور ہم خیالی ہم زبانی پر موقوف، بالفاظ دیگر یوں سمجھئے کہ ایک زبانی قومیت کا ایک ایسا شیرازہ ہے جو اسکو انتشار و پراگندگی سے محفوظ رکھتا ہے۔

اوراقِ تاریخ شہادت دینگے کہ مسلمان اقطاع عالم میں پھیلے ہوئے تھے لیکن ان کے علم و ادب اور انکی زبان نے انہیں ایک کر رکھا تھا۔ یقیناً روم کے عروج کا سنگ بنیاد "جولیس سیزر" کے ہاتھوں نصب نہیں ہوا بلکہ "اغسطس" کے ہاتھوں۔ دور عباسی کا ارتقاء سفاح و منصور کا نہیں بلکہ ہارون الرشید اور مامون رشید کا رہین منت ہے، عبدالرحمٰن ثالث نے سلطنت ہسپانیہ کو دُنیا کی بلند و بالا سلطنتوں سے بھی زیادہ امتیاز بخشا تھا۔ کیا بزور شمشیر؟ نہیں! اور ہرگز نہیں! صرف زبان اور ادب کی سرپرستی کے ذریعے۔

اسیطرح ہندوستان میں شہنشاہ اکبر اور بکرماجیت، انگلستان میں الفرڈ، اور روس میں پیٹر اعظم کی شخصیتیں علم و ادب اور زبان و معاشرت کے تحفظ و احیاء میں امتیازی شان کی مالک ہیں۔

پس جب یہ تسلیم کیا جا چکا ہے کہ ملک کی ترقی زبان اور ادب کی ترقی پر منحصر و موقوف ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہم انگریزی زبان کے الفاظ و مصطلحات کو اپنی زبان یا اپنے علوم و فنون میں خواہ مخواہ جگہ دیکر ان کو بدشکل بنائیں۔

ہر وہ ملک جو شاہراہ ترقی پر گامزن ہوتا ہے تو پہلی توجہ تحفظ لسانی پر کرتا ہے۔ ایشیا و یورپ میں جس جدید ذہنی اور قومی بیداری نے جنم لیا ہے، اُسکی تیز رفتاری و سرعت سیر مسلم ہے۔ چنانچہ دولت ترکیہ نے سنہ ۱۹۲۳ء سے سرکاری طور پر ہر غیر ملکی زبان کا استعمال تحریراً یا تقریراً اپنی تمام قلمرو کے اندر ممنوع قرار دیکر خالص ترکی زبان کی ترویج و استعمال کے بارہ میں سخت سے سخت حکم جاری کر رکھے ہیں حتیٰ کہ غیر اقوام جو وہاں اقامت پذیر ہیں وہ تک مملکت ترکیہ کے اندر ترکی زبان اور رسم الخط کے استعمال پر مجبور کردی گئی ہیں۔

حکومت عراق کے ڈاک خانوں میں تار بھی عربی زبان ہی میں دیئے جاتے ہیں۔ مملکت ایران کے کوچوں اور شاہراہوں میں بجز فارسی زبان کے تختیوں پر دوسری زبان کا لکھنا قانونی جرم قرار دیدیا گیا ہے۔ دُور کا ذکر چھوڑیئے اندرون ہندوستان مملکت آصفیہ دکن کے سرکاری کاغذات، مراسلات، احکامات، اخبارات، سکے، مہریں، اور جو کچھ بھی چاہے اُٹھا کر دیکھ لیجئے کہ وہ کس زبان میں ہیں۔ کیا حیدرآباد کی یہ گرانبہا لسانی خدمت قابلِ اعتنا نہیں ہے؟

یہ ایک حقیقت ہے کہ حکومت آصفیہ نے جس طرح اجنبی الفاظ و اصطلاحات اُردو زبان سے خارج کرکے اور اُن کے صحیح مترادف

ان حقایق ثابتہ کے تسلیم کر لینے کے بعد اس سوال کا اوحل باقی رہ جاتا ہی کہ فن طب میں جو انگریزی اصطلاحات دھس رہی ہیں ان سے کیونکر گلو خلاصی حاصل کیجائے۔ تو میرے نزدیک یہ کام کسی شخص معین یا فرد واحد کا نہیں ہے۔ اسکے لئے یا تو ہمکو ایک ایسی مخصوص جماعت کی تشکیل کرنی چاہیئے جس کے فرائض صرف یہ ہوں کہ وہ خاص عربی یا فارسی سنسکرت الفاظ و اصطلاحات کا تجسس کرے اور ناکامی کی صورت میں انگریزی مصطلحات کا بدل اصلح بنائے و رائج کرائے۔

ایسی جماعت یا انجمن کی کارگذاری سالانہ بصورت رپورٹ شائع ہوا کرے جس سے انکی کافی نشر و اشاعت ہوسکے۔

یا پھر جو لوگ ذمہ دارانہ طریق پر اس خدمت کی بجا آوری میں منہمک ہیں اُن کا ہاتھ بٹایا جائے۔ اور انکی وضع کردہ یا فراہم کردہ اصطلاحات نقد و تبصرہ کی صورت میں تبادلۂ خیالات کرکے اُن کے استحکام کی کوشش کیجائے۔ اور جرائد طبیہ انکی نشر و اشاعت میں پوری سرگرمی کا اظہار کریں۔

میں تو یہاں تک چاہتا ہوں کہ وہ انگریزی ادویہ جنکو ہم روزمرہ اپنے استعمال میں لارہے ہیں۔ مثلاً کنین، سوڈا، ٹنکچر آیوڈین، آیوڈو فارم بورک ایسڈ وغیرہ۔ تو ان کے نام بھی جدید وضع کرکے رائج کئے جائیں۔ اور حتی الامکان کسی دوا کو انگریزی نام سے ذکر ہی نہ کیا جائے۔ لیکن اس میں کسی قدر دشواری بھی نظر آرہی ہے۔ کیونکہ ہم اپنے گھر میں یا اپنے دواخانہ میں ضرور ٹنکچر آیوڈین، صمغ بنفشئین یا صبغۃ الیود اور کنین کو بر کین کہتے ہیں لیکن جب کسی انگریزی دواخانہ سے طلب کرینگے یا بازار خریدنے جائیں گے تو پھر مجبوراً ٹنکچر آیوڈین اور کنین ہی کہنا پڑیگا۔ یہ مسئلہ تو اُسوقت باحسن وجوہ حاصل ہوسکتا ہے کہ جب ہمارے دیسی دواخانے بھی اس کام میں حصہ لیں اور ایسی کثیر الاستعمال انگریزی ادویہ کو جدید مخترع یا موضوعہ اسما کیساتھ دواخانہ کی فہرست میں درج کریں اور انکی فراہمی کا مناسب انتظام کریں، ایسے ہی جدید آلات تشخیصہ یا جراحیہ کی فراہمی کا بھی انتظام کیا جائے۔

ابتدائی الجھن کو دور کرنیکا انتظام اس طرح کیا جاسکتا ہی کہ جو جدید نام تحریر کیا جائے تو اُسکے عین مقابل اس کا انگریزی نام بھی لکھدیا جائے کچھ عرصہ کے بعد جب اطبا ان اصطلاحات سے بخوبی آگاہ ہوجائیں گے تو پھر اُس زحمت سے بھی نجات ملجائے گی

کیا میں امید کرسکتا ہوں کہ ہمدرد دواخانہ اس معاملہ میں عملاً پیش قدمی کریگا۔

اب چونکہ مضمون بہت طویل ہوگیا ہے اور ممکن ہے کہ آپ بھی پڑھنے سے اُکتا گئے ہوں اس لئے بقیہ کو کسی آئندہ صحبت کیلئے اُٹھائے رکھتا ہوں۔ یار زندہ صحبت باقی +

کٹائی کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ (۱) چھوٹی کٹائی۔ اسکو کنٹیلی اور کٹیری، اور بھٹ کٹائی اور بھٹ کٹیا کہتے ہیں، مارواڑی زبان میں اس کا نام کنٹالی مشہور ہے، اور گجرات میں بیٹھی بھورنگی، اور مرہٹی میں رنگنی کہلاتی ہے۔ (۲) بڑی کٹائی اسکو کٹیلا، اور بڑھنا اور کٹھ بگن کیٹری بولتے ہیں۔ گجرات والے اسکو اوبھی بھورنگی کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور مارواڑی میں اوبھی کنٹالی کہتے ہیں۔ مرہٹوں میں اس کا نام ڈوالی ہے۔ بادنجان بری، اور بادنجان دشتی۔ اور بادنجان صحرائی یہی بڑی کٹائی ہے بعض کے نزدیک بادنجان بری کا اطلاق چھوٹی قسم پر بھی ہوتا ہے۔

صفات و شناخت

اس کا پیڑ چھوٹا ہوتا ہے جو جال کی طرح زمین پر چھایا ہوتا ہے، پتے بھی چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور سارے پودے میں کانٹے بکثرت ہوتے ہیں ڈالیاں کثرت سے ہوتی ہیں، پھل سپاری کے برابر ہوتا ہے اور جب تک کچا ہوتا ہے۔ اس کا رنگ سبز ہوتا ہے جس پر سفید چتیاں ہوتی ہیں۔ پک کر زرد پڑجاتا ہے اور اسمیں بیج بھرے ہوتے ہیں۔ یہ پودا نمناک مقاموں میں پیدا ہوتا ہے، اسکی پیدائش ہندوستان میں پنجاب، آسام اور سیلون تک ہے اسکے مزے میں تیزی اور شوریت ہوتی ہے۔ پھول عموماً زرد یا بینجنی رنگ کا ہوتا ہے جس میں زرد رنگ کے ریشے زعفران کی طرح ہوتے ہیں، اور بعض قسم کے پھول سفید بھی ہوتے ہیں یہ قسم دیکھی گئی ہے،

طبیعت گرم و خشک دوسرے درجوں میں۔ اور بعض تیسرے درجوں میں گرم و خشک مانتے ہیں۔

خواص ہاضم ہے، بھوک پیدا کرتی ہے۔ اس کا کھانا صفرا و بلغم کے فساد کی اصلاح کرتا ہے۔ تپ بلغمی اور پسلی کے درد کو نافع ہے۔ اگر سونگھنے کی قوت جاتی رہے تو اسکے لئے بھی اس کا داخلی اور خارجی استعمال مفید ہے۔ اس کا پینا سرد و تر کھانسی اور دمہ کو نہایت مفید ہے۔ میل صاف کرنے کے لئے بھٹ کٹیا صابون کا قائم مقام ہے۔ اسکا لیپ بچھو وغیرہ جانوروں کے کاٹے کو مفید ہے، ماندگی کو دور کرتا ہے۔

پھل پھل کا لیپ ریاح اور بلغمی ورموں کو تحلیل کرتا ہے، ریحی اور بلغمی دردوں کو تسکین دیتا ہے۔ اسکے پھل کو جلا کر شہد کیساتھ کھانے سے کھانسی اور دمہ دور ہو جاتا ہے، پیٹ کے کیڑے بھی مرجاتے ہیں۔ اس کا لیپ بالوں کو سیاہ کرتا ہے۔

جڑ اسکی جڑ اور پوست درخت انار اور پوست درخت کندوری پیس کر لٹکے ہوئے پستانوں پر لیپ کریں تو وہ سخت ہوجاتے ہیں، اس کا سفوف کھانڈ اور گائے کے دودھ کیساتھ امساک پیدا کرتا ہے۔

پتے:۔ اسکے پتے بواسیر میں نافع ہیں

پھول:۔ پھول کا زیرہ دافع قبض ہے۔ مثانہ کی پتھری کو نکالتا ہے

رس:۔ اس کا رس ناک میں سعوط کرنا اختناق الرحم اور مرگی کی بیہوشی کے لئے بیحد مفید ہے فوراً ہوش آجاتا ہے،

خواص کتب ویدک کے اقتباسات

اس کے استعمال سے بلغم، کھانسی، دمہ، زکام اور سینے کے امراض دفع ہوتے ہیں۔ سوزاک جذام، قبض اور مثانہ کی پتھری کو دور کرتی ہے۔ مدبول ہے، اسکے جوشاندے کے پینے سے پیٹ کا درد رفع ہوجاتا ہے، اس کا لیپ پاؤں کے تلووں کی گرمی اور پھپولے دفع کرتا ہے۔

حمّیٰ معویہ
موتی جھرہ ٹیفوڈس

ازجناب حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب دہلی

"جناب حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب ہمدرد صحت کے ناظرین ناواقف نہیں ہیں۔ آپ کے محققانہ رسالہ کے اوراق کی اکثر زینت ہوتے رہتے ہیں۔ حمّیٰ معویہ پر آپ کا مقالہ بہت ہی تحقیق سے لکھا گیا ہے اور اس کہ اطبار اسکا بغور مطالعہ کریں۔ اس سے ہم نہ صرف جدید معلومات ہی حاصل کرسکتے ہیں، بلکہ ہمکو یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ اطبار قدیم کے خیالات اور تحقیقات کس حد تک پہنچ چکی تھیں، مقالہ کافی طویل ہے جس میں حمّیٰ معویہ کی قسمیں، عوارض اور علامات کے علاوہ معمولہ مطب علاج، اور علاج بالتبقیح احکام تیمارداری اور تدابیر تحفظ پر مفصل بحث کی گئی ہے! اور غالبا رسالہ کی تین اشاعتوں پر ختم ہوگا۔" "ہمدرد صحت"

چند تمہیدی باتیں

حمّیٰ مطبقہ ——— ہمارے اطبار، مثلاً شیخ الرئیس، صاحب کامل، ابوسہل مسیحی، وغیرہ کی رائے ہے کہ خون جب کسی وجہ سے متعفن ہوجاتا ہے تو اس سے حمّیٰ مطبقہ عارض ہوتا ہے یعنی خون کی عفونت سے جو بخار لاحق ہوتا ہے، وہ مسلسل چڑھا رہتا ہے اور نمایاں طور پر ان میں دیگر حمیات مفترہ کی طرح کمی وبیشی (تفتیر) نہیں ہوتی۔

اس لحاظ سے اگر غور کیا جائے تو نہایت آسانی کے ساتھ یہ نتیجہ حاصل ہوسکتا ہے کہ موتی جھرہ بھی ایک قسم کا حمی مطبقہ ہے جو بصورت اطباق ہر وقت چڑھا رہتا ہے اور جس میں خون کے اندر عفونت کے مواد موجود ہوتے ہیں، اور اس عفونت کا مستوقد امعار ہیں، جہاں سے عفونی مواد جذب ہوکر خون میں داخل ہوا کرتے ہیں۔

حمی دمویہ عفونیہ (مطبقہ) کے ذیل میں شیخ الرئیس نے لکھا ہے کہ "——— اگر اس بخار میں غنودگی اور سُبات کا غلبہ ہو، پیٹ پھول جائے، اور اس کے ٹھوکنے سے ڈھول جیسی آواز سنائی دے، اور باوجود دست ہونیکے نفخ نہ جائے، مریض نہایت بیقرار ہو، اور دستوں سے کسی طرح فائدہ نہ ہو، پھر سبز رنگ کے چوڑے دانے (حصف) نکل آئیں تو یقین کرلینا چاہیئے کہ مریض کی موت قریب ہے۔"

حمّیٰ معویہ ——— موتی جھرہ کا نام "حمی معویہ" اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ اس بخار میں آنتیں ماؤف ہوتی ہیں اور مادۂ مرض اصالتاً نہیں ہوتا حتی کہ بعض اوقات یہ بُری طرح زخمی ہوجاتی ہیں اور ان میں چھید ہوجاتا ہے (معویہ آنتوں کے متعلق، "معا" کی طرف منسوب)

موتی جھرہ ——— ہمارے ملک میں اس بخار کو "موتی جھرہ" اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ مریض کے سینہ، شکم اور گردن پر اکثر اوقات موتی کے سے دانے نمودار ہوجاتے ہیں۔ یہ لفظ دو کلمات سے مرکب ہے، موتی + جھرہ۔ "جھرہ" ہندی لفظ ہے جس کے معنے بکھانے کے ہیں۔

طیفودس ـــــــ طیفودس یونانی لفظ ہے جو ایک ایسے لفظ سے ماخوذ ہے جس کے معنی "مدہوشی" کے ہیں۔ اس بخار میں چونکہ اختلاط عقل، مدہوشی و غنودگی پائی جاتی ہے اس لئے اس کا یہ نام رکھا گیا ہے۔

مجھے یہ لفظ **شیخ الرئیس** کی مشہور کتاب **حمیات قانون** میں ملا ہے۔ اُس نے حمیات بلغیہ کے ذیل میں اس کے مختلف اقسام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "حمیات بلغیہ کی ایک خاص قسم کو (**لیفوریائی صفراوی** کو) یونانی میں **طیفودس** کہا جاتا ہے" اگرچہ اس مقام پر لیفوریا کی اس خاص قسم کی واضح اور تفصیلی علامات کا تذکرہ نہیں ہے، اس لئے ممکن ہے کہ اُس وقت یہ لفظ کسی ایسے بخار کے لئے استعمال کیا جاتا ہو جس کی علامتیں موتی جھرہ کی علامتوں سے الگ ہوں۔

مطبقہ بطنیہ اور اسہالیہ ـــــــ موتی جھرہ کو بعض اوقات "مطبقہ بطنیہ" اور "مطبقہ اسہالیہ" بھی کہا جاتا ہے جس کی وجہ ظاہر ہے

حُمّی معویہ کی قسمیں بعض باریک فروق اور امتیازات کے لحاظ سے، اور مادۂ مرض کی نوعیت کے لحاظ سے حمی معویہ کی متعدد قسمیں ہیں مگر تشخیصی امتیازات چونکہ بہت ہی نامکمل اور دھندلی ہیں، اس لئے معالج مریض کو دیکھکر آسانی کے ساتھ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ یہ حمی معویہ کی فلاں قسم ہے۔

لیکن ایک خاص بات قابل ذکر ہے جس سے معالجین بہت زیادہ متمتع ہو سکتے ہیں کہ ساری قسموں کا علاج ایک ہی ہے اسلئے اگر وہ باریک فروق میں نہ پڑیں۔ تو اُن کے عملی کام میں کوئی اختلاف واقع نہ ہوگا۔

اسی فرق و امتیاز کے لئے دو نام تجویز کرتا ہوں (۱) **حمی معویہ** ـــــــ موتی جھرہ کی وہ شدید قسم جس میں موت زیادہ واقع ہوتی ہے (۲) **حمی مصرانیہ** ـــــــ موتی جھرہ کی خفیف قسم جس میں موت نسبتاً کم واقع ہوتی ہے۔ **معویہ اور مصرانیہ** کے معنی لغوی حیثیت سے ایک ہی ہیں۔

پہلے ہم قسم شدید یعنی **حمی معویہ** کا ذکر کرتے ہیں۔

بعض مورخین نے لکھا ہے جو ایک حد تک صحیح ہے کہ انیسویں صدی کے وسط سے پہلے طبی کتابوں میں حمی معویہ کو ممتاز طور پر بیان نہیں کیا جاتا تھا لیکن سنہ اٹھارہ سو اکیاون عیسوی میں سب سے پہلے حمی معویہ کی تحقیق ہوئی اور اسکی نمایاں خصوصیات کو واضح کیا گیا۔ اور اب حمیات کی اس قسم نے نہایت نمایاں اہمیت حاصل کر لی ہے، اور دنیا اس مرض سے بخوبی واقف ہو چکی ہے۔

(۱) حُمّیٰ مِعَوِیّہ

تعریف:۔ حمی معویہ ایک قسم کا متعدی بخار ہے جس میں آنتیں خاص طور پر مبتلائے مرض ہوتی ہیں۔ یہ بخار اکیس روز یا اس سے زیادہ عرصہ تک قائم رہتا ہے۔ اور عموماً جسم پر سفید اور باریک دانے نظر آتے ہیں، یا سفید رنگ اقوام میں گلابی دھبے شکم سینہ اور پشت پر نمایاں ہوتے ہیں۔

ماہیت:۔ یہ ایک قسم کا مطبقہ بخار ہے۔ جو خون کی مخصوص عفونت سے لاحق ہوتا ہے اس کا مستقر عفونت (مرکز عفونت) آنتیں ہیں جہاں سے وہ مخصوص عفونت خون میں شامل ہوتی رہتی ہے جسکی وجہ سے سمیت تمام جسم میں منتشر ہو جاتی ہے۔ بالفاظ دیگر اس مرض کا سبب ایک خاص قسم کے جراثیم ہیں، جو خاص طور پر چھوٹی آنتوں کے غدد مجتمعہ میں ورم حار اور تقرح پیدا کرتے ہیں اور عام طور پر پوری آنتوں کے غدد مجتمعہ اور غدد جاذبہ مائیہ میں ملتے ہیں، نیز جگر، طحال، مرارہ، دماغ کی اغشیہ اور ہڈی کے گودے میں بھی موجود ہوتے ہیں، یہ جراثیم فضلات خارج کرنیوالے اعضا۔ (اعضائے نافضہ) مثلاً جگر، مرارہ، امعاء اور گردوں سے پاخانے اور پیشاب کے ذریعے خارج ہوتے رہتے ہیں، اور اس مرض کو دوسرے مریضوں پر منتقل کرنیکا سبب بنتے ہیں۔ یہ تھوک اور اُس [illegible] میں بھی ہوتے ہیں

سلسلے معویہ کے مادہ عفونت میں خوردبین سے جو جراثیم نظر آتے ہیں، ان کی شکل ڈنڈہ نما ہوتی ہے جس میں آٹھ سے بارہ تک اہداب نامی زوائد ہوتے ہیں۔

جو صحت یاب ہوجاتے ہیں وغیرہ کے مرض سے باہر آتی ہیں ہیں پہلے اس مرض کے دنوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ جو جلد شکم وغیرہ پر نکل آتے ہیں۔

کیفیت تعدیہ:۔ اس بخار کی تعدی کا سب سے بڑا ذریعہ مریض کا پاخانہ ہے لیکن مریض کے پیشاب پسینہ، اور تھوک سے بھی اس مرض کا عدوی (چھوت) لگ سکتا ہے قصبوں اور دیہات میں اس مرض کے پھیلنے کی وجہ عموماً یہ ہوتی ہے کہ تالابوں یا کنوؤں کے پانی میں مریض کے فضلات براہ راست پانی کیساتھ یا کسی اور صورت سے شامل ہو جاتے ہیں، نیز کچے دودھ، بے احتیاطی سے تیار کی ہوئی بازار میں فروخت ہونے والی کھانے پینے کی چیزوں، گندے پانی سے کاشت کی ہوئی سبزیوں، اور مریض کے ظروف، مریض کے کپڑوں یا مریض کے دیگر مستعملہ سامان سے بھی یہ مرض ایک سے دوسرے تک منتقل ہو جاتا ہے حتی کہ اس مرض سے شفایاب ہو جانے کے بعد بھی تقریباً پانچ فیصدی اشخاص کے فضلات میں اس مرض کی سمیت مہینوں تک بلکہ برسوں تک خارج ہوتی رہتی ہے۔

اسباب:۔ موسم، عمر اور ملک کے اختلاف کا اس مرض پر نمایاں اثر پڑتا ہے، چنانچہ یہ بخار گو دنیا کے تمام ممالک میں کم و بیش پایا جاتا ہے لیکن گرم ممالک میں یہ شدید تر ہوتا ہے، نیز موسم گرما اور برسات میں خصوصیت کے ساتھ زیادہ پھیلتا ہے، مرد اور عورتیں تقریباً یکساں طور پر اس مرض میں مبتلا ہوتی ہیں یعنی جنس کا اختلاف اس مرض میں کچھ زیادہ موثر نہیں ہے، نوجوانی میں مرض زیادہ ہوا کرتا ہے اس مرض میں مبتلا ہونیوالوں میں تقریباً ستائیس فیصدی مریض ایسے ہوتے ہیں جنکی عمر پندرہ اور بیس سال کے درمیان ہوتی ہے اور پچاس فیصدی ایسے ہوتے ہیں جن کی عمر پندرہ اور پچیس سال کے درمیان ہوتی ہے، اور چوراسی فیصدی سے زیادہ مریض ایسے ہوتے ہیں جنکی عمر پانچ اور تیس سال کے درمیان ہوتی ہے، ساٹھ پینسٹھ سال سے زیادہ کی عمر والے صرف ایک دو فیصدی اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں چند سال کے وقفہ کے بعد یہ مرض کبھی وبائی شکل بھی اختیار کر لیتا ہے،

ایک مرتبہ اس بخار میں مبتلا ہو جانے کے بعد جسم میں اس مرض کے خلاف قوت مناعت (قوت مدافعت) پیدا ہو جاتی ہے جو عموماً مدت العمر باقی رہتی ہے لیکن بعض اشخاص پر اس مرض کا حملہ دوبارہ اور سہ بارہ بھی ہو جاتا ہے بعض مقامات میں یہ مرض تقریباً ہمیشہ وبائی صورت میں موجود رہتا ہے،

بعض خاص خاندانوں اور خاص لوگوں میں دوسروں کی نسبت اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ ان میں اسکی استعداد خصوصی پائی جاتی ہے، علاوہ ازیں کمزوری، کثرت تفکرات و ترددات، صدمہ اور خراب غذاؤں کا استعمال اس بخار کو پیدا کرنے میں امداد دیتے ہیں۔ لیکن غربت کی تنگ حالی، گنجان آبادی، اور عدم صفائی اس مرض کی تولید میں ایسی موثر نہیں ہوتی جیسی مطبقہ نزلیہ اور حمی تاکسہ میں یہ چیزیں موثر ہوتی ہیں۔

علامات

ملیلہ (حضانت) اس مرض کے مادہ عفونت داخل جسم ہونے کے بعد دس سے پندرہ روز کے بعد یہ مرض ظاہر ہوتا ہے اس بعد یہ مادہ سے ظہور مرض تک کی درمیانی مدت کو اصطلاح میں **مدت ملیلہ اور مدت حضانت** کہتے ہیں شاذ و نادر صورتوں میں یہ مدت صرف پانچ روز کی ہوتی ہے، اور گاہے بائیس روز کی، الغرض اس مرض کا ملیلہ مختلف ہوا کرتا ہے۔ اس مرض کی ابتدا عموماً بہت کم نمایاں ہوا کرتی ہے، شروع میں مریض کو سستی اور پست ہمتی کا احساس ہوتا ہے کام کاج میں جی نہیں لگتا، ہاتھ پاؤں، پشت اور سر میں گرانی اور درد محسوس ہوتا ہے، بھوک مرجاتی ہے، اور گاہے متلی بھی ہوتی ہے، یہ عوارض اس طرح بتدریج لاحق ہوتے ہیں کہ مریض مشکل ہی بتا سکتا ہے کہ فلاں تاریخ سے انکی ابتداء ہوئی، ہاں مریض بسا اوقات یہ کہہ سکتا ہے کہ فلاں تاریخ اس نے اپنے آپ کو بیمار محسوس کیا۔ ان تمام عوارض میں درد سر زیادہ شدید ہوتا، اور یہی سب سے نمایاں شکایت ہوتی ہے،

ابتدائی چند ایام میں گاہے دستوں کی شکایت ہو جاتی ہے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان عوارض کے لئے کوئی تعیین

ملہ بعض محققین کا قول ہے کہ دماغی بخاروں اور طلبہ کو یہ مرض براہ راست بیماروں سے نہیں پہنچا کرتا بلکہ زیادہ تر فضلات براہ [illegible]

لیجاتی ہے جس دستوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا، اور وہ قائم رہ جاتا ہے۔ الغرض مریض صرف پانچ چھ روز تک یا زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے تک بُرے بھلے طور پر اپنے معمولہ کاموں کو جاری رکھ سکتا ہے، اور اسکے بعد بستر پر دراز ہونے کیلئے مجبور ہوجاتا ہے۔

حرارت ابتدائی چار پانچ دن تک روزانہ شام کے وقت بڑھ جایا کرتی اور صبح کے وقت ایک درجہ گھٹ جایا کرتی ہے حتی کہ وہ ۱۰۳ یا ۱۰۴ تک پہنچ جاتی ہے اور جب اس درجہ کو پہنچ جاتی ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ سلسلہ کی مدت ختم ہوگئی، اور اسکے بعد مرض کے اصلی عوارض شروع ہوگئے، اگرچہ اس کا متعین کرنا بہت دشوار ہے۔ مگر بعض مریضوں میں یہ ہوتا ہے کہ مرض کے پہلے دن شام کے وقت حرارت ۱۰۳ یا اس سے زیادہ ہوجاتی ہے۔ اگر ایسی صورت نمودار ہو تو ابتدائی دن کے متعین کرنے میں سہولت حاصل ہوجاتی ہے۔

الغرض جب حرارت شروع میں ایک مرتبہ اس درجہ پر پہنچ جاتی ہے تو عموماً دس سے چودہ دن تک اسی درجہ پر قائم رہتی ہے لیکن صبح اور شام میں حسب دستور ایک درجہ کے لئے بلند و پست ہوتی رہتی ہے۔ نبض تیز، سریع، ممتلی اور لین نمایاں طور پر مطرقی (ذوالقرعتین) ہوتی ہے، اگرچہ نبض بعض اوقات بہت تیز ہوجاتی ہے لیکن عام طور پر بخار کی نسبت نبض کی رفتار بہت زیادہ بطی ہوتی ہے، گاہے نبض کی رفتار سو فی دقیقہ سے زیادہ نہیں بڑھتی اور یہ بھی ممکن ہے کہ ۱۰۲، اور ۱۰۳ درجہ حرارت کے باوجود نبض کی رفتار صرف اسّی فی دقیقہ ہو، وقتاً فوقتاً تنفس بھی تیز ہوجاتا ہے اور شاذ و نادر پھیپھڑے کی عروق خشنہ میں خفیف التہاب بھی پایا جاتا ہے۔

سات سے دس دن تک مریض میں حمیٰ معوی کی خصوصی علامات نمایاں ہوجاتی ہیں، مریض کے حواس کُند ہوجاتے ہیں، اُسے سنائی کم دیتا ہے اور ادراک و شعور کم ہوجاتا ہے لیکن حمیٰ ہذیانیہ سے اس میں کندی حواس کم ہوتی ہے، آنکھوں میں چمک ہوتی ہے، اکثر آنکھ کی پتلی پھیل جاتی ہے، چہرہ زرد ہوجاتا ہے، رخساروں پر تمتماہٹ ہوتی ہے اور ہونٹ سیاہ ہوجاتے ہیں، زبان خشک ہوتی ہے، اور زبان کے ہر دو اطراف میں مَیل کی روئیں دار اور سفید تہ ہوتی ہے، زبان کے کنارے، نوک، اور درمیانی حصہ صاف اور سُرخ ہوتا ہے۔ اب تک درد سر ایک نمایاں علامت ہوتی ہے جس کی شدت کی وجہ سے گاہے مریض کراہتا اور چیختا ہے، کبھی بکثرت پسینہ آنے لگتا ہے یا نکسیر پھوٹ جاتی ہے۔

دانے پہلے ہفتہ کے آخیر میں یا اس کے بعد یعنی چھٹے روز سے بارہویں روز تک گوری اقوام میں سینہ، شکم، اور پشت پر گلابی رنگ کے چھوٹے چھوٹے گول دانے نکل آتے ہیں جو باہم ملکر گلابی دھبے سے بناتے ہیں، ان دھبوں کو دبانے سے انکی سُرخی زائل ہوجاتی ہے، اور پھر تھوڑی دیر کے بعد لوٹ آتی ہے۔ حمیٰ معویہ کی نہایت مخصوص علامت ہے، ہندوستان میں اس قسم کے سُرخ دانے نہیں نکلتے، بلکہ سفید اور چمکدار خشخاش سے بھی چھوٹے چھوٹے دانے نمودار ہوتے ہیں، گلابی نشانات کا کوئی سُراغ نہیں چلتا، یہ سفید دانے یا گلابی نشانات پہلے سینہ اور شکم پر نمودار ہوتے ہیں اور کبھی مذکورہ بالا مقامات کے سوا اور کہیں نہیں ملتے لیکن کبھی سینہ اور شکم سے متجاوز ہوکر پہلو، پشت، بازو اور رانوں میں بھی دیکھے جاتے ہیں بعض اوقات (دس سے بیس فیصدی تک) یہ سفید دانے یا گلابی دھبے بالکل مفقود ہوجاتے ہیں، عموماً تین ہفتے تک اور بعض صورتوں میں زیادہ زمانہ تک نئے دانے یا دھبے نکلتے رہتے اور پرانے غائب ہوتے جاتے ہیں، اور ہر دھبہ تقریباً تین چار روز میں غائب ہوجاتا ہے۔ یہ گلابی دھبے جلد کی سطح سے قدرے بلند ہوتے ہیں، اور شکل میں گول اور محدب سے ہوتے ہیں، لیکن نوکیلے نہیں ہوتے۔ ان نشانات کی تعداد جسم پر چھ سے بیس، یا تیس تک ہوتی ہے۔

دوسرے ہفتہ میں بھی آنتوں کے اعراض نمایاں ہوتے ہیں، شکم بھرا ہوا اور پھولا ہوا سا معلوم ہوتا ہے، اور ہاتھ سے ٹھوکنے سے ڈھول کی سی گونج دار آواز پیدا ہوتی ہے، شکم چھونے سے نرم معلوم ہوتا ہے، اور ساتھ ہی درد بھی ہوتا ہے لیکن شکم کے نرم محسوس ہونے کی علامت درد کے مقابلہ میں زیادہ عام ہے، ناف کے نیچے دائیں حصہ میں حرقفیہ پر دبانے سے درد ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ کو گڑگڑاہٹ سی بھی محسوس ہوتی ہے۔ اس علامت کا امتحان نہایت احتیاط سے کرنا چاہیئے، ورنہ آنتوں کے قروح کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

حمیٰ معویہ میں دستوں کا ہونا ایک عام اور کثیر الوقوع علامت ہے، لیکن انکی مدت اور شدت میں کمی و بیشی پائی جاتی ہے

اکثر اوقات پہلے ہفتہ میں اسہال کا ایک سخت حملہ شروع ہوتا ہو اور اسکے بعد آنتیں مسدود ہو جاتی ہیں، چالیس یا پچاس فیصدی مریضوں میں شروع سے آخیر تک کسی دور میں اسہال کی مطلق شکایت نہیں ہوتی اور بعض مریضوں کو شروع سے آخیر تک اسہال کی شکایت مستقل طور پر موجود رہتی ہے، اور روزانہ تین، چار، پانچ یا اس سے بھی زیادہ دست آجاتے ہیں حمی معویہ کے دست اپنے مخصوص زرد رنگ، مخصوص قسم کی ناگوار بدبو اور پتلے قوام کی وجہ سے بآسانی ممتاز ہو سکتے ہیں، گاہے دستوں میں خون کی بھی آمیزش ہوتی ہو، دستوں میں عموماً غیر منہضم غذا کے اجزا اور آنتوں کا بشرہ خارج ہوتا ہو، نیز صفرا کے اجزا، قروح امعاء کے بوسیدہ اجزا، اور دیگر عفونی مواد خارج ہوتے ہیں، گاہے آنتوں کے زخم سے جریان خون ہوتا ہو یہ جریان خون عموماً دانوں پر سے کھرنڈ اترنے اور تقرح کے زمانہ میں عارض ہوتا ہو، اگر جریان زیادہ ہو تو مریض نہایت ناتوان ہو جاتا ہو۔ رنگ میں زردی آجاتی ہے، اور حرارت گھٹ جاتی ہو، اور اس مقام پر پیٹ میں کچھ درد بھی محسوس ہوتا ہے، نیز اس مقام پر شکم کی دیوار نہایت سخت ہو جاتی ہو، اور گاہے مرض کی ابتدا میں بھی نہایت خفیف جریان خون ہوتا ہے

بالعموم تلی بڑھ جاتی ہے اور ہر سانس میں تلی پسلیوں کی محراب (شراسیف) میں ایک یا دو قیراط نیچے آتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

پیشاب کی مقدار کم، اس کا رنگ سیاہی مائل اور قوام غلیظ ہوتا ہے۔

اگر مرض شدید نہ ہو، تو دردسر اور دوران سر کے علاوہ اور کسی قسم کی دماغی تکلیف محسوس نہیں ہوتی، دردسر عام طور پر دس روز سے زیادہ موجود نہیں رہتا، لیکن کمی کیساتھ غنودگی کی کیفیت پائی جاتی ہو اور رات کو مریض بہکتا (ہذیان) کرتا ہے اکثر ثقل سماعت کی بھی عارضی طور پر شکایت ہو جاتی ہو۔ اس قسم کی خفیف صورتوں میں حمی معویہ دوسرے ہفتے کے آخیر تک یعنی دس روز سے چودہ روز تک انتہا کو پہنچ جاتا ہو اور اسکے بعد بخار فترہ کی مخصوص رفتار کیساتھ چڑھتا اور اترتا رہتا ہے یعنی چار یا پانچ روز کے اندر صبح کو بخار ننانوے اور اٹھانوے درجہ تک اتر جاتا ہے اور شام کو ایکسو ایک اور ایک سو دو ہو جاتا ہے اس زمانہ کو درجۂ تقتیر کہہ سکتے ہیں، حالانکہ اس سے پہلے حرارت بلندی کے ایک درجہ پر برابر قائم تھی، اور رات کو اور دن کو کم ہونیکا نام تک نہیں لیتی تھی اسکے بعد آخیر مرض تک یعنی مزید تین چار روز کے لئے حمی نائبہ کی صورت اختیار کر لیتا ہو، یعنی صبحکو درجۂ حرارت اعتدالی ہوتا ہو اور شام کو ایکسو ایک تک پہنچ جاتا ہو، اسکے بعد ذرا زیادہ تیزی کے ساتھ شام کی حرارت رک جاتی ہو، اور حرارت طبعی حالت اختیار کر لیتی، یا طبعی درجہ سے بھی کم ہو جاتی ہے اور نقاہت کا درجہ شروع ہو جاتا ہو۔

حرارت کے گھٹنے کے دوران میں بھی دانوں اور دھبوں کا نکلنا بعض اوقات جاری رہتا ہو، اور تلی بھی بڑھی ہوئی محسوس ہوتی ہو اور دستوں کی خفیف شکایت کا ہونا بھی ممکن ہو، لیکن اس زمانہ میں مریض کی دماغی حالت عام طور پر روبہ صلاح و ترقی ہوتی ہے اور بخار کے بالکل مفقود ہونے سے چند روز پیشتر ہی مریض کو کچھ بھوک محسوس ہونے لگتی ہے،

لیکن اگر مرض شدید ہو، تو دماغی شکایت میں زیادتی ہو جاتی ہے، مزید برآں قلبی شکایات کا اضافہ ہو جاتا ہو قلب بہت کمزور ہو جاتا ہو اور اسکے بطلان فعل کا اندیشہ رہتا ہو اور شکم کی شکایات میں شدت ہو جاتی ہو، ہذیان کا تسلسل قائم ہو جاتا ہے یا غفلت طاری رہتی ہو حتی کہ کابل سبات (قوما) تک نوبت پہنچ جاتی ہو، بدنی عضلات بہت زیادہ ضعیف ہو جاتے ہیں اور اینٹھتے اور بل کھاتے ہیں، مریض بستر کے کپڑوں کو چنتا اور چٹکی سے پکڑتا ہو، چہرہ غبار آلود سا ہو جاتا ہے، زبان خشک ہو جاتی ہے دانتوں اور ہونٹوں پر میل کی طرح پپڑیاں جم جاتی ہیں، نبض سریع، لین اور مطرقی ہوتی، قلب کی حرکات اور آوازیں کمزور ہو جاتی ہیں اور پھیپھڑوں کے قاعدے میں احتقان خون ہوتا ہو، پیشاب بند ہو جاتا ہو یا پیشاب اور پاخانہ دونوں بے خبری میں خطا ہو جاتے ہیں ہی حالت کو حالت طیفودیہ کہا جاتا ہے۔ یہ حالت حمی ہذیانیہ سے مشابہ ہوتی ہے، اگرچہ اس کا ہذیان عموماً حمی ہذیانیہ سے ہلکا ہوتا ہو، لیکن بعض اوقات مریض بستر سے بھاگ اٹھتا ہو، اور غذا جو اسے دیجاتی ہو اس سے انکار کر بیٹھتا ہو، نبض کا ضعیف و سریع ہو جانا یا غیر منتظم ہو جانا اور وریدی خون کا اجتماع چہرہ اور ہاتھ پاؤں میں (تہیج کا ہونا) اور تشنج کے قاعدہ میں یہ سب علامات

ضعف قلب کی شہادت دیتے ہیں عصبی علامات کی شدت کیساتھ شکم کے عوارض میں بھی اکثر شدت ہوا کرتی ہے کثرت سے دست آنے لگتے ہیں پیٹ میں نفخ تناؤ اور درد میں اضافہ ہوجاتا ہے اور آنتوں کے زخموں کے پھوٹ جانے سے فضلہ جوف شکم میں پھٹ جاتا ہے جس سے ورم صفاق لاحق ہوجاتا ہے۔ گاہے عروق خشنہ میں شدید التہاب ہوجاتا ہے جس سے شدت کی کھانسی لاحق ہوجاتی ہے اور تنفس میں تنگی پیدا ہوجاتی ہے۔

مندرجہ بالا حالات میں دسویں یا بارھویں دن کے بعد ہر وقت مریض کی ہلاکت کا اندیشہ لگا رہتا ہے لیکن اگر شفا حاصل ہوتی ہے تو اسکی صورت یہ ہوتی ہے کہ سُبات کے طویل دوروں اور دوسری شدید علامات کے بعد حرارت بتدریج کم ہونے لگتی ہے اور مرض میں رفتہ رفتہ خفت محسوس ہونے لگتی ہے۔

اعادۂ مرض!

تقریباً تین سے گیارہ فیصدی مریضوں میں حمی معویہ دوبارہ عود کرآتا ہے (نکس مرض) اور مرض کی تمام علامات یعنی آنتوں کے غدد مجتمعہ کا تقرح، دانے گلابی دھبے، بخار اور اسہال از سر نو نمایاں ہوجاتی ہیں، پہلے بخار اور اس دوسرے بخار کے درمیان کتنا وقفہ ہوتا ہے مختلف ہے تاہم زیادہ سے زیادہ گیارہ روز کے اندر مرض عود کرآتا ہے۔ اگرچہ اکثر اوقات گیارہ روز سے بہت پہلے ہی اس کا اعادہ واقع ہوتا ہے بعض اوقات بخار اترتا ہی نہیں اور مسلسل جاری رہتا، اور نکس (اعادۂ مرض) اور سابق حمی کے درمیان کوئی وقفہ محسوس نہیں ہوتا، اس حمی نکسیہ کی مدت کبھی سابق حمی کے برابر ہوتی ہے لیکن عام طور پر نکس سابق بخار سے خفیف تر ہوتا ہے نکس مرض میں موت واقع ہوسکتی ہے لیکن عام طور پر ہلاکت کی وجہ صرف حرارت کی زیادتی اور خون کی سمیت نہیں ہوتی، بلکہ دوسرے عوارض مثلاً آنتوں میں سوراخ ہوجانے، ورم صفاق، یا سیلانِ خون کے سبب سے ہلاکت واقع ہوتی ہے۔ گاہے دوبارہ بھی نکس واقع ہوتا اور شاذ و نادر اور بہت ہی کم چوتھی اور پانچویں مرتبہ بھی نکس واقع ہوجاتا ہے۔

عوارض

حمی معویہ کے عوارض بہت کثرت سے ہیں لیکن مریضوں کی کثیر تعداد عموماً اُن سے محفوظ رہتی ہے۔ موتی جھرہ کے عوارض میں سے سب سے زیادہ اہم وہ عوارض ہیں جنکا تعلق آنتوں سے ہے، جن میں سے **سیلان خون** کا ذکر ہوچکا ہے۔

ورم صفاق بھی موتی جھرہ میں ہلاکت کا ایک عام سبب ہے، ورم صفاق کی وجہ یا تو یہ ہوتی ہے کہ آنتوں میں سوراخ ہو کر آنتوں کا فضلہ اور مواد جوف صفاق میں پہنچ جاتا ہے، یا آنتوں میں سوراخ نہیں ہوتا، اور چونکہ صفاق آنتوں کا غلاف بناتا ہے اس لیے آنتوں کا ورم زیادتی کی حالت میں صفاق تک منتقل ہوجاتا ہے، اور شاذ و نادر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسعار کی متورم گلٹیوں کے نرم ہوجانے، تلی میں سُدہ پڑجانے، یا مرارہ کے پھٹ جانیکی وجہ سے بھی صفاق میں ورم ہوجاتا ہے۔

تثقب حمیٰ معویہ سے ہلاک ہونیوالے مریضوں میں تقریباً تیس فیصدی مریض آنتوں میں سوراخ ہوجانے کی وجہ سے ہلاک ہوتے ہیں، دو تہائی مریضوں میں دوسرے، تیسرے یا چوتھے ہفتہ میں آنتیں چھد جاتی ہیں۔ اور نویں دن سے پہلے ایسا بہت کم ہوتا ہے، اس حالت میں شکم کے اندر سخت درد ہوتا ہے، قوت ساقط ہوجاتی ہے اور کبھی متلی اور لرزہ کی بھی شکایت ہوتی ہے شکم چھونے سے دُکھتا ہے، شکم گاہے چپٹا اور سخت ہوتا ہے، اور کبھی پھولا ہوا ہوتا ہے لیکن دونوں حالتوں میں شکم کے اندر تنفس کیوقت بہت ہی کم حرکت ہوتی ہے نبض صغیر اور سریع ہوجاتی ہے اور حرارت بعض اوقات گھٹ جاتی ہے آنتوں کے چھدنے کیساتھ ہی سقوط قوت لاحق ہوتا، اور پیٹ کا تنفخ بڑھ جاتا ہے، اور نہایت ہی سخت صورتوں میں آنتوں کے شدید انتفاخ کیساتھ ہذیان بھی ہوتا ہے۔ لیکن یہ علامتیں چونکہ یقینی طور پر ورم صفاق اور تثقب کو نہیں بتاتی ہیں، اس لیے بسا اوقات ان کا قطعی پتہ نہ چلتا، اور تشریح بعد الموت میں آنتیں چھدی ہوئی اور صفاق متورم ملتا ہے۔

جب تک آنتوں کا زخم غیر مندمل صورت میں قائم رہتا ہے اس وقت تک آنتوں کے شق ہوجانے یا چھد جانے کا خطرہ دامنگیر رہتا ہے اس حالت میں معمولی اسباب آنتوں کو چھیدنے کے لئے کافی ثابت ہوتے ہیں، مثلاً قے اور اُبکائی کی حرکت، اخراج براز کی حرکت، بستر پر اُٹھ بیٹھنے کی کوشش، یا اندرونی طور پر کسی ہضم غذا کا یا تلیین کا دینا، اس طرح گو مرض کی رفتار مہلک صورت میں نہیں ہوتی، مگر اس سبب خاص سے نتیجہ موت ہو جاتا ہے۔

گاہے بخار کی ابتدا میں حلق اور غلصمہ کی محرابوں اور غدد دائیہ میں **ورم و تقرح** ہو جاتا ہے اور غلطی سے اس پر آتشک یا خناق کا اشتباہ کیا جاتا ہے

عروق خشنہ کے التہاب (سعال) کی خفیف شکایت اکثر اوقات حمی معویہ کے ساتھ موجود ہوتی ہے لیکن بعض اوقات یہ شکایت نہایت شدید ہوجاتی ہے جسکی شدت سے گاہے چہرہ نیلا ہو جاتا ہے اور سارے بدن میں کم و بیش دریدی رنگ پھیل جاتا ہے، کھانسی کے ساتھ خالص بلغم، یا پیپ اور بلغم ملے ہوئے نکلتے ہیں۔

تقرح حنجرہ بعض شدید صورتوں میں حنجرہ متقرح ہو جاتا ہے چنانچہ اس حالت میں زخم عموماً غضروف طرجہالی کے اوپر ہوتا ہے اور نظر آسکتا ہے، یہ تقرح فساد و تاکل کی صورت میں ہوتا ہے بعض اوقات **غشاء غضروفی کے التہاب** کے نتیجہ میں غضروف مذکور کے گرد خراج بنجاتا ہے، حنجرہ کے انہی عوارض کے نتیجہ میں گاہے بُحّۃ الصوت کی شکایت ہوجاتی ہے یا آواز بالکل بیٹھ جاتی ہے، بعض اوقات حنجرہ کی ہوا جلد کے نیچے کی ساخت میں جمع ہو کر **جلدی انتفاخ** کی صورت پیدا کر دیتی ہے

اتفاقاً ذات الریہ، **ذات الریہ شعبی**، اور **ذات الجنب** بھی لاحق ہو جاتا ہے، پھر ذات الریہ کا انجام گاہے غانغرانا ہو جاتا ہے یعنی پھیپھڑے گل جاتے ہیں، اسی طرح ذات الجنب کی وجہ سے جوف سینہ کے اندر گاہے پانی جمع ہو جاتا ہے اور گاہے پیپ پڑجاتی ہے شاذ و نادر **نفخۃ الصدر** کا بھی عارضہ ہو جاتا ہے۔

کبھی **یرقان** بھی ہو جاتا ہے جسکی وجہ غالباً یہ ہوتی ہے کہ موتی جرہ کے مواد کو مرارہ کیساتھ خاص الفت ہوتی، اور وہ وہاں زیادہ جمع ہو جاتے ہیں اس میں یہ ضروری نہیں ہے کہ پاخانہ صفرا کے رنگ سے خالی ہی ہو ایسا یرقان عموماً آسانی سے رفع ہو جاتا ہے

بعض صورتوں میں دوسرے امراض (حمی معویہ سے جُداگانہ) یرقان کے موجب ہو جایا کرتے ہیں۔

گاہے پتہ میں ورم حار ہو جاتا ہے۔

گاہے **گردہ میں ورم حار** بھی لاحق ہو جاتا ہے جس کے ساتھ بعض اوقات بول الدم اور بول زلالی کی شکایت ہوتی ہے اور ایک چوتھائی مریضوں میں علی الخصوص تیسرے ہفتہ میں حمی معویہ کے جراثیم پیشاب میں پائے جاتے ہیں، جو سالوں اسیطرح نکلتے رہتے ہیں اور اس مرض کے حمل و نقل کے موجب بنتے ہیں جس سے کبھی **ورم مثانہ** کی بھی شکایت ہوجاتی ہے

گاہے بخار کے دوران میں یا بخار کے بعد **قلاع** اور **سیلان اذن** کا بھی عارضہ لاحق ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں گاہے بہراپن، اور بعض سخت حالات میں سرسام غشائی اور تعفن الدم لاحق ہو جاتا ہے، لیکن موتی جھرہ میں سرسام غشائی بہت کم ہوا کرتا ہے اور وہ دماغی عوارض جو موتی جھرہ میں نمایاں ہوتے ہیں اُنہیں دماغ کے ورم سے کوئی لگاؤ نہیں ہوتا۔ دماغی جھلیوں کے بعض اورام ایسے بھی دیکھے گئے ہیں جو اگرچہ حمی معویہ کے مواد سے لاحق ہوئے ہیں مگر اس حالت میں آنتوں کے اندر ورم و تقرح کی کوئی آفت موجود نہیں تھی۔

بعض اوقات یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ دونوں آنکھ کے اعصاب متورم ہو جاتے ہیں، مگر یہ بہت شاذ عرض ہے،

اسیطرح بعض اوقات دوسرے مقامی اورام و التہابات بخار کے دوران میں، یا ایام نقاہت میں، پیدا ہو جاتے جو اکثر دیر میں شفایاب ہوتے ہیں، مثلاً ورم **اصل الاذن** (کن پھیڑ) جس میں گاہے پیپ پڑجاتی ہے، اور گاہے یہ گردن تک پھیل جاتا ہے اور مثلاً ورم خصیہ، ورم **عضلات** منہ کا آکلہ، پھوڑے، پھنسیاں، دانے، اور چہرے کا **سرخ باد** ہ، گاہے قصبہ کی جھلی میں اور گاہے دوسری ہڈیوں میں مثلاً زند اور عظام شطیہ کی جھلی میں ورم پیدا ہو جاتا ہے، گاہے غضاریف اضلاع کی جھلیا

متورم ہوجاتی ہیں۔
گا ہے کمر کے مقام میں (قسم قطنی عجزی میں) درد ہوتا ہے جو چلنے میں ظاہر ہوتا ہے یہ درد ایک عرصہ تک قائم رہتا ہے بعض اوقات
سے پتہ چلتا ہے کہ کمر کے یا پشت کے زیرین مہروں کے گرد ہڈی ہیں۔ یا غشاء عظمی اور غضروفی میں ورم موجود ہے۔ بعض اوقات انتہائی
احتیاط کے باوجود زخم بستر (قروح الفطاط) عارض ہوجاتا ہے،
بعض اوقات ایام نقاہت کی ابتدا میں ران کی وریدوں میں خون جم جاتا ہے (تخثر وریدی) خصوصاً بائیں طرف جسکی
وجہ سے پیر اور پنڈلی میں اوذیما (تہبج) لاحق ہوجاتا ہے، اور وریدا اپنی رفتار میں چھونے سے دُکھتی ہے۔ یہ شکایت عموماً آسانی
سے دور ہوجاتی ہے لیکن گا ہے تخثر مذکور شکم کی بڑی وریدوں تک متجاوز ہوجاتا ہے، اور گا ہے جمے ہوئے خون کے اجزا اور
لوتھڑے کے ٹکڑے پھیپھڑوں کی رگوں میں رُک کر موت کا باعث ہوتے ہیں۔
موتی جھرہ میں لرزہ بہت کم ہوتا ہے۔ لیکن بعض اوقات شدید قبض اور وفات الریہ کی وجہ سے لرزہ لاحق ہوجاتا ہے
اور بعض اوقات کسی ظاہری سبب کے بغیر بھی لرزہ موجود ہوتا ہے،
عصبی عوارض میں سے (سرسام غشائی کے سوا) سرسام دماغی ورم عصبی محیطی، اور مقامی عضلی ہزال بھی ہیں۔
(باقی آئندہ)

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۴ سے ہے)

جوش کرکے پلانے سے زکام دور ہوتا ہے، موسم پلٹنے پر ہوا پانی اور زمین اور نباتات کی بدبو سے جو تپ آنے لگتا ہو اُسکو روکنے کے لئے شاہترہ
اور چھوٹی کنائی کو جوش کرکے پلانا چاہیئے اسکو رات پھر پانی میں بھگو کر صبح کو چھان کر مصری ملا کر پلانیسے سوزاک جاتا رہتا ہو اور جگر کے امراض
دفع کرنیکے لئے اسکو جوش کرکے پلانا چاہیئے۔ اسکو پانی میں جوش دیکر کلیاں کرنے سے دانتوں کا درد بند ہوتا ہو، اسکو پانی میں پیس کر تالو پر لگانے
سے نکسیر بند ہوجاتی ہو۔ پیس کر کھانے سے سب قسم کے زہر اُتر جاتے ہیں۔ اسکو دار فلفل کیساتھ پیس کر اور شہد میں ملا کر چٹانے سے کھانسی دفع
ہوتی ہے۔ اس کو پیس کر کھلانے سے سانپ کا زہر اُترتا ہے،
پھل:۔ پھلوں کو پیشانی پر لگانے سے سر کا درد رفع ہوتا ہو، پھلوں کیساتھ جوش کیا ہوا تیل لگانے اور کھانے سے بادی کے سخت سے سخت
مرض مٹ جاتے ہیں اسکے بیج نکال کر اور پیس کر عضو تناسل پر ملکر ارنڈ کے پتے باندھنے سے قوت باہ پیدا ہوتی ہو۔ نامردی دفع ہوتی ہو اسکو جوش دیکر کلی کرنے
سے دانت کا درد رفع ہوجاتا ہے،
جڑ:۔ اسکی جڑ اور بھنگ کے بیج دونوں برابر لیکر بچے کے پیشاب میں پیس کر ناک میں ٹپکانے سے مرگی دور ہوجاتی ہو، زکام کو نفع ہوتا ہو اور لیموں
کے عرق میں گھسکر آنکھ میں لگانے سے دُھند اور جالا جاتا رہتا ہو۔ جڑ کو جوش دیکر کلی کرنیسے درد دانت کو فائدہ ہوتا ہے،
پتے:۔ اسکے پتوں کو پیس کر آنکھوں پر باندھنے سے آنکھوں کا درد رفع ہوتا ہو جو شدید کلی کریں تو ڈاڑھ کا درد دفع ہوتا ہے،
پھول:۔ اسکے پھولوں میں جو ننھے ننھے ریشے ہوتے ہیں ان کو پیس کر شہد میں ملا کر چٹانیسے بچوں کی کھانسی رفع ہوتی ہے،
تخم:۔ اسکے بیجوں کو اس دودھ میں جسمیں سے گھی نکال لیا ہو اوٹائیں، پھر سکھائیں پھر انکو چھاچھ میں بھگو کر رات بھر رہنے دیں دن میں سکھا لیا کریں اسی
طرح چار پانچ دن تک کریں، ان بیجوں کو گھی میں تلکر کھانیسے پیٹ کا درد اور صفرا کا مرض مٹتے ہیں، اسکے بیجوں کو پانی میں پیسکر لیپ کرنیسے ورم تحلیل ہوتا
دودھ:۔ اسکا دودھ ناک میں ٹپکانے سے گرمی نفع ہوتی ہو اگر آشوب چشم ہو تو اسکے سرے سے پتوں کو توڑیں اور اسکا دودھ لگائیں۔ دو تین
بار آنکھ سے پانی نکلکر صحت ہوجاتی ہو۔
رس:۔ پتوں یا جڑوں کا رس نکال کر ناک میں ٹپکانے سے نکسیر بند ہوجاتی ہو، اسکے رس میں شہد ملا کر چٹانے سے سوزاک جاتا رہتا ہے
اسکے خالص رس کو چھاچھ میں ملائیں اور پھر کپڑے میں چھان کر پلائیں تو پیشاب کی رکاوٹ دور ہوجاتی ہو اسکا اور گلو کا رس ہر ایک ۱۰ تولہ
لیکر سیر بھر گھی میں ملا کر پکائیں، جب رس خشک ہوجائیں تو اس گھی کو بتدریج کھلانے پلانیسے بادی کی کھانسی اور بدہضمی رفع ہوجاتی ہے

از جناب مرزا عظیم بیگ صاحب چغتائی، بی، اے ایل ایل، بی، (علیگ)

یہ افسانہ خاص الخاص حضرت قبلہ و کعبہ مرشدی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دام ظلکم کی تفریح طبع کے لئے لکھا گیا ہے جو آجکل پائیریا کا علاج کرا رہے ہیں جس کی اطلاع اور معذرت خدمت اقدس میں بذریعہ خط کر چکا ہوں۔ اسے لکھنے کا خیال بھی حضرت اقدس کا روزنامچہ پڑھکر آیا تھا

عظیم بیگ چغتائی

(۱)

سنا کرتے تھے کہ پائیریا ایسا موذی مرض ہے کہ جس دانت میں ہو جائے اسکے پاس والے کی خیریت نہیں۔ پہلے تو ہم یہ سمجھا کرتے تھے کہ یہ ڈاکٹر لوگ یوں ہی ڈراتے ہیں لیکن ذاتی تجربہ سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹروں کا کہنا بالکل صحیح ہے اور اب میں اگر دیکھتا ہوں کہ کسی دوست کے دانت میں پائیریا ہو گیا تو گھبرا کر یہی کہتا ہوں کہ بھیا بچاؤ اسکے پاس والے دانت کو!

(۲)

میں کالج میں پڑھتا تھا کہ مجھے پائیریا ہو گیا وہ بھی ایسے کہ مجھے خبر تک کی نہ ہونے پائی، اور اس موذی مرض نے آکر میری ایک اچھی خاصی داڑھ کو زیر کر لیا۔ پہلے تو اس ڈاڑھ میں کبھی کبھار ٹیس ہوئی، خون نکلا اور کبھی بادی پانی نکلا اور کبھی سوج گئی اور پھر آپ ہی اچھی ہو گئی، لیکن پھر ایک روز باضابطہ ہمیں درد اٹھا، بورڈنگ میں رہتا تھا پہلے تو پرواہ نہ کی، شفاخانہ سے دوا منگا کر لگالی، گلی غرارے کئے لیکن جب زیادہ ہوئی تو تیسرے دن کالج کے ہسپتال جانا پڑا

کسی زمانے میں آگرہ میں ڈاکٹر بنانے کا اچھا کارخانہ تھا، تھوڑا بہت انگریزی پڑھا کوئی ہاتھ لگ جاتا اُسے دواؤں اور بیماریوں کے انگریزی نام یاد کرا کے خوب سمجھا دیتے کہ دوا اور مرض دو مختلف چیزیں ہیں جب یقین ہو جاتا کہ طالب علم مرض میں دوا کے بجائے مرض نہیں تجویز کریگا تب اُسکا نام ڈاکٹر دھر دیتے۔ نام کی برکت اور تندرستوں کی کثرت بہت جلد اُسے سچ مچ ڈاکٹر اور اچھا ڈاکٹر بنا دیتی، اسی قسم کے یہاں ایک پرانے "ڈاکٹر صاحب" تھے۔ میں کیا بتاؤں حلیہ۔ سمجھ میں نہیں آتا، بس یہ سمجھ لیجئے، تاش کے پتے سب کے سب پانی بھری بالٹی میں ڈالدیجئے، تھوڑی دیر بعد جب خوب بھیگ جائیں تو چڑی کا بادشاہ لیکر دھوپ میں سکھا لیجئے (سایہ میں نہیں) اور عین اسکی ناک کی پھنگی پر عینک اور لگا دیجئے سوکھے سکھے۔ ڈاڑھی چڑھائے کہنے کو ڈاکٹر اور دیکھنے میں سچ مچ چھوٹی ہڑ، مگر بلا کے تیز۔ مجھے دیکھتے ہی کہنے لگے "منہ پھاڑو" میں نے منہ پھاڑا اور وہ دیکھنے لگے مگر نہ پوچھیئے کون دیکھتا ہے میں سمجھا کہ میرے ہونٹ دیکھ رہے ہیں مگر درحقیقت میں تو منہ پھاڑے تھا اور وہ دیکھ رہے تھے میری عینک۔ "سر ہلا کر بولے" "یکمانی کیتے کی ہے" میں نے منہ پھاڑے ہی جواب دیا "ڈیغ غوپیہ قی" بولے۔ ہ ہ ہ۔۔۔ بس "دیکھ لیا" حالانکہ واقعہ ہے کہ دیکھتا کون مسخرہ ہے اگر مریض وہمی نہ ہوں تو صل پوچھئے تو دیکھا بھالی میں دھرا کیا ہے حکیم صاحبان ہی کون سا تیر مار لیتے ہیں دیکھ کے۔ اور ہسپتالوں میں اگر مریض علاج سے پہلے دیکھے جانے لگیں تو غالباً ہر ڈاکٹر اس کام کے لئے محکمے سے دو تین نئے کمپونڈر مانگنے پر مجبور ہو۔

ڈاکٹر صاحب نے حضرت کمپونڈر سے پکار کر کہا "ارے بھئی ان کے "کریاذوٹ لگا دو" یہ خبر نہیں کہ دور وزنے یہی کریاذوٹ"

لگایا جا رہا ہے اور ڈاڑھ ہے کہ کسی کل چین نہیں چنانچہ میں نے جب ڈاکٹر صاحب سے یہ عذر کیا تو انہوں نے ٹھہرنے کو کہا کہ ابھی آیا۔

ڈاکٹر صاحب نے پانچ منٹ میں درد کافور کرنیوالے نسخہ کا ذکر کیا تو میں خوش ہوا لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ ڈاڑھ اکھیڑ دی جائیگی تو میں راضی نہ ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے پھر جبراً کہا منہ پھاڑو۔ میں اسٹول پر بیٹھا تھا اور وہ کھڑے تھے ذرا ایک دفعہ تو ایسے دیکھا معلوم ہوا ابھی منہ میں گھس جائیں گے۔ پھر اپنی انگلی ڈال کر میری ڈاڑھ دیکھی۔ سر ہلا کر انگلی دھوتے ہوئے بولے "بس اسکی تو ایک دوا ہے ......" میرے ایک دوست بھی ساتھ تھے، چنانچہ انہوں نے بھی مجھے ورغلانا شروع کیا کہ میں راضی ہو جاؤں مگر میں راضی نہ ہوا ڈاکٹر صاحب نے دانت اکھڑوانیکے فوائد پر ایک لیکچر دینا شروع کیا اور کہنے لگے کہ خود آپکے شیخ الرئیس قانون میں لکھ گئے ہیں کہ دانت کا بہترین نہیں بلکہ علاج ہی یہ ہے کہ اُسے اکھڑوا ڈالو۔ میں نے اسکا یہ جواب دیا کہ اول تو میری ڈاڑھ میں سخت درد ہو رہا ہے اور جلد علاج ہونا چاہیئے، اور رہ گئے شیخ الرئیس تو وہ قطعی "میرے" نہیں ہیں اور بالفرض اگر میرے ہی ہوں تب بھی وہ تو وہ اگر کوئی مغل الرئیس بھی اس قسم کی لکھا پڑھی کر کے اگر یہ چاہتے کہ ہم بیٹھے بٹھائے اپنا دانت اکھڑوا ڈالیں تو یہ حماقت ہم سے نہیں ہونے کی۔

مگر میں نے عرض کیا ناکہ یہ ڈاکٹر صاحب بڑے تیز تھے فوراً انہوں نے ایک عجیب و غریب قصہ شروع کر دیا۔ کہنے لگے کہ پُرانے زمانے میں جب جالینوس بقراط وغیرہ سب کے سب بڑے بڑے حکیم زندہ تھے تو سب نے ملکر صلاح کی کہ موت کا علاج سوچنا چاہیئے چنانچہ سب حکیموں نے طب کی موٹی موٹی کتابیں دیکھ بھال کر ایک زبردست نسخہ تیار کیا جو عرصہ کی جانچ پڑتال اور ترمیم و تنسیخ کے بعد ٹھیک قرار دیا گیا۔ اس نسخہ میں لاکھوں دوائیں اور جڑی بوٹیاں شامل تھیں اور عرصہ تک کھوج چھان ہوتی رہی آخر ش ایکدن وہ تیار ہو گیا تجویز یہ تھی کہ چھ مہینے تک مختلف عرقوں میں یہ بھگویا جائیگا اور جب ٹھیک خمیر اٹھ آئیگا تب اسکو پکایا جائیگا۔ اس غرض کے لئے حکیموں نے جنگل میں ایک زبردست دیگ نصب کی جس میں سب دوائیاں بھگو دی گئیں اور کئی حکیم دن رات اس کی نگرانی پر تعینات کر دیئے گئے،

میں نے درد سے بیتاب ہو کر کہا "مگر ڈاکٹر صاحب میں تو درد میں مر رہا ہوں ....."

ڈاکٹر صاحب نے بات کاٹ کر جواب دیا "میں وہ دوا آپکو بتا رہا ہوں جو دنیا میں بہترین ہے ... خیر۔ سنیئے اور دیکھئے کہ ابھی بھی اس قصہ کے ختم ہوتے ہی آپ کا درد جاتا رہیگا۔ .... قصہ مختصر جب یہ تمام ادویات بھیگ چکیں اور خمیر ٹھیک آگیا تب حکیموں نے آگرہ دواؤں کو جانچا اور طے کیا کہ فلاں دن فلاں وقت دیگ کے نیچے آگ روشن کر دیجائے، چنانچہ آگ روشن کر دیگئی جو کہ عرصہ دراز تک دن و رات مشتعل رہی۔ باری باری سے بڑے بڑے حکیم دن رات پہرہ دیتے تھے، اور نگرانی کرتے تھے۔

جب آگ روشن ہوئے عرصہ ہو گیا تو سب حکیم جمع ہوئے انہوں نے دوا کا قوام جانچا اور معلوم کر لیا کہ اگر اتنی آنچ دیں کے تو فلاں دن جا کر یہ ادویات کشتہ ہو جائیں گی۔ اور وہ دن چاند کی چودھویں رات کا ہوگا۔ درصل اس عظیم دیگچہ کے ڈھکنے میں ایک سوراخ بھاپ نکلنے کے لئے تھا۔ اب دواؤں کا زور اور حکیموں کی کرامات کہئے کہ دواؤں کی روح کشتہ ہو کر اس سوراخ نکلنے والی تھی اور اُس سے موت کی دوا پوچھنا تھی۔

(۳)

جب دواؤں کے کشتہ ہونیکا وقت قریب آیا اور بھاپ کے بجائے دیگ کے ڈھکنے سے سوختہ ادویات کے دھوئیں کے بھبکے کے بھبکے نکلنے لگے اور وقت قریب پہنچا تو حکیموں کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ روح نہ نکل جائے اور ہم رہ جائیں۔ لہذا بڑے بڑے حکیم پہرہ پر مقرر ہوئے سب باری باری سے پہرہ دیتے تھے، آخر کو چاند کی چودھویں رات آئی۔

رات کا سناٹا تھا۔ چودھویں رات کا چاند جنگل میں کھیت کر رہا تھا ایک بڑا زبردست حکیم دیگ پر پہرہ دے رہا تھا باقی حکیم فاصلہ پر پڑے بے خبر سو رہے تھے کیونکہ اپنی اپنی ڈیوٹی اور پہرہ سے تھکے ہوئے تھے۔ دیگ میں سے دھواں نکلنا بند ہو گیا تھا اور ہر لحظہ یہی انتظار تھا کہ دیکھیں کب نکلتا ہے۔ حکیم کی آنکھ دیگ کے اوپر سوراخ کی طرف تھی حکیم انتہا سے زیادہ اپنی ڈیوٹی کا خیال رکھتا تھا مگر [illegible]

لیکن زیادہ انکی ڈاڑھ میں خود درد ہو رہا تھا۔ ......"

"اچھا!" میں نے مسکرا کر کہا۔ "پھر اسکی بجائے کوئی دوسرا حکیم کیوں نہ تعینات کیا گیا؟"

ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ "چونکہ انکی ڈاڑھ میں آپکی طرح سخت درد ہو رہا تھا۔ بلکہ آپ سے بھی زیادہ اور نیند کوسوں دور تھی لہذا حکیموں نے یہ سوچا کہ بہتر ہے ان کو ویسے بھی نیند آ رہی ہے اور بیکلی میں گھوم رہے ہیں پہرہ چوکی اچھا دیں گے ورنہ اندیشہ تھا کہ اگر کوئی دوسرا حکیم تعینات کیا گیا اور عین موقع پر اُس کو نیند آگئی تو برسوں کی محنت رائیگاں جائیگی۔ خیر۔ مطلب یہ کہ حکیم جی پہرہ دے رہے تھے مگر ڈاڑھ کے درد کی وجہ سے بیحد بیکل تھے۔

جب رات آدھی آئی۔ چاند کی روشنی اور درد کی تکلیف شباب کو پہنچی حکیم کا یہ حال کہ ماہی بے آب کیطرح تڑپ رہے تھے مگر واہ رے استقلال آنکھ دیگ پر تھی کہ یکایک میں پہلے سناٹا ہوا، اور پھر سوراخ پھر پھڑاہٹ ہوئی ایک زریں طوطی چہک کر دیگ کے سوراخ سے نکلی اور دیگ کے گرد چرخ مار کر پلٹ رہو کر اُسنے حکیم سے پوچھا "کس مرض کی دوا پوچھتا ہے؟" بدقسمتی سے یہ وقت تھا کہ حکیم جی کی ڈاڑھ کا درد انتہا پر تھا۔ دوا تو موت کی پوچھنا تھی مگر فی الحال تو ضرورت ڈاڑھ کے درد کی زیادہ تھی۔ جلدی میں حکیم کے منہ سے وہی نکل گیا۔ کہ "داڑھ کے درد کی دوا"

طوطی نے چہک کر جوابدیا۔ "زنبور" اور یہ لاثانی دوا بتاتے ہی جلکر راکھ ہوکر گر پڑی! اب یہاں یہ کہ حکیم کو کیا کہنا چاہیئے تھا اور کیا کہہ گیا یا یہ کہ دوسرے حکیموں نے جب سنا ہوگا تو اُن کو "چھپیٹ" کر زہر دیا ہوگا اس سے ہمیں بحث نہیں۔ یہاں تو یہ بتانا مقصود ہے کہ برادرم دانت کے ہر مرض کی دوا یہی ہے۔ اُسی حکیم کے وقت سے چلی آرہی ہے اور یہی بہترین دوا ہے۔ سب سے بڑا اعتراض آپکا یہی تھا کہ طب قدیم اس اصول کو نہیں مانتی کہ علاج کے بدلے وہ عضو ہی ختم کر دو۔ تو اب میں نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ نسخہ طب قدیم ہی کا ہے ..... لایئے اکھاڑ دوں ڈاڑھ! ورنہ کہیئے تو پھر لیپا پوتی کردوں"

میں نے جو اُن سے پوچھا کہ صاحب "لیپا پوتی" کا کیا مطلب" تو معلوم ہوا کہ اس سے یہ مطلب ہے (جو آجکل حضرت قبلہ خواجہ صاحب اپنے دانتوں کیساتھ کرا رہے ہیں) مسوڑے اور دانت صاف ہو رہے ہیں میل نکالا جا رہا ہے۔ نشتر دیئے جا رہے ہیں۔ انجکشن دیئے جا رہے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ وہ کل علاج جس سے پائیریا اچھا ہو جاتا ہو۔

میں نے "لیپا پوتی" پسند کی۔ ڈاکٹر صاحب نے فوراً گرم پانی تیار کرایا۔ اتنے میں "لیپا پوتی" کے اوزار اور دوائیاں بھی آگئیں پیالے، چمٹیاں، موچنے اور طرح طرح کے چمکتے ہوئے درجنوں اوزار برابر کی میز پر رکھدیئے گئے۔

اس لیپا پوتی کی ابتدا نیم گرم پانی کی کلیوں سے ہوئی جس میں کنوئیں میں ڈالنے والی لال دوا گھلی ہوئی تھی۔ میں ایک نیچی سی کرسی پر منہ پھاڑ کر اسلئے بٹھا دیا گیا کہ ہسپتال کی چھت دیکھتا ہوں اور لیپا پوتی شروع ہوگئی۔

میرے منہ کے اندر متعدد پھریریاں آرہی تھیں جا رہی تھیں۔ طرح طرح کی چمکتی ہوئی سلائیاں قینچیاں، موچنے اور ہی قسم کے حضرات کی آمد و رفت سرعت کیساتھ جاری تھی میں اس طرح اطمینان سے کیا کہتا ہے ڈاکٹری کا ہر کام کے لئے اوزار علیحدہ ہے۔ قدم قدم پر نیا اوزار منہ میں آتا ہے، اس طرف دھیان بھی نہ تھا کہ کون اوزار کیسا ہے اور کون کیسا۔ نتیجہ اس بیخبری کا کچھ اچھا نہ نکلا۔

ڈاکٹر صاحب نے بیخبری کی حالت میں میرے منہ میں ڈاڑھ اکھاڑنے والا زنبور ڈالدیا۔ میں نے اُسے دیکھ تو لیا مگر خطرہ سے اور ڈاکٹر کی نیت سے اس وقت بیخبر تھا جب اس نالائق زنبور کے خوفناک جبڑے میری ڈاڑھ گرفت میں لے رہے تھے مگر بہر کر میرے منہ سے "آ...." ختم کی آواز نکلی۔ بلکہ پوری نکلنے بھی نہ پائی تھی کہ ایک عظیم الشان چٹاخا سا ہوا یہ معلوم ہوا کسی نے جبڑے میں بالکل گلے ہی [illegible] جبڑے سے دل تک کا [illegible] ڈاکٹر نظر آگئے ایک نہایت ہی [illegible] عظیم الشان [illegible] ڈاکٹر صاحب [illegible] اُن کے ہاتھ میں [illegible] زنبور کے جبڑوں میں میری [illegible] ڈاڑھ [illegible]

[illegible]

"... یہ دیکھو... (ڈارہ کی جڑ دکھا کر) - (بعد میں دیکھا تو خراب نہ تھی) اب کہاں گیا درد؟ کہیئے....."

میں کچھ عرض نہیں کر سکتا کہ اس ظالم ڈاکٹر نے میرے ساتھ کیا ستم کیا۔ سمجھ میں نہ آیا کہ پہلے خون تھوکوں یا قسمت کو روؤں یا اس کو خود ایک ڈاکٹر کا محتاج کر دوں۔ مگر توبہ کیجئے۔ تن بدن میں رعشہ۔ تھوکنے سے فرصت کہاں مگر کچھ بھی ہو میں نے جلکر اور دہاڑ کر کہا۔

"....ارے اوازلی ڈاکٹر۔ مریضوں کے دشمن۔ یہ کیا غضب کیا.... (آخ تھوہ) میری دکھتی ہوئی ڈارھ کے بدلے برابر والی بھلی چنگی مضبوط ڈارھ اکھاڑ لی! درد تو جوں کا توں نہیں بلکہ دوگنا چوگنا ہو رہا ہے!"

اور حضرت یہ واقعہ تھا کہ اس آدمی نما ڈاکٹر نے گڑبڑ سڑبڑ میں برابر والی بھلی چنگی جی جمائی تندرست ڈارھ پکڑ لی! دکھتی ہوئی داڑھ کے بدلے!! ادھر میرا منہ پھٹا ہوا اور اس میں گھسی ہوئی ایک سڑانسی یعنی زنبور! قبل اسکے کہ میں یہ کہہ سکوں کہ "ظالم اس ڈارھ میں بالکل درد نہیں تو اسے چھوڑ" وہ غریب اکھڑ بھی چکی تھی۔

اب خود ہی سوچیئے۔ ڈاکٹر سے لڑتا کیا خاک۔ خون ہے کہ نکلا چلا آرہا ہے۔ دوا علاج کی اور بھی سخت ضرورت پڑگئی۔ ہمارے اوپر تو یہ آفت اور ڈاکٹر صاحب ہیں کہ قائل ہی نہیں ہوتے، اصل دکھ والی ڈارھ جس میں پائیریا خلول کر گیا ہے جوں کی توں موجود ہے۔ بڑی مشکل سے جب یقین دلایا تو فرماتے ہیں "اوہو! ..... مگر لاؤ اب اسے اکھیڑ دوں"۔ ماشاءاللہ میں نے کہا۔ مجھے بخشیئے۔ کچھ ہی ہو یہ ثابت ہوگیا کہ پائیریا ایسا مرض ہے کہ جس دانت میں ہو جائے اسکے پاس والے دانت کی خیریت نہیں ہے جس میں پائیریا ہوا وہ موجود اور قریب والی ڈارھ غائب! فاعتبرو۔

اسکے بعد میں دانت اکھڑوانے کے بیحد خلاف ہوگیا اور تہیہ کر لیا کہ ہرگز ہرگز دانت نہ اکھڑواؤنگا۔ لیکن باوجود اسکے آج آپ دیکھ سکتے ہیں کہ میرے منہ میں کئی مصنوعی دانت ہیں۔ درحالیکہ میں اُن میں سے قطعی نہیں ہوں کہ جو محض شوق اور فیشن کیلحاظ مصنوعی دانت لگائے پھرتے ہیں۔ اور وہ بھی ایسے کہ دور ہی سے آپ دیکھ کر کہدیں کہ ان حضرات نے اپنی عقل ڈاڑھ اکھڑوا ڈالی ہے۔

(۴)

مندرجہ بالا واقعات سُن کر کم از کم آپ اس بات کے تو قائل ہوگئے ہونگے کہ ان دانت والے ڈاکٹروں سے ذرا بچنا چاہیئے اور یہ کہ پائیریا بڑا موذی مرض ہے اور اس کا علاج کرنے میں بڑی احتیاط لازمی ہے، ورنہ دانت جاتا رہتا ہے (حضرت قبلہ) دوران علاج میں خاص توجہ فرمائیں۔ ذرا دیکھ بھال کر اوزار کو منہ میں جانے دیں یہ بھی کمبخت گورنکی فوج کیطرح سب ایک شکل کے معلوم ہوتے ہیں۔ درحالیکہ ان میں کچھ تو بیحد معصوم ہوتے ہیں لیکن کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو دانت کے قریب جانے بھی نہ دینا چاہیے۔ اگر لاپرواہی برتی تو حضرت کون ٹھیک۔ بقول کسی کے انسان کی نیت بدلتے کیا دیر لگتی ہے۔ گو یہ امر مسلمہ ہو کہ ڈاکٹر بھی ڈاکٹر ہے۔ مگر بڑی حد تک چونکہ وہ انسان سے بھی ملتا جلتا ہوتا ہے لہذا قابلِ اعتبار نہیں۔ کیا خبر کب اسکی نیت بدلجائے۔

عرض ہے کہ اس تندرست ڈارھ کے اکھڑنے کا مجھے بیحد رنج ہوا۔ کبھی بچاری دکھتی تھی نہ تکلیف دیتی تھی، اپنی دردناک پڑوسن کے تمام فرائض خود انجام دیتی تھی۔ ساتھ ہی دکھنے والی ڈاڑھ پر مجھے غصہ بھی آرہا تھا۔ بس نہ تھا کہ اس موذی کو انتقاماً نکلوا ڈالوں۔ مگر توبہ کیجئے ایکدفعہ جو ڈاڑھ اکھڑوالے تو اس کا مزہ جلد تھوڑی بھولتا ہے۔ جیتا دانت نکلوانا مذاق نہ باشد۔ تن بدن کانپ اٹھتا ہے روح کو ایک جھٹکا سا لگتا ہے۔ بس یہی معلوم ہوتا ہے کہ موت کا ایک جھٹکا تھا۔

اس واقعہ کے بعد اس دردناک "ڈاڑہ کے علاج کی مجھے فکر ہوئی۔ اسکی "ہیپاپوتی" کا اعلے انتظام کیا۔ مدتوں علاج ہوتا رہا اور علاج بھی ایسا کارآمد و مفید کہ ایک چھوڑ دس دفعہ ہوشیار ڈاکٹروں نے پائیریا اچھا کر دیا۔ اس سے زیادہ اور کیا کامیابی ہو سکتی ہے۔ تمام دانت صاف کروائے، مسوڑھوں میں نشتر اور انجکشن دیئے گئے۔ دہرہ دون سے ویکسین کا خاص انجکشن تیار ہو کر آیا۔ کلیوں اور غراروں کے ایسے عجیب و غریب پروگرام بنے کہ مقصد حیات کلی غرارہ ہوگیا۔ جب دیکھو ایک انتظام اور نظام کیساتھ برش اور دوا ہاتھ میں کھڑے منہ چڑا رہے ہیں۔ حلق میں بدبودار دوائیں ڈال کر "مئیں" کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ پان کھانا نہ صرف چھوڑ دیا گیا بلکہ پان کھانے والوں کو دق کیا گیا۔ قصہ مختصر ایک آفت برپا کر دی۔ پائیریا کے علاج میں وہ پابندی اوقات اور وہ ریاضت کہ

اگر بجائے اسکے دوسری طرف توجہ کرتا تو جنت اور اسکی سلطنت بیکلئے تت ملجاتی۔ جب تک یہ طوفان بپا رہے انکی بھی فرصت رہی کہ بحث کر کے ثابت کر دیں کہ پائیریا اچھا ہو گیا اور اس خوش فہمی میں مذاق ہیل پڑی نہیں کہ پائیریا جوں کا توں پھر موجود۔ نتیجہ یہ کہ آخر ش معلوم ہو ہی گیا کہ اس لیپا پوتی سے پائیریا اچھا کرنا بھی ایک عیاشی ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ رئیسوں کا ایک شوق ہے چنانچہ بعد قیمتی وقت اور صحت ضائع کرنیکے معلوم ہوا کہ طبی چڑیا نے دیگ جیسے نکلکر کہا تھا وہ سچ تھا اور دانت کی دوا سوائے "زنبور" کے کچھ نہیں جب ہی تو شیخ الرئیس نے بھی اپنے قانون میں یہی لکھدیا۔ جب یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ گئی کہ پائیریا کا علاج سوائے "زنبور" کے کچھ نہیں تو ایک نئی بات کا پتہ چلا۔ وہ یہ کہ یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ اگر دانت اکھڑنے میں تکلیف نہ ہو تو پائیریا کے مریض اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے دانت چھوڑ ایک سرے سے ناک تک اکھڑوا ڈالیں۔ چنانچہ سوال یہ درپیش ہوا ہے کہ کوئی دنیا میں ایسی ترکیب ہو کہ دانت بھی اکھڑ جائے اور درد بھی مطلق نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ ایک نہیں بہت سی ترکیبیں ہیں۔ لیکن میرے تجربہ سے معلوم ہوا کہ سوائے ایک تدبیر کے اور دوسری نہیں۔ عرض کرتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ کوکین کا انجکشن لگوا لو تب بھی درد نہیں ہوتا۔ کسی نے کہا ایک گیس ہوتا ہے اس سے درد نہیں ہوتا۔ کسی نے بہت غور سے سب حال سن کر درد کے وجود ہی سے انکار کر دیا اور کہا یونہی اکھڑوا ڈالو۔ اسی سلسلہ میں دہلی کے ایک عزیز دوست نے قصہ کو یوں مختصر کر دیا کہ لکھا "دہلی آجاؤ حسب دلخواہ کام بن جائیگا۔"

دہلی کا کیا کہنا۔ وہاں ایک سے ایک بڑا دانت والا ڈاکٹر موجود ہے۔ ایک صاحب کے بارہ میں سنا کہ دانت ایسے اکھیڑتے ہیں کہ پتہ بھی نہیں چلتا اور دانت اکھڑ جاتا ہے۔ مگر فیس زیادہ ہے۔ ہمنے دلمیں سوچا کیا مضائقہ ہے۔ چنانچہ ان کے یہاں گئے۔

(۵)

دروازہ ہی پر لکھا تھا کہ بغیر درد کے دانت علیحدہ کرنے کے ماہر ہیں۔ یہاں باچھیں کھل گئیں۔ اوپر پہنچے تو ٹھاٹ اور انتظام کہ دیکھا کیجئے۔ انتہا سے زیادہ نفیس کمرہ جو دلہن کیطرح سجا ہوا تھا۔ ایک بڑی سی گول میز تھی جس پر انگریزی اخبار پڑے تھے۔ اور گرد ریشم کے گدوں کی کرسیاں۔ ریشمی پردے لٹک رہے تھے۔ دو تین حضرات بیٹھے تھے۔ برابر کے کمرہ میں ڈاکٹر صاحب کا میدان جنگ تھا ایک تمیزدار بابو نما نوکر نے خفیہ طور پر کہا کہ ڈاکٹر صاحب ..... انگلی اٹھا دی۔ میں سمجھ گیا کہ کسی کے ساتھ مشغول ہیں۔

میں اور میرے دوست بیٹھ گئے۔ دو حضرات اور بیٹھے تھے، ایک نو دو غلے یوروپین۔ روپیہ میں دو آنہ پھر انگریز۔ اور دوسری ایک انگلش خاتون۔ قریب بیس برس کی عمر ہوگی۔ انتہا سے زیادہ بھولی صورت، جاذب نگاہ۔ دلفریب مگر سادہ لباس زیب تن کئے ایک کان میں لمبا سا ہیرے کا آویزہ۔ ننگے سر سنہری بال تھے۔ ہاتھ میں ایک مصور رسالہ تھا جو وہ بغور دیکھ رہی تھیں میری نظر پڑی تو معلوم ہوا کہ کوئی مصری رسالہ ہے۔ عربی کا جسکی تصویریں وہ بغیر عبارت سمجھے دیکھ رہی تھیں۔ میں اسکے برابر میں بیٹھا تھا میری طرف استفسارانہ نظر ڈالی اور رسالہ اپنے سامنے رکھ لیا۔ میں نے کہا "کیا میں اسے دیکھ سکتا ہوں" انہوں نے کہا "بخوشی" اور رسالہ میری طرف کر دیا اور کہا "غالباً آپ اسے سمجھ سکتے ہونگے" قصہ مختصر ہم دونوں اس رسالہ کو دیکھ رہے تھے۔ اتنی عربی تو میں بھی جانتا ہوں کہ تصویریں سمجھ سکتا۔ اسی دوران میں سامنے والے دو آنہ پھر انگریز نے بعد معافی چاہنے کے ہم سب صاحبان سے پوچھا کہ کیا کبھی ہم میں سے کسی نے دانت بھی اکھڑوایا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ خود اکھڑوانے آئے تھے۔ اب ہم تینوں میں باتیں جو ہوئیں تو معلوم ہوا کہ ایک سے ایک زیادہ ڈرپوک ہے اور اس جگہ سب اسی لئے آئے ہیں کہ درد نہ ہو۔ میں نے اپنے دانت اکھیڑے جانیکا قصہ بیان کر دہ سنایا دانت اکھڑنے کی تکلیفیں بتائیں کہ اتنے میں ڈاکٹر صاحب آگئے کسی کی لیپا پوتی کر رہے تھے انکو رخصت کیا اور اب ہماری باری آئی ان دونوں حضرات کو ڈاکٹر صاحب دیکھ ہی چکے تھے۔ دانت اکھیڑنے کی فیس بھی لے چکے تھے اور یہ دونوں صرف اپنی باری کے منتظر تھے ڈاکٹر صاحب نے اب مجھے کمرہ میں لیجا کر دیکھا۔ معلوم ہوا کہ میرے چار دانت اکھیڑے جائیں گے جسکی فیس بارہ روپے ہونے میں نے روپیہ گن دئے اور پھر اپنی جگہ آکر بیٹھ گیا اور وہ روپیہ میں دو آنے پھر انگریز اپنا دانت اکھڑوانے چلے۔ اب میں اور خاتون صاحبہ اسکی منتظر کہ دیکھیں ان کے کتنا درد ہوتا ہے۔

زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ کمرہ سے ایک دردناک لرزتی ہوئی صدا آئی۔ "آآ.... ہ .. او..... وو.... غ"... اب میں چونکنا ہوا کیا یہ واقعہ نہ تھا کہ ان حضرات کے سخت درد ہو رہا تھا۔ ارد گرد کے حالات۔ کمرہ وغیرہ۔ اور غیر معمولی خاموشی کو دیکھتے ہی مریض ہونے کا راز سمجھ میں آگیا۔ معلوم ہوا کہ کتنا ہی درد کیوں نہ ہو ضبط کرنا پڑیگا اور یہ جگہ تو غل مچانے کے لئے سخت ناموزوں ہے کم از کم مجھ سے تو ایسی حالت میں قطعی غل نہیں مچایا جا سکتا۔ اب سمجھ میں آیا کہ درد نہ ہونیکا یہ راز ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے مطب کی خاموشی اور شائستگی نہ تو غل مچانے دیگی اور نہ یہ کہنے دیگی کہ صاحب ہمارے تو درد ہوا آدھی فیس واپس لاؤ۔

میں نے ان خاتون صاحبہ کے روبرو ایک زرین تجویز پیش کی۔ وہ یہ کہ کیا وجہ جو ہم اور آپ دونوں دانت اکھڑوانے کے خیال سے باز آئیں اور فیس واپس لے کر چلتے بنیں۔ اول تو اس امر پر میرے دوست خفا ہوئے، اور پھر ڈاکٹر صاحب ان مس صاحبہ کی مزاج پرسی کو آگئے۔ وہ دو آنہ بھر انگریزا اپنے کلے پر رومال رکھے نکلے۔ میں نے چپکے سے حال پوچھا تو مسکرا کر کہنے لگے "آپ تو دانت اکھڑوا چکے ہیں...." یہ کہتے نکلے چلے گئے۔

اب میں ذرہ چونکنا ہوا۔ میں نے اپنے دوست سے کہا کہ باز آیا میں اس دانت اکھڑوانے سے اُنہوں نے مجھے لتاڑا اور اطمینان دلایا کہ اتنے میں برابر والے کمرہ سے ایسی آواز آئی کہ میں نے سب سے پہلے گھبرا کر میز پر اُس عربی رسالہ کو دیکھا کیونکہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ خاتون موصوف شاید برابر والے کمرہ میں دانت نہیں اُکھڑوا رہی ہیں بلکہ عربی پڑھ رہی ہیں درحالیکہ وہ رسالہ تو نہیں لیگئی تھیں اور دانت بھی اُکھڑوا رہی تھیں، اور عربی بھی بول رہی تھیں۔ مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے پردہ کا کونہ اُٹھا کر بڑھ کر جھانک کر دیکھا۔ کیا عرض کروں، چہرہ تکلیف کی تمازت سے سُرخ انگارہ جس طرح بچہ کے منہ سے دودھ پونچھا جاتا ہے ڈاکٹر خون کو ان کے منہ سے روئی کے گالوں سے پونچھ رہا تھا۔ میں اُلٹے پاؤں پھرا۔ آکر بیٹھ گیا مضطرب و بےچین۔ باہر میں نے کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھا دوست سے کہا ابھی آتا ہوں، ضرورت سے فارغ ہو آؤں۔ دو دو سیڑھیاں کر نیچے اُترا اور پھر جو وہاں سے دہر کے بھاگا ہوں تو مُڑ کر نہ دیکھا سیدھا گھر آکر دم لیا۔

کوئی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بعد میرے دوست آئے۔ بیحد خفا۔ ایسے کہ میان سے باہر جو منہ میں آیا مجھے سُنا ڈالا۔ اُدھر میرا یہ حال کہ فیس گئی کچھ پرواہ نہیں جان تو چھوٹی۔

(۶)

دو تین دن تک مختلف ڈاکٹروں کا امتحان لیا لیکن طبیعت مطمئن نہ ہوئی کہ ایک اور ہی معاملہ پیش آیا۔

میرے دوست ایک روز بازار سے آئے تو ایک عجیب و غریب امریکن ایجاد کا ذکر کیا۔ بجلی کی قوت سے ایسے دانت نکالے جاتے ہیں کہ قطعی درد نہیں ہوتا۔ یہ امریکن ایجاد حال ہی میں پیٹنٹ ہوئی ہے، اور دہلی میں صرف ایک جگہ ہے، مگر فیس بہت زیادہ ہے یعنی فی دانت سات روپیہ۔ طے ہوا کہ شام ہی کو چلکر اُسے دیکھیں گے۔ یہ بھی طے ہو گیا کہ بس اسی ڈاکٹر سے دانت اُکھڑوائیں گے۔

ان ڈاکٹر کے یہاں پہنچے اور اس عجیب و غریب آلہ کو دیکھا۔ ایک کرسی کے آگے میز تھی اُس پر یہ آلہ رکھا ہوا تھا بجلی کے پنکھے کی سی ڈوری تھی جو دیوار میں فاصلہ پر نصب تھی، اور اس ڈوری کے سرے پر ایک پیتل کا ولایتی لٹو لگا تھا جس میں ایک فولاد کی موٹی سی سلاخ تھی، اس پر پیتل کا دبیز خول چڑھا ہوا تھا۔ یہ سلاخ میز پر رکھی تھی۔ دانت اُکھڑوانے والا اس سلاخ کو دونوں مٹھیوں میں لیکر زور سے دباتا تھا۔ جتنا بھی زور سے دبائے اُتنا ہی درد ہونے کا امکان جاتا رہتا تھا۔ گویا درد کا ہونا نہ ہونا خود مریض کے ہاتھ میں تھا۔ اگر گرفت ڈھیلی کر دے گا تو درد ہوگا ورنہ قطعی نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑے بڑے لوگوں کے سرٹیفکیٹ دکھائے جنہوں نے اس آلہ کو استعمال کیا تھا۔ میں نے پڑھے تو معلوم ہوا کہ اب اس سے بہتر کوئی تدبیر ناممکن ہے۔ فوراً راضی ہو گیا کہ ابھی ابھی میرے دانت اکھاڑ دو۔

میں نے کرسی پر بیٹھ کر سلاخ کو مضبوطی سے دونوں مٹھیوں سے پکڑا اور ڈاکٹر صاحب نے کہا "زور سے کھینچئے اور خود دانت اکھاڑ نیکا زنبور لیکر آگے بڑھے۔ میں نے حکم کی تعمیل کی اور پوری قوت سے سلاخ کو کھینچا۔ ڈاکٹر صاحب نے ذرا رک کر کہا۔ کہ "واہ جناب آپ اس آلہ کا قصور بتائیں گے۔ اور زور سے کھینچئے۔ اور زور سے۔۔۔ اور زور سے"

اب میں نے اس سلاخ کو اتنے زور سے کھینچا کہ میرے تن بدن میں رعشہ سا آگیا رگ رگ دکھ رہی ہے اور ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ "اور زور سے۔۔۔۔ اور زور سے۔۔"

اب میرا یہ حال کہ اپنی قوت کا آخری زور گویا لگائے دے رہا ہوں۔ بدن کی تمام جسمانی قوتیں ہیں کہ اسی سلاخ پہ آکر ختم ہو رہی ہیں۔ بیٹھا بیٹھا ہانپ رہا ہوں۔ کانپ رہا ہوں۔ جب میری شہزوری شباب پہ پہنچکر قائم ہو گئی تو ڈاکٹر صاحب نے دیکھا اور کہا "ہاں بس اسی حال پر قائم رہیگا" یہ کہکر آگے بڑھے۔ میں نے منہ کھولا اور انہوں نے کہا "ہاں۔ لگائیے زور۔۔۔۔۔۔۔ ون۔۔۔۔ ٹو۔۔۔۔"

میں نے ایک آخری اور عظیم الشان جد و جہد کے ساتھ اپنی روح تک کا زور اس سلاخ کو دبانے پر لگا دیا۔ ایسا کہ یکدم سے میں لرز اٹھا۔ ادھر ڈاکٹر صاحب نے کہا۔۔۔ "تھری۔۔۔۔" ڈاڑھ اکھڑ چکی تھی۔ میں نے مٹھیاں ڈھیلی کر دیں، مگر انگلیاں بچو کی توں رہ گئی تھیں میری تن بدن کی چولیں ڈھیلی ہو گئیں۔ میں پست ہو کر ہانپ رہا تھا۔ رہ گیا درد تو درد قطعی نہیں ہوا تھا۔ قطعی نہیں۔

میں نے راضی خوشی چاروں دانت اکھڑوا ڈالے اور اس امریکن ایجاد سے بیحد خوش ہوا۔ ایک نہایت ہی زوردار شیک ہینڈ ڈاکٹر صاحب کو دیا اور فی دانت سات روپیہ کے حساب سے فیس ادا کی۔ مگر میں دیکھ رہا تھا کہ نہ صرف میرے دوست بلکہ خود ڈاکٹر صاحب اور دو ایک حضرات جو وہاں یہ کارروائی دیکھ رہے تھے سب مجھے دیکھ دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے ہنستے ہوئے کہا "آپ کیساتھ خاص رعایت ہو اور صرف تین پیسے فی دانت چارج ہوگا" یہ کہکر باقی روپے واپس کر دیئے اور اس پر میرے دوست نے لگایا فرمائشی قہقہہ۔

میں احمقوں کیطرح دیکھ رہا ہوں سب ہنس رہے تھے دریافت پر آخرش وجہ معلوم ہوئی، اس آلہ کی ڈوری میں نہ تو بجلی کا تار تھا اور نہ اس میں برقی رو آسکتی تھی میں نے غور ہی نہ کیا۔ سامنے والی دیوار پر بجلی کے تاروں سے علیحدہ اس ڈوری کا دوسرا سرا دیوار میں یونہی ایک لکڑی میں لگا ہوا تھا۔ نہ بجلی نہ وجلی۔ خالی خولی ایک پیتل کی سلاخ پکڑے میں دھر دھر کے دبا رہا تھا۔ اس خیال میں کہ اسکے ذریعے سے بجلی کی ایک عجیب و غریب رو سلاخ دبانے سے میرے جسم میں آرہی ہو۔ لاحول ولا قوۃ۔ میں ایسا احمق بھی تو نہیں ہوں، پھر کیسے دھوکہ میں آگیا۔ لاحول ولا قوۃ۔ احمقوں کیطرح کھر اخفت کی ہنسی ہنس رہا ہوں۔ اب دانت اکھڑنے پر غور جو کرتا ہوں تو ایسا خیال ہوتا ہے کہ درد ہوا تھا۔ مگر کتنا اور کیسا؟ کچھ پتہ نہیں۔ وہ شہزوری کر رہا تھا اور وہ گاؤزوری کر رہا تھا کہ قطعی خیال نہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ آلہ ان ڈاکٹر صاحب نے خود ایجاد کیا ہے ان لوگوں کیلئے جو نہ صرف دانت اکھڑوانے سے ڈرتے ہیں بلکہ دوست احباب کا اس سلسلہ میں میری طرح ناطقہ بند کر دیتے ہیں۔ ان کو یہ سزا دیجاتی ہے کہ بغیر کوکین انجکشن کے ان کے دانت چٹکی سے جاتے ہیں۔

ان ڈاکٹر صاحب کا مطب گھنٹہ گھر کے پاس ہے جہاں یہ عجیب و غریب آلہ دیکھا جا سکتا ہے

اب آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پائیوریا کا علاج میری طرح کرانا چاہیے یا نہیں۔ مگر کم از کم ایسے بھی ہو سکتا ہے۔ فقط

نوٹ

اس افسانہ سے کسی مطب کی تائید یا تردید مقصود نہیں ۔

(نوٹ) دہلی کے ہیلتھ آفیسر صاحب کی مکھی مار مہم ہمدرد صحت کے کارٹونسٹ کی نظر میں

"برتھ کنٹرول" یا ضبطِ تولید

آل انڈیا ویمنز کانفرنس نے اپنے گذشتہ اجلاس میں جہاں اور بہت سی تجاویز پاس کی ہیں وہاں ایک تجویز یہ بھی ہے کہ عورتیں اپنی خرابیٔ صحت، اور بچوں کی کثرتِ اموات نیز ملک کے افلاس کو پیشِ نظر رکھ کر ایسے ذرائع اختیار کریں کہ بچے نہ پیدا ہوں۔

یہ تجویز کوئی نئی تجویز نہیں ہے، اور اس سے پہلے بہت سے ایسے ملکوں میں بھی جامۂ عمل پہن چکی ہو کہ جہاں عورتوں کی صحت جسمانی بھی اچھی ہے (صحت دماغی کا یہاں سوال نہیں ہے) اور جہاں بچوں کی شرحِ اموات بھی اس قدر کم ہے کہ ہمارے ملک کے مقابلہ میں اُسے ناقابلِ لحاظ کہا جا سکتا ہو، اور جہاں افلاس کی بجائے تمول اور دولت مندی کا بھی دور دورہ ہے۔ اگرچہ فی الحقیقت اس تحریک کے اسباب یہی ہمدردانہ خیالات ہوا کرتے ہیں کہ جن کا ذکر آل انڈیا ویمنز کانفرنس میں کیا گیا ہو، اور جن سے تقریباً ہر حامیٔ ضبطِ تولید کی تحریریں بھری ہوتی ہیں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ یورپ اور امریکہ کو اس تحریک کی کیا ضرورت تھی۔ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ یورپ اور امریکہ میں زیادہ نہ سہی، ایک تھوڑی سی تعداد غریبوں کی موجود ضرور ہے جنکا افلاس انہیں موقع نہیں دیتا کہ اپنے بچوں کی پرورش بطریق مناسب کر سکیں تو اسکی کیا وجہ ہو کہ اس تحریک یا تجویز پر کہ جس سے صرف مریضوں اور غریبوں کو فائدہ اُٹھانا چاہیئے تھا، امرا اور اہلِ دولت نے سب سے پہلے عملدرآمد کیوں شروع کر دیا، یورپ اور امریکہ کے موجودہ حالات ہمیں بتاتے ہیں کہ وہاں اس منعِ اولاد کی تحریک کا رواج کہ جسے زیادہ صحیح الفاظ میں قتلِ اولاد کی تحریک کہا جا سکتا ہو تمام تر اُمرا کے طبقے تک محدود ہے اور صرف وہی نازک اور گدازجسم بارِ حمل سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں جن پر زر و جواہر کا کافی بوجھ موجود ہے، ہر صاحبِ نظر ان حالات کو دیکھ کر سوچ میں پڑ جاتا ہو اور بطور خود یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوتا ہو کہ اس تجویز کا باعثِ اصلی غریبوں کی ہمدردی نہیں ہے، اور اسے شک ہوتا ہے کہ اس پردے میں امرا کی مستیاں اور ہوس پرستیاں کام کر رہی ہیں۔

مجھے اس سے انکار نہیں کہ ملک میں افلاس نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں، مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ملک کی عورتوں کی صحت معمولی معیار سے بہت کچھ گری ہوئی ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ملک میں بچوں کی اموات کی شرح ہرگز ہرگز اتنی کم نہیں ہے کہ ہم اس پر فخر کر سکیں لیکن ان تمام باتوں سے واقف ہونے کے باوجود آل انڈیا ویمنز کانفرنس سے اور اس کانفرنس کے مخلص اور ہمدرد "مشیروں" سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا ان خرابیوں کا جو علاج آپ نے تجویز کیا ہو یہ صحیح ہے؟

مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک صاحب کے متعلق یہ سُنا تھا کہ اُنہوں نے آندھیوں سے پریشان ہو کر اپنے بنگلے کے آس پاس کے تمام درخت کٹوا دیئے تھے کہ نہ درخت ہونگے اور نہ ایسے زور سے ہوا چلیگی۔ کیا ملک کے افلاس، ماؤں کی خرابیٔ صحت اور بچوں کی کثرتِ اموات کا یہ علاج کہ بچوں کو پیدا ہی نہ ہونے دیا جائے تاکہ نہ پیدا ہوں اور نہ مریں بالکل اسی قسم کا علاج نہیں ہے کہ جیسا آندھیاں روکنے کے لئے پیڑوں کا کٹوا دینا؟ کیا حمل و رضاعت سے محفوظ رہ کر عورتوں کی صحت درست ہو سکتی ہے؟ اور کیا ملک کی آبادی کو کم کر کے ملک کی دولت اور خوشحالی میں اضافہ کیا جا سکتا ہو؟ آیئے ذرا ٹھنڈے دل سے ان باتوں پر غور کریں۔

عورتوں کی صحت

اگر ویمنز کانفرنس کو معلوم ہے تو بہتر ورنہ میں نہایت ادب کیساتھ ملک کی خواتین کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہمارے ملک کی عورتیں سب سے زیادہ جس مرض میں گرفتار ہیں اور جو بیماری کہ روز بروز ہمارے ملک میں ترقی کر رہی ہے وہ سل یا تپِ دق ہو۔ آج ایسے خوش نصیب خاندانوں کی تعداد کہ جن میں ایک فرد بھی اس موذی مرض میں مبتلا نہ ہو ہندوستان بھر میں اتنی ہی ہے کہ انگلیوں پر گن لی جائے۔ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں، اور لاکھوں بھی کیوں، کروڑوں نوجوان

عورتیں اور مرد اس میں مبتلا ہیں۔ اور سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ ان میں سے بیشتر کو معلوم بھی نہیں ہے کہ وہ مبتلا ہیں۔ صرف تھوڑے سے ایسے مریضوں کا حال ہی معلوم ہو جاتا ہے جنہیں مرض کی شدت نے بالکل ہی معذور اور مجبور کر دیا ہو لیکن ان تھوڑے سے معلوم شدہ مریضوں کی تعداد بھی اتنی ہے کہ ملیریا بخار کے بعد اسی مرض کے اعداد و شمار سب سے زیادہ ہیں

ملیریا بخار کہ جو سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ہندوستان کا سب سے زیادہ عام مرض ہے دوسری ایسی بیماری ہے کہ جس سے تقریباً ہر ہندوستانی مرد اور عورت کو واسطہ پڑتا ہے ان دونوں بیماریوں کے اصلی اسباب تو دو مختلف قسم کے جراثیم ہیں جو کبھی نہ کسی طرح انسانی جسم میں پہنچ جاتے ہیں لیکن جسم انسانی کے اندر ان کے نشوونما پانے اور قدرت کے پیدا کئے ہوئے ذرائع مدافعت پر اُن کے غالب آجانیکا اصلی باعث صرف ایک ہے اور وہ "قلت تغذیہ" ہے۔ قلت تغذیہ کا مطلب یہ ہے کہ جسم کے مختلف اعضاء کو اپنی پرورش اور اپنے نشوونما کے لئے کافی غذا میسر نہ آنا، اگر یہ مسئلہ صحیح ہے اور یقیناً یہ صحیح ہے تو ہماری اور ہماری معزز بہنوں کی خرابی صحت کا سب سے بڑا سبب ناکافی غذا یا جسم کی ناکافی پرورش ہے جسم کی ناکافی پرورش کے اصلی اسباب تین ہیں، اول تازہ اور صاف ہوا کا نہ ملنا، دوسرے دھوپ اور روشنی سے محرومی، اور تیسرے ایسی خوراک کا نہ ملنا جو جسم کی پرورش کے لئے ضروری ہے

اب کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ بچوں کا پیدا نہ ہونا ان اسباب میں سے کونسے سبب کو روک سکتا ہے اور کس طرح کسی عورت کی صحت بانجھ رہ کر ترقی کر سکتی ہے؟ اسکے برخلاف ہمارے پاس اس بات کے بہت سے ثبوت موجود ہیں کہ استقرار حمل، وضع حمل، اور رضاعت (بچے کو دودھ پلانا) ایک عورت کی صحت پر نہایت ہی خوشگوار اثر ڈالتے ہیں۔ قدرت نے ہر عورت کے دل میں بچے کو چھاتی سے لگانے اور گود میں کھلانے کی ایک زبردست خواہش پیدا کی ہے اور کون نہیں جانتا کہ ہر تکمیل خواہش ہمارے لئے انتہائی مسرت کا سبب ہوا کرتی ہے جس تاریخ سے عورت کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حاملہ ہے اسی تاریخ سے ایک نامعلوم خوشی اسکے دل میں بھر جاتی ہے، اسکی زندگی میں ایک زبردست تغیر پیدا ہوتا ہے اُسکے خیالات بلند ہو جاتے ہیں اور اس سے پہلے اگر کسی وجہ سے اسکی دُنیا تاریک بھی تھی، تو اب اسے ہر طرف روشنی ہی روشنی نظر آنے لگتی ہے اور اس خوشی اور خوشدلی کا بین اثر اسکی صحت پر پڑتا ہے

زمانہ حال کے بڑے بڑے محققین اس بات پر متفق ہیں کہ عورت پر استقرار حمل کا بالکل وہی اثر ہوتا ہے جو ڈاکٹر اسٹائناخ کے ایجاد کردہ اعادۂ شباب کے عمل جراحی کا، رحم کے اندر جنین کی موجودگی بالکل اسیطرح مبیضین کی تحریک کا باعث بنجاتی ہے کہ جسطرح اعادۂ شباب کا عمل جراحی، اور ان غدودوں کی رطوبت کی فراوانی جسم کے اندر ایک حیات تازہ پیدا کر کے جسم کی قوت مدافعت کو بڑھا دیتی ہے جس کی کمی صدہا مرضوں کے رُونما ہونے کا باعث بن سکتی ہے جسم کو تر و تازہ، اور نظام جسمانی کی قوت کو بے اندازہ بنا دینے کیلئے قدرت کے فیاض ہاتھوں نے جو تدبیر وضع کی تھی اس سے عورت کو محروم کر دینا اور وہ بھی اس غلط عذر پر کہ کہیں بار حمل اسکی صحت کیلئے ایک مصیبت نہ بنجائے، کہاں کی ہوشمندی ہے، اور عورتوں کو اس قسم کا مشورہ دینے والے کہ وہ مانع حمل ترکیبوں پر عمل پیرا ہوں کس حد تک عورتوں کے دوست اور بہی خواہ کہلا سکتے ہیں؟

بچوں کی شرح اموات

چونکہ بدقسمتی سے ہندوستان میں بچوں کی شرح اموات دوسرے ملکوں کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے، اور چونکہ اس کا ذکر ہر صاحب فکر کے دل کو دہلا دیتا ہے، اسلئے منع اولاد کے حامیوں نے اپنی دلیلوں میں اس کا ذکر بھی ضروری خیال کر لیا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ بچوں کی کثرت اموات روکنے کا یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا کہ انکی پیدائش ہی روک دیجائے ذیابیطس کے مریضوں کو بار بار پیشاب آتا ہے اور پیشاب کے ہمراہ شکر بھی خارج ہوا کرتی ہے، کیا ایسے مریضوں کا یہی علاج کیا جاتا ہے کہ ان کا پیشاب بالکل بند کر دیا جائے کہ نہ پیشاب ہوگا اور نہ اُسکے ساتھ شکر آسکیگی؟ اور اگر کوئی احمق ڈاکٹر یہ علاج کرے تو کیا منع اولاد کے حامی تمام ڈاکٹر جلد سے جلد اُسے کسی پاگل خانے میں منتقل کرنا پسند نہ کرینگے؟ لیکن بچوں میں اموات کی زیادتی کا وہ خود بھی تو اسی اصول پر علاج کر رہے ہیں کہ نہ بچہ پیدا ہو نہ مرے!!

بچوں کی شرح اموات کو اگر کم کرنا منظور ہے تو تھوڑی سی تکلیف اُٹھا کر ان اسباب کی تحقیق کیجئے کہ کن وجوہ سے اتنے بہت سے بچے ضائع ہو جاتے ہیں یا آپ کے نزدیک انکی قبل از وقت موت کا سبب صرف یہی ہے کہ وہ پیدا ہو گئے، اگر تھوڑے سے غور و فکر سے

کام لیا جائے تو بچوں کی اتنی موتوں کا سبب یہی ہی معلوم ہوگا کہ انہیں کافی غذا میسر نہیں آتی، اور انکے ننھے ننھے جسموں کے اندر وہ چیز کافی مقدار میں موجود نہیں ہوتی جو ہر قسم کے مرض کا مقابلہ کیا کرتی ہے۔ تعلیم یافتہ ماں باپ اور ناواقف قواعد صحت مائیں اگر تھوڑے سے بھی صحیح اور تندرست بچے پال کر قوم کو دیتے ہیں تو اُسے بھی لبا غنیمت خیال کرنا چاہیئے۔ منع اولاد پر دھواں دھار تقریریں کرنے اور ناواقف حالات عوام کو دھوکے میں ڈالنے سے کیا یہ بہتر نہیں ہو کہ ایسے ذرائع اختیار کئے جائیں کہ ہر لڑکا اور لڑکی کم از کم صحت کے ابتدائی اصولوں سے تو واقف ہو جائے اور ہر عورت کو ماں بننے سے پہلے یہ معلوم ہو سکے کہ بچے کو کس طرح پالنا چاہیئے؟

ملک کا افلاس

ویمنز کانفرنس نے منع اولاد کا ریزولیوشن پاس کرنیکی تیسری وجہ یہ بتائی ہو کہ ہمارا ملک بہت ہی مفلس ہے اور ہم بچے پیدا کرکے ملک پر مزید اخراجات کا بار ڈالنا نہیں چاہتے۔ ملک کا افلاس یقیناً ایسی چیز ہے کہ اس سے گھبرا کر ہم اپنے اخراجات کو کم کرنے کی طرف توجہ کریں۔ لیکن میں یہ سمجھنے سے بالکل قاصر ہوں کہ تخفیف اخراجات کا خیال آنے پر سب سے پہلے ہماری نظر ایک ایسے خرچ کی طرف کیوں گئی کہ جو ابھی تک عالم وجود میں بھی نہیں آیا ہے۔ کیا ممالک غیر سے آتی ہوئی قسم قسم کی شرابیں، قدم قدم پر جگمگاتے ہوئے سینما اور تھیٹر، نئے نئے نمونوں کی موٹریں، بجلی کے پنکھے، بدیشی ساخت کے بیش قیمت کپڑے، گھوڑ دوڑوں کے جوئے، قیمتی برتن اور اسباب آرائش اور اسی قسم کی اور صدہا غیر ضروری چیزیں ملک سے باہر نکالی جا چکی ہیں کہ غریب ناپیدا شدہ بچوں پر ہماری نظر جانے لگی؟ کیا اس سے ہماری خود غرضی اور نفس پرستی نہیں ظاہر ہوتی کہ ہم اسکے لئے تو تیار نہیں ہیں کہ اپنے تعیشات میں ذرا سی بھی کمی کریں، لیکن آنے والی نسل کو منقطع کرنے کے لئے شمشیر بکف ہو گئے ہیں؟ سوچئے کہ وسکی یا شیمپین کی ایک بوتل کے بدلے میں بچے کے لئے کتنے ہفتوں کی خوراک خریدی، اور ایک موٹر کار کی قیمت کے روپے سے کتنے بچوں کی قبل از وقت موت روکی جا سکتی ہو؟ لیکن آپ تو ان کی موت نہیں بلکہ انکی پیدائش روکنا چاہتے ہیں۔ اسکے علاوہ یہ بھی تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر فی الحقیقت افلاس اور تنگدستی سے گھبرا کر ہی یہ تجویز سوچی گئی ہے تو اس پر ہر جگہ صرف امیروں اور عیش پرستوں ہی کا عملدرآمد کیوں ہے۔ کیا امیروں کیلئے بھی ایک دو بچوں کا پالنا اس قدر دشوار ہے کہ وہ مجبور ہو کر اولاد کے نادر شاہی قتل عام پر آمادہ ہو جائیں۔ ایک مفلوک الحال غریب جسے خود ہی پیٹ بھر روٹی میسر نہ آتی ہو اگر ایسا کرے تو اُسے معذور رکھا جا سکتا ہو لیکن کیا کسی طرح ان لکھ پتی اور کروڑ پتی عیاشوں کو بھی کسی طرح معاف کیا جا سکتا ہے جو اُس سے بہت زیادہ قیمت کے صرف سگریٹ اور سگار پی ڈالتے ہیں کہ جتنا ایک بچے کی پرورش پر خرچ ہوا کرتا ہے۔

ملک کے بعض اخباروں نے ویمنز کانفرنس کو اس اقدام پر مبارکباد دی ہو، اور اس تجویز کی معقولیت کی ایک اور دلیل اپنی طرف سے یہ پیش کی ہے کہ ہمارا ملک غلاموں کا ملک ہے اور ہمارے لئے یہ کسی طرح زیبا نہیں ہے کہ ہم بچے پیدا کرکے غلاموں کی تعداد میں اضافہ کریں۔ ان بزرگوں کے جذبۂ حریت کی بچے دل سے داد دینے کے بعد بھی مجھے افسوس ہے کہ میں کسی طرح بھی ان کا ہم خیال نہیں ہو سکتا۔ ہماری قوم یقیناً غلاموں کی قوم ہے لیکن اسی قوم کے افراد نے، مہاتما گاندھی، مولانا محمد علی، مسٹر سی آر داس، اور مولانا ابو الکلام آزاد جیسی شخصیتیں بھی پیدا کی ہیں جنہوں نے آزادی کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے۔ غور کیجئے کہ اگر ان بزرگان قوم کے والدین اس وہ بیکار مشورے پر عمل کرکے اولاد پیدا کرنے سے باز رہتے تو کیا ہمارے موجودہ اخباروں کو کبھی یہ بھی معلوم ہو سکتا کہ آزادی کیا چیز ہے۔ ایک لاکھ غلام پیدا کرکے اگر قوم نے صرف ایک گاندھی یا ایک محمد علی پیدا کر دیا کہ جو اُن غلاموں کو حریت کی شاہراہ پر ڈال سکے تو کیا یہ سودا کسی طرح بھی مہنگا ہے؟ آئندہ پیدا ہونے والے بچوں کے متعلق کوئی شخص پہلے سے یہ نہیں جان سکتا کہ وہ کیا کچھ بنیں گے اسلئے کسی اخبار کا یہ کہنا کہ ہم صرف غلام ہی پیدا کر سکتے ہیں صد درجہ غیر ذمہ دارانہ ہے۔ ہم بیشک بہت سے غلام پیدا کرتے ہیں، لیکن ہمیں گاندھی پیدا کرنے بھی آتے ہیں جن کے قدموں پر دنیا جھک جاتی ہے۔ ویمنز کانفرنس سے میں بہت درخواست کرونگا کہ وہ اس امر پر ذرا کافی توجہ سے غور کرے کہ اسکے پاس کئے ہوئے ریزولیوشن پر عملدرآمد ہونے سے خدا جانے کتنے گاندھیوں اور کتنے محمد علیوں کی پیدائش سے قوم محروم رہ جائیگی اور حالات موجودہ میں بھی مراد اس قحط الرجال کی حالت سے ہو، کیا اس سے بڑھکر کسی قومی نقصان کا خیال بھی کیا جا سکتا ہے؟

اس تحریک کے اصلی محرک یورپ اور امریکہ ہیں۔ یورپ کے اعداد و شمار تو افسوس ہے کہ مجھے صحیح طور پر معلوم نہیں، لیکن امریکہ کے شمار و اعداد ملاحظہ فرمائیے [illegible] گستاخ [illegible] انسان [illegible] دخل اندازی کو پسند نہیں کیا اور بہت جلد

مرقع

ضبط تولید!

(برتھ کنٹرول)

ان کمبختوں کی وجہ سے اب کلب بھی نہیں جا سکتی

کسی سے میل ملاقات کا لطف بھی اُنہوں نے کھو دیا
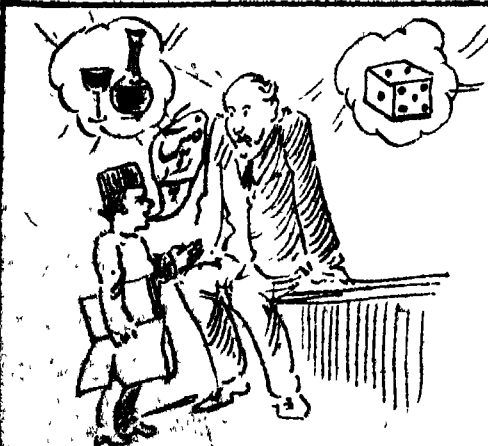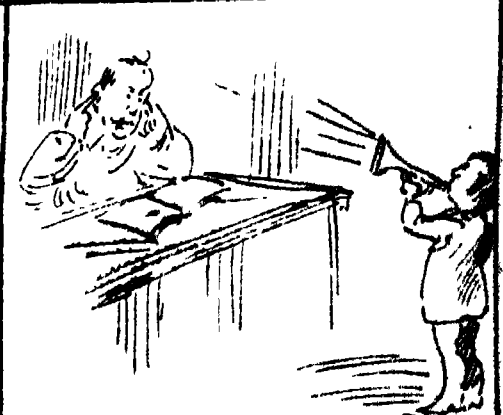
ارے نالائق! تجھے میرے ہی کان پر شور مچانے کو رہ گیا تھا

تمہیں فیس کے روپے دیدوں تو پھر شام کو [illegible]

ڈاکٹر کا خیال ہے کہ میرے بچہ ہوا تو میری صحت خراب ہو جائیگی

سختی تھی کہ نقصان پہنچیگا مگر میں سچ کہدوں کہ میری صحت تو اب بہت اچھی ہو گئی

کلب اور موٹروں کے ساتھ بچے!! توبہ کرو!

امیروں نے انکار کیا تو قدرت نے غریبوں کے گھر اولاد سے بھر دئے

امیروں کے برتھ کنٹرول نے قوم میں عالی دماغ بچوں کی پیدائش روکدی

قوم کی آئندہ نسل صرف جاہل پست خیال اور غیر تعلیم یافتہ افراد پر مشتمل ہے۔

انتقام کی صورت نکال لی۔ عیش پسند امرا امریکہ میں منع اولاد کی تدابیر پر اکثر عمل پیرا ہیں اور اس کا نتیجہ یہ نکلا ہو کہ وہاں اب امیروں کے گھر تو اولاد پیدا نہیں ہونے پاتی لیکن غریبوں کے گھروں میں اس کی افراط ہو گئی ہو۔ قومی نقطہ نظر سے یہ اتنا بڑا نقصان ہے کہ اسے صحیح معنوں میں امریکہ کی تباہی کا پیش خیمہ کہا جا سکتا ہے۔ غریب اپنے ایک دو بچوں ہی کو بمشکل پال سکتے تھے اور اب کئی کئی بچوں کے پالنے کا بار ان کے سر پڑ گیا، پہلے بھی ان کے پاس اتنا نہ ہوتا تھا کہ اپنے ایک دو بچوں کو معقول تعلیم اور تربیت دلا سکیں، اور اب تو تعلیم و تربیت کا خیال کرنا بھی ان کے لئے دشوار ہے، یہی بچے اگر امیروں کے گھر پیدا ہوتے تو اچھی طرح پرورش تعلیم اور تربیت پاکر قوم کے لئے مایۂ صد ناز بن سکتے تھے لیکن اب وہ زیادہ سے زیادہ اتنا ہی کر سکتے ہیں کہ قوم میں چند مفلوک الحال افراد کا اضافہ کر دیں۔ کیا قوم کی تباہی اور زوال کسی اور چیز کا نام ہے

یورپ اور امریکہ دونوں اب اس تلخ تجربے سے آگاہ ہو چکے ہیں اور دونوں جگہ اس مذموم تحریک کے خلاف پر زور جہاد شروع ہو گیا ہے کیا اب اس "آزمودہ" کو آزما کر ہندوستان اپنی جہالت کا ثبوت دیگا؟

آل انڈیا ویمنز کانفرنس کو میں متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس نازک دور میں ذرا اچھی طرح سوچ سمجھ کر قدم اُٹھائیں اور مغرب کی ہر تحریک کو یہ سمجھ کر کہ ہر چمکتی ہوئی چیز سونا ہی ہوتی ہے جلدی سے قبول نہ کریں، برتھ کنٹرول کی تحریک فی الحقیقت چند عیش پرست دماغوں کی اختراع ہے ایسے مرد جو کسی طرح پسند نہیں کرتے کہ بچے اُن کے لطف و مسرت میں حارج ہوں اور ایسی عورتیں کہ جو کسی طرح گوارا نہیں کرتیں کہ تکلیف دہ بچے انہیں ہر وقت چمٹے رہیں اور ان کا نیند اور آرام سب کچھ چھوٹ جائے اس تحریک کے حامیوں میں سے ہیں، اور عورتوں کی کم المرضی یا بچوں کی کثرت اموات سب وہ ٹٹیاں ہیں کہ جن کی آڑ میں یہ شکار کھیلا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر سعید احمد سعید بریلوی۔

کمزور سینے اور مالش

"جسم کی مالش جسم کی افزائش میں مدد دیتی ہے" یہ ایک ایسا کھلا ہوا راز ہے جو عام طور پر ہمارے ملک کے جہلا کو بھی معلوم ہے کشتی لڑنے والے پہلوانوں کا گھنٹوں اپنے بدن پر تیل یا اکھاڑے کی مٹی ملنا، اور گھر کی بڑی بوڑھیوں کا تاکید کر کے نوزائیدہ بچوں کے بدن پر میدہ اور گھی کی مالش کرانا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ عوام مالش کے فائدوں سے اچھی طرح آگاہ ہیں۔

بچوں کے کمزور سینے مالش سے بہت جلد طاقتور ہو جاتے ہیں سینے کے بڑے عضلات اور پسلیوں کو چمٹے ہوئے چھوٹے چھوٹے عضلات سب تنفس میں مدد دیتے ہیں اور اگر یہ کافی طاقتور نہ ہوں تو تنفس کی آمد و رفت باقاعدہ اور صحیح نہیں ہوتی جن بچوں کا سینہ کمزور ہو ان کے لئے سب سے اچھی تدبیر یہ ہے کہ روزانہ تھوڑی دیر تک ان کے سینوں کی مالش کی جائے۔ شروع شروع میں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ مالش ہاتھ کی ہتھیلیوں سے کی جائے اور زیادہ بوجھ بچے کے سینے پر نہ دیا جائے۔ آہستہ آہستہ نرم ہاتھ سے تھوڑی دیر تک کوئی تیل مثلاً زیتون کا تیل اگر ملا جائے تو زیادہ اچھا ہے۔ رفتہ رفتہ مالش میں زور بڑھاتے رہنا چاہیئے، اور اسی کے ساتھ مالش کے وقت میں بھی اضافہ کرتے جانا چاہیئے۔

سونے کے قواعد!

(۱) لیٹتے وقت دل سے ہر قسم کے خیالات دور کر دو۔ سوتے وقت دل میں کوئی خاص خیال نہ ہونا چاہیئے۔
(۲) کھلی ہوا میں خوب کافی ورزش کیا کرو۔
(۳) بستر پر جانے سے پہلے تھوڑی سی چہل قدمی کر لیا کرو یا کسی قسم کی بالکل ہلکی ورزش
(۴) اپنا بیشتر وقت دھوپ اور کھلی ہوا میں گذارا کرو۔
(۵) خوابگاہ میں ہوا کی آمد و رفت کا بہت کافی انتظام رکھو۔

(بقیہ مضمون صفحہ [illegible] پر ملاحظہ کیجئے)

ریڈیم سے سرطان کا علاج

معلومات
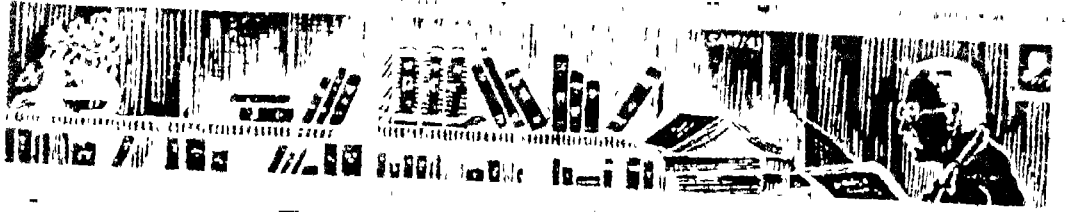
سرطان (کینسر) کا علاج

اس خیال کو تقویت پہنچتی جا رہی ہے ممکن ہے یورپ کے بعض ماہرین کے ریڈیم کے ذریعہ سے ایک مدت سے زیر تجربہ ہے۔ رفتہ رفتہ کہ ریڈیم کے ذریعہ سے اس موذی اور مہلک مرض کا علاج ہاتھوں سے سرطان کے مریضوں کی شفایابی کی شرح ستر فیصدی تک پہنچ گئی ہے۔ ریڈیم کے مرکبات سے شعاعوں کا ایک سلسلہ خارج ہوتا رہتا ہے اور یہ شعاعیں تین قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک قسم کا نام "الفا" ہے دوسری کا "بیٹا" اور تیسری کا "گما"۔

"گما" نامی شعاعیں جسم کے اندر کافی گہرائی تک نفوذ کر جاتی ہیں اور سرطان وغیرہ کیطرح رسولیوں پر ان کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ان کی افزائش اور پرورش کو روک دیتی ہیں اور موافق حالات میں سرطان کے خلیات کو بالکل فنا کر کے انکی جگہ معمولی ساخت کے خلیے پیدا کر دیتی ہیں۔ ریڈیم کے استعمال کے مندرجہ ذیل چار طریقے ہیں۔

(۱) ریڈیم کی سوئیوں کے ذریعے سے آنکھ کے گرد و نواح کی ساخت میں اور سرطان کی جڑ میں "گما" کی شعاعوں کے سد قائم کر دیئے ریڈیم کی سوئیاں درحقیقت پلاٹینم دھات کی سوئی کی شکل کی نلکیاں ہوتی ہیں جن کے اندر خفیف سی مقدار ریڈیم کی رکھی ہوتی ہے جس جگہ ضرورت ہو وہاں یہ سوئیاں داخل کر کے چھوڑ دی جاتی ہیں اور بالعموم سات سے لیکر دس دن کے بعد نکالی جاتی ہیں۔

(۲) جسم کے ایسے مقامات کہ جہاں بڑے بڑے قعر موجود ہیں حلق یا رحم وغیرہ ان کے لئے پلاٹینم کی نلکیاں بڑی بڑی استعمال ہوتی ہیں اور یہ نلکیاں بھی کئی کئی روز کے لئے انہی مقامات پر چھوڑ دیجاتی ہیں۔

(۳) جسم کی جلد پر تھوڑے فاصلے سے ریڈیم کی شعاعیں ڈالی جاتی ہیں، اور یہ کام ریڈیم کے پٹوں سے لیا جاتا ہے۔ حال میں ریڈیم کے بم ایجاد ہوئے ہیں، اور بہت مفید ثابت ہو چکے ہیں یہ بم درحقیقت ایک خاص قسم کی مشین ہوتے ہیں جنمیں ریڈیم کی بڑی مقدار بھری ہوتی ہے، اور کسی قدر فاصلے سے استعمال کئے جاتے ہیں۔

(۴) ریڈیم سے ایک خاص قسم کی گیس بھی خارج ہوتی ہے جسکا نام "ریڈون" ہے اس گیس کی بھی یہ خاصیت ہے کہ اس سے بھی وہی شعاعیں نکلتی رہتی ہیں کہ جیسی خود ریڈیم سے۔ لیکن یہ شعاعیں تھوڑی دیر میں منتشر ہو جاتی ہیں۔ ریڈون کو چھوٹی چھوٹی شیشے کی نلکیوں میں بند کر لیا جاتا ہے، اور یہ نلکیاں سرطان کے چاروں طرف رکھدی جاتی ہیں۔

امریکہ میں تحفظ بصارت کا اہتمام

گذشتہ ماہ دسمبر کے پہلے ہفتہ میں (امریکہ) میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا تھا جسمیں مختلف جماعتوں کے پانچسو نمایندے بے بصری کے علاج اور اُسکے انسداد کی تجاویز پر غور کرنیکے لئے جمع ہوئے تھے، اس وقت ریاستہائے متحدہ امریکہ میں نابینا اشخاص کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چودہ ہزار ہے اور تمام دُنیا کے نابینا اشخاص کا شمار تخمیناً پچاس لاکھ ہے، چین و ہندوستان، مصر اور دیگر کے بعض ملکوں میں ایسے لوگوں کا تناسب بہت زیادہ ہے۔

اس انجمن کی روئداد سے معلوم ہوتا ہی کہ بے بصری کے دور کرنے میں فن جراحی کی کارگذاریاں بہت نمایاں ہیں، موتیا بند کے آپریشن تمام دُنیا میں کامیابی کیساتھ جاری ہیں۔ اس کے علاوہ ایک خاص قسم کا آپریشن بھی حیرت انگیز طور پر کامیاب ثابت ہوا ہے اسکے ذریعہ سے پردۂ شبکیہ پتلی کے دوسرے پرتوں سے علیحدہ ہوجانیکے بعد پھر از سرنو اپنی جگہ پر لگادیا جاتا ہی جس سے روشنی واپس آجاتی ہے اسی طرح ایک دوسرا حیرت انگیز آپریشن بھی حال ہی میں نہایت کامیابی کے ساتھ کیا گیا ہے، ایک اتفاقی حادثہ میں ایک عورت کی آنکھ زخمی ہوگئی تھی جس کے باعث دونوں قرینوں کو سخت صدمہ پہنچا تھا اور بصارت بالکل جاتی رہی تھی اس آپریشن سے دوسرے نئے قرینے لگادیے گئے اور وہ عورت اس قابل ہوگئی کہ اب اخبار کی جلی قلم کی سرخیاں پڑھ سکتی ہے، اور بغیر کسی دوسرے شخص کی مدد کے سڑک پر چل پھر سکتی ہی۔

لیکن فن جراحی کے ان کارناموں کے باوجود ماہرین فن کا خیال ہے کہ بے بصری کے اسباب کو روکنا زیادہ ضروری ہے ان اسباب کے روکنے میں سب سے زیادہ نمایاں کارنامہ بلجیم کے ایک ڈاکٹر کارل فرینز کریڈی Dr. Carl Franz Crede کا ہے جس نے ۱۸۸۰ء میں یہ تحقیق کی تھی کہ پیدائش کے بعد ہی بچوں کی آنکھوں میں سلور نائٹریٹ کا سولیوشن ٹپکانے سے بے بصری کی وہ خاص شکایت جو بچوں میں پیدا ہوجاتی ہی اور جس کو (Ophthalmia neunatorum) کہتے ہیں دور ہوجاتی ہی، اس تحقیق کے پچیس سال بعد ریاستہائے متحدہ امریکہ نے ان قطروں کا استعمال اپنے ہاں قانوناً لازمی قرار دیدیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں بچوں کے اس مرض میں (۷۵) فیصدی کی تخفیف ہوگئی ہے۔

حال کی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ موروثی بے بصری کا تناسب اس سے کہیں زیادہ ہے جتنا عام طور پر خیال کیا جاتا ہی وٹامن کی تحقیقات کے سلسلہ میں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ غذا کو آنکھ کی صحت کیساتھ بہت کچھ تعلق ہے مثلاً غذا میں وٹامن اے کے نہ ہونے سے شب کوری پیدا ہوسکتی ہے۔

امریکہ میں چھ ہزار بچوں کے لئے جن کی بصارت کمزور ہے تعلیم کا مخصوص انتظام کیا گیا ہی لیکن وہاں چالیس ہزار بچے ابھی اور ہیں جن کو اس قسم کی تعلیمی آسانیوں کی ضرورت ہی۔

حکومت کیطرف سے آتش بازی کی خرید و فروخت پر بھی پابندیاں عاید کردیگئی ہیں اس کے علاوہ مختلف قسم کے کارخانوں میں آنکھ کے جو حوادث پیش آتے ہیں ان کے انسداد کی تدبیریں بھی جاری کردی گئی ہیں۔

غذا اور صحت جسمانی

غذا کا اثر انسان کی صحت اور جسم پر پڑتا ہے۔ چنانچہ اسی بات پر ڈاکٹر جے۔ایچ ہملٹن صاحب انڈین سائنس کانگرس کے پریسیڈنٹ نے اپنے ایڈریس میں زور دیا، آپ نے صاف صاف کہدیا کہ ہندوستان میں بیماریوں کی کثرت کا باعث عوام کی روکھی سوکھی غذا ہے گھی، دودھ، میوے وغیرہ جو ڈائمین کے ذخیرے ہیں طبقۂ غربا کی دسترس سے باہر ہیں، اور عوام کا طرز رہائش مفلسی اور ناداری کی وجہ سے بہت پست ہی۔ لیکن ہماری رائے میں اس مسئلہ کو حکومت کو حل کرنا چاہیئے۔ ہندوستان میں قدرتی ذخائر کی کمی نہیں ہی لیکن ابھی تک بہت سے ذخائر اور ذرائع اچھوتے پڑے ہوئے ہیں۔ اگر گورنمنٹ سچے دل سے اس پر توجہ کرے تو عام ہندوستانیوں کی مالی حالت بہت جلد درست ہوسکتی ہی جس کے بعد غذا کا مسئلہ خود بخود حل ہوجائیگا۔

ملک سے مفلسی اور بے کاری کو دور کرنا گورنمنٹ کا فرض اولین ہے۔ آخر انگلستان اور امریکہ میں اس کے لئے کیا کیا نہیں ہورہا ہے۔

نوٹ:۔ خط و کتابت کے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجئے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف!

لاغری اور فربہی کا علاج

بہت زیادہ لاغری اور فربہی بھی ایک مرض ہے اور اطبا کو اس مرض کے ازالہ کیلئے ایک زہریلی دوا معلوم ہوئی ہے جس کا نام وینٹر ڈفینیل ہے انہوں نے ۱۹۳۱ء سے اسکا تجربہ شروع کیا ہے، اور برطانیہ، کنیڈا، فرانس، آئلی، اور اسٹریلیا میں اس کو استعمال کرایا ہے، صرف ولایات متحدہ کے ایک لاکھ آدمیوں نے جو بہت زیادہ موٹے تھے اسکا تجربہ کیا تو صرف تین آدمی ضائع ہوئے لیکن انکی موت دوا کے غلط استعمال سے واقع ہوئی، خود دوا کو اسمیں دخل نہ تھا۔

آفتاب کی روشنی سے بجلی کی طاقت

بہتیرے سائنس دانوں کا خیال ہے کہ وہ وقت دور نہیں ہے جب دنیا کے کوئلہ اور تیل کا ذخیرہ ختم ہو جائیگا اور نسل انسانی طاقت کے دوسرے ذرائع کی تلاش پر مجبور ہوگی، یہ صحیح ہے کہ اس ذخیرے کے ختم ہو جانے کے بعد بھی پانی کی طاقت باقی رہ جائیگی لیکن پروفیسر کولن فنک (Colin G. Fink) کولمبیا یونیورسٹی کی رائے ہے کہ یہ طاقت دنیا کی ضروریات کو دس فیصدی سے زیادہ پورا نہیں کرسکتی، موصوف کے نزدیک اس مشکل کا حل صرف اسی طریقہ سے ممکن ہے کہ آفتاب کی روشنی سے براہ راست طاقت حاصل کیجائے، حال میں نیویارک کے ایک جلسہ میں انہوں نے اپنے تجربات پیش کئے تھے جن سے معلوم ہوتا ہو کہ آفتاب کی روشنی سے بھی بجلی کی طاقت پیدا کرنیکا آلہ بنایا جاسکتا ہو۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۳۴ سے)

(۶) کوئی خواب آور دوا ہرگز استعمال نہ کرو ایسی دواؤں سے نقصان کے سوا نفع نہیں پہنچ سکتا۔
(۷) قہوہ، چائے، اور تمباکو کا استعمال چھوڑ دو۔
(۸) سادہ پانی دن میں بکثرت پیا کرو۔
(۹) جب سونے کے لئے لیٹو تو معدہ یا تو خالی ہونا چاہیئے یا اسمیں کوئی بالکل ہلکی غذا ہونی چاہیئے۔
(۱۰) اگر نیند نہ آتی ہو تو گرم پانی سے ہاتھ اور پاؤں دھو ڈالو۔ اس سے نیند آجائے گی۔

مجربات ذیابیطس!

سفوف ذیابیطس | خشت کہنہ صد سالہ، بازو سبز ناشستہ، تخم کدو، گل ارمنی، تخم خرفہ سیاہ، تخم خشخاش، بنسلوچن، حب الآس اقاقیا، صمغ عربی، ست گلو، موصلی سفید، اجوائن خراسانی، گل سرخ، جفت بلوط، صندل سفید ہر ایک ایک تولہ، کافور ۲ ماشہ، کشتہ قلعی، کشتہ مرجان، کشتہ صدف، ہر ایک نو ماشہ تمام ادویہ کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں خوراک صبح وشام چھ چھ ماشہ ہمراہ بدرقہ مناسب۔

خواص: ذیابیطس شکری اور غیر شکری دونوں کیلئے نہایت ہی مفید مجرب ہے۔

سفوف ذیابیطس دیگر | کشنیز خشک، بیخ شوکران، گل ارمنی، جفت بلوط، برادہ صندل سفید، تخم خرفہ سیاہ، سعد کوفی، زیرہ سیاہ، حب الآس، تخم قنب، ہر ایک ۶ ماشہ، مرجان سوختہ، صدف سوختہ، کندر، ہر ایک ۸ ماشہ، مروارید ناسفتہ دو ماشہ تمام ادویہ کو کوٹ چھان کر نہایت باریک کریں، خوراک تین ماشہ ہمراہ عرق بارتنگ یا بدرقہ مناسب،

خواص: ذیابیطس شکری اور غیر شکری دونوں کے لئے مفید ہے، آلاتِ بول کے تمام نقائص کو رفع کرتا ہے،

سفوف ذیابیطس | طباشیر ۶ ماشہ، قلعی ۶ ماشہ، دانہ الائچی کلاں دو تولہ، سیماب ایک تولہ، گل ارمنی ایک تولہ، اول قلعی اور سیماب کو آگ پر ملائیں، اور تمام ادویہ کے ساتھ کھرل کریں، خوراک چار رتی سے ایکماشہ تک ہمراہ بدرقہ مناسب

خواص: ذیابیطس کے لئے نہایت مفید ہے، جگر اور گردہ کو قوی کرتا ہے۔

قرص ذیابیطس | تخم خرفہ سیاہ، تخم خشخاش سفید، گل سرخ، گلنار فارسی، گل ارمنی، خستہ جامن ہر ایک ایک تولہ، اصل السوس مقشر دو تولہ کشتہ مرجان، کشتہ صدف، کشتہ قلعی، کشتہ فولاد، ہر ایک ۶ ماشہ، افیون خالص چھ ماشہ، تمام ادویہ کو کوٹ چھان کر پانی سے ایک ایک ماشہ کی ٹکیاں بنالیں، اور دو ٹکیاں صبح اور دو ٹکیاں شام کو پانی کیساتھ استعمال کریں۔ شیریں اور نشاستہ دار غذاؤں سے پرہیز کریں۔

خواص: ذیابیطس شکری کے لئے یہ قرص نہایت مفید ہیں، جگر اور مثانہ کو قوی کرتے ہیں۔

دوائے ذیابیطس | برادہ فولاد دو تولہ، برادہ نقرہ دو تولہ، دونوں چیزوں کو تھوہر کے دودھ میں کھرل کریں اور قرص بنا کر گل حکمت کر کے پانچ سیر اپلوں کی آنچ دیں، اُسکے بعد دوا نکالکر تھوہر کے دودھ میں کھرل کر کے حسب معمول سات آنچیں اور دیں۔ تیاری کے بعد چند گھنٹے گلاب میں کھرل کر کے محفوظ کریں، خوراک دو چاول سے چار چاول تک کافی ہے۔ بدرقہ مناسب حسب تجویز معالج۔

خواص: ذیابیطس کے لئے عجیب و غریب دوا ہے اسکے علاوہ عام تقویت جسمانی کیلئے بھی کارآمد ہے،

مفرح ذیابیطس | مروارید ناسفتہ سائیدہ ۶ ماشہ، یاقوت سرخ سائیدہ ۳ ماشہ، کہربائے شمعی سائیدہ ۶ ماشہ، ست گلو دو تولہ، تخم کاہو، تخم گلنار ایک تولہ، طباشیر کبود ایک تولہ، ابریشم مقرض، بہمن سفید، سعد کوفی، گل ارمنی، حب الآس ہر ایک ۶ ماشہ، تمام چیزوں کو کوٹ چھان کر رب جامن میں مفرح بنائیں اور مندرجہ بالا سائیدہ ادویہ ملائیں، اور کشتہ فولاد تین ماشہ ورق نقرہ ۶ ماشہ اضافہ کریں، مقدار خوراک [illegible] ماشہ ہمراہ بدرقہ مناسب، **خواص:** ذیابیطس کے ابتدائی حالات میں [illegible] نہایت مفید ثابت ہوئی ہے، جگر و گردہ [illegible]
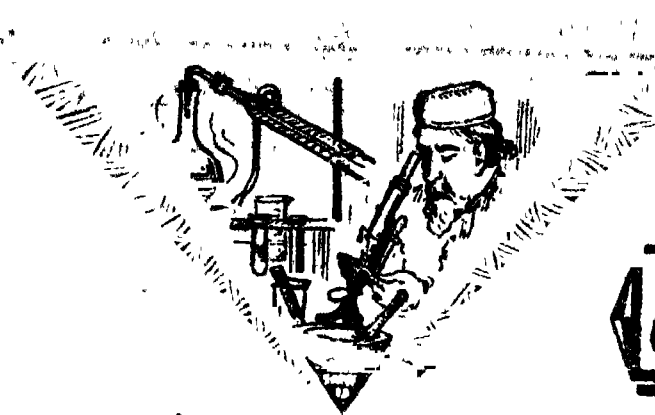
زمانہ قدیم میں دواسازی

انگریزی میں دواسازی کو فارمیسی (Pharmacy) کہتے ہیں یہ یونانی زبان کے لفظ فارماکون سے نکلا ہے، جس کے معنی جادو یا معجزے کے ہیں اور خود یونانی لفظ فارماکون کا ماخذ لفظ "ف، آر، ماکی" ہے جو مصری دیوتا "ہوث" کی اس حالت کا نام ہے جب کہ تصویر میں اسے ایک جہاز پر امن اور حفاظت کی بارش کرتے دکھایا جاتا ہو، اس لئے دواسازی فی الحقیقت کوئی جادو نہیں بلکہ سلامتی اور حفاظت بخشنے والا ایک پیشہ ہے۔ ہومر (مشہور و معروف شاعر) کے زمانے میں اس امر کی ضرورت محسوس ہو گئی تھی کہ اچھے سحر یعنی دواؤں کو جن سے علاج کا کام لیا جاتا تھا، جادو سے متمیز کر لیا جائے جس سے برے کام لئے جاتے تھے۔ میڈیا جس نے کہ اپنے عاشق جانباز جیسن کی "سنہری اون" حاصل کرنے میں مدد کی تھی ایک جادوگرنی یا یونانی زبان کے الفاظ میں "فارماکیس" تھی

یونان اور روما میں دواؤں کو جمع کرنا اور پھر انہیں استعمال کیلئے تیار کرنا زمانہ قدیم میں حکماء کا کام تھا اس زمانے میں عطار یا دواساز علیحدہ نہ ہوتے تھے، اور صدیوں بعد تک بھی طب اور دواسازی ایک ہی فن تصور کئے جاتے تھے۔ حکماء اپنی دوائیں خود تیار کیا کرتے تھے، یا اپنے سامنے تیار کراتے تھے۔ لیکن کچھ مدت گذرنیکے بعد رفتہ رفتہ طبیب اور دواساز دو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہو گئیں۔ اس علیحدگی کی سب سے پہلی اور باقاعدہ مثال قیصر روم فریڈرک دوم کے عہد میں ۱۲۲۴ء میں بروئے کار آئی۔ اس نے اسی سال شہر نیپلز میں ایک قدیم ترین یونیورسٹی کی بنیاد رکھی تھی۔ اس سے دو سال پہلے پیڈوا میں یونیورسٹی قائم ہو چکی تھی اور پیرس اور بولونا میں اس سے بھی چند روز پیشتر۔ ۱۲۲۴ء کا قانون اور بہت جامع اور واضح تھا اور سلطنت روما کے طول و عرض میں اس کا نفاذ ہو گیا تھا۔ اس قانون کا منشا ایکطرف تو دواساز کو آزادی دینا اور اس کا تحفظ کرنا تھا اور دوسری طرف اسکے پیشے کے متعلق اس پر بعض پابندیاں عاید کرنا تھا۔ اسکی آزادی اور تحفظ کی غرض سے طبیبوں کو دواخانے رکھنے سے منع کر دیا گیا تھا حتی کہ انہیں کاروبار میں دواساز کے ساتھ شرکت کی بھی اجازت نہ تھی۔ کونسٹنز کے ایک قانون کے ذریعہ سے ۱۳۸۷ء میں طبیبوں کو دواسازوں کی طرف سے تحائف قبول کرنے سے بھی منع کر دیا گیا تھا۔ تاکہ ان چیزوں کا اثر قبول کر کے وہ خواہ مخواہ بھی نسخوں میں قیمتی دوائیں نہ لکھنے لگیں۔ دواخانوں کی تعداد کو محدود کر کے دواسازوں کی مالی حالت کو بہتر بنایا گیا تھا اور قانوناً یہ لازمی تھا کہ دواساز حکومت سے پروانہ حاصل کئے بغیر دواخانہ نہ کھولے اور یہ پابندی آج بھی جرمنی میں موجود ہے۔ دواؤں کی قیمتیں بھی حکومت کیجانب سے متعین کر دی گئی تھیں سمیات کی تجارت بھی دواسازوں کے لئے مخصوص کر دی گئی تھی۔ ۱۴۹۶ء میں برن برگ کی کونسل نے زہروں کے فروخت کا باقاعدہ رجسٹر رکھنے کا قانون بنا دیا تھا۔ دواسازوں کے مفاد کے تحفظ کی غرض سے ۱۴۱۷ء میں شہر لکن مین نانبائیوں کو کھانسی کی وہ گولیاں تک بنا کر بیچنے سے منع کر دیا گیا جو وہ شہد سے بنایا کرتے تھے۔

دواسازوں پر پابندیاں عاید ہوئیں کہ ان کے دواخانوں پر اطبا کی نگرانی، اور معائنہ لازم قرار پایا۔ دواؤں کی قیمتیں چونکہ اس زمانے میں زیادہ نہیں۔ اس لئے اسکا انتظام کیا گیا کہ دواساز قیمتی دواؤں میں سستی چیزیں نہ شامل کر دیا کریں۔ تھوڑا اور زمانہ

گذرنے کے بعد وینس میں قاعدہ رائج ہوا کہ زیادہ قیمتی اجزاء جب کسی نسخے میں ڈالے جائیں تو حکومت کے انسپکٹر کی موجودگی میں ڈالے جائیں۔ اسی زمانہ میں رفتہ رفتہ دواسازی کی تعلیم کا بھی سلسلہ شروع ہو گیا، اور سرکاری طور پر مستند دواؤں کی سب سے پہلی فہرست وہ تھی جو فلورنس کی یونیورسٹی کی تجویز پر ۱۴۹۸ء میں ایک طبی کمیشن نے تیار کی تھی۔

دواسازی کی سب سے پہلی کتاب کی تیاری کا سہرا ایک ایطالوی طبیب کے سر ہے جس کا نام صلاح الدین اسکولی تھا اس طبیب نے ۱۴۸۸ء میں بولونا سے اپنی کتاب موسومہ "کپنڈیم ایرومیٹیری اورم" (خلاصۂ عطاری) شائع کی تھی۔ ایرومیٹیریائی اس زمانہ میں دواسازوں کو کہتے تھے (اس لفظ کے اصلی معنی خوشبو ساز کے ہیں، (گمان غالب یہ ہے کہ یہ عربی لفظ عطار کا ترجمہ ہے، جس کے معنی عطر ساز کے ہیں لیکن اصطلاحاً دواساز یا دوافروش کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ہمدرد صحت)

اس خلاصے میں لاطینی زبان میں چھ کتابیں ہیں جن میں چار عربی کتابوں کے ترجمے ہیں۔ ان کتابوں میں دواسازی کے متعلق تمام ضروری باتیں موجود ہیں اور ان کے علاوہ دواسازوں کے اخلاق کے متعلق بھی بہت سی ہدایات ہیں۔ مثلاً یہ کہ عطار کو جوئے اور شراب سے پرہیز رکھنا چاہیئے۔ کم عمری میں شادی کر لینی چاہیئے تاکہ مزاج میں تحمل اور عزت نفس پیدا ہو جائے اسے مغرور اور شیخی باز نہ ہونا چاہیئے۔ اسے محنتی، کام کا شایق، خدا ترس، ایماندار، منصف اور فیاض طبع ہونا چاہیئے، بالخصوص غریبوں کے ساتھ، اور اسے خوش خلق اور معقولیت پسند ہونا چاہیئے۔ کیونکہ انسان کی تندرستی سے بڑھکر انسان کے لئے کوئی چیز نہیں ہے اور یہ تندرستی اسکی حفاظت میں دیجاتی ہے، اسے حریص وطماع نہ ہونا چاہیئے نہ ایسا برتاؤ کرنا چاہیئے کہ جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ صرف کسب زر کے لئے یہ کام کر رہا ہے اسے کبھی مناسب سے زیادہ قیمت دوا کی نہ لینی چاہیئے، اور ذاتی محبت یا نفرت پر کبھی ضمیر کو قربان نہ کرنا چاہیئے۔ اسے کبھی ایسی دوائیں کسی کو نہ دینی چاہئیں جو مسقطِ حمل ہوں، نہ کسی کو زہر دینا چاہیئے نہ کبھی شکر کے بدلے شہد دوائیں ملانا چاہیئے۔

انگلستان میں اسکے بہت دنوں بعد تک بھی طبیب اور دواساز ایک ہی شخصیت کے اندر مدغم رہے اور ۱۵۱۱ء میں جب کہ پہلا طبی قانون بنا تھا تو اس وقت بھی ایک ہی شخصیت کا اسمیں ذکر تھا کہ جو طبیب، جراح، اور دواساز سب کچھ تھی۔ سولھویں صدی کے دوران میں طبیبوں کے معاونوں کا نام اپاتھی کیری پڑ گیا جو دوائیں بنایا کرتے تھے اور رفتہ رفتہ یہ لوگ بطور خود دواسازی کا کام کرنے لگے۔ ۱۶۰۶ء تک ان کا شمار بنیوں بقالوں میں ہوتا تھا۔ لیکن ۱۶۱۷ء میں ایک سو چودہ دواسازوں نے ایک انجمن بنائی اور جیمس اول شاہ انگلستان سے اپنے لئے پروانہ حاصل کیا۔

۱۸۱۵ء میں اپاتھی کیریز ایکٹ (قانون دواسازاں) نے انجمن دواسازان کے وجود کو بطور ایک طبی انجمن کے تسلیم کیا۔ ایک عرصہ دراز کی جدوجہد کے بعد ۱۸۶۸ء کے قانون دواسازی کے نفاذ نے دواسازی کا فن انجمن دواسازان کو تفویض کر دیا جسے ۱۸۴۳ء میں شاہی پروانہ حاصل ہو چکا تھا۔

اس انجمن کے قیام میں سب سے زیادہ ولیم ایلن کی کوششوں کو دخل تھا جو ایک بہت بڑا ہمدرد بنی نوع انسان اور مصلح ہو گذرا ہے، ایلن بردہ فروشی کا بھی سخت مخالف تھا اور صرف اس سبب سے کہ شکر بنانے کے کام پر ہر جگہ غلام ہی غلام لگائے جاتے تھے۔ اس نے قریب قریب اپنی نصف عمر کی مدت میں شکر ہی نہ کھائی۔ دوسرا شخص جسکے ہاتھوں اس انجمن کا قیام عمل میں آیا جیکب بیل تھا جس نے ۱۸۴۱ء میں "فارماکیوٹیکل جرنل" نامی اخبار جاری کیا تھا اور جسے وہ آخری دم تک مرتب کرتا رہا۔

اپاتھی کیری کا لفظ اب بالکل متروک ہے اور اب اسکے معنی دواساز کے نہیں ہیں۔ انگریزی زبان میں "دواؤں کی دوکان" کے لئے کوئی اس قسم کا لفظ کبھی موجود نہ تھا جیسا کہ جرمنی الاصل زبانوں میں اپوتھیک ہے۔ ازمنۂ قدیم میں "اپوتھیک" کا مفہوم کسی نہ کسی قسم کا گودام تھا اور اسی سے ایطالوی زبان کا لفظ "بوتیگا" اسپینی لفظ "بودیگا" اور فرانسیسی لفظ "بوتیک" نکلے ہیں جن میں سے ہر ایک کے معنی دوکان یا گودام کے ہیں

ملکہ الیزبیتھ کے زمانے تک غریب اپاتھی کیری ذرا کسیقدر حقارت ہی کی نظر سے دیکھے جاتے تھے اس کا ثبوت ہمیں شیکسپیر کے مشہور ڈراما "رومیو اینڈ جولیٹ" سے ملتا ہے۔ جہاں رومیو نے اپاتھی کیری کی دوکان کا ذکر بہت ہی حقارت آمیز الفاظ میں کیا ہے۔

انتقاد

"دستور الاطباء" (جلد اول)

تقطیع ۱۸×۲۲ ضخامت ۱۶۰ صفحات، قیمت ڈیڑھ روپیہ (عہ)
پتہ:- ناظم سفیر الاطباء، فلیمنگ روڈ، لاہور

ادارۂ سفیر الاطباء مستحق مبارکباد ہے کہ اُسکی سعی سے مشہور طبی خاندانوں اور معروف افراد طب کے دستور علاج اور مجربات کے مجموعے کی پہلی جلد اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ یہ جلد امراض سر سے شروع ہو کر امراض قلب تک ختم ہوتی ہے جستہ جستہ مطالعہ سے ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ معلومات کی فراہمی اور انکی ترتیب میں کافی احتیاط اور کوشش کیگئی ہے جن افراد اور خاندانوں کے دستور علاج کا التزام اس کتاب میں کیا گیا ہے، ان کے سوانح اور تصاویر بھی اس میں شامل ہیں۔ امراض کی متداول ترتیب کیساتھ علاج میں پہلے مطب شریفی کا تذکرہ ہے، اسکے بعد مطب عزیزی، مطب رضوی، مطب نوری اور مطب سلیمی کا دستور علاج ہے۔ بہرحال اطباء کو علم العلاج کے مطالعہ اور تحقیق میں "دستور الاطباء" سے بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔

اس کتاب کی قیمت مضمون کی اہمیت کے لحاظ سے تو کچھ زیادہ نہیں کہی جاسکتی لیکن افادۂ عام کے خیال سے اگر کچھ کم ہوتی تو مناسب تھا۔

رفیق النساء

تقطیع ۲۰×۲۶/۱۶ ضخامت ۲۸۸ صفحات، قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ/)
پتہ:- سید محفوظ حسین و برادران، نیر منزل، قرول باغ دہلی۔

عورتوں اور بچوں کی صحت کے متعلق کارآمد اور مفید کتابوں کی اشاعت ہماری زبان میں بہت کم ہوئی ہے۔ حالانکہ قومی صحت کے مسائل میں عورتوں اور بچوں کی صحت کا مسئلہ خاص اہمیت رکھتا ہے، اسی لئے ہمکو ان کوششوں کا خیر مقدم کرنا چاہیئے جو اس بارہ میں کیجائیں۔ پیش نظر کتاب جناب ڈاکٹر سید غلام حسین صاحب مرحوم کی تصنیف ہے جو چھٹی بار سید محفوظ حسین و برادران نے خاص اہتمام سے طبع کرائی ہے، کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ ایک ڈاکٹر کی تصنیف ہے اور اسی کے ساتھ مسلسل قصہ کے پیرایہ میں لکھی گئی ہے جو کافی حد تک دلچسپ ہے۔ اسکی تقسیم دو حصوں میں کیگئی ہے جنمیں تقریباً ۶۰ عنوانات پر بحث کیگئی ہے۔ پہلے حصہ میں عورتوں اور بچوں کے عام حالات بیان کئے گئے ہیں اور دوسرے میں مختلف امراض کا عام فہم تذکرہ ہے۔ کتاب کا مقصد ادب نہیں بلکہ طب ہے، اس لئے بعض ادبی خامیوں سے قطع نظر کر کے بحیثیت مجموعی کتاب عورتوں کیلئے دلچسپ اور لائق مطالعہ ہے۔

مقصود الادویہ

تقطیع ۲۰×۲۶/۸ ضخامت ۶۴ صفحات۔ قیمت آٹھ آنے (۸/)
پتہ:- حکیم فقیر احمد صاحب فقیر، اندرون فتح دروازہ، عقب تعلیم ملکیہ، حیدرآباد، دکن

یہ ایک منظوم کتاب ہے جو جناب حکیم ابو الفیض فقیر احمد صاحب فقیر حیدرآبادی کی تصنیف ہے جسمیں ادویہ کے مزاج اور خواص کو نظم کیا گیا ہے۔ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے۔ مثلاً پہلا باب "دواؤں کی طبیعت اور تاثیر کے ذکر میں" اور دوسرا تیسرا اور چوتھا باب بالترتیب حبوب، لحوم، اور فواکہات وغیرہ کے متعلق ہے۔ گو یہ کتاب منظوم ہے لیکن طبی ہے، اس لئے اگر اس میں اوزان اور سلاست زبان کی پابندی نظر نہ آئے، تو معذور سمجھنا چاہیئے، مصنف نے خود لکھا ہے،

شاعری سے نہیں یہاں سروکار ۔۔۔ محض مخصوص طب میں ہیں اشعار

بہرحال ہمارے خیال میں یہ کتاب طب کے ان مبتدیوں کے لئے مفید ہو سکتی ہے جنکو ادویہ کے مزاج اور افعال و خواص یاد کرنے میں کچھ دقت پیش آئے، کاغذ کتابت اور طباعت کے لحاظ سے کتاب بہت عمدہ ہے۔

ہومیوپیتھک میگزین (ماہوار)

تقطیع ۲۲×۱۸ ضخامت ۴۸ صفحات، قیمت سالانہ ایک روپیہ چار آنے (عہ)
پتہ:۔ دفتر ہومیوپیتھک میگزین ۴۹ فلیمنگ روڈ، لاہور۔

ہومیوپیتھک کا یہ ماہوار رسالہ غالباً عرصہ سے نکل رہا ہے۔ لیکن اس وقت ہمارے پاس پانچویں جلد کا پہلا پرچہ بغرض تنقید وصول ہوا ہے۔ جو بحیثیت مجموعی کارآمد اور مفید مضامین پر مشتمل ہے۔ ہومیوپیتھک کے شائقین اس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ لکھائی چھپائی بھی اچھی ہے۔

ہدایت نامہ والدین (باتصویر)

تقطیع ۲۲×۱۸ ضخامت ۸۴ صفحات قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ (عیر)
پتہ:۔ کوبراج ہرنام داس بی اے۔ لاہور۔

یہ کتاب جناب کویراج ہرنام داس صاحب بی۔ اے کی تصنیف ہے اس کتاب میں فاضل مصنف نے والدین کے لئے جتنی ہدایات ضروری ہیں، سب کا بہت کافی تفصیل کیساتھ ذکر کردیا ہے۔ دوران حمل کی احتیاطیں، وضع حمل کے متعلق ضروری معلومات، بچے کی پرورش کے بارہ میں تمام مناسب ہدایتیں، بچوں کے امراض اور ان کا علاج حتیٰ کہ ادویات کی خرید و فروخت کے متعلق احتیاطیں سب کچھ اس کتاب میں موجود ہیں۔ انداز بیان اچھا اور زبان سلیس اور عام فہم ہے عوام اس کتاب سے بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

رسالہ "ہونہار" کا سالانہ نمبر

تقطیع ۲۰×۳۰ ضخامت ۱۰۴ صفحات۔ قیمت سالانہ دو روپے آٹھ آنے۔
پتہ:۔ مہتمم رسالہ ہونہار، دہلی۔

رسالہ "ہونہار" ایک عرصہ سے دہلی سے نکل رہا ہے اور جناب فیاض حسین صاحب تسنیم نے آہستہ آہستہ ترقی دیکر اُسے اب یقیناً اس قابل بنا دیا ہے کہ ہر شخص اسے اپنے بچوں کے ہاتھ میں دے۔ ہونہار اگر بچوں کے لئے انکی زندگی کی ایک ضرورت نہیں ہے تو اسمیں تو شک بھی نہیں کہ وہ انکی تعلیم و تربیت کی ایک ضرورت ضرور ہے اور اسکی تدریجی ترقی کو دیکھکر ہماری یہ توقع ہرگز بیجا نہیں ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ تقریباً ہر پڑھنے لکھنے والے بچے کے ہاتھوں تک رسائی حاصل کرلیگا۔ پیش نظر نمبر اس کا سالانہ نمبر ہے اور بلا اندیشہ تردید کہا جا سکتا ہے کہ وہ بڑی خوبی سے مرتب کیا گیا ہے۔ سرورق کی تصویر، مضامین، اور کارٹون سب نہایت اچھے اور بچوں کے لئے دلچسپ اور مفید ہیں، کاغذ۔ لکھائی اور چھپائی بھی بہت دیدہ زیب ہے۔ ایکسو چار صفحوں کا یہ خوبصورت اور نفیس پرچہ صرف چندہ سالانہ ادا کرنے پر خریداروں کو مفت ملتا ہے۔

اخبار "وطن" دہلی کا سالنامہ

تقطیع ۲۲×۲۹/۴ ضخامت ۱۰۴ صفحات، قیمت چار آنے
پتہ:۔ منیجر اخبار وطن، چاندنی چوک، دہلی۔

"وطن" دہلی کا ایک روزانہ اخبار ہے اور عرصے سے نکل رہا ہے، روزانہ اخبارات بالعموم سالنامے شائع نہیں کرتے لیکن "وطن" نے یہ جدت کی ہے اور حق یہ ہے کہ یہ سالنامہ بڑی خوبی کے ساتھ نکالا ہے، متعدد رنگین تصاویر ہیں اور بعض نظمیں بہت اچھی ہیں، مضامین بھی عام طور پر اچھے اور مفید ہیں۔ مہاتما جی کے متعلق اس میں ایک کارٹون ہے جو شاید کسی ذی ہوش شخص کو پسند نہیں آسکتا۔ اور ہمیں حیرت ہے کہ لالہ شیونرائن صاحب نے اسے اپنے اخبار میں دینا کیسے گوارا ہی نہیں، بلکہ پسند کرلیا۔

سیرۃ نظامی — حکمۃ الاشراق — خاتمۃ تصوف

تصوف کی یہ تینوں کتابیں جناب سید یٰسین علی صاحب نظامی کی مترجمہ اور مرتبہ ہیں پہلی کتاب میں حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء کی زندگی کے حالات ہیں جنہیں معتبر ذریعوں سے فراہم کیا گیا ہے دوسری میں تصوف کے اعلیٰ ترین مدارج تک ترقی کرنے کے وسائل بتائے گئے ہیں۔ اور تیسری میں تصوف کی تعلیم کا مجموعہ ہے۔ تینوں کتابیں کافی محنت سے لکھی گئی ہیں اور مندرجہ ذیل قیمتوں پر مؤلف سے دار الکتب صوفیہ نظامیہ درگاہ خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی کے پتے سے مل سکتی ہیں:۔ سیرۃ نظامی عہ حکمت الاشراق عہ اور خاتمۃ تصوف (عہ)

اجمل میگزین کا (ماہوار) "مسیح الملک نمبر"

تقطیع ۲۰×۳۰ ضخامت ۲۴۴ صفحات، قیمت ایک روپیہ، قیمت سالانہ بشمول مسیح الملک نمبر تین روپیہ (۳؎ ر) + پتہ منیجر اجمل میگزین، طبیہ کالج، دہلی

طبیہ کالج جیسے عظیم الشان انسٹی ٹیوشن کے مقاصد کی اشاعت کیلئے اسکے ایک اپنے ہی آرگن کی ضرورت تھی اجمل میگزین کے اجرا نے اس ضرورت کو کسی حد تک پورا کردیا ہے رسالہ تقریباً ایک سال سے جاری ہے۔ موجودہ "مسیح الملک نمبر" کے علاوہ نگراں اور ایڈیٹوریل بورڈ میں ممتاز اصحاب کی موجودگی کی بنا پر ہم اجمل میگزین سے کافی توقعات وابستہ کرسکتے ہیں۔ "مسیح الملک نمبر" اُس برگزیدہ ہستی کے تذکرہ میں نکالا گیا ہے جو اس دور میں فن اور ملک کی اہم خدمات کا سرچشمہ تھی۔ ہمیں مسرت ہے کہ اس نمبر کی ترتیب و مضامین کی فراہمی میں کارکنان نے حتی المقدور کافی کوشش اور احتیاط سے کام لیا ہے مسیح الملک کے مفصل اور مکمل سوانح حیات کی عدم موجودگی میں اجمل میگزین کی یہ سعی قابلِ تحسین و مبارکباد ہے اس نمبر میں بعض مفید اور قابلِ مطالعہ طبی مضامین بھی شامل ہیں، کتابت و طباعت اور کاغذ وغیرہ کے لحاظ سے بھی اجمل میگزین بہت اچھا ہے۔

ترجمان القرآن
حیدرآباد، دکن

تقطیع ۲۰×۲۶ ضخامت ۸۰ صفحات۔ قیمت سالانہ پانچ روپے
پتہ:۔ منیجر رسالہ ترجمان القرآن، خیریت آباد۔ حیدرآباد دکن

علوم قرآنی اور حقایق فرقانی کا یہ ذخیرہ ماہوار رسالہ کی صورت میں دو ڈھائی سال سے شائع ہو رہا ہے جسکے ایڈیٹر جناب مولوی سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی ہیں، ہم چند ماہ سے اس رسالہ کا مطالعہ کررہے ہیں۔ موجودہ پرفتن دور میں مذہب کے لئے جس قسم کی خدمات کی ضرورت ہے مقام مسرت ہے کہ اس رسالہ کے ذریعے نہایت قابلیت، متانت اور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دی جارہی ہیں۔ رسالہ کی پوری ضخامت میں مقالات، تنزیل و تاویل، حاملان قرآن، اور رسائل و مسائل وغیرہ عنوانات کے ماتحت آپکو حقائق قرآنی ہی کی تفصیلات ملیں گی۔ ہمکو امید ہے کہ مولوی صاحب موصوف اس رسالہ کو استقلال سے جاری رکھیں گے شائقین کو ایسے سنجیدہ علمی اور مذہبی رسالہ کی قدر کرنی چاہیئے!

(بقیہ صفحہ ۱۰۴ سے)

یہ قصہ اگرچہ مینٹوا کا ہے اور وہاں دواسازی کی حالت ایسی ذلیل نہ تھی لیکن شیکسپیر کبھی ایطالیہ گئے ہوتے تو اُنہیں خبر ہوتی۔ اُنھوں نے تو جو کچھ انگلستان میں دیکھا تھا وہی لکھدیا۔ اطالوی دواساز اور انگریزی دواساز کی مالی حالتوں میں اس لئے بہت زیادہ فرق پیدا ہوگیا تھا کہ ایطالیہ میں قانون نے دوا فروشی کی دوکانیں محدود کردی تھیں۔ انگلستان میں ایسا کوئی قانون نہ تھا اور ۱۶۹۴ء میں صرف لندن کے اندر قریب قریب ایک ہزار دُکانیں دواؤں کی تھیں۔

عطائیوں کی ہر جگہ افراط تھی۔ ایطالیہ میں بھی وہ ہر جگہ اپنا کاروبار کرتے نظر آتے تھے۔ اور انگلستان میں تو ان کا شمار ہی مشکل تھا۔ رابرٹ ٹیبور نامی ایک شخص نے کہ جو پہلے ایک معمولی عطار تھا اور بعد میں طبیب بنگیا۔ بادشاہ چارلس دوم کا علاج ایک ایسے عطائیانہ نسخے سے کیا تھا جسے اس نے بعد میں فرانسیسی حکومت کے ہاتھ ایک کثیر رقم نقد اور ایک بڑی پنشن کے بدلے فروخت کردیا۔ یہ نسخہ جسکا عطائیانہ نام جیسوئٹ پاوڈر تھا درحقیقت سنکونا کی چھال کا سفوف تھا جس سے ملیریا بخار کا علاج کیا جاتا ہے۔

سلک مروارید

یعنی علمی، ادبی، اور اخلاقی اور قومی نظم و نثر کا مجموعہ پیغمبروں اور دنیا کے بڑے بڑے حکیموں کے مستند اور حکیمانہ اقوال نظم میں، علامہ شبلی نعمانی، اکبر آبادی، علامہ اقبال، ارشد تھانوی سائل دہلوی وغیرہ کا انتخاب، سائز ۱۸×۲۲ ضخامت ۸۰ صفحات، کتابت و طباعت اعلیٰ مسیح الملک حکیم اجمل خاں اور ظہیر دہلوی کا فوٹو بھی شامل ہے

قیمت ۶ آنے مع محصول ڈاک چھ آنے (۶؍) } منیجر مکتبہ ہمدرد صحت، ہمدرد منزل، لال کنواں دہلی

(۶۳) **دردِ سر وغیرہ**:- اسرول کی جڑ ایکماشہ علی الصباح تین دانہ سیاہ مرچ کیساتھ پیسکر دونوں وقت استعمال کریں، سر میں خون کا جوش کم ہو جائیگا۔ علاوہ اسکے دماغ کا تنقیہ بھی ہو جائیگا۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آباد)

(ب):- ذیل کا نسخہ استعمال کریں۔ برگ بانسہ، اسطوخودوس، گل بنفشہ، برہمی بوٹی، گل منڈی، اصل السوس مقشر ہر ایک چار ماشہ تمام ادویہ کو پانی میں جوش دیکر صاف کریں اور دو تولہ مصری ملاکر ہمراہ لعوق کتان ۶ ماشہ خمیرہ گاؤزباں ۶ ماشہ صبح و شام استعمال کریں تمام شکایات رفع ہو جائینگی۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ج):- آپ روزانہ علی الصباح شہر سے باہر کی سڑکوں پر ٹہلا کریں۔ شروع شروع میں تھوڑی دیر ٹہلنا کافی ہو۔ لیکن روزانہ مسافت بڑھاتے رہیئے۔ یہانتک کہ آپ کم از کم دو میل تک جاکر واپس آسکیں قبض کے متعلق احتیاط رکھیئے کہ قبض نہ ہونے پائے، غذا میں پھلوں کا استعمال زیادہ کر دیجئے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د):- آپ ایک دو خفیف مسہل لینے کے بعد معجون برہمی ایک تولہ، خمیرہ صندل ایک تولہ دونوں ملاکر صبح و شام ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں اور رات کو سوتے وقت جوارش مصطگی اور جوارش کمونی تین تین ماشہ ہمراہ عرق بادیان کھائیں۔ انشاءاللہ صحت ہوگی۔ (حکیم

(۶۴) **درد وغیرہ**:- اول کسی مقامی طبیب کی رائے سے مسہل لیں، اسکے بعد اسگند ناگوری دو ماشہ سورنجان شیریں ۴ سرخ باریک کرکے روغن زرد ایکتولہ اور شکر سفید حسب خواہش ملاکر علی الصباح اور شامکو استعمال کریں، انشاءاللہ شکایات رفع ہونگی (حکیم اکبر حسین الٰہ آباد)

(ب):- شراب چھوڑ دیجئے پھر کوئی شکایت باقی نہیں رہے گی (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج):- شراب سے تمام اعضائے رئیسہ کمزور ہو گئے ہیں۔ آپ معجون سورنجان معجون دبید الورد ۴ ماشہ صبح و شام ہمراہ ماءاللحم معتدل تین تولہ کھائیں۔ انشاءاللہ شکایات رفع ہو جائیں گی۔ بشرطیکہ شراب ترک کر دیجائے۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د):- کثرت شراب خوری سے سودا بڑھ گیا ہے اور اعصاب بھی سست ہو گئے ہیں۔ مفرح شیخ الرئیس ۳ ماشہ خمیرہ گاؤزباں عنبری جواہر والا تین ماشہ، دونوں ملاکر ہمراہ عنبرہ تولہ صبح استعمال کریں، اور کھانا کھانیکے بعد تھوڑی سی مصری اور سونف چبالیا کریں، اور شراب خوری سے اجتناب کیجئے۔ (حکیم خواجہ نیاز احمد)

(۶۵) **عام کمزوری**:- چونکہ آپ نے ہمدرد صحت پانچ خریدار دینے کا وعدہ فرمایا ہے، اور خاص طور سے جناب حکیم اکبر حسین صاحب سے اور اس خاکسار سے نسخہ طلب کیا ہے۔ اسلئے میں بہت کافی غور و خوص کے بعد آپ کو یہ رائے دیتا ہوں کہ آپ اس خیال کو بالکل دل سے نکالدیں کہ آپ کو ٹپ دق ہے۔ اگر آپ کو بخار ہوتا تو یہ ناممکن تھا کہ تھرمامیٹر سے ظاہر نہ ہوتا۔ طبیعت کی سستی عام جسمانی کمزوری کیوجہ سے بھی محسوس ہو سکتی ہے اسکے لئے آپ (Sanatogen) استعمال کیجئے، خدا نے چاہا تو ایک ہی ہفتہ میں آپکو نفع محسوس ہوگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب):- آپ کو خفیف بخار تبخیر کیساتھ رہتا ہے نسخہ درج ذیل ہے۔ اسکو عرصہ تک استعمال کریں۔ انشاءاللہ نہ صرف تبخیری علامات ہی کا ازالہ ہوگا، بلکہ اور بہت سے فوائد بھی ظاہر ہونگے۔ نسخہ:- خاکسی آدھ پاؤ۔ تیزاب گندھک ۴ ماشہ۔ کونین ۴ ماشہ روغن بادیان ۴ ماشہ، روغن اجوائن ۴ ماشہ، رُب چرائتہ ۴ ماشہ، قند سفید ڈیڑھ پاؤ۔ اول خاکسی کو تین پاؤ پانی میں رات کو بھگو دیا جائے، علی الصباح اتنا جوش دیں کہ نصف پانی رہجائے۔ تب چھان کر شکر سفید میں شربت کا قوام بنائیں اور تمام اشیا شربت میں ملا دیں۔ خوراک ۶ ماشہ صبح و چھ ماشہ شام ہمراہ شیر گاؤ۔ غذا میں دودھ اور چاول زیادہ استعمال کریں۔

(نوٹ):- شربت کو استعمال کرنیسے قبل بوتل کو خوب زور سے ہلا لینا چاہیئے۔ یہ بہترین شربت ہو کیسا ہی کہنہ سے کہنہ بخار ہو

جاتا رہیگا۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) :۔ آپ حسب ذیل نسخہ استعمال کریں۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ صحت ہوگی۔ نسخہ:۔ ست گلو اصلی، رب السوس، دانہ الائچی خورد، مسلوچن، ہر ایک ۵ ماشہ۔ گل سُرخ، کشتہ ابرک سیاہ، کشتہ ابرک سفید، کشتہ صدف ہر ایک پانچ ماشہ، سنگ یشب چھ ماشہ سب کا سفوف بناکر ورق نقرہ تین ماشہ شامل کریں۔ بعد میں قند سفید تین تولہ اضافہ کرکے یہ سفوف تین ماشہ صبح و تین ماشہ شام ہمراہ شربت فریاد رس تین تولہ، عرق شیر ۱ تولہ استعمال کریں، بادی اور دیر ہضم چیزوں سے پرہیز کریں۔

(د) :۔ آپ خبث الحدید مدبر دو سرخ ہمراہ شربت دینار ۲ تولہ آب کاسنی سبز مروق ۵ تولہ آب مکوہ سبز مروق ۵ تولہ استعمال کریں اور عرق شیر اور عرق گاؤزباں دن میں گاہے گاہے پیا کریں۔ ماء الشعیر پینا بھی مفید ہوگا۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۶۶) **قبض وغیرہ** :۔ آپکے لئے صرف آسان علاج یہ ہو کہ ہر دو وقت غذا کے بعد نیم گرم پانی پئیں۔ اگر عرصہ تک مداومت کی گئی تو انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔ رات کو سوتے وقت ایک امرود کھالیا کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ب) :۔ آپ کروشن سالٹ استعمال کیجئے۔ انگریزی دوا فروشوں سے مل سکے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) :۔ حنظل سبز میں اجوائن دیسی ڈال کر سایہ میں خشک کریں اور کوٹ کر مساوی الوزن نمک سیاہ اور شورہ قلمی ملا کر حفاظت سے رکھیں، اور بقدر تین ماشہ صبح و شام کھانا کھانے کے بعد استعمال کریں قبض اور معدہ کی تمام شکایات کا ازالہ ہو جائیگا (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) :۔ آپ مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کریں۔ انشاء اللہ دائمی قبض دور ہو جائیگا۔ نسخہ :۔ سنا مکی دو تولہ مغز بادام تین تولہ دونوں کو باریک کرکے شہد میں بیر کے برابر گولیاں بنائیں۔ اور رات کو سوتے وقت دودھ کیساتھ دو گولیاں استعمال کریں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۶۷) **پائیریا** :۔ اول پوٹاشیم پرمگنیٹ تین سرخ پھٹکری ۴ رتی ڈیڑھ پاؤ پانی میں گھولکر اس سے کلی کریں۔ یا صرف ہائیڈروجن پراکسائڈ سے دانتوں اور مسوڑھوں کو خوب صاف کریں۔ اُسکے بعد منجن کا مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کریں۔ تخم ریٹھا سوختہ ۶ ماشہ، کچلہ سوختہ ۶ ماشہ، سمندر جھاگ ۶ ماشہ، مازو سبز ۶ ماشہ، کتھہ سفید ۶ ماشہ پھٹکری ۶ ماشہ، توتیا سبز ۳ ماشہ، سرکہ اصلی ۵ تولہ۔ سب کو کانسی کے کٹورے میں رکھکر آگ پر پکائیں جب بالکل حل ہوکر خشک ہوجائے۔ تب اُتار کر باریک کریں۔ اور دانتوں پر ملیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ب) اس خبیث مرض کا نسخہ بندہ کی طرف سے بہت دفعہ ہمدرد صحت میں شائع ہوچکا ہے۔ گذشتہ پرچے ملاحظہ ہوں (حکیم احسان الحق)

(ج) جو دانت ہل گئے ہیں انہیں تو نکلوا دینا ہی بہتر ہوگا۔ پائیریا کے لئے اکثر ہائیڈروجن پراوکسائڈ سے غرارہ کرنا بہت مفید ہوتا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د) کانٹا مچھلی سوختہ۔ تمباکو سوختہ۔ گل آکھ سوختہ، نمک سیاہ، نوسادر، پھٹکری بریاں ہر ایک ایک تولہ تمام چیزوں کو کوٹ چھان کر منجن بنائیں اور رات کو سوتے وقت استعمال کریں۔ (حکیم شمس الحق خاں امرتسر)

(۶۸) **پارہ کی گولی** :۔ اول پارہ کو ایک سو ایک مرتبہ دو تہہ والے گاڑھے کے کپڑے میں صاف کریں، اس کے بعد یہ صاف کیا ہوا پارہ دو تولہ لے کر آب موسی کنی خالص۔ ماء بیں آہستہ آہستہ کھرل کریں۔ پارہ سب پانی جذب ہونے تک مکھن کی شکل ہو جائیگا اسکی گولی بناکر آب لیموں میں ایک دن ڈبوئیں، پتھر کی طرح سخت ہو جائیگا۔ اب کام میں لائیں۔ یہ بہترین حب سیماب ہے جو نذر شائقین ہمدرد صحت ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(۶۹) **دمہ** :۔ آپ دمہ کے عارضی علاج نیز غدودوں کا علاج آپریشن کے بغیر کبھی ہوسکتا ہے۔ آپریشن سے یہ ممکن ہے کہ آپ مدت دراز کے لئے اس مصیبت سے نجات پا جائیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) :۔ اگر آپ کے گلے میں غدد کی وجہ سے دمہ کا دورہ ہوا کرتا ہے تو جسوقت گلے میں ورم معلوم ہو تو فوراً دن میں چار پانچ مرتبہ شہد پوری بوٹی دو تولہ کے قریب چلم میں رکھکر حقہ کی طرح پئیں۔ انشاء اللہ گلے کا ورم نہ ہوگا، اسکے بعد گلے کا باقاعدہ علاج کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) :۔ آپ مندرجہ ذیل نسخہ تیار کرکے استعمال کریں۔ نسخہ:۔ زیرہ، گل آک، مرچ سیاہ، جوکھار، ہر ایک ایک تولہ کوٹ چھان کر

سفوف بنائیں، اور چار چار رتی صبح و شام ہمراہ جوشاندہ تخم کتاں ۶ ماشہ استعمال کریں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(د) کشتہ بارہ سنگھا ایک ماشہ لعوق کتاں ایک تولہ میں ملا کر کھائیں، اوپر سے شربت بالسہ دو تولہ پلائیں، انشاء اللہ درد نہ ہوگا، مجرب نسخہ ہے۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۷۰) **تصنیفات عبداللہ خاں**:۔ آپ مولانا حکیم ابوتراب محمد عبدالحق صاحب پرنسپل طبیہ کالج امرتسر و مالک کتب خانہ حقانیہ سے خط و کتابت کریں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۷۱) **پھنسیاں**:۔ جہاں تک میرا خیال ہے مریض کو اس زمانے میں حدت جگر کی شکایت ہو جاتی ہے۔ اس حالت میں مدرات زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ایسے مریض کا علاج معالج کی موجودگی میں ہونا چاہیئے (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) آپ کولائڈل کیلسیم (Colloidal Calcium) کا انجکشن کسی ڈاکٹر سے لگوائیے۔ امید ہے کہ ضرور فائدہ ہوگا۔ ڈاکٹر سعید احمد بریلوی

(ج)،۔ آپ مرہم شنگرف بدن پر لگایا کریں، اور شربت برادہ لکڑی چوب صبح و شام پیا کریں۔ دو تین ماہ اس پر عمل کریں یہ اکسیری نسخے ہیں۔ انشاء اللہ ضرور فائدہ ہوگا۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۷۲) **برص**:۔ جنگلی انجیر کی جڑ کو سرکہ میں رگڑ کر سفید داغ پر لگائیں۔ ہفتہ عشرہ کے استعمال سے آبلہ پڑ جائیگا اُسوقت استعمال ترک کر دیں۔ اس کے بعد دوبارہ استعمال کریں۔ کھانے کی دوا حسب ذیل قاعدہ سے تیار کریں۔ گندھک آملہ سار کو گائے کے دودھ میں اکیس پچیس دفعہ مدبر کریں۔ شیر گاؤ ہر بیس مرتبہ کے بعد تبدیل کرنا چاہیئے۔ مدبر گندھک باریک کر کے رکھیں۔ ہر روز علی الصباح ایک رتی سے تین رتی تک گائے کے مکھن میں ملا کے استعمال کریں انشاء اللہ شکایات کا ازالہ ہو جائیگا۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب)،۔ کلاپچی (؟)، باپچی مساوی الوزن یکجان کریں، اور ایک ماشہ صبح اور ایک ماشہ شام ہمراہ عرق گل منڈی استعمال کریں اور روغن باپچی خارجی طور پر استعمال کریں (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۷۳) **عوارض رحم**:۔ استقرار حمل اس وقت تک غیر ممکن ہے جب تک ماہواری خرابیوں اور رحم کی شکایات کا ازالہ نہ ہو جائیگا۔ ہر دو شکایات رفع ہونیکے بعد اگر مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کیا جائیگا۔ تو انشاء اللہ حمل قرار پائیگا۔ یہ نسخہ میرے تجربہ میں اکثر مفید ثابت ہوا ہے۔ نسخہ:۔ مشک خالص دو سرخ افیون ایک ماشہ زعفران ایکماشہ جوز ایک ماشہ، کشتہ قلعی دو ماشہ، چھالیاں گجراتی ۲ عدد لونگ ۴ عدد۔ قند سیاہ ۳ ماشہ سب کو کوٹ کر جنگل کے بیر کے برابر گولیاں بنائیں حیض کے اول روز سے شروع کر کے متواتر چار روز تک سونے وقت ایک گولی ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں، اور فراغت کے بعد وظیفہ زوجیت سے عہدہ برآ ہوں۔

(ب) ایام حیض میں مندرجہ ذیل نسخہ پلائیں۔ نسخہ:۔ خارخسک ایک تولہ، حب قرطم ایک تولہ تخم شبت ۴ ماشہ، تخم کرفس ۴ ماشہ بادیان ۴ ماشہ، گاؤزبان ۴ ماشہ، سب کو پانی میں جوشدیکر مصری ملا کر دن میں دوبار پلائیں، فراغت کے بعد انشاء اللہ خاطر خواہ نتیجہ ہوگا۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ج) آپ اپنے گھر میں ہارمونون گولیاں اور الٹرس کارڈیل استعمال کرائیے۔ بہت ممکن ہے کہ اس سے رحم کی دو خرابیاں دور ہو جائیں جو استقرار حمل کو مانع ہیں ورنہ پھر کسی ہوشیار لیڈی ڈاکٹر کو دکھلیئے، اور ضرورت ہو تو آپریشن کرائیے۔

(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د)،۔ حیض کے بعد اس نسخہ کو استعمال فرمائیں۔ اُمید ہے کہ آپکی خواہش پوری ہوگی۔ نسخہ:۔ مروارید ناسفتہ، عقرقرحا ہر ایک ایکماشہ زنجبیل، مصطگی رومی ہر ایک چار ماشہ، زرنباد۔ درونج عقربی، تخم کرفس، شیطرج ہندی، قاقلا، جوز بوا، بسباسہ، قرفہ، ہر ایک دو ماشہ، بہمن سفید، بہمن سرخ، فلفل، دار فلفل ہر ایک تین ماشہ، دارچینی ۵ ماشہ، قند دیسی ہموزن سب کو باریک کر کے شہد میں ملا کر جوارش بنائیں، اور تین ماشہ صبح و تین ماشہ شام ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔ بادی اور ثقیل چیزوں سے پرہیز۔

(حکیم احسان الحق امرتسر)

۷۴) **خرابی حیض**:۔ آپ مندرجہ ذیل جوشاندہ استعمال کرائیں۔ امید ہے کہ صحت ہوگی، جب ایام ماہواری کی علامات شروع ہوں اُس وقت سے شروع کردیں۔ نسخہ: بادیان ۹ ماشہ، تخم خربزہ ۶ ماشہ، انیسون ۴ ماشہ، تخم کرفس تین ماشہ، گاؤزبان ۵ ماشہ، مغز فلوس خیارشنبر ایک تولہ، گلقند دو تولہ، تمام چیزوں کو رات کو پانی میں بھگودیں۔ صبح کو جوش دیکر صاف کریں، اور ہمراہ سفوف ریوند چینی ۱۰ ماشہ صبح و شام نصف نصف مقدار میں پلائیں۔ بھگونے کے لئے ڈیڑھ پاؤ پانی کافی ہو (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ب) اس مرض کا تعلق بھی رحم کی خرابی ہی سے ہو آپ بھی وہی دوائیں دوائیں استعمال کرائیں جو سوال نمبر ۳ کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) جواب سوال نمبر ۳ پر عمل کریں اور درد شکم وغیرہ کے لئے جواب نمبر ۶ پر حیض کے بعد جوارش زرشک ایک تولہ صبح و شام ہمراہ عرق پان کھلایا کریں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) تیزاب گندھک بیس قطرہ، سوڈا بائیکارب ۱۲ ماشہ، سائٹرک ایسڈ ۳ ماشہ، ست اجوائن تین ماشہ، ست پودینہ ۳ ماشہ عرق گلاب ۱۰ تولہ، تمام چیزوں کو ملاکر رکھیں چھ قطرہ سے بارہ قطرہ تک پانی میں ملاکردیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

۷۵) **درد معدہ**:۔ آپ جواب نمبر ۶۶ کے نسخہ کو استعمال کریں۔ اور معجون سنگدانہ ۹ ماشہ، ہمراہ عرق برنجاسف ۵ تولہ عرق نعناع ۵ تولہ شام کو استعمال کریں (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ب) آپ مندرجہ ذیل معجون استعمال کیجئے۔ نسخہ: کریم آف ٹاٹار ۲۰ گرین۔ سیلائمڈ سلفر ۲ گرین، سوڈا بائیکارب ۲۰ گرین جنجر پوڈر ۵ گرین۔ شہد ۵ گرین۔ یہ ایک خوراک ہے ایسی ایسی دو خوراکیں روزانہ استعمال کیجئے (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) انشاء اللہ جو نسخہ میں لکھتا ہوں اُس کے استعمال سے جناب کی جملہ شکایات کا ازالہ ہوجائیگا۔ اگر درحقیقت آپکی شکایات رفع ہوجائیں تو حسب وعدہ پچاس روپے کی رقم سے نادار اور کم استطاعت اصحاب کے نام ہمدرد صحت جاری کرادیں۔ نسخہ حسب ذیل ہے۔ ٹنکچر لاونڈر ۶ اونس، اسپرٹ امونیا ایرومیٹک ۴ اونس، پیپرمنٹ آئل ۴ ڈرام ۶ منم، اولیم لیونڈر دو ڈرام آٹھ منم، سب کو ملالیں، خوراک ۴۰ قطرہ ہے۔ ساٹھ قطرے تک ایک اونس پانی میں ملاکر پئیں (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

سوالات

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانیکا حق حاصل ہے۔
(۲) لیکن سوال تین سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔
(۳) تین سطروں سے زیادہ کیلئے خریداروں کو بھی دو آنے فی سطر کے حساب سے ٹکٹ بھیجنے چاہئیں۔
(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں تو آٹھ آنے کے ٹکٹ بھیجکر چار سطری سوال درج کراسکتے ہیں۔ زیادہ سطور کیلئے دو آنے فی سطر کے حساب سے مزید ٹکٹ بھیجنے چاہئیں۔
(۵) پانچ یا چھ سطر سے زیادہ طویل سوال کسی خاص حالت کے سوا جسکا فیصلہ جناب مدیر کرسکتے ہیں، شائع نہیں ہوسکیگا۔
(۶) رسالے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ تعمیل نہیں ہوسکے گی۔
(۷) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیئے۔ دفتر کو قطع و برید کا اختیار بہرحال ہوگا۔

---

۷۶) میری والدہ بظاہر تندرست ہیں لیکن پانچ چھ سال سے معمولی علالت کا سلسلہ ہے۔ شکایت صرف یہ ہے کہ صبح اُٹھنے کے بعد اُن کو اُبکائیاں کثرت سے آتی ہیں لیکن کچھ نکلتا نہیں ہے۔ (خریدار نمبر ۱۹۰۳)

(۷۷) میں نے بستان المفردات میں دیکھا ہے کہ درخت کنگھی بواسیر، سوزاک، جریان، و سوداوی امراض کیلئے مفید ہے۔ کیا کوئی حکیم صاحب اس کا پورا نسخہ یعنی دیگر جزو بتقصیل براہ عنایت تحریر فرماویں گے جو اسکو زیادہ موثر کرکے پرانے سوزاک، قرحہ، و بواسیر، نیز سوداوی مادّہ کے استیصال اور جریان میں مفید ثابت ہو جملہ ادویہ کا وزن معہ ترکیب استعمال تحریر فرماویں۔ (خریدار نمبر ۱۴۳۱)

(۷۸) (۱) عمر تقریباً تیس سال جسمانی حالت ٹھیک ہوئے۔ تقریباً دس سال ہوئے سوزاک کے مرض میں مبتلا ہوئے، یونانی حکیم اور وید کا علاج کرایا گیا فائدہ نہیں ہوا، اب آلۂ تناسل پر دو جگہ ناسور ہو گئے ہیں، اور ایک گلٹی بھی محسوس ہوتی ہے، قرحہ بھی ہے، مثانہ کمزور ہو چکا ہے، ڈاکٹر صاحبان اور اطبائے یونانی کوئی شافی علاج بذریعہ رسالہ ہذا تجویز فرماویں۔

(ب) ایک صاحب کو تقریباً ۵ برس سے دد ہر رہے ہے، معالجے میں کمی نہیں ہوئی، اور نہ فائدہ ہوا اسکا بھی شافی مجرب علاج تجویز فرماویں (خریدار نمبر ۲۱۷۵)

(۷۹) میرے ایک شادی شدہ دوست جنکی عمر تقریباً چالیس کے ہے کثرت جماع اور جلق کے مرتکب رہے ہیں جریان اور احتلام اور دائمی قبض ہے، نظام ہضم خراب ہے۔ بھوک کم لگتی ہے، خصوصاً مرغن غذا کھانے سے بودار ڈکاریں کثرت سے آتی ہیں، شکم میں نفخ رہتا ہے اعضائے رئیسہ اور اعصاب بھی کمزور ہو گئے ہیں، بدن میں رعشہ ہے، نزلہ و زکام کی شکایت برابر رہا کرتی ہے گرمی میں ناک خشک اور سردی میں ناک سے پانی آتا رہتا ہے، تحریک نزلہ سے کھانسی بھی ہو جاتی ہے لیکن کھانسنے میں صدر پر زور نہیں پڑتا۔ سوزاک بھی ہوا تھا اب نہیں ہے، مقامی اطباء کا خیال ہے کہ گردہ کی خرابی کی وجہ سے رعشہ ہے، عضو مخصوص چھوٹا اور پتلا ہے اور بحالت نعوظ قریب پانچ انگل کے ہے، اور عضو مخصوص کے اوپر چھوٹی سی خفیف گرہ ہے، اور بایاں فوطہ متورم ہے مزاج صفراوی ہے، ذائقہ اکثر تلخ رہتا ہے۔ بدن دبلا، قد لانبا وزن تقریباً ایکسو گیارہ پونڈ ہے اطبائے کرام سے دست بستہ عرض ہے کہ مندرجہ بالا اعراض خصوصاً **عصبی کمزوری اور رعشہ** کیلئے مجرب نسخہ یا دوا زود اثر جو ہمدرد دواخانہ سے بآسانی دستیاب ہو سکے تجویز فرما کر احقر کو شکریہ کا موقع دیں۔ (خریدار نمبر ۱۸۶۷)

(۸۰) ایک عورت کے جسم میں سفید داغ ہو گئے ہیں، داغ زیادہ تر دونوں پیروں پر گھٹنے کے پنڈلی پر ہیں بعض داغ جو کمر پر تھے اچھے ہو گئے ہیں۔ داغ گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں۔ کوئی مجرب دوا تجویز فرمائی جائے۔ (خریدار نمبر ۱۷۷۲)

(۸۱) میری دائیں کہنی اور بائیں کہنی کے پاس پھوڑے ہیں ڈاکٹر بوکل سور بتاتے ہیں۔ اس پھوڑے کو ۱۰ ، ۹ ماہ سے آرام نہیں ہوا مجرب نسخہ درج رسالہ فرما کر شکر گذار فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۸۵۳)

(۸۲) میں نہایت غریب آدمی ہوں عربی تعلیم مدرسۂ شمس الہدیٰ پٹنہ کے عالم اول تک ہے، دو سال تک یونانی میڈیکل اسکول الہ آباد میں تعلیم حاصل کی غربت کیوجہ سے تعلیم مکمل نہ ہوئی۔ لہذا حکماء سے عاجزانہ درخواست ہے کہ طبی سند تنگدستی کی حالت میں کیسے حاصل کر سکتا ہوں اور بلا سند دوا مشتہر کر سکتا ہوں یا نہیں اور ممیتات رکھ سکتا ہوں یا نہیں۔ (خریدار نمبر ۲۵۹۰)

(۸۳) میرے دوست سن بلوغ سے عادات بد کے مرتکب ہوئے اب احتلام، سرعت انزال، جریان و رقت کی شکایت ہے داہنا بیضہ بڑا اور بایاں بہت چھوٹا۔ قویٰ مضمحل و کمزور جسم میں درد۔ عمر ۳۰ سال ہے، غیر شادی شدہ ہیں مریض کی غربت کا خیال رکھتے ہوئے نسخہ ارزاں و سہل الحصول ہونا چاہیئے۔ خدا آپ لوگوں کو اس کا اجر دے۔

(ایک خریدار)

Regd. No. L. 2790.

AN ILLUSTRATED TIBBI MONTHLY

HAMDARD-I-SEHAT

FOUNDED IN MEMORY OF
THE LATE HAKIM HAFIZ ABDUL MAJEED DEHLAVI
FOUNDER OF THE HAMDARD DAWAKHANA DELHI.

REJUVENATION NUMBER.

Containing, for the first time in Urdu language, thorough discussions on this interesting and important topic of the day Along with the thoughts and efforts of ancient physicians, we have given in this number, the latest ideas and experiences of modern experts and physician-scientists of Europe, whose contributions have been directly obtained The articles have been illustrated with pictures and special arrangements have been made to publish the photographs of our contributors The language is simple and easy, and the number also contains Cartoons and picture supplement

The study of Rejuvenation Number is equally necessary and useful both for the physician and the layman Pages 306 with Photographs.

PRICE:

Special Edition As. 10. ***Ordinary Edition As. 8.***

EDITOR
HAKIM HAJI ABDUL HAMEED

SUBSCRIPTION
YEARLY
ONE RUPEE,
HALF YEARLY

HAMDARD MANZIL, LAL KAUN DELHI.

SINGLE COPY
2
ANNAS

March, 1935 مارچ ۱۹۳۵ء

مرتبہ

حکیم حاجی عبدالحمید دھلوی

SHARBAT ROOHAFZA
Registered
شربت روح افزا
(رجسٹرڈ)
موسم گرما میں ہر قسم کی شکایت کیلئے
اکسیر ہے۔ تمام ہندوستان میں
اپنے خواص کیوجہ سے مشہور و مقبول
ہو چکا ہے۔ بڑے بڑے راجہ، نواب
اس کو ہمیشہ استعمال کرتے ہیں
فی بوتل ایک روپیہ چار آنے
ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

معجون شباب آور
قوت مردمی اور دل۔ دماغ کی کمزوری کے لئے مشہور دوا ہے
زہریلی اور نشہ کی چیزوں سے بالکل پاک ہے۔ مشک عنبر مروارید وغیرہ سے بنائی جاتی ہے
تمام ہندوستان میں اس کے بے نظیر فوائد کا اعتراف کیا گیا ہے!
قیمت فی شیشی (پانچ تولہ) پانچ روپیہ۔ نمونہ کی شیشی ایک تولہ ایک روپیہ
ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

جلد ۳ | فہرست مضامین | نمبر ۹
مارچ ۱۹۳۵ء

عکسی تصاویر: (۱) جامعہ ملیہ دہلی کی جدید عمارت کا خاکہ، (۲) آنریبل سر عبدالرحیم کے سی ایس آئی پریسیڈنٹ لیجسلیٹو اسمبلی۔

قیمت سالانہ	ممالک غیر سے	فی پرچہ
ایک روپیہ	تین شلنگ	ڈیڑھ آنہ

از منیجر ہمدرد صحت

قلمی معاونین اپنے مضامین ہر ماہ کی بیس تاریخ تک دفتر میں بھیجدیں، آئندہ رسالہ میں مضامین کی اشاعت کی امید اس تاریخ تک کیجا سکتی ہے۔

ہمدرد صحت ایک معیاری رسالہ ہے اسلئے ضروری نہیں کہ ہر مضمون اس میں درج ہو ہی جائے اگر مضمون رسالہ کے معیار کے مطابق نہ ہوا تو وہ مضمون شکریہ کیساتھ واپس کردیا جائیگا۔

رسالہ کے انتظامی امور کے متعلق تمام خط وکتابت خادم منیجر سے کیجائے، مضامین یا دیگر خاص مسائل میں ایڈیٹر کو متوجہ کیا جائے، ایسے خطوط پر لفظ "ایڈیٹر" لکھدینا چاہیئے،

اکثر اصحاب دواخانہ کے وی پی پارسلوں میں رسالہ کی قیمت وصول کرلینے کی ہدایت فرماتے ہیں، یہ طریقہ کفایت کے لحاظ سے مناسب ہے لیکن رسالہ کی قیمت دفتر کو اس وقت تک نہیں ملتی جب تک دواخانہ میں وی پی وصول نہ ہوجائے، اس صورت میں رسالہ کے اجراء میں کچھ دیر ہوجاتی ہے ان اصحاب کو اس دیر کی وجہ کا خیال رکھنا چاہیئے۔

جو شائقین رسالہ کا وی پی طلب فرماتے ہیں اس وقت ہمکو بہت تکلیف محسوس ہوتی ہے کیونکہ ان کو خواہ مخواہ تین آنہ کا زیر بار ہونا پڑتا ہے۔ رسالہ کی قیمت اگر منی آرڈر سے بھیجی جائے تو ایک روپیہ دو آنے خرچ ہوتے ہیں، لیکن وی پی ایک روپیہ پانچ آنہ میں پہنچتا ہے،

دواخانہ کا دفتر اور رسالہ کا دفتر اور انکے انتظامات علیحدہ علیحدہ ہیں بعض اصحاب دواخانہ کے تمام شعبوں کے متعلق ہدایات فرمادیتے ہیں جو بعض اوقات کافی انتظامی پیچیدگیاں پیدا کردیتا ہے، ان اصحاب کو چاہیئے کہ کم سے کم ایک لفافہ ضرور خرچ کردیا کریں اور ہمیں ہر شعبے کے لئے علیحدہ علیحدہ خط لکھدیا کریں۔

رسالہ مہینے کی پانچ تاریخ کو قطعی شائع ہوجایا کریگا سوائے ناگہانی آفت کے اور کوئی چیز پابندی وقت میں مانع نہیں ہوسکتی۔

رسالہ قطعی طور پر پانچ تاریخ کو حوالۂ ڈاک کردیا جاتا ہے، گذشتہ سال میں ایکبار بھی ایک دن کی تعویق سے شائع نہیں ہوا، ہندوستان کے ہر گوشہ میں بہرحال چار پانچ روز تک رسالہ پہنچ جانا چاہیئے، لیکن تعجب ہو کہ رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت اکثر ایکماہ یا اس سے بھی بعد کیجاتی ہے اس سلسلہ میں گذارش ہو کہ ہر خریدار کو اپنی ڈاک کا معقول بندوبست کرنا چاہیئے اگر پندرہ تاریخ تک رسالہ نہ پہنچے تو فوراً دفتر کو اطلاع دینی چاہئے تاکہ مکرر روانہ کردیا جائے، اگر ہر ماہ کی بیس تاریخ تک شکایت موصول نہ ہوئی تو رسالہ بلا قیمت نہیں بھیجا جائیگا۔

معاصرین کی خدمت میں

اس خیال سے تو یقیناً دل کو مسرت ہوتی ہے کہ "ہمدرد صحت" اکثر و بیشتر ایسے مضامین پیش کیا کرتا ہے کہ انہیں ملک کے دوسرے متعدد پرچوں میں نقل کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ دیکھکر دل کو ایک گونہ تکلیف بھی محسوس ہوتی ہے کہ ان پرچوں میں سے اکثر کیا، بلکہ یہی کہنا چاہیئے کہ تقریباً سب کے سب اس فرض کو فراموش کر دیتے ہیں کہ مضمون کیساتھ ہمدرد صحت کا حوالہ بھی دیدیں۔

یہ کوئی نئی شکایت نہیں ہے، اور ہمدرد صحت سے پہلے متعدد بار مختلف اخبارات و رسائل کی جانب سے پیش کیجا چکی ہے لیکن یہ امر کس قدر حیرت انگیز ہے کہ وہی پرچے جو اپنے مضامین کے متعلق اس قسم کی شکایتیں شائع کرتے ہیں جب خود دوسروں کے مضامین اپنے ہاں نقل کرتے ہیں تو وہ بھی اس غلطی یا فراموش کاری کے مرتکب ہوتے ہیں جسکی انہیں دوسروں سے شکایت ہے۔

اپنے قارئین کی ضیافت طبع کیلحاظ مختلف پرچوں سے اچھے مضامین لے کر اپنے پرچے میں شائع کرنا کسی طرح معیوب نہیں ہے لیکن یہ ضرور غیر مستحسن ہے کہ جس پرچے سے وہ مضمون لیا گیا ہے اسکا ذکر نہ آئے اور اپنے خریداروں پر یہ ظاہر کیا جائے کہ ایسے اچھے اچھے مضامین اس قدر مختلف مضمون نگاروں سے ہم خود حاصل کیا کرتے ہیں۔ دوسروں کی محنت و سعی سے اس طریقہ پر فائدہ اُٹھانا اخلاقی جرم ہے۔

آپ یہ نہیں چاہتے کہ "ہمدرد صحت" کا نام آپکے خریداروں کی نظر سے گذرے، اور انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ اس میں اتنے اچھے مضامین شائع ہوا کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس میں آپ اپنا کوئی خاص فائدہ خیال کرتے ہوں لیکن آپ نے کبھی اس طرف توجہ نہ فرمائی کہ اس سے آپکو نقصان کس قدر پہنچتا ہے، آپ کے بہتیرے خریدار ایسے ہونگے کہ جو ہمدرد صحت کے بھی خریدار ہوں، اور آپ کا پرچہ پڑھنے والوں میں ایک اچھی خاصی تعداد ایسے اصحاب کی بھی ہوگی، جنکی نظر سے "ہمدرد صحت" بھی کبھی نہ کبھی گذر جاتا ہوگا، اور اب آپ خود قیاس فرما سکتے ہیں کہ آپ کے پرچے کے متعلق انکی کیا رائے ہوگی جب کہ وہ بار بار یہ دیکھیں گے کہ آپ حوالہ دیئے بغیر دوسروں کے مضامین ان کے سامنے اس حیثیت سے پیش کرتے ہیں کہ گویا وہ آپ ہی کے پرچے کیلئے لکھے گئے تھے۔

جو عادتیں کہ طبیعت ثانیہ بن چکیں ان کا چھوٹنا آسان تو نہیں ہوتا، پھر بھی "ہمدرد صحت" اپنے معاصرین سے یہ التجا کرتا ہے کہ اگر ہو سکے تو اس رسم قبیح کو ترک ہی کر دیں۔

دولت کا مفید مصرف

رسالہ انڈین میڈیکل جنرل کی معرفت یہ خبر معلوم کرکے دلی مسرت ہوئی کہ ڈھاکے کے مشہور و معروف تاجر بابو جگموہن صاحب آنجہانی کی یہ وصیت ہے کہ اُن کے ترکے میں سے چار لاکھ روپے کی گران قدر رقم ڈھاکہ یونیورسٹی کو اس غرض سے دیجائے کہ اس سے وہ ایک طبی کالج قائم کر دے۔

یونیورسٹی نے حکومت بنگال سے اسکے متعلق گفت و شنید شروع کر دی ہے اور امید ہے کہ جلد ہی یہ تجویز جامہ عمل پہن لیگی۔ بعض حلقوں میں یہ خیال چکر لگا رہا ہے کہ موجودہ میڈیکل اسکول کو جو ڈھاکے میں ہے ترقی دیکر کالج بنا دیا جائے۔

یہ تجویز کہ موجودہ میڈیکل اسکول ہی کو کالج بنا دیا جائے درحقیقت بہت ہی مناسب تجویز ہے اور اگر حکومت نے اس پر عمل کیا تو باشندگان ڈھاکہ کی ایک دیرینہ آرزو پوری ہو جائیگی۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

آج سے پندرہ برس پہلے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بنیاد رکھی تھی، اُس وقت سے اس وقت تک جامعہ پر کیا گذری اور اُسکے کارکنوں نے کیسی کیسی مصیبتیں برداشت کرکے شیخ الہند مرحوم کی یادگار کو قائم رکھا، یہ ایک طویل داستان ہے اور بیحد دردناک۔ جو کچھ ہونا تھا ہوا، اور جو کچھ گذرنی تھی گذر گئی، مرحوم مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب اور ڈاکٹر انصاری کی ان تھک کوششیں، اور عالیجناب ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب اور ان کے دیگر رفقاء کار کا صبر و تحمل رائگان نہ گیا اور آج پندرہ سال کے بعد مسلمانوں کی یہ حقیقی درسگاہ اس قابل ہوئی کہ اس کا سنگ بنیاد رکھا جائے۔ یہ مبارک رسم یکم مارچ ۳۵ء کو جامعہ کے سب سے چھوٹے طالب کے ہاتھوں جو ابھی بالکل کم سن اور معصوم ہے عمل میں آگئی، اور شیخ الجامعہ (ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب) اور امیر الجامعہ (ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری) نے

"آنچہ از کردہ ام تو رسانی بہ انتہا"

کہکر اس عظیم الشان کشتی کی بنیاد ڈال ہی دی کہ جو اس طوفان حوادث میں مسلم خفتہ بخت کیلئے درحقیقت کشتی نوح ہے۔ جامعہ کے متعلق بدقسمتی سے نہ معلوم کس طرح یہ غلط خیال مسلمانوں کے دل میں جاگزیں ہو گیا تھا کہ وہ تعلیمی نہیں، بلکہ سیاسی درسگاہ ہے۔ اسی غلط فہمی نے بہت سے اہل دول کو اسکی امداد و اعانت سے ابتک باز رکھا، لیکن خدا کا شکر ہے کہ اب آہستہ آہستہ یہ سوء ظن رفع ہوتا جا رہا ہے، اور صاحبان زر نہ سہی کم سے کم صاحبان علم ضرور اسکی طرف متوجہ اور اسکی جاں بخش خدمات سے متاثر ہوتے جا رہے ہیں۔

اخباروں میں اکثر اس قسم کی خبریں دیکھنے میں آتی رہتی ہیں کہ فلاں سیٹھ صاحب یا فلاں بابو صاحب، یا فلاں لالہ صاحب نے اپنے انتقال کے وقت دو لاکھ یا چار لاکھ روپے جو انہوں نے اپنی تمام عمر میں نہ معلوم کس قدر تکلیفیں اپنے اوپر برداشت کرکے جمع کئے تھے فلاں یونیورسٹی کو دیدیئے، یا اس درخواست کیساتھ حکومت کے سپرد کر دئیے کہ اس رقم سے کوئی خاص کالج یا ہائی اسکول کھول دیا جائے۔ دل کی تمنا ہوتی ہے اور آنکھیں اخبار کے صفحات پر ڈھونڈتی ہیں کہ کاش اس قسم کی مفید خیرات کرنے والوں میں کسی مسلمان کا نام بھی نظر پڑجائے، لیکن عام طور پر مایوسی اور ناکامی ہی نصیب ہوتی ہے۔ اب جبکہ ایک ایسی عظیم الشان درسگاہ کی بنیاد پڑی ہے کہ جو صحیح معنوں میں قومی اور اسلامی درسگاہ ہے اور جس سے ہم بجا طور پر یہ توقعات قائم کر سکتے ہیں کہ وہ بڑی سے بڑی تعداد میں ایسے نوجوان تیار کریگی جو اپنے زور علم اور اپنی قوت بازو سے نکبت و افلاس کی گھٹاؤں کو چیر کر پھینکدینگے، تو ہمیں اُمید کرنی چاہیئے کہ ہمارے اکابر ملت کہ جن میں سے بہت سے تن تنہا اس قابل ہیں کہ جامعہ کی عمارت کا تمام خرچ دیدیں اس طرف ضرور توجہ فرمائیں گے اور غالباً جلد وہ وقت آئیگا کہ اخبار کھولتے ہی ہماری نظر اس قسم کی خبروں پر پڑے کہ فلاں نواب صاحب، فلاں حاجی صاحب، اور فلاں مولانا صاحب نے اپنی حیات ہی میں ایک گرانقدر عطیہ جامعہ ملیہ کو مرحمت فرمایا۔

اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عوام یہ سمجھکر یہ صرف خواص کا کام ہے اسکی طرف سے بے فکر ہو جائیں، جامعہ کو اس وقت تک بھی غرباہی نے چلایا ہے اور چند مستثنیات کے علاوہ آئندہ بھی غرباہی چلائیں گے، وہ قوم کی ملکیت ہے، اور قوم میں جس اکثریت کی تعداد ننانوے فیصدی سے بھی زیادہ ہے وہ غرباہی کی اکثریت ہے حقیقت یہ ہے کہ اس وقت ہمیں ایک ایسا موقع مل رہا ہے کہ اگر چاہیں تو اپنی قوم کا مستقبل درست کر لیں چھپر کو دیوار کے اوپر پہنچانے لئے کنبے کے افراد میں سے ہر ایک کے ہاتھ کی، اور اس ہاتھ کی بھی پوری قوت کی ضرورت ہے۔

جامعہ کی عمارت کا جو نقشہ تجویز ہوا ہے یہ ایک جرمن انجینیر کے کمال فن کا نمونہ ہے۔ کسی دوسری جگہ اس کا فوٹو بلاک سی پرچے میں آپکی نظر سے گذریگا۔

مقالات

طب قدیم اور اسکے نصاب تعلیم کی تنظیم

از فاضل ادیب حکیم مولوی سید محمد یوسف صاحب نیر، بیڑ (دکن)

بیا ور ید گر اینجا بود سخن دانے
غریب شہر سخنہائے گفتنی دارد

آج ہم اس ضروری اور لابدی علم کے نصاب تعلیم کی تنظیم کے متعلق اپنے خیالات پیش کرنا چاہتا ہوں جو تمدن، معاشرت، صحت اور حفاظت کی بارگاہ میں سب سے اعلیٰ، افضل، ارفع بلکہ اشرف العلوم مانا گیا ہو۔

بھلا کون اس بات سے واقف نہیں کہ تمام حیوانات میں انسان ہی وہ ذوالحیات ہے جسکی برتری اور تفوق کا دائرہ ولادت کے بعد ہی وسیع اور وسیع تر ہونے لگتا ہے۔ خواہ ہم اسکی تعلیم و تربیت کا ارادہ کریں یا نہ کریں۔ کیا آپ نے کبھی غور فرمایا ہے کہ بچہ گہوارے میں ہوتا ہے وہ کھلی آنکھوں سے گھور گھور کر گرد و پیش کی چیزوں پر نظر ڈالتا ہے اور جو چیز اُسکے ہاتھ میں آجاتی ہے اُس کو ٹٹولتا، چھوتا اور چوستا ہے اسی طرح ہر ایک آواز کو منہ کھول کر خاص توجہ سے سنتا بھی ہے۔

یہ اُس ہستی کے ابتدائی مدارج ہیں جو بن دیکھے سیاروں کی تحقیقات، حیرت انگیز کلوں کی ایجاد و اختراعات، پُر اعجاز سینماؤں اور ریڈیو میں خوش آہنگ نغموں وغیرہ کی تمام برقی قوتوں کے قابو میں کر لینے کی قدرت کا دیوتا کہلانے کا مستحق ہے۔

معززین، اس علم کو جو ہماری معاشرت و معیشت اور صحت کیلئے ناگزیر ہے ہم علم طب کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور ہم اسکی عظمت اور ضرورت کو اس وجہ سے بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ خلاق عالم نے ہماری آفرینش میں یہ خاص جذبہ ودیعت فرمایا ہے کہ گہوارے کی منزل سے باہر قدم نکالتے ہی حفاظت نفس کی فطری تعلیم کے ہم طالب علم بنیں اور ہماری تعلیم کے نصاب میں افعال الاعضاء (فزیالوجی) انسان کا پہلا سبق ہو۔

معززین، شیر خوار بچہ جب انا کی گود میں ہوتا ہے اور چلنے پھرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اجنبی کو دیکھ کر منہ چھپا لیتا ہے اور رونے لگتا ہے اسلئے کہ فطرت سے حفاظت نفس کا سبق اس نے حاصل کیا ہے اور وہ اپنے ننھے منے اعضا سے حفاظتِ نفس کا کام امکان بھر لینے کی کوشش کرتا ہے اور جب بچہ پاؤں چلنے لگتا ہے تو کسی چونکا دینے والی آواز سے یا نظارے سے یا کسی اجنبی کتے کے پاس آنے سے وہ خوف کھاتا ہے اور اپنی ماں یا انا کی طرف دوڑ جاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عقل حیوانی نے اور زیادہ ترقی کی ہے اور حفاظت نفس کا کام یا اسکی ذمہ داری زیادہ بڑھ گئی ہے اُسکے بعد افعال الاعضاء کے لائحہ عمل میں فطرت کی دلچسپیاں یوماً فیوماً بڑھتی جاتی ہیں۔ بچہ ہر گھڑی اسکو حاصل کرنے میں مصروف رہتا ہے کہ "اپنے جسم کو کیونکر سنبھالنا چاہیئے" "اپنی حرکات کو کس طرح قابو میں رکھنا چاہیئے" "صدمے اور ٹکر سے کیونکر بچنا چاہیئے" "کونسی چیزیں سخت ہیں جن سے چوٹ لگ جاتی ہے" کونسی چیزیں بھاری ہیں اور گرنے سے کسی عضو کو تکلیف دیتی ہیں، کونسی چیزیں جسم کا بوجھ سہار سکتی ہیں اور کونسی نہیں سہار سکتیں، آگ، آلات حرب، تلوار اور زہر، ہر ایک مضرت رساں چیز بچے کو دشمن نظر آنے لگتی ہے اور موت یا حادثے سے بچنے کے لئے اس قسم کی مفید معلومات حاصل کرتا رہتا ہے۔

معززین! اسکے بعد بچے کی قوتیں گھر کی چہار دیواری سے باہر نکلکر دوڑنے، اچھلنے، کودنے، درختوں پر چڑھنے، تالابوں اور ندیوں وغیرہ میں تیرنے زور آزمائی اور ہنرمندی کے کرتبوں میں شریک ہوکر مسابقت کرنے میں صرف ہوتی ہیں یہ وہ وقت ہے جبکہ قوت متحرکہ تیز ہو جاتی ہے اور قوت فیصلہ سرعت کیساتھ اپنا عمل کرنے لگتی ہے جسکا منشا یہ ہوتا ہے کہ آس پاس کی اشیاء اور حرکات

کے درمیان جسم کو کیونکر محفوظ رکھنا چاہیئے اور بڑے بڑے خطروں کے وقت کس ہوشمندی اور ہمت کیساتھ مقابلہ کرنیکی ضرورت ہے۔ مختصر یہ کہ ان تمام فطری تعلیم و تربیت کے شعبوں میں افعال الاعضاء کے مظاہرے ہمارے سامنے موجود ہیں اور ہم میں سے ہر ایک عقل سلیم رکھنے والا کبھی ان مشاہداتِ فطری سے انکار نہیں کر سکتا۔

جب فطرت نے بلاواسطہ حفاظتِ نفس کی خدمتوں میں اس قدر سرگرمی اور دلچسپی لی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم بالواسطہ حفاظت نفس کی چیزوں کو نظرانداز کر دیں اور زندگی یا حیاتِ مستعار کے انمول لمحے اکارت کھونے میں پس و پیش نہ کریں۔

قادرِ مطلق نے آفرینشِ عالم کی غرض و غایت جب انسان کو بنایا ہے تو اسکی رہنمائی کے لئے بے شمار قدرتی رہنما اور وسائل بھی پیدا کر دئے ہیں۔ جنکا نام احساساتِ فطرت ہے اگر ان کے حکموں کی نافرمانی نہ کیجائے، انکو وا ماندہ اور بیکار نہ بنا دیا جائے تو ہم ایک کامل المعاشرت انسان کہلا سکتے ہیں۔

اس دلیل کی بنا پر ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جہاں بلاواسطہ حفاظت نفس کی غرض سے اس قدر احساسات فطرت ہماری رہنمائی کیلئے موجود ہیں وہاں بالواسطہ حفاظت نفس کی ضرورت کے لئے بھی ہمکو علم افعال الاعضاء (فزیالوجی) ہی کے آگے دامن پھیلانے کی حاجت ہے اور یہی فن طب کی پہلی منزل ہے جسکی ہدایت رشیوں اور اقوام کے پیشواؤں نے فرمائی ہے۔

دوستو۔ اگر کسی شخص کو اس بات میں شک ہو کہ کامل معاشرت و صحت کے لئے علم افعال الاعضاء کے اصول سے باخبر ہونا کیسا کچھ ضروری ہے تو اُس کو چاہیئے کہ اپنے چاروں طرف نظر ڈالے اور ماحول کو دیکھے کہ کتنے ادھیڑ یا جوانی سے ڈھلے ہوئے یا جوان اور نوعمر مرد و زن ایسے مل سکتے ہیں جنکو پورا تندرست کہنا صحت کی ازالہ حیثیت عرفی ہے۔ بلاشبہ کبھی کبھار ایسی صورت بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ ہزاروں لاکھوں شخصوں میں ایک دو شخص چاق و چوبند ملسکیں اور عمر زیادہ پا سکیں۔ خاص قسم کی بیماری کسی مرض مختص امراض۔ عام کمزوری اور قبل از وقت ضعیفی کا حملہ نہ ہوا ہو کیونکہ ایسی بیکار مثالیں ساعت بہ ساعت اور دم بدم ہماری نگاہوں کے سامنے موجود ہیں جن کو بلادلیل مان لینا پڑتا ہے۔ اس سمندر کا طوفان روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ حالات کیوں پیش آتے ہیں۔ اسی لئے کہ ہم عموماً علم افعال الاعضاء کی قدرتی رہنمائی کے اشاروں سے ابتدا میں لاپرواہی کرتے ہیں۔ گر ہمیں کچھ بھی واقفیت ہوتی تو امراض کی بلائیں صحت کی مسرت کو یوں پامال کرنے کی جرأت نہ کیا کرتیں۔ اور ہم اپنے اسلاف کی طرح توانا اور تندرست اور طاقتور ہوتے۔

معززین! یہ کیا ہے۔ کہیں گٹھیا کا مرض۔ پانی میں بھیگ جانے اور سرد ہوا لگ جانے یا مرغن غذائیں کھانے اور ورزش نہ کرنے یا اسی قسم کے نتیجہ میں ملتا ہے۔ کہیں گٹھیا کے بخار وں کی وجہ سے جو بدن کے کھلا رکھنے کا انجام ہے قلبی مرض پیدا ہو جاتا ہے، کہیں کثرتِ مطالعہ سے عمر بھر کے لئے آنکھیں خراب ہو جاتی ہیں۔ کہیں کسی کے گھٹنے میں معمولی چوٹ لگ گئی تھی اور باوجود درد اور تکلیف کے چلنا پھرنا ترک نہیں کیا اور ہمیشہ کیلئے لنگڑا ہو بیٹھا۔ کہیں کوئی اختلاج قلب میں مبتلا ہو گیا اس لئے کہ دماغی کام ان ناقابل برداشت حالات میں بھی کرتا رہا۔ کبھی ہم ایک ناقابلِ علاج صدمہ کا ذکر سنتے ہیں کہ زور آزمائی کے ایک احمقانہ کرتب کا نتیجہ ہے، اور کبھی ایک طاقتور شخص کا واقعہ سُنا جاتا ہے کہ خواہ مخواہ بلاضرورت ورزشوں نے عمر بھر کیلئے اسکو بیکار کر دیا ہے، اسلئے ظاہر ہے کہ کمزور ہی نہیں طاقتور بھی غلطیوں اور غفلتوں سے نقصان اُٹھاتے ہیں۔

مختصر یہ کہ معمولی غفلتوں، ناواقفیتوں۔ اور علم الاعضاء سے تھوڑی سی بے اعتنائیوں میں کوئی نہ کوئی مرض آ پچھاڑتا ہے، جسکی تلافی دشوار ہو جاتی ہے، تکلیف۔ افسردہ دلی، وقت اور روپیہ کی بربادی ایسی چیزیں ہیں کہ زندگی بجائے اسکے کہ راحت اور برکت کا موجب ہو وبال اور نکال بنجاتی ہے۔ اور ہم غریب ہندوستان والے دوسری بلاؤں کے ساتھ بیماری کی بلاؤں میں بھی گرفتار ہو جاتے ہیں۔

معززین! اسی لئے وہ علم جو بلاواسطہ یا بالواسطہ حفاظتِ نفس کا ذمہ دار ہے اسکی اوّلیت عظمت، اور ضرورت تمام علوم پر مقدم ہے اور اسی علم کا نام طب ہے۔

اس شریف علم کے ابتدائی نشو و نما کی کڑیاں کچھ ایسی بکھری ہوئی ہیں کہ ہم اسکے تدوین کی زنجیر مسلسل بنانے عقیدت کی

ی کے آگے سر جھکا دیتے ہیں۔ ایشیا مذہب وملت کی روحانیت کا پرستار ہے اُس میں ہر شخص روحانیت کی صداقت کا شیفتہ نظر
ہے اس لیے ہمارا عقیدہ ہے کہ فن طب کا پودا جو آج پھولا پھلا نظر آتا ہے یہ بلا شبہ رشی منی اور روحانی قائدین ملت کی آبیاریوں
کا ثمر ہے۔

اس کے بعد رہنمایان ملت اور بانیان مذہب نے جب ایک پگڈنڈی ڈال دی تو صاحبان فہم و فراست اور دانشوران کیاست
نے اپنے مساعی جمیلہ کو وسیع کیا اور وسیع تر ہو گئے۔

دوستو، یہ فخر صرف ایشیا کو ہی حاصل ہے کہ بعید ترین گذشتہ صدیاں ان کے فنون طب وفلسفہ وغیرہ کو آج بھی اپنے دامن
میں رکھتی ہیں اور ہم اُسکو زمانۂ حال تک اُسی محبت و عقیدت سے پال پوس رہے ہیں۔

آج وہ قوم جو ہماری طبوں کو جاہلانہ طب کہتی ہے اس کا نام ان سائنٹفک رکھتی ہو اور اسکے مٹانے میں حکومت کی چیرہ دستیوں
سے کام لینا اپنا فرض سمجھتی ہو اس قوم کی خدمت میں ہم بلند آہنگ ہیں کہ ذرا ٹھنڈے دل سے تاریخ کی ورق گردانی کرے۔ کیا صدیوں
تک اس نے عربوں کے آگے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا۔ کیا آج سے ڈیڑھ دو صدی قبل تک شیخ بوعلی سینا کو کلید عقل و دانش کا خطاب
دے کر اسکا مشہور قانون صدیوں یورپ کے مدارس طبیہ کی روح رواں نہیں بنایا گیا۔ کیا ابن رشد زکریا رازی اور ابن بیطار کی تصنیفات
کے آگے روبرو مدتوں تک سر نہیں جھکایا گیا۔ اور کیا وہ علوم وفنون کے سمندر جو تہذیب اسلام کے سرچشموں سے جاری ہوئے تھے
ان سے اب تک طب جدید سیراب نہیں ہے۔ یہ سب کچھ صحیح مگر حکومت کی نگاہ کرم ہم پر نہیں ہے۔ اس لئے ہمارے علوم وفنون تقلید ہیں

حضرات۔ اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اہل ہند کے علوم وفنون بھی بہت قدیم تھے اور چرک و سشرت کے کرشمے
اتنے پُرانے ہیں جہاں طب جدید کی دسترس اور رسائی خواب و خیال میں بھی نہیں ہوئی ہے

معززین! امراض کی ماہیت ہر ایک طب میں قدر مشترک رکھتی ہے یہ کبھی نہیں ہو سکتا ہے کہ کبھی ایک ہی مرض میں مختلف طبوں کے
لحاظ سے ماہیت امراض بھی بدلتی رہا کرے۔ مثلاً زکام، بخار، فالج، آتشک وغیرہ ان میں سے جس مرض کو لیجئے اسکی ماہیت
ایک ہی پائی جائیگی، اگر اختلاف ہے تو طریقہ تشخیص اور طرز علاج میں اس کا اظہار ہو سکتا ہے مرض کی ماہیت نہیں بدل سکتی ہے۔

دوستو، آتشک کا نام سنتے ہی ہمارے طبوں کو ان سائنٹفک کہنے والے احباب ہنسیں گے کہ یہ جراثیمی مرض ہے طبیب اور
وید کیسے ہٹ دھرم ہو گئے ہیں کہ اس مرض کی ماہیت سے واقف ہونیکا بھی دعا کرتے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں یہ انکی ہنسی بالکل زہر خند
ہے۔ بلا شبہ علم الجراثیم (بکٹریالوجی) نے آج ایک تناور درخت کی طرح نشو ونما حاصل کر لی ہے لیکن اس کا بیج قدیم طبوں کے ازمنۂ غیر معلوم
میں بویا جا چکا تھا۔ ویدوں کی کتب قدیم میں جہاں امراض کی تقسیم چودہ عنوانات پر کی گئی ہے وہاں "سہج روگ" کی فہرست میں یعنی اُن
امراض میں جو بطور وراثت ماں باپ سے نسلوں میں پھیلتے ہیں آتشک کو خاص اہمیت دی گئی ہے، اسی طرح طب یونانی نے افلاطون
بقراط، اور جالینوس کے زمانوں سے بیشتر امراض متوارثہ اور متعدیہ کی فہرست میں آتشک کو داخل کیا ہے اور پھر لطف یہ کہ ویدوں
اور یونانیوں نے اس مرض آتشک کے علاج میں صریحاً قاتل جراثیم چیزوں کا استعمال کیا ہے جن میں پارہ، گندھک، توتیا اور سنکھیا
وغیرہ شامل ہیں اور ہمارے اس ایک ہی نسخے سے بے شمار آتشک والے شفایاب ہو چکے ہیں۔

نسخہ یہ ہے، رسکپور ایک تولہ، قند شراب یا عرق گلاب یہ آتشہ میں کھول کر کے گائے کے گھی کے ذریعے سے اُڑا لیا جائے اور
روزانہ ایک چاول احتیاط سے کھلایا جائے ایک ہفتے کے اندر گہرے زخم اندمال ہو جاتے ہیں اور اس کا وسیع تجربہ اکثر اطبا کو حاصل ہے لیکن
جو پارہ ہے اور سنکھیا اور اسی قسم کے مرکبات اور سلورسان کے سانچے میں ڈھلکر انجکشن کے پیکر میں آ گیا ہے۔

معززین، ایسے سینکڑوں نسخے ہم پیش کر سکتے ہیں جن سے صدیوں تک دنیا ہولناک بیماریوں سے شفا پا چکی ہے اور آج
بھی شفا پاتی ہے صرف فرق اتنا ہے کہ یہی چیزیں ہیں جو انجکشن کے ذریعے سے فوری خون میں شریک ہو جاتی ہیں لیکن اس مقابلہ
میں نقص یہ ہے کہ آج ہمنے کھرل کرتے اور دواؤں کے سودھنے یا تصعید کرنے میں محنت کی اصل راہوں کو فراموش کر دیا ہے اسکا نتیجہ
یہ نکلا ہو یا نہ ہو ہم ان سائنٹفک کہلاتے ہیں ایسی دواؤں کو صحیح طور پر سودھ کر دیا جائے تو انجکشن کے قریب قریب ان کا عمل

امر مسلمہ ہے اور ویدک میں چندر دودہ مالتی بسنت وغیرہ بغرض انجکشن کا کام دیتی ہے۔

معززین، ہم نے جراثیم کو بار بار مادۂ فاسد کے لفظ سے یاد کیا ہے جبکہ وقت ہماری تحقیقات اس لفظی بحث کے بازیچۂ اطفال میں ہم کو پہنچاتی ہے جہاں جراثیم خود مادۂ فاسد یا عفونت وتخمیر کا نتیجہ ہیں تو ہم اس کھیل کو الفاظ کا گورکھ دھندا سمجھنے پر مائل اور مجبور ہو جاتے ہیں۔ ع

"جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے"

معززین، یہ قدرت کا ایک قانون ہے کہ قوموں کے اقبال اور جاہ وحشمت کی طرح ان کے کمال عظمت اور علم وحکمت کی قسمتیں بھی زیر وزبر ہوتی رہی ہیں اس لئے کہ ان میں سے ایک چیز بھی لازوال نہیں ہے چنانچہ اس دور دورے میں جب کہ آبادورت کا ستارہ اقبال اوج پر تھا ان کے علوم وفنون کا سکہ مصر ویونان کے بازار علم وحکمت میں رائج ہو گیا تھا اور اُن کے فلسفہ وریاضی اور طب کا چلن دنیائے متمدن کی ہر ایک منڈی میں جواہرات سے زیادہ قیمتی تصور کیا جاتا تھا صفحات تاریخ پر ثبت ہے۔

معززین! دور اسلامی نے بھی طب یونانی کی دھندلی سی مشعل کو برقی لیمپ بنا کر عرصہ عالم میں نور پھیلا دیا۔ دمشق، غرناطہ، بغداد اور اندلس وغیرہ میں بڑی بڑی درس گاہوں اور یونیورسٹیوں کے کھنڈر ونکا ہر ذرہ دُنیائے یورپ کے لئے بالخصوص آفتاب تاباں رہا ہے اور یہ انہیں ماہران علوم اہل عرب کی تلامیذ نوازیاں ہیں جن کی بدولت یورپ کی درخشانیاں آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہیں اور آج یہ مثل صادق آرہی ہے۔ ؎

کس نیاموخت علم تیر از من
کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

معززین، ویدک ہو یا یونانی جو یہ جانتا ہو کہ یہ دنیا عالم اسباب ہے۔ اس میں ایک پتہ بھی بغیر سبب کے نہیں ہلتا وہ اس بات سے ضرور بحث کریگا اس لئے کہ ہر مرض بھی بغیر سبب کے پیدا نہیں ہو سکتا اسباب کی تقسیم طب جدید (ڈاکٹری) میں ہمارے ہی مقرر کردہ الفاظ خارجیہ اور داخلیہ سے فرمائی گئی ہے اکسٹرنل (خارجیہ) انٹرنل (داخلیہ) پھر جس طرح طب جدید میں اکسائٹنگ اور پری ڈسپوزنگ کے الفاظ مستعمل ہیں یہ بھی ہمارے سبب واصل اور سبب سابق کا چربہ اتارا گیا ہے طب جدید میکانیکل کازز، فزیکل کازز، کیمیکل کازز وغیرہ جتنے الفاظ اس موجودہ زمانے کیلئے مایۂ فخر بتاتی ہے یہ سب الفاظ صدیوں پہلے اسباب متفرقیہ، اسباب مزاجیہ، اسباب کیمیاویہ کے ناموں سے کتب قدیمہ میں موجود ہیں اور مروج ہیں۔ اسی کے مماثل ویدک میں بھی اسباب خارجی اور داخلی سے بحث کیجاتی ہے

ات تمب پانات بسماسنا پچہ دیوا سیاجاگرنا چرانرد سندھان رذان موترپری سو، یوسچہ سٹربھے پرکاری پر بھوت روگا۔

اسباب مرض کے بعد علامات کی منزل آتی ہے طب جدید نے علامات مرض کی چار قسمیں کی ہیں۔ اولاً فزیکل سائنس علامات طبعیہ جو دیکھنے یا سننے سے معلوم ہو سکتی ہوں ثانیاً پریڈیٹری سمٹمس۔۔۔ تقدمۃ المعرفۃ یا علامات منذرہ جن سے کسی مرض کے حملہ آور ہونے کا پتہ چلتا ہے ثالثاً ڈائیگنوسس علامات مشخصہ جو ایک مرض سے دوسرے میں امتیاز کریں رابعاً تھراپیوٹک یا کانسٹی ٹیوشنل سمٹمس جن کو علامات عامہ یا علامات بدنیہ کہتے ہیں اور جن میں بشرہ، نبض، قارورہ، زبان سے شناخت کرنا وغیرہ وغیرہ شامل ہیں ویدک میں ان چکتسیا علامات کا نام ہے۔

آدو ندان بدھنا بدآدھیات بیادنسیم
تمس سادھم پرکیشتے پسچاد بسک ایاچرت

طب جدید میں علاج کی دو قسمیں بتائی گئی ہیں (۱) امپائریکل ٹریٹمنٹ جسمیں فائدے کی نوعیت اور اثر کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور عطائیوں طرح علاج کے مفید ہونے کا احتمال یقین سے قریب خیال کیا جاتا ہے۔ (۲) ریشنل ٹریٹمنٹ جس میں تاثیر کی کیفیت کا علم ہوتا ہے اور مجہول الحقیقت چیز نہیں ہے۔

ہم طب یونانی کے نام لیوا علاج کو تین قسم میں منقسم کرتے ہیں (۱) علاج بالید کی جسمیں جراحی اور تمام تشریحی عملیات شامل

آنریبل سر عبدالرحیم - کے - سی - ایس - ائی
پریسڈنٹ لیجسلیٹو اسمبلی

جنہوں نے طبیہ کالج دہلی کے گذشتہ جلسہ تقسیم اسناد کی صدارت فرمائی -

جامعہ ملیہ اسلامیہ دھلی کی عمارت کا خاکہ

جس کا سنگ بنیاد یکم مارچ ۱۹۳۵ء کو اوکھلا (دھلی) میں رکھا گیا ہے
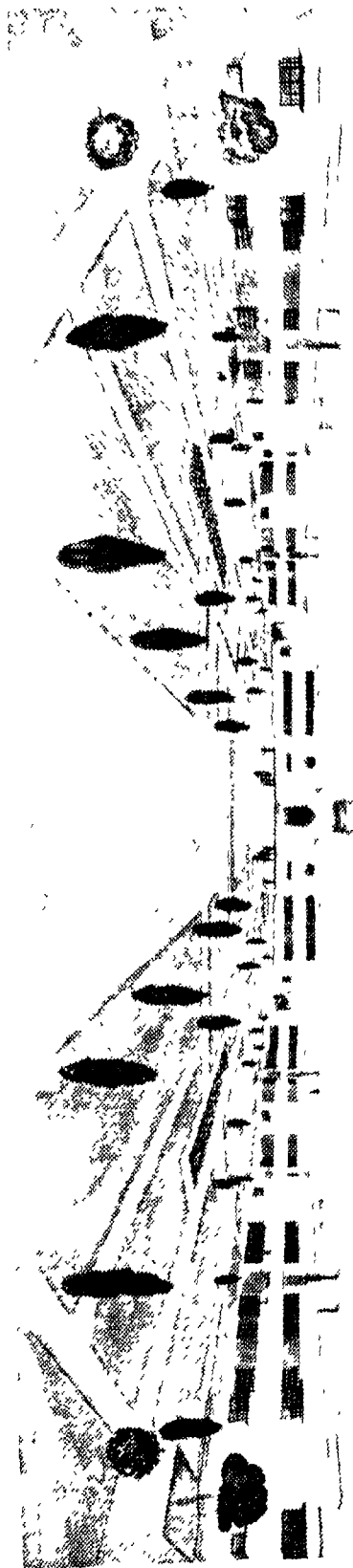
ہیں اور بدقسمتی نے جس کو ہم سے بالکلیہ چھین کر یہ سرمایہ اغیار کو سپرد کر کے مالک قسمت بنا دیا ہے حالانکہ علامہ رازی کی کتابوں میں جراحی کے آلات تک کی تصویریں بھی دی ہیں جو شائع ہو چکی ہیں۔

(۲) دوسرا طریقہ علاج بالدوا جس کے متعلق ہم آج بھی بلند آہنگ ہیں ؎

ہمارے اوج علم الادویہ کو چھو نہیں سکتے
وہ سیارے جنہیں اس دور میں ہے شان یکتائی

مگر بدقسمتی سے آج کوئی بھی دولت فارماکوپیا کو دیکھے جو ہماری دواؤں سے بھری پڑی ہے اور محض اس لئے کہ ہم اپنی دواؤں کے جواہر عاملہ سے بے خبر ہو گئے ہیں اُن پر اغیار نے اپنا قبضہ جما لیا ہے اور ہمارے ہی شاگرد ہم کو آج ان سائنٹفک کہنے لگے ہیں۔ ؏

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(۳) علاج کی تیسری قسم علاج بالتدبیر ہے جو ہمارے یہاں غذاؤں اور ہواؤں کے تغیرات وغیرہ سے کیا جاتا ہے اور تمام اصول حفظ صحت سے اس طریقہ علاج میں امداد لیجاتی ہے۔

معززین اس بحث کو مختصر طور پر میں نے اس لئے پیش کیا ہے کہ طب جدید ہمارے ہی بگڑے ہوئے قوام کا ایک نو آئین مجسمہ ہے اور حکومت کی سرپرستیوں نے اگرچہ اس کی تقویم میں دولت کے سمندر بہا دیئے ہیں تب بھی ہماری دُکھیاری طبیں ان کے ساتھ لڑکھتی چلی جا رہی ہیں اور اس ریس میں یہ بھی دیکھا جا رہا ہے کہ بارہا طب جدید کے قدم ڈگمگا گئے۔ مریض لاعلاج قرار پا گیا لیکن یونانی یا ویدک نے ہاتھ پکڑ کر سنبھالا اور انہی دیسی علاجوں سے آج بھی بے شمار بیمار چنگے بھلے ہو رہے ہیں یہ تفاخر اور تعلی کی بات نہیں ہے بلکہ وہ حقیقت ہے جو خدائے برتر نے خود میرے اور میرے بھائیوں کے ہاتھوں پر اکثر روز روشن کی طرح آشکارا فرمائی ہے

معززین! ہمارے ملک میں اس وقت تین قسم کی طبوں کا چرچا ہے (۱) ایلوپیتھک یعنی ڈاکٹری (۲) ویدک (۳) اور طب یونانی جو حقیقتاً خالص طب اسلامی ہے۔ لاابالی بان یعاتبنی کلہم۔ تینوں کی کوتاہیوں پر مجھے مختصر تبصرہ کرنا مناسب معلوم ہوا مجھے اس کی کچھ پروا نہیں ہے اگر تینوں گروہ میری اس تنقید کو الحق مر تصور فرمائیں کیونکہ سچائی خواہ کتنی ہی کڑوی کیوں نہ ہو اس کا ذائقہ چکھانا غیر ضروری نہیں اندرا اُن کا جلاب بعض بیماریوں میں ایک واحد علاج ہوتا ہے ان وجوہ نے مجبور کیا ہے پہلے ایلوپیتھک کی مجبوریاں اور اس کے نقص کیمل کی خامیاں پیش کروں۔ ڈاکٹری کی سب سے اعلیٰ مجرب اور مشہور مسلمہ دوا کونین ہے۔ اس دوا کا پہلا تجربہ اہل یورپ پر ہوا جو بارد ملک کی پیداوار جن میں چربی اور رطوبات کی بہتات ہے اور جنکے ملک کی برف باری اور کہرنے برودت اور رطوبت کے سوتے اُن کے مسامات کی گہرائیوں تک بہا دیئے ہیں کبھی کوتاہی نہیں کی اسوجہ سے شاید کونین ان کو سراسر مفید ہے اس تند و خشک دوا کا اثر قاتل جراثیم اور مہلک ملیریا ہونے کے اعتبار سے اہل ہند پر اگرچہ بالکل مماثل مانا گیا ہے مگر وہ خاص نقصان جو بیوست عامہ، کانوں میں طنین و دوی اور دماغی بے چینی کا ایک مشاہدہ عیاں ہے وہ فیصدی پچاسی ہندوستانیوں کے لئے نیا مرض بنا ہے۔ یہ کیوں، اس لئے کہ بطور قیاس مع الفارق ہم کو بھی کونین کی تیز و تند تاثیر کا آماجگاہ بنا دیا گیا ہے۔ اور مزاجوں کے تفاوت اور تناسب کی طرف مطلقاً اعتنا نہیں کیا گیا اور اس شور انگیز نقص کی اصلاح نہیں کی گئی جو دماغوں کو بیکار اور کانوں میں بھنبھناہٹ کا آزار پیدا کر کے بخار کے بیمار کو ایک نئے مرض میں گرفتار کر دیتا ہے۔

معززین! یہ نقص نتیجہ ہے ناقص تعلیم کا جو مزاجوں کے موازنے سے قاصر ہے اور جس نے امزجہ کی تقسیم کو نظرانداز کر دیا ہے حالانکہ کی آب و ہوا، موسموں۔ اور اسنات عمر وغیرہ وغیرہ کے قائل ہیں، ان کو نظرانداز کر کے تقلید بالغ نظری سے بعید ہے ہم امزجہ کے ساتھ کاش ڈاکٹری تشخیص کے ان ضرورتوں کے ساتھ علم القیاس کو پھر اپنے ہاتھ میں لے۔

حضرات! فن علاج ایک سائنس ہے اور فن جراحی ایک آرٹ ہے جراحی کے لئے لہٰذا اگر مناسب ہو تو بہت زیادہ مشق کی ضرورت نہیں ہوتی جس طرح ایک مصور کا قلم، خوشنویس کا طغرا۔ اور نقاش کے نقش و نگار ہاتھ کا کھیل ہیں اور علاج کے لئے دماغی کاوشوں اور عقلی کوششوں کے نتائج کی سخت ضرورت ہوتی ہے یہی چیز ہے جو ہمارے ڈاکٹر صاحبان اور ڈاکٹری کے لئے بہت زیادہ توجہ کی قابل ہے اور اسی قسم کی بہت سی چیزیں ہیں جن پر ہمارے دوست ڈاکٹروں کو توجہ فرمانے کی ضرورت ہے۔

معززین! اپنی بنائی دوائیں انجکشن کی نلکیاں۔ اور لکھی ہوئی ہدایتوں کے مطابق تجربہ کاریاں حقیقی علاج کے لئے مانا کہ فائدہ بھی ہوجائے تب بھی کام کی چیزیں نہیں ہیں جب تک یہ علم نہ ہو کہ دوا کن اجزا سے بنائی گئی ہے۔ کیونکر بنائی گئی ہے جن لوگوں پر عمل کیا جا رہا ہے ان کا مزاج اور انکا ماحول تمام حالات کی صورتیں کیا ہیں اسی لئے ان اہل فن کی قابلیت اور فن کے مکمل ہونے میں گوناگوں شبہات موجود ہیں جن کی موشگافیاں ہم کو غیر مطمئن کر سکتی ہیں، اور جب ہم رات دن دیکھ رہے ہیں کہ تجارتی سمندر کے بہاؤ میں سینکڑوں دوائیں ہم پر تجربہ کیجاتی ہیں، اور تجربہ کرنے والے بجز تقلید کے یہ بھی نہیں جانتے کہ اس لایعنی پیداوار کی فہرست میں جو کچھ درج ہے کہاں تک صحیح ہے کیونکہ یہ تو صرف ایک بالغیب کی صوت ہی پھر تایئے تو ہم اپنے اعتماد کی لغزشوں کو کہاں تک سنبھالیں کہ اے مخزر وزگار ڈاکٹر صاحبان آپ جس ملک میں پیدا ہوئے ہیں جو آپ کا مرز بوم ہے جہاں آپ کے باپ دادا اور اسلاف نے اپنی صحت کے کھیل آپ سے کہیں بہتر اور زیادہ کھیلے تھے، وہ آپ سے طاقتور تھے، تنومند تھے، بہادر تھے باہمت تھے اور سبھی کچھ تھے تو پھر کس لئے انکا نقش قدم چھوڑ دیا ہے، اور کیا آپ کا یہ فرض نہیں ہے کہ ملک کی دواؤں کی تائید فرمائیں، میری رائے میں ہمارے ملک کے ڈاکٹروں کا فرض یہ ہونا چاہیئے کہ اپنے علوم جدیدہ سے ملک کو اس طرح فائدہ پہونچائیں کہ گھر کے علوم بھی توجہ سے حاصل کریں اور "خذ ما صفا ودع ما کدر" عمدہ باتیں تحقیقات جدیدہ سے چن لیں۔ تاکہ قدرت نے نگارخانۂ ہند میں جو بیشمار بوٹیاں پیدا کی ہیں اور طب قدیم نے جو ارزاں ترین طریقۂ علاج ابنائے ملک کے مزاجوں کے مطابق قائم کئے ہیں وہ کہیں بالکل رائیگاں نہ ہوجائیں اور دوسرے ملک والوں کی تقلید میں ان سائنٹفک کہلا کر آپ کے بزرگوں کے علم وفن اور عظمت کو بٹہ نہ لگے۔ کیونکہ سپوت اولاد کا فرض اولین یہی ہے۔

معززین! ویدک میں بھی آپ اپ ٹو ڈیٹ ہونیکا سوال پیش کیا جائے تو بعض چیزیں بہت کچھ قابل اصلاح اور لائق اعتراض اور ناقابل فہم بلکہ مافوق العقل ہیں میرے محترم دوستوں اور نامور ویدوں میں اگر کوئی صاحب حامی بھریں تو ان کو کسی خاص طبی جریدے میں پیش کر کے متوجہ کر سکتا ہوں جو ایک حد تک تحقیقاتِ فن ہوگی ورنہ دشمنی یا مخالفت اور خلاف صداقت چلنا میرا مسلک نہیں ہے کیونکہ جس فن کا ماحصل صحت اور جان بچانا ہو اس کو مخالفت کا اکھاڑا بنا دینا عقل وفراست سے دور ہے اور ہر عقلمند کا فرض ہے کہ اپنے ملک اپنے علوم وفنون اور اپنی زندگی محبت، اتفاق، اور انسانیت کا سرچشمہ بنائے جنگ وجدال، ہٹ اور ضد جہالت کا کرشمہ ہے اور جہالت ہی انسانیت کے پاک چشموں کو گندا کرتی رہی ہے

(باقی)

حمّیٰ معویہ
موتی جھرہ ٹیفوڈس

از جناب حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب دہلی

گذشتہ سے پیوستہ

حمّیٰ معویہ کی مختلف حالتیں

حمی معویہ کے حالات اس قدر مختلف ہیں، اور اتنی صورتوں میں یہ نمودار ہوتا ہے کہ شاید چند ہی امراض اس بارہ میں اسکا مقابلہ کر سکیں۔

حمی معویہ کی خصوصی میعاد اگرچہ تین ہفتہ ہے۔ لیکن گاہے یہ کوتاہ ہو کر دس روز میں ختم ہو جاتا ہے، اور گاہے دراز ہو کر پانچ چھ ہفتہ تک چلا جاتا ہے۔

اسی طرح بعض اوقات اسکے چھوٹے چھوٹے حملے صاف طور پر بتاتے ہیں کہ یہ حمی معویہ کے ہلکے اور نامکمل حملے ہیں، لیکن اس خفت کے باوجود نکس اور اعادۂ مرض ہو جاتا ہے، اور اس نئے بخار کی میعاد اور حالات پورے طور پر پہلے بخار کے مانند ہوتے ہیں۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ حمی معویہ کی حرارت اگرچہ اسی طرح گھٹتی ہے جس طرح حمی معویہ کی علامات میں بتایا گیا ہے لیکن اس کے بعد طبعی درجہ تک پہونچنے سے پہلے آٹھ دس روز تک حمی مفترہ کی صورت پر قائم رہجاتی ہے یعنی آٹھ دس روز تک حرارت صبح کے وقت ۱۰۰، اور شام کیوقت ۱۰۲ رہتی ہے، جس سے بخار پانچ ہفتہ تک طول کھینچتا ہے، لیکن اس طول مدت کے باوجود مریض روز بروز پہلے سے افاقہ محسوس کرتا ہے، اور شدید عوارض سے خالی ہوتا ہے۔

بعض حالات میں بخار کی درازی دوسرے ہفتہ کی تیز حرارت کے تسلسل کے مطابق ہوتی ہے، یعنی دوسرے ہفتہ کی تیز حرارت جسقدر زیادہ عرصہ تک قائم رہتی ہے، اسی قدر بخار کی مدت دراز ہو جاتی ہے، اور اس قسم کے بخار عموماً زیادہ شدید اور خطرناک ہوتے ہیں۔

بعض حالات میں یہ مرض اتنا ہلکا ہوتا ہے کہ مریض اپنے معمولی کام کاج کرتا رہتا، اور کاروبار جاری رکھتا ہے، اور بستر مرض پر دراز ہونے کیلئے مجبور نہیں ہوتا۔ اسی حالت میں بعض اوقات غذا میں کوئی بے قاعدگی ہو جاتی ہے، یا لاعلمی کی حالت میں ملینات و مسہلات کا استعمال کرا دیا جاتا ہے جس سے یہ خفیف صورت مہلک صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ آنتوں میں چھید ہو جاتا ہے۔ اور اسی میں مریض کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے خفیف بخار کو جنمیں عام علامتیں بہت ہی ہلکی ہوتی ہیں، لیکن انکے خطرناک انجام کا امکان ہوتا ہے، حمی سیرہ کہا جاتا ہے (سیر = چلنا پھرنا)

حمی معویہ کی ایک قسم ارتعاشیہ اور دوسری قسم ضعیفہ بھی بیان کیجاتی ہے۔ پہلی قسم میں مریض کے بدن میں کپکپی ہوتی ہے، اور دوسری قسم میں غیر معمولی طور پر ضعف ہوتا ہے۔ لیکن یہ الفاظ بعض علامات کے غلبہ کو بتاتے ہیں۔ جو بعض حالات میں رونما ہو جاتے ہیں۔

شاذ و نادر طور پر حمی معویہ کی قسم نزیفی واقع ہوتی ہے، جس میں جلد پر ارغوانی رنگ کے دھبے ہو جاتے ہیں، اغشیۂ مخاطیہ سے بھی

خون لاحق ہوتا ہے نکسیر پھوٹ پڑتی ہے، نفث الدم اور قے الدم عارض ہوتا ہے، عضلات اور اندرونی احشاء میں جریان خون واقع ہوتا ہے۔

حمی معویہ بچوں میں عموماً ہلکا ہوا کرتا ہے، اور عموماً اس کی مدت بھی چھوٹی ہوتی ہے۔ ان کی آنتوں میں بمقابلہ جوانوں کے آفات کمزور ہوتی ہیں۔ حرارت کی تقضیر یعنی حرارت کا صبح و شام اترنا اور چڑھنا، جو اس مرض کے نصف اخیر میں واقع ہوتا ہے، وہ بچوں میں زیادہ نمایاں اور واضح ہوتی ہے۔ چنانچہ پہلے جس بخار کا حمی مفترۃ الطفال کے نام سے قدیم مؤلفین نے ذکر کیا ہے وہ در اصل حمی معویہ ہے۔

زیادہ عمر لوگوں میں بھی جلدی داغ دھبے یا دانے کم نمودار ہوتے ہیں، اور طحال بھی عموماً نہیں بڑھتی ہے لیکن بڈھوں کے قوی چونکہ کمزور ہوتے ہیں، اور دوران خون ضعیف ہوتا ہے، اس لئے اکثر اوقات ان پھیپھڑے کے قاعدہ میں اجتماع خون اور ذات الریہ ہو جاتا ہے۔ اور عموماً ضعف قلب کی وجہ سے دوران خون رک جاتا ہے۔ جس سے موت لاحق ہو جاتی ہے۔

اسی ذیل میں بعض لوگوں نے ایک عجیب و غریب قسم کا ذکر کیا ہے جس میں بخار نہیں ہوتا ہے، لیکن اس مرض کی چند دوسری علامتیں پائی جاتی ہیں، اسی وجہ سے اس کو معویہ بلا حرارت کہتے ہیں۔ یہ قسم نہایت کمزور لوگوں میں لاحق ہوتی ہے، یا ایسے لوگوں میں جو محنت و مشقت کی زیادتی سے نڈھال اور کمزور ہو جاتے ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جو حاملہ عورتیں اس مرض میں مبتلا ہوتی ہیں، ان میں سے پچاس سے ستر فی صدی کا حمل ساقط ہو جاتا ہے اور عموماً جنین شکم مادر کے اندر مر جاتا ہے۔ اور اگر قسمت سے جنین پیٹ کے اندر نہ مرے تو پیدا ہونے کے بعد اکثر حمی معویہ میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ لیکن زچہ میں اس کا نتیجہ ہمیشہ خطرناک نہیں ہوتا۔

بعض محققین کا قول ہے کہ پرانے شرابیوں میں بھی یہ بخار اکثر خطرناک ہوتا ہے۔

اگر مریض پہلے سے مرض سل میں مبتلا ہو تو اس مرض سے ضعف بہت بڑھ جاتا ہے۔

امراض متشابہہ اور تشخیص

ایسے امراض بکثرت ہیں، جو حمی معویہ سے التباس و اشتباہ رکھتے ہیں، جس کے دو وجوہ ہیں۔ اول تو اس کی قسمیں بہت مختلف ہیں، دوئم ایسا بارہا ہوتا ہے کہ اس کی خصوصی علامتیں غائب ہوتی ہیں۔ باقاعدہ طور پر نمودار ہوتی ہیں لیکن مختصراً بتایا جا سکتا ہے کہ حمی معویہ میں مندرجہ ذیل علامتیں عموماً پائی جاتی ہیں، جو حمی معویہ پر زیادہ دلالت کرتی ہیں ——— دوام حمی ——— دانے یا دھبے ——— عظم طحال۔

ابتدائی درجات ——— میں حمی معویہ کو ان بخاروں سے جن میں دانے نکلا کرتے ہیں (حمیات حصفیہ طفحیہ) اس مرض کے مخصوص دانوں کی وجہ سے تشخیص کرنا آسان ہے حمی بذانیہ، چیچک، اور حمی قرمزیہ میں پانچویں دن بعض اوقات دانے نمودار ہو جاتے لیکن حمی معویہ کے دانے یا دھبے اسکے بعد نکلا کرتے ہیں، جو تشخیص کی تعیین میں مدد دیتے ہیں۔

اگر اس مرض کے ساتھ جوڑوں میں سخت درد ہو۔ تو اس کا اشتباہ گٹھیے کے بخار (حمی حدریہ) سے ہو سکتا ہے، لیکن بخار کا طول اور جوڑوں میں مقامی طور پر کسی آفت کا نہ ہونا، حمی معویہ کو گٹھیا سے مشخص کر دے گا۔

انف الغزہ کی آجکل بڑی کثرت ہے، اور حمی معویہ سے اسکا اشتباہ بہت ہوا کرتا ہے۔ انف الغزہ اگرچہ عموماً بہت جلد اور تیزی کیساتھ ضعف پیدا کرتا ہے لیکن اسکی صورتیں اسقدر مختلف ہیں کہ جب کوئی مرض درد سر، درد پشت، اور بخار کیساتھ شروع ہوتا ہے تو تقریباً ہمیشہ اس پر انف الغزہ ہونے کا شبہ گزر سکتا، اور اس کو انف الغزہ سمجھا جا سکتا ہے۔ ایسی حالت میں مندرجہ ذیل امور سے تشخیص میں مدد لینی چاہیئے۔ جب حمی معویہ ہوتا ہے تو حرارت اپنی شدت پر قائم رہتی ہے یا اور بھی بڑھ جاتی ہے، اور چند روز کے بعد جلد ہی تشخیص کے تیقن کو دوسری چیزیں بڑھا دیتی ہیں، مثلاً چند روز کے دست جاری ہو جاتے ہیں، تلی بڑھ جاتی ہے، یا مخصوص دانے اور دھبے نمودار ہو جاتے ہیں بعض لوگوں نے تشخیص کی امداد کیلئے یہ بھی بتایا ہے کہ ہر

ابتدائی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ مرارہ کے مقام کو اگر چھوا جائے، تو وہ مقام دکھتا ہے، اور شکم کے دائیں قسم شراسیفی کے مقام میں عضلات تنے ہوئے ہوتے ہیں لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں علامتیں محض اسوقت پیدا ہوتی ہیں، جبکہ ان مقامات میں ورم و التہاب لاحق ہو جاتا ہے۔

درجات مابعد —— چونکہ درجات مابعد میں حمی معویہ کی جو نمایاں علامتیں نمودار ہوتی ہیں، وہ سر، سینہ یا شکم سے تعلق رکھتی ہیں، اسلئے ان درجات میں یہ مرض انہی علامات کے مطابق اعضاء مذکورہ کے مختلف امراض سے تشابہ رکھتا ہے۔

چنانچہ حمی معویہ کا دردِ سر، جو شروع میں لاحق ہوتا ہے، اور ہذیان جو دردِ سر کے بعد عارض ہوتا ہے بعض اوقات سرسام غشائی پر دلالت کرتا ہے۔ اور ان دونوں امراض میں التباس ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات ان دونوں امراض میں اتنا تشابہ و تماثل ہو جاتا ہے کہ ابتداءً دونوں کے درمیان تمیز کرنا محال ہو جاتا ہے، اور تشخیص کیلئے درجات مابعد کا انتظام کرنا پڑتا ہے جنمیں ان امراض کی اپنی اپنی علامتیں واضح اور صاف ہو جاتی ہیں مثلاً سرسام غشائی میں التہاب عصبہ باصرہ یا استرخار مقامی (فالج مقامی)، حول یا تشنج، قبض شکم اور پیٹ کا پشت سے جالگنا وغیرہ واضح ہو جاتا ہے، اور حمی معویہ میں شکم کی علامتیں (دست، نفخ وغیرہ) نمودار ہو جاتی ہیں، یا مخصوص دانے یا دھبے ظاہر ہو جاتے ہیں علاوہ ازیں حمی معویہ میں ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ دردِ سر دس روز سے زیادہ عرصہ تک قائم رہے۔

جب حمی معویہ میں سینہ کی علامتیں غالب ہوتی ہیں، تو ہوتا ہے اس مرض کا اشتباہ سل حادسے ہو سکتا ہے۔ مگر سل حاد میں بخار حمی مفترہ کی صورت میں ہوتا ہے اور بعض اوقات شام کی حرارت سے صبح کی حرارت زیادہ ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں سینہ کے امتحان سے اصوات قرقعیہ سنائی دیتی ہیں۔

شکم کے جو امراض حمی معویہ سے بہت زیادہ تشابہ رکھتے ہیں، وہ ورم صفاق سلی اور ورم زائدہ ہیں۔ تیز بخار کا ہونا، شکم کا پھولجانا اور شکم میں درد کا ہونا، یہ ساری باتیں ان دونوں امراض میں ہو سکتی ہیں۔ علاوہ ازیں ورم صفاق میں بعض اوقات تقرح کی وجہ سے دست بھی آتے ہیں جنکا رنگ زرد ہوتا ہے، ان دونوں امراض کی تشخیص حمی معویہ سے اسطرح کیجاتی ہے کہ ورم زائدہ میں زائدہ میں شکم کا درد ایک محدود مقام میں ہوتا ہے، نیز اسمیں لرزہ اور قے کی شکایت ہوتی ہے جو عام طور پر معویہ میں نہیں ہوتی لیکن بعض اوقات یہ دونوں باتیں حمی معویہ میں پائی جاتی ہیں اور اسکے برعکس ورم زائدہ میں مقامی ورم حاد کی یہ کثیر الوقوع علامتیں غائب ہوتی ہیں۔

تقیح دم اور تعفن دم کے ساتھ جب شکم کے دوسرے مقامات میں پھوڑے ہوتے ہیں یا پیپ ہوتی ہے، مثلاً جگر میں پھوڑا ہوتا ہے، یا گردے کے غلاف میں ورم ہوتا ہے تو بعض اوقات حمی معویہ میں اور ان میں تشابہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح باب الکبد کے ورم و تقیح جیسے مرض شاذ کو بھی فراموش نہ کرنا چاہیئے، جس کے ساتھ جگر کے ماؤف ہونے کی علامت گاہے بہت ہی قلیل یا معدوم ہوتی ہے ان تمام حالات میں دیگر علامات فارقہ کے علاوہ اکثر اوقات خون کے سفید دانوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔

ورم بطانہ قلب، خواہ اس کی قسم عفونی ہو، یا خبیث، اکثر اوقات حمی معویہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ورم بطانہ کو مندرجہ ذیل علامات سے متشخص کیا جا سکتا ہے۔ یعنی اس میں قلب کے افعال و حرکات بے قاعدہ ہو جاتے ہیں، جلد کے نیچے جریان خون ہوتا ہے، یا انسداد عروق کی علامتیں پائی جاتی ہیں، مثلاً ہاتھ یا پاؤں کی شریان کی حرکت نبضیہ غائب ہوتی ہے پیشاب میں رطوبت بیضیہ بکثرت خارج ہوتی ہے طبقہ شبکیہ میں جریان خون ہوتا ہے، بعض اوقات لرزہ بھی پایا جاتا ہے۔ اور بخار کی حرارت میں بھی نمایاں تغیر ہوتی ہے۔

تشریح مرضی

حمی معویہ میں اصلی اور بنیادی آفت چھوٹی آنتوں میں ہوتی ہے یعنی ان کی گلٹیاں جن کے نام غدود وحیدہ اور غدد مجتمعہ ہیں، انصباب مادہ سے ماؤف و متورم ہو جاتی ہیں غدد مجتمعہ میں سے اگر کسی ایک کا غدہ اس وقت معائنہ کیا جائے تو یہ آنت کی سطح سے ایک یا دو خط کے برابر ابھری ہوئی نظر آئے گی۔ اس کا رنگ بھورا یا گلابی ہوگا، لیکن اس کے اردگرد کی غشا مخاطی اپنے طبعی رنگ پر قائم ہوگی کچھ مدت کے بعد غشا مخاطی میں اوپر اور نیچے کی طرف یعنی سطح اور گہرائی کی طرف اس کے اثرات بڑھتے ہیں، مواد کا انصباب ہوتا ہے، اور غدہ مذکور کا حجم بڑا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس وقت ان غدد کا رنگ ملائی جیسا سفید ہو جاتا ہے۔ اور تقریباً دسویں دن یا کچھ بعد یہ متقرح ہونے لگتی ہیں۔

یا ان میں تاکل شروع ہو جاتا ہے، تاکل غدہ کی دو صورتیں ہیں، گاہے یہ عمل تدریجاً وقوع پذیر ہوتا ہے چنانچہ اسوقت ابتداءً محض ایک سطحی خراش (دیج) کی صورت نظر آتی ہے جو سطح امعاء کے کسی ایک مقام ہوتی ہے پھر یہی خراش بتدریج گہری ہوتی چلی جاتی ہے حتیٰ کہ غدہ مذکور کا بیشتر حصہ گل کر الگ ہو جاتی ہے اور گاہے پورا غدہ بیک وقت گل جاتا ہے جب تک گلا ہوا حصہ آنتوں کے ساتھ چپکا رہتا ہے، عموماً اس وقت صفرا کے رنگ سے رنگین ہو کر زرد ہو جاتا ہے الغرض اس طرح گلتے گلتے آنت کا طبقہ عضیلہ اور اس کے بعد طبقہ صفاقیہ (طبقہ مائیہ) کھل جاتا اور زخم کے اندر نظر آتا ہے اور جب یہی عمل جاری رہتا ہے تو آخر کار شکم کا پردہ صفاق، جو آنتوں پر باہر سے محیط ہے، گل جاتا، یا متقرح ہو جاتا، یا پھٹ جاتا ہے اور اس سوراخ کی راہ مائی الامعاء (براز وغیرہ) جوف صفاق میں داخل ہو جاتا ہے اور وہاں پہونچکر شدید قسم کا ورم صفاق پیدا کردیتا ہے۔

تقرح امعاء کا یہ درجہ عموماً تیسرے حصہ کا کچھ حصہ لیتا ہے، اور اگر حالات مرض اچھے ہوں، تو اس ہفتہ کے آخیر اندمال شروع ہو جاتا ہے یہ اندمال بصورت ندبہ (خشکریشہ) ہوتا ہے یعنی زخم پر کھرنڈ جمتا ہے——— یہ بھی واضح ہو کہ تقرح کا ہمیشہ واقع ہونا ضروری نہیں ہے اس مرض کی ہلکی صورتوں میں تقرح وغیرہ کے بغیر ورم مذکور دور ہو جاتا ہے۔

یہ گلٹیاں کتنی تعداد میں ماؤف ہوتی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ امر متعین نہیں ہے۔ بلکہ مختلف صورتوں میں بہت زیادہ کمی و بیشی واقع ہوتی ہے، اسی کے ساتھ یہ امر بھی منکشف ہونا چاہیئے کہ جن حالات میں شدت سے اسہال جاری ہوتے ہیں گو اُن کے ساتھ عموماً آنتوں کے اندر وسیع پیمانہ پر ورم والتہاب موجود ہوتا ہے، مگر یہ ہمیشہ لازمی اور ضروری نہیں کہ علامات کی شدت اور تقرح کی وسعت میں وہی تناسب قائم رہے بعض اوقات علامات کافی شدید ہوتی ہیں، مگر آنتوں میں ورم اور تقرح بہت ہی کم وسعت کے ساتھ ہوتا ہے، پہلے پہل وہ غدد مجتمعہ مبتلائے آفت ہوتی ہیں، جو صمام لفائفی اعوری کے پاس واقع ہیں، اسکے بعد عمل اوپر کیطرف بڑھتا ہے معاء لفائفی کے زیرین سرے میں جو غدد وحیدہ پائی جاتی ہیں ان میں بھی اسی قسم کے تغیرات پیدا ہوتے ہیں اور بعض صورتوں میں بڑی آنتوں کی عموماً اور اور امعائے اعور کی خصوصاً گلٹیاں (غدد مائیہ) متورم اور متقرح ہو جاتی ہیں، اور آنتوں کی ان جاذب اور مائی ساختوں کے ساتھ غدد ماساریقیہ (معویہ) بھی ملتہب ہو جاتی ہیں۔ یعنی یہ بڑھ جاتی ہیں، انکا رنگ گلابی، سُرخ، یا ارغوانی ہو جاتا ہے اور ان میں وہی تغیرات لاحق ہوتے ہیں جو غدد مجتمعہ بتائے گئے ہیں بعض اوقات غدد ماساریقیہ نرم ہو جاتی ہیں اور ایک زیادہ مقام پر پیپ جیسی رطوبت جمع ہو جاتی ہے جو شاذ و نادر صورتوں صفاق کے اندر پھوٹ پڑتی ہے۔ لیکن بعض اوقات ان گلٹیوں میں جبنیت آجاتی ہے یعنی یہ پنیر جیسے مادّہ میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور بعض اوقات یہ متحجر ہو کر رہ جاتی ہیں۔

حمی معویہ کی ایسی مثالیں بہت ہی شاذ اور مستثنیات میں سے ہیں، کہ باوجود شدید اور مہلک ہونے کے آنتوں کے اندر کسی قسم کی آفت نہ پائی جائے۔

طحال عموماً اس مرض میں بڑھ جاتی ہے اس کا رنگ زیادہ گہرا ہو جاتا ہے، اور مرض کے اواخر میں نرم ہو جاتی ہے۔

جگر میں بھی عموماً اجتماع خون سے امتلائی شان پائی جاتی ہے، اور پہلے سے نسبتہً نرم ہو جاتا ہے۔

گردوں میں بھی اجتماع خون ہوتا ہے۔

قلب عموماً نرم اور پلپلا سا ہو جاتا ہے اور اسکے عضلی ریشوں میں فساد شحمی اور فساد جبنی کی صورت پیدا ہو جاتی ہے یعنی اس کے ریشہ جیسی کی ساخت اور دانہ دار ساخت میں تبدیل ہو جاتے ہیں

پھیپھڑوں میں یا تہیج (اوذیما) کی کیفیت ہوتی ہے یا اُن کے قاعدوں میں اجتماع خون کی صورت ہوتی ہے، اور بااتفاقاً حقیقۃً ذات الریہ بھی پایا جاتا ہے۔

انذار (انجام)

حمی معویہ سے موت و ہلاکت کس قدر واقع ہوتی ہے، یہ مختلف وباؤں میں ۵ تا ۲۰ فیصدی تک مختلف ہوتی ہے۔

اس مرض میں اموات زیادہ تر عوارض کی وجہ سے ہوتی ہیں اور انہیں کے وقوع کے لحاظ سے موتیں کم و بیش ہو سکتی ہیں۔ ان کے علاوہ بخار کی شدت بھی انجام مرض کے بتلانے میں کافی رہنمائی کرتی ہے، اگر حرارت ۱۰۲ سے متجاوز نہ ہو خواہ پہلے ہفتہ کے آخیر میں تیز رہی ہو، تو سمجھنا چاہیئے کہ مرض ہلکا ہے اور اگر حرارت دوسرے ہفتہ میں ۱۰۴ یا اس سے بھی متجاوز ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ مرض زیادہ خطرناک ہے بعض حالات میں بدنی قوت تیزی کیساتھ بارہویں دن، گیارہویں دن اور دسویں دن یا اس سے پہلے نڈھال ہو جاتی ہے اور یہ کمزوری بڑھ جاتی ہے۔ آنتوں کا پھٹ جانا تقریباً ہمیشہ مہلک ثابت ہوتا ہے، اور اسکے مقابلہ میں جریان خون کم خطرناک ہے اور بہت اموات اسکی وجہ سے ہوتی ہیں، شدید جریان خون سے خواہ موت نہ بھی واقع ہو مگر اس مریض کے بدن میں خون کی مقدار بہت ہی گھٹ جاتی ہے وہ بہت زیادہ ضعیف ہو جاتا ہے اور نقاہت کے ایام دراز ہو جاتے ہیں، آنتوں کا بہت زیادہ پھولا ہوا ہونا اسہال کی کثرت، پیشاب کا بند ہو جانا ضعف کی شدت، شدید ورم شعبی، ضعف قلب اور اُس کے افعال کی بے قاعدگی یہ سارے امور بُرے ہیں۔

اس مرض میں اکثر اوقات ۲۰ سے ۳۰ روز تک موت واقع ہوا کرتی ہے، حاملہ عورتیں، شرابی، بوڑھے اور کمزور لوگوں میں موت کی تعداد نسبتہً زیادہ ہوتی ہے۔

دانوں کا نکلکر غائب ہو جانا، درآنحالیکہ ان کے غائب ہونیکا وقت ابھی نہ آیا ہو، عام طور پر بُرا سمجھا جاتا ہے۔

عِلاج!

اُصُول علاج:- حمی معویہ کا اصول علاج مندرجہ ذیل اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۱) شروع سے آخر تک بدنی قوت کی حتی الامکان حفاظت کی جائے اور کسی قدر تسکین حرارت کا خیال رکھا جائے۔

(۲) بہت ہی احتیاط کیساتھ تیمارداری کی جائے اور غذا کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔

(۳) حتی الامکان احتیاط برتی جائے کہ آنتیں چھدنے اور جریان خون سے بچی رہیں۔

(۴) کسی حالت میں مسہلات قویہ نہ دی جائیں۔

(۵) جو اہم عوارض لاحق ہوں، ان کا مناسب مداوا کیا جائے۔

(۶) ان امور کی پابندی کے بعد مریض کو طبیعت مدبرہ بدن پر چھوڑ دیا جائے اور تا اختتام میعاد شفا کا انتظار کیا جائے۔

مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ دوسرے بہت سے میعادی بخاروں کیطرح حمی معویہ کے لئے بھی کوئی دوا شافی نہیں ہے۔ طبیب اس مرض کے پورے دور میں محض ضروری نگرانی کے فرائض انجام دیتا ہے۔

چند عام احکام

ایک محقق کا قول ہے کہ اس مرض میں علی الخصوص اسکی ہلکی صورتوں میں دوائی علاج کی چنداں ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔

نیز اس کا دوسرا قول ہے کہ اس مرض میں عموماً شراب وغیرہ جیسی محرکات کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اور اگر ضعف قلب وغیرہ کی وجہ سے اسکی ضرورت لاحق ہو تو حسب اصول احتیاط کیساتھ اس استعمال کرنا چاہیئے، جیساکہ "بخاروں کے اُصول علاج" میں ہدایتیں دی گئی ہیں۔

چونکہ اس مرض میں سب سے بڑا اندیشہ آنتوں کے چھد جانیکا اور جریان خون کا ہے، اس لئے سب سے زیادہ اسی کا لحاظ رکھا جائے، یعنے مریض کو حرکت کی اجازت نہ دیجائے اور مسہلات قویہ سے اجتناب برتا جائے۔

معمول مطب

کم و بیش اختلاف اجزاء کے ساتھ ہمارے اطباء موتی جُھرہ میں اول سے آخر تک یہ نسخہ (اصلی نسخہ) استعمال کرتے ہیں، بشرطیکہ کوئی خاص امر علاج کی توجہ کو دوسری طرف جبراً نہ پھیر دے، یہ بہت ہی عام اور مقبول نسخہ ہے۔

عناب ۵ دانہ، مویز منقے ۹ دانہ، انجیر ۲ دانہ، خاکسی ۵ ماشہ ——— پانی ۱۲ تولہ یا کسی مناسب عرق ۱۲ تولہ میں جوش دیکر

مل چھان لیں، پھر مصری دو تولہ یا کوئی مناسب شربت دو تولہ ملا کر صبح و شام پلائیں، موسم گرما میں اسے ٹھنڈا کر کے پلایا جائے، اور گنگنا بھی دیا جا سکتا ہے۔

اس مرض کے اصول علاج کے لحاظ سے یہ نسخہ بہت سی خوبیاں رکھتا ہے۔ اس میں تھوڑی سی غذائیت ہے، خفیف مسکن (معتدل حرارت) بھی ہے اور بہت ہی ہلکی تلیین رکھتا ہے جو مریض کو قبض میں مبتلا ہونے سے باز رکھتا ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ اس مرض میں قبض کا ہونا دو گونہ مضرت ہے۔ قیام قوت کے لئے اکثر اس نسخہ کے ساتھ خمیرہ مروارید (تین ماشہ سے ۵ ماشہ تک) دیا جاتا ہے جو اس مرض کے لئے بے بدل چیز ہے دست ہوں یا نہ ہوں دونوں حالات میں اس کا استعمال جاری رکھا جاتا ہے۔ یہ بہت خوب مقوی قلب ہے جو ازدیاد حرارت کا باعث بھی نہیں ہوتا۔

اگر پہلا ہفتہ ہو اور شروع ہی سے قبض ہو تو مذکورہ بالا نسخہ میں مصری کی جگہ شربت بنفشہ ۲ تولہ بڑھا دیں اگر اس سے بھی قبض نہ کھلے تو روغن بید انجیر دو تولہ پلا دیں۔

اگرچہ بعض لوگ اس مرض میں رفع قبض کیلئے ترنجبین، گلقند، اور مغز تمر ہندی بھی دیتے ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ یہ سب چیزیں قوی مسہل نہیں ہیں اور ابتدا مرض میں ان سے زیادہ خطرات کا بھی اندیشہ نہیں ہے مگر احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ جب روغن بید انجیر جیسی بے ضرر چیز ہمارے پاس موجود ہے۔ تو پھر ہم کیوں خفیف ترین اندیشہ بھی لیں۔

اگر کھانسی نمودار ہو، جو ورم شعبی کی علامت ہے تو اس نسخہ میں اصل السوس ۵ ماشہ، اضافہ کر دیں۔

یا یہ مستقل نسخہ دیں۔ گاؤزباں تین ماشہ، گل گاؤزباں ۳ ماشہ، عناب ۵ دانہ، مویز منقی ۱۵ دانہ، انجیر زرد دو دانہ، تخم خطمی ۵ ماشہ، خاکسی ۵ ماشہ

سب کو دس بارہ تولہ پانی میں جوش دیں اور شربت بنفشہ دو تولہ ملا کر پلائیں۔

اگر شدت زیادہ ہو تو یہ نسخہ دونوں وقت پلایا جائے ورنہ ایک وقت یہ نسخہ دیں اور دوسرے وقت خمیرہ مروارید کیساتھ اصلی نسخہ،

گاہے کھانسی کے وقت لعوق سپستاں ۱ تولہ کو عرق گاؤزباں ۱۲ تولہ میں جوش دیکر پلاتے ہیں۔

شدت حرارت ــــ کے وقت گاہے مذکورہ بالا نسخہ جاری رکھا جاتا ہے، اور حرارت کو دوسری خارجی تدبیروں سے بجھانے کی کوشش کیجاتی ہے، اور گاہے بجائے اسکے یہ نسخہ دیا جاتا ہے۔

قرص طباشیر کافوری ۳ ماشہ کو رب انار ایک تولہ میں ملا کر کھلائیں۔ اسکے بعد شیرہ مغز تخم خیارین تین ماشہ، شیرہ مغز کدوئے شیریں ۳ ماشہ، شیرہ تخم کاہو ۳ ماشہ، شیرہ آلوئے بخارا ۵ دانہ، عرق گلاب ۲ تولہ، اور عرق بید مشک ۲ تولہ میں نکالیں، اور شربت نیلوفر دو تولہ ملا کر پلائیں۔

نیز اگر حرارت ۱۰۴، یا ۱۰۵ درجہ تک پہنچ گئی ہو تو سرکہ اور گلاب دونوں ہموزن ملا کر اور برف سے سرد کر کے کپڑے کی گدی بھگوئیں اور مریض کی پیشانی اور سر پر رکھیں۔

یا خالص برف چور کر کے اور کپڑے میں رکھ کر سر پہ رکھیں۔ اس مقصد کے لئے برف کی ٹوپی بھی سر پر رکھی جا سکتی ہے جس سے مریض کے کپڑے اور بستر تر ہونے سے محفوظ رہتے ہیں۔ یہ ایک تھیلی ہوتی ہے جسکو سر پر آسانی کیساتھ رکھا جا سکتا ہے

علاج عوارض ــــ

سعال ــــ اگر ورم شعبی کیوجہ سے کھانسی ہو تو مخرجات بلغم (منفثات) کی خفیف مقدار سے اسکا ازالہ کیا جائے۔

دردِ سر ــــ اگر درد سر کی شدت تدبیر کے لئے مجبور کر دے تو مسکنات معروفہ سے اسے زائل کیا جائے۔

اسہال ــــ اگر چوبیس گھنٹہ میں اجابت چار سے زیادہ نہ ہو تو کسی علاج کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر اس حد سے متجاوز ہو جائے تو عموماً اس کا روکنا مناسب ہوتا ہے۔

چنانچہ اگر دست اتنے زیادہ آ رہے ہوں کہ بند کرنے کی ضرورت ہو تو معمولہ نسخہ بند کر کے یہ نسخہ استعمال کرائیں، زہر مہرہ ایک ماشہ، مرجان چار چاول، کہربائے شمعی ۴ چاول ــ سب کو باریک کر کے سفوف بنائیں، اور خمیرہ مروارید ۳ ماشہ میں ملا کر کھلائیں۔ اور اسکے بعد شیرہ [illegible] ۳ ماشہ، شیرہ [illegible] ۳ ماشہ [illegible] ۱۲ تولہ [illegible] شربت [illegible] دو تولہ ملا کر پلائیں۔

اگر دستوں میں خون آرہا ہو تو بھی یہی نسخہ استعمال کرانا چاہیئے
دستوں کے بند کرنے کیلئے مرکبات پوست خشخاش بھی بہت مفید ہیں۔ مثلاً قرص خشخاش، شربت خشخاش۔
اگر دست آرہے ہوں اور حرارت بھی شدید ہو تو اس صورت میں قرص کافور کا استعمال زیادہ بہتر ثابت ہوگا۔
یہ سفوف بھی اسہال بند کرنے کے لئے کارآمد ہے۔
گل ارمنی دو ماشہ، پوست بیخ انجبار، پوست بیرون پستہ دو ماشہ، صندل سفید ۲ ماشہ (گلاب میں گھسا ہوا) تخم خرفہ دو ماشہ، طباشیر دو ماشہ حب الآس دو ماشہ، گلنار فارسی دو ماشہ، کتیرا دو ماشہ، صمغ عربی دو ماشہ، سب کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں، اور دو ماشہ یہ سفوف لے کر شربت انجبار دو تولہ، یا شربت حب الآس دو تولہ میں ملاکر صبح و شام کھلائیں، شربت کی بجائے اس سفوف کو خمیرہ مروارید کے ساتھ کھلایا جاسکتا ہے،

قبض اس بخار میں اگر قبض واقع ہو، اور اسکو دو تین روز تک یونہی چھوڑ دیا جائے، اور کوئی ملین یا حقنہ نہ دیا جائے تو ہمیں کسی نقصان کا اندیشہ نہیں ہے۔ رفع قبض کے لئے بہترین چیز حقنہ صابونیہ ہے، جو وقتاً فوقتاً حسب ضرورت کیا جائے، اسی طرح اس حالت میں روغن بید انجیر بطور حقنہ استعمال کیا جاسکتا ہے، صرف گرم پانی کا حقنہ بھی قبض دور کردیتا ہے۔
اگر مرض کی ابتدا میں قبض ہو، پہلا ہفتہ ہو، اور ابھی آنتوں کا تقرح نہ شروع ہوا ہو، تو اس وقت روغن بید انجیر کی ہلکی خوراک دی جاسکتی ہے۔
زیادہ قوی اور شدید مسہلات کی کسی حالت میں اجازت نہیں ہے۔

پیاس کی شدت کے وقت حسب ضرورت ٹھنڈا پانی بلا خوف پلا سکتے ہیں۔ علی ہذا پانی کی بجائے مندرجہ ذیل چیزیں بھی پلا سکتے ہیں جو ہلکی غذائیت بھی رکھتی ہیں، اور قدرے مسکن حرارت بھی ہیں۔
آب تربوز تنہا   آب برگ کاسنی سبز سکنجبین ملاکر   آب انار یا آب لیموں شربت صندل یا شربتِ سیب ملاکر
علی ہذا پانی کے بجائے دوسرے عرق بھی دے سکتے ہیں، مثلاً عرق بادیان، عرق گاؤزبان، گلاب، بیدمشک۔
مگر نزلہ، کھانسی، اور ذات الریہ کی موجودگی میں لیموں، گلاب اور دوسری ترش چیزیں استعمال نہ کیجائیں۔

ضعف قلب اور غفلت غفلت اور غنودگی، جو دراصل ضعف قلب کا نتیجہ ہے، اگر زیادہ ہو تو خمیرہ مروارید، عرق گاؤزبان پانچ تولہ دیں، یا دوالمسک بارد کھلاکر عرق گاؤزباں پانچ تولہ پلائیں۔
یا یہ نسخہ دیں۔ جواہر مہرہ دو برنج، مفرح شیخ الرئیس ۳ ماشہ، یا مفرح اعظم ۳ ماشہ میں ملاکر کھلائیں، اور اوپر سے عرق گلاب ۵ تولہ یا عرق بیدمشک ۵ تولہ، شربت سیب سے شیریں کرکے پلائیں۔
اور اگر ضعف قلب کی شدت ہو، اور ہاتھ پاؤں سرد ہوجائیں، تو ایسی صورت میں دوالمسک حار تین ماشہ یا معجون مشرودیطوس ۱ ماشہ شراب انگوری کے ہمراہ استعمال کرائیں۔
یا جواہر مہرہ شہد میں ملاکر استعمال کرائیں۔
اسکے علاوہ خارجی تدابیر سے جسم کو گرم کرنے کی کوشش کریں۔ اور بیرونی حرارت استعمال کریں۔
ان تمام حالات میں پہلا نسخہ (عناب خاکسی والا) بند کردیا جائے، یا پہلے نسخہ کے ساتھ یہ مقویات جاری رکھیں جائیں اور دونوں کے درمیان ایک دو گھنٹہ کا وقفہ ڈال دیا جائے۔

سرسام اگر ہذیان شروع ہوجائے، حرارت شدید ہو، اور سرسام کے وقوع کا خطرہ دامنگیر ہوجائے تو ایسی صورت میں سر پر برف رکھوائیں، سرکہ گلاب استعمال کریں جس طریقہ استعمال "شدت حرارت" میں بتایا گیا ہے۔

بے خوابی کی صورت میں مرکبات خشخاش استعمال کریں، مثلاً اصلی نسخہ میں مصری کی بجائے شربت خشخاش دو تولہ بڑھایا جائے، تلوے سہلائے جائیں۔

سلہ نیز دیکھو۔ بخاروں کا اصول علاج۔

ذات الریہ

اگر محی معویہ کیساتھ ذات الریہ کی شکایت ہوجائے، تو ذات الریہ کا علاج شروع کردیا جائے اور محی معویہ کیطرف سے توجہ ہٹالی جائے، یا جہاں تک ممکن ہو اسکی رعایت رکھی جائے۔

نفخ شکم

اگر نفخ شکم عارض ہو تو برف کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے فلالین کے درمیان رکھکر مریض کے شکم پر رکھا جائے یا آب نمک کا حقنہ کیا جائے، روغن دارچینی (۲ سے پانچ قطرہ) کا استعمال بھی ازالہ نفخ شکم کے لئے مفید بتایا جاتا ہے۔ یہ مذکورہ بالا مقدار میں ہر دو گھنٹے کے بعد دیا جائے۔

تثقب امعاء

جب یہ متحقق ہوجائے کہ آنتوں میں چھید ہوگیا ہے تو اس وقت اسکا علاج عمل جراحی ہے، شکم کو چاک کیا جائے، اُسے دھویا جائے، اور زخم کو بند کردیا جائے۔

لیکن اگر یہ صورت ممکن نہ ہو تو مندرجہ ذیل اصول پر عمل کر کے حالات کا انتظار کیا جائے، شاید خدا شفا کی صورت پیدا کردے مرکبات افیونیہ پوری خوراک میں دئے جائیں، مریض کو مکمل آرام و سکون میں رکھا جائے، شکم پر برف کا استعمال کیا جائے اور معائے مستقیم کی راہ غذا (بصورت حقنہ مغذیہ) پہونچائی جائے۔

غذاء۔ اس مرض میں اصولاً غذا لطیف، رقیق، زود ہضم اور کافی تغذیہ بخش ہونی چاہیئے۔

بعض لوگوں کی رائے ہے کہ مریض کی غذا اصالتاً دودھ ہی ہونا چاہیئے، اسکی ایک معینہ مقدار ہر ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ کے بعد باقاعدگی کیساتھ دیجائے۔

جب دودھ منہضم نہیں ہوتا تو اجابت خراب ہوجاتی ہے، اور اسکے پھٹے پھٹے اجزا دہی کی صورت میں خارج ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں ایسی چیزوں کے ساتھ ملاکر استعمال کیا جائے جو دودھ کو قابل انہضام بنادیں، مثلاً عرق بادیان ملادیا جائے، یا چونے کا پانی ملاکر اسے پتلا کرلیا جائے، بعض اوقات ماء الشعیر کیساتھ ملانے سے دودھ بآسانی ہضم ہوجاتا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ محی معویہ میں دودھ کے پھٹے پھٹے اجزاء اس وجہ سے پیدا ہوجاتے ہیں کہ اس مرض کا مادہ دودھ میں بہت تیزی کیساتھ افزائش پاتا ہے یعنی اسکے جراثیم تیزی کیساتھ اس میں نمو پاتے ہیں، اسی وجہ سے بجائے دودھ کے دودھ کا پانی (ماء الجبن) پسند کیا جاتا ہے۔

بعض دوسرے لوگوں کا خیال ہے کہ اس مرض میں صرف دودھ پر مریض کو رکھنا تغذیہ کے لحاظ سے ناکافی ہے، اس سے مریض بہت کمزور ہوجاتا ہے، اور شفا کے بعد ایام نقاہت بہت دراز ہوجاتے ہیں۔ یہ لوگ دودھ کیساتھ ساگودانہ، بیج سبھی (اراروٹ) اور انڈے کا اضافہ کرتے ہیں۔ دودھ میں انڈے کو پھینٹ کر دینا چاہیئے۔ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ اسکے نتائج اچھے برآمد ہوتے ہیں۔

اس مرض کے دوران میں مریض کو غذا نہ دینا، اور فاقہ کرانا سخت غلطی ہے، کیونکہ یہ ایک طویل اور مضعف مرض ہے، اور فاقہ سے مریض کی قوت مقابلہ بہت ہی کمزور ہوجاتی ہے۔

مریض کو وقتاً فوقتاً موسمبی، منقے اور انجیر بھی دیا جاسکتا ہے بشرطیکہ دستوں کی زیادتی نہ ہو، یہ دونوں چیزیں بہت ہی ملکی ملین ہیں۔ یہ احتیاط بھی مد نظر رہے کہ منقے کو بیجوں سے پورے طور پر صاف کرلیا جائے، کہ بیج کا ایک ریزہ بھی آنتوں تک نہ پہنچنے پائے۔

یخنی اور سادہ شوربہ بھی دیا جاسکتا ہے، مگر بعض لوگوں کا خیال ہے جو درست ہے کہ بعض اوقات اس سے دستوں میں زیادتی ہوجاتی ہے، علاوہ ازیں دودھ سے زیادہ تغذیہ بھی اس میں نہیں ہے۔

ازجناب لفٹنٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب ایم، بی، سی، ایچ، بی، (آڈنبرا) ڈبلیو ایل، این، آر (برلن)

تمہید میں اپنے ایک رسالہ "تجدید شباب کے چند مغربی طریقے" میں ریڈیم کے انعکاس کے فوائد پر اپنے خیال میں کافی لکھ چکا تھا مگر ایک عنایت فرمانے بڑے ظاہر کی کہ اس مضمون کی مزید تفصیل ضروری ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا رسالہ میں اس کے وہی فوائد میرے زیر نظر تھے جنکا تعلق تجدید شباب سے ہے۔ ازراہ ظرافت یہ بھی ارشاد ہوا کہ گیارہ کا لفظ کچھ نامرغوب سا ہے، اس پر ایک رسالہ لکھ لو تو ایک درجن رسالوں کے مترجم اور مصنف ہو جاؤ گے، بارہ کے ہندسہ سے انہیں خاص شغف بھی ہے، پس یہ رسالہ انکی فرمائش پر لکھا جا رہا ہے۔ مگر میں ان سے معافی چاہتا ہوں کہ یہاں پھر اعادۂ شباب کے مضمون کا اعادہ ہوگا، لفظ ریڈیم آئے اور اعادۂ شباب کا ذکر نہ آئے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی معشوق کی تعریف کیجائے اور اسکی چشم سیہ کو چھوڑ دیا جائے۔

ریڈیم کی دریافت ۱۸۹۸ء میں ہوئی اور اسکا سہرا ایک خاتون مادام کیوری Madam Curie کے سر ہے دریافت کیساتھ ہی اطبا نے اسے دافع امراض جانکر اس سے دلچسپی لینی شروع کردی، مگر افسوس کہ توجہ زیادہ تر بعض شدید امراض مثلاً سلعہ خبیثہ (مہلک رسولیوں) وغیرہ ہی کیطرف رہی حتیٰ کہ علاج بہ ریڈیم کا مفہوم ہی پبلک میں یہ پڑ گیا کہ یہ انہی کے لئے مخصوص ہے۔ یہ ایک بدقسمتی تھی، مگر اب ہم موجودہ زمانہ میں اس کو دو طرح استعمال کرتے ہیں۔ ایک تو انہی شدید امراض میں، اور یہاں اس کا استعمال قوی ترین شعاعوں سے ہوتا ہے اور اُسی کو علاج بہ ریڈیم شدید یا Intensive Radium Therapy کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اس کا اثر انسان کی مختلف بافتوں پر مہلک ہوتا ہے، اور اسکے خوفناک اثرات کا لحاظ کرتے ہوئے ریڈیم کمیشن نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اس کا استعمال ماہرین فن ہی کے ہاتھوں میں رہے اس قوی علاج کے مقابلہ میں ایک ہلکا ریڈیم کا علاج بھی گذشتہ چند سال سے پبلک میں بڑے زور شور سے آیا ہے جسے ہم علاج بہ ریڈیم خفیف Medium Radium Therapy کے نام سے یاد کریں گے۔

جرمنی، فرانس اور خاص کر انگلستان کے مشہور اطبا کے بیان کے مطابق ایک باقاعدہ علاج کے بعد اس میں جو کامیابی ہوتی ہے وہ عجیب و غریب ہے۔ اسکی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں انسان کی نازک بافتوں پر کسی طرح بھی مہلک اثر نہیں پڑتا پھر اس کا خیال کرتے ہوئے کہ یہ متعدد بیماریوں میں نہایت آسان طریقوں سے مستعمل ہو سکتا ہے، کیا طبیبوں اور کیا پبلک دونوں میں ہر دلعزیز ہوتا جا رہا ہے۔ قاعدہ ہے کہ جو نئی چیز پبلک میں آتی ہے اُسکے متعلق طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں اور نیم حکیم یا نیم ڈاکٹر اس کی مخالفت میں اخباروں کے کالم کے کالم سیاہ کر دیتے ہیں۔ خود میرے حضور کا ایک واقعہ ہے کہ ایک مریضہ نے مجھ سے کہا کہ میں سنتی ہوں کہ اس علاج کے بعد پھر کوئی دوسرا علاج مریض پر اثر نہیں کرتا، اس سے بہت ڈر لگتا ہے۔ یہ ایک تعلیم یافتہ خاتون کا خیال تھا جو بالکل تندرست ہیں اور محض ہوا خوری کی غرض سے سمندر پار گئی ہوئی ہیں۔

اس کے آلات صرف ڈاکٹروں کے ہاتھ فروخت کئے جاتے ہیں یا اگر کوئی اور بھی منگائے تو ڈاکٹر کی رائے اور تجویز پر ان کا استعمال ہوتا ہے اور کچھ جس کمپنی، نشان یا ساخت کا آلہ ہوتا ہے اُس کا امتحان وقتاً فوقتاً انگلستان میں فزیکل لیبوریٹری ٹیڈنگٹن National Physical Laboratory, Taddington کرتی ہے، یا اگر پیرس سے منگائیں تو کیوری انسٹیٹیوٹ Curie Institute یا برلن میں فزیکالش ٹیکنیش ریش انسٹالٹ Physikalische Technische Reichsanstalt

اور یہ سب اسی بات کے سرٹیفکٹ بھی دیتے ہیں کہ اس کا ریڈیم ہرقسم کی کثافتوں سے پاک اور اسکی مقدار مقررہ میزان کے برابر ہے۔ ہندوستان کے ملگہام برادرس بمبئی Malgham Brothers, Bombay بھی اسے فراہم کرتے ہیں۔

ریڈیم کو اس زمرہ کی اشیا میں شریک کیا جاسکتا ہے جن میں انعکاسی تحرک Radio Activity پایا جاتا ہے۔ یعنی جلکر شعاع دیتی ہیں۔ ریڈیم بہت چھوٹی مقدار میں بعض خام معاول Ore سے نکلتا ہے مگر اس کا نکالنا بڑا ہی دشوار اور دقت طلب ہوتا ہے اور اسی لئے اسکی قیمت بھی گراں ہوتی ہے۔ ابتدا میں یہ بوہیمیا Bohemia میں سینٹ جوکمسنھال Joachimsthal میں ہماری سلاجیت کی طرح مگر خلط ملط حالت میں نکالا جاتا تھا، اور عجیب خبریات ہیں کہ وہاں کے باشندے اسے عرصہ دراز سے اسی معدن کی ٹکیاں بناکر گٹھیا اور نقرس میں استعمال کیا کرتے تھے۔ اس میں جو نوری شعاعی قسم کا ظہور ہوتا ہے وہ بتدریج اسکی ذات کو بکھیرتا رہتا ہے یا یوں سمجھا جائے کہ ایک ایسی بھک سے پھٹ کر اڑ جانے کی خاصیت رکھتا ہے کہ ذرات کے اڑ جانے کے بعد جو چیزیں باقی رہتی ہیں وہ ایک قسم کا سیسہ ہوتا ہے حساب لگاکر معلوم ہوا ہے کہ پانچ ہزار برس تک اس میں یہ قوت رہ سکتی ہے۔

جو شعاعیں اس میں سے نکلتی ہیں وہ تین قسم کی ہوتی ہیں۔ الیفا۔ بیٹا اور گاما۔ الیفا شعاعیں Alpha Rays وہ ہیں جن میں چھوٹے چھوٹے ذرات شامل رہتے ہیں۔ مگر چونکہ ہوا یا اور قریبی اشیا اس کو بہت جلد جذب کر لیتے ہیں، ریطبی نقطہ نظر سے بیکار ہیں اسی طرح بیٹا Beta Rays بھی جنہیں مادی کیفیت رکھنے کے سبب شعاعوں میں شامل کرنا ہی عبث ہے۔ اس دوسری قسم کو گو ہماری جلد کی ایک بہت ہی ہلکی بالائی تہ جذب کر سکتی ہے پس اس کا اثر بھی محدود ہی سمجھا جاسکتا ہے، البتہ گاما شعاعیں Gamma Rays ایک اعلےٰ درجہ کا لہری تموج اخلا میں دوڑاتی ہیں اور بہت موثر ہوتی ہیں۔ انکی رفتار روشنی کیطرح ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہوتی ہے مگر ہماری بافتوں میں چھ سے آٹھ انچ تک داخل ہوسکتی ہیں۔ ریڈیم کے تجزیہ کو ریڈیم کا ظہور Radium Emanation یا خروج کہتے ہیں اور یہ درحصل انعکاسی تحریک ہی ہے۔ مگر ذرا سی پیچیدگی یہ ہے کہ ریڈیم کا تحرک تو پانچ ہزار برس تک قائم رہتا ہے یعنی قریبًا قائم ہی ہے مگر اس ظہور کا تحرک ساڑھے تین دن میں نصف ہی رہ جاتا ہے اور ساڑھے آٹھ دن میں اسکی قوت ذاتی ۱/۱ رہ جاتی ہے۔ پس بجائے ریڈیم کے ہم یہ ظہور ہی کام میں لاسکتے ہیں، فرق صرف یہ ہوگا کہ ہمیں بار بار از سر نو اس میں بھرتی کرنی پڑتی رہے گی۔

فعلیاتی لحاظ کرنے جیسا اوپر بیان ہوا، علاج بہ ریڈیم شدید، کا اثر مہلک Destructive اور سائنفہی مانع امراض Prophylactic ہوا، اور یہی اگر علاج بہ ریڈیم خفیف کے طور پر استعمال ہو تو محرک قوت Stimulant دافع سوزش Antiphlogistic (ورم) اور مسکن الالم Analgesic (دافع درد)۔ مختصر یہ کہ جسمانی تحول Metabolism کی یہ محرک ہیں (گویا یورک ایسڈ کے جسم سے اخراج، آکسیجنی تصرف کو بڑھانے اور سمیات کو جسم سے نکال پھینکنے میں بڑی حد تک معاون ہوتی ہیں۔) نقرس کے نمکیات کے اخراج، خون کے دباؤ کو کم کرنے، ہاضمہ کو درست کرنے اور عام صحت و قوت کو بحال کرنے میں یہ لاثانی ہیں۔ ساتھ ہی دماغ کے لئے مسکن اور دافع درد ہیں، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ مقامی اثر تکدر یعنے اجتماع خون ہوتا ہے جسکا نتیجہ سمیات کو اپنے مقام سے ہٹانا، نکالنا، اور مقامی تسکین ہوتا ہے۔

عام امراض جن میں انہیں بہت ہی مفید پایا گیا ہے یہ ہیں:۔ اوجاع مفاصل۔ نقرس۔ التہاب مفاصل۔ التہاب العصب۔ الم العصب۔ عرق النسا۔ لقوہ۔ الم الظہر (کمر کا درد)، طمث (حیض کے زمانے کے درد) آپریشن کے بعد کے درد۔ بیسیوں قسم کے التہابات واورام مثلاً پتہ اور جوڑوں اور ذات الجنب (پسلیوں) کے۔ قبل از وقت کہولت۔ مختلف قسم کے ضعف اور کمزوریاں۔ صلابت شرائین (شریانوں کا موٹا اور سخت پڑ جانا)، ضعف قوت حیوانیہ۔ مختصر یہ کہ ریڈیم کی ضرورت نہ صرف ایک عام ڈاکٹر کو ہے، بلکہ ماہرین امراض اعصاب، ماہرین امراض نسواں، ماہرین امراض مفاصل کو بھی یکساں اسکی ضرورت لاحق ہوتی رہتی ہے۔

جن طریقوں سے علاج بہ ریڈیم خفیف استعمال ہوسکتا ہے وہ کل چار ہیں (۱) اس کے پانی کے ذریعے جو ریڈیم سے مست

[illegible]

اس کے ساتھ اور کیمیاوی اشیا بھی شریک کرلی جا سکتی ہیں۔ (۳) قرص کی صورت میں۔ ان میں بھی دوسری دوائیں شریک کرلی جا سکتی ہیں۔ (۴) ٹکیوں یا لیپڑیوں کی صورت میں۔

یورپ کے بعض مشہور مقامات کے چشموں کے پانی اسی سے متاثر ہوتے ہیں۔ اس پانی کو ہندوستان لانے میں بڑی دشواریاں ہیں سب سے بڑی تو یہی ہے کہ کچھ ہی عرصہ کے بعد ان کا ریڈیم کا تاثر ضائع ہو جاتا ہے اگر ان کے نمکیات وغیرہ یہاں کے پانی میں ملائے جائیں تو یہ تجربات بھی بیکار ثابت ہوئے، اب صرف یہی ایک صورت رہی کہ ہم اپنے ہی وطن کے پانی کو ریڈیم کے ظہور یا خرج سے متاثر کرلیں۔ یہ بالکل ممکن ثابت ہوا ہے۔ اور اسکے وہی اثرات پائے گئے ہیں جو ان چشموں کے فوائد سے مشابہ ہیں اس قسم کا آلہ جس میں ظہور کی قوت ہو آسانی سے بہم ہو سکتا ہے۔ یہ آلہ اس طرح سے بنایا گیا ہے کہ اس میں چھوٹے چھوٹے خلیات Cells ہوتے ہیں جن میں ریڈیم اپنی اصلی حالت میں ہوتا ہے، اور بہت ہی ضعفی ہوتا ہے۔ اسکے چاروں طرف پانی بھر دیا جاتا ہے جو خاص وقت میں خاص قوت اور کیفیت سے متاثر ہو سکتا ہے۔

اگر صرف پانی لیا جائے تو وہ صبح دوپہر شام بہت تھوڑی مقدار میں کافی ہوتا ہے، پورے علاج کے لئے ۴ سے ۶ ہفتے کافی ہوتے ہیں غسل البتہ ایک دن آڑ سے لے سکتے ہیں جسم کی پوری سطح اسے جذب کر لیتی ہے۔ یہ غسل اسی طرح ہوتا ہے کہ مریض بیس منٹ ایک ٹب میں بیٹھا رہتا ہے کمرہ بند رکھا جاتا ہے اور غسل کے بعد بیس منٹ اسی کمرے میں اور بیٹھنا پڑتا ہے۔ پانی پینے کی صورت میں ریڈیم کا ظہور جسم میں بتدریج جذب ہوتا ہے اور پھر بتدریج گردوں اور امعا کے ذریعے خارج ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ سانس تک سے خارج ہوتا ہے، جو مریض خود محسوس کرتا رہتا ہے . . . . پس یہ ایک طرح سے انسانی جسم پر ریڈیمی ظہور کی ایک عام ترکتاز کہی جا سکتی ہے۔

اب ہم برٹش میڈیکل جرنل ۹ ۲ اپریل ۱۹۱۲ء سے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں جس میں ڈاکٹر آرمسٹرانگ اُن چار سو مریضوں کی تفصیل علاج دیتے ہیں جو ریڈیم کے پانی یا غسل سے صحتیاب ہوئے ہیں۔ ان مریضوں میں منجملہ اور شکایتوں کے ذیل کی بیماریاں بھی تھیں ذیابیطس۔ بول شکری۔ بول زلالی۔ صلابت شریانی نقرس۔ وجع مفاصل التہاب مفاصل، التہاب العصب۔ ضعف عصبی۔ قوت حیوانیہ کی عام کمزوری تسمم ذاتی۔ اعصاب شرکیہ اور عرقی محرک کے بگاڑ کی شکایتیں مثلاً عروقی کمزوری وغیرہ عام طور پر اگر خیال کیا جائے تو ذیل کے نتائج برآمد ہوتے ہیں:۔

(۱) ادرار بول۔ پیشاب کی اوسط مقدار ۲۰ فیصدی بڑھ گئی اور یورک ایسڈ کا پیشاب سے اخراج ۱۵ فیصدی بڑھا۔
(۲) سانس میں کاربالک ایسڈ گیس کا اخراج ۲۰ فیصدی سے ۴۰ فیصدی ہو گیا۔
(۳) خون کا دباؤ بہن طور پر گھٹ گیا اور یہ وہ مریض تھے جو خاص طور صلابت شریانی میں مبتلا تھے۔
(۴) ہاضمہ میں نمایاں ترقی ہوئی۔ معدہ اور اثنا عشری کی قوت بحال ہو گئی۔
(۵) نقرس نمکیات کا انجماد ناپید ہو گیا
(۶) عام قوت حیوانیہ اور خصوصاً ضعف باہ میں بدرجہ اعلیٰ فائدہ ہوا۔
(۷) امعا یعنی انتڑیوں کا فعل درست ہو گیا۔ یہ غالباً حرکت دودیہ کی ترقی کا سبب ہوگا گر کسی حالت میں بھی مسہل کی کیفیت نہ ہوئی
(۸) شکل و شباہت میں بھی ترقی ہوئی، چہرے کی جلد صاف ہو گئی اور آنکھوں میں ایک قسم کی چمک بھی آ گئی۔

خاص نتائج جو امراض کا لحاظ کرتے پائے گئے وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ذیابیطس Diabetis میں شکر کی مقدار گھٹ گئی جسم کا وزن بڑھ گیا آکسیجن کی درآمد اور کاربالک ایسڈ کی برآمد [illegible] صحت میں نمایاں ترقی ہوئی
(۲) بول شکری Glycosuria میں نہایت تیزی سے شکر کی کمی واقع ہوئی اور تقریباً ہر مریض میں بالآخر وہ قطعاً [illegible]
(۳) بول زلالی Albuminuria میں [illegible] کم ہو گئی اور خون کا دباؤ گھٹ گیا۔ اور گردوں [illegible] کے ذریعہ [illegible]

کے اخراج میں ترقی ہوئی اور عام صحت میں قطعی فائدہ ہوا۔

(۴) صلابت شریانی Arterio Sclerosis میں خون کا دباؤ بیس مم سے اسی مم تک گھٹا گویا بیّن کمی ہوئی،

(۵) نقرس Gout میں پیشاب اور یورک ایسڈ کا اخراج زیادہ ہوا۔ قارورہ میں یورک ایسڈ کی قلمیں بند ہیں، وہ صاف ہو گیا دردمیں آناً فاناً میں کمی محسوس ہونے لگی۔ اور مقام متاثرہ سے سختی اور ورم میں بھی نمایاں کمی ہوئی۔

(۶) وجع مفاصل Rheumatism میں سختی اور درد میں کمی ہوئی۔

(۷) التہاب العصب Neuritis میں درد میں کمی ہو گئی، اور اعصابی صحت میں خصوصاً ترقی ہوئی

(۸) التہاب مفاصل Arthritis بہت کچھ تخفیف ہوئی اور جو مریض قرب میں مزمن ہونے والے تھے انکی حالت بہت تیزی کے ساتھ روبہ اصلاح ہو گئی

(۹) ضعف عصبی Neurasthenia میں جب کہ تسمم ذاتی اور صحت پر بہت کچھ اثر پڑ چکا تھا نہایت تیزی سے صحت حاصل ہوئی اور تمام مریض اچھے ہو گئے۔ چہرہ مہرہ بالکل بدل گیا۔ کاربالک ایسڈ کا اخراج بہت تیزی سے کام کرتا رہا اور حقیقت تو یہ اس زمرہ کے مریض اوروں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ فائدہ مند رہے۔

(۱۰) قوت حیوانیہ Sexual Vitality کی عام کمزوری میں کمی در حین مریض جو محض اس شکایت میں مبتلا تھے بالکلیہ روبہ صحت ہو گئے حتیٰ کہ بعض حالتوں میں دعوے کیساتھ علاج کیا گیا۔

(۱۱) اعصاب شرکیہ Sympathetic Nerves اور خصوصاً عرقی محرکی Vasomotor کی شکایتیں مثلاً عروقی کمزوری وغیرہ میں بھی قابل اطمینان صحت ہوئی۔

ریڈیم کے عام فوائد بتانے کے بعد اب ہم پھر اعادۂ شباب کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ یہ نہ صرف کھولت کے خلاف جنگ وجدل کرنے کے لئے ایک حربہ ہے بلکہ تجدید شباب کے لئے بھی ایک بہترین آلہ ہے جس کا ثبوت حیوانوں پر بے شمار تجربے کرنے کے بعد حاصل ہو چکا ہے ریڈیم کی تیز شعاعیں بشرطیکہ ایک خاص مقدار میں ہوں لاشعاعی آلہ کے استعمال یا استئصال کے اپریشن کیطرح خلیات منی کو تباہ کر دیتی ہیں پس لازمی نتیجہ ہوا کہ ان خلیات کی افزائش ہو جو درون افرازی کے خلیات کے نام سے موسوم ہیں۔ عام فہم مثال ایسی یہ ہو سکتی ہے کہ ہم ایک انڈے کی زردی کو زائل کر کے جسکا فعل توالد و تناسل ہے اسکی جگہ سفیدی کو بڑھا اور پھیلا رہے ہیں، اور اس سفیدی کا فعل درون افرازیات کی ترقی میں شباب کو لانا ہے۔ جب ہم جانوروں کو کچھ عرصہ تک ریڈیم سے متاثر پانی یا دیگر اشیاء دینے کے بعد قطع و برید کر کے معائنہ کرتے ہیں کہ یہ اشیاء درون افرازی غدد میں پہنچ گئی ہیں خصوصاً کلاہ گردہ اور طحال میں، اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تناسلی غدد اور معدہ درقیہ کے خلیوں میں بھی اس سے تقویت اور بالیدگی ہوتی ہے تو کیا وجہ کہ قوت باہ، خواہش اور قوت کار میں اضافہ نہ ہو۔ جب اس سے خون کا دباؤ قطعی کم ہو جاتا ہے اور یورک ایسڈ جو کھولت کا اصل سبب ہے خارج ہو جاتا ہے تو تجدید شباب کے لئے اس کا مفید ہونا لازمی ٹھہرتا ہے، اس کیساتھ ساتھ اگر اسی کے غسل بھی ہوں، کچھ فولاد بھی ہو کچھ غددی جوہر بھی ہوں تو سونے پر سہاگے کا کام دینگے۔ اسیطرح عورتوں کے ضعف باہ کے زائل کرنے کی بھی اس میں عجیب و غریب قوت موجود ہے، انکی خواہش میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ حرارت عزیزی بڑھتی ہے۔ پیڑو کے اعضا میں اجتماع خون ہوتا ہے اور اکثر رحمی عوارض کا دفعیہ ہو جاتا ہے۔ غرض جب اس سے غددوں کے افعال درست ہوتے ہیں تو کیوں ورا بنفشی شعاعوں کی طرح یہ بھی تجدید شباب کا سبب نہ ہو۔

جب ہم اس کا مقابلہ ورا بنفشی شعاعوں سے کرتے ہیں تو تجدید حسن کے معاملہ میں اُسے اُس کا ہم پلہ پاتے ہیں جس کے ساتھ ساتھ قوت ہضم کے بڑھ جانے اور نامیاتی اجزا کے جزو بدن بننے سے فضلوں میں نمو ہو کر چہرہ اور دیگر اعضا میں گولائی اور اُبھار پیدا ہو جاتا ہے جو نوجوانی کی خصوصیت ہے جس طرح ورا بنفشی شعاعوں سے مٹاپا دور ہوتا ہے، وزن گھٹتا اور صحت بحال ہوتی ہے نحیف اور لاغر بدن والوں کے عضلے نشوونما پاتے ہیں، وزن میں ترقی ہوتی ہے اور رخسارے بھر جاتے ہیں، وہی حال ریڈیم کی شعاعوں سے بھی ہوتا ہے۔ بالوں کی کیفیت میں اصلاح ورا بنفشی یا ارتعاشی رنگ کی طرح اس میں بھی ہوتی ہے۔ اور دانتوں کی خرابیوں کے لئے بھی اس میں مفید پہلو ہے

مقابلتاً کم خرچ اور بالاشتین، بے خوف وخطر۔

ہمیں افسوس ہے کہ ہمیں ابھی تک اس امر کے امتحان کا موقع نہیں ملا ہے کہ ریڈیمی شعاعوں سے بچوں کے امراض یا جلدی امراض یا عام جراحی امراض میں بھی وکام لیا جا سکتا ہو جو ورا بنفشی شعاعوں سے لیا گیا ہو۔ مگر بہت کچھ امید ہے کہ یہ ان میں بھی مفید ثابت ہونگی۔ ہم مقابلتاً ایک فہرست ان امراض کی پیش کرتے ہیں جن پر خاص طور پر ہم نے ورا بنفشی شعاعوں کو مفید پایا ہو

(۱) بچوں کے امراض مثلاً ڈبہ اور خنازیر وغیرہ؛
(۲) جلد کے امراض مثلاً داد، خارش وغیرہ
۳ دانتوں اور مسوڑھوں کے امراض مثلاً پائیوریا وغیرہ۔
(۴) عورتوں کے مخصوص امراض
(۵) تناسلی امراض مثلاً سوزاک، آتشک وغیرہ۔
(۶) مثانہ کے امراض۔
(۷) امراض چشم
(۸) کان اور حلق کے امراض
(۹) عام جراحی امراض مثلاً ناسور، گنٹھیا، عرق النسا، ہڈیوں کے زخم وغیرہ۔
(۱۰) امراض سینہ، مثلاً دق سل وغیرہ۔
(۱۱) اعصابی امراض مثلاً تشنج اور لرزہ وغیرہ۔

از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید، بریلوی

"آج وہ سینے کی مشین بھی علیحدہ کر دی گئی تھی چیزوں میں سے صرف ایک یہی مشین گھر میں رہ گئی تھی اور اسے فروخت کرنیکا خیال اب تک صرف اس لئے نہیں آیا تھا کہ وہ بلقیس کو بہت ہی عزیز تھی لیکن آج جب گھر میں ایک پیسہ بھی نہ رہا تو خود بلقیس نے اُسے علیحدہ کر دینے کی درخواست کی، اور علیحدہ کر دیا۔ نہایت عمدہ مشین تھی، ابھی کوئی ڈیڑھ سال ہوا ہوگا کہ ایکسو ساٹھ روپے کو لی تھی، اب اُسکے سو روپے ملے ہیں"

ظہیر نے جب صدیقی سے یہ فقرے کہے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسکی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں اور وہ رونے ہی والا ہے۔

صدیقی :- بہت ہی غمگین لہجے میں) ظہیر! میں کیا کروں۔ کاش میں اس مصیبت کے وقت تمہارے کچھ کام آسکتا!! تمہاری علالت نے اس قدر طول کھینچا ہے کہ کسی طرح دور ہی نہیں ہوتی۔ جو کچھ اندوختہ تھا وہ سب اسی بیماری کی نذر ہو گیا اور اب آہستہ آہستہ زیور اور اثاث البیت بھی اسی میں لگا جا رہا ہے کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔

ظہیر :- اب تو زیور اور اثاث البیت بھی سب ختم ہو چکا۔ یہ دو چارپائیاں دو بستر اور پانچ چھ برتن اور باقی رہ گئے ہیں، تو انکی قیمت ہی کیا اُٹھیگی، شروع شروع میں دواؤں پر بڑی بیدردی سے روپیہ خرچ کیا گیا، اُس وقت کسے خیال تھا کہ مرض اس قدر طول پکڑ جائیگا اُس وقت تو یہی کوشش تھی کہ جس قیمت پر اور جسقدر جلد صحت حاصل ہو سکے حاصل کرنی چاہیئے، یہ خیال کہ روپیہ خرچ کرنے میں احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے اُسوقت آیا ہے کہ جب روپیہ باقی ہی نہ تھا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں صدیقی اب مجھے اپنی مرض کی ذرا سی بھی فکر نہیں ہے، اب تو دن رات یہی خلجان لگا رہتا ہے کہ دو چار روز کے بعد کیا ہوگا۔ یہاں پردیس میں تو قرض بھی نہیں مل سکتا اور مل بھی سکے تو کس اُمید پر لوں؟ مجھے تو اب اپنے بچنے کی کوئی اُمید نہیں رہی۔

صدیقی :- نہیں ایسا نہ کہو۔ خدا میں سب قدرت ہے۔ تم سے بہت زیادہ خراب حالت کے مریض بھی بہتیرے اچھے ہو جاتے ہیں، تمہارے ان مایوسانہ خیالات نے تمہاری صحت پر اور بھی بُرا اثر کیا ہے ایسے لغو خیالات دل سے نکال ڈالو، ابھی بیماری کے گھٹنے کا وقت نہیں آیا ہے۔ بیماری کا زور جب کم ہونا شروع ہوگا تو بس پھر انشا اللہ چند ہی روز میں بالکل تندرست ہو جاؤ گے۔ بھابی کہاں گئیں؟

ظہیر :- میری وجہ سے اس غریب کی بھی مٹی پلید ہو گئی ہے، گھر کے کام اور میری تیمارداری۔ ۔ ۔ سے جو کچھ وقت ملتا ہے اس میں وہ کچھ سلائی کا کام کر لیا کرتی ہیں۔ غالباً وہی تیار شدہ کپڑے دینے گئی ہونگی۔

صدیقی :- افسوس! اور اب تو وہ سلائی کا سہارا بھی نہ رہا۔

ظہیر :- اسی لئے تو اس کا دل اور بھی دُکھتا تھا، لیکن مجبور ہو کر مشین بیچنی ہی پڑی۔

صدیقی :- تو کیا اب وہ ہاتھ سے سلائی کا کام کیا کرینگی؟

ظہیر :- کہتی تو وہ یہی تھیں

صدیقی :- بھلا ہاتھ سے کتنا کام ہو سکیگا، خاص کر جب کہ انہیں گھر کے کاموں سے فرصت بھی بہت کم ملتی ہے تم اگر مجھے یہ بتا دو کہ وہ کہاں سے کام لایا کرتی ہیں تو اتنی مدد تو میں کر سکتا ہوں کہ میں اُنہیں کام لا دیا کروں اور پھر پہنچا بھی دیا کروں۔ ان کا تھوڑا سا وقت اور کچھ محنت بچ جائیگی۔

ظہیر :- ہاں ہو تو سکتا ہے مگر وہ خود ہی بتا سکیں گی کہ کام کہاں سے لاتی ہیں۔ تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ اب آتی ہی ہونگی

"بلقیس ایک ذرا مجھے تکیئے کے سہارے بٹھا دو"

"ظہیر نے کمزور سی آواز سے اپنی بیوی سے کہا۔

بلقیس :- تم بار بار بھول جاتے ہو، ڈاکٹر صاحب نے بہت ہی سختی سے تمہیں اٹھنے اور حرکت کرنے سے منع کر دیا ہے، تمہارا دل تو بیشک پڑے پڑے گھبراتا ہوگا، اور لیٹے لیٹے بدن بھی اکڑ سا گیا ہوگا لیکن تمہاری بیماری دور ہونے کیلئے یہ ضروری ہو کہ بالکل حرکت نہ کرو۔

ظہیر :- (آبدیدہ ہوکر) میں کب تک اس طرح پڑا رہوں اس سے تو میں مرجاؤں تو بہتر ہے۔

بلقیس :- (ظہیر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر) خدا نہ کرے! خدا نہ کرے! تم ایسی بری بری باتیں زبان سے نہ نکالا کرو۔ ان ڈاکٹر صاحب کی دوا سے تو تم خود ہی کہہ رہے تھے کہ کسی قدر فائدہ معلوم ہوتا ہے۔

ظہیر :- (پیار کی نظروں سے بلقیس کو دیکھکر) ہاں اتنا فرق تو ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اب مرض بڑھ نہیں رہا ہے۔ ڈاکٹر جیلانی خود بھی کل کہہ رہے تھے کہ بیماری کی ترقی اب رک گئی ہے۔ اور اب امید ہے کہ جلد آرام ہوجائیگا۔

بلقیس :- پھر تم کیوں رنجیدہ ہوتے ہو۔ اب تو خوش ہونے کا وقت آیا ہے سال سوا سال برابر مصیبتیں اور تکلیفیں جھیلنے کے بعد خدا نے یہ دن دکھایا ہے کہ بیماری میں کچھ کمی معلوم ہونی شروع ہوئی ہے اب خدا نے چاہا تو آٹھ دس دن میں تم تندرست ہوجاؤگے، جہاں اتنے دن تکلیف اٹھائی ہے وہاں دو چار دس روز اور سہی، اب ایسا مت کرو کہ تمہاری کسی بے احتیاطی کی وجہ سے اچھے ہونے میں دیر لگ جائے۔

ظہیر :- میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ ڈاکٹر جیلانی خود بخود کیوں اس قدر مہربان ہوگئے۔ مدتوں سے وہ اسی سامنے والے مکان میں رہتے ہیں۔ آتے جاتے میں انہیں دیکھا کرتا تھا اور وہ مجھے، لیکن کبھی سلام دعا کی بھی نوبت نہ آتی تھی۔ اب میں سوا برس سے بیمار پڑا ہوں اور غالباً کبھی کبھی انہوں نے ڈاکٹروں کو یہاں آتے جاتے دیکھا ہی ہوگا لیکن کبھی ایسا نہ ہوا کہ وہ اور کچھ نہیں تو ہمسائگی کا فرض سمجھ کر ہی یہ پوچھ لیتے کہ کون بیمار ہے اور کیا بیمار ہے اب یکایک اور خود بخود وہ یہاں آئے اور مجھ سے درخواست کی کہ میں ان سے علاج کراؤں اور جب میں نے یہ کہا کہ اب میرے پاس بالکل روپیہ نہیں ہے اور میں آپ کے علاج کا خرچ نہ برداشت کرسکوں گا تو انہوں نے انتہائی ہمدردی کا اظہار کیا اور بالکل مفت علاج کرنے پر آمادہ ہوگئے، کئی دن سے وہ قریب قریب روزانہ مجھے دیکھنے کو آتے ہیں، اور فیس تو فیس دوا کی قیمت تک نہیں لیتے

بلقیس :- ممکن ہے کہ پہلے وہ اس لئے نہ آئے ہوں کہ تم باوجود پڑوسی ہونیکے ان کے پاس علاج کیلئے نہیں گئے۔

ظہیر :- مجھے یہ معلوم ہی کب تھا کہ وہ ڈاکٹر ہیں۔ میں نے انہیں دس پانچ مرتبہ اس گھر میں سے نکلتے یا اسمیں داخل ہوتے دیکھا تھا اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں خواہ مخواہ اتنی دور علاج کرانے کیوں جاتا انہی سے رجوع نہ کرتا۔ تمہیں تو یہاں کا حال معلوم ہی ہے یہاں تو ایک ہی مکان کی مختلف منزلوں کے رہنے والوں کو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ دوسری منزل میں کون رہتا ہے۔

بلقیس :- بہرحال وہ سبب کچھ بھی ہو، خدا کرے کہ ان کا یہاں آنا مبارک ہو اور تم اچھے ہوجاؤ۔

ظہیر :- آدمی بہت ہی قابل اور بڑے شریف النفس معلوم ہوتے ہیں۔ مجھے بھی اب کچھ امید ہو چلی ہے کہ شاید خدا انہی کے ہاتھ سے مجھے شفا دلادیگا.......... (یکایک گھبراکر) ہائیں! یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہوا؟ یہ پٹی کیسی بندھی ہے؟

بلقیس :- کچھ بھی نہیں۔ کہنی میں اتفاق سے سوئی چبھ گئی تھی اس سے ذرا سا ورم سا ہوگیا ہے۔

ظہیر :- اس سلائی کی مشین نے تمہیں کس قدر تکلیفیں پہنچائی ہیں۔ کہیں پک تو نہیں گئی؟ میں دیکھوں

بلقیس :- ارے کچھ ہو بھی۔ میں نے یونہی احتیاط کے خیال سے پٹی لپیٹ دی ہے

ظہیر :- (افسردگی سے) تمہاری مشین بھی فروخت ہوگئی اس سے بہت کچھ مدد مل جاتی تھی۔

بلقیس :- اب تم اچھے ہوجاؤگے تو پھر خرید لیں گے اس میں بات ہی کیا ہے۔

ظہیر :- بلقیس! تمہیں رات دن مصیبتیں جھیلتے ایک سال سے زیادہ ہوگیا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم اب بھی ان مصیبتوں سے اکتاتی نہیں ہو، ہر تکلیف کو کچھ ایسی خوشی سے قبول کرتی ہو کہ گویا وہ کوئی راحت ہے کیا ساری ہی عورتیں ایسی ہی نیک اور ایسی ہی خندہ رو ہوتی ہیں؟ نہیں سب تو ایسی نہیں ہوتیں تم ہزاروں لاکھوں میں ایک ہو۔ افسوس کہ میری بیماری نے تمہارا سارا عیش خاک میں ملادیا۔

بلقیس :۔ میرا عیش اور آرام تو تمہارے دم سے ہے، جب تم تکلیف میں ہو تو مجھے چین کیسے مل سکتا ہے۔

ظہیر :۔ تم بے چین ہو مگر پھر بھی مجھے خوش رکھنے کیلئے میرے سامنے ہمیشہ خوش رہتی ہو، تم نے سینکڑوں مرتبہ اپنی مسکراہٹ سے میری تکلیفوں کا علاج کیا ہے۔ بلقیس! اس بیماری نے مجھے بالکل توڑ دیا لیکن اس سے ایک بڑا فائدہ بھی پہنچا اور وہ یہ کہ تمہارے حقیقی جوہر مجھ پر کھل گئے، اگر میں تکلیف میں مبتلا نہ ہوتا تو تمہاری محبت اور تمہاری دلسوزی اور ہمدردی کی قدر کس طرح معلوم ہوتی۔ شادی کے بعد کچھ زمانہ ہم نے عیش و آرام میں بھی گذارا ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ اُس وقت مجھے ہرگز ہرگز یہ معلوم نہ تھا کہ تم انسانی لباس میں ایک فرشتہ ہو، پہلے میں تم سے صرف محبت کرتا تھا اب تم نے مجبور کر دیا کہ تمہاری پرستش کیا کروں۔

بلقیس :۔ اتنے دنوں سے بیمار پڑے ہو مگر شاعری کا چسکا اب بھی طبیعت سے نہیں گیا۔ باتیں کبھی ہوتی ہیں تو شاعری میں، مجھ میں دُنیا سے نرالی ایسی کونسی بات ہے جو تم خواہ مخواہ قصیدے پڑھنے لئے بیٹھ گئے۔ دُنیا زمانے کی عورتیں اپنے خاوندوں کے لئے یہی سب کچھ کرتی ہیں جو میں کر رہی ہوں مجھے تکلیف ہی ایسی کونسی پہنچی ہے جسکا بار بار ذکر کیا جا رہا ہے، مجھے تو اگر سچ مچ کوئی تکلیف ہے تو بس یہی کہ تمہیں تکلیف میں مبتلا دیکھتی ہوں۔ ورنہ یوں تو مجھے کوئی بھی تکلیف نہیں۔

ظہیر :۔ کیا یہ کچھ کم تکلیف ہے کہ تقریباً چھ مہینے سے تمہارے پاس کوئی نوکر نہیں ہے، اور دن رات میری خدمتگذاری کے علاوہ تمہیں کھانے پکانے کا بھی سارا کام کرنا پڑتا ہے اور پھر اس قدر محنت و مشقت کرنے کے بعد بھی تم روزانہ رات کے بارہ بارہ بجے تک بیٹھ کر سلائی کے کپڑے سیتی ہو کیا تکلیف کسی اور چیز کا نام ہوتا ہے؟ بلقیس میں اندھا نہیں ہوں میں پڑا پڑا سب کچھ دیکھتا رہتا ہوں۔ تم نے میرے لئے اپنی زندگی تباہ کر لی۔ تمہاری یہ عمر ایسی مصیبتیں جھیلنے کی تھی؟ تم نے ہمیشہ امیروں کی سی زندگی بسر کی تھی۔ اپنے گھر شاید ہی کبھی چولہے پاس جانے کا اتفاق ہوا ہو۔ یہاں جب کبھی گیلی لکڑیاں آجاتی ہیں تو دھونکتے دھونکتے تمہاری بُری حالت ہو جاتی ہے، کیا یہ سب مصیبتیں نہیں ہیں؟ اور کیا شادی کے بعد سب لڑکیوں کو اسی قسم کے عیش میسر آیا کرتے ہیں۔

بلقیس :۔ کھانا پکانا، شوہر کی خدمت کرنا، بچے پالنا، کپڑے سینا یہ سب عورتوں کے نہیں تو کیا مردوں کے کام ہیں؟ جو کچھ میں کرتی ہوں وہ میرے اپنے ہی کام ہیں اور اگر انہیں بھی تکلیف یا مصیبت خیال کیا جائے تو پھر روزانہ چھ چھ گھنٹے دفتروں کے اندر بند رہ کر قلم گھسنا اس سے زیادہ مصیبت ہے، جب تم اپنے حصہ کی مصیبت کو خوشی سے میرے لئے جھیلتے ہو تو میں اپنے حصہ کی تکلیف بھی کیوں نہ ہنس ہنس کر برداشت کروں، اصل میں تمہارا یہ خیال ہی غلط ہے کہ یہ سب کام مصیبتیں اور تکلیفیں ہیں۔ تمہارا کام دولت کمانا ہے اور میرا کام گھر کو سنبھالنا ہے۔ تم بھی اپنا کام خوشی سے کرتے رہے اور میں بھی اپنا کام ویسی ہی خوشی سے کرنا چاہتی ہوں اس میں میرے لئے کوئی تکلیف نہیں ہے، تم ناحق میرے لئے نہ کڑھا کرو۔

ظہیر :۔ (مسکرا کر) خیر یونہی سہی لیکن آجکل تو تم نے روپیہ کمانے کا کام بھی اپنے ذمے لے رکھا ہے یہ تو میرا کام تھا اور اگر تم کر رہی ہو تو یقیناً یہ تمہارے لئے تکلیف اور مصیبت کا باعث ہونا چاہئیے۔

بلقیس :۔ (کسی قدر جھینپ کر) اب چھوڑو بھی ان فضول قصوں کو۔ تمہاری دوا کا وقت ہو گیا دوا پی لو۔

"کہئیے اب تو آپ کی طبیعت بالکل اچھی ہے۔ اب تو بخار بالکل نہیں ہوتا"

ڈاکٹر جیلانی نے اپنی ہیٹ کرسی کے قریب زمین پر رکھ کر کہا۔

ظہیر :۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے واقعی جادو کر دیا۔ مجھے کیا۔ میرا خیال تو یہ ہے کسی کو بھی میرے بچنے کی اُمید نہ تھی۔ سب یہی سمجھتے تھے کہ مجھے دق ہو گئی ہے، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کس طرح آپ کا شکریہ ادا کروں، آپ نے مجھ پر یہ اتنا بڑا احسان کیا ہے کہ میں زندگی بھر اُسے نہیں بھول سکتا، موت اور زیست یوں تو خدا کے اختیار میں ہے لیکن اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ مجھے یہ نئی زندگی صرف آپکی بدولت ملی ہے۔

جیلانی :۔ آپ اس قسم کی باتیں کر کے مجھے شرمندہ نہ کیجئے، میں کس لائق ہوں جو کچھ کرتا۔ آپ کی زندگی ابھی باقی تھی طبیعت نے مرض پر غلبہ پا لیا اور آپ اچھے ہو گئے۔

ظہیر :۔ ڈاکٹر صاحب! اچھا یہ تو بتا دیجئے کہ اب میں کب تک اس قابل ہو جاؤنگا کہ اپنا کام کاج کر سکوں۔

جیلانی :۔ آپ کا مرض بالکل دور ہو چکا ہے اور نقاہت سے ...

پندرہ روز میں آپ میں اتنی طاقت آجائیگی کہ بے تکان اور بلا تکلف چل پھر سکیں۔ اور تھوڑا بہت کام کر سکیں۔ آج کے بعد اب میرے حاضر ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ دوا برابر منگاتے رہیئے گا۔

ظہیر :- ڈاکٹر صاحب یہ اور بتا دیجئے کہ اب تک مجھے کسی ڈاکٹر یا حکیم کی دوا سے کیوں فائدہ نہیں ہوا تھا، آیا انکی تشخیص غلط تھی، یا آپنے کوئی عجیب و غریب نسخہ اس مرض کے لئے ایجاد کیا ہے

جیلانی :- میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو اپنی صحتیابی پر کچھ بہت ہی تعجب ہوا ہے، اصل یہ ہے مسٹر ظہیر اس زمانہ میں ہر شخص کو بڑی ہی مصروفیت کی زندگی گذارنی پڑتی ہے خاص کر بڑے شہروں میں تو یہ حالت ہے کہ دوستوں اور رشتہ داروں کے گھر جانا تو درکنار، اگر اتفاق سے راستے گلی میں کوئی جان پہچان مل جاتا ہے تو دونوں میں سے کسی کو اتنی مہلت نہیں ہوتی کہ پانچ دس منٹ کھڑے ہو کر بات چیت کر لیں جن لوگوں کو ٹیکسی، تانگے، یا ٹریم کار کا کرایہ میسر نہیں ہے تو وہ مجبوراً پیدل چلتے تو ضرور ہیں لیکن ایسی چال سے کہ جسے دوڑنے کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا، اور یہ صرف اس لئے کہ انہیں کام کرنے کیلئے دو چار دس منٹ زیادہ مل جائیں، اگر وہ وقت کی اتنی بچت نہ کریں تو کسی طرح اپنا خرچ چلانے کے لئے کافی روپیہ نہیں پیدا کر سکتے قصبات کے لوگ اس حقیقت کو بالکل نہیں سمجھتے کہ دولت دراصل وقت ہی کا دوسرا نام ہے لیکن شہر والے اسکی سچائی سے پورے طور پر واقف ہیں یہاں کلکتہ میں ایک ڈاکٹر کو اپنی موٹر کے لئے پٹرول شوفر کی تنخواہ، اپنی دکان کا کرایہ، اپنے مکان کا کرایہ، اپنے کمپونڈروں اور دوسرے نوکروں کی تنخواہیں اپنے گھر کا سب خرچ، اپنے بچوں کی تعلیم کیلئے معاوضہ، اور اپنے بڑھاپے کے زمانہ کیلئے کچھ اندوختہ سب کچھ اسی تھوڑے سے وقت میں کمانا ہے کہ جو اس وقت اُسے حاصل ہے، اب اگر وہ ہر مریض پر اپنا نصف گھنٹہ بھی صرف کرے تو دن بھر میں مشکل سے بیس پچیس مریضوں کو دیکھ سکتا ہے، اور مریضوں کی یہ تعداد کسی طرح بھی اسکے اخراجات پورے کرنیکے لئے کافی نہیں۔ پھر اب وہ کیا کرے؟ وہ مجبور رہتا ہے اس بات پر کہ آدھ گھنٹہ میں تین تین اور چار چار مریضوں کو دیکھ کر اپنی آمدنی بڑھائے، ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ تشخیص میں بہت سی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ ملتی جلتی علامات کی دو یا دو سے زیادہ بیماریوں میں تمیز اور تشخیص کرنیکے لئے بہت کافی وقت اور مختلف اوقات میں مریض کے ملاحظہ کی ضرورت ہوتی ہے نبض پر ہاتھ یا سینے پر سینہ بین رکھتے ہی ہر مریض کا مرض نہیں پہچانا جا سکتا۔ جلدی میں ایک رائے قائم کیجاتی ہے اس لئے کبھی صحیح ہوتی ہے اور کبھی غیر صحیح۔ آپ کے معاملہ میں یہی ہوتا رہا کہ بالعموم ڈاکٹروں اور حکیموں نے جلدی میں جو رائیں قائم کی تھیں وہ غیر صحیح تھیں کسی نے یہ سمجھا تھا کہ آپ کو ملیریا بخار ہے اور اسکا ثبوت ان کے پاس یہ تھا کہ آپکی تلی بہت بڑھی ہوئی تھی اور بعض نے آپکی زردہ اور زار حالت دیکھ کر یہ خیال قائم کیا تھا کہ آپ پھیپھڑوں کی دق میں مبتلا ہیں جسکی علامتیں پورے طور پر ظاہر نہیں ہوتی ہیں بعض ناتجربہ کاروں نے بلا کوئی خاص رائے قائم کئے ہی علاج شروع کر دیا تھا اور توقع قائم کر لی تھی کہ آگے چل کر مرض سمجھ میں آجائیگا۔ تو مخصوص دوائیں دیدیں گے۔ میں طبی تحقیقات کے سلسلہ میں بطور خاص کچھ کام کر رہا ہوں۔ اس لئے علاج معالجہ کے جھگڑوں سے الگ ہوں۔ اور میرا وقت میرا اپنا ہے، دوسرے یہ کہ میں شروع ہی سے یہ عہد کر چکا ہوں کہ کسی مریض کے لئے اس وقت تک نسخہ نہ لکھونگا جب تک میرا دل بالکل مطمئن نہ ہو جائے۔ کہ میں نے مرض کی صحیح تشخیص کر لی، یہی وجہ تھی کہ آپ کے دیکھنے کے تیسرے روز میں نے آپکو دوا دی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ میرا غور و خوض رائیگاں نہ گیا اور آپ اب اچھے ہیں۔

ظہیر :- (جو انتہائی دلچسپی سے یہ سن رہا تھا) اچھا تو مجھے بیماری کیا تھی؟

جیلانی :- آپ کو "کالا آزار" کا مرض تھا۔

بلقیس :- (گھبرا کر) اے ہے! کالا آزار! کالا آزار تو بہت ہی بری بیماری ہے۔

جیلانی :- جی ہاں بہت ہی خراب اور موذی مرض ہے لیکن لاعلاج نہیں ہے، اس کے لئے چند مخصوص دوائیں ایجاد ہو چکی ہیں، اور ان سے بسا اوقات فائدہ ہو جاتا ہے۔ اچھا اب مجھے اجازت دیجئے۔

ظہیر :- آپ نے تو واقعی بندۂ بے دام بنا لیا ہے۔

ظہیر کی صحت آہستہ آہستہ ترقی کرتی جا رہی تھی مقوی دواؤں اور طاقت بخش غذاؤں نے اتنا کر دیا تھا کہ اب وہ خود بستر سے اُٹھ کھڑا ہوتا تھا اور تھوڑی سی دور کمرہ میں چل پھر بھی لیتا تھا اس مسرت نے کہ اب اسکا شمار زندہ انسانوں میں ہو سکیگا اس کی صحت پر اور بھی اچھا اثر کیا اور روزانہ اُسکے وزن اور اسکی جسمانی

اسکے برابر والے مکان میں منشی عبدالقادر نامی ایک صاحب رہتے تھے منشی صاحب خود بھی بہت اچھے آدمی تھے اور انکی بیوی تو بلقیس سے حد سے زیادہ محبت کرتی تھیں۔ ایک روز ظہیر اپنی چارپائی پہ لیٹا ہوا کوئی کتاب دیکھ رہا تھا کہ منشی صاحب کا لڑکا ا کمرے میں آکر ادھر اُدھر دیکھنے لگا اور جب اسے بلقیس نظر نہ آئی تو اس نے ظہیر سے پوچھا:-

"خالاجان کہاں چلی گئیں؟"

ظہیر:- باہر گئی ہوئی ہیں۔

ماجد:- باہر سے تو وہ ابھی آئی تھیں میں نے انہیں ڈاکٹر صاحب کے گھر میں جاتے دیکھا تھا۔ اتنی دیر میں تو انہیں دوا لیکر آجانا چاہیے تھا۔

لڑکا یہ کہکر چلا گیا لیکن ظہیر کے دلمیں ایک الجھن پیدا ہوگئی اُسے معلوم تھا کہ دوا کل ہی آچکی تھی اور اُس نے نگاہ اٹھا کر دیکھ بھی لیا تھا کہ دوا کی شیشی کھڑکی میں رکھی ہے اور ابھی کئی خوراک دوا موجود ہے

"پھر بلقیس کے ڈاکٹر کے یہاں جانیکا کیا مقصد ہوسکتا ہے؟"

...... کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اور ممکن وہ لڑکا لوٹ کے گئی تھی۔ اتنی جلدی واپس کیسے آسکتی ہے ماجد کو ضرور دھوکا ہوا کسی اور عورت کو جاتے دیکھا ہوگا، اور چونکہ اسے معلوم ہے کہ بلقیس ڈاکٹر جیلانی کے ہاں میری دوا لینے جایا کرتی ہے اسلئے اُس نے یہی سمجھ لیا کہ وہی ہیں ....

......لیکن اس کا کسی طرح یقین نہیں ہوتا کہ ماجد کو بلقیس کے پہچاننے میں دھوکا ہوسکتا ہے ....

....

ظہیر بہت دیر تک سوچتا رہا لیکن اسکی سمجھ میں کوئی ایسی بات نہ آئی کہ جسے وہ بلقیس کے اس وقت ڈاکٹر کے پاس جانیکا سبب قرار دیسکے۔ اتنے عرصہ دراز کی بیماری نے اُس کے اعصاب اور اُسکے دماغ کو بہت ہی کمزور کردیا تھا، اور عصبی کمزوری کی یہ ایک بہت ہی خاص علامت ہے کہ مریض ہر بات اور ہر چیز کا صرف تاریک اور خراب ہی پہلو دیکھا کرتا ہے صبح امید کی روشنی، آفتاب مسرت کے جاں بخش نور، اور گمان نیک کی دل خوش کن نسیم کا گذر اُسکے قلب و دماغ میں اگر ہوتا ہے تو شاذ و نادر ہی ہوتا ہے، اُسے کچھ ایسی بات میں لطف آتا ہے کہ اپنے آپ کو تمام دُنیا سے زیادہ ستم رسیدہ و مظلوم سمجھتا رہے، اپنی ہر آرزو کے متعلق فیصلہ کرلیا کرے کہ وہ کبھی پوری نہ ہوگی، اور ایک چونکے ہوئے ہرن کیطرح ہر وقت خائف و ترساں رہے کہ کہیں دوسرے اُسے دھوکا نہ دیدیں، یا نقصان نہ پہنچا دیں بلقیس سے انتہائی محبت اور بلقیس کی سچی محبت کا دل سے اعتراف ہونیکے باوجود اسکی طبیعت کی کمزوری نے بالآخر اُسکے خیالات کا رُخ ایسی جانب پھیر دیا کہ جس جانب وہ پھیرنا نہ چاہتا تھا، بار بار اسکی طبیعت ایک ناخوش آیند منظر اسکی نگاہوں کے سامنے پیش کرتی تھی اور بار بار وہ اسکی طرف سے منہ پھیر لیتا تھا، لیکن ضعف نے جو خوف و ہراس اس کے دل پہ مسلط کردیا تھا وہ اپنا اثر دکھائے بغیر نہ رہا اور تھوڑی دیر تک خیالات اور توہمات کی کشاکش میں مبتلا رہنے کے بعد ایک دفعہ اُسکے منہ سے بے اختیار یہ جملہ نکل گیا۔

"میرے اللہ! کیا ایسا ہوسکتا ہے؟"

"کیوں، کیوں نہیں ہوسکتا؟ اس دنیا میں کوئی بات ناممکن نہیں ہے۔ ہاں ہاں بلقیس بھی بیوفا ہوسکتی ہے اور بھولا بھالا شریف صورت جیلانی بھی لگا بھگت ثابت ہوسکتا ہے"........

اُس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چکراتا ہوا سر پکڑ لیا ایک دو منٹ تک آنکھیں بند کئے پڑا رہا لیکن اب طبیعت کو قرار کس طرح آسکتا تھا، وہ گھبرا کر چارپائی سے اُٹھا، سر میں کچھ گرمی سی محسوس ہوئی اور کھڑکی کھول کر اُس نے سامنے کی ٹھنڈی ہوا اپنے چہرے پر لینے کیلئے منہ کھڑکی کے باہر نکال دیا،

سامنے ڈاکٹر جیلانی کا مکان تھا اور بلقیس ابھی ابھی وہاں سے نکلکر سامنے کی سڑک پہ تیز قدم سے جا رہی تھی!!!

کھڑکی کو بہت زور سے بند کرکے ظہیر ایک بیخبری کے عالم میں بستر تک آیا اور پھر بے اختیار چارپائی پر گر پڑا۔ اسکا سر چکرا رہا تھا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا تھا اور دماغ میں کچھ اس قسم کی تکلیف محسوس ہو رہی تھی کہ گویا اُسے جلتی ہوئی لوہے کی سلاخوں سے داغا جارہا ہے، قوت متخیلہ بالکل معطل اور بیکار ہوچکی تھی، اور کسی قسم کا کوئی خیال دماغ میں نہ آتا تھا چہرہ سے نفرت، وحشت، اور غیض کے آثار ظاہر تھے، رخسار تمتمائے ہوئے تھے آنکھیں سُرخ ہوگئی تھیں اور بھویں اس درجہ تنی ہوئی

تھیں کہ تھوڑی دیر بعد جب بلقیس باہر سے کمرے میں آئی تو وہ اسکی ہیئت کذائی دیکھکر ڈر گئی اور گھبرا کر پوچھنے لگی۔

"تمہاری کیسی طبیعت ہے؟ کیا آج تمہیں بخار آگیا؟ ابھی ابھی تو میں اچھا خاصہ چھوڑ کر گئی تھی!! تم بولتے کیوں نہیں؟ کیا ہوا؟ کیا بات ہے کچھ بتاؤ تو سہی" . . . . . .

"ناشدنی، بے حیا، مردار! مجھ سے پوچھنے آئی ہے کہ کیا ہوا! بے غیرت، بے شرم" . . . .

"تم کیسی باتیں کر رہے ہو؟ خدا کیلئے کچھ بتاؤ تو کہ بات کیا ہے"

کیسی بھولی بنکر پوچھ رہی ہے کہ جیسے کچھ جانتی ہی نہیں! افسوس! میں اتنی مدت تک اپنی تمام محبت ایک خوبصورت ناگن پہ صرف کرتا رہا! کسے خبر تھی کہ ایسے حسین جسم کے اندر ایسی خبیث روح ہوگی! مجھ سے پوچھتی ہے کہ کیا ہوا! جاکے اس . . . سے پوچھ نا!"

بلقیس :۔ (ایک قدم آگے بڑھکر) تم مجھے جتنی چاہو گالیاں دے لو لیکن خدا کیلئے یہ تو بتادو کہ بات کیا ہے۔

ظہیر :۔ (چارپائی پر بیٹھ کر) دغاباز، مکار! مجھ سے سننا چاہتی ہے کہ کیا ہوا!! اپنے کرتوتوں پر شرم نہیں آتی! ناپاک عورت! افسوس کہ میرے جسم میں طاقت نہیں ہے ورنہ ابھی اسی وقت تجھے اور اس . . . . . جیلانی کو سیدھا جہنم میں پہونچا دیتا جہاں تم دونوں کا ٹھکانا ہے۔ میرا علاج کرنے کے بہانے سے اس نے یہاں آنا جانا شروع کیا اور تو . . . . اب میں اپنی زبان سے ایسے ناپاک الفاظ کیا نکالوں، جا بس، میری آنکھوں کے سامنے سے دور ہوجا، میں اب یہ نجس اور ناپاک صورت دیکھنی نہیں چاہتا۔

بلقیس پہلے تو محبت کے ساتھ آگے کو بڑھی تھی لیکن اب یہ الزامات سن کر اس کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا ایک غیظ و غضب سے بھری ہوئی نگاہ اس نے ظہیر پر ڈالی، اور پھر یہ کہکر کہ

"کیا مرد سب ایسے ہی ظالم ہوتے ہیں"

واپس دروازے کیطرف مڑی۔

ظہیر :۔ کیا اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لینے کے بعد بھی یہ یوں الزام لگانا ظلم ہے؟

بلقیس :۔ جو تمہارا جی چاہے کہے جاؤ مگر خدا کیلئے جھوٹ نہ بولو

ظہیر :۔ کیا یہ جھوٹ ہے کہ تو آج بلکہ ابھی ابھی ڈاکٹر جیلانی کے گھر گئی تھی؟ آج میری دوا لانے کا دن نہیں تھا آج اس خبیث کے میرا حال کہنے کا بھی دن نہیں تھا پھر اسکے یہاں جانے اور پندرہ بیس منٹ تک وہاں ٹھیرنے کے کیا معنی؟ مرد ظالم نہیں ہوتے مرد اسوقت زبان سے نکالتے ہیں کہ جب آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں

"خدا نہ کرے کہ کسی کی ایسی آنکھیں ہوں!!"

کہتی ہوئی بلقیس جلدی جلدی جس دروازے سے آئی تھی اسی سے چلی گئی۔

تھوڑی دیر خاموش رہ کر ظہیر نے خود بخود کہنا شروع کیا،

"مرد ظالم ہوتے ہیں! بے غیرت، بے حیا، اب بھی تو اس بدکردار کو شرم نہ آئی! کیسی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر رہی تھی کہ جیسے اس نے کوئی قصور ہی نہیں کیا ہے! توبہ، توبہ! افسوس آج معلوم ہوا کہ عورت کیا چیز ہوتی ہے، عورتوں کی بے وفائی کے متعلق بہت سے مقولے اور قصے مشہور ہیں میں ان پہ کبھی اعتبار نہیں کرتا تھا، لیکن اب معلوم ہوا کہ وہ سب صحیح ہیں۔ عورت کی ذات ہی بے وفا اور دغا شعار ہے، مجھ میں تھوڑی سی بھی طاقت ہوتی تو دونوں کو ٹھکانے لگا دیتا، دنیا ایسے ناپاک وجود سے خالی ہی بہتر ہے اب سمجھ میں آیا کہ یہ . . . . جیلانی بے سبب کیوں اسقدر مہربان ہوگیا تھا۔ ظاہر میں منحت کس قدر نیک اطوار معلوم ہوتا ہے! . . . . بلقیس اس وقت گئی کہاں؟ . . . . .

. . . اونہ مجھے کیا، کہیں جائے، میری طرف سے جہنم میں چلی جائے . . . . اسی بدمعاش کے گھر گئی ہوگی اور کہاں جائیگی۔ یہاں کلکتہ میں اس کا اور کون بیٹھا ہے . . . . . . چلوں ذرا دیکھوں تو سہی، وہاں تک تو چل سکوں گا۔

آہستہ آہستہ وہ چارپائی سے اٹھا، اور لکڑی کے سہارے دروازے تک آیا۔ پاؤں کمزوری کی وجہ سے لڑکھڑانے لگے۔ غصہ اور عصبی ہیجان کی وجہ سے تمام جسم بھی کانپ رہا تھا لیکن اس نے کچھ پرواہ نہ کی اور بہزار خرابی و دشواری ڈاکٹر جیلانی کے گھر تک پہونچ ہی گیا۔

ڈاکٹر جیلانی ابھی ابھی اپنی لیبوریٹری سے نکلے تھے اور برآمدے میں کھڑے تھے۔

"آج تو آپ نے بڑی ہمت کی۔ ایک دم سے یہاں تک چلے آئے اتنی جلدی نہ کرنی چاہئے تھی۔ ابھی آپ بہت کمزور ہیں"

تقریباً ایکسال کے بعد آج پہلی مرتبہ ظہیر کو اتنا چلنا پڑا تھا

غصہ کا جوش اسے یہاں تک لے تو آیا لیکن یہاں پہونچکر اسکی حالت اس قدر خراب ہوگئی کہ گرنے لگا۔ ڈاکٹر جیلانی نے جلدی سے آگے بڑھکر اسے سنبھالا اور بہ آہستگی لیجاکر کمرے میں آرام کرسی پر لٹایا جب ذرا اسکی حالت درست ہوئی تو ڈاکٹر جیلانی نے کہا،

"آپ کو سخت تکلیف ہوئی اور بیحد نکان پہنچی ہے آپ کو ابھی اتنی دور تک ہرگز نہ چلنا چاہیئے تھا"

ظہیر :۔ (طنزیہ لہجے میں) آپ کے احسانات کا شکریہ ادا کرنا ضروری تھا۔

جیلانی :۔ آپ پر میرا کوئی احسان نہیں ہے۔

ظہیر :۔ (اسی طرح تند اور طنزیہ لہجے میں) کیا اس لئے کہ بلقیس آپکی تمام تکالیف کا معاوضہ کر دیتی ہے،

جیلانی :۔ (اس طرز گفتگو سے متعجب ہوکر) یہ آج آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ معاف کیجئے، میں آپکی گفتگو کا مطلب نہیں سمجھا

ظہیر :۔ (غصہ سے) کاش مجھ میں اتنی قدرت ہوتی کہ میں سمجھا سکتا

جیلانی :۔ (مسکراکر) آپ کا مزاج اس وقت کچھ بہت ہی برہم ہے کیا اس کا کوئی خاص سبب ہے، ؟

ظہیر :۔ مسٹر جیلانی تم نے مجھے بہت دنوں تک دھوکے میں رکھا لیکن اب مجھے سب کچھ معلوم ہوچکا ہے، اسلئے اب ایسی باتیں بنانے سے کچھ حاصل نہیں ہے۔

جیلانی :۔ (حیرت سے) میں نے آپکو دھوکے میں رکھا! یہ آج آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ کو کیا معلوم ہوگیا؟ بہتر ہو کہ آپ صاف صاف گفتگو کریں۔ مریض اگر ہذیان کیحالت میں مجھے گالیاں بھی دیں تو میں خوشی سے سن سکتا ہوں، لیکن صحیح الدماغ شخصوں کی زبان سے اس قسم کے الفاظ سننے کا میں عادی نہیں ہوں

ظہیر :۔ (سخت برہمی کے عالم میں کھڑے ہوکر) تم میری گفتگو کا مطلب نہیں سمجھے اصل یہ ہے کہ تم میری اس وقت کی کمزوری سے فائدہ اٹھا رہے ہو۔ اس قطامہ کو تو میں نے گھر سے نکال دیا مگر افسوس کہ بدن میں طاقت نہیں ہے ورنہ تم سے بھی اچھی طرح سمجھ لیتا تم نے جو دغا مجھے دی ہے اسکی سزا اگر میں نہیں دے سکتا تو یقین رکھو کہ خدا ضرور دیگا۔ میں تمہیں ایک شریف اور نیک نوجوان سمجھتا تھا مگر افسوس! ....

"ظہیر صاحب! میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں ابتک بھی کچھ نہیں سمجھ سکا ہوں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اور وہ قطامہ کون تھی جسے آپ نے گھر سے نکال دیا"

"وہ قطامہ! وہ قطامہ یہی مکار، دغا باز، اور بدکردار عورت تھی جو آج صبح تک میری شریکِ زندگی تھی اور جسے اپنا شریکِ گناہ بنا کر تم نے انسانیت کے مجد و شرف کا خون کر دیا۔ انکار کرنے کی ضرورت نہیں میں نے اپنی آنکھوں سے اُسے اب سے تھوڑی دیر پہلے تمہارے خلوت خانے سے نکلتے دیکھا ہے۔ کاش تمہارے ہاتھوں سے صحت پانے کی بجائے میں مرگیا ہوتا! ....

....

غصہ میں بڑبڑاتا ہوا ظہیر کرسی سے اُٹھا اور دروازہ کیطرف چلنے لگا۔

"کیا تم نے واقعی اپنی بیوی کو گھر سے نکال دیا ہے؟" گھبرا کر جیلانی نے پوچھا، اور راستہ روکنا چاہا۔

"جی ہاں! وہ اب آزادانہ آپکی خدمت بجالا سکیگی"

طنز کے ساتھ ظہیر نے جواب دیا۔ اور پھر دروازے کی طرف جانے لگا۔

جیلانی :۔ تم سے زیادہ بدنصیب اور بیوقوف شاید دنیا میں کوئی نہ ہوگا جلدی جاؤ، موٹر یا تانگہ کرایہ پر لو اور جسقدر جلد ہو سکے اپنی بیوی کو ڈھونڈ نکالو۔

ظہیر :۔ (غصہ سے) تاکہ آپکو اسکی تلاش کرنے کی زحمت بھی نہ اُٹھانی پڑے۔

جیلانی :۔ (سخت غصہ سے) بیوقوف! پاگل انسان! جس عورت کو تو اپنی حماقت سے بے عصمت اور بے وفا سمجھ رہا ہے اس سے زیادہ پاکدامن اور باوفا عورت اس دنیا میں نہیں ہو سکتی حوریں اگر اسکے دامن پر نماز پڑھیں تو بجا ہے۔

ظہیر :۔ بلقیس اور پاکدامن!

جیلانی :۔ ہاں پاکدامن ہی نہیں بلکہ ایک نالائق اور بیوقوف خاوند کی جاں نثار بھی۔ ناقدر شناس شخص تجھے آجتک یہ بھی خبر نہیں کہ اُس نے اپنی زندگی خطرہ میں ڈال کر تیری جان بچائی ہے،

جیلانی کے چہرے سے رعب اور جلال ظاہر ہو رہا تھا اور اسکے ہر ہر لفظ سے صداقت ٹپک رہی تھی۔ ظہیر کے دل میں پھر کچھ شبہات پیدا ہوئے۔

"اپنی زندگی خطرے میں ڈال کر میری جان ...

باب امّ النصیحت

عورتوں کی جوانی!

از جناب حکیم ڈاکٹر علی کوثر صاحب، چاندپوری

شباب نام ہو اُن اُمنگوں اور ولولوں کا جو عمر کی ایک خاص منزل پر پہنچکر انسان کے قلب میں پیدا ہو جاتے ہیں، اور اسکے دل کی وسعت کو محشرستان تمنا بنا دیتے ہیں۔

شباب نام ہے اُس جان نواز لمحے کا
جب آدمی کو یہ محسوس ہو جوان ہوں میں

اگرچہ اسی جاں نواز لمحے کا یقین دشوار ہے جب آدمی اپنے اعصاب میں جوانی کی گدگدی محسوس کرتا ہی، تاہم بعض ایسے لازمی تغیرات بھی عالم وجود میں آتے ہیں جو قدرتاً جوانی کے چہرہ کی غمازی کر دیا کرتے ہیں۔ عورتوں میں یہ تغیرات زیادہ نمایاں ہوتے ہیں حیض آنا، اور پستانوں کا مناسب حد تک بڑھ جانا نسوانی شباب کے وہ علامات ہیں جو عام طور پر تیرھویں یا چودھویں سال اس کو قدرت کا وہ ذمہ دارانہ پیام پہنچاتے ہیں جس کے لئے صنف نازک کی تخلیق عمل میں آتی ہے،

نسوانی شباب کے اگرچہ مردوں کے عہد جوانی کے مقابلہ میں ذرا وسیع ہوتے ہیں اور اسکی خاص وجہ ان کے مزاج کا بارد ہونا ہے، اور غالباً اسی بنا پر بالعموم عورتوں کا اوسط عمر مردوں کی نسبت زیادہ ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ عورتیں ہمیشہ جوان رہتی ہیں اور وہ اس بے انصافی کی مستحق ہیں جو ہر موسم سرما میں ہم ان پر روا رکھتے ہیں، اور جس کے لئے ہمارا لٹریچر یقیناً بدنام رہیگا، موسم سرما کی تقریب میں ہزاروں مبہی اور مقوی نسخے تیار کئے جاتے ہیں اور بڑی شان و شوکت سے ان کے اشتہارات شائع ہوتے ہیں مگر ان تمام مرکبات میں ایک مرکب بھی ایسا نہیں ہوتا جو جنس لطیف کے حسن و شباب کی حفاظت پر اثر انداز ہوتا ہو، عام طور پر "صنف کرخت" کی حریصانہ خواہشات کی تکمیل ان کا مقصود ہوتا ہے،

ہندوستان میں جوانی کا مفہوم بہت غلط سمجھا گیا ہی یعنی شباب کے معنی ہمارے ملک میں صرف صنفی خواہش کی برانگیختگی کے لئے جاتے ہیں، دوسرے قویٰ پر بالکل نظر نہیں کیجاتی رہی وجہ ہے کہ ہمارے یہاں اکثر ادویہ صرف قوت مردمی کو برانگیختہ کرکے انسان کو ہنگامی طور پر جوان بنا دیتی ہیں، اُسکے بدن کی دوسری ضروری قوتوں پر بہت کم اثر کرتی ہیں، چنانچہ اطبا اکثر مبہی و مقوی نسخوں کی تیاری میں مصروف رہتے ہیں، تجدید و اعادۂ شباب کے علمی امکانات اُنکی نگاہوں سے ہمیشہ اوجھل رہتے ہیں۔ اور چونکہ قوت باہ سے عورتوں کو محروم سمجھا گیا ہی اسلئے عموماً اس قسم کی ادویہ صرف مردوں ہی کے واسطے تیار ہوتی ہیں۔

یہی غیر منصفانہ خیال بنیاد ہے اس بہیمانہ خود غرضی اور ستم رانی کا جسکی گلہ سنجی کا جذبہ اسوقت ہمارے ذہن و دماغ میں پیدا ہوا ہے اگر جوانی سے مراد "قوت باہ" کا وہ جوش نہ ہوتا جو ہماری رگوں میں تھوڑی دیر کیلئے دوران خون کی تیزی کا ذمہ دار ہے بلکہ وہ جذبہ مراد ہوتا جو اعصاب میں ایک احساس پیدا کرتا ہے جوان ہونیکا، تو غالباً اسی مفہوم اور ولولہ میں مرد و عورت دونوں شریک ہو جاتے۔

مشرقی مردوں کی یہ حیوانیت کس درجہ قابل ملامت ہی کہ وہ اپنی حرص کا نشانہ بنانیکے لئے طبقۂ نسواں کے ایسے فرد کو منتخب کرتا ہے جو دوشیزگی کے قدرتی حسن سے آراستہ ہو، لیکن جب تقویت بدن کیلئے حلوائے گذر اور حلوائے بیضۂ مرغ کی تیاری کا وقت آتا ہی تو اپنی شریک زندگی کی ان ضروریات کو قطعاً فراموش کر دیتا ہی جنمیں لمحۂ انتخاب سے اسوقت تک کافی تغیر ہو چکا ہی۔ اگرچہ مقوی ادویہ و اغذیہ کی ترتیب قدرتاً ان اجزا پر مشتمل ہی جو مردوں اور عورتوں کی قوتوں پر مساوی کرتی ہیں لیکن اس موقعہ پر بحث صنفی خواہشات اور شباب

کی ان خصوصیات سے جو کسی صورت ہی میں مردوں اور عورتوں میں مشترک نہیں ہیں۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نوع کی ادویات دونوں کی ضروریات زندگی اور داعیات قلب کی متکفل ہو سکتی ہیں یا نہیں۔ یورپ کے علمی میدانوں میں مرد و عورت کے لئے الگ الگ معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر واروناف کے عملیہ تقلیم میں بھی اسکی خاص رعایت مدنظر رکھی گئی ہے، مردوں میں بندر کے خصیوں کی قلم لگائی جاتی ہے اور عورتوں میں بندریا کے خصیے پیوست کئے جاتے ہیں، برخلاف اسکے ہمارے ملک میں، تجدید شباب پر کوئی مضمون یا رسالہ شائع ہوتا ہے تو اس میں عورتوں کے شباب کو بالکل نظرانداز کر دیا جاتا ہے اور اگر خوش قسمتی سے اُس پر اعتنا بھی کیا جاتا ہے تو وہ نہ کرنے کے برابر ہوتا ہے۔ ایسی دلخراش بے انصافی نے آج مجھے مجبور کیا کہ میں عورتوں کی جوانی کے تادیر برقرار رکھنے کی چند تدابیر سپرد قلم کروں۔ قدرت نے حمل، توالد و تناسل، اور رضاعت پرورش اولاد کے مشکل فرائض ان ہی عورتوں کے دوش نازک پر رکھ دیا ہے اور ان نسوانی فرائض کی بجا آوری میں ان کو جس قدر مشکلات پیش آتی ہیں ان کا تصور انداز وہی ماں اچھی طرح کر سکتی ہے جس کی مامتا بھری گود میں پرورش پا کر جوان ہونے والے مردوں، گو نہیں ہو سکتا اس لذت آزار کو اس شریف اور معصوم عورت سے پوچھئے جس نے احسان فراموش مرد کو اپنی چھاتیوں سے "خون جگر" پلا کر سوچنے اور سمجھنے کے قابل کیا ہے مگر افسوس کہ وہ سب کچھ سننے اور سمجھنے کے بعد بھی اس معاملۂ خاص میں بالکل ہی "طفل نادان" واقع ہوا ہے۔

یہ طبعی وظائف جن کو حقیقتاً عورتوں کے لئے "پیام" سمجھنا چاہیئے لازمی طور پر ان کو ادا کرنا پڑتے ہیں، چنانچہ وہ ادا کرتی ہیں اور بڑی خوشی سے ادا کرتی ہیں۔ مگر ان سے جو نقصانات انکی صحت جسمانی اور شباب کی رعنائیوں کو پہنچتے ہیں ان کی تشریح ملک کے کسی "لسان القوم" کے بس کی بات بھی نہیں۔

زمانہ حمل میں چونکہ عورت کے رحم میں بچہ کی ابتدائی نشو و نما ہوتی ہے اسلئے جسم کے بدن کے جوہر جو محض اسی کا حصہ تھا، بچہ کی غذا میں بھی صرف ہونے لگتا ہے، پھر ولادت کے وقت اس کا کچھ حصہ ضائع ہو جاتا ہے اس لئے عورتوں کے قیام شباب کی غرض سے خاص طور پر حمل پر نظر رکھنی چاہیئے، اور اختیار تولید کے ان اصولوں کا پابند ہو جانا چاہیئے جو بہت حد تک نسوانی شباب کے ضامن اور کفیل ہیں۔

اختیار تولید کے جو ناقص ذرائع آجکل ہمارے ملک میں رائج ہیں، وہ کم و بیش عورتوں کی صحت پر مضر اثر ڈالتے ہیں اسکا سب سے بہتر ذریعہ "ضبط نفس" ہے، مگر میری رائے میں چونکہ فلسفیانہ کلیات و نظریات عملی زندگی میں زیادہ کارآمد نہیں ہوتے۔ اس بنا پر مجبوراً ہمیں فی الحال ان مضر ذرائع پر ہی قناعت کرنا پڑیگی اور زیادہ مضرت سے بچنے کی غرض سے کم نقصان پہنچانے والی چیز کو اختیار کرنا پڑے گا۔

ایک بچہ کی پیدائش کے کم از کم پانچ چھ سال بعد تک عورت کو تلافی مافات کا موقع ملنا چاہیئے، اس بچہ کے پیدا ہونیکے چھ سال بعد تک اختیار تولید کے ان ذرائع پر عمل پیرا ہونیکی ضرورت ہے جو عورتوں کو متواتر اور مسلسل استقرار کی بلا سے محفوظ رکھیں۔ جن عورتوں کے سالانہ بچے پیدا ہوتے ہیں، انکی صحت بالکل خراب ہو جاتی ہے، چہرے کی رونق و نضارت رخصت ہو جاتی ہے، اور وہ اپنے شباب کی پُرکیف رنگینیوں سے قطعاً محروم ہو جاتی ہیں، زمانہ رضاعت میں بھی عورت کے جسم کا قیمتی جوہر بچہ کی نذر ہوتا رہتا ہے۔

اس لئے مدت رضاعت کو حتی الامکان کم کر کے مصنوعی اور کیمیائی غذاؤں کو کام میں لانا چاہیئے، تاکہ عورت کا شباب اور بچہ کی جان دونوں محفوظ رہیں۔

ممکن ہے خالص مشرقی خیال کے انسان میرے مضمون کو پڑھکر مجھے مورد عتاب بنائیں لیکن ان کے اس بزرگانہ عتاب کا میں خواہ کتنا ہی احترام کروں مگر دنیا اور دنیا کی ضروریات میں یقیناً ان کی خشم آلود نگاہوں کیلئے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

اسکے علاوہ بھی بعض چیزیں براہ راست عورت کی صحت اور شباب سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس میں سب سے پہلی اور اہم چیز حیض ہے حیض ایک قسم کا رقیق اور سیال مادہ ہے جو ہر مہینے میں بالغ عورت کے رحم سے چند روز تک جاری رہا کرتا ہے۔ لیکن زمانہ حمل اور رضاعت میں بند یا کم ہو جاتا ہے، ملکی آب و ہوا اور عورتوں کی جسمانی حالت کے اعتبار سے خون حیض کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔ لیکن اوسطاً ہر مہینے میں چار اونس یعنی دو چھٹانک سے ۱۰ اونس یعنی پانچ چھٹانک کی مقدار میں یہ خون نکل جاتا ہے۔

اگر حیض کی مقدارِ طبعی کم و بیش ہوجاتی ہو تو عورت کی صحت پر اس کا خاص اثر پڑتا ہو۔ کم ہوجانیکی صورت میں طرح طرح کے تکلیف دہ امراض پیدا ہوکر چمنستان صحت کو پامال کرنا شروع کردیتے ہیں اور زیادتی کی حالت میں جسم کا بہترین جوہر "خون" خارج ہوجانیکی وجہ سے بڑا بھاری نقاہت اور کمزوری ہوجاتی ہے۔ آنکھوں میں حلقے پڑجاتے ہیں، بھوک کی خواہش باقی نہیں رہتی، کے ایسے رخسار گیندے پھولوں کی طرح زرد ہوجاتے ہیں۔ بہرحال ہر مہینہ ایک مقررہ وقت پر عورت کے اس طبعی اخراجِ خون پر نگاہ رکھنی چاہیئے کہ اس میں کوئی غیر معتاد کمی وبیشی واقع نہ ہونے پائے، اگر اسکا کوئی اندیشہ ہو تو فوراً اسکے ازالہ کی تدبیر کرنی چاہیئے۔

جریان الرحم اور سیلان الرحم کا بھی عورتوں کی جوانی پر جلد اور نمایاں اثر ہوتا ہو۔ جریان الرحم کی شکایت جن عورتوں کو ہوتی ہو وہ قبل از وقت بوڑھی ہوجاتی ہیں، میں نے ایسی عورتیں دیکھی ہیں جن کی پستانوں کے اُبھار اس مرض کی وجہ سے بالکل غائب ہوگئے تھے اور اگر ان کے طویل بالوں کو نسوانی علامات سے خارج کردیا جاتا تو ان میں اور ایک مدقوق میں کوئی فرق باقی نہ رہتا۔

عورتوں کے شباب کو زیادہ سے زیادہ پستانوں کی سختی تک محدود رکھا جاتا ہو کاش مشرقی انسان یہ سمجھنے کی اہلیت رکھتا کہ ایک عورت سر سے پیر تک شباب کی طلبگار ہے اور اُسکے جسم کا زوال، زوال جوانی کی اُمنگوں کو یاد کرکے "خارِ مغیلاں" بن کر اسکے دل میں چبھنے لگتا ہے۔

تہذیب حاضرہ کے مشروبات اور تازہ ترین تحقیقات!

ازڈاکٹر او، دی، ہیلیسٹڈ نیڈ؛

جسوقت ہماری نظر ان ہزاروں درختوں پر پڑتی ہو کہ جن سے انسان اپنے لئے مشروبات تیار کرسکتا تھا تو یہ دیکھکر سخت حیرت ہوتی ہو کہ اس نے صرف چھ ایسے پودے انتخاب کئے جو اپنے اثرات کے لحاظ سے تو ایکدوسرے کے بالکل مشابہ ہیں لیکن ظاہری شکل وصورت میں باہم زمین وآسمان کا فرق ہے چینیوں نے چار کو انتخاب کیا عربوں نے قہوہ کو، وسطی امریکہ والوں نے کوکو "کو"، پیراگوے والوں نے میٹ کو، برزیل والوں نے مدگارانا "کو"، اور افریقہ والوں نے کولانٹ "کو"، (فاضل مضمون نگار کو شاید علم نہ تھا ورنہ وہ ہندوستان کا بھی ضرور ذکر کرتا جہاں تاڑی کو منتخب کیا گیا ہو، یا شاید تاڑی کا ذکر اس لئے نہ کیا ہو کہ اسکے اجزائے موثرہ چار اور کافی وغیرہ سے مختلف ہیں ہمدرد صحت) ان سب چیزوں کے اجزائے مؤثرہ تقریبًا ایک سے ہیں، بلکہ یہ کہنا حقیقت سے زیادہ قریب ہوگا کہ وہ بالکل ایک ہی ہیں بہ استثنائے "کوکو" کے جس میں خفیف سی مقدار تھیوبرومین کی پائی جاتی ہو لیکن یہ فرق اس قدر کم ہے کہ اسے قابل نہیں کہا جاسکتا۔ ان سب کا جزو موثر "کیفین" ہے جو مختلف مقداریں ان سب میں پایا جاتا ہے، اور اسی پر ان سب کا محرک اثر منحصر ہے۔

چار، کافی، اور میٹ بس صرف محرکات ہیں اور اگر دودھ اور شکر کو علیحدہ کردیا جائے جو انکی تیاری میں شامل ہوتا ہے تو غذا کی حیثیت سے انکی قیمت صفر ہوجاتی ہے۔

چار اور قہوہ وغیرہ کے استعمال سے جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں وہ اس سے بہت زیادہ ہیں کہ جتنی بہت سے لوگ خیال کرتے ہیں جو لوگ سوءِ ہضم میں مبتلا ہیں یا جن کے اعصاب کمزور ہیں یا جنہیں رعشہ کی شکایت ہو، یا جنکا مزاج چڑچڑا اور نا متحمل ہے وہ اگر تلاش کریں تو انہیں اپنی بیماریوں کا سبب یہی معلوم ہوگا کہ انکی ابتدا انہی مشروبات سے ہوئی تھی، ان چیزوں کا بکثرت استعمال اس سے بھی زیادہ برا ہو کہ شراب کی قسم کے مسکرات کی کیساتھ استعمال میں لائے جائیں۔ شراب میں جو زہر ہے وہ جسم سے بآسانی خارج ہوجاتا ہو، لیکن ان مشروبات کا زہر کیفین، یہی نہیں کہ زیادہ مضر صحت ہو، بلکہ جسم سے جلدی خارج نہیں ہوتا اور تھوڑا تھوڑا جمع ہوتا رہتا ہو۔ نظام عصبی پر چار، وغیرہ کا اثر بہت ہی تباہ کن ہوتا ہو اس کا مشاہدہ ان لوگوں کے اعصاب کی حالت دیکھکر کیا جاسکتا ہو جو ان مشروبات کے عادی ہیں۔

چار، قہوہ، اور میٹ کی روز افزوں مانگ کا باعث اصلی وہ اشتہارات اور پروپیگنڈہ ہے جو ان چیزوں کے تیار کرنے والوں

کی جانب سے عمل میں آتا رہتا ہو۔ اپنی مشتہرین کے وہ دعوے دیکھکر جو وہ ان چیزوں کی خوبیوں کے متعلق کیا کرتے ہیں یہ لازمی ہوگیا ہو کہ لوگ کیفین کے زہریلے اثرات سے آگاہ کردیا جائے۔

کیفین کے اثر سے جسم میں کچھ اس قسم کی تحریک ہوتی ہو جسکی وجہ سے جسم کے خلیات کو معمول سے زیادہ کام کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہو لیکن اس طرح زیادہ کام کرکے جو قوتِ عمل ضائع ہوجاتی ہو اسکی تلافی نہیں ہوتی۔ خلیوں میں اس قسم کی تحریک غیر قدرتی اور مضرت رساں چیز ہے۔ جب کسی شخص کو اپنی طبیعت گری گری سی معلوم ہوتی ہو یعنی وہ حالت پیدا ہوتی ہو کہ جب تحریک کی ضرورت ہو تو یہ بالکل قدرتی چیز ہو کیونکہ خلیات میں ایک ختم شدہ خزانہ برقی کیطرح قوتِ عمل باقی نہیں ہو۔ خلیات کو اس بات کی ضرورت محسوس ہورہی ہو کہ ان میں غذا کے ذریعہ، یا آرام کے ذریعہ، یا دونوں چیزوں کے ذریعہ قوتِ عمل پھر بھر دیجائے۔

کیفین سے تکان کا احساس ضرور رفع ہوجاتا ہو۔ لیکن اس سے ان نقصانات کی تلافی ذرہ بھر بھی نہیں ہوتی جو کام کرنیکی وجہ سے جسم کو پہونچے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہو کہ وہ بیکا شدہ خلیوں کو کام پر مجبور کرکے جسم کو اور زیادہ نقصان پہنچا دیتی ہے۔

ڈاکٹر نینسن بحرِ منجمد کے مشہور سیاح نے لکھا ہو۔

"میرا تجربہ مجھے مجبور کرتا ہو کہ سختی کیساتھ تمام محرکات اور مخدرات کے استعمال کے خلاف جہاد کروں خواہ وہ چاء قہوہ اور تمبا کو ہوں یا شراب کی قسم کے مشروبات۔ سب سے زیادہ صحیح اصول یہ ہے کہ انسان کو جہانتک ہوسکے قدرتی اور سادہ طریقوں پر اپنی زندگی بسر کرنی چاہیئے خاصکر جب کہ یہ زندگی بہت زیادہ سرد آب وہوا میں شدید تکان دہ حالات میں بسر ہو رہی ہو۔ یہ خیال کہ جسم اور دماغ کو مصنوعی ذرائع سے تحریک پہونچاکر ہم کچھ فائدہ حاصل کرتے ہیں اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ یہ لوگ علم افعال الحیات کے بالکل سادہ اصولوں سے بھی نابلد ہیں اور اپنے تجربے اور مشاہدے سے بھی کچھ نہیں سیکھا ہو۔"

چاء اور قہوہ کی کثرت گردوں کے امراض میں خاص طور سے مضر ہے، اور قلب کے امراض اور خون کے دباؤ کی صورتوں میں بھی نقصان پہنچاتی ہو۔ گردوں کو اور قلب کو وہ انکا کام کرنے کی بجائے زیادہ کام کرنے پر مجبور کردیتی ہو۔

ایک جاپانی پروفیسر کا مقولہ ہو کہ میرے خیال چاء مرض سرطان کا ایک خاص سبب ہو۔

ڈاکٹر بلارڈ نے بکثرت اشخاص کے حالات کا مطالعہ کرکے حسبِ ذیل نتائج نکالے ہیں۔

(۱) چاء کا زہر جسم میں تھوڑا تھوڑا سا جمع ہوتا رہتا ہو اور نوجوانوں پر اور ضعیف الجثہ لوگوں پر اسکا مضر اثر بہت ہی زیادہ ہوتا ہو۔

(۲) جوان عورتوں میں زہر کی علامات پیدا کرنیکے لئے بالعموم پانچ پیالے چاء کے روزانہ کافی ہیں۔

(۳) چاء نوشی کی عادت کے خراب اثرات بکثرت دیکھنے میں آتے ہیں اور اس کے زہریلے اثر کی عام علامتیں بھوک کا زائل ہوجانا، بدہضمی اختلاجِ قلب، دردِ سر، متلی، اور قے ہوتا ہو، اور ان کے ساتھ ساتھ ذکاوتِ حس، ہسٹیریا اور عصبی درد کے دورے ہوتے ہیں جن کے ساتھ قبض اور مقام قلب پر درد کا احساس ہوتا ہو۔

ڈاکٹر جے، ایچ کیلاگ کا بیان ہو کہ قہوہ چھوڑ دینے کے بعد انہوں نے بہت سے مریضوں کے خون کا دباؤ بیس سے چالیس درجوں تک گھٹ جاتے دیکھا ہے، اور اسی کیساتھ عام جسمانی صحت میں نمایاں ترقی۔

زمانہ حمل کی خوراک

دورانِ حمل، اور ایام رضاعت (دودہ پلانا) میں عورت کی خوراک حسبِ ذیل ہونی چاہیئے۔

روزانہ

دودھ	سوا سیر
سبز ترکاریاں پکی ہوئی	ایک یا دو پلیٹ
انڈے یا صرف زردی	ایک یا دو

سیب سنترہ یا اور کوئی پھل ایک

ہفتہ میں دو بار یا زیادہ

سمندر کی مچھلی بقدر خواہش

ہفتہ وار

گائے کی کلیجی بقدر خواہش

اگر مچھلی کا تیل پیا جا سکے تو دو چمچے (چار کے) روزانہ پی لینے چاہئیں۔ اس کے علاوہ اور جو کچھ بھی عورت کھانا چاہے وہ کھا سکتی ہے

خطیب کو چند طبّی مشورے

تقریر و خطابت کیلئے جتنی ضرورت وسعتِ معلومات کی ہے اُسیقدر جسمانی تندرستی اور اعضاء اصوات کی ممارست کی بھی ہے یعنی ایک خطیب جس طرح اپنی تقریر کو کامیاب بنانے کیلئے معلومات جمع کرنا ضروری سمجھتا ہے اور جس طرح مطالعہ کتب اور فراہمی مواد کو اپنی تقریر کی تیاری سے تعبیر کرتا ہے، اسیطرح آلاتِ صوت کی تقویت اور ممارست بھی مقرر کی تیاری میں داخل ہے، اگر کوئی خطیب صرف معلومات کا خزانہ جمع کر کے اسٹیج پر آئے لیکن اسکی آواز کی کمزوری اسکے اعضائے اصوات کے ضعف پر دلالت کر رہی ہو تو کہا جائیگا کہ یہ خطیب خطابت کی استعداد نہیں رکھتا۔ مختصر یہ کہ صرف علمی تیاری کسی خطیب کے لئے کامیابی کا ذریعہ نہیں، بلکہ وہ اپنی تقریر کو کامیاب بنانے کیلئے اعضائے صوتیہ کی ممارست کا بہت زیادہ محتاج ہے،

یہ احتیاج کس طرح پوری کیجائے؟ ذیل کی سطریں اسی سوال کا جواب ہیں۔

یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ آواز حسب عادات متغیر و متنوع ہوا کرتی ہے، چنانچہ دھوبی اور ایسے ہی وہ لوگ جنکے اشغال ایک پیہم اور قوی آواز کیساتھ جاری رہا کرتے ہیں، ان کے اعضائے صوتیہ کی ممارست بہ نسبت اُن کاریوں کے زیادہ ہوتی ہے جو اپنے اشغال خاموشی کیساتھ جاری رکھتے ہیں، نیز اعضائے صوتیہ کی ممارست سے محض انکی ساخت میں تنوع نہیں ہوتا بلکہ الحان و خوش گلوئی میں بھی ایک زبردست تبدیلی نمایاں ہوتی ہے۔

اس ناقابلِ انکار حقیقت کے ذکر کر دینے سے میرا مطلب یہ ہے کہ خطیب کو اپنی تقریروں میں مواقع کے لحاظ سے مختلف طرز ہائے خطابت کی ضرورت پڑتی رہتی ہے اس لئے اُسے چاہیئے کہ عالمِ تنہائی میں مختلف طرز خطابت کی مشق کرے، آواز میں زیر و بم پیدا کرنیکی قدرت حاصل کرے لہجہ کو حسب موقع خوش آیند بنانے کی مہارت پیدا کرے، اور آواز کو بلند و صاف اور موثر بنانے کا طریقہ سیکھے! اور اس طرح اپنے اعضائے صوتیہ کو مشاق بنائے۔ کیونکہ آلاتِ صوت، اعضائے تنفس کے بعض حصے میں رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسلئے باواز بلند زیادہ دیر تک بولنے کی مشق سے اگر خطیب عاری رہیگا تو فوراً ہی تقریر کے دوران میں اس کا سانس پھولنے لگیگا اور آواز کی تمام خوبیاں جاتی رہیں گی۔ نہ طرز خطابت میں دلکشی باقی رہیگی اور نہ آواز میں تاثیر۔

یہ بھی ایک طبی تجربہ ہے جسکا حنجرہ حجم میں اور سینہ وسعت میں زیادہ ہوگا اسکی آواز بہ نسبت اُس شخص کے قوی ہوگی جسکا حنجرہ حجم میں اور سینہ چوڑائی میں کم ہوگا۔ خطیب چونکہ زوردار آواز کا حاجتمند ہوتا ہے اسلئے اس کا اولین فرض ہے کہ ورزش کے ذریعے اپنے سینہ کو چوڑا کرے اور اعضائے صوتیہ کو تقویت پہنچائے۔ سینہ کی کشادگی اور اعضائے صوتیہ کی درستگی و تقویت کے لئے بہترین ورزش ترتیل اور بلند آواز سے قرات ہے نیز عربی کے "اصوات حلقیہ" کا تلفظ، اعضا صوتیہ کے نمو اور حلق اور پھیپھڑوں کے امراض کو روکنے کا ذریعہ ہے یہ چند تدبیریں ہیں جو خطیب کی آواز کو زوردار اور قوی بنانے کیلئے بڑی حد تک کافی ہیں۔

نشست و برخاست کی ہیئت بھی آواز پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتی ہے چنانچہ جس شخص کے وقوف و برخاست کی ہیئت یہ ہو کہ اسکا سر اور دونوں سیدھے رہیں۔ ریڑھ کی ہڈیاں سیدھی رہیں تو تمام سامان تنفس کی حرکات ایک آزادی اور آرام کیساتھ اپنا کام کرینگی اور

آواز نہایت صاف پیدا ہوگی، آپ اسکی جانچ خود کرلیں، سر اور ٹھوڑی نیچے جھکاکر کچھ گائیں، پھر سر کو اوپر اٹھاکر اور سیدھے تن کر گائیں آپکو اعضائے صوتیہ کی حرکات میں بھی اور آواز میں بھی بین فرق محسوس ہوگا بہرکیف مقصود یہ ہے کہ خطیب کو سیدھا اور تن کر کھڑا ہونا چاہئے تاکہ آلات صوت ریڑھ سے کماحقہٗ مدد حاصل کرتے رہیں۔

یہاں پر یہ نکتہ قابل غور ہے کہ قدرت نے آلاتِ صوت انہیں حیوانوں کو دئے ہیں جن کے ریڑھ ہے،

خطیب کو میں ایک طبی مشورہ یہ بھی دونگا کہ وہ تقریر کے وقت گلوبند وغیرہ اُتار دے اور گلے کا پہلا بٹن کھول دے تاکہ حنجرہ اور عضلاتِ عنق ڈھیلے ہو جائیں کیونکہ اوتار صوتیہ جو حنجرہ کے سوراخ کے اندر ہوتی ہیں، اور عضلات عنق جو فرجۃ المزمار کے اتساع میں تغیر پیدا کیا کرتے ہیں۔ اگر کس جائیں تو آواز نہایت دقت سے نکلیگی۔ الحان صوتیہ ناپید ہو جائیں گے اور تاثیرات آواز مفقود

ایک طبی مشورہ خطیب کو یہ بھی ہے کہ اگر وہ کسی گرم مکان میں تقریر کرے تو وہاں سے باہر نکلتے وقت اپنے لباس میں زیادتی کرے تاکہ ہوا کے سرد جھونکے اُسے نقصان نہ پہنچا سکیں۔ (ایم۔ ٹی۔ وارثی)

بقیہ صفحہ ۳۰ یہ سہے!

کس طرح بچائی ہے؟"

جیلانی:۔ جب تمہارے گھر میں کچھ بھی باقی نہ رہا تھا اور تمہاری دوا کی قیمت بھی ادا نہ ہوسکتی تھی اس وقت اُسے اتفاق سے یہ معلوم ہوگیا کہ میں ڈاکٹر ہوں وہ میرے گھر آئی اور تمہاری بیماری کی ساری دردناک داستان سناکر مجھ سے درخواست کرنے لگی کہ اگر ممکن ہو تو میں مفت میں تمہارا علاج کردوں۔ میرا دل پگھل گیا اور میں اقرار کرنا ہی چاہتا تھا کہ مجھے اپنے ایک تجربے کا خیال آیا جو میں انسانی خون سے کر رہا ہوں میں نے اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہا اور اُس سے کہا کہ اگر آپ تیسرے دن اپنے جسم کا تھوڑا سا خون تجربے کیلئے مجھے دیدیا کریں تو میں بالکل مفت میں آپ کے شوہر کا علاج کردونگا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں نے اسے یہ بھی بتادیا تھا کہ بہت دنوں تک خون اس طرح دیتے دیتے ایک وقت ایسا بھی آئیگا کہ اُسکے بدن میں خون کی مقدار بہت ہی تھوڑی رہ جائیگی اور بالکل ممکن ہے کہ وہ خون کی کمی پھر پوری نہ ہوسکے اور کوشش کے باوجود وہ جانبر نہ ہوسکے۔ لیکن اُس نے اس خطرہ کی ذرا بھی پرواہ نہ کی اور نہایت خوشی کیساتھ اس پر آمادہ ہوگئی۔ آؤ ادھر آؤ میں تمہیں دکھاؤں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ شیشہ کی نلکیوں میں یہاں سے وہاں تک جتنا خون بھرا رکھا ہے سب تمہاری بیوی کی رگوں سے نکلا ہوا ہے اور جو تمہارے علاج کے معاوضے میں ادا کیا گیا ہے۔ یہ آج ہی صبح کا لیا ہوا خون ہے اور اب میرا خیال ہے کہ اگر ایک دو مرتبہ بھی اُسکے بدن سے خون اور نکالا گیا تو پھر اسکی زندگی ناممکن نہیں تو دشوار تو ضرور ہو جائیگی، تم نے شاید خیال کیا ہو کہ اسکا رنگ اب بالکل پیلا پڑ گیا ہے،

ظہیر:۔ کیا یہ خون تم اسکی کہنی کی رگ سے نکالا کرتے تھے؟

جیلانی:۔ ہاں کہنی کے قریب سے تمہیں کیسے معلوم ہوا

"آہ بلقیس!"

کہکر ظہیر یکایک بیہوش ہوکر گر پڑا۔ جیلانی نے نوکر کی مدد سے اُٹھاکر اُسے پلنگ پر ڈالا، سر کے زخم پر پٹی باندھی۔ اور ہوش میں لانے کیلئے دوائیں دیں،

شام کے قریب شہر میں یہ اطلاع کرائی گئی کہ دریائے ہگلی سے ایک نوجوان عورت کی لاش برآمد ہوئی ہے جسے نصف سے کچھ زیادہ مچھلیوں نے کھا لیا ہے لیکن چہرہ ابھی ایسی حالت میں ہے کہ پہچانا جاسکے۔

ڈاکٹر جیلانی ظہیر کو ساتھ لیکر اس لاش کو دیکھنے گئے بھیڑ کو ہٹاکر ظہیر اور وہ آگے بڑھے ظہیر کا تمام جسم کانپ رہا تھا۔ لاش پر نظر پڑتے ہی ظہیر کے منہ سے "آہ بلقیس!" کی صدا نکلی اور وہ اسی جگہ گر پڑا، اسکی حرکت قلب ساقط ہو چکی تھی!!

گردن توڑ بخار

(از ڈاکٹر کے ایس۔ سینتھا ہیلتھ آفیسر میونسپل کمیٹی دہلی)

یہ موذی مرض آجکل ہندوستان کے مختلف مقامات میں وسعت سے پھیل رہا ہے اور بدقسمتی سے شہر دہلی میں بھی داخل ہو گیا ہے اور اپنے برے اثرات پیدا کر رہا ہے۔

عوام سے امداد

محکمہ حفظان صحت شہر دہلی اس مہلک مرض کے انسداد میں ہر ممکن طریقہ سے کوشش کر رہا ہے اور شہر کے ہر فرد بشر سے اس بیماری کی روک تھام میں مدد کا طالب ہے۔

اگر آپ کے گھر میں یا پڑوس میں گردن توڑ بخار کا کوئی کیس ہو جائے یا کوئی ایسی بیماری دیکھنے میں آئے جس میں بخار ہو اور گردن اکڑی ہوئی ہو تو آپ کو چاہیئے کہ فوراً محکمہ صفائی کو اسکی اطلاع دیں تاکہ حتی الامکان اس مرض کی سرایت کو روکنے کے واسطے تدابیر عمل میں لائی جائیں۔

یہ مرض زیادہ تر ایسے گھروں اور علاقوں میں پایا جاتا ہے جہاں پر روشنی اور ہوا کا کافی انتظام نہ ہو۔ تازہ ہوا اور دھوپ کمروں اور گھروں کو اس مرض کے جراثیم سے پاک کرنے میں بہت بڑی مدد دیتی ہے۔

طبی پیشہ حضرات سے امداد

ہر ڈاکٹر حکیم اور وید سے درخواست کیجاتی ہے کہ اگر انکو گردن توڑ بخار کے مریض دیکھنے کا اتفاق ہو تو اسکی اطلاع فوراً محکمہ ہذا میں کر دیں۔ اس محکمہ سے اس مرض کی اطلاع دینے کیلئے ایک خاص قسم کے کارڈ بلا قیمت ملتے ہیں جن کو صرف خانہ پری کر کے ڈاک میں بلا ٹکٹ لگا کے ڈالدینے چاہئیں۔ ان کارڈوں کا محصول ڈاک کمیٹی ادا کرتی ہے۔

ذاتی تجاویز بطور حفظ ماتقدم

(۱) دن میں دو مرتبہ نمک کے پانی سے غرارے کرو۔ ملٹن (Milton) وسلائن کلورین (Saline Chlorine) سولیوشن یا کوئی اور ہلکی جراثیم کش دوا بھی بطور غرارہ استعمال کیجا سکتی ہے۔

(۲) دن میں دو مرتبہ مسٹول Mistol کلوروٹون (Chlorotone) سونگھنے کا ویپکس (VAPEX) یا کوئی اور دوسری دوا سونگھو (لیکن زیادہ نہ سونگھنا چاہیئے کیونکہ اس سے خراش پیدا ہوتی ہے) ناک کے نتھنوں میں چند قطرے میٹھے تیل کے یا پاپیرولین (Paroline) جسمیں بورک ایسڈ (Boric acid) کی خفیف سی آمیزش ہو ناک میں ڈالنی چاہیئے۔ (۳) تازہ ہوا اور سورج کی روشنی میں زیادہ وقت گذارنا چاہیئے۔

محکمہ حفظان صحت کی خدمات

(ا) محکمہ حفظان صحت شہر دہلی آپ کو ہر وقت بلا معاوضہ اور بلا تاخیر مشورہ دینے کو تیار ہے۔ (ب) ایک خاص عملہ اس محکمہ میں معین ہے جو ہر مرض والے مکان کو ادویہ کے ذریعہ صاف کرتا ہے۔ (ج) جو حضرات گردن توڑ بخار سے بچنا چاہتے ہیں انکو ٹیکہ بلا معاوضہ اس محکمہ کے دفتر واقعہ اندرون باغ ملکہ معظمہ نیز گھنٹہ گھر لگایا جاتا ہے۔ (د) اس مرض کے علاج کے لئے سول ہسپتال (نزد جامع مسجد) اور ہسپتال برائے علاج امراض متعدی واقعہ کنگزوے (Kingsway) میں خاص انتظامات موجود ہیں۔

(ہ) جملہ مریضوں کو جو امراض متعدی یا گردن توڑ بخار میں مبتلا ہوں بذریعہ موٹر ایمبولنس بلا کسی معاوضہ کے امراض متعدی کے ہسپتال واقعہ کنگزوے میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ (و) محکمہ حفظان صحت ہر وقت مشورہ دینے کو تیار ہے اور آپکی خدمت بلا معاوضہ کیجا سکتی ہے۔

مزید معلومات

جب تک اس مرض کا زور ہے اس مرض کے متعلق اخبارات میں ہفتہ بلیٹن شائع ہوتے رہیں گے جنکا مطالعہ امید ہے کہ بہت کچھ مفید ثابت ہوگا۔

"گردن توڑ" ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (تحقیقاتی ادارہ)

"ہمدرد صحت" کے کارٹونسٹ کا خیال ہے کہ گردن توڑ بخار نے محققین کی بھی گردنیں توڑ دی ہیں

معلومات

بے نام و نشان شہدا

"چلڈرنس نیوز پیپر" نے بہت سے ایسے بہادروں کے قصے شائع کئے ہیں جنہوں نے دنیا کو بنی نوع انسان کے لئے ایک محفوظ مقام بنانے کی خاطر اس زمانے میں اپنی زندگیاں خطرے ڈالی ہیں۔ ایک بہت بڑے سائنسداں کو یہ معلوم کرنا تھا کہ ہیڈروسیانک گیس گھروں کے کیڑے دور کرنے ں حد تک کارآمد ہو سکتی ہے۔ یہ معلوم تھا کہ یہ ایک زہریلی گیس ہے لیکن وہ ایک کتے کو اپنے ہمراہ لے کر خود ایک کمرے بند ہو گیا۔ اور ہیڈروسیانک گیس سونگھی۔ کتا ایک منٹ میں ہلاک ہو گیا لیکن سائنسداں بچ گیا۔ دو اور شخصوں نے اس بات کا تجربہ ی کوشش کی کہ آکسیجن کو اسکی ایک مخصوص درجہ کی ثقیل حالت میں کوئی انسان کتنی دیر تک سونگھ سکتا ہے جبکہ اسے غرق شدہ کشتی میں سے نکالا گیا ہو، اس کا انہیں علم تھا کہ ایک خاص درجۂ ثقل پر پہنچکر آکسیجن زہر بنجاتی ہے پھر بھی ان دونوں نے اُسے سونگھا ک کہ ان میں سے ایک پر سخت تشنج طاری ہو گیا، اور دوسرے کو مرگی کا دورہ پڑ گیا اور اسکی بیہوشی ہی کی حالت میں دوسروں نے ن کی نلکی بند کی۔ اور ایک سائنسداں کے متعلق معلوم ہوا کہ اُس نے یہ تحقیق کرنے کے لئے کہ آیا جسم کی جوئیں ٹائفس بخار کے جراثیم اعت کرتی ہیں یا نہیں، اپنے ہی جسم پر چند جوئیں چڑھالیں اور ٹائفس بخار میں مبتلا ہو کر اپنی جان گنوا دی۔

ایسے ہمدردانِ بنی نوع کے بار احسان سے نسل انسانی کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی۔

انگوٹھے کا نشان اور تشخیص امراض

برلن (جرمنی) کے ڈاکٹر ہیرلش پول نے لندن میں ماہرین علم الانسان کی کانگریس کے اجلاس میں ایک مقالہ پڑھا جس میں اُنہوں نے ز پیش کی کہ انگوٹھوں کے نشان جو ابتک جرائم کو روکنے کا کام دیتے رہے ہیں اب امراض کو روکنے کا کام بھی دے سکیں گے۔ اُنہوں یان کیا کہ اپنی پچیس سال کی تحقیقات کے دوران میں اُنہوں نے دو لاکھ سے بھی زیادہ انگوٹھوں کے نشانات کا امتحان کیا تھا۔ اُنہوں پنے طریقۂ امتحان کی توضیح کی اور بتایا کہ ان نشانات کی مخصوص علامات سے نہ صرف یہی معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ شخص کس نسل سے یا انسانی ں جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ بلکہ یہ بھی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ وراثتاً اسے کس قسم کے رجحانات طبع والدین سے ملے ہیں طبی نقطۂ نظر سے اُنہوں س بات کی اہمیت پر زور دیا کہ صرف انگوٹھوں کے نشان دیکھکر ایک پاگل کو صحیح الدماغ شخصوں سے تمیز کیا جا سکتا ہے اُنہوں نے ہ بچوں میں فالج کی وبا پھیلنے کے زمانے میں اُنہوں نے مشاہدہ کیا کہ جتنے ایک قسم کے مریض تھے، ان سب کے انگوٹھوں کے نشانات ایک ہی سی خصوصیات تھیں بعض دیگر امراض کے مریضوں کے انگوٹھوں کے نشانات میں اسی قسم کی یکسانیت پائی گئی۔

قہقہے اور دورانِ خون

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جب کوئی شخص مرد ہو یا عورت، دل سے ہنستا ہے تو اسکی عمر بڑھتی ہے کیونکہ قہقہے کے اثر سے خون کا دوران تیز

ہو جاتا ہے، اور جسم کے تمام اعضا میں ایک عجیب اور مختلف قسم کی تحریک پہنچ جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقولے میں کہ "ہنسو اور موٹے ہو جاؤ" درحقیقت ایک صداقت موجود ہے۔ اس سے زیادہ صداقت شاید کسی شعر میں نہ ہوگی جتنی کہ ایلا وھیلر ولکاکس کے ایک شعر میں ہے جس کا یہ مفہوم ہے:-

"ہنسیں تو سارا زمانہ ہمارے ساتھ ہنسے"
"جو رونے بیٹھیں تو کوئی شریکِ غم نہ بنے"

خندہ رو، خوش، تندرست اور بشاش وہ لوگ ہیں کہ جن کے بکثرت دوست ہیں اور جو زندگی کی پیش کی ہوئی ہر چیز میں حسن و خوبی تلاش کر لیتے ہیں۔

حکمتِ خداوندی

ننھے ننھے بچے اپنے جسم کے لئے وٹامن "سی" خود بنایا کرتے ہیں۔ اسٹراسبورگ کی یونیورسٹی کے ڈاکٹر پول رودمر، ڈاکٹر این. بیزدلوف، اور ڈاکٹر ارسولا سانڈرس نے طبی اخبار "نیچر" کو مطلع کیا ہے کہ وٹامن "سی" جو تازہ ترکاریوں، پھلوں، اور سنگترے کے عرق وغیرہ میں پایا جاتا ہے، اور جس کے بغیر بڑی عمر کے آدمی زندہ نہیں رہ سکتے، بچوں کے لئے ان کے جسم کے کارخانے میں پانچ مہینے کی عمر تک تیار ہوا کرتا ہے، پانچ ماہ کے بعد رفتہ رفتہ بچے کے جسم کی یہ خصوصیت کہ وہ وٹامن "سی" پیدا کیا کرے کم ہونے لگتی ہے تاآنکہ چودہ مہینے کی عمر میں وہ بالکل زائل ہو جاتی ہے، اس کے بعد اسے خوراک کے ذریعے سے یہ جوہرِ حیات ملنا چاہیئے۔

کراچی میں دق اور سل کی زیادتی

کراچی، ۴ جنوری، اس حیرت انگیز انکشاف سے کہ شہر کراچی میں ہی بیس ہزار سے زائد اشخاص تپ دق اور سل کے موذی مرض کی گرفت میں ہیں، شہر کے بہی خواہوں میں عمل کی سرگرمی پیدا ہو رہی ہے، اور ان وسائل کی تلاش میں ہیں جن سے کراچی کے غربا کو موثر علاج میسر ہو سکے جن کو حالات موجودہ میں نہ کھلی ہوا نہ دھوپ اور نہ خوراک میسر آتی ہے۔

اسی سلسلہ میں چند سر کردہ اصحاب نے مسٹر جمشید مہتہ سابق میئر کراچی سے ملاقات کی۔ اور یہ طے کیا گیا کہ شہر کے قریب ہی ایک صحتگاہ کا بندوبست کیا جائے۔ موجودہ میئر کی خدمت میں احاطہ جیل کے پیچھے مناسب قطعہ آراضی دیے جانے کے لئے ایک عرضداشت ارسال کی گئی ہے۔

دھرم پور سینی ٹوریم کے انچارج ڈاکٹر نے بھی یہ تصدیق کر دیا ہے کہ یہ مقام اس مطلب کے لئے موزوں ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ اس صحتگاہ کے شروع کرنے پر اندازاً چار لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔

لکنت اور اس کا علاج

امریکہ کے ایک ہسپتال میں صرف اُن مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے جو زبان کے نقص کی وجہ سے اچھی طرح گفتگو نہیں کر سکتے۔ ہسپتال ۱۹۱۶ء سے قائم ہے چند روز ہوئے کہ اس کے ڈائریکٹر ڈاکٹر جیمس گرین (James Greene یا Dr.) نے اپنی رپورٹ میں بیان کیا کہ جب سے یہ ہسپتال قائم ہے پندرہ ہزار سے زائد لکنت کے مریضوں کا علاج کامیابی کے ساتھ کیا جا چکا ہے۔ ان میں سے ایک مشہور شخص البرٹ پین (Albert Paine) پچاس سال سے زائد تک اس مرض میں مبتلا رہا، ایک دوسرا شخص سینتیس سال تک لکنت کرنے کے بعد صرف چھ مہینے کی قلیل مدت میں بالکل صاف بولنے لگا۔ اس ہسپتال کی کارگذاری کی بنا پر طبی حلقہ میں یہ خیال ظاہر کیا جانے لگا ہے کہ

ت کا ہر مریض تندرست ہو سکتا ہے ڈاکٹر گرین کی رائے ہے کہ انسانوں کی دو قسمیں ہیں ایک معمولی اور دوسرے وہ جن میں لکنت کا مادہ موجود ہوتا ہے
سری قسم کے لوگوں کے جذبات کا دائرہ پہلی قسم کے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ وسیع ہوتا ہے، اور انہیں اپنے جذبات پر قابو کم حاصل ہوتا ہے جن
وں میں لکنت کا مادہ موجود ہوتا ہے، ان کے اعصاب پر صدموں کا اثر دوسرے لوگوں سے زیادہ پڑتا ہے، اور یہ اثر زائل نہیں ہوتا۔ بلکہ رفتہ
رفتہ اکٹھا ہو جاتا ہے، ایسا شخص اپنے تاثرات کی شدت کو حسب دل خواہ طریقہ پر الفاظ میں ظاہر نہیں کر سکتا، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چند دنوں کے بعد وہ تنہائی
پسند ہو جاتا ہے اور سوسائٹی سے گریز کرنے لگتا ہے، وہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ اسکی زندگی ایک مصیبت کی زندگی ہے، اس بنا پر ڈاکٹر گرین کا ہسپتال
سب سے پہلے مریض میں خود اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اُسے اپنے جذبات پر قابو حاصل کرنا سکھاتا ہے۔ موصوف کا خیال ہے کہ ہسپتال
کی کامیابی کا اصلی راز اس یگانگی میں ہے جو لکنت کا مریض وہاں محسوس کرتا ہے، وہ مدتوں کے بعد اپنے کو ایک سوسائٹی کا ممبر پاتا ہے، اور دیکھتا
ہے کہ اسکی شکایت صرف اسی حد تک محدود نہیں بلکہ دوسرے لوگ بھی اس میں شریک ہیں، ہسپتال میں داخلہ کے بعد مریض کی جانچ برابر
ہوتی رہتی ہے، اور اسکی گفتگو کے نقائص طبی وسائل سے بھی دور کئے جاتے ہیں لیکن اصلی زور خود اعتمادی کے پیدا کرنے پر دیا جاتا ہے
اس غرض سے وہاں کلب اور سوسائٹیاں قائم ہیں، مریض ان میں جا کر تقریریں کرتے ہیں گاتے اور ناچتے ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد مریض
اپنے جذبات پر قابو حاصل ہو جاتا ہے اور خود اعتمادی واپس آجاتی ہے اسی دوران میں گفتگو کا نقص گویا خود بخود غائب ہو جاتا ہے۔

نیند کا سبب

جب انسان کی پلکیں بھاری ہونا شروع ہوتی ہیں، یعنی اسکی آنکھوں میں نیند بھرنے لگتی ہے جسکو نومی سمین Hypnotoxin
کہتے ہیں۔ پیرس کے ڈاکٹر پیراں نے نومی سمین کی تجدید دماغ انسانی اور حرام مغز حیوانی سے کی ہے، جب کہ وہ کچھ عرصہ تک سونے سے باز
رکھے جائیں نہ سونے کی وجہ سے یہ شئے دماغ میں بظاہر جمع ہونے لگتی ہے۔ غنودگی کی حالت میں اور عین بیداری پر جانوروں کو اس نومی
سمین کی پچکاریاں دی گئیں تو وہ سب سو گئے۔

جدید انسان کا مرز بوم!

برطانیہ میں سر اسمتھ وڈورڈ جو قدیم انسان پر سند کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کا قول ہے کہ ایشیا کی بجائے افریقہ انسانیت
کا اصلی مرکز ہے اور وہی اصلی "باغ عدن" ہے ان کے ان دعووں کی بنیاد ان شہادتوں پر ہے جو کھوپڑیوں کی صورت میں علاقہ ٹنگنیکا
واقع افریقہ میں ان کو دستیاب ہوئی ہیں۔ اس بنا پر وہ کہتے ہیں کہ عہد تاریخ میں ایک قسم کا انسان رہتا تھا جو جدید انسان سے بہت مشابہ
تھا، اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ افریقہ میں جدید انسان ایشیا یا یورپ سے بہت پہلے نمودار ہوا، اصلی انسان کے زمین پر
قابض ہونے سے پہلے چار قسم کے انسان فنا ہو چکے تھے۔ ایک تو پلٹ ڈاون انسان ہے جس کی دریافت انگلستان میں ہوئی، دوسرا
جاوی انسان ہے، اور انہیں کا ہمعصر ہائڈلبرگی انسان ہے جو جرمنی میں دریافت ہوا، اور جس میں صرف ایک ہی جبڑا پایا گیا۔ جدید ترین انسان
چین کا فاسلی انسان ہے، یہ تمام قسمیں انسان کی ہی مختلف شاخیں سمجھی جاتی ہیں اس سے اس امر کا اندازہ ہوتا ہے کہ فطرت گویا تجربے
کر رہی تھی تا آنکہ اس نے جدید انسان کو پیدا کر دیا۔ ان قسموں کے علاوہ ایک اور پانچویں قسم بھی ہے جسکا زمانہ بہت بعد کا ہے اس کو نینڈ
رتھالی انسان کہتے ہیں۔ یہ قسم بھی اب نا پید ہے۔ تو گویا لاکھوں برس ادھر پانچ قسم کے انسان دنیا میں آباد تھے۔ ان سب کی اصل ایک
ہی تھی، اور وہ حیوانی تھی۔ ان قسموں میں سے ایک نے ارتقا کے منازل طے کرکے جدید انسان کی صورت اختیار کرلی۔

مجرّبات حاذق

از جناب حکیم قاضی غلام عمر صاحب حاذق لالوردنگی حال منڈر لاکا (سندھ)

اکسیر ڈبہ الطفال:- کھانڈ دو تولہ پٹاس نائٹراس دو تولہ کیلومل ۶ ماشہ اپیکاک وائنا ایک تولہ انٹی مونی پوڈر ۴ ماشہ سب کو خوب ملا کر سفوف بنا کر بمقدار دو سے تین گرین تک تین گھنٹہ بعد دیتے رہیں۔ ڈبہ کیلئے نایاب تحفہ ہے، صدہا بار تجربہ میں آیا ہے۔

اکسیر کثرت احتلام:- کہربائے شمعی ایک تولہ، بسد ایک تولہ، طباشیر ڈیڑھ تولہ، بزر البنج ڈیڑھ تولہ، کشنیز خشک ڈیڑھ تولہ، بیج بند گجراتی ڈیڑھ تولہ تخم خرفہ ڈیڑھ تولہ، صمغ عربی ڈیڑھ تولہ، گل سپاری ۱۔ تولہ، تخم کاہو مقشر ۱۔ تولہ، گل نیلوفر ۱۔ تولہ، گل انار ڈیڑھ تولہ، دم الاخوین ایک تولہ۔ کشتہ ایک تولہ مصری دو پاؤ ملا کر سفوف تیار کریں، خوراک ۶ ماشہ سے ایک تولہ تک، فوائد:- احتلام، جریان، سیلان کیلئے نہایت عجیب الاثر ہے

اکسیر استسقاء:- پارہ مصفےٰ، گندھک آملہ سار، اردتربد کمیلہ، نمک نلی ہر ایک ایکماشہ، ارو بیخ حنظل دو ماشہ، جمالگوٹہ ۴ ماشہ سب کو کوٹ چھان کر حبوب بقدر ڈھائی رتی ہمراہ شیر زقوم بنائیں اور مریض کو ایک حب ہمراہ شیرہ مکوہ دو منقےٰ دیں۔ فوائد:- ہر قسم کے استسقاء (جلندر) کا واحد علاج ہے۔

اکسیر صرع:- ٹڈی مدار خشک دو تولہ، سرگین گرگ دو تولہ، استخوان سر انسان سوختہ دو تولہ کمبل (جو قتل کے خون سے ترکیا گیا ہو) سوختہ ایک تولہ، سب چیزوں کو باریک کرکے ہلاس بنائیں۔

فوائد:- یہ ہلاس صرع کے لئے نہایت لاجواب ہے صرف سات روز کے استعمال سے بیس سال تک کا صرع دور ہو جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

مجربات اکبری

روغن خضاب:- بھینس کا دودھ دو سیر لیکر آگ پر رکھو اور تین تین چھٹانک وسمہ اور مہندی پوٹلی میں باندھ کر دودھ میں ڈال کر خوب جوش دیں بعدہٗ ضامن دیکر دودھ کو جما لو، صبح کو گھی نکال کر بالوں میں لگاؤ، دو چار بار کے عمل سے بال سیاہ ہو جائیں گے۔

کایا کلپ:- سیماب مصفےٰ، گندھک مدبر، ہر دو ر کجلی سازند، پوست بلیلہ زرد، پوست بلیلہ، زنجبیل فلفل دراز، مرچ سیاہ، بیخ چینہ، ہرتال طبقی مدبر، بہمنین، ریوند چینی، حب السلاطین مدبر، ہمہ ادویہ ہموزن راند زعرق بھنگرہ سیاہ شانزدہ پاس صلایہ نمایند، وحب بقدر مونگ بندند، یک حب با یکتولہ شہد و نیم دانہ فلفل درار نہار بخورند ویکدرم دارچینی وقت شام ہفت روز بخورند۔

نوٹ:- میرا تجربہ ہے کہ جاڑوں میں چالیس روز مسلسل استعمال کرنے سے دوبارہ شباب واپس آجاتا ہے

مانع نزول الماء چشم:- جست کو کڑاہی میں رکھکر آگ پر رکھیں، اور مغز گھیکوار ڈالیں اور چوب نیم سے ہلاتے جائیں جست کشتہ ہوگا۔ اس کشتہ میں سیماب مصفےٰ ملا کر کھرل کریں، اگر پارہ حل نہ ہو تو آب لیموں ملا کر کھرل کریں۔ سلائی سے آنکھ میں لگائیں مانع آب نزول چشم ہے۔

محکم دنداں:- بجرد نتی (ایک بوٹی) لیکر مثل منجن کے استعمال کریں۔ دوا ایک ہی بار ملنے سے دانت جم جائیں گے

نوٹ:- جن احباب کو ضرورت ہو نمونہ مفت طلب کر سکتے ہیں۔

دافع برص و جذام:- ایک سینگ: ارھیڑ کے سر کو صاف کر کے گول ہڈی نکالیں اور کنڈے کی آگ میں کشتہ کریں، اور جو کا دلیہ پکا کر ایک رتی کشتہ مذکور ملا کر گھی کے ہمراہ کھلائیں، اور جسقدر گھی استعمال کیا جائیگا اسی قدر مفید ہوگا۔ غذا میں جو کے دلئے اور گھی کے علاوہ کچھ نہ دیں جو دہ۔

مراسلات

شفاخانہ تکمیل الطب لکھنؤ

شفاخانہ تکمیل الطب میں شعبہ سرجری کا آغاز عالیجناب حاجی حکیم محمد عبدالعزیز صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر
ب یونانی کے دیگر شعبوں کی طرح اس کے شعبہ عمل بالید (سرجری) کو از سر نو زندہ کرکے اسکے ذریعے سے بھی بنی نوع انسان کی
ن انجام دیجائیں۔ خدا کا شکر ہے کہ بانی مرحوم اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوئے اور چند ہی روز میں شفاخانہ تکمیل الطب اعمال
سلئے مرجع عوام و خواص بن گیا اور حاملین طب یونانی اپنے اسلاف کی طرح نہایت کامیابی کیساتھ اعمال جراحی کرنے لگے۔
چونکہ اس شفاخانہ کا مطمح نظر یہ ہے کہ اس میں ہر چھوٹے بڑے اعمال جراحی ممکن سے ممکن آسانیاں بہم پہونچاکر کامیابی کیساتھ کئے
ں کے علاوہ اطباء کے بعض ایسے ماہر فن اور قابل ڈاکٹر صاحبان کی طبی خدمات بھی شفاخانہ مذکور میں حاصل کیگئی ہیں، جو ولایت کی
ی ہیں جنکی وجہ سے بڑے بڑے اعمال جراحی نہایت کامیابی کیساتھ ہو رہے ہیں چنانچہ حال ہی میں ایک ۱۰ سالہ لڑکے کا (حصاۃ المثانہ)
پتھری کا اپریشن کیا گیا ہے جسکی پتھری کا وزن تین اونس کے قریب ہے، مریض بحمدللہ رو بصحت ہے علاوہ بریں غدد حلق (ٹانسلز) اور
ر (کیٹر یکٹ) وغیرہ کے اپریشنز بھی برابر کامیابی کیساتھ ہو رہے ہیں۔

اسی طرح اس شفاخانہ کے شعبہ علاج بالادویہ کے ذریعہ سے بھی نہایت سرگرمی کیساتھ مخلوق خدا کی طبی خدمات انجام دیجاتی
نہ سینکڑوں غریب مرضیٰ کو بعد تشخیص مرض مفت دوائیں تقسیم کیجاتی ہیں۔ انہی وجوہ کی بنا پر شفاخانہ کے انڈور اور پرائیوٹ
ہمیشہ دور دور کے مرضیٰ مقیم رہتے ہیں۔ ذیل میں تعداد مرضیٰ کے اندازہ کیلئے گوشوارہ مرضیٰ ماہ جنوری ۳۵ء درج کیا جاتا ہے۔

گوشوارہ مرضیٰ ماہ جنوری ۱۹۳۵ء

میزان	غیر سرجری	سرجری	دیگر امراض چشم	[illegible]
۱۳۴۱	۷۷۶	۲۸۹	۲۵۸	[illegible]

(حکیم) منظور احمد عفی عنہ بجنوری
انچارج
شفاخانہ تکمیل الطب لکھنؤ

گوشوارہ پیدائش و اموات بلدیہ دہلی بابتہ ماہ فروری ۳۵ء

(آبادی مطابق مردم شماری ۱۹۲۱ء۔ ۳۴۷۵۳۹)

پیدائش		اموات			اسباب اموات						ایکسال سے کم عمر کے فوت شدہ بچے	
لڑکیاں	کل میزان	مرد	عورتیں	کل میزان	چیچک	مختلف بخار	پیچش و اسہال	امراض تنفس	[illegible]	دیگر امراض	لڑکے	لڑکیاں
۵۰۰	۱۰۳۲	۳۲۰	۳۸۴	۷۰۴	۲۲	۲۹۲	۱۵	۱۰۹	۱۲	۱۳۲	۶۲	۹۵

جوابات

(۷۶) اُبکائیاں آپ لکھتے ہیں، پانچ چھ سال سے معمولی علالت کا سلسلہ ہے اگر اس علالت کا حال بھی تحریر کر دیا جاتا، تو نسخہ لکھنے میں زیادہ سہولت اور فائدہ کی اُمید تھی۔ صرف اُبکائی کے لئے آپ اپنی والدہ محترمہ کو یہ دوا استعمال کرائیے۔ نسخہ:۔ طباشیر کبود ۶ ماشہ دانہ الائچی سفید دو ماشہ، زہر مہرہ دو ماشہ، زرا ورد دو ماشہ، سماق منقے دو ماشہ باریک پیس کر جوارش انارین چھ ماشہ میں ملا کر رات کو سوتے وقت اور صبح کو نہار منہ کھلائیے

(حکیم ڈاکٹر علی کوثر، چاندپوری)

(ب) ا۔ صبح کو متلی ہونا جگر کی خرابی کی خاص علامت ہے۔ آپ نے مریضہ کے حالات میں صرف ایک ہی علامت لکھی ہے اسلئے یہ تو بہت ہی دشوار ہے کہ صرف اس ایک علامت سے کوئی صحیح رائے قائم کر لی جائے۔ تاہم آپ چند روز انہیں یہ نسخہ استعمال کرائیے اگر خرابی جگر ہے تو رفع ہو جائیگی۔ نسخہ:۔ امونیم کلورائڈ ۵ گرین، ٹنکچر نکس وامیکا ۵ بوند، ڈائلیوٹ نائیٹرو ہیڈرو کلورک ایسڈ ۱۰ بوند، ٹنکچر کارڈمیم کمپاؤنڈ ۱۰ بوند، اسپرٹ کلوروفارم ۱۰ بوند، سیرپ لیمن ۱ ڈرام پانی اتنا کہ ایک اونس ہو جائے۔ یہ ایک خوراک ہے ایسی ایسی تین خوراکیں روزانہ بعد غذا استعمال کرائیے۔

(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی۔)

(ج) آپ اپنی والدہ کو بوقت صبح معجون سپاری پاک ۶ ماشہ ہمراہ شربت خشخاش ۲ تولہ اور بوقت عصر معجون گوکنار ۶ ماشہ ہمراہ شیرگاؤ اور رات کو بوقت جوارش مصطگی ۳ ماشہ، جوارش جالینوس تین ماشہ ہمراہ عرق بادیان استعمال کرائیں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(د) ا۔ آپ مریضہ کو جوارش مصطگی ایک تولہ صبح و شام ہمراہ عرق نعناع پانچ تولہ، عرق الائچی ۴ تولہ عرق بادیان تین تولہ کھلائیں اس سے اُبکائیاں دور ہو جائینگی مجرب نسخہ ہے۔

(حکیم شمس الحق امرتسر)

(۷۷) کنگھی بوٹی:۔ میں نے کنگھی کو بواسیر میں آزمایا ہے۔ واقعی یہ بواسیر میں بہت مفید ہے میں اسکو حبوب اور شیرہ کی صورت میں استعمال کراتا ہوں، دونوں کے نسخے لکھتا ہوں۔ نسخہ شیرہ:۔ برگ درخت کنگھی ۹ ماشہ فلفل سیاہ ۵ عدد پانی میں پیس کر پلائیں۔ نسخہ حبوب:۔ درخت کنگھی معہ برگ و بار ۱۱ ماشہ فلفل سیاہ دو تولہ باریک پیس کر جنگلی بیر کے برابر گولیاں بنائیں۔ خوراک ۲ گولی صبح و شام۔

(حکیم ڈاکٹر علی کوثر چاندپوری)

(ب) ا۔ مکمل نسخہ حسب ضرورت درج ذیل ہے۔ نسخہ:۔ کنگھی تین تولہ، پوست بیخ ستیاناسی، لاجونتی، کشتہ قلعی، کشتہ مرجان، ست سلاجیت اصلی، جواکھار، تخم جرجیر، ہر ایک ایکتولہ سب کو یکجان کریں، اور بقدر دو ماشہ صبح و شام ہمراہ شربت بزوری یا شربت فالسہ استعمال کریں۔

(حکیم شمس الحق امرتسر)

(ج) بواسیر کے لئے کنگھی بوٹی کے بدرقے حسب ذیل مناسب ہیں۔ خاکستر پوست درخت کنگھی ۶ ماشہ، پوست ریٹھا سوختہ کتھہ سفید ہر ایک ایکتولہ، کشتہ فولاد ۳ ماشہ سب کو ملا کر تین ماشہ صبح اور تین ماشہ شام ہمراہ مسکہ گاؤ استعمال کریں، سرخ مرچ سے پرہیز کریں۔

سوزاک کے لئے حسب ذیل نسخہ ہے:۔ نسخہ:۔ پوست درخت کنگھی، کشنیز خشک، طباشیر کبود، دانہ الائچی سفید، تخم کاہو، تخم خرفہ، تخم کاسنی، ہر ایک تولہ، سکو باریک پیس کر ست لوبان، ایکتولہ ست بہروزہ پانچتولہ، روغن صندل ایکتولہ، روغن بہروزہ ۱۰ تولہ شامل کر کے کابلی چنے کے برابر گولیاں بنائیں، ایک گولی صبح ہمراہ دوغ (دہی) شیر گاؤ استعمال کریں۔

جریان کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ مفید ہے:۔ پوست درخت کنگھی ایکتولہ اصل السوس مقشر، تالمکھانہ، پکھان بید، طباشیر دانہ الائچی کلاں، تخم اُٹنگن، بہمن سفید، موصلی سفید ہر ایک ۹ ماشہ، سب کو باریک کر کے کشتہ قلعی ایکتولہ، کشتہ صدف ۶ ماشہ کشتہ سکہ تین ماشہ، قند سفید پانچتولہ شامل کر دیں، اور چھ ماشہ صبح و چھ ماشہ شام ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔

(حکیم احسان الحق امرتسر)

(۷۸) **ناسور وغیرہ :۔ الف :۔** آپ کسی حاذق طبیب کے پاس قیام کرکے علاج کرائیں۔
(ب) بہتر تو یہی ہے کہ پہلے حب ایارج کا مسہل دیا جائے، پھر اطریفل کشنیزی ۷ ماشہ اور اطریفل ۳ ماشہ روزانہ رات کو سوتے وقت کھلایا کریں
(حکیم ڈاکٹر علی کوثر چاند پوری)

(ب) (الف) :۔ آپ کے لئے ضروری ہے کہ کسی اچھے حکیم یا ڈاکٹر کو حالت نبض دکھایئے اور علاج کرایئے۔
(ب) :۔ سر کو روزانہ نیم گرم پانی سے دھارا کریں، دافع قبض دوائیں اور ہلکی زود ہضم غذائیں استعمال میں رکھیں۔ یوڈی کو لون پانی میں ملاکر سر پر ڈالا کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) (الف) :۔ آپ جواب نمبر ۷، پر عمل کریں۔ اور مرہم داخلیون تین تولہ میں سانپ کی کینچلی جلاکر ناسور میں روزانہ لگایا کریں۔ اور روغن موم کے پانچ قطرے روزانہ بتاشے میں ڈال کر کھائیں۔
(ب) درد سر کے لئے معجون اسطخودوس برہمی والی ایک تولہ صبح و شام ہمراہ آب نرچھا کھلائیں۔
(حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) (الف) :۔ کہنہ سوزاک کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ بہت مفید ہے، بناکر استعمال کیجئے۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا
نسخہ :۔ شورہ قلمی دو تولہ، کباب چینی، جوا کھار، دانہ الائچی سفید، زیرہ سفید، گل ارمنی ہر ایک چھ ماشہ، کوٹ چھان کر سفوف تیار کریں۔ اور سات پڑیاں بنالیں، ایک صبح اور ایک شام کچے دودھ کی لسی کیساتھ استعمال کریں۔
(ب) درد سر کے اسباب مختلف ہوا کرتے ہیں۔ جبتک اُس خاص سبب کا پتہ نہ چلے کوئی دوا تجویز نہیں کیجاسکتی۔
(حکیم احسان الحق امرتسر)

(ہ) :۔ میرے خیال میں سوداوی مادہ کی وجہ سے ناسور ہیں۔ مجرب نسخہ تحریر کیا جاتا ہے۔ انشاء اللہ دس یوم کے استعمال سے صحت حاصل ہوگی۔ لیموں کاغذی کے دو ٹکڑے کرکے ایک ٹکڑے پر ایک رتی نوتیارے ہندی سحق شدہ ڈال کر چوس لیں اُسکے بعد دوسرے ٹکڑے کو بھی چوس لیں، اور مصالحہ دار گوشت کا شوربہ ایک پیالہ پئیں، تھوڑی دیر میں قے ہوگی، اور ایک دو دست بھی ہونگے جسمیں غلیظ مواد نکلیگا۔ اسی طرح دس روز تک یہ عمل ہونا چاہیئے۔ انشاء اللہ صحت حاصل ہوگی، سوال ۱۵ کے مریض کو بھی یہی عمل کرنا چاہیئے۔ گوشت سے پرہیز کی صورت میں مونگ کی دال جسمیں مصالحہ اور گھی خوب ڈالا گیا ہو استعمال کیجائے۔
(حکیم بابا محمد خاں کوڑائی)

(۷۹) **عصبی کمزوری :۔** آپ کے لئے ایسی ہی دوائیں لکھتا ہوں جو ہمدرد دواخانہ سے ہر وقت تیار مل سکتی ہیں۔ (صبح) جدوار خطائی ۲ ماشہ عود صلیب ۱ ماشہ باریک پیس کر خمیرہ گاؤزباں جدوار عود صلیب والا ۵ ماشہ میں ملاکر کھائیں، اوپر سے عرق گاؤزباں پانچ تولہ پی لیں (شام) لبوب کبیر ۷ ماشہ، کشتہ قلعی دو ماشہ ملاکر کھائیں، سوتے وقت رات کو اطریفل کشنیزی ۷ ماشہ اطریفل زمانی ۳ ماشہ سونف کے عرق کے کیساتھ کھائیں مقامی نقائص رفع کرنے کی غرض سے طلاء بے نظیر استعمال کریں۔ (حکیم ڈاکٹر علی کوثر چاند پوری)
(ب) :۔ مرض پیچیدہ ہو گئے ہیں، بہتر تو یہ ہے کہ آپ کسی مقامی طبیب کی خدمات حاصل کریں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)
(ج) :۔ داخلی و خارجی عوارض کے لئے آپ معجون جالینوس اور اکسیر اعظم اور طلاء جالینوس مطلوق کے نسخے ہمدرد صحت کے خاص نمبر سے حاصل کرکے تیار کرائیں۔ انشاء اللہ جملہ شکایات کا ازالہ ہوگا۔ ہمارے خاندان کے صدری معمولات ہیں۔
(حکیم شمس الحق امرتسر)

(۸۰) **سفید داغ :۔** بہتر تو یہی ہے کہ آپ مریضہ کو منضج پلاکر باقاعدہ مسہل دیں، پھر داغوں پر دوائیں لگائیں مسہل کے بغیر فائدہ دشوار ہے۔
(حکیم ڈاکٹر علی کوثر چاند پوری)
(ب) :۔ آپ جواب سوال نمبر ۲، پر عمل کریں۔ انشاء اللہ اس نسخے سے داغ دور ہونگے۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)
(ج) :۔ آپ مندرجہ ذیل لیپ تیار کرکے استعمال کریں، انشاء کچھ عرصہ میں داغ دور ہو جائیں گے۔ نسخہ :۔ باوچی، بیخ اندرائن

ہر ایک دو تولہ، گیرو ڈیڑھ تولہ۔ رائی ایک تولہ تمام چیزوں کو باریک کرکے گندنے کے پانی میں گولیاں بنائیں اور دن میں دو تین مرتبہ پانی میں گھس کر داغوں پر لیپ کریں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۸۱) **لوکل سور:**۔ آپ یہ مرہم بنا کر استعمال کیجئے۔ نسخہ:۔ زنک اوکسائڈ دو ڈرام سیلی سلک ایسڈ نصف ڈرام۔ اکتھیال نصف ڈرام ویسلین ایک اونس۔ ویسلین میں سب اجزا ملا لئے جائیں، روزانہ ایک مرتبہ زخم کو گرم پانی اور صابون سے دھو کر یہ مرہم اس پر مل دیا جائے، اور صاف کپڑے سے ڈھک کر رکھا جائے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) مرہم کا مندرجہ ذیل نسخہ تیار کرکے استعمال کریں انشاء اللہ صحت ہوگی نسخہ:۔ سیندور، مردار سنگ کتھہ سفید ہر ایک ایک تولہ نیلا تھوتھہ ۹ ماشہ، استخوان انسان سوختہ، ڈیڑھ تولہ سب کو باریک کریں۔ اور روغن گل، روغن تارپین، موم ہر ایک دو تولہ، چربی شیر چربی سانڈہ، چربی گردہ بز، ہر ایک تولہ، پتہ زنگار دو تولہ، شنگرف رومی، سیماب، گندھک ہر ایک ایک تولہ سب کو یکجان کرکے حسب دستور مرہم بنائیں۔ اور لوکل سور پر لگا کر اوپر بھنگ کے تازہ پتے پیس کر باندھ دیں۔ مجرب اور آزمودہ نسخہ ہے۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۸۲) **سند وغیرہ:**۔ اشتہار دینے کیلئے کسی سند یا سارٹیفکٹ کی ضرورت نہیں۔ ہندوستان میں وہی کام ایسے ہیں جن کے لئے کوئی قابلیت یا سند درکار نہیں۔ اول دوا فروشی، خواہ وہ اشتہار سے ہو یا کسی اور صورت ہو دوسرے شاعری، ہر شخص ہر حالت میں دوا فروش اور شاعر بن سکتا ہے۔ البتہ بغیر لائسنس سمیات رکھنے کی صورت میں محکمہ آبکاری سے خطرہ ہے، رہا تکمیل تعلیم کا مسئلہ تو اگر آپ باقاعدہ طب کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں تو مہتمم صاحب ہمدرد دواخانہ شاید آپکی تعلیم کا انتظام فرما سکیں۔ اور اسکی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ آپ اس دواخانہ میں ملازمت کرلیں تعلیم کے اوقات میں کالج جاتے رہیں یا ایڈیٹر صاحب ہمدرد صحت سے پرائیویٹ تعلیم حاصل کرتے رہیں۔ (حکیم ذاکر علی کوثر چاندپوری)

(ب) اگر آپ نے طبی تعلیم کی تکمیل نہیں کی ہے تو یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ آپ دواؤں کا اشتہار دے سکتے ہیں اور سمیات اپنے پاس رکھ سکتے ہیں یا نہیں اصل سوال یہ ہے کہ آپ کو ایسا کرنا چاہئیے بھی یا نہیں اور اسکا جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) :۔ آپ ادویہ وغیرہ تو فروخت کرسکتے ہیں اور سمیات بھی لائسنس حاصل کرکے رکھ سکتے ہیں۔ اور سند حاصل کرنیکا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ آپ کسی طبی درسگاہ میں باقاعدہ پرائیویٹ امتحان دیں طبی کالجوں کے امتحان کے اوقات قریب آرہے ہیں لہذا آپ طبیہ کالج دہلی، یا طبیہ کالج لکھنؤ یا لاہور و امرتسر کے کالجوں کے پرنسپل صاحبان سے بذریعہ خط وکتابت معاملہ طے کریں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۸۳) **عوارض بد:**۔ جریان، سرعت اور کثرت احتلام کے لئے یہ نسخہ مفید ہوگا نسخہ:۔ ثعلب مصری ۶ ماشہ، شقاقل مصری ۶ ماشہ تخم کاہو مقشر ایک تولہ، کشنیز خشک ایک تولہ، بہمن سفید ۶ ماشہ، بہمن سرخ ۶ ماشہ، تخم سنبھالو ۶ ماشہ، تودری سرخ، تودری سفید چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر ہموزن شکر ملا کر ایک تولہ صبح وشام دودھ یا تازہ پانی کیساتھ استعمال کریں (حکیم ذاکر علی کوثر چاندپوری)

(ب) مندرجہ ذیل نسخہ بنا کر اپنے دوست کو استعمال کرائیے۔ کم خرچ اور مجرب ہے نسخہ:۔ پوست بیخ ستیاناسی۔ تخم لجونتی، تالمکھانہ، ثعلب مصری، موصلین، تودرین، شقاقل مصری، کشتہ قلعی، کشتہ مرجان، کشتہ صدف مروارید ہر ایک ایک تولہ، سب کو یکجان کریں، اور چار ماشہ صبح وچار ماشہ شام ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ج) :۔ ایک نسخہ حاضر خدمت ہے، تیار کرکے استعمال کیجئے۔ کشتہ قلعی، کشتہ مرجان، کشتہ صدف، کشتہ عقیق، طباشیر، دانہ الائچی سفید، تالمکھانہ، کف ابیل۔ اصل السوس، تخم اوٹنگن، ست سلاجیت، تمام ادویہ ہموزن لے کر سفوف بنائیں اور شکر سفید ہم وزن نصف شامل کریں۔ اور صبح کو دو ماشہ اور دو ماشہ شام ہمراہ شیر گاؤ استعمال کرائیں۔ غذا لطیف اور زرم کھائیں۔ بادی اور ترش اشیا سے پرہیز کریں۔ اور رات کو سوتے وقت لبوب کبیر ۶ ماشہ کھائیں۔

(حکیم احسان الحق امرتسر)

سوالات

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانیکا حق حاصل ہے۔
(۲) لیکن سوال تین سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔
(۳) تین سطروں سے زیادہ کیلئے خریداروں کو بھی دو آنے فی سطر کے حساب ٹکٹ بھیجنے چاہییں۔
(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں تو آٹھ آنے کے ٹکٹ بھیجکر چار سطری سوال درج کرا سکتے ہیں۔ زیادہ سطور کیلئے دو آنے فی سطر کے حساب سے مزید ٹکٹ ارسال کرنے چاہئیں۔
(۵) پانچ یا چھ سطر سے زیادہ طویل سوال کسی خاص حالت کے سوا جسکا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں، شائع نہیں ہو سکیگا۔
(۶) رسالے کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ تعمیل نہیں ہو سکیگی۔
(۷) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیئے۔ دفتر کو قطع و برید کا اختیار بہر حال ہوگا۔

---

(۸۴) میرے ایک دوست کے بہت زیادہ قیمتی سامان پر جنات نے قبضہ کر لیا ہے کیا کوئی عامل کامل جنوں سے وہ سامان واپس لا سکتے ہیں۔ اگر کامیابی ہوئی تو بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ نوٹ:۔ وہی حضرات خط و کتابت کریں جو اپنے فن میں کامل ہوں۔
نوٹ:۔ اس پتہ سے خط و کتابت کریں:۔ حکیم اکبر حسین الہ آباد، گدڑی بازار

(۸۵) میری ۳۲ سالہ اہلیہ جنکا جسم لاغر ہے عرصہ سے علیل ہیں پہلا حمل سات ماہ کا ہو کر ساقط ہو گیا تھا۔ دوسرے حمل سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکی عمر اب دو سال ہے، اس بچی کی پیدائش کے بعد ہی سے پنڈلیوں میں درد رہنے لگا، اور عام کمزوری بڑھتی ہی جاری ہے، تپ دق کے آثار معلوم ہوئے تھے، بہت سے انگریزی اور یونانی علاج کے بعد طبیعت بحال ہو گئی تھی، اب پھر ایک ماہ سے تقریباً وہی شکایات لاحق ہیں، عام ضعف کے علاوہ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آجاتا ہے، دل ڈوبا سا رہتا ہے، ایام بھی وقت پر نہیں آتے۔ گذشتہ ماہ وہ بھی نہیں ہوئے، شاید حمل ہو۔ حکماء مریضہ کے حالات پر غور کرکے بہتر مشورہ و علاج تحریر فرمائیں گے۔ (خریدار نمبر ۱۸۱۹)

(۸۶) میرے ایک شادی شدہ عزیز کی عمر ۲۲ سال ہے، انکے دانتوں میں سے عرصہ تین سال سے پیپ نکلتی ہے۔ منہ کا مزہ نہایت خراب رہتا ہے جیسے کہ صابون گھول دیا ہے، اور قبض کی شکایت رہتی ہے، پیشاب کا رنگ زرد ہے اور ہر وقت ہلکی سی حرارت رہتی ہے، سر چکراتا رہتا ہے درد بھی ہوتا ہے، دونوں فوطوں میں اور فوطوں کے آس پاس کھجلی ہوتی ہے چھوٹی چھوٹی پھنسی بھی نکلتی رہتی ہیں، پیٹ میں گڑ بڑ رہتی ہے علی الصباح ڈکاریں بھی آتی ہیں۔ براہ مہربانی حکماء صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ کم قیمت نسخہ رسالہ میں درج فرمائیں۔ یہ مرض کیا ہے اندیشہ تپ دق کا ہے۔ (منشی عبدالمجید از دگیوان، نمبر ۳۲)

(۸۷) مجھے ایک ایسے نسخہ کی ضرورت ہے جو زیادہ سے زیادہ مقدار میں گھی، مکھن، دودھ، وغیرہ ہضم کر سکے اور جسم کا وزن بڑھا دے، اور تمام غلیظ رطوبات، اور گندے خون کو صاف کرکے تازہ خون پیدا کرے، غرضیکہ اکسیر کا حکم رکھتا ہو نسخہ میں قیمتی اجزا اور کشتے نہ ہوں۔ برائے نوازش حکیم و ڈاکٹر صاحبان اپنے دست شفا سے اعلیٰ نسخہ معہ ترکیب تیاری و ترکیب استعمال درج فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۳۷۷)

(۸۸) میری عورت نحیف الجثہ عمر تخمیناً ۴۰ سال کھانسی دمہ میں ایک عرصہ سے مبتلا تھی، انجکشن سے چار سال تک آرام رہا اب پھر چھ ماہ سے یہ تکلیف بڑھ گئی ہے دمہ میں اس کا زور کم مگر رات کو نیند اور لیٹنا حرام ہو جاتا ہے۔ لیٹنے پر حالت تنفس بگڑ جاتی ہے حکماء سے التماس ہے کہ حسب حال کوئی نسخہ جس کے اجزاء عام طور پر ملسکیں متشکر فرمائیں کہ اب انجکشن کی ضرورت نہ رہے۔ (خریدار نمبر ۱۷۵۱)

(۸۹) عورتوں کے چہرے سے سیاہ داغ دور کرنے کے لئے مجرب اور بے ضرر دوا کی ضرورت ہے۔ (کرشن لال، راولپنڈی)

(۹۰) میں عرصہ سے علیل ہوں، معدہ اور جگر کی حالت خراب ہے، بہت کچھ چڑھا ہوا اور پھولا ہوا سا رہتا ہے۔ بھوک بہت کم لگتی ہے پانی تو

بہت ہی کم مقدار میں پیتا ہوں۔ وہ بھی بدمزہ معلوم ہوتا ہے، منہ کا ذائقہ کسیلا، زبان پر سفیدی جمی رہتی ہے، مزاج چڑچڑا ہو گیا ہے قبض کی انتہائی شکایت ہے، خواب میں خیال فاسد آتے ہیں احتلام ہو جاتا ہے، ویسے بھی کبھی کبھی پاخانہ کے وقت اخراج مادہ ہوتا رہتا ہے، غرضیکہ ان شکایات کی وجہ سے پریشان حال ہوں، اور شافی علاج کا خواستگار۔ (محبوب علی نجیب آباد)

(۹۱) ہمدرد صحت بابت ماہ فروری صفحہ (۴۵) میں حب سیماب کا ایک نسخہ درج ہوا ہے۔ میں بھی ایک نسخہ درج ذیل کرتا ہوں۔ براہ کرم حکما اس پر اظہار خیال فرمائیں۔ نسخہ:- چاندی کا ایک تولہ وزنی پترا آگ میں سرخ کرکے شیر مدار میں دس بار بجھائیں۔ پھر ایک پاؤ مغز تخم ریٹھہ باریک کرکے شیر مدار میں لگدی بنائیں اور اس پترہ رکھکر ایک سیر پارچہ کہنہ لپیٹ کر آنچ دیجائے۔ یہ کشتہ پندرہ تولہ سیماب جذب کرلیگا۔ بتانے والے نے دعوے کیساتھ بتایا ہے صحت و عدم صحت کی اطلاع دیجائے۔ (عبد الغفور ریاست راجگڈھ)

(۹۲) بندہ کچھ عرصہ سے ضعف دماغ میں مبتلا ہے، سر کے بال بھی جھڑتے رہتے ہیں، زکام کی شکایت اکثر رہتی ہے، درد سر کبھی گاہ بگاہ ہو جاتا ہے پپوٹے سرخ اور بھاری رہتے ہیں۔ نظر کمزور اور آنکھوں میں گگرے بھی ہیں۔ ان سہل الحصول نسخہ تجویز فرمایا جائے۔ نیز مطلع فرمایا جائے کہ تخم زعفران کہاں سے اور کس نرخ پر مل سکتے ہیں۔ (خریدار نمبر ۱۷۰۲)

(۹۳) میری عمر ۳۷ برس ہے، ۱۳ سال کی عمر میں مجھے پلیگ ہو گیا تھا۔ دونوں رانوں اور بازؤں میں اور کان کے نیچے گلٹیاں نکل آئی ہیں۔ زیر کان کی گلٹیاں زخم بن کر چار پانچ سال تک تکلیف دیتی رہیں اسکے بعد اچھی ہو گئیں۔ ۱۸ سال کی عمر میں آتشک ہو گیا۔ اور دو سال بعد سوزاک، اسکے بعد گٹھیا ہو گیا جو ڈاکٹری علاج سے جاتا رہا، آتشک کے لئے میں نے رسکپور و شنگرف وغیرہ استعمال کیا۔ جس سے آتشک بھی جاتا رہا لیکن بینائی بہت کم ہو گئی، اور آنکھ سے انگارے نکلتے معلوم ہوتے تھے۔ اسی اثنا میں دو تین شادیاں ہوئیں اور ان سے بچے بھی ہوئے لیکن بیوی بچے سب مرتے گئے، چار سال ہوئے کہ میں نے شربت کا استعمال زیادہ کیا جس سے ذیابیطس ہو گیا جس سے عام جسمانی کمزوری ہو گئی، موجودہ شکایت یہ ہے کہ دو چار روز تو طبیعت ٹھیک رہتی ہے، اور پھر خراب ہو جاتی ہے پاخانہ خشک ہوتا ہے، شدت بھوک پیاس زیادہ لگتی ہے۔ بینائی نصف رہگئی ہے، پیشاب زیادہ مقدار میں آتا ہے آنکھ سے انگارے بدستور نکلتے ہیں۔ چاول زیادہ استعمال کرتا ہوں۔ براہ کرم حاذقین توجہ فرماکر شکایات مذکورہ کے لئے مجرب نسخہ تجویز فرماکر ثواب حاصل کریں۔ (نرائن رام، خریدار نمبر ۱۸۹۰)

(۹۴) میرے ایک شادی شدہ دوست جنکی عمر تقریباً ۲۰ سال ہے، ان کے آلہ تناسل پر ایک سال سے ایک سیاہ رنگ کا مسہ سا پیدا ہو گیا ہے۔ چھ ماہ سے پانی کی طرح مواد بھی نکل رہا ہے، سر چنے کے برابر ہے۔ نہ کم ہوتا ہے اور نہ زیادہ، بہت سے مرہم لگائے گئے۔ لیکن فائدہ نہیں ہوا۔ مسہ اوپر کیطرف واقع ہے۔ نیچے کا حصہ چھلا ہوا سا رہتا ہے، شافی علاج کی درخواست ہے۔

(خریدار نمبر ۱۵۴۷)

(۹۵) بل کتھہ اصلی کونسی دوا ہے، اردو فارسی اور عربی میں اس کو کیا کہتے ہیں۔ مفصل طریقۂ شناخت سے ناظرین ہمدرد صحت مطلع فرمائیں۔ (حکیم محمد افضل امام بنی نگری موگری)

دق اور سل کے مریضوں کو مژدہ صحت

آج کل ہندوستان میں دق اور سل جیسی خطرناک بیماریاں نہایت کثرت سے پھیلی ہوئی ہیں۔ ہزاروں قیمتی جانیں اس خطرناک مرض کی نذر ہو جاتی ہیں۔ سینکڑوں گھر اس کی وجہ سے ماتم کدہ بنے ہوئے ہیں۔ اطبائے کرام کا فرض ہے کہ اپنے متعدی اور خوفناک امراض کے معالجہ کی تحقیقات کریں اور اپنی تحقیق و تدقیق کے نتائج دنیا کے سامنے پیش کر کے پیام صحت سنائیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ آج کل اطباء کو مسلک کی گولیوں کی تحقیق اور مقوی اور طلائی ایجادات سے ہی فرصت نہیں۔ ہمدرد دواخانہ میں (جو خدمت خلق و فن میں امتیاز خصوصی رکھتا ہے) عرصہ سے خدمت ہی کی وجہ سے آج دنیا میں طب یونانی کا سب سے بڑا کامیاب اور منظم دواخانہ ہے۔ اس مرض کے متعلق ایک عرصہ سے تجربات کئے جا رہے تھے اور شافی علاج کی جستجو برابر جاری تھی۔ الحمدللہ ان مبارک کوششوں میں حیرت انگیز کامیابی حاصل ہوئی۔ چنانچہ

اب ہم اس قابل ہوگئے کہ دق، سل، پرانے بخار وغیرہ کے مریضوں کو مژدہ صحت سنائیں تاکہ وہ ان جان لیوا امراض کے چنگل سے رہائی حاصل کرسکیں

اگر آپ بھی خدانخواستہ ان امراض میں مبتلا ہیں تو

ہمدرد دواخانہ دہلی کے تیار شدہ لاثانی و صحت بخش مجربات خصوصی

قرص سحر (رجسٹرڈ) اور ماء الحیات (رجسٹرڈ)

استعمال کیجئے اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھئے ۹۰ فی صدی ایسے مریض جنکی دق اور سل تیسرے درجہ تک پہنچ گئی تھی جراثیم مرض کا غلبہ انتہا پر تھا اور وہ محض پوست و استخوان کا ایک مجموعہ تھے۔ ان دو عجیب و غریب دواؤں کے استعمال سے تندرست و توانا ہوگئے۔ جراثیم مرض کا قلع قمع ہوگیا مریض کی قوت جو ضعف کے انتہائی درجات تک پہنچ چکی تھی سنبھل گئی اور وہ اپنے اہل و عیال کے لئے سرمایہ عیش و مسرت ہوگئے۔ ان ادویہ کے استعمال کی مدت مرض کے درجات پر موقوف ہے لیکن انتہائی درجات میں بھی چالیس روز میں صحت کلی ہو جاتی ہے۔ ترکیب استعمال و ہدایات: بالکل آسان اور سادہ ہیں۔ صبح کو قرص ہمراہ ایک عدد میں نگل کر اوپر سے ماء الحیات ۵ تولہ پی لیجئے۔ دن بھر میں تیل اور ترش چیزوں سے پرہیز کیجئے۔ نواکہات میں انگور، انار، سنگترہ استعمال کر سکتے ہیں۔ غذا میں اور زود ہضم کھائیں۔ آش جو، ساگودانہ وغیرہ ہو تو زیادہ مناسب ہے۔ قرص سحر قیمت فی قرص صرف دو آنہ۔ ماء الحیات قیمت فی بوتل جو بارہ روز کے لئے کافی ہے صرف دو روپے۔

نوٹ: ماء الحیات کی بوتلوں کی وجہ سے پارسل وزنی ہو جاتا ہے اس لئے جہاں تک ممکن ہو پارسل ریلوے کے ذریعہ منگائیں۔ ریلوے سے منگانے میں محصول ڈاک وغیرہ میں کمی ہو جاتی ہے۔ آرڈر کے ساتھ چہارم قیمت پیشگی آنی چاہئے +

تارکا پتہ "ہمدرد دہلی" **مینیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی** ٹیلیفون نمبر ۵۵۷

Regd. No. L. 2790

AN ILLUSTRATED TIBBI MONTHLY

HAMDARD-I-SEHAT

FOUNDED IN MEMORY OF

THE LATE HAKIM HAFIZ ABDUL MAJEED DEHLAVI

FOUNDER OF THE HAMDARD DAWAKHANA DELHI.

REJUVENATION NUMBER.

Containing, for the first time in Urdu language, thorough discussions on this interesting and important topic of the day. Along with the thoughts and efforts of ancient physicians, we have given in this number, the latest ideas and experiences of modern experts and physician scientists of Europe, whose contributions have been directly obtained. The articles have been illustrated with pictures and special arrangements have been made to publish the photographs of our contributors. The language is simple and easy, and the number also contains Cartoons and picture supplement.

The study of Rejuvenation Number is equally necessary and useful both for the physician and the layman. Pages 306 with Photographs.

PRICE:

Special Edition An. 10 Ordinary Edition An. 6.

EDITOR
HAKIM HAJI ABDUL HAMEED

SUBSCRIPTION
YEARLY
ONE RUPEE,
HALF YEARLY
TEN ANNAS.

HAMDARD MANZIL, LAL KAUN DELHI

SINGLE COPY
2
ANNAS

April, 1935.

اپریل ۱۹۳۵ء

مرتبہ

حکیم حاجی عبدالحمید دہلوی

SHARBAT
ROOHAFZA
شربت روح افزا
(رجسٹرڈ)
موسم گرما میں ہر قسم کی شکایت کیلئے
اکسیر ہے۔ تمام ہندوستان میں
اپنے خواص کی وجہ سے مشہور و مقبول
ہو چکا ہے۔ بڑے بڑے راجہ۔ نواب
اس کو ہمیشہ استعمال کرتے ہیں
فی بوتل ایک روپیہ چار آنے
ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

معجون شباب آور
قوت مردمی اور دل۔ دماغ کی کمزوری کے لئے مشہور دوا ہے
زہریلی اور نشہ کی چیزوں سے بالکل پاک ہے۔ مشک عنبر مروارید وغیرہ سے بنائی جاتی ہے
تمام ہندوستان میں اس کے بے نظیر فوائد کا اعتراف کیا گیا ہے۔
قیمت فی شیشی پانچ تولہ پانچ روپیہ نمونہ کی شیشی ایک تولہ ایک روپیہ
ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی
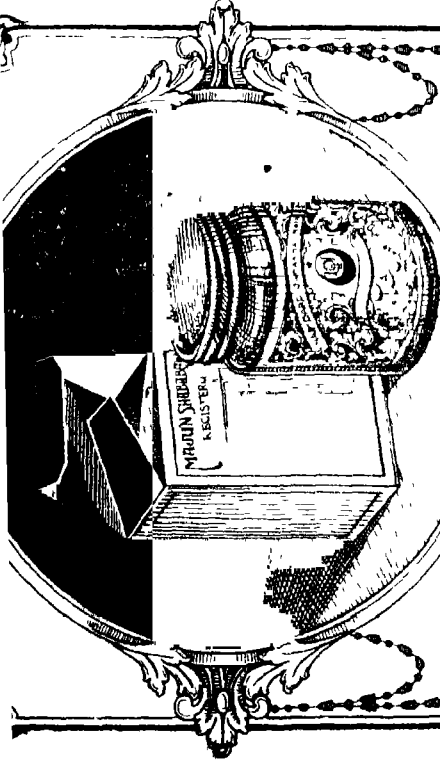
جلد ۳　فہرست مضامین　نمبر ۱

اپریل ۱۹۳۵ء

سی تصاویر:- (۱) پروفیسر لوئیس پاسچر، (۲) مُلّا رموزی،

ت سالانہ	ممالک غیر سے	فی پرچہ
ـ روپیہ	تین شلنگ	ڈیڑھ آنہ

اِشارات

مئی وجون کی مشترک اشاعت

آئندہ اشاعتِ خاص کے متعلق ایک تحریر پچھلے پرچہ میں آپکی نظر سے گذری ہوگی جو خیالات اسکے متعلق ظاہر کیے گئے ہیں، ان پر عمل تجویز کیا گیا ہے، خدا کرے ہم اسکو کامیابی کی منزل تک پہنچا سکیں ایسے اہم کاموں کی تکمیل کیلئے جیسا کہ ناظرین میں سے کچھ صاحب کو بخوبی معلوم ہوگا کہ اطمینان اور کافی وقت کی ضرورت ہے گذشتہ اشاعت خاص کے موقع پر ہمنے ناظرین سے ایکماہ کی رخصت حاصل کرلی تھی جسکی تلافی اشاعت خاص کے ذریعے کیگئی تھی۔ اب بھی اسی موقع پر اسی مقصد کے لئے تقریبًا اسی قسم کی ایک درخواست پیش کرنیکی ضرورت ہے جسکو امید ہے کہ قارئین قبول فرمائینگے مئی کا رسالہ تو بہرحال شائع ہوگا۔ ارادہ ہے کہ اسمیں جون کے رسالہ کو بھی شامل کردیں گو اس مشترک اشاعت کی ضخامت پوری دوگنی تو نہیں ہوگی لیکن غالبًا ڈیوڑھی ضرور رہیگی ایسی صورت میں ان ناظرین و شائقین کو تھوڑی سی تکلیف تو ضرور ہوگی جو اسکی غیر حاضری کسی طرح گوارا ہی نہیں کرسکتے تاہم ہمیں یقین ہے کہ وہ ہماری سہولت کے پیش نظر اس ناگوار صورت کو برداشت کرلینگے اور ہم کو اشاعت خاص کیلئے دو ماہ اطمینان سے کام کرنیکا موقع دینگے۔

باب الانتقاد

ناظرین کو معلوم ہوگا، کہ ہمدردِ صحت میں انتقاد کے عنوان سے ایک مستقل باب قائم ہے جسمیں موصولہ کتب و رسائل پر بہ نظر اصلاح اپنے ناچیز خیالات پیش کردیتے ہیں کبھی کبھی جگہ کی قلت کا سوال اس اخلاقی فرض کی ادائیگی میں مانع بھی ہوتا رہا لیکن گذشتہ چند ماہ سے اس بارہ میں خاص کوشش کے باوجود بعض کتب و رسائل عرصہ سے اظہار خیال کیلئے رکھے ہوئے تھے، ان ہی میں جناب حکیم مولوی کبیرالدین صاحب کی تشریح کبیر، تشریحی مصطلحات وغیرہ کتب بھی شامل تھیں۔ گذشتہ ماہ بھی کتب و رسائل کافی تعداد میں اسی غرض سے دفتر میں پہنچے۔ ارادہ تھا کہ اس اشاعت میں سب ہی پر کچھ نہ کچھ لکھکر سبکدوش ہوجائیں لیکن پانچ چھ صفحات اسی مقصد کیلئے صرف کردینے کے بعد آخر کچھ چیزیں باقی رہ ہی گئیں جن صاحب کے رسائل اور کتابیں دفتر میں پہنچی ہوئی ہیں وہ اطمینان رکھیں اور مزید تقاضے کی زحمت نہ فرمائیں۔ انشاءاللہ آئندہ ماہ انتظار کے لمحات ختم ہوجائینگے۔

گردن توڑ بخار

«ہمدردِ صحت» اردو میں پہلا طبی رسالہ ہے جسمیں اصلاح و آرٹ کے نقطۂ نظر سے بہترین مرقعے اور کارٹون شائع ہوتے ہیں مرقع کے لئے تو ہمدردِ صحت کے دو صفحات ابتدا ہی سے وقف ہیں کارٹونوں کا سلسلہ گذشتہ اشاعتِ خاص سے شروع ہوا تھا لیکن درمیان میں یہ منقطع رہا، دو تین ماہ سے پھر ہمارے کارٹونسٹ صاحب کی توجہ اس طرف مبذول ہے۔ اس سلسلہ میں ان کو دلچسپ و قابل اصلاح پہلوؤں پر نظر ڈالنی ہی پڑتی ہے چنانچہ گذشتہ ماہ اُنہوں نے گردن توڑ بخار کے متعلق ...... ایک کارٹون بنا ڈالا۔ ہمنے اسی خیال سے کہ تخیل دلچسپ ہے اور اسے کبھی نہ کسی حد تک واقفیت بھی ہے۔ اسکو رسالہ کے صفحات میں جگہ دیدی ہمیں خیال بھی نہ تھا کہ اسکا اثر بھی اتنا ہی دلچسپ اور مفید ہوگا، چنانچہ ادہر کارٹون شائع ہوا ادہر وید حضرات نے اپنی پُرانی کتابوں کی چھان بین شروع کردی، ڈاکٹروں نے خوردبین کے شیشے از سر نو صاف کر کے گردن توڑ بخار کی ماہیت اور اُنکے اثرات کا مطالعہ شروع کیا، ہمارے مکرم جناب حکیم مولوی عبداللطیف صاحب پروفیسر طبیہ کالج علیگڈھ نے بھی اپنے چند دوستوں کو ساتھ لیا، اور طب قدیم کے میدان میں ڈیرے ڈال دیے اور نقوش پا سے سُراغرسانی کی کوشش شروع کردی، اطلاع آئی ہے کہ امرتسر میں بھی ڈاکٹر ایس روڈن جیا ہیلتھ آفیسر کی صدارت میں طبیبوں، ویدوں اور ڈاکٹروں کا مشترک اجلاس گردن توڑ بخار پر بحث و تمحیص کی، دہلی میں بھی اسی قسم کی کوشش ہو رہی ہے

زیر نظر اشاعت

ہمدردِ صحت کی موجودہ جلد کا یہ دسواں نمبر ہے مئی اور جون کے مشترک پرچے کیساتھ یہ جلد مکمل ہوجائیگی اسی لئے کوشش کی گئی ہے کہ مسلسل مضامین اسی پرچہ میں ختم کردیے جائیں، چنانچہ فاضل ادیب حکیم مولوی محمد یوسف صاحب کا مضمون «طب قدیم کے نصاب تعلیم کی تنظیم» اسی پرچے میں ختم کردیا گیا، اسی طرح جناب حکیم مولوی کبیرالدین صاحب کا مضمون «حمّیٰ معویہ» بھی مکمل شائع ہوگیا۔ اگرچہ ایسا کرنے میں اس مرتبہ افسانہ شائع نہیں ہوسکا، اسی طرح مرقع اور کارٹون وغیرہ کے لئے بھی جگہ نہیں نکل سکی، ہمدردِ صحت کے بھی چند مختصر مضمون رہ گئے، تاہم بعض مفید و ضروری مضامین شائع ہوگئے۔ جو مضامین اس پرچے میں شائع نہیں ہوسکے، وہ انشاءاللہ آئندہ درج ہوں گے۔